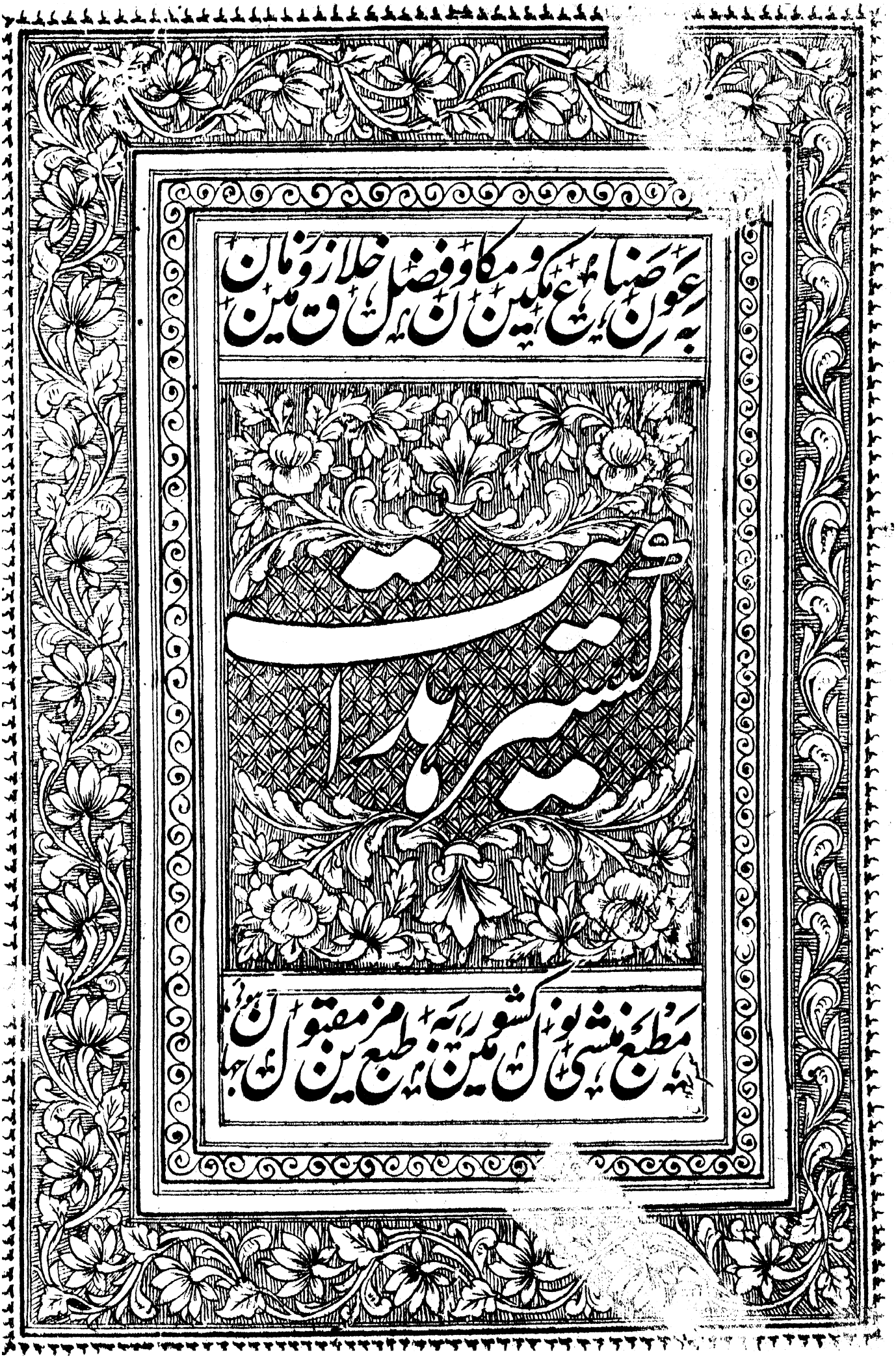
UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232781
UNIVERSAL
LIBRARY




بعون صنایع مکین و مکاو فضل خلاق زمان
مطبع منشی نول کشور مین بطبع مزین مقبول جہان ہوا

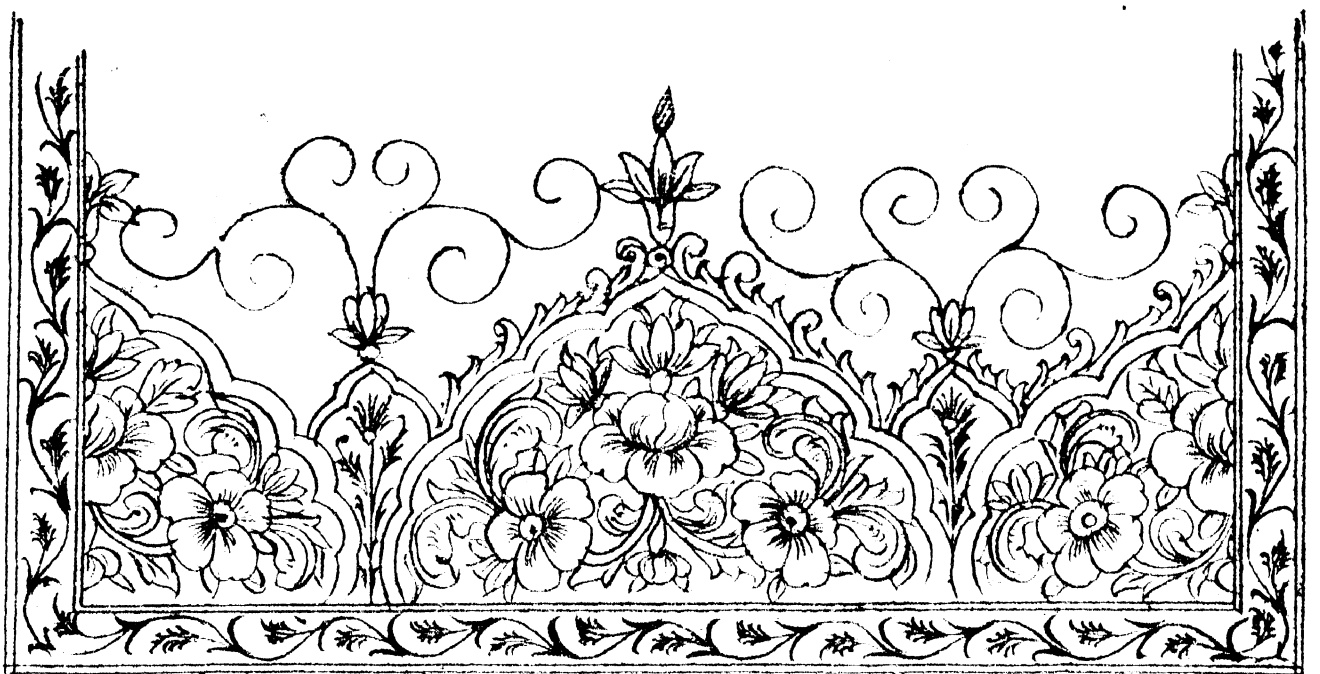
یامقلب القلوب

آنانکه خاک را بنظر کیمیا کنند	آیا بود که گوشه چشمے بما کنند

حمد وثنائے حی القدیر جل شانہ محال ہے اور ثنا خدائے زندہ جاوید علام العلوم فرد بیمقدار سے کیا بعید خدا نے مشت خاک سے آدمی بنایا کالبد [illegible] قال العلیم لا یخلو عن الحکمۃ مین اعجاز ہے کل حکمت آدمی مین مخفی یہ رہے رباعی دوش دیدم کہ ملائک در میخانہ زدند [illegible] صد دو بیمانہ زدند + آسمان بار امانت نتوانست کشید + قرعہ کار بنام من دیوانہ زدند + اگرچہ خاک انسان کی حقیقت ہے مگر آن اکسیر [illegible] سبب ماہیت ہی بیت سیماب خاک ہوے تو مس کو طلا کرے + یہ دل جو خاک ہو تو خدا جانے کیا کرے + خدا جب خاک سے پاک فرماے یہی مشت خاک خاک شفا ہو جاے رباعی رعنا آدم کو کیا خاک سے حق نے پیدا + مسجود ملائک کا اوسے فرمایا + کرتا ہے مگر خاک یہ سجدہ آدم + اللہ رے مشت خاک کا یہ رتبا + مگر مشت خاک آدم جو اکسیر ننگی ہے اسکی روح حقیقت محمدی سے دلیل کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا وَکَانَ اٰدَمُ بَینَ المَاءِ وَالطِّینِ قول رسول پاک ہے غرض روح اکسیر خاک آدم صاحب لولاک لما خلقت الافلاک ہے شعر محمد عربی کا بروی ہر دو سرست + کسیکہ خاک درش مشت خاک برسر اوست + در کے باب مین ارشاد رسالت پناہ ہے حدیث اَنَا مَدِینَۃُ العِلمِ وَعَلِیٌّ بَابُهَا اسپر گواہ ہے ازاسے وجود مظہر اتم ولایت مآب ہے جب ہی خطاب ابوتراب سے پوجھے وہ اکسیر مشت خاک آدم کیا ہوئی طرح مار الحیات نون حسینی سے خاک شفا ہوئی اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّونَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِینَ اٰمَنُوا صَلُّوا عَلَیهِ وَسَلِّمُوا تَسلِیمًا وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَهلِ بَیتِهٖ وَصَحبِهٖ جَمِیعًا مگر قرآن مین لَا تَقُولُوا لِمَن یُقتَلُ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ اَموَاتٌ آیا ہے اور مُوتُوا قَبلَ اَن تَمُوتُوا بھی خدا نے فرمایا ہے آرے بیت کشتگان خنجر تسلیم را + ہر زمان از غیب جان دیگرست + پس اگر زندہ جاوید ہونا درکار ہو تو مقلب القلوب سے قلب ماہیت کا خواستگار ہو اسیکے واسطے یہ سہل سا نسخہ بیان کرتے ہین راز مَن عَرَفَ نَفسَهٗ فَقَد عَرَفَ رَبَّهٗ عیان کرتے ہین کیمیا کا ہر جزو یہی نفس و روح و جسد ہے جسد عنصر خاکی روح حقیقت محمدی نفس پر تو ذات صمد ہے اسی مراد سے العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان قول ختم مرسل ہے عارف نفس کے واسطے اسیقدر ساقل و دل ہے فی الحقیقت علم و عمل سے شناخت انسان ہے جب یہ نہو تو بدتر از حیوان ہے اگرچہ علم معرفت خاندان نبوت سے سینہ بسینہ چلا آیا مگر شان رحمۃ للعالمین حضرت نے بالآخر سفینہ مین ہو نجایا اسلیے نسخہ کیمیا عزیز دلہا ہے ہر موس علم و عمل کو اوسکی تمنا ہے الحمد للہ کہ نسخہ کیمیا بشکل فارسی ہاتھ آیا ہے اور معرفت تصوف و تہذیب اخلاق روح سے قلب ماہیت آدم خاکی کر دکھایا ہے مگر مثال بیت کیمیا و سیمیا و ہیمیا + این نباشد جز بذات اولیا + فی زمانہ علمیت فارسی بھی حکم کبریت احمر ہے اور کیمیا لیمیا ہیمیا سیمیا رسیما کا سترکیطرح معرفت اور تہذیب اخلاق مین بالکل مستتر ہے از انجا کہ علم و عمل پر مدار کمال شناخت انسانی ہے اور برادر ما خَلَقتُ الجِنَّ وَالاِنسَ اِلَّا لِیَعبُدُونِ کی معرفت نفس و ذات فاصل زندگانی ہے لہذا حسب ایماے راقم مقبول بارگاہ صمد مولوی فخر الدین احمد نے نسخہ کیمیاے سعادت کو فارسی سے اردو سلیس مین ترجمہ فرمایا ہے عبارات دقیق اور آیات قرآنی اصل کتاب کا سب مدعا ہو لکھا ہے برعایت نام اصل کتاب اکسیر ہدایت اوسکا اسم اعظم ہے اسم باسمے بلکہ اکسیر محض ہے کچھ صرف کتاب اہل اسلام نہین دنیا مین کسکو معرفت و تہذیب اخلاق سے کام نہین تصوف تعصب سے مبرا ہے نظر موحد کثرت مین وحدت پیدا ہے یہی جسم و جان سے یہی انسان ہے ایک حقیقت ہے مگر شرط معرفت ہے بسکہ اصل کتاب نسخہ مشہور عام تھا ترجمہ مفید انام تھا چونکہ ہمکو رفاہ بریہ پیش نظر ہے قدر علم و ہنر ہے اسلیے اس یادگار ترجمہ کو طبع کیا سنگ طبع نے پارس کا کام دیا امید ہے کہ مطالعہ اکسیر ہدایت سے حاصل کیمیاے سعادت ہو تہذیب اخلاق سے قلب ماہیت ہو نفس امارہ مثل سیماب قائم النار ہو جاے عمل اکسیر ہدایت شد ید القلب کو خاکسار بناے قال مبدل بحال ہو آئین و آن سے فارغ البال ہو تا رکی کا ہے کو خاک بسر کن غم ایام را + کلام ہو مشت خاک آدم کی مٹی عزیز ہو نیز انجام ہو قلب ماہیت انسان کو باون تولہ پاورتی اکسیر ہدایت ہے مگر خاکسار کو نہ صرف اسی پر قناعت ہے بمیشہ اشاعت علوم و ترویج کتب آب و گل مین مخمر ہے رفاہ عام و فلاح انام مد نظر ہے جب ہی بصرف کثیر کتاب اجیار العلوم مصر سے منگا کر باتمام صحت چھاپی ہے اوسپر طرہ کہ اب برائے فیض عام قلیل الاستعداد کے ترجمہ کی ہے فاضل جلیل عالم بعدیل مولوی محمد احسن صاحب مدرس عربی بریلی نے ترجمہ فرمایا ہے ترجمہ احیا مین معجز قابلیت دکھایا ہے چارون جلد کا ترجمہ آگیا ہے انظام طبع ہو رہا ہے یہ امر کیے از ہزار ہے کارخانہ کا سنتے نمونہ از خروار ہے اسلیے یہ کارخانہ الوالعزم مستوجب امداد ہے علم دوستون سے طالب مراد ہے چون اول با آخر نسبتے دارد مشہور ہے اسلیے خاتمہ دیباچہ بھی حمد پر پر ضرور ہے خاکسار کو اہی الوالعزمی پر کیب ناز ہے بلکہ درگاہ ایزدی پر روے نیاز ہے جسکی حمایت سے ہماری سعی خیر کا سرانجام ہوتا ہے اس ضمن مین رفاہ عام ہوتا ہے لاکہہ شکر ہے کہ لاکھون کتاب چھپی تو سال سے اس کارخانہ کو ترقی روز افزون رہی یہ سب عین ایزدی افضال ہے ورنہ بندہ کیا مال ہے زمانہ کا اعتبار نہین اعتماد چیرخ کجدار نہین باللہ تستعین و ہو ارحم الراحمین بیت یَلُوحُ الخَطُّ فِی القِرطَاسِ دَهرًا + وَکَاتِبُهٗ رَمِیمٌ فِی التُّرَابِ + راقم بندہ رب غفور

نول کشور خاکسار بمقدار مالک مطبع اودہ اخبار

فقط



بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ از مترجم

ولا حمد الٰہی ہو رقم کیا — کہ مین کیا اور مرا دست و قلم کیا — سیاہی ہون اگر سب بحر زخار — بنی گر کلک قلم ہر شاخ اشجار

زمین کی صفحہ پہ ہر لحظہ ہر آن — ابد تک گر لکھین سب جن و انسان — رقم ہرگز نہو اک شمہ اوسکا

اگر ہی ترک مین اوسکی یہی ڈر — کہ ہو جائی نہ یہ مجموعہ ابتر — تمنا ہی طلب ہی التجا ہے

سبہون پر عام ہی انعام تیرا — کہ منعم ہے خدایا نام تیرا — کہ ہون تحمید مین مجبور و مضطر

مری یہ عاجزی ہی تجکو معلوم — ثواب حمد سی رکہنا نہ محروم — مری دفتر مین حمد ایسی رقم کر

مری قدرت سی باہر ہو سراسر — تری نعمت کی یارب ہو برابر — ملائک فی بشر فی اور جنون فی

وہ حمد پاک جسمین ہو یہ تاثیر — رہون دنیا مین مین باعز و توقیر — مین دنیا مین رہون عاشق و عسرت

وہ حمد پاک جو حاجت روا ہو — نکالی دل کا جو جو مدعا ہو — رہون کونین مین مین جس سی برخوردار

وہ حمد پاک جو لائق ہو تیرے — وہ حمد پاک جو کام آئی میرے — کہ دور جرم و عصیان سی شفا ہو

وہ حمد پاک جس سی تو ہو راضی — وہ حمد پاک جس سی مین ہون ناجی — دم مردن نہ شیطان سی ضرر ہو

وہ حمد پاک جو جنت دلائے — عذاب قبر و دوزخ سی بچائے — بتادی ای خدا جو راہ تیری

وہ حمد خاص جس سی دل ہو روشن — فتیلہ ہون رگین اور خون روغن — خیال ماسوی دل سی بہلائے

وہ حمد خاص جس سی انپی ہستی
جدہر دیکھون اودہر تو ہی نظر آوے
ددی کا پردہ چشم دلسی اوٹھجاے

نہین تیری سوا کوئی جہانمین
زمین مین آسمان مین لامکانمین
جو کچھ موجود ہوتا ہی یہ علوم
یہ ہستی ہی فقط اک امر موہوم

تو ہی اول ہی اور آخر تو ہی ہی
تو ہی باطن ہی اور ظاہر تو ہی ہی
دعائین حمد مین نی جو ہا مین
کہو یارو کہ آمین ثم آمین

نعت

بھلا مین اور نعت شاہ لولاک
کرون کیا نعت احمد ہای مہمات
مثل ہی منہ ذرا سا اور بڑی بات

جو حق نعت ہی ممکن نہین وہ
خدا خود کر رہا ہے جسکی تعریف
بھلا بندہ کرے کیا اوسکی توصیف

مگر دل اب نہین رکتا ہی روکے
محمدؐ سرور ہر دو جہان ہے
محمدؐ افسر کون و مکان ہے

جو صورت دیکھو تو شان خدا ہے
کلام پاک فرمان خدا ہے
خدا عاشق ہی اور معشوق وہ ہے

خدا ہی نور وہ نور خدا ہے
اوسی سے نور حق ظاہر ہوا ہے
اگر آئینۂ وحدت نما ہے

حقیقت سی ہوئی جو اوسکی آگاہ
وہ دل ہی بول اوٹھی اللہ اللہ
درود اوسپر پڑہون وقت اوسکے

عدد مین جسقدر رہو تجھکو معلوم
وہ ہون موجود یا ربی کہ معدوم
اور اونکی آل اور اصحاب سب پر

محبت آپ کی ہی اصل ایمان
کہ ایمان کا لبدی اور وہ جان
بیان قالب بیجان ہی بیکا

خدایا ایسی الفت دی نبی کی
رہی باقی نہ پھر خواہش کسی کی
مرا دل طائر قبلہ نما ہو

محبت سب کی میری لسی کھو دے
مجھے عشق محمدؐ مین ڈبو دے
دعائین فخر عاصی کی نہون رد

اب بھائیو تم ذرہ میری سنو مین سراپا گناہ ہمہ تن قصور امیدوار رحمت غفور ذلیل ترین انام **فخر الدین احمدؐ** برائے نام۔ بدنام کنندہ نکونامی چند ہون جناب غفران مآب مولوی **ظفر احمدؐ** صاحب صدیقی کا فرزند ہون لکھنؤ میرا وطن ہے فرنگی محل مسکن ہے مالک العلما انور **محمد حیدرؐ** صاحب مغفور کا نواسا ہون حضرت مولانا **محمد قدرت علیؐ** صاحب مرحوم کا پوتا ہون آن حضرات کے فضل و کمالات دیکھکر اپنی نالیاقتی پر روتا ہون جناب کرامت مآب حضرت مولانا شاہ **محمد عبد العالیؐ** صاحب قدس سرہ کا مرید اور خادم ہون وائے بر ما کہ ایسے پیر و مرشد کامل کی پیروی اور تعمیل ارشاد نہین ہو سکتی سخت نادم ہون **بیت** — صَرَفْتُ الْعُمْرَ فِی لَهْوٍ وَّلَعِبٍ فَاهَا ثُمَّ اهَا ثُمَّ اهَا۔ حق تعالی مجھپر اپنا فضل و کرم کرے علم و عمل مین مجھے اونکا قدم بقدم کرے آمین ثم آمین بحق طٰہٰ و یٰسین

سبب تالیف

کیمیای سعادت جو کتاب ہے حقیقت مین اسم با مسمی اور لاجواب ہے آمین جو چار عنوان اور چار ارکان ہین فی الحقیقت

لیکن ایمان میں اضافہ ہیں سی کتاب کو اوسکے مثل سمجھنے کا محل نہیں احیاء العلوم کے سوا کوئی اور سکا نعم البدل نہیں ہے جادہ قویم پیشوائے صراط مستقیم مرشد منہاج طریقت خضر شوارع شریعت کے افاضات سے ہے یعنی امام الانام حجۃ الاسلام حضرت محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یا تعاقب الایام واللیالی کی تصنیفات سے ہے اگر امام صاحب کا نام بال کرامت اشتمال تحریر میں آئے تو دیباچہ دفتر مناقب بجائے یہی علماء اربانیون پیغمبر ہیں مرتبہ میں انبیاء بنی اسرائیل کی مہسر ہیں سمجھے اور ہر مسلمان کو خدا اونکی محبت نصیب کرے اور اونکے اتباع کی توفیق دے + آمین یارب العالمین +۔

ایک دن جناب عالی ہمم مصدر فیض وکرم عمیم الاحسان کریم الامتنان فیضرسان صاحب وضع وتالیف قدردان وضیع وشریف امیر یا فقیر سہ تن خلق سراپا مروت جناب منشی **نول کشور** صاحب سلامت کی خدمت اکسیر خاصیت میں یہ سمجھکر ان حاضر تھا کیمیای سعادت کا کچھ ذکر ہوا ازراہ فیضرسانی مجھسے فرمایا یہ مضمون افادت مقرون زبان مبارک پر آیا کہ اس کتاب کامل النصاب کی فارسی عبارت ہے اور اس زمانہ میں لوگون کو اردو کی طرف زیادہ رغبت ہے اور یہ فارسی قدیم کم استعداد لوگون کی سمجھ میں بخوبی نہیں آتی ہے طالبون کی کیمیا کچھی رہ جاتی ہے ہمیں بدل منظور ہے کہ تو اس نسخہ کی ترکیب بدل کر تیار انام ہو اردو میں ترجمہ کر کہ فیض عام ہو ایک تو اونکا فرمانا دوسرے عاصی نے اس امر کو موجب سعادت دارین جانا دل سے منظور کیا تعمیل ارشاد میں مشغول ہوا الحمد للہ کہ سنہ بارہ سو بیاسی ہجری میں اس امر اہم کا انجام ہوا **اکسیر ہدایت** ترجمہ **کیمیای سعادت** اس کتاب کا نام ہوا یہ لفظی ترجمہ نہیں بلکہ حتی المقدور کتاب کا مطلب اپنے محاورہ اور روزمرہ کے موافق تحریر ہے عمداً کہیں تبدیل ہے نہ تغیر ہے ہاں کہیں کسی اجمال کی تفصیل کے واسطے کوئی لفظ یا فقرہ بڑہایا ہے اگر مطلب کے موافق کوئی شعر برمحل یاد آگیا تو بے اختیار زبان قلم پر آیا ہے چونکہ امام عالیمقام مصنف کیمیای سعادت شافعی المذہب تھے لہذا برادران حنفی المذہب کو چاہیے کہ مسائل فقہیہ میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کی پیروی کریں آپنے مذہب کے علماء سے فتوی پوچھ لیں اور ناظرین باریک بین سے امید ہے کہ بمقتضائے لِلْاِنْسَانِ مَسَاوِقُ النِّسْیَانِ اگر اس سمجھدان سے کہیں غلطی ہوئی ہو تو اوسے بنظر اصلاح ملاحظہ فرمائیں عاصی کو دعائے خیر سے یاد کریں مورد الزام نہ بنائیں اور درگاہ الٰہی میں یہ دعا ہے کہ اس کتاب کو عاصی پر معاصی کے حق میں منجملہ باقیات صالحات کرے اپنی رحمت کاملہ سے اس مشقت شاقہ کو میرے واسطے دنیا میں سبب راحت عقبیٰ میں موجب نجات کرے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین +

التماس

مالکان مطابع بلاد وامصار تاجران ہر شہر و دیار کی خدمت میں التماس ہے کہ مترجم کتاب کیمیای سعادت مؤلف نسخہ **اکسیر ہدایت** نے قدردان مترجم و واضع جناب منشی **نول کشور** صاحب المطابع کی فرمایش اور امداد سے یہ ترجمہ کیا اور اپنا حق المحنت جناب موصوف کو نذر اور ہبہ کر دیا کوئی صاحب اور کسی چھاپہ خانہ میں اسکی نقل نہ چھاپیں نہ چھپوائیں جسکو نسخون کی ضرورت ہو مطبع منشی نول کشور سے خرید فرماویں فقط

العبد فخر الدین احمد عفر اللہ لہ

بعون صنایع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان نسخه

اشتهارات

مطبع منشی نول کشور و مطبع مرزا مقبول جهان هوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

شکر و سپاس بیقیاس آسمان کے تاروں اور مینہ کے قطروں اور درختوں کے پتّوں اور میدان کی ریت اور زمین آسمان کے ذرّوں کے برابر اوسی خدا کے لیے ہے کہ یگانگی جسکی صفت ہے اور بزرگی بڑائی برتری اچھائی جسکی خاصیت ہے اوسکے جلال کے کمال سے کوئی بندہ آگاہ نہین اوسکی معرفت کی حقیقت مین اوسکے سوا کسی کو راہ نہین بلکہ اوسکی حقیقت معرفت مین اپنی عاجزی کا اقرار کرنا صدیقون کی معرفت کا منتہا ہے اور اوسکی حمد و ثنا مین اپنی تقصیر کا مقر ہونا فرشتون اور پیغمبرون کی ثنا کی انتہا ہے اوسکے جلال کی پہلی چمک مین حیران رہ جانا عقلمندون کی عقل کی غایت ہے اوسکے جمال کی نزدیکی ڈھونڈھنے مین متحیر رہ جانا سالکون اور مریدون کی نہایت ہے اوسکی اصل معرفت کی امید توڑ دینا اپنا جی چھوڑ دینا ہے اوسکی معرفت مین دعوی کمال کرنا تشبیہ اور تمثیل کا خیال کرنا ہے اوسکی ذات کے جمال کے ملاحظہ سے چکا چوند سب آنکھون کا حصّہ ہے اوسکی عجیب صنعتین دیکھنے سے معرفت ضروری سب عقلون کا ثمرہ ہے کوئی شخص ایسا نہو کہ اوسکی ذات کی عظمت مین سوچ کرے کہ کیونکر ہے اور کیا ہے کوئی دل ایسا نہو کہ اوسکی عجیب صنعتون سے ایک لحظہ غافل رہے کہ اونکی ہستی کیا ہے اور کسکی قدرت سے برپا ہے تاکہ ضرور پہچانے کہ سب اوسی کی قدرت کے آثار ہین اور اوسی کی عظمت کے انوار ہین اور سب عجائب غرائب اوسی کی حکمت کا ہے اور سب پرتو جمال اوسی حضرت کا ہے اور جو کچھ ہے اوسی سے ہے اور سب اوسی کے سبب سے ہے بلکہ خود سب وہی ہے کہ کسی چیز کو اوسکی ہستی کے سوا حقیقت مین ہستی نہین ہے بلکہ سبھون کی ہستی اوسی کی نور ہستی کی پرچھائین ہے اور درود نامحدود محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ وہ سب پیغمبرون کے سردار اور رہنما اور راہ بر ہر ایماندار ہین اور اسرار ربوبیت کے امانت دار اور برگزیدۂ حضرت پروردگار ہین اور اونکے یارون اور اہل بیت پر کہ اونمین سے ہر ایک امت کا پیشوا ہے اور شریعت کی راہ دکھانیوالا ہے اما بعد اے عزیز از جان اس بات کو جان

کہ خدا نے آدمی کو کھیل اور پھر باتون کے واسطے نہین پیدا کیا ہے بلکہ اوسکا کام اور خطر بڑا ہے اسواسطے کہ اگر وہ ازلی نہین تو ابدی ضرور ہے یعنی اگر ہمیشہ سے نہین تو ہمیشہ تک ہے اور اگرچہ اوسکا بدن مٹی کا ناچیز ہے مگر اوسکی روح کی حقیقت ربانی اور عزیز ہے اور اوسکی اصل اگرچہ چرند درند شیاطین کی صفتون سے ملی ہے اور اس میل مین بھری ہے مگر جب مشقت کی گھر یا مین رکھی جاتی ہے تو اس آلایش سے پاک ہوکر درگاہ الٰہی کی قربت کی قابلیت پائی ہے اسفل السافلین سے اعلیٰ علیین تک سب بیچ اونچ اوسی کا کام ہے اسفل السافلین اوسکا یہ ہے کہ چرند درند شیاطین کے مقام مین گرکر خواہش اور غصہ کے پھندہ مین پھنسے اور اعلیٰ علیین اوسکا یہ ہے کہ ملائکہ کے درجے پر پہونچے مثلاً خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے نجات پائے یہ دونون اوسکے قیدی ہون وہ انکا بادشاہ بن جائے جب یہ مرتبہ بادشاہی اوسے حاصل ہوتا ہے تب وہ جناب الٰہی کی بندگی کے قابل ہوتا ہے اور یہ بندگی کی قابلیت صفت ملائکہ ہے اور آدمی کا کمال مرتبہ یہ ہے جب حضرت الٰہی کے جمال کی محبت کا مزا اوسے حاصل ہوتا ہے تو اوسکی دید سے اکیدم صبر نہین کرسکتا اور جمال لازوال کی دید اوسکی عشرت ہوجاتی ہے اور آنکھ بیٹ فرج کی شہوت کے حصہ مین جو بہشت ہے وہ اوسکے نزدیک ہیچ اور زشت ہوجاتی ہے چونکہ ابتداے پیدایش مین آدمی کی اصل ناقص اور ناچیز ہے تو اوسے منتہاے درجہ کمال کو پہونچنا ممکن نہوگا مگر مشقت اور علاج کرنے سے جسطرح وہ کیمیا جو تانبے پیتل کو پاک صاف کرکے سونا کردیتی ہے نہایت دشوار ہے ہر ایک اوسے نہین پہچانتا اوسیطرح یہ کیمیا بھی جو آدمی کی اصل کو چار پاگی کی کثافت سے ملائکہ کی صفائی اور نفاست کو پہونچاتی ہے کہ اوس صفائی کی بدولت سعادت ابدی ہاتھہ آتی ہے مشکل ہے ہر ایک نہین جانتا اس کتاب کی نیو ڈالنے سے اوسی کیمیا کے اجزا کا بیان مقصود ہے جو حقیقت مین کیمیاے سعادت ابدی ہے اسواسطے **کیمیاے سعادت** اس کتاب کا ہمنے نام رکھا کیمیا کا نام اس کتاب سے بہت مناسب ہے اسواسطے کہ تانبے اور سونے مین زردی اور بہاری پنے کے سوا اور کچھ فرق نہین اور اوس کیمیا سے دنیا مین مالدار ہونیکے سوا کچھ حاصل نہین دنیا چند روزہ ہے اور دولت دنیا خود کیا ہے اور چارپایون کی عادات اور ملائکہ کی صفات مین زمین آسمان کا فرق ہے اور اس کیمیا کا ثمرہ سعادت ابدی ہے کہ اوسکی مدت کی غایت نہین اور اوسکی نعمتون کے اقسام کی نہایت نہین اور کسی میل کو اوسکی صفاے نعیم مین دخل نہین یہ کتاب حقیقت مین کیمیا ہے اسکے سوا اور کسی چیز کو کیمیا کہنا عاریت اور بیجا ہے **فصل** العزیز جان تو کہ جسطرح کیمیاے زر ہر ایک بوڑہیا کی گرستی مین لوگ نہین پاتے بلکہ بڑے آدمیون اور بادشاہون کے خزانہ مین پاتے ہین اوسیطرح کیمیاے سعادت ابدی بھی ہر جگہہ نہین پاتے خزانۂ ربوبیت مین پاتے ہین اور خداوند کریم کا خزانہ آسمان مین فرشتون کی ذات ہے اور زمین مین انبیا کے قلوب جو کوئی یہ کیمیا درگاہ نبوت کے سوا اور کہین ڈہونڈہیگا راہ بھولیگا آخر کو دہوکا کہائیگا خیال خام کے سوا کچھ ہاتھہ نہ آئیگا قیامت مین اوسکی مفلسی ظاہر ہوجائیگی تمام خلق اوسکے کھوٹے پیسے سے ماہر ہوجائیگی اوسکی اولٹی سمجھہ کھل جائیگی فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اوسے ندا آئیگی ارحم الراحمین کی بڑی رحمتون سے ایک یہ رحمت ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر صلوات اللہ علیہم دنیا مین بھیجے کہ اس کیمیا کا نسخہ خلق کو سکھائین نقد دل کو مشقت کی گھر یا مین رکھنا بتائین اور یہ کہ برے اخلاق جنسے دل کثیف اور میلا ہوتا ہے دل سے کینوکر دور کرین اور اوصاف حمیدہ سے خانۂ دل کسطرح معمور کرین سبکو تعلیم فرمائین اسیواسطے حق تعالےٰ نے پاکی اور بادشاہت کے ساتھہ جسطرح اپنی تعریف کی اوسیطرح انبیا صلوات اللہ علیہم کے بھیجنے پر بھی اپنی توصیف کی اور مخلوق پر اپنا احسان جتایا یعنی یون فرمایا يُسَبِّحُ لِلَّهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ الْعَزِيزِ الْحَكِيمِ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ یہ کیسم کے یہی معنی ہین

کہ بُرے اخلاق جو جانورون کی صفت ہے رسول اونسے چھوڑائے اور یعلمہم الکتاب والحکمۃ سے یہی مراد ہے کہ صفات ملائکہ کا خلعت اونکو پہنائے اور اس کیمیا سے یہی غرض ہے کہ نقصان کی باتین جو نہ چاہین اونسے آدمی پاک اور مُعرا ہو اور کمال کی جو صفتین ہین اونسے آراستہ ہو سب کیمیا مین بڑی کیمیا یہ ہے کہ دنیا سے مُنہ پھیرے اور خدا کیطرف توجہ کرے جیسا کہ پہلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالے نے تعلیم فرمایا واذکر اسم ربک وتبتل الیہ تبتیلا کے یہی معنی ہین کہ سب سے رشتہ تعلق توڑے اور بالکل اپنے تئین اپنے معبود کے اختیار مین چھوڑ دے یہ اس کیمیا کا مجمل بیان ہے اور اسکی تفصیل دراز ہے اور بے پایان لیکن چار چیزون کی معرفت اوسکا عنوان ہے اور چار معاملون کا پہچاننا اوسکے ارکان اور ہر رکن کی دس اصلین ہین پہلا عنوان یہ ہے کہ آدمی اپنی تئین پہچانے دوسرا عنوان یہ ہے کہ حق تعالے کو پہچانے تیسرا عنوان یہ ہے کہ دنیا کی حقیقت پہچانے چوتھا عنوان یہ ہے کہ حقیقت آخرت پہچانے اور ان چار چیزون کا جاننا حقیقت مین معرفت مسلمانی کا عنوان ہے لیکن معاملہ مسلمانی کے ارکان چار ہین دو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہین اور دو باطن سے دو جو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہین وہ یہ ہین پہلا رکن خدا کے احکام کا بجالانا ہے عبادات کہتے ہین دوسرا رکن اپنے حرکات سکنات اور معیشت مین اونکو نگاہ رکھنا اسے معاملات کہتے ہین اور دو رکن جو باطن سے علاقہ رکھتے ہین یہ ہین پہلا رکن بُرے اخلاق مثلاً غصہ کینہ بُغض حسد و غرور خودبینی وغیرہ سے دلکو پاک رکھنا اور انمین اخلاق کو مہلکات اور راہ دین کے عقبات کہتے ہین دوسرا رکن اچھے اخلاق مثلاً صبر شکر محبت رجا توکل وغیرہ سے دلکو آراستہ کرنا ان اخلاق کو منجیات کہتے ہین پہلا رکن جسمین عبادت کا بیان ہے اوسکی دس اصلین ہین پہلی اصل اہل سنت کے اعتقاد کے بیان مین دوسری اصل طلب علم کے بیان مین تیسری اصل طہارت کے بیان مین چوتھی اصل نماز کے بیان مین پانچوین اصل زکوۃ کے بیان مین چھٹی اصل روزہ کے بیان مین ساتوین اصل حج کے بیان مین آٹھوین اصل تلاوت قرآن کے بیان مین نوین اصل ذکر اور دعاؤن اور وظیفون کے بیان مین دسوین اصل وظیفون کی ترتیب کے بیان مین دوسرا رکن معاملات کے آداب کے بیان مین اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب کے بیان مین دوسری اصل آداب نکاح کے بیان مین تیسری اصل سوداگری اور پیشہ کے آداب کے بیان مین چوتھی اصل طلب حلال کے بیان مین پانچوین اصل صحبت کے آداب کے بیان مین چھٹی اصل گوشہ نشینی کے آداب کے بیان مین ساتوین اصل آداب سفر کے بیان مین آٹھوین اصل راگ اور حال کے آداب کے بیان مین نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے آداب کے بیان مین دسوین اصل رعیت پروری اور بادشاہی کے بیان مین تیسرا رکن مہلکات کے بیان مین ہے اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل ریاضت نفس کے بیان مین دوسری اصل پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج کے بیان مین تیسری اصل بات کی ہوس اور زبان کی آفتون کے علاج کے بیان مین چوتھی اصل غصہ اور کینہ اور حسد کے علاج کے بیان مین پانچوین اصل محبت دنیا کے علاج کے بیان مین چھٹی اصل محبت مال کے علاج کے بیان مین ساتوین اصل جاہ و حشمت کے علاج کے بیان مین آٹھوین اصل ریا اور نفاق کے علاج کے بیان مین نوین اصل تکبر اور نخوت کے علاج کے بیان مین دسوین اصل غرور اور غفلت کے علاج کے بیان مین چوتھا رکن منجیات کے بیان مین ہے اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل توبہ کے بیان مین دوسری اصل شکر اور صبر کے بیان مین تیسری اصل خوف و رجا کے بیان مین چوتھی اصل درویشی اور زہد کے بیان مین پانچوین اصل نیت اور دوستی اور بیع کے بیان مین چھٹی اصل مراقبہ اور محاسبہ کے بیان مین ساتوین اصل

تفکر کے بیان مین آٹھوین اصل توحید اور توکل کے بیان مین نوین اصل محبت اور عشق الہی کے بیان مین دسوین اصل موت کو یاد کرنے اور موت کے حال کے بیان مین کیمیای سعادت کے ارکان اور اصول کی فہرست یہی ہے ہم اس کتاب مین چار عنوان اور چالیس اصلونکی صاف صاف شرح کرینگے اور قلم کو مشکل عبارت اور باریک مضمون سے باز رکھینگے کہ یہ کتاب عام فہم ہو اسواسطے کہ اگر کسی کو تحقیق اور تدقیق کی رغبت ہو تو اسکے سوا اور عربی کتابون کا مطالعہ کرے مثلاً احیاء العلوم جو اپنا اقران یا اور تصانیف جو اس علم مین ہین اور اس کتاب سے فقط عوام کا سمجھانا مقصود ہے اسواسطے کہ بعض لوگون نے درخواست کی کہ یہ علم فارسی عبارت مین لکھا جائے تاکہ مطلب جلد ہی سمجھ مین آئے خداوند کریم اونکی اور میری نیت کو پاک و صاف رکھے ریا اور تکلف کے میل سے شفاف رکھے اپنی رحمت کا خالص امیدوار بنائے صواب کا دروازہ مفتوح فرمائے مددگار و رفیق خدای عزوجل ہے جو زبان پر آئے اوسی پر عمل ہے کہ جس بات مین عمل نہو وہ رایگان ہے کہنا اور عمل نہ کرنا قیامت کو موجب وبال و زیان ہے نعوذ باللہ منہا

آغاز کتاب مسلمانی کے عنوان کے بیان مین مسلمانی کے چار عنوان ہین + + +

پہلا عنوان مسلمانی کا یہ پہلا عنوان ہے اسمین اپنے تئین پہچاننے کا بیان ہے +

العزیز یہ جان اور یقین مان کہ اپنی تئین پہچاننا حق تعالی کی معرفت کی کنجی ہے اسیواسطے کہا ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ اور اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ یعنی اپنی نشانیان جہانمین اور اونکی ذاتون مین ہم اونکو دکھاتے ہین تاکہ حق کی حقیقت اونمین ظاہر ہو العزیز کل کائنات مین کوئی چیز تجھسے زیادہ تیرے قریب نہین جو تو اپنی تئین پہچانیگا اور کونسا جانیگا نادانیا تو کہیگا کہ ہم اپنے تئین پہچانتے ہین تو یہ خطا کریگا کہ ایسی پہچان خدا کی معرفت کی کنجی نہین ہوسکتی کیونکہ یہ تو اپنے تئین جانور بھی پہچانتے ہین جیسا تو انہونے اپنا سر منہ ہاتھ پاون گوشت پہچانتا ہے اور اپنے باطن کا اتنا حال جانتا ہے کہ جب بھوکا ہوتا ہے روٹی کھاتا ہے جب غصہ مین ہوتا ہے کسیسے بھڑتا ہے جب تجھپر شہوت غالب ہوتی ہے نکاح کا ارادہ کرتا ہے اس بات مین سب جانور تیرے برابر ہین تجھے اپنی حقیقت ڈھونڈنا چاہیے کہ تو کون ہے کہان سے آیا ہے کدہر جائے گا یہان کیون آیا ہے اور خدا نے تجھے کس کام کے لیے پیدا کیا ہے تیری نیکبختی کا ہے مین ہے اور تیری بدبختی کس امر مین ہے اور یہ صفتین جو تجھمین ہین انمین سے بعض چرند و درند بعضے شیاطین بعضے فرشتون کی ہین انمین سے تو کون ہے اور تیری اصل حقیقت کیا ہے اور کون کونسی صفت تجھمین عاریت ہے جبتک تو یہ نہ جانیگا اپنی سعادت نہ ڈھونڈھ سکیگا اور انمین سے ہر ایک کی غذا الگ الگ ہے اور سعادت جدا جدا کھانا پینا سونا موتا اور قوی ہونا چارپایون کی غذا اور سعادت ہے اگر تو چارپایہ ہے دنرات یہی کوشش کریگا کہ تیرا پیٹ اور فرج کا کام بنے اور بڑا اور بڑا کھانا کھیا درندون کی غذا اور سعادت ہے اور شہر نکالنا حیلہ اور مکر کرنا شیطان کی غذا ہے اگر تو یہی انہین مین سے ہے تو انکے کام مین مشغول رہ کہ تو آرام پائے اور اپنی نیکبختی تجھے ہاتھ آئے اور خدا کا جمال دیکھنا فرشتون کی غذا اور سعادت ہے غصہ کو اور چارپایون اور درندون کی صفتون کو انمین دخل نہین اگر تو فرشتون کی اصل کو اپنی اصل مین کوشش کر کہ تو جناب الہی کو پہچانے اور اس جمال کے مشاہدہ مین راہ پائے اور اپنے تئین شہوت اور غصہ کے ہاتھ سے چھوڑائے اور یہانتک تلاش کر کہ تجھکو یہ معلوم ہو جاوے کہ خدا نے چرند و درند کی صفتین تجھمین کیون پیدا کی ہین آیا یہ سب پیدا کی ہین کہ وہ تجھے اپنا قیدی بنائین اور تجھے اپنی خدمت مین لائین اور دن رات بیگار پکڑے رہین یا اسواسطے کہ تو اونکو اپنا قیدی کرے اور جو سفر کہ تجھکو پیش ہے اوسمین اپنا تابعدار بنائے ایک کو سواری مین لائے دوسرے کو اپنا ہتیار بنائے اور چند دن جو تو اس منزل مین ہے اونکو اپنے کام مین رکھے کہ اونکی مدد سے سعادت کا بیج تیرے ہاتھ لگے تب تو انہین اپنی راہ مین چھوڑ دے اور اپنی

سعادت کے مقام کی طرف متوجہ ہو جائے خاص لوگ اس مقام کو خبا البیت کہتے ہین اور عوام جنت کہتے ہین اور یہ سب باتین تجھے جاننا ہین
کہ تجھہ اپنی معرفت تجھے حاصل ہو اور جسنے یہی نجانا دین سے خجالت اوسکا حصہ رہا اور دین کی حقیقت سے اوسے پردہ رہا **فصل** العزیز اگر تجھے اپنے تئین
جاننا منظور ہے تو یہ بات جاننا ضرور ہے کہ خدا نے تجھکو دو چیزون سے پیدا کیا ہے ایک ظاہری ڈہانچا جسے بدن کہتے ہین اور جسکو ظاہر آنکھہ سے
دیکھہ سکتے ہین دوسرے باطنی معنی ہین کہ اوسکو نفس اور دل اور جان کہتے ہین اور اوسے فقط باطن کی آنکھہ سے پہچان سکتے ہین ظاہر کی آنکھہ سے
نہین دیکھہ سکتے اور یہی باطنی معنی تیری حقیقت ہے اور اس معنی کے سوا اور جو چیزین ہین وہ اوسکی تابع اور لشکر اور خدمتگار ہین اور ہم
اس حقیقت کو دل کہتے ہین ہم جب دل کی بات کہین گے تو العزیز جان تو کہ دل سے یہی حقیقت انسان مراد لین گے اور اس حقیقت کو کبھی
روح کہتے ہین کبھی نفس اور دل سے وہ گوشت کا لوتھڑا مقصود نہین ہے جو سینہ مین بائین طرف موجود ہے اوسکی حقیقت کیا ہے کہ جانورون
اور مردون کے بھی ہوتا ہے اور اس دل کو جو حقیقت انسان ہے ظاہری آنکھہ سے نہین دیکھہ سکتے جو چیز ظاہری آنکھہ سے دکھائی دے وہ اس عالم
سے ہے جسے عالم شہادت کہتے ہین اور اوس دل کی حقیقت اس عالم سے نہین ہے ان اس عالم مین مسافرانہ آیا ہے وہ ظاہری گوشت کا لوتھڑا اس
دل کی سواری اور ہتیار اور بدن کے سب عضو اوسکا لشکر ہے وہ تمام بدن کا بادشاہ اور افسر ہے خدا کی معرفت اور اوسکے جمال ہمیشہ کا مشاہدہ
اوسی دل کی صفت ہے اور اوسی پر تکلیف عبادت ہے اوسی سے خطاب ہے اوسی پر ثواب و عذاب ہے اصلی سعادت اور شقاوت اوسی کے لیے ہے
ان سب باتون مین بدن اوسکا تابع ہے اوسی کی حقیقت اور صفتونکا پہچاننا خدا تعالی کی معرفت کی کنجی ہے العزیز ایسی کوشش کر کہ تو اوسکو پہچانے
کہ وہ ایک عمدہ گوہر ہے اور گوہر ملائکہ کی جنس سے ہے درگاہ الوہیت اوسکا اصلی معدن ہے وہین سے وہ آیا ہے وہین پھر جائیگا یہان مسافرانہ آیا ہے
تجارت اور زراعت کے لیے تشریف لایا ہے تجارت اور زراعت کے معنی آگے بیان ہونگے انشاء اللہ تعالے انجوبی عیان ہون گے ٭

فصل العزیز یہ سمجھہ لے کہ جبتک تو دل کی ہستی کو نہ جانیگا اوسکی حقیقت کو کیا پہچانے گا پہلے ہستی پہچان پھر حقیقت جان بعدہ دل کا لشکر
معلوم کر کہ کیا ہے پھر یہ سمجھہ کہ دل کو اوس لشکر سے کیا علاقہ ہے پھر اوسکی صفت پہچان کہ حق تعالی کی معرفت اوسے کیونکر حاصل ہوتی ہے اور معرفت
سے اپنی سعادت کو کسطرح پہونچتا ہے انمین سے ہر ایک کا بیان آئیگا لیکن دل کی ہستی تو ظاہر ہے کہ اپنی ہستی مین آدمی کو کچھہ شک نہین اور اوسکی
ہستی اوسکے ظاہری ڈہانچے سے نہین اسواسطے کہ یہ بدن مردہ کے بھی ہے اور جان نہین اور دل سے ہمارا مقصود روح کی حقیقت ہے
روح جب نرہی بدن مردار ہے اگر کوئی اپنی آنکھہ بند کرے اور اپنے تئین اور دنیا و مافیہا کو جسے آنکھہ سے دیکھہ سکتے ہین بھولائے
تو اپنی ہستی کو ضرور پہچان لے اور گو کہ اپنے کالبد اور دنیا و مافیہا سے بیخبر ہو لیکن اپنے تئین جان لے اور اگر کوئی اس امر مین
خوب غور کرے تو کچھہ آخرت کی بھی حقیقت پہچان لے اور یہ جان لے کہ جب اوسکا کالبد چھین لین گے تو اوسکا قائم رہنا
اور فنا ہونا روا ہے **فصل** دل کیا ہے اور کیا خاص صفت دل کی ہے اسکے بیان کرنے کی شریعت نے اجازت نہین دی
ہے اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرح نہین فرمائی اور حق تعالے کی جناب سے یہ آیہ آئی وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ
الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي روح اللہ کے کامون اور عالم امر سے ہے اس سے زیادہ کہنے کی اجازت نہوئی لا الہ الخلق والامر
عالم خلق جدا ہے اور عالم امر جدا جس چیز مین ناپ اور مقدار اور کمیت راہ پائے اوسے عالم خلق کہتے ہین اسواسطے کہ لغت مین خلق کی معنی اندازہ

کرنیکے ہین اور آدمی کے دل کے لیے اندازہ نہین اسیواسطے تقسیم نہین قبول کرتا ہے اگر تقسیم کے قابل ہوتا تو اوسمین ایک طرف
کسی چیز کا جہل اور دوسری طرف اوسی چیز کا علم ہوتا اور ست ہوتا اور ایک ہی وقت وہ عالم بھی ہوتا اور جاہل بھی اور یہ باتین محال ہین
اور روح باوجودیکہ قابل قسمت نہین اور مقدار کو اوسمین مداخلت نہین مگر مخلوق ہے اور پیدا کی گئی ہے اور جیسا خلق اندازہ کرنے کو
کہتے ہین ویسا ہی پیدا کرنیکو بھی کہتے ہین تو اس معنی پر روح عالم خلق سے ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے عالم امر سے ہے عالم خلق سے نہین
اسواسطے کہ عالم امر اون چیزون سے عبارت ہے جنمین ناپ اور اندازہ کو دخل نہو جو لوگ روح کو قدیم سمجھے غلط سمجھے اور جنہون نے روح کو عرض کہا
غلط کہا کیونکہ عرض حی و قائم نہین دوسرے کا تابع ہوتا ہے اور جان آدمی کی اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے تو روح عرض کیونکر ہوئی اور
جنہون نے روح کو جسم کہا ہے اونکو بھی دھوکا ہوا ہے کیونکہ جسم ٹکڑے ہوسکتا ہے اور روح ٹکڑے نہین ہوسکتی ایک چیز اور رہے اوسکو بھی روح کہتے ہین
وہ ٹکڑے بھی ہوسکتی ہے اور جانورون کے بھی ہوتی ہے لیکن جس روح کو ہم دل کہتے ہین وہ خدا تعالیٰ کی معرفت کا محل ہے جانورون کیواسطے
وہ روح نہین ہوتی وہ نہ جسم ہے نہ عرض بلکہ فرشتون کے گوہر کی جنس سے ایک جوہر ہے اوسکی حقیقت کا جاننا دشوار ہے اور اوسکی تفصیل کرنیکی
اجازت نہین اور دین کی راہ چلنے مین پہلے اوسکے پہچاننے کی ضرورت نہین اسواسطے کہ پہلے دین کی راہ مین محنت اور ریاضت چاہیے جب کوئی
شخص کما حقہ ریاضت کریگا یہ پہچان اوسے خود بخود حاصل ہوجائیگی اور یہ معرفت منجملہ اوس ہدایت کے ہے جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا
فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اور جسنے پوری ریاضت نہین کی اوس سے روح کی حقیقت کہنا درست نہین ہے لیکن مجاہدہ اور ریاضت سے پہلے
دل کے لشکر کو جاننا چاہیے جو لشکر نہ جانیکا جہاد کیا کریگا فصل العزیز اس بات کو جان کہ بدن دل کی مملکت ہے اور اس مملکت مین دل کے
مختلف لشکر ہین وَمَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ اسی سے عبارت ہے اور آخرت کے لیے دل کو پیدا کیا ہے اور سعادت دونون جہان اوسکا کام ہے
اور اوسکی سعادت خدا تعالیٰ کی معرفت پر موقوف ہے اور صانع کی معرفت مصنوعات سے اوسکو حاصل ہوتی ہے اور تمام عالم مصنوعات ہے
اور عجائبات عالم کی معرفت ظاہر و باطن کے حواس سے اوسے حاصل ہوتی ہے اور جو اسکو بدن کے ساتھ ثبات ہے معرفت دل کا شکار ہے
اور حواس پھندا بدن سواری اور پہندیکا اوٹھانے والا اسواسطے دل کو کالبد درکار ہوا اور کالبد پانی مٹی گرمی تری سے ملکر بنا اسوجہ سے
کم طاقت ہے اور باطن مین بھوک پیاس ظاہر مین آگ پانی و دشمن درندون کے سبب سے اسکے لیے خطرہ ہلاکت ہے اسیوجہ سے کھانے پینے کی اوسکو
حاجت ہوئی اور دو لشکرون کی اسے ضرورت ہوئی ایک ظاہری لشکر ہے جیسے ہاتھ پاؤن منہ دانت معدہ دوسرا باطنی لشکر ہے جیسے
بھوک پیاس اور ظاہری دشمن سے بچنے مین بھی اوسکو دو لشکر کی حاجت ہوئی ہاتھ پاؤن اور ہتیار تو ظاہری ایک لشکر ہے اور غصہ خواہش
باطنی لشکر ہے اور بے دیکھے چیز مانگنا بے دیکھا دشمن ہانکنا ممکن نہتا تو حواس ظاہری اور باطنی کی ضرورت ہوئی دیکھنے سننے سونگھنے چکھنے چھونے
کی قوتین ظاہری پانچ حواس ہین اور خیال تفکر حفظ توہم تذکر کی قوتین دماغ مین باطنی پانچ حواس ہین ہر ایک قوت کیواسطے کام خاص ہین
ایک قوت مین خلل پڑنے سے آدمی کے دین دنیا کے کام مین خلل آتا ہے یہ سب ظاہری باطنی لشکر دل کے اختیار مین ہین اور دل سبکا بادشاہ ہے
زبان ہاتھ پاؤن آنکھ قوت تفکر سب دل کے حکم سے کام کرتے ہین اور سبکو خدا نے خوشی سے دل کا تابعدار بنایا ہے تاکہ بدن کی ایسی حفاظت
کرین کہ دل اپنا توشہ لے اور اپنا شکار پکڑے اور آخرت کی سوداگری پوری کرے اور اپنی سعادت کا بیج بکھیرے اور یہ لشکر دل کی ایسی

اطاعت کرتے ہین جیسے فرشتے خدا تعالیٰ کی اطاعت خوشی سے کرتے ہین اور کوئی کام خلاف حکم الہی کے نہین کرتے فصل دل کے لشکر تفصیل طویل ہے اسلیے نہ لکھے اصل مطلب ایک مثال مین معلوم ہو جائیگا یہ تمثیل ہے کہ بدن گویا ایک شہر ہے اور ہاتھ پاؤن پیشہ ور خواہش اوس شہر کی عامل غصہ کوتوال دل بادشاہ عقل وزیر ہے بادشاہ کو مملکت کے انتظام کیواسطے ان سب کی احتیاج ہے لیکن خواہش جو گویا عامل ہے جھوٹی اور زیادتی کرنیوالی ہے جو وزیر عقل کہتا ہے اوسکے خلاف ہی کہتی ہے اور ہمیشہ یہی چاہتی ہے کہ سلطنت مین جتنا مال ہے سب خراج کے بہانے لے لے اور غصہ جو کوتوال ہے سخت شریر تند خو اور تیز ہے مار ڈالنا زخمی کرنا اسے اچھا معلوم ہوتا ہے جسطرح اور بادشاہ سب باتون مین اپنے وزیر سے مشورہ کرتا ہے اور جھوٹے طمعدار عامل کا کان مروڑے رکھتا ہے وزیر کے برخلاف اوسکا کہا نہین مانتا ہے کوتوال کو اوسپر تعینات کرتا ہے کہ اوسکو زیادتی سے باز رکھے اور کوتوال کو بھی دباو مین رکھتا ہے کہ قدم حد سے نہ بڑھائے اور ان باتون سے اوس بادشاہ کی سلطنت مین انتظام رہتا ہے اسیطرح بادشاہ دل بھی اگر وزیر عقل کے مشورے سے کام کرے خواہش اور غصہ کو رام کرے اور عقل کا محکوم کردے اور عقل کو اونکا ما بعد انہ بنائے تو بدن کی سلطنت کا انتظام درست ہے اور سعادت کی راہ چلکر حضرت الہیت مین بارگاہ تک پہونچ جاوے اور اگر عقل کو غصہ اور خواہش نے قید کیا ملک تن خاک سیاہ ہوا بادشاہ دل بدبخت ہلاک تباہ ہوا فصل یعنی یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ جان لیا ہے کہ خواہش اور غصہ کو کمانے پانی بدن کی حفاظت کرنے کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے تو یہ دونون بدن کے خدمتگار ہین اور کھانا پانی بدن کا چارہ ہے اور بدن کو حواس کا بوجھ اوٹھانیکے واسطے پیدا کیا ہے تو بدن حواس کا خادم ہے اور حواس کو عقل کی جاسوسی کے واسطے پیدا کیا ہے اونکے بدولت خدا کی عجیب عجیب صنعتین پہچانے تو حواس عقل کے خادم ہین اور عقل کو دل کیواسطے پیدا کیا ہے کہ دل کی شمع وچراغ بنے اور اوسکی روشنی مین درگاہ الہی دل کو نظر آئے کہ یہی دید دل کی بہشت ہے تو عقل دل کی خادمہ ہے اور دل کو جمال الہی کے نظارہ کیواسطے پیدا کیا ہے جسمین اس نظارہ مین مشغول ہوا ہمیشہ خدا کی درگاہ کا خادم بنا اور حقتعالیٰ نے جو فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ اوسکے یہی معنی ہین اور دل کو پیدا کرکے اوسے ملک اور لشکر سواری بدن ہیواسطے دی ہی کہ عالم خاک سے اعلیٰ علیین کی سیر کرے اگر کوئی اس نعمت کا حق ادا کرنا اور بندگی کی شرط بجا لانا چاہے تو چاہیے کہ بادشاہ کی طرح سلطنت کی مسند پر بیٹھے اور خدا کی درگاہ کو اپنا مقصود اور قبلہ بنائے اور آخرت کو اپنا وطن اور ٹھہرنے کی جگہ ٹھہرائے اور دنیا کو منزل بدن کو سواری ہاتھ پاؤن کو خدمتگار عقل کو وزیر خواہش کو مال نگہبان غصہ کو کوتوال حواس کو جاسوس بنا کر ہر ایک کو ایک ایک کام مین مقرر کرے کہ وہانکی خبر لائین اور قوت خیال جو دماغ مین اگلی طرف ہی اوسے اخبار کے ہرکارون کا افسر بنائے تاکہ جاسوس سب پرچہ اخبار اوسکے پاس لائین اور قوت حافظہ جو دماغ مین پچھلی طرف ہے اوسکو اخبار کا محافظ دفتر کرے کہ اخبار کے پرچے اوس افسر سے لیکر حفاظت سے رکھے اور وقت پر وزیر عقل سے عرض کرے اور وزیر اون سب چیزون کے موافق جو ملک سے اوسے پہونچتی ہین ملک کا انتظام اور بادشاہ کے سفر کی تدبیر کرتا رہے وزیر عقل بھی اگر دیکھے کہ کوئی لشکر مثلاً خواہش غصہ وغیرہ بادشاہ سے پھر گیا اور اطاعت سے باہر ہو گیا اور رابزنی کیا چاہتا ہے تو اونکی تدبیر کرے اور جہاد کی طرف متوجہ ہو کر وہ پھر راہ پر آجاوین اور اونکے مارڈالنے کا ارادہ نہ کرے کیونکہ سلطنت بغیر اوسکے درست نہ رہے گی بلکہ ایسی تدبیر کرے کہ اونکو اپنے قابو مین لائے کہ جو سفر آنیوالا ہے اوسی مین وہ یار اور مددگار ہین دشمن نہو جائین رفاقت کرین چوری ڈکیتی عمل مین نہ لائین جب ایسا کیا تو سعید ہوا اور نعمت کا حق ادا کیا اور اس خدمت کے عوض مین سرفرازی کا خلعت

وقت پر پہنچیگا اور اگر اسکے خلاف عمل مین لایا تو اور باغی ڈکیتون دشمنون سے ملگیا تو نمک حرام اور شقی ہوگیا اور اس بدعملی کی سخت سزا پائیگا **فصل** العزیز جان تو کہ آدمی کو ہر ایک لشکر کے ساتھ جو اوسکے باطن مین ہین ایک علاقہ ہے اور ہر لشکر کے سبب سے آدمی مین ایک صفت اور خلق پیدا ہے اونمین سے بعضے اخلاق بُرے ہین کہ آدمی کو تباہ اور غارت کرتے ہین اور بعضے اچھے ہین کہ آدمیکو درجۂ سعادت پر پہونچا کر اعلیٰ مرتبہ کرتے وہ اخلاق سب تو اگرچہ بہت ہین لیکن چار قسم کے ہین چارپایون کے اخلاق شیطان کے اخلاق ملائکہ کے اخلاق چونکہ آدمی مین لالچ اور خواہش ہے اسوجہ سے چارپایونکے کام کرتا ہے مثلاً کھانے اور جماع کرنے پر مرتا ہے اور چونکہ آدمی مین غصہ ہے اس سبب سے کتے شیر بھیڑیے کا کام کرتا ہے مثلاً مارنے مار ڈالنے لوگون سے گالی گلوچ ہاتھا پائی کرنے پر شیر ہوتا ہے اور حیلہ مکر کرنا لوگونمین فساد ڈالنا چونکہ آدمی مین موجود ہے اسوجہ سے شیاطین کے کام کرتا ہے اور چونکہ آدمی مین عقل ہے اس باعث سے فرشتون کے کام کرتا ہے مثلاً علم کو دوست رکھنا بُرے کامون سے پرہیز کرنا لوگونکی اچھائی چاہنا ذلیل کامون سے بچکر عزت دار رہنا ہر کام مین حق پہچانکر خوش ہونا جہل اور نادانی کو عیب جاننا اور فی الحقیقت آدمی کی سرشت مین چار چیزین ہین کتا پن سور پن شیطان پن فرشتہ پن کیونکہ کتا اپنی صورت ہاتھ پاؤن کھال کی وجہ سے کچھ بُرا نہین بلکہ اپنی عادات کے سبب سے بُرا ہے کہ آدمیون سے بھڑ جاتا ہے اور سور بھی اپنی صورت کے سبب سے کچھ بُرا نہین بلکہ اسوجہ سے بُرا ہے کہ ناپاک اور بُری چیزونکی طمع رکھتا ہے اور کتے اور سور کی روح کی یہی حقیقت ہے اور آدمی مین بھی یہ باتین موجود ہین اسطرح شیطان پن اور فرشتہ پن کے بھی معنی ہین اور آدمی سے فرمایا ہے کہ عقل کا نور جو فرشتون کے انوار اور آثار سے ہے اور اسکے بدولت شیطان کے مکر اور حیلے معلوم کرے تاکہ رسوا نہو اور شیطان اوس سے مکر نہ کرسکے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آدمی کے واسطے ایک شیطان ہے اور میرے واسطے بھی ہے لیکن خدا نے مجکو اوسپر فتح دی وہ میرا مغلوب ہوگیا اور مجھے برائی کا حکم نہین دے سکتا اور آدمیکو یہ بھی حکم ہے کہ لالچ اور خواہش کے سور اور غصہ کے کتے کو ادب مین رکھے اور عقل کا زیردست کرے کہ اوسکے حکم سے اوٹھین بیٹھین جو آدمی ایسا کریگا اوسکو اچھے اخلاق جو اوسکی سعادت کے تخم ہون حاصل ہونگے اور اگر اسکے خلاف کریگا اور عہد انکا خدمتگار ہوجائیگا تو بُرے اخلاق جو اوسکی بدبختی کے بیج ہون اوس سے ظاہر ہونگے اور اگر خواب یا بیداری مین اوسکے حال کی تمثیل اوسکو دکھائین تو اپنے تئین دیکھیگا کہ ایک سور یا کتے یا شیطان کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہے اگر کوئی کسی مسلمان کو کسی کافر کے قبضۂ قدرت مین دیدے تو کافر اوس مسلمان کا جو حال کریگا وہ ظاہر ہے اور اگر فرشتے کو کتے اور سور اور شیطان کے قبضہ مین دیدے تو اوس فرشتہ کا حال اوس مسلمان سے بھی بدتر ہوگا اگر لوگ انصاف کرین اور سوچین تو دن رات اپنے نفس کی خواہش کے تابع ہین اور حقیقت مین اونکا حال یہ ہے کہ ظاہر مین گو کہ آدمی کے مشابہ ہین لیکن قیامت کو بھید کھلیگا اور اونکا ظاہر بھی باطن کی صورت دکھائیگا جن پر خواہش اور لالچ غالب ہے لوگ اونکی سور کی سی صورت دیکھین گے اور جن پر غصہ غالب ہے اونکی بھیڑیے کی سی صورت ہوجائیگی اسیواسطے ہے کہ اگر کسی نے بھیڑیے کو خواب مین دیکھا تو مرد ظالم اوسکی تعبیر ہے اور اگر کسی نے سور کو خواب مین دیکھا تو خبیث آدمی اوسکی تعبیر ہے کیونکہ نیند موت کا نمونہ ہے نیند کے سبب اس عالم سے جو اتنا دور ہوا صورت سیرت کے تابع ہوتی ہر شخص کو ویسا ہی دیکھا جیسا اوسکا باطن ہے یہ بڑے بھید کی بات ہے یہ کتاب اسکے تفصیل کی متحمل نہین **فصل** العزیز جب معلوم ہوا کہ باطن مین یہ حکم دینے والے ہین تو اپنے حرکات سکنات کو

دیکھ کہ چاروں مین سے تو کسکی اطاعت مین ہے اور یقین جان کہ تو جو حرکت کریگا اوس سے دل مین ایک صفت پیدا ہوکر رہے گی اور اوس جہان مین تیری وہ صاحب ہوگی ان صفات کو اخلاق کہتے ہین اور سب اخلاق ان چاروں حکم کرنیوالون سے پیدا ہوتے ہین یعنی اگر خواہش کے سور کا تو مطیع ہے تو پلیدی بیحیائی لالچ خوشامد خست دوسرے کی برائی پر خوش ہونا یہ صفتین پیدا ہوتی ہین اگر اس سور کو تو دبائے رکھیگا تو قناعت حیا شرم دانائی پارسائی بزرگی غریبی کی صفت ظاہر ہوگی اگر غضب کے کتے کی تو اطاعت کریگا مذمت ہونا ناپاکی بڑبول ہونا غرور تکبر اپنی بڑائی چاہنا افسوس کرنا دوسرے کو کم جاننا اور ذلیل سمجھنا لوگون سے بھڑنا یہ باتین پیدا ہونگی اگر اس کتے کو ادب مین رکھیگا تو تہمل بردباری درگذر استقلال بہادری سکوت غربت بزرگی یہ اوصاف پیدا ہونگے اور اگر اوس شیطان کی تو اطاعت کرے گا جسکا کام آس سور اور کتے کو ورغلانا کہ دلیر کرنا اور مکر سکھانا ہے تو دغا دینا خیانت کرنا جعلسازی کینہ رکھنا مکر یہ امر پیدا ہونگے اگر تو اوسکو زیر کرکے اوسکی فریب دینے کی آپکا اور عقل کے لشکر کی مدد کریگا دانائی معرفت علم حکمت صلاحیت حسن خلق بزرگی ریاست کی صفتین پیدا ہونگی اور یہ اوصاف جیتے ساتھ رہین گے تیری نیک یادگار رہونگے اور تیری سعادت کا تخم ہوجائین گے اور جن کاموں سے بری اخلاق پیدا ہوتے ہین اونسے گناہ کہتے ہین اور جن کاموں سے اچھے اخلاق پیدا ہوتے ہین اونہین عبادت کہتے ہین آدمی کے حرکات سکنات ان دو حال سے جنکا ذکر ہوا خالی نہین دل گویا روشن آئینہ ہے اور بڑے اخلاق دیوان اور ظلمات ہین جب دل تک پہونچتی ہین اوسے اندھا کردیتے ہین کہ قیامت کے دن جناب الہی کی دید سے محروم رہے اور نیک اخلاق گویا نور ہین کہ دل مین پہونچکر اوسے سیاہی اور گناہون سے صاف کردیتے ہین اسی واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَتْبِعِ السَّیِّئَۃَ الْحَسَنَۃَ تَمْحُهَا یعنی ہر برائی کے بعد اچھائی کر کہ اچھائی برائی کو مٹا دیتی ہے اور قیامت مین آدمی کا دل جوا یگا یا روشن ہوگا یا تاریک فَلَا یَنْجُوا الَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اور آدمی کا دل ابتداے خلقت مین لوہے کا سا ہے جس سے روشن آئینہ بنتا ہے کہ تمام عالم اوسمین دکھائی دیتا ہے بشرطیکہ اوسے خوب حفاظت سے رکھین نہین تو ایسا زنگ لگ جاتا ہے کہ اوس سے آئینہ نہ بن سکے حق تعالے نے فرمایا ہے كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ فصل اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ آدمی مین چونکہ درند چارپایون شیطانون کی صفتین ہین تو ہم کیونکر جانین کہ فرشتہ پن اوسکی اصل ہے اور یہ صفتین عارضی اور عاریت ہین اور کسطرح معلوم ہو کہ آدمی فرشتونکے اخلاق حاصل کرنے کو پیدا ہوا ہے اور صفتون کے واسطے نہین پیدا ہوا تو سن تاکہ تجکو معلوم ہوجاے کہ آدمی چارپایون اور درندون سے اشرف اور کامل تر ہے اور خدا نے ہر چیز کو کمال دیا ہے وہی اوسکا نہایت درجہ ہے اور اسیواسطے اوسے پیدا کیا ہے اسکی مثل یہ ہے کہ گھوڑا گدھے سے عزت دار ہے کیونکہ اسے بوجھ اوٹھانے کے واسطے پیدا کیا اور اوسے لڑائی اور جہاد مین دوڑانے کے واسطے تاکہ سوار کی ران کے نیچے جیسا چاہیے دوڑے حالانکہ اوسکو گدھے کی طرح بوجھ اوٹھانے کی قوت بھی ہے اور کمال گدھے سے زیادہ ملا ہے اگر وہ اپنے کمال سے عاجز ہو تو اوسے لدو بنائین گے اور اوسکو گدھے کا مرتبہ ملے گا اسمین اوسی کی خرابی اور نقصان ہے اسیطرح بعضے لوگ یہ سمجھکر کہ آدمی کو کھانے پینے سونے جماع کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اپنی تمام عمر اسی مین گنواتے ہین اور بعضے جانتے ہین کہ آدمی کو اور چیزون کے زیر کرنے کے واسطے پیدا کیا ہے جیسے عرب ترک گروہ دونون خیال غلط ہین اسواسطے کہ کھانا پینا جماع کرنا خواہش ہی ہوتا ہے

اور خواہش جانورون کو بھی ہوتی ہے بلکہ اونٹ کا کھانا اور گرگ یا کا جماع آدمی سے کھانے اور جماع سے زیادہ ہے تو آدمی انسے کیون بزرگ ہے اور دوسرے کو مغلوب کرنا غصہ کے سبب سے ہوتا ہے اور غصہ درندون کو بھی ہے جو کچھ چرند درند وغیرہ کو ملا وہ آدمی کو بھی ملا ہے بلکہ اوسکے سوا آدمی کو کمال بھی عنایت ہوا ہے وہ کمال عقل ہے کہ اوسکے سبب سے آدمی خدا کو پہچانتا اور اوسکی عجیب عجیب صنعتین جانتا ہے اور اوسی عقل کی وجہ سے آدمی اپنے تئین خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے چھوڑاتا ہے اور یہی فرشتون کی صفت ہے اور اوسی کی سبب سے آدمی درندچرند سب پر غالب ہے اور وہ سب بلکہ جو کچھ زمین پر ہے آدمی کے مطیع ہین جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا آدمی کی حقیقت وہی ہے جس سے اوسکا کمال ہے اور اوصفتین عارضی اور عاریت ہین اور آدمی کے کمال کے واسطے پیدا ہوئی ہین اسی سے جب آدمی مرجاتا ہے نہ خواہش رہتی ہے نہ غصہ یا ایک جوہر رہتا ہے جو فرشتون کیطرح خدا کی معرفت سے آراستہ ہے اور خواہ نخواہ وہی آدمی کا رفیق ہوتا ہے اور یہی جوہر فرشتون کا بھی رفیق ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ خدا کی درگاہ مین رہتے ہین فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ یا آدمی کے ساتھ ایک چیز اوندھی تاریک رہتی ہے تاریک اس سبب سے ہوتی ہے کہ گناہ کی وجہ سے اوسمین زنگ لگتا ہے اور اوندھی اسوجہ سے ہوتی ہے کہ غصہ غضب کے سبب سے اوسے آرام ملتا تھا غصہ غضب تو یہان چھوٹا تو اوسکے دل کا مُنہ اسیطرف رہے گا اسواسطے کہ اوسکی خواہش اور مقصد تو یہان ہے اور یہ جہان اوس جہان کے نیچے ہے اب وہ جہان ہے تو اوسکا سر نیچے ہوگا وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ کے یہی معنی ہین اور جو ایسا ہوگا شیطان کے ساتھ سجین مین جائیگا اور سجین کے معنی ہر ایک کو نہین معلوم اسواسطے حق تعالے نے فرمایا وَمَا أَدْرَاكَ مَا سِجِّينٌ **فصل** دل کے عالمون کے عجائبات کی انتہا نہین اور دل کی بزرگی اسی سے ہے کہ سب سے نرالا ہے بہت لوگ اس سے غافل ہین دل کی بزرگی دو وجہ سے ہے ایک تو علم کی وجہ سے دوسرے قدرت کے سبب سے علم کی وجہ سے بزرگی کے دو قسم ہین ایک کو تمام خلق جان سکتی ہے دوسرے نہایت پوشیدہ اور عمدہ ہے اوسے کوئی نہین پہچان سکتا وہ بزرگی جو ظاہر ہے تمام علمون اور صنعتون کی معرفت کی قوت ہے اور اسی قوت کی وجہ سے دل تمام صنعتین پہچانتا ہے اور جو کچھ کتابون مین ہے اوسے پڑھتا اور جانتا ہے جیسے ہندسہ حساب طب نجوم علم شریعت اور باوصف اسکے کہ دل ایسی ایک چیز ہے کہ ٹکڑے نہین ہوسکتا مگر سب علم اوسمین سماجاتے ہین بلکہ اوسمین تمام عالم ایسا ہے کہ گویا صحرا مین ذرہ ہے اور لحظہ بھر مین زمین سے آسمان تک مشرق سے مغرب تک دل اپنی فکر اور حرکت سے جاتا ہے باوجودیکہ زمین پر ہے تمام آسمان ناپتا ہے اور سب ستارون کو ناپ کر جانتا ہے کہ اتنے اتنے گز کے فرق پر ہین اور مچھلی کو دریا کی تہ سے حیلہ مین باہر نکالتا ہے اور پرند کو ہوا سے زمین پر ڈالتا ہے اور زور آور جانور جیسے اونٹ ہاتھی گھوڑا انکو اپنا تابعدار کرلیتا ہے اور عالم مین جو عجیب عجیب علم ہین وہ اسکا پیشہ ہے اور یہ سب اوسی پانچ حواس سے حاصل ہوتے ہین اور اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ سب حواس کو دل کیطرف راہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جو عالم محسوسات یعنی جسمانی کی طرف پانچون حواس دل کے پانچ دروازے ہین اوسی طرح عالم ملکوت یعنی عالم روحانی کی طرف بھی دل مین ایک کھڑکی کھلی ہے اور بہت لوگ عالم جسمانی ہی کو محسوس جانتے ہین اور حواس ظاہری کو علم کا رستہ سمجھتے ہین حالانکہ یہ دونون ذرہ ذرہ سے ہین انکی حقیقت کیا ہے اور دل کی بہتیری کھڑکیان جو علمون کیطرف کھلی ہوتی ہین اوسپر دو دلیلین ہین ایک خواب کہ سونے مین حواس ظاہری بند ہوجاتے ہین اور دل کی کھڑکی کھل جاتی ہے اور عالم ارواح اور لوح محفوظ مین

غیب کی خبر یا نظر آتی ہین جو کچھ آیندہ ہونیوالا ہے دکھائی دیتا ہے یا صاف معلوم ہوتا ہے یا مثال مین نظر آتا ہے جو مثال مین نظر آتا ہے اوسکے تعبیر کی حاجت پڑتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو کوئی جاگتا رہتا ہے لوگ اوسکو معرفت کا زیادہ مستحق جانتے ہین حالانکہ دیکھتے ہین کہ جاگنی مین جو اس سے غیب کی چیزین نظر نہین آتی ہین اور خواب کی حقیقت کی تفصیل اس کتاب مین بیان کرنا ممکن نہین لیکن اسقدر جان لینا چاہیے کہ دل آئینہ کے مانند ہے اور لوح محفوظ اوس آئینہ کے مانند ہے جسمین سب موجودات کی تصویرین موجود ہون اور صاف آئینہ کو جب تصویر والے آئینہ کے سامنے کرتے ہین تو اوسمین بھی سب تصویرین دکھائی دیتی ہین اسیطرح دل جب آئینہ کیطرح صاف ہو اور محسوسات سے قطع تعلق کرے تو لوح محفوظ سے مناسبت اور مقابلہ پیدا کرتا ہے تو لوح محفوظ مین سب موجودات کی جو تصویرین موجود ہین وہ دل مین صاف نظر آتی ہین اور دل جب تک محسوسات سے مشغول رہتا ہے عالم روحانی کے ساتھ مناسب نہین ہوتا اور چونکہ خواب مین محسوسات سے بالکل فارغ ہوتا ہے تو خواہ نخواہ عالم روحانی کو دیکھتا ہے لیکن خواب مین حواس تو علیحدہ ہو جاتے ہین مگر خیال باقی رہتا ہے اسیوجہ سے مثال مین خیال نظر آتا ہے اور صاف حال نہین کہلاتا اور جب آدمی مرجاتا ہے نہ خیال باقی رہتا ہے نہ حواس اوسوقت کچھ آڑ نہین ہوتی کام صاف ہوتا ہے اوسوقت اوس سے کہتے ہین فَكَشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ حَدِيدٌ اور وہ جواب دیتا ہے رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ اور عالم ملکوت کیطرف دل کی کھڑکی ہونیکی دوسری دلیل یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا نہین جسکے دل مین فراستین اور نیک خطرے الہام کے طور سے نہ آتے ہون اور وہ حواس کی راہ سے نہین آتے بلکہ دل ہی مین پیدا ہوتے ہین اور وہ یہ نہین جانتا ہے کہ یہ خطرے کہان سے آئے اتنی بات سے یہ معلوم ہوا کہ سب علم محسوسات کے سبب سے نہین اور دل اس عالم سے نہین بلکہ عالم روحانی سے ہے اور حواس جنکو اس عالم کے واسطے پیدا کیا ہے خواہ نخواہ اوس عالم کو دیکھنے مین آڑ ہونگے اور جبتک اس عالم سے فارغ نہوگا اوس عالم کیطرف راہ نہ پائیگا **فصل** البتہ یہ گمان نکرنا کہ عالم روحانی کیطرف دل کی کھڑکی بے سوچے اور بے موئے نہین کھلتی ایسا نہین ہے بلکہ اگر کوئی شخص جاگنے مین ریاضت و محنت کرے اور دلکو خواہش اور غصہ کے ہاتھ سے چھوڑائے اور بُرے اخلاق سے پاک کرے اور خالی جگہہ مین بیٹھے اور آنکھہ بند اور حواس کو بیکار کرے اور دلکو عالم روحانی سے یہانتک مناسبت دے کہ ہمیشہ اللہ اللہ دل سے کہے زبان سے نہین حتی کہ آپ سے اور تمام عالم سے بیخبر ہو جاے اور خدا کے سوا کسی کی خبر نرکھے جب ایسا ہو جاے تو اگرچہ جاگتا ہو تو بھی دل کی کھڑکی کھلی رہے گی اور لوگ جو کچھ خواب مین دیکھین گے وہ جاگتے مین دیکھے گا فرشتونکی ارواح اچھی صورتون مین اوسپر ظاہر ہونگی پیغمبرونکو دیکھنے لگے گا اور اونسے بہت فائدہ اور مدد پائیگا زمین آسمان کے ملکوت اسے نظر آئین گے اور جس کسی پر یہ راہ کھلی وہ عجب عجب تماشے اور بڑے بڑے کام جنکی تعریف امکان سے باہر ہے دیکھے گا وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رُوِيَتْ لِيَ الْأَرْضُ فَأُرِيتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا اور حق تعالے نے جو ارشاد فرمایا ہے وَكَذَٰلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ سب اسی حال مین ہے بلکہ انبیاء کے علم سب اسیطرح سے تھے حواس اور سیکھنے سے نہ تھے اور سب کا آغاز ریاضت اور مجاہدہ تھا جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا یعنی سب سے علاقہ توڑ اور اپنے تئین بالکل خدا کے قبضۂ اختیار مین چھوڑ دنیا کی تدبیر مین مشغول نہو کہ خدا سب کام خود درست کرتا ہے رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا جب تو نے اپنا وکیل خدا کو بنایا تو بے پروا رہ اور خلائق سے جدا رہ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا

یہ سب ریاضت اور مشقت کی تعلیم ہے کہ خلق کی دشمنی اور دنیا کی خواہش اور محسوسات کے ساتھ مشغل ہے دل صاف ہو اور اس امر کو پڑھکر حاصل کرنا عالمون کا طریقہ ہے یہ بھی بڑا کام ہے لیکن نبوت کی راہ اور انبیا اور اولیا کے علم کی نسبت جو آدمیون کے بے سکھائے رب العزت کی درگاہ سے حاصل ہوتا ہے چھوٹا ہے بہت لوگون کو اس راہ کا رہبر اور درست ہونا تجربہ اور عقلی دلیل سے معلوم ہوا ہے العزیز اگرچہ تجکو ذوق سے یہ حال حاصل نہو اور سیکھنے سے بھی نہ معلوم ہو اور عقلی دلیل سے بھی نہ حاصل ہو لیکن اتنا تو ہو کہ اسکا ایمان لا اور تصدیق کرتا کہ تینون درجون سے محروم نہ رہ اور کافر نہو جا اور یہ امور دل کے عالمون کے عجائبات سے ہین اور اسی سے آدمی کے دل کی بزرگی معلوم ہوتی ہے **فصل** العزیز یہ گمان نہ کرنا کہ یہ امور پیغمبرونکے واسطے خاص ہین اسواسطے کہ سب آدمیونکی ذات اصل خلقت مین اسکے لائق ہے جیسے کوئی لوہا ایسا نہین کہ اصل خلقت مین اسکی لیاقت نرکھتا ہو کہ اوس سے آئینہ نہ بن سکے کہ اوس آئینہ مین عالم کی صورت نظر آئے مگر یہ کہ اوسمین زنگ لگے اور اوسکی اصل مین پیوست ہو جاے اور اوسے خراب کردے یہی حال دل کا بھی ہے کہ اگر دنیا کی حرص اور خواہش اور گناہ اوسپر چھا جائین اور اوسمین جگہ کرلین تو دل زنگ آلود اور میلا ہو جاتا ہے اور یہ لیاقت اوسمین نہین رہتی جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے وَكُلُّ مَوْلُودٍ يُولَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ وَيُنَصِّرَانِهِ وَيُمَجِّسَانِهِ اور سب مین یہ لیاقت موجود ہونے کی خبر خدا نے بھی دی ہے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى جیسا کہ کوئی کہے کہ جس کسی عقلمند سے اگر پوچھین کہ کیا دو ایک سے زیادہ نہین ہین جواب دیگا ہان زیادہ ہین اگرچہ سب عقلمندون نے نہ کان سے سنا ہو نہ زبان سے کہا ہو لیکن اس جواب کا سچ ہونا سبھون کے دل مین گڑا ہوگا جیسا کہ سب آدمیونکی خلقت ہے خدا کی معرفت بھی سب آدمیون کی فطرت ہے جیسا کہ حقتعالے نے فرمایا ہے وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ اور فرمایا ہے فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا عقل دلیل اور تجربہ سے بھی معلوم ہوا کہ یہ درجہ پیغمبرون کے ساتھ خاص نہین اسواسطے کہ پیغمبر بھی آدمی ہین قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ جس شخص پر یہ راہ کھلی ہے اگر تمام خلق کی صلاح خدا اوسے چاہے اور وہ سبکو بلائے اور ہدایت کرے تو جو کچھ خدا نے اوس شخص کو بتایا ہے اوسے شریعت کہتے ہین اور خود اوس شخص کو پیغمبر کہتے ہین اور اوسکے حالات کو معجزات کہتے ہین اور اگر وہ شخص خلق کو بلا کر ہدایت کرنے مین مشغول نہو تو اوسے ولی کہتے ہین اور اوسکے حالات کو کرامات کہتے ہین اور یہ ضرور نہین ہے کہ جس شخص کو یہ حال پیدا ہو خواہ نخواہ خلق کو بلا کر وہ ہدایت کرنے مین بھی مشغول ہو بلکہ خدا کی قدرت مین ہے کہ اوسے ہدایت کرنے مین اسوجہ سے مشغول نہ کرے کہ اوسوقت شریعت تازہ ہو اور خلق کو ہدایت کرنے کی ضرورت نہو یا ہدایت کرنے کی اور شرطین ہون کہ اوس ولی مین وہ نہ پائی جاتی ہون العزیز تجکو چاہیے کہ اولیا کی ولایت اور کرامت پر ایمان درست رکھ اور یہ جانے رہ کہ پہلے تو یہ امر محنت سے علاقہ رکھتا ہے اور اسمین محنت کرنے کو دخل ہے لیکن یہ نہین ہے کہ جو کھیتی کرے وہ غلہ بھی کاٹے اور جو چلے وہ منزل کو بھی پہونچے اور جو ڈھونڈھے وہ پائے جو کام عزت دار ہوتا ہے اوسکی شرطین بھی بہت زیادہ ہوتی ہین اور اوسکا حصول بھی مشکل ہوتا ہے اور مقام معرفت مین آدمی کے جو درجے ہین یہ کام تو اوسمین سے بہت بڑا درجہ ہے اور بے کوشش اور مرشد کامل کے اس کام کا ڈھونڈھنا بھی نہین آتا اور اگر یہ دونون بھی ہون تو جبتک خدا کی مدد نہو اور ازل مین اس شخص کے واسطے اس سعادت کا حکم نہو چکا ہو اس مراد کو نہ پہونچے گا اور علم ظاہری مین امامت کا درجہ پانا اور اور سب کام ایسے ہی ہین

فصل العزیز اصل آدمی جسے دل کہتے ہین معرفت کی راہ سے اوسکی جو بزرگی ہے اس بیان سے وہ بزرگی کچھ پرچھائین سی تجکو معلوم ہوئی اب جان تو کہ قادر ہونے کی وجہ سے بھی اوسکو عظمت ہے وہ فرشتون کی خاصیت ہے حیوانون کو وہ بزرگی حاصل نہین ہے اور دل کی قدرت یہ ہے کہ جیسے عالم اجسام فرشتون کا مسخر ہے جب وہ مناسب دیکھتے اور خلق کو محتاج پاتے ہین خدا کے حکم سے پانی برساتے ہین موسم بہار مین ہوا چلاتے ہین بچہ دان مین حیوان کیصورت زمین مین روئیدگی کی شکل بناتے سنوارتے ہین ہر ہر کام پر فرشتونکا ایک ایک گروہ مقرر ہے اوسیطرح آدمی کا دل بھی فرشتونکی جنس سے ہے اور اسکو بھی خدا نے قدرت دی ہے کہ بعضے اجسام اوسکے بھی مسخر ہین اور بدن ہر ایک کا خاص عالم ہے اور دل کا مسخر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم ہے کہ دل اونگلی مین نہین اور علم وارادہ بھی اونگلی مین نہین مگر جب دل حکم دیتا ہے تو اونگلی ہلتی ہے اور جب دل مین غصہ ہوتا ہے تمام بدن سے پسینا جاری ہوجاتا ہے یہ مینہ ہے اور جب دل مین شہوت پیدا ہوتی ہے تو ہوا چلتی ہے اور وہ شہوت آلت کیطرف چلی جاتی ہے اور جب دل مین کھانیکا خیال آتا ہے زبان کے نیچے جو قوت ہے وہ خدمت کے لیے اوٹھ کھڑی ہوتی ہے اور پانی نکلتا ہے کہ کھانے کو ایسا تر کرے کہ کھا لیا جاے اور یہ ظاہر ہے کہ دل کا تصرف بدن مین جاری ہے اور بدن دل کا مسخر ہے لیکن یہ جاننا چاہیے کہ یہ امر ممکن ہے کہ بعضے دل جو زیادہ بزرگ اور قوی ہین اور فرشتون کی اصل سے زیادہ مشابہت رکھتے ہین بدن کے علاوہ اور اجسام بھی اونکے مطیع ہون مثلاً اوس دل کی ہیبت اگر شیر پر پڑے وہ عاجز اور مطیع ہوجاے اگر کسی بیمار کی طرف وہ دل ہمت باندھے وہ اچھا ہوجاے اگر تندرست کیطرف ہمت کرے بیمار پڑجاے اگر کسی شخص کو چاہے کہ ہمارے پاس آئے اوس شخص کا دل بھی اوسکے پاس جانیکو چاہے اگر ہمت باندھے کہ مینہ برسے تو برسنے لگے یہ سب عقلی دلیل سے ممکن ہے اور تجربہ سے معلوم ہے اور نظر لگنا اور جادو جسکو کہتے ہین وہ اسی قسم سے ہے سب چیزون مین آدمی کے نفس کو دخل ہے مثلاً جو نفس حسد کرتا ہے اگر کسی چارپایہ کو دیکھکر اپنے حسد کی وجہ سے اوسکے ہلاک ہونے کا خیال کرے تو وہ چارپایہ فوراً ہلاک ہوجاے جیسا حدیث شریف مین آیا ہے اَلْعَیْنُ تُدْخِلُ الرَّجُلَ الْقَبْرَ وَالْجَمَلُ الْقِدْرَ دلیل مین جو قدرتین ہین اونمین سے یہ ایک عجیب قدرت ہے ایسی خاصیت اگر پیغمبرون سے ظاہر ہو تو معجزہ ہے اگر ولی سے ظاہر ہو کرامت ہے اگر اس خاصیت والا نیک کامون مین رہتا ہے تو اوسے بھی ولی کہتے ہین اور اگر برے کامون مین رہتا ہے تو جادوگر ہے اور سحر کرامات معجزات سب آدمی کے دل کی قدرت کی خاصیت ہے اور انمین بڑا فرق ہے اس کتاب مین اوس فرق کے بیان کی گنجایش نہین **فصل** یہ سب جو بیان ہوا جو کوئی نہ جانیگا نبوت کی حقیقت خوب نہ پہچانیگا مگر گفت وشنید سے کچھ جانیگا اسواسطے کہ نبوت اور ولایت آدمی کے دل کے بڑے درجون مین سے ایک درجہ ہے اور اس درجہ سے تین خاصیتین حاصل ہوتی ہین ایک یہ کہ عوام پر جو حال کھلتا ہے اس درجہ والے پر جاگتے مین کھلجاتا ہے دوسرے یہ کہ عوام کے نفس فقط اونکے بدن ہی مین اثر کرتے ہین اور اس درجہ والے کا نفس اون چیزون مین جو اوسکے بدن کے باہر ہین اسطرح اثر کرتا ہے کہ اوسمین خلق کا بناؤ ہوجاتا ہے تیسرے یہ کہ عوام کو جو علم سیکھنے سے آتے ہین اس درجہ والے کو بے سیکھے اپنے دل سے آجاتے ہین اور چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ جو شخص کچھ تیز عقل اور صاف دل ہوتا ہے بے سیکھے بعض علم اوسکے دل مین آجاتے ہین تو یہ بھی جائز ہے کہ جو شخص بہت تیز عقل اور بہت صاف دل ہے وہ بہت یا سب علم خود بخود جانے

اور ایسے علم کو علم لدنی کہتے ہین جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا جس شخص کو یہ تینون خاصیتین حاصل ہون وہ پیغمبر ان بزرگ یا اولیا رکنار سے ہے اور جسمین انمین سے ایک خاصیت ہے اوسکو بھی یہ درجہ حاصل ہے اور ہر ایک مین بھی بڑا فرق ہے اسواسطے کہ کسی کو ہر ایک مین سے تھوڑا تھوڑا حاصل ہوتا ہے اور کسی کو بہت بہت اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سبب سے کمال تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو تینون خاصیتین تمام وکمال حاصل تھین جب حق تعالے نے چاہا کہ خلق کو آنحضرت ؐ کی نبوت کا حال بتائے تاکہ سب آنحضرت ؐ کی پیروی کرین اور اپنی سعادت کی راہ سکھین تو ان تینون خاصیتون مین سے ہر ایک کا شائبہ سا اونکو عنایت کیا ایک سے خواب دیکھایا دوسرے سے خلق کی سمجھ سیدھی کردی تیسرے سے علمون مین اونکے دلون کو درست کردیا اور یہ ممکن نہین کہ آدمی ایسی چیز کا ایمان لائے جسکی جنس اوسکے دل مین موجود نہو اسواسطے کہ جس چیز کا شائبہ آدمی مین نہوگا اوس چیز کی صورت اوسکی سمجھ ہی مین نہ آئیگی اسیواسطے حقیقت الہیت کماحقہ کوئی نہین پہچانتا ہے مگر خدا ہی جانتا ہے اور اس تحقیق کی تفصیل دراز ہے معانی اسمار اللہ کی کتاب مین کہلی ہوئی دلیل کے ساتھ ہمنے بیان کی ہے غرض یہ ہے کہ ہم اس امر کو روا رکھتے ہین کہ اولیا انبیا کے واسطے ان تینون خاصیتون کے سوا اور خاصیتین بھی ہون کہ ہم مین اونکا شائبہ نہین اسوجہ سے ہم اونہین نہ جانتے ہون اور جیسا ہم یہ کہتے ہین کہ خدا کو سوا خدا کے کوئی خوب نہین پہچانتا اسیطرح ہم یہ بھی کہتے ہین کہ رسول ؐ کو بھی کوئی خوب نہین پہچانتا مگر وہی رسول یا جو اوس سے مرتبہ مین زیادہ ہو تو آدمیون مین پیغمبر کی قدر پیغمبر ہی جانتا ہے اور ہمین اس سے زیادہ نہین معلوم اسواسطے کہ لوگ اگر ہمسے ذکر کرتے کہ کوئی شخص گرپڑتا ہے اور بے حس وحرکت پڑا رہتا ہے نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے نہ یہ جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا اور جب دیکھنے سننے والا ہوتا ہے اپنا یہ حال بھی نہین جان سکتا اگر ہمین نیند نہوتی تو ہم لوگون کا یہ کہنا کبھی باور نہ کرتے اسواسطے کہ آدمی نے جو نہ دیکھا ہو اوسکو نہین باور کرسکتا اور اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے بَلْ كَذَّبُوا بِمَا لَمْ يُحِيطُوا بِعِلْمِهِ وَلَمَّا يَأْتِهِمْ تَأْوِيلُهُ اور فرمایا ہے وَإِذْ لَمْ يَهْتَدُوا بِهِ فَسَيَقُولُونَ هَٰذَا إِفْكٌ قَدِيمٌ العزیز اس بات کا تعجب کر کہ اولیا انبیا مین ایسی کوئی صفت ہو کہ اور کسی کو اوسکی کچھ خبر نہو اور اونمین اوس صفت کے سبب سے عمدہ لذتین اور حالتین حاصل ہون اسواسطے کہ تو دیکھتا ہے کہ تجکو شعر کا ذوق نہین راگ سے بھی اوسکو لطف نہین آتا اگر کوئی چاہے کہ اوس بیذوق کو شعر کے معنی سمجھاوے تو نہین سمجھا سکتا کہ اوسے شعر کی کچھ خبر ہی نہین اسیطرح اندھا رنگت اور دیدار کی لذت کے معنی نہین سمجھ سکتا خدا کی قدرت سے تو کچھ تعجب نکر کہ درجہ نبوت کے بعد بعض ادراک پیدا کرے اور اوس سے پہلے کسی کو اوسکی خبر نہو **فصل** العزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے اصل آدمی کی بزرگی تجھے معلوم ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ صوفیون کی کیا راہ ہے یہ جو تونے سنا ہوگا کہ صوفی کہتے ہین کہ علم اس راہ مین آڑ ہے اور تونے اس سے انکار کیا ہوگا تو انکار نہ کر صوفیون کا یہ کہنا حق ہے اسواسطے کہ محسوسات اور محسوسات کے علم کے ساتھ اگر تو مشغول رہے گا تو یہ شغل اوس حال سے پردہ اور حجاب ہوگا اور دل حوض کے مثل ہے اور حواس گویا پانچ نہرین ہین کہ اونکی راہ سے حوض مین پانی جاتا ہے اگر تجکو منظور ہو کہ حوض کی تہ سے صاف پانی نکلے تو اوسکی یہ تدبیر ہے کہ باہر سے آیا ہوا پانی جو حوض مین ہے اور اوس پانی کے سبب سے جو کیچڑ ہوگئی ہے اوسے بالکل حوض سے نکال اور سب نہرونکا راستہ بند کر کہ حوض مین باہر کا پانی نہ آنے پائے اور حوض کی تہ کو کھود کہ صاف پانی اوسکے اندر سے نکلے اور حوض جب تک باہر کے پانی سے بھرا رہیگا ممکن نہین کہ اوسکی تہ سے پانی نکل سکے اسیطرح باہر والے علم سے جبتک دلی خالی نہوے تب تک وہ علم جو دل کے اندر سے

پیدا ہوتا ہے نہ پیدا ہوگا تا ان عالم اپنے تئین اگر سیکھے ہوئے علم سے خالی کر ڈالے اور اوسکے ساتھ مشغول نہ رہے تو وہ علم جس سے اپنے تئین خالی کیا ہے حجاب نہوگا اور ممکن ہے کہ اوس عالم کو کشف حاصل ہو اسیطرح اگر کوئی شخص محسوسات کے خیال سے اپنا دل خالی کرے تو وہ خیالات جنسے دل خالی کیا ہے اوسے حجاب نہونگے اور حجاب کا سبب یہ ہے کہ مثلاً جب کسی شخص نے اہل سنت کے اعتقاد سیکھے اور گفتگو اور مباحثہ کے لیے جیسا چاہیے اوسکی دلیلین بھی سیکھین اور اپنے تئین بالکل اوسیکا کر دیا اور یہ اعتقاد کر لیا کہ اس علم کے سوا اور کوئی علم ہی نہین تو جب اوسکے دل مین کچھ آئیگا یہی کہیگا کہ جو مین نے سیکھا ہے یہ اوسکے خلاف ہے اور جو اوسکے خلاف ہے وہ باطل ہے ایسے آدمی کو کائنات کی حقیقت معلوم ہونا ممکن نہین اسواسطے کہ جو اعتقاد عوام لوگون کو سکھاتے ہین وہ حقیقت کا ڈھانچا ہے اصل حقیقت اور پوری معرفت وہ ہے کہ حقیقتین ڈھانچے سے اپنی کھل جائین جیسے ہڈی سے گودا اے عزیز جان تو کہ جو کوئی اعتقاد کی تائید کے واسطے جھگڑنے کا طریقہ سیکھتا ہے اوسے کچھ حقیقت نہین کھلتی جب یہ سمجھا کہ سب علم مین ہی جانتا ہون تو سمجھ اوسکا حجاب ہوتی ہے اور اسوجہ سے کہ یہ سمجھ اوسپر غالب ہوتی ہے جسنے کچھ تھوڑا سا سیکھا ہے تو غالباً ایسے لوگ اس درجہ سے محروم اور محجوب رہین گے اور جو کوئی اس سمجھ کو دور کرے اوسکا علم آڑ نہوگا بلکہ کشف اوسے حاصل ہوگا اور اوسکا درجہ کامل ہوگا اور اوسکی راہ اوس شخص کی راہ سے بہت بیخوف اور سیدھی ہوگی جسکا قدم علم مین پہلے سے مضبوط نہوا اور مدت تک خیال باطل مین پھنسا رہا ہو اور تھوڑا شبہہ بھی اوسکے لیے آڑ ہوتا ہو اور عالم ایسے خطرہ سے بے دہشت ہے اے عزیز اگر کسی صاحب کشف سے تو سنے کہ علم آڑ ہے تو چاہیے کہ تو اس بات کے معنی سمجھے اور انکار نہ کرے لیکن غیر مباح کو مباح ٹھہرانیوالے نفس پرور بے بصرہ لوگ جو ہیں مانی مین نکلے ہین ہرگز خود انکو یہ حال ہی نہین ہے صوفیون کی نبی ہوئی واہیات باتین کچھ سیکھی ہین اور ان لوگون کا یہ شغل ہے کہ تمام دن انہی مین مشغول ہوتے ہین لنگ گودڑی جانماز سے اپنے تئین آراستہ کر کے علم اور علما کی مذمت کرتے ہین یہ لوگ مار ڈالنے کے قابل ہین اسواسطے کہ آدمیون کے شیطان اور خدا رسول کے دشمن ہین کیونکہ خدا رسول نے علم اور عالمون کی تعریف کی ہے اور تمام عالم کو علم کی طرف بلایا ہے یہ بدبخت جب صاحب حالت نہوا اور علم بھی حاصل نہ کیا ہو تو ایسی بات یعنی علم اور علما کو برا کہنا اسکو کب درست ہے اور اوس بدبخت کی مثل اوس شخص کی ایسی ہی جسنے سنا ہو کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے اسلیے کہ اوس سے بے انتہا سونا ہاتھ آتا ہے اور جب سونے کا خزانہ اوسکے سامنے رکھین تو اوسپر ہاتھ نہ ڈالے اور کہے کہ سونا کس کام آتا ہے اور کیا حقیقت رکھتا ہے کیمیا چاہیے جو سونے کی اصل ہے اور سونا نہ ملے اور کیمیا نہ اوسنے دیکھی ہو نہ وہ کیمیا کو جانتا ہو ایسا شخص بدبخت اور مفلس اور بھوکا رہتا ہے اور اتنی بات کی خوشی مین کہ مین نے آپ یہ کہا کہ کیمیا سونے سے بہتر ہے خوش ہوتا ہے اور بڑھ بڑھ کے باتین بناتا ہے تو انبیا اولیا کا کشف تو کیمیا کے مانند ہے اور عالمون کا علم سونے کے مثل ہے اور کیمیا کے مالک کو سونے کے مالک پر سب طرح سے فوقیت ہے لیکن یہان پر ایک اور نکتہ ہے کہ اگر کسی کے پاس اتنی ہی کیمیا ہو کہ اوس سے سونے کے سو دینار سے زیادہ نہین حاصل ہو سکتے تو ایسے شخص کو اوس شخص پر کچھ فضیلت نہین ہے جسکے پاس سونے کے ہزار دینار موجود ہون اور جیسا کہ کیمیا کی کتابین اور باتین اور تلاشی بہت ہین اور اس نامین اوسکی حقیقت کمیاب ہے اور بہت ڈھونڈنے والے دغا کھاتے ہین صوفیون کا کام بھی ایسا ہی ہے اصل صوفی پن ان لوگون مین نہین ہے تو تھوڑا اور یہ بات نادر ہے کہ وہ کمال کو پہونچے تو جاننا چاہیے کہ جس کسی کو صوفیون کا تھوڑا سا حال نمودار ہوا وسے ہر عالم پر فضیلت نہین ہے کیونکہ ایسے

بھتونکو ایسا ہوتا ہے کہ اس کام کے شروع مین کچھ حال انپر ظاہر ہوتا ہے اوسوقت اوس درجہ سے گر پڑتے ہین اوسکا کامل نہین ہوتے
اور بعضے ہوتے ہین کہ سودا اور خیال خام اونپر غالب ہوتا ہے اور اوسکی کچھ صلاحیت نہین ہوتی اور وہ اوسے حق تعالے کے حکم کا سمجھتے ہین اور وہ
ایسا نہین ہوتا اور جیسا خواب مین اصل اور خیالات واہیات دونون ہوسکتے ہین اوسیطرح اس حال مین ہوتے ہین بلکہ عالمون پر اوس
شخص کو فضیلت ہے اوس حال مین ایسا کامل ہوا ہو کہ جو علم دین سے علاقہ رکھتا ہے اور جو نہین رکھتا ہے وہ اوس
سیکھنے آپ سے اوس علم کو جان لے اور یہ امر نہایت نادر ہے تو چاہیے کہ العزیز تصوف کی [illegible] اور اوسکی پیروی کرے تو ایمان
اور اس زمانہ کے فریبون کے سبب سے اون اصلی علمون سے بداعتقاد ہوا اور انمین سے جو علم اور عالمون پر طعن کرتا ہے تو سمجھ کہ
نادانی سے کرتا ہے **فصل العزیز** شاید تو یہ کہے کہ کیونکر معلوم ہو کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت [illegible] ہے تو اسکا جواب تو ہمنے
کہ خدا کی معرفت مین آدمی کی سعادت ہونا اس امر سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر چیز کی سعادت [illegible] جسمین اوسے مزہ اور
چین ہو اور ہر چیز کو مزہ اوسی کام مین ہوتا ہے جسکو اوسکا جی چاہے اور جس کام کو [illegible] ہر چیز پیدا ہوئی ہے
جیسا کہ شہوت کا مزہ اسی مین ہے کہ آدمی کی آرزو برآئی اور غصہ کا مزا اسی مین ہے کہ دشمن سے [illegible] اور آنکھ کا مزہ اچھی صورتین دیکھنے مین
کان کا مزہ اچھی آوازین سننے مین ہے اور دل کا مزہ اوس امر مین ہے جو دل کی خاصیت ہے اور جسکے واسطے خدا نے دلکو پیدا کیا ہے
وہ امر کامون کی حقیقت کا پہچاننا ہے کہ یہی دل کا خاصہ ہے لیکن خواہش اور غصہ اور باقی [illegible] حسوسات کی بہ نسبت چارپایونکو
بھی حاصل ہے اور چونکہ کامون کی اصل حقیقت کی معرفت دل کی خاصیت ہے اسلیے آدمی جو نہین جانتا اوسے [illegible] کرنا کو
جی چاہتا ہے اور جو شے جانتا ہے اوسپر خوش ہو کر فخر کرتا ہے اگر وہ بری چیز مثلاً شطرنج سیکھنے کی فکر مین ہے اور جو اوسے جانتا ہے اور
اگر کہین کہ تو نے سکھانا تو اوسے ضرر کرنا دشوار ہوتا ہے اور اس خوشی سے کہ عجیب کھیل جانتا ہے یہ چاہتا ہے کہ اپنا خوش ظاہر کرے العزیز
تجکو جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ دل کی لذت کامون کی معرفت مین ہے تو یہ بھی جان لے کہ جس شخص اچھی اور عمدہ چیز کی معرفت ہوگی اوسکو
دلکو اوتنی ہی زیادہ لذت ہوگی اسواسطے کہ جو شخص وزیر کے بھید اور [illegible] خبردار ہوتا ہے وہ خوش ہوتا ہے اگر بادشاہ کا محرم راز ہوجائے
اور اوسکے امور مملکت پر واقفیت پائے تو بہت ہی خوش ہوگا اور جو شخص کہ علم [illegible] کے تو بہ سبب [illegible] اوسکی شکل اور [illegible] جانتا ہے
وہ اوس شخص کی نسبت بہت خوش رہتا ہے جو شطرنج کھیلنا جانتا ہے اور شطرنج [illegible] کھیلنا جانتا ہے اور بہتر کھیلتا ہے اور بہتر کھیلنا
ہوتی ہے اسیطرح معلوم یعنی جانی ہوئی چیز جتنی زیادہ اچھی ہوگی اوسکا علم یعنی جاننا بھی اوتنا ہی [illegible] ہوگا اور اوسیسے [illegible] زیادہ
ہوگا اور حق تعالے اسب چیزون سے اشرف ہے اسواسطے کہ سب چیزون کو اسی کے سبب سے شرف ہے وہی تمام عالم کا بادشاہ ہے
تمام عالم کے عجائبات اوسی کی صنعت کی نشانیان ہین تو کوئی معرفت بھی اوسکی معرفت سے زیادہ شریف اور مزہ دار نہین اور حضرت [illegible]
کے دیدار سے بہتر کوئی دیدار نہین اور دل کی طبیعت اوسکے دیدار کو چاہتی ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی طبیعت اوسی خاصیت کو چاہتی ہے
جسکے واسطے اوسے خدا نے پیدا کیا ہے اگر کوئی دل ایسا ہو جس سے اس معرفت کی خواہش زائل ہوگئی ہو وہ دل اوس بیمار کے مانند ہے
جسے کھانے کی خواہش نہ رہی ہو اور روٹی کے نسبت مٹی اوسے بہت اچھی معلوم ہوتی ہو اگر اوس بیمار کا علاج نہ کرین اور کھانیکی خواہش

اوسے پھر پیدا ہو جاے اور مٹی کا شوق نہ جاتا رہے تو وہ بیمار دنیا مین بڑا کم نصیب ہے اور ہلاک ہو جائیگا اور وہ شخص جسکے دل مین خدا کی معرفت سے زیادہ اور چیزونکا شوق ہے وہ بھی ہمیشہ وہ اوس جہان مین بدبخت اور تباہ ہوگا اور سب خواہشین اور محسوسات کی نسبتین آدمی کے بدن سے علاقہ رکھتی ہین خواہ نخواہ مر جانے سے وہ زایل ہو جاوین گی اور اون خواہشون کے سبب سے جو محنت اوسنے اوٹھائی ہے وہ بھی جاتی رہے گی اور خدا کی معرفت کی لذت جو دل سے علاقہ رکھتی ہے مرنے سے دونی ہو جاے گی اسواسطے کہ وہ مرجگہ اور ہمیشہ برقرار رہے گی بلکہ دل زیادہ روشن ہو جائیگا اور اور چیزون کی خواہش سے جتنی تکلیف ہوتی ہے اسمین اوس سے دونی لذت اوٹھاویگا اور اسکی تفصیل اصل محبت مین جو آخر کتاب ہے بیان کی جائیگی **فصل** گو ہر آدمی کا جو حال کہا گیا اتنا ہی سب کتاب مین کہا گیا ہے کرتا ہے جو کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو کتاب عجائب القلوب مین ہمنے لکھی ہے دیکھ لے اور ان دونون کتابون سے بھی آدمی کو پوری خود شناسی یعنی اپنے نفس کی پہچان حاصل نہین ہو سکتی ہے اسواسطے کہ دل آدمی کا ایک کن ہے اور دل کی سب صفتون مین سے بعضی صفتون کا یہ بیان ہے اور آدمی کا دوسرا کن بدن ہے اور اوسکے پیدا کرنے مین بھی بہت عجائبات ہین آدمی کے ہر ظاہری اور ہر باطنی عضو مین عجیب باتین اور عمدہ حکمتین ہین اور آدمی کے بدن مین کئی ہزار رگین اور ریشے اور ہڈیان ہین ہر ایک کی صورت اور صفت علیحدہ ہے اور ہر ایک سے غرض خدا ہے انگیز تو اون سب سے بیخبر ہے فقط اتنا جانتا ہے کہ ہاتھ پکڑنے کے واسطے پاؤن چلنے کے واسطے زبان کہنے کے واسطے ہے لیکن یہ بات تو جان کہ خدا نے دس پردون سے آنکھ کو بنایا ہے اور وہ دسون پردے باہم مختلف ہین اون مین سے اگر ایک بھی کم ہو تو آدمی کے دیکھنے مین خلل پڑ جاے اور تجکو یہ بھی نہین معلوم کہ ہر پردہ کسواسطے ہے اور دیکھنے مین آدمی اونکا کیون محتاج ہے اور آنکھ کی مقدار جتنی ہے اتنی ظاہر ہے اور اسکی تفصیل بہت کتابون مین لوگون نے لکھی ہے اگر تجکو آنکھ کے پردون کی کیفیت نہین معلوم تو کیا تعجب اسواسطیکہ تو بھی نہین جانتا کہ اندرونی اعضا مثلاً جگر تلی پتا گردہ وغیرہ کیونکر بنے ہین جگر تو اسواسطے بنا ہے کہ معدے سے طرح طرح کی غذائین جو اوسمین پہونچین اون سب کو ایک اندازہ پر خون کے رنگ کا کر دے کہ وہ ہیئت اندام کی غذا ہونیکے قابل ہو جاے جب خون جگر مین پک جاتا ہے تو اوسکے نیچے بیٹھ رہ جاتا ہے اور وہ بیٹھ سودا ہو جاتا ہے تلی اسواسطے ہے کہ اوسکو جگر سے لے اور اوسکے اوپر کچھ زرد رنگ مین پیدا ہوتا ہے وہ صفرا ہے پتا اسواسطے ہے کہ اوسکو خون پر سے کھینچ لے اور خون جب جگر کے باہر نکلتا ہے پتلا اور بے قوام ہوتا ہے گردہ اسواسطے ہے کہ پانی کو لہو سے کھینچ لے تاکہ بغیر سودا اور صفرا کے قوام ہو کر خون رگون مین جاے اگر پتے مین کچھ آفت پہونچے گی تو صفرا خون مین رہ جائیگا اس سبب سے کانور اور صفراوی بیماریان پیدا ہونگی اگر تلی کو کوئی صدمہ پہونچ جائیگا تو سودا خون مین ملا رہ جائیگا سوداوی بیماریان پیدا ہونگی اگر گردے کو کچھ آفت پہونچے گی تو خون مین پانی رہ جائیگا استسقا کی بیماری پیدا ہوگی اسیطرح آدمی کے ظاہری اور باطنی اعضا مین سے ہر عضو کو ایک کام کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے کہ اوسکے بغیر بدن مین خلل پڑتا ہے بلکہ آدمی کا بدن گو کہ چھوٹا ہے مگر تمام عالم کے مثال ہے اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین خدا نے پیدا کیا ہے آدمی کا بدن بھی اوسکا نمونہ ہے ہڈی پہاڑ پسینا مینہ بال درخت دماغ آسمان حواس گویا تارے ہین اسکی تفصیل دراز ہے بلکہ جہان مین جس جس قسم کی مخلوق ہے مثلاً سور کتا بھیڑ یا چارپایہ دیو پری فرشتہ ان سب کی مثال آدمی کے بدن مین موجود ہے چنانچہ پہلے مذکور ہو چکا ہے

بلکہ جو جو پیشہ ور جہان مین ہین اون سب کے نمونے جسم انسان مین ہین جو قوت کہ معدہ مین کھانا ہضم کرتی ہے گویا باورچی ہے اور جو قوت کہ خالص کھانیکو جگر اور بھوک کو آنتون مین پہونچاتی ہے گویا گندھی ہے اور جو قوت کہ کھانیکو جگر مین خون کے رنگ پہ کرتی ہے گویا رنگریز ہے اور جو قوت کہ خون کو عورت کی چھاتیون مین سفید دودھ اور مرد کے تخمیون مین بیضہ بنتی کرتی ہے گویا دوا ہے اور جو قوت کہ غذا کو ہر ہر عضو مین کھینچکر پہونچاتی ہے گویا نبدھانی ہے اور جو قوت کہ پانیکو جگر سے کھینچکر گردے مین مثانہ مین پہونچاتی ہے گویا سقا ہے اور جو قوت بھوک کو پیٹ سے باہر گرادیتی ہے گویا ہلال خور ہے اور جو قوت سودا اور صفرا کو اندر اسواسطے پیدا کرتی ہے کہ بدن تباہ اور خراب ہووے گویا مفسد جلاد ہے اور جو قوت صفرا وغیرہ بیماریون کو دور کرتی ہے وہ گویا منصف طبیب ہے اور اس تفصیل سے بھی طویل العمر تر اصل مطلب یہ ہے کہ تجکو یہ بات معلوم ہوجاے کہ تیرے اندر کئی طرح کی قوتین تیرے کام مین مشغول ہین اور تو خواب خرگوش مین ہے یعنی غافل پڑا ہے اور اون قوتون مین سے کوئی تیرے کام سے غافل اور فارغ نہین ہوتی تو نہ اونکو جانتا ہے اور جس نے انھین تیرے کام کو پیدا کیا نہ اوسکا احسان مانتا ہے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو ایکدن کے واسطے تیری خدمت کے لیے بھیجے تو تمام عمر تو اوسکا شکریہ ادا کیا کرتا ہے اور جسنے تیرے اندر کئی ہزار پیشہ ور تیری خدمت کو مقرر کیے ہین کہ عمر بھر تیری خدمت سے ایکدم بھی فارغ نہین ہوتے تو اوسے یاد بھی نہین کرتا اور بدن کی ترکیب اور اعضا کی منفعت جاننے کو علم تشریح کہتے ہین اور وہ بڑا علم ہے اور خلق اوس سے غافل ہے اور سے نہین پڑھتی جسنے پڑھا تو اسواسطے پڑھا کہ علم طب مین اوستاد ہوجاے اور علم طب خود بخود بحقیقت ہے گو اوسکی طرف حاجت ہے مگر دین کی راہ سے علاقہ نہین رکھتا لیکن اگر کوئی شخص خدا کی عجیب صنعتین دیکھنے کی نیت سے اس علم کا مطالعہ کرے تو اوسے خدا کی معرفت کی صنعتون مین سے تین صفتین خواہ نخواہ معلوم ہوجاین ایک یہ کہ اس قالب کا بنانے والا اور اس جسم کا پیدا کرنیوالا کتنا بڑا قادر ہے کہ اوسکی قدرت کا ملہ مین نقصان اور ماجزی کو ہرگز دخل نہین ہوسکتا ہے کہ دنیا مین کوئی کام اس سے زیادہ عجوبہ نہین کہ ایک قطرہ پانی سے ایسا جسم پیدا کرسکتا ہے اور یہ عجوبہ کام کرسکتا ہے اوسے مرنے کے بعد پھر زندہ کرنا بہت ہی آسان ہوگا دوسری یہ کہ وہ خالق ایسا عالم ہے کہ اوسکا علم سب کاموں کو گھیرے ہوئے ہے اسواسطے کہ یہ عجائبات ان عمدہ عمدہ حکمتون کے ساتھ بغیر کمال علم کے غیر ممکن ہین تیسرے یہ کہ خالق کی عنایت اور الطاف و رحمت بندون پر بے نہایت ہے کہ بندہ کو جو کچھ چاہیے تھا پیدا کیا بلکہ جس چیز کی ضرورت تھی مثلاً جگر دل دماغ کہ حیوان کی اصل ہے وہ بھی اوسے دی اور جس چیز کی ضرورت تھی فقط حاجت تھی مثلاً ہاتھ پاون زبان آنکھ وغیرہ وہ بھی عنایت کی اور جن چیزون کی نہ حاجت تھی نہ ضرورت تھی مگر اونسے مزید زینت تھی مثلاً بالون کی سیاہی لبون کی سرخی بھوون کا خم آنکھون اور پلکون کی ہمواری وہ بھی مرحمت فرمائین بندہ بہت اچھا معلوم ہوا سواسطے یہ چیزین بنائین اور یہ لطف و مہربانی فقط آدمی ہی کے ساتھ نہین بلکہ سب مخلوقات کے ساتھ ہے یہانتک کہ بھنگا اور مکھی اور مکھی کو بھی جو چیز چاہیے تھی دی اور باینہمہ اونکی ظاہری صورت بھی اچھے اچھے نقشون سے آراستہ اور عمدہ عمدہ رنگون سے پیراستہ کی تو آدمی کی خلقت کو مفصل غور سے دیکھنا خدا کے صفات پہچاننے کی کنجی ہے اسیوجہ سے اس علم یعنی علم تشریح کی بزرگی ہے نہ اس سبب سے عظمت ہے کہ طبیب کو اوسکی حاجت ہے اور جیسا کہ شعرا اور تصنیف اور صنعت کے عجائبات تو جتنے زیادہ جانتا ہے شاعر اور مصنف اور صانع کی عظمت بھی اوتنی زیادہ تیرے دل مین آتی ہے اسیطرح خدا کی عجیب عجیب صنعتین اوس صانع باکمال کی عظمت دریافت کرنیکی کنجی ہے اور یہ علم بھی معرفت نفس کا

رکھتا ہے لیکن علم دل کی بہ نسبت تنگ اور چھوٹا ہے اسواسطے کہ یہ بدن کا علم ہے اور بدن بمثل سواری اور رول مانند سوار ہے اور پیدا کرنے والا سواری مقصود ہے سوار کے واسطے کہ ہوتا ہے مرکب کے لیے سوار نہین ہوتا لیکن اتنا بھی جو بیان کیا تو اسواسطے کہ تو یہ جان لے کہ باوجودیکہ کوئی چیز تیری ذات سے تجھ سے نزدیک نہین مگر ساتھ اسکے بھی تو اپنے تئین خوب نہین پہچان سکتا اور جو اپنے تئین تو نہ پہچانے اور اوسکے پہچاننے کا دعوی کرے وہ اس مفلس کے مانند ہے جو اپنے تئین تو کھانا نہین دے سکتا اور دعوی کرتا ہے کہ تمام شہر کے محتاج اوسکی روٹی کھاتے ہین اور دعوی کرنا محض واہیات ہے اور تعجب کی بات ہے **فصل العزیز** یہ سب جو بیان ہوا اس سے آدمی سمجھ لیتا ہے کہ دل کی بزرگی تجھے معلوم ہوا اب یہ جان لے کہ خدا نے یہ گوہر بہت عمدہ تجھے دیا ہے اور تجھسے پوشیدہ کیا ہے اگر تو اسے ڈھونڈھے گا اور ضایع کریگا اور اوس سے غافل رہے گا تو بڑا نقصان اور خسارہ ہوگا کوشش کرکے دل کو ڈھونڈو اور اسکے [illegible] تاکہ [illegible] اوس جہان مین [illegible] یعنی خوشی بے زوال اور بقای بے فنا [illegible] لیکن اس بات سے ہے کہ اوس جہان مین [illegible] خوف اور حسرت نہ پانے کی لیاقت رکھتا ہے نہین تو جو اوس سے زیادہ عاجز اور ناقص کوئی نہین کہ گرمی سردی بھوک پیاس بیماری بڑھاپہ اور موت سے ڈرتا ہے اور ہر ایک چیز مین اوسے لذت و راحت ہے وہی اوسکے لیے موجب نقصان و مضرت ہے اور جو چیز اوسکو نفع پہونچانیوالی رنج اور تکلیف سے نہین خالی ہے اور جو شخص بزرگ اور عزت دار ہوتا ہے وہ علم یا قدرت و قوت یا ارادہ و ہمت یا اچھی صورت کی بدولت صاحب وقار ہوتا ہے آدمی کے علم کی طرف اگر دیکھا جاے تو اوس سے زیادہ کوئی جاہل نہین کہ اگر ایک رگ بھی اوسکے دماغ مین پھٹ جاے تو ہلاکت اور جنون کا اندیشہ ہوتا ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ اسکا سبب اور علاج کیا ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی دوا اوسکے سامنے ہوتی ہے وہ دیکھتا ہے اور نہین پہچانتا کہ یہ میری دوا ہے اگر آدمی کی قوت اور قدرت کا خیال کیا جاے تو اوس سے زیادہ کوئی ناتوان نہین کہ ایک مچھر سے نہین جیت سکتا اگر ایک مچھر کو خدا اوسپر مسلط کردے تو اوس سے ہلاک ہوجاتا ہے اگر ایک مکھی ناک مین جاے تو بیقرار ہوجاتا ہے اگر آدمی کی ہمت کیطرف دیکھا جاے تو ایک دانگ چاندی کا اگر اوسے نقصان ہوتا ہے تو اوس سے اور ملول اور پریشان ہوتا ہے اگر بھوک کے وقت ایک نوالہ اوسے نہ ملے تو بدحواس ہوجاتا ہے اس سے زیادہ کنجوس اور کون ہوگا اگر آدمی کے جمال اور صورت کا خیال کیجیے تو کھوڑے پر ایک چمڑا لپٹا دیا ہے آدمی اگر دو دن اپنا بدن نہ دھوے تو ایسی خرابی ظاہر ہو کہ آپسے آپ اوسکا جی بدن سے بو لینے لگے نہایت رسوا ہوا آدمی سے زیادہ کوئی چیز گندی نہین اسواسطے کہ اوسکے اندر ہمیشہ نجاست رہتی ہے اور وہ نجاست بردار ہے اور ہر روز دو بار نجاست خود دہوتا ہے یعنی آبدست لیتا ہے **نقل** ہے کہ ایک دن شیخ ابوسعید قدس سرہ صوفیون کے ساتھ کہین تشریف لیے جاتے تھے ایک مقام پر پہونچے وہان لوگ سنڈاس صاف کرتے تھے راستہ پر نجاست پڑی تھی سب ساتھی وہان ٹھہر گئے ناک بند کرکے ایک طرف بھاگے شیخ ممدوح وہین پر کھڑے ہوگئے اور فرمایا اے لوگو سمجھو تو یہ نجاست مجھسے کیا کہتی ہے لوگون نے کہا شیخ ہی کہی ہے فرمایا کہ یہ کہتی ہے کہ کل مین بازار مین تھی یعنی میوہ مٹھائی جنس وغیرہ تھی سب لوگ مجھے مول لینے کو روپیہ کی تھیلیان مجھپر لٹاتے تھے ایک شب مین تمہارے پیٹ مین رہی متعفن اور نجس ہوگئی اب مجکو تمسے بھاگنا چاہیے یا تمکو مجھسے حقیقت مین یہی

بات ہے کہ آدمی اس عالم مین نہایت ناقص اور عاجز اور بیکس ہے قیامت کو اوسکی گرم بازاری ہوگی اگر کیمیای سعادت کو گوہر دل پر
ڈالے گا چار پایون کے مرتبہ سے نکلکر فرشتون کے درجے پر پہونچے گا دنیا اور خواہش دنیا کی طرف اگر متوجہ ہوگا فردای قیامت کو
کتے اور سور اوس سے بہتر ہونگے کہ خاک ہوجائین گے اور رنج سے نجات پائین گے اور آدمی عذاب مین رہیگا تو آدمی نے جہان
اپنی بزرگی جانی ہے چاہیے کہ اپنا نقصان اور بیچارگی اور بیکسی بھی پہچان رکھے اسواسطے کہ اپنے نفس کو اسطرح پہچاننا بھی معرفت الہی
کی کنجیون مین سے ایک کنجی ہے اسقدر بیان اپنے تئین پہچاننے کو کفایت کرتا ہے اسواسطے کہ اس کتاب مین اس سے زیادہ بیان کا ممکن نہین

دوسرا عنوان مسلمانی کا یہ دوسرا عنوان ہے اسمین خدا کی معرفت کا بیان ہے

ایعزیز از جان یہ بات جان کہ اگلے پیغمبرون کی کتابون مین مذکور ہے کہ اونسے یون ارشاد خدای غفور ہے کہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ اور ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدمیکا دل مثل آئینہ ہے جو کوئی اسمین غور کریگا خدا کو دیکھے گا اور بہت
آدمی اپنے مین غور کرتے ہین اور خدا کو نہین پہچانتے تو اس لحاظ سے کہ دل خدا کی معرفت کا آئینہ ہے اوسے جاننا ضرور ہوا اور اس
جاننے کی دو صورتین ہین ایک نہایت مشکل ہے کہ اکثر عوام اوسے نہین جان سکتے اور اونکی سمجھ مین وہ صورت نہین آسکتی اور جسے
عوام نہ سمجھ سکین اوسکا بیان مناسب نہین لیکن وہ صورت بیان کرنا چاہیے جسے سب سمجھ سکین وہ صورت یہ ہے کہ آدمی اپنی ہستی سے
خدا کی ذات کی ہستی کو پہچانے اور اپنے صفات سے خدا کی صفات کو جانے اور اپنی سلطنت یعنی اپنے بدن اور اعضا مین جو آدمی کا
تصرف اور اختیار ہے اوس سے خدا کا تصرف جو تمام عالم مین ہے پہچانے اور اسکی تفصیل یہ ہے کہ آدمی نے جب پہلے اپنے تئین ہست
جانا اور یہ جانتا ہے کہ کئی برس پہلے نیست تھا اور اوسکا نام نشان کچھ نہتا جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ
حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْـًٔا مَّذْكُوْرًا اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا
اور جس چیز سے آدمی اپنی اصل خلقت پہچانے کہ اپنی ہستی سے پہلے مین کیا تھا وہ چیز نطفہ ہے جو ناپاک پانی کا ایک قطرہ ہے جسمین
عقل سماعت بصارت سر ہاتھ پاؤن زبان آنکھ رگ پٹھا ہڈی گوشت چمڑا کچھ نتھا بلکہ ایک ہی طرح کا سفید پانی تھا پھر اوسمین یہ سب
عجائبات یعنی عقل سر ہاتھ پاؤن وغیرہ ظاہر ہوئے اوس نے اپنے تئین آپ نہین پیدا کیا بلکہ اور کسی نے اوسے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ آپ
باوجودیکہ درجۂ کمال کو پہونچا ہے اور یقینی جانتا ہے کہ ایک بال پیدا کرنے سے عاجز ہے تو یہ بھی جانے گا کہ جب پانیکا ایک قطرہ تھا تو اور بھی
زیادہ عاجز اور ناقص تھا اپنے تئین آپ کیا پیدا کرتا پس خواہ نخواہ آدمی کو اپنے پیدا ہونے سے خالق کی ذات کی ہستی معلوم ہوگی اور جب
اپنے بدن کے عجائبات جو ظاہر اور باطن مین ہین دیکھیگا (اور بعض عجائبات بدن کی تفصیل بیان ہوچکی ہے) تو اپنے خالق کی قدرت عیان
دیکھے گا اور جانے گا کہ میرا خالق بڑا قادر ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے اور جیسا چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور سمجھے گا کہ اس سے بڑی قدرت اور کیا
ہوگی کہ ایسے ذلیل ناچیز پانی کے قطرے سے کمال اور جمال کے ساتھ کیا صورت بناتا ہے اور اوس صورت مین کیا کیا عجائب غرائب کہتا ہے
اور آدمی جب اپنی عجیب عجیب صفتون اور اپنے اعضا کی منفعتون کو دیکھتا ہے کہ ہر عضو ظاہری مثلاً ہاتھ پاؤن آنکھ زبان دانت اور اعضاے باطنی

مثلاً جگر تلی پتا وغیرہ کو خدا نے کس حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے تو اپنے خالق کے علم کو پہچانتا ہے کہ کیا علم اتم ہے اور کیسا محیط اشیائے
عالم ہے اور آدمی یہ بھی جان جائیگا کہ ایسے عالم سے کوئی چیز غائب نہین ہوسکتی اگر سب عقلمندون کی عقل کو کام مین لائین اور اونکو
عمر دراز دین اور وہ فکر کرین کہ ان اعضا سے ایک عضو کو بھی کوئی ایسی صورت نکالین جو اس صورت موجودہ سے بہتر ہو تو نہین نکال
سکتے مثلاً دانتون کی صورت جو بالفعل موجود ہے یعنی کھانے کی چیز کاٹنے کے واسطے سامنے کے دانت تیز ہین اور کھانے کی چیز کو مہین
کرنے کے واسطے اور دانت چوڑے ہین دانتون کے قریب زبان پنہاری کے آبخورے کے مثل ہے کہ اناج چکی مین ڈالتی ہے اور
قوت جو زبان کے نیچے ہے خمیر بنانے والے اور پانی چھڑکنے والے کے مانند ہے کہ جسوقت جتنا چاہیے اوتنا پانی بہاتی ہے کہ کھانا تر ہو
اور حلق سے اوتر جاے گلے مین نہ پھنسے اس صورت کے خلاف اور کوئی شکل جو اس سے بہتر ہو تمام عالم کے عقلمند ملکر نہین نکال سکتے
اسیطرح ہاتھہ مین پانچ اونگلیان ہین چار اونگلیان ایک طرح کی اور ایک انگوٹھا اون اونگلیون کی بہ نسبت بہت دور اور لنبائی مین
چھوٹا اور ہر اونگلی کے ساتھ کام کرتا ہے اور سب اونگلیون پر پھرتا ہے اور سب اونگلیون مین تین تین گرہین ہین اور انگوٹھے مین دو گرہین
ایسی بنائی ہین کہ آدمی اگر چاہے آبخورا بنالے چاہے چلو چاہے مٹھی بند کرکے گھوسا بنائے اور گھوسے کو اپنا ہتیار کرے یعنی دشمن کو مارے
خواہ مٹھی کھولکر پنجہ کو طباق بنائے اور اکثر طرحسے کام مین لائے اگر تمام جہان کے عقلمند اونگلیون کی اور کوئی وضع تجویز کرین مثلاً یہ
سب اونگلیان ایک ہی انداز کی ہون یا تین ایک طرف اور دو ایک جانب ہون یا پانچ کی جہہ یا چار ہون یا تین گرہونکے بدلے دو
یا چار گرہین ہون انمین سے جو جو باتین سوچین اور کہین سب ناقص ہین اور جس انداز پر خداوند کریم نے پیدا کیا وہی انداز بہت اچھا ہے
اس بیان سے معلوم ہوگا کہ خالق کا علم اس شخص کو محیط ہے اور سب چیزون سے خالق مطلع ہے اور آدمی کے ہر ہر عضو مین ایسی حکمتین
ہین جو شخص اون حکمتون کو جتنا زیادہ جانیگا اوتنا ہی علم خدا کی عظمت اور وسعت سے اوسے تعجب بھی زیادہ ہوگا اور آدمی جب اپنی
حاجتون کو دیکھنے لگے پہلے دیکھے گا کہ اوسے اعضا کی احتیاج ہے پھر جانیگا کہ کھانے کپڑے گھر کا بھی وہ محتاج ہے اور اوسکے کھانیکی
چیزونکو بھی مینہ ہوا گرمی سردی کی حاجت ہے اور جو اون کھانیکی چیزونکو کھانیکے قابل کرین اون صنعتون کی بھی ضرورت ہے اور اون صنعتونکو
بھی اوزار مثلاً لوہے تانبے پیتل سیسے کی احتیاج ہے اور اس بات کے بتانے اور معلوم ہونیکا کہ اوزار کیونکر بنتے ہین اوزار بھی محتاج ہین آدمی ان
چیزون کی طرف اپنی حاجتین دیکھکر جانیگا کہ سب مخلوقات بہت خوب انداز پر ایجاد ہوتی ہے اور سب مصنوعات کی بہت اچھی وضع پر بنیاد
ہوتی ہے اور ہر ہر چیز جسے قسم کی خدا نے بنائی ہے اگر نہ بناتا تو بنا سکنا کیسا اوس کار کا انداز بھی کسی کے خیال مین نہ آتا اور سمجھے گا کہ
سب مخلوق اور مصنوع بے مانگی مراد ہے اور فقط خدا کی مہربانی اور عنایت سے ان سبکی بنیاد ہے اور اس سمجھ کی بدولت آدمی کو یہ صفت
معلوم ہوگی کہ تمام عالم پر خدا کی عنایت اور مہربانی ہے اور اسی صفت کے باعث اولیا کی زندگانی ہے جیسا کہ حدیث قدسی مین آیا ہے
یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی حق تعالی نے فرمایا ہے سَبَقَتْ رَحْمَتِیْ عَلٰی غَضَبِیْ اور جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد کیا ہے کہ دودھ پیتے بچون پر مادر مشفقہ کی جتنی شفقت ہے اوس سے زیادہ بندون پر ارحم الراحمین کی رحمت ہے غرض کہ جب
آدمی نے اپنے پیدا ہونے سے خدا کی ہستی کو جانا اور اپنے اعضا کی کثرت سے حق تعالے کے کمال قدرت کو پہچانا اور عجائب حکمتون اور اپنے

اعضا کی منفعتون سے خدا کے کمال کو دیکھا اور جن چیزون کی حاجت یا ضرورت ہے یا جنسے فقط زیب و زینت ہے اونھین اپنے ساتھ مجتمع اور موجود دیکھنے سے لطف اور رحمت ذوالجلال کو دیکھا تو نفس کی پہچان جو ایسی ہے وہ معرفت حق کی کنجی ہے **فصل** آدمی نے جسطرح حق تعالے کی صفات کو اپنی صفات سے پہچانا اور حق تعالی کی ذات کو اپنی ذات سے جانا اوسیطرح حق تعالے کی تنزیہ اور تقدیس بھی اپنی تنزیہ اور تقدیس سے جانتا ہے اور حق تعالے کی تنزیہ اور تقدیس کے یہ معنی ہین کہ جو کچھ وہم و خیال مین آئے وہ اوسسے پاک اور مقدس ہے اور اگرچہ کوئی جگہہ حق تعالے کے تصرف سے خالی نہین مگر کسی جگہہ کے ساتھ منسوب ہوسکنے سے وہ بری اور منزہ ہے اور آدمی اس تنزیہ اور تقدیس کا نمونہ اپنے مین دیکھتا ہے اسواسطے کہ جان کی حقیقت جسے ہم دل کہتے ہین وہ بھی اون چیزون سے جو وہم و خیال مین آئین منزہ اور پاک ہے اسواسطے کہ اوسکے لیے نہ مقدار و کمیت ہے اور نہ وہ قابل قسمت ہے اور جب کمیت کیفیت قسمت دل سے دور ہے تو دل کا بے رنگ ہونا بھی ضرور ہے اور جس چیز کا نہ کچھ رنگ ہوگا نہ مقدار وہ کبھی خیال مین نہ آئیگی اسواسطیکہ خیال مین وہی چیز آتی ہے جسے یا جسکی جنس کو آنکھہ دیکھہ پاتی ہے اور رنگ اور شکلون کے سوا خیال اور نظر مین کچھ نہین آتا اور طبیعت جو یہ چاہتی ہے کہ معلوم ہو فلانی چیز کیسی ہے اسکے یہی معنی ہین کہ اوس چیز کی کیسی شکل ہے چھوٹی ہے یا بڑی اور جو چیز ان صفتون یعنی صورت رنگت چھوٹائی بڑائی سے مبرا ہے اوسے پوچھنا کہ کیسی چیز ہے بیجا العزیز جس چیز مین چگونگی کو دخل نہین اگر تو اوسے دریافت کیا چاہے تو اپنی حقیقت مین غور کر دیکھہ تو تیری حقیقت جو خدا کی معرفت کی جگہہ ہے وہ نہ قابل قسمت ہے اور اوسکی نہ کچھ مقدار نہ کمیت و کیفیت ہے اگر کوئی پوچھے کہ روح کیا چیز ہے اوسکا جواب یہی ہوگا کہ چگونگی کو اوسمین کچھ دخل نہین جب تو نے اپنے تئین جانا کہ چگونگی سے پاک اور مبرا ہے تو یہ بھی جان کہ حق تعالے چگونگی سے منزہ اور مقدس اور پاک ہونے مین بہت اولے ہے لوگ تعجب کرتے ہین کہ بے چون اور بے چگون کوئی چیز کیونکر موجود ہوگی اور اپنی حقیقت کو نہین پہچانتے کہ خود بے چون اور بے چگون موجود ہین بلکہ آدمی اگر اپنے مین ہوتو ہزار چیزین بے چون اور بے چگون دیکھے یعنی اپنے مین درد دیکھے غصہ دیکھے عشق دیکھے مزہ دیکھے اور اگر چاہے کہ ان چیزون کی چونی اور چگونگی دریافت کرے تو نہین دریافت کرسکتا اسواسطے کہ ان چیزون کی نہ رنگت ہے نہ صورت ہے تو اس سوال کو کہ کیونکر ہے اور کیسا ہے غصہ درد وغیرہ مین کچھ دخل نہین تو معلوم ہوا کہ چیزین بےچون اور بےچگون موجود ہین بلکہ اگر کوئی آواز یا مزہ یا بو کی حقیقت دریافت کیا چاہے کہ یہ چیزین کیسی ہین تو نہین ہوسکتا آدمی انکے دریافت کرنے مین عاجز ہے اور عاجزی کا سبب یہ ہے کہ چون اور چگونہ مقتضاے خیال ہے کہ حس بصر سے حاصل ہوتا ہے تو خیال ہر چیز مین آنکھہ کا حصہ ہونڈ ہتا ہے اور جو چیز کان کی مملکت ہے جیسے آواز اوسمین آنکھہ کا کچھ حصہ نہین بلکہ آواز کی چونی اور چگونگی دریافت کرنا محال ہے اسواسطیکہ جسطرح رنگت اور صورت حس سمع سے بے تعلق اور مبرا ہے اوسیطرح آواز حس بصر سے پاک اور منزہ ہے اسیطرح جو چیز حاسۂ دل مین آتی ہے اور عقل سے پہچانی جاتی ہے وہ اور سب حواس سے پاک ہے اوسمین کسی حواس کا حصہ نہین اور چونی اور چگونگی محسوسات مین ہوتی ہے یہ تحقیق اور غور کرنے کی بات ہے اسکی تفصیل کتب معقولات مین بیان ہے اس کتاب مین جسقدر بیان ہوا یہی بہت ہے اور اس بیان سے غرض یہ ہے کہ اپنی بےچونی اور بےچگونگی سے حق تعالی کی بےچونی اور بےچگونگی آدمی پہچان سکتا ہے بیت العزیز اس مایہ کو جان لے کہ جان موجود ہے اور بدن کی بادشاہی اور بدن مین جن جن چیزونکے واسطے چونی اور چگونگی حاصل ہے وہ اوس بادشاہ

یعنی جان کی مملکت ہے اور جان خود بیچون و بے چگون ہے اسیطرح بادشاہ عالم یعنی حق تعالیٰ بیچون اور بیچگون ہے اور محسوسات جو چونی اور چگونگی رکھتے ہین حق تعالیٰ کی مملکت ہے حق تعالیٰ کی تنزیہ کا دوسرے طور پر یہ بیان ہے کہ حقتعالیٰ کو کسی جگہہ کے ساتہ منسوب نہین کرسکتے کہ خدا اس جگہہ ہے اور جان کو کسی عضو کے ساتہ منسوب نہین کرسکتے کہ جان ہاتھہ مین ہے یا پاؤن مین ہے یا سر مین ہے یا اور کسی عضو مین ہے بلکہ بدن کے سب اعضا قسمت پذیر ہین یعنی ٹکڑے ہوسکتے ہین اور جان قسمت پذیر نہین ہے یعنی ٹکڑے نہین ہوسکتی اور جو چیز قسمت پذیر نہو قسمت پذیر چیز مین اوسکا سما جانا محال ہے اسواسطے کہ اگر وہ اوسمین سما جاے تو قسمت پذیر ہو جائیگی اور باوصف اسکے کہ جان کسی عضو کے ساتہ منسوب نہین ہوسکتی مگر کوئی عضو جان کے تصرف سے خالی نہین ہے بلکہ سب اعضا جان کے تصرف اور حکم مین ہین اور جان سب اعضا کی بادشاہ ہے اسیطرح تمام عالم بادشاہ عالم یعنی حق تعالیٰ کے تصرف مین ہے اور حق تعالیٰ اس امر سے منزہ اور پاک ہے کہ کسی خاص جگہہ کے ساتہ اوسے منسوب کرین تقدس اور تنزیہ کا تمام حال جب عیان ہو کہ روح کی خاصیت اور بعید صفات بیان ہو اور اسے بیان کرنیکی اجازت نہین اور اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ کا سب حال اسی سے ظاہر ہوگا واللہ اعلم

فصل ایعزیز تو نے حق تعالیٰ کی ذات کو تو جان لیا اور اوسکی صفات اور چونی اور چگونگی سے اوسکا پاک ہونا پہچان لیا اور کسی جگہہ کے ساتہ منسوب ہونے سے حق تعالے پاک ہے یہ بھی تجکو معلوم اور باور ہوچکا اور آدمی کا نفس تمام معرفت کی کنجی ہے یہ امر بھی مقرر ہوچکا اب ابواب معرفت مین سے ایک یہ باب باقی ہے کہ اپنی مملکت مین حق تعالیٰ کا بادشاہی کرنا کیونکر ہے اور حکمرانی فرمانا کسطرح چیر ہے اور فرشتونکو حکم فرمانا اور فرشتون کا حکم بجالانا اور ملائکہ کے ہاتھہ سے کام لینا اور آسمان سے زمین پر حکم بھیجدینا آسمان اور تارون کو جنبش مین لانا زمین کے باشندون کے کام کو وابستہ آسمان بنانا رزق کی کنجی آسمان کو حوالہ کرنا یہ سب امور کیونکر ہین حق تعالیٰ کی معرفت مین یہ بڑا باب ہے جسطرح پہلی معرفتون کو معرفت ذات وصفات کہتے ہین اس معرفت کو معرفت افعال کہتے ہین نفس کی معرفت اس معرفت کی بھی کنجی ہے اور جو تو یہ نجانیگا کہ اپنی مملکت بدن مین کیونکر بادشاہی کرتا ہے اور کسطرح احکام جاری کرتا ہے تو یہ بھی نجانیگا کہ بادشاہ عالم کس طور سے حکمرانی فرماتا ہے تو چاہیے کہ پہلے تو اپنے تئین پہچان اور اپنے ایک ایک کام کو جان مثلاً جب کاغذ پر تو بسم اللہ لکھا چاہتا ہے پہلے لکھنے کی خواہش اور ارادہ تجھہ مین پیدا ہوتا ہے پھر دل مین حرکت اور جنبش پیدا ہوتی ہے ظاہر ہے کہ اوس دل مین جو گوشت ہے اور بائین طرف لٹکتا ہے حرکت نہین پیدا ہوتی بلکہ دل سے ایک جسم لطیف جنبش کرکے دماغ مین جاتا ہے اور اس جسم لطیف کو طبیب لوگ روح کہتے ہین جو حس و حرکت کی قوتون کو اوٹھائے ہوئے ہے اور یہ روح اور ہے کہ چارپایون کے بھی ہوتی ہے اور موت کو اوسمین دخل ہے اور وہ روح اور ہے جسے ہم دل کہتے ہین وہ چارپایون کے نہین ہوتی اور وہ روح ہرگز نہین مرتی اسواسطے کہ حق تعالیٰ کی معرفت کی جگہہ یہی روح جنبش کرتی ہے اور جب دماغ مین پہونچتی ہے تو دماغ کے پچھلے خزانہ مین جو قوت خیال کی جگہہ ہے بسم اللہ کی صورت پیدا ہوتی ہے اور دماغ سے پٹھون مین کچھہ اثر پہونچتا ہے پٹھے دماغ سے نکلکر بدن مین سب طرف پہونچے ہین اور اونگلیون مین دھاگے کی طرح بند ہے ہین جو شخص دبلا ہو اوسکے بازو مین ان پٹھون کو لوگ دیکھہ سکتے ہین غرضکہ اوس اثر سے یہ پٹھے جنبش کرتے ہین اور سر انگشت کو جنبش دیتے ہین اور سر انگشت قلم کو جنبش دیتا ہے تو بسم اللہ کی صورت اوس صورت کے موافق

۵ جسکی اشرف مخلوقات مین کوئی صورت نہین ہے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ۱۲

۵ اور اسکی تفسیر حدیث مین آئی ہے واللہ اعلم ۱۲

جو خیال کے خزانہ مین ہے حواس خصوصًا آنکھہ کی اعانت سے پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ آنکھہ سے زیادہ احتیاج پڑتی ہے تو جسطرح اس
کام یعنی لکھنے کی ابتدا رغبت ہے جو پہلے تجھ مین ظاہر ہوتی ہے اوسیطرح حق تعالیٰ کے سب کامون کا آغاز اوسکی صفات مین سے ایک
صفت ہے اور ارادہ اسی صفت سے عبارت ہے اور جسطرح لکھنے کے ارادہ کا اثر پہلے تیرے دل مین پیدا ہوتا ہے پھر دل کے واسطہ
سے اور اور جگہہ مین پہونچتا ہے اسیطرح حق تعالےٰ کے ارادہ کا اثر پہلے عرش پر پیدا ہوتا ہے پھر اورونکو پہونچتا ہے اور جیسے بخارات
کی طرح جسم لطیف دل کی رگون کی راہ اوس اثر کو تیرے دماغ مین پہونچاتا ہے اور اوس جسم لطیف کو روح کہتے ہین ویسے ہی حق تعالےٰ
کے واسطے بھی ایک جوہر ہے کہ اوسکے ارادہ کو عرش سے کرسی پر پہونچاتا ہے اور اس جوہر کو فرشتہ اور روح القدس کہتے ہین اور
جسطرح دل سے دماغ کو اثر پہونچتا ہے اور دماغ دل کی حکومت اور تصرف مین دل کے نیچے ہے اوسی طرح حق تعالیٰ کے ارادہ کا
اثر عرش سے کرسی کو پہلے پہونچتا ہے اور کرسی عرش کے نیچے ہے اور جسطرح بسم اللہ جو تیری مقصود ہے اور تیرا فعل ہوگا اوسکی صورت
دماغ کے خزانہ اول مین ظاہر ہوتی ہے اور اوسکے موافق فعل ظاہر ہوتا ہے اوسیطرح جس چیز کی صورت عالم مین ظاہر ہوگی اوسکا
نقش پہلے لوح محفوظ مین ظاہر ہوتا ہے اور تیرے دماغ مین جس طرح قوت لطیف ہے کہ پٹھون کو جنبش دیتی ہے
تاکہ پٹھے ہاتھہ اور اونگلی کو جنبش دین اور اونگلی قلم کو حرکت دے اسیطرح جواہر لطیف یعنے فرشتہ جو کہ عرش
اور کرسی پر مقرر ہین آسمانون اور تارون کو جنبش دیتے ہین اور جس طرح دماغ کی قوت رگون اور پٹھون کی اعانت
سے اونگلیون کو جنبش دیتی ہے اوسی طرح وہ جواہر لطیف جنکو ملائکہ کہتے ہین تارون اور تارونکے مارشعاعی کے واسطہ
سے عالم سفلی مین امہات عالم سفلی کی طبیعتون کو جنبش دیتے ہین انکو چار طبع یعنی گرمی سردی تری خشکی بھی کہتے ہین اور جسطرح
قلم سیاہی کو جنبش دیتا ہے اور پراگندہ اور جمع کرتا ہے تاکہ بسم اللہ کی صورت پیدا ہو اوسیطرح یہ گرمی سردی بھی پانی اور مٹی اور ان مرکبات
کی اصلون کو جنبش دیتی ہین اور جسطرح کاغذ پر سیاہی کو قلم جب پراگندہ اور جمع کرتا ہے تو کاغذ اوسے قبول کرلیتا ہے اسیطرح تری ان مرکبات
کو شکل کے قابل کرتی ہے اور خشکی اونمین شکل کا نگہبان کردیتی ہے تاکہ مرکبات اس شکل کی حفاظت کرین اور اس شکل کو چھوڑ نہ دین اسواسطے
کہ اگر تری نہو تو مرکبات خود شکل قبول نہ کرین اور اگر خشکی نہو تو شکل کی حفاظت نہ کرسکین اور جسطرح قلم جب اپنا کام تمام کرتا ہے اور اپنی
حرکت کو اختتام کرتا ہے تو بسم اللہ کی صورت آنکھہ کی مدد سے اوس نقش کے موافق جو خزانۂ خیال مین تھا پیدا ہوتی ہے اوسیطرح جب
سردی گرمی ان مرکبات کی اصلون کو حرکت دیتی ہے فرشتون کی مدد سے حیوان اور نبات کیصورت اس عالم مین اوس صورت کے موافق
جو لوح محفوظ مین تھی پیدا ہوتی ہے اور جسطرح تیرے سب کامون کا اثر تیرے دل سے پیدا ہوکر سب اعضا مین پراگندہ ہوتا ہے اوسیطرح
عالم اجسام کا اغاز کار عرش مین ہوتا ہے اور جسطرح اس خاصیت کو پہلے دل قبول کرتا ہے اور اعضا اوسکے بعد اور لوگ دلکو تیری ذات
نسبت دیتے ہین اور جانتے ہین کہ تو دل مین رہنے والا ہے اسیطرح جب سب چیزون پر تصرف عرش کے واسطے سے ہے لوگ
جانتے ہین کہ حق تعالےٰ ساکن عرش اعلیٰ ہے اور جسطرح جب تو پڑتو غالب ہوا اور دل کا کام درست ہوگیا تو مملکت بدن کی تدبیر تو
کرسکتا ہے اسیطرح جب حق سبحانہ تعالیٰ عرش پیدا کرنے سے عرش پر غالب ہوا اور عرش بیدہا کھڑا ہوا اور مغلوب ہوگیا تمام مملکت

عالم کی تدبیر نکی ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ یُدَبِّرُ الْاَمْرَ اسی سے عبارت ہے اے عزیز جان تو کہ یہ سب حق ہے اور جو لوگ صاحب بصیرت ہین اونکو مکاشفہ سے صاف یہ معلوم ہوا ہے اور فی الحقیقت وہ جانتے ہین کہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اور اس بات کو حق جان کہ بادشاہ کو بادشاہون کے سوا کوئی نہین جانتا اگر تجھے تیری مملکت پر بادشاہ نہ کیا ہوتا اور خداوند تعالی نے اپنی مملکت کا مختصر سا نسخہ تجھے خود نہ دیا ہوتا تو خداوند عالم کو تو ہرگز نہ پہچان سکتا تو اوس بادشاہ کا شکر کر جسنے تجکو پیدا کیا اور اور تجھے بادشاہی دیا اور اپنی مملکت کا نمونہ تجھے مملکت دی دل سے تیرا عرش روح حیوانی جسکا منبع دل ہے اوسے تیرا اسرافیل بنایا اور دماغ تیری کرسی خزانۂ خیال سے تیری لوح محفوظ بنائی آنکھہ کان اور سب حواسون سے تیرے فرشتے دماغ کے گنبد سے جو پٹھون کا منبع ہے تیرا آسمان اور تارے بنائے اور انگلی قلم سیاہی سے طبائع تیرے مسخر فرمائے تیرے دلکو بچون اور بچگون پیدا کرکے سب اعضا پر بادشاہ کردیا تب تجھسے کہا کہ اپنی اور اپنی بادشاہی سے زنہار غافل نہ رہنا ورنہ اپنے خالق سے غافل ہے گا فَاِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ فَاعْرِفْ نَفْسَکَ یَا اِنْسَانُ تَعْرِفْ رَبَّکَ **فصل** یہ سب جو بیان ہوا کہ آدمی کی بادشاہی حضرت مالک الملک کی سلطنت کا نمونہ ہے اس سے بڑے بڑے دو علمون کی طرف اشارہ ہے ایک آدمی کے نفس کا علم اور قوتون اور صفتون کے ساتھ اوسکے اعضا کا تعلق اور دل کے ساتھ صفتون اور قوتون کے تعلق کا حال معلوم ہوا یہ ایسا طولانی علم ہے کہ ایسی کتاب مین اوسکی تحقیق بیان نہین ہوسکتی اور دوسرے تفصیل معلوم ہوئی کہ بادشاہ عالم کی مملکت کو فرشتون سے اور فرشتون کو آسمین اور آسمان عرش کرسی کو ملائکہ سے علاقہ اور ربط ہے یہ بھی بڑا علم ہے اور اس اشارہ سے یہ مطلب ہے کہ جو شخص زیرک اور ہوشیار ہوگا ان سب باتونکا اعتقاد کریگا اور حق سبحانہ تعالی کی عظمت ان سب باتون سے جانے گا اور جو سفیہ اور احمق ہوگا وہ یہ بھی جانیگا کہ خود کیونکر غافل اور نادان رہا اور کیون مبتلائے نقصان رہا کہ ایسے بادشاہ ذوالجلال صاحب حسن و جمال کے دیدار سے محروم اور محجوب ہے اور خلائق کو حضرت الہیت سے تو کیا خبر ہوگی اسقدر جو بیان کیا گیا فقط اسواسطے ہے کہ خلق پہچان سکے کہ خود کیا ہے **فصل** جو لوگ عالم علم طبیعی اور واقف علم نجوم ہین وہ بیچارے محروم ہین کہ کامون کو عناصر اور ستارون پر حوالہ کرتے ہین اونکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی چونٹی کاغذ پر چلے اور کاغذ کو دیکھے کہ سیاہ ہوا جاتا ہے اور اوسپر نقش بنتا ہے پھر غور کرکے قلم کی نوک کو دیکھے اور خوش ہو کہ مین نے اس کام کی حقیقت پہچان لی اور چھٹی پائی کاغذ یہ نقش قلم ہی بناتا ہے بس یہی حال عالم علم طبیعی کا ہے کہ اخیر درجہ کے محرک کے سوا کچھ نہین جانتا بعد اوسکے اوس چونٹی کے پاس دوسری چونٹی جسکی آنکھہ بڑی اور نگاہ تیز ہو آکے اور پہلی چونٹی سے کہے تو نے غلطی کی مین اس قلم کو تا بعد ار دیکھتی ہون اور قلم کے علاوہ ایک چیز اور دیکھتی ہون وہ نقاشی کرتی ہے اور اپنی اس سمجھ پر خوش ہو کر کہے کہ جو مین نے جانا یہی حق ہے کہ انگلیان نقاشی کرتی ہین قلم نقاشی نہین کرتا قلم انگلیون کا تابع ہے یہی نجومی کی مثال ہے کہ عالم طبیعی سے اوسکی نگاہ دور پہونچی اوس نے دیکھا کہ طبائع ستارون کے مسخر اور مطیع ہین لیکن یہ نہ سمجھا کہ ستارے فرشتونکے اختیار مین ہین اور اون درجون پر جو کہ اوسکی سمجھ اور علم سے اعلے تھے پہونچ نہ سکا اور جسطرح منجم اور طبیعی کے درمیان عالم اجسام مین یہ تفاوت ہوا اور اوسی کی وجہ سے اختلاف پڑا اسیطرح اون لوگون کے درمیان جو عالم ارواح مین ترقی کرتے ہین اختلاف پڑا کہ اکثرون نے عالم اجسام سے ترقی نہ کی اور عالم اجسام سے

باہر اونہون نے کوئی چیز نہ پائی وہ لوگ پہلے ہی درجہ پر رہ گئے اور عالم ارواح کی طرف معراج کی جو راہ ہے وہ اونپر بند ہوگئی اور عالم ارواح یعنی عالم انوار مین بھی اسیطرح دشوار گذار راہین اور آڑین بہت ہین اونمین سے بعضون کے ستارون اور بعضون کے ماہتاب اور بعضون کے آفتاب کے مانند درجے ہین اور یہ اون لوگون کی معراج کے مراتب ہین جنہین حق تعالے ملکوت آسمان دکھائے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے وَكَذٰلِكَ نُرِيٓ اِبْرٰهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا اِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اور اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ لِلّٰهِ سَبْعِينَ اَلْفَ حِجَابٍ مِنْ نُورٍ لَوْ كَشَفَهَا لَاَحْرَقَتْ سُبُحَاتُ وَجْهِهٖ كُلَّ مَنْ اَدْرَكَهُ بَصَرُهٗ کتاب مشکات الانوار اور مصباح الاسرار مین اس مطلب کی تفصیل اور شرح لکھی ہے وہان دیکھنا چاہیے

الغرض مقصود یہ ہے تو اس بات کو جان لے کہ علم طبیعی کے عالم بیچارہ نے کسی چیز کو سردی گرمی پر جو حوالہ کیا ہے درست کہا ہے اگر گرمی سردی اسباب الہی کے درمیان مین نہوتی تو علم طب باطل ہوجاتا لیکن اسوجہ سے خطا کی کہ اوسکی نگاہ کم اور کوتاہ تھی یاری نہ کرسکی پہلی منزل مین رہ گیا اور گرمی سردی کو اصل ٹھہرایا مسخر نہ سمجھا اور اون ہی کو مالک جانا چاکر نہ سمجھا حالانکہ گرمی سردی اون بیقدر نوکرون سے ہے جو جوتون کی پاس والی صف مین کھڑے رہتے ہین اور منجم نے جو ستارون کو اسباب الہی مین داخل کیا تو سچ کہا اسواسطیکہ اگر اسباب الہی مین نہوتے تو دن رات برابر ہوجاتا کیونکہ آفتاب ستارہ ہے روشنی اور گرمی اس جہان مین اوسی کے سبب سے ہے اور جاڑہ گرمی بھی برابر ہوجاتا اسواسطیکہ گرمی مین اسوجہ ہی ہوتی ہے کہ آفتاب وسط آسمان کے نزدیک ہوتا ہے اور جاڑے مین دور ہوتا ہے اور جس خدا کی قدرت مین یہ ہے کہ آفتاب کو گرم اور روشن بنایا کیا تعجب کہ زحل کو سرد خشک اور زہرہ کو گرم تر پیدا کیا یہ سمجھ ایمان مین کچھ خلل نہین کرتی لیکن منجم نے یہ غلطی کی کہ ستارون کو اصل سمجھا اور کامون کو اون ہی پر محول جانا اور ستارون کا مسخر ہونا نہ دیکھا وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ وَالنُّجُومُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِهٖ نہ سمجھا مسخر وہ ہے جسے کام مین لائین تو ستارے کارگذار ہین اپنی طرف سے کام نہین کرتے بلکہ جسطرح پٹھے اعضا کو حرکت دینے مین اوس قوت کی جہت سے جو دماغ مین ہے کام مین آتے ہین اسیطرح ستارے بھی اون فرشتون کے واسطے جو عمال ہین کام مین رہتے ہین اور ستارے بھی اگرچہ نقیبون کے درجے پر کم رتبہ نوکر ہین لیکن چار طبائع جو کاتب کے قلم کیطرح سب سے اخیر درجہ کے تابعدار ہین اونکی طرح ستارہ اخیر درجہ کے اون نوکرونمین نہین جو جوتون والی صف مین رہتے ہین فصل خلق مین ایسے بہت اختلافات ہین کہ ایک ایک وجہ سے ہر ایک کی باتین سچ اور درست ہین لیکن لوگ ایک چیز کو کچھ دیکھتے ہین کچھ نہین اور سمجھتے ہین کہ ہمنے سکو پورا دیکھ لیا ان لوگونکی مثال ایسے اندہونکا حال ہے اندہے جب سنتے ہین کہ اونکے شہر مین ہاتھی آیا ہے تو اوسکو پہچاننے جاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اوسے ہاتھ سے پہچانینگے اور ہاتھ سے ٹٹولتے ہین کسی کا ہاتھ ہاتھی کے کان پر پڑتا ہے کسی کا پاؤن پر کسی کا دانت پر یہ اندہے جب اور اندہون کے پاس جاتے ہین اور وہ انسے ہاتھی کی صفت پوچھتے ہین تو انمین سے جس اندہے کا ہاتھ ہاتھی کے پاؤن پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے ستون اور جسکا ہاتھ دانت پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے عمود اور جسکا ہاتھ کان پر پڑا تھا وہ کہتا ہے کہ ہاتھی ایسا ہوتا ہے جیسے کمل تو سب ایک ایک وجہ سے سچ بھی کہتے ہین اور اسوجہ سے دہوکا بھی کھاتے ہین کہ سمجھے تھے کہ ہمنے تمام ہاتھی کو پہچان لیا اور حقیقت مین تمام ہاتھی کو نہین پہچانا تھا اسیطرح نجومی اور طبیعی کی آنکھ حقیقت کے ایک نوکر اور تابعدار پر پڑی اوسکی سلطنت قاہرہ

اور قدرت کا مالک سے ذلک ہوکر نوکر کو کہا کہ یہی بادشاہ ہے اور ہذا ربی جب کسیکو خدا نے راہ راست بتائی اور جنکو اپنا رب سمجھا تھا اون
سب کا نقصان اوسنے دیکھا اور اونکے علاوہ دوسرے کو دیکھا تو کہا کہ جسے مین رب اور خدا سمجھا تھا وہ تو اور کے حکم کا تابع ہے
اور جو دوسرے کے حکم کا تابع ہو وہ خدائی کے لائق نہین لا احب الآفلین فصل کواکب اور طبائع اور بروج اور فلک الکواکب جو
بارہ برجون پر تقسیم ہے اور انکے علاوہ جو عرش عظیم ہے ایک وجہ سے ان سب کی مثال اوس بادشاہ کی ایسی ہے جسکا ایک خاص حجرہ ہو
اور اوسکا وزیر اوس حجرہ مین بیٹھا ہو اور اوس حجرہ کے گرداگرد بارہ دروازون کا رواق ہو اور ہر ہر دروازہ مین اوس وزیر کا ایک
ایک پیشدست بیٹھا ہو اور سات نقیب سوار باہر سے اون دروازون کے گرد پھرتے ہون اور پیشدستون کو وزیر کے جو احکام آتے ہین
اونمین سنتے ہون اور چار پیادے ان سات سوارون سے دور کھڑے ہون اور اون سوارون کو دیکھ رہے ہون کہ در دولت سے انکو
کیا حکم آتا ہے اور اون چارون پیادون کے ہاتھ مین چار کمندین ہون کہ اونمین ڈالکر کسی گروہ کو حکم کے موافق حاضر حضور کرین اور کسیکو
دور کرین کسی گروہ کو خلعت دین کسیکو سزا اور اذیت دین عرش حجرۂ خاص کے مانند ہے اور وزیر مملکت کے جلوس فرمانے کی جگہ ہے
اور وہ بڑا مقرب فرشتہ ہے اور تارون والا آسمان رواق ہے اور بارہ برج بارہ دروازے ہین اور اوس وزیر کے نائب اور فرشتہ ہین
اون فرشتونکا درجہ اوس مقرب فرشتہ کے درجے سے کم ہے اور اون فرشتون مین سے ہر ایک کو ایک ایک کام سپرد ہے اور سات ستارے
سات سوارون کی طرح اون دروازون کے گرد ہمیشہ پھرا کرتے اور ہر ہر دروازے سے ایک ایک قسم کا حکم اونمین پہونچتا رہتا ہے
اور جنکو چار عنصر کہتے ہین یعنی آگ پانی خاک ہوا چار پیادون کے مانند ہین کہ اپنے وطن سے باہر نہین جاتے اور چار طبیعتین یعنی گرمی سردی
تری خشکی چار کمندین ان چار پیادون کے ہاتھ مین ہین مثلاً جب کسیکا حال بدل جاے یعنی دنیا سے اپنا منہ پھیرلے اور رنج اور درد
اوسپر غالب ہوجاے اور دنیا کی نعمتین اوسے دل سے بری معلوم ہونے لگین اور انجام کار کا رنج و فکر اوسے گھیرلے تو طبیب کہی گا
یہ بیمار ہے اور اس بیماری کو مالیخولیا کہتے ہین اخلاقیون کا جو فسانہ اسکا علاج ہے طبیعی کہیگا کہ خشکی جب دماغ مین غالب ہوجاتی ہے تب یہ
بیماری پیدا ہوتی ہے اور جاڑون کی ہوا اس خشکی کا سبب ہے جبتک فصل بہار نہ آئیگی اور رطوبت ہوا مین نہ آجائیگی یہ بیمار اچھا نہوگا
اور نجومی کہیگا کہ اس شخص کو سودا ہے عطارد کو مریخ سے جب منحوس مشاکلت ہوتی ہے تو سودا پیدا ہوتا ہے جبتک عطارد سعدین کی مقابلہ
یا تثلیث پر نہ آئیگا اس شخص کا حال اصلاح نہ پائیگا طبیب اور طبیعی اور نجومی سب سچ کہتے ہین ذلک مبلغھم من العلم لیکن یہ بات
کہ حضرت ربوبیت سے اوس شخص کی سعادت کا حکم ہو اور وہ نقیب تیز آزمودہ کار یعنی عطارد اور مریخ کو واسطے بھیجا کہ درگاہ الہی کے
پیادون مین سے ایک پیادہ یعنی ہوا خشکی کی کمند مارے اور اوس شخص کے دماغ مین خشکی ڈالدے اور دنیا کی لذتون کی طرف سے اوس شخص کا
منہ پھیردے ڈر اور رنج کے کوڑے مارکے قصد اور طلب کی مہار پھیرکر اوسے درگاہ الہی مین بلائے نہ علم طب مین ہے نہ علم طبیعت و نجوم
مین بلکہ یہ گوہر آبدار علم نبوت کے بحر زاخر سے کنارے کا ہے یعنی یہ بات عالم علوم نبوت سے معلوم ہوتی ہے جو مملکت کے سب کنارون اور
جناب احدیت کے سب عالمون اور تقیبون اور نوکرون کو محیط ہے اور پہچانتا ہے کہ ہر ایک عامل وغیرہ کس شغل کیواسطے ہین اور کسکے حکم سے
حرکت کرتے ہین اور خلق کو کہان بلاتے ہین اور کہان سے باز رکھتے ہین تو ہر ایک نے جو کچھ کہا سچ کہا لیکن بادشاہ مملکت اور تمام سپاہ لانیوالے

۱ بیان وجود باری تعالیٰ ۱۲
۲ بین تین دلیلون سے وجود باری تعالیٰ کا بیان ۱۲
۳ دلیل اول کا بیان ۱۲

بھید سے اوسنے خبر نہ رکھی حق تعالیٰ اسیطرح بلا بیماری سود و محنت سے خلق کو اپنے حضور بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ بیماری نہین ہماری مہربانی کی کمند ہے کہ اپنے دوستون کو اس کمند کے ذریعے سے اپنی حضور مین ہم بلاتے ہین اِنَّ الْبَلَاءَ یُعَسُّ کُلَّ بِلَا اَنْبِیَاءِ ثُمَّ الْاَوْلِیَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ بیمار جان کر انکو نہ دیکھو کہ یہ میرے خاص بندے ہین مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ انہین کی شان مین آیا ہے آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے اندر ہے پہلی مثال سے اوسکا حال معلوم ہوا اور آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے باہر ہے دوسری مثال سے اوسکا حال کھلا اور اسیوجہ سے بدن کے باہر کی بادشاہی کی پہچان بھی اپنے تئین پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے اسی سبب سے معرفت نفس کو ہمنے پہلا عنوان کیا یعنی اوس سے اول ہی مین بیان کیا فصل العزیز اب سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کے معنی تجکو پہچاننا چاہیے کہ یہ چھوٹے سے چار کلمے جامع معرفت الٰہی ہین جب اپنی پاکی اور تنزیہ سے حق تعالیٰ کی پاکی اور تنزیہ تونے پہچان لی تو سبحان اللہ کی معنی پہچان لیے اور جب اپنی بادشاہی سے خدا تعالیٰ کی بادشاہی مفصل تونے جان لی کہ سب اسباب اور درمیانی اوسی کے تابعدار ہین جیسے علم کاتب کے اتہہ مین تو الحمد للہ کے معنی جان لیے کہ جب اوسکے سوا کوئی نعمت دینے والا نہین ہے تو حمد اور شکر اوسکے سوا اور کسی کیواسطے نہیں ہوسکتا اور جب تونے یہ معلوم کرلیا کہ احکم الحاکمین کے سوا کوئی خود سر حاکم نہین ہے تو لا الٰہ الا اللہ کے معنی تجکو معلوم ہوگئے اب وہ وقت ہے کہ اللہ اکبر کے معنی تو پہچانے اور یہ بات جانے کہ یہ سب جو تونے پہچانا ہے حق تعالیٰ کی کُنہ حقیقت کو نہین جانتا ہے اسواسطے کہ حق تعالیٰ بہت بزرگ اور بڑا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اس بات سے بزرگتر اور بڑا ہے کہ خلق اوسے قیاس سے پہچان سکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ اوروں سے بڑا اور بزرگ ہے کیونکہ اوسکے ساتھہ اور کوئی چیز خود موجود ہی نہین کہ وہ اوس چیز سے بزرگ اور بڑا ہو اسواسطے کہ سب موجودات اوسی کے وجود کا نور ہے اور آفتاب کا نور آفتاب سے علاوہ اور کوئی چیز نہین کہ یہ بات کہہ سکین کہ آفتاب اپنے نور سے بڑا اور بزرگ ہے بلکہ اللہ اکبر کے معنی یہ ہین کہ وہ اس مرتبے بزرگ ہے کہ عقل کے قیاس سے آدمی اوسے پہچان سکے معاذ اللہ حق تعالیٰ کی پاکی اور تنزیہ کیا آدمی کی پاکی اور تنزیہ کی ایسی ہوئی آدمی تو کیا تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے اور معاذ اللہ حق تعالیٰ کی بادشاہی کیا آدمی کی بادشاہی کے مثل ہوئی جو کہ اوسے اپنے بدن پر ہے اور نعوذ باللہ علم و قدرت وغیرہ حق تعالیٰ کے صفات کیا آدمی کی صفتون کے مانند ہوئے بلکہ یہ تو ایک شائبہ سا ہے کہ تجھے عجز بشریت کی قدر حضرت الہیت کا جمال کچھ حاصل ہوجاوے اور اس شائبہ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی لڑکا ہمسے پوچھے کہ بادشاہت اور سلطنت اور بادشاہی کرنے مین کیا مزہ ہوتا ہے اوس سے ہم یہی کہین گے جیسے گیند ڈنڈا کھیلنے مین مزہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ تو اس مزہ کے سوا اور کوئی مزہ جانتا ہی نہین اور جو مزہ اوسے حاصل ہی نہوگا اوس مزہ کو وہ قیاس سے پہچان بھی نہ سکیگا آن اوس مزہ کو البتہ پہچانیگا جبکا شائبہ اوسے حاصل ہوا اور یہ سبکو معلوم ہے کہ سلطنت کی لذت کو گیند ڈنڈا کھیلنے کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین لیکن بہرحال لذت اور خوشی کا نام دونون پر صادق آتا ہے تو نام مین ایک وجہ سے کچھ برابری مین اسی سبب سے یہ معرفت کا شائبہ لڑکون کو چاہیے العزیز معرفت الٰہی کا جو شائبہ مذکور ہوا اور مثالین بیان ہوئین ہین ایسا ہی اونھین بھی جان لے پس حق تعالیٰ کے سوا حق تعالیٰ کی حقیقت کو تمام و کمال کوئی نہین جانتا

فصل حق سبحانہ تعالیٰ کی معرفت کی تفصیل دراز ہے ایسی کتابین ٹھیک بیان نہین ہوسکتی جس قدر بیان ہوا اسیقدر سے بات کیواسطے کافی ہے کہ لوگ آگاہ ہوجاوین اور آدمی کو اپنے مقدور بھر تمام معرفت ڈھونڈھنے کا شوق پیدا ہوجاوے اسواسطے کہ آدمی کا کمال سعادت اوسیکی [illegible]

سعادت کا ذریعہ خدا کی معرفت اور بندگی اور عبادت ہے اسوجہ کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت مین ہے پہلے ہی بیان ہوچکی ہے لیکن بندگی اور عبادت آدمی کیواسطے موجب سعادت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مرکیا تو خدا ہی سے اوسے سروکار ہوگا اِلَیْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِیْرُ جو شخص کسیکے پاس رہتا ہو اور اوسکو معلوم ہو کہ موجب سعادت یہی ہے کہ جسکے پاس رہنا ہے اوسے دوست رکھے اور جتنا زیادہ اوسے دوست رکھیگا اوتنی ہی اوسکی سعادت زیادہ ہوگی اسواسطے کہ محبوب کے دیدار مین بہت لذت اور راحت ہوتی ہے اور حق تعالی کی دوستی آدمی کے دل مین معرفت اور ذکر کی کثرت سے زیادہ ہوتی ہے اسواسطیکہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اوسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اوسکا ذکر زیادہ کرتا ہے تو اوسکی دوستی دل مین موجاتی ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا اَنَا بِذِکْرِکَ اللَّذَّۃُ وَالْفَرَحُ لَکَ اَبَدًا یعنے مین تیرا سہارا ہون اور تیرا سرور کا بھی ہے ایک دم میرے ذکر سے غافل نہ رہ اور دلپر ذکر جب ہی غالب ہوتا ہے کہ آدمی جملہ عبادتون مین مشغول رہے اور فراغت سے عبادت اوسیوقت ہوتی ہے کہ آدمی سے خواہشون کا رشتہ تعلق ٹوٹ جاے اور خواہشون کا رشتہ تعلق جبہی ٹوٹتا ہے کہ آدمی گناہون سے ہاتھہ اوٹھادے تو گناہون سے ہاتھہ اوٹھانا فراغت دل کا سبب ہے اور عبادت کرنا غلبہ ذکر کا سبب ہے اور یہ دونون سبب محبت ہین اور محبت تخم سعادت ہے اور سعادت نجات اور فلاح سے عبارت ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی اور چونکہ سب کام عبادت نہین ہوسکتے بعضے معیشت کے بعضے نہین اور سب خواہشون سے دست بردار ہونا ممکن ہے نہ درست ہے اسواسطے اگر آدمی کھانا نہ کھاے گا تو ہلاک موجاے گا اگر جورو سے جماع نہ کرے گا نسل منقطع موجاویگی بعضی خواہشین الایق ترک ہین بعضی قابل عمل ہین تو ایک اندازہ اور مصلحت ہے کہ قابل ترک کو لایق عمل سے جدا کردے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا آدمی اپنی عقل اور خواہش اور تجویز سے حد باندھے اور اپنی فکر اور غور سے اختیار کرے یا دوسرے سے حد بندی ہوے اور اندازہ کرا ے اور یہ امر محال ہے کہ آدمی کو اپنی تجویز اور اختیار پر چھوڑدین اسواسطے کہ خواہش خود اوسپر غالب ہوتی ہے راہ حق ہمیشہ اوسپر پوشیدہ رکھتی ہے اور جس چیز سے آدمی کی مراد برآتی ہے وہ خواہش کے سبب سے اچھی نظر آتی ہے تو چاہیے کہ خود مختار نہ کیا جاے بلکہ دوسرے کا تابعدار کیا جاوے اور ہر ایک اس قابل نہین کہ اوسکی تابعداری کیجاے بلکہ اسواسطے بڑا دور اندیش چاہیے وہ انبیا ہین تو خواہ نخواہ شریعت کی اتباع اور اوسکی حدون اور حکمون کو لازم پکڑنا ضرور سعادت کی راہ ہوگا اور بندگی کے یہی معنی ہین اور جو کوئی شریعت کی حدون سے گذر جاویگا اپنے تئین ہلاکت کے خوف مین پڑیگا اسی سبب سے حق تعالے نے فرمایا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ فصل غیر مباح کو مباح جاننے والے جو حق تعالی کی حدون اور حکمون سے دست بردار ہوگئے اونکی غلطی اور نادانی سات وجہ سے ہوتی ہے پہلی وجہ اس فرقہ کی نادانی کی یہ ہے جو خدا تعالی کا ایمان ہی نہین رکھتے کہ اوس چیزون کو وہم و خیال کے خزانہ مین چلونگی کے ساتھہ ڈھونڈھا جنپایا اوسکی خدائی سے انکار کیا اور کامون کو طبیعت اور تاثیرون پر حوالہ کیا اور سمجھے کہ آدمی اور حیوانات اور یہ عالم عجیب جو اس حکمت اور ترکیب کے ساتھہ خود بخود پیدا ہوے ہین یا آپ سے آپ ہمیشہ سے ہین یہ سب طبیعت کا کام ہے جب علم طبیعی کا عالم آپ سے خود بخبر ہے تو اور چیز کو کیا سمجھ سکیگا اور اونکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اچھا خط دیکھے اور سمجھے کہ یہ آپ سے آپ پیدا ہوا ہے کاتب کے علم اور قدرت اور ارادہ کو اسمین کچھہ دخل نہین ہے یا یہ خط ہمیشہ یون ہی لکھا ہوا تھا

اور جسکا اندھاپن اس قدر ہو پہنچی اور گمراہی کی راہ ہے وہ کبھی نہ پھریگا اور بخوبی اور بطبعی کی غلطی پہلے ہی بیان ہو چکی ہے دوسری وجہ اوس گروہ کے جہل اور نادانی کی ہے جو آخرت کا معتقد نہوا کیونکہ وہ لوگ یہ سمجھے کہ آدمی کا مرجانا اس بات کا اسباب ہے اور حیوانوں کے مانند ہے جب مرجائیگا نیست ہو جائیگا اور پھر نہ عتاب ہے نہ اوسکا حساب اور پھر نہ عذاب ہے نہ اوسکو ثواب اور اپنے نفس کو پہچاننا اس جہل کا سبب ہے کہ اپنے تئین آپ جانتا ہے کہ گدھا بیل یا گھاس ہے اور وہ روح جو آدمی کی حقیقت ہے اوسے نہین پہچانتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگی ہرگز کبھی نہ مریگی لیکن اوسکا ٹوٹ جانا اوس سے پھیر لینگے اور اسیکو موت کہتے ہین موت کی حقیقت چوتھے عنوان مین کہی جائیگی تیسری وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو جناب احدیت اور قیامت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر ضعیف اور شریعت کے معنے نہین پہچانتے اور کہتے ہین کہ حق تعالی کو ہماری عبادت کی کیا حاجت ہے اور ہمارے گناہ سے کیا بگاڑ ہے کہ وہ بادشاہ ہے اور ہماری عبادت سے بے پروا ہے اور اسکے نزدیک عبادت اور گناہ سب برابر ہے یہ جاہل قرآن شریف مین نہین دیکھتے کہ حق تعالی کیا ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ اور وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ یہ بدبخت شریعت سے جاہل ہے کہ یہ جانتا کہ شریعت یہ ہے کہ خدا کیواسطے کام کرنا چاہیے اپنے واسطے نہین اور یہ ایسا امر ہے کہ کوئی ہمارا پرہیز نہ کرے اور رکھے کہ طبیب کو اس سے کیا کہ مین اوسکا حکم مانون یا نہ مانون اوسکا یہ کہنا توہین ہے لیکن وہ ہلاک ہو جائے گا طبیب کی حاجت کی وجہ سے نہ ہلاک ہوگا لیکن اس باعث سے ہلاک ہو جائیگا کہ پرہیز نہ کرنے مین اوسکی ہلاکت ہے طبیب نے تو اوسے صحت کی راہ بتائی کہ پرہیز کرے اوس نے نکیا تو راہ بتانیوالے کا کیا نقصان لیکن وہ خود ہلاک ہو جائیگا جیسے بدن کی بیماری اس جہان مین ہلاکت کا باعث ہے دل کی بیماری اوس جہان مین شقاوت کا سبب ہے اور یہ بیماری اور پرہیز بدن کی صحت اور سلامتی کا سبب ہے عبادت اور معرفت اور گناہ سے پرہیز دل کی سلامتی کا باعث ہے وَمَا يُهْلَكُ اِلَّا مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ چوتھی وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو اون کو شریعت سے بیخبر رکھتے ہین [illegible] خواہش غصہ یا بے دل کو ہلاک کرنے والی [illegible] نہین اسواسطے کہ خدا تعالی نے آدمی کو ان جانورون سے پیدا کیا ہے اور کتے مین کہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص پالے کہ سیاہ کو سفید کرے تو اس حکم کی تعمیل کرنا محال ہے اور یہ نہین سمجھتے کہ شرع نے یہ حکم نہین فرمایا ہے کہ غصہ وغیرہ کو دور کرو بلکہ یہ حکم کیا ہے کہ انہین ادب سکھاؤ اور اسطرح دباؤ رکھو کہ شرع اور عقل پر غالب نہو جائین اور مہار کشی نہ کرنے پائین اور شرع کی حدین نگاہ رکھین اور گناہ کبیرہ سے دور رہین تاکہ غفور رحیم اونکے گناہ صغیرہ بخشدے اور یہ بات ممکن ہے بہت لوگ اس درجے پر پہونچے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہین فرمایا ہے کہ غصہ پہنچتا ہے اور مین پہنچتا ہون حالانکہ آپ کے تو محل تھے اور فرمایا مین تمہاری طرح آدمی ہون اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ یعنی آدمی کی طرح مجھے غصہ ہوتا ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ یعنی اوس شخص کی تعریف کی ہے جو غصہ کو ہضم کر جائے اوسکی تعریف نہین کی جسکو غصہ ہوتا ہی نہین پانچوین وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو حق تعالے کی صفتون سے بیخبر ہو کر کہتے ہین کہ خدا کریم اور رحیم ہے ہم جیسا بھی ہونگے ہمپر رحم ہی فرمائے گا اور یہ نہین جانتے کہ جس طرح وہ کریم ہے شدید العقاب بھی ہے اور یہ نہین کہتے کہ باوصفیکہ رحیم و کریم ہے مگر اس جہان مین اکثر خلق کو بلا ہماری بھوک مین رکھتا ہے اور یہ نہین دیکھتے کہ جبتک لوگ کھیتی ہو داگری نہین کرتے مال نہین آتا

اور جبتک محنت نہین کرتے علم نہین سیکھتے اور دنیا کی تلاش مین وہ لوگ ہر گز کچھ قصور نہین کرتے اور یہ نہین کہتے کہ خدا کریم و رحیم ہے بے کھیتی اور بیوہ اگر بی کیسے آپ روزی دیتا ہے اوصفیکہ حق تعالی رزق کا ضامن ہے اور فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور آخرت کا کام حق تعالی نے عمل پر حوالہ کیا ہے اور فرمایا ہے وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ چونکہ لوگ اوسکے کرم کا ایمان نہین رکھتے اور رزق کو ہتھ پیر ہلانے سے اتہ نہین اوٹھاتے لہذا آخرت کے بارے مین جو کچھ کہتے ہین فقط زبانی ہے اور نصیحت شیطانی ہے کچھ اصل نہین رکھتا جھوٹی وجہ اون لوگون کی جہالت اور نادانی کی ہے جو اپنے اوپر غرور کرکے کہتے ہین کہ ہم ایسے درجے پر پہونچے ہین کہ گناہ ہمارا کچھ نقصان نہین کرسکتا اور کہتے ہین کہ ہمارا دین فلسفین ہے کہ نجاست گناہ سے ناپاک ہی نہین ہوتا اور اکثر یہ احمق ایسے کمظرف ہوتے ہین کہ اگر کوئی شخص بے ادبی کی ایک بات ان سے کرے اور انکا غرور اور ریا توڑے تو تمام عمر یہ اوسکی دشمنی مین رہتے ہین اور ایک نوالہ جسکا لالچ کرتے ہون اگر انکو نہ ملے تو تمام جہان انکی آنکھون مین تنگ و تاریک ہو جاتا ہے یہ احمق ہنوز مردی اور انسانیت مین فلسفین یعنی عاقل نہین ہوتے ہین کہ ایسی چیزون سے باک نرکھین یہ دعوی باطل کہ ہم عالی درجہ ہین گناہ ہمین کچھ مضر نہین ان احمقون کو کب سزاوار ہے اگر مثلاً کوئی شخص ایسا بھی ہو کہ دشمنی غصہ خواہش ریا اوسکے پاس بھی نہ آئے تو اوسکا بھی یہ دعوی کرنا محض تکبر ہے اسواسطے کہ اوسکا درجہ انبیا علیہم السلام کے درجہ سے نہ بڑھ جائیگا انبیا تو اپنی چوک اور لغزش سے روتے اور توبہ کرتے تھے بڑے بڑے صحابہ چھوٹے چھوٹے گناہون سے پرہیز کرتے تھے بلکہ شبہہ کے خوف سے حلال چیزون سے بھی بھاگتے تھے اس احمق نے کاہے سے جانا کہ شیطان کے مکر مین نہین پھنسا ہے اور کیونکر پہچانا کہ اسکا درجہ انبیا اور صحابہ کے مرتبے سے بڑھا ہے اگر یہ احمق کہے کہ پیغمبر بھی ایسے ہی تھے کہ گناہ اونکو کچھ ضرر نہ کرتا لیکن نماز روزہ اور توبہ فقط خلق کی تعلیم اور رفاہ کیواسطے کرتے تھے تو یہ بھی خلق کیواسطے کیون نہین کرتا دیکھتا ہے کہ جو کوئی اوسکا قول و فعل دیکھتا ہے وہ بھی تباہ اور خراب ہوتا ہے اور اگر کہے کہ خلق کے تباہ ہونے سے میرا کیا نقصان ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کیا نقصان تھا اگر نقصان نتھا تو آنحضرت نے تین تقوی اور پرہیزگاری کی محنت مین کیون رکھتے تھے آنحضرت نے ایک صدقہ کا خرما منہ سے نکالکر پھینک دیا اگر کھا لیتے تو اوس سے خلق کا کیا نقصان ہوتا اوسکا کھانا سب کو درست ہو جاتا اور اگر اوس خرمے سے آنحضرت کا کچھ نقصان تھا تو ان احمقون کو شراب کے قدحون سے کیون نقصان نہین آخر اس احمق کا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے سے زیادہ اور بڑھکر نہین ہے اور شراب کے سو قدحون کا درجہ ایک خرمے سے زیادہ ہے تو یہ احمق اپنے تئین گویا دریا جانتا ہے کہ شراب کے سو قدحے اوسکو نہ بگاڑین گے اور معاذ اللہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا پانی کا چھوٹا سا برتن سمجھتا ہے ایک خرما اوسکو بگاڑ دیتا ایسا وقت ہے کہ شیطان اوس احمق کی موچھین مروڑے اور جہان کے بیوقوف اوس احمق کو مسخرا بنائین اسواسطے کہ عقلمندون کو اوسکی بات کرنے مین دریغ و انکار ہے اور اوسکی ہنسی کرنے مین ننگ و عار ہے بزرگان دین وہ لوگ ہین جو یہ بات جانتے ہین کہ جسنے خواہش کو اپنا اسیر اور زیردست نہ کیا وہ کچھ آدمی نہین ہے بلکہ جانور ہے تو جاننا چاہیے کہ آدمی کا نفس مکار اور دغاباز ہے اور سب دعوے جھوٹے کرتا ہے اور ڈنکے کی چوٹ کہتا ہے کہ مین زبردست ہون پس چاہیے کہ آدمی نفس سے اوسکے دعوی پر دلیل طلب کرے اور اوسکے سچے ہونے پر سوا اسکے کہ اپنے حکم مین نہو بلکہ شرع کے حکم مین ہو اور کوئی دلیل نہین ہے اگر شرع کی اطاعت مین ہمیشہ خوشی سے مستعد رہے تو سچا ہے اور اگر حکم شرع مین رخصت تاویل حیلہ ڈھونڈھے تو وہ شیطان کا

۵ اور نہین ہر کوئی [illegible]

۵ اور نہین ہر آدمی [illegible]

بھید سے اوسنے خبر نہ رکھی حق تعالی اسیطرح بلا بیماری سود محبت سے خلق کو اپنے حضور بلاتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ بیماری نہین بیماری مہربانی کی کمند ہے کہ اپنے دوستون کو اس کمند کے ذریعے سے اپنی حضور مین ہم بلاتے ہین اِنَّ الْبَلَاءَ مُوَكَّلٌ بِالْاَنْبِيَاءِ ثُمَّ الْاَوْلِيَاءِ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ بیمار جان کر انکو نہ دیکھو کہ یہ میرے خاص بندے ہین مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ انہین کی شان مین آیا ہے آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے اندر ہے پہلی مثال سے اوسکا حال معلوم ہوا اور آدمی کی بادشاہی جو اوسکے بدن کے باہر ہے دوسری مثال سے اوسکا حال کھلا اور اسیوجہ سے بدن کے باہر کی بادشاہی کی پہچان بھی اپنے تئین پہچاننے سے حاصل ہوتی ہے اسی سبب سے معرفت نفس کو ہمنے پہلا عنوان کیا یعنی اوس سے اول ہی مین بیان کیا فصل اے عزیز اب سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کے معنی تجکو پہچاننا چاہیے کہ یہ چھوٹے سے چار کلمے جامع معرفت الہی ہین جب اپنی پاکی اور تنزیہ سے حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ تونے پہچان لی تو سبحان اللہ کی معنی پہچان لیے اور جب اپنی بادشاہی سے خدا تعالی کی بادشاہی مفصل تونے جان لی کہ سب اسباب اور درمیانی اوسی کے تابعدار ہین جیسے قلم کاتب کے ہاتھہ مین تو الحمد للہ کے معنی جان لیے کہ جب اوسکے سوا کوئی نعمت دینے والا نہین ہے تو حمد اور شکر اوسکے سوا اور کسی کیواسطے نہین ہو سکتا اور جب تونے یہ امر معلوم کر لیا کہ احکم الحاکمین کے سوا کوئی خود سر حاکم نہین ہے تو لا الہ الا اللہ کے معنی تجکو معلوم ہو گئے اب وہ وقت ہے کہ اللہ اکبر کے معنی تو پہچانے اور یہ بات جانے کہ یہ سب جو تونے پہچانا ہے حق تعالی کی کنہ حقیقت کو نہین جانتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی بہت بزرگ اور بڑا ہے اسکے معنی یہ ہین کہ وہ اس بات سے بزرگتر اور بڑا ہے کہ خلق اوسے قیاس سے پہچان سکے یہ معنی نہین ہین کہ وہ اور دون سے بڑا اور بزرگ ہے کیونکہ اوسکے ساتھہ اور کوئی چیز موجود ہی نہین کہ وہ اوس چیز سے بزرگ اور بڑا ہو بلکہ اسواسطے کہ سب موجودات اوسی کے وجود کا نور ہے اور آفتاب کا نور آفتاب سے علاوہ اور کوئی چیز نہین کہ یہ بات کہہ سکین کہ آفتاب اپنے نور سے بڑا اور بزرگ ہے بلکہ اللہ اکبر کے معنی یہ ہین کہ وہ اس مرتبے بزرگ ہے کہ عقل کے قیاس سے آدمی اوسے پہچان سکے معاذ اللہ حق تعالی کی پاکی اور تنزیہ کیا آدمی کی پاکی اور تنزیہ کی ایسی ہوئی آدمی تو کیا تمام مخلوقات کی مشابہت سے پاک ہے اور معاذ اللہ حق تعالی کی بادشاہی کیا آدمی کی بادشاہی کے مثل ہوئی جو کہ اوسے اپنے بدن پر ہے اور نعوذ باللہ علم وقدرت وغیرہ حق تعالی کے صفات کیا آدمی کی صفتون کے مانند ہوئے بلکہ یہ تو ایک شائبہ سا ہے کہ تجھے عجز بشریت کی قدر حضرت الہیت کا جمال کچھ حاصل ہو جاوے اور اس شائبہ کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی لڑکا ہمسے پوچھے کہ ریاست اور سلطنت اور بادشاہی کرنے مین کیا مزہ ہوتا ہے اوس سے ہم یہی کہین گے جیسے گیند ڈنڈا کھیلنے مین مزہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ تو اس مزہ کے سوا اور کوئی مزہ جانتا ہی نہین اور جو مزہ اوسے حاصل ہی نہوگا اوس مزہ کو وہ قیاس سے پہچان بھی نہ سکیگا ہان اوس مزہ کو البتہ پہچانیگا جسکا شائبہ اوسے حاصل ہوا اور یہ سبکو معلوم ہے کہ سلطنت کی لذت کو گیند ڈنڈا کھیلنے کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین لیکن بہرحال لذت اور خوشی کا نام دونون پر صادق آتا ہے تو نام مین ایک وجہ سے کچھ برابر ہین اسی سبب سے یہ معرفت کا شائبہ لڑکون کو چاہیے اے عزیز معرفت الہی کا جو شائبہ مذکور ہوا اور مثالین بیان ہوئین ہین ایسا ہی اونھین بھی جان لے پس حق تعالی کے سوا حق تعالی کی حقیقت کو تمام وکمال کوئی نہین جانتا

فصل حق سبحانہ تعالی کی معرفت کی تفصیل دراز ہے ایسی کتابمین ٹھیک بیان نہین ہو سکتی جس قدر بیان ہوا اسیقدر اسبات کیواسطے کافی ہے کہ لوگ آگاہ ہو جائین اور آدمی کو اپنے مقدور بھر تمام معرفت ڈھونڈھنے کا شوق پیدا ہو جاوے اسواسطے کہ آدمی کا کمال سعادت اوسکی لذت ہے ہر مکلف آدمی کی

سعادت کا ذریعہ خدا کی معرفت اور بندگی اور عبادت ہے اسوجہ کہ آدمی کی سعادت خدا کی معرفت مین ہے پہلے ہی بیان ہوچکی ہے لیکن بندگی اور عبادت آدمی کیواسطے موجب سعادت ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آدمی جب مرکا تو خدا ہی سے اوسے سروکار ہوگا اِلَیْهِ الْمَرْجِعُ وَالْمَصِیْرُ جو شخص کسیکے پاس رہتا ہو اوس شخص کا موجب سعادت یہی ہے کہ جسکے پاس رہتا ہے اوسے دوست رکھے اور جتنا زیادہ اوسے دوست رکھیگا اوتنی ہی اوسکی سعادت بڑہیگی اسواسطے کہ محبوب کے دیدار مین بہت لذت اور راحت ہوتی ہے اور حق تعالی کی دوستی آدمی کے دل مین معرفت و ذکر کی کثرت ہی سے زیادہ ہوتی ہے اسواسطیکہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اوسکا ذکر زیادہ کرتا ہے اور جب اوسکا ذکر زیادہ کریگا تو اوسکے دوستون مین ہوجاتا ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا اَنَا بِذِکْرِکَ اَلْذُّ مِنْکَ بِذِکْرِیْ یعنے مین تیرا سہارا ہون اور تیرا سروکار مجھی سے ہے ایک دم میرے ذکر سے غافل نہ رہ اور دلپر ذکر جب ہی غالب ہوتا ہے کہ آدمی ہمیشہ عبادتون مین مشغول رہے اور فراغت سے عبادت اوسیوقت ہوتی ہے کہ آدمی سے خواہشون کا رشتہ تعلق ٹوٹ جاوے خواہشون کا رشتہ تعلق جب ہی ٹوٹتا ہے کہ آدمی گناہون سے ہاتھ اوٹھاوے اور گناہون سے ہاتھ اوٹھانا فراغت دل کا سبب ہے اور عبادت کرنا غلبہ ذکر کا سبب ہے اور یہ دونون سبب محبت ہین اور محبت تخم سعادت ہے اور سعادت نجات اور فلاح سے عبارت ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ اور فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی اور چونکہ سب کام عبادت نہین ہوسکتے بعضے ہوسکتے ہین بعضے نہین اور سب خواہشون سے دست بردار ہونا ممکن ہے نہ درست ہے اسواسطے اگر آدمی کھانا نہ کھائے گا تو ہلاک ہوجاوے گا اگر جورو سے جماع نہ کرے گا نسل منقطع ہوجائیگی بعضی خواہشین لائق ترک ہین بعضی قابل عمل ہین تو ایک اندازا اور حد چاہیے کہ قابل ترک کو لائق عمل سے جدا کردے اور یہ دو حال سے خالی نہین یا آدمی اپنی عقل اور خواہش اور [illegible] حد باندہے اور اپنی فکر اور غور سے اختیار کرے یا دوسرے سے حد سنے ہوئے اور اندازکرائے اور یہ محال ہے کہ آدمی کو اپنی تجویز اور اختیار پر چھوڑدین اسواسطیکہ خواہش خود اوسپر غالب ہوتی ہے راہ حق ہمیشہ اوسپر پوشیدہ رہتی ہے اور جس چیز سے آدمی کی مراد برآتی ہے وہ خواہش کے سبب اوسے اچھی نظر آتی ہے تو چاہیے کہ خود مختار نہ کیا جاوے بلکہ دوسرے کا تابعدار کیا جاوے اور ہر ایک اس قابل نہین کہ اوسکی تابعداری کیجاوے بلکہ اسواسطے بڑا اور راہنما چاہیے وہ انبیا ہین تو خواہ نخواہ شریعت کی اتباع اور اوسکی حدون اور حکمون کو لازم پکڑنا ضرور سعادت کی راہ ہوگا اور بندگی کے یہی معنی ہین اور جو کوئی شریعت کی حدون سے گذر جائیگا اپنے ہاتھون ہلاکت کے خوف مین پڑیگا اسی سبب سے حق تعالے نے فرمایا وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ فصل غیر مباح کو مباح جاننے والے جو حق تعالی کی حدون اور حکمون سے دست بردار ہوگئے اوسکی غلطی اور نادانی سات وجہ سے ہوتی ہے پہلی وجہ اس فرقہ کی نادانی کی ہے جو خدا تعالی کا ایمان ہی نہین رکھتے کہ اوس بیچون کو وہم و خیال کے خزانہ مین چلونگی کے ساتھ ڈہونڈہا چاہتا ہے اوسکی خدائی سے انکار کیا اور کامون کو طبیعت اور تارون پر حوالہ کیا اور سمجھے کہ آدمی اور حیوانات اور یہ عالم عجیب حواس حکمت اور ترکیب کے ساتھ خود بخود پیدا ہوئے ہین یا آپ سے آپ ہمیشہ سے ہین یا یہ سب طبیعت کا کام ہے جب علم طبیعی کا عالم آپ سے خود بیخبر ہے تو اور چیز کو کیا سمجھیگا اور اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص جہاں خط دیکھے اور سمجھے کہ یہ آپ سے آپ پیدا ہوا ہے کاتب کے علم اور قدرت اور ارادہ کو اسمین کچھ دخل نہین ہے یا یہ خط ہمیشہ یون ہی لکھا ہوا تھا

اور جسکا انجام اس قدر ہولناک بدبختی اور گمراہی کی راہ سے وہ کبھی نہ پھریگا اور بیخوفی اور بیطیعی کی غلطی پہلے ہی بیان ہوچکی ہے دوسری وجہ اوس گروہ کے جہل اور نادانی کی ہے جو آخرت کا معتقد نہوا کیونکہ وہ لوگ سمجھے کہ آدمی کا اس بات کا ایسا ہے اور حیوانوں کے مانند ہے جب مرجائیگا نیست ہوجائیگا اور سپرد عقاب ہے نہ اوسکا حساب اور سپرد عذاب ہے نہ اوسکو ثواب اور اپنے نفس کو بیخبانا اس جہل کا سبب ہے کہ اپنے تئین آپ جانتا ہے کہ گدھا بیل یا گھاس ہے اور وہ روح جو آدمی کی حقیقت ہے اوسے نہین پہچانتا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیگی ہرگز کبھی کبھی مریگی لیکن اوسکا ڈولا بچا اوس سے پھیر لینگے اور اسیکو موت کہتے ہین موت کی حقیقت چوتھے عنوان مین کہی جائیگی تیسری وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو جناب احدیت اور قیامت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر ضعیف اور شریعت کے معنے نہین پہچانتے اور کہتے ہین اوسق تعالی کو ہماری عبادت کی کیا حاجت ہے اور ہمارے گناہ سے کیا رنج و اذیت ہے کہ وہ بادشاہ ہے اور ہماری عبادت سے بے پروا ہے اور ہمکو ضرور کیا عبادت اور گناہ سب برابر ہے یہ جاہل قرآن شریف مین نہین دیکھتے کہ حق تعالی کیا ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ اور مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اور مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ یہ بدبخت شریعت سے جاہل ہے کہ یہ جانتا کہ شریعت یہ ہے کہ خدا کیواسطے کام کرنا چاہیے اپنے واسطے نہین اور یہ ایسا امر ہے کہ کوئی بیمار پرہیز نہ کرے اور رکھے کہ طبیب کو اوس سے کیا کام ہین اوسکا حکم مانون یا نہ مانون اوسکا یہ کہنا صحیح ہے لیکن وہ ہلاک ہوجائیگا طبیب کی حاجت کی وجہ سے نہ ہلاک ہوگا لیکن اس باعث سے ہلاک ہوجائیگا کہ پرہیز نہ کرنے مین اوسکی ہلاکت ہے طبیب نے تو اوسے صحت کی راہ بتائی کہ پرہیز کرے اوس نے کیا تو اوسنے خدا کا کیا نقصان لیکن وہ خود ہلاک ہوجائیگا جیسے یہان کی بیماری اس جہان کی ہلاکت کا باعث ہے دل کی بیماری اوس جہان مین ہلاکت کا سبب ہے اور جیسا اوس جہان مین پرہیزگارون کی صحت اور سلامتی کا سبب ہے یہان کی بیماری اور معرفت اور گناہون سے پرہیز دل کی سلامتی کا باعث ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ بلکہ چوتھی وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو اور وجہ سے شریعت سے بیخبر ہوکر کہتے ہین کہ شریعت حکم فرمانی ہے کہ خدا نے غصہ یا ہے دل کو پاک کرو اور یہ امر ممکن نہین اسواسطیکہ خدا تعالی نے اوسکو ان ہی چیزون سے پیدا کیا ہے اور کہتے ہین کہ یہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ سیاہ کو سفید کرے تو اس حکم کی تعمیل کرنا محال ہے اور یہ احمق نہین سمجھتے کہ شرع نے یہ حکم نہین فرمایا ہے کہ غصہ وغیرہ کو دور کرو بلکہ یہ حکم کیا ہے کہ انہین ادب سکھاؤ اور اسطرح دباؤ رکھو کہ شرع اور عقل پر غالب ہوجائین اور سرکشی نہ کرنے پائین اور شرع کی حدین نگاہ رکھین اور گناہ کبیرہ سے دور رہین تاکہ غفور رحیم اونکے گناہ صغیرہ بخشدے اور یہ بات ممکن ہے بہت لوگ اس درجے پر پہونچے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہین فرمایا ہے کہ غصہ بچا ہے اور عین بچا ہے حالانکہ آپ کے تو محل تھے اور فرمایا ہین تمہاری طرح آدمی ہون اَغْضَبُ كَمَا يَغْضَبُ الْبَشَرُ یعنی آدمی کی طرح مجھے غصہ ہوتے اور حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ یعنی اوس شخص کی تعریف کی ہے جو غصہ کو ہضم کرجائے اوسکی تعریف نہین کی جسکو غصہ ہوتے ہی نہین پانچوین وجہ اون لوگون کے جہل اور نادانی کی ہے جو حق تعالے کی صفتون سے بیخبر ہوکر کہتے ہین کہ خدا کریم اور رحیم ہے ہم جسجا پر ہونگے ہمپر رحم ہی فرمائے گا اور یہ نہین جانتے کہ جس طرح وہ کریم ہے شدید العقاب بھی ہے اور یہ نہین کہتے کہ باوصفیکہ رحیم و کریم ہے مگر اس جہان مین اکثر خلق کو بلا بیماری بھوک مین رکھتا ہے اور یہ نہین دیکھتے کہ جبتک لوگ کھیتی سپرد آگ نہین کرتے مال نہین آتا

اور جبتک محنت نہین کرتے علم نہین سیکھتے اور دنیا کی تلاش مین وہ لوگ ہر گز کچھ قصور نہین کرتے اور یہ نہین کہتے کہ خدا کریم و رحیم ہے بے کھیتی اور بے سوداگری کیے آپ روزی دیتا ہے بادصفیکہ حق تعالی رزق کا ضامن ہے اور فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور آخرت کا کام حق تعالی نے عمل پر حوالہ کیا ہے اور فرمایا ہے وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ چونکہ لوگ اوسکے کرم کا ایمان نہین رکھتے اور رزق ڈھونڈھنے سے ماتھہ نہین اوٹھاتے لہذا آخرت کے بارے مین جو کچھ کہتے ہین فقط زبانی ہے اور نصیحت شیطانی ہے کچھ اصل نہین رکھتا چھٹی وجہ اون لوگون کی جہالت اور نادانی کی ہے جو اپنے اوپر غرور کرکے کہتے ہین کہ ہم ایسے درجے پر پہونچے ہین کہ گناہ ہمارا کچھ نقصان نہین کرسکتا اور کہتے ہین کہ ہمارا دین قلتین ہے کہ نجاست گناہ سے ناپاک ہی نہین ہوتا اور اکثر یہ احمق ایسے کنظرف ہوتے ہین کہ اگر کوئی شخص بے ادبی کی ایک بات ان سے کرے اور انکا غرور اور ریا توڑے تو تمام عمر یہ اوسکی دشمنی مین رہتے ہین اور ایک خوانخواہ جھگڑا پیدا کرتے ہون اگر انکو ملے تو تمام جہان انکی آنکھون مین تنگ و تاریک ہو جاتا ہے یہ احمق ہنوز مردی اور انسانیت مین قلتین یعنی حافظ نہین ہوئے ہین کہ ایسی چیزون سے پاک نہین یہ دعوی باطل کہ ہم کملی والے ہین گناہ ہمین کچھ مضر نہین ان احمقون کو کب نصیب ہوا ہے اگر مثلاً کوئی شخص ایسا ہی ہو کہ دشمنی غصہ خواہش ریا اوسکے پاس بھی نہ آئے تو اوسکا بھی یہ دعوی کرنا محض کبر ہے اسواسطے کہ اوسکا درجہ انبیا علیہم السلام کے درجہ سے بڑھ جائیگا انبیا تو اپنی چوک اور لغزش سے روتے اور توبہ کرتے تھے بڑے بڑے صحابہ چھوٹے چھوٹے گناہون سے پرہیز کرتے تھے بلکہ شبہہ کے خوف سے حلال چیزون سے بھی بھاگتے تھے اس احمق نے کاہے سے جانا کہ شیطان کے مکر مین نہین پھنسا ہے اور کیونکر سمجھا کہ اسکا درجہ انبیا اور صحابہ کے مرتبے سے بڑھا ہے اگر یہ احمق کہے کہ پیغمبر بھی ایسے ہی تھے کہ گناہ اونکو کچھ ضرر نہ کرتا لیکن مال و زر اور توبہ فقط خلق کی تعلیم اور ہدایت کیواسطے کرتے تھے تو یہ بھی خلق کیواسطے کیون نہین کرتا دیکھتا ہے کہ جو کوئی اوسکا قول و فعل دیکھتا ہے وہ بھی تباہ اور خراب ہوتا ہے اور اگر کہے کہ خلق کے تباہ ہونے سے میرا کیا نقصان ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی کیا نقصان تھا اگر نقصان تھا تو آنحضرت اپنے تئین تقوی اور پرہیزگاری کی محنت مین کیون کہتے تھے آنحضرت نے ایک صدقہ کا خرما منہ سے نکالکر پھینک دیا اگر کھا لیتے تو اوس سے خلق کا کیا نقصان ہوتا اوسکا کھانا سب کو درست ہو جاتا اور اگر اوس خرمے سے آنحضرت کا کچھ نقصان تھا تو ان احمقون کو شراب کے قدحون سے کیون نقصان نہین آخر اس احمق کا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے سے زیادہ اور بڑھ کر نہین ہے اور شراب کے سو قدحون کا درجہ ایک خرمے سے زیادہ ہے تو یہ احمق اپنے تئین گویا دریا جانتا ہے کہ شراب کے سو قدمے اوسکو نہ بگاڑینگے اور معاذ اللہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو گویا پانی کا چھوٹا سا برتن سمجھتا ہے ایک خرما اوسکو بگاڑ دیتا ایسا وقت ہے کہ شیطان اوس احمق کی موچھین مروڑے اور جہان کے بیوقوف اوس احمق کو مسخرا بنائین اسواسطے کہ عقلمندون کو اوسکی بات کرنے مین دریغ و انکار ہے اور اوسکی ہنسی کرنے مین ننگ و عار ہے بزرگان دین وہ لوگ ہین جو یہ بات جانتے ہین کہ جسنے خواہش کو اپنا اسیر اور زیردست نہ کیا وہ کچھ آدمی نہین ہے بلکہ جانور ہے تو جاننا چاہیے کہ آدمی کا نفس مکار اور دغاباز ہے اور سب دعوے جھوٹے کرتا ہے اور ڈینگ مارتا ہے کہ مین زبردست ہون پس چاہیے کہ آدمی نفس سے اوسکے دعوی پر دلیل طلب کرے اور اوسکے سچے ہونے پر سوا اسکے کہ اپنے حکم مین نہو بلکہ شرع کے حکم مین ہو اور کوئی دلیل نہین ہے اگر شرع کی اطاعت مین ہمیشہ خوشی سے مستعد رہے تو سچا ہے اور اگر حکم شرع مین رخصت تاویل حیلہ ڈھونڈھے تو وہ شیطان کا

بندہ ہے اور ولایت کا دعویٰ کرتا ہے اور آخر دم تک اوس سے اس دلیل کا خواستگار رہنا چاہیے ورنہ مغرور اور دنیا پرست و نفسیہ ہو کر ہلاک ہو جاویگا اور آدمی یہ نہیں جانتا کہ متابعت شرع مین نفس کا ہمہ تن مصروف ہونا مسلمانی کا پہلا درجہ ہے ساتوین درجہ غفلت اور خواہش کی بدولت پیدا ہوتی ہے جہالت اور نادانی سے نہین پیدا ہوتی اور یہ غیر مباح کو مباح ٹھہرانیوالا وہ فرقہ ہے جسنے اون سب وجہونمین سے ہر بکا ذکر ابھی اوپر گذرا ہے کچھ نہ سنا ہو لیکن کسی گروہ کو دیکھا کہ اباحت کی راہ چلتے ہین اور فساد ڈالتے ہین چکنی چکنی باتین بناتے ہین اور صوفیونکا لباس پہنکر تصوف اور ولایت کا دعویٰ کرتے ہین اوس فرقہ کو بھی یہ طریقہ خوش آتا ہے اسواسطیکہ اوسکی طبیعت مین لغویت اور خواہش غالب ہوتی ہے وہ فساد کرنے کی اوسکو اجازت دیتی ہے اور وہ یہ نہین جانتا کہ اس فساد کے سبب سے مجھپر عذاب ہوگا تاکہ فساد اوسپر ملمع اور شلاق ہو جاے بلکہ کہتا ہے کہ یہ امر فساد نہین اسکو فساد کہنا تہمت اور حدیث ہے یعنے نئی بات ہے اور وہ تہمت اور حدیث کے معنی تک نہین جانتا ایسا آدمی غافل اور شہوت پرست ہوتا ہے اور شیطان اوسپر مسلط ہوتا ہے ایسا آدمی سمجھانے سے درست نہین ہوتا کہ اوسکو بات سے شبہہ نہین پڑا ہے اور یہ گروہ اکثر اون لوگون مین سے ہے جنکی شان مین حق تعالیٰ نے یون ارشاد فرمایا ہے اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا ان لوگون کے ساتھ زبان شمشیر سے بات کرنا چاہیے نہ حجت اور تقریر سے اور اس عنوان مین نصیحت کی تفصیل اور ہر چیز کے مباح ٹھہرانیوالون کی غلطی کے بیان مین اسقدر کفایت کرتا ہے جو بیان کیا گیا کہ اس غلطی اور گمراہی کا سبب یا یہ ہے کہ اوسنے اپنے نفس کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ خدا کو نہین پہچانا یا یہ ہے کہ شریعت کو نہین دریافت کیا اور جب آدمی کی نادانی ایسے کام مین ہو جو اوسکی طبیعت کے موافق ہے تو اوس گمراہی کا زائل ہونا دشوار ہوتا ہے اسی سبب سے لوگ کچھ شک و شبہہ نہین کرتے ہین اور بے تکلف راہ اباحت مین قدم دھرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہم متحیر ہین اگر ان سے پوچھیے کہ تم کس چیز مین متحیر ہو تو جواب نہین دیسکتے کہ اسواسطے کہ اونکو نہ طلب ہے نہ شبہہ اون لوگون کو ایسی مثل ہے جیسے کوئی شخص طبیب سے کہے کہ مجکو بیماری کا خلل ہے اور بیماری نہ بتاوے تو تمہارا وسکی بیماری پہچانیگا طبیب اوسکا علاج نہ کر سکے گا ایسے آدمی کا یہی جواب ہے کہ جس چیز مین تیرا جی چاہے متحیر رہ لیکن اس بات مین شک نہ کر کہ تو بندہ ہے اور تیرا خالق قادر اور عالم ہے جو چاہتا ہے کر سکتا ہے اور یہ بات اوسکو دلیل سے سمجھنا چاہیے جیسا اوپر بیان ہوا ہے ٭ ٭ ٭

تیسرا عنوان مسلمانی کا یہ تیسرا عنوان ہے آیمین معرفت دنیا کا بیان ہے

اے عزیز جان اس بات کو جان کہ دنیا راہ دین کی منزلون مین سے ایک منزل اور اللہ کی درگاہ کے مسافرون کا راستہ ہے اور مسافرون کے زاد راہ لینے کیواسطے صحراے معرفت کے کنارے ایک بازار آراستہ ہے دنیا اور آخرت دو حالتون سے عبارت ہے جو حالت موت سے پہلے اور آدمی سے بہت نزدیک ہے اوسے دنیا کہتے ہین اور جو حالت موت کے بعد ہے اوسکو آخرت کہتے ہین اور دنیا سے زاد آخرت مقصود ہے اسواسطے کہ خالق نے آدمی کو ابتداے خلقت مین سادہ اور ناقص پیدا کیا ہے لیکن اس قابل ہے کہ اپنا کمال حاصل کرے اور ملکوت کی صورت کو اپنا نقش دل ایسا بنا لے کہ درگاہ الٰہی کے قابل ہو جاے یعنی دنیا مین باریاب ہو اور مشغول نظارہ حضرت رب الارباب ہو اور یہی امر اوسکی بہشت اور اوسکی سعادت کا منتہا ہے اور خالق نے اوسے اسیواسطے پیدا کیا ہے اور جبتک اوسکی آنکھ نہ کھلیگی اور اس

جمال لازوال کو نہ پہچان سکے گا نظارہ کیا کر سکے گا اور پہچان معرفت سے حاصل ہوتی ہے اور خدا کی عجیب عجیب صفتوں کی پہچان
جمال حضرت الٰہی کی معرفت کی کنجی ہے اور آدمی کے حواس اون صفتوں کی معرفت کی کنجی ہیں اور بغیر اس ترازو کے جو اپنی مٹھی سے جانچے
حواس ممکن نہ تھے اسوجہ سے آدمی اس خاک پانی کے عالم میں آپڑا کہ اس سے توشہ لے لے اور اپنے نفس کی معرفت اور تمام جہان جو
حواس سے معلوم ہوتا ہے اوسکی معرفت کی کنجی سے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل کرے جبتک یہ حواس آدمی کے ساتھ رہتے ہیں اور مخبری
کرتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ آدمی دنیا میں ہے اور جب حواس رخصت ہوتے ہیں اور روح اپنے مدرک اور اوسکی ذاتی معرفتیں فقط رہجاتی ہیں
تو کہتے ہیں کہ آخرت کو روان ہوا تو دنیا میں آدمی کے رہنے کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا اصل آدمی کو دنیا میں دو چیزوں کی
حاجت ہے ایک یہ کہ دل کو ہلاکت کے سببوں سے بچائے اور دل کی غذا حاصل کرے دوسرے یہ کہ بدن کو ہلاک کرنیوالی چیزوں سے محفوظ رکھے
اور اوسکی غذا حاصل کرے اور دل کی غذا تو خدا کی معرفت اور محبت ہے اسواسطے کہ ہر چیز کی غذا وہی ہے جو اوسکی طبیعت کی خواہش کے موافق
اور اوسکی خاصیت ہے اور آدمی کی خاصیت کا بیان پہلے ہوچکا ہے اور حق تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی محبت میں ڈوبا رہنا آدمی کے دل کی ہلاکت کا
سبب ہے اور بدن کی کفالت اور خبر گیری دل ہی کیواسطے چاہیئے کہ بدن فنا ہوجائیگا اور دل باقی رہیگا اور دل کیواسطے بدن اسطرح ہے جیسے کعبہ کی
راہ میں حاجی کیواسطے اونٹ اونٹ حاجی کیواسطے ہوتا ہے حاجی اونٹ کیواسطے نہیں ہوتا جبتک کعبہ میں نہ پہونچے اور اونٹ سے بے فکر اور بے پروا
نہ ہوجاوے تب تک حاجی کو چارے اور پوشش سے اونٹ کی کفالت اور خبر گیری ضرور ہے لیکن کفالت بقدر ضرورت چاہیئے اگر حاجی
دن رات اونٹ کو چارہ دینے اور آسائش کرنے کو ٹھہرا رہیگا اور اوسکی خبر گیری کیا کریگا تو قافلے سے پیچھے رہ جائیگا اور ہلاک ہوگا اسیطرح
آدمی اگر دن رات بدن کی خبر لیا کرے گا یعنی اوسکی غذا مہیا کرے گا اور اوسے ہلاکت کے سببوں سے بچایا کریگا تو اپنی سعادت سے محروم
رہیگا اور بدن کو دنیا میں فقط ان تین چیزوں کی احتیاج ہے کھانے کی پینے کی گھر کی کھانا غذا ہے پہننا لباس ہے گھر وہ ہے کہ گرمی سردی
اور ہلاکت کے اسباب سے اوسکو محفوظ رکھے تو آدمی کو دنیا میں بدن کیواسطے انکے سوا اور کچھ ضرورت نہیں بلکہ یہی تین چیزیں خود دنیا
کی اصل ہیں دل کی غذا معرفت ہے جتنی زیادہ ہو بہتر ہے اور بدن کی غذا کھانا ہے اگر حد سے زیادہ ہو ہلاکت کا باعث ہوتا ہے
لیکن حق تعالیٰ نے خواہش کو آدمی پر تعینات کر دیا ہے کہ کھانے کپڑے گھر کا تقاضا کرے تاکہ بدن جو اوسکی سواری ہے وہ ہلاک
نہ ہوجاوے اور اس خواہش کی ایسی خلقت ہے کہ ایک حد پر نہیں ٹھہرتی اور زیادہ طلبی کرتی ہے خدا نے عقل کو اسلواسطے پیدا کیا ہے کہ خواہش
کو اپنی حد پر رکھے اور پیغمبروں کی زبانی شریعت اسلیے مقرر فرمائی ہے کہ خواہش کی حد ظاہر کر دیں لیکن چونکہ خواہش کی حاجت تھی تو خدا نے
اوسکو لڑکپن ہی میں پیدا کیا اوسکے بعد عقل کو پیدا کیا تو خواہش نے پہلے ہی سے جگہ پکڑلی اور غالب ہوگئی اور عقل و شرع جو بعد پیدا ہوئی ہیں
اون سے سرکشی کرتی ہے کہ آدمیکو ہمہ تن خورد و نوش اور مسکن کی تلاش میں مشغول کر دے اس سبب سے آدمی انہیں میں پھنس رہجاتا ہے اور نہیں جانتا
کہ یہ خورد و پوشش اور مسکن کسواسطے چاہیئے اور وہ خود دنیا میں کیوں آیا ہے اور دل کی غذا جو زاد آخرت ہے اوسے بھول جاتا ہے اسلیے ہر
ان سب باتوں سے دنیا کی حقیقت اور آفت اور حاجت تو نے جانی اب چاہیئے کہ دنیا کی شاخوں کو پہچان اور دنیا میں جو شغل چاہیئے اوسے جان
فصل انگیز اس بات کو جان کہ اگر دنیا کی تفصیل میں تو غور کرے گا تو تجھکو معلوم ہوگا کہ دنیا میں چیزوں سے عبارت ہے ایک اون چیزوں

زمین جو زمین پر پیدا ہوتی ہین یعنی نباتات معدنیات حیوانات کیونکہ اصل زمین مسکن اور منفعت اور زراعت کیواسطے چاہیے اور معدنیات
مثلاً تانبا پیتل لوہا اور اسکے واسطے ہے اور حیوانات سواری اور کھانے کے واسطے آدمی اپنے دل اور بدن کو ان چیزون سے مشغول
رکھتا ہے دل کو تو ان چیزون کی خواہش اور محبت مین اور ہاتھ پاون کو انکی درستی اور کارسازی مین لگائے رکھتا ہے اور دل کو
ان چیزون کے بہانہ اٹکانے سے دلمین ایسی صفتین ظاہر ہوتی ہین جو ہلاکت کی باعث ہون جیسے حرص بخیل عداوت وغیرہ اور ہاتھ پاون
کو ان چیزون مین لگانے سے دل بھی ان چیزون سے اٹک جاتا ہے اور اپنے تئین بھولکر دنیا کے کامون مین مشغول رہتا ہے اور
جسطرح اصل دنیا مین تین چیزین ہین خورد و پوشش اور مسکن اوسیطرح جن صنعتون اور شغلون کی آدمیکو ضرورت ہے وہ بھی تین ہی ہین
نجار کی صنعت جولاہے کی صنعت تہولی کی صنعت لیکن انمین سے ہر ایک کی تین تین ہین کوئی تو اسباب مہیا کرتا ہے جیسے دہنیا اور سوت
کاتنے والا جولاہے کا اسباب مہیا کرتا ہے اور کوئی اونکے کام کو تمام کرتا ہے جیسے درزی کہ جولاہے کے کام کو تمام کرتا ہے اور ان سب کو لکڑی تو
چمڑے وغیرہ کے اوزارون کی احتیاج پڑی تو لوہار پیدا ہوا اور ہر ایک کو دوسرے سے مدد لینے کی احتیاج پڑی اسلیے کہ ایک
اپنا تمام کام آپ نہین کرسکتا تو سب دنیا مین جمع ہوگئے کہ درزی جولاہے اور لوہار کا کام کرتا ہے اور لوہار دونون کا کام انجام کرتا ہے اسیطرح
ہر ایک دوسرے کا کام کرتا ہے تو ان سب مین معاملہ ہوا اوسکے سبب سے عداوتین پیدا ہوئین اور ہر ایک اپنا حق دوسرے کو دینے پر نہ راضی ہوا
اور دوسرے کے درپے ہوا تو ان تین چیزون کی حاجت ہوئی ایک سیاست اور سلطنت دوسرے قضا اور حکومت تیسرے علم فقہ کہ اوسکے
سبب سے خلق مین سلطنت اور سیاست کرنے کے قواعد لوگ جانین اور یہ ہر ایک اگرچہ پیشہ وارون کی طرح ہاتھ سے علاقہ نہین رکھتا لیکن پیشے
اسقدر سے دنیا کے شغل بہت ہوگئے اور آپسمین الجھ گئے اور خلق نے اپنے تئین اونمین گم کردیا اور یہ نہ سمجھے کہ ان سب کی اصل فقط تین ہی
چیزین یعنی خورد و پوشش اور مسکن ہین یہ تمام دنیا کے شغل ان ہی تینون چیزون کیواسطے ہین اور یہ تینون چیزین بدن کیواسطے ہین اور
بدن دل کیواسطے تاکہ دل کی سواری ہو اور دل حق تعالے کیواسطے ہے پس اپنے تئین اور خدا کو لوگ بھول گئے جیسے حاجی کہ اپنے تئین
اور کعبہ کو اور سفر کو بھول جاوے اور اونٹ کی خبرگیری مین اپنی تمام اوقات ضائع کرے العزیز دنیا اور دنیا کی حقیقت یہی ہے جو
بیان ہوئی جو کوئی دنیا مین سر پر پاون رکھکر ارادہ سفر نرہے اور آخرت پر جس شخص کی بہتر نظر نرہے اور جو کوئی احتیاج سے زیادہ دنیا
کے شغل اختیار کرے اوس نے دنیا کو نہین پہچانا اور اس جہل و نادانی کا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
دنیا ہاروت ماروت سے زیادہ جادوگر ہے اس سے حذر کرو جب دنیا کا اتنا بڑا جادو ہے تو اوسکے مکر و فریب جاننا اور اوسکے حیلے سے
اوسکا کام خلق پر ظاہر کرنا واجب ہوا اب اوسکی مثال سننے کا وقت ہے **فصل** پہلی مثال العزیز اسبات کو جان اور اس بات کو پہچان
کہ دنیا کا پھلا جادو یہ ہے کہ وہ اپنے تئین تجکو ایسا دکھاتی ہے کہ تو سمجھے کہ وہ تیرے ساتھ ٹھہری ہوئی ہے حالانکہ ایسا نہین ہے وہ تو
ہمیشہ تجھسے گریزان ہے لیکن آہستہ آہستہ اور ذرہ ذرہ تہتی ہے اوسکی یہ مثال ہے کہ اوسکا سایہ کا سا حال ہے سایہ کو جب دیکھے
ٹھہرا نظر آتا ہے لیکن ہمیشہ کھسکتا جاتا ہے اور تجکو معلوم ہے کہ تیری عمر ہمیشہ روان ہے آہستہ آہستہ ہر دم کم ہوتی جاتی ہے وہی دنیا ہے
تجھسے گذرتی ہے اور تجھے خصومت کرتی ہے اور تجکو کچھ خبر نہین دوسری مثال دنیا کا دوسرا جادو یہ ہے کہ اپنے تئین یہانتک تجھپر

دکھاتی ہے کہ بجکو اپنا عاشق بناتی ہے اور تجسے ظاہر کرتی ہے کہ تیرے ساتھ وفا کریگی اور کسیکے پاس نہ جائیگی اور دفعۃً تجھے چھوڑ کر تیرے دشمن پاس چلی جاتی ہے اوسکی مثال ایسی ہے کہ وہ گویا آوارہ اور مفسد رنڈی ہے مردون کو بہانتک لبھاتی ہے کہ اپنا عاشق بناتی ہے تب اپنے گھر لیجاتی ہے اور موت کا مزہ چکھاتی ہے حضرت عیسٰی علیہ السلام نے مکاشفہ مین دنیا کو بوڑھیا عورت کی صورت پر دیکھا پوچھا کہ تو نے کتنے خاوند کیے کہا کہ اس کثرت سے کہ گنتی مین نہین آسکتے پوچھا مر گئے یا طلاق دی کہا نہین مین نے سبھون کو مار ڈالا حضرت عیسٰی نے فرمایا کہ ان اوسے احمقون سے تعجب ہے کہ دیکھتے ہین کہ اورون کے ساتھ تو نے کیا کیا اور پھر تیری رغبت کرتے ہین عبرت نہین کرتے اَللّٰھُمَّ اَعْصِمْنَا مِنْ سِحْرِھَا تیسری مثال دنیا کے سحر کی یہ ہے کہ اپنی ظاہری صورت آراستہ رکھتی ہے اور اوسمین جو بلا اور محنت ہے اوسکو پوشیدہ رکھتی ہے کہ نادان اوسکا ظاہر دیکھکر فریفتہ ہو جاوے اوس بوڑھیا عورت کی سی اوسکی مثال ہے جو کہ اپنا منہ تو چھپائے اور لباس فاخرہ سے آراستہ ہو جاوے زیور پہن بہاسے پیراستہ ہو جاوے کہ جو کوئی دور سے اوسے دیکھتا ہے عاشق زار ہو جاتا ہے اور جب اوسکے منہ سے نقاب ہٹتا ہے ذلیل ہو کر اوسکی صورت سے بیزار ہو جاتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے یعنے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن دنیا کو زشت رو بوڑھیا کی صورت پر دوزخ لائین گے اوسکی آنکھین سبز ہون گی بڑے بڑے دانت منہ کے باہر نظر آئین گے خلق جب اوسے دیکھیگی کہیگی نعوذ باللہ یہ زشت و زبون رسوا کون ہے فرشتے کہینگے یہ وہی دنیا ہے جسکے سبب تم اپسمین حسد و دشمنی کر کے ایک دوسرے سے لڑے مرے قرابتین چھوڑ دین اور فریفتہ ہو گئے پھر دنیا کو دوزخ مین حوالہ دین گے وہ کہے گی بار خدایا جو میرے دوست تھے وہ کہان ہین حق تعالٰی فرمائیگا کہ اون لوگون کو بھی اوسکے ساتھ دوزخ مین پہنچاؤ نعوذ باللہ چوتھی مثال اگر کوئی حساب کرے کہ ازل سے کس قدر زمانہ گذرا ہمین دنیا تھی اور ابتک کتنا زمانہ ہے جسمین نہوگی تو معلوم ہو جاوے کہ دنیا کی مثال ایسی ہے جیسے مسافر کی راہ کہ اوسکا ابتدا گہوارہ ہے اور انتہا قبر اور درمیان مین گنتی کی چند منزلین ہین ہر منزل گویا منزل ہے ہر مہینا فرسنگ ہر دن میل ہے ہر دم قدم آور وہ ہمیشہ روان ہے کسیکو ایک فرسنگ راہ ہے کسیکو زیادہ کسی کو کم اور وہ ایسا ساکن بیٹھا ہے کہ گویا ہمیشہ وہین رہیگا دنیا کے کامون کی ایسی تدبیر کرتا ہے کہ دس برس تک پھر اون کامون کا محتاج نہو اور دس من مین زیر خاک ہو جائیگا پانچوین مثال العزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ دنیا کے لوگ جو حظ دنیا اوٹھاتے ہین اور اوسکی عوض مین ذلت اور مصیبت جو قیامت کو اوٹھاوین گے اس لذت اور اوس مصیبت کے اوٹھانے مین ان لوگون کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی معدہ کھانا خوب چکنا اور میٹھا یہانتک کہائے کہ اوسکا معدہ خراب ہو جاوے تو اوسوقت قی کرتا ہے اور دستون کے ساتھون رسوا ہوتا ہے اور شرم کھاتا ہے اور پشیمان ہو جاتا ہے کہ لذت گئی ذلت رہی اور جیسے کھانا جتنا بہاری اور عمدہ ہوتا ہے اوتنا ہی وسکا ثقل بدبودار غلیظ گندہ ہوتا ہے اوسیطرح جتنی زیادہ دنیا کی لذت ہوتی ہے عاقبت مین اوتنی ہی اوسکی رسوائی اور ذلت ہوتی ہے اور لمحہ مرجانیکے وقت خود ظاہر ہو جاتا ہے کہ جسکی نعمت اور دولت یعنی باغات لونڈیان غلام سونا چاندی جس قدر زیا[illegible] اوسکی جدائی کا رنج بھی مفلس کی بہ نسبت اوسے اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے اور وہ رنج و عذاب موت سے زائل نہین ہوتا ہے بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے اسواسطے کہ دوستی دنیا دل کی صفت ہے اور دل موت کے بعد برقرار رہتا ہے چھٹی مثال دنیا کا کام جو پیش آتا ہے تھوڑا دکھائی دیتا ہے

لوگ جانتے ہین کہ اس کام کا شغل بہت ہوگا اور ایسا ہوتا ہے کہ اون کام سے سو کام پیدا ہو جاتے ہین اور اوسکی تمام عمر اوسی مین گذر جاتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ طالب دنیا ایسا ہے جیسے سمندر کا پانی پینے والا جتنا زیادہ پیتا ہے اوتنا ہی زیادہ پیاسا ہوتا ہے اور یہانتک پیتا ہے کہ ہلاک ہو جاتا ہے اور اوسکی پیاس ہرگز نہین بجھتی رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ ممکن ہین کہ کوئی شخص پانی مین جاے اور تر نہو اسیطرح یہ بھی ممکن نہین کہ کوئی شخص دنیا کے کام مین لگے اور آلودہ نہو ساتوین مثال جو شخص دنیا مین آیے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی میزبان کے پاس کوئی مہمان ہو اور اوس میزبان کی یہ عادت ہو کہ ہمیشہ مہمانون کے واسطے مکان آراستہ رکھتا ہو اور مہمانون کو گردہ گردہ بلاکر سونے کے طباق اور عود اور خوشبو سلگتی ہوئی چاندی کی انگیٹھی اوسکے سامنے رکھے کہ وہ معطر ہو جاین اور خوشبو مین بس جائین اور طباق اور انگیٹھی چھوڑ جائین کہ اور لوگ آئین گے تو جو مہمان اوس میزبان کی رسم سے آگاہ ہوتا ہے اور عقلمند ہوتا ہے انگیٹھی مین خوشبو ڈال کر معطر ہو جاتا ہے اور طباق انگیٹھی خوشی سے چھوڑ آتا ہے اور شکر بجا لاتا ہے اور چلا جاتا ہے اور جو مہمان احمق ہوتا ہے جانتا ہے کہ یہ طباق اور انگیٹھی اور عود اور خوشبو میزبان سب مجھکو دیدیگا کہ مین لیجاؤن جب چلتے وقت لوگ اوس سے لے لیتے ہین تو رنجیدہ اور ملول ہوتا ہے اور چلاتا ہے دنیا بھی گویا مہمان سرا مسافرون پر وقف ہے کہ اپنا توشہ لے لین اور جو کچھ اوسکا لایق نہ کرین آٹھوین مثال دنیا کے کامون مین اہل دنیا کا مشغول ہونا اور آخرت کو بھول جانا اوسکی مثال ایسی ہے جیسے آدمیون کی ایک جماعت کشتی مین اور کشتی کسی جزیرہ مین پہونچے وہ جماعت حاجت انسانی اور طہارت جسمانی کے واسطے کشتی سے باہر آئے اور کشتیبان نے منادی کردی ہو کہ کوئی بہت دیر نہ لگائے طہارت کے سوا اور کسی کام مین مشغول نہو جاے کہ کشتی جلد روانہ ہو جائیگی اور یہ لوگ اوس جزیرہ مین جاکر پراگندہ ہو گئے ایک گروہ جو بہت عقلمند تھا اوس نے پھرتی سے طہارت کرلی اور پھر آیا کشتی خالی پائی جو جگہ اپنے موافق نظر آئی لے لی اور ایک گروہ اوس جزیرہ کے عجائبات دیکھنے کو ٹھہر گیا وہان خوش رنگ پھول اور خوش آواز جانور اور سنگریزے منقش اور رنگا رنگ دیکھنے لگا جب پھر آیا تو کشتی مین کشادہ جگہ نہ پائی تنگ تاریک جگہ مین بیٹھا اور تکلیف اوٹھائی اور ایک گروہ نے عجائبات دیکھنے پر بھی کفایت نہ کی وہان سے عمدہ عمدہ سنگریزے چن لایا اور کشتی مین اونکے رکھنے کی جگہ نہ پائی تنگ جگہ مین آپ تو بیٹھا اور سنگریزون کو اپنی گردن پر رکھ لیا جب دو دن گذرے اور سنگریزون کا عمدہ رنگ بدلکر سیاہ ہو گیا اور بدبو آنے لگی اون بدرنگ اور بدبودار سنگریزون کو پھینکنے کی جگہ بھی نہ ملی وہ گروہ پشیمان ہوا اور اوس بوجھ اور تکلیف کو اپنی گردن پر لادنا پڑا اور ایک گروہ اوس جزیرے کے عجائبات دیکھکر ایسا متحیر ہوا کہ اونھین دیکھتا ہی رہا اور کشتی چل نکلی وہ دور پڑا رہا کشتیبان کا بھلا کہا نہ سنا اوسی جزیرہ مین پڑا رہا یہانتک کہ اوس گروہ کے بعضے آدمی بھوک کے مارے مر گئے بعضونکو درندون نے ہلاک کر ڈالا بھلا عقلمند گروہ پرہیزگار مسلمانون کے مثل ہے اور پچھلا گروہ جو ہلاک ہوا کافرون کے مانند ہے کہ اپنے تئین اور خدا اور آخرت کو بھولکر اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالہ کردیا اَسْتَحَبُّوا الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا عَلَی الْاٰخِرَۃِ اور بیچ والے دونون گروہ گنہگارونکے مانند ہین کہ اصل ایمان محفوظ رکھا لیکن دنیا سے ہاتھ نہ کھینچا ایک گروہ نے مفلسی کے ساتھ سیر کی حظ اوٹھایا ایک نے سیر کی اور سنگریزے لاکر اپنے تئین گران بھی بنایا **فصل** العزیز دنیا کی برائی جو کہی گئی اس سے یہ گمان نہ کرنا کہ جو کچھ دنیا مین ہے سب برا ہے بلکہ دنیا مین بہت سی چیزین ایسی ہین کہ وہ دنیا مین سے نہین ہین اسواسطے کہ علم و عمل دنیا مین ہے اور دنیا مین سے نہین ہے

اسلیے کہ آخرت مین آدمی کے ساتھ جائیگا علم تو بعینہٖ آدمی کے ساتھ رہتا ہے اور عمل اگرچہ بعینہٖ نہین رہتا لیکن اوسکا اثر رہتا ہے اور اوسکے اثر کی دو قسم ہین ایک تو ہر دل کی پاکی اور صفائی جو گناہ ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے اور ایک حق تعالیٰ کے ذکر کی محبت جو ہمیشہ عبادت کرنے سے حاصل ہوتی ہے تو یہ سب باقیات صالحات ہے جیساحق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ علم اور مناجات کی لذت اور حقتعالیٰ کے ذکر کی الفت سب لذتون سے بڑھکر ہے اور دنیا مین ہے دنیا مین سے نہین ہے تو دنیا کی سب لذتین بُری نہین ہین بلکہ جو لذتین فنا ہوجاتی ہین باقی نہین رہتین وہ بھی سب بُری نہین ہین بلکہ اوسکی بھی دو قسم ہین ایک وہ لذت جو دنیا مین سے ہے اور مرنے کے بعد فنا بھی ہوجاتی ہے لیکن آخرت کے کامون اور علم عمل اور مسلمانون کی بڑھتی کی مددگار ہے جیسے وہ نکاح اور خورد و پوشش اور مسکن جو ضرورت کے قدر ہو اور راہ آخرت کیواسطے ضرور ہو جو شخص دنیا مین اسقدر پر قناعت کریگا اور وہ نعمت سے دین کا کام کرنیکی نیت کریگا وہ شخص دنیا دارنہین مذموم اور بری وہ دنیا ہے جس سے دین کا کام نہ مقصود ہو بلکہ وہ اب عالم مین غفلت اور اترانے اور دل لگنے کا باعث ہو اور اوس عالم سے نفرت پیدا ہونیکا موجب ہو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرَ اللّٰهِ وَمَا وَالَاهُ یعنی یون حدیث شریف مین آیا ہے کہ دنیا خود ملعون ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور جو اوسمین مدد کرے حقیقت دنیا کی تفصیل اور دنیا سے جو مقصود ہے اوسکا بیان اسیقدر یہان کافی ہے باقی ارکان معاملہ کے تیسری قسم مین جسکو وہ دین مین کہتے کی جگہ کہتے ہین بیان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ وہان پر بخوبی عیان ہوگا

چوتھا عنوان مسلمانیکا یہ چوتھا عنوان ہے اسمین معرفت خدا آخرت کا بیان ہے

ای برادر اس بات کو باور کر کہ کوئی شخص حقیقت آخرت نہ پہچانیگا جبتک حقیقت موت نجانیگا اور حقیقت موت نہ معلوم کریگا تاوقتیکہ حقیقت زندگی نہ جان لیگا اور حقیقت زندگی نہ سمجھ مین آئیگی جبتک حقیقت روح نہ جان لی جائیگی اور حقیقت روح جاننا یہی اپنے نفس کی حقیقت کا پہچاننا ہے جسکا تھوڑا سا بیان اوپر گذرا ہے اے عزیز از جان اس بات کو جان کر ہمنے پہلے کہا ہے کہ آدمی دو چیز سے بنا ہے ایک روح دوسرے ڈھانچا روح سوار ہے اور ڈھانچا گویا سواری ہے اور اس روح کو کالبد کی وجہ سے آخرت مین ایک حالت ہوگی اور دوزخ یا جنت ہوگی اور بے شرکت اور مداخلت قالب کے فقط اپنی ذات سے بھی روح کو ایک حالت ہوگی اور دوزخ اور جنت اور سعادت اور شقاوت ہوگی اور دل کی اون لذتون کو اور نعمتون کو جو قالب کیواسطے اور ذریعہ سے نہون ہم بہشت روحانی کہتے ہین اور دل کے اون رنج والم کو جو بیواسطہ قالب ہون آتش روحانی کہتے ہین لیکن وہ بہشت اور دوزخ جسمین قالب واسطہ ہے خود ظاہر ہے باغ نہرین حورین بڑے بڑے محل کھانا پینا وغیرہ جنت سے حاصل ہے اور آگ سانپ بچھو خار درخت وغیرہ دوزخ سے حاصل ہے اور اس دوزخ اور جنت کا ذکر قرآن اور حدیث مین مشہور ہے اور سمجھون کی سمجھ مین آسکتا ہے اور اوسکی تفصیل کتاب احیاء العلوم کی کتاب ذکر الموت مین لکھی ہے اور یہان اسی پر اقتصار کرتے ہین کہ بہشت دوزخ روحانی کا ذکر اشارتاً اور حقیقت موت کا بیان تفصیل وار کرتے ہین تاکہ اسکو ہر ایک نہین جانتا ہے ہر کس و ناکس نہین پہچانتا ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی حق تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے اَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ یہ بہشت روحانی مین ہوگا اور دل مین

عالم ملکوت کیطرف ایک روزن ہے اوسی سے یہ اسرار معلوم ہوتے ہین اور انمین کچھ شک وشبہہ نہین رہتا جسکے دل کا روزن عالم ملکوت کیطرف کھلتا ہے اوسے آخرت کی سعادت اور شقاوت کا یقین کامل ہوجاتا ہے فقط سنکر مان لینے سے نہین بلکہ مشاہدہ اور معاینہ کرنے سے باور آتا ہے جسطرح طبیب یہ بات پہچانتا ہے کہ اس جہانمین بدن کیواسطے سعادت اور شقاوت ہے جسکا نام صحت وعلالت ہے اور اوسکے بہت سے سبب ہوتے ہین مثلاً دوا پینا پرہیز کرنا سعادت بدن کا سبب ہے اور بہت کھانا پرہیز نکرنا شقاوت تن کا سبب ہے اسیطرح اس شخص کو بھی مشاہدے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ دل کے لیے یعنی آدمی کی روح کے واسطے سعادت اور شقاوت ہے اوس سعادت کی دوا جس سے وہ حاصل ہو معرفت اور عبادت ہے اور اوسکا زہر جس سے وہ زائل ہو جہل اور معصیت ہے اور یہ جاننا بہت بڑا اور مغز علم ہے بہت لوگ جو علما کہلاتے ہین اس علم سے غافل بلکہ منکر ہین بدن ہی کی جنت اور دوزخ کو فقط مانتے ہین اور آخرت کو فقط سماعت اور تقلید ہی سے جانتے ہین اور ہمنے (یعنی امام والامقام نے) دلیلون سے اس امر کی تحقیق اور تشریح مین عربی کتابین لکھی ہین اور اس کتاب مین اتنا ہی کہا جاتا ہے کہ جو شخص زیرک اور چالاک ہے اور جسکا باطن تعصب اور تقلید کی آلایش سے پاک ہے وہ یہ راہ پائیگا اور آخرت کا حال اوسکے دل مین ثابت اور محکم ہوجائیگا آخرت کے ساتھ اکثر لوگون کا ایمان ضعیف اور متزلزل ہے فصل العزیز اگر تو کچھ حقیقت موت جانا چاہتا ہے اور اوسکے معنی پہچانا چاہتا ہے تو یہ امر جان اور یہ بات مان کہ ایک آدمی کی دو روحین ہین ایک روح حیوانات کی جنس سے ہے اوسکا نام روح حیوانی ہے اور ایک روح ارواح ملائکہ کی جنس سے ہے اوسکا نام روح انسانی ہے اور اس روح حیوانی کا چشمہ دل ہے یعنی وہ گوشت کا لوتھڑا جو سینہ مین بائین طرف لٹکتا ہے اور وہ روح حیوانی کے اخلاط باطن کا بخار لطیف ہے اوسکا مزاج معتدل ہے دل سے دھکتی رگون کے ذریعہ سے نکلکر دماغ اور سب اعضا مین جاتی ہے اور یہ روح حس وحرکت کی قوت کو اوٹھائے ہوئے ہے جب دماغ مین پہونچتی ہے تو اوسکی گرمی کم ہوجاتی ہے اور وہ نہایت اعتدال پاتی ہے آنکھہ کو اوس سے دیکھنے کی قوت ہوتی ہے کان کو اوس سے سننے کی قدرت ہوتی ہے اسیطرح سب حواس حاصل ہوجاتے ہین اوس روح کی مثال چراغ کی ایسی ہے کہ جب گھر مین آتا ہے جہان پہونچتا ہے وہان گھر کی دیوارین روشن ہوجاتی ہین جسطرح چراغ سے دیوارون پر روشنی پیدا ہوتی ہے اسیطرح خدا کی قدرت سے روح کی بدولت آنکھون مین نور کانون مین سننے کا مقدور اور سب حواس پیدا ہوتے ہین اگر کسی رگ مین سدہ اور گرہ پڑجاتی ہے تو جو عضو اوس گرہ کے بعد ہے بیکار اور فالج کا مارا ہوجاتا ہے اوسمین کچھ حس وحرکت اور قوت نہین رہتی طبیب یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ سدہ اور گرہ کھلجائے روح گویا چراغ کی لو ہے اور دل بتی اور غذا تیل اگر تیل نہ ڈالا جائے تو چراغ ٹھنڈا ہوجاتا ہے اسیطرح اگر غذا نہ دیجاے تو روح کا معتدل مزاج جاتا رہتا ہے اور حیوان مرجاتا ہے اگر تیل ہو اور بتی زیادہ تیل کھینچے تو چپک جاتی ہے اور پھر تیل نہین پیتی اسیطرح بہت زمانہ کے بعد دل بھی ایسا ہوجاتا ہے کہ غذا نہین قبول کرتا اور جسطرح چراغ پر جب کوئی چیز ماریجاے تو تیل بتی برقرار ہونے پر بھی چراغ بجھ جاتا ہے اسیطرح جب کسی حیوان پر زخم شدید پہونچے تو مرجاتا ہے اور اوس روح کا مزاج جیسا چاہیے ویسا معتدل جبتک رہتا ہے تو خدا کے حکم سے ملائکہ آسمان کے انوار سے معانی لطیف مثلاً حس وحرکت کی قوت کو قبول کرتی ہے جب وہ مزاج حرارت یا برودت کے غلبہ سے یا اور کسی سبب سے جاتا رہتا ہے تو روح ان اثرون کو قبول کرنیکے لائق نہین رہتی

جسطرح آئینہ کہ جب تک اوسکا ظاہر صاف اور درست رہتا ہے صورت والی چیزون کی شکلین قبول کرتا ہے یعنی صورتین اوسمین نظر آتی ہین اور جب خراب اور زنگ آلود ہو جاتا ہے تو صورت نہین قبول کرتا یعنی اوسمین عکس نہین نظر آتا ہے یہ امر اس سبب سے نہین ہوتا کہ صورتین ہلاک یا غائب ہوگئین بلکہ اس سبب سے ہوتا ہے کہ آئینہ صورتین قبول کرنیکے لائق نہ رہا اسیطرح اس بخار لطیف معتدل یعنی روح حیوانی مین حس وحرکت وغیرہ قبول کرنیکی قابلیت اوسکے اعتدال مزاج کے ساتہ وابستہ ہے جب اعتدال زائل ہو جاتا ہے تو یہ بھی حس وحرکت وغیرہ کی قوتون کو قبول نہین کرتی جب قبول نکیا تو اعضا اوسکے انوار سے محروم اور بیحس وحرکت رہتے ہین اور لوگ کہتے ہین کہ یہ حیوان مرگیا اور مرگ حیوانی کے یہی معنی ہین اور جو شخص روح حیوانی کا اعتدال دور کرنیکے اسباب جمع کرنیوالا ہے وہ بندگان خدا مین سے ایک بندہ ہے اوسے ملک الموت کہتے ہین خلق اوسکا نام جانتی ہے اوسکی حقیقت نہین پہچانتی ہے کہ اوسکا پہچاننا دشوار ہے مرگ حیوانات کے یہی معنی ہین لیکن آدمی کی موت اور طرح پر ہے کیونکہ اوسمین روح حیوانی جو حیوانات مین ہوتی ہے وہ ہے اور اوسکے علاوہ اور روح بھی ہے اوسکا نام روح انسانی اور دل ہے اوپر بعض فصلون مین اسکا ذکر ہو چکا ہے وہ روح اس روح حیوانی کی جنس سے نہین ہے جو ہوا سے لطیف اور بخار پختہ اور صاف کے مانند ایک جسم ہے یہ روح انسانی جسم نہین ہے اسواسطے کہ قسمت پذیر نہین ہے اور تعالے کی معرفت اوسمین سماتی ہے اور جسطرح تعالے ایک ہے اور قسمت پذیر نہین ہے اوسیطرح اوسکی معرفت بھی ایک ہے اور قسمت پذیر نہین ہے تو معرفت کسی قسمت پذیر جسم مین نہین سماتی بلکہ اوس چیز مین سماتی ہے جو یگانہ ہے اور قسمت پذیر نہین ہے اسیطرح انسان مین بھی جو نورانی روشنی تینون چیزین فرض کرلے جنکی گویا قالب ہے اور چراغ کی تیسری روح حیوانی اور روشنی روح انسانی اور جسطرح چراغ کی روشنی چراغ سے بہت لطیف ہوتی ہے اور روشنی کیطرف گویا اشارہ نہین ہو سکتا اسیطرح روح انسانی بھی روح حیوانی کی بہ نسبت گویا لطیف ہے اور اوسکی طرف بھی اشارہ نہین ہو سکتا اگر لطافت کی نظر سے خیال کیا جاے تو یہ مثال ٹھیک ہے لیکن اور وجہ سے ٹھیک نہین ہے کہ چراغ کی روشنی جو چراغ کی تبع اور فرع ہے جب چراغ کل ہو وہ زائل بالکل ہو اور روح انسانی روح حیوانی کے تابع نہین ہے بلکہ روح انسانی اصل ہے اور روح حیوانی کے زائل ہونیسے یہ باطل نہین ہوتی اگر اسکی مثال چاہے تو ایک نور فرض کرکہ چراغ سے بہت لطیف ہے اور چراغ کا قیام اوسکے سبب سے ہے اوسکا قیام چراغ کے سبب سے نہین کہ یہ مثال ٹھیک ہو جاے اور روح حیوانی ایک وجہ سے روح انسانی کی گویا سواری ہے اور ایک وجہ سے اوسکا ہتیار ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہو جاتا ہے قالب مردہ ہو جاتا ہے اور روح انسانی برقرار رہتی ہے لیکن بے سوار اور بے ہتیار ہو جاتی ہے سواری تباہ ہونے سے سوار نیست ونابود نہین ہو جاتا بے ہتیار یعنی نشانہ ہو جاتا ہے اور یہ ہتیار اوس سوار کو اسواسطے مرحمت ہوا ہے کہ ہماے محبت اور غنماے معرفت الہی کو شکار کرے اگر شکار کرچکا ہے تو ہتیار کا ضائع ہو جانا اوسکے حق مین بہتر ہے کہ بوجہ سے سبکدوش ہوا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ موت مومن کا تحفہ اور ہدیہ ہے وہ یہی بات ہے جو کوئی شکار کھیلنے کو دام لیے ہے اور بوجہ اپنے اوپر گوارا کیے ہے جب شکار اوسکے ہاتہہ آئے تو دام کا ضائع ہو جانا اوسکو غنیمت ہوتا ہے اور معاذ اللہ اگر شکار ہاتہہ آنے کے پہلے ہی دام ضائع ہو جاتا ہے تو شکاری حسرت بغایت کرتا ہے اور مصیبت بے نہایت اوٹھاتا ہے اور یہی حسرت والم پہلے عذاب قبر ہوتا ہے فصل پس جاننا چاہیے کہ اگر کسی کے ہاتہہ پاؤن شل ہو جائین تو وہ خود سلامت رہتا ہے کیونکہ نہ وہ ہاتہہ ہے نہ پاؤن بلکہ ہاتہہ پاؤن اوسکے آلات ہین

اور وہ اونکو اپنے کام مین استعمال کرتا ہے انیعزیز جسطرح ہاتھہ پاؤن تیری اصل حقیقت نہین ہین اوسیطرح پیٹھہ پیٹ سر بلکہ تمام قالب بھی تیری اصل ماہیت نہین ہین اگر یہ سب شل ہوجائین تب بھی تیرا برقرار رہنا ممکن ہے اور موت کے یہی معنی ہین کہ تمام بدن شل ہوجاتا ہے اسواسطے کہ ہاتھہ شل ہوجانا اسیکا نام ہے کہ ہاتھہ تیرا تابعدار نہ رہے یعنی تجکو اوسپر اختیار نہ رہے اور ہاتھہ مین ایک صفت تھی جسے قدرت کہتے ہین اوسکی وجہ سے ہاتھہ خدمت کرتا تھا وہ صفت روح حیوانی کے چراغ کی روشنی تھی کہ ہاتھہ کو پہونچتی تھی جن رگون کی راہ وہ روح ہاتھہ مین جاتی تھی جب اونمین گرہ پڑی قدرت جاتی رہی ہاتھہ خدمت سے معذور ہوا اسیطرح تمام بدن جو تیری خدمت اور اطاعت کرتا ہے روح حیوانی کے بعث سے کرتا ہے جب روح حیوانی کا مزاج زائل ہوتا ہے بدن اطاعت نہین کرسکتا اسی کو موت کہتے ہین اگرچہ تا بعد از یعنی بدن اپنی جگہہ پر برقرار نہین ہے مگر تو اپنی جگہہ پر برقرار رہتا ہے اور تیرے وجود کی حقیقت یہ قالب کیونکر ہوگا اگر تو سوچیگا تو یہ بات جان جائیگا کہ تیرے یہ اعضا وہ نہین ہین جو کہ لڑکپن مین تھے اسواسطے کہ وہ سب بخارسے تحلیل ہوگئے اور غذا سے اونکے بدلے اور اعضا پیدا ہوئے تو قالب وہ نہین ہے اور تو وہی ہے پس تیری ہستی اس قالب سے نہین ہے اگر قالب تباہ ہوجائیگا تو ہوجائے تو اپنی ذات سے اوسیطرح زندہ رہے گا لیکن تیرے اوصاف کے دو قسم ہین ایک مین قالب کی شرکت ہے جیسے بھوک پیاس نیند یہ اوصاف بے مادہ اور بے جسم کے ظاہر نہین ہوتے اور موت سے زائل ہوجاتے ہین اور دوسرے مین قالب کی شرکت نہین جیسے خدا کی معرفت اور اوسکے جمال لازوال کی زیارت اور ان باتون سے مسرت اور فرحت یہ تیری ذاتی صفت ہے اور تیرے ساتہ رہے گی اور باقیات صالحات کے یہی معنی ہین اور اگر معرفت کی عوض جہل ہے یعنی حق تعالے کی پہچان نہین ہے تو یہ بھی تیری ذاتی صفت ہے اور تیرے ساتہ رہے گی اور یہ جہل ہے تیری روح کا اندہاپن اور تیری شقاوت کا تخم ہوگا مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا تو جبتک تو ان دونون روحون کی حقیقت اور ان دونون کا فرق اور باہم انکا علاقہ نہ پہچانیگا موت کی حقیقت بھی نہ جانیگا **فصل** انعزیز اب اس بات کو جان کہ روح حیوانی اس عالم سفلی سے ہے اسواسطے کہ وہ خلطون کے بخارات کی لطافت سے مرکب ہے اور خلط چار ہین خون بلغم صفرا سودا اور ان چارون خلطون کی چار اصلین ہین آگ پانی خاک ہوا اور انکے مزاج کا اختلاف اور اعتدال گرمی سردی تری خشکی کی کمی زیادتی سے ہوتا ہے اور علم طب سے یہی غرض ہے کہ ان چارون طبعون کے اعتدال کا روح مین یہانتک لحاظ رکھے کہ یہ روح حیوانی اوس روح کی سواری کے لائق ہوجاے جسکو ہم روح انسانی کہتے ہین اور وہ اس عالم سفلی سے نہین ہے بلکہ عالم علوی اور فرشتون کی اصل سے ہے اور اوسکا اس عالم مین آنا مسافرانہ ہے اوسکی ذات کی خواہش سے نہین اوسکا یہ سفر اسواسطے ہے کہ ہدایت سے اپنا توشہ لیلے جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ اور یہ جو حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنِّيْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِيْنٍ فَاِذَا سَوَّيْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ ان دو روحون کے اختلاف کیطرف اشارہ ہے ایک کو مٹی کے ساتہ حوالہ فرمایا اور اوسکے اعتدال مزاج کو اس عبارت سے تعبیر کہ سویتہ یعنی اوسے مین نے طیار اور مہیا کیا اور یہی اعتدال ہے پھر اسوقت ارشاد کیا ونفخت فیہ من روحی اسکو اپنے ساتہ منسوب فرمایا اوسکی یہ مثال ہے جیسے کوئی پارچہ کتان کی مشعل بنائے کہ وہ جلنے کے لائق ہوجاے پھر اوسکو آگ کی

پاس لیجاکر بھونکے کہ اوسمین آگ لگجاے اور جسطرح حیوانی عنصری کو اعتدال ہے اور علم طب اس اعتدال کے اسباب کو شامل ہے کہ روح حیوانی سے بیماری دفع کرے اور اسے اسباب ہلاکت سے بچاے اسیطرح روح انسانی علوی جو حقیقت دل ہے اوسکے واسطے بھی اعتدال ہے کہ اخلاق رذیلہ جو نتیجہ جہالت سے ہے اوسکے اعتدال کو دیکھے رہتا ہے اور یہی امر روح انسانی کی صحت کا سبب ہوتا ہے چنانچہ ارکان اسلامی مین اسکا بیان آیگا تو یہ معلوم ہوا کہ جو کوئی آدمی کی روح کی حقیقت کو نہ پہچانیگا ممکن نہین کہ وہ آخرت کو خوب پہچانے جیسے یہ ناممکن ہے کہ جو کوئی اپنے تئین نہ پہچانے وہ حق تعالے کو پہچان لے تو اپنی معرفت کلید معرفت جناب احدیت ہے اور حقیقت ارواح کی معرفت کلید معرفت آخرت ہے اللہ تعالی کا اور روز قیامت کا ایمان لانا دین کی اصل ہے ہمنے اسی سبب سے اس معرفت کو مقدم کیا لیکن ایک بھید اوسکے اوصاف کے بھیدون مین سے کہ وہی اصل ہے ہمنے نہین بیان کیا کہ اوسکے بیان کرنیکی اجازت نہین اور ہر ایک کو اوسکے سمجھنے کی طاقت نہین اور تمامہ معرفت آخرت اوسی پر موقوف ہے اے عزیز ایسی محنت کر کہ اپنی کوشش اور طلب سے تو خود اوسکو پہچان لے اسواسطے کہ اگر کسی سے تو وہ بھید سنے گا تو اوسکے سننے کی تاب نہ لائیگا بہتون نے وہ صفت خدا کی شان مین سنی اور باور نہ کی اور اوسکے سننے کی تاب نہ لاسکے انکار کر بیٹھے کہ خود ممکن ہی نہین اور یہ تنزیہ اور پاکی نہین بلکہ تعطیل اور بیگانگی ہے جب یہ حال ہے تو آدمی کے حق مین اوس صفت کے سننے کی تو کیونکر تاب نہ لائیگا بلکہ وہ صفت خدا تعالی کی شان مین نہ حقیقت مین معاف صاف ہے نہ قرآن مین اسی سبب سے جو لوگ اوسے سنتے ہین انکار کرتے ہین اور انبیا علیہم السلام نے فرمایا ہے کہ کلموا الناس علی قدر عقولھم یعنی لوگون سے اسی بات کہو جسکے سمجھنے کی انھین طاقت ہو اور بعض انبیا پر وحی آئی ہے کہ ہماری صفتون مین جس صفت کو لوگ نہ سمجھ سکین وہ اونسے نہ کہو جانتے ہو کہ اگر وہ سمجھ سکین گے تو انکار کرینگے اور انکار اونکے حق مین مضر ہے فصل العزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ پہچانا کہ آدمی کی جان کی حقیقت اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنی ذات اور خاص صفات کے قیام مین قالب سے آدمی مستغنی اور بے پروا ہے اور اوسکی نیستی موت کے معنی نہین ہین بلکہ قالب سے اوسکے تصرف کا منقطع ہوجانا موت کے معنی ہین اور حشر اور بعث اور اعادت کے یہ معنی نہین ہین کہ نیستی کے بعد پھر اوسے وجود مین لائین گے بلکہ یہ معنی ہین کہ اوسے کوئی قالب دینگے یعنی جیسے پہلے کیا تھا پھر ایکبار قالب کو اوسکے تصرفات قبول کرنے پر مہیا کرینگے اور یہ بہت ہی آسان ہوگا اسواسطے کہ پہلی بار پیدا کرنا بھی چاہیے تھا اور روح بھی اور اس بار روح برقرار ہے اور قالب کے اجزا بھی اپنے اپنے مقام پہ موجود ہین اونکا جمع کرنا ایجاد کرنے سے بہت ہی آسان ہوگا یہ آسانی ہمارے دیکھنے کے اعتبار سے ہے اور حقیقت مین فعل پروردگار سے آسانی کو کچھ لگاؤ نہین اسواسطے کہ جہان دشواری نہین وہان آسانی بھی نہین اور دوبارہ زندہ کرنے مین پہلے ہی والے قالب کا دینا کچھ ضرور نہین اسواسطے کہ قالب مرکب ہے اگر گھوڑا بدل جاے سوار تو وہی رہے گا اور لڑکپن سے بڑھاپے تک قالب کے اجزا دوسری غذا کے اجزا سے خود بدلتے رہتے ہین اور روح انسانی وہی رہی جو ابتدا خلقت مین تھی جن لوگون نے یہ شبہ ڈالنا چاہی ہے کہ دوبارہ زندہ کرکے پہلا ہی قالب ملے گا اسمین اعتراضات ہوئے اور انہون نے اون اعتراضون کے ضعیف جواب دیے حالانکہ اس تکلف سے وہ مستغنی تھے اون سے لوگون نے اعتراضات کیے اور کہا کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو کھاجاے اور دونون کے اجزا ایک ہوجائین تو وہ اجزا جنکے

کسے دیے جائین گے اور اگر کسی کے بدن سے ایک عضو کاٹ ڈالین اور کاٹ ڈالنے کے بعد وہ شخص عبادت کرے جب اوسکو عبادت کا ثواب ملیگا تو وہ کٹا ہوا عضو بھی اوسکے بدن مین ہوگا یا نہین اگر نہوگا تو بے ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کے وہ شخص بہشت مین ہوگا اور اگر وہ عضو جو زندگی مین کٹ گیا تھا اوسکے بدن مین ہوگا تو ثواب مین اور اعضا کا کیونکر شریک ہوگا نیک کام کرنے مین تو شریک تھا ہی نہین لوگ ایسے اعتراضات واہیات بہت کرتے ہین اور طرف ثانی تکلف کے جوابات دیتے ہین اے عزیز جب تونے دوبارہ زندہ ہونے کی حقیقت جان لی کہ پہلے قالب کی کچھ حاجت نہین تو ایسے سوال وجواب کی بھی کچھ ضرورت نہین اور یہ اعتراض اسی سے پیدا ہوئے تھے کہ وہ لوگ یہ سمجھے تھے کہ تیری ہستی اور حقیقت تیرا یہی قالب ہے جو وہ قالب بعینہ نہوگا تو جو پہلے تھا وہ تو بھی نہوگا اس سبب سے لوگ اشکال مین پڑگئے اور انکی اس بات کی جڑ مضبوط نہین ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ فضلا اور متکلمین کا یہ مذہب مشہور ہے کہ آدمی کی جان موت سے معدوم ہوجاتی ہے پھر اوسکو پیدا کرتے ہین اور یہ جو اوپر بیان ہوا اس مذہب کے خلاف ہے تو اسکا جواب جان لے کہ جو کوئی اوروں کی بات پر چلے وہ اندھا ہے اور جو کوئی جان انسانی کی فنا کا قائل ہے وہ نہ متقلد ہے نہ مستبصر اگر اہل بصیرت ہوتا تو جانتا کہ مرگ قالب آدمی کی حقیقت کو نابود نہین کرتی اور اگر اہل تقلید ہوتا تو قرآن اور حدیث سے جانتا کہ آدمی کی روح مرنیکے بعد اپنے مقام پر برقرار رہتی ہے مرنیکے بعد ارواح کے دو قسم ہوتے ہین ایک شقیون کی روح ایک سعیدون کی روح سعیدون کی روح کے بیان مین قرآن شریف یون ناطق ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تم یہ نہ سمجھو کہ جو لوگ میری راہ مین مارے گئے وہ مردہ ہین بلکہ وہ لوگ زندہ ہین اور سرکار پروردگار سے اونکو سرفرازی کے خلعت جو ملے ہین اوسکے سبب سے خوش رہتے ہین اور ہمیشہ اوس سرکار ابد قرار سے روزی حاصل کرتے ہین اور احد کے کفار اشقیا کو جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے قتل کیا اور مارا تو انہین نام لیکر پکارا اور فرمایا کہ اے فلان فلان اپنے دشمنون کے عذاب کے بارہ مین جو خدا نے مجھسے وعدہ فرمایا تھا مین نے تو وہ سچ پایا اور وہ عذاب کے وعدے جو تمسے خدا نے کیے تھے بھلا تمنے بھی وہ سچ پائے آنحضرت سے لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ یہ کافر تو مردہ ہین آپ انسے کیون کلام فرماتے ہین آپنے ارشاد کیا کہ اوسی خدا کی قسم جسکے قبضۂ قدرت مین محمد کی جان ہے یہ لوگ میری اس بات کو تمسے زیادہ سنتے ہین مگر جواب سے عاجز ہین اور جو کوئی قرآن مین اور اون حدیثون مین غور کریگا جو مردون کے حق مین وارد ہین اور جنمین یہ مضمون ہے کہ مردے اہل ماتم اور اہل مزار سے بلکہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے سب سے آگاہ ہین تو خواہ نخواہ جانیگا اور یقین مانیگا کہ مردونکا بالکل نیست ہوجانا شرع مین کہین نہین آیا ہے بلکہ یہ آیا ہے کہ صفت بدل جاتی گھر بدل جاتا ہے اور قبر اور دوزخ کے غارون مین سے ایک غار ہے یا جنت کے باغون مین سے ایک گلزار ہے پس یقین جان کہ مرنے سے تیری ذات اور خاص صفات کچھ زائل نہونگی لیکن تیرے حواس اور حرکات اور خیالات جو دماغ اور اعضا کے واسطے سے ہین زائل ہوجائین گے اور تو جیسا یہان سے گیا ہے وہان مجرد اور تنہا رہیگا اے عزیز اس بات کو جان لے کہ گھوڑا اگر مرجاے تو سوار اگر جولاہا ہے تو عالم نہوجائیگا اور اگر اندھا ہے تو بینا نہوجائیگا لیکن پیادہ البتہ ہوجائیگا تو قالب مرکب ہے جیسے گھوڑا اور تو سوار ہے اسی سبب سے یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ آپ سے اور محسوسات سے خود غائب ہوجاتے اور اپنے مین آتے ہین

اور خدا کی یاد مین ڈوبتے ہین یعنی مراقبہ کرتے ہین جیسا راہ تصوف کا آغاز ہے تو قیامت کا حال اونکو نظر آتا ہے اسواسطیکہ اونکی روح حیوانی اگرچہ اعتدال سے پھر نہین جاتی لیکن سست ہوجاتی ہے اس سبب سے خوف خدا اور اندیشہ عقبے جب اونمین پیدا ہوجاتا ہے تو روح حیوانی اونکی ذات کو اپنی طرف کچھ بھی مشغول نہین رکھتی تو اون لوگونکا حال مردہ کے حال سے قریب ہوجاتا ہے اور لوگون کو مرنے کے بعد جو کچھ معلوم ہوتا ہے اونکو یہین کھلجاتا ہے اور جب پھر آپ مین آتے ہین اور عالم محسوسات مین پڑجاتے ہین تو بہتون کو اوسمین سے کچھ بھی نہین یاد رہتا لیکن اوسکا کچھ اثر باقی رہ جاتا ہے اگر بہشت کی حقیقت اوسے دکھائی ہے تو اوسکی خوشی اور راحت اوسکے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر دوزخ کی حقیقت اوسکے سامنے پیش کی ہے تو اوسکی اداسی اور خستگی اوسکے ساتھ باقی رہتی ہے اور اگر اوسمین سے کچھ اوسے یاد رہا ہو تو اوسکی خبر دیتا ہے اور اگر خزانۂ خیال نے اوسے کسی مثال کے ساتھ تعبیر کرلیا ہے تو ہوسکتا ہے کہ وہ مثال اوسے خوب یاد رہے اور وہ اوسکی خبر دے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مین ہاتھ پھیلایا اور فرمایا کہ جنت کا خوشہ انگور جیسے دکھایا گیا مین نے چاہا تھا کہ اوسکو اس جہان مین لاؤن اے عزیز یہ گمان نہ کر کہ خوشۂ انگور جس حقیقت کی مثال تھا اوسے اس جہان مین لاسکتے بلکہ یہ محال تھا اسواسطے کہ اگر ممکن ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اوسے اس جہان مین لے آتے اور اس امر کے محال ہونیکا سمجھنا مشکل ہے اور اس اشکال کے تلاش کرنے کی تجھے کچھ حاجت نہین ہے اور علما کے مدارج کا فرق ایسا ہے کہ کسیکو بالکل یہی سوجھ ہوتا ہے کہ بہشت کا خوشۂ انگور کیا ہے اور کیسا تھا کہ آنحضرتؐ نے دیکھا اور دون نے نہ دیکھا اور کسیکو اس امر سے یہی کہنا نصیب ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے ہاتھ ہلایا تو الفعل القلیل لا یبطل الصلوۃ یعنی تھوڑا کام نماز کو فاسد نہین کرتا اس امر کی تفصیل مین وہ خوب غور کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ پہلون اور پچھلون کا علم یہی علم ظاہری ہے اور جس نے یہ جانا اور اسی علم پر قناعت کی اور اوس دوسرے علم کے ساتھ یعنی علم تصوف کے ساتھ نہ مشغول ہوا وہ خود بیکار ہے اور اوسے علم شرع سے انکار ہے اور اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ تو یہ گمان نہ کر کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بہشت کا حال حضرت جبرئیل علیہ السلام سے اوسطرح سنکر تقلیداً خبر دیتے تھے جسطرح حضرت جبرئیلؑ سے سنکے تو معنی جانتا ہے کہ اس کام کو بھی اور کامون کے مانند سمجھا ہے لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کو ملاحظہ فرمایا اور جنت کی حقیقت اس جہان مین کوئی نہین دیکھ سکتا بلکہ آنحضرتؐ اوس عالم کو تشریف لے گئے اور اس جہان سے غائب ہوگئے یہ غائب ہونا بھی آپ کی معراج کا ایک قسم تھا غائب ہوجانا دو طرح سے ہوتا ہے ایک روح حیوانی کے مرنے سے دوسرے اوسکے بیطاقت ہوجانے سے اور اس جہان مین کوئی شخص جنت کو نہین دیکھ سکتا جسطرح ساتون آسمان اور ساتون زمین پستے کے چھلکے مین نہین سما سکتے اوسیطرح جنت کا ایک ذرہ اس جہان مین نہین سما سکتا بلکہ قوت سامعہ اس امر سے کہ جیسے آنکھ مین آسمان اور زمین کی صورت پیدا ہوتی ہے ویسے ہی اوسمین بھی پیدا ہو معزول ہے اوسیطرح اس جہان کے تمام حواس بہشت کے تمام ذرون سے معزول ہین اور اس جہان کے حواس خود اور ہین مفصل اب عذاب قبر پہچاننے کا وقت ہے اے عزیز جان تو کہ عذاب قبر کی یہی دو قسم ہین ایک روحانی ایک جسمانی جسمانی سب لوگ خود جانتے ہین لیکن روحانی کوئی نہین جانتا مگر وہ شخص جسنے اپنے تئین پہچانا ہو اور اپنی روح کی حقیقت کو جانا ہو کہ وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور اپنے قوام مین قالب سے بے پروا ہے تو موت سے وہ باقی رہتی ہے موت اوسکو نیست و نابود نہ کرے گی

لیکن ہاتھہ پاؤن آنکھہ کان اور سب حواس اوس سے پھیرلین گے اور جب حواس اوس سے لیلیے جورو لڑکے مال کھیتی لونڈی غلام گھوڑے بیل گھر بار عزیز قریب بلکہ زمین آسمان اور جو چیزین ان حواس سے دریافت ہوسکتی ہین وہ سب اوس سے پھیرلین گے اگر یہ چیزین اوسکی محبوب اور معشوق تھین اور اوس نے اپنے تئین بالکل ان چیزون کے حوالہ کردیا تھا تو بعد موت خواہ نخواہ ان چیزون کی جدائی کے رنج مین رہے گا اور اگر سب سے فارغ البال تھا اور یہان کسی کو معشوق اور محبوب نہین رکھتا تھا بلکہ موت کا آرزومند رہتا تھا تو راحت اور آرام مین رہیگا اور اگر خدا کی دوستی اوس نے حاصل کی تھی اور اللہ کی یاد کے ساتہ محبت اور اُنس کا درجہ پایا تھا اور اپنے تئین بالکل اوسی کو دیدیا تھا اور اسباب دنیا سے منغص اور بیزار رہتا تھا تو جب موا اپنے معشوق کے پاس پہونچا مزاحمت کرنیوالا اور تشویش مین رکھنے والا یعنی اسباب دنیا درمیان سے جاتا رہا اور یہ اپنی سعادت کو پہونچا الغرض اب غور کرکہ جو کوئی اپنے تئین یہ جانے کہ بعد موت مین باقی رہونگا اور میری مرغوب اور محبوب چیزین دنیا مین رہین گی تو خواہ نخواہ اوسکو یہین آجانیگا کہ جب مین دنیا سے جاؤنگا تو اپنی محبوب و مرغوب اشیا کی جدائی سے رنج و عذاب اوٹھاؤنگا جیسا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ جب کوئی یہ جان لے کہ میرا محبوب حقتعالی ہے اور اپنے توشہ کے قدر لیکر باقی دنیا و مافیہا سے دشمنی رکھے تو ضرور بالضرور اوسے یہ ثوق ہوجائیگا کہ مین جب دنیا سے جاؤنگا تو رنج سے نجات پاؤنگا راحت اوٹھاؤنگا جو کوئی اس بات کو سمجہ لیگا اوسے عذاب قبر مین ہرگز کچہ شک شبہہ نہ رہیگا و یقین کرلیگا کہ عذاب قبر حق ہے اور یہ بیشمار گارون کے واسطے نہین دنیادارون کے لیے ہے اور اون لوگونکے واسطے ہے جنہون نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کردیا ہے اور یہ بھی معلوم ہوجائے گا کہ یہ حدیث ان ہی معنون مین ہے اَلدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ **فصل** الغرض عذاب قبر کی اصل کو تونے پہچانا کہ دنیا کی دوستی اوسکا سبب ہے اب یہ جان کہ اس عذاب مین فرق ہے کسی پر بہت ہوتا ہے کسی پر کم بقدر دنیا کی محبت ہے اور بقدر اوسپر عذاب اور مصیبت ہے تو جو شخص دنیا مین کل کائنات ایک ہی چیز رکھتا ہے اور اوسکو دل سے عزیز رکھتا ہے تو اوسپر اوس شخص کے برابر عذاب نہوگا جو مین اسباب لونڈی غلام ہاتھی گھوڑے جاہ و حشمت اور اسطرح کی نعمت رکھتا ہے اور سبھون کے ساتہ دل سے محبت رکھتا ہے بلکہ اگر اس جہان مین لوگ کسی سے کہین کہ تیرا ایک گھوڑا چوریگئے تو اوسے رنج والم ہوگا اور اگر کہین کہ تیرے دس گھوڑے لیگئے تو پہلے کی بہ نسبت اوسکو زیادہ غم ہوگا اگر اوسکا نصف مال لوگ چھین لین تو اوسے ملال ہوگا اگر سب مال لیلین تو رنج بدرجۂ کمال ہوگا اور ان باتون کا رنج والم اس مصیبت کے غم سے بہت کم ہے کہ مال کے ساتہ جورو لڑکون کو بھی لوگ لوٹ لیجائین اور سلطنت سے بھی معزول کردین اور مال اور اہل و عیال اور جو کچہ دنیا مین ہے وہ سب غارت کرڈالین اور اوس شخص کو بے یار و مددگار تنہا چار چھوڑ دین اور یہی زندگی کا انجام ہے موت اسیکا نام ہے تو ہر شخص کو اوتنی ہی راحت یا اذیت ہوگی جتنی اوسے دنیا کے ساتہ عداوت یا محبت ہوگی اور جسکے ساتہ اسباب دنیا نے بہمہ وجوہ موافقت کی اور اوسنے بالکل اپنے تئین دنیا کے نذر کردیا اسقدر اوسکے ساتہ محبت کی جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف مین آیا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ اوسپر بڑا عذاب ہوگا اور اوس عذاب کو یون تعبیر کیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے استفسار فرمایا کہ تم جانتے ہو یہ آیہ کن معنون مین نازل ہوئی ہے

مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا صحابہ نے عرض کیا کہ اسکا مطلب خدا اور خدا کا رسول خوب جانتا ہے آپنے فرمایا کہ قبر مین کافر پر عذاب یون ہی ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اوسپر مسلط اور مقرر ہوتے ہین یعنی ننانوے سانپ ہر ہر سانپ کے نو نو سر ہوتے ہین وہ اوس کافر کو قیامت تک کاٹتے چاٹتے ہین اور اوسپر پھنکارین مارتے ہین جو لوگ اہل نظر ہین اونہون نے ان سانپون کو دل کی آنکھ سے دیکھا ہے اور احمق لوگ جو بے نگاہ ہین وہ کہتے ہین کہ ہم کافرون کی قبرون مین نگاہ کرتے ہین کچھ بھی نہین دیکھتے اگر سانپ ہوتے تو ہماری آنکھ بھلی چنگی ہے ہم بھی دیکھتے ان احمقونکو چاہیے کہ اس بات کو جان لین کہ یہ اژدہے مردون کی روح مین ہین اوسکے باہر نہین ہین کہ اور کوئی دیکھے بلکہ یہ اژدہے اوسکی موت کے پہلے سے اوسکے اندر تھے اور وہ بیخبر تھا ان احمقونکو جاننا چاہیے کہ یہ اژدہے اوس کافر کی صفات سے بنے ہین اور اونکے سرون کی تعداد اوسکے بداخلاق کی شاخون کی تعداد کے برابر ہے دنیا کی دوستی اس اژدہے کا اصل خمیر ہے اس اژدہے کے سر اوتنے ہی پیدا ہوتے ہین جتنے اخلاق بد دنیا کی دوستی سے اوس کافر مین پیدا ہوئے مثلاً حسد کینہ ریا تکبر حرص مکر فریب دنیا جاہ وحشمت کے ساتھ محبت رکھنا ان اژدہون کی اصل اور انکے سرون کی کثرت نور بصیرت سے آدمی پہچان سکتا ہے اور اونکی تعداد نور نبوت سے جان سکتا ہے کہ جتنے بداخلاق ہین اوتنے ہی اژدہے ہین اور ہمکو نہین معلوم کہ اخلاق بد کتنے ہین تو یہ اژدہے کافر کی جان مین پوشیدہ رہتے ہین اسکا سبب یہ نہین ہے کہ وہ کافر خدا رسول سے ناواقف ہے بلکہ یہ باعث ہے کہ اوس کافر نے اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کر دیا جیسا حق سبحانہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ اور فرمایا ہے اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيٰوتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا اگر ایسا ہوتا کہ یہ اژدہے کافر کی جان کے باہر ہوتے جیسا لوگ سمجھتے ہین تو کافر پر بہت ہی آسانی ہو جاتی کیونکہ آخر کبھی تو یہ اژدہے دم بھر اوس سے باز رہتے جبکہ اوسکی جان کے اندر رہتے ہین تو اوسکے عین صفات ہین تو کافر اونسے کیونکر بھلا بھاگ بچے جیسے کسی نے لونڈی بچی پھر اوسپر عاشق ہوا تو یہ اژدہا جو اوسے کاٹتا ہے اوسکا عشق ہے جو لونڈی کے ساتھ تھا اور اوسکے دل مین پوشیدہ تھا جسوقت تک وہ اژدہا اوسے کاٹنے پر آمادہ نہین ہوا اوسوقت تک اوس عاشق کو اوسکی کچھ خبر بھی نہ تھی اسیطرح یہ ننانوے اژدہے اوس کافر کی جان مین موت کے پہلے سے پوشیدہ تھے اور اوس کافر کو اوسکی کچھ خبر بھی نتھی یہانتک کہ اوس نے اب اوس کافر کو کاٹنا شروع کیا وہ جبتک اپنی معشوقہ کے ساتھ تھا تب تک یہ عشق جسطرح اوسکی راحت کا سبب تھا اوسیطرح فراق مین رنج ومصیبت کا باعث ہے اگر عشق نہوتا اور محبت نہوتی تو فراق مین عذاب نہوتا اور مصیبت نہوتی اسیطرح دنیا کی الفت اور کمال محبت جو زندگی مین موجب راحت ہے وہی بعد موت باعث عذاب ومصیبت ہے عشق دولت اژدہے کے مانند ہے اور عشق مال سانپ کے مثل گھر بار کا عشق گویا بچھو ہے اور علی ہذا القیاس وہ لونڈی کا عاشق جسطرح فراق معشوقہ مین چاہتا ہے کہ اپنے تئین دریا مین ڈبو دے یا آگ مین جلا دے یا یہ چاہتا ہے کہ مجھے بچھو ڈنک مارے کہ مین مرجاؤن اور درد فراق سے نجات پاؤن اسیطرح جس کسی پر عذاب قبر ہوتا ہے وہ یہی چاہتا ہے کہ کاش اندرونی اژدہون کی عوض وہ سانپ بچھو ہوتے جنھین دنیا مین لوگ جانتے ہین کہ وہ باہر سے بدن مین زخم کرتے ہین اور یہ اژدہے اندر سے جان مین زخم ڈالتے ہین اور ان اژدہون کو ظاہری آنکھ سے کوئی نہین دیکھ سکتا تو حقیقت مین ہر شخص

اپنے عذاب کا سبب یہان سے اپنے ساتھ ہی لیجاتا ہے اور وہ سبب عذاب اوسکے درون مین ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنَّمَا ھِیَ اَعْمَالُکُمْ تُرَدُّ عَلَیْکُمْ یعنی وہ عذاب اوسکے درون مین ہے کہ تمہارے ملک تمہارے سامنے رکھین گے اور اسیواسطے حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ ثُمَّ لَتَرَوُنَّھَا عَیْنَ الْیَقِیْنِ اگر تمہین علم الیقین ہوتا تو تم دوزخ کو دیکھ لیتے اور اسیواسطے فرمایا ہے اِنَّ جَھَنَّمَ لَمُحِیْطَۃٌ بِالْکَافِرِیْنَ یعنی دوزخ کافرونکو محیط ہے اور اونکے ساتھ ہی یون نہ ارشاد ہوا کہ دوزخ کافرون کو محیط ہوگی **فصل** ایغزیز شاید تو یہ کہے کہ ظاہر شرع سے معلوم ہوتا ہے کہ ان اژدہونکو ظاہری آنکھون سے دیکھتے ہین اور جو اژدہے کہ جان مین ہوتے ہین دکھائی نہین دیتے ہین اسکا جواب جان لے کہ اون اژدہون کا دیکھنا ممکن ہے لیکن مردہ ہی دیکھتا ہے جو لوگ اس عالم مین ہین وہ نہین دیکھ سکتے اسواسطے کہ اوس عالم کی چیز کو اس عالم کی آنکھ سے کوئی نہین دیکھ سکتا اور یہ اژدہا مردہ کو ایسا متشکل دکھائی دیتا ہے کہ گویا اوس نے اس عالم مین دیکھا تھا لیکن تو نہین دیکھ سکتا جسطرح سوتا آدمی اکثر دیکھتا ہے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے اور جو شخص اوسکے پاس بیٹھا ہے وہ نہین دیکھتا اور وہ سانپ اوس شخص کے پاس موجود ہے جو سوتا ہے اور اوس سانپ کے سبب سے اوس شخص کو رنج و عذاب ہوتا ہے اور بیدار کے واسطے وہ سانپ معدوم ہے اور بیدار کے نہ دیکھنے سے اوسکے رنج و عذاب مین کچھ کمی نہین ہوجاتی جو کوئی خواب دیکھے کہ مجھے سانپ کاٹتا ہے تو یہ دشمن کا زخم ہے کہ اوس خواب دیکھنے والے پر فتحیاب ہوگا اور خواب مین سانپ کے کاٹنے کا رنج روحانی ہوتا ہے کہ دل ہی پر گذرتا ہے اوسکی مثال اس عالم مین اگر چاہین تو ایک سانپ ہے ایسا ہوتا ہے کہ جب دشمن اوس خواب دیکھنے والے پر فتح پائے تو وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنے خواب کی تعبیر پائی کاش مجھے سانپ کاٹتا اور یہ دشمن مجھپر فتحیاب نہوتا اسواسطیکہ یہ رنج جو دل مین ہے اوس رنج سے بہت بڑا ہے جو سانپ کے کاٹنے سے اوسکے بدن پر ہوتا ایغزیز اگر تو یہ کہے کہ وہ سانپ تو معدوم ہے خواب دیکھنے والے پر جو یہ حال گذرتا ہے فقط خیال ہے تو جان لے کہ یہ تیرا کہنا بڑی غلطی ہے بلکہ وہ سانپ موجود ہے کہ موجود چیز پائی جاتی ہے اور معدوم نہین پائی جاتی جسے تو نے خواب مین پایا اور دیکھا وہ تیرے حق مین موجود ہے اگرچہ اور خلق اوسے نہ دیکھ سکے اور جسے تو نہ دیکھے وہ تیرے حق مین نایاب اور معدوم ہے گو تمام خلق اوسے دیکھا کرے اور جبکہ عذاب اور سبب عذاب دونون مردہ اور سوتے کے پائے ہوئے ہین تو اورونکے نہ دیکھ سکنے سے اونمین کیا نقصان ہوتا ہے لیکن یہ ہوتا ہے کہ سوتا جلدی جاگ پڑتا ہے اور رنج و عذاب سے چھوٹ جاتا ہے لوگ کہتے ہین کہ اوسے خیال تھا اور مردہ رنج و عذاب مین مبتلا رہتا ہے اسواسطیکہ موت کی کچھ انتہا نہین تو رنج مردہ کے ساتھ ہے اور اس عالم کی محسوسات کیطرح اوسے ثبات ہے اور شریعت مین یہ نہین ہے کہ جو سانپ بچھو اژدہے قبر مین ہوتے ہین عوام الناس اوسے ظاہری آنکھ سے دنیا مین دیکھ سکتے ہین لیکن اگر کوئی اس عالم سے دور ہوجائے یعنی سوجائے اور اوس مردہ کا حال اوسپر ظاہر کرین تو مردہ کو سانپ بچھو مین دیکھے گا اور انبیا اولیا جاگتے مین بھی دیکھتے ہین اسواسطیکہ اورونکو جو کچھ خواب مین معلوم ہوتا ہے اونہین بیداری مین نظر آتا ہے اسواسطیکہ عالم محسوسات یعنی دنیا اوس جہان کے معاملات دیکھنے مین ان لوگون کے واسطے آڑ نہین ہے تو یہ طول کلام اس سبب سے ہوتا ہے کہ کچھ احمق قبرون مین دیکھتے ہین اور اونھین ظاہری آنکھ سے کچھ نظر نہین آتا پس عذاب قبر سے انکار کرتے ہین اور اسکا سبب یہ ہے

کرا وسمین اوس عالم کے معاملات کی راہ نہین معلوم **فصل** العزیز شاید تو یہ کہے کہ اگر عذاب قبر اس جہت سے ہوتا ہے کہ دلکو اس عالم سے تعلق رہتا ہے تو اس سے کوئی خالی نہین ہے کہ جاہ و مال اور اہل و عیال کو دوست نرکھتا ہو تو سبھون پر عذاب قبر ہوگا اور کوئی اس سے نہ چھوٹے گا اسکا جواب یہ ہے کہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ لوگ بہت ایسے ہین کہ دنیا سے آسودہ ہوگئے ہین اور اونہین دنیا مین خوشی اور آسایش کا کوئی محل نہین باقی رہا وہ موت کے آرزومند رہتے ہین اور بہت مسلمان جو فقیر ہوتے ہین وہ ایسے ہوتے ہین لیکن وہ لوگ جو مالدار ہوتے ہین اونکے بھی دو قسم ہین ایک وہ لوگ ہین جو اسباب دنیا کو دوست رکھتے ہین مگر ساتہ اسکے خدا کو بھی دوست رکھتے ہین تو اگر ایسا ہو کہ خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتے ہین تو ان لوگون پر بھی عذاب قبر نہوگا اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کا کسی شہر مین ایک مکان ہو اور وہ اوس مکان کو بہت دوست رکھتا ہو لیکن ریاست اور سلطنت اور محل اور باغ کو اوس مکان سے زیادہ دوست رکھتا ہو تو جب اوس شہر کی ریاست کا اوسے حکم سلطانی پہونچے تو وطن سے نکلنے مین اوسے کچہ رنج نہوگا اسواسطے کہ گہر اور شہر کی دوستی محبت ریاست کے سامنے جو بہت غالب ہے ناچیز اور نایایدار ہو جاتی ہے اور اوسکا کچہ اثر باقی نہین رہتا تو انبیا اور اولیا اور متقی مسلمانون کے دلکو اگرچہ فرزند و زن و شہر و وطن کی طرف کچہ التفات ہو جیسے اونکی محبت اور اونکس کی لذت پیدا ہوتی ہے تو اوسکے سامنے ناچیز ہو جاتی ہین اور یہ لذت [illegible] پیدا ہوتی ہے تو یہ لوگ عذاب قبر سے بیخوف ہین لیکن جو لوگ دنیا کی خواہشون کو بہت دوست رکھتے ہین وہ اس عذاب سے نہ چھوٹین گے اور یہ لوگ بہت ہین اور اسواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا یہ لوگ مدت تک عذاب مین رہین گے پھر جب انھین دنیا سے گئے ہوئے زمانہ دراز گذر جائیگا اور دنیا کی لذت بھول جائینگے تو خدا کی اصل دوستی جو انکے دل مین پوشیدہ تھی پھر ظاہر ہو جائیگی ان لوگون کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو ایک گھر کو دوسرے گھر کی بہ نسبت یا ایک شہر کو دوسرے شہر کی بہ نسبت یا ایک عورت کو دوسری عورت کی بہ نسبت بہت دوست رکھتا ہو لیکن دوسرے گھر یا شہر یا عورت کو بھی کچہ دوست رکھتا ہو جب اوسے اوس گھر یا شہر یا عورت سے جسے وہ بہت دوست رکھتا ہے جدا کرین اور اس دوسرے کے پاس جسے کچہ دوست رکھتا ہے پہونچائین تو وہ اوس محبوب ترکے فراق مین مدت تک رنجیدہ رہتا ہے جب اوسے بھولتا ہے اور دوسرے محبوب کے ساتہ خوگر ہو جاتا ہے تو اصل دوستی جو اوس دوسرے محبوب کے ساتہ اوسکے دل مین تھی پھر پیدا ہو جاتی ہے لیکن جو لوگ حق تعالی کو اصلا دوست ہی نہین رکھتے وہ اس عذاب مین رہین گے اسواسطے کہ اونہین اوسی چیز کے ساتہ دوستی ہے جو اونسے پھیر لیگئی یعنی دنیا پھر اب کیونکر اوس عذاب سے نجات پائین کافر جو ہمیشہ عذاب مین رہین گے اوسکا سبب ایک یہ بھی ہے جو ابھی بیان ہوا العزیز اس بات کو جان کہ جو کوئی یہ دعوی کرتا ہے کہ مین خدا ہی کو دوست رکھتا ہون یا خدا کو دنیا سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور تمام جہان کا یہی مذہب زبانی ہے ایک امر اس بات کی آزمایش کیواسطے کسوٹی ہے وہ امر یہ ہے کہ جب کسیکا نفس اور خواہش کوئی حکم کرے اور حکم خدا اوسکے خلاف ہو اگر وہ اپنے دلکو حکم خدا کی طرف زیادہ مائل دیکھے تو حق تعالے کو زیادہ دوست رکھتا ہے جسطرح کوئی شخص دو آدمیون کو دوست رکھتا ہو ایک کو بہت اور ایک کو کم جب اون دونون مین نزاع واقع ہوتی ہے تو اپنے تئین اوسکی طرف جسے بہت پیار کرتا ہے مائل پاتا ہے اسی سے پہچانتا ہے کہ جسکی طرف مائل ہوا اوسے بہت دوست رکھتا ہون جب ایسا نہو تو زبان سے یہ کہنا کہ مین اوسے بہت

دوست

دوست رکھتا ہون کچھ فائدہ نہین کرتا کہ یہ کہنا فی الحقیقت جھوٹ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا الہ الا اللہ کہنے والے اگر دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار نہ کرین تو اپنے تئین عذاب خدا سے بچاتے ہین اور اگر ایسا کیا یعنی دنیا کے معاملات کو دین کے معاملات پر اختیار کر لیا تو حقتعالی انسے ارشاد فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ لا الہ الا اللہ ایسے معاملہ کے ساتھ کہنا جھوٹ ہے تو العزیز ان سب باتون سے جو تجھے معلوم ہوئین تو نے سمجھا کہ صاحب نظر مشاہدۂ باطنی سے دیکھتے ہین کہ کون شخص عذاب قبر سے چھوٹے گا اور جانتے ہین کہ بہت خلقت نہ چھوٹے گی لیکن جسطرح تعلق دنیا مین بہت تفاوت ہے کسیکو کم ہوتا ہے کسیکو زیادہ اسیطرح عذاب کی مدت اور شدت مین بھی بہت تفاوت ہے **فصل** العزیز شاید تو یہ کہے کہ بعضے احمق کہتے ہین کہ اگر یہی عذاب قبر ہے تو ہم اس سے بیخوف و خطر ہین کہ ہمین دنیا سے کچھ علاقہ نہین دنیا کا ہونا نہونا ہمارے نزدیک برابر ہے تو ان احمقون کا یہ دعوی محال ہے جبتک اپنے تئین نہین آزماتے ہین ناوان ہین اگر وہ شخص ایسا ہے کہ جو کچھ اوسکے پاس ہے وہ سب چور لیجاے اور جو مقبولیت اور عزت اوسے حاصل ہے وہ اوسکے کسی ہمسر کو ملجاے اور اوسکے جو مرید ہین وہ پھر جائین اور اوسکی مذمت کرنے لگین اور بانیمہ اوسکے دل مین کچھ اثر اور رنج نہو اور وہ شخص ایسا رہے کہ گویا اور کسیکا مال چوری گیا اور کسی دوسرے کی عزت اور مقبولیت زائل ہوگئی اوسکا کچھ نقصان ہی نہین ہوا تو اوسکا یہ دعوی سچا ہے کہ مین اس صفت کا آدمی ہون کہ دنیا کا ہونا نہونا میرے نزدیک برابر ہے جبتک اوسکا مال چور نہ چرائین اور اوسکے مرید پھر نہ جائین تب تک وہ معذور اور نادان ہے اوسے چاہیے کہ اپنا مال جدا کرے اور اپنی مقبولیت اور عزت سے بھاگتا رہے اور اپنا امتحان کرے پھر اوس صفت پر اعتماد کرے اسواسطے کہ بہت لوگ جانتے ہین کہ ہمین جورو اور لونڈی سے کچھ علاقہ نہین ہے جب جورو کو طلاق دیتے ہین یا لونڈی کو بیچ ڈالتے ہین تو آتش عشق جو اونکے دل مین دبی تھی بھڑک اوٹھتی ہے اور وہ دیوانے ہوجاتے ہین تو جو شخص چاہے کہ عذاب قبر سے آزاد رہے اوسے چاہیے کہ دنیا کی کسی چیز سے علاقہ نہ رکھے مگر بقدر ضرورت جسطرح پاخانہ کی حاجت ہوتی ہے اور آدمیکو وہان بیٹھنا اچھا نہین معلوم ہوتا چاہتا ہے کہ وہان سے جلدی نکلے تو چاہیے کہ جسطرح آدمی بلا رغبت فقط پیٹ خالی کرنیکی حاجت سے پاخانے جاتا ہے اوسیطرح کھانیکا لالچ فقط پیٹ بھرنیکی نیت سے کیا کرے کہ یہ دونون امر بضرورت ہین علی ہذا القیاس سب دنیوی کام اور اگر اس تعلق دنیا سے آدمی اپنا دل نہ خالی کر سکے تو چاہیے کہ عبادت اور ذکر الہی کے ساتھ انس و محبت کرے اور اوسکی مواظبت اور مداومت کرے اور اپنے دل پر خدا کی یاد کو ایسا غالب کرے کہ اوسکی دوستی محبت دنیا پر غالب ہوجاے اور اس امر اپنی ذات سے اسطرح دلیل طلب کیا کرے کہ ہر امر مین شرع کی متابعت کرے اور حکم نفس پر حکم حق کو مقدم رکھے اگر اس امر مین نفس اوسکی اطاعت کرے تو البتہ بھروسا رکھے کہ مین عذاب قبر سے بچونگا اور اگر نفس نافرمانی کرے تو اپنے بدن کو عذاب قبر کے سپرد کرے مگر یہ کہ ارحم الراحمین کی رحمت اگر شامل ہو تو البتہ نجات حاصل ہو **فصل** اب ہم دوزخ روحانی کے معنی بیان کرتے ہین اور روحانی سے ہمارا یہ مقصود ہے کہ وہ دوزخ روح کے واسطے خاص ہے بدن کو اوس سے کچھ واسطہ نہین نَارُ اللّٰهِ الْمُوقَدَةُ الَّتِي تَطَّلِعُ عَلَى الْأَفْئِدَةِ یہی دوزخ روحانی ہے کہ یہ آگ دلون پر گھیرے ہوئے ہے اور جو آگ بدن مین لگتی ہے اوسے دوزخ جسمانی کہتے ہین العزیز جان تو کہ دوزخ روحانی مین تین قسم کی آگ ہوتی ہے ایک دنیا کی خواہشون سے جدائی کی آگ دوسری رسوائیون سے

شرمندگی کی آگ تیسری حضرت ذوالجلال کے جمال لازوال سے محروم رہنے اور ناامید ہوجانیکی آگ ان تینون آگون کو جان دل سے کام ہے بدن سے کچھ مطلب نہین اور ان تینون آگون کے اسباب حواس جہان سے آدمی اپنے ساتھ لیجاتے ہین اونکا بیان کرنا ضرور ہے اس جہان سے ایک مثال مانگے لیکر اونمین اونکے معنی ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی معلوم ہوجائین پہلا قسم دنیا کی خواہشون کے فراق کی آگ اسکا سبب عذاب قبر کے بیان مین کہا گیا ہے کہ جبتک آدمی اپنے معشوق کے ساتھ ہے تب تک عشق اور رغبت دلکی بہشت ہے اور جب اپنے معشوق سے جدا ہوا تو دوزخ ہے پس عاشق دنیا جبتک دنیا مین ہے بہشت مین ہے الدنیا جنۃ الکافر اور جب آخرت مین ہے دوزخ مین ہے اسواسطیکہ اوسکے معشوق کو اوس سے چھین لیا تو ایک ہی چیز مختلف دو حالتون مین سبب لذت بھی ہے اور باعث مصیبت بھی ہے دنیا مین اس آگ کی مثال ایسی ہے کہ مثلاً ایک بادشاہ ہو کہ تمام دنیا اوسکی اطاعت و حکم مین ہو اور ہمیشہ خوبصورت لونڈی غلام اور عورتون سے کامیاب رہتا ہو اور عمدہ باغ و بوستان اور عمارات عالیشان کی سیر کیا کرتا ہو ناگاہ کوئی دشمن آکر اوسے پکڑے جائے اور غلام بنائے اوسکی رعایا کے سامنے اوسے کتون کی خدمت کا حکم دے یعنی اوس سے ڈوری والون کا کام لے اور اوسکے سامنے اوسکی عورتون اور لونڈیون کو اپنے کام مین لائے اور غلامون سے کہے کہ تم بھی اپنے تصرف مین لاؤ اور اوسکے خزانہ مین جو چیزین بیش قیمت ہون وہ اوسکے دشمنون کو دیڈالے تو ایعزیز دیکھیہ تو اوس بادشاہ کو اس آفت ناگہانی اور مصیبت جانی سے کیا رنج ہوگا اور سلطنت زن و فرزند خزانہ لونڈی غلامون اور تمام نعمتون کے فراق کی آگ اوسکی جان مین لگی ہے اور اوسے ایسا جلا رہی ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کاش مجھے دفعتاً لوگ ہلاک کرڈالتے یا میرے بدن پر ایسا عذاب سخت کرتے کہ مین اس رنج سے چھوٹ جاتا یہ ایک آگ کی مثال ہے اور جسقدر نعمت زیادہ ہوگی اور سلطنت پاکیزہ اور زرریز ہوگی یہ آتش فراق اوسکی جان مین زیادہ مشتعل اور تیز ہوگی تو جس کسی کو دنیا مین متمع اور کامیابی زیادہ ہوتی ہے اور دنیا اوسکے ساتھ زیادہ موافقت کرتی ہے اوسکا عشق بھی اوتنا ہی سخت تر ہوتا ہے اور آتش فراق اوسکی جان مین اوتنی ہی زیادہ بھڑکتی ہے اس آگ کی مثال اس جہان مین محال ہے اسواسطے کہ اس جہان مین دلکو جو رنج ہوتا ہے وہ دل مین سب قائم نہین رہتا ہے اسیوجہ سے یہ ہوتا ہے کہ بیمار جب آنکھہ کان کسی چیز کے ساتھ مشغول کرتا ہے تو اوسکا رنج بہت کم ہوجاتا ہے اور جب بے شغل ہوجاتا ہے تو رنج بھی بڑہ جاتا ہے اور یہ بھی اسی سبب سے ہوتا ہے کہ مصیبت زدہ جب سواوٹھتا ہے رنج و مصیبت اوسکے دل پر بہت ہوتا ہے اسوجہ سے کہ اوسکی جان سوتے مین کدورت شغل و حواس سے صاف ہوجاتی ہے محسوسات سے مشغول ہونیکے پہلے جو چیز اوسے پہونچتی ہے بہت اثر کرتی ہے اگر آدمی جاگتے ہی آواز خوش سنتا ہے تو اوسکا اثر زیادہ ہوتا ہے اثر محسوسات سے دل کی صفائی اس زیادہ اثر ہونیکا باعث ہے اور اس جہان مین صفائی کامل نہین ہوتی آدمی جب مرتا ہے تو محسوسات کے اثر سے بالکل مجرد اور صاف ہوجاتا ہے اوسوقت اوسکے دل مین بڑی راحت یا اذیت قائم ہوتی ہے اور یہ خیال نکرنا کہ وہ آگ دنیا کی آگ کے مانند ہے بلکہ اس آگ کو شتر پانیسے دہوکر دنیا مین بھیجا ہے دوسرا قسم رسوائیون سے شرم و ندامت کی آگ ہوتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ بادشاہ کسی کمینہ کو عزت دے اور اپنی سلطنت کی نیابت دے اور اپنی حرم سرا مین جانے کی اجازت دے تاکہ کوئی اوسے

۵ فیلسوف کا ذکی پر

پردہ نہ کرے اور اپنے خزانے اوسکے سپرد کرے اور سب کاموں مین اوسی پر اعتماد رکھے پھر جب وزیر نعمتین اور راحتین پائے بادشاہ سے اپنے دل مین باغی اور سرکش ہوجائے اور خزانۂ بادشاہی مین اپنا تصرف کرے اور محلات اور حرم سلطانی کے ساتھ خیانت اور فساد کرے اور ظاہر مین اپنی امانت داری بادشاہ کو دیکھائے پھر ایکدن اتنا سے خیانت و فساد مین جو حرم سلطانی مین کرتا ہے بادشاہ کو دیکھے کہ کسی جھروکے سے دیکھتا ہے اور یہ سمجھے کہ ہر روز بادشاہ اسیطرح دیکھا کرتا ہے اور تامل اسواسطے کرتا ہے کہ میری خیانت بڑھتی تاکہ مجھکو دفعۃً عذاب مین مبتلا کرکے ہلاک کرڈالے اسیطرح تجویز کرکے اوسوقت اوس وزیر کے جان و دل مین اس سوائی کی ذلت سے کیا آگ لگی اور اوسکا بدن سلامت رہے گا اور اوسوقت وہ وزیر حقیر سراپا تقصیر چاہے گا کہ مین زمین مین سما جاؤن تاکہ اس فضیحت اور رسوائی کی آگ سے نجات پاؤن اسیطرح تو اس جہان مین عادت کے موافق ایسے کام کرتا ہے کہ اونکا ظاہر اچھا معلوم ہوتا ہے اور روح اور حقیقت اور باطن اون کاموں کا بُرا اور رسوا ہے جب قیامت مین اون کاموں کی حقیقت تجھے کھلیگی تیری رسوائی ظاہر ہوجائیگی یہانتک کہ ندامت کی آگ مین تو سوخت ہوگا مثلاً آج کسی کی غیبت کرتا ہے کل قیامت کے دن اپنے تئین ایسا دیکھے گا جیسے اس جہان مین کوئی اپنے بھائیکا گوشت کھاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بُھنا ہوا مرغ ہے جب دیکھتا ہے کہ اپنے موئے ہوئے بھائیکا گوشت کھاتا ہون تو العزیز دیکھہ تو وہ کیسا رسوا ہوتا ہے اور اوسکے دل مین کیا آگ لگتی ہے غیبت کی روح اور حقیقت یہ ہے اور یہ روح تجھسے پوشیدہ ہے فردائے قیامت کو ظاہر ہوگی اور اسیواسطے ہے کہ جو کوئی خواب مین دیکھے کہ مُردے کا گوشت کھاتا ہے تو اوسکی تعبیر یہ ہے کہ غیبت کرتا ہے العزیز اگر تو آج دیوار پر پتھر مارے اور کوئی تجکو خبر کرے کہ یہ پتھر تیرے گھر مین گرتے ہین اور تیرے لڑکون کی آنکھہ پھوڑتے ہین اور تو گھر مین جاکر دیکھے کہ تیرے فرزندان عزیز کی آنکھین تیرے پتھرون سے اندھی ہوگئی ہین تو تو ہی جانتا ہے جو آگ تیرے دل مین لگے گی اور کسقدر تو رسوا ہوگا اس جہان مین جو کوئی کسی مسلمان کا حسد کریگا قیامت کے دن اپنے تئین اسی صفت پر دیکھے گا حسد کی روح اور حقیقت یہی ہے کہ تو دوسرے کے نقصان کا قصد کرتا ہے اور اوسکا کچھہ نقصان نہین ہوتا تیری ہی طرف نقصان پھر پڑتا ہے اور تیرا دین ہلاک ہوتا ہے اور تیری عبادتین جو اوس جہان مین تیری آنکھہ کا نور ہونگی جسکا تو حسد کرتا ہے اوسکے اعمال نامہ مین فرشتے نقل کردیتے ہین کہ تو بے عبادت رہ جائے اور آج لڑکون کی آنکھین جتنا تیرے کام آتی ہین قیامت کے دن تیری عبادت اوس سے زیادہ تیرے کام آئیگی اسواسطیکہ عبادت تیری سعادت کا سبب ہے اور فرزند تیری سعادت کے باعث نہین ہین تو فردائے قیامت کو صورتین حقیقتون اور روحون کی تابع ہونگی اور آدمی جو چیز دیکھے گا اوس صورت پر دیکھے گا جسکے معنی اوسمین ہونگے فضیحت اور رسوائی وہان ہوگی اور اس سبب سے کہ نیند اوس عالم سے نزدیک ہے خواب مین کام اوسی صورت پر دیکھائی دیتے ہین جو معنون کے موافق ہوتی ہے چنانچہ ایک شخص ابن سیرین کے پاس گیا اور کہا کہ خواب مین مین نے دیکھا ہے کہ ایک انگوٹھی میرے ہاتھہ مین ہے مردون کے منہ پر اور عورتون کی فرج پر مین مُہر کرتا ہون فرمایا کہ تو موذن ہے رمضان کے مہینے مین صبح سے پہلے اذان کہدیا کرتا ہے اوس نے عرض کیا واقعی ایسا ہی ہے العزیز اب دیکھہ کہ خواب مین اوسکے معاملہ کی حقیقت اوس سے کسطرح بیان کی اسواسطیکہ اذان رمضان مین آواز اور ذکر کی صورت پر ہے کھانے اور جماع کو منع کرنا اوسکی روح اور حقیقت ہے اور تعجب یہ ہے کہ قیامت کا یہ سب نمونہ خواب مین تجھے دیکھائی دیتا ہے اور تجھے

کسی چیز کی خبر نہین اور یہی مضمون ہے جو حدیث مین آیا کہ قیامت کے دن دنیا کو ایسی بدصورت بوڑہیا کی صورت پر لائین گے کہ لوگ اوسے دیکھکر کہین گے نعوذ باللہ منک فرشتے کہین گے کہ یہ وہی دنیا ہے جسکے پیچھے تم جان دیتے تھے اوسوقت لوگونکو ایسی ندامت ہوگی کہ چاہین گے ہمکو آگ مین لیجائین کہ اس شرم سے ہم نجات پائین اور اس رسوائی کی مثال ایسی ہے جیسے یہ حکایت

حکایت ایک بادشاہ نے اپنے بیٹے کی شادی کی شاہزادے نے جسرات کو اپنی دولہن پاس جانا چاہا بہت سی شراب پی لی جب مست ہوا دولہن کی تلاش مین نکلا خلوتخانہ مین جانیکا قصد کیا راہ بھول گیا گھر سے باہر نکل آیا اور چلا یہانتک کہ ایک مقام پر پہونچا ایک گھر دیکھا اور چراغ نظر آیا اور سمجھا کہ دولہن کا گھر مین نے پایا جب اندر گیا کچھ لوگونکو سوتے دیکھا ہر چند پکارا کسینے جواب ندیا سمجھا کہ سب سوتے ہین ایک شخص کو دیکھا کہ نئی چادر منہ پر تانے ہے اپنے دل مین کہا یہی دولہن ہے اوسکے پہلو مین لیٹا اور اوپر سے چادر اوتاری تو داغ ہین خوشبو پہونچی کہا کہ بیشک یہی دولہن ہے کہ خوشبو ہے اوسکے ساتہ جماع کرنے لگا اور اپنی زبان اوسکے منہ مین دیدی اوسکی نمی اسے پہونچی سمجھا کہ میری مدارات کرتی ہے اور گلاب چھڑکتی ہے جب صبح ہوئی اور شاہزادہ ہوش مین آیا دیکھا تو اوس حجرے کو آتش پرستون کا مقبرہ پایا جو لوگ اوسکی دانست مین سوتے تھے وہ حقیقت مین مردے تھے اور جسکی نئی چادر تھی جسے اپنی دولہن سمجھا تھا وہ ایک بڑی بوڑہیا کی صورت بوڑہیا تھی اوسی دو چار دن کے عرصہ مین مری تھی اور وہ خوشبو کافور وغیرہ کی تھی اور وہ رطوبت جو شاہزادہ کو پہونچی تھی وہ اوس بوڑہیا کی نجاست اور ناپاکی تھی اپنے تئین دیکھا تو تمام بدن نجاست مین بھرا ہے اور اوسکے لعاب دہن سے منہ کا مزہ کڑوا ہے چاہا کہ اس ندامت اور رسوائی اور آلودگی کے مارے مرجاے اور ڈرا کہ ایسا نہو کہ میرا باپ یعنی بادشاہ اور اوسکی فوج و سپاہ اس حالت سراپا نجاست مین مجھے دیکہہ پائے وہ اسی سوچ مین تھا کہ بادشاہ یعنی اوسکا پدر مع افسران لشکر اوسکی تلاش مین آپہونچا اوسے اس حال مین دیکھا شاہزادہ نہایت نادم ہوا اور اس امر کا عازم ہوا کہ اگر زمین پھٹ جاتی تو مین سما جاتا کہ اس ذلت اور رسوائی سے نجات پاتا العزیز فرداے قیامت کو سب دنیادار دنیا کی سب لذتون اور خواہشون کو بھی اسی صفت پر دیکھین گے دنیوی خواہشون کے ساتہ ملے رہنے سے اونکے دل مین جو اثر رہا ہوگا وہ بھی اوسی نجاست اور تلخی کا سا ہوگا جو اوس شاہزادہ کے بدن اور دہن مین رہی تھی دنیادار اوس سے بھی زیادہ رسوا ہونگے اور عذاب سخت مین مبتلا ہونگے اسواسطے کہ اوس جہان کے کامون کی تمام و کمال سختی کی مثال اس جہان کی چیزون کے ساتہ نہین دی جاسکتی یہ جو قصہ تھا اوس ایک آگ کی شرح کا نمونہ تھا جسکو کالبد سے کچھ علاقہ نہین فقط دل و جان سے لاگ ہے اوسکا نام ذلت اور ندامت کی آگ ہے تیسری قسم جناب الہی کے جمال بیمثال سے محروم رہے اور اوس سعادت کے حصول سے مایوس ہونیکے افسوس کی آگ اس جہان سے نابینائی اور نادانی جو ساتہ لیگیا ہو وہ اس آگ کا سبب ہوتی ہے یعنی اس جہان مین اوسنے جناب احدیت کی معرفت نہ حاصل کی ہو اور تعلیم اور کوشش سے بھی دل نہ صاف کیا ہو کہ بعد مرگ جناب الہی کا جمال اوسمین سطح نظر آئے جیسے صاف آئینہ مین عکس نظر آتا ہے بلکہ گناہ اور دنیا کی خواہشون کے زنگ نے اوسکے دل کو تاریک اور اندہا کر دیا ہو کہ وہ اندہا رہے اس آگ کی مثال ایسی ہے جیسے تو فرض کرے کہ کسی گروہ کے ساتہ اندہیری رات مین تو کہین پہونچے کہ وہان بہت سے سنگ ریزے پڑے ہون اور تو اونکا رنگ نہ دیکہہ سکے تیرے ساتہی تجہسے کہین کہ جتنے اوٹہہ سکین انمین سے اوٹہالے ہمنے سنا ہے

کہ ان سنگریزون مین بڑا فائدہ ہوتا ہے اور جو جتنے اوٹھا سکتا ہے انمین سے اوٹھالیجاتا ہے اور تو انمین سے نہ لیوے اور کہے
کہ یہ پوری حماقت ہے کہ بسر و دست اپنے سر پر بوجہ لون خدا جانے کہ کل کو یہ کام آئین یا نہ آئین پھر وہ سب ساتھی تو بوجہ باندہ لین
اور چل نکلین اور تو خالی ہاتھہ اونکے ساتہ رہے اور اوپر ہنسے اور اونھین احمق سمجھکر اوپر افسوس کرے اور کہے کہ جس کسیکو عقل اور فہم
ہوتی ہے وہ میری طرح آرام اور اطمینان سے جاتا ہے اور جو احمق ہوتا ہے اپنے تئین گدھا بناتا ہے طمع باطل سے بوجہ اوٹھاتا ہے
پھر جب وہ روشنی مین پہونچین اور دیکھین کہ وہ سب سنگریزے یاقوت سرخ اور گوہر آبدار ہین اور لاکہہ لاکہہ اشرفی ہر دانہ کی قیمت ہے
وہ لوگ تو افسوس کرینگے کہ اور زیادہ کیون نہ اوٹھا لائے اور تو اس دہوکے اور دغا سے ہلاک ہوگا اور تیری جان مین اس حسرت
کی آگ لگے گی پھر وہ لوگ اوس جواہرات کو بیچکر تمام دنیا کی سلطنت لیلین اور جیسی نعمتین چاہین کہائین اور جہان چاہین رہین اور
تجھے ننگا بھوکا کہین اور اپنا غلام بنائین اور اپنے کام کا تجھے حکم فرمائین ہر چند تو کہے کہ ان نعمتون مین سے کچہ تو مجھے بہی دیدیجیے
قولہ تعالیٰ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اَوْ مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَہُمَا عَلَی الْکٰفِرِیْنَ وہ کہین کہ کل تو ہمین ہنستا تہا
آج ہم تجھے ہنستے ہین اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْکُمْ کَمَا تَسْخَرُوْنَ تو جنت کی نعمت اور پروردگار کا دیدار فوت ہوجانیکی حسرت کی
یہ مثل ہے اور جن لوگون نے عبادت کے جواہرات دنیا سے نہ اوٹھالیے اور کہا کہ قرض کے واسطے سر دست رنج نقد ہم کیون اوٹھائین
فردائے قیامت کو چلائین گے کہ اَفِیْضُوْا عَلَیْنَا مِنَ الْمَآءِ اور کیونکر اونھین حسرت نہو کہ قیامت کو عارف اور عابدون پر انواع انواع
سعادتین اسقدر نازل ہونگی کہ دنیا کی تمام عمر کی نعمتین اوسکی ایک ساعت کے مقابلہ مین نہونگی بلکہ سب کے بعد جسے دوزخ سے نکالین گے
اوسکو بہی دنیا کی دس گنین نعمتین دینگے اور نعمتون کو دنیا کے ساتہ مشابہت ناپ اور اندازے سے نہین ہے بلکہ روح نعمت مین مشابہت ہے
اور خوشی اور لذت روح نعمت ہے جسطرح کہتے ہین کہ ایک موتی دس اشرفیون کے مثل ہے تو وہ ناپ اور اندازہ مین دس اشرفیون کے
مثل نہین ہوتا بلکہ قیمت مین اور روح مالیت مین دس اشرفیون کے مثل ہوتا ہے فصل العزیز جب روحانی آگ کے تینون قسم تو پہچان
چکا تو اب یہ جان کہ یہ آگ جسمانی آگ سے بہت تیز ہے اسواسطے کہ جب تک تکلیف اور درد کا اثر جان کو نہین پہونچتا بدن کو اوس سے
کچہ آگاہی نہین ہوتی تو بدن کی تکلیف جان مین پہونچکر بڑہ جاتی ہے پس جو آگ اور درد کہ جان کے اندر سے باہر آتی ہے وہ خواہ نخواہ
جسمانی آگ سے تیز ہوگی اور جان کے اندر ہی سے یہ آگ لگتی ہے باہر سے اندر نہین پہونچتی طبیعت کی خواہش کے خلاف اور کسی چیز کا
غالب ہوجانا بہی تکلیفون کا سبب ہوتا ہے اور بدن کا مقتضائے طبع یہ ہے کہ اوسکی ترکیب اوسکے ساتہ رہے اور اوسکے اعضا سب
مجتمع رہین جب خم کے سبب سے ایک عضو دوسرے سے جدا ہوگا تو یہ امر بدن کے مقتضائے طبع کے خلاف ہے گا اور بدن مین درد ہوگا
اور زخم ایک کو دوسرے عضو سے جدا کردیتا ہے اسطرح آگ بہی سب اعضا مین در آتی ہے اور ایک کو دوسرے سے جدا کرتی ہے تو ہر ہر عضو
مین ایک ایک درد ہوتا ہے اس سبب سے آگ کا درد بہت سخت ہے تو دل کی مقتضائے طبع جو چیز ہے جب اوسکا خلاف جگہ
کریگا تو جان مین بڑا درد ہوگا خدا کا دیدار اور خدا کی معرفت دل کا مقتضائے طبع ہے نابینائی جو اوسکے خلاف ہے جب طاری ہوگی تو
بے نہایت درد و اضطراب ہوگا اگر لوگونکے دل اس جہان مین بیمار نہوتے تو اس جہان مین بہی نابینائی کی تکلیف اوٹھاتے جب ہاتہہ پاؤن بیکار اور سن ہوجاتے ہین

تو آگ لگانے سے آدمی کو کچھ خبر نہین ہوتی جب سن جاتا رہتا ہے اور بدن مین آگ چھو جاتی ہے آدمی کو فوراً صدمہ عظیم ہوتا ہے اسیطرح دنیا مین دل بھی بیکار ہوتا ہے اور موت سے اوسکا سن جاتا رہتا ہے تو دفعۃً یہ آگ جان سے نکل آتی ہے اور کہین سے نہین آتی اسواسطے کہ وہ خود اپنے ساتہ لیگیا اوسکے دل ہی مین تھی اوسے چونکہ علم الیقین نہ تھا اس سبب سے آگ کو نہ دیکھا اب جو علم الیقین حاصل ہوا اوس آگ سے مطلع ہوگیا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ کے یہی معنی ہین اور شرع مین جسمانی دوزخ اور بہشت کا حال اکثر بیان ہے اسکا سبب یہ ہے کہ اوسے تمام خلق جان سکتی ہے اور سمجہ جاتی ہے اور دوزخ روحانی کو تو جسکے سامنے بیان کرتا ہے وہ اسے ناچیز جانتا ہے اور اسکی صعوبت اور عظمت کو نہین پہچانتا ہے جسطرح کسی لڑکے سے تو کہے کہ لکھنا پڑہنا سیکھ ورنہ تیری ریاست اور تیرے باپ کی دولت تجھے نہ ملے گی اور تو اس سعادت سے محروم رہے گا تو وہ لڑکا تیرا یہ کہنا ہی نہ سمجھیگا اور اوسکے دل مین اس بات کا کچھ خوب اثر نہوگا لیکن اگر تو اوس لڑکے سے کہے کہ اگر تو نہ پڑہے گا تو اوستاد تیرے کان اوینٹھے گا تو اس بات سے البتہ وہ لڑکا ڈریگا اسواسطے کہ اسے سمجھتا ہے اور جسطرح اوستاد کی گوشمالی حق ہے جو لڑکا ادب نہ سیکھے اوسے اپنے باپ کی ریاست سے محروم رہنا بھی حق ہے اسیطرح دوزخ جسمانی حق ہے اور خداوند کریم کی درگاہ سے محروم رہنے کی آگ بھی حق ہے اور جیسے گوشمالی ریاست اور دولت سے محروم رہنے کے سامنے کچھ بھی سزا نہین ہے اسیطرح دوزخ جسمانی بھی دوزخ حرمانی کے مقابلہ مین خفیف سی تکلیف ہے **فصل** العزیز شاید تو یہ کہے کہ جو عالمون نے کہا ہے اور اپنی کتابون مین لکھا ہے یہ تفصیل و بیان اوسکے خلاف ہے اسواسطے کہ اونہون نے کہا ہے کہ فقط تقلید سے اور سننے سے آدمی یہ باتین جان سکتا ہے عقل اور بصیرت کو انمین کچھ دخل نہین ہے اسکا جواب معلوم کرلے کہ عالمون کا عذر ہم پہلے ہی بیان کرچکے ہین اور یہ بات اوسکے خلاف نہین ہے اسواسطے کہ آخرت کے بیان مین اون عالمون نے جو کہا ہے درست ہے لیکن وہ محسوسات ہی مین رہے ہین روحانیات کو اونہون نے نہین پہچانا ہے یا پہچانا ہے مگر بیان نہین کیا کہ اکثر لوگ اوسے نہ سمجہینگے اور جو جسمانی حالات ہین وہ صاحب شرع کی تقلید اور اونسے بغیر سنے ہوئے معلوم نہین ہوتے لیکن یہ دوسرا قسم حقیقت روح کی معرفت کی شاخ ہے اوسکا جاننا بھی طریق بصیرت اور مشاہدۂ باطن سے ہے اس مرتبہ کو وہی پہونچے جو اپنے وطن سے نکلے اور اپنے مولد مین نہ ٹھہرے اور راہ دین کا سفر اختیار کرے یہان وطن اور مولد سے شہر اور گھر نہین مراد ہے کہ وہ قالب کا وطن ہے اور قالب کے سفر کی کچھ حقیقت نہین لیکن جو روح کہ آدمی کی حقیقت ہے اوسکا بھی ایک قیامگاہ ہے یعنی جہان سے وہ ظاہر ہوئی وہ اوسکا وطن ہے وہان سے وہ سفر کرآئی ہے راہ مین اوسے بہت منزلین پڑتی ہین ہر منزل اور ہی عالم ہے پہلی منزل عالم محسوسات ہے پھر عالم خیالیات پھر عالم موہومات پھر عالم معقولات معقولات چوتھی منزل ہے اس چوتھے عالم مین اوسے اپنی حقیقت کی خبر ہوتی ہے اسکے آگے پھر کچھ خبر نہین ہوتی اور اس ایک مثال مین ان چارون عالمون کو آدمی سمجہ سکتا ہے **مثال** جیتک آدمی محسوسات مین ہے پتنگون کے رتبہ پر ہے کہ اپنے تئین چراغ پر گراتے ہین اسواسطیکہ پتنگے کو بینائی ہے لیکن خیال اور یاد رکہنے کی قوت نہین ہے کہ اندہیرے سے بھاگنے کو روزن ڈہونڈہتا ہے چراغ کو روزن سمجھکر چراغ پر گرتا ہے اوسمین آگ پاتا ہے یہ تکلیف اوسے نہین یاد رہتی اور اسکا کچھ خیال نہین رہتا اسواسطے کہ اوسے حفظ اور خیال کی قوت نہین ہے

اور اس رتبہ پر وہ پہونچا ہی نہین اس سبب سے اپنے تئین چراغ پر مکر گراتا ہے یہانتک کہ ہلاک ہوجاتا ہے اگر اوسے خیال اور حفظ کی قوت ہوتی تو ایک بار دردناک ہوچکا تھا پھر چراغ کے پاس نہ آتا کیونکہ اور حیوانات جب ایکبار مار کھا چکتے ہین تو وہ اونہین یاد رہتی ہے دوبارہ لکڑی دیکھکر بھاگ جاتے ہین محسوسات آدمی کی پہلی منزل ہے دوسری عالم تخیلات جبتک آدمی اس درجہ پر رہتا ہے بہائم کے برابر رہتا ہے جس چیز سے اوسے صدمہ پہونچے پہلے تو نہین جانتا کہ اس سے بھاگنا چاہیے لیکن جب ایکبار صدمہ اوٹھا چکتا ہے دوسری مرتبہ اوس سے بھاگتا ہے تیسری منزل عالم موہومات ہے جب اس درجہ پر آدمی آتا ہے تو بکری اور گھوڑے کے برابر ہوجاتا ہے بے دیکھے صدمہ سے بھاگتا ہے پہلے ہی سے اپنے دشمنون کو پہچانتا ہے اسواسطے کہ جس بکری نے بھیڑیے کو ہرگز کبھی نہ دیکھا ہو اور جس گھوڑے نے شیر کو ہرگز کبھی نہ دیکھا ہو وہ جب انہین دیکھتے ہین بھاگتے ہین اور اپنا دشمن سمجھتے ہین حالانکہ بیل اونٹ ہاتھی جو بھیڑیے اور شیر سے قدمین بہت بڑے ہین اونسے نہین بھاگتے یہ سوجہ خدا نے اونکے بالون مین عنایت فرمائی ہے اور باانہمہ جو چیز کل ہونیوالی ہے اوس سے حذر نہین کرسکتے کہ یہ مرتبہ چوتھی منزل مین حاصل ہوتا ہے اور چوتھی منزل عالم معقولات ہے آدمی یہانتک تو بہائم کے ساتھ رہتا ہے جب اس منزل پر آتا ہے تو بہائم کی حد سے گذر جاتا ہے اور فی الحقیقت یہان عالم انسانیت کے اول مین آدمی پہونچتا ہے اور ایسی چیزین دیکھتا ہے کہ تخیل اور وہم کو اونمین کچھ دخل نہین اور جو چیز آیندہ ہونیوالی ہے اوس سے پرہیز کرتا ہے اور کاموں کی حقیقت کو اونکی صورت سے جدا کرتا ہے اور ہر چیز کی حقیقت کو جو اوسکی سب صورتون کو شامل ہوتی ہی پہونچتا ہے اور جو چیزین اس عالم مین دکھائی دے سکتی ہین بے نہایت نہین ہین اسواسطیکہ جو چیز محسوس ہے اجسام سے باہر نہین ہے اور اجسام متناہی ہین یعنی نہایت کو قبول کرتے ہین اور عالم محسوسات مین آدمی کا تردد کرنا اور چلنا ایسا ہی ہے جیسے زمین پر چلنا پھرنا کہ ہر ایک چل پھر سکتا ہے اور چوتھے عالم یعنی عالم معقولات مین اوسکا چلنا کائنات کی حقیقتون اور روحون کے تفحص کے واسطے ہوتا ہے اور وہ ایسا ہے جیسے پانی پر چلنا اور موہومات مین اوسکا تردد کرنا ایسا ہے جیسے کشتی مین ہونا کہ پانی اور مٹی مین اوسکا درجہ ہے اور درجہ معقولات کے اوسطرف ایک مقام ہے وہ مقام انبیا و اولیا و اہل تصوف علیہم السلام ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے ہوا مین سیر کرنا یہی مضمون تھا کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ عیسیٰ علیہ السلام کیا پانی پر چلتے تھے آپ نے فرمایا ہان وَلَوِ ازْدَادَ يَقِينًا لَمَشَى فِي الْهَوَاءِ اگر اونکی یقین اور زیادہ ہوتی تو ہوا پر چلتے تو آدمی کی سفر کی منزلین عالم ادراک مین ہین اخیر منزل پر جب پہونچتا ہے کہ ملائکہ کے مرتبہ پر پہونچ جاے تو چارپایون کا جو اخیر اور اسفل درجہ ہے وہان سے فرشتون کے درجہ اعلیٰ تک آدمی کی معراج کی منزلین ہین اور سب نیچ اونچ اوسیکا کام ہے اور وہ اس خطرہ مین ہے کہ اسفل السافلین مین گرتا ہے یا اعلیٰ علیین پر چڑھتا ہے اور اس خطرہ کو قرآن شریف مین حق تعالیٰ نے یون تعبیر فرمایا ہے کہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا اسواسطیکہ جو جمادات ہین اونکا درجہ نہین بدلتا کہ وہ پیغمبر ہین تو جمادات محفوظ ہین اور ملائک اعلیٰ علیین مین ہین اونہین اپنے درجہ سے اوترنا ممکن نہین بلکہ ہر ایک کا درجہ اوسی پر وقف ہے جیسا قرآن شریف مین آیا ہے یعنی حق تعالیٰ نے فرشتون کا کلام نقل فرمایا ہے وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ اور چارپاے اسفل السافلین مین ہین انکو ترقی ممکن نہین اور انسان دونون کے درمیان مین ہے اور خطرہ کے

۵۱ بخلاف اوسکے فرشتے آسمان اور زمین اور پہاڑون کو تبرا سے اٹھا سکتے اور اوسکا وہ ٹھانا اوس سے اور درجہ اوس سے اور اوٹھانا اوس سے اور آدمی سے بیشک زیادہ ظلوم جہول ہے ۱۲

۵۲ اور نہین ہے ہم کوئی فرشتہ مگر اوسکا واسطے مقام معلوم ہے ۱۲

مکان مین ہے اسواسطے کہ اوسے درجہ ملایکہ پر چڑہ جانا اور مرتبہ بہائم پر اوترآنا دونون ممکن ہین اور امانت اوٹھا لینے کے معنی یہی ہین کہ خطرناک کام کو اوسنے اختیار کر لیا ہے تو ممکن نہین کہ آدمی کے سوا اس امانت کے بوجھ کا اور کوئی متحمل ہو سکے الغرض اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ وہ جو تونے کہا تھا کہ اکثر آدمی یہ بات نہین سمجھتے ہین اوسکا حال تجھے معلوم ہو جاے کہ اونکا کہنا کچھ تعجب کی بات نہین کہ مسافر ہمیشہ مقیم کے خلاف ہوتا ہے مقیم تو اکثر ہین اور مسافر بہت کم ہین محسوسات اور مخیلات جو پہلی منزل ہے جو شخص اوسیکو اپنا وطن بنالیگا اور وہین ٹہر جائیگا اوسے کامون کی حقیقتین ہرگز نہ معلوم ہونگی اور وہ شخص کبھی روحانی نہوگا اور کامونکی روحون اور روحانیات کو کبھی جانیگا اس سبب سے اوسکا بیان کتابون مین بہت کم ہے معرفت آخرت کے اتنے ہی بیان پر ہم بس کرتے ہین اس سے زیادہ لوگون کی فہم مین نہ آئیگا بلکہ بہت لوگ ایسکو نہ سمجھینگے **فصل** بہت احمق جنکو نہ یہ قوت ہے کہ کامونکو اپنی بصیرت سے پہچانین نہ یہ توفیق ہے کہ شریعت سے مانین آخرت کے امور مین دنگ ہین اور اونپر شک غالب ہے اور ہوتا یہ ہے کہ جب خواہش اونپر غلبہ کرتی ہے اور آخرت سے انکار کرنا انہین پسند آتا ہے تو اونکے دل مین وہ انکار پیدا ہو جاتی ہے اور شیطان اوسے بڑہاتا ہے اور یہ سمجھتے ہین کہ دوزخ کی صفت مین جو کچھ آیا ہے فقط ڈرانے کے واسطے آیا ہے اور جنت کے بارہ مین شارع نے جو فرمایا ہے فقط شعبدہ دکھایا ہے اسی سبب سے خواہشون کی پیروی مین مشغول ہوتے ہین اور شریعت سے انکار کرتے ہین اور شرع والون کو حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین اور احمق سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ لوگ گدڑی مین مست ہین ایسے احمق کو یہ قوت کہان کہ ایسے بھید کی باتون کو دلیل سے سمجھ سکے اوسے ایک ظاہری بات مین تامل کرنیکے واسطے بلانا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ اگرچہ تجھے ظن غالب یہی ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور سب حکما علما اولیا غلطی پر تھے اور تجھون نے دہوکا کھایا اور تو باوصف اس حماقت اور غرور کے اس حال کو سمجھا ممکن ہے کہ تجھی کو غلطی ہوئی ہو اور تو ہی دہوکے مین پڑا ہو کہ آخرت کی حقیقت کو تو نے نجانا اور عذاب روحانی کو نہ سمجھا اور عالم محسوسات سے روحانیات کی مثال کی وجہ کو تو نے نہ پہچانا اگر وہ ایسا احمق ہے کہ کسیطرح اپنی غلطی کو روا نہ رکھے اور کہے کہ جسطرح دو کو ایک سے زیادہ جانتا ہون اسیطرح یہ بھی جانتا ہون کہ روح کی کچھ حقیقت نہین اور اوسے بقا نہین اور روحانی جسمانی سے راحت کچھ ممکن نہین ایسے شخص کا مزاج بگڑ گیا اوس سے ناامید ہونا چاہیے وہ اون لوگون مین سے ہے جنکو حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا اور اگر وہ کہے کہ امور آخرت کا محال ہونا مجھے تحقیق نہین ہے اگرچہ یہ امر ممکن ہے لیکن عقل سے بعید ہے اور جبکہ یہ بات مجھے تحقیق معلوم ہے اسکا ظن غالب ہے تو اپنے تئین تمام عمر پرہیزگاری کی کوٹھری مین کیون بند کرون اور دنیا کی لذتون سے کیون باز رہون تو اوسکو ہم یہ جواب دینگے کہ اب اسقدر تو نے اقرار کیا تو تجھپر تیری عقل کی راہ سے واجب ہو گیا کہ شریعت کی راہ پکڑ کر جب بہت بڑے خطرے کا گمان ضعیف بھی ہو تو اوس سے لوگ بھاگتے ہین اسواسطے کہ اگر تو کہانا کہانیکا قصد کرے اور کوئی کہدے کہ اسمین سانپ نے منہ ڈالا ہے تو فورًا ہاتھ کھینچ لیگا اگرچہ یہ گمان ہو سکتا ہے کہ اوسنے اسواسطے جھوٹ کہا ہو کہ اگر تو نہ کہائے تو وہ خود کہالے لیکن چونکہ یہ بات ممکن ہے کہ شاید اوس نے سچ کہا ہو تو اپنے دل مین کہتا ہے کہ اسے نہ کہاؤن اس سے بہوکے رہنے کا رنج آسان ہے اور اگر کہالون تو ایسا نہو اوس نے سچ کہا ہو اور مین ہلاک ہو جاؤن اسیطرح اگر تو بیمار ہو اور ہلاک ہو جانیکا خطرہ ہو اور تعویذ لکھنے والا کہے کہ ایک روپیہ بھر چاندی دے کہ تیرے

اچھے ہونے کے واسطے کاغذ پر تجکو ایک تعویذ لکھدون اور نقش کھینچدون اگرچہ تجکو یہ ظن غالب بھی ہو کہ اوس نقش کو تندرستی کے تئیں کچھ نسبت نہین لیکن اپنے جی مین یہی کہیگا کہ شاید یہ سچ کہتا ہو ایک دوا دینا سہل ہے اگر نجومی کہے کہ جب فلانے مقام پر چاند پہونچے تو فلانی کڑوی دوا کھا تو اچھا ہو جائیگا اوسکے کہنے سے اوس دوا کا رنج تو کھینچیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ شاید سچ کہتا ہو اور اگر جھوٹ بھی کہتا ہو تو دوا کھانے کی تکلیف آسان ہے تو ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبرون کا قول اور دنیا کے تمام بزرگون یعنی حکما علما اولیا کا اوس قول پر متفق ہونا کسی عقلمند کے نزدیک ایک نجومی یا ایک تعویذ لکھنے والے یا ایک آتش پرست طبیب کے قول سے کم نہوگا اونکے کہنے سے تو تھوڑا سا رنج اپنے اوپر گوارا کرتا ہے کہ وہ جو بڑا رنج ہے اوس سے شاید نجات پا جائے اور تھوڑا رنج و نقصان بہت رنج و نقصان کی نسبت سے تھوڑا معلوم ہوتا ہے اگر کوئی حساب کرے کہ دنیا کی عمر کسقدر ہے اور ابد کی نسبت جسکی انتہا ہی نہین کتنی ہی ہے تو جان جائے کہ دنیا مین اتباع شریعت کا یہ رنج کھینچنا اوس خطر عظیم سے بہت تھوڑا ہے جسکے خیال سے تو اپنے جی مین کہتا ہے کہ اگر انبیا اور بزرگ لوگ سچ کہتے ہون اور مین ویسے ہی عذاب سخت مین جیسا وہ کہتے ہین ہمیشہ کے واسطے مبتلا ہو جاؤن تو کیا کرونگا اور دنیا کی اپنی رنج راحت سے مجھے کیا فائدہ ہوگا اور ممکن ہے کہ بزرگ لوگ سچ کہتے ہون ابد کے معنی ہین کہ اگر تمام عالم کو چینے سا تولین کے دانون سے بھر دین اور ایک چڑیا سے کہین کہ ہزار ہزار برس مین ایک ایک دانہ اونمین سے چگے تو وہ دانے سب تمام ہو جائین اور ابد مین سے کچھ بھی نہ کم ہو اگر اتنی مدت عذاب ہو روحانی خواہ جسمانی خواہ خیالی تو اوسے کیونکر جھیل سکیگا اور دنیا کی عمر اس مدت ابد کے مقابلہ مین کسقدر ہے ایسا کوئی عقلمند نہوگا کہ اس امر مین خوب غور کرے اور یہ نہ سمجھے کہ گویا یہ امر وہمی ہے اور اس سے بچنے مین بالفعل رنج یقینی ہے مگر اتنے بڑے خطر عظیم سے احتیاط کرنا اور بچکر چلنا واجب ہے اسواسطے کہ لوگ سوداگری کی واسطے کشتی مین جو بیٹھے ہین اور بڑے بڑے سفر کرتے ہین اور بہت رنج اوٹھاتے ہین یہ مصیبت فقط گمان منفعت پر کھینچتے ہین تو اگرچہ اوس احمق کو عذاب آخرت کا یقین نہین ہے لیکن گمان ضعیف تو ہے پس اگر ذرہ اور مہربانی کریگا تو پرہیزگاری کا بوجھ اوٹھالیگا اسیواسطے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک دن ایک ملحد سے مناظرہ مین فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہے تو تو بھی جوٹا ہم بھی جھوٹے اور اگر حقیقت مین ایسا ہے جیسا ہم کہتے ہین تو ہم ہی فقط جھوٹے اور تو عذاب ابد مین مبتلا رہا جناب امیرؑ نے یہ کلام جو ارشاد فرمایا تو اوسکے فصوص فہم کی موافق فرمایا نہ یہ کہ معاذ اللہ آپ کو خود کچھ شک تھا آپ سمجھے کہ جو یقین کا رستہ ہے وہ اس ملحد کی سمجھ مین نہ آئیگا تو اس بیان سے یہ معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا مین زاد آخرت کے سوا اور کسی چیز کے تئیں مشغول ہے وہ بڑا احمق ہے غفلت اور امور آخرت مین فکر کرنا اس حماقت کا سبب ہے کیونکہ دنیا کی خواہش اوسے اسقدر مہلت ہی نہین دیتی کہ وہ امور آخرت مین فکر کرے ورنہ عذاب آخرت کا جسکو یقین ہے اور جسکو ظن غالب ہے اور جسکو ایمان ضعیف ہے سب پر عقل کی رو سے واجب ہے کہ اس خطر عظیم سے ڈرین اور احتیاط کی راہ پکڑین والسلام علی من تبع الہدیٰ اغوان مسلمانیکا بیان تمام ہوا معرفت نفس معرفت حق معرفت دنیا معرفت آخرت کے ذکر کا انجام اب انشاء اللہ تعالے ارکان معاملات مسلمانی شروع کرونگا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

شکر خدای بے نیاز ہے کہ اب ارکان معاملات مسلمانی کا آغاز ہے

ایعزیز جب عنوان مسلمانی کو تو جان چکا اپنے تئین اور حق تعالیٰ کو اور دنیا اور آخرت کو پہچان چکا اب معاملہ مسلمانی کے ارکان کی طرف مشغول ہونا چاہیے اوپر کے سب بیان سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کی معرفت اور عبادت ہی مین آدمی کی سعادت ہے اور حقتعالیٰ کی اصل معرفت اون چار عنوان کے جاننے سے حاصل ہوئی عبادت اب ان چار ارکان سے حاصل ہوتی ہے ایک رکن یہ ہے کہ تو اپنے ظاہر کو عبادت سے آراستہ رکھے یہ رکن عبادات ہے دوسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنی زندگی اور حرکات سکنات کو ادب کے ساتہ رکھے یہ رکن معاملات ہے تیسرا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو بُرے خلقون سے پاک رکھے یہ رکن مہلکات ہے چوتھا رکن یہ ہے کہ تو اپنے دل کو اچھے خلقون سے آراستہ رکھے یہ رکن منجیات ہے

پہلا رکن

معاملہ مسلمانی کا یہ رکن اول ہے اسمین عبادت کا بیان مفصل ہے اس رکن مین دس اصلین ہین پہلی اصل اعتقاد اہل سنت کو درست کرنے کے بیان مین دوسری اصل تلاش علم مین مشغول ہونے کے بیان مین تیسری اصل طہارت کے بیان مین چوتھی اصل نماز کے بیان مین پانچوین اصل زکوۃ کے بیان مین چھٹی اصل روزہ کے بیان مین ساتوین اصل حج کے بیان مین آٹھوین اصل قرآن پڑہنے کے بیان مین نوین اصل ذکر اور تسبیح کے بیان مین دسوین اصل اوراد کے ترتیب دینے اور عبادت کے وقت نگاہ رکھنے کے بیان مین

پہلی اصل اہل سنت کے اعتقاد حاصل کرنیکے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ جو کوئی مسلمان ہوا وسپر پہلا فرض یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو اوسنے زبان سے کہا ہے اوسکے معنی دل سے جانے اور ایسا باور کرے کہ کسی شک اور شبہہ کو اوسمین دخل نرہے اور جب اوسنے باور کرلیا اور اوسکا دل اون معنون پر ایسا ٹھہر گیا کہ بال برابر بھی اوسمین شبہہ نرہا تو بس اسقدر اصل مسلمانیکو کفایت کرتا ہے دلیل سے اوسکے معنی جاننا ہر مسلمان پر فرض عین نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کو دلیل تلاش کرنے اور علم کلام پڑہنے اور شبہے ڈہونڈہنے کا حکم نہین فرمایا ہے بلکہ اون معنون کی تصدیق اور یقین پر آپ نے اکتفا کی ہے اور عوام الناس کا درجہ اس سے زیادہ نہین ہے لیکن ایسے کچہ لوگون کا ہونا ضرور ہے جو گفتگو کا طریقہ جانتے ہون اور اس اعتقاد کی دلیل بیان کرسکین اسواسطے کہ اگر کوئی شخص عوام الناس کے گمراہ کرنیکے واسطے اونکے اعتقاد مین شبہہ ڈالے تو وہ لوگ عوام کی گویا زبان بنجایا کرین اور اون شبہون کو اوٹھایا کرین اس صفت کو علم کلام کہتے ہین اور یہ صفت فرض کفایہ ہے ہر بستی مین اس صفت کے دو ایک آدمیون کا ہونا بس ہے عوام الناس صاحب اعتقاد ہوتے ہین اور متکلم کو دلیل اور اونکے اعتقاد کا نگہبان ہوتا ہے لیکن حقیقت معرفت کی اور ہی راہ ہے وہ ان دونون مقام یعنی فقط اہل اعتقاد اور متکلم ہونیکے علاوہ ہے ریاضت اور مشقت اوسکا آغاز ہے جبتک مسلمان یہ راہ نہ چلے گا معرفت کے درجے کو نہ پہونچیگا اور معرفت کا دعوی کرنا اوسے زیبا نہوگا کہ اسمین نفع سے زیادہ نقصان ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی پرہیز کرنے سے پہلے دوا پیے تو یہ خوف رہتا ہے کہ ہلاک ہوجائیگا اسواسطے کہ وہ دوا بھی ویسی ہی ہوجاتی ہے جیسے اور اخلاط فاسد اوسکے معدہ مین ہین اور اس دوا سے صحت حاصل نہین ہوتی بیماری بڑہ جاتی ہے عنوان مسلمانی مین جو کچہ ہمنے بیان کیا وہ حقیقت معرفت کا ایک شائبہ اور نمونہ ہے کہ جو شخص حقیقت معرفت کے قابل ہے اوسے تلاش کرے اور حقیقت معرفت وہی تلاش کرسکتا ہے جسے دنیا مین کچہ تعلق نہو اور تمام عمر خدا ہی کی تلاش مین رہا ہو اور یہ مشکل ہے تو ایسی چیز جو تمام خلق کی غذا ہے یعنی اہلسنت کا اعتقاد اوسے ہم بیان کرتے ہین کہ ہر شخص اس اعتقاد کو اپنے دل مین جماے کہ یہی اوسکی سعادت کا تخم ہوگا ۔

اعتقاد کا بیان

ایعزیز اس بات کو جان اور یقین مان کہ تو مخلوق ہے اور تیرا ایک خالق ہے تمام عالم کو اور اون چیزونکو جو تمام عالم مین ہین اوسنے پیدا کیا ہے کوئی اوسکا شریک نہین اور یگانہ ہے کوئی اوسکا ہمسر نہین اور ہمیشہ سے ہے کہ اوسکی ہستی کی ابتدا نہین اور ہمیشہ رہیگا کہ اوسکے وجود کی انتہا نہین اوسکی ہستی ازل اور ابد مین واجب ہے اسواسطیکہ نیستی کو اوسمین دخل ہے نہین اور اوسکی ہستی اوسی کی ذات سے ہے اسواسطیکہ اوسکو کسی سبب کی پروا نہین اور اوسے کوئی چیز بے پروا نہین بلکہ اوس خالق کا قیام اپنی ذات سے ہے اور سب چیزونکا قیام اوس خالق کے سبب سے ہے تنزیہ وہ نہ جسم ہے نہ عرض کسی چیز مین وہ حلول نہین کرتا وہ نہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اوسکے مانند ہے اوسکے واسطے کوئی صورت نہین

کیفیت کیفیت کو اوسمین کچھ مداخلت نہین جو کمیت کیفیت خیال مین آئے اور دل مین گذرے اوس سے وہ پاک ہے کیونکہ سب صفتین اوسکی مخلوق ہین اور وہ کسی مخلوق کی صفت پر نہین ہے بلکہ وہم و خیال جو صورت باندہے وہ اوس صورت کا پیدا کرنیوالا ہے چھوٹائی بڑائی اور مقدار کو اوسمین کچھ دخل نہین یہ چیزین اجسام عالم کی صفتین ہین اور وہ جسم نہین ہے اور اوسے جسم کے ساتہ جوڑ نہین ہے وہ کسی جگہ پر ہے نہ کسی جگہ مین ہے بلکہ اوسکی ذات جگہ لینے والی چیز ہی نہین اور جو کچھ عالم مین ہے سب عرش کے نیچے اور عرش اوسکی قدرت کے نیچے مسخر ہے اور وہ عرش پر ہے لیکن اسطرح عرش پر نہین ہے جیسے کوئی جسم کسی جسم کے اوپر ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ جسم نہین ہے اور عرش اوسے اوٹھائے نہین ہے بلکہ عرش اور حاملان عرش سبکو اوسکی قدرت اور مہربانی اوٹھائے ہوئے ہے آج بھی وہ اوسی صفت پر ہے جسپر عرش پیدا کرنے کے قبل تھا اور ابد تک ایسا ہی رہے گا اسواسطے کہ اوسکی ذات اور صفات مین تغیر اور گردش کو کچھ دخل نہین اسلیے کہ معاذ اللہ اگر صفات نقصانی کے ساتہ تغیر ہو تو خدائی کے قابل نہوگا اور اگر صفات کمالی کے ساتہ تغیر ہو تو نعوذ باللہ پہلے گویا وہ ناقص تھا اور اس کمال کا محتاج تھا اور محتاج مخلوق ہوتا ہے خدائی کے لائق نہین ہوتا اور باوصف اسکے کہ سب مخلوق کی صفتون سے وہ پاک ہے مگر اس جہان مین پہچاننے کے لائق اور اوس جہان مین دیکھنے کے قابل ہے اور جسطرح اس جہان مین پہچان و جگون اوسے پہچانتے ہین اوس جہان مین پہچون اور بجگون اوسے دیکھتے ہین کیونکہ وہ دیدار اس جہان کے دیدار کے قسم سے نہین ہے **قدرت** حق تعالے کسی چیز کے مانند نہین ہے ساتہ اسکے سب چیزون پر قادر ہے اور اوسکی قدرت کمال کے درجے پر ہے کہ کسی طرح کے عجز اور نقصان اور ضعف کا اوسمین گذر نہین بلکہ اوسنے جو چاہا کیا جو چاہے گا کریگا اور ساتون آسمان ساتون زمین اور عرش و کرسی اور جو کچھ ہے سب اوسکے قبضۂ قدرت مین مغلوب اور مسخر ہین اوسکے سوا کسیکا کسی چیز پر کچھ اختیار نہین پیدا کرنے مین کوئی اوسکا یار و مددگار نہین **علم** وہ دانا ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے اوسکا علم ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے عرش اعلی سے تحت الثری تک کوئی چیز بغیر اوسکے جانے ہوئے نہین ہوتی اسواسطے کہ سب چیزین اوسکے حکم سے ظاہر ہوتی ہین بلکہ میدانون کی ریت اور درختون کے پتون اور دلون کے خطرون اور ہوا کے ذرون کے عدد اوسکے علم مین ایسے کہلے ہوئے ہین جیسے آسمان کے عدد **ارادت** جو کچھ عالم مین ہے اوسیکے چاہنے اور ارادہ سے ہے کوئی چیز تھوڑی ہو یا بہت چھوٹی ہو یا بڑی اچھی ہو یا بری گناہ ہو یا عبادت کفر ہو یا ایمان نفع ہو یا نقصان زیادتی ہو یا کمی رنج ہو یا راحت بیماری ہو یا صحت اوسکی تقدیر اور مشیت اور حکم سے ہوتی ہے اگر جن آدمی شیطان فرشتے تمام عالم اکہٹا ہوکر عالم مین سے ایک ذرہ کا ہلانا یا کسی جگہ سے کہسکانا یا اوٹھانا گہٹانا یا بڑہانا چاہین تو بے خدا کے چاہے سب عاجز رہین اور ہرگز کچھ نکر سکین بلکہ بے اوسکے چاہے کوئی چیز نہین پیدا ہوتی جس چیز کے ہونے پر اوسکی مرضی ہو کوئی اوسے دفع نہین کر سکتا اور جو کچھ تھا اور ہوگا سب اوسکی تقدیر اور تدبیر سے ہے **سمع و بصر** جسطرح وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اوسیطرح ہر چیز کا دیکھنے سننے والا ہے دور و نزدیک اوسکی شنوائی مین برابر ہے تاریکی روشنی اوسکی بینائی مین یکسان ہے اندہیری رات مین چونٹی کے پاؤن کی آواز سنتا ہے تحت الثری مین جو کیڑا ہو رنگت اور صورت دیکہتا ہے نہ آنکہہ سے اوسکی بینائی ہے نہ کان سے اوسکی شنوائی ہے اور جسطرح اوسکی سمجہ تدبیر اور صنع سے نہین اوسیطرح اوسکا پیدا کرنا بھی آلہ سے نہین **کلام** اوسکا فرمان سب مخلوقات پر واجب التعمیل ہے جو خبر اوسنے دی وہ سچ ہے

حرام کا مال لیتے اور حیلے اور تاویلین کرتے دیکھے گا دنیا حاصل کرنے مین اوسکی اقتدا کرنا اور صلاحیت کی بہ نسبت ضلالت لوگون مین بہت پھیل جائیگی ایسا عالم جتنا کمتر ہے بہتر ہے خس کم جہان پاک تو آدمی کو یہی اولی وانسب ہے کہ دنیا کو دنیا کے کامون سے طلب کرے اور خدا کا نام خدا ہی کے واسطے لے دین کے کامون سے دنیا تلاش نہ کرے گوہر آبدار مین نجاست نہ بھرے اگر کوئی شخص کہے کہ دنیا کی طرف سے ہمین علم آپ پھیرے گا جیسا اگلے لوگون نے کہا ہے کہ تَعَلَّمْنَا الْعِلْمَ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَأَبَى الْعِلْمُ أَنْ يَكُونَ إِلَّا لِلّٰهِ یعنی خدا کیواسطے ہمنے علم نہین پڑہا مگر علم ہمین خود خدا کی طرف لیگیا اوسکا یہ جواب ہے کہ وہ کتاب اور سنت اور اسرار راہ آخرت اور حقائق شریعت کا علم تھا جو خود اون لوگون کو خدا کی طرف لیگیا دیکھنا چاہیے کہ رجوع بخدا اون لوگون کے دلون مین تھی دنیا کے لالچ کو وہ لوگ مکروہ جانتے تھے بزرگون کو دیکھتے تھے کہ دنیا سے دور بھاگتے ہین اون لوگون کو آرزو تھی کہ ایسے بزرگون کی اطاعت اور اقتدا کرین جب علم وہ تھا اور زمانہ ویسا تھا تو لوگ اس بات کے امیدوار ہو سکتے تھے کہ خود علم کی صفت پر ہو جائین گے علم اونکا تابع نہو جائیگا اور جو علم اس زمانے مین پڑہے جاتے ہین مثلاً اپنے مذہب کے خلاف جو علم ہین جیسے فلسفیات انگریزی ناگری وغیرہ اور علم کلام اور قصہ کہانی اور واہی تباہی باتین اور جو معلم اس زمانہ مین ہین کہ اپنے تمام علم کو زاغ دنیا کا پھندا بنایا ہے یعنی علم سے حصول دنیا کے سوا کبھی دین کا خیال بھی انکو نہین آیا ہے انکی صحبت اور انسے علم سیکھنا آدمی کو دنیا کی طرف سے ہرگز نہین پھیرتا ہے وَلَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ اگلے لوگون کا حال سنا ہوا ہے اور اس زمانہ کے علم اور عالمون کا حال دیکھا ہوا ہے اور مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ + وہ اور یہ برابر نہین ہو سکتا مصرع چہ نسبت خاک را با عالم پاک + اے عزیز دیکھ تو اس زمانہ کے علما دنیا کے عالم ہین یا دین کے اور لوگون کو انکا حال دیکھکر فائدہ ہوتا ہے یا نقصان یعنی یہ لوگ ہرگز دین کے عالم نہین ہین اور انکے حالات دیکھکر دین کی رو سے خلق کا نقصان ہی ہوتا ہے ہان اگر عالم متقی اور پرہیزگار ہو اور علمار سلف کا متبع اور تابعدار ہو اور ایسے علم پڑہاتا ہو جسمین دنیا کے غرور اور فریب سے ڈرنیکا بیان ہو تو ایسے عالم سے پڑہنا کیسا اوسکی صحبت بہت منفعت ہے بلکہ اوسکی زیارت موجب سعادت ہے آدمی اگر وہ علم سیکھے جو مفید ہوتا ہے تو سبحان اللہ یہ سب کامون سے اولی ہے اور مفید وہ علوم ہین جنسے دنیا کی حقارت اور عقبی کی عظمت کے حالات معلوم ہوتے ہین اور جنسے آدمی آخرت کے منکرون اور دنیادارون کی نادانی اور حماقت جانتا ہے اور کبر ریا حسد عجب حرص حب دنیا کی آفت اور اونکا علاج پہچانتا ہے یہ علم دنیا کے لالچی کے حق مین بھی ایسا ہے جیسے پیاسے کے حق مین پانی اور بیمار کے حق مین دوا دنیا کا لالچی جب فقہ اور خلاف مذہب جو علم ہے جیسے منطق حکمت وغیرہ اور علم کلام اور علم ادب یعنی جن علمون سے دنیا کی حقارت دل مین نہین آتی ہے پڑہے گا اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار ایسی دوا کھاے جس سے بیماری اور بڑہ جاے اسواسطے کہ یہ علوم اکثر حسد ریا فخر عداوت خود آرائی مکر تلاش جاہ و دولت کا تخم دلمین بوتے ہین اور جتنا زیادہ پڑہے اوتنے ہی یہ اوصاف ناپسندیدہ دل مین زیادہ مضبوط ہوتے ہین اگر آدمی ایسے لوگون سے مصاحبت رکھے جو فقیہ ہونے کا دعوی کرتے ہین اور علوم خلاف مذہب مین مشغول رہتے ہین تو ایسا ہو جاتا ہے کہ اگر کبھی اس امر سے توبہ کرنا چاہے بھی تو اوسپر دشوار ہوتی ہے +

تیسری اصل طہارت کے بیان مین

حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ پاکون کو دوست رکھتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ یعنی پاکی نصف ایمان ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَةِ یعنی مسلمانی کی بنا پاکی پر ہے تو العزیزہ یہ گمان نکرنا کہ بدن اور کپڑے کی نفاست اور پاکی کی یہ سب تعریف اور فضیلت ہے بلکہ پاکی کے چار درجے ہین پہلا درجہ باطن دل کو ماسوی اللہ سے پاک کرنا جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْهُمْ اور اس سے مقصود یہ ہے کہ ماسوی اللہ سے جب دل خالی ہوگا تو اللہ کے ساتھ مشغول اور مستغرق ہوگا اور یہی کلمہ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ کی تحقیق ہے اور صدیقون کا کمال درجہ ایمان و تصدیق ہے ماسوی اللہ سے پاک ہونا نصف ایمان ہے یعنی ایمان غالب ہے اور یہ جان ہے جبتک ماسوی اللہ سے پاک دل نہوگا یاد حق سے آراستہ ہونیکے قابل نہوگا دوسرا درجہ حسد تکبر ریا حرص عداوت رعونت وغیرہ اخلاق ناپسندیدہ سے ظاہر دلکو پاک کرنا تاکہ تواضع قناعت توبہ صبر خوف رجا محبت وغیرہ اخلاق پاک و پسندیدہ سے دل آراستہ ہوجاے یہ متقی لوگون کے ایمان کا درجہ ہے اور اخلاق ناپسندیدہ سے دل کو پاک کرنا نصف ایمان ہے تیسرا درجہ غیبت جھوٹ حرام کہانا خیانت کرنا نامحرم عورت کو دیکھنا اور جو گناہ مین اونسے جوارح یعنی ہاتھہ پاؤن وغیرہ ظاہری اعضا کو پاک رکھنا تاکہ اعضا سب کامون مین ادب اور فرمان برداری سے آراستہ ہوجائین یہ زاہدون کے ایمان کا درجہ ہے اور جوارح کو سب حرام چیزون سے پاک رکھنا نصف ایمان ہے چوتھا درجہ کپڑے اور بدن کو نجاست سے پاک رکھنا تاکہ رکوع سجود وغیرہ ارکان نماز سے آراستہ ہون یہ مسلمانون کی پاکی کا درجہ ہے اسواسطے کہ مسلمان اور کافر مین معاملہ کے وقت نماز سے فرق ہوتا ہے اور یہ پاکی بھی نصف ایمان ہے تو معلوم ہوا کہ ایمان کے چارون درجون مین پاکی نصف ایمان ہے اور چونکہ پاکی نصف اول ہے اسوجہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ اور بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَةِ یعنی دین کی بنا پاکی پر ہے تو بدن اور کپڑے کی طہارت اور پاکیزگی جسکی طرف سب متوجہ ہین اور جسمین سب کوشش اور محنت کرتے ہین اخیر درجہ کی پاکی ہے اوسمین متوجہ ہونیکی وجہ یہ ہے کہ اور سب پاکیون سے یہ آسان ہے اور نفس بھی اس سے خوش ہوتا ہے اور آرام پاتا ہے اور لوگ بھی اس ظاہر کی پاکیزگی کو دیکھتے ہین اور اسی سے آدمی کو زاہد جانتے ہین اسوجہ سے لوگونکو یہ آسان ہوگئی ہے لیکن حسد کبر ریا دشمنی دنیا سے دل کی پاکی اور گناہون سے بدن کی پاکی اسمین کچھ نفس کا حصہ نہین ہے یعنی نفس کو کچھ مزہ نہین ہے اور خلق کی آنکھ اوسپر نہین پڑتی اسلیے کہ یہ ہین خدا کے دیکھنے کی ہین خلق کے دیکھنے کی نہین اسوجہ سے انکی طرف کوئی راغب نہین ہوتا **فصل** طہارت ظاہری اگرچہ اخیر درجہ کی طہارت ہے مگر پھر بھی اسکی بڑی فضیلت ہے بشرطیکہ آداب طہارت بجالائے وسوسہ اور اسراف کو دخل نہ دے اگر دخل دیا تو وہ طہارت مکروہ ہوجائیگی بلکہ طہارت کرنیوالا گنہگار ہوجائیگا اور یہ وسواسی جو صوفیون کی عادت ہے کہ جرابین چڑا کا ناچادر سر سے اوڑہنا اور جو پانی یقینًا پاک ہوا سے اور لوٹے کو دہیان رکھنا کہ کوئی اوسمین ہاتھہ نہ ڈالے یہ سب باتین اچھی ہین جو فقیہ لوگ ان باتون کا لحاظ نہین رکھتے اونہین صوفیون پر اعتراض کرنا نہ چاہیے مگر ایک ترک سے

اور صوفیہ کو بھی ہرگز نہ چاہیے کہ فقہا اور اور لوگون پر جو اتنی احتیاط نہین کرتے کچھ اعتراض کرین اسواسطے کہ یہ احتیاط بہتر ہے مگر چھ شرطون کے ساتھہ پہلی شرط یہ ہے کہ اوس احتیاط مین اوقات بسر کرنے کے سبب اور کسی بہتر کام سے محروم نرہے اسواسطیکہ اگر کسی کو طلب علم مین مشغول ہونے کی استطاعت ہے یا ایسے تفکر مین مصروف ہونیکی قدرت ہے جو کشف مین زیادتی کا باعث ہو یا ایسے کسب مین متوجہ ہونے کی طاقت ہے جو اپنی ذات یا اہل و عیال کی پرورش کو کفایت کرے جسکی بدولت خلق سے سوال کی نہ حاجت پڑے لوگون کی دست نگری سے بچے اگر احتیاط طہارت مین اوقات بسر کرنا اوسے ان باتون سے محروم رکھتا ہو تو اوسے ایسی احتیاط کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ یہ امور احتیاط طہارت سے زیادہ ضروری ہین اسی وجہ سے صحابہ کبار رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین ایسی احتیاطون کی طرف مصروف نہین ہوئے اسواسطے کہ وہ لوگ جہاد اور کسب معاش اور طلب علم اور اور ضروری کامون مین مشغول تھے اسی وجہ سے ننگے پاؤن چلتے تھے زمین پر نماز پڑھتے تھے خاک پر بیٹھتے تھے کھانا کھا کر تلوون مین ہاتھہ ملتے تھے گھوڑے اونٹ وغیرہ کے پسینے سے پرہیز نہ کرتے تھے دل کی پاکی مین کوشش بہت کرتے تھے بدن کی صفائی نہ کرتے تھے اگر کوئی اس صفت کا آدمی ہو تو صوفیون کو اوسپر اعتراض کرنا نہین پہونچتا اور جو شخص سستی اور کاہلی سے یہ احتیاط نہ کرے اوسے اہل احتیاط پر اعتراض کرنا نہین پہونچتا کہ احتیاط نہ کرنے سے احتیاط کرنا بہتر ہے دوسری شرط یہ ہے کہ اپنے تئین ریا اور رعونت سے بچائے رکھے اسواسطے جو ایسی احتیاط کرتا ہے وہ ہمہ تن زبان ہو کر پکارتا پھرتا ہے کہ مین زاہد ہون اپنے تئین ایسا پاک رکھتا ہون اور اوسے اس بات مین عزت اور شرف حاصل ہوتا ہے اگر زمین پر پاؤن رکھتا ہے یا اور کسیکے لوٹے سے طہارت کرتا ہے تو ڈرتا ہے کہ مین لوگون کی نگاہ سے گر جاونگا اوسے چاہیے کہ اپنے تئین آزمائے لوگون کے سامنے زمین پر پاؤن رکھے مباح کی راہ اختیار کرے اپنے باطن مین احتیاط کا تدارک کرے اگر اوسکا نفس اس بارہ مین کچھ نزاع کرے تو سمجھ جائے کہ ریا کی آفت نے اوسمین دخل پایا ہے اوسوقت اوسپر واجب ہو جاتا ہے کہ ننگے پاؤن پھرے اور زمین پر نماز پڑھے اور احتیاط سے ہاتھہ اوٹھائے اسواسطے کہ ریا حرام ہے اور احتیاط سنت ہے جب ریا سے بے احتیاط چھوڑے بچ ہی نہین سکتا تو اوسپر احتیاط چھوڑ دینا واجب ہے تیسری شرط یہ ہے کہ احتیاط کو اپنے اوپر فرض نہ کرے ترک احتیاط جو مباح ہے کبھی کبھی اوسکی راہ بھی چلے چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کے برتن سے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی ہے اور ان لوگون نے اکثر اوقات خاک پر نماز پڑھی ہے اور جو کوئی سونیکے واسطے زمین پر کچھ نہ بچھاتا تھا اوسکی بڑی تعظیم فرماتے تھے تو جو کوئی ان لوگون کی خصلت حمیدہ سعادت کو چھوڑ دیگا اوسکا نفس ان حضرات کی اطاعت کو قبول نہ کریگا تو یہ امر اس بات پر دلیل ہے کہ اوسکے نفس نے اس احتیاط مین عزت اور لذت پائی ہے اب اوسے اس احتیاط سے ہاتھہ کھینچنا مشکل ہوگا چوتھی شرط یہ ہے کہ جس احتیاط سے مسلمانون کے دلکو رنج پہونچے اوسے چھوڑ دے اسواسطے کہ مسلمانون کے دلکو رنج دینا حرام اور ترک احتیاط حرام نہین ہے جیسے کوئی سلام مین ہاتھہ ملانیکا قصد کرے یا معانقہ کرنا چاہے اور اوسکے بدن مین پسینا ہو اور دوسرا شخص اپنا بدن سمیٹے اور بچائے تو یہ حرام ہے بلکہ خلق کریما اور مسلمانونسے ملنا یہ احتیاطون سے بہتر اور مبارک اور افضل ہے اسواسطے اگر کوئی کسی کی جانماز پر پاؤن رکھنا چاہے

پاکس کے لوٹے سے طہارت کرنا چاہے یا برتن مین پانی پینا چاہے تو اوسے منع کرنا اور اپنی کراہیت ظاہر کرنا نہ چاہیے اسواسطے کہ
ایکبار جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات نے آب زمزم طلب فرمایا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا
کہ یارسول اللہ اسمین بہت لوگون نے ہاتھہ ڈالے ہین اور گھنگھولا ہے ٹھہریے مین خاص ڈول آپ کے واسطے منگا کر پانی کھینچے دیتا ہون
آپ نے فرمایا کہ نہین مین مسلمانون کے ہاتھہ کی برکت کو دوست رکھتا ہون اکثر پڑھے ہوئے جاہل ان باتون کو نہین پہچانتے اور
جو شخص احتیاط کرے اوس سے اپنے تئین بچاتے ہین اور اوسے رنجیدہ کرتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اونکے ماں باپ اور رفیق جب
اونکا اوٹا یا کپڑا لینے کو ہاتھہ بڑہاتے ہین تو وہ سخت کلام کہہ بیٹھتے ہین اور یہ سب حرام ہے اور جو احتیاط کہ واجب نہین ہے اوسکے سبب سے
یہ امور کیونکر درست ہو جاہین اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو لوگ ایسی احتیاط کرتے ہین اونکے دماغ مین تکبر پیدا ہو جاتا ہے لوگون پر یہ احسان
جتاتے ہین کہ ہم ایسی احتیاط عمل مین لاتے ہین اور اپنے تئین لوگون سے بچا کر اونہین رنج دینا غنیمت جانتے ہین اور اپنی پاکیزگی کا
حال لوگون سے بیان کر کے اپنا فخر ظاہر کرتے ہین اور اونکو بدنام کرتے ہین صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم جس آسان طریقہ پر چلتے تھے
اوسے احتیا نہین کرتے جو شخص فقط پتھر سے استنجا کرے تو اس فعل کو گناہ کبیرہ سمجھتے ہین اور یہ سب بڑے اخلاق ہین اور جس شخص سے
وقوع مین آیین اوسکی نجاست باطنی پر دلیل ہین دلکو ایسی خبیث عادتون سے پاک رکھنا فرض ہے کہ یہ سب امور ہلاکت کے باعث ہین
اور ان باتون سے باز رہنا ہلاکت کا موجب نہین ہے پانچوین شرط یہ ہے کہ کھانے پینے کی چیز مین اور بات کرنے مین بھی اس احتیاط
کو نگاہ رکھے کہ یہ بہت ہی ضرور ہے اور جب ضروری امر سے ہاتھہ روکا یعنی اوسے نہ کیا تو یہ اس بات پر دلیل ہے کہ اور باتون مین
یہ احتیاط فقط رعونت کے واسطے ہے یا محض عادت ہے جیسے کوئی شخص کھانا تو تھوڑی سی بھوک مین کھاتا ہے اسمین تو کچھ بھی احتیاط
نہین کرتا پھر احتیاط سو جنبی ہے کہ جب تک ہاتھہ منہ نہین دھوتا نماز نہین پڑہتا اتنا نہین جانتا کہ جو چیز نجس ہو اوسکا کھانا حرام ہے
اگر نجس ہے تو بلا ضرورت کیون کھاتا ہے اگر پاک ہے تو ہاتھہ کیون دھوتا ہے پھر جب ہاتھہ منہ دھویا تو جس کپڑے پر عوام الناس بیٹھتے
ہین اوسپر نماز نہین پڑہتا نہین معلوم کہ عوام الناس کے گھر کا پکا کھانا کیون چکھہ جاتا ہے اسمین احتیاط کو کیون نہین کام فرماتا ہے
حالانکہ لقمہ کی پاکی مین احتیاط بہت ہی ضرور ہے اور اکثر ایسے لوگ بازاریون کے گھر مین اون ہی کے گھر کا پکا کھانا تو نوش
کر جاتے ہین اور اون لوگون کے کپڑے پر نماز نہین پڑہتے یہ باتین احتیاط مین سچے ہونے کی دلیل نہین ہین چھٹی شرط یہ ہے کہ اپنی
احتیاط کو منہیات اور منکرات کے ساتھہ نہ ادا کرے مثلاً تین بار سے زیادہ طہارت کرے کہ چوتھی بار منع ہے یا طہارت مین دیر لگائے
کہ کوئی مسلمان اوسکا منتظر رہے یہ نہ چاہیے یا پانی بہت بہائے یا اول وقت سے تاخیر کر کے نماز پڑہے یا امام ہو کر جماعت کو
انتظار مین رکھے یا کسی مسلمان سے کسی کام کا وعدہ کیا ہو اور اوسے دیر ہوتی ہو یا اوس سبب سے اوس مسلمان کے کسب اور
کمائی کا وقت ضائع ہوتا ہو یا اوسکے عیال و اطفال تباہ ہوتے ہون ایسے کام اوس احتیاط کی وجہ سے جو فرض نہین ہے درست
نہین ہو جاتے یا مسجد مین اپنا مصلے اسواسطے بہت پھیلائے کہ اور کسیکا کپڑا اوسکے نہ چھو جاے اسمین تین چیزین ممنوع ہین ایک تو یہ
کہ مسجد کا ایک ٹکڑا اور مسلمانون سے غصب کیا اور چھین لیا حالانکہ اوسکا حق سجدہ کرنے بھر کی جگہہ سے زیادہ نتھا دوسری یہ کہ ایسی صف

جسمین بہت لنبا چوڑا مصلہ بچھا ہوا ملی ہوئی نہین ہوسکتی اور سنت یہ ہے کہ کاندہے سے کاندہا ملا رہے تیسری یہ کہ مسلمان سے ایسا پرہیز کرتا ہے جیسا کتے اور ناپاکیون سے اور یہ نہ چاہیے اور ایسے منکرات بہت ہین کہ پڑہے جاہل احتیاط کے سبب سے اونکے مرتکب ہوتے ہین اور اونہین منہیات اور منکرات نہین جانتے **فصل** العزیز جب تونے یہ جان لیا کہ طہارت ظاہر طہارت باطن سے جدا ہے اور باطن کی طہارت تین ہین ہین ایک گناہون سے اعضائے ظاہری کی طہارت دوسری اخلاق بد سے ظاہر کی طہارت تیسری ماسوی اللہ سے باطن دل کی طہارت تو اب جان تو کہ طہارت ظاہری کی بھی تین قسمین ہین ایک نجاست سے طہارت دوسری حدث وجنابت سے طہارت تیسری بدن مین فضول چیزین جو بڑہتی ہین اونسے طہارت مثلاً ناخون بال میل وغیرہ **پہلی قسم** یعنی نجاست سے طہارت العزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے جمادات کی قسم سے جتنی چیزین پیدا کی ہین وہ سب پاک ہین مگر خراب جو ستی لائے تھوڑی ہو یا بہت سب ناپاک ہے اور جتنے جانور ہین سب پاک ہین مگر کتا اور سور اور جو جانور مرجائے ناپاک ہے مگر آدمی اور مچھلی اور ٹیڑی اور جن جانورون کے بدن مین بہتا ہوا لہو نہو جیسے مکھی بچھو چانچ مکھی اور وہ کیڑے جو اناج مین پیدا ہوتے ہین اور جو چیز جانورون کے درون مین مستحیل اور متغیر ہوگئی ہو سب نجس ہے مگر وہ چیز جو جانورون کی اصل اور تخم ہے جیسے منی اور مرغ کا انڈا اور ریشہ کا کیڑا اور جو چیز مستحیل اور متغیر نہوئی ہو وہ پاک ہے جیسے پسینا اور آنسو اور جو چیز ناپاک ہے اوسکے ساتہ نماز درست نہین مگر پانچ قسم کی نجاست دشواری کے سبب سے معاف ہے ایک تین پتھر یا ڈہیلے لینے کے بعد براز کا جو اثر باقی رہ جائے بشرطیکہ اپنے مقام سے پہیلا ہوا نہو دوسری شاہراہ کی کیچڑ گو اوسمین یقینی نجاست دکھائی دے لیکن شاہراہ کی کیچڑ اوسیقدر معاف ہے جس سے آدمی اپنی تئین بچا نہ سکے یہنین کہ آدمی کیچڑ مین گر پڑے یا ہاتہی گہوڑا وغیرہ کیچڑ سے کپڑون کو خراب کردے کہ ایسا زیادہ ہین اور اتنی کیچڑ معاف نہین ہے تیسری وہ نجاست جو موزہ مین بھر جاے مگر اوسیقدر جس سے بچنا ممکن نہو اگر موزہ کو زمین پر رگڑ ڈالا اور اوسے پہنے نماز پڑہی تو معاف ہے چوتھی پستو کا لہو جو کیڑے پر لگا ہو تہوڑا ہو یا بہت معاف ہے گو پسینا بھی آیا ہو پانچوین مرغی ماکل حیوانات جو چہوٹے چہوٹے دانون سے نکلے معاف ہے اسواسطے کہ آدمیکا بدن اس سے خالی نہین ہوتا اسیطرح جو معاف رطوبتا ان کے دانون سے نکلے وہ بھی معاف ہے لیکن جو بڑا دانہ ہو اور اوس سے پیپ نکلے اوسکا پہوڑے کا سا حال ہے اور وہ کم ہوتا ہے اوسکا دہونا واجب ہے اگر دہونیکے بعد اوسکا کچہ اثر باقی رہے تو امید ہے کہ معاف ہو اگر کسیکے فصد کہلوائی ہو یا کسیکے زخم لگا ہو تو اوسکے خون کو دہونا چاہیے اگر کچہ رہ جاے اور دہونے مین خطرہ ہو تو وہ نماز قضا کرنا چاہیے کہ یہ عذر نادر ہوتا ہے **فصل** جو جگہ نجس ہو اور ایک بار اوسپر پانی بہجائے تو پاک ہوجاتی ہے لیکن اگر عین نجاست ہو تو اوسے دہونا چاہیے تاکہ عین اور جرم نجاست زائل ہوجائے اور اگر دہویا اور ملا اور کئی بار اوسے ناخون سے کہرچا اور بایں ہمہ اوسکی رنگت اور بو باقی رہے تو پاک ہے اور جو پانی حقیقتاً نے پیدا کیا ہے خود پاک ہے اور دوسری چیز کا پاک کرنیوالا ہے مگر چار طرح کا پانی ایک وہ پانی جس سے ایکبار حدث دور کیا ہو یہ خود پاک ہے اور کو نہین پاک کرتا دوسرا وہ پانی جس سے نجاست دور کی ہو وہ نہ خود پاک ہے نہ اور کا پاک کرنیوالا ہے لیکن اوسکا رنگ اور مزہ اور بو اگر نجاست کی وجہ سے نہ بدلا ہو تو پاک ہے تیسرا وہ پانی جو اڑہائی سو من سے کم ہو اور اوسمین نجاست پڑجاے اگرچہ متغیر نہوا

تو بھی نجس ہے اور اگر پانی سو من ہے یا زیادہ ہے تو نجاست پڑنے سے جبتک متغیر نہو جاے ناپاک نہین ہوتا جو تھا وہ پانی جسکا رنگ
اور مزا اور بو اوس پاک چیز کے سبب سے بدل جاے جس سے اوس پانی کو بچا سکتے ہون جیسے زعفران صابون اشنان آٹا وغیرہ
یہ پانی پاک ہے پاک کرنیوالا نہین ہے لیکن اوسمین اگرچہ یون ہی تغیر ہوا ہو تو پاک کرنیوالا بھی ہے **دوسری قسم طہارت حدث** اسمین
پانچ چیزین جاننا چاہیے پاخانہ پھرنے پیشاب کرنیکے آداب استنجا کرنیکے آداب وضو کے آداب غسل کے آداب تیمم کے آداب **فصل**
پاخانہ جانیکے آداب کے بیان مین اگر آدمی صحرا مین ہو تو چاہیے کہ لوگون کی نگاہ سے دور ہو جاے اور ممکن ہو تو دیوار کی آڑ مین جاے
اور بیٹھنے سے پہلے ستر نگاہ نکھولے اور آفتاب ماہتاب کیطرف منہ نہ کرے اور قبلہ کیطرف منہ اور پیٹھ نکرے لیکن اگر پاخانہ مین ہو تو
درست ہے مگر اولے یہ ہے کہ قبلہ داہنی یا بائین طرف رہے جہان لوگ جمع ہوتے ہون وہان نہ پاخانہ پھرے نہ پیشاب کرے پانی مین
کھڑے ہوکر پیشاب نہ کرے میوہ دار درخت کے نیچے اور کسی بل مین نہ پاخانہ پھرے نہ پیشاب کرے سخت زمین پر اور ہوا کے رخ پیشاب
نہ کرے تاکہ اوسپر چھینٹین نہ پڑین اور بے عذر کھڑے کھڑے پیشاب نہ کرے جہان لوگ وضو یا غسل کرتے ہون وہان پیشاب نہ کرے اور
بائین پاون پر زور دیکر بیٹھے جب پاخانے جانے لگے تو بایان پاون پہلے رکھے جب باہر آنے لگے تو داہنا پاون پہلے رکھے اور جس
چیز مین خدا کا نام ہو اوسے اپنے ساتھ نہ لیجاے اور پاخانہ پیشاب کو ننگے سر نہ جاے پاخانہ جاتے وقت کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ
الرِّجْسِ النَّجِسِ الْخَبِیْثِ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ جب باہر نکلے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ مَا یُؤْذِیْنِیْ وَاَبْقٰی فِیْ
جَسَدِیْ مَا یَنْفَعُنِیْ **فصل** استنجا کرنیکے بیان مین چاہیے کہ پتھر کے تین ٹکڑے یا مٹی کے تین ڈھیلے پاخانہ پھرچکنے سے پہلے
درست کر رکھے جب فارغ ہو تو بائین ہاتھ مین لیکر پاخانہ کے مقام کے قریب پاک جگہ پر کھکا کھسکالے اور نجاست کے مقام پر لاکر
اوسے پھیرے اور نجاست پونچھے دوسری جگہ نجاست نہ بھرنے پاے اسیطرح تین ڈھیلے کام مین لاے اگر پاک نہو تو ڈھیلے اور لے
تاکہ طاق رہین پھر پتھر کا ایک ٹکڑا یا ایک بڑا ڈھیلا داہنے ہاتھ مین لے اور آلہ تناسل بائین ہاتھ سے پکڑے اور اس پتھر یا ڈھیلے پر تین یا
تین جگہ اوسکا سر رکھے یا دیوار پر تین جگہ تین بار رکھے اور بائین ہاتھ سے ہلاے داہنے ہاتھ سے نہین اگر اتنے ہی پر قناعت کرے
تو پاکی کے واسطے کفایت کرتا ہے لیکن اولے یہ ہے کہ ڈھیلے اور پانی دونون سے استنجا کرے اگر پانی لینا منظور ہے تو اوس جگہ سے
اوٹھکر دوسری جگہ جاے تاکہ اوسپر پانی نہ اوڑے داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے بائین ہاتھ سے ہتیلی تک اسقدر ملے کہ یہ معلوم ہو جاے
کہ اب نجاست کا کچھ اثر نہین باقی رہا جب یہ معلوم ہو جاے تو بہت پانی نہ بہاے اور ملنے مین بہت زور نکرے کہ پانی اندر پہونچ جاے لیکن
آبدست کے وقت اپنے تئین ڈھیلا رکھے اور اسطرح آبدست لینے مین جہان پانی نہ پہونچے وہ باطن بدن ہے اوسکو نجاست کا حکم نہین ہے
وسواس نہ کرنا چاہیے اسیطرح قطرہ جھاڑنے مین تین بار زور کرکے نیچے ہاتھ لیجاے اور تین بار جھٹکے اور تین قدم چلے اور تین مرتبہ کھنکھارے
اس سے زیادہ اپنے تئین تکلیف نہ دے کہ وسواس پیدا ہوگا اور اگر ایسا کر چکا اور ہر بار معلوم ہوتا ہے کہ استنجا کرنیکے بعد تری ظاہر ہوئی
تو اپنی میانی پر پانی ڈال لے کہ وہ تری پانی کی معلوم ہو اسواسطیکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے وسواس دور کرنے کو ایسا ہی
فرمایا ہے جب استنجا کرکے فارغ ہو تو دیوار یا زمین پر ہاتھ سے پھیر دیوے تاکہ کچھ بو نہ باقی رہے اور استنجا کرنیکے بعد یہ کہے

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ النِّفَاقِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ **فصل** کیفیت وضو کے بیان مین جب استنجا کرکے فارغ ہو تو مسواک کرے اور داہنی طرف سے شروع کرے پہلے اوپر کے دانتون مین مسواک کرے پھر نیچے کے دانتون مین بعدہ بائین طرف اسیطرح مسواک کرے پھر دانتون کی اندر کی جانب اسی ترتیب سے مسواک کرے پھر زبان اور تالو مین مسواک گرٹے اور مسواک کرنا بہت ضرور ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسواک کرکے ایک نماز پڑہنا بیمسواک کیی ستر نماز پڑہنے سے افضل ہے اور مسواک کرتے وقت یہ نیت اور خیال کرے کہ خدا تعالی کے ذکر کا راستہ صاف کرتا ہون اور جب وضو ٹوٹ جائے تو اوسیوقت پھر وضو کرلے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تہے اور جب وضو کرے تو مسواک کرنے سے نہ محروم رہے اور اگر وضو نہ کرے اور اسوجہ سے کہ بے کلی کیے سو گیا تھا دیر تک منہ بند کیے چپکا بیٹہا رہا یا بودا کوئی چیز کہائی اور ان وجہون سے اوسکی منہ کی کیفیت بدل گئی تو مسواک کرنا سنت ہے جب مسواک سے فارغ ہو تو بلندی پر قبلہ رو بیٹہے اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ رَبِّ اَنْ یَّحْضُرُوْنِ کہے اور تین بار دونون ہاتہہ دہوئے اور کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْیُمْنَ وَالْبَرَکَۃَ وَاَعُوْذُ مِنَ الشُّؤْمِ وَالْھَلَکَۃِ اور نماز مباح ہونے اور حدث دور کرنے کی نیت کرے اور جبتک منہ دہوئے نیت کا دہیان رکہے پھر تین بار کلی کرکے غرغرہ کرے اگر روزہ دار ہو تو غرغرہ نہ کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَتِلَاوَۃِ کِتَابِکَ پھر تین بار ناک مین پانی ڈالے اور چنکے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَرِحْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ وَاَنْتَ عَنِّیْ رَاضٍ پھر تین بار منہ دہوئے اور کہے اَللّٰھُمَّ بَیِّضْ وَجْھِیْ بِنُوْرِکَ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہُ اَوْلِیَائِکَ اور جو بال چہرہ پر ہین اونکی جڑون کو پانی پہونچ جائے اگر ڈاڑہی مین بہت بال ہین اور ملے ہین تو ڈاڑہی پر پانی بہائے اور بالون مین اونگلیون سے خلال کرے اسیکا نام تخلیل ہے منہ کے کانون سے گوشۂ پیشانی تک چہرہ کی حد ہے اور آنکہہ کے کوئے کو اونگلی سے پاک کرے کہ جو کچہ رمہ وغیرہ کا اثر ہو وہ نکل جائے پھر داہنا ہاتہہ آدہے بازو تک تین دفعہ دہوئے اور جسقدر بازو کے نزدیک تک دہویگا بہتر ہویگا اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا پھر اسطرح بایان ہاتہہ دہوئے اگر ہاتہہ مین انگوٹہی ہو تو اوسے جنبش دیدے کہ اوسکے نیچے پانی پہونچ جائے اور کہے اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ تُعْطِیَنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ اَوْ مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ پھر دونون ہاتہہ تر کرکے اونگلیان ملاکر سر پر اگلی طرف رکہے اور گدی تک لیجاے پھر وہان سے اپنے مقام پر پہیر لائے تاکہ بالون کے دونون رخ تر ہوجائین اور یہ ایکبار مسح ہوا اسیطرح تین بار کرے اسطور پر کہ ہر بار پورے سر کا مسح ہوجاے اور کہے اَللّٰھُمَّ غَشِّنِیْ بِرَحْمَتِکَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ وَاَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّکَ پھر دونون کانون کا مسح کرے اور تین بار کانون کے گہومنے مین اونگلی ڈالے اور انگوٹہے کان کی پشت پر اوتارے اور کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ پھر گردن مسح کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ فُکَّ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ السَّلَاسِلِ وَالْاَغْلَالِ پھر داہنا پاون آدہی پنڈلی تک تین بار دہوئے اور بائین ہاتہہ کی چنگلیا سے پاون کی اونگلیون مین تلوون کی طرف سے خلال کرے اور داہنے پاون کی چنگلیا کیطرف سے خلال شروع کرے اور بائین پاون کی چنگلیا پر تمام کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ فِی النَّارِ پھر اسیطرح

کہ شیطان اون کے منہ مین پیشاب کیا کرتا ہے اور جب گھر مکان مین جاے تو آتش دوزخ کو یاد کرے اور ایک ساعت سے زیادہ نہ بیٹھے تاکہ سمجھے کہ دوزخ کے قید خانہ مین کیونکر رہے گا بلکہ عقلمند وہ شخص ہے کہ جو کچھ دیکھے آخرت کا سماں یاد کرے اور اگر اندھیرا دیکھے تو قبر کی سیاہی اور تاریکی یاد کرے اگر سانپ دیکھے تو دوزخ کے سانپ یاد کرے اگر بری صورت دیکھے تو منکر نکیر اور دوزخ کے فرشتون کو یاد کرے اگر بدبو کی آواز سنے تو نفخہ صور یاد کرے اگر ذلت و خوف دیکھے تو قیامت کے دن کا مردود ہونا اور مقبول نہونا یاد کرے یہ باتین تو موافق شرع کے سنت ہین اور طبیبون نے کہا ہے کہ ہر مہینے مین ایکبار چونے کا استعمال مفید ہوتا ہے اور جب حمام سے باہر نکلنے لگے تو ٹھنڈا پانی پاؤن پر ڈالے تاکہ نقرس کی بیماری سے محفوظ رہے اور درد سر نہ اوٹھے اور ٹھنڈا پانی سر پر نہ ڈالے اور گرمی کے دنون مین حمام سے نکلے اور سو رہے تو یہ شربت اور دوا کا کام کریگا **فصل** فضلات بدن سے دوسری طرح کی بھی پاکی ہے اور فضلات سات چیزین ہین ایک سر کے بال اونکا منڈوانا اولی اور پاکی سے نزدیکتر ہے لیکن صاحبان شرف کو بال رکھنا درست ہے اور تھوڑے بال مونڈنا اور لشکریون کیطرح بال پراگندہ چھوڑ دینا مکروہ ہے اور اس فعل کی ممانعت ہے دوسرے موچھون کے بال لب کے برابر کر دینا سنت ہے اور چھوڑ دینا منع ہے تیسرے بغل کے بال ہر چالیس دن مین اوکھاڑنا سنت ہے نہین تو مونڈنا بہتر ہے کہ اذیت نہو چوتھے موے نہانی اونکو مونڈنے سے یا نورے سے دور کرنا سنت ہے اور چاہیے کہ چالیس دن سے زیادہ بڑھنے نہ دے پانچوین ناخن کاٹنا تاکہ اوسمین میل نہ جمے اگر میل اکھٹا ہوگا تو طہارت نہ زائل ہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کے ہاتھہ مین میل جمع دیکھا فرمایا کہ ناخن کاٹ ڈالو اور نماز قضا کرنیکا حکم نہ فرمایا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب ناخن بڑھجاتے ہین تو شیطان کے بیٹھنے کی جگہہ ہوجاتی ہے چاہیے کہ اوس اونگلی سے ناخن کاٹنا شروع کرے جو اونگلی بزرگ اور بہتر ہو اور پاؤن سے ہاتھہ افضل ہے اور بائین سے داہنا اولی ہے اور کلمہ کی اونگلی اور اونگلیون سے متبرک اور افضل ہے تو چاہیے کہ اوسی سے ناخن کاٹنا شروع کرے اور اوسکے داہنی طرف کا کاٹتا چلے حتی کہ پھر اوسی اونگلی تک پہونچے اور دونون ہاتھونکی اونگلیونکے سرے ملاکر حلقے کے مانند وضع کرے تو داہنے ہاتھہ کے کلمہ کی اونگلی سے شروع کرے اور چھنگلیا تک کاٹتا چلا جاے پھر بائین ہاتھہ کی چھنگلیا سے شروع کرے اور پانچون ناخن کاٹکر داہنے ہاتھہ کے انگوٹھے پر ختم کرے چھٹے ناف کا مونڈنا اور یہ پیدا ہونیکے وقت ہوتا ہے ساتوین عورتون اور مردون کا ختنہ کرنا **فصل** ڈاڑھی اگر لمبی ہو تو مشت چھوڑ کر باقی کترڈالنا درست ہے تاکہ حد سے تجاوز نکرے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے اور تابعین کے ایک گروہ نے ایسا ہی کیا ہے اور ایک گروہ نے کہا ہے کہ ڈاڑھی کو چھوڑ دینا چاہیے العزیز جانتو کہ ڈاڑھی مین دو خصلتین مکروہ ہین ایک تو سیاہ خضاب کرنا اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ سیاہ خضاب دوزخیون اور کافرون کا ہے اور سیاہ خضاب پہلے فرعون نے کیا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخیر زمانہ مین لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب کرینگے وہ جنت کی بو بھی نہ پاسکینگے اور حدیث مین آیا ہے کہ وہ بوڑھا سب بوڑھون سے بدتر ہے جو اپنے تئین جوانون کے مشابہ بنائے اور بہترین جوان وہ جوان ہے جو اپنے تئین بڈھون کے مانند بنائے اور اس ممانعت کا یہ سبب ہے کہ سیاہ خضاب بری غرض سے بناوٹ اور فریب ہے دوسرے خضاب سرخ اور زرد اگر غازی لوگ یہ خضاب کرین تاکہ کافرون پر دلیر نہو جائین اور انہین ضعیف اور بوڑھا سمجھکر

نہ دیکھین تو یہ خضاب سنت ہے اور اسی غرض سے بعض عالمون نے سیاہ خضاب بھی کیا ہے اگر یہ غرض نہو تو ہر رنگ کا خضاب نہ مباح ہے اور درست نہین ہے تیسرے ڈاڑہی کو گندہ بک سے سفید کرنا تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ بوڑہا ہے اور بہت عزت کرین اور یہ سمجھنا حماقت ہے اسواسطے کہ عظمت اور عزت علم اور عقل سے ہوتی ہے بوڑہاپے اور جوانی سے نہین ہوتی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے جب انتقال فرمایا تو آپ کے بالون مین بیس بال سے زیادہ سفید نہ تھے چوتھے ڈاڑہی کے سفید بال چننا اور بوڑہاپے سے ننگ و عار رکھنا اور یہ امر ایسا ہے جیسے خدا کے دیے نور سے ننگ و عار کرنا اور یہ مرتبہ نادانی سے ہوتا ہے پانچوین ہوس اور سودائے خام سے ابتداے جوانی مین ڈاڑہی کے بال اوکہاڑنا اور منڈوانا تاکہ بیرشیون کی ایسی صورت معلوم ہو یہ بھی نادانی سے ہوتا ہے اسواسطے کہ حق تعالے کے فرشتے ہین کہ اونکی یہ تسبیح ہے سُبْحَانَ مَنْ زَیَّنَ الرِّجَالَ بِاللِّحٰی وَالنِّسَاءَ بِالذَّوَائِبِ یعنی وہ خدا پاک ہے جسنے مردونکو ڈاڑہی سے اور عورتون کو گیسو سے آراستہ فرمایا چھٹے کبوتر کی دم کیطرح ڈاڑہی کو ترشانا کہ عورتون کو اچھا معلوم ہو اور اوسکی طرف رغبت کرین ساتوین سر کے بالون سے ڈاڑہی مین بڑہانا اور یہ ہیز گارون کی عادت کے خلاف زلفونکو کان کی لو سے نیچے چھوڑ دینا آٹھوین ڈاڑہی کی سیاہی یا سفیدی کو نظر تعجب سے دیکھنا اسواسطے کہ خدا اوس شخص کو دوست نہین رکھتا جو اپنی تئین تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہے نوین لوگونکے دکہانیکو کنگھی کرنا ادای سنت کی نیت سے نکرنا دسوین اپنا زہد جتانیکو ڈاڑہی کو پراگندہ اور اولجہائے رکہنا تاکہ لوگ جانین کہ وہ خود ڈاڑہی مین کنگھی کرنیکی طرف نہین مشغول ہوتے ہا اور مقصد احکام طہارت بس ہین

چوتھی اصل نماز کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ نماز اسلام کا ستون اور دین کی بنیاد اور بنا ہے اور سب عبادتون کی سردار اور پیشوا ہے جو شخص پانچون فرض نمازین مع شرائط وقت پر ادا کیا کرے اوسکے واسطے عہد باندہا گیا ہے کہ وہ خدا کی حمایت اور امان مین رہے گا گناہ کبیرہ سے آدمی جب باز رہا تو جو اور گناہ صغیرہ اوس سے سرزد ہونگے یہ پانچون نمازین اوسکا کفارہ ہونگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان پانچون نمازون کی مثل ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے پر شفاف پانی کی نہر بہتی ہو اور وہ پانچ بار روز اوسمین نہاتا ہو یہ فرماکر آپ نے پوچہا کہ جو شخص پانچ بار روز نہاتا ہو اوسکے بدن پر کچھ میل رہنا ممکن ہے لوگونے عرض کیا کہ نہین آپنے فرمایا کہ جسطرح پانی میل کو دور کرتا ہے اوسیطرح یہ پانچ نمازین گناہون کو دور کرتی ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے جسنے اسے چھوڑا اوسنے اپنے دین کو ویران کیا جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچہا کہ یا رسول اللہ کونسا کام سب کامون سے فاضلتر ہے آپنے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز جنت کی کنجی ہے اور آپنے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے توحید کے بعد اپنے بندون پر نماز سے زیادہ محبوب تر کوئی چیز فرض نہین کی ہے اگر کسی چیز کو نماز سے زیادہ دوست رکہتا تو فرشتونکو اوسی چیز مین مشغول کرتا اور فرشتے ہمیشہ نماز ہی مین رہتے ہین کچھ فرشتے رکوع مین رہتے ہین کچھ سجود مین کچھ قیام مین کچھ قعود مین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے ایک نماز بھی عمداً ترک کی وہ کافر ہو گیا

یعنی اس بات کے قریب ہوگیا کہ اوسکی اصل ایمان مین خلل آجاے جیسے لوگ کہتے ہین کہ جنگل مین جس کسیکا پانی ضائع ہوا وہ ہلاک ہوا یعنی خطرہ مین پڑنیکے قریب ہوگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے نماز کو دیکھینگے اگر شرائط کے ساتھ پوری ہے تو قبول کرینگے اور اور اعمال اوسکے تابع ہونگے جیسے ہونگے قبول ہوجائینگے اور اگر معاذ اللہ نماز ناقص ہے تو اور سب اعمال سمیت اوسکے منہ پر پھیر مارینگے اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح طہارت کرکے نماز پڑہتا ہے اور پورا رکوع سجود بجالاتا ہے اور دل سے عاجزی اور فروتنی کرتا ہے اوسکی نماز سفید اور روشن عرش تک جاتی ہے اور نماز پڑہنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تو نے مجھے نگاہ رکھا ہے اسطرح خدا تجھے نگاہ رکھے اور جو شخص وقت پر نماز نہ پڑہے اور طہارت خوب نہ کرے اور رکوع سجود مین کمال عاجزی نہ کرے وہ نماز سیاہ ہوکر آسمان تک جاتی ہے اور نماز پڑہنے والے سے کہتی ہے کہ جیسا تو نے مجھے ضائع اور خراب کیا خدا تجھے ضائع اور خراب کرے جبتک خدا کو منظور ہوتا ہے تب تک نماز یہی کہتی ہے پھر اوسکی نماز کو پرانے کپڑے کیطرح لپیٹ کر اوسکے منہ پر مارتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب چوروں سے بدتر وہ چور ہے جو نماز مین چوری کرے **خاہر نماز کی کیفیت** یعنی نماز جان تو کہ نماز کے ظاہری ارکان کالبد کے مانند ہین اور اونکی ایک حقیقت اور سر ہے اوسے نماز کی روح کہتے ہین پہلے ہم نماز کا ظاہری حال بیان کرتے ہین آدمی جب بدن اور کپڑون کی طہارت سے فارغ ہوا اور ستر عورت کرچکے تو پاک جگہ مین کھڑا ہو اور قبلہ کیطرف منہ کرے دونون قدمون مین چار انگل کا فاصلہ رکھے پنجہ سیدہی اور برابر کرے نہ آگے کو جھکا دے نہ جگہ سے نظر نہ ہٹائے جب سیدہا کھڑا ہوا تو شیطان کو اپنے سے دور کرنے کی نیت سے تمام سورہ قل اعوذ برب الناس پڑہے پھر اگر اوسکے ساتھ کسیکا اقتدا کرنا ممکن ہے تو چپکا کر اذان کہے ورنہ فقط تکبیر کہہ لے اور نیت کو دل مین حاضر کرے مثلاً دل مین یون کہے کہ ظہر کی فرض نماز خدا کے واسطے مین ادا کرتا ہون اور جب نیت کی لفظون کے معنے دل مین آجائین تو کان کے برابر تک اسطرح ہاتھہ اوٹھائے کہ انگلیون کے سرے کان کے برابر ہون اور انگوٹھے کانہ کی لو کے برابر اور ہتیلی شانہ کے برابر ہو جب ہاتھہ اس جگہ ٹھہرے تو اللہ اکبر کہکر دونون ہاتھہ سینہ کے نیچے باندہے داہنا ہاتھہ اوپر رکھے اور کلمہ کی انگلی اور بیچ کی انگلی بائین ہاتھہ کی کلائی کی پشت پر رکھے اور باقی انگلیون کو بائین کلائی کے گرد حلقہ کرلے اور ایسا نہ کرے کہ کانون سے ہاتھہ اوتار کر سیدہے چھوڑ دے پھر سینہ کیطرف لیجاے بلکہ اوتارتے ہی وقت ہاتھہ سینہ کیطرف لیجاے یہی صحیح تر ہے اس درمیان مین ہاتھہ نہ جھٹکے اور ادہر ادہر نہ لیجاے اور تکبیر مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ اللہ اکبر کے بعد واو پیدا ہوجاے یا کہ اکبر کی بے کے بعد الف پیدا ہو اسطرح پر کہ اکبار نکلے وسوسہ والون اور جاہلون کے یہ سب کام ہین بلکہ جسطرح نماز کے باہر بے تکلف اور بلا مبالغہ یہ کلمہ کہتا ہے نماز مین بھی اوسیطرح کہے اور جب ہاتھہ باندہ چکے تو کہے اللہ اکبر کبیرا والحمد للہ کثیرا سبحان اللہ بکرۃ واصیلا پھر انی وجہت وجہی پڑہے بعد اوسکے سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالی جدک ولا الہ غیرک اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم انہ ھو السمیع العلیم بسم اللہ الرحمن الرحیم اور الحمد پڑہے اور تشدیدون کو خوب ادا کرے اور حرف مین اتنا مبالغہ نہ کرے کہ پریشان ہوجاے اور ض اور ظ مین فرق کرے اگر فرق نہ ہوسکے

تو بھی درست ہے اور جب الحمد تمام کرے تو ذرا ٹھہر کر آمین کہے بالکل ملی ہوئی نکہے پھر قرآن شریف کی اور جو سورت چاہے پڑھے اگر مقتدی نہو تو فجر کی نماز مین اور مغرب عشا کی پہلی دو رکعتون مین پکار کر پڑھے پھر رکوع کی تکبیر اسطرح کہے کہ سورت کے آخر سے بالکل ملی ہوئی نہو اور اس تکبیر مین بھی اوسیطرح ہاتھہ اوٹھائے جیسے تکبیر تحریمہ مین اوٹھائے تھے اور رکوع کرے اور دونون ہتھیلیان زانو پر رکھے اور اونگلیان کھلی ہوئی سیدہی قبلہ رو رکھے اور زانو کو زانو کیطرف نہ جھکائے بلکہ سیدہا رکھے اور سر اور پیٹھہ برابر رکھے کہ اوسکی صورت سلام کی سی ہو جاے اور دونون بازو دونون پہلو سے دور رکھے عورت اپنا بازو پہلو سے جدا نہ کرے جب اسطرح رکوع مین ٹھیک ہو جاے تو تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ کہے اگر امام نہو تو سات بار سے دس بار تک کہے تو بہتر ہے پھر رکوع سے اوٹھے اور سیدہا کھڑا ہو جاے اور ہاتھہ اوٹھاے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور کھڑا رہ کر رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَیْءٍ بعدہ کہے اور فجر کی دوسری رکعت مین دعاے قنوت پڑھے اور تکبیر کہکر اسطرح سجدہ مین جاے کہ جو عضو زمین کے نزدیک ہے پہلے وہی زمین پر رکھے پہلے زانو پھر ہاتھہ پھر ماتھا اور ناک زمین پر رکھے اور دونون ہاتھہ زمین پر کاندھے کے برابر رکھے اور اونگلیان کھلی رکھے اور کلائیان زمین پر نہ رکھے بازو اور پہلو اور ران اور پیٹ کے بیچ کشادہ رکھے اور عورت سب اعضا ملائے پھر سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی وَبِحَمْدِہٖ تین بار کہے اگر امام نہو تو زیادہ کہنا اولی ہے پھر اللہ اکبر کہکر سجدہ سے اوٹھے اور بائین پاؤن پر بیٹھے اور دونون ہاتھہ دونون زانو پر رکھے اور کہے رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَاعْفُ عَنِّیْ وَعَافِنِیْ پھر دوسرا سجدہ اسیطرح کرے پھر یون ہی سا بیٹھکر تکبیر کہے اور اوٹھہ کھڑا ہو کر پہلی رکعت کیطرح دوسری رکعت پڑھے اور الحمد کے پہلے اعوذ باللہ کہلے جب دوسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو تو بائین پاؤن پر تشہد کے واسطے بیٹھے جسطرح دونون سجدون کے بیچ والے جلسہ مین بیٹھا تھا اوسیطرح دونون ہاتھہ زانو پر رکھہ لے لیکن داہنے ہاتھہ کی اونگلیون کو بند کرلے مگر کلمہ کی اونگلی کو سیدہا چھوڑے اور کلمۂ شہادت جب پڑھے اور الا اللہ کہے تو اوس اونگلی سے اشارہ کرے لا الہ کہتے وقت اشارہ نہ کرے اور انگوٹھے بھی اگر چھوڑ لیگا تو درست ہے اور دوسرے تشہد مین بھی ایسا ہی کرے لیکن دونون پاؤن کو نیچے سے داہنی طرف نکال لے اور بایان چوتڑ زمین پر رکھے پہلے تشہد مین اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہکر اور دوسرے تشہد مین تمام درود اور دعاے مشہور پڑھکر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ کہے اور داہنی طرف اسطرح منہ پھیرے کہ جو کوئی اوسکے پیچھے داہنی طرف ہو وہ اوسکا نصف چہرہ دیکھہ سکے پھر اسیطرح بائین طرف سلام پھیرے اور اون دونون سلامون مین نماز سے باہر آنے کی نیت کرے اور یہ نیت کرے کہ حاضرین اور ملائک پر مین سلام کرتا ہون **فصل** اتنے کام نماز مین مکروہ ہین بھوک پیاس غصہ مین اور پاخانہ پیشاب کی حاجت کے وقت اور ہر ایک شغل کے وقت اور جو کہ نماز مین خشوع سے باز رکھے نماز پڑھنا اور دونون پاؤن خوب ملا دینا اور ایک پاؤن کو اوٹھا لینا اور سجدے مین پاؤن کے سرے پر بیٹھنا اور دونون چوتڑ پاؤن پر بیٹھنا اور دونون زانو سینہ تک لانا اور ہاتھہ کپڑے کے نیچے اور آستین کے اندر رکھنا اور سجدے کے وقت کپڑے کو آگے پیچھے سے سمیٹنا اور کپڑے کے نیچے کمر باندھنا اور ہاتھہ چھوڑ دینا اور ہر طرف دیکھنا اور اونگلیان چٹخانا اور بدن کھجلانا اور جمائی لینا اور ڈاڑھی کے

بالوں سے کپڑا اور سجدے کے واسطے کنکریاں ہٹانا اور سجدے کی جگہ پر پھونکنا اور انگلیاں ملا لینا اور بیٹھ ٹیڑھی کرنا غرضکہ
اگلے ہاتھ اور سب اعضا ادب کے ساتھ اور نماز کی صفت پر رہیں تاکہ نماز پوری ہو اور زاد آخرت ہونیکے لائق ہو نماز کے ارکان جو
بیان کیے گئے اوسمیں سے چودہ فرض ہیں نیت پہلی تکبیر قیام الحمد پڑھنا رکوع رکوع میں آرام لینا قومہ یعنی رکوع سے اوٹھکر
ہونا قومہ میں آرام لینا سجدہ سجدہ میں آرام لینا جلسہ یعنی دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا آخر کا تشہد رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود بھیجنا سلام پھیرنا جب اتنی باتوں کا لحاظ رکھا تو نماز درست ہوگئی یعنی نماز پڑھنے والا شمشیر سیاست سے بچا لیکن
قبول ہونیمیں خطرہ ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ کی نذر کے واسطے ایک لونڈی لیجاے وہ زندہ تو ہو
لیکن ناک کان ہاتھ پاؤں نداردہوں تو اوسمیں شک ہے کہ قبول ہو یا نہو **نماز کی روح اور حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو
کہ یہ جو بیان ہوا نماز کی صورت اور قالب کا بیان تھا اور اس صورت کی ایک حقیقت ہے وہ نماز کی روح ہے غرضکہ ہر نماز اور
ہر ذکر کے لیے ایک روح خاص ہے اگر اصل روح نہو تو نماز وہ آدمی کے مانند کالبد بیجان ہے اور اگر اصل روح تو ہو لیکن اعمال اور
آداب پورے نہوں تو نماز اوس آدمی کے مثل ہے جسکی آنکھیں نکل گئی ہوں اور ناک کان کٹے ہوں اور اگر نماز کے اعمال تو پورے
ہوں لیکن روح اور حقیقت نہو تو وہ نماز ایسی ہے جیسے کسی شخص کی آنکھ تو ہو لیکن اعمارت نہو کان تو ہوں پر سماعت نہو نماز کی
اصل روح یہ ہے کہ اول سے آخر تک خشوع اور حضور قلب رہے اسواسطے کہ دلکو حقتعالی کے ساتھ راست اور درست رکھنا اور یاد الٰہی کو
کمال تعظیم اور ہیبت کے ساتھ تازہ کرنا نماز سے مقصود ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ یعنی نماز پڑھا کر
میرے یاد کرنیکو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت نمازی ایسے ہیں جنکو نماز سے رنج و ماندگی کے سوا اور کچھ نصیب
نہیں ہوتا اور یہ اوسی سبب سے ہوتا ہے کہ فقط بدن سے نماز پڑھتے ہیں اور دل نماز نہیں پڑھتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ بہت نمازی ایسے ہیں جنکی نماز کا فقط ایک چوتھا حصہ یا ایک سو ان حصہ لکھا جاتا ہے یعنی اوسیقدر نماز لکھی جاتی ہے جسمیں حضور
قلب نا ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ نماز اسطرح پڑھنا چاہیے جسطرح کوئی کسیکو رخصت کرتا ہے یعنی نماز میں اپنی خودی اور خواہش بلکہ
ماسوی اللہ کو دل سے رخصت کردے اور اپنے تئیں بالکل نماز میں مصروف کردے اور یہی باعث ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ ہم اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم باہم باتیں کرتے ہوتے تھے جب نماز کا وقت آجاتا تھا
تو آپ مجھے پہچانتے تھے نہ میں آپ کو یعنی نماز کا وقت آتے ہی معبود برحق کی عظمت اور ہیبت ظاہر و باطن پر بالکل طاری ہوجاتی
تھی اور حضرت سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰة نے فرمایا ہے کہ جس نماز میں دل حاضر ہو حقتعالی اوسکی طرف دیکھتا بھی نہیں جناب
خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰة والتسلیم جب نماز پڑھتے تھے تو دور سے اونکے دل کا جوش سنائی دیتا تھا اور
ہمارے حضرت یعنی سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰة والثنا جب نماز شروع کرتے تھے تو آپکا دل حق منزل اسطرح جوش کھاتا تھا
جسطرح پانی بھری ہوئی تانبے کی دیگ آگ پر جوش کھاتی اور آواز دیتی ہے اور شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ جب
نماز کا قصد کرتے تھے تو آپ کے بدن میں لرزہ پڑجاتا تھا اور رنگ متغیر ہوجاتا تھا اور فرماتے تھے کہ وہ امانت اوٹھانیکا

وقت آیا کہ ساتون زمین و آسمان جسکے متحمل نہو سکے حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ نماز مین جسکو خشوع نہ حاصل ہوا وسکی نماز نہین درست ہوتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو نماز حضور قلب کے ساتہ نہ ادا ہو وہ عذاب سے نزدیک تر ہے اور حضرت ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز مین قصداً دیکہے کہ اوسکے داہنے بائین کون کہڑا ہے اوسکی نماز نہوگی اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی اور حضرت امام شافعی اور اکثر علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اگرچہ کہا ہے کہ پہلی تکبیر کے وقت اگر دل حاضر اور فارغ ہو تو نماز درست ہوتی ہے لیکن بضرورت یہ فتویٰ دیا ہے اسواسطے کہ خلق پر غفلت غالب ہے اور یہ جو کہا کہ نماز درست ہوتی ہے اسکے یہ معنی ہین کہ شمشیر سیاست سے وہ نمازی بچا لیکن زاد آخرت اوسیقدر نماز ہو سکتی ہے جسمین دل حاضر ہو حاصل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑہے اور فقط تکبیر اول کے وقت اوسکا دل حاضر ہو تو بہی امید ہو کہ بالکل نماز نہ پڑہنے والیسے اوسکا حال قیامت کے دن بہتر ہوگا لیکن یہ کہٹکا بہی ہے کہ اوسکا حال بدتر ہو اسواسطیکہ جو شخص سستی کے ساتہ حاضر خدمت ہو اور سزا وہ شخص کی یہ ہے جو بالکل حاضر ہی نہو زیادہ شدت اور سختی ہوتی ہے اسواسطے حضرت حسن بصری رضی نے فرمایا ہے کہ جو نماز بیحضور ہے عقوبت سے نزدیک تر ہے ثواب سے دور ہے بلکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو نمازی اپنی نماز کو بیجا بات اور بیمحل خیالات سے نہ محفوظ رکہے اوسکو خدا سے دوری کے سوا اور کچہ فائدہ نماز سے نہین العزیز ان آیات اور احادیث اور اقوال سے تجہے یہ معلوم ہوا کہ کامل اور بارونق وہی نماز ہے جسمین اول سے آخر تک دل حاضر رہے اور جس نماز مین فقط تکبیر اول کے وقت دل حاضر ہو اوس نماز مین رمق بھر سے زیادہ روح نہین ہوتی وہ نماز اوس بیمار کے مثل ہے جو دم بھر کا مہمان ہو **نماز کے ارکان کی روح اور حقیقت کا بیان** العزیز از جان یہ اسرار نماز کا آغاز ہے اس بات کو جان کہ پہلی صدا جو تیرے کان مین آتی ہے وہ بانگ نماز ہے جسوقت تو اذان سنے چاہیے کہ شوق سے بدل و جان سنے جس کام مین ہو اوسے چہوڑ دے امور دنیا سے منہ موڑ لے اگلے لوگون کا یہی دستور تہا یعنی دنیا کے کام چہوڑ کر اذان سننا اور نہین ضرور تہا کہ ہاتہ اگر ہتوڑا اوٹھائے ہوتا اذان سنکر اوسیطرح رکہ جاتا پہر اوسے نیچے لاکر لوہے پر نہ لگاتا موچی اگر تالی چمڑے کے اندر کیے ہوتا تو باہر نکالنا کیسا جگہ سے نہ ہلاتا اس منادی سے ڈرو روز قیامت یاد کرتے تہے یہ سمجہکر اپنا دل شاد کرتے تہے کہ جو کوئی اسوقت اس حکم پر دوڑ جائیگا قیامت کو منادی سے نجات پائیگا العزیز اگر تو اپنے دلکو اس منادی سے خوش اور شادان کریگا تو منادی قیامت سے شادان اور خوشحال رہیگا **طہارت** طہارت کا مفید یہ ہے کہ تو کپڑے اور بدن کی طہارت کو گویا غلاف کی پاکی سمجہ اور تو یہ پشیمانی ترک اخلاق ناپسندیدہ سے دل پاک کرنیکو اس طہارت ظاہری کی روح جان اسواسطے کہ خدا کی نظر گاہ دل ہے بدن صورت نماز کی جگہ ہے دل حقیقت نماز کی منزل ہے **ستر عورت** اسکے ظاہری معنی یہ ہین کہ جو عضو تیرے ظاہر بدن مین زشت و زبون ہے اوسے خلق کی نگاہ سے چہپا اور اوسکا مفید اور روح یہ ہے کہ باطن مین جو برا ہے اوسے حق تعالیٰ سے پوشیدہ کر اور یہ جان لے کہ تو حق تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہین کر سکتا مگر یہ کہ اپنے باطن کو اوس سے پاک کر اور باطن پاک ہونیکی یہ صورت ہے کہ گذشتہ گناہون پر نادم ہو اور یہ عزم بالجزم کرے کہ آئندہ پھر گناہ نہ کرونگا **اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ** یعنی توبہ گناہون کو ناچیز اور نابود کر دیتی ہے اگر ایسا نہین کر سکتا تو اون گناہون پر خوف اور

ذلت کا پردہ ڈالکر بطرح خستہ و شکستہ اور شرمسار اپنے پروردگار کے سامنے کھڑا ہو جیسے کوئی غلام خطا کرکے بھاگ جاتا ہے
اور پھر اپنے مالک کے سامنے ڈرتا ہوا آتا ہے اور رسوائی اور ذلت کے مارے سر نہین اوٹھاتا ہے **قبلہ رو ہونا** اسکے ظاہری
معنی یہ ہین کہ سب طرف سے اپنا منہ پھیر کر قبلہ رو ہو جاے اور بھید یہ ہے کہ دلکو دونون عالم سے پھیر کر خدا کی طرف کردے کہ
ظاہر و باطن یکسو ہو جاے جسطرح ظاہری قبلہ ایک ہے قبلۂ دل بھی ایک ہی ہے یعنی حق تعالی دل کا اور خیالات مین مشغول ہونا
ایسا ہے جیسا منہ کو ادہر ادہر پھیرنا جسطرح منہ پھیرنے سے نماز کی صورت نہین رہتی دل بھٹکنے سے نماز کی روح اور حقیقت نہین
رہتی اسیواسطے جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز کو کھڑا ہوا اور اوسکا منہ اور دل اور خواہش ہر ایک
سوی خدا ہو تو وہ نماز سے یون باہر آتا ہے کہ گویا اپنی مان کے پیٹ سے آج ہی پیدا ہوا ہے یعنی سب گناہون سے پاک ہو جاتا ہے
اور یقین جان کر جسطرح قبلہ کیطرف سے منہ پھیر لینا نماز کی صورت کو باطل کر دیتا ہے دل کا منہ حقتعالی کی جانب سے پھیر لینا اور
خیالات دنیوی کو دل مین دخل دینا نماز کی روح اور حقیقت کو زائل کر دیتا ہے بلکہ دل کو خدا کی طرف متوجہ رکھنا اولی ہے اسواسطے
کہ ظاہر باطن کا غلاف ہے اور غرض اوس سے ہوتی ہے جو چیز غلاف کے اندر ہو اور غلاف کی فی نفسہ چندان قدر نہین ہوتی
قیام اسکا ظاہر یہ ہے کہ تو اپنے تئین سے خدا کے سامنے غلام کیطرح سر جھکاے کھڑا رہے اور باطن یہ ہے کہ دل سب حرکتون سے
ٹھہر جاے یعنی سب خیالات سے باز آے حقتعالی کی تعظیم اور اپنے انکسار کے ساتھ بندگی مین قائم رہے اور قیامت کے دن
حق سبحانہ تعالے کے سامنے قائم اور حاضر ہونا اور اپنی سب پوشیدہ باتون کا ظاہر ہونا یاد کرے
اور سمجھے کہ اسوقت بھی حقتعالی پر وہ سب ظاہر ہے اور میرے دل مین جو کچھ تہا اور ہے خدا اوسکا عالم اور ناظر ہے اور میرے ظاہر و
باطن سے بالکل وہ آگاہ ہے اور بڑے تعجب کی بات یہ ہے کہ جب کوئی مرد صالح نمازی کو دیکھتا ہے کہ یہ کیونکر نماز پڑہتا ہے تو وہ اپنے
تمام اعضا کو مؤدب کر لیتا ہے ادہر ادہر نہین دیکھتا نماز مین جلدی کرنے اور دوسری طرف التفات کرنے سے شرم آتی ہے اور یہ
جانتا ہے کہ حقتعالی میری طرف ملاحظہ کرتا ہے اور اوس سے نہ شرماتا ہے نہ ڈرتا ہے اس سے زیادہ اور کیا نادانی ہوگی کہ بندہ بیچارہ
جسسے کچھ اختیار نہین اوس سے تو شرم کرتا ہے اور اوسکے دیکھنے سے تو مؤدب ہو جاتا ہے اور مالک الملوک سے کچھ باک نہین کرتا اوسکے
دیکھنے کو آسان جانتا ہے اسیواسطے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ حقتعالی سے کیونکر شرم کرنا چاہیے
آپنے فرمایا کہ جسطرح اپنے گھر والون مین جو صالح اور متقی ہوتا ہے اوس سے تو شرماتا ہے اوسیطرح حقتعالی سے بھی شرما اور اسی تعظیم کے
سبب سے اکثر صحابہ نماز مین اسطرح ساکن کھڑے ہوتے تہے کہ پرندا ونسے نہ بہاگتے اور سمجھتے کہ یہ پتھر ہین جسکے دل مین خدا کی عظمت
اور بزرگی ثابت ہوئی اور اوسے اپنا ناظر سمجھا اوسکا ہر عضو خاشع اور مؤدب ہو جاتا ہے اسی سبب سے جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم جس کسیکو نماز مین ڈاڑہی پر ہاتھ پھیرتے دیکھتے تہے تو فرماتے تہے کہ اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا تو اسکا ہاتھ بھی دل کی صفت پر ہوتا
رکوع سجود بدن سے فروتنی کرنا اسکے ظاہری معنی ہین اور دل کی فروتنی اس سے اصل مقصود ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ زمین پر
منہ رکھنا بہترین اعضا کو خاک پر رکھنا ہے اور کوئی چیز خاک سے زیادہ خوار اور ذلیل نہین رکوع سجود اسواسطے مقرر ہین تاکہ

وہ جان لے کہ خاک میری اصل ہے اور خاک ہی کی طرف مجھے رجوع کرنا ہے اور اپنی اصل کے موافق تکبر کرے اور اپنی ہیچمیزی اور عاجزی پہچان لے اسیطرح ہر ہر کام مین بھید اور حقیقت ہے کہ آدمی جب اوس سے غافل ہوگا تو صورت کے سوا نماز سے اور کچھ اوسے نہ حاصل ہوگا **حقیقت قرأت و اذکار نماز کا بیان** العزیز جان تو کہ جو کلمہ نماز مین کہنا چاہیے اوسکی ایک حقیقت ہے اوس سے آگاہ رہنا چاہیے اور لازم ہے کہ قائل کا دل بھی اوس صفت کے مطابق ہوجاے تاکہ وہ اپنے قول مین صادق ہوجاے مثلاً اللہ اکبر کے یہ معنی ہین کہ خدا اس امر سے بزرگتر ہے کہ اوسے عقل اور معرفت سے پہچان سکین اگر یہ معنی نجانے تو جاہل ہے اور اگر یہ تو جانے لیکن اوسکے دل مین خدا سے بزرگ اور کوئی چیز ہو تو وہ اللہ اکبر کہنے مین جھوٹا ہے اوس سے کہا جائیگا کہ فی الواقع تو یہ کلام سچ ہے لیکن تو جھوٹ کہتا ہے اور جبکہ آدمی خدا سے زیادہ اور کسی چیز کا مطیع ہوگا تو اوسکے نزدیک وہ چیز خدا سے زیادہ بزرگ ہوگی اور اوسکا معبود اور اللہ وہی ہے جسکا وہ مطیع ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے آفرایت مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰاهُ اور جب وَجَّهْتُ وَجْهِیَ کہا تو اوسکے معنے یہ ہین کہ مین تمام عالم سے روے دل پھیر کر خدا کیطرف لایا اگر اوسکا دل اسوقت اور کسیطرف لگا ہو تو اوسکا یہ کلام جھوٹ ہے اور جب خدا سے مناجات کرنیمین پہلا ہی کلام جھوٹ ہو تو اوسکا خطرہ ظاہر ہے اور جب حنیفاً مسلما کہا تو اپنے مسلمان ہونیکا دعوی کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان وہ شخص ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین تو چاہیے کہ وہ اس صفت سے موصوف ہو یا عزم بالجزم کرے کہ اب مین ایسا ہی ہوجاؤنگا اور جب الحمد کہے تو چاہیے کہ خدا کی نعمتین اپنے دل پر تازہ کرے اور اپنے دل کو بالکل شکر گذار بنائے کہ یہ شکر کا کلمہ ہے اور شکر دل سے ہوتا ہے جب ایاک نعبد کہے تو چاہیے کہ اخلاص کی حقیقت اوسکے دل مین تازہ ہو اور جب اہدنا کہے تو چاہیے کہ اوسکا دل تضرع اور زاری کرے اسواسطے کہ وہ خدا سے ہدایت مانگتا ہے تسبیح اور تہلیل اور قرات وغیرہ ہر ہر کلمہ مین بھی چاہیے کہ جیسا وہ معنی ہے ویسا ہی ہوجاے اور دل کو اوس کلمہ کے معنی کی صفت سے موصوف بنائے اسکی تفصیل دراز ہے نماز کی حقیقت سے آدمی اگر بہرہ مند ہوا چاہے تو ایسا ہی ہوجاے جیسا بیان ہوا ورنہ صورت بمعنی پر قناعت کرے **حضور قلب کی تدبیر کا بیان** العزیز جان تو کہ نماز مین دو سبب سے غفلت ہوتی ہے ایک ظاہری سبب ہے دوسرا باطنی سبب ہے سبب ظاہری یہ ہے کہ ایسی جگہ نماز پڑھتا ہو جہان کچھ دکھائی سنائی دیتا ہے اور دل اودہر متوجہ ہوجاتا ہے کہ دل آنکھ کان کا تابع ہے اسکی تدبیر یہ ہے کہ خالی جگہ نماز پڑھے کہ وہان کچھ آواز نہ سنائی دیگی اگر جگہ تاریک ہو یا آنکھ بند کرلے تو بہتر ہے اکثر عابدون نے عبادت کے واسطے چھوٹا سا تاریک مکان بنایا ہے اسواسطے کہ کشادہ مکان مین دل پراگندہ ہوتا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما جب نماز ادا کرتے تھے تو قرآن شریف اور تلوار اور ہر چیز کو جدا کرتے تھے کہ اونکی طرف نہ مشغول ہوجائین دوسرا سبب باطنی یہ ہے کہ پریشان خیال اور پراگندہ خطرے دلمین آئین اسکا علاج بہت دشوار اور نہایت سخت ہے اور اسکی بھی دو قسم ہین ایک تو کسی کام کے سبب سے ہوتا ہے کہ اوسکی طرف اوسوقت دل مشغول ہے اسکی تدبیر تو یہ ہے کہ اوس کام سے پہلے فراغت کرلے پھر نماز پڑھے اسیواسطے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِذَا حَضَرَ الْعَشَاءُ وَالْعِشَاءُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ یعنی جب نماز اور کھانیکا وقت

ساتھ ہی آئے تو پہلے کہا نا کہا ہے علی ہذا القیاس اگر کوئی بات کہنا ہو تو کہہ لے پھر فراغت سے نماز پڑھے دوسری قسم ایسے کاموں کا خیال اور اندیشہ جو ایک ساعت مین نہ تمام ہون یا خیالات واہیات عادت کے موافق خود بخود دل پر غالب ہو گئے ہون اسکی تدبیر یہ ہے کہ ذکر اور قرآن جو نماز مین پڑہتا ہے اوسکے معنون مین دل لگائے اور اوسکے معنی سوچے تاکہ اوس سوچ سے وہ خیالات دور ہو جائین اگر خیالات بہت غالب نہین ہین اور کسی کام کی خواہش بہت قوی نہین ہے تو یہ سوچ اوسے روک دیگا اور اگر خواہش قوی ہے تو اس سوچ سے اوسکا خیال نہ دفع ہوگا اوسکی تدبیر یہ ہے کہ مسہل پیے تاکہ مادۂ مرض کو باطن سے قطع کر دے اور اس مسہل کا نسخہ یہ ہے کہ جس چیز کا خیال رہتا ہے اوسے ترک کرے تاکہ اوسکے خیال سے نجات پائے اگر ترک نہ کر سکیگا تو اوسکے خیال سے ہرگز نہ چھوٹے گا اور اوسکی نماز ہمیشہ دلکی باتون مین لگی رہیگی اوس نمازی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص درخت کے نیچے بیٹھے اور چاہے کہ چڑیون کا چہچہانا نہ سنے اور لکڑی اوٹھا کر اونہین اوڑا دے اور اوسیوقت پھر وہ آ بیٹھین اگر اونسے نجات پانا چاہتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ اوس درخت کو جڑ سے کھود کر پھینکے کہ جبتک درخت رہیگا چڑیون کا نشیمن رہیگا اسیطرح جب کسی کام کی خواہش اوسکے دل پر غالب رہے گی خیالات پریشان بھی ضرور آئین گے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کے واسطے کوئی شخص عمدہ کپڑا ہدیہ اور تحفہ لایا اوسمین ایک بڑا بوٹا بہت عمدہ بنا تھا نماز مین آپکی نظر اوس بوٹے پر پڑی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اوس کپڑے کو اوتار کر اوسکے مالک کو دیدیا اور پرانا کپڑا پہن لیا اسیطرح ایکبار نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا نماز مین آپکی نظر اوسپر پڑی تو اچھا معلوم ہوا آپنے فرمایا کہ اسے نکال ڈالو اور پرانا تسمہ ڈال دو اور ایک مرتبہ نعلین شریفین نئی بنی تہین آپکو اچھی معلوم ہوئین آپ نے سجدہ کیا اور فرمایا کہ مین نے خدا کے سامنے فروتنی کی کہ اس نعلین کے دیکھنے سے وہ مجھے اپنا دشمن نہ ٹھہرائے پھر آپ باہر تشریف لائے پہلے جو سائل نظر آیا آپنے وہ نعلین اوسے عنایت فرمائین حضرت طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اپنے باغ مین نماز پڑہتے تھے ایک عمدہ جانور دیکھا کہ درختون مین اوڑتا ہے اور راہ نہین پاتا آپکا دل اوسکے ساتھ مشغول ہوا یہ نہ یاد رہا کہ کتنی رکعتین پڑہی ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوے اور اپنے دل کا شکوہ کیا اور اوسکے کفارہ مین اوس باغ کو صدقہ مین دیدیا اگلے بزرگون نے اکثر ایسے کام کیے ہین اور ان کامون کو حضور قلب کی تدبیر سمجھے ہین غرضکہ جب نماز کے پہلے سے خدا کا ذکر دل پر نہ غالب ہوگا دل نماز مین نہ حاضر ہوگا اور جو خیال دل مین پہلے سے گڑا ہے نماز پڑہنے سے نہ دور ہوگا جو شخص حضور قلب کے ساتھ نماز پڑہا چاہے تو چاہیے کہ نماز کے پہلے سے دل کا علاج کرے اور دلکو خالی کرے اور یہ مر اسطرح سے ہوتا ہے کہ دنیا کے شغل اپنے دل سے دور کرے اور بقدر ضرورت دنیا کی چیزون پر قناعت کرے اور اسقدر سے بھی فراغت دل اوسے مقصود ہو جبتک یہ امر نہو گا تمامہ نماز مین حضور قلب بھی نہو گا مگر کچھ نماز مین ہو گا تو چاہیے کہ نفلین پڑہا ئے اور دل حاضر کرے کہ مثلاً چار رکعتون کے قدر دل حاضر ہو جاے کیونکہ نوافل فرائض کا تدارک کرتے ہین **جماعت کے مسنون ہونیکا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک نماز جماعت کے ساتھ تنہا ستائیس نمازون کے مثل ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے عشا کی نماز جماعت کے ساتھ پڑہی اوسنے گویا آدہی رات شب بیداری کی اور جسنے فجر کی نماز جماعت سے پڑہی اوسنے گویا تمام رات عبادت کی اور فرمایا ہے کہ جسنے چالیس دن

ہر وقت کی نماز جماعت سے پڑہی اور اوسکی پہلی تکبیر فوت نہین ہوئی تو اوسکے واسطے دو نجات لکھتے ہین ایک نفاق سے دوسری دوزخ سے اسیواسطے تھا کہ اگلے بزرگون مین جسکی تکبیر اول فوت ہوجاتی تہی تین دن اپنے تئین تعزیت کرتا تہا اور اگر جماعت فوت ہوجاتی تہی تو سات روز تعزیت کرتا تہا حضرت سعید ابن مسیب کہتے ہین کہ بیس برس تک اذان سے پہلے مین مسجد مین آیا کیا اکثر علما نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے عذر تنہا نماز پڑہے اوسکی نماز درست نہین تو جماعت کو ضروری امر جاننا چاہیے اور امامت اور اقتدا کے آداب یاد رکہنا چاہیے پہلے یہ کہ لوگون کی دلی رضامندی سے امامت کرے اگر اوس سے لوگ کراہت کرین تو امامت سے پرہیز کرنا چاہیے اور جب اوسے امام بنایا چاہین تو بے عذر پہلوتہی نہ کرے کہ امامت کی بزرگی موذنی سے بہت بڑی ہے اور چاہیے کہ کپڑے پاک رکہنے مین احتیاط کرے اور نماز کے وقت کا دہیان رکہے اور اول وقت نماز پڑہے جماعت کی انتظار مین تاخیر نکرے کہ اول وقت کی فضیلت جماعت کی فضیلت سے زیادہ ہے دو صحابہ کرام جب آجاتے تہے تیسرے کا انتظار نہ کرتے تہے اور جنازہ پر جب چار صحابہ آجاتے تہے تو پانچوین کا انتظار نہ کرتے تہے ایک دن جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کو دیر ہوگئی صحابہ نے آپکا انتظار نہ کیا اور حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہوگئے جب آپ تشریف لائے تو ایک رکعت ہوچکی تہی جب صحابہ نے نماز تمام کی تو ڈرے آپ نے اونسے فرمایا کہ تمنے اچہا کیا ہر بار ایسا ہی کیا کرو اور چاہیے کہ خلوص کے ساتہ للہ امامت کرے امامت کی کچہ مزدوری نہ لے اور جبتک صف سیدہی نہووے تکبیر نہ کہے اور نماز کے اندر کی تکبیرین بلند آواز سے کہے اور امامت کی نیت کرے کہ جماعت کا ثواب حاصل ہو اگر امامت کی نیت نہ کریگا جماعت تو درست ہوگی لیکن جماعت کا ثواب نہوگا اور نماز جہری مین قرأت بلند آواز سے کرے اور تین وقفے بجالائے ایک جب تکبیر اول کہے اور وجہت وجہی پڑہے اور مقتدی لوگ سورۂ فاتحہ پڑہنے مین مشغول ہون دوسرے جب سورۂ فاتحہ پڑہ چکے تو دوسری سورت ٹہہر کر پڑہے کہ جس مقتدی نے سورۂ فاتحہ تمام نہ کی یا بالکل نہ پڑہی ہو وہ تمام پڑہ لے تیسرے جب سورہ تمام کرے تو اتنا ٹہہرے کہ رکوع کی تکبیر سورہ سے مل نجاے اور مقتدی سورۂ فاتحہ کے سوا امام کے پیچہے اور کچہ نہ پڑہے لیکن اگر دور ہو اور امام کا پڑہنا نہ سنے اور امام رکوع سجود ہلکا کرے اور تین بار سے زیادہ تسبیح کہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کسیکی نماز سبکتر اور کاملتر نہ تہی اور اسکا سبب یہ ہے کہ جماعت مین شاید کوئی ضعیف ہو یا کوئی کچہ کام ہو اور مقتدی کو چاہیے کہ امام کے بعد ہر رکن ادا کرے اوسکے ساتہ نہ ادا کرے جبتک امام کی پیشانی زمین سے نہ لگ جاے مقتدی سجدہ مین نجاے اور جبتک امام رکوع کی حد پر نہ پہونچے مقتدی رکوع کا قصد نکرے کہ اسکا امام متابعت ہے اگر کوئی مقتدی امام سے پہلے رکوع سجود مین جائیگا تو اوسکی نماز باطل ہوجائیگی اور جب سلام پہیرے تو اتنا ٹہہرا رہے کہ یہ دعا پڑہ لے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَعُوْدُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ بعدہ پھرتی سے اوٹہے اور لوگون کی طرف منہ کرے اور دعا کرے اور اہل جماعت امام سے پہلے نہ اوٹہین کہ یہ مکروہ ہے **جمعہ کی نماز کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جمعہ کا روز بزرگ دن ہے اور اوسکی بڑی فضیلت ہے مسلمانون کی عید کا دن ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بے عذر تین جمعہ ناغہ کیے اوسنے اسلام کی رسی

سب پھیل گیا اور اوسکا دل زنگ پکڑ گیا اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ حق تعالی جمعہ کے دن چھ لاکھ بندے دوزخ سے آزاد کرتا ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ آتش دوزخ کو روز دوپہر ڈبلے بھڑکاتے ہین اسوقت نماز نہ پڑہو مگر جمعہ کو کہ اوسدن نہین بھڑکاتے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مریگا شہید کا ثواب پائیگا اور عذاب قبر سے محفوظ رہیگا

شرائط جمعہ الغرض جان تو کہ جو شرطین اور نمازون کی ہین وہ جمعہ کی ہین اور اونکے سوا چھ شرطین اور جمعہ کیواسطے خاص ہین پہلی شرط وقت ہے یہانتک کہ اگر مثلاً امام عصر کا وقت آجانیکے بعد جمعہ کی نماز کا سلام بھی پھیرے تو جمعہ فوت ہوا ظہر ادا کرنا چاہیے دوسری شرط جگہ ہے کہ یہ نماز صحرا اور خیمہ مین درست نہین بلکہ شہر مین ہوتی ہے یا اوس گاؤن مین جہان چالیس مرد آزاد عاقل بالغ مقیم ہون وہان اگر مسجد مین نہو تو بھی درست ہے تیسری شرط عدد ہے کہ جب تک چالیس مرد آزاد مکلف یعنی عاقل بالغ مقیم حاضر نہون نماز درست نہین اگر خطبہ یا نماز مین اس سے کم لوگ ہون تو ظاہر یہ ہے کہ نماز درست نہو چوتھی شرط جماعت ہے کہ اگر یہ گروہ الگ الگ تنہا نماز پڑہیگا تو درست نہوگی لیکن جو کوئی اخیر کی رکعت پائے اوسکی نماز درست ہے اگرچہ دوسری رکعت مین تنہا ہوا اور اگر کوئی شخص امام کے ساتہ دوسری رکعت کا رکوع نپائے تو اقتدا کرے اور نماز ظہر کی نیت کرلے پانچوین شرط یہ ہے کہ لوگون نے پہلے جمعہ کی نماز نہ پڑہ لی ہو اسواسطے کہ ایک شہر مین جمعہ کی ایک جماعت سے زیادہ نہ چاہیے لیکن اگر اتنا بڑا شہر ہے کہ وہان کی ایک جامع مسجد مین نہین سما سکتے یا وقت سے آسکتے ہین تو ایک جماعت سے زیادہ کا مضائقہ نہین اگر ایک ہی مسجد مین سب لوگون کی گنجایش بے تکلف ہوسکتی ہے اور دو جگہ نماز پڑہی تو وہی نماز درست اور صحیح ہوگی جسکا تحریمہ پہلے بندہا چھٹی شرط نماز کے پہلے دو خطبہ ہین اور وہ دونون فرض ہین اور دونون خطبون کے درمیان مین بیٹہنا بھی فرض ہے اور دونون خطبون مین کھڑا رہنا فرض ہے اور پہلے خطبہ مین چار چیزین فرض ہین تحمید یعنی حمد کرنا الحمد للہ کہنا بس ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہنا اور تقوی کی وصیت کرنا اُوصِیکُمْ بِتَقْوَی اللّٰہِ کہنا کافی ہے اور قرآن شریف کی ایک آیہ پڑہنا اور دوسرے خطبہ مین بھی چار چیزین فرض ہین لیکن آیہ کے عوض دعا پڑہنا فرض ہے جمعہ کی نماز عورتون اور غلامون اور لڑکون اور مسافرون پر فرض نہین ہے اور عذر کے سبب سے ترک جمعہ درست ہے مثلاً کیچڑ پانی بیماری بیمار داری کے عذر سے اگر کوئی بیمار کا سنبھالنے والا نہو لیکن معذور کو اولی یہ ہے کہ ظہر کی نماز جب پڑہے کہ لوگ جمعہ کی نماز سے فارغ ہوچکین **آداب جمعہ** جمعہ کا ادب کرنا چاہیے اور جمعہ کے دن یہ دس سنت اور ادب نہ بھولے پہلا ادب یہ ہے کہ پنجشنبہ کے دن دل سے اور درستی سامان سے جمعہ کا استقبال کرے مثلاً سفید کپڑے درست کرنا پہلے سے کام کاج اوٹھا دینا کہ صبح کے وقت نماز گاہ مین آسکے اور پنجشنبہ کو عصر کی نماز کے وقت خالی بیٹہنا اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہونا اسواسطے کہ اسوقت کی بڑی بزرگی ہے اور اوس نیک ساعت کے مقابلہ مین ہے جو دوسرے دن جمعہ کو ہوگی اور علمانے کہا ہے کہ شب جمعہ کو جورو سے جماع کرنا سنت ہے تاکہ یہ امر جمعہ کے دن دونون کے غسل کا باعث ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر مسجد کو جلد جاتا ہے تو صبحی غسل مین مشغول ہو ورنہ تاخیر بہت اولی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتاکید اکید جمعہ کے دن غسل کا حکم فرمایا ہے یہانتک کہ کچھ علما اس غسل کو فرض سمجھے ہین اور مدینہ منورہ کے لوگ

اگر کسی کو بکلام سخت کہا چاہتے تو کہتے کہ تو اوس شخص سے بدتر ہے جو جمعہ کو غسل نہ کرے اگر جمعہ کو کوئی شخص نجس ہو اور غسل کرے تو اولیٰ یہ ہے کہ جمعہ کے غسل کی نیت سے ہی اور پانی اپنے اوپر ڈالے اور اگر ایک غسل مین دونون نیتین یعنی نیت رفع جنابت و ادائے سنت کرے تو بھی کافی ہے غسل جمعہ کی فضیلت بھی حاصل ہو جائیگی تیسرا ادب یہ ہے کہ آراستہ اور پاکیزہ اور اچھی ہیئت بنا کر مسجد مین آئے اور پاکیزگی کے یہ معنی ہین کہ بال منڈوائے ناخن کٹوائے موچھون کے بال کتر ائے اور حمام مین پہلے ہی جا کر یہ امور کر چکا ہے تو بس ہے اور آراستگی سے یہ مراد ہے کہ سفید کپڑے پہنے اسواسطے کہ حق تعالیٰ سب کپڑون سے زیادہ سفید کپڑے کو دوست رکھتا ہے اور تعظیم اور نماز کی عظمت کی نیت سے خوشبو ملے تاکہ اوسکے کپڑون مین بدبو نہ آئے کہ کوئی اوس سے رنجیدہ ہو اور غیبت کرے چوتھا ادب یہ ہے کہ صبح ہی جامع مسجد مین جائے کہ اسکی بڑی فضیلت ہے اگلے زمانے مین لوگ چراغ لیکر مسجد مین جاتے تھے اور راہ مین اتنی بھیڑ ہوتی تھی کہ ایک سے ایک گذر ہوتا تھا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن مسجد مین گئے تو تین آدمی پہلے سے وہان موجود تھے اپنے اوپر غصہ کیا اور کہا کہ مین جس زمانے مین ہوا میرا انجام کار کیا ہوگا کہتے ہین کہ دین مین سب سے جو بدعت پہلے ظاہر ہوئی وہ یہی ہے کہ لوگون نے اس سنت کو ترک کر دیا جب یہود اور نصاریٰ ہفتہ اتوار کے دن کلیسا اور کنشت یعنی اپنے اپنے معبدون مین سبھی جاتے ہین اور مسلمان لوگ جمعہ کے روز جو انکا دن ہے سویرے مسجد جانے مین تقصیر کرین تو کیا حال ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کی پہلی ساعت مین مسجد کو جائے اوس نے گویا ایک اونٹ قربان کیا اور جو دوسری ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک مینڈھا قربان کیا اور جو چوتھی ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک مرغی قربان کی اور جو پانچوین ساعت مین جائے اوسنے گویا ایک انڈا خیرات کیا اور جب خطبہ پڑھنے والا اپنے مکان سے باہر نکلتا ہے تو وہ فرشتے جو قربانیان لکھتے ہین اپنے کاغذ لپیٹ لیتے ہین اور خطبہ سننے مین مشغول ہو جاتے ہین جو اوسکے بعد آتا ہے نماز کی فضیلت کے سوا اور کچھ نہین پاتا ہے پانچوان ادب اگر دیر کو آئے تو لوگون کی گردنون پر پاؤن نہ رکھے یعنی اونہین پھاندے نہین اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا کریگا قیامت کے دن اوسکا پل بنائین گے کہ لوگ اوسپر سے گذرینگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایسا کرتے دیکھا وہ جب نماز پڑھ چکا تو آپنے اوس سے فرمایا کہ تو نے جمعہ کی نماز کیون نہ پڑھی اوس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین تو نماز مین آپکے ساتھ تھا آپ نے فرمایا کہ مین نے تجھے دیکھا کہ تو نے لوگون کی گردنون پر پاؤن رکھا یعنی جو شخص ایسا کرتا ہے وہ ایسا ہے کہ گویا اوسنے نماز ہی نہین پڑھی لیکن اگر پہلی صف خالی ہے تو پہلی صف مین جانیکا قصد کرنا درست ہے اسواسطے کہ لوگونکا قصور ہے کہ پہلی صف کو خالی چھوڑ دیا چھٹا ادب یہ ہے کہ جو کوئی نماز پڑھتا ہو اوسکے سامنے سے نہ گذرے کیونکہ جو شخص نماز پڑھتا ہو اوسکے سامنے سے گذرنا ممنوع ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ نماز کے سامنے گذرنے سے یہ امر بہتر ہے کہ آدمی خاک ہو کر برباد ہو جائے ساتوان ادب یہ ہے کہ پہلی صف مین جگہ ڈھونڈھے اگر نہ پائے تو جتنا امام کے نزدیک ہوگا بہتر ہے کہ اس امر مین بڑی فضیلت ہے لیکن اگر پہلی صف مین لشکری لوگ ہون یا وہ لوگ ہون جو اطلس کے کپڑے پہنے ہون یا خطبہ پڑھنے والا سیاہ ریشمی کپڑا پہنے ہو یا اوسکی تلوار مین سونا لگا ہو یا اور کوئی برائی ہو تو جتنا دور رہے بہتر ہے اسواسطے کہ جہان کوئی برائی ہو وہان قصداً نہ بیٹھنا چاہیے

آٹھوان ادب یہ ہے کہ جب خطبہ پڑہنے والا نکلے تو پھر کوئی نہ بولے اور مؤذن کو جواب دینے اور خطبہ سننے مین ہر ایک مشغول ہوجاے اگر کوئی شخص بات کرے تو اشارہ سے اوسے چپ کر دینا چاہیے زبان سے نہین اسواسطے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی خطبہ کے وقت دوسرے سے کہے کہ چپ رہ یا خطبہ سن اوسنے بیہودہ کیا اور جسنے اسوقت بیہودہ بات کہی اوسے جمعہ کا ثواب نہ ملے گا اور اگر خطیب سے دور ہو اور خطبہ نہ سنائی دے تو بھی چپ رہنا چاہیے جہان لوگ باتین کرتے ہون وہان نہ بیٹھے اور اسوقت نماز تحیۃ المسجد کے سواے اور کوئی نماز نہ پڑہے نواں ادب یہ ہے کہ جب نماز سے فارغ ہو الحمد قل ہو اللہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس سات سات بار پڑہے اسواسطیکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان سورتونکا پڑہنا اس جمعہ سے اگلے جمعہ تک شیطان سے پناہ دیگا اور یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ یَا غَنِیُّ یَا حَمِیْدُ یَا مُبْدِءُ یَا مُعِیْدُ یَا رَحِیْمُ یَا وَدُوْدُ اَغْنِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَبِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ اور بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اس دعا کو ہمیشہ پڑہا کریگا تو جہان سے اوسکے خیال مین بھی نہو وہان سے اوسکی روزی اور اوسکا رزق پہونچیگا اور خلق سے بے پروا ہوجائیگا پھر چھ رکعت نماز سنت پڑہے کہ اسقدر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پڑہتے تھے دسوان ادب یہ ہے کہ عصر کی نماز تک مسجد مین رہے اور اگر مغرب کی نماز تک مسجد مین رہے تو بہت بہتر ہے علماے نے کہا ہے کہ یہ امر ثواب مین ایک حج اور عمرہ کے برابر ہے اگر مسجد مین نہ رہ سکے اور گھر جاے تو چاہیے کہ خدا کی یاد سے غافل نہ رہے تاکہ وہ ایک بزرگ ساعت جو جمعہ کے دن ہوتی ہے اوسے غفلت مین نہ پاے اور وہ اوسکی فضیلت سے نہ محروم رہے

روز جمعہ کے آداب کا بیان

آدمی کو چاہیے کہ جمعہ کے روز تمام دن مین سات فضیلتین طلب کرے ایک فضیلت یہ کہ صبح کو علم کی مجلس مین حاضر ہو اور قصہ خوانون کی صحبت سے دور رہے اور ایسے شخص کی مجلس مین حاضر ہو کہ جسکے قال اور حال سے رغبت دنیا کم ہو اور محبت آخرت زیادہ ہو جسکے کلام مین یہ اثر نہو اوسکی صحبت مجلس علم نہین ہے اور جو ایسا صاحب تاثیر ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایسے شخص کی مجلس مین حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے دوسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن ایک ساعت نہایت بزرگ اور معزز ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص اس ساعت مین حق تعالی سے جو مراد مانگے گا بر آئیگی اس ساعت کے تعین مین اختلاف ہے طلوع یا زوال یا غروب آفتاب کے وقت یہ ساعت ہوتی ہے یا جسوقت جمعہ کی اذان ہو یا خطیب کے منبر پر جانیکے وقت یا جمعہ کی نماز پر کھڑے ہونیکے وقت یا عصر کی نماز کے وقت غرض صحیح یہ ہے کہ اس ساعت کا وقت معلوم نہین شب قدر کیطرح مبہم ہے چاہیے کہ تمام دن اس ساعت کا نگران رہے اور کسیوقت خدا کی یاد اور عبادت سے خالی نہ رہے تیسری فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہت درود بھیجے اسواسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جمعہ کے دن مجھپر اسی بار درود بھیجے گا اوسکے اسی برس کے گناہ بخشے جائینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر درود کیونکر بھیجین آپنے فرمایا کہ کہو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تَکُوْنُ لَکَ رِضًا وَّلِحَقِّہٖ اَدَاءً وَّاَعْطِہِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُوْدَ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ وَاجْزِہٖ عَنَّا مَا ھُوَ اَھْلُہٗ وَاَجْزِہٖ اَفْضَلَ مَا جَزَیْتَ نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلِّ عَلَی الْجَمِیْعِ اِخْوَانِہٖ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصَّالِحِیْنَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

کہ جو شخص جمعہ کے دن سات بار یہ درود پڑہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بیشک اوسے حاصل ہوگی اور اگر فقط اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کہے تو بھی کافی ہے چوتھی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن قرآن شریف بہت پڑہے اور سورہ کہف پڑہے حدیث شریف مین اسکی فضیلت بہت لکھی ہے اور اگلے عابدون کی عادت تھی کہ جمعہ کے دن قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور درود شریف اور استغفار اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ہزار ہزار بار پڑہتے تہے پانچوین فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن نماز بہت پڑہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی جامع مسجد مین جاتے ہی چار رکعت نماز پڑہے اور ہر رکعت مین ایکبار الحمد اور پچاس بار قل ہواللہ احد پڑہے تو جبتک جنت مین اوسکا مقام اوسکو نہ دکہادین یا اوسکو نہ بتادین کہ وہ اوس سے کہدی تب تک وہ اس جہان سے نجائیگا اور مستحب یہ ہے کہ جمعہ کے دن چار رکعت نماز پڑہے اور اوسمین چار سو تین پڑہے انعام کہف طٰہٰ یٰسٓ اگر یہ نہ پڑہ سکے تو لقمان سجدہ دخان ملک پڑہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ جمعہ کے دن کبھی صلوٰۃ التسبیح ناغہ نکرتے تہے اور صلوٰۃ التسبیح مشہور نماز ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ وقت زوال تک نوافل پڑہے اور جمعہ کی نماز کے بعد عصر کی نماز تک علم کی مجلس مین جاوے اوسکے بعد مغرب کی نماز تک تسبیح اور استغفار مین مشغول رہے چھٹی فضیلت یہ ہے کہ جمعہ کے دن کو صدقہ سے خالی نجہوڑے کچہ نہو تو روٹی کا ٹکڑا ہی سہی کہ جمعہ کے دن صدقہ کی فضیلت بہت ہے جو سائل خطبہ کے وقت کچہ مانگے اوسے زجر کرنا چاہیے اوسوقت کچہ ندینا چاہیے کہ مکروہ ہے ساتوین فضیلت یہ ہے کہ ہفتہ بھر مین جمعہ کے دن کو آخرت کیواسطے مسلم رکہے باقی دنون مین دنیا کے کام کرے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ خرید فروخت اور کسب دنیا اس آیہ کے معنی نہین ہین بلکہ طلب علم بہائیون کی زیارت بیمارون کی عیادت جنازہ کے ساتہ جانا اور جو کام ایسے ہون اس آیہ سے وہ مراد ہین مسئلہ العزیز جانو کہ نماز مین جو باتین ضرور تہین وہ بیان کی گئین اور جن مسئلون کی ضرورت ہو علماسے پوچہنا چاہیے کہ اس کتاب مین سب مسئلون کی تفصیل نہین ہوسکتی لیکن نماز کی نیت مین وسوسہ اکثر ہوتا ہے اور اسکے تین سبب ہوتے ہین یا تو جسکی عقل مین خلل ہے اوسے وسوسہ ہوتا ہے یا جسے سودا ہو یا شریعت کے احکام سے جاہل ہو اور نیت کے معنی نہ جانتا ہو کہ نیت اوس رغبت سے عبارت ہے جو اوسکو خدا کا حکم بجالانیکے واسطے کہڑا کرتی ہے جیسے کوئی شخص تجہسے کہے کہ فلانا عالم آیا ہے اوسکے واسطے اوٹہ اور تعظیم کر تو اپنے دل مین کہہ لیگا کہ فلانے عالم کیواسطے اوسکے علم کی عظمت کے لیے فلانے شخص کے کہنے سے مین کہڑا ہوتا ہون اور فوراً کہڑا ہو جائیگا اور بے اسکے کہ تو زبان یا دل سے کہے یہ نیت خود تیرے دل مین ہوگی اور جو کچہ دل مین تو کہتا ہے وہ نفس کی بات ہے نیت نہین ہے نیت تو وہ رغبت ہے جسنے تجہے اوٹہا کہڑا کیا لیکن یہ جاننا ضرور ہے کہ نیت کے بارہ مین حکم کیا ہے پس اسقدر جاننا چاہیے کہ مثلاً ظہر کی نماز ہے یا عصر کی نماز ہے جب اس امر سے دل غافل نہو تو اللہ اکبر کہے اور دل غافل ہے تو یاد کرلے اور یہ گمان نہ کرے کہ ادا اور فرض اور ظہر کے معنی سب ایکبار فصل دل مین جمع ہون لیکن جو دل کے نزدیک ہو اوسے باہم جمع کرلے اسقدر نیت مین کافی ہے اسواسطے کہ اگر تجہسے کوئی پوچہے کہ ظہر کی نماز پڑہی تو کہیگا ہان تو جسوقت تو یہ کہتا ہے یہ سب معنی تیرے دل مین موجود ہوتے ہین مفصل نہین ہوتے

تو تجھے اپنے تئین یا دولانا اوس شخص کے پوچھنے کے مثل ہے اور اللہ اکبر کہنا ایسا ہے جیسا ہاتھ کو ناجو اس سے زیادہ کھوج کریگا اوسکا دل اور نماز دونون پریشان ہونگے آدمیکو چاہیے کہ آسان امر اختیار کرے جسقدر بیان ہوا ہے جب اتنی نیت کرلی پہ کسی صفت پر ہو جاننا چاہیے کہ نماز درست ہوگئی اسواسطے کہ نماز کی نیت بھی اور کامون کی نیت کے مثل ہے اسیواسطے تہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے زمانے مین کیسکو نیت مین وسوسہ تہا سکتا تھا کیونکہ جانتے تہے کہ یہ کام آسان ہے اور جو کوئی اسے آسان نجانے وہ نادان ہے

پانچوین اہل زکوۃ کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ زکوۃ ارکان مسلمانی سے ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ اصلون پر اسلام کی بنا ہے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور نماز اور زکوۃ اور روزہ اور حج حدیث شریف مین ہے کہ جو لوگ زکوۃ نہ دینگے اپنی ملک مین کہین اور زکوۃ نہ دین اونمین سے ہر ایک کے سینہ پر ایسا داغ دینگے کہ پیٹھ کے پار نکلجاے اور پیٹھ پر داغ دینگے کہ سینے کے پار ہوجاے اور جو شخص چار پائے ملک مین رکھے اور زکوۃ نہ دے تو قیامت کے دن اوان چار پایون کو اوسپر مسلط کرینگے کہ سینگون سے اپنے مالک کو ماریں اور پاؤن سے روندین جب سب آگے پیچھے ایکبار اوسپر سے گذر جائین گے تو آگے والے پھر اوسے روندنا شروع کرینگے پھر سب اوسپر سے گذرینگے اسیطرح جبتک سبھونکا حساب ہوگا چار پائے پھر پھر کر اوسے پامال کیا کرینگے اور یہ حدیث صحیح مین ہے پس مالداروں پر زکوۃ کا علم فرض ہے

زکوۃ کے اقسام اور شرائط کا بیان ایعزیز جان تو کہ چھ قسم کی زکوۃ فرض ہے

پہلی قسم چار پایون کی زکوۃ وہ چار پائے اونٹ گاے بکری ہین گھوڑے گدہے وغیرہ مین زکوۃ نہین ہے اور یہ زکوۃ چار شرطون سے واجب ہوتی ہے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ جانور گھر مین نہ پلتے ہون بلکہ چراگاہ مین پلتے ہون تاکہ اوسپر بڑا خرچ نہ پڑے اگر تمام سال گھر مین اپنا چارہ کہلایا کہ اوسے خرچ بہجے تو زکوۃ ساقط ہے دوسری شرط یہ ہے کہ ایک سال اوسکی ملک مین رہے اسواسطے کہ سال کے اندر اوسکی ملک سے اگر نکلجائین گے تو زکوۃ ساقط ہوجائیگی لیکن آخر سال مین اگر بچے پیدا ہون تو اونکو حساب مین لینگے اور اہل مال کی جمعیت مین اونکی زکوۃ واجب ہوگی تیسری شرط یہ ہے کہ اوس مال کی بدولت تونگر ہو اور وہ مال اوسکے تصرف مین ہو اگر کم ہوگیا ہو یا کسی ظالم نے اوس سے چھین لیا ہو تو اوسپر زکوۃ نہین ہے لیکن اگر سب جانور اوس فائدہ سمیت جو اونسے حاصل ہوا ہے اوسے پھر ملین تو گذشتہ کی زکوۃ بھی اوسپر واجب ہوگی اور اگر کوئی شخص جتنا مال کہتا ہے اوتنا ہی قرض بھی رکہتا ہے تو صحیح یہ ہے کہ اوسپر زکوۃ واجب نہین حقیقت مین وہ فقیر ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اوسکے پاس مال بقدر نصاب ہو کہ اوسکے سبب سے تونگر ہوتا ہے تھوڑے مال سے تونگر نہین ہوتا تو اونٹ جبتک پانچ نہون اونکی زکوۃ واجب نہین ہے اور جب پانچ اونٹ ہون تو ایک بکری زکوۃ مین دینا واجب ہے اور دس اونٹون مین دو بکریان پندرہ مین تین بیس مین چار اور یہ بکری ایک برس سے کم کی نہونا چاہیے اور اگر بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہو اور پچیس اونٹون مین ایک ایکسالہ اونٹنی دینا واجب ہے اونٹنی نہو تو دو برس کا ایک اونٹ دینا چاہیے جبتک چھتیس ۳۶ اونٹ نہون تب تک یہی زکوۃ ہے اور چھتیس ۳۶ مین دو سالہ ایک اونٹنی دینا واجب ہے اور

چھیالیس ۴۶ مین تین برس کی ایک اونٹنی اور اکسٹھ ۶۱ مین چار سالہ ایک اونٹنی اور چھیہتر مین دو دو برس کی دو اونٹنیان اور ایکانوے ۹۱ مین سہ سالہ دو اونٹنیان اور اکسو اکیس ۱۲۱ مین دو دو سال کی تین اونٹنیان واجب ہین پھر یہ حساب کرے کہ ہر چالیس مین دو سالہ اور ہر پچاس ۵۰ مین سہ سالہ اونٹنی دیوے اور گاے بیل جبتک تیس ۳۰ نہون تب تک اونمین کچھ زکوۃ نہین جب تیس پورے ہون تو اونمین ایک یکسالہ بچھڑا دینا واجب ہے اور چالیس ۴۰ مین دو سالہ ایک اور ساٹھ مین ایک ایک برس کے دو پھر یہ حساب کرے کہ ہر تیس ۳۰ مین ایک یکسالہ اور ہر چالیس ۴۰ مین ایک دو سالہ بچھڑا دے لیکن بکری چالیس ۴۰ مین ایک اور اکسو اکیس ۱۲۱ مین دو اور دو سو ایک مین تین اور چار سو مین چار اسی حساب سے سیکڑے پیچھے ایک بکری دے بکری ہو تو ایک برس سے کم کی نہو بکرا ہو تو دو برس سے کم کا نہو اگر دو آدمی اپنی اپنی بکریان ایک مین ملی رکھتے ہون تو اگر دونون صاحب زکوۃ ہین یعنی ایک کا فریضہ مکاتب نہو تو دونون کا حصہ ایک ہی مال کا حکم رکھتا ہے اگر دونون کا حصہ ملاکر چالیس ۴۰ بکریون سے زیادہ نہون تو ہر ایک پر ذرا ہی بکری واجب ہے اگر دونون ملاکر ایک سو بیس ۱۲۰ بکریان ہون تو اگر دونون شخص ملکر ایک بکری دین گے تو بھی کافی ہے دوسری قسم غلہ وغیرہ کی زکوۃ ہے جس کیلے پاس آٹھ سو من گیہون یا جو خرما منقی یا اور کوئی چیز جو کسی قوم کا قوت اور غذا ہو سکتی ہے اور جسپر وہ لوگ اکتفا کر سکتے ہین جیسے مونگ چنا چاول وغیرہ تو اونمین عشر دینا واجب ہے اور جو چیز قوت اور غذا نہو جیسے روئی کتان وغیرہ اور میوہ جات اونمین عشر واجب نہین ہے اگر چار سو من گیہون اور چار سو من جو ہون تو عشر واجب نہین ہے بشرطیکہ وجوب زکوۃ مین ایک ہی جنس سے بقدر نصاب ہونا شرط ہے اگر ندی نہر کا نیز ہے پانی نے لیا ہو یعنی پوٹ اوبنے محل منبع سے کمیت وغیرہ پیچا ہو یا کہ دولاب سے پانی لیا ہو یعنی پر بریت ڈھیکی رہٹ سے سینچا ہو تو بھی عشر واجب نہین ہے اور زکوۃ مین انگور اور خرما سے تر نہ دینا چاہیے بلکہ منقے اور خشک خرمے دینا چاہیے لیکن اگر وہ انگور خشک ہوکر منقے نہوتا ہو تو انگور دینا درست ہے چاہیے کہ جب انگور رنگ پکڑے اور گیہون جو کا دانہ سخت ہو جاے تو جبتک فقیرون کا حصہ تخمینا اونمین نہ اندازکرلے تب تک اونمین کچھ تصرف نہ کرے جب فقیرون کا حصہ اندازکرلیا تو سب مین تصرف کرنا درست ہے تیسری قسم سونے چاندی کی زکوۃ ہے چاندی کے دو سو درہم مین پانچ درہم آخر سال مین دینا واجب ہین اور خالص سونے کے بیس دینار مین نصف دینار واجب ہوگا اور یہ دہ ایک کی چوتھائی ہے اور سونا چاندی جسقدر زیادہ ہو اسی حساب سے دینا چاہیے اور چاندی سونے کے برتن اور ساز اسپ مین اور اوس سونے چاندی مین جو تلوار وغیرہ پر لگا ہو اور جو چیز سونے چاندی کی ناجائز ہو اونمین زکوۃ واجب ہے لیکن جو زیور مرد اور عورت کو رکھنا درست ہے اونمین زکوۃ نہین ہے اور جو سونا چاندی اورون کے پاس رکھا ہے اور جب چاہے لے سکتا ہے اوسکی زکوۃ بھی واجب ہے چوتھی قسم سوداگری مال کی زکوۃ ہے جب بیس دینار کے قدر ایک چیز تجارت کی نیت سے مول لے اور اوسپر ایک سال گذرے تو وہی بیس دینار کی زکوۃ واجب ہوتی ہے اور سال بھر مین جو نفع ہو وہ بھی حساب مین آئیگا اور ہر سال کے آخر مین مال کی قیمت معلوم کرنا چاہیے اگر سونے چاندی سے ہوا ہے تو اوسی سے زکوۃ دے اور اگر نقد سے نہین خریدا ہے تو جو نقد شہر مین اکثر رائج ہو اوس سے زکوۃ دے

اور اگر کچھ متاع رکھتا ہے اور تجارت کی نیت سے اوسکے عوض مین کوئی چیز مول لے تو ابتدای سال مین بہ نیت زکوۃ واجب نہین ہوتی لیکن وہ اگر نقد اور بقدر نصاب ہو تو مالک ہونیکے وقت ہی صاحب نصاب ہو جائیگا اور سال کے اندر اگر سودا گر یکا تصد جاتا رہے تو زکوۃ واجب نہوگی واللہ اعلم

پانچوین قسم زکوۃ فطر ہے جو مسلمان عید رمضان کی رات کو اپنے اور اپنے اہل وعیال کی قوت سے جو عید کے دن کام آئے اور گھر کے کپڑے اور جو چیز ضروری ہو اوس سے زیادہ استطاعت رکھتا ہو تو اوسپر اوس جنس کے اناج سے جو وہ روزمرہ کھاتا ہے ایک صاع اناج دینا واجب ہے اور صاع پونے تین من ہوتا ہے اگر گیہون کھاتا ہو تو جو نہ دینا چاہیے اگر جو کھاتا ہو تو گیہون نہ دینا چاہیے اور اگر ہر قسم کا اناج کھاتا ہو تو اوسمین سے جو اناج بہتر ہے وہ دے اور گیہون کے بدلے آٹا وغیرہ نہ دینا چاہیے یہ امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ہے اور جسکا نفقہ اوسکے ذمہ واجب ہے اوسکی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب ہے جیسے جورو لڑکے کا ان باپ لونڈی غلام لونڈی یا غلام اگر دو آدمیون مین مشترک ہو تو اوسکا صدقہ فطر دونون پر واجب ہے اور جو لونڈی غلام کافر ہو اوسکا صدقہ واجب نہین ہے اگر جورو اپنا صدقہ خود دے تو درست ہے اور اگر شوہر جورو کے بے اجازت اوسکی طرف سے دے تو بھی درست ہے اسقدر احکام زکوۃ جاننا ضرور تھا اگر اسکے سوا اور کوئی صورت پیدا ہو تو علما سے پوچھنا چاہیے **زکوۃ دینے کی کیفیت کا بیان** چاہیے کہ زکوۃ دینے مین پانچ چیزونکا خیال رکھے پہلے یہ کہ زکوۃ دیتے وقت یہ نیت کرے کہ مین زکوۃ فرض دیتا ہون یا اگر زکوۃ دینے کے واسطے وکیل مقرر کرے تو وکیل مقرر کرتے وقت یہ نیت کرلے کہ فرض زکوۃ تقسیم کرنیکو مین وکیل کرتا ہون یا وکیل سے یہ حکم کردے کہ دیتے وقت تو فرض زکوۃ کی نیت کرلینا دوسرے یہ کہ جب سال تمام ہو تو زکوۃ دینے مین جلدی کرے اسواسطے کہ بلا عذر دیر کرنا نچاہیے اور زکوۃ فطر مین عید سے تاخیر نہ کرے اور رمضان مین جلدی دیدینا درست ہے رمضان سے پہلے دینا درست نہین ہے اور مال کی زکوۃ مین سال بھر جلدی کرنا درست ہے لیکن جس شخصکو زکوۃ دی ہے وہ اگر سال گذرنے سے پہلے مرجاے یا مالدار ہوجاے یا کافر ہوجاے تو دوبارہ زکوۃ دینا چاہیے تیسرے یہ کہ ہر جنس کی زکوۃ اوسی جنس سے دے سونے چاندی کے بدلے اور گیہون جو کے عوض یا اور کوئی مال بمقدار قیمت دینا امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کے مذہب مین نہ چاہیے چوتھے یہ کہ زکوۃ اوسی جگہ دے جہان مال ہو اسواسطیکہ وہانکے محتاج امیدوار رہتے ہین اگر دوسرے شہر مین بھیجدیگا تو صحیح یہ ہے کہ زکوۃ ادا ہو جائیگی پانچوین یہ کہ جسقدر زکوۃ ہو آٹھ قوم پر تقسیم کرنا چاہیے اور ہر قوم کے تین تین آدمیون سے کم نہون اور سب چوبیس آدمی ہون اور ایک درہم زکوۃ ہو تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالے نزدیک چوبیسون آدمیکو پہونچانا چاہیے اوسکے آٹھ حصہ کرکے ایک ایک حصہ تین تین آدمیونکو یا اس سے زیادہ کو جیسا چاہے تقسیم کردے گو برابر نہون اس زمانہ مین تین قوم کے لوگ نادر ہین غازی مولفہ عامل زکوۃ مگر فقیر مسکین مکاتب مسافر قرضدار ملین گے کسیکو نچاہیے کہ پندرہ آدمیون سے کم کو زکوۃ دے یہ حکم امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین ہے اور شافعی مذہب مین یہ دو مسئلہ مشکل ہین ایک تو یہ کہ زکوۃ سبکو دے دوسرا یہ کہ ہر چیز کی زکوۃ مین وہی چیز دے اوسکا عوض نہ دے اور اکثر شافعی المذہب اس مسئلہ مین امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کی پیروی کرتے ہین ہمین امید ہے کہ وہ لوگ ماخوذ نہونگے

صاع دو سیر کا ہوتا ہے شامی مین آیا ہے جو چنا باجرا جوار مکئی چاول کشنی مٹر سیم بیر کیری پیاز آدھا صاع دینا چاہیے

ان آٹھ گروہ کی صفت کا بیان پہلی قسم فقیر ہے فقیر وہ شخص ہے کہ کوئی چیز رکھے نکوئی کسب کرسکے اگر کسیکے پاس ایک دن کا کھانا اور بدن پر پورا لباس ہے تو وہ فقیر نہین اور اگر آدھے دن کا کھانا اور ادھورا کپڑا ہے یعنی لباس بے پگڑی یا پگڑی بے لباس تو وہ شخص فقیر ہے اور اگر اوزار پاس ہون تو آدمی کسب کرسکتا ہے اگر کوئی اوزار نہین تو وہ بھی فقیر ہے اگر طالب العلم ہے اور کسب کرے تو طلب علم سے محروم رہتا ہے تو وہ بھی فقیر ہے اور اس صفت کے فقیر کمتر ملتے ہین مگر لڑکے تو یہ تدبیر ہے کہ عیالدار فقیر ڈھونڈھے اور لڑکون کے وسطے اوس عیالدار فقیر کا حصہ دیا جاے دوسری قسم مسکین ہے جس شخص کا خرچ ضروری آمدسے زیادہ ہو اگرچہ وہ گھر اور کپڑے رکھتا ہو لیکن مسکین ہے جب ایکسال کی روزی اوسکے پاس نہو اور اوسکی کمائی سال بھر کو وفا نکرے تو اوسے اسقدر دینا درست ہے کہ سال بھر اوسکا خرچ چلے اور اگرچہ فرش اور گھر کے برتن اور کتابین رکھتا ہو مگر جب سال بھر کے مصارف ضروری کو محتاج ہے تو مسکین ہے ہان اگر احتیاج سے زیادہ کوئی چیز رکھتا ہو تو محتاج نہین ہے تیسری قسم کچھ لوگ ہوتے ہین کہ مالداروں سے زکوۃ لیکر زکوۃ کے مستحقون کو پہونچاتے ہین اونکی اجرت مال زکوۃ سے دینا چاہیے چوتھی قسم مولفۃ قلوبہم اور یہ وہ سردار ہین جو شریف ہے جو مسلمان ہوجاے اگر اُسے مال نہ دیجیگا تو اور لوگون کو اس لالچ سے مسلمان ہونے کی رغبت ہوگی پانچوین قسم مکاتب ہے اور یہ وہ لونڈی غلام ہے جو اپنے تئین خود مول لیلے اور اپنی قیمت دو بار مین یا زیادہ قسطین کرکے اپنے مالک کو ادا کرے چھٹی قسم وہ شخص ہے جو نیک کام مین قرضدار ہوگیا ہو تو فقیر ہو یا امیر لیکن قرض کسی مصلحت کیواسطے لیا ہو جس سے کوئی فتنہ فرو ہوا ساتوین قسم غازی لوگ جنکا یہ میہ بیت المال سے مقرر نہو اگرچہ وہ تونگر ہون لیکن سامان سفر مال زکوۃ سے اونہین دینا چاہیے آٹھوین قسم مسافر ہے کہ سفر مین ہو اور زاد راہ اوسکے پاس نہو یا اپنے وطن سے سفر کو چلنے والا تو خرچ راہ اور کرایہ کی قدر اوسے دینا چاہیے اور جو کوئی کہے کہ مین فقیر یا مسکین ہون اگر معلوم نہو کہ جھوٹا ہے تو اوسکے قول کو سچ ماننا درست ہے اگر غازی اور مسافر جہاد اور سفر کو نہ جائین تو اونسے مال زکوۃ پھیر لینا چاہیے اور ان آٹھ قسام کے مستحقونکے بارہ مین چاہیے کہ معتمد لوگون سے دریافت کرلے **زکوۃ کے اسرار کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جسطرح نماز کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت ہے اور وہ حقیقت صورت کی روح ہوتی ہے اسیطرح زکوۃ کی بھی صورت اور روح ہے جو کوئی زکوۃ کی روح کو نہ پہچانیگا اوسکی زکوۃ صورت بیروح ہے **زکوۃ مین تین بھید ہین** + پہلا بھید یہ ہے کہ بندونکو خدا کی محبت کا حکم ہے اور کوئی مسلمان ایسا نہین ہے جو خدا کے ساتھ محبت کا دعوی نکرتا ہو بلکہ مسلمان اس بات کے مامور ہین کہ کسی چیز کو حق تعالی سے زیادہ وہ دوست اور عزیز نرکھین جیسا حق تعالی نے فرمایا ہے قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ الآیہ غرضکہ کوئی مسلمان ایسا نہین جو یہ دعوی نہ کرتا ہو کہ مین خدا کو سب چیزون سے زیادہ دوست رکھتا ہون اور ہر ایک سمجھتا ہے کہ یہ جو مین کہتا ہون واقع مین بھی ایسا ہی ہے تو علامت اور دلیل کی حاجت پڑی تاکہ ہر ایک دعوی بے اصل سے مغرور نہو اور مال بھی آدمی کا ایک محبوب ہے تو آدمیکو حق تعالی نے مال سے آزمایا اور فرمایا کہ اگر تو میری دوستی مین سچا ہے تو اپنے اس ایک معشوق کو مجھپر سے فدا کردے کہ اپنا درجہ میری دوستی مین تو پہچانے تو جو لوگ اس تہ کو پہونچے اور یہ بھید سمجھ گئے اونکے تین درجے ہوگئے پہلا درجہ صدیق لوگ تھے کہ جو کچھ اپنے پاس

رکھتے تھے سب بالکل اوسپر سے تصدق کردیا اور کہا کہ دوسو درہم مین سے پانچ درہم اوسکی راہ مین دینا کنجوسون کا کام ہے ہمپر واجب ہے کہ خدا کی محبت مین سب دیدین جسطرح امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اپنا سب مال لے آئے آپنے استفسار فرمایا کہ یا صدیق اپنے جورو لڑکون کے واسطے کیا چھوڑ آئے عرض کیا کہ فقط خدا اور رسول کو چھوڑ آیا ہے اور بعضون نے نصف مال راہ خدا مین دیا جسطرح امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نصف مال لائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یا فاروق لڑکون بالون کیواسطے کیا چھوڑ آئے عرض کیا کہ اسیقدر جسقدر یہان حاضر کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَیْنَکُمَا مَابَیْنَ کَلِمَتَیْکُمَا تَفَاوُتٌ یعنی تم دونون کے دعوون مین بھی اتنا ہی تفاوت ہے جتنا تم دونون کے کلام مین ہے دوسرا درجہ نیک مردون مین جنہون نے اپنا مال کیبارگی نہین خرچ کیا کہ آئندہ قدرت نہین رکھتے لیکن اوسکو محفوظ رکھا اور فقیرون کی حاجتون کے اور خیرات کی ضرورتون کے منتظر رہے اور اپنے تئین فقیرون کے برابر رکھا اور فقط زکوۃ پر اقتصار نہ کیا جو محتاج اونکے پاس پہونچا اوسنے اپنے عیال و اطفال کے برابر رکھا اور خبرگیری کی تیسرا درجہ وہ دیکھرے مردون مین ہے جو اس سے زیادہ طاقت نہین رکھتے کہ دوسو درہم مین سے پانچ درہم سے زیادہ دین اونہون نے فقط فرض پر اکتفا کی اور حکم خدا خوشی خاطر سے قبول کیا اور جلدی بجا لائے اور زکوۃ دے کر فقیرون پر احسان نہ جتایا اور یہ اخیر کا درجہ ہے اسواسطے کہ دوسو درہم مین جو حق تعالے نے عنایت فرمائے پانچ درہم دینے کو بھی جسکا دل نچاہے وہ خدا کی دوستی سے بالکل بے نصیب ہے اور جو شخص پانچ درہم سے زیادہ نہین دے سکتا اوسکی دوستی نہایت ضعیف ہے اور وہ سب دوستون مین بخیل و خسیس ہے

دوسرا بھید بخل کی نجاست سے دل پاک کرنا ہے کہ بخل دل مین نجاست کے مثل ہے جسطرح نجاست ظاہری بدن کو نماز کی نزدیکی کے قابل نہین رکھتی نجاست بخل دلکو جناب احدیت کے قرب کے لائق نہین رکھتی اور بے مال خرچ کیے دل بخل کی نجاست سے پاک نہین ہوتا اسی سبب سے زکوۃ بخل کی ناپاکی کو دل سے دور کرتی ہے اور زکوۃ اوس پانی کے مثل ہے جس سے نجاست دھوئی ہو اسیوجہ سے زکوۃ اور صدقہ کا مال رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کے اہل بیت پر حرام ہے کہ اونکا درجہ لوگونکی مالکی میل سے بچے **تیسرا بھید** شکر نعمت ہے اسواسطے کہ مال دنیا اور آخرت مین مسلمان کے واسطے سبب راحت ہے توجسطرح نماز روزہ حج نعمت بدن کا شکر ہے اوسیطرح زکوۃ نعمت مال کا شکر ہے تاکہ آدمی جب اپنے تئین مال کی بدولت بے پروا دیکھے اور دوسرے مسلمان بھائی کو جو اوسکے مثل ہے درماندہ اور عاجز پائے اپنے دل مین کہے کہ یہ بھی تو میری طرح خدا کا بندہ ہے خدا کا شکر کہ مجھے اوس سے بے پروا کیا اور اوسے میرا حاجتمند بنایا تو مین اوسکے ساتھ مہربانی اور مدارات کرون مبادا یہ آزمایش ہو اور اگر مدارات مین تقصیر کرون تو ایسا نہو کہ خدا مجھے اوسکا سا اور اوسے میرا سا کردے تو ہر ایک کو چاہیے کہ زکوۃ کے یہ اسرار جانے تاکہ اوسکی عبادت صورت بیمعنی نرہے **آداب زکوۃ کا بیان** جو کوئی چاہے کہ میری عبادت زندہ رہے اور بے روح نہو اور ثواب دونا ملے اوسے چاہیے کہ سات ادب اپنے اوپر لازم کرے **پہلا ادب** یہ ہے کہ زکوۃ دینے مین جلدی کیا کرے واجب ہونے سے پہلے سال بھر مین کبھی دیدیا کرے اس سے تین فایدے ہونگے ایک یہ کہ

کہ عبادت کے شوق کا اثر اوسپر ظاہر ہوگا اسواسطے کہ واجب ہونیکے بعد دینا بضرورت ہے کہ اگر نہ دیگا تو عذاب مین پڑیگا اسوقت دنیا خوف عذاب وعقوبت سے ہے نہ دوستی اور محبت سے اور وہ بندہ بُرا ہے جو ڈر سے کام کرے شفقت اور دوستی سے نکرے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جلدی زکوۃ دینے سے فقیر وںکا دل خوش ہوگا خلوص دل سے وہ دعاے خیر کرینگے کہ اونہین ناگاہ خوشی حاصل ہوئی اور فقیرون کی دعا اوسکے حق مین سب آفتون سے حصار بنے گی تیسرا فائدہ یہ ہے کہ زمانہ کی آفتون سے بیفکر ہوجائیگا اسواسطے کہ تاخیر کرنے مین بہت سی آفتین ہین شاید کوئی امر مانع پیش آجائے اور وہ اس خیر سے محروم رہے جب آدمی کے دل مین امر خیر کی رغبت پیدا ہو تو اوسے غنیمت جانے کہ یہ اوسپر خدا کی نظر رحمت ہے اور اوسکے بعد قریب ہوتا ہے کہ شیطان حملہ کرے فَاِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ نقل ہے کہ ایک بزرگ کو پاخانہ مین خیال آیا کہ پیراہن فقیر کو دون فوراً اپنے مرید کو بلایا اور پیراہن اوتار دیا مرید نے کہا یا شیخ باہر نکلنے تک کیون نہ صبر کیا اون بزرگ نے فرمایا مین ڈرا کہ مبادا میرے دل مین اور کچھ آئے اور اس امر خیر سے فکبا زرکھے دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر زکوۃ ایک بار دیناہو تو محرم کے مہینے مین دے کہ بزرگ مہینا ہے اور شروع سال ہے یا رمضان مبارک مین دے کہ دینے کا وقت جتنا بزرگ ہوگا ثواب بھی زیادہ ملیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ سخی تھے جو کچھ آپ پاس ہوتا للہ دیتے اور رمضان شریف مین خود کوئی چیز نرکھتے اور بالکل خرچ کر ڈالتے تیسرا ادب یہ ہے کہ زکوۃ چھپا کر دے برملا نہ دے تاکہ ریا سے دور اخلاص سے نزدیک رہے حدیث شریف مین ہے کہ پوشیدہ صدقہ دینا حق تعالےٰ کے غصہ کو فرو کر دیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی عرش کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ شخص جو داہنے ہاتھ سے صدقہ اسطرح دے کہ بائین کو بھی خبر نہو الغرض یہ کہ چھپا کر صدقہ دینے کا یہ مرتبہ ہے کہ قیامت کے دن پوشیدہ صدقہ دینے والا بادشاہ عادل کے درجے پر ہوگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو صدقہ چھپا کر نہین دیا جاتا ہے اوسے اعمال ظاہری مین لکھتے ہین اور جو چھپا کر دیا جاتا ہے اوسے اعمال باطنی مین لکھتے ہین اور جو کوئی صدقہ دیکر کہے کہ مین نے یہ خیرات کی تو اوس صدقہ کو اعمال ظاہری اور باطنی دونون کی فرد سے مٹا دیتے ہین اور ریا کی فرد مین لکھ لیتے ہین اسواسطے اگلے بزرگون نے صدقہ چھپا کر دینے مین اتنا مبالغہ کیا ہے کہ کوئی تو اندھا فقیر ڈھونڈھ کر چپکے سے اوسکے ہاتھ مین صدقہ دیتا اور منہ سے کچھ نہ بولتا تاکہ وہ بھی نجانے کہ کسنے دیا اور کوئی فقیرون کی گذرگاہ پر ڈالدیتا اور کوئی کسی ذریعہ سے دیتا اور کوئی سوتے فقیر کے کپڑے مین اسطرح چپکے سے باندھ دیتا کہ وہ جاگتے نپائے یہ سب باتین اسواسطے تھین کہ فقیر بھی نجانے اور اوروں سے پوشیدہ رکھنا تو بہت ہی ضرور جانتے تھے اسواسطے کہ اگر ظاہر مین آدمی صدقہ دے تو دل مین ریا پیدا ہوتی ہے اگر بخل ٹوٹتا ہے تو ریا مضبوط ہوتی ہے اور بخل یا وغیرہ سب صفتین مہلک ہین بخل بچھو کے مثل ہے اور ریا سانپ کے مانند جو بچھو سے بہت قوی ہے جب کوئی شخص بچھو سانپ کو کھلا دیگا سانپ کی قوت اور بڑھے گی تو ایک مہلک سے چھوٹیگا دوسرے مہلک مین پڑیگا اور ان صفتون کا تخم جو دل مین ہے جب قبر مین آدمی جائیگا تو سانپ بچھو کے زخمون کے مانند ہوگا جیسا عنوان مسلمانی مین ہم بیان کر چکے ہین تو برملا صدقہ دینے کا

نفقہ مان سے نفع زیادہ ہے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ اگر ریا کا بالکل اندیشہ نہو اور اپنے دلکو ریا سے بالکل پاک کر چکا اور یہ سمجھے کہ اگر مین برملا صدقہ دونگا تو اور لوگونکو بھی دینے کی رغبت پیدا ہوگی اور میری اقتدا کرینگے تو ایسے شخص کو برملا دینا بہتر ہے اور ایسا آدمی وہ ہوتا ہے جسکے نزدیک تعریف اور مذمت یکسان ہو اور سب کامون مین خدا کے جاننے پر اکتفا کرتا ہو **پانچوان ادب** یہ ہے کہ احسان جتاکر اور لوگون کو سناکر صدقہ کو ضایع نہ کرے حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ اذی کے معنی فقیر کو آزردہ کرنا ہے اسطرح کہ اوس سے ترشرو ہو یا ناک بھون چڑہائے یا اوسے کلمات سخت کہے یا محتاج جانکر اور سوال کرنے سے اوسے ذلیل وخوار سمجھا اور حقارت کی نگاہ سے دیکھا یہ باتین دو قسم کی جہالت اور حماقت سے ہوتی ہین ایک تو یہ کہ مال ہاتھ سے دینا ناگوار ہے اس سبب سے تنگدل اور زبچ ہوکر سخت کلامی کی اور جسپر ایک درم دیکر ہزار لینا ناگوار ہو وہ جاہل اور نادان ہے اسواسطے اگر وہ زکوۃ دیگا تو جنت اور خدا کی رضامندی حاصل کریگا اور اپنے تئین دوزخ سے آزاد کریگا اگر ان باتونکا ایمان رکھتا ہے تو زکوۃ دینا اوسے کیون ناگوار ہے دوسری حماقت یہ ہے کہ تونگری کی وجہ سے آدمی اپنے تئین فقیر سے اشرف سمجھے اور نہین جانتا کہ جو اوس سے پانسو برس پہلے جنت مین جائیگا وہ اوس سے بہت اشرف ہے اور اوسکا درجہ بہت اعلی ہے اور خدا کے نزدیک فخر اور بزرگی فقیری کو ہے تونگری کو نہین اور فقیری کے اشرف ہونے پر دنیا مین یہ دلیل اور علامت ہے کہ امیر کو خدا نے دنیا اور مال کے اشغال مین اور اوسکے رنج وملال مین مصروف کیا ہے حالانکہ امیر کو ضرورت کی قدر سے زیادہ دنیا سے کچھ نصیب نہین ہوتا اور امیر پر واجب کر دیا ہے کہ بقدر ضرورت فقیر کو دے تو حقیقت مین حق تعالے نے امیر کو فقیر کا بیگاری دنیا مین بنایا ہے اور آخرت مین پانسو برس جنت کا انتظار امیر کے واسطے خاص کر دیا ہے **چھٹا ادب** یہ ہے کہ احسان نہ رکھے اور جہل احسان رکھنے کی اصل اور دل کی صفت ہے احسان رکھنا یہ ہے کہ سمجھے مین نے فقیر کے ساتھ نیکی کی اپنی ملک سے اوسے دولت دی کہ فقیر میرا زیر دست رہے جب یہ سمجھا تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ امیدوار ہے کہ فقیر میری خدمت زیادہ کرے اور میرے کامون مین مستعد رہا کرے اور پہلے مجھے سلام کیا کرے غرضکہ امید رکھتا ہے کہ میری عزت زیادہ کرے اور اگر وہ فقیر اوسکے حق مین کچھ قصور کرے تو پہلے سے زیادہ اب تعجب کرتا ہے اور چاہیے تو یہ یہی کہے کہ مین نے اسکے ساتھ یہ نیکی کی یہ جہل اور نادانی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ فقیر نے اوسکے ساتھ دوستی اور نیکی کی کہ اوس سے صدقہ قبول کیا اوسے آتش دوزخ سے رہائی دی اور اوسکے دل کو بخل کی نجاست سے پاک کیا اگر حجام اوس امیر کے پچھنے مفت لگاتا تو اوسکا احسان مانتا کہ جو خون میرے ہلاک ہونیکا باعث تھا اسنے اوسے نکالڈالا اسیطرح اوسکے دل مین بخل اور اوسکے پاس مال زکوۃ بھی اوسکی ہلاکت اور نجاست کا باعث تھا کہ فقیر کی وجہ سے اوس سے طہارت بھی حاصل ہوئی نجات بھی ملی تو امیر کو ایک تو اسوجہ سے فقیر کا احسانمند ہونا چاہیے دوسرے یہ کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ پہلے خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے پھر فقیر کے ہاتھ آتا ہے تو صدقہ جب حق تعالی کو دیا اور فقیر نے نیابتاً لیا تو دینے والے کو چاہیے کہ فقیر کا احسانمند ہو نہ کہ اوسپر احسان جتلائے آدمی جب اسرار زکوۃ سے ان باتون سے بھیدونکو سوچے گا تو سمجھے گا کہ احسان رکھنا نادانی ہے اسلئے بزرگون نے احسان سے پرہیز کرنے مین مبالغہ کیا ہے اور فقیر کے

۵۱ فضائل زکوۃ مضمون زکوۃ کا احسان جتانا اور دل کو کمانا ۲۱۲

سامنے عاجزی اور فروتنی کے ساتھ کھڑے رہتے ہین اور پیش کش کرکے عرض کی ہے کہ یہ مجھسے قبول فرمائیے اور نذر دکھائی جاتی ہے فقیر کے سامنے ہاتھ بڑہایا ہے تاکہ فقیر میرا روپیہ اوپر سے اوٹھالے اور فقیر کا ہاتھ میرے ہاتھ کے نیچے نہو اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِنَ الْیَدِ السُّفْلٰی تو کسکو لائق ہے کہ احسان رکھے ام المومنین حضرت بی عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہما جب کسی فقیر کو کچھ بھیجتین تو لیجانیوالے سے فرمادیتین کہ فقیر جو دعا دے وہ یاد رکھنا کہ ہر دعا کی مکافات مین ہم بھی اوسکے واسطے دعا کرلین تاکہ صدقہ بعوض اور خالص رہے فقیر سے دعا کا لالچ بھی درست نہ کہتی تھین کہ دعا اس نظر سے ہوتی ہے کہ دینے والے نے احسان کیا ہے اور حقیقت مین احسان کرنیوالا فقیر ہے کہ تیری اس خدمت کو اوسنے قبول کیا **ساتوان ادب** یہ ہے کہ اپنے مال مین جو بہت اچھا اور بہتر اور حلال ہو وہ فقیر کو دے اسواسطے کہ جس مال مین شبہہ ہے وہ خدا کی نزدیکی حاصل کرنیکے لائق نہین اسواسطے کہ خدا پاک ہے اور پاک ہی چیز قبول فرماتا ہے حق تعالے نے فرمایا ہے وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ یعنی جو چیز لوگ تمہین دین اور تم اوسے کراہت سے لو تو اوسکو راہ خدا مین کیون خرچ کرو اور جس شخص نے اپنے گھر کی چیزون مین سے بدتر چیز مہمان کے سامنے رکہی تو اوسنے مہمان کی حقارت کی تو کیونکر درست ہوگا کہ بدتر چیز خدا کی راہ مین دے اور اچھی چیز اوسکے بندون کے واسطے رکہہ چھوڑے اور بری چیز دنیا اس بات پر دلیل ہے کہ کراہت سے دیتا ہے اور جو صدقہ خوشدلی سے نہ دیا جاے اوسکے نہ قبول ہونیکا خوف ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ صدقہ کا ایک درہم ہزار درہم پر سبقت لیجاے وہ درہم وہ ہے جو بہتر ہو اور خوشدلی سے دیجاے **زکوۃ دینے کو فقیر ڈہونڈہنے کے آداب** اگرچہ ہر مسلمان فقیر کو زکوۃ دینے سے فرض ادا ہوجاتا ہے لیکن جو شخص آخرت کی تجارت کرے اوسے محنت سے دست بردار نہونا چاہیے اور جب زکوۃ بجا صرف ہوگی تو اوسکا ثواب بھی المضاعف ہوگا تو چاہیے کہ پانچ صفتون مین سے کسی ایک صفت کا آدمی ڈہونڈہے پہلی صفت یہ ہے کہ متقی پرہیزگار ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَطْعِمُوْا طَعَامَکُمْ اَتْقِیَآءَ یعنی پرہیزگارونکو اپنا کہانا کہلاؤ اسکا سبب یہ ہے کہ ایسے لوگ جو کچھ لیتے ہین اوسے خدا کی بندگی مین اپنا معین کرتے ہین دینے والا اونکی عبادت کے ثواب مین شریک رہتا ہے اسواسطے کہ اوسنے عبادت مین اس عابد کی مدد کی ہے **نقل** ہے کہ ایک امیر ہمیشہ صوفیون ہی کو صدقہ دیتا تھا اور کہتا تہا کہ یہ لوگ حق تعالی کے سوا اور کسی چیز کا قصد نہین کرتے اگر انکو کچھ ضرورت اور احتیاج ہوتی ہے تو انکا دہیان بٹ جاتا ہے اور مین ایسے ایک دل کو حق تعالی کی جناب مین لیجانا اون سودلون کے ساتھ مراعات کرنے سے جنکو دنیا مقصود ہو بہت دوست رکہتا ہون یہ حال جب خواجہ جنید قدس سرہ سے لوگون نے بیان کیا آپ نے فرمایا کہ وہ خدا کے دوستون مین سے ہے یہ شخص پہلے بقال تھا پھر مفلس ہوگیا اسواسطے کہ فقیر جو کچھ اس سے مول لیتے اوسکی قیمت نہ مانگتا تھا حضرت جنید قدس سرہ نے پھر دوکان رکہنے کو تھوڑا سا مال اوسے دیا اور فرمایا کہ تجھہ ایسے آدمی کو تجارت مین کبھی نقصان نہوگا دوسری صفت یہ ہے کہ زکوۃ لینے والا طالب العلم ہو کہ اوسے اگر صدقہ دینگے تو علم حاصل کرنیکی فرصت پائیگا اور دینے والا علم کے ثواب مین شریک ہوگا تیسری صفت یہ ہے کہ وہ شخص اپنی غریبی اور فقیری کو چھپائے ہو اور شان و شوکت

بسر کرتا ہو وہ جو حق تعالی نے فرمایا ہے یَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ وہ بھی لوگ ہین جنھون نے اپنی مفلسی پر پردہ اور شوکت کا نقاب ڈالا ہے ایسا نچا ہیے کہ ان لوگون کو چھوڑکر سبک منگے فقیرون کو دے چوتھی صفت یہ ہے کہ عیالدار یا بیمار ہو اسواسطے کہ جسے جسقدر حاجت اور رنج و مصیبت زیادہ ہوگی اوسیقدر اوسے راحت پہونچانیکا ثواب بھی زیادہ ہوگا پانچوین صفت یہ ہے کہ قرابت والے ہون کہ انکا دینا خیرات بھی ہے اور اداے حق قرابت بھی ہے اور جو کوئی خدا کی محبت مین رشتہ برادری رکھتا ہو وہ بھی قرابت دارون کے مرتبہ مین ہے جس کسی مین یہ صفتین سب یا اکثر پائی جائین وہ اولے ترہے جب ایسے لوگونکو آدمی دیگا اونکی دعا اور ہمت اوس دینے والے کے حق مین حصار ہوجائیگی یہ نفع اوس نفع کے علاوہ ہے کہ بخل کو اپنے دل سے دور کردیا اور نعمت کا شکر بجالایا اور چاہیے کہ زکوۃ سادات کو ندے کہ یہ مال لوگونکے مالونکا میل ہوتا ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد کو دینے کے لائق نہین اور کافرونکو بھی ندے اسواسطے کہ یہ مال کافرونکو دینا حیف اور افسوس کی بات ہے **زکوۃ لینے والے کے آداب کا بیان** زکوۃ لینے والے کو پانچ چیزون کی رعایت کرنا لازم ہے ایک یہ سمجھے کہ جب حق تعالے نے اپنے کچھ بندونکو محتاج پیدا کیا اس سبب سے اور بندونکو کثرت سے مال عنایت کیا اوسنے جسپر بہت مہربانی فرمائی اونکو دنیا اور دنیا کے مال کے بکھیڑون سے محفوظ رکھا اور دنیا حاصل کرنیکا بار اور مال کی نگہبانی کا رنج و وبال امیرون پر ڈالا اور اونسے حکم کردیا کہ اون بندونکو جو ہمارے بہت معزز اور ممتاز ہون بقدر حاجت دیا کرین تاکہ وہ لوگ دنیا کے بار سے نجات پاکر دلجمعی سے عبادت کیا کرین اور جب حاجت کے سبب سے پراگندہ ہمت اور پریشان خاطر ہون تو امیرون کے ہاتھ سے بقدر حاجت اونمین پہونچ جایا کرے تاکہ اونکی دعا اور ہمت کی برکت سے امیرونکے اعمال کا کفارہ ہوجائے تو فقیر جو کچھ لیتا ہے اس نیت سے لے کہ اپنی حاجت روائی مین خرچ کرے تاکہ عبادت مین فراغت حاصل ہو اور اس نعمت الہی کی قدر پہچانے کہ امیرونکو اوسکا بیگاری اسواسطے بنادیا ہے کہ وہ عبادت مین مصروف رہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے دنیا کے بادشاہ اپنے جن بندگان خاص کو چاہتے ہین کہ ہماری خدمت اور حضوری سے غیر حاضر نہون انکو دنیا کماسنے مین مشغول ہونیکے واسطے رخصت نہین دیتے اور دہقانیون اور بازاریون کو جو خدمت خاص کے لائق نہین اون غلامونکا بیگاری بناتے ہین اونسے محصول اور خراج لیکر غلامان خاص کا یومیہ مقرر فرماتے ہین جسطرح بادشاہ کو سبھون سے اپنے خواص کی خدمت لینا مقصود ہے اسطرح حق تعالی کا ارادہ یہ ہے کہ تمام خلق اوسکی بندگی کرے اسی سبب سے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ تو فقیر کو چاہیے کہ جو کچھ لے اسی نیت سے لے اسیواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دینے والے پر فضیلت نہین رکھتا اگر حاجت کے واسطے وہ لے اور یہ لینے والا وہ شخص ہے جسکی یہ نیت ہو کہ یہ لینے سے مجھے عبادت مین فراغت ہو دوسرے یہ کہ جو کچھ لیتا ہے یہ سمجھے کہ حق تعالے اسے لیتا ہے اور امیرونکو حکم الہی کا مسخر جانے اسواسطے کہ ایک موکل اوسکے ساتھ لازم کردیا ہے تاکہ وہ اوسے دی اور اوسکا موکل ایمان ہے اوسیکو دیتا ہے اس سبب سے کہ اوسکی نجات اور سعادت خیرات سے وابستہ ہے اگر یہ موکل نہوتا تو امیر ایک حبہ بھی کسیکو نہ دیتا تو فقیر پر اوسکا احسان ہے جسنے امیر کے ساتھ ایک موکل لگادیا ہے تو جب یہ سمجھا کہ امیر کا ہاتھ واسطہ اور مسخر ہے تو چاہیے کہ اس واسطہ پر خیال کرکے اوسکا شکر ادا کرے حدیث مین ہے

آیا ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ اور باوصف اس بات کے کہ حق تعالیٰ بندونکے کامون کا خالق ہے مگر یہ بندہ نوازی ہے کہ اونکی تعریف فرماتا ہے اور اونکا شکر بجالاتا ہے چنانچہ فرمایا نِعْمَ الْعَبْدُ إِنَّهُ أَوَّابٌ اور فرمایا إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَّبِيًّا اور ایسی آیتین ہین اور یہ اسواسطے ہے کہ حق تعالےٰ جسے واسطہ خیر بناتا ہے اوسے معزز کرتا ہے جیسا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے طُوبَىٰ لِمَنْ خَلَقْتَهُ لِلْخَيْرِ وَيَسَّرْتَ الْخَيْرَ عَلَىٰ يَدَيْهِ تو جنکو اوسنے معزز کیا اونکی قدر پہچاننا ضرور ہے شکر کے یہی معنی ہین اور فقیر کو چاہیے کہ دینے والے کے حق مین یہ دعا کرے طَهَّرَ اللّٰهُ قَلْبَكَ فِي قُلُوبِ الْأَبْرَارِ وَزَكَّىٰ عَمَلَكَ فِي عَمَلِ الْأَخْيَارِ وَصَلَّىٰ عَلَىٰ رُوحِكَ فِي رُوحِ الشُّهَدَاءِ اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ جو کوئی تمھارے ساتھ بھلائی کرے اوسکا بدلا کرو اگر نہو سکے تو اوسکے حق مین اتنی دعا کرو کہ جان لو کہ اوسکی بھلائی کا عوض پورا ہو گیا اور جسطرح دینے والے کو یہ بات شرط ہے کہ جو کچھ دے اگرچہ بہت بھی ہو تو اوسے حقیر جانے اور اوسکی کچھ قدر نہ سمجھے اوسیطرح لینے والے کا کمال شکریہ ہے کہ صدقہ کا عیب پوشیدہ رکھے اور تھوڑی چیز کو تھوڑا نہ جانے اور حقیر نہ سمجھے تیسرے یہ کہ جو حلال کا مال نہو وہ نہ لے ظالم اور سود خور کے مال سے کچھ نہ لے چوتھے یہ کہ جسقدر احتیاج ہو اوسیقدر لے اگر سفر کی ضرورت سے لیتا ہے تو زاد راہ اور کرایہ کے قدر سے زیادہ نہ لے اگر ادائے قرض کے لیے لیتا ہے تو قرض سے زیادہ نہ لے اگر عیال و اطفال کی کفالت کے واسطے دس درم کافی ہون تو گیارہ نہ لے کہ وہ ایک درم [illegible] سے زیادہ ہے اوسکا لینا حرام ہے اور اگر گھر مین کچھ اسباب یا کپڑا صرف سے زیادہ موجود ہو تو چاہیے کہ زکوۃ نہ لے پانچوین یہ کہ [illegible] دینے والا عالم نہو تو اوس سے پوچھے کہ یہ جو تو دیتا ہے مساکین کا حصہ ہے یا مثلاً قرضدار کا اگر لینے والا اوسی صفت کا ہے جس صفت کا کہ وہ حصہ دیا جاتا ہے اور دینے والا زکوۃ کا آٹھوان حصہ اوسے دیتا ہے تو نہ لینا چاہیے اسواسطے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالےٰ کے مذہب مین سب ایک آدمی کو نہ دینا چاہیے **صدقہ اور خیرات کی فضیلت کا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صدقہ دیا کرو اگرچہ آدھا خرما ہو اسواسطے کہ وہ فقیر کو زندہ رکھتا ہے اور گناہ کو یون مارتا ہے جیسے پانی آگ کو اور فرمایا ہے کہ دوزخ سے بچو اگرچہ آدھے ہی خرمے کے بدولت ہو اگر یہ بھی نہو سکے تو میٹھی بات ہی سہی اور فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے مال حلال سے صدقہ دیتا ہے اوسے حق تعالےٰ اپنے دست شفقت و لطف سے اسطرح پرورش فرماتا ہے جیسے تم اپنے چارپایون کو پرورش کرتے ہو یہانتک کہ چند خرمے کوہ اُحد کے برابر ہو جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک اپنے صدقہ کے سایہ مین ہو گا جبتک خلائق کا حساب کر حکم ہو اور فرمایا ہے کہ صدقہ شہر کے دروازون مین سے ستر دروازے بند کر دیتا ہے لوگون نے حضرت سے عرض کی یا رسول اللہ کونسا صدقہ افضل ہے آپنے فرمایا کہ جو صدقہ تندرستی مین دیا جاے جب زندگی کی امید ہو اور افلاس کا ڈر ہو یہ نہین کہ آدمی صبر کرتا رہے جب حلقوم مین دم آجائے تو کہے کہ یہ چیز فلانی کو دینا یہ فلانی کو اسواسطے کہ اب وہ کسی خواہ نہ رہے وہ چیزین تو فلانے فلانے کی خواہ نخواہ ہو ہی جاتی ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے دروازے سے سائل کو محروم پھیرتا ہے سات دن تک اوس گھر مین فرشتے نہین جاتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم دو کام اور دو نہین چھوڑتے تھے اپنے ہی ہاتھ سے کرتے تھے فقیر کو صدقہ اپنے ہی دست مبارک سے دیتے تھے اور رات کو وضو کے واسطے پانی بند کر کے خود رکھتے تھے اور فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان کو کپڑا پہنائے گا جبتک وہ کپڑا

اوسکے بدن پر رہے گا رسنے والا فرشتہ اوسکی حفاظت مین رہے گا حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پچاس ہزار درم صدقہ دیے اور اپنے پیراہن مین پیوند لگائے ہین اور نیا پیراہن اپنے واسطے سلوایا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک آدمی نے ستر برس عبادت کی اوس سے اتنا بڑا ایک گناہ سرزد ہوا کہ وہ سب عبادت غلط اور رائگان ہوگئی وہ ایک فقیر کی طرف گذرا اور اوسنے ایک روٹی دی تو حق سبحانہ تعالے نے اوسکا وہ گناہ عظیم بخشدیا اور ستر برس کی عبادت اوسے پھیر دی لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی تھی کہ بیٹا تجھسے جب کوئی گناہ سرزد ہو تو صدقہ دینا حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بہت شکر صدقہ دیتے اور فرماتے کہ حق تعالے نے فرمایا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّوْنَ اور حق تعالی جانتا ہے کہ مین شکر کو دوست رکھتا ہون حضرت شعبی نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنے تین صدقہ کے ثواب کا اس سے زیادہ محتاج نہ جانے جتنا فقیر کو اوس صدقہ کا محتاج جانتا ہے تو اوس شخص کا صدقہ قبول نہین ہوتا حضرت حسن بصری نے ایک بردہ فروش کے پاس ایک لونڈی خوبصورت دیکھی پوچھا کہ اسے دو درم کو بیچتا ہے اوسنے کہا نہین آپنے کہا جا بھی حق تعالی تو حورعین دو حبہ کو بیچتا ہے کہ وہ اس لونڈی سے نہایت خوبصورت ہی یعنی صدقہ کے عوض مین جنت ملتی ہے

چھٹی اصل روزہ کے بیان مین

الغرض جان تو کہ ارکان اسلام سے ایک رکن روزہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا بدلا دس سے سات سو تک دیتا ہون مگر روزہ کہ وہ خاص میرے واسطے ہے اوسکی جزا مین دیتا ہون اور فرمایا اِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یعنی جو لوگ خواہش سے صبر کرتے ہین اونکی مزدوری حساب مین نہین آتی اور اندازہ مین نہین سماتی بلکہ حد سے زیادہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر آدھا ایمان ہے اور روزہ نصف صبر ہے اور فرمایا ہے کہ روزہ دار کے مُنہ کی بو خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے حق تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندہ نے کھانا پینا جماع خاص میرے واسطے چھوڑ دیا مین ہی اوسکی جزا دیتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور سانس لینا تسبیح اور دعا ہمقرین اجابت ہے اور فرمایا ہے کہ جب رمضان کا مہینا آتا ہے بہشت کے دروازے کھولدیتے ہین اور دوزخ کے دروازے بند کردیتے ہین اور شیاطین کو قید کرتے ہین اور منادی پکارتا ہے کہ ایطالب خیر جلد آ کہ یہ تیرا وقت ہے اور ایطالب شر ٹھہر جا کہ تیری جگہ نہین اور روزہ کی بڑی بزرگی ہے کہ حقتعالے نے اوسے اپنی طرف نسبت فرمایا اور ارشاد کیا کہ اَلصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ اگرچہ سب عبادتین اوسی معبود برحق کے واسطے ہین لیکن یہ تخصیص ایسی ہے جیسے کعبہ شریف کو اپنا گھر ارشاد کیا گو کہ تمام عالم اوسی کی ملک ہے اور روزہ کے واسطے دو خاصیتین ہین کہ اونکے سبب سے جناب صمدیت کی طرف منسوب ہونیکے لائق ہوا ایک تو یہ کہ اوسکی حقیقت ترک شہوات ہے اور ریا امر باطنی ہے لوگون کی آنکھون سے پوشیدہ ہے ریا کو اوسمین کچھ دخل نہین دوسرے یہ کہ ابلیس حق تعالی کا دشمن ہے اور شہوات ابلیس کا لشکر ہے اور روزہ اوسکے لشکر کو شکست دیتا ہے اسواسطے کہ روزہ کی حقیقت ترک شہوات ہے اسیواسطے جناب رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے

کرتا ہے شیطان آدمی کے باطن مین اسطرح چلتا ہے جیسے خون اوسکے بدن مین رواں ہے شیطان کی راہ بھوک سے تنگ کرو اور پیاس سے
فرمایا ہے نہ الصوم جنۃ یعنی روزہ سپر ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ جنت کا دروازہ کھٹکھٹایا
کرو لوگون نے پوچھا کس چیز سے فرمایا بھوک سے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ روزہ عبادت کا دروازہ ہے
یہ سب فضیلتین اسی سبب سے ہین کہ خواہشین سب عبادتون سے مانع ہین اور سیری خواہش کی مدد ہے اور بھوک خواہشون کو
مار دیتی ہے روزہ کے فرائض کا بیان روزہ مین دس چیزین فرض ہین پہلا فرض یہ ہے کہ رمضان کا چاند ڈھونڈے کہ اوسکا
کا ہے یا تیس کا ایک شاہد عادل کے قول پر اعتماد کرنا درست ہے اور عید کے چاند کے لیے دو گواہ سے کم درست نہین جو شخص کسی
معتمد سے جسے وہ سچا جانتا ہو رمضان کا چاند ہونا سنے اوسپر روزہ فرض ہوجاتا ہے گو قاضی اوسکے قول پر حکم نہ کرے اگر کسی شہر مین
جو سولہ کوس ایک بستی سے دور ہے چاند دیکھا گیا تو اوس بستی والون پر روزہ واجب نہوگا اور اگر سولہ کوس سے مسافت کم ہے تو
واجب ہوگا دوسرا فرض نیت ہے چاہیے کہ ہر شب کو نیت کیا کرے اور یاد رکھے کہ رمضان کا یہ روزہ ہے اور فرض ادا کرتا ہے
اور جو مسلمان اس بات کو یاد رکھے گا اوسکا دل نیت سے خود خالی نہ رہے گا اگر شک کی رات کو یون نیت کی کہ اگر کل رمضان ہے تو مین
روزہ دار ہون تو نیت درست نہین اگرچہ رمضان ہو یہانتک کہ ایک معتمد کے قول سے شک دور ہوجاے اور رمضان کی اخیر رات
مین یہ نیت درست ہے اگرچہ شک ہوا سواسطے کہ اصل یہ ہے کہ ابھی رمضان باقی ہے اور جب کوئی شخص اندھیری جگہہ مین بند ہو
خیال اور سوچ کرکے وقت تجویز کرے اور اسی اعتماد پر نیت کرے درست ہے اور اگر رات کو نیت کرچکا تھا اوسکے کوئی چیز کھاے تو
نیت باطل نہوگی بلکہ عورت اگر سمجھے کہ حیض بند ہوجائیگا اور نیت کرلے اور حیض بند ہوگیا تو روزہ درست ہے تیسرا فرض یہ ہے
کہ باہر سے کوئی چیز عمدًا اپنے درون مین نہ لیجاے قصد لینا پچھنے لگوانا سرمہ لگانا سلائی کان مین ڈالنا روئی سوراخ ذکر مین رکھنا
یہ کچھ نقصان نہین کرتا اسواسطے کہ باطن سے یہ مراد ہے کہ کسی چیز کے ٹھہرنے کی جگہہ ہو جیسے دماغ پیٹ معدہ ہتانہ اور اگر بلا قصد
کوئی چیز درون مین چلی جاے جیسے مکھی غبار یا کلی کا پانی حلق مین پہونچے تو روزہ مین کچھ نقصان نہین آتا مگر یہ کہ کلی مین مبالغہ کیا
اور پانی حلق تک لے گیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اور بھولے سے اگر کچھ کھالیا تو کچھ قباحت نہین لیکن اگر صبح یا شام کے گمان سے
کوئی چیز کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح کے بعد یا غروب آفتاب ہی پہلے کھایا تھا تو روزہ کی قضا کرے چوتھا فرض یہ ہے کہ جماع نہ کرے
اگر اسقدر قربت کی کہ غسل واجب ہوگیا تو روزہ ٹوٹ جائیگا اگر روزہ یاد نہ تھا تو نہ ٹوٹیگا اگر رات کو صحبت کی اور صبح کے بعد
نہایا تو روزہ درست ہے پانچوان فرض یہ ہے کہ کسی طور سے منی نکالنے کا ارادہ نہ کرے اگر اپنی جورو سے قربت یعنی مساس وغیرہ
کیا اور جماع نہ کیا اور خود جوان ہے اور انزال کا اندیشہ ہے اور انزال ہوجائے تو روزہ ٹوٹ جائیگا چھٹا فرض یہ ہے کہ عمدًا قے
نہ کرے بے اختیاری سے ہو تو روزہ باطل نہوگا اور اگر زکام یا اور کسی وجہ سے بلغم کو کھنکھار کے تھوک دیا تو کچھ قباحت نہین ہے
اسواسطے کہ اوس سے بچنا دشوار ہے اور اگر منہ مین آنیکے بعد پھر نگل جائیگا تو روزہ ٹوٹ جائیگا روزہ کی سنتین چھہ ہین
سحر دیر کو کھانا کھجور یا پانی سے جلد افطار کرنا زوال کے بعد مسواک نہ کرنا فقیر کو کھانا کھلانا قرآن بہت پڑھنا مسجد مین اعتکاف کرنا

خصوصاً عشرہ آخر مین جسمین شب قدر ہوتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس عشرہ مین آرام اور خواب سے دست بردار ہوکر
عبادت پر کمر باندھتے تھے آپ اور آپ کے گھر والے عبادت سے ایکدم غافل نہوتے تھے اور شب قدر اکیسوین یا تیئیسوین یا پچیسوین
یا ستائیسوین رات ہے اور ستائیسوین کو اکثر ہوتی ہے اولیٰ یہ ہے کہ اس عشرہ مین برابر اعتکاف رکھے اگر نذر کیا ہے تو لازم ہوگا
اعتکاف مین پاخانہ پیشاب کے سوا اور کسی کام کے واسطے مسجد سے نہ نکلے اور جتنی دیر وضو مین صرف ہو اوس سے زیادہ گھر مین
بیٹھرہے اور اگر نماز جنازہ یا عیادت مریض یا گواہی یا تجدید طہارت کے واسطے نکلے گا تو اعتکاف نہ ٹوٹے گا مسجد مین ہاتھ دھونا
کھانا کھانا سو جانا درست ہے جب قضاے حاجت سے فارغ ہوکر آئے تو اعتکاف کی نیت تازہ کرے روزہ کی حقیقت کا بیان
ایدر نیز جان تو کہ روزہ کے تین درجے ہین ایک عوام کا روزہ دوسرے خواص کا روزہ تیسرے خاص الخواص کا روزہ عوام کا روزہ وہ ہے
جسکا بیان ہو چکا کھانے پینے جماع کرنے سے باز رہنا اسکا نہایت مرتبہ ہے روزے کا یہ ادنیٰ درجہ ہے اور خاص الخواص کا روزہ
اعلیٰ ترین درجہ ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو ماسوی اللہ کے خطرے سے بچائے اور اپنے تئین بالکل خدا کے سپرد کردے اور جو چیز
اللہ کے [illegible] اور باطل [illegible] رہے جب کلام الٰہی اور اوسکے متعلقات کے سوا دوسری بات کا خیال
کرے تو روزہ توڑ دیتا اور غرض دنیوی کا خیال کرنا اگرچہ مباح ہے لیکن اس روزے کو باطل کر دیتا ہے مگر وہ دنیا جو دین کے
باب مین مدد گار ہو فی الحقیقت دنیا مین داخل نہین ہے حتی کہ علما نے کہا ہے کہ آدمی دن کو اگر افطاری کی تدبیر کرے تو اوسکے نام پر
لکھا جاتا ہے [illegible] اسواسطے کہ یہ امر آخرت پر دلیل ہے کہ رزق کے بارہ مین جو حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اس شخص کو اوسکی یقین واثق نہین
ہے یہ مرتبہ انبیا اور صدیقین کا ہے ہر ایک اس مرتبہ کو نہین پہونچتا اور خواص کا روزہ یہ ہے کہ آدمی فقط کھانا پینا جماع نہ چھوڑ دے
بلکہ اپنے تمام جوارح کو حرکات ناشائستہ سے بچائے اور یہ روزہ چھ چیزون سے پورا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ آنکھ کو ایسی چیزون سے بچائے
جو خدا کی طرف سے دلکو پھیرتی ہین خصوصاً ایسی چیز کی طرف نظر نہ کرے جس سے شہوت پیدا ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نگاہ چشم ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو خوف خدا کرکے اوس سے بچے گا
اوسکو ایمان کا ایسا خلعت عطا فرمائین گے کہ اوسکی حلاوت اپنے دل مین پائیگا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین جناب سرور
کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ چیزین روزہ کو توڑ ڈالتی ہین جھوٹ غیبت سخن چینی جھوٹی قسم کھانا شہوت سے کسی کی طرف
نظر کرنا دوسری چیز جس سے روزہ پورا ہوتا ہے یہ ہے کہ بیہودہ گوئی اور بیفائدہ بات سے زبان کو بچائے ذکر الٰہی یا تلاوت قرآن مین
مشغول ہو یا خاموش رہے بخشنا اور جھگڑنا بیہودہ گوئی مین داخل ہے لیکن غیبت اور جھوٹ بعض علما کے مذہب مین عوام کے روزہ کو
بھی باطل کرتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مین دو عورتون نے روزہ رکھا اور پیاس کے مارے
ہلاکت کے قریب ہوگئین آنحضرت سے روزہ کھولڈالنے کی اجازت چاہی آپنے ایک کاسہ اونکے پاس بھیجا کہ اوسمین قے کرین
ہر ایک کے حلق سے خون کے ٹکڑے نکلے لوگ اس امر سے متحیر ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونون عورتون نے
اون چیزون سے جو خدا نے حلال کی ہین روزہ رکھا اور جو حق تعالیٰ نے حرام کیا ہے اوس سے توڑ ڈالا یعنی کسی کی غیبت کی ہے

اور یہ خون آدمیون کا گوشت ہے جو انھون نے کہا بات یہ ہے کہ کان کو بری بات سننے سے بچائے اسواسطے کہ جو بات کہنا نہ چاہیے سننا بھی نہ چاہیے غیبت اور جھوٹ کا سننے والا بھی کہنے والے کے گناہ مین شریک ہے چوتھے یہ کہ ہاتھ پاون وغیرہ اعضا کو ناشائستہ حرکتون سے بچائے جو روزہ دار ایسے بدکام کرتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بیمار میوے سے تو پرہیز کرے اور زہر کھالے اسواسطے کہ گناہ زہر ہے اور طعام غذا ہے اگر اوسکے بہت کھانے مین نقصان ہے مگر اصل غذا مضر نہین اسواسطے حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ بہت روزہ دار ایسے ہین جنھین بھوک پیاس کے سوا روزے سے اور کچھ نصیب نہین ہوتا پانچوین یہ کہ افطار کے وقت حرام اور شبہ کی چیز کھائے اور حلال خالص بھی نہ کھائے اسواسطے کہ رات کو دن کا حصہ ہی جب کھالیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ خواہشون کا توڑنا روزے سے مقصود ہے اور دو بار کا کھانا ایک بار کھالینا خواہش کو اور زیادہ کرتا ہے خصوصًا جب طرح طرح کا کھانا ہو اور جبتک معدہ خالی نہ ہوگا دل صاف نہوگا بلکہ سنت یہ ہے کہ دن کو بہت نہ سوئے جاگتا رہے کہ بھوک پیاس اور ضعف کا اثر اپنے مین پائے جب رات کو تھوڑا کھانا کھاکے جلدی نہ سو رہیگا تہجد کی نماز پڑھ سکیگا اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک کوئی بھرا ہوا ظرف معدہ سے زیادہ بدتر نہین ہے چھٹے یہ کہ افطار کے بعد اسکا دل امید مین رہے کہ نہ معلوم روزہ قبول ہوا یا نہین حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ عید کے دن ایک قوم کی طرف گذرے وہ لوگ ہنستے کھیلتے تھے انھون نے کہا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ماہ رمضان کو گویا ایک میدان بنایا ہے تاکہ اوسکے بندے طاعت اور عبادت مین پیش قدمی اور زیادتی ڈھونڈھین ایک گروہ سبقت لے گیا ایک گروہ پیچھے رہ گیا اون لوگون سے تعجب ہے جو ہنستے ہین اور اپنی حقیقت حال نہین جانتے قسم خدا کی خدا کی اگر پردہ اوٹھ جائے اور حال کھلجائے تو نیکی عبادت مقبول ہے وہ خوشی مین اور جنکی عبادت مردود ہے وہ رنج مین مشغول ہون اور کوئی ہنسی کھیل مین مصروف ہو الغرض ان سب باتون سے تونے یہ پہچانا کہ جو کوئی روزہ مین فقط نہ کھانے پینے پر اقتصار کرے اوسکا روزہ ایک صورت بے روح ہے اور روزہ کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین فرشتون کے مانند بنائے کہ فرشتون کو ہرگز خواہش نہین ہے اور چارپایون کو خواہش غالب ہے اسواسطے ملائک سے وہ دور ہین اور جس آدمی پر خواہش غالب ہو وہ بھی چارپایون کے مرتبہ پر ہے جب خواہش اوسکی مغلوب ہوگئی تو اوسنے فرشتون کے ساتھ مشابہت پیدا کی اور اسی سبب سے آدمی صفت مین ملائکہ کے قریب ہے مکان مین نہین اور ملائک حقتعالیٰ کے نزدیک ہین تو وہ آدمی بھی حقتعالیٰ کا مقرب ہوجائیگا جب مغرب کی نماز کے بعد اہتمام کریگا اور جو جی چاہے پیٹ بھر کے کھائے گا تو اوسکی خواہش اور قوی تر ہوجائیگی ضعیف نہوگی اور روزہ کی روح حاصل نہوگی قضا کفارہ امساک فدیہ کا بیان الغرض جان لو کہ رمضان مین روزہ کھولڈالنے سے قضا اور کفارہ اور فدیہ واجب آتا ہے لیکن ہر ایک کا محل علیحدہ ہے جو مسلمان مکلف کسی عذر سے یا بے عذر رمضان مین روزہ نرکھے اوسپر قضا واجب ہے اسیطرح حائض اور مسافر اور بیمار اور حاملہ اور مرتد پر بھی قضا واجب ہے لیکن دیوانہ اور نابالغ لڑکے پر قضا واجب نہین اور کفارہ سوا اسکے کہ روزہ دار جماع کرے یا اپنے اختیار سے منی نکالے اور کسیصورت مین واجب نہین ہوتا اور کفارہ یہ ہے کہ ایک لونڈی غلام آزاد کرے اگر نہوسکے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اگر یہ بھی نہوسکے تو ساٹھ مسکین

ساتھ مسکینون کو دے اور ہر ایک تہائی کم ایک من ہوتا ہے امساک یعنی باقی دن بھر کھانے پینے جماع سے باز رہنا اوس شخص پر واجب ہوتا ہے جو بعذر روزہ کھولڈالے اور حائض اگرچہ وہ کو پاک ہوجاے اور مسافر اگرچہ وہ کو مقیم ہوجاے، اور بیمار اگرچہ وہ کو اچھا ہوجاے تو انمین سے کسی پر امساک نہین واجب ہے اگر تینک دانے دن ایک آدمی نے خبر دی کہ مین نے چاند دیکھا ہے تو جو کوئی کھا پیچکا ہو اوسپر واجب ہے کہ روزہ وارون کیطرح شام تک کچھ کھائے پیے اور جو روزہ وارون کو مقرر کرے اوسے روزہ کھولنا روا نہ چاہیے اگر روزہ نہ کھولا اور دن کو کسی شہر مین جا پہونچا تو بھی روزہ کھولنا چاہیے اور مسافر کو روزہ رکھنا افطار سے اولی تر ہے مگر جب طاقت نہ رکھتا ہو فدیہ یہ ہے کہ ایک مد ناج مسکین کو دے حاملہ اور دودھ پلانیوالی عورت نے اگر کا ہلاک ہوجانیکے خوف سے اگر روزہ کھولڈالا تو اوسے قضا کے ساتھ فدیہ دینا بھی واجب ہے اوس بیمار پر جسنے اپنی ہلاکت کے اندیشہ سے افطار کیا ہو فدیہ واجب نہوگا اور شیخ فانی جو ضعف کے سبب سے روزے کی طاقت نہ رکھتا ہو اوسپر قضا کے عوض فدیہ واجب ہے اگر کسیننے قضاے رمضان مین یہانتک تاخیر کی کہ دوسرا رمضان آگیا تو اوسپر ہر روزہ کے عوض قضا کے ساتھ فدیہ بھی واجب ہے **فصل** سال بھر مین جو دن بزرگ اور متبرک ہین اونمین روزہ رکھنا سنت ہے جیسے عرفہ کا دن عاشورہ کا دن ذوالحج کے پہلے نو دن یعنی پہلی تاریخ سے نوین تاریخ تک اور محرم کی پہلی تاریخ سے دسوین تاریخ تک اور رجب شعبان حدیث شریف مین آیا ہے کہ رمضان کے بعد ماہ محرم کا روزہ سب روزون سے افضل ہے اور محرم بھر روزہ رکھنا سنت ہے اور پہلے عشرہ مین روزہ رکھنے کی بڑی تاکید ہے اور حدیث شریف مین وارد ہے کہ ماہ محرم کا ایک روزہ اور مہینون کے بیس روزون سے بہتر ہے اور رمضان شریف کا ایک روزہ ماہ حرام کے بیس روزون سے افضل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ماہ حرام مین جمعرات جمعہ ہفتہ کو روزہ رکھتا ہے اوسکے واسطے سات سو برس کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے چار مہینے ماہ حرام ہین محرم رجب ذوالقعدہ ذوالحجہ اور انمین ذوالحجہ فاضلتر ہے اسواسطے کہ حج کا مہینا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ خدا کے نزدیک کسیوقت عبادت ذوالحجہ کے عشرۂ اول کی عبادت سے بہتر اور محبوب تر نہین ہے اوسمین ایک دن کا روزہ ایک برس کے روزہ کے مثل ہے اور ایک رات کی عبادت لیلۃ القدر کی عبادت کے مانند ہے لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیا جہاد مین بھی اتنی فضیلت نہین ہے آپ نے فرمایا کہ جہاد مین بھی نہین مگر جس شخص کا گھوڑا مارا جاے اور اوسکا خون بھی جہاد مین گرایا جاے صحابۂ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے ایک گروہ نے اس امر کو مکروہ جانا ہے کہ رجب کے مہینا بھر روزہ رکھین تاکہ وہ رمضان کے ساتھ مشابہ نہوجاے اس سبب سے ایکدن یا زیادہ افطار کیا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب شعبان نصف کو پہونچ جاے تو رمضان تک روزہ نہین ہے اور آخر شعبان مین برابر افطار کرنا بہتر ہے کہ رمضان اوس سے الگ رہے اور آخر شعبان مین رمضان کے استقبال کے روزے رکھنا مکروہ ہے مگر قصد استقبال کے سوا اور کوئی نیت ہو اور ہر مہینے مین ایام بیض کے روزے افضل ہین اور ہفتہ مین دوشنبہ جمعرات جمعہ کے تمام سال برابر روزہ رکھنا سب روزون کو شامل ہے لیکن سال بھر مین پانچ دن افطار کرنا ضرور ہے عید الفطر اور عید الضحی اور ایام تشریق کے تین دن یعنی ذوالحجہ کی گیارہوین بارہوین تیرہوین تاریخ اور چاہیے کہ اپنے اوپر افطار کو منع نہ کرے کہ یہ امر مکروہ ہے اور جو شخص صوم دہر یعنی سال بھر کے روزے نہین رکھتا وہ ایکدن روزہ رکھے ایکدن افطار کرے یہ صوم داؤدی ہے

یعنی حضرت داؤد علیہ السلام یون ہی روزہ رکھتے تھے اسکی بڑی بزرگی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر ابن عاص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ سے روزے کا بہتر طریقہ پوچھا آپ نے یہی طریقہ یعنی صوم داؤد ارشاد فرمایا اونہون نے عرض کیا کہ مین اس سے بھی بہتر چاہتا ہون آپ نے فرمایا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین ہے اور اس سے کمتر یہ ہے کہ جمعرات اور دوشنبہ کے دن روزہ رکھے تا ماہ رمضان کے نزدیک ہو ثلث سال سے اور جب کوئی شخص روزہ کی حقیقت پہچانے کہ اس سے خواہشون کا توڑنا اور دل کا صاف کرنا مقصود ہے تو چاہیے کہ اپنے دل کا نگہبان رہے اس صورت مین کبھی تو افطار بہتر ہوگا کبھی روزہ اسی سبب سے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کبھی یہانتک روزے رکھتے کہ لوگ کہتے کبھی آپ افطار نہ فرمائین گے اور کبھی یہانتک افطار کرتے کہ لوگ جانتے اب کبھی روزہ نہ رکھین گے آپ کے روزہ رکھنے کی کوئی ترتیب مقرر تھی اور عالمون نے چار دن سے زیادہ برابر افطار کرنا مکروہ جانا ہے اور اس کراہت کو بقدر عیدالایام تشریق سے لیا ہے کہ چار ہی دن ہین اسواسطے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے مین یہ اندیشہ ہے کہ دل سیاہ کردے اور غفلت غالب کردے اور دل کی آگاہی ضعیف ہوجاے

ساتوین اصل حج کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ حج ارکان اسلام مین سے ہے اور عمر بھر مین ایکبار کرنے کی عبادت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے حج نکیا اور مرگیا اوس سے کہدو کہ یہودی مرے خواہ نصرانی اور فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے بے اسکے کہ گناہ کرے اور بیہودہ اور ناشائستہ باتین سکے وہ گناہون سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونیکے دن پاک تھا اور فرمایا ہے کہ بہت گناہ ایسے ہین کہ عرفات پہ کھڑے ہونیکے سوا اور کوئی چیز اونکا کفارہ نہین ہوسکتی اور فرمایا ہے کہ عرفہ کے دن سے زیادہ شیطان کبھی خوار اور ذلیل اور زرد رو نہین ہوتا اسواسطے کہ اوسدن حق سبحانہ تعالی رحمت بے نہایت اپنے بندون پر نازل اور نثار فرماتا ہے اور بے انتہا گناہ کبیرہ عفو کرتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی حج کی فکر مین اپنے گھر سے نکلے اور اثناے راہ مین مرجاے اوسکے واسطے قیامت تک ایک حج اور ایک عمرہ ہر سال لکھا جاتا ہے اور جو کوئی کعبہ شریفہ یا مدینہ منورہ مین پہونچکر مرے وہ قیامت کے دن حساب و کتاب سے پاک ہے اور فرمایا ہے کہ ایک حج مبرور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے بہشت کے سوا اور کوئی چیز اوسکی جزا نہین اور فرمایا ہے اس سے بڑھکر کوئی گناہ نہین کہ آدمی حج مین عرفات پر کھڑا ہو اور گمان کرے کہ مین بخشا نہین گیا علی ابن الموفق نامے ایک بزرگ تھے اونھون نے کہا ہے کہ ایک سال مین نے حج کیا عرفہ کی شب کو دو فرشتے خواب مین دیکھے کہ سبز لباس پہنے آسمان سے اترے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تو جانتا ہے اسکی سال کتنے حاجی تھے اوسنے کہا نہ بولا جہہ لاکھ تھے پھر کہا کہ یہ جانتا ہے کہ کتنے آدمیون کا حج قبول ہوا اوسنے کہا کہ نہین کہا کل جہہ آدمیون کا حج قبول ہوا یہ بزرگ کہتے ہین کہ مین ان فرشتون کی باتون کے ہول سے جاگ پڑا اور نہایت غمگین اور سخت اندوہناک ہوا اور اپنے جی مین کہا کہ مین اون جہہ آدمیون مین سے کبھی نہون گا اسی فکر اور رنج مین مشعر الحرام مین پہونچا وہان سوگیا اون ہی دونون فرشتون کو پھر دیکھا کہ آپس مین وہی باتین کرتے ہین اسوقت ایک نے دوسرے سے کہا کہ تجھے معلوم ہے

کہ آنحضرت حق تعالیٰ نے اپنے بندون کے بارہ مین کیا حکم فرمایا ہے دوسرے نے کہا نہین اوسنے کہا کہ اون چھہ کے طفیل مین چھہ لاکھہ کو بخشدیا پھر خواب سے مین خوش اٹھا اور ارحم الراحمین کا شکر بجالایا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ ہر سال چھہ لاکھہ بندے حج کے ذریعہ سے خانہ کعبہ کی زیارت کرینگے اگر کم ہونگے تو فرشتے بھیجدیے جائینگے کہ چھہ لاکھہ پورے ہوجائین اور کعبہ شریف کو عروس جلوہ آرا کے مانند حشر کرینگے حاجی لوگ اوسکے گرد پھرتے ہونگے اور اوسکے پردون کو ہاتھہ مارتے ہونگے یہانتک کہ کعبہ شریف جنت مین داخل ہوجائیگا اور حاجی لوگ بھی اوسکے ساتھہ بہشت مین چلے جائینگے

حج کی شرطون کا بیان اے عزیز جان تو کہ جو شخص وقت پر حج کریگا اوسکا حج درست ہوگا تمام شوال اور ذوالقعدہ اور ذوالحج کے نو دن حج کا وقت ہے جب عید کی صبح طلوع ہو اوسوقت سے حج کے واسطے احرام باندھنا درست ہے اگر اس سے پہلے حج کا احرام باندھا تو وہ عمرہ ہوگا اور نمیز دار لڑکے کا حج درست ہے اگر شیر خوار ہو اور اوسکی طرف سے ولی احرام باندھے اور اوسے عرفات پر لیجاے اور سعی اور طواف کرے تو درست ہے تو حج اسلام کی درستی کی شرط فقط وقت ہے لیکن حج اسلام ساقط اور فرض ادا ہونے کی پانچ شرطین ہین مسلمان ہونا آزاد ہونا بالغ ہونا عاقل ہونا وقت پر احرام باندھنا اگر نابالغ احرام باندھے اور عرفات کھڑے ہونے سے پہلے بالغ ہوجاے یا لونڈی غلام آزاد ہوجاے تو حج اسلام ادا ہوجائیگا فرض عمرہ ساقط ہونیکے واسطے بھی یہی شرطین ہین لیکن عمرہ کا وقت سال بھر ہے دوسرے کی طرف سے نیابۃً حج کرنے کی یہ شرط ہے کہ پہلے اپنا فرض اسلام ادا کرے اگر اوسے ادا کرنے سے پہلے دوسرے کی طرف سے حج کی نیت کریگا تو اوسی حج کرنے والے کی طرف سے ادا ہوگا اوس دوسرے کی طرف سے نہ ادا ہوگا پہلے حج اسلام چاہیے پھر قضا پھر نذر پھر حج نیابت اور اسی ترتیب سے ادا ہوگا اگرچہ اسکے خلاف نیت کرے اور حج واجب ہونے کی شرطین یہ ہین اسلام بلوغ آزادی استطاعت اور استطاعت کی دو قسمین ہین ایک یہ کہ آدمی توانا ہو کہ اپنے ڈیل سے حج کرے اور یہ استطاعت تین چیزون سے ہوتی ہے ایک تندرستی دوسرے امن طریق سے یعنی راہ مین دریاے خطرناک اور دشمن جان و مال نہونے سے تیسرے اسقدر مالدار ہونے سے کہ اگر قرضدار ہو تو قرض ادا کرکے آنے جانیکے مصارف کو اور پھر آنے تک اہل و عیال کے نفقہ کو مال کفایت کرے اور چاہیے کہ سواری کا کرایہ رکھتا ہو اور پیادہ نہ چلنا پڑے دوسری قسم یہ ہے کہ اپنے ہاتھہ پاؤن سے حج نہ کرسکے مثلاً فالج کا مارا ہے یا ایسا صاحب فراش ہے کہ اچھے ہونے کی امید نہین مگر ثانی ذی ایسے شخص کی استطاعت یہ ہے کہ اتنا مال رکھتا ہو کہ ایک وکیل کو اجرت دیکر روانہ کرے کہ وہ اوس معذور کی طرف سے حج کرے اور اگر اوسکا بیٹا اوسکی طرف سے مفت حج کرنیکو راضی ہو تو لازم ہے کہ اوسے اجازت دے کہ باپ کی خدمت موجب شرف و عزت ہے اور بیٹا اگر کہے کہ مین مال دیتا ہون کسی کو اجرت پر مقرر کرو قبول کرنا لازم نہین کہ اس صورت مین احسان ہوگا اگر غیر اوسکی طرف سے مفت حج کرے تو اوسکا احسان لینا بھی لازم نہین جب آدمی کو استطاعت حاصل ہو تو جلدی کرنا چاہیے اگر تاخیر کریگا تو بھی درست ہے اگر اور سال حج کرنیکی توفیق ہوئی تو خیر اور اگر تاخیر کی اور حج کرنے سے پہلے مرگیا تو گنہگار مرا اوسکے ترکے سے نیابتاً حج کرانا چاہیے گو اوسنے وصیت نہ بھی کی ہو اسواسطے کہ یہ اوسپر قرض اور دام ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا قصد ہے کہ لشکر بھیجون

کہ جو کوئی اور شہرون مین استطاعت رکھتا ہو اور حج نہ کرے اوس سے جزیہ لیا جاے حج کے ارکان کا بیان الیغرز جان کہ حج کے ارکان جنکے بغیر حج درست نہین ہوتا پانچ ہین احرام طواف اوسکے بعد سعی اور عرفات مین کھڑا ہونا اور ایک قول پر بال منڈوانا اور حج کے واجبات جنکے ترک کرنے سے حج باطل نہین ہوتا لیکن ایک بکرا ذبح کرنا لازم آتا ہے چھہ ہین میقات مین احرام باندہنا اگر وہان سے بے احرام باندہے گذریگا تو ایک بکرا ذبح کرنا واجب ہوگا سنگریزے مارنا غروب آفتاب تک عرفات پر ٹھہرنا اور مزدلفہ مین شب کو مقام کرنا اسیطرح منا مین اور وداع کا طواف ایک قول یہ ہے کہ پچھلے چار واجبات اگر ترک کریگا تو بکرا واجب نہین سنت ہے اور حج ادا کرنے مین تین صورتین ہین افراد قران تمتع افراد سب سے بہتر ہے جیسے پہلے اکیلا حج کرے جب حج تمام ہوجاے تو حرم سے باہر آئے اور عمرہ کا احرام باندہے اور عمرہ بجالاے اور عمرہ کا احرام جعرانہ مین باندہنا تنعیم مین باندہنے سے بہتر ہے اور تنعیم مین باندہنا حدیبیہ مین باندہنے سے افضل ہے اور تینون مقام سے باندہنا سنت ہے قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی نیت ملا کر کرے اور کہے اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ بِحَجَّۃٍ وَّعُمْرَۃٍ تاکہ دونون کا احرام دفعۃً ہوجاے حج کے اعمال بجالائے گا تو عمرہ بھی اوسمین داخل ہوگا جیسے غسل مین وضو داخل ہوتا ہے جو شخص ایسا کریگا ایک بکرا اوسپر واجب ہوگا لیکن مکہ معظمہ کے رہنے والے پر واجب نہوگا اسواسطے کہ اوسے میقات سے احرام باندہنا واجب نہین اوسکے احرام کی جگہہ مکہ معظمہ ہے جو شخص قران کرے وہ اگر عرفات پر ٹھہرنے کے پہلے طواف اور سعی کریگا تو سعی حج اور عمرہ مین محسوب ہوگی لیکن عرفات پر ٹھہرنے کے بعد طواف کا اعادہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ طواف رکن کی شرط یہ ہے کہ عرفات پر ٹھہرنے کے بعد ہو تمتع سے یہ مراد ہے کہ جب میقات کو پہونچے عمرہ کا احرام باندہے اور مکہ معظمہ مین تحلل کرے تاکہ قید احرام مین نہو تب حج کے وقت بھی مکہ مین حج کا احرام باندہے اور اوسپر ایک بکرا واجب ہوگا اگر نہو سکے تو عید الضحے کے پہلے تین روزہ متواتر خواہ متفرق رکھے اور وطن پہونچکر سات روزے اور رکھے اور قران مین اگر بکرا نہو سکے تو بھی اسیطرح دس روزے رکھے تمتع کی قربانی اوس شخص پر لازم آتی ہے جسنے عمرہ کا احرام شوال یا ذیقعدہ یا ذیحج کے عشرہ مین کیا ہو یا حج کو زحمت کیا ہو اور حج کا احرام اپنے میقات سے نہ باندہا ہو تو اگر وہ مکہ معظمہ کا رہنے والا ہے یا مسافر ہے اور حج کے وقت میقات کو گیا یا اوتنی مسافت پر گیا تو اوسپر بکرا نہ واجب ہوگا حج مین چھہ چیزین منع ہین ایک لباس پہننا کہ احرام مین پیراہن اور ازار اور پگڑی نچاہیے بلکہ تہمند اور چادر اور نعلین چاہیے اگر نعلین نہو تو کفش درست ہے اگر تہمند نہو تو ازار درست ہے ہفت اندام کو تہمند سے ڈہانپنا چاہیے مگر سر کھلا رکھے اور عورت کو عادت کے موافق لباس پہننا درست ہے لیکن منہ نہ بند کرنا چاہیے اگر محمل یا سائبان مین ہو تو درست ہے دوسرے خوشبو لگانا یا خوشبو استعمال کی یا لباس پہنا تو ایک بکرا واجب ہوگا تیسرے بال منڈوانا ناخن کٹوانا اگر ایسا کیا تو ایک بکرا واجب ہوگا حمام جانا فصد کھلوانا پچھنے لگوانا اسطرح بال کھولنا کہ اوکھڑ نہ آئے درست ہے چوتھے جماع کرنا اگر جماع کریگا تو ایک اونٹ یا ایک گاے یا سات بکرے واجب ہونگے اور حج فاسد ہوجائیگا قضا واجب آئے گی لیکن اگر پہلے تحلل کے بعد جماع کیا تو ایک اونٹ واجب ہوگا اور حج فاسد نہوگا پانچوین مجامعت کے مقدمات مثلاً مساس کرنا بوسہ لینا نچاہیے اور جو چیز عورت و مرد کے باہم لمس کرنے مین ناقص طہارت ہو اوسمین اور عورت سے حظ اوٹھانے مین ایک بکرا واجب ہوتا ہے احرام مین نکاح کرنا نچاہیے اگر کریگا تو درست نہوگا اسیوجہ سے نکاح کرنے مین بکرا وغیرہ کچھ لازم نہین آتا چھٹے شکار

نچا ہے لیکن دریائی شکار درست ہے اگر خشکی مین شکار کیا تو اوسکی مثل بگرا گائے اونٹ جس بہتر جانور سے وہ شکار مشابہ ہو واجب آئیگا

حج کی کیفیت کا بیان ایعزیز جان تو کہ اول سے آخر تک ارکان حج کی کیفیت ترتیب وار جاننا چاہیے طریقہ مسنون کے موافق فرائض سنتین آداب ملے جلے سمجھنا چاہیے کہ جو کوئی عادت کیطرح عبادت کریگا فرائض سنن آداب اوسکے نزدیک برابر ہون گے کیونکہ آدمی مقام محبت پر نوافل وسنت سے پہونچتا ہے جیساکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ فرائض ادا کرنے سے بندون کو میرے ساتھ بڑا تقرب حاصل ہوتا ہے اور جو بندہ ہوگا وہ بذریعہ نوافل وسنن میرا تقرب حاصل کریگا یہانتک کہ اس مرتبہ کو پہونچ جاے کہ اوسکے کان آنکھ ہاتھ پاؤن مین ہو جاؤن مجھی سے سنے مجھی سے دیکھے مجھی سے لے مجھی سے کہے تو عبادت کے سنن وآداب بجالانا ضرور ہے اور ہر جگہہ آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے اوّل سامان سفر اور راہ کے آداب مین چاہیے کہ قصد حج سے پہلے توبہ کرے لوگون کی داد دے قرض ادا کرے زن وفرزند اور جس جس کا نفقہ اوسکے ذمہ ہے اون سب کا نفقہ ادا کرے وصیت نامہ لکھے اور حلال کی کمائی سے زاد راہ لے جسمین شبہہ ہو اوس مال سے پرہیز کرے اوسلیے کہ اگر شبہہ کا مال خرچ کرکے حج کرے گا تو خوف ہے کہ حج قبول نہو اور اتنا مال اپنے ساتھ لے کہ فقیرون سے راہ مین سلوک کرسکے اور گھر سے نکلنے کے پہلے سلامتی راہ کے واسطے کچھ صدقہ دے قوی اور تیز جانور کرایہ کو لے اور جو کچھ اسباب لیجایا جاتا ہے کرایہ لینے والے کو دکھادے تاکہ اوسکی ناخوشی نہو اور رفیق صالح تجربہ کار سفر کے امور مین ہوشیار پیدا کرے کہ دین کی مصلحتون اور راہ کی اونچ نیچ مین اسکا مددگار رہو دوستون کو وداع کرے اور اونسے دعاے خیر کا خواستگار رہو اور ہر ایک سے کہے اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ اور یہ لوگ اوسے یون جواب دین فِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَكَنَفِهٖ وَزَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَجَنَّبَكَ لَوْدِيْ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَكَ لِلْخَيْرِ اَيْنَمَا تُوَجِّهْ جب گھر سے نکلنے لگے تو دو رکعت نماز پڑھ لے پہلی رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت مین قل ہو اللہ سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھے اور اخیر مین یون کہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَاَنْتَ الْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْوَلَدِ وَالْمَالِ اِحْفَظْنَا وَاِيَّاهُمْ مِنْ كُلِّ اٰفَةٍ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ مَسِيْرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اور جب گھر کے دروازے پہونچے تو یہ کہے بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اَللّٰهُمَّ بِكَ انْتَشَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَبِكَ اعْتَصَمْتُ وَاِلَيْكَ تَوَجَّهْتُ اَللّٰهُمَّ زَوِّدْنِيْ التَّقْوٰى وَاغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَجِّهْنِيْ لِلْخَيْرِ اَيْنَمَا تَوَجَّهْتُ اور جب سواری پر سوار ہو تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اور راہ بھر قرآن پڑھے اور ذکر الٰہی مین مشغول رہے جب بلندی پر گذرے تو کہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الشَّرَفُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ وَلَكَ الْحَمْدُ عَلٰى كُلِّ حَالٍ اگر راہ مین کچھ خوف ہو تو پوری آیۃ الکرسی اور شہد اللہ تمام آیہ اور قل ہو اللہ اور قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑھے

احرام باندھنے اور مکہ شریف مین داخل ہونے کے آداب جب میقات مین پہونچے اور قافلہ وہان احرام باندھے تو اول غسل کرے اور بال اور ناخن کاٹے جیسا جمعہ کو کرتے ہین اور سیے ہوئے کپڑے اوتار ڈالے سفید چادر اور تہبند باندھ لے اور احرام سے پہلے خوشبو کا استعمال کرے اور جب چلنے کو کھڑا ہو تو اونٹ کو اوٹھائے اور روبراہ ہو اور حج کی نیت کرے اور زبان

دوسری یہ کہے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اور جہان کہین چڑہائی یا اوتار ہو یا قافلے کثرت سے اکٹھا ہون تو ان ہی کلمات کو باواز کہتا رہے جب کعبہ شریف کے قریب پہونچے تو غسل کرے اور حج مین تو سبب سے غسل کرنا سنت ہے احرام و دخول مکہ طواف زیارت و وقوف عرفہ مقام مزدلفہ اور تین غسل تہر پہنچنے کے واسطے تین جمرون مین اور طواف وداع لیکن جمرۃ العقبہ مین سنگ اندازی کے واسطے غسل نہین ہے جب غسل کرکے مکہ معظمہ مین جاے اور بیت اللہ پر نگاہ پڑے تو گو ابھی شہر مین ہو مگر فورًا یہ کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ وَدَارُکَ دَارُ السَّلَامِ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ اَللّٰھُمَّ ھٰذَا بَیْتُکَ عَظَّمْتَہٗ وَشَرَّفْتَہٗ وَکَرَّمْتَہٗ اَللّٰھُمَّ فَزِدْہُ تَعْظِیْمًا وَزِدْہُ تَشْرِیْفًا وَتَکْرِیْمًا وَزِدْہُ مَھَابَۃً وَزِدْ مَنْ حَجَّہٗ بِرًّا وَکَرَامَۃً اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ وَاَدْخِلْنِیْ جَنَّتَکَ وَاَعِذْنِیْ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پھر بنی شیبہ کے دروازے سے مسجد مین داخل ہو اور حجر اسود کا قصد کرے اور بوسہ دے اگر ازدحام کے سبب سے بوسہ نہ دے سکے تو اوسکی طرف ہاتھ بڑہا کر یون کہے اَللّٰھُمَّ اَمَانَتِیْ اَدَّیْتُھَا وَمِیْثَاقِیْ تَعَاھَدْتُہٗ اَشْھَدُ لِیْ بِالْمُوَافَاتِ پھر طواف مین مشغول ہو طواف کے آداب العزیز جان تو کہ طواف نماز کے مانند ہے بدن اور کپڑون کی پاکی اور ستر عورت اوسمین شرط ہے لیکن بات کرنا درست ہے پہلے سنت اضطباع ادا کرے اضطباع اوسے کہتے ہین کہ تہبند کا بیچ داہنے ہاتھ کے نیچے کرکے اوسکے دونون کنارے بائین کاندھے پر ڈالے اور بیت اللہ کو پہلو کی جانب کرکے اسطرح حجر اسود سے طواف شروع کرے کہ اوسمین اور بیت اللہ مین تین قدم سے کم فاصلہ نہ رہے تاکہ پاؤن فرش اور پردہ پر نہ پڑے کہ وہ خانہ کعبہ کی حد مین ہے اور طواف جب شروع کرے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ اِیْمَانًا وَتَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَوَفَاءً بِعَھْدِکَ وَاتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور جب خانہ کعبہ کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا الْبَیْتُ بَیْتُکَ وَھٰذَا الْحَرَمُ حَرَمُکَ وَھٰذَا الْاَمْنُ اَمْنُکَ وَھٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِکَ مِنَ النَّارِ اور جب رکن عراقی پر پہونچے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّکِّ وَالشِّرْکِ وَالْکُفْرِ وَالنِّفَاقِ وَالشِّقَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ وَسُوْءِ الْمَنْظَرِ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ اور جب پرنالے کے نیچے پہونچے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ اَللّٰھُمَّ اَسْقِنِیْ بِکَاْسٍ مِّنْ حَوْضِ نَبِیِّکَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَرْبَۃً لَا اَظْمَأُ بَعْدَھَا اَبَدًا اور جب رکن شامی کو پہونچے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ حَجًّا مَبْرُوْرًا وَسَعْیًا مَشْکُوْرًا وَذَنْبًا مَغْفُوْرًا وَتِجَارَۃً لَنْ تَبُوْرَ یَا عَزِیْزُ یَا غَفُوْرُ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ اور جب رکن یمانی کو پہونچے تو یون کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخِزْیِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اس رکن اور حجر اسود کے درمیان مین یون کہے اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا بِرَحْمَتِکَ عَذَابَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ اسیطرح سات بار طواف کرے اور ہر بار یہی دعائین پڑہے ہر گردش کو ایک شوط کہتے ہین تین شوط مین جلدی اور نشاط کے ساتہ چلے اگر خانہ کعبہ کے پاس ازدحام ہو تو دور سے طواف کرے تاکہ جلد جلد چل سکے اور اخیر کے چار شوط مین آہستہ آہستہ چلے اور ہر بار حجر اسود کو بوسہ دے

اور رکن یمانی پر ہاتھ پھیرے اور بھیڑ کے سبب سے اگر ہاتھ نہ پھیر سکے تو ہاتھ سے اشارہ کرے جب ساتوں شوط تمام ہو جائین تو بیت اللہ
اور حجر اسود کے درمیان مین کھڑا ہو رہے پیٹ اور سینہ اور دا ہنا رخسار کعبہ شریف کی دیوار سے لگا دے اور دونون ہتیلیان دیوار پر
رکھکر اوسپر سر رکھے یا کعبہ شریف کی آستان پر رکھے اس مقام کو ملتزم کہتے ہین اور اس جگہہ دعا مستجاب ہوتی ہے یون دعا مانگے
اَللّٰھُمَّ یَا رَبَّ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ اَعْتِقْ رَقَبَتِیْ مِنَ النَّارِ وَاَعِذْنِیْ مِنْ کُلِّ سُوْءٍ وَقِنِعْنِیْ بِمَا رَزَقْتَنِیْ وَبَارِکْ فِیْمَا اَتَیْتَنِیْ
اسوقت درود پڑہے اور استغفار کرے اور مراد مانگے پھر مقام کے سامنے کھڑا ہو کر دو رکعت نماز پڑہے اسکو دوگانہ طواف کہتے ہین
اسی سے طواف کی تمامی ہوتی ہے پہلی رکعت مین سورۂ فاتحہ اور قل یا دوسری مین الحمد اور قل ہو اللہ پڑہے نماز کے بعد دعا مانگے
اور جب تک ساتون شوط نہ بھر لیگا ایک طواف نہ تمام ہوگا ساتون بار یہی دوگانہ پڑہے اوسکے بعد حجر اسود کے پاس جاکر بوسہ دیکر ختم کرے
اوسعی مین مشغول ہو **سعی کے آداب کا بیان** چاہیے کہ صفا نامے جو پہاڑ ہے اوسکی طرف جاے اور اتنی سیڑہیون پر چڑہے
کہ کعبہ شریف نظر آئے پھر کعبہ شریف کی طرف متوجہ ہو کر کہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ
یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ صَدَقَ وَعْدَہٗ وَنَصَرَ
عَبْدَہٗ وَاَعَزَّ جُنْدَہٗ وَھَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَہٗ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ دعا کرے اور جو
مراد رکھتا ہو مانگے پھر وہان سے اترے اور سعی شروع کرے کوہ مروہ تک پہلے آہستہ آہستہ چلے اور کہے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوَزْ
عَمَّا تَعْلَمُ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَکْرَمُ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ
اور میل سبز جو مسجد کے کنارے ہے وہانتک آہستہ آہستہ چلے اوسکے آگے چھ گز کے قدر جلد جلد چلے یہانتک کہ دوسرے میل کو پہونچے
پھر آہستہ آہستہ چلنا شروع کرے یہانتک کہ کوہ مروہ کو پہونچ جاے اوسپر چڑہ کر کوہ صفا کی طرف منہ کرے اور وہی دعا مانگے
جو اوپر مذکور ہوئی ہین پڑہے یہ ایکبار ہوا جب صفا پر جائیگا تو دوبار ہوگا سات بار یون ہی کرے جب اس سے فراغت ہو تو طواف
قدوم اور طواف سعی کرے یہ طواف حج مین سنت ہے اور وہ طواف جو رکن ہے وقوف عرفات کے بعد ہوگا اور سعی کرنیکے وقت
طہارت سنت ہے اور طواف مین واجب اور سعی اسیقدر کافی ہے اسواسطے کہ وقوف عرفات کے بعد سعی کرنا شرط نہین ہے لیکن طواف
کے بعد ہونا چاہیے گو وہ طواف سنت ہو **وقوف عرفہ کے آداب** اے عزیز جان تو کہ اگر عرفہ کے دن اہل قافلہ عرفات کو
پہونچین تو طواف قدوم مین نہ مشغول ہون اگر عرفہ کے دن سے پہلے پہونچین تو طواف قدوم کرین ترویہ کے دن یعنی [illegible]
تاریخ مکہ معظمہ سے نکلکر منا مین شب باش ہون دوسرے دن عرفات کو جائین اور وقوف کا وقت عرفہ کے دن زوال کے بعد سے
عید کی صبح روشن ہونے تک ہے اگر صبح کے بعد کوئی شخص پہونچیگا تو اوسکا حج فوت ہوگا عرفہ کے دن غسل کرے اور ظہر کی نماز
عصر کی نماز کے ساتھ پڑہے اور دعا مین مشغول ہو اور عرفہ کے دن روزہ نہ رکھے تاکہ قوت رہے اور خوب دعائین مانگ سکے کہ حج سے
اصل غرض یہی ہے کہ اس عید و شریف وقت مین عزیزون کے دل اور ہمتین جمع ہوتی ہین اور دعائین قبول ہوتی ہین اسوقت لا الہ الا اللہ سب ذکرون سے
بہتر ہے زوال کے وقت سے شام تک تضرع اور زاری اور استغفار اور توبہ نصوح اور گناہان سابق کا عذر اور استغفار کرنا چاہیے اسوقت کے

پڑہنے کی دعائین بہت ہین اونکا لکھنا موجب طوالت ہے کتاب احیاء العلوم مین مذکور ہین اوسمین سے یاد کرنا چاہیے پھر جو دعا یاد ہو
اوسے پڑہے کہ سب ادعیۂ ماثورہ اسوقت پڑہنا بہتر ہے اگر یاد نہین کرسکتا تو دیکھکر پڑہے یا اور کوئی پڑہے اور وہ آمین کہے اور غروب
آفتاب کے پہلے حدود عرفات سے نہ نکلے **باقی اعمال حج کے آداب** عرفات کے بعد مزدلفہ مین جاے اور غسل کرے
اسواسطے کہ مزدلفہ حرم مین داخل ہے اور مغرب کی نماز مین دیر کرکے نماز عشا کے ساتہ ملاکر ایک اذان اور اقامت سے پڑہے
اگر ممکن ہو تو اس شب کو مزدلفہ مین شب بیداری کرے کہ یہ رات بزرگ ہے اور یہان شب کو مقام کرنا منجملہ عبادات ہے اور جو کوئی
یہان پر مقام نکریگا اوسے ایک بکرا ذبح کرنا ہوگا اور منا مین پھینکنے کے واسطے وہان سے ستر پتھر اوٹھاے کہ ایسے پتھر وہان بہت
ہوتے ہین پچھلی رات کو منا کا قصد کرے اور فجر کی نماز اول وقت پڑہے اور جب مزدلفہ کے اخیر مین جسے مشعر الحرام کہتے ہین پہونچے
تو اوجالا ہونے تک ٹہہرے اور دعا مانگتا رہے پھر وہان سے اوس مقام پر پہونچیگا جسکو وادی محسر کہتے ہین جانور کو جلدی ہانکے
اگر پیادہ ہو تو خود جلد چلے یہانتک کہ وہ میدان طے ہوجائے یہی سنت ہے پھر صبح عید کو کبھی اللہ اکبر کہے کبھی لبیک جبتک کہ
اوس بلندی پر پہونچے جسے جمرات کہتے ہین اور اوس سے گذر کر اوس بلندی پر پہونچے جو قبلہ رو ہونے سے راستے کے داہنے پر
واقع ہے اسے جمرۃ العقبہ کہتے ہین جب آفتاب ایک نیزہ بلند ہو سات پتھر اوس جمرہ مین پھینکے اور قبلہ کیطرف منہ رکھنا اولی ہے
یہان لبیک کے بدلے اللہ اکبر کہے اور ہر پتھر پھینکتے وقت یہ کہے اَللّٰھُمَّ تَصْدِیْقًا بِکِتَابِکَ وَاِتِّبَاعًا لِسُنَّۃِ نَبِیِّکَ جب فراغت
حاصل ہو تو لبیک اور اللہ اکبر کہنا موقوف کرے مگر ایام تشریق کے آخری روز کی صبح تک فرض نمازون کے بعد کہا کرے اور وہ دن عید
کے روز سے چوتہا دن ہے پھر اپنی فرودگاہ کو جاکر دعا مین مشغول ہو پھر اگر قربانی کرنا ہے تو قربانی کرے اور اوسکی شرطین لحاظ رکھے اسوقت بال
منڈواے جب سنگ اندازی اور موتراشی اوسدن کرچکا تو ایک تحلل اسے حاصل ہوا اور ممنوعات احرام مباح ہوگئے مگر جماع اور شکار
پھر مکۂ معظمہ کو جاکر طواف رکن کرے عید کی آدہی رات گئے کے بعد سے اس طواف کا وقت آتا ہے مگر عید کے دن کرنا اولی ہے اور
اس طواف کے وقت کی انتہا نہین مقرر ہے بلکہ جتنی تاخیر کریگا فوت نہوگا لیکن دوسرا تحلل حاصل نہوگا اور جماع کرنا حرام رہے گا جب
یہ طواف بھی اوسطرح جسطرح ہمنے طواف قدوم بیان کیا تمام ہوگا تو حج اختتام ہوگا جماع اور شکار کرنا بھی حلال ہوجائیگا اگر سعی پہلے ہی
کرچکا ہے تو پھر نہ کرے ورنہ سعی رکن اس طواف کے بعد کرے اور جب پتھر مارچکا بال منڈواچکا طواف کرچکا تو حج تمام ہوگیا اور احرام
سے باہر ہوگیا لیکن ایام تشریق مین پتھر پھینکنا اور منا مین شب باش ہونا زوال احرام کے بعد ہوتا ہے جب اور طواف اور سعی سے
فارغ ہوا تو عید کے دن منا مین پھر آئے اور وہان شب باش ہو کہ یہ واجب ہے اور دوسرے دن آفتاب ڈہلنے سے پہلے پتھر پھینکنے
کے واسطے غسل کرے اور پہلے جمرہ مین جو عرفات کی طرف ہے سات پتھر پھینکے اور اوسوقت قبلہ رو کھڑا رہے اور سورۂ بقر کی قدر
دعا مانگے پھر سات پتھر درمیان کے جمرہ مین پھینکے اور دعا کرے پھر سات پتھر جمرۃ العقبہ مین پھینکے اور اس رات کو منا مین مقام کرے
پھر عید کے تیسرے دن بھی اسی ترتیب سے اکیس پتھر ان تینون جمرون مین پھینکے اگر چاہے تو اسی پر اقتصار کرکے مکۂ معظمہ کو جائے
اگر غروب آفتاب تک ٹہہرے گا تو اس رات کو مقام بھی واجب ہوجائیگا اور دوسرے دن پتھر پھینکنا بھی حج کا تمام کرنا یہی ہے جو مذکور ہوا

عمرہ کا بیان جب عمرہ کرنا چاہے تو غسل کرکے احرام کے کپڑے جیسے حج میں پہنتے ہیں پہنے اور مکہ معظمہ سے نکلکر عمرہ کے میقات تک جائے اور وہ جعرانہ اور تنعیم اور حدیبیہ ہے اور عمرہ کی نیت کرے اور کہے لبیک بعمرۃ اور مسجد عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں جاکر دو رکعت نماز پڑھے پھر مکہ معظمہ کو آئے اور راہ میں لبیک کہتے مسجد میں جب داخل ہو تو لبیک کہنا موقوف کرے اور طواف اور سعی کرے جسطرح حج میں مذکور ہوا پھر بال منڈائے یا کتروائے عمرہ اس سے تمام ہوگا عمرہ سال بھر کرسکتے ہیں جو کوئی مکہ معظمہ میں رہتے اوسے چاہیے کہ جسقدر ہو سکیں عمرے لائے اور نہ طواف کرے یہ بھی نہ ہوسکے تو بیت اللہ کو دیکھا کرے جب خانہ کعبہ کے دروازے کے اندر جائے تو چاہیے کہ دونوں رکن کے درمیان میں نماز پڑھے اور ننگے پاؤں بہت تعظیم اور تکریم کے ساتھ اندر جائے اور آب زمزم پیٹ بھر کر پیے جس نیت سے پیے گا شفا حاصل ہوگی اور کہے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ شِفَاءً مِنْ کُلِّ سُقْمٍ وَاَرْزُقْنِی الْاِخْلَاصَ وَالْیَقِیْنَ وَالْمُعَافَاتِ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

طواف وداع کا بیان جب مراجعت کا قصد کرے تو پہلے اسباب باندھے اور سب کاموں کے بعد بیت اللہ کو رخصت کرے یعنی سات بار طواف وداع کرے اور دو رکعت نماز پڑھے جیسا طواف کے حال میں اول ذکر ہوا اس طواف میں اضطباع اور جلدی چلنا کچھ ضرور نہیں پھر ملتزم میں جاکر دعا کرے اور کعبہ شریف کو دیکھتا ہوا الٹے پاؤں پھرے یہانتک کہ مسجد کے باہر ہو جائے

مدینہ منورہ کی زیارت کا بیان جب مدینہ منورہ کو جائے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی میری وفات کے بعد میری زیارت کریگا اوسنے گویا میری حیات میں میری زیارت کی اور فرمایا ہے کہ جو کوئی مدینہ میں آئے اور زیارت کے سوا اور کوئی اور کام نہ ہو تو حق تعالیٰ کے نزدیک اوسکا حق ہوجاتا ہے کہ میں اوسکا شفیع کرونگا مدینہ منورہ کے راستے میں درود شریف بہت کثرت سے پڑھے اور جب مدینہ منورہ کی دیوار سرایا انوار پر نظر پڑے تو کہے اَللّٰھُمَّ ھٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِکَ فَاجْعَلْہُ لِیْ وِقَایَۃً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ پھر غسل کرے پھر بعد مدینہ منورہ میں داخل ہو خوشبو اور سپید پاکیزہ کپڑے پہنے جب اندر داخل ہو تو فروتنی اور توقیر کے ساتھ رہے اور یوں کہے اَللّٰھُمَّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا پھر مسجد نبوی میں جاکر منبر کے نیچے دو رکعت نماز اس اندازے پڑھے کہ منبر کا عمود اوسکے داہنے کاندھے کے مقابل ہو اسواسطے کہ وہ جناب سرور کائنات کا موقف اور مقام تھا پھر زیارت کا قصد کرے اور مشہد اقدس کی طرف متوجہ ہو اور منہ بھیرے اور پشت بقبلہ ہوجائے دیوار سرایا انوار پر ہاتھ رکھکر بوسہ دینا سنت نہیں ہے بلکہ دور رہنے میں بڑی تعظیم ہے پھر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا صَفِیَّ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ وُلْدِ اٰدَمَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ وَرَسُوْلَ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ الطَّاھِرِیْنَ وَاَزْوَاجِکَ الطَّاھِرَاتِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ جَزَاکَ اللّٰہُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰی نَبِیًّا عَنْ اُمَّتِہٖ وَصَلّٰی عَلَیْکَ کُلَّمَا ذَکَرَکَ الذَّاکِرُوْنَ وَغَفَلَ عَنْکَ الْغَافِلُوْنَ اگر کسی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام پہونچانیکی وصیت کی ہو تو یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ پھر تھوڑا سا آگے بڑھ کر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما

عنہما پر سلام کرے اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا وَزِيْرَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهٗ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ مَا دَامَ حَيًّا شَكَرَ اللّٰهُ لَكُمَا
بَعْدَهٗ فِيْ اُمَّتِهٖ يَا مُؤَيِّدَيِ الدِّيْنِ تَتَّبِعَانِ فِيْ ذٰلِكَ اٰثَارَهٗ تَعْمَلَانِ بِسُنَّتِهٖ فَجَزَاكُمَا اللّٰهُ خَيْرًا مَا جَزٰى وَزِيْرَا نَبِيٍّ
عَلٰى دِيْنِهٖ پھر وہان کھڑے کھڑے جتنی دعا مانگی جائے مانگے پھر وہان سے نکلکر بقیع کے قبرستان کو جائے بزرگوارون اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے یارون کی زیارت کرے جب مدینہ منورہ سے مراجعت کرنے لگے تو جناب محبوب رب العالمین کی زیارت
سراپا بشارت سے سعادت کونین حاصل کرکے رخصت اور وداع کرے حج کے اسرار کا بیان اے عزیز جان تو کہ یہ جو کچھ بیان ہوا حج
کے ارکان اور اعمال کی صورت ہے انمین سے ہر ایک رکن مین سر ہے اور ہر ایک کی ایک حقیقت ہے عبرت اور یاد آوری امور آخرت
اس سے اصل مقصود ہے حقیقت امر یہ ہے کہ آدمی اس طرح پر مخلوق ہوا ہے کہ جبتک اپنا اختیار اپنے پروردگار کے سپرد نہ کرے کمال
سعادت کو پہونچنا محال اور مفقود ہے جیسا عنوان سلمانی مین مذکور ہو چکا آغاز کتاب مین مسطور ہو چکا خواہش کی اطاعت اوسکے واسطے
موجب ہلاکت ہے جبتک اپنے اختیار مین ہے اوسکا کوئی فعل حکم شرع سے نہین بلکہ خواہش کی متابعت سے ہے اور اوسکا کوئی
کام بندہ وار نہین اور بندگی کے سوا اور کسی امر مین اوسکے لیے سعادت و وقار نہین سوا اسکے تھا کہ حقتعالے نے سابق کی ملتون مین
ہر است کو رہبانیت اور سیاحت کا حکم فرمایا یہانتک کہ عبادت کرنیوالے آبادی سے نکل جاتے خلق سے انقطاع صحبت کرتے اور پہاڑون
جاکر تمام عمر مجاہدہ اور ریاضت کرتے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے دین مین
سیاحت اور رہبانیت نہین ہے آپ نے فرمایا اوسکے عوض ہمکو جہاد اور حج کا حکم ہے تو حقتعالے نے رہبانیت کے بدلے اس امت کے
حج کا حکم فرمایا کہ انمین مجاہدہ کا مطلب بھی حاصل ہے اور عبر مین بھی موجود ہین کہ حق تعالی نے کعبہ شریف کو بزرگی عنایت فرمائی اور اپنی طرف منسوب کیا
اور اوسکو بادشاہون کے دربار و دولت کے مثل بنایا اطراف و جوانب کو اوسکا حرم ٹھہرایا اوسکی تعظیم اور عزت کے واسطے انسان کے شکار
اور اشجار کو حرام کر دیا اور عرفات کو دربار و دولت سلطانی کے چبوترہ کے مثل حرم کے سامنے بنایا تاکہ ہر طرف سے تمام عالم بیت اللہ کا
قصد کرے حالانکہ معلوم ہے کہ خدا تعالی مکان اور خانہ کعبہ مین رہنے سے منزہ اور پاک ہے لیکن آدمیکو جب شوق عنایت اور آرزو
بے نہایت ہو تو جو چیز دوست کیطرف منسوب ہوتی ہے وہ بھی جان و دل سے مطلوب اور مرغوب ہوتی ہے تو مسلمانون نے اس اشتیاق مین
اپنے اپنے اہل و عیال وطن و مال چھوڑ دیے اور جنگلون کے خوف و خطر گوارا کیے غلامون اور بندون کیطرح دوست برحق اور مالک مطلق
کے آستانہ کا قصد کیا اور اس عبادت مین انکو ایسے کامون کا حکم ہوا جو عقل مین نہین آسکتے جیسے پتھر پھینکنا صفا و مروہ مین دوڑنا
یہ سوا اسطے ہوا کہ جو کچھ عقل مین آسکتا ہے نفس کو بھی اوسکے ساتھ کچھ انس ہوتا ہے اسواسطے کہ اوس کام کو اور اوسکی وجہ کو جانتا ہے مثلاً جانتا ہے
کہ زکوۃ دینے مین محتاجون کی مدد گاری اور مدارات ہے اور نماز مین معبود حقیقی کے سامنے فروتنی اور روزہ مین لشکر شیطان کی شکست ہے
ممکن ہے کہ آدمی کی طبیعت عقل کے موافق حرکت کرے اور کمال بندگی یہ ہے کہ محض حکم مالک سے بندہ کام کرے اور اوسکے باطن مین
اوس کام کا خواستگار کوئی نہو پتھر پھینکنا اور دوڑنا اسی قبیل سے ہے کہ سوا بندگی کے اور کسیوجہ سے آدمی نہین کر سکتا اور اسیواسطے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بتخصیص حج کی شان مین زبان فیض ترجمان پر آیا ہے لبیک لحجۃ حقا تعبدا ورقا عبودیت

اور بندگی آپ نے اسیکا نام رکھا اور بعضے لوگ جو حیران ہین کہ حج کے اعمال سے کیا مقصد اور مراد ہے یہ حیرانی اونکی غفلت کے باعث سے ہے حقیقت حال سے وہ بیخبر ہین کہ مطلبی اسکا مطلب ہے اور بیغرضی اس سے غرض ہے تاکہ بندگی اس سے ظاہر ہو اور بندہ کی نظر محض حکم مالک پر ہو اسمین کسیطرح طبیعت اور عقل کا دخل نہو تاکہ آدمی اپنے تئین باقی مطلق مین بالکل فنا کردے کہ نیستی اور بے نصیبی ہے آدمیکی سعادت ہے تاکہ اوس سے حق اور فرمان حق کے سوا اور کچھ باقی نرہے **حج کی عبر تین** یہ ہین کہ اس سفر کو ایک وجہ سے سفر آخرت کے مانند بنایا ہے اسواسطے کہ اس سفر سے خانہ مقصود ہے اور اوس سفر سے صاحب خانہ تو اس سفر کے حالات اور مقدمات سے اوس سفر کا احوال یاد کرنا چاہیے جب اپنے اہل و عیال اور دوست و احباب کو آدمی وداع کرے تو سمجھے کہ یہ رخصت اوس رخصت کے مانند ہے جو سکرات موت مین ہوگی اور اس سفر سے پہلے تمام علائق سے فارغ البال ہوکر آدمی نکلتا ہے اسیطرح اخیر عمر مین بھی چاہیے کہ تمام دنیا سے دلکو خالی کرے ورنہ سفر آخرت اوسے دوبھر ہوجائیگا اور جب اسیطرح اس سفر کا توشہ اور ہر قسم کا زاد راہ مہیا کرتا ہے اور ہوشیار رہتا ہے اور سب احتیاطین کرتا ہے کہ جنگل بیابان مین کہین بے سامان نہوجائے تو خیال کرنا چاہیے کہ میدان حشر بہت بڑا اور ہولناک ہے اور وہان توشہ اور زاد آخرت کی بڑی احتیاج ہے اور جب اس سفر مین بہت جلد خراب ہوجانیوالی چیز ساتھ نہین لیتا کہ جانتا ہے یہ میرا ساتھ نہ دیگی اور توشہ اور زاد راہ کے لائق نہین اسیطرح جس عبادت مین کہ ریا اور قصور کو دخل ہو وہ زاد آخرت کے لائق نہین اور جب جمازہ یعنی سواری پر بیٹھے چاہیے کہ جنازہ کو یاد کرے اسواسطے کہ یقینًا جانتا ہے کہ سفر آخرت مین بھی سواری ہوگی اور ممکن ہے کہ جمازے سے اوترنے پائے اور وقت جنازہ آجائے اور چاہیے کہ یہ سفر حج ایسا ہو کہ زاد سفر آخرت ہوسکے اور جب احرام کے کپڑے مہیا کرے کہ نزدیک پہونچتے ہی روزمرہ کے کپڑے اوتار کے اونھین پہنے گا اور وہ سفید دو چادرین ہین تو چاہیے کہ کفن کو یاد کرے کہ وہ بھی دنیا کے لباس کے خلاف ہے اور جب پہاڑ کی کھائیان اور جنگل کے خطرے دیکھے تو منکر نکیر اور قبر کے سانپ بچھو کو یاد کرے کہ قبر سے میدان حشر تک بہت بڑا جنگل ہے اور اوسمین بہت سی کھائیان ہین اور جسطرح بے راہبر کے جنگل کی آفتون سے بچنا ممکن نہین اوسیطرح عبادت کے بغیر قبر کے ہولون سے بچنا ممکن نہین اور جیسے جنگل مین اہل و عیال دوست آشنا سے چھوٹ کر تنہا ہوتا ہے قبر مین بھی اسیطرح اکیلا ہوگا اور جب لبیک کہنا شروع کرے تو جاننا چاہیے کہ خدا تعالی کی ندا کا جواب ہے اور قیامت کے دن اوسے اسیطرح ندا پہونچے گی اوس ہول کو خیال کرے اور اوس ندا کے خطر مین ڈوبا رہے علی ابن الحسین رضی اللہ تعالی عنہ کا چہرہ احرام کے وقت زرد ہوجاتا تھا اور بدن مین لرزہ پڑجاتا تھا اور لبیک نہ کہہ سکتے تھے لوگون نے کہا آپ لبیک کیون نہین کہتے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ لبیک کہون اور لا لبیک ولا سعدیک جواب آئے اتنا کہا اور اونٹ پر سے بیہوش ہوکر گر پڑے احمد ابن الحواری جو حضرت ابو سلیمان دارانی کے مرید تھے وہ حکایت کرتے ہین کہ حضرت ابو سلیمان نے اوسوقت لبیک نہ کہا اور ایک میل چلکر ایکبو غش آگیا جب ہوش آیا تو فرمایا حق تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی کی تھی کہ اپنی امت کے ظالمون سے کہدے کہ مجھے نہ یاد کرین اور میرا نام نہ لین کہ جو مجھے یاد کرتا ہے مین اوسے یاد کرتا ہون اگر یاد کرنے والے ظالم ہین تو مین اونھین لعنت کے ساتھ یاد کرتا ہون اور کہا کہ مین نے سنا ہے کہ جو کوئی حج کا خرچ مال مشتبہ سے لیتا ہے اور لبیک کہتا ہے اوسکو جواب دیتے ہین لَا لَبَّيْكَ وَلَا سَعْدَيْكَ حَتّٰى تَرُدَّ مَا فِي يَدَيْكَ اور طواف و سعی اوسکے مشابہ ہین جیسے غریب محتاج ناچار سلاطین کے در دولت پر جاتے ہین اور محل کے گرد عرض

حاجت کا موقع ڈہونڈہتے پھرتے ہین اور جلوخانے مین آتے جاتے ہین اور اپنا ساعی اور شفیع ڈہونڈہتے ہین اور اونھین امید ہوتی ہے کہ شاید بادشاہ کی نگاہ ہمپر پڑجائے اور ہمین ایک نظر دیکھدے صفا مروہ کے بیچ کا میدان جلوخانہ سلطانی کے مانند ہے عرفات پر لوگون کا کھڑا رہنا اور اطراف جہان سے لوگون کا مجتمع ہوکر آنا اور مختلف زبانون مین دعائین مانگنا عرصات قیامت کے مانند ہے وہان بھی تمام عالم جمع ہوگا اور ہر ایک کو اپنی اپنی فکر ہوگی اور ہر شخص امید وبیم مین ہوگا کہ دیکھیا چاہیے مین مقبول ہون یا مردود اور پتھر مارنے کے ایک تو فقط اظہار بندگی بطور عبادت مقصود ہے دوسرے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مشابہت ہے کہ وہان پر ابلیس آپکے سامنے آیا تہا کہ وسوسہ مین ڈالے آپ نے اوسپر پتھر پھینکے تھے اے عزیز اگر تیرے خیال مین یہ بات آئے کہ ابلیس حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دکھائی دیا تھا ہمین نہین دکھائی دیتا ہم بیفائدہ پتھر کیون ماریں تو اس خطرہ کو وسوسۂ شیطانی جان اور بے تامل پتھر مار کر شیطان کی پیٹہ توڑ کہ پتھر مارنے سے شیطان کی پیٹہ ٹوٹتی ہے اور تو بندہ فرمان بردار ہوجا جو حکم تجھے ہو بجالا اور اپنے تئین بالکل خداوند کریم کے تصرف مین چھوڑ دے اور یہ جان لے کہ پتھر مارنے سے بیشک مین نے شیطان کو مقہور اور مغلوب کرلیا حج کی عبرتون کا اسقدر بیان اسواسطے ہوا کہ اگر کوئی شخص اس راہ کو پہچانے گا تو جسقدر اوسکا ذہن روشن اور شوق کامل اور سعی وکوشش بلیغ ہے اوسقدر یہ معنی اوسے دکھائی دینگے اور ہر امر مین حصہ اور نصیبہ پائے گا کہ روح عبادت بہی ہے اور یہ باتین معلوم ہونیسے کامونکی ظاہری صورتسے معنونکی طرف بہت بڑہ جائیگا

آٹھوین اصل تلاوت قرآن کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ قرآن شریف پڑہنا سب عبادتون سے بہتر ہے خصوصاً نماز مین کہڑے ہوکر جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کی عبادتون مین سب سے افضل تلاوت قرآن ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص کو حقتعالی نے نعمت قرآن عطا فرمائی ہو اور وہ سمجھے کہ اوسکی کو اس سے بہتر کوئی چیز ملی ہے تو اوسنے اوس چیز کی تحقیر کی جسکی حق تعالی نے تعظیم وتوقیر کی اور فرمایا کہ اگر مثلاً قرآن کو کسی کہال مین کہین تو آگ اوسکے قریب بھی نہ جائیگی اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی فرشتہ اور پیغمبر وغیرہ قرآن سے بڑہکر حق تعالے کے نزدیک شفیع نہین ہے اور فرمایا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ جسکو تلاوت قرآن دعا مانگنے سے باز رکہے شکر گزارون کے واسطے جو بڑا ثواب ہے وہ مین اوسے دونگا اور فرمایا کہ دلون مین لوہے کی طرح زنگ لگتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چھوٹنا کاہے سے ہے آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف پڑہنے سے اور موت کو یاد کرنے سے اور فرمایا ہے مین دنیا سے گیا اور تم مین دو واعظ اور ناصح چھوڑے وہ ہمیشہ تمکو پند ونصیحت کرینگے ایک گویا اور دوسرا خاموش ہے گویا تو قرآن مجید ہے اور خاموش موت ہے اور ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ قرآن پڑہو کہ ہر حرف کے بدلے مین دس دس نیکیان ثواب ملتی ہین مین نہین کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف ہے امام احمد حنبل رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ مین نے حقتعالے کو خواب مین دیکھا عرض کیا کہ یا اللہ کس چیز کے ذریعہ سے تیرے ساتہ تقرب افضل ہے ارشاد ہوا کہ میرے کلام قرآن کے ذریعہ سے مین نے عرض کیا کہ خواہ معنی سمجہتا ہو خواہ نہین ارشاد ہوا کہ ہان معنی سمجہے خواہ نہ سمجہے غافلون کی تلاوت کا بیان اے عزیز جان تو

کو جسنے قرآن پڑہا اوسکا بڑا درجہ ہے اوسے چاہیئے کہ قرآن شریف کی عزت کا خیال رکھے ناشائستہ باتون سے بچا رہے ہر وقت آداب سے رہے ورنہ معاذ اللہ اس بات کا خوف ہے کہ مبادا قرآن شریف اوسکا دشمن ہوجائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت مین منافق اکثر قرآن خوان لوگ ہونگے حضرت ابو سلیمان دارانی کا قول ہے کہ دوزخ کا فرشتہ سب فرشتون کی بہ نسبت مفسد قرآن خوانون کو جلد پکڑیگا توریت مین لکھا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میرے بندے تجھے شرم نہین آتی کہ اگر تیرے بھائی کا خط تجھے پہونچے تو اگر تو راہ مین ہوتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے یا راستے سے الگ ہو بیٹھتا ہے اور اوسکا ایک ایک حرف پڑہتا ہے اور اوسمین غور و تامل کرتا ہے اور یہ کتاب میرا نامہ ہے تجھے مین نے لکھا کہ تو اوسمین غور و تامل کرے اور تو اوسپر کاربند ہو اور تو اوسسے انکار کرتا ہے اور اوسپر عمل نہین کرتا اور جو تو پڑہتا بھی ہے تو غور و تامل نہین کرتا حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگلے لوگ قرآن شریف کو جانتے تھے کہ حق تعالےٰ کے پاس سے یہ نامہ آیا ہے رات کو اوسمین غور و تامل کرتے اور دن کو اوسپر عمل کرتے تھے تم لوگون نے اوسکا درس اختیار کیا ہے اوسکے حروف کے زیر و زبر کو درست کرتے ہو اور اوس پر عمل کرنے مین سستی کرتے ہو

الغرض قرآن شریف سے مقصد و اصلی فقط پڑہنا نہین ہے بلکہ اوسپر عمل کرنا ہے پڑہنا یاد رکھنے کے لیے ہے اور یاد رکھنا عمل کرنیکے واسطے جو لوگ پڑہتے ہین اور عمل نہین کرتے اونکی مثل ایسی ہے جیسے کسی غلام کے پاس اوسکے مالک کا نامہ آئے اوسمین اوس غلام کی نسبت احکام لکھے ہون وہ غلام بیٹھے اور اوس نامہ کو خوش آوازی سے پڑہے اوسکے حروف خوب درست نکالے اور اون احکام مین سے جو اوسمین لکھے ہین کچھ نہ بجالائے تو وہ غلام بیشک عقوبت اور عداوت کا مستحق ہے **تلاوت قرآن کے آداب** ظاہر مین چھ چیزون کی رعایت رکھنا چاہیئے اول یہ کہ تعظیم سے پڑہے اور پہلے وضو کرلے اور قبلہ رو بیٹھے اور عجز و انکسار کے ساتھ پڑہے جیسے نماز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی نماز مین کھڑے ہوکر قرآن پڑہتا ہے اوسکے واسطے ہر ہر حرف کا ثواب سو سو نیکیان لکھی جاتی ہین اور جو بیٹھکر نماز مین پڑہتا ہے تو پچاس پچاس نیکیان لکھی جاتی ہین اور اگر باوضو ہو اور نماز کے علاوہ پڑہے تو پچیس پچیس نیکیان اور اگر وضو بھی نہو تو دس دس نیکیون سے زیادہ نہین لکھتے اور اگر رات کو نماز مین پڑہے تو بہت افضل ہے کہ خاطر جمعی بہت ہوتی ہے دوسرے یہ کہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر پڑہے اور اوسکے معنون مین تامل کرے جلد ختم کرنے کی فکر مین نہ رہے بعض لوگ روز ایک ختم کرتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تین دن سے کم مین قرآن ختم کرے تو علم فقہ جو قرآن مین ہے وہ اوسے نہ حاصل ہوگا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ اگر اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ اور القارعہ مین آہستہ پڑہون اور غور و تامل کرون تو سورۂ بقر اور سورۂ آل عمران جلدی پڑہنے سے مجھے بہت پسند ہے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کسی کو جلدی جلدی قرآن شریف پڑہتے دیکھا فرمایا شیخص نہ قرآن پڑہتا ہے نہ خاموش ہے اگر عجمی ہو کہ قرآن شریف کے معنی نہین جانتا تو بھی قرآن شریف کی عظمت کے واسطے آہستہ اور ٹھہر کے پڑہنا افضل ہے تیسرے یہ کہ روئے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑہو اور روؤ اگر رونا نہ آئے تو تکلف کرکے تصدا رونا لاؤ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ مین جو آیہ سجدہ ہے جب اوسے پڑہو تو سجدہ کے واسطے جاری نکلو

تاوقتیکہ رونہ لو اگر کسی کی آنکھ نہ روئے تو چاہیے کہ اوسکا دل روئے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن رنج کے واسطے نازل ہوا ہے جب اوسکو پڑھو تو اپنے تئین غمگین کرو اور جو کوئی وعدہ وعید اور احکام قرآن مین تامل کریگا اور اپنی عاجزی اور ناچاری دیکھیگا خواہ نخواہ اندوہگین ہوگا بشرطیکہ اوسپر غفلت نہ غالب ہو چوتھے یہ کہ ہر ہر آیت کا حق ادا کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب عذاب کی آیت پر پہونچتے استعاذہ کرتے یعنی حق تعالی سے پناہ مانگتے اور جب رحمت کی آیت پر پہونچتے تو حق تعالے سے رحمت مانگتے اور تنزیہ کی آیت پر پہونچکر تسبیح کرتے اور قرآن شریف شروع کرنے سے پہلے اعوذ باللہ پڑہتے اور جب تلاوت سے فارغ ہوتے تو فرماتے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ وَاجْعَلْہُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْہُ مَا نَسِیْتُ وَعَلِّمْنِیْ مِنْہُ مَا جَھِلْتُ وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاَطْرَافَ النَّھَارِ وَاجْعَلْہُ حُجَّۃً لِّیْ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ اور جب سجدہ کی آیت پر پہونچے تو سجدہ کرے پہلے تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے پھر سجدہ کرے نماز کی شرطین یعنی طہارت اور ستر عورت وغیرہ سجدہ تلاوت مین لحاظ رکھنا چاہیے فقط اللہ اکبر کہکر سجدہ کرنا بے تشہد اور سلام کے کافی ہے پانچوین یہ کہ اگر ریا کا شبہہ اور اندیشہ ہو یا کسی نماز مین خلل پڑتا ہو تو آہستہ پڑہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین وارد ہے کہ چپکے قرآن پڑہنے کو چلا کر پڑہنے پر ایسی فضیلت ہے جیسے چھپا کر صدقہ دینے کو علانیہ دینے پر اگر ریا اور دوسرے کی نماز مین فتور پڑنے کا اندیشہ نہو تو بہتر یہ ہے کہ چلا کر پڑہے تاکہ اور لوگون کے سننے سے بہرہ مند ہون اور اوسکو بھی بہت آگاہی حاصل ہو اور ہمت جمع ہو اور شوق بڑہے اور نیند بھاگ جائے اور سونیوالے جاگ پڑین اگر یہ سب نیتین جمع ہون تو ہر ہر نیت پر ثواب پائیگا اور اگر دیکھکر پڑہے تو بہتر ہے کہ آنکھ کو بھی کام مین لگایا لوگون نے کہا ہے کہ قرآن شریف دیکھکر ایک ختم کرنا سات ختمون کے برابر ہے علماء مصر مین سے ایک عالم حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے پاس گیا اونھین تو سجدہ مین پایا اور قرآن شریف سامنے رکھا دیکھا کہا کہ فقہ نے تمھین قرآن شریف سے باز رکھا مین جب عشا کی نماز پڑہتا ہون مصحف کی تلاوت کرتا ہون اور صبح تک بیدار رہتا ہون جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف تشریف لیگئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ رات کے وقت نماز مین قرآن شریف چپکے چپکے پڑہ رہے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آہستہ آہستہ کیون پڑہتے ہو عرض کیا اسوجہ سے کہ جس سے مین کہتا ہون وہ سنتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ چلا کر پڑہتے ہین آپ نے فرمایا چلا کر کیون پڑہتے ہو عرض کیا کہ سوتون کو جگاتا ہون شیطان کو بھگاتا ہون آپ نے فرمایا کہ دونون آدمی اچھا کرتے ہو تو ایسے اعمال نیت کے تابع ہین چونکہ دونون کی نیت بخیر تھی دونون طرح سے ثواب پائینگے چھٹے یہ کہ خوش آوازی سے پڑہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قرآن کو اچھی آواز سے آراستہ کرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوحذیفہ کے مولی کو دیکھا کہ خوش آوازی سے قرآن شریف پڑہتے ہین فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ فِیْ اُمَّتِیْ مِثْلَہٗ یعنی اوس خدا کا شکر ہے جسنے میری امت مین ایسے کو داخل کیا اسکا یہ سبب ہے کہ آواز جتنی اچھی ہوگی قرآن کا اثر بھی زیادہ ہوگا سنت یہ ہے کہ خوش الحانی سے پڑہے کلمات اور حروف مین بہت الحان کرنا جیسے قوالون کی عادت ہے مکروہ ہے **تلاوت کے آداب باطن** بھی چند ہین اول یہ کہ کلام کی عظمت پہچانے حق سبحانہ تعالی کا کلام جانے اور یقین کرے کہ یہ کلام قدیم ہے اور حق تعالی کی صفت ہے اوسکی ذات سے قائم ہے اور زبان پر جو جاری ہوتا ہے یہ حروف ہین اور جیسے زبان سے آگ کہنا آسان ہے ہر ایک کہہ سکتا ہے لیکن اصل آگ کی طاقت

نہین سیطرح ان حرفون کے معانی کی اصل حقیقت اگر ظاہر ہوجاتی تو زمین اور ساتون آسمان کو اوسکی تجلی کی تاب وطاقت نہو یہی سبب تھا کہ حق تعالی نے فرمایا لو انزلنا ھذا القرآن علی جبل لرایتہ خاشعا متصدعا من خشیۃ اللہ لیکن قرآن کی عظمت اور جمال کو حروف کے لباس مین پوشیدہ کیا ہے تاکہ زبان اور دلون کو اوسکی طاقت ہو لباس حروف کے سوا آدمیون کی طرف اوس عظمت اور جمال کے پہونچانے کی اور کوئی صورت نہین یہ امر اس بات کی دلیل ہے کہ حروف کے سوا اور بھی کوئی بڑا کام ہے جسکا ارجاع نہو کہ آگے اور ادب دنیا اور اسنے کام کو کہنا آدمی کے کلام اور الفاظ سے ممکن نہین ہے کیونکہ اونمین آدمیون کی باتین سمجھنے کی طاقت نہین تا چارپایون کی آواز سے ملتی ہوئی آواز مقرر کی کہ جانورون کو اس آواز سے جتائین اور یہ اوس آواز کو سنکر کام کرین اور اوس کام کی حکمت اور رعایت جانور نہین جانتے اسواسطے کہ بیل کو جو آواز دیتے ہین تو وہ زمین کو نرم کرتا ہے لیکن زمین نرم کرنیکی حکمت اور مصلحت نہین جانتا کہ اس سے یہ مقصود ہے کہ مٹی مین ہوا جاے اور پانی دونون مین ملے تاکہ تینون جب جمع ہون تو وہ مجموعہ بیج کی غذا ہو کر اوسے پرورش کرے اکثر آدمیون کا حصہ قرآن شریف سے بھی آواز اور ظاہری معنون کے سوا اور کچھ نہین ہوتا تک کہ بعضے آدمی خود قرآن مجید کو فقط حروف اور آواز ہی سمجھے ہین یہ سمجھنا نہایت ضعف اور خراب دلی ہے اور یہ ایسا ہے جیسے کوئی سمجھے کہ آتش کی حقیقت فقط الف تے شین ہے اور یہ نہ سمجھے کہ آتش اگر کاغذ کو جلا پائے تو جلا دے اور کاغذ اوسکی تاب نہین لاتا لیکن یہ حروف ہمیشہ کاغذ مین لکھے رہتے ہین اور اونمین کچھ اثر نہین کرتے اوسطرح ہر کالبد کے واسطے روح ہے اور وہ کالبد اوسکے سبب سے باقی رہتا ہے حروف کے معنی بھی روح کے مانند ہین اور حروف کالبد ہین اور کالبد کو روح کی بدولت عظمت اور عزت ہوتی ہے اور حروف کو معانی کے سبب سے شرف ہے اسکی تمام تحقیق بیان کرنا اس کتاب مین ممکن نہین دوسرا ادب یہ ہے کہ حق تعالی کی عظمت کہ یہ اوسکا کلام ہے قرآن شروع کرنے سے پہلے دل مین حاضر کرے اور سمجھے کہ کس کا کلام پڑھتا ہے اور کتنے بڑے کام کو بیٹھتا ہے کہ حق تعالے خود ارشاد فرماتا ہے لا یمسہ الا المطہرون اور جسطرح ظاہر بےوضو کو نہین چھوتا مگر پاک ہاتھ اوسیطرح حقیقت کلام کو نہین پاتا مگر وہ دل جو اخلاق بد کی نجاست سے طاہر اور پاکیزہ ہو اور تعظیم وتوقیر کے نور سے منور اور آراستہ ہو اسی سبب سے تھا کہ عکرمہ رضی اللہ تعالے عنہ جب مصحف کھولتے تو غشی طاری ہوتی اور فرماتے ھو کلام ربی اور کوئی شخص قرآن مجید کی عظمت نہ جانیگا تا وقتیکہ حق سبحانہ تعالی کی عظمت نہ پہچانیگا اور حق تعالے کی عظمت دل مین نہین حاضر ہوتی تا وقتیکہ آدمی اوسکے صفات اور افعال نہ سوچے جیسے عرش کرسی سات زمین سات آسمان اور جو چیزین اونکے درمیان ہین ملایک جن وبشر بہائم حشرات الارض جمادات نباتات اور انواع مخلوقات ان سب کو خیال کرے اور سمجھے کہ یہ قرآن اوسکا کلام ہے جسکے قبضہ مین یہ سب ملکہ کا فدانام ہے اگر سبکو ہلاک کرڈالے تو اوسے کچھ باک نہین اور اوسکے کمال مین کچھ نقصان نہ آئیگا سب کا خالق حافظ رازق وہی ہے ان سب باتون کا خیال کرے تو اوسکی عظمت اور بزرگی کا کچھ شمہ آدمی کے دل مین آئے تیسرا ادب یہ ہے کہ پڑھنے مین دل حاضر رہے غافل نہو نفس کی باتین اوسے ادہر اودہر نہ لیجائین اور جو کچھ غفلت سے پڑھا اوسے نہ پڑھنے کے برابر جانے اور پھر سے پڑھے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی سیر کے واسطے باغ گیا اور وہانکے عجائب و غرائب سے غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشا گاہ ہے اسمین بہت عجائب اور حکمتین ہین اگر کوئی ایسی

غافل رہا اور باہر چلا آیا اسواسطے کہ قرآن مجید مومنون کا تماشا گاہ ہے اسمین بہت عجائب اور نکتے ہین اگر کوئی اسمین تامل کرے تو پھر اور کسی چیز کیطرف نہ مشغول ہو تو اگر کوئی شخص قرآن شریف کے معنی نہ سمجھا وہ بڑا کم نصیب ہے لیکن چاہیے کہ اوسکی عظمت دل مین رکھے تاکہ خیال اور طرف نہ بٹے چوتھا ادب یہ ہے کہ ہر لفظ کے معنی کا خیال کرے تاکہ معنی سمجھ مین آئین اگر ایک بار مین نہ سمجھے تو اعادہ کرے اور اوس سے کچھ لذت حاصل ہوتی ہے تو بھی اعادہ کرے بہت پڑھنے سے یہ اولی اور افضل ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک شب نماز مین اس آیت کو بار بار پڑھتے تھے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ اور مین بار بسم اللہ الرحمن الرحیم کا اعادہ فرماتے تھے اور حضرت سعد ابن جبیر نے اس آیت مین ایک رات بسر کی وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ اگر کوئی شخص ایک آیت پڑھے اور دوسری آیت کے مضمون کا دھیان کرے تو اوس نے اوس آیت کا حق نہین ادا کیا فصل ہے کہ حضرت عامر ابن عبداللہ وسواس کا کالا اور شکوہ کرتے تھے لوگون نے پوچھا کہ کیا دنیوی امور اوس سے ہوتے ہین جواب دیا کہ اگر میرے سینہ مین چھری ماریں تو نماز مین دنیوی خیال لانے سے یہ مجھے بہت آسان ہے مجھے یہ خیال بہت ہاکرتا ہے کہ قیامت کے دن حق تعالی کے سامنے کیونکر کھڑا ہونگا اور کسطرح وہان سے پھرونگا تو دیکھا چاہیے کہ ان خیالات کو بھی وسواس جانتے اس حکم کے بنا پر کہ جو آیت آدمی نماز مین پڑھے تو چاہیے کہ اسوقت اوسکے مضمون کے سوا اور کچھ خیال نہ کرے جب اللہ کا خیال کیا اگرچہ وہ بات دین کی بھی ہو تو بھی وسواس ہے بلکہ چاہیے کہ ہر آیت مین اوسکے مضمون کے سوا اور کچھ خیال نہ کرے کہ جب حق تعالی کی صفات کی آیتین پڑھے تو اوسکے صفات کے اسرار مین تامل اور غور کرے کہ قدوس عزیز جبار حکیم وغیرہ کے کیا معنی ہین اور جب تخلیق کے افعال کی آیتین پڑھے مثلاً خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو عجائب خلق سے خالق کی عظمت سمجھے اور اوسکا کمال قدرت حتی کہ ایسا ہو جاوے کہ جس چیز مین دیکھے خدا ہی کو دیکھے سب اوسکے ساتھ دیکھے اور اوسی سے دیکھے جب یہ آیت پڑھے اَلْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ تو نطفہ کے عجائبات کا خیال کرے کہ ایک طرح کے پانی سے کیونکر مختلف چیزین پیدا ہوتی ہین مثلاً گوشت پوست رگ ہڈی وغیرہ اور اعضا مثلاً ہاتھ پاؤن آنکھ زبان وغیرہ کیونکر پیدا ہوتے ہین پھر عجیب عجیب قوتین سمع بصر حیات وغیرہ کیونکر ظاہر ہوتی ہین اور قرآن مجید کے سب معنی بیان کرنا مشکل ہے اس بیان سے فکر اور غور کرنے پر آگاہ کرنا ہے تین آدمیون کو قرآن شریف کے معنی نہین معلوم ہوتے ایک وہ جو ظاہر تفسیر نہ پڑھا ہو اور عربی زبان نہ پہچانتا ہو دوسرے وہ جو کسی کبیرہ پر مصر ہو یا کسی بدعت کا اعتقاد اوسکے دل مین جما ہو اوسکا دل گناہ اور بدعت کی ظلمت سے تاریک ہو گیا ہو تیسرے وہ جسنے علم کلام کوئی اعتقاد پڑھا اور اوسکے ظاہر پر اٹکا اور ٹھہرا ہوا ہے اور اوسکے دل مین اوس اعتقاد کے خلاف جو کچھ آتا ہے اوس سے نفرت کرتا ہے تو ممکن نہین کہ ایسا شخص اس ظاہری اعتقاد سے بھرے پانچوان ادب یہ ہے کہ اسکا دل بھی صفات مختلفہ کیطرف پھرتا رہے کیونکہ آیتون کے معنی مختلف آتے ہین مثلاً خوف کی آیت پر جب پہونچے تو دل پر خوف اور ہراس اور رقت غالب ہو اور جب رحمت کی آیت پر پہونچے تو رحمت و انبساط پیدا ہو اور جب حق تعالی کی صفتین سنے تو عین تواضع و انکسار ہو جاوے اور جب کفار کے اقوال محال سنے جو حق سبحانہ تعالی کی جناب مین کہتے ہین مثلاً شریک اور فرزند تو آواز ہلکی کرے اور شرم و خجالت سے پڑھے اسطرح ہر آیت کے معنی مین اور معنی کا مقتضا ہے تو اوسی صفت پر ہو جانا چاہیے تاکہ آیت کا حق ادا ہو

چشمۂ آب یہ ہے کہ قرآن اسطرح سنے کہ گویا حق تعالے سے سنتا ہے اور فرض کرے کہ فی الحال اوسی سے سنتا ہے ایک بزرگ کا قول ہے کہ میں قرآن شریف پڑہتا تھا اور کچھ حلاوت نہ پاتا تھا یہانتک کہ میں نے فرض کر لیا کہ میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے سنتا ہوں پھر آگے پڑہا اور فرض کیا کہ حضرت جبرئیل امین سے سنتا ہوں اور زیادہ حلاوت پائی پھر اور آگے پڑہا اور بڑے مرتبہ کو پہونچا اب اسطرح پڑہتا ہوں کہ گویا بے واسطہ حق سبحانہ تعالے سے سنتا ہوں اب وہ لذت پاتا ہوں کہ بیان نہ کر سکوں

نوین اصل حق تعالیٰ کے ذکر کے بیان میں

۵ھ

ایعزیز جان تو کہ حق تعالیٰ کو یاد کرنا سب عبادتوں کا خلاصہ اور جان ہے اسواسطے نماز اسلام کا عمود ہے اوس سے بھی یاد الٰہی مقصود ہے چنانچہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور تلاوت قرآن سب عبادتوں سے اسواسطے افضل ہے کہ وہ کلام خدائے عزوجل ہے حق تعالیٰ کی یاد دلاتا ہے اور جو کچھ اوسمیں ہے خدا کے ذکر کی تازگی کا سبب اور واسطہ ہے اور روزہ سے شہوت اور خواہش کا توڑنا مقصود ہے واجب ہونے سے شہوت سے نجات پاتا ہے صاف ہو کر حق تعالیٰ کے ٹھہرنے کا مقام بنجاتا ہے اسواسطے کہ جبتک دل شہوتوں اور خواہشوں سے بھرا ہوا ہے اوس سے ذکر الٰہی ناممکن ہے اور ذکر اوسمیں موثر نہیں ہوتا اور حج جو زیارت خانۂ خدا کا نام ہے اوس سے صاحب خانہ کی یاد اور اہل ملاقات کے شوق کا بڑہانا مقصود ہے تو ذکر الٰہی سب عبادتوں کا لب اور خلاصہ ہے بلکہ اسلام کی اصل اور بنیاد کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور یہ بھی ذکر ہے اور عبادتوں میں اس ذکر کی تاکید اور مضبوط کرنیوالی ہونا اور تیرے ذکر کا ثمرہ یہ ہے کہ خدا تجھے یاد کرتا ہے اس سبب سے یاد کرنے کو فضیلت دیا ہے آپ اسطرح ارشاد فرمایا فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ تم مجھے یاد کرو تاکہ میں تمہیں یاد کروں خدا کو ہمیشہ یاد کرنا چاہیے اگر ہمیشہ نہ ہو تو اکثر اوقات ذکر کرنا دونوں کی فلاح اسکے ساتھ وابستہ ہے اسواسطے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی فلاح کی امید رکھتے ہو تو کثرت ذکر اوسکی کنجی ہے بہت ذکر کرو تھوڑا سا نہیں اکثر اوقات کرو کاہ گاہ نہیں اسواسطے فرمایا ہے اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ ان بندوں کی تعریف فرمائی ہے جو کھڑے بیٹھے سوتے کبھی اوسکی یاد سے غافل نہیں ہوتے اور فرمایا وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ یعنی اوسے یاد کر زاری اور ہراس سے اور پوشیدہ صبح و شام کو اور کسیوقت غافل نہ ہو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ سب کاموں میں کونسا کام افضل ہے آپ نے فرمایا کہ مرتے وقت ذکر الٰہی سے تر زبان ہونا جناب رحمۃ للعالمین نے فرمایا کہ خداوند کریم کے نزدیک جو کام بہترین اعمال اور مقبول ہے اور تمہارا بزرگترین درجات ہے اور سونا چاندی صدقہ دینے سے بہتر ہے اور خدا کے دشمنوں کے ساتھ اسطرح جہاد کرنے سے بھی بہت بڑہ کر ہے کہ تم اونکی گردنیں مارو وہ تمہاری گردنیں کاٹیں اوس کام سے میں تمہیں آگاہ کروں جان نثاروں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ارشاد فرمائیے وہ کیا کام ہے آپ نے فرمایا ذکر اللہ یعنی حق تعالیٰ کو یاد کرنا اور آپ نے فرمایا ہے کہ جسکو میرا ذکر دعا مانگنے سے باز رکھے گا میری نزدیک اوسکا انعام اوسکو عطا کرنا مانگنے والوں کے انعام اور عطا سے بہتر ہے اور فرمایا کہ خدا کو یاد کرنیوالا غافلوں میں ایسا ہے جیسے مردوں میں زندہ ہے

اور جیسے سوکھی کھاس مین ہرا درخت اور جہاد سے بھاگے ہوون مین غازی ثابت قدم حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے
کہ اہل جنت کو کسی امر پہ حسرت نہوگی مگر دنیا مین جو ساعت یاد الٰہی سے غفلت مین اوپر گذری ہوگی اوسپر حسرت ہوگی ذکر کی حقیقت کا
بیان العزیز جان توکہ ذکر کے چار درجے ہین ایک تو یہ کہ فقط زبانی ذکر ہو دل اوس سے غافل اور بیفکر ہو اوسکا اثر کم ہوتا ہے مگر بالکل
بے اثر نہین ہے اسواسطے کہ جو زبان ذکر الٰہی مین مشغول ہوا وسکا اوس زبان پر جو بیہودہ باتون مین مصروف ہوا بالکل معطل اور بیکار رہنیسے
ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین تو ہو لیکن قرار نہ پکڑے اور گھر نہ کرے ایسا ہو کہ دل کو تکلف سے ذکر کے ساتھ مشغول رکھین کہ اگر یہ جہد
اور تکلف نہو تو دل غفلت یا نفس کے خطرون سے پھر اپنی طبیعت کے موافق ہو جائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ذکر دل مین گڑ گیا ہو اور ایسا
غالب اور متمکن ہو گیا ہو کہ اور کام کی طرف اوسے تکلف سے مشغول کرین یہ بہت بڑی بات ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ جس کا ذکر ہے وہ دل مین
بس گیا ہو اور وہ حق سبحانہ تعالیٰ ہے اور ذکر دل مین نہو اسواسطے کہ جس شخص کا دل بالکل مذکور یعنی خدا کو دوست رکھتا ہے اوسمین اور
اوس شخص مین جسکا دل ذکر کو دوست رکھتا ہے بڑا فرق ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ ذکر اور ذکر کا خیال بالکل دل سے جاتا رہے مذکور ہی
رہ جائے اسواسطے کہ ذکر عربی ہو خواہ فارسی سخن نفس سے خالی نہوگا بلکہ عین سخن ہوگا اور اصل یہ ہے کہ سخن عربی اور فارسی وغیرہ جو کچھ ہے
سب چیزون سے دل خالی ہو اور سب وہی وہ ہو جائے دل مین کسی دوسری چیز کی گنجایش ہی نہ باقی رہے فرط محبت جسکو عشق کہتے ہین
یہ امر اوسکا نتیجہ ہے یعنی اوس سے حاصل ہوتا ہے اور عاشق ہمیشہ معشوق ہی کیطرف متوجہ رہتا ہے ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے تصور اور
کمال خیال مین اوسکا نام بھی بھول جاتا ہے جب ایسا مستغرق اور محو ہو جائیگا کہ اپنے تئین اور غیر حق جو کچھ ہے سبکو بھول جائیگا تو تصوف
کے پہلے راستے پر آئے گا صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس حالت کو فنا اور نیستی کہتے ہین یعنی جو کچھ ہے وہ سب اوسکے
ذکر سے نیست ہو گیا اور خود بھی نیست ہو گیا کہ اپنے تئین بالکل بھول گیا اور جسطرح حق تعالےٰ کے بہت سے عالم ایسے ہین کہ ہمین اونکی خبر
نہین اور وہ ہمارے حق مین نیست ہین اور ہم جنسے آگاہ نہین اور ہمین جنکی خبر ہے وہ ہمارے نزدیک بہت ہین اگر یہ عالم جو خلق کے
نزدیک نیست ہین کسی کو بھول گئے تو اوسکے نزدیک نیست ہو گئے اور جب اپنی خودی بھول گیا تو خود بھی اپنے نزدیک نیست ہو گیا اور
خدا کے سوا جب کوئی چیز اوسکے ساتھ نہ رہی تو حق تعالیٰ ہی اوسکے نزدیک ہست اور اوسکے [illegible] ہو رہے العزیز جسطرح تو جب نگاہ کرکے
اور زمین و آسمان اور جو کچھ اوسمین ہے وہی دیکھے اوسکے سوا اور کچھ نظر نہ آئے تو تو یہی کہے گا کہ اسکے سوا عالم ہستی نہین اور تمام عالم
یہی ہے اسطرح یہ ذاکر بھی خدا کے سوا کچھ نہین دیکھتا اور کہتا ہے ہو اوست یعنی اللہ ہی اللہ ہے سوا اللہ کے کچھ نہین اس مقام پر اوسکے
اور خدا کے درمیان جدائی نہین باقی رہتی اور یگانگی حاصل ہو جاتی ہے یہ توحید اور وحدانیت کا پہلا عالم ہے یعنی جدائی اوٹھ جاتی ہے
جدائی اور دوئی سے کچھ خبر ہی نہین رہتی اسواسطے کہ جدائی وہ جانتا ہے جو دو چیزین جانے اپنے تئین اور خدا کو پہچانے اور یہ شخص
اوسوقت آپ سے بے خبر ہے ایک کے سوا دوسرے کو پہچانتا ہی نہین تو جدائی کیونکر جانے آدمی جب اس درجہ پر پہونچتا ہے
تو فرشتون کی صورتین اوسپر ظاہر ہونے لگتی ہین ملائک اور انبیا کی روحین اچھی اچھی صورتون پر اوسے نظر آنے لگتی ہین جناب رسالت
کے واسطے جو چیزین خاص ہین وہ متکشف ہونے لگتی ہین اور بڑے بڑے احوال نمودار ہوتے ہین کہ اونکا بیان ممکن نہین جب

پھر آپ مین آتا ہے اور اور کامون سے آگاہی پاتا ہے تو اسکا اثر اوسمین رہتا ہے اور اس حالت کا شوق غالب ہوجاتا ہے اور دنیا و نہیا
اور جن کامون مین خلق مشغول ہے وہ سب اوسے ناگوار اور ناپسند ہوتے ہین اپنے بدن سے تو آدمیون مین ہوتا ہے اور دل ہی غائب
رہتا ہے اور تعجب کی نظر سے لوگون کو دیکھتا ہے کہ دنیا کے کام مین مشغول ہین اور رحمت اور حسرت کی نگاہ سے دیکھنا اسواسطے ہے کہ جانتا ہے
کہ یہ ایک کتنے بڑے اور عمدہ کام سے محروم ہین اور لوگ نہین کہ وہ خود بھی دنیا کے کامون مین کیون نہین مشغول ہوتا اور گمان فاسد
[illegible] اور سپر ظاہر ہون لیکن ذکر الٰہی
اور سپر غالب اوسکے دل پر ہوا سے تو یہی کیمیا سے سعادت ہے اسواسطے کہ جب ذکر غالب ہوگا تو انس و محبت مستولی ہوگی اور دل پر چھا جائیگی
[illegible] اور دل سے
اوسکے دیدار کے سبب کمال لذت بقدر محبت حاصل ہوگی اور جسکی محبوبہ معشوقہ دنیاے دون ہے اور جو اس پیرزال پر عاشق و مفتون ہے
وہ بقدر عشق و محبت اوسکی فرقت مین رنج و اذیت کھینچے گا جیسا عنوان مسلمانی مین بیان ہوچکا ہے تو اگر کوئی شخص بہت ذکر کرتا ہے اور وہ احوال
جو صوفیہ کو ہوتا ہے اوسپر ظاہر اور نمودار نہو تو چاہیے کہ بیزار نہو کہ سعادت اس حال پر موقوف نہین اسواسطے کہ دل جب نور ذکر سے آراستہ ہوا
تو کمال سعادت پر مہیا ہوا اور جو کچھ اس جہان مین اوسے نہ ظاہر ہوگا وہ مرنے کے بعد ظاہر ہوگا تو آدمیکو چاہیے کہ مراقبہ دل کا التزام کرے
تاکہ غفلت سے نکلا رہے اور کبھی [illegible] ذکر دائمی حضرت [illegible] کوت کی کنجی ہے جو جنت کے [illegible] کا مفتاح فضل التحیات
نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنت کے باغون کی سیر کرنا چاہتا ہے اوسے چاہیے کہ خدا کا ذکر کثرت سے کیا کرے اوسکے یہی معنی ہین اور یہ جو
نے بیان کیا اس سے معلوم ہوا کہ ذکر سب جاودان کا خلاصہ ہے اور ذکر حقیقی یہ ہے کہ اوامر و نواہی پر آنیکے وقت خدا کو یاد کرے
اور گناہ سے باز رکھنے حکم الٰہی بجالانے کو ذکر [illegible] اس بات پر دلالت کرے تو اس بات کا دلیل ہے کہ وہ ذکر محض لفس اور بے حقیقت تھا

تسبیح تحمید صلوٰۃ استغفار کے فضائل کا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جو
نیکی کرتا ہے اوسے قیامت کے دن ترازو مین رکھین گے مگر کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہ اسے میزان مین رکھین تو سات زمین اور سات آسمان
اور جو کچھ اونمین ہے [illegible] اور فرمایا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کہنے والا اگر امین سچا ہے یعنی صدق دل سے کہتا ہے اور
زمین کی خاک کے برابر کثرت سے گناہ کرتا ہے تو بھی اوسے بخشدین گے اور فرمایا ہے کہ جسنے خلوص سے لا الٰہ الا اللہ کہا وہ جنت مین
جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہر روز سو بار کہے
تو دس بندے آزاد کرنیکے برابر ہے کہ اوسنے آزاد کیے اور سو نیکیان اوسکے نامۂ اعمال مین لکھی جائین گی اور سو گناہ مٹائے جائین گے
اور رات تک یہ کلمہ شیطان سے اوسکے لیے حصار ہوگا صحیح بخاری مین لکھا ہے کہ جو شخص یہ کلمہ کہے گا اوسنے گویا فرزندان اسمعیل علیہ السلام
مین سے چار بندونکو آزاد کیا تسبیح اور تحمید کا بیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی ایک دن مین سُبْحَانَ
اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ کا سو بار کہے اوسکے تمام گناہ بخشدیے جائین گے اگرچہ کثرت مین دریا کے پھین کے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو کوئی
ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ اور تینتیس ۳۳ بار اللہ اکبر کہے من بعد سو کو اس کلمہ سے پورا کرے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ

لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ تو اوسکے سب گناہ بخشدیئے جائین گے اگرچہ کف دریا کے برابر ہون

روایت ہے کہ ایک مرد رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ دنیا نے مجھے چھوڑ دیا ہے تنگدست اور محتاج اور عاجز ہوگیا ہون میری کیا تدبیر ہے آپ نے فرمایا کہ تو کہہ ہر ہے ملائکہ کے اوس صلوٰۃ اور خلق کی اوس تسبیح سے تو کیا بے خبر ہے جسکی بدولت وہ روزی پاتے ہین اوسنے عرض کیا کہ وہ کیا ہے آپ نے فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فجر کی نماز کے پہلے سو بار روز پڑھا کر تا کہ دنیا خواہ نخواہ تیری طرف متوجہ ہو جائے اور حق تعالےٰ ہر کلمہ سے ایک ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ وہ قیامت تک تسبیح کیا کرتا ہے اور اوسکا ثواب تجھے ملیگا اور فرمایا ہے کہ یہ کلمات باقیات صالحات ہین سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور فرمایا کہ مین ان کلمات کو کہتا ہون اور جو چیزین گردش آفتاب کے نیچے ہین اون سے بہت دوست رکھتا ہون اور فرمایا کہ خدا کے نزدیک یہی چار کلمے سب کلمون سے بہتر ہین اور فرمایا ہے کہ دو کلمے ہین کہ زبان پر سبک اور میزان مین گران ہین اور خدا کے نزدیک دوست اور محبوب ہین سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

محتاجون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ آخرت کا ثواب تو سب امیرون نے لیا اسواسطیکہ جو عبادت ہم کرتے ہین وہ وہ بھی کرتے اور اوسکے علاوہ صدقہ بھی دیتے ہین اور ہم صدقہ نہین دے سکتے آپ نے فرمایا کہ تمھین محتاجی کے سبب سے ہر تسبیح و تہلیل اور ہر تکبیر صدقہ ہے اور ہر امر معروف اور نہی منکر بھی اسطرح سے صدقہ ہے اور اگر کوئی تم مین سے ایک لقمہ اپنے عیال کے مُنہ مین دیتا ہے وہ بھی صدقہ ہے الغرض جان تو کہ درویش کے حق مین تسبیح و تہلیل کی فضیلت اس سب سے زیادہ ہے کہ اوسکا دل دنیا کی ظلمت کے سبب سے تاریک نہین ہوتا اور بہت صاف ہوتا ہے ایک کلمہ جو وہ کہتا ہے اوس تخم کے مثل ہوتا ہے جو پاک زمین مین ڈالا جاے بہت اثر کرتا ہے اور بہت ثمرہ دیتا ہے اور جو ذکر کہ اوس دل مین ہوتا ہے جو دنیا کی خواہشون سے بھرا ہوا ہے وہ ایسا ہے جیسے وہ بیج جو کمہار زمین مین بویا جاے کہ اوسکا اثر کمتر ہوتا ہے

درود شریف کا بیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے خوشی کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک سے ظاہر تھے فرمایا کہ جبرئیل آئے تھے اور یہ پیغام لائے تھے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا اس امر پر تم قناعت نہین کرتے کہ جو کوئی تمہاری امت مین سے تمپر ایکبار درود بھیجے گا مین اوسپر دس بار رحمت بھیجونگا اور جو ایکبار سلام بھیجیگا مین دس بار اوسپر سلام بھیجونگا اور فرمایا کہ جو کوئی مجھپر درود بھیجتا ہے تمام ملائکہ اوسپر درود بھیجتے ہین خواہ بہت درود بھیجین خواہ کم اور میرا بڑا مقرب وہ ہے جو مجھپر درود بہت بھیجے اور جو مجھپر ایکبار درود بھیجتا ہے اوسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاتی ہین اور دس برائیان اوس سے محو کر ڈالی جاتی ہین اور فرمایا کہ جو کوئی کچھ لکھتا ہے اور اوسمین مجھپر درود لکھتا ہے تو جبتک میرا نام اوسمین لکھا پاتے ہین ملائکہ اوسکے واسطے مغفرت طلب کیا کرتے ہین

استغفار کا بیان حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ قرآن شریف مین دو آیتین ہین کہ جو کوئی گناہ کرکے اون دو آیتون کو پڑھکر استغفار کرے اوسکا گناہ بخشدیا جاتا ہے وہ دو آیتین یہ ہین ایک وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَھُمْ ذَکَرُوا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ اور دوسری آیت یہ ہے وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَہٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ یَجِدِ اللّٰہَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا

اور حق تعالے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی استغفار کریگا کسی رنج مین ہو خوش ہو جائیگا اور جہان سے اوسکے وہم و گمان مین بھی نہو روزی پائے گا اور فرمایا ہے کہ مین تمام دن شب بار توبہ اور استغفار کرتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا تو معلوم ہوا کہ اور ونکو کسی وقت توبہ اور استغفار سے خالی رہنا نہ چاہیے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی سوتے وقت تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ کہے اوسکے سب گناہ بخشدیئے جاتے ہین اگرچہ کثرت مین دریا کے پھین اور میدان کی ریت اور درخت کے پتون اور دنیا کے دنون کے برابر ہون اور فرمایا ہے کہ جو بندہ گناہ کرتا ہے اور خوب طہارت کرکے دو رکعت نماز پڑہتا ہے اور استغفار کرتا ہے اوسکا گناہ بخش دیا جاتا ہے آداب دعا کا بیان اے عزیز جان تو کہ تضرع اور زاری سے دعا کرنا منجملہ تقربات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دعا عبادتون کا مغز اور خلاصہ ہے اسکا سبب یہ ہے کہ عبادتون سے عبودیت مقصود ہے اور عبودیت اسی سے ہوتی ہے کہ بندہ اپنی شکستگی اور عاجزی اور خدا کی قدرت اور عظمت دیکھے اور جانے اور دعا مین یہ دونون باتین ہین اور تضرع اور زاری جسقدر زیادہ ہو بہتر ہے آٹھ ادب دعا مین نگاہ رکھنا چاہیے پہلا ادب یہ ہے کہ بزرگ وقتون مین دعا کرنے کی کوشش کرے مثلاً عرفہ رمضان مبارک جمعہ شب جمعہ کا وقت رات کا درمیان دوسرا ادب یہ ہے کہ بزرگ حالات کو نگاہ رکھے جیسے غازیون کے جنگ کرنیکا وقت اور وقت باران اور نماز فریضہ کا وقت اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ان وقتون مین آسمان کے دروازے کھولدیے جاتے ہین اسیطرح اذان اور تکبیر کے درمیان اور روزہ دار ہونے کی حالت مین اور اوسوقت جب نماز جماعت شروع ہوا اسواسطے کہ دل کی رقت در رحمت کھلنے کی دلیل ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ دونون ہاتھ اوٹھائے اور آخر کو منہ پر اوتارے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالیٰ اس بات سے بہت بزرگ ہے کہ جس ہاتھ کو اوسکی طرف اوٹھائین وہ اوسے خالی پھیرے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا کریگا تین چیزون سے خالی نرہے گا یا اوسکا گناہ معاف فرمایا جائیگا یا فوراً کوئی خیر اوسے پہونچیگی یا آیندہ چوتھا ادب یہ ہے کہ دعا مین جلدبازی نکرے بلکہ دل اسی بات پر جمائے کہ خواہ نخواہ قبول ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ پانچوان ادب یہ ہے کہ دعا خشوع خضوع اور حضور قلب سے کرے اور دعا کی تکرار کرے کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو دل غافل ہو اوسکی دعا نہین سنی جاتی چھٹا ادب یہ ہے کہ دعا مین لجاجت اور تکرار کرے اور لگا رہے دعا کرنا نہ چھوڑے یہ نہ کہے کہ بہت دفعہ جتنے دعا کی اور قبول نہوئی اسواسطے کہ قبولیت کا وقت اور اوسکی مصلحت خدا بہتر جانتا ہے جب دعا قبول ہو تو یہ کہنا سنت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ اور اگر دعا قبول ہونمین دیر لگے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ساتوان ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے تسبیح اور درود پڑہے اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا سے پہلے یون فرماتے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَلِيِّ الْاَعْلَى الْوَهَّابِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دعا سے پہلے درود پڑہے گا اوسکی دعا مقبول ہوگی حق سبحانہ تعالیٰ بڑا کریم ہے ایسا نہین کہ دو دعاؤن مین سے ایک کو قبول اور دوسرے کو رد کرے

یعنی ورد قبول فرمائے اور اصل مقصد نہ برلائے آٹھوان ادب یہ ہے کہ دعا سے پہلے توبہ کرے گناہون سے قدم بہ قدم ہر ہر دل کو بالکل خدا کے حوالے کردے اسواسطے کہ اکثر دعاؤن کے رد ہونیکا سبب دل کی غفلت اور گناہون کی ظلمت ہوتی ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ مین کال پڑا حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی تمام امت کے ساتھ تین مرتبہ دعا باران کے واسطے نکلے دعا نہ قبول ہوئی وحی آئی کہ اے موسیٰ تمہارے گروہ مین ایک نمام ہے جبتک وہ رہے گا مین دعا قبول نکرونگا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ خداوندا کون شخص ہے تبلا کہ مین اوسے نکالدون ارشاد ہوا کہ مین غمازی سے منع کرتا ہون خود کیونکر کرون حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ سب لوگ غمازی سے توبہ کرو غرض سبھون نے توبہ کی تب باران رحمت نازل ہوا مالک ابن دینار فرماتے ہین کہ ایک بار بنی اسرائیل مین قحط پڑا لوگ بارہا دعاے باران کے واسطے گئے دعا نہ قبول ہوئی اونکے پیغمبر پر وحی آئی کہ ان لوگون سے کہہ کہ تم دعا کے واسطے ایسی حالت مین نکلے ہو کہ تمھارے بدن نجس اور پیٹ حرام سے بھرے ہوئے ہین اور ہاتھ خون ناحق مین آلودہ ہین ایسے نکلنے سے میرا غصہ تمپر اور زیادہ ہوا میرے سامنے سے دور ہو **مختصر دعاؤن کا بیان** العزیز جان تو کہ ماثورہ دعائین جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہین اور صبح شام اور مختلف نمازون کے بعد اوقات مختلف مین جنکا پڑہنا سنت ہے وہ دعائین بہت ہین اونمین سے اکثر کتاب احیاء العلوم مین جمع کی ہین اور چند دعائین بہت عمدہ کتاب ہدایۃ المہدایۃ مین مذکور ہین جسے فقیر نے ان دعاؤن کتابون مین سے یاد کرے اسواسطے کہ اس کتاب مین اون دعاؤن کا لکھنا طوالت کا سبب ہوگا اور اونمین سے اکثر دعائین مشہور ہین اور ہر ایک کو یاد ہین چند دعائین جنکا حوادث اور امور مین پڑہنا سنت ہے اور لوگون کو کم یاد ہین وہ بیان کی جاتی ہے لوگ یاد کرین اور اونکے معنی سمجھ لین اور وقت پر پڑہا کرین اسواسطے کہ کسی وقت بندہ کو اپنے خالق سے غافل نہونا چاہیے اور تضرع اور دعا سے خالی نہ رہنا چاہیے جب گھر سے باہر جائے تو کہے بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ مسجد مین داخل ہونیکے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلِّمْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ اور داہنا قدم پہلے رکھے جب ایسی مجلس مین بیٹھے جہان لغو باتین ہون تو یہ کہنا اوسکا کفارہ ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ عَمِلْتُ سُوْٓءًا وَّظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ جب بازار جائے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ جب نیا کپڑا پہنے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْ هٰذَا الثَّوْبَ فَلَكَ الْحَمْدُ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِهٖ وَخَيْرِ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ جب نیا چاند دیکھے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ جب نیا مہینہ آئے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الشَّهْرِ وَخَيْرَ مَا فِيْهِ وَخَيْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا فِيْهِ وَشَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِهٖ جب کسیکے مرنے کی خبر سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ جب خیر پہنچے تو یہ کہے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ جب کچھ نقصان ہو تو یہ کہے عَسٰى رَبُّنَا اَنْ يُّبْدِلَنَا خَيْرًا مِّنْهَا اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا رَاغِبُوْنَ

جب کوئی کام نیا شروع کرے تو یہ کہے رَبَّنَا اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا جب آسمان کی طرف دیکھے تو یہ کہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ تَبَارَكَ الَّذِيْ جَعَلَ فِي السَّمَاءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّقَمَرًا مُّنِيْرًا جب آسمان گرجنے کی آواز سنے تو یہ کہے سُبْحَانَ مَنْ يُّسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ جب کہیں بجلی گرے تو یہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ پانی برستے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ سَقْيًا هَنِيْئًا وَّصَيِّبًا نَّافِعًا وَاجْعَلْهُ سَبَبَ رَحْمَتِكَ وَلَا تَجْعَلْهُ سَبَبَ عَذَابِكَ غصہ کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَاذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ہیبت اور خوف کے وقت یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ وَنَدْرَءُ بِكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ جب کہیں رد ہو تو وہاں ہاتھ رکھکر تین بار بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سات بار اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ جب کوئی رنج پہونچے تو یہ کہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ جب کسی کام میں عاجز آجائے تو یہ کہو اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ نَافِذٌ فِيَّ قَضَآئُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ وَاَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ وَاَعْطَيْتَهٗ اَحَدًا مِّنْ خَلْقِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَنُوْرَ صَدْرِيْ وَجِلَاءَ حُزْنِيْ وَذِهَابَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ جب آئینہ دیکھو تو یہ کہو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَنِيْ فَاَحْسَنَ خَلْقِيْ وَصَوَّرَنِيْ فَاَحْسَنَ صُوْرَتِيْ جب کوئی غلام مول لے تو اوسکے ماتھے کے بال پکڑ کر یہ کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا جُبِلَ عَلَيْهِ سوتے وقت یہ کہے رَبِّ بِاسْمِكَ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهٗ هٰذِهٖ نَفْسِيْ اَنْتَ تَوَفَّاهَا لَكَ مَحْيَاهَا وَمَمَاتُهَا اِنْ اَمْسَكْتَهَا فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهٖ عِبَادَكَ الصَّالِحِيْنَ جاگے تو یہ کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالسُّلْطَانُ وَالْعَظَمَةُ لِلّٰهِ وَالْعِزَّةُ وَالْقُدْرَةُ لِلّٰهِ اَصْبَحْنَا عَلٰى فِطْرَةِ الْاِسْلَامِ وَكَلِمَةِ الْاِخْلَاصِ وَدِيْنِ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمِلَّةِ اَبِيْنَا اِبْرَاهِيْمَ حَنِيْفًا وَّمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ

دسوین اصل ترتیب اوراد کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ جو کچھ عنوان مسلمانی مین بیان ہوا اوس سے یہ عیان ہوا کہ آدمی کو اس عالم مسافرت مین کہ خاک و آب ہے تجارت کے واسطے بھیجا ہے نہین تو اوسکی روح کی حقیقت علوی ہے وہین سے آئی ہے وہین جائیگی اور اس تجارت مین اوسکی عمر اوسکی پونجی ہے اور یہ پونجی ہمیشہ گھٹتی جاتی ہے اگر اس سے ہر دم کا فائدہ نہ لیگا تو پونجی ضائع ہو جائیگی اسواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الآیہ اوسکی مثال اوس شخص کے مانند ہے یخ جسکا سرمایہ ہو اور گرمی کے موسم مین بیچتا ہو اور کہتا ہو کہ اے مسلمانون اوس شخص پر مہربانی کرو جسکا سرمایہ پگھلا جاتا ہے اسیطرح ہمیشہ عمر کا سرمایہ پگھلا کرتا ہے اسواسطے کہ تمام عمر گنتی کے چند انفاس ہین جسکا حساب و شمار خدا ہی جانتا ہے تو جن لوگون نے اس کام کا خطرہ اور انجام دیکھا وہ اپنے دلون کی نگہبانی کرتے تھے اسواسطے کہ

حصول سعادت ابدی کے قابل ایک گوہر سمجھے اور اوس گوہر پر اوسسے زیادہ تر مہربان تھے جتنا کوئی سرمایہ زر و سیم پر مہربان ہو اور حقیقت اسطرح تھی کہ رات دن کی اوقات کو اونہون نے نیکیون پر تقسیم کیا تھا اور ہر چیز کا ایک ایک وقت مقرر کیا تھا اور اوراد و وظائف جدا جدا معین کیے تاکہ اونکا کوئی وقت بیکار نجائے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ آخرت کی سعادت اوسیکو حاصل ہوگی جو دنیا سے جائے اور خدا کی محبت اور اوسکا اونس اوسپر غالب ہو اور یہ اونس مداومت ذکر کے بغیر نہین حاصل ہوتا اور محبت بے معرفت نہین ہوتی اور معرفت بے تفکر کے حاصل نہین ہوتی تو ذکر و فکر کی مداومت تخم سعادت ہے اور ترک دنیا اور ترک شہوات و معاصی اسواسطے ہوتا ہے تاکہ آدمی ذکر و فکر کی فراغت پائے اور ذکر دائمی کے دو طریقے ہین ایک تو یہ کہ اللہ اللہ ہمیشہ دل سے کہا کرے زبان سے نہین بلکہ دل سے بھی نہ کہے کہ دل سے کہنا بھی نفس کی بات ہے بلکہ ہمیشہ اسطرح مشاہدہ مین رہے کہ کبھی غافل ہی نہو یہ امر ہمت دشوار ہے اور اپنے دل کو ہر وقت ایک حالت پر رکھنا ہر ایک کا کام نہین اکثر خلق کو اس سے رنج و ملال ہوتا ہے اسواسطے مختلف اوراد مقرر کیے گئے بعضے تمام بدن سے جیسے نماز بعضے فقط زبان سے جیسے قرآن اور تسبیح پڑہنا بعضے دل سے جیسے فکر کرنا کہ دل کو ملال نہو کیونکہ ہر وقت نیا شغل ہوگا اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا ایک تو خوشی کا باعث ہوتا ہے دوسرے جو اوقات ضروریات دنیوی مین صرف کرنا چاہیے اونمین تمیز اور فرق حاصل ہوتا ہے اور اصل یہ ہے کہ آدمی اگر اپنے تمام اوقات آخرت کے کامون مین نہ صرف کرے تو اکثر اوقات صرف کرے تاکہ نیکیون کا پلہ جھک جائے کیونکہ اگر ایک نصف اوقات دنیا مین اور مباحات سے متمتع ہونے مین صرف کریگا اور دوسرا نصف کار آخرت مین تو اس امر کا خوف ہے کہ وہ دوسرا پلہ جھک جاے اسواسطے کہ طبیعت اوسی چیز کی یار اور مددگار ہوتی ہے جو مقتضاے طبع ہے اور دلکو دین کے کامون مین لگانا طبیعت کے خلاف ہے اور کار دین مین خلوص مشکل ہے اور جو کام بے خلوص ہو وہ بیفائدہ ہے تو اعمال کی کثرت چاہیے تاکہ اونمین سے ایک تو خلوص کے ساتھ ہو تو اکثر اوقات دین کے کام مین رہنا چاہیے اور دنیا کے کام اوسکی تبعیت مین کرنا چاہیے اسواسطے حقتعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَمِنْ اٰنَاۗءِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَاَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى اور فرمایا وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا وَمِنَ الَّيْلِ فَاسْجُدْ لَهٗ وَسَبِّحْهُ لَيْلًا طَوِيْلًا اور فرمایا كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ ان سب آیتون مین یہی اشارہ ہے کہ اکثر اوقات یاد الٰہی کرنا چاہیے اور یہ امر بے اسکے کہ آدمی دن رات کے وقتون کو تقسیم کرے ٹھیک نہین ہوتا تو تقسیم کا بیان ضرور ہوا دن کے اوراد کا بیان العزیز جان تو کہ دن کے پانچ اوراد ہین پہلا ورد صبح سے طلوع آفتاب تک ہے یہ ایسا مبارک اور بزرگ وقت ہے کہ حق تعالی نے اسکی قسم یاد فرمائی اور ارشاد کیا وَالضُّحٰى اِذَا تَنَفَّسَ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور فَالِقُ الْاِصْبَاحِ یہ سب آیتین اسوقت کی عظمت اور بزرگی مین وارد ہین چاہیے کہ آدمی اسوقت اپنے تمام انفاس کی نگہبانی کرے جب خواب سے بیدار ہو تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ آخر تک یہ دعا پڑہے اور کپڑے پہنکر ذکر و دعا مین مشغول ہو کپڑے پہننے مین ستر عورت اور تعمیل حکم کی نیت کرے ریا و رعونت سے حذر کرے پھر پائخانے جائے اور بایان پاؤن پہلے رکھے وہان سے نکلکر جیسا اوپر بیان ہوا ہے سب دعاؤن اور اذکار سمیت وضو اور مسواک کرے پھر فجر کی نماز سنت گھر مین پڑہ کر مسجد مین جائے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور وہ دعا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت کی ہے سنت کے بعد پڑہے وہ دعا کتاب بدایۃ الہدایہ مین کورہی

دیکھکر یاد کرے پھر آہستہ مسجد کو جائے اور داہنا پاؤن پہلے رکھے اور مسجد مین داخل ہونے کی دعا پڑہے اور پہلی صف کا قصد کرے اور اور فجر کی سنت پڑہے اگر گھر مین سنت پڑہ چکا ہے تو نماز تحیۃ المسجد پڑہے اور جماعت کی انتظار مین بیٹہے اور تسبیح اور استغفار مین مشغول ہو اور نماز فرض پڑہ کر طلوع آفتاب تک مسجد مین بیٹہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طلوع آفتاب تک مسجد مین بیٹہنے کو چار بندے آزاد کرنے سے مین زیادہ دوست رکھتا ہون آفتاب طلوع ہونے تک چار چیزون مین یعنی دعا اور تسبیح اور تلاوت قرآن اور تفکر مین مشغول رہے نماز فرض کا سلام پہیر کر دعا شروع کرے اور کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَاِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَاَدْخِلْنَا دَارَ السَّلَامِ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ پھر دعیہ ماثورہ پڑہنا شروع کرے دعاؤن کی کتاب سے یاد کرے جب دعاؤن سے فارغ ہو تو تسبیح و تہلیل مین مشغول ہو ہر ایک کو سو بار یا ستر دفعہ یا دس مرتبہ کہے اور جب دس ذکر دس بار ہونگے تو سو مرتبہ ہو جائیگا اس سے کم نچاہیے ان دس ذکر کے فضائل مین بہت احادیث وارد ہین طول کے خیال سے منہے اون حدیثون کو نہین ذکر کیا پہلا ذکر یہ ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ دوسرا ذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ تیسرا ذکر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ چوتھا ذکر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ پانچوان ذکر سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ چھٹا ذکر اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَسْئَلُهُ التَّوْبَةَ ساتوان ذکر يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ لَا تَكِلْنِيْ اِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَّاَصْلِحْ لِيْ شَاْنِيْ كُلَّهٗ آٹھوان ذکر اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ نواں ذکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ دسواں ذکر بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ اِن دسون کلمون کو دس دس بار کہے یا جسقدر ہوسکے اوسقدر کہے ہر ایک کی فضیلت جدا ہے اور اُونس ولذت علحدہ ہے اسکے بعد قرآن پڑہنے مین مشغول ہو اگر قرآن نہین پڑہ سکتا تو قواعد قرآن مثلاً آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور شہد اللہ اور قل اللھم مالک الملک اور سورۂ حدید کا شروع اور سورہ حشر کا آخر یاد کرکے پڑہا کرے اگر ایسی چیز پڑہنا چاہے جو ذکر اور دعا اور قرآن کی جامع ہے تو ابراہیم تیمی کو حضرت خضر علیہ السلام نے مکاشفہ مین جو سکھایا ہے وہ پڑہے اوسمین بڑی فضیلت ہے اوسے مسبعات عشر کہتے ہین وہ دس چیزین ہین کہ ہر ایک سات بار پڑہی جاتی ہین الحمد للہ قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس قل ہو اللہ قل یا ایہا الکافرون آیۃ الکرسی یہ چھ چیزین قرآن مین سے ہین اور چار ذکر ہین ایک سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ دوسرا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ تیسرا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ چوتھا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَافْعَلْ لِيْ وَبِهِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ مَا اَنْتَ لَهٗ اَهْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا يَا مَوْلَانَا مَا نَحْنُ لَهٗ اَهْلٌ اِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ اِن مسبعات عشر کی فضیلت مین ایک بڑی حکایت ہے احیاء العلوم مین مذکور ہے جب اس سے فارغ ہو تو تفکر مین مشغول ہو تفکر کی بہت سی صورتین ہین اس کتاب کے اخیر مین

اونکا ذکر آئیگا لیکن جو تفکر کرنا ہر روز ضرور ہے وہ یہ ہے کہ موت اور اجل کے نزدیک ہونیکا تفکر کرے اور اپنے دل مین کہے کہ یہ امر ممکن ہے کہ اجل مین ایکدن سے زیادہ نہ باقی رہا ہو اس تفکر کا بڑا فائدہ ہے اسواسطے کہ خلق جو دنیا کی طرف متوجہ ہے فقط درازی امید سے متوجہ ہے اگر اس بات کا یقین کامل ہو جائے کہ ایک مہینے یا ایک برس مین مرجائین گے تو جس امر دنیوی مین مشغول ہین اوس سے دوڑ بھاگین اور ایک دن مین مرجانا ممکن ہے با اینہمہ لوگ ایسے کامون کی تدبیر مین مشغول ہین جو دس برس تک کام آئے اسیواسطے حقتعالے نے فرمایا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وَّاَنْ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ جب دلکو صاف کرکے آدمی یہ تامل کریگا زاد آخرت مہیا کرنیکی رغبت دل مین پیدا ہوگی اور چاہیے کہ یون فکر کرے کہ آجکے دن کتنی نیکیان اوسے میسر ہوسکتی ہین اور کتنے گناہون سے پرہیز کرسکتا ہے اور ایام گذشتہ مین کیا کیا تقصیرین کین ہین جنکا تدارک کرنا ضرور ہے ان سب باتون کو تفکر و تدبیر کی احتیاج ہے اگر کسی کو کشف حاصل ہو تو ملکوت آسمان و زمین اور اونکے عجائبات دیکھے بلکہ جلال و جمال الٰہی ملاحظہ کرے یہ تفکر سب عبادات اور تفکرات سے بہتر ہے اسواسطے کہ اسکی بدولت حقتعالی کی عظمت دل پر غالب ہوتی ہے اور جب تک عظمت نہ غالب ہو محبت کا غلبہ نہین ہوتا اور کمال محبت مین کمال سعادت ہے لیکن ہر ایک کو یہ امر نہین حاصل ہوتا تو اسکے عوض مین خدا کی نعمتین جو اوسکے شامل حال ہین سوچے اور اون مصیبتونکا تفکر کرے جو اس جہان مین ہین اور اونسے وہ محفوظ ہے مثلاً بیماری محتاجی وغیرہ تاکہ سمجھے کہ شکر میرے اوپر واجب ہے اور شکر اسطرح ادا ہوگا کہ احکام بجالائے اور گناہون سے دور رہے الغرض ایک ساعت ان فکرون مین رہے کہ طلوع صبح سے طلوع آفتاب تک فجر کی سنت و فرض کے سوا اور کوئی نماز درست نہین ہے اوسکے عوض مین ذکر و فکر ہے دوسرا ورد طلوع آفتاب سے وقت چاشت تک ہے اگر ممکن ہو تو جبتک آفتاب ایک نیزہ بلند ہو مسجد مین توقف کرے اور تسبیح مین مشغول رہے جب وقت کراہت گذر جاے تو دو رکعت نماز پڑہے پھر دن چڑہے نماز چاشت افضل ہے اوسوقت چار یا چھ یا آٹھ رکعت نماز پڑہے کہ یہ سب منقول ہین یا جب آفتاب بلند ہو تو دو رکعت نماز پڑہ کر اون نیک کامون مین جو خلق اللہ سے متعلق ہین مشغول ہو جیسے بیمار پرسی کرنا جنازے کے ساتھ جانا مسلمانون کا کام نکالنا علما کی محفل مین حاضر ہونا تیسرا ورد وقت چاشت سے ظہر کی نماز تک ہے یہ ورد لوگون کے حق مین مختلف ہے اور چار حالتون سے خالی نہین پہلی حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت رکھتا ہو تو کوئی عبادت اس سے بہتر نہین بلکہ ایسے شخص کو لازم ہے کہ نماز فجر سے فارغ ہوتے ہی علم سیکھنے مین مشغول ہو مگر ایسا علم پڑہے جو آخرت مین کام آئے نافع آخرت وہ علوم ہین جو رغبت دنیا کو ضعیف اور رغبت آخرت کو قوی کرین علمون کے عیوب اور آفتون کو کھول دین اور اخلاص کیطرف بلائین لیکن جھگڑے مخالفت غصہ تواریخ قصص کا علم جو انشا آرائی اور سجع سے ملا ہوا ہے دنیا کی حرص کو اور زیادہ کرتا ہے اور غرور اور حسد کا تخم دل مین بوتا ہے وہ علم نافع احیاء العلوم اور جواہر القرآن اور اس کتاب مین مذکور ہے سب علمون سے پہلے اوسے حاصل کرے دوسری حالت یہ ہے کہ آدمی تحصیل علم کی قدرت نہین رکھتا لیکن ذکر تسبیح عبادت مین مشغول ہوسکتا ہے تو یہ عابدون کا درجہ ہے اور بڑا مقام ہے خصوصاً جب ایسے ذکر مین مشغول ہو سکے جو دل پر غالب ہو اور دل مین گھر کرے اور لازم ہو جاے تیسری حالت یہ ہے کہ ایسے کام مین جس سے خلق کو راحت و آرام ہو مشغول ہووے

جیسے صوفیون فقیرون کی خدمت کرنا یہ نفل نمازون سے افضل ہے کہ یہ عبادت بھی ہے اور مسلمانون کی راحت بھی اور عبادت
اونکی معاونت بھی اور ان لوگون کی دعا کی برکت مین بڑا اثر ہے چوتھی حالت یہ ہے کہ اس کام پر بھی نہ قادر ہو کہ اپنے لیے اور اپنے
عیال و اطفال کے واسطے کسب مین مشغول ہوتا ہے تو اگر کسب مین امانت کرے اور خلق اوسکے دست و زبان سے سلامت رہے
اور دنیا کی حرص اوسکو زیادہ طلبی مین نہ ڈال دے اور کفایت کی قدر پر قناعت کرے تو وہ شخص بھی اگر منجملہ سابقین مقربین نہوگا
مگر عابدون مین داخل ہوگا اور اصحاب الیمین کے درجے پر پہونچیگا اور درجہ سلامت کو لازم پکڑنا کمترین درجات سے ہے جو شخص ان
چارون حالتون مین سے کسی ایک حالت مین اپنی اوقات نہ صرف کریگا وہ ہالکین مین سے ہے اور شیطان کے تابعین مین سے ہے
چوتھا ورد وقت زوال سے نماز عصر کے وقت تک ہے وقت زوال سے پہلے قیلولہ کرنا چاہیے اسواسطے
کہ قیلولہ رات کی نماز کے واسطے ایسا ہے جیسے روزہ کے واسطے سحر کھانا اگر رات کو عبادت نکرنا ہو تو قیلولہ مکروہ ہے اسواسطے کہ بہت
سونا مکروہ ہے جب قیلولہ سے بیدار ہو تو چاہیے کہ وقت کے پہلے طہارت کرے اور یہ کوشش کرنا چاہیے کہ مسجد مین پہونچکر اذان
سُنے اور نماز تحیۃ المسجد پڑہے اور موذن کے جواب دے اور فرض کے پہلے چار رکعت نماز پڑہے اور طول دے اسواسطے کہ رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم یہ چار رکعتین لمبی پڑہتے تہے اور فرماتے تہے کہ اسوقت آسمان کے دروازے کھولے ہین حدیث شریف مین
ہے کہ جو کوئی یہ چار رکعت نماز پڑہتا ہے ستر ہزار فرشتے اوسکے ساتہ نماز پڑہتے ہین اور رات تک اوس نماز پڑہنے والے کے واسطے
دعاے مغفرت کیا کرتے ہین پہر امام کے ساتہ فرض پڑہے اور دو رکعت سنت اور پڑہے اور عصر کی نماز تک علم سکہانے یا مسلمان کی
مدد کرنے یا ذکر یا تلاوت قرآن یا بقدر حاجت حلال کی کمائی کرنے کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پانچوان ورد عصر کی نماز
سے غروب آفتاب تک ہے چاہیے کہ عصر کی نماز کے پہلے سے مسجد مین آئے اور چار رکعت نماز پڑہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے اوسپر رحمت فرماتا ہے جو فرض عصر کے پہلے چار رکعت نماز پڑہتا ہے جب نماز فرض سے فارغ ہو
تو جو ہم بیان کر چکے ہین اون کامون کے سوا اور کسی امر دنیوی مین نہ مشغول ہو پہر نماز مغرب کے پہلے سے مسجد مین جائے اور تسبیح
و استغفار مین دل لگائے اسواسطے کہ اسوقت کی بزرگی بھی صبح کے وقت کے برابر ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَسَبِّحْ بِحَمْدِ
رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا اسوقت والشمس واللیل قل اعوذ برب الفلق قل اعوذ برب الناس پڑہنا چاہیے اور آفتاب
ڈوبتے وقت استغفار مین ہونا چاہیے غرضکہ اوقات منضبط اور منقسم ہین اور ہر وقت وہ کام کرے جو مقتضاے وقت ہو کہ اسمین
برکت عمر ظاہر ہوتی ہے اور جس شخص کے اوقات فروگذاشت ہونگے کہ ہر وقت کیا اتفاق ہوا اوسکی اکثر عمر رائگان جائے گی
رات کے تین اوراد مین پہلا ورد مغرب کی نماز سے عشا کی نماز تک ہے اور ان دونون نمازون کے درمیان مین جاگتے
رہنے کی بڑی فضیلت ہے حدیث شریف مین وارد ہے کہ آیہ کریمہ تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ اسی بارہ مین نازل ہوئی ہے
چاہیے کہ عشا کی نماز تک نماز ہی مین مشغول رہے بزرگ لوگون نے ذکر روزہ رکہنے سے زیادہ اس امر کو افضل رکہا ہے اور اسوقت
کہانا نہین کہاتا ہے اور وتر سے فارغ ہو کر کچہ شب لہو و لعب مین نہ مشغول ہو کہ سب اعمال اور اشغال کا خاتمہ اسی پر ہوتا ہے اور ان ہی پر

انجام کار خیر پر ہونا چاہیے دوسرا اور سونا ہے ہر خفتہ خواب عبادت سے نہین ہے لیکن اگر آداب وسنن سے آراستہ ہو تو منجملہ عبادات ہے سنت یہ ہے کہ قبلہ رو سوئے پہلے داہنی کروٹ ہوئے جسطرح مُردہ کو لحد مین سُلاتے ہین خواب کو موت کا برادر اور بیداری کو حشر کے برابر سمجھے اور ممکن ہے کہ جو روح خواب مین منصل ہوجاتی ہے وہ نہ پھر ملے تو چاہیے کہ کار آخرت درست ہون باحتیاط کہ طہارت کے ساتھ سوئے اور توبہ کرکے عزم بالجزم کرے کہ اگر جاگونگا تو پھر گناہ نہ کرونگا اور تکیہ کے نیچے وصیت نامہ رکھے اور تکلف سے اپنے تئین نہ سلائے اور نرم کھونا نہ بچھائے کہ نیند غالب ہوجائے اسواسطے کہ سونا عمر کو بیکار کھونا ہے دن رات مین آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ سونا چاہیے کہ یہ چوبیس گھنٹے کا تیسرا حصہ ہوتا ہے اسواسطے کہ جب ایسا کریگا تو اگر ساٹھ برس کی عمر پائیگا تو اوسمین سے بیس برس کا زمانہ خواب ہی مین ضائع ہوجائیگا اس سے زیادہ نہ ضائع کرنا چاہیے پانی اور مسواک اپنے ہاتھ سے رکھے تاکہ رات کو یا صبح سویرے نماز کے واسطے اوٹھے قیام شب کا یا چاشت کے اوٹھنے کا قصد کرے کہ جب یہ قصد کریگا تو اگر نیند غالب بھی ہوجائے اور یہ شخص وقت سے زیادہ بھی سوجائے تو بھی ثواب نامل ہوگا اور جب زمین پر پہلو رکھے تو کہے بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِاسْمِكَ اَرْفَعُهٗ جیسا دعا مین مذکور ہوا ہے اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس اور تبارک الذی پڑھے تاکہ ذکر اور تلاوت کے عالم مین سوجائے جسطرح مقرر ہوا ہے اوسکی روح کو عرش پر اٹھاتے اور جبتک جاگے اوسکو نماز گزاروں مین لکھتے ہین بیٹھنے اور سونے مین وضو ہے اور وضو طیب ہے سواوسکے رات کو اسواسطے کہ پچھلی آدھی رات کو وقت نماز پنجگانہ اور بہت نمازون کے واسطے وضو کرنا سہل ہے اسواسطے کہ اوسوقت دل صاف ہوتا ہے اور دنیا کا کوئی مشغلہ نہین ہوتا ہے محبت الٰہی کے دروازے کھلے ہوتے ہین رات کی نماز کے فضائل مین بہت سی حدیثین وارد ہین کتاب احیاء العلوم مین وہ حدیثین مذکور ہین غرض کہ دن رات کے ہر وقت مین ایک کام مقرر اور معلوم ہونا چاہیئے اور کسیوقت کو بیکار نہ رکھنا چاہیئے جب ایک شبانہ روز ایسا کیا تو آخر تک ہر روز ایسا ہی کیا کرے اگر اوسپر دشوار ہو تو یہ بھی امید نہ رکھے اپنے دل مین یہی کہے کہ آجکے دن تو ایسا کرلون شاید آج ہی کی رات مرجاؤن اور آجکی رات توبہ کرلون شاید کل ہی مرجاؤن اور ہر روز ایسا ہی سمجھا کرے جب مداومت اور اوسے مانوس ہوجائے تو اپنے تئین مسافر نہ سمجھے اور آخرت کو اپنا وطن سمجھے مسافر مین رنج مسافرت ہوتے ہین لیکن فراغت اور آسودگی آمین ہے کہ مسافر جلدی قدم اوٹھائے اور اپنے وطن مین آرام پائے عمر کی مقدار ظاہر اور ہویدا ہے کہ عمر جاودانی جو آخرت مین ملے گی اوسکی نسبت کتنی ہے اور کیا ہے اگر کوئی شخص دس برس کی راحت کے واسطے ایک سال رنج اور اذیت کھینچے تو کیا عجب ہے اگر بھر لاکھ برس بلکہ ہمیشہ کی راحت کے واسطے سو برس رنج اور اذیت کھینچے یہانتک مقام تعجب کب ہے فقط اس آغاز کا بفضلہ تعالیٰ انجام ہوا یعنی

اکسیر ہدایت مرتبہ کیمیائے سعادت کا رکن عبادات تمام ہوا

اسکے بعد رکن معاملات کی ابتدا ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ

غفر لہ ولوالدیہ ولمن نظر فیہ واستفاد منہ بالخیر

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ

ہادیٔ حق کا احسان کہ ہادیٔ ضلالت کی آوازوں کو صراطِ مستقیم نجات اخروی پر ہدایت فرمائی

شافیٔ مطلق کی قربان کہ مرضِ نفاقت کی گرفتاروں کو صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ

سراپا منفعت مسمّی بہ

ترجمہ

کا دوسرا رکن

حسب ارشاد کریم عالی ہمت رئیس الملت شناس ہر جود انصاف مناسب نوکشور صاحب مطابع دامت لیتہ ترکیب یافتہ

حکیم طبیب الشفا خاندان والا نژاد میرزا قادر فتحیار علمائی مستدعی حضرت مولانا محمد فخر الدین احمد قامت کتبہ

اللہ تعالیٰ

مطبع منشی نولکشور ایسا ہوا کہ واہ سبحان اللہ مضامین کو پاوے تو ماشاء اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم

دوسرا رکن معاملات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین دوسری اصل نکاح کے آداب مین تیسری اصل کسب اور تجارت کے آداب مین چوتھی اصل مطلب حلال کے بیان مین پانچوین اصل بندگان خدا کے ساتھ صحبت رکھنے کے آداب مین چھٹی اصل گوشہ نشینی کے آداب مین ساتوین اصل سفر کے آداب مین آٹھوین اصل راگ اور حال کے آداب مین نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے آداب مین دسوین اصل حکومت اور ملکداری کے آداب مین ہے

پہلی اصل کھانا کھانے کے آداب مین

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ راہ عبادت بھی عبادت مین سے ہے اور زاد راہ بھی منجملہ راہ ہے تو راہ دین کو جس چیز کی حاجت ہے وہ بھی دین مین سے ہوتی ہے اور راہ دین کو کھانا کھانے کی حاجت ہے اسواسطے کہ خدا کا دیدار سب سالکون کا مقصود ہے اور اسکا تخم علم وعمل ہے اور علم وعمل کی مداومت بے بدن سلامت رہے محال ہے اور بدن کی سلامتی بے کھانے پینے کے ممکن نہین بلکہ راہ دین کے واسطے کھانا کھانے کی ضرورت ہے تو یہ بھی دین مین سے ہوگا اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا کُلُوا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا کھانے اور اچھا کام کرنے کو اس آیۃ مین حق سبحانہ تعالی نے جمع کیا تو جو کوئی اسواسطے کھانا کھائے کہ مجھے علم وعمل کی قوت ہو اور آخرت کی راہ چلنے کی قدرت ہو اوسکا کھانا کھانا بھی عبادت ہوگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو ہر چیز پر ثواب ہوتا ہے یہانتک کہ اوس لقمہ پر بھی جو وہ اپنے منہ مین رکھے یا اپنے اہل وعیال کے منہ مین دے اور یہ

اسواسطے فرمایا کہ اِن سب کامون سے راہ آخرت ہی مسلمان کو مقصود ہوتی ہے اور کھانا کھانا راہ دین سے ہے اسکی علامت یہ ہے کہ آدمی حرص سے نکھائے حلال کی کمائی سے بقدر حاجت کھائے اور کھانے کے آداب ملحوظ رکھے **کھانا کھانیکے آداب** ایعزیز جان تو کہ کھانا کھانے مین کئی امر سنت ہین بعضے کھانے کے پہلے ہین بعضے بعد بعضے درمیان مین جو امر کھانے سے پہلے سنون ہین اونمین سے **پہلا** یہ ہے کہ ہاتھ منہ دہوئے اسواسطے کہ کھانا کھانا جب زاد آخرت کی نیت سے ہو تو عین عبادت ہے پہلے ہاتھ منہ دہونا وضو کے مانند ہے اور ہاتھ منہ پاک بھی ہوجاتے ہین حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی کھانے کے پہلے ہاتھ دہویا کریگا وہ افلاس اور تنگدستی سے بے فکر رہے گا **دوسرا** یہ کہ کھانا دسترخوان پر رکھے خوان پر نہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کیا کرتے تھے اسواسطے کہ سفرہ سفر یاد دلاتا ہے اور سفر دنیا سفر آخرت یاد دلاتا ہے اور دسترخوان پر کھانا فروتنی سے بھی ملا ہوا ہے اگر خوان پر کھانا رکھکر کھائیگا تو بھی درست ہے اسواسطے کہ اس امر کی نہی نہین آئی ہے لیکن دسترخوان پر کھانا اگلے بزرگون کی عادت تھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دسترخوان ہی پر کھانا نوش فرمایا ہے **تیسرا** یہ کہ اچھی طرح بیٹھے داہنا زانو اوٹھا کر یا اُن پھیلی دبا کر بیٹھے تکیہ لگا کر نہ کھائے اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین تکیہ لگا کر کھانا نہین کھاتا اسلیے کہ مین بندہ ہون بندون کی طرح بیٹھتا ہون اور بندون کے طور سے کھاتا ہون **چوتھا** یہ کہ یہ نیت کرے کہ قوت عبادت کے واسطے کھاتا ہون خواہش کے واسطے نہین ابراہیم ابن شیبان نے کہا کہ اسّی برس ہوئے کوئی چیز مین نے خواہش کیواسطے نہین کھائی اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ تھوڑا کھانیکا قصد کرے اسواسطے کہ بہت کھانا آدمیکو عبادت سے باز رکھتا ہے اسلیے کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ چھوٹے چھوٹے چند لقمے جو آدمی کی پیٹھ سیدھی رکھین بس ہین اگر اسپر قناعت نہو سکے تو ایک تہائی پیٹ کھانے کے واسطے ہے ایک تہائی پانی کے لیئے ایک تہائی سانس لینے کو ہے یعنی دو حصہ پیٹ کھانے پانی سے بھرے اور ایک حصہ سانس لینے کو خالی رکھے **پانچوان** یہ کہ جب تک بھوکا نہو کھانے مین ہاتھ نڈالے کھانے سے پہلے جو چیزین سنت ہین اونمین سے بہترین سنت بھوک ہے اسواسطے کہ بھوک سے پہلے کھانا مکروہ ہے اور مذموم بھی جو کوئی کھانے مین ہاتھ ڈالتے وقت بھی بھوکا ہوتا ہو اور کھانے سے ہاتھ کھینچتے وقت بھی بھوکا رہتا ہو تو وہ بہت کا ہرگز محتاج نہوگا **چھٹا** یہ کہ جو کچھ حاضر ہو اوسپر قناعت کرے عمدہ کھانا نڈھونڈھے اسواسطے کہ مسلمان کو قوت عبادت کی حفاظت مقصود ہوتی ہے نہ کہ عیش وعشرت اور روٹی کی تعظیم سنت ہے اسواسطے کہ آدمی کی بقا اوسی سے ہے اور روٹی کی بڑی تعظیم یہ ہے کہ اوسے سالن وغیرہ کے انتظار مین نہ رکھین بلکہ نماز کے انتظار مین بھی نہ رکھین جب روٹی حاضر ہو تو پہلے اوسے کھالین پھر نماز پڑھین **ساتوان** یہ کہ جس کیساتھ آدمی کھاتا ہے جب تک وہ نہ آوے تب تک کھانے مین ہاتھ نڈالے کہ تنہا کھانا اچھا نہین اور کھانے مین جتنے زیادہ ہاتھ ہوتے ہین اوتنی ہی برکت بھی زیادہ ہوتی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا اکیلے خاصہ ہرگز تناول نہ فرماتے تھے **کھانے کے وقت کے آداب** یہ ہین کہ اول بسم اللہ کہے آخر کو الحمد للہ اور بہتر یہ ہے کہ پہلے نوالے مین کہے بسم اللہ دوسرے مین بسم اللہ الرحمن تیسرے مین

بسم اللہ الرحمن الرحیم اور زور سے کہنا چاہیے کہ اور دن کو بھی یاد آجائے اور داہنے ہاتھ سے کھائے نمک سے شروع کرے اور نمک ہی پہ تمام کرے اسواسطے کہ یہ حدیث شریف مین آیا ہے تاکہ وہ پہلی ہی حدیث کو بامیطور توڑے کہ خواہش کے برخلاف ایک لقمہ سے چھوٹا نوالہ اوٹھائے اور خوب چبائے جبتک پہلا نوالہ نگل جائے دوسرے لقمہ پہ ہاتھ نہ بڑہائے اور کسی کھانے کا عیب نکرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کھانے کا کبھی عیب نہ کرتے اگر اچھا ہوتا تو خوش فرماتے ورنہ ہاتھ روک لیتے اور اپنے سامنے سے کھانے کی طرف سے [illegible] یہ سنت ہے کہ وہ انواع و اقسام کا ہوتا ہے اور ثرید کو پیالہ کے بیچ سے نہ کھائے کنارہ سے کھائے اور روٹی کو بیچ سے نہ کھائے بلکہ کنارہ سے لے اور گرد سے توڑ توڑ کر کھائے چھری سے روٹی اور گوشت کے ٹکڑے نکرے پیالہ وغیرہ جو چیز کھانے کی نہین ہے روٹی پر نہ رکھے روٹی مین ہاتھ پونچھے جو نوالہ وغیرہ ہاتھ سے گر پڑے اوسے اوٹھالے اور صاف کرکے کھائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ اگر چھوڑدے گا تو شیطان کے واسطے چھوڑا ہوگا انگلی پہلے منہ سے چاٹے پھر اپنے کسی کپڑے سے پونچھ ڈالے تاکہ کھانا کھانے کا نشان ہوجائے کیونکہ شاید اوسمین برکت باقی ہو گرم کھانے مین پھونکے نہین بلکہ تامل کرے وہ ٹھنڈا ہوجائے اگر خرما کھائے یا زردآلو یا جو چیز شمار کرنے کے لائق ہو تو طاق کھائے سات یا گیارہ یا اکیس تاکہ اوسکے سب کام خداے تعالی کے ساتھ مناسبت پیدا کرین کیونکہ خدا طاق ہے اوسکا جوڑا نہین اور جس کام کے ساتھ خدا کا ذکر کسی طرح سے ہو وہ کام باطل اور بیفائدہ ہوگا تو اسی سبب سے طاق جفت سے اولی ہے کہ حق سے مناسبت رکھتا ہے خرمے کی گٹھلی خرمے کے ساتھ ایک طباق مین اکٹھا نہ کرے اور ہاتھ مین بھی نہ لیے ہے علی ہذا القیاس ہر ایک چیز جسکا تفل پھینکتے ہون کھانا کھانے مین بہت پانی نہ پیے **پانی پینے کے آداب** یہ ہین کہ پانی کا برتن داہنے ہاتھ مین لے اور بسم اللہ کہے اور آہستہ پیے کھڑے کھڑے لیٹے لیٹے نہ پیے پہلے دیکھ لے کہ اوسمین مکھی یا کیڑا نہو اگر ڈکار آئے تو کوزہ کی طرف سے منہ پھیر لے اگر ایک دفعہ سے زیادہ مین پیا چاہتا ہے تو تین دفعہ کرکے پیے ہر بار بسم اللہ اور آخر مین الحمد للہ کہے اور کوزہ کے نیچے دیکھتا رہے تاکہ پانی کہین نہ ٹپکے جب پی چکے تو کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَهٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا **کھانے کے بعد کے آداب** یہ ہین کہ پیٹ بھرنے سے پہلے ہی ہاتھ کھینچے اور انگلی کو منہ سے صاف کرے پھر دسترخوان مین پونچھے روٹی کے ٹکڑے چن لے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایسا کریگا اوسکے عیش مین وسعت ہوگی اور اوسکی اولاد بے عیب اور سلامت رہے گی اور وہ ٹکڑے حورعین کا مہر ہوگا پھر خلال کرے جو کچھ دانتون سے نکلکر زبان پر آئے اوسے نگل جائے اور جو کچھ خلال کے ساتھ نکل آئے اوسے پھینکدے اور برتن کو انگلی سے صاف کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص برتن پونچھ لیتا ہے برتن اوسکے حق مین یون دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار جسطرح اوسنے مجھے شیطان کے ہاتھ سے چھوڑایا تو اوسے آتش دوزخ سے آزاد کر اور اگر برتن کو دھوکر اوسکا دھوون پی جاے تو ایسا ثواب ہوگا کہ گویا ایک بندہ آزاد کیا کھانیکے بعد کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَكَفَانَا وَاٰوَانَا وَهُوَ سَیِّدُنَا وَمَوْلَانَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اور لایلاف پڑہے اگر حلال کا کھانا کھایا ہو

توشکر کرے اور شبہہ کا کھانا کھایا ہو تو روئے اور رنج کرے اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہے اور روتا ہے وہ اوس شخص کا سا نہین ہے جو کھاتا ہے اور غفلت کے سبب سے ہنستا ہے جب ہاتھ دھونے لگے تو استنجا کرے بائین ہاتھ مین لے پہلے داہنے ہاتھ کی دو انگلیون کے سرے بے استنجا ملے دھوئے پھر استنجا مین انگلی ڈبوئے ہونٹھ اور دانت اور تالو پر رکھکر خوب ملے اور انگلیون کو دھوئے پھر منہ کو استنجا سے دھوئے **کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے آداب** تنہا ہو یا کسیکے ساتھ یہ آداب جو بیان ہو چکے انکا تو بہرحال دھیان رکھے لیکن اگر کسیکے ساتھ کھانا کھائے تو سات آداب اور بھی بڑہائے **پہلا** یہ کہ جو شخص سن یا علم یا پرہیزگاری مین یا اور کسی سبب سے بڑہ کر ہو وہ جب تک کھانے کو ہاتھ نہ بڑہائے تب تک خود بھی ہاتھ نہ لپکائے اگر خود سب سے بڑہ کر ہے تو اورون کو انتظار مین نہ رکھے **دوسرا** یہ کہ چپ نہ رہے کیونکہ یہ اہل عجم کی سیرت ہے مگر متقی پرہیزگارون کے قصص اور حکایت اور کلام حکمت اور شریعت مین سے اچھی اچھی باتین کرے واہیات خرافات نہ بکے **تیسرا** یہ کہ اپنے ہم پیالہ کا دھیان رکھے کہ خود کسی حالت مین اوس سے زیادہ نہ کھاجاے اگر کھانا مشترک ہے تو یہ حرام ہے بلکہ خود کم کھائے اپنے ساتھی کو زیادہ دے اور اچھا کھانا اوسکے سامنے بڑہائے اگر ساتھی آہستہ آہستہ کھاتا ہے تو اوس سے اصرار کرے کہ اچھی طرح خوشی سے کھائے مگر تین بار سے زیادہ کھاؤ کھاؤ نہ کرے اسواسطے کہ اس سے زیادہ کہنا الحاح اور افراط ہے اور قسم نہ دے اسواسطے کہ کھانا قسم دلانے سے کم حقیقت ہے **چوتھا** یہ کہ ساتھی کو اس سے کھاؤ کھاؤ کہنے کی حاجت نہ پڑی بلکہ جسطرح وہ کھاتا ہے اوسیطرح اوسکا ساتھ دیے جائے اور اپنی عادت سے کم نکھائے اسواسطے کہ یہ ریا ہے اور تنہائی مین بھی اپنے تئین اوسیطرح باادب رکھے جسطرح لوگون کے سامنے مودب رہتا ہے تاکہ جب لوگون کے ساتھ ہو تو ادب سے کھانا کھاسکے اور اگر دوسرے کو زیادہ کھلانے کی نیت سے خود کم کھائیگا تو بہتر ہے اور اگر اورون کی خوشی کے واسطے زیادہ کھائیگا تو بھی بہتر ہے حضرت ابن مبارک فقیرون کی دعوت کرتے اور خرمے اونکے آگے دھرتے اور کہتے کہ جو زیادہ کھائیگا ایک ایک گٹھلی پیچھے ایک ایک درم اوسے دونگا پھر گٹھلیان گنتے کہ کسکے پاس زیادہ ہین اور ہر گٹھلی پیچھے ایک درم اوسے دیتے **پانچوان** یہ کہ نکاہ نیچے رکھے اور دونکے نوالہ کو نہ دیکھے اگر لوگ اوسکا ادب اور ملاحظہ کرتے ہین تو اورون سے پہلے خود ہاتھ نہ کھینچے اگر اورونکے نزدیک کچھ حقیر ہے تو پہلے ہاتھ روکے رکھے تاکہ آخر کو اچھی طرح کھاسکے اگر اچھی طرح نہین کھاسکتا تو عذر بیان کردے تاکہ اور لوگ شرمندہ نہون **چھٹا** یہ کہ جس امر سے اور لوگون کی طبیعت کو کراہت اور نفرت ہو وہ عام نکرے برتن مین ہاتھ نہ جھٹکے برتن کی طرف منہ آنا نہ جھکائے کہ منہ سے جو کچھ نکلے وہ برتن مین جاے اگر منہ سے کچھ نکالے تو منہ کو پھیرے چکنا نوالہ سر کہ مین نہ ڈبوئے جو نوالہ دانت سے کاٹا ہوا ہو برتن مین نہ ڈالے کہ ان باتون سے لوگون کی طبیعت نفرت کرے گی اور گھنونی چیزون کی باتین نہ کرے **ساتوان** یہ کہ اگر طشت مین ہاتھ دھوئے تو لوگون کے سامنے طشت مین نہ تھوکے جو شخص معزز ہو اوسے مقدم کرے اگر لوگ اوسکی تعظیم کرین تو مان لے اور داہنی طرف سے طشت کو گھمائے سبکے ہاتھون کا دھوون جمع کرے ہر ایک کے ہاتھ کا دھوون الگ الگ پھینکے

کہ یہ اہل عجم کی عادت ہے اگر سب لوگ ایک ہی بار ہاتھ دھولین تو بہت اولی ہے اور فروتنی سے نزدیک تر ہے اگر کلی کرے تو بہتر ہے
سے کرے تاکہ چھینٹ نہ اوڑے کسی آدمی اور فرش پر نہ پڑے جو شخص ہاتھ پر پانی ڈالتا ہے بیٹھنے سے اوسکا کھڑا رہنا اولی تر ہے
یہ سب آداب احادیث مین لکھے ہین انسان اور حیوان مین ان ہی آداب سے فرق ہوتا ہے کہ حیوان جسطرح اوسکا جی چاہتا ہے
اوسیطرح کھاتا ہے اچھی بری بات نہین جانتا خدا نے اوسکو یہ تمیز ہی نہین دی اور چونکہ انسان کو یہ تمیز عنایت ہوئی ہے اگر وہ اوسپر
کاربند نہوگا تو عقل و تمیز کی نعمت کا حق اوس نے نہ ادا کیا اور کفران نعمت کیا **دوستون اور دینی بھائیون کے ساتھ**
کھانا کھانے کی فضیلت العزیز جان تو کسی دوست کی ضیافت کرنا بہت صدقہ دینے سے افضل ہے اسواسطے کہ
حدیث شریف مین آیا ہے کہ تین چیزون کا بندہ سے حساب نہ کریگے ایک تو جو کچھ سحر کے وقت کھائیگا دوسرے جس سے روزہ
افطار کریگا تیسرے جو کچھ دوستون کے ساتھ کھائیگا حضرت جعفر ابن محمد صادق علیہ السلام فرماتے ہین کہ جب دوستون اور بھائیون
کے ساتھ دستر خوان پر بیٹھے تو جلدی نکرتا کہ دیر ہو اسواسطے کہ اوس قدر زندگی کا حساب نہوگا حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ بندہ جو کچھ خود کھاتا پیتا ہے اور اپنے ماں باپ کو کھلاتا پلاتا ہے اوسکا حساب ہوگا مگر جو کھانا دوستون کے سامنے رکھتا ہے اوسکا
حساب نہوگا ایک بزرگ کی عادت تھی کہ جب بھائیون کے سامنے دستر خوان بچھاتے تو بہت سا کھانا لگاتے اور کہتے کہ حدیث شریف
مین آیا ہے کہ جو کھانا دوستون کے آگے سے بڑھے اوسکا حساب نہین ہوتا مین چاہتا ہون کہ جو کھانا دوستون کے سامنے سے بڑھا ہوا
اوسمین سے کھاؤن امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ ایک صاع کھانا بھائیون کے سامنے رکھنا مجھ سے
زیادہ عزیز ہے کہ ایک بندہ آزاد کرون حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہ اے بنی آدم مین بھوکا ہوا
تو نے مجھے کھانا نہ دیا آدمی عرض کریگا کہ بار خدایا تو کیونکر بھوکا ہوا تو تو ناسارے کا مالک ہے تجکو کھانے کی کچھ حاجت نہین ارشاد ہوگا کہ تیرا
بھائی بھوکا تھا تو اگر اوسکو کھانا دیتا تو گویا مجکو دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کو پیٹ بھر کر کھانا
پانی دیتا ہے حق تعالی اوسے آتش دوزخ سے سات خندق دور رکھتا ہے ہر ایک خندق کے درمیان مین پانسو برس کے راہ کی مسافت
ہوتی ہے اور فرمایا خَیْرُکُمْ مَنْ اَطْعَمَ الطَّعَامَ یعنی تم مین وہ شخص بہتر ہے جو کھانا بہت دے **جو دوست ایک دوسرے**
کی ملاقات کو جائین اونکے کھانا کھانے کے آداب العزیز جان تو کہ اس صورت مین چار ادب ہین پہلا ادب
یہ ہے کہ قصداً کھانیکے وقت کسی کے پاس نجائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی بے بلائے کسیکا کھانا کھانے کا
قصد کرے وہ جانے مین گنہگار ہون اور کھانے مین حرامخور اگر اتفاقاً کھانے کے وقت جا پہونچے تو بے کہے نہ کھائے اگر کہین
کہ کھاؤ اور وہ جانے کہ دل سے نہین کہتے ہین تو بھی کھانا نچاہیے لیکن لطائف الحیل کے ساتھ انکار کرے مگر جس دوست پر اعتماد اور
جسکے دل سے آگاہ ہے اوسکے گھر قصداً کھانے کی نیت سے جانا درست ہے بلکہ دوستون مین یہ امر سنت ہے اسواسطے کہ جناب
سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ اور امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما بھوک کے وقت حضرت
ابو ایوب انصاری اور حضرت ابو الہیثم ابن التیہان کے گھر تشریف لے گئے ہین اور مانگ کر کھانا نوش فرمایا ہے یہ امر خیر ہر مزمان کی

اعانت ہے بشرطیکہ معلوم ہو کہ وہ راغب ہے کسی بزرگ کے تین سو ساٹھ دوست تھے وہ بزرگ ہر شب ایک دوست کے گھر رہتے
کسی بزرگ کے تیس دوست تھے کوئی بزرگ سات دوست رکھتے تھے تاکہ ہر شب ایک ایک دوست کے گھر رہتے یہ دوست ان
بزرگون کے واسطے گویا کسب و صنعت تھے اور اونکی عبادت مین سبب فراغت تھے بلکہ جب دینی دوستی ہو گئی تو اگر دوست گھر مین نہو
تو بھی اوسکے کھانے مین سے کھالینا درست ہے جناب سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف
لے گئے اور اونکے غیبت مین اونکا کھانا نوش فرمایا اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ وہ اس امر سے خوش ہونگے حضرت محمد بن واسع
ایک بزرگ صاحب ورع اپنے یارون کے ساتھ حضرت حسن بصری رض کے گھر تشریف لیجاتے اور جو کچھ پاتے کھا جاتے جب حضرت
حسن بصری اپنے گھر تشریف لاتے تو اس امر سے بہت خوش ہوتے ایک گروہ نے حضرت سفیان ثوری کے گھر مین ایسا ہی کیا
جب حضرت سفیان تشریف لائے تو فرمایا کہ تم لوگون نے اگلے بزرگون کے اخلاق مجکو یاد دلائے کہ انھون نے ایسا ہی کیا ہے
دوسرا ادب یہ ہے کہ جب کوئی دوست ملاقات کو آئے تو جو کچھ حاضر ہو اوسکے سامنے لائے کچھ تکلف نہ کرے اگر کچھ نہو تو قرض نکر
اگر اپنے اہل و عیال کی احتیاج ہی کی قدر ہو زیادہ نہو تو اوسی کھہ چھوڑے ایک شخص نے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی [illegible]
فرمایا کہ تین شرطون سے مین تیرے گھر آؤنگا ایک یہ کہ بازار سے کچھ نہ لاؤ دوسری یہ کہ جو کچھ گھر مین ہو اوسمین سے کچھ چھپا نہ لیجاؤ تیسری یہ
کہ اپنے اہل و عیال کا پورا حصہ بچا حضرت فضیل نے کہا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے سے چھوٹ گئے ہین تکلف کے سبب سے
چھوٹ گئے ہین اگر تکلف درمیان سے اوٹھ جائے تو بے دٹھرک ایک دوسرے سے مل سکتا ہے ایک دوست نے ایک بزرگ
سے تکلف کیا اونھون نے فرمایا کہ تم جب اکیلے ہوتے ہو تو ایسا نہین کھاتے اور مین بھی اکیلے مین ایسا نہین کھاتا تو جب ہم تم بہم
ہون تو یہ تکلف کرنا کیون چاہیے یا تم تکلف اوٹھادو یا مین آنا موقوف کرون حضرت سلمان کہتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ
افضل الصلوٰۃ نے ہمکو فرمایا ہے کہ تکلف نہ کرنا جو کچھ حاضر ہو اوسسے بھی دریغ نہ کرنا صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین روٹی کا ٹکڑا
اور خشک چھوہارا ایک دوسرے کے سامنے لاتے اور فرماتے کہ ہم نہین جانتے کہ وہ شخص بڑا گنہگار ہے جو ماحضر کو ناچیز جانکر سامنے
نہ لائے یا وہ شخص جسکے سامنے حاضر کرین اور وہ اوسے حقیر جانے حضرت یونس علی نبینا و علیہ السلام روٹی کا ٹکڑا اور جو ترکاری
آپ بوتے تھے دوستون کے سامنے رکھتے اور فرماتے کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ تکلف کرنیوالون پر لعنت نہ کرتا تو مین تکلف کرتا کچھ
لوگون مین باہم جھگڑا تھا حضرت زکریا علیہ السلام کو تلاش کیا تاکہ اونکے درمیان فیصلہ کردین وہ لوگ آپ کے مکان پر حاضر ہوے
آپ کو نہ پایا ایک عورت خوبصورت دیکھی متعجب ہوے کہ حضرت زکریا پیغمبر ہوکر ایسی عورت پری طلعت کے ساتھ عیش و عشرت کرتی
ہین جب آپکو ڈھونڈھا تو ایک جگہہ مزدوری کو گئے تھے وہان پایا آپ کھانا کھاتے تھے اون لوگون نے آپ سے باتین کین آپنے
اونسے کہا کہ میرے ساتھ کھانا کھالو جب آپ اوٹھے تو وہان سے ننگے پاؤن چلے اون لوگون کو آپ سے ان تینون کامون کا
سرزد ہونا محل تعجب معلوم ہوا عرض کیا کہ یا حضرت یہ کیا باتین ہین آپ نے فرمایا کہ خوبصورت عورت اسواسطے رکھتا ہون کہ میرے
دین کو بچائے میری آنکھہ اور دل اوسمین نہ لگجاے اور تمسے کھانیکو جو نہ کہا تو اسواسطے کہ وہ میری مزدوری تھی کہ کام کرون مین

اگر کھاتا تو کام مین نقصیہ کرتا اور کام کرنا مجھپہ فرض تھا اور ننگے پاؤن اسواسطے چلا کہ اس زمین کے مالکون مین جھگڑا ہے مین نے یہ نچاہا کہ اس زمین کی مٹی میرے جوتے مین بھرے اور دوسری زمین پہ جاتی رہے تو اس سے معلوم ہوا کہ کامون مین صدق اور راستی تکلف سے اولے ترہے تیسرا ادب یہ ہے کہ جب جانے کہ میزبان پہ دشوار ہوگا تو اوسپہ حکومت نہ کرے جب مہمان کو دو چیز مین اختیار دین تو جو چیز میزبان پہ بہت آسان ہو اوسے اختیار کرے اسواسطے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام مین ایسا ہی کرتے تھے کوئی شخص حضرت سلمان رضی اللہ تعالے عنہ کے پاس گیا اونھون نے جو کی روٹی کا ٹکڑا اور نمک اوس شخص کے سامنے لاکر رکھدیا وہ بولا اگر اس نمک مین سعتر ہوتا تو بہتر ہوتا حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ اور کچھ پاس نہ رکھتے تھے آفتابہ گرو رکھکر سعتر مول لائے وہ شخص جب روٹی کھا چکا تو کہنے لگا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ قَنَّعَنَا بِمَا رَزَقَنَا حضرت سلمان نے فرمایا کہ اگر تجھمین قناعت ہوتی تو میرا آفتابہ نہ گرو ہوجاتا مگر جہان جانے کہ میزبان کو دقت نہ پڑے گی اور خوش ہوگا تو اوس سے مانگنا درست ہے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ بغداد مین زعفرانی کے گھر تشریف رکھتے تھے زعفرانی روز کھانے کے اقسام لکھکر پکانے والے کو دے دیتا اکدن امام صاحب نے ایک قسم کا کھانا دستخط خاص سے اوسمین بڑہا دیا جب زعفرانی نے اوس کتبہ کو لونڈی کے ہاتھ مین دیکھا بہت خوش ہوا اور شکرانہ مین اوس لونڈی کو آزاد کردیا **چوتھا** ادب یہ ہے کہ صاحب خانہ اگر مہمانون کا حکم بجالانے پہ دل سے راضی ہو تو مہمانون سے پوچھے کہ تم کیا چاہتے ہو اور کس چیز کی آرزو کرتے ہو اسواسطے کہ جو اونکی آرزو ہوگی اوسکے مہیا کرنے مین بڑا ثواب ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کی آرزو بر لانے مین کوشش اور مستعدی کرتا ہے ہزار ہزار نیکیان اوسکے اعمالنامہ مین لکھتے ہین اور ہزار ہزار برائیان اوسکے نامہ اعمال سے مٹا دیتے ہین اور ہزار ہزار درجہ اوسکا رتبہ بلند کرتے ہین اور تین جنتون مین سے اوسے حصہ دیتے ہین ایک فردوس دوسرے عدن تیسرے خلد لیکن مہمان سے یہ پوچھنا کہ فلانی لاؤن یا نہ لاؤن مکروہ اور برا ہے بلکہ جو کچھ موجود ہے لے آئے اگر مہمان نہ کھائے تو عیب نہیں **میزبانی کی فضیلت** یعنی جان تو کہ یہ جو بیان کیا گیا اوس صورت مین تھا کہ کوئی شخص بے بلائے ملاقات کو آئے دعوت کرنیکا حکم اور رہے بزرگون نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مہمان خود آجائے تو لچہ تکلف نہ کرے اگر تو بلائے تو جو اوٹھا نہ رکھے یعنی جو تکلف تجھسے ہوسکے کر اور ضیافت کی بڑی فضیلت ہے اور یہ عرب کی عادت ہے کہ وہ لوگ سفر مین ایک دوسرے کے گھر جاتے ہین اور ایسے مہمان کا حق ادا کرنا اہم ہے اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مہمان نہین اوس مین خیر نہین اور فرمایا ہے کہ مہمان کے واسطے تکلف نہ کرو اسواسطے کہ جب تکلف کروگے تو اوسکے ساتہ دشمنی رکھوگے اور جو شخص مہمان سے دشمنی رکھتا ہے وہ خدا کے ساتہ دشمنی رکھتا ہے اور جو خدا سے دشمنی رکھتا ہے خدا اوسکے ساتہ دشمنی رکھتا ہے اگر کوئی غریب مہمان آپہونچے تو اوسکے واسطے قرض لیکر تکلف کرنا درست ہے لیکن دوستون کے واسطے جو ایک دوسرے کی ملاقات کو جاتے ہین تکلف نچاہیے اسواسطے کہ تکلف کرتے کرتے محبت جاتی رہے گی حضرت ابورافع جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا کے غلام کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ فلانے یہودی سے کہو کہ مجھے آٹھ قرض دے مین رجب کے مہینے مین ادا کردونگا اسواسطے کہ ایک مہمان میرے پاس آیا ہے یہودی نے کہا کہ جبتک

۵۷ یعنی پہلے تکلف کرے پھر اوس سے دستبردار ہوجائے

۵۸ یعنی جو کچھ موجود ہو

کچھ گرو نہ رکھوگے نہ دونگا حضرت ابو رافع کہتے ہین کہ مین پھر آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اونکا قول عرض کیا آپنے فرمایا کہ واللہ مین آسمان مین امین ہون اور زمین مین امین ہون اگر وہ دیدیتا تو مین ادا کردیتا اب میری وہ زرہ لیجاؤ گرو رکھہ لا مین لیگیا اور گرو کرلایا حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم مہمان کو ڈھونڈھنے ایک دو میل راہ جاتے جب تک مہمان نہ ملتا کھانا نہ کھاتے اونکے صدق اور خلوص کی برکت سے آجتک اونکے مشہد مین رسم ضیافت باقی ہے حتیٰ کہ کوئی رات مہمان سے خالی نہین جاتی اور کبھی سو دو سو مہمان آرہتے ہین بہت سے گانون اسواسطے وقف اور معاف ہین **دعوت کے اور دعوت قبول کرنے کے آداب**

جو شخص دعوت کرتا ہے اوسکے واسطے یہ سنت ہے کہ صالحون کے سوا اور کو نہ بلائے اسواسطے کہ کھانا کھلانا قوت بڑہاتا ہے اور فاسق کو کھانا دینا فسق مین اوسکی مدد کرنا ہے اور فقیرون کو بلائے امیرون کو نہ بلائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ طعام ولیمہ سب کھانون سے بدتر ہے جسکے واسطے امیرون کو بلائین اور فقیرون کو محروم رکھین اور فرمایا ہے کہ تم لوگ دعوت کرنے مین بھی گناہ کرتے ہو ایسے شخص کو بلاتے ہو جو نہ آئے اور جو آنیوالا ہے اوسے چھوڑ دیتے ہو اور چاہیے کہ یگانون اور نزدیک کے دوستون کو بھولے کہ وحشت کا سبب ہوگا دعوت سے ڈینگ اور بڑائیکا ارادہ نہ کرے ادائے سنت اور فقرا کی راحت کا خیال کرے جسنے جانے کہ دعوت قبول کرنا اسے دشوار ہے اوسے نہ بلائے کہ اوسے رنج ہوگا اور جو شخص اوسکی دعوت قبول کرنے مین رغبت نہ کرے اوسکی بھی دعوت نہ کرے کہ وہ اگر مان بھی لیگا تو کھانا کراہت سے کھائے گا اور یہ مرفع کا سبب ہوگا دعوت قبول کرنیکا پہلا **ادب** یہ ہے کہ فقیر اور امیر مین کچھ فرق نہ کرے فقیر کی دعوت سے بے پروائی نہ کرے اسواسطے کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا فقیرون کی دعوت قبول فرماتے تھے حضرت امام حسن علیہ السلام کا گذر ایک محتاج قوم پر ہوا وہ لوگ روٹی کے ٹکڑے کھا رہے تھے عرض کی کہ اے فرزند رسول آپ بھی ہمارے شریک ہوجیے آپ سواری پر سے اوتر کر اونکے شریک ہوگئے اور فرمایا حق تعالیٰ تکبر کرنیوالون کو دوست نہین رکھتا ہے جب نوش فرما چکے تو اون لوگون سے ارشاد فرمایا کہ کل تم میری دعوت قبول کرو دوسرے دن اونکے واسطے عمدہ عمدہ کھانا پکوایا اور اونکے ساتھ بیٹھکر نوش فرمایا دوسرا **ادب** یہ ہے کہ اگر جانتا ہے کہ میزبان مجھپر احسان جتائے گا اور اسی میزبانی جانیگا تو اوس سے اسطاعت الحیل کر دعوت قبول نہ کرے بلکہ میزبان کو چاہیے کہ مہمان کے قبول کرنے کو اپنے واسطے موجب فضیلت جانے اور اوسکا احسان مانے علی ہذا القیاس اگر جانتا ہے کہ اوسکے کھانے مین شبہہ ہے یا وہان کا انداز برا ہے مثلاً اوس جگہہ فرش اطلسی ہے یا چاندی کی انگیٹھی یا دیوار اور چھت مین جانورون کی تصویر ہے یا راگ مع مزامیر ہے یا کوئی مسخرا پن کرتا ہے یا فحش بکتا ہے یا جوان عورتین مردون کو دیکھنے آتی ہین یہ سب بری باتین ہین ایسی جگہہ جانا نچاہیے اسیطرح اگر میزبان بدعتی یا ظالم یا فاسق ہو یا نفیاست سے لاف وتکبر اوسے مقصود ہو تو اوسکی دعوت نہ قبول کرے اگر دعوت قبول کی اور وہان کوئی بری بات دیکھی اور منع نہین کرسکتا تو وہان سے چلا جانا واجب ہے **تیسرا ادب** یہ ہے کہ راہ دور ہونے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ عادت کے موافق جتنی راہ چلنے کی برداشت ہے اوسکا متحمل ہوجائے تورات مین ہے کہ جمعہ پر ہی کے واسطے ایک میل جا جنازہ کے ساتھ دو میل جا

مہمان کے لیے تین میل جا دینی بھائی کی ملاقات کو جا تیسرا جا **چوتھا ادب** یہ ہے کہ روزے کے سبب سے دعوت رد نہ کرے بلکہ حاضر ہو اگر میزبان کی خوشی ہو تو خوشبو اور اچھی باتون پر قناعت کرے کہ روزہ دار کی میزبانی یہی ہے اگر وہ رنجیدہ ہو تو روزہ کھول ڈالے کہ مسلمان کا دل خوش کرنیکا ثواب روزہ سے بہت افضل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص پر جو میزبان کی رضامندی کے واسطے روزہ نہ کھولڈالے اعتراض کیا ہے اور فرمایا کہ تیرا بھائی تو تکلف کرے اور تو کہے کہ مین روزہ دار ہون **پانچوان ادب** کہ پیٹ کی خواہش مٹانے کے واسطے دعوت نہ قبول کرے کہ یہ جانورون کا کام ہے بلکہ اتباع سنت نبوی کی نیت کرے اور اس بات سے بچنے کی نیت کرے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دعوت قبول نہ کریگا وہ خدا اور رسول کا گنہگار ہوگا اسی سبب سے علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ دعوت قبول کرنا واجب ہے اور دعوت قبول کرنے مین مسلمان بھائی کے اعزاز واکرام کی نیت کرے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص کسی مومن کا اعزاز واکرام کرے اوسنے خدا کا اعزاز واکرام کیا اور مسلمان کا دل خوش کرنے کی نیت کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان کو خوش کرے اوسنے خدا کو خوش کیا اور ملاقات میزبان کی نیت کرے اسواسطے کہ برادران دینی کی ملاقات مثل قرابت ہے اور اپنے تئین غیبت سے بچانے کی نیت کرے تاکہ لوگ یہ نکہین کہ فلانا شخص بدخوئی اور تکبر کی وجہ سے نہ آیا دعوت مین جانے کی یہ چھ نیتین ہین ہر ایک نیت کے عوض مین ثواب حاصل ہوگا اور ایسی ہی نیتون کی بدولت مباح چیزین باعث قرب خدا ہوجاتی ہین بزرگان دین نے کوشش کی ہے کہ ہر حرکات اور سکنات مین اونکی ایسی نیت ہو جسے دین سے مناسبت ہو تاکہ اونکا کوئی دم ضائع نجائے **حاضر ہونے کے آداب** یہ ہین کہ میزبان کو منتظر نرکھے جانے مین جلدی کرے اچھی جگہہ نہ بیٹھے جہان میزبان کہے وہان بیٹھے اگر اور مہمان مقام صدر مین اوسے بٹھالین تو فروتنی کرے عورتون کے حجرے کے برابر نہ بیٹھے جہان سے کھانا لاتے ہین اور ہرگز بہت نہ دیکھے جب بیٹھے تو جو شخص قریب تر ہے اوسکی مزاج پرسی کرے اگر کوئی امر خلاف شرع دیکھے تو انکار کرے اگر اوس امر کو منع نکرسکے تو وہان سے اوٹھ جائے حضرت امام احمد حنبل نے فرمایا ہے کہ اگر چاندی کی سرمہ دانی بھی دیکھی تو چاہیے کہ اوٹھ کھڑا ہو اگر مہمان شب باش ہوا چاہے تو میزبان کا ادب یہ ہے کہ قبلہ اور طہارت کی جگہہ اوسے بتادے **کھانا رکھنے کے آداب** یہ ہین کہ جلدی کرے یہ امر مہمان کے اکرام مین سے ہے تاکہ مہمان کھانے کا انتظار نہ کھینچے اگر بہت لوگ آچکے اور ایک باقی ہو تو حاضرین کی رعایت اولی تر ہے مگر جبکہ فقیر آیا ہو اور انتظار نہ کرنے سے شکستہ دل ہوجائیگا تو اوسکی خوشی خاطر کی نیت سے تاخیر بہتر ہے حاتم اصم نے کہا ہے کہ جلدی شیطان کا کام ہے مگر پانچ چیزون مین چاہیے مہمان کو کھانا کھلانے مین مردہ کی تجہیز مین لڑکیون کے نکاح مین قرض ادا کرنے مین گناہون سے توبہ کرنے مین اور دعوت ولیمہ مین جلدی کرنا سنت ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ میوہ اور کھانے سے پہلے لائے اور دسترخوان کو ترکاری سے خالی نرکھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ دسترخوان پر جب ہری چیز ہوتی ہے تو ملائکہ حاضر ہوتے ہین اور اچھا کھانا آگے رکھنا چاہیے تاکہ اوس سے آسودہ ہوجائین بہت کھانیوالون کی یہ عادت ہے کہ ثقیل غذا آگے رکھتے ہین تاکہ مہمان بہت کھاسکے یہ مکروہ ہے اور بعضون کی یہ عادت ہے کہ یکبارگی سب طرح کے کھانے

رکھدیتے ہین تاکہ جسکا جو جی چاہے کھائے جب طرح طرح کی چیزین رکھین تو جلدی نہ اوٹھائے اسواسطے کہ شاید کوئی ایسا ہو کہ ہنوز آسودہ نہوا ہو تیسرا ادب یہ ہے کہ تھوڑا کھانا نہ رکھے کہ اسمین بیمروتی ہے اور حد سے زیادہ بھی نہ رکھے کہ اسمین تکبر ہے مگر اس نیت سے زیادہ کھانا رکھنے کا مضائقہ نہین کہ جو کچھ بڑہ جائیگا اوسکا حساب نہوگا حضرت ابراہیم ادہم نے بہت سا کھانا رکھا حضرت سفیان ثوری نے اونسے کہا کہ کیا تمھین اصراف کا خوف نہین ہے اونھون نے جواب دیا کہ ضیافت کے کھانے مین اسراف ہوتا ہی نہین اور چاہیے کہ اپنے اہل وعیال کا حصہ پہلے نکال لے تاکہ اونکی نظر دسترخوان پر نرہے اسواسطے کہ جب کچھ نہ بچیگا تو وہ مہمان کا شکوہ کرینگے اس امر مین مہمان کے ساتہ خیانت ہوتی ہے اور یہ امر درست نہین ہے کہ مہمان کھانا باندہ لیجائے جیسے بعضے صوفیون کی عادت ہوتی ہے مگر یہ کہ میزبان اونکی شرم کا لحاظ نہ کرے اور صاف کھدے یا یہ جانتے ہون کہ میزبان دل سے راضی ہے تو کھانا باندہ لیجانا درست ہے بشرطیکہ اپنے ہم پیالہ پر ظلم نکرے اسلیے کہ اگر زیادہ لیجائیگا تو حرام ہوجائیگا یا اگر میزبان کی مرضی نہو تو بھی حرام ہے اسمین اور چوری سے لیجانے مین کچھ فرق نہین اور جو کچھ شخص ہم پیالہ شرم سے چھوڑ دے خوشی خاطر سے نہین وہ بھی حرام ہے **ضیافت خانہ سے باہر آنیکے آداب** یہ ہین کہ اجازت سے نکلے اور میزبان کو چاہیے کہ اپنے گھر کے دروازے تک مہمان کے ساتہ آئے اسلیے کہ جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ ایسا ہی کرتے تھے اور چاہیے کہ میزبان اچھی بات کہے اور کشادہ پیشانی رہے اگر مہمان اوس سے قصور دیکھے تو معاف کرے حسن خلق سے چھپاوے کہ حسن خلق بسا تقربات سے بہتر ہے **حکایت** ہے کہ ایک شخص نے لوگون کی دعوت کی اوسکا بیٹا باپ کی بے اطلاع حضرت جنید قدس سرہ کو بھی بلا آیا آپ جب اوسکے گھر کے دروازے پر پہونچے اوسکے باپ نے اندر نجانے دیا آپ پھر آئے لڑکا پھر دوبارہ بلانے آیا آپ تشریف لیگئے پھر اوسکے باپ نے اندر نجانے دیا آپ پھر آئے اسیطرح چار بار حضرت جنید قدس سرہ تشریف لائے تاکہ اوس لڑکے کا دل خوش ہو اور ہر بار پلٹ گئے تاکہ اوسکے باپ کا دل خوش ہو حالانکہ آپ اس سے فارغ تھے اور ہر رد و قبول مین آپ کو عبرت ہوتی تھی کہ اس امر کو منجانب اللہ دیکھتے تھے

دوسری اصل آداب نکاح کے بیان مین

العزیز اجان اس بات کو جان کہ کھانا کھانے کی طرح نکاح کرنا بھی راہ دین مین سے ہے اسواسطے کہ راہ دین کو جسطرح شخص انسان کے بقا کی حاجت ہے اور زندگی بے کھانے پینے کے محال ہے اسیطرح جنس اور نسل آدمی کی بقا کی بھی حاجت ہے اور یہ بے نکاح ممکن نہین تو نکاح اصل وجود کا سبب ہے اور طعام بقاے وجود کا سبب ہے حق تعالیٰ نے اسیواسطے نکاح کو مباح کیا ہے شہوت کے واسطے نہین بلکہ شہوت کو بھی اسیواسطے پیدا کیا ہے تاکہ متقاضی ہو اور خلق سے نکاح کرائے اور راہ دین پر چلنے والے پیدا ہون اور راہ دین پر چلین اسواسطے کہ خالق نے تمام خلق کو دین ہی کے لیے پیدا کیا ہے اور اسیواسطے فرمایا ہے[۱] وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ اور آدمی جتنے زیادہ ہوتے ہین حضرت ربوبیت کے

بندے بڑہتے ہین اور سید الانبیا محمد مصطفے صلے اللہ علیہ وسلم کی امت زیادہ ہوتی ہے اسیواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ نکاح کرو تاکہ زیادہ ہو کہ مین قیامت کے دن تمہارے سبب سے اور پیغمبرون کی امت پر فخر کرون حتی کہ اوس لڑکے
کے سبب سے بھی فخر کرون جو اپنی ماں کے پیٹ سے گرے تو جو شخص یہ کوشش کرتا ہے کہ اولاد بڑہے اور خدا کی بندگی کرے اوسکو
بڑا ثواب ہے اسیواسطے باپ کا بڑا حق ہے اور اوستاد کا حق اوس سے بھی زیادہ ہے اسلیے کہ باپ پیدایش کا سبب ہے اور اوستاد
راہ دین پہچاننے کا سبب ہے اسی سبب سے علما کا ایک گروہ قائل ہوا ہے کہ نکاح کرنا نوافل عبادت مین مشغول ہونے سے بہتر
ہے اور جبکہ معلوم ہوا کہ نکاح کرنا منجملہ راہ دین ہے تو اوسکے آداب کی تفصیل جاننا ضرور ہے اوسکی تفصیل تین بابون سے معلوم ہوگی
پہلا باب نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین **دوسرا باب** عقد نکاح کے آداب کے بیان مین **تیسرا باب** نکاح کے
بعد پیش کرنے کے آداب کے بیان مین **پہلا باب** نکاح کے فائدون اور آفتون کے بیان مین آے برادر اس بات کو معلوم کر
کہ نکاح کی بزرگی اوسکے فائدون کے سبب سے ہے اور اوسکے فائدے پانچ ہین **پہلا فائدہ** اولاد ہے اور اولاد کے سبب سے
چار طرح کا ثواب ہے **پہلا ثواب** یہ ہے کہ آدمی کا پیدا ہونا اور بقاے نسل جو حق تعالے کو محبوب و مرغوب ہے اوسمین کوشش
کرتا رہیگا اور جو کوئی حکمت آفرینش پہچانے گا اوسکو اس امر مین کچھ شک نرہے گا کہ یہ بات حق تعالی کی محبوب ہے جب مالک اپنے
بندے کو زمین قابل زراعت دے اور بیج عنایت کرے اور بیل کی گوئی اور زراعت کے آلات مرحمت کرے اور اوسپر ایک سنراول
کرے کہ اوسے کھیتی کرنے مین مشغول رکھے تو گو مالک زبان سے نہ کہے لیکن بندہ اگر عقل رکھتا ہے تو اوسکا مطلب اور مقصد جان جائیگا
کہ مجھسے کھیت جتوانا بیج بونا درخت پیدا کروانا اسے مقصود ہے خداوند کریم نے بچہ دان پیدا کیا آلت مباشرت پیدا کیا مردون کی
پشت مین عورتون کے سینہ مین اولاد کا بیج پیدا کیا شہوت کو مرد و عورت پر سنراول کیا تو ان باتون سے جو مقصود الہی ہے وہ کسی
عقلمند پر پوشیدہ نہین اگر کوئی شخص بیج یعنی نطفہ ضایع کرے اور سنراول یعنی شہوت کو کسی حیلہ سے ٹال دے تو خلقت کے مقصود
سے وہ پھرا رہے گا اسیواسطے صحابہ کرام اور اگلے بزرگ بے نکاحے مرنے سے کراہت رکھتے تھے یہانتک کہ حضرت معاذ
رضی اللہ تعالی عنہ کی دو زوجہ طاعون مین مرین اور خود اونکے طاعون ہوا کہا جب تک کہ مین مرون مرون میرا نکاح کردو مین
نہین چاہتا کہ بے جورو مرجاؤن **دوسرا ثواب** یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کرنیمین نکاح کے سبب سے
کوشش کرتا رہے گا تاکہ آپ کی امت زیادہ ہو کہ اوسکے سبب سے آپ فخر کرین گے اسیواسطے آپ نے بانجھ عورت کے ساتھ نکاح
کرنیکو منع کیا کہ اوسکے اولاد نہین ہوتی اور فرمایا ہے کہ اگر کھجور کی چٹائی گھر مین بچھی ہو تو بانجھ عورت سے بہتر ہے اور فرمایا ہے
کہ عورت بدصورت بچے والی خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے ان حدیثون سے معلوم ہوتا ہے کہ نکاح کرنا شہوت کے واسطے
نہین ہے اسلیے کہ شہوت کے واسطے خوبصورت عورت بدصورت سے بہتر ہے **تیسرا ثواب** یہ ہے کہ اولاد سے دعا حاصل
ہوتی ہے حدیث شریف مین ہے کہ جن نیکیون کا ثواب منقطع نہین ہوتا انمین سے ایک اولاد بھی ہے کہ باپ کی موت کے بعد
اسکی دعا برابر ہوتی ہے اور باپ کو پہونچتی ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین رکھکر مردونکو دکھاتے ہین

اس سبب سے وہ راحت پاتے ہین چوتھا ثواب یہ ہے کہ لڑکا ہو اور باپ کے سامنے مرجاوے تاکہ وہ اوس مصیبت کا رنج کھینچے اور لڑکا قیامت مین اوسکی شفاعت کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بچہ سے کہین گے کہ جنت مین جا وہ چل جائیگا اور کہیگا کہ اپنے ماں باپ کے بغیر ہرگز مین اندر نجاؤنگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کسیکا کپڑا پکڑکر کھینچا اور فرمایا کہ جسطرح مین تجھے کھینچتا ہون اسیطرح بچہ اپنے ماں باپ کو جنت مین کھینچتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بچے جنت کے دروازے پر جمع ہونگے اور دفعۃً چلانا اور رونا شروع کرین گے اور اپنے ماں باپ کو ڈھونڈھین گے حتی کہ اونکو حکم ہوگا کہ تم لڑکون کی جماعت مین جاؤ اور ہر بچہ اپنے ماں باپ کو جنت مین لیجائے **حکایت** ایک بزرگ نکاح کرنے مین عذر کرتے تھے یہانتک کہ ایک رات اونھون نے خواب مین دیکھا کہ قیامت قائم ہے اور خلق پیاس کے مارے بیتاب ہے لڑکون کا ایک گروہ ہے اونکے ہاتھون مین چاندی سونیکے کٹورے ہین اور لوگون کو پانی پلا رہے ہین اون بزرگ نے بھی پانی مانگا اونھین کسی لڑکے نے ندیا اور کہا ہم مین تیرا بیٹا کوئی نہین ہے وہ بزرگ جب خواب سے بیدار ہوئے اوسیوقت نکاح کیا **دوسرا فائدہ** نکاح مین یہ ہے کہ آدمی اپنے دین کو حصار مین کرتا ہے اور شہوت جو شیطان کا ہتیار ہے اوسے اپنے سے دور کرتا ہے اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ جسنے نکاح کیا اوسنے اپنے آدہے دین کو حصار مین کرلیا اور جو شخص نکاح نہین کرتا گو فرج کو بچالے لیکن اکثر یہ ہے کہ آنکھ کو بدنگاہ سے اور دل کو وسواس سے نہین بچاسکتا نکاح فرزند کی نیت سے کرے شہوت کے واسطے نہین اسلیے کہ جو کام مالک کو محبوب و مرغوب ہے فرمان برداری کے واسطے یون نہین ہوتا ہے کہ منہ اول ٹالنے کی نیت سے کرے اسواسطے کہ شہوت کو اسلیے پیدا کیا ہے کہ متقاضی ہو ہرچند کہ اوسمین اور حکمت بھی ہے وہ حکمت یہ ہے کہ اوسمین بڑا مزا رکھا ہے تاکہ وہ مزا آخرت کے فرون کا نمونہ ہو جسطرح آگ کو اسواسطے پیدا کیا کہ اوسکی تکلیف رنج آخرت کا نمونہ ہو ہرچند کہ مباشرت کی لذت اور آگ کی اذیت آخرت کی لذت و مصیبت کے سامنے حقیر و ناچیز ہے اور جو کچھ پیدا فرمایا ہے خالق کے نزدیک اوسمین بہت سی حکمتین ہین اور ممکن ہے کہ ایک ہی چیز مین بہت سی پوشیدہ حکمتین ہون مگر عالمون اور بزرگون ہی پر ظاہر ہو چنانچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر عورت کے ساتھ شیطان ہوتا ہے جب کسیکو کوئی عورت اچھی معلوم ہو تو چاہیے کہ اپنے گھر جائے اور اپنی جورو کے ساتھ صحبت کرے کہ اس امر مین سب عورتین برابر ہین **تیسرا فائدہ** یہ ہے کہ نکاح کی بدولت عورتون سے مونست ہوتی ہے اور اونکے پاس بیٹھنے سے اور اونکے ساتھ مزاح کرنیسے دلکو راحت ہوتی ہے اور اس آسایش کے سبب سے شوق عبادت تازہ ہوتا ہے اسواسطے کہ ہمیشہ عبادت کرنا اور اوسی لاتا ہے اوسمین آدمی دلگرفتہ ہوجاتا ہے یہ آسایش اوس قوت عبادت کو پھیرلاتی ہے امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اس آسایش دلسے دفعۃً نہ چھین لو کہ اس سے دل نابینا ہوجائیگا جناب رسالتمآب و کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر سیوقت مکاشفہ مین اتنا بڑا کام آپڑتا کہ آپکا جسم نازک اوسکا متحمل نہوسکتا حضرت بی عائشہ صدیقہ پر پھرکر فرماتے کلمینی یا عائشۃ یعنی ای عائشہ میرے ساتھ باتین کر اس سے آپکی غرض یہ ہوتی تھی کہ اپنے مین تقویت دین تاکہ بار روحی اوٹھانیکی قوت پیدا ہو جب آپکو پھر اس عالم مین لاتے اور وہ قوت تمام ہوجاتی تو اوس کام کا شوق آپ پر غالب ہوتا اور فرماتے ارحنا یا بلال یعنی نماز کیطرف متوجہ ہوتے اور کبھی دماغ کو خوشبو سے قوت دیتے اسواسطے فرمایا ہے حبب الی من دنیاکم ثلث الطیب والنساء وقرۃ عینی فی الصلوٰۃ

یعنی تمھاری دنیا سے تین چیزونکو حق تعالی نے میرا محبوب کیا ہے خوشبو کو عورتون کو میری آنکھ کی روشنی کو نماز مین ہے اور نماز کا تخصیص اسواسطے فرمائی کہ مقصود یہ ہے کہ میری آنکھ کی روشنی تو نماز مین ہے اور خوشبو اور عورتین بدن کی آسایش کے واسطے ہے تاکہ نماز کی طاقت پیدا ہو اور آنکھ کی روشنی جو نماز مین ہے وہ حاصل ہو اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کا مال و اسباب جسمین کہ نیکو صنع فرماتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دنیا کے بعد ہم لوگ کیا چیز اختیار کرین فرمایا لِيَتَّخِذَ اَحَدُكُمْ لِسَانًا ذَاكِرًا وَقَلْبًا شَاكِرًا وَزَوْجَةً مُؤْمِنَةً یعنی زبان ذاکر اور دل شاکر اور عورت پارسا اختیار کرے یہان عورت کو ذکر و شکر کے ساتھ بیان فرمایا **چوتھا فائدہ** یہ ہے کہ عورت گھر کی غمخواری کرتی ہے کھانا پکانا برتن دھونا جھاڑو دینا ایسے کامون کو کفایت کرتی ہے اگر مرد ایسے کامون مین مشغول ہوگا تو علم و عمل اور عبادت سے محروم رہے گا اسواسطے دین کی راہ مین عورت اپنے خاوند کی یار و مددگار ہوتی اس سبب سے ابو سلیمان دارانی نے فرمایا ہے کہ نیک عورت امور دنیا سے نہین ہے بلکہ اسباب آخرت سے ہے یعنی تجھے فارغ البال رکھتی ہے تاکہ آخرت کے کامون مین مشغول ہو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے کہ ایمان کے بعد نیک عورت سے کوئی نعمت بہتر نہین ہے **پانچوان فائدہ** یہ ہے کہ عورتون کے اخلاق پر صبر کرنا اور اونکے ضروریات مہیا کرنا اور راہ شرع پر اونکو قائم رکھنا بڑی کوشش پر موقوف ہے اور یہ کوشش بہترین عبادت ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جورو کو نفقہ دینا خیرات دینے سے بہتر ہے اور بزرگون نے فرمایا ہے کہ اہل و عیال کے واسطے کسب حلال کرنا ابدالون کا کام ہے حضرت ابن المبارک چند بزرگون کے ساتھ جہاد مین مشغول تھے کسینے پوچھا کوئی کام ایسا بھی ہے جو جہاد سے بہتر ہو بزرگون نے کہا کہ جہاد سے بہتر ہم کوئی کام نہین جانتے حضرت ابن المبارک نے کہا مین جانتا ہون وہ یہ ہے کہ جسکے اہل و عیال ہون اور وہ اونکو صلاحیت کے ساتھ رکھے اور جب رات کو اوٹھے اور لڑکون کو ننگا کھلا دیکھے تو کپڑا اونھین اوڑھا دے اوسکا یہ عمل جہاد سے افضل ہوگا حضرت بشر حافی نے کہا کہ امام احمد حنبل مین تین فضیلتین ہین کہ مجھ مین نہین ایک یہ کہ وہ اپنے لیے اور اپنے زن و فرزند کے واسطے کسب حلال کرتے ہین اور مین فقط اپنے ہی واسطے کسب کرتا ہون حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب گناہون مین ایک گناہ ایسا ہے کہ عیالداری کے رنج و مشقت کے سوا اور کچھ اوسکا کفارہ نہین **حکایت** ایک بزرگ تھے اونکی جورو مر گئی دوسرے نکاح کے واسطے لوگ مجبور ہوے مگر اونھون نے رغبت نہ کی اور کہا کہ تنہائی مین حضور قلب اور دلجمعی بہت ہے ایک رات اونھون نے خواب دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور مردون کا ایک گروہ آگے پیچھے اوترتا ہے اور ہوا مین جاتا ہے جب اونکے پاس آکے تو ایک نے کہا کہ کیا یہ وہی مرد شوم ہے دوسرے نے کہا ہان تیسرے نے کہا کہ یہ وہی مرد شوم ہے چوتھے نے کہا کہ ہان وہی ہے یہ بزرگ اون لوگون کی ہیبت سے خواب مین ڈرے اور کچھ نہ پوچھ سکے اون سبکے بعد ایک لڑکا تھا اوس سے پوچھا کہ ان لوگون نے شوم کسکو کہا اوس نے جواب دیا کہ تم ہی کو تو کہا اسواسطے کہ پہلے تمھارے اعمال مجاہدین کے اعمال کے ساتھ آسمان پر لیجاتے تھے اب نہ معلوم تمنے کیا کیا ہے کہ ایک ہفتہ ہوا کہ تمھین مجاہدون کے زمرے سے نکالدیا ہے وہ بزرگ جب جاگے تو فورا نکاح کیا تاکہ مجاہدون مین پھر داخل ہون ان فوائد کے سبب سے نکاح کی

خواہش کرنا چاہیے **نکاح کی آفتین** تین ہین ایک یہ کہ شاید کسب حلال نکر سکے خصوصًا اس زمانہ مین اور شاید عیال داری کے سبب سے شبہے یا حرام کا مال پیدا کرے یہ امر اوسکے دین کی تباہی اور عیال واطفال کی خرابی کا سبب ہوگا اور کوئی نیکی اسکا تدارک نہین کرتی اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک بندہ کے نیک عمل پہاڑ کے برابر ہونگے اوسے ترازو کے پاس ٹھہرا کر پوچھین گے کہ تو نے اپنے عیال کو نفقہ کہان سے دیا اوس سے اس بات کی پکڑ ہوگی اور اوسکی تمام نیکیان اس سبب سے رائگان ہوجائین گی اوسوقت منادی ندا کرے گا کہ دیکھو یہ وہ شخص ہے کہ اسکے عیال اسکی تمام نیکیان کھا گئے اور یہ گرفتار ہوا حدیث شریف مین ہے کہ قیامت کے دن بندہ سے پہلے اوسکے عیال جھگڑین گے اور کہین گے کہ بار خدایا اسکا ہمارا انصاف کر کہ اسنے ہمکو حرام کھانا کھلایا ہم نجانتے تھے اور جو بات سکھانے کی تھی وہ ہمین نہین سکھائی ہم جاہل رہ گئے تو جو شخص حلال ورثہ نپائے یا مال حلال نہ کمائے اوسے نکاح کرنا نچاہیے مگر جبکہ یقینًا جانتا ہو کہ اگر نکاح نکریگا تو زنا مین پڑے گا

دوسری آفت یہ ہے کہ عیال کا حق بجالانا نہین ہوسکتا مگر حسن خلق سے اور اونکے محالات پر صبر کرنے اور متحمل ہونے سے اور اونکے کامون کے سرانجام مین آمادہ رہنے سے اور یہ امور ہر ایک سے نہین ہوسکتے شاید عیال کو ستائے اور گنہگار ہوجائے یا اونکی خبر نہ لے اونھین تباہ کرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص جورو لڑکون سے بھاگے گا اوسکی مثال بھگوڑے غلام کی سی ہے جبتک جورو لڑکون کے پاس نجائے نماز وروزہ کچھ قبول نہین ہوتا غرض کہ ہر ایک آدمی کا نفس ہے جبتک اپنے نفس سے نہ برآئے اولیٰ یہ ہے کہ پرائے نفس کا ذمہ نہ اوٹھائے حضرت بشر حافی سے لوگون نے پوچھا کہ تم نکاح کیون نہین کرتے ہو کہا کہ اس آیہ سے ڈرتا ہون وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ حضرت ابراہیم ادہم نے فرمایا کہ مین کیون نکاح کرون مجھے نکاح کی حاجت نہین اور عورت کا حق ادا کرنے کی ضرورت نہین **تیسری آفت** یہ ہے کہ دل جب اہل وعیال کے کام کی فکر مین ڈوبتا ہے آخرت کے خیال اور زاد آخرت کی طیاری اور خدا کی یاد سے باز رہتا ہے اور جو چیز تجھے یاد الٰہی سے باز رکھے وہ تیری ہلاکت کا سبب ہوگی اسیواسطے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ پس جس شخص کو یہ خیال ہو کہ جسطرح رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو عیال دار کیا شغل خدا سے مشغول کرتا تھا اوسطرح مجھے مشغول نہ کریگا اور جانے کہ اگر مین نکاح نکرونگا تو ہمیشہ خدا کی یاد اور بندگی مین رہون گا اور حرام سے بچون گا اوسے نکاح نہ کرنا افضل ہے اور جسکو زنا کا خوف ہو اوسے نکاح کرنا بہتر ہے اور جسکو زنا کا خوف نہو اوسے نکاح نہ کرنا افضل ہے مگر وہ شخص جو کسب حلال پر قادر ہو اور اپنے خلق نیک وشفقت ومہربانی پر اعتماد رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ نکاح مجھے یاد الٰہی سے باز نہ رکھے گا اگر مین نکاح کرونگا تو بھی ہمیشہ یاد الٰہی مین مشغول رہون گا اوسکے واسطے نکاح کرنا اولیٰ ہے واللہ اعلم

دوسرا باب

عقد نکاح کی کیفیت اور آداب مین اور اون مقدمون کے بیان مین جنکا عورت مین نگاہ رکھنا ضرور ہے **نکاح کی شرطین** پانچ ہین **پہلی شرط** ولی ہے کہ بے ولی نکاح درست نہین جس عورت کا ولی نہو سلطان اوسکا ولی ہے **دوسری شرط** عورت کی رضامندی ہے لیکن جب عورت کم سن ہو تو اگر اوسکا باپ یا دادا نکاح کرے تو اوسکی رضامندی شرط نہین ہے مگر تاہم ولی

۵۱ عورتون کا مردون پر ویسا ہی حق ہے جیسا مردون کا عورتون پر ۱۲

۵۲ اے مسلمانون نہ تمھارا مال تمھارا اور اولاد تمھاری یاد خدا سے ۱۲

یہ ہے کہ اوسکو خبر کردین اگر چپ رہے تو کافی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ دو گواہ عادل حاضر ہون اور اولیٰ یہ ہے کہ متقی اور پرہیزگارون کی جماعت اسوقت موجود ہو فقط دو گواہ پر اکتفا نکرین اگر وہ دو مرد موجود ہون جنکا حال پوشیدہ ہے اور اونکا فسق مرد و عورت کو نہین معلوم تو نکاح درست ہے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ جسطرح تزویج کا لفظ صراحۃً کہا جائے اسیطرح شوہر اور عورت کا ولی خواہ اونکا وکیل ایجاب و قبول کا لفظ بھی صراحۃً کہے یا اوسکی نیابت کہے اور سنت یہ ہے کہ نکاح کے خطبہ کے بعد ولی یون کہے بسم اللہ والحمد للہ فلانی عورت کا نکاح اتنے مہر پر تیرے ساتھ کردیا اور شوہر کہے بسم اللہ والحمد للہ اس نکاح کو مین نے اتنے مہر پر قبول کیا عقد کے پہلے عورت کو دیکھ لینا بہتر ہے تاکہ پسند کرلے پھر عقد باندھے کہ اسمین محبت والفت کی بڑی امید ہے اور چاہیے کہ نکاح سے فرزند پیدا ہونا اور دل اور آنکھ کو برے کامون سے بچانا اس سے مقصود ہو بالکل حظ و حرص ہی مقصود نہو **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عورت کا ایسا حال ہو کہ نکاح کرنا اوس سے حلال ہو **تیس** صفتون کے قریب ہین جنکے سبب سے نکاح حرام ہوتا ہے اسواسطے کہ جو عورت دوسرے کے نکاح یا عدت مین ہو یا مرتدہ یا بت پرست یا زندیق ہو یعنی قیامت اور خدا و رسول کا ایمان نرکھتی ہو یا اہل ہو یعنی اجنبی مردون کے ساتھ مل بیٹھنا اور نماز نہ پڑھنا اوسکے نزدیک درست ہو اور کہے کہ مجھے یہ سزاوار ہے اور آخرت مین اس امر پر عذاب نہوگا یا نصرانیہ یا یہودیہ ہو ایسے کی نسل سے جس نے جناب ختم الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا کی رسالت کے بعد نصرانیت یا یہودیت اختیار کی ہو یا لونڈی ہو اور مرد آزاد عورت کے مہر دینے کی قدرت رکھتا ہے یا زنا کا خوف نرکھتی ہو یا مرد اوسکا مالک ہو کل کا لک ہو خواہ بعض کا یا قرابت مین مرد کی محرم ہو یا دودھ پینے کے سبب سے اوسپر حرام ہوگئی ہو یا قرابت کے سبب سے اوسپر حرام ہوگئی ہو مثلاً اوسکی بیٹی یا ماں یا دادی سے پہلے نکاح کرکے یہی مرد صحبت کرچکا ہو یا اوس مرد کے بیٹے یا باپ کے نکاح مین یہی عورت آچکی ہے یا اس مرد کے چار جورو مین موجود ہین یہ پانچوین ہوتی ہے یا اوس عورت کی بہن یا پھوپھی یا خالہ کو اپنے نکاح مین رکھتا ہے اسواسطے کہ دو بہنون اور پھوپھی بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین وہ دو عورتین جنمین ایسی قرابت ہو کہ اگر ایک کو مرد اور ایک کو عورت فرض کرین تو ان دونون مرد اور عورت مفروضہ مین نکاح نہ درست ہو اون دونون عورتون کو نکاح مین جمع کرنا درست نہین ہے یا یہ عورت اس مرد کے نکاح مین تھی اوس نے تین طلاقین دیدین ہین یا تین بار خرید و فروخت کیا ہے ایسی عورت جبتک دوسرا خاوند نہ کرے گی پہلے مرد پر حلال نہوگی یا اون دونون مین لعان واقع ہوا ہے یا مرد عورت کا محرم ہو یا حج و عمرہ کا احرام باندھے ہو یا وہ عورت کم سن یتیم ہو کہ کم عمر یتیمہ جبتک بالغ نہوے تب تک اوسکا نکاح نہ کرنا چاہیے ایسی سب عورتون کا نکاح باطل ہے نکاح حلال اور درست ہونے کی شرطین یہی ہین جن صفتون کا عورت مین دیکھ لینا سنت ہے وہ آٹھ ہین **پہلی صفت** پارسائی ہے اور یہی اصل ہے اسواسطے کہ عورت اگر پارسا نہو اور شوہر کے مال مین خیانت کرے تو شوہر متفکر رہے گا اور اگر اپنی عصمت مین خیانت کرے گی اور مرد خاموش رہے گا تو حمیت اور دین کا نقصان ہے لوگون مین رسوا اور بدنام ہوگا اگر خاموش نہیگا زندگی تلخ ہوجائیگی اور اگر طلاق دیگا تو شاید اوسکے دل سے لگی ہو زن خوبصورت اگر ناپارسا ہے تو بدبلا ہے طلاق دینا بہتر ہے اگر عورت ایسی ہو مگر یہ کہ دل سے لگی ہو ایک شخص نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور اپنی جورو کی ناپارسائی کا شکوہ کیا

آپ نے فرمایا کہ تو اوسے طلاق دیدے اوس نے عرض کیا کہ یا حضرت مین اوس سے محبت رکھتا ہون فرمایا تو اوسے طلاق ندینا اگر طلاق دیگا تو بعد اوسکے آفت مین پڑیگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی جمال یا مال کے واسطے کسی عورت کے ساتہ نکاح کریگا وہ دونون سے محروم رہے گا اور جب دین کے لیے نکاح کریگا تو دونون مقصد برآئین گے **دوسری صفت** حسن خلق ہے کہ بدمزاج عورت ناشکر گذار اور زبان دراز ہوتی بیجا حکومتین کرتی ہے ایسی عورت کے ساتہ زندگی تلخ ہوجاتی ہے اور دین مین خلل پڑتا ہے **تیسری صفت** جمال ہے جو محبت اور الفت کا سبب ہوتا ہے اسواسطے نکاح کے قبل لڑکی کو دیکھ لینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ انصار کی عورتون کی آنکھہ مین ایک چیز ہے کہ دل اوس سے نفرت کرتا ہے جو کوئی اونکے ساتہ نکاح کیا چاہے پہلے انھین دیکھہ لے بزرگون کا قول ہے کہ جو نکاح عورت کے بے دیکھے ہوا پشیمانی اور غم اوسکا انجام ہے اور وہ جو حضرت نے فرمایا ہے کہ عورت کی خواستگاری دین کے واسطے کرنا چاہیے جمال کے لیے نہین اوسکے یہ معنی ہین کہ فقط جمال کے واسطے نکاح نہ کرے نہ یہ کہ جمال مُہمل ہے ہی نہین اگر نکاح کرنے سے فقط فرزند اور اتباع سنت کسی شخص کو مقصود ہے اور جمال نہین چاہتا تو یہ پرہیزگاری ہے امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے کانی عورت کے ساتہ نکاح کیا اور اوسکی بہن جو خوبصورت تھی اوسکی خواہش نہ کی اسواسطے کہ آپ نے سنا تھا کہ ایک چشم عقل مین اوس خوبصورت سے بہتر ہے **چوتھی صفت** یہ ہے کہ مہر کم ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتون مین وہ بہت بہتر ہے جسکا مہر کم اور حسن وجمال زیادہ ہو بہت مہر باندہنا مکروہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے بعضی عورتون کا دس درم مہر باندہا ہے اور اپنی بیٹیون کا مہر چار سو درم سے زیادہ نہین باندہا **پانچوین صفت** یہ ہے کہ بانجھ نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کھجور کی پرانی چٹائی جو گھر کے کونے مین پڑی ہو بانجھ عورت سے بہتر ہے **چھٹی صفت** یہ ہے کہ عورت پاکیزہ ہو اسواسطے کہ اوسکے ساتہ بڑی محبت ہوگی اور جو عورت ایک شوہر کو دیکھہ چکی ہے اکثر اوسکا دل دوسرے کی طرف رہتا ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک دوہا جو عورت کے ساتہ نکاح کیا رسول مقبول نے اوسسے فرمایا کہ تونے باکرہ کے ساتہ کیون نہ نکاح کیا کہ وہ تیرے ساتہ کھیلتی اور تو اوسکے ساتہ **ساتوین صفت** یہ ہے کہ عورت دینداری اور پرہیزگاری کے لحاظ سے شریف النسب ہو اسواسطے کہ کم اصل عورت بداخلاق ہوا کرتی ہے اور شاید اوسکے اخلاق اولاد مین اثر کرین **آٹھوین صفت** یہ ہے کہ عورت غریب قریب نہو اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اوس سے ضعیف لڑکا پیدا ہوتا ہے شاید اسکا سبب یہ ہو کہ غریب عورتون کے حق مین شہوت بہت کم ہوتی ہے عورتون کی صفتین یہی ہین اوس ولی پر جو اپنی لڑکی کا نکاح کرتا ہے واجب ہے کہ اوسکی صلاح وفلاح کا لحاظ رکھے ایسے شخص کو اختیار کرے جو شائستہ ہو بدخو درشت رو اور جو روٹی کپڑا نہ دے سکے اوس سے حذر کرے مرد اگر عورت کا کفو نہوگا تو نکاح درست نہین اور فاسق اور بدکار کے ساتہ بھی نکاح کرنا درست نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اپنی لڑکی کا نکاح فاسق کے ساتہ کردیا اوسکا قطع رحم ہوجائیگا اور فرمایا ہے کہ نکاح لونڈی پن ہے ہوشیار رہ کہ اپنی لڑکی کو کسکی لونڈی بناتا ہے

تیسرا باب اول نکاح سے آخر تک عورتون کے ساتہ گذران کرنے کے آداب مین

اے عزیز جان تو کہ یہ امر جب معلوم ہوچکا کہ دین کی اصلون مین سے ایک اصل نکاح بھی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ دین کے آداب اوسمین نگاہ رکھے ورنہ آدمیون کے نکاح اور جانورون کی

جنتی مین کچھ فرق نہوگا تو نکاح مین بارہ ادب کا لحاظ رکھنا چاہیے **پہلا ادب** ولیمہ کا کھانا ہے اور یہ سنت موکدہ ہے حضرت عبدالرحمن ابن عوف نے نکاح کیا تھا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اونسے فرمایا کہ اَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاۃٍ یعنی دعوت ولیمہ کر اگرچہ ایک ہی بکری ہو اور جسکو بکری ذبح کرنے کی قدرت نہو وہ جو کھانے کی چیز دوستون کے سامنے رکھے گا وہی ولیمہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو خرمے اور جو کے ستو سے دعوت ولیمہ کی تو جسقدر ممکن ہو تعظیم نکاح کے واسطے اوسقدر ولیمہ کرے اگر تاخیر ہو تو ایک ہفتہ سے زیادہ نہ گذرنے پائے دف بجانا اور اوس سے اعلان نکاح اور خوشی کرنا سنت ہے اسواسطے کہ روے زمین پر آدمی سب مخلوق سے زیادہ عزت دار ہے اور نکاح اسکی پیدایش کا سبب ہوتا ہے تو یہ خوشی بجا ہے اور ایسے وقت سماع اور دف سنت ہے ربیع بنت معوذ سے روایت ہے فرماتے ہین کہ جس رات مین عروس ہوئی اوسکے دوسرے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے کنیز کین دف بجا بجا کر ہی تھین جب آپکو دیکھا تو اشعار مین آپ کی تعریف کرنے لگین آپ نے فرمایا کہ تم جو پہلے کہتی تھین وہی کہو آپ نے اجازت دی اسواسطے کہ آپکی تعریف عمدہ بات ہے بیہودہ باتون کے ساتھ اوسے ملانا درست نہین **دوسرا ادب** یہ ہے کہ عورتون کے ساتھ نیک خو رہین اسکے یہ معنی نہین ہین کہ اونکو رنج نہ دین بلکہ یہ مراد ہے کہ اونکا رنج سہین اور اونکے حکم خلاف اور ناشکریکے حال پر صبر کرین حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورتون کو ضعف اور ستر سے پیدا کیا ہے اونکے ضعف کا علاج خاموشی ہے اور اونکے ستر کی تدبیر یہ ہے کہ اونکو گھر مین قید کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنی جورو کی بدخلقی پر صبر کریگا اوسکو اتنا ثواب ملیگا جتنا حضرت ایوب علیہ السلام کو اونکی مصیبت پر ملیگا لوگون نے سنا کہ جناب رحمۃ للعالمین علیہ افضل صلوۃ المصلین وفات شریف کے وقت آہستہ آہستہ یہ تین باتین فرماتے تھے نماز پڑہا کرو اور اللہ کے بندون کے ساتھ بھلائی کیا کرو عورتون کے مقدمہ مین اللہ ہی اللہ ہے یہ تمھاری قیدی ہین اونکے ساتھ اچھی طرح نباہ کرو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عورتون کے غصہ پر تحمل فرماتے تھے ایکدن حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی بی بی نے غصہ سے اونکو جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اے بدزبان تو جواب دیتی ہے وہ بولین ہان جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا تمسے افضل ہین آپکی ازواج طاہرات آپ کو جواب دیتی ہین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ اگر ایسا ہی تو حفصہؓ پر افسوس ہے کہ خاکسار نہو پھر اپنی بیٹی حضرت بی حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی تھین دیکھکر کہنے لگے کہ خبردار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب ندیا کرو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی کا ہمکنا نہ کرنا کہ رسول مقبول اونھین دوست رکھتے ہین اور اونکی نازبرداری کرتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَاَنَا خَیْرُکُمْ لِاَھْلِیْ یعنی تم مین وہ بہتر ہے جو اپنی جورو کے ساتھ بہتر ہے اور مین اپنی بیبیون کے ساتھ تم سب سے بہتر ہون **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنی جورون کے ساتھ مزاح اور کھیل کرے اونسے رکا نہ رہے اور اونکی عقل کے موافق رہے اسلیے کہ کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ اتنی خوش طبعی نہ کرتا جتنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے حتی کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے ساتھ دوڑے کہ دیکھین کون آگے نکل جاتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے دوبارہ دوڑنے کا اتفاق ہوا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا آگے نکل گئین حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہلے کا بدلا ہو گیا یعنی اب ہم تم برابر ہو گئے ایک دن حبشیون کی آواز سنی کہ کھیلتے ہین اور کودتے ہین حضرت نے عائشہ صدیقہ رضہ سے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو وہ بولین ہان آپ نزدیک تشریف لائے اور ہاتھ پھیلایا حضرت صدیقہ رضہ آپکے بازو پر ٹھڈی رکھکر دیر تک دیکھا کین آپنے فرمایا کہ یا عائشہ رضہ ابھی بس نکروگی وہ چپ ہو رہین تین بار آپ نے فرمایا تب اونھون نے بس کیا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ باوصف سختی اور تیزی کے کہ ہر کام مین رکھتے تھے فرماتے ہین کہ مرد اپنی اہلیہ کے ساتھ لڑکون کا ایسا رہے اور خانہ داری کے باب مین مردانہ وار رہے بزرگون نے کہا ہے کہ مرد کو چاہیے کہ جب گھر مین آئے خندان آئے جب باہر جائے چپ جائے جو کچھ پائے کھالے جو نہ پائے اوسے نہ پوچھے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ ٹھٹھول اوکھیل اس درجہ نہ بڑہائے کہ اوسکا ڈر جاتا رہے اور بُرے کامون مین عورتون کے ساتھ موافقت نہ کرے بلکہ جب کوئی کام آدمیت اور شریعت کے خلاف دیکھے تو تنبیہ کردے کیونکہ اگر طرح دیگا تو اوسکا تابعدار ہو جائیگا اور حق تعالی نے فرمایا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ یعنی مرد کو عورتون پر ہمیشہ غالب رہنا چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ عَبْدُ الزَّوْجَةِ یعنی جورو کا غلام بدبخت ہے اسواسطے کہ جورو کو چاہیے کہ خاوند کی لونڈی بنی رہے اور بزرگون نے کہا ہے کہ عورتون سے مشورہ کرو لیکن اونکے کہنے کے خلاف عمل کرو حقیقت مین عورتون کی ذات نفس سرکش کے مانند ہے اگر ذرہ بھی مرد انکو انکے حال پر چھوڑیگا تو ہاتھ سے جاتی رہین گی اور حدون سے گذر جائین گی اور تدارک مشکل ہو جائیگا غرضکہ عورتون مین ایک طرح کا ضعف ہے تحمل اوسکا علاج ہے اور کبھی بھی ہے سیاست اوسکی دوا ہے مرد کو چاہیے کہ طبیب حاذق کیطرح رہے ہر امر کا علاج نہ کرے لیکن چاہیے کہ سبب تحمل یاد رکھے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ عورت پسلی کی ہڈی کی طرح ہے اگر سیدہا کرنا چاہیگا ٹوٹ جائیگی پانچوان ادب یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے غیرت کی بات مین اعتدال نچھوڑے جو چیز بلا اور آفت کی باعث ہو اوس سے عورت کو منع کرے اور حتی المقدور باہر نہ نکلنے دے چھت اور دروازے پر نجانے دے تاکہ وہ نامحرم مرد کو اور نامحرم مرد اوسکو نہ دیکھے اور کھڑکی یا لے سے مرد کو تماشا دیکھنے کی اجازت نہ دے کہ تمام آفتین آنکھ سے پیدا ہوتی ہین اور گھر مین بیٹھے بیٹھے نہین پیدا ہوتین بلکہ کھڑکی یا لے چھت دروازے سے پیدا ہوتی ہین عورت کے تماشا دیکھنے کو تھوڑا امر نجانے اور بے سبب اوس سے بدگمان ہونا اور اوسکی ہجو کرنا اور حد سے زیادہ اوس سے شرم و غیرت رکھنا نچاہیے ہر امر کا بھید دریافت کرنے مین اصرار نکرے ایک مرتبہ جناب رسالتمآب سے کائنات شام کے قریب سفر سے پھر آئے اور فرمایا کہ آجکی رات کوئی شخص اپنے گھر مین اچانک نجائے کل تک یہین ٹھہرو اونہین دو شخصون نے عدول حکمی کی دونون نے اپنے اپنے گھر مین بُرا کام دیکھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ عورتون کے باب مین حد سے زیادہ غیرت نرکھو کہ یہ امر لوگون کو معلوم ہوگا تو طعنہ زنی کرینگے بڑی حمیت یہ ہے کہ نامحرم پر عورت کی نظر نہ پڑنے دے مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پوچھا کہ عورتون کے حق مین کیا امر بہتر ہے حضرت بی فاطمہ نے فرمایا یہ بہتر ہے کہ نامحرم مردانکو نہ دیکھے اور کسی غیر مرد کو وہ نہ دیکھین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند آئی حضرت بی رضہ کو گلے لگا کر فرمایا بضعۃ منی یعنی تو میری جگر پارہ ہے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی عورت کو دیکھا کہ دریچہ سے جھانکتی ہے اوسے مارا اور

اور دیکھا کہ سیب مین سے ایک ٹکڑا خود کھایا اور ایک ٹکڑا غلام کو دیا اور پھر بھی مارا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ عورتون کو اچھے کپڑے نہ پہناؤ تاکہ وہ گھر مین بیٹھین اسواسطے کہ جب اچھے کپڑے پہنین گی باہر جانے کی آرزو پیدا ہوگی رسول مقبول صلی علیہ وسلم کے زمانہ مین عورتون کو اجازت تھی کہ مسجد مین جائین اور پچھلی صف مین رہین صحابہ کبار رضی اللہ تعالیٰ عنہم جمعین نے اپنے وقت مین منع کیا حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ملاحظہ فرماتے کہ اب کی عورتین کس صفت پر ہین تو مسجد مین نہ آنے دیتے اب مسجد اور مجلس مین جانے سے اور مردون کو دیکھنے سے منع کرنا بہت ہی ضرور ہے مگر بوڑہیا پرانی جاڑہ اوڑہ کر جائے تو مضائقہ نہین اکثر عورتون کے حق مین مجلس اور نظارہ سے آفت پیدا ہوتی ہے جہان کہین فتنہ کا ڈر ہو وہان عورت کو جانے دینا درست نہین ایک اندہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین آیا حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور اور عورتین جو وہان بیٹھی تھین نہ اوٹھین اور کہا کہ یہ اندہا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ اندہا تو تم بھی کیا اندہی ہو **چھٹا ادب** یہ ہے کہ عورت کا نفقہ مرد اچھی طرح دے تنگی نہ کرے اور اسراف بھی نہ کرے اور سمجھے کہ جورو کو نفقہ دینے کا ثواب خیرات کے ثواب سے زیادہ ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے ایک دینار جہاد مین صرف کیا ایک دینار کا غلام مول لیکر آزاد کیا ایک دینار کسی مسکین کو دیا اور ایک دینار اپنی جورو کو دیا تو یہ دینار ثواب مین سب سے افضل ہے اور چاہیے کہ مرد کوئی اچھا کھانا اکیلا نہ کھائے اگر کھایا ہے تو چھپائے اور جو کھانا نہین کھوا سکتا اوسکی تعریف عورتون کے سامنے نہ کرے ابن سیرین نے کہا ہے کہ ہفتہ بھر مین ایکبار حلوا پکائے یا مٹھائی بنائے دفعۃ شیرینی چھوڑ دینا بیمروتی ہے اگر کوئی مہمان ہو تو اپنی جورو کے ساتھ کھانا کھائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ اون گھر والون پر جو باہم ملکر کھانا کھاتے ہین حق تعالیٰ رحمت بھیجتا ہے اور ملائک دعاے مغفرت کرتے ہین اصل یہ ہے کہ جو کچھ نفقہ دے حلال کی کمائی سے پیدا کرکے دے کیونکہ گھر والون کو حرام کے مال سے پرورش کرنا بڑی خیانت اور ظلم کا سبب ہے اس سے زیادہ کوئی خیانت اور ظلم نہین **ساتوان ادب** یہ ہے کہ علم دین جو نماز اور طہارت اور حیض وغیرہ مین کام آتا ہے عورتون کو سکھائے اگر نہ سکھائیگا تو باہر جاکر عالم سے پوچھنا عورت پر واجب اور فرض ہے اور اگر شوہر نے اسے سکھا دیا ہے تو اوسکی بے اجازت باہر جانا اور کسی سے پوچھنا درست نہین اگر امور دین سکھانے مین قصور کریگا تو مرد خود گنہگار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا یعنی اپنے تئین اور اپنے گھر والون کو دوزخ سے بچاؤ اور یہ بھی سکھانا ضرور ہے کہ جب غروب آفتاب سے پہلے حیض بند ہوجائے تو عصر کی نماز قضا کرنا چاہیے اکثر عورتین اس مسئلہ کو نہین جانتی ہین **آٹھوان ادب** یہ ہے کہ اگر دو جورو رکھتا ہے تو اونکے درمیان برابر رعایت رکھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی ایک جورو کی طرف مائل ہے گا قیامت کے دن اوسکا آدہا بدن ٹیڑہا ہوجائیگا عطیہ دینے اور رات کو پاس رہنے مین دونون کی برابری کا لحاظ رکھے لیکن محبت اور مباشرت کرنے مین برابری واجب نہین کہ یہ امر اپنے اختیار مین نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہر شب ایک بی بی پاس رہتے تھے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو سب سے زیادہ پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یا اللہ جو امر میرے اختیار مین ہے اوس مین کوشش کرتا ہون لیکن دل میرے اختیار مین نہین ہے اگر کوئی شخص کسی عورت سے سیر ہوجاوے اور اوسکے پاس جانیکو جی نہ چاہے

تو چاہیے کہ اوسے طلاق دیدے قید مین نہ رکھے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی سودہ رضی اللہ تعالی عنہا کو طلاق دینا چاہا کہ وہ بوڑہی ہوگئی تھین اونھون نے عرض کیا کہ مین نے اپنی باری حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو دی آپ مجھے طلاق نہ دیجیے تاکہ قیامت کے دن آپکی ازواج طاہرات مین میرا حشر ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی عرض قبول فرمائی اور اونھین طلاق نہ دی دو شب حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس اور ایک ایک شب اور بی بیون کے پاس رہنے لگے

نوان ادب یہ ہے کہ اگر جورو خاوند کی اطاعت نہ کرے اور اوسکی طاقت نہ رکھے تو خاوند اوس سے بہ نرمی اور مہربانی اپنی اطاعت کروائے اگر تابعداری نہ کرے تو خاوند غصہ کرے اور سونیکے وقت اوسکی طرف پشت کرکے سوئے اگر اسپر بھی مطیع نہوئے تو تین راتین اوس سے علیحدہ سوئے اگر یہ امر بھی مفید نہو تو اوسے مارے مگر منہ پر نمارے اور ایسے زور سے نمارے کہ وہ زخمی ہو جائے اگر نماز یا دین کے اور کسی کام مین قصور کرے تو مہینا بھر تک اوس سے خفا رہے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والتسلیمات ایک مہینا کامل سب بی بیون سے خفا رہے تھے **دسوان ادب** یہ ہے کہ صحبت کرنے مین قبلہ کی طرف سے منہ پھیرے اور پہلے بات چیت کھیل پیار بوس وکنار سے اوسکا دل خوش کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کو نچاہیے کہ اپنی عورت پر جانور کی طرح گرے بلکہ صحبت سے پہلے قاصد ہوتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ قاصد کیا ہے آپ نے فرمایا وہ بوسہ ہے جب ابتدا کیا چاہے تو یون کہے بسم اللہ العلی العظیم اللہ اکبر اللہ اکبر اور اگر قل ہو اللہ پڑہ لے تو بہتر ہے اور کہے اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّیْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّیْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص یہ دعا پڑہے گا اور جو فرزند پیدا ہوگا وہ شیطان سے محفوظ رہے گا اور انزال کے وقت اس آیہ کریمہ کا دھیان کرے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ جَعَلَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِھْرًا جب منزل ہوا چاہے تو رکے تاکہ عورت کو بھی انزال ہو جاے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مرد کی عاجزی کی نشانی ہین **ایک** یہ کہ کسیکو دیکھے کہ اوس سے دوستی رکھتا ہے اور اوسکا نام نہ دریافت کرے **دوسری** یہ کہ کوئی بھائی اوسکی تکریم کرے اور وہ اوس تکریم کو رد کرے **تیسری** یہ کہ بوس وکنار سے پہلے جورو کے ساتھ صحبت کرنے لگے اور جب اوسکی حاجت روائی ہونے لگے تو صبر نکرے کہ عورت کی بھی حاجت روائی ہو جائے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابو ہریرہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے روایت کی ہے کہ چاند رات اور پندرہوین شب اور مہینے کی اخیر رات کو صحبت کرنا مکروہ ہے کہ ان راتون مین صحبت کرنیکے وقت شیطان حاضر ہوتے ہین اور حالت حیض مین صحبت سے اپنے تئین بچائے رکھے لیکن حیض والی عورت کے ساتھ بہنا سونا درست ہے اور حیض کے بعد غسل سے پہلے بھی صحبت کرنا نچاہیے جب ایکبار صحبت کر چکا اور دوبارہ قصد ہے تو چاہیے کہ اپنا بدن دھو ڈالے اگر نجس آدمی کوئی چیز کھایا چاہے تو اوسے چاہیے کہ وضو کرلے اور اگر سویا چاہے تو بھی وضو کرلینا چاہیے اگرچہ نجس رہے گا لیکن سنت یہی ہے اور غسل سے پہلے بال نہ منڈوائے ناخن نہ کٹوائے تاکہ جنابت کی حالت مین بال اور ناخن اوس سے جدا نہون اور چاہیے کہ منی بچہ دان تک پہونچائے پھیر نہ لے اور اگر عزل کریگا تو صحیح یہی ہے کہ حرام نہوگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرد نے پوچھا

کیا رسول اللہ ایک لونڈی میری خادمہ ہے میں نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو کیونکہ پھر کام نہ کر سکے گی آپنے فرمایا کہ تو عزل کر اگر تقدیر میں ہے تو خود بخود فرزند پیدا ہوگا پھر وہ شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ فرزند پیدا ہوا حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کُنَّا نَعْزِلُ وَالْقُرْاٰنُ یَنْزِلُ یعنی ہم عزل کرتے تھے اور قرآن اوترتا تھا ہمیں ممانعت نہیں ہوئی **گیارھوان ادب** یہ ہے کہ جب اولاد ہو تو اوسکے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہے حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص ایسا کریگا تو لڑکا اور کمپن کی بیماری سے محفوظ رہے گا اور نام اچھا رکھنا چاہیے حدیث شریف میں ہے کہ عبداللہ اور عبدالرحمن اور اسکے مثل نام خدا کے نزدیک سب ناموں سے بہتر ہیں لڑکا اگر پیٹ سے گر جائے تو بھی اسکا نام رکھنا سنت ہے اور عقیقہ سنت موکدہ ہے لڑکی کے عقیقہ میں ایک بکرا اور لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے ذبح کرنا چاہیے اور اگر ایک ہی ہو تو بھی اجازت ہے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ عقیقہ کے بکرے کی ہڈی توڑنا نچاہیے اور سنت یہ ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو اوسکے منہ میں میٹھی چیز ڈالیں اور ساتویں دن اوسکے بال منڈوائیں اور اوسکے بالوں کے برابر چاندی یا سونا تصدق کریں اور چاہیے کہ آدمی لڑکی سے کراہت اور لڑکے سے بہت خوشی نکرے اسواسطے کہ آدمی نہیں جانتا کہ بھلائی کس میں ہے لڑکی بہت مبارک ہے اور اسکا ثواب زیادہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہونگی اور اونکے سبب سے محنت اوٹھائیگا تو اس مہربانی کے عوض جو وہ کرتا ہے حقتعالےٰ اوسپر رحم فرمائیگا کسینے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر دو ہی ہوں آپنے فرمایا کہ اگر دو ہوں تو بھی کسینے عرض کیا اگر ایک ہی ہو آپنے فرمایا تو بھی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے ایک لڑکی ہو وہ رنجور ہے جسکے دو ہوں وہ گرانبار ہے جسکے تین ہوں اے مسلمانوں اوسکی یاری اور مددگاری کرو کہ وہ میرے ساتھ جنت میں ہے جیسے دو انگلیاں یعنی وہ مجھسے نزدیک رہے گا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بازار سے میوہ مول لیکر گھر میں آئے وہ ثواب میں صدقہ کے مانند ہے چاہیے کہ پہلے لڑکی کو دے پھر لڑکے کو جو لڑکی کو خوش کریگا وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ حق تعالےٰ کے خوف سے رویا اور جو خدا کے خوف سے روئے اوسپر آتش دوزخ حرام ہو جاتی ہے **بارھوان ادب** یہ ہے کہ حتی الامکان جورو کو طلاق نہ دے کیونکہ طلاق دینا اگرچہ مباح ہے لیکن حقتعالےٰ اس سے راضی نہیں کیونکہ طلاق کا لفظ زبان پر لانا عورت کو رنج عظیم پہونچاتا ہے اور کسیکو رنج دینا کیونکر درست ہوگا لیکن مصرعہ گر ضرورت بود روا باشد ✦ جب طلاق دینے کی ضرورت پڑے تو چاہیے کہ ایک طلاق سے زیادہ نہ دے کہ یکبارگی تین طلاق دینا مکروہ ہے اور حالت حیض میں طلاق دینا حرام ہے اور پاکی کی حالت میں اگر صحبت کی ہے تو بھی حرام ہے اور چاہیے کہ مہربانی کی راہ سے طلاق میں کچھ عذر کرے غصہ اور حقارت کے سبب سے طلاق نہ دے اور طلاق کے بعد عورت کو تحفہ دے تاکہ اوسکا دل خوش ہو اور عورت کی پوشیدہ باتیں کسی سے نہ کہے اور یہ ظاہر نہ کرے کہ میں فلانے عیب کے سبب سے طلاق دیتا ہوں ایک شخص سے لوگوں نے پوچھا تو کیوں طلاق دیتا ہے کہا میں اپنی جورو کا راز فاش نہیں کر سکتا جب طلاق دیچکا تو پھر لوگوں نے پوچھا تو نے کیوں طلاق دی اوسنے کہا مجھے پرائی عورت سے کیا کام کہ اوسکا بھید کھولوں **فصل** یہ جو بیان کیا گیا یہ شوہر پر جورو کا حق ہے لیکن جورو پر شوہر کا بہت بڑا حق ہے اسواسطے کہ جورو حقیقت میں خاوند کی لونڈی ہے حدیث شریف میں ہے کہ اگر خدا کے سوا اور کو سجدہ کرنا درست ہوتا

تو جوروون کو حکم ہوتا کہ اپنے خاوندون کو سجدہ کیا کرین جوروپر جو خاوند کے حق ہین اونمین سے یہ بھی ہے کہ جورو گھر مین بیٹھے خاوند کے بے حکم باہر نجائے دریچہ مین اور چھت پر نہ آئے پڑوسیون سے دوستی اور باتین بہت نہ کرے اور بلا ضرورت اونکے گھر نجائے اور اپنے خاوند کی بھلائی کے سوا اور کچھ نہ کہے اوس سے اور خاوند سے صحبت اور نباہ کرنے مین جو بے تکلفی ہوتی ہے کسی سے نہ کہے ہر کام مین خاوند کے مقصود اور خوشی کی طمع رکھے خاوند کے مال مین خیانت نہ کرے خاوند پر مہربانی رکھے جب اوسکے خاوند کا کوئی دوست دروازہ کھٹکھٹائے تو اسطرح جواب دے کہ وہ اسے نہ پہچانے کہ یہ صاحب خانہ کی جورو بولتی ہے خاوند کے سب دوستون سے پردہ کرے تاکہ وہ اسے نہ پہچانین جو کچھ میسر ہو اوسپر خاوند کے ساتھ قناعت کرے زیادہ طلبی نہ کرے خاوند کا حق اپنے عزیزون سے زیادہ جانے اپنے تئین ہمیشہ ایسا سنوارکے جیسا صحبت کے واسطے ہونا چاہیے اور جو کام اپنے ہاتھ سے کرسکتی ہے کرے خاوند کے سامنے اپنے حسن جمال پر فخر نہ کرے خاوند کے احسان کی ناشکری نہ کرے یہ نہ کہے کہ تونے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہر وقت خرید فروخت اور طلاق کا سوال بے سبب نہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے دوزخ مین نگاہ کی تو بہت سی عورتون کو دیکھا اسکا سبب پوچھا معلوم ہوا کہ اپنے خاوندون پر لعن طعن اور اونکی ناشکری کرتی ہیں اونکا یہ حال ہے

تیسری اصل آداب کسب و تجارت کے بیان مین

العزیز جان اس بات کو جان کہ دنیا منزل راہ آخرت ہے اور آدمی کو کھانے پینے کی حاجت ہے اور کھانا پینا بے کسب کے ممکن نہین تو کسب کے آداب جاننا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص اپنے تئین ہمہ تن دنیا کمانے مین مصروف کریگا وہ بدبخت ہے اور جو شخص خدا پر توکل کرکے اپنے تئین بالکل آخرت کے کام بنانے مین مصروف کریگا وہ بھی بدبخت ہوگا لیکن درجہ توسط یہ ہے کہ آدمی دنیا کمانے مین بھی مشغول ہو اور آخرت کے کام بنانے مین بھی مگر مقصود آخرت ہی کا کام بنانا ہو اور دنیا کمانا فقط آخرت کے کام بنانے مین واقعت حاصل ہونیکے واسطے ہو کسب کے وہ احکام اور آداب جنکا جاننا ضرور ہے پانچ بابون مین ہم بیان کرتے ہین **پہلا باب** کسب کی فضیلت اور ثواب کے بیان مین - العزیز جان تو کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو خلق سے بے پروا رکھنا اور کسب حلال سے اونکی کفالت کرنا راہ دین مین جہاد کرنا ہے اور بہت عبادت سے افضل ہے ایک دن جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ والسلام بیٹھے تھے صبح تڑکے ایک جوان قوی اور ہرے گدرا اور ایک دوکان مین چلا گیا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا افسوس یہ اتنے بیٹے کے راہ خدا مین اوٹھا ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایسا نہ کہو کیونکہ اگر وہ اپنے تئین یا اپنے ماں باپ یا جورو لڑکون کو خلق سے بے پروا کرنے جاتا ہے تو بھی وہ خدا کی راہ مین ہے اور اگر تفاخر اور لاف اور تونگری کے لیے جاتا ہے تو شیطان کی راہ مین ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خلق سے بے پروا ہونے کو یا اپنے پڑوسیون اور عزیزون کے ساتھ بھلائی کرنیکو دنیا مین طلب حلال کرتا ہے قیامت کے دن اوسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح منور اور تابان ہوگا اور فرمایا ہے کہ سچا سوداگر قیامت کے دن صدیقون اور شہیدون کے ساتھ اوٹھیگا اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور مسلمان کو حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیشہ ور کی کمائی سب چیزون سے زیادہ حلال ہے

اگر وہ نصیحت بجالائے اور فرمایا ہے کہ سوداگری کر کیونکہ روزی کے دس ٹکڑے ہین نو ٹکڑے فقط سوداگری مین ہین اور فرمایا ہے
کہ جو شخص اپنے اوپر سوال کا دروازہ کھولتا ہے حق تعالیٰ اوسپر مفلسی کے ستر دروازے کھولدیتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے
ایک شخص کو دیکھا پوچھا تو کیا کام کرتا ہے اوسنے کہا عبادت کرتا ہون پوچھا قوت کہان سے کھاتا ہے اوس نے کہا میرا ایک بھائی ہے
وہ مجھے قوت دیتا ہے فرمایا کہ تیرا بھائی تجھسے زیادہ عابد ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
فرمایا ہے کہ کسب چھوڑدو اور یہ کہو کہ حق تعالیٰ روزی دیتا ہے کیونکہ حق تعالیٰ آسمان سے سونا چاندی نہین بھیجتا ہے بلکہ اس
امر کی اوسے قدرت ہے مگر کسی حیلے سے روزی دینا اوسکی عادت ہے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا کسب چھوڑنا
کہ جو شخص خلق کا محتاج ہوتا ہے اوسکا دین تنگ ہوجاتا ہے عقل ضعیف ہوجاتی ہے مروت زائل ہوجاتی ہے لوگ اوسے حقارت
کی نظر سے دیکھتے ہین ایک بزرگ سے لوگون نے پوچھا کہ ما بہتر ہوتا ہے یا برا نت دار اون بزرگ نے فرمایا کہ برا نت دار
بہتر ہے کہ وہ جہاد مین سے اسواسطے کہ شیطان تو اوسکے دین کے پردے مین اوسکا درپے ہے اور وہ اوسکے حفاظت کرتا ہے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ مین کسی بیکار پیشہ موت کو اوس سے زیادہ دوست نہین رکھتا ہون کہ مین اپنے
عیال کے واسطے طلب حلال کرتا ہون اور میری موت آجاے حضرت امام حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اوس شخص کے
بارے مین کیا فرماتے ہین جو عبادت کے واسطے مسجد مین بیٹھ رہے اور کہے کہ خدا مجھے رزق دیگا امام صاحب نے فرمایا وہ مرد جاہل ہے
شرع نہین جانتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے میری روزی میرے نیزہ کے سایہ مین کیہی ہے
یعنی جہاد کرنے مین اور اعمش نے حضرت ابراہیم اور ہمام قدس سرہ کو دیکھا کہ لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر اوٹھاے ہین پوچھا آپکا یہ کسب
کبتک ہوا کرے گا آپکے مسلمان بھائی آپکے اس رنج و تکلیف کو دفع کرسکتے ہین فرمایا چپ رہ کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو کوئی
طلب حلال کے واسطے ذلیل جگہ کھڑا ہوگا اوسپر بہشت واجب ہوجاتی ہے سوال اگر کوئی کرے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مَا اُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ اجْمَعِ الْمَالَ وَكُنْ مِنَ التَّاجِرِينَ وَلَكِنْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنْ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ
وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ یعنی مجھسے خدا نہین فرماتا ہے کہ مال جمع کر اور سوداگرون مین سے ہوجا بلکہ یہ فرماتا ہے
کہ تسبیح کر اپنے پروردگار کی اور ساجدون مین سے رہ اور عبادت کر اپنے پروردگار کی اخیر عمر تک اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ
عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے **جواب** یہ ہے کہ تجھے معلوم ہوجاے کہ جو شخص اپنے واسطے اور اپنے جورو لڑکون کے لیے
مال کافی رکھتا ہو بالاتفاق اوسکے واسطے عبادت کرنا کسب سے بہتر ہے اور جو کسب مقدار کفایت و ضرورت سے زیادہ طلبی کیواسطے
ہو اوسمین ہرگز کچھ فضیلت نہین بلکہ نقصان اور دنیا سے دل لگانا ہے اور ایسا کسب سب گناہون کا سردار ہے اور وہ شخص جو مال
نہین رکھتا مگر مال صالح سے اوسکی اوقات بسری ہوتی ہے اوسکو کسب نہ کرنا اولیٰ ہے اور یہ امر چار شخص کے واسطے ہوتا ہے ایک
وہ شخص جو ایسے علم مین مشغول ہو جس سے لوگون کو منفعت دینی ہو مثلاً علوم شرعیہ یا دنیا کا فائدہ ہو جیسے علم طب دوسرا وہ شخص جو
عہدۂ قضا اور وقف اور مصالح خلق مین مشغول ہو تیسرا وہ شخص جسکے باطن مین صوفیون کے حالات اور مکاشفات کی راہ کھلی ہو

چوتھا وہ شخص جو اوس خانقاہ مین جو عابدون پر وقف ہو بیٹھکر اوراد اور عبادت ظاہری مین مشغول رہے ایسے لوگون کو کسب کرنا اولی ہے پس اگر انکی روزی لوگون کے ہاتھ سے پہنچتی ہو اور ایسا زمانہ ہو کہ بے سوال کیے اور [illegible] ہون تو اس وقت مین کسب کرنا اولی ہے اسلئے زمانہ مین ایک بڑا گروہ [illegible] مشغول رہتے اور سوال [illegible] تھے یا اور سبب سے تھا لیکن غیر کا دروازہ لوگون پر کھلا رہتے کیونکہ [illegible] پاس رہتے تھے لیکن جب ایسا زمانہ ہو کہ بے سوال کیے اور [illegible] واسطے کسب کرنا پڑتا ہے اسواسطے کہ سوال کرنا حرام اور بضرورت [illegible] فرض ہے اور قوت طلب کرنے مین اوسکا تھوڑی سی ذلت ہو تو اوسوقت [illegible] شخص کو جس سے ظاہری کے عبادت کے سوا اور کوئی فیض اور فائدہ نہین ہوتا کسب کرنا اولی ہے کسب مین دل خدا کے ساتھ مشغول رکھتا ہے اوسے کسب کرنا اولی ہے اسواسطے کہ یاد خدا سب عبادتون کی حقیقت ہے اور کسب کرنے مین بھی دل خدا کے ساتھ مشغول رکھ سکتا ہے دوسرا باب **علم کسب کے بیان مین** تاکہ کسب [illegible] کے ساتھ ہو

العزیز جان تو کہ یہ باب بڑا ہے فقہ کی کتابون مین ہمنے (یعنی امام والا مقام نے) اوسکا بیان کیا ہے اس کتاب مین اوس قدر جسکی اکثر حاجت پڑتی ہے بیان کرتے ہین کہ لوگ استفادہ جان لین اگر کچھ مشکل پڑے تو پوچھ سکین اور جو استفادہ [illegible] حرام اور بیع مین مبتلا ہو جائیگا اور یہ بھی نہ جانیگا کہ اس بات کو دریافت کرنا چاہیے کسب اکثر چیزون معاملون [illegible] مسلم اجارہ قراض شرکت تو حقدون کی سب قسمین بیان کرتے ہین پہلا عقد بیع ہے اور بیع کے مسائل جاننا [illegible] بچاؤ نہین آیا ہے المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ بازار مین جاکر دکانداروں سے کہتے اور فرماتے کہ بیع کے مسائل [illegible] اس بازار مین معاملہ نہ کرے نہین تو خواہ مخواہ بیاج مین مبتلا ہو جائیگا العزیز جان تو کہ بیع کے تین رکن ہین ایک مول لینے والا اور بیچنے والا تیسرا جنھین عاقد کہتے ہین دوسرا رکن مال تجارت ہے کہ اوسے معقود علیہ کہتے ہین تیسرا رکن لفظ ہے جسے [illegible] کہتے ہین عاقد سے اوسے چاہیے کہ پانچ شخصون سے معاملہ نکرے لڑکے دیوانے لونڈی غلام اندھے حرام کھانیوالے سے جو لڑکا بالغ نہوا ہو امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک اوسکی بیع کی ہوئی باطل ہے گو کہ ولی کے حکم سے ہو اور دیوانہ کا بھی یہی حکم ہے آدمی جو کچھ اوسسے مول لیگا وہ اگر ضائع ہو جاے تو مول لینے والے پر تاوان ہوگا اگر کچھ انھین دیکھا تو اوسکا تاوان اوسسے نہین لے سکتا اسواسطے کہ اوسنے خود انھین دیکر مال ضائع کیا اور لونڈی غلام کی بیع اوسکے مالک کی اجازت بغیر باطل ہے قصائی نان بائی بنیے وغیرہ جنکے مالک سے اجازت نہ لے لین تب تک اونھین لونڈی غلام سے معاملہ کرنا درست نہین ہے یا کوئی عادل خبر دے یا شہر مین مشہور ہو کہ اوسکو اوسکے مالک نے معاملہ کرنے کی اجازت دیدی ہے تو اگر مالک کی اجازت بغیر اوس سے کچھ لین گے تو اون پر تاوان ہوگا اور اگر اوسکو کچھ دینگے تو جب تک وہ آزاد نہو جاے تب تک اوس سے تاوان نہین مانگ سکتے اندھے کا کیا ہوا معاملہ باطل ہے

مگر یہ کہ ایک وکیل ڈھیلا مقرر کرے وہ جو کچھ لیگا اوسپر اوان ہوگا سوا سطے کہ مکلف آزاد ہے حرام کھانیوالے مثلاً ترک ظالم چور سود دینے والے شراب بیچنے والے ڈاکو گویئے توحہ پڑھنے والے جھوٹی گواہی دینے والے رشوت کھانیوالے ان سبکے ساتھ معاملہ درست نہیں ہے اگر معاملہ کرے اور تحقیق جانے کہ اونسے جو کچھ مول لیا ہے وہ اون ہی کی ملک ہے تو حرام نہیں درست ہوا اور اگر تحقیق جانتا ہے کہ جو چیز مول لی وہ اونکی ملک نہیں ہے تو سوا اجل ہوا اور اگر ظن غالب ہے تو دیکھے اگر بہت سا مال حلال ہے اور تھوڑا حرام کا مال ہے تو سودا درست ہوگا مگر احتیاط یہی ہے کہ خالی نہیں اور اگر [illegible] حلال ہے تو [illegible] حرام نہیں کہہ سکتے لیکن شبہ حرام کے قریب ہے اور اسکا خطرہ بہت بڑا ہے سو ہو اور نصاب کے ساتھ اگر جو معاملہ کرے درست ہے لیکن قرآن شریف انکے ہاتھ ہدیہ نہ کرے اور مسلمان لونڈی غلام انکے ہاتھ نہ بیچے اور اگر حربی ہوں تو سکتا ہے کہ یہ معاملہ ظاہر مذہب کے رو سے باطل ہے اور بیچنے والا گنہگار ہوگا اہل باحت ہے دین میں انکے ساتھ معاملہ باطل ہے ایسے لوگوں کا خون کرنا اور مال لے لینا حلال ہے بلکہ یہ لوگ کسی چیز کے مالک نہیں اور انکا نکاح باطل ہے اور انکا حکم مرتدوں کے مانند ہے اور جو شخص شراب پینے اور نامحرم عورتوں کے پاس بیٹھنے اور نماز نہ پڑھنے کو اون سات شبہوں میں سے کسی ایک شبہ کے سبب سے جو عنوان مسائل میں مذکور ہوئے ہیں درست جانے وہ زندیق ہے اوسکے ساتھ معاملہ اور نکاح نہ کرنا چاہیئے دوسرا رکن مال ہے کہ اوسی پر معاملہ کرتے ہیں اوسمیں چند شرطوں کا نگاہ رکھنا ضرور ہے **پہلی شرط** یہ ہے کہ وہ مال نجس نہو تو کتے سور گوہ ہاتھی کی ہڈی شراب گوشت مردار روغن مردار کی بیع باطل ہے لیکن پاک روغن میں اگر نجاست پڑ جائے تو اوسکی بیع حرام نہیں ہے علی ہذا القیاس جو کپڑا ناپاک ہو جائے لیکن مشک نافہ اور تخم کرم ابریشم کی بیع درست ہے اسواسطے کہ صحیح یہی ہے کہ یہ دونوں پاک ہیں **دوسری شرط** یہ ہے کہ مال میں کچھ منفعت ہو کہ وہ مقصود ہو تو چوہے سانپ بچھو اور حشرات الارض کی بیع باطل ہے ڈھنڈی کرنیوالوں کو سانپ میں جو نفع ہے وہ شرع میں بے اصل ہے گیہوں کا ایک دانہ یا اور کوئی چیز جسمیں متعدبہ فائدہ نہو اوسکی بیع باطل ہے مگر بلی مکھی چیتا شیر بھیڑیا وغیرہ جسکی ذات میں یا چمڑے میں منفعت ہو اوسکی بیع درست ہے طوطے مور اور خوبصورت چڑیوں کی بیع درست ہے کہ اونسے یہ منفعت ہوتی ہے کہ آدمی کو اونکے دیکھنے سے راحت ہوتی ہے اور بربط چنگ رباب کی بیع باطل ہے کہ ان چیزوں سے منفعت اوٹھانا حرام ہے اور انکا نفع کالعدم ہے اور لڑکوں کے کھیلنے کے واسطے مٹی کے کھلونے جو بناتے ہیں اگر حیوانوں کی صورت بنائی ہے تو اوسکی قیمت حرام ہے اور اوسکا توڑنا واجب ہے درخت اور پھول پتی بنانا درست ہے جس طباق اور کپڑے میں صورت بنی ہو اوسکی بیع درست ہے کہ اوس کپڑے کا تکیہ بچھونا بنانا درست ہے پہننا درست نہیں **تیسری شرط** یہ ہے کہ مال بیچنے والے کی ملک ہو اسواسطے کہ اگر دوسرے کا مال بے اجازت بیچے گا تو بیع باطل ہے گو فضولی کا مال ہو خواہ باپ یا بیٹے کا ہو اور اگر بیچنے کے بعد مالک نے اجازت دی تو بھی بیع درست نہوگی اسواسطے پہلے اجازت چاہیئے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ ایسی چیز بیچے جو مول لینے والے کو حوالے کر سکے تو جو لونڈی غلام بھاگ گیا ہو اور جو مچھلی پانی میں اور چڑیا ہوا میں اور بچہ پیٹ میں اور نطفہ گھوڑے کی پیٹھ میں ہو اوسکی بیع درست نہیں کیونکہ انکا فوراً حوالے کر دینا بیچنے والے کے اختیار میں نہیں ہے اور جو بال جانور کی پیٹھ پر ہوں یا جو دودھ تھن میں ہو اوسکی بیع بھی باطل ہے اسواسطے کہ تک

حوالہ کرے گا نیا دودھ جو پیدا ہوتا ہے اوس مین یہ دودھ ملجائیگا اور مرتہن کی اجازت کے بغیر شی مرہونہ کی بیع باطل ہے اور جو لونڈی لڑکے کی ماں ہوئی ہو اوسکی بیع باطل ہے اسواسطے کہ اسکو حوالے کر دینا درست نہین اور وہ لونڈی جسکا لڑکا چھوٹا ہو لڑکا چھوڑکر اوسکی بیع یا اوسے چھوڑکر لڑکی کی بیع باطل ہے اسواسطے کہ انکے درمیان جدائی ڈالنا حرام ہے **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عین مال اور اسکی مقدار اور صفت معلوم ہو عین مال کا نہ معلوم ہونا یون ہوتا ہے کہ مثلاً کہے کہ جو ایک بکرا اس گلہ سے یا جو ایک تھان اس گٹھر سے تو چاہے وہ مین نے تیرے ہاتھ بیچا ایسی بیع باطل ہے بلکہ چاہیے کہ ایک چیز اشارہ سے جدا کرکے بیچے اور اگر کہے کہ اس زمین سے دس گز زمین نے تیرے ہاتھ بیچی جدہر تو چاہے لیلے تو یہ بیع بھی باطل ہے اور مقدار وہان جاننا چاہیے جہان مول لینے والا عین مال آنکھ سے نہ دیکھے مثلاً بیچنے والا کہے کہ مین نے تیرے ہاتھ اوتنے کو بیچا جتنے کو فلانے شخص نے اپنا کپڑا بیچا یا فلانی چیز کے ہموزن سونے یا چاندی کے عوض اور عین وثمن دونون کی مقدار نہین معلوم تو یہ باطل ہے لیکن اگر کہے کہ یہ گیہون اس آبخورہ بھر سونے یا چاندی کے عوض مین نے تیرے ہاتھ بیچے اور مول لینے والا دیکھتا ہے تو درست ہے اور صفت کا جاننا یا ین طور ہوتا ہے کہ جو چیز دیکھی ہی نہین اوسے دیکھے یا بہت دنون پہلے دیکھی تھی اور اوتنے دنون مین وہ چیز متغیر ہونیوالی ہو تو اوسکی بیع باطل ہے اور جو مہین کپڑا ٹاٹ اور لپیٹے ہوئے کپڑے مین ہو اور جو گیہون بالی مین ہو اوسکی بیع باطل ہے آدمی جب لونڈی مول لے تو اوسکے سر کے بال اور ہاتھ پاؤن جو کچہ بردہ فروش عادتاً دکھا دیتا ہے دیکھ لے اگر اونمین سے کچہ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی اور اگر کوئی مکان مول لیگا اور اوسکا ایک درجہ بھی دیکھنے سے رہ جائیگا تو بیع باطل ہوگی مگر اخروٹ بادام باقلا انار مزعی کا انڈا انکی بیع درست ہے اگرچہ چھلکے مین پوشیدہ ہون کیونکہ ان چیزون کو اسیطرح بیچنا مصلحت ہے اور کچے اخروٹ اور باقلی جو دوسرے چھلکے مین ہون بمقتضاے حاجت انکی بیع درست ہے اور قثاء کی بیع باطل ہے کیونکہ وہ پوشیدہ مگر اجازت سے اوسکا کھانا بنیا مباح ہے **چھٹی شرط** یہ ہے کہ جو کچہ مول لیا ہے جبتک اوسپر قبضہ نکرلے تب تک اوسکی بیع درست نہین چاہیے کہ پہلے اوسکے ہاتھ آئے پھر وہ بیچے تیسرا رکن عقد ہے لفظ کہنا ضرور ہے زبان سے یون کہے کہ یہ چیز مین نے تیرے ہاتھ بیچی مول لینے والا کہے مین نے اسکو مول لیا یا کہے یہ چیز اوسکے عوض مین مین نے تجکو دی وہ کہے مین نے لی یا قبول کی اور کوئی لفظ کہے جس سے بیع کے معنی مفہوم ہون اگرچہ صریح نہو تو اگر لین دین کے پیشتر لفظ مذکور نہو تو بیع درست نہوگی جیسا کہ اب عادت ہوگئی ہے اور یہ اولیٰ ہے کہ حقیر چیزون مین خصت کے سبب سے ہم اس امر کو جائز رکھین کہ اسکا رواج پھیل گیا ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے اور علماء شافعی المذہب کے ایک گروہ نے مذہب شافعی مین بھی اس قول کا اعتبار کیا ہے اور تین وجہ سے اس قول پہ فتویٰ دینا کچہ بعید نہین ایک یہ کہ اسکی حاجت عام ہوگئی ہے دوسرے یہ کہ شاید صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے زمانہ مین یہی عادت تھی اسواسطے کہ اگر لفظ بیع کی یہ تکلف عادت ہوتی تو اون سے یہ وقت ہوتی اور اوس تکلف کو صحابہ نقل کرتے اور پوشیدہ نرہتا تیسرے یہ کہ اگر عادت ہوجاے تو فعل کو قول کا قائم مقام کرنا محال نہین ہے جیسا کہ ہدیہ مین ظاہر ہے کہ جو کچہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ لیجاتے تھے اوسمین ایجاب وقبول کا تکلف نہوتا تھا اور ہر زمانہ مین ایسا ہی رہا

اور جب ایسے معاملہ مین جسمین عرف نہو بمقتضاے عادت ہو دفعل سے ملک حاصل ہو جاتی ہے تو اس معاملہ بیع مین کہ عوض یعنے قیمت موجود ہے فقط فعل سے ملک حاصل ہو جانا کچھ خال نہین ہے لیکن ہر یہ مین بمقتضاے عادت ٹھوڑے بہت مین فرق نہین ہوا ہے اور قیمتی چیز کی بیع مین لفظ بیع کہنے کی عادت تھی جیسے گھر اور زمین اور غلام اور جانور اور قیمتی کپڑا ایسی چیزون مین اگر لفظ بیع نہ کہیگا تو اگلے بزرگون کی عادت کے خلاف کرے گا اور ملک حاصل نہوگی لیکن گوشت روٹی میوہ اور تھوڑی تھوڑی قیمت کی جو چیزین متفرق مول لیتے ہین اوسمین حسب عادت اجازت دینا بے وجہ نہین ہے اور حقیر چیزون مین اور بیش قیمت چیزون مین درجے اور مرتبے ہوتے ہین یہ جاننا چاہیے کہ یہ حقیر چیزون مین سے ہے یا نہین اون درجون مین کچھ اندازہ نہین کر سکتے جب یہ امر مشکل ٹھہرا تو احتیاط کی راہ چلنا چاہیے العزیز جان تو کہ اگر کسینے گدہے کے بوجہ برابر گیہون مول لیے اور لفظ بیع و تجارہ نہ کہی تو وہ اوسکی ملک نہو جائین گے اسواسطے کہ وہ حقیر چیز نہین ہین لیکن کھانا اور اوسمین تصرف کرنا حرام نہین ہے تسلیم اور حوالہ ہو جانے کے سبب سے اباحت حاصل ہو جاتی ہے گو کہ ملک نہ حاصل ہو اگر ان گیہون مے کسی کی دعوت کریگا تو حلال ہے اسواسطے کہ مالک کا حوالہ کر دینا قرینہ حال سے اس بات کی دلیل ہے کہ اسپر حلال کر دیا ہے مگر بشرطیکہ عوض ہار اگر صریح کہدیتا کہ میرا اناج اپنے مہمان کو کھلا دینا پھر تاوان دیدینا تو درست ہوتا اور تاوان واجب آتا جبکہ اپنے فعل کو اس امر پر دلیل کیا تو بھی یہ امر حاصل ہو گیا تو لفظ بیع نہ کہنے کا یہ اثر ہوتا ہے کہ وہ اناج مول لینے والے کی ملک نہین ہو جاتا یہانتک کہ اگر وہ اوروں کے ہاتھ بیچنا چاہے تو نہین بیچ سکتا اور اگر قبل اسکے کہ مول لینے والا کہا جائے مالک پھیر لینا چاہے تو پھیر لے سکتا ہے جسطرح وہ کھانا جو دعوت مین دسترخوان پر چنا جاے العزیز جان تو کہ بیع اس شرط سے درست ہوتی ہے کہ اوسکے ساتھ اور کوئی شرط نہو مثلاً اگر کوئی یون کہے کہ یہ لکڑیان مین نے اس شرط سے مول لین کہ تو میرے گھر پہونچا دے یا یہ گیہون اس شرط سے مین نے مول لیے کہ تو مجھے آٹا پیس دے یا تو مجھے کچھ قرض دے یا اور کچھ شرط کرے تو بیع باطل ہوگی مگر چھ شرطین درست ہین ایک یہ کہ اس شرط سے بیچے کہ فلانی چیز میرے پاس گرو رکھہ یا کسیکو گواہ کر یا فلانے آدمی کو ضامن دے یا قیمت ابھی دے اتنے عرصہ تک مین نہین مانتا یا تین دن تک خواہ کم مین فسخ بیع کا اختیار رہے مگر تین دن سے زیادہ نہین درست ہے یا غلام اس شرط سے مول لے کہ وہ لکھنا یا کوئی پیشہ جانتا ہو تو ایسی شرطین بیع کو باطل نکرینگی دوسرا عقد ربا ہے اور ربا نقد اور غلہ مین ہوتا ہے لیکن نقد مین دو چیزین حرام ہین ایک اودھار بیچنا کیونکہ سونا سونے کے عوض اور چاندی چاندی کے عوض بیچنا درست نہین تا وقتیکہ دونون موجود نہون اور علیحدہ ہونیکے پہلے ایک دوسرے سے قبضہ نکرلے اگر اوسی جلسہ مین قبضہ نہ کرینگے تو بیع باطل ہے دوسرے یہ کہ سونا چاندی سونے چاندی کے بدلے بیچے تو زیادتی حرام ہے اور اوس دینار کو جو ثابت ہو اوس دینار یا جبہ کے عوض جو ٹکڑے ہو بیچنا چاہیے اور کھرے دینار کو کھوٹے دینار سے زیادتی کے ساتھ بیچنا چاہیے بلکہ کھرا کھوٹا ثابت شکستہ برابر ہونا چاہیے اگر کوئی کپڑا ثابت دینار کو لیا اور اوسی شخص کے ہاتھ ٹوٹے ہوئے دینار یا دانگ کو بیچا تو درست ہے اور مطلب حاصل ہے اور زر سرخ یہ جسمین کہ چاندی ہوتی ہے اوسکو کھری سونے چاندی

یا زرہ سے یوہ کے عوض بیچنا نچاہیے بلکہ اوس سے اور کوئی چیز مول لیکر بیچے اور جس نقرہ طلائی چیز کا چاندی سونا کھرا نہو اوسکا یہی حال ہے اور جس موتی کی لڑ مین سونا ہو اوسکو سونے کے عوض بیچنا نہین درست ہے اور زرتار کپڑا زر کے عوض بیچنا درست نہین مگر جب کپڑے مین زر قیمت کے برابر ہے جلانے کے بعد زر نکلے زیادہ نہ نکلے اور اگر دو جنس سے ہو تو بھی اناج اناج کے عوض اودھار نہ بیچنا چاہیے بلکہ ایک ہی جلسہ مین دونون کا قبضہ کرنا ضرور ہے اور اگر ایک ہی جنس سے ہو جیسے گیہون کے عوض گیہون تو بھی اودھار درست نہین ہے اور زیادتی کے ساتہ درست نہین بلکہ ناپنے مین برابر ہو اگر تولنے مین برابر ہو تو بھی نہین درست ہے بلکہ ہر چیز کی برابری اوسی اندازسے دیکھنا چاہیے جس انداز کی عادت ہو قصائی کو گوشت کے عوض بکرا دینا نان بائی کو روٹی کے بدلے گیہون دینا تیلی کو تیل کے عوض تل اور ناریل دینا درست نہین اور بیع منعقد نہوگی لیکن بیع نہ کرے اور اس ارادہ سے دے کہ اوس سے روٹی لے تو اوسکا کھانا مباح ہے مگر یہ روٹی اوسکی ملک نہوگی اور دوسرے کے ہاتھہ نہ بیچ سکے گا اور نان بائی کو گیہون مین تصرف کرنا تو مباح ہے مگر بیچنا جائز نہین روٹی لینے والیکے گیہون نان بائی پر اور نان بائی کی روٹی روٹی لینے والے پر باقی رہتی ہے جب چاہین مانگ سکتے ہین اگر ایک نے دوسرے کو بحل کردیا تو کافی نہوگا کیونکہ اگر ایک دوسرے سے کہے کہ مین نے اس شرط سے تجھے بحل کیا کہ تو بھی مجھے بحل کردے تو یہ باطل ہے اور اگر یہ شرط صراحتاً نہ کی اور یون کہا کہ مین نے بحل کیا تو اگر طرف ثانی جانتا ہے کہ اسکے دل مین یہ شرط ہے بے اسکے من بھر گیہون نہ بیچا بحل کرنا اوس جہان مین اوسکے اور خدا کے درمیان لاحاصل ہے کہ یہ رضامندی فقط زبان سے ہے دل سے نہین اور جو رضامندی دل سے نہو وہ اوس جہان مین کام نہ آئیگی لیکن اگر یون کہے کہ تو مجھے بحل کرے یا نہ کرے مین نے تجھے بحل کردیا اور دل مین بھی یہی بات رکھے تو درست ہے پھر اگر دوسرا شخص بھی بحل کردے تو بھی یہی حال ہے اور اگر ایک دوسرے کو بحل نہ کرے اور دونون چیزین قیمت اور مقدار مین برابر ہین تو اونسے دنیا مین تو جھگڑا نہوگا اور اوس جہان مین بدلا ہو جائیگا لیکن اگر کچہہ کمی زیادتی ہو تو اس جہان کی خصومت اور اوس جہان کے مطالبہ کا ڈر ہے اور جاننا چاہیے کہ اناج سے جو چیز بنتی ہے اوسے اوسی اناج کے عوض بیچنا نچاہیے اگرچہ برابر بھی ہو تو جو چیز گیہون سے ہوتی ہے جیسے آٹا روٹی خمیر اوسے گیہون کے بدلے بیچنا نچاہیے علی ہذا القیاس انگور کو سرکہ اور شہد کے بدلے اور دودہ کو پنیر اور مکھن کے عوض بیچنا درست نہین بلکہ انگور کو انگور کے عوض اور رطب کو رطب کے بدلے بھی بیچنا درست نہین تاوقتیکہ انگور منقی نہو جاے اور رطب خرما نہو جاے اسکا بیان طویل ہے یہ جو بیان کیا گیا اسکا سیکھنا واجب تھا کہ جب ایسا کوئی مسئلہ جسے نہین جانتا پیش آئے تو یہ تو سمجھے کہ اسے مین نہین جانتا ہون علما سے پوچھہ لون اور اس سے پرہیز کرنا واجب ہے تاکہ حرام مین نہ پڑ جاؤن اور معذور رہے اسواسطے کہ جیسا علم پر عمل کرنا فرض ہے ایسا ہی علم کا تلاش کرنا بھی فرض ہے تیسرا عقد سلم ہے اسمین دو دو شرطون کا لحاظ رکھنا چاہیے پہلی شرط یہ ہے کہ عقد مین کہے کہ مثلاً یہ چاندی سونا یا یہ کپڑا جو کچہہ ہوگد ہے کے بوجہ برابر گیہون کے واسطے سلم کے طور پر مین نے دیا اور جس صفت کے گیہون مقصود ہون اور اوس چیز کی قیمت سے بدل جاسکین اور جس صفت کا حسب عادت کہنا ضرور ہو سب صاف صاف کہدے

تاکہ طرف ثانی کو معلوم ہو جائے اور وہ کہے مین نے قبول کیا اور اگر لفظ سلم کے بدلے کہے کہ اس اس صفت کی چیز مین نے مول لی تو بھی درست ہے **دوسری شرط** یہ ہے کہ جو چیز دیتا ہے بے حساب نہ دے بلکہ اوسکی تول ناپ کرے تاکہ اگر پھر لینے کی حاجت پڑے تو یہ تو جانے کہ مین نے کیا چیز دی تھی اور کسقدر دی تھی **تیسری شرط** یہ ہے کہ عقد کی مجلس مین راس المال حوالے کردے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ سلم ایسی چیز مین دے جسکا حال وصف سے معلوم ہو جائے جیسے جو جو روئی جانورون کے بال جسکا پشمینہ ہوتا ہے ریشم دودھ گوشت حیوان لیکن جو چیز کئی چیزون سے ملکر بنی ہو جنکی مقدار علیحدہ علیحدہ نہین جانتا ہے جیسے غالیہ یا ہر ایک چیز سے مرکب ہو جیسے ترکی کمان یا بنی ہوئی ہو جیسے کفش موزہ نعلین تراشا ہوا تیر اوسمین سلم باطل ہے کیونکہ صفت پذیر نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ روٹی مین سلم روا ہے اگرچہ نمک پانی سے ملی ہوئی ہے لیکن وہ مقدار مقصود نہین اور جہالت نہین لاتی **پانچوین شرط** یہ ہے کہ اگر وعدہ پر مول لیتا ہے تو مدت معلوم ہونا چاہیے اور یہ نہ کہے کہ غلہ طیار ہونے تک اسواسطے کہ یہ ہمیشہ یکسان نہین اور اگر کہے گا نوروز تک اور نوروز مشہور ہو یا کہے کہ جمادی تک تو درست ہے جمادی الاول پر اسکو حمل کرینگے **چھٹی شرط** یہ ہے کہ اوس چیز مین سلم دے جسے وقت موعود پر پائے اگر میوہ مین سلم دیگا تا وقتیکہ اوسوقت پک نجاتا ہو سلم باطل ہے اگر اوسوقت اکثر پک جاتا ہے تو درست ہے پھر اگر کسی آفت کے سبب سے دیر ہو جاے تو اگر اوسکی مرضی ہو تو مہلت دے ورنہ فسخ کرکے مال پھیرلے **ساتوین شرط** یہ ہے کہ یہ پوچھ لے کہ یہ حوالے کرین شہر مین یا گاؤن مین جہان حوالے کرنا ممکن ہو اوسے مقرر کرلے تاکہ خلاف نہو اور جھگڑا نہ پیدا ہو جاے **آٹھوین شرط** یہ ہے کہ کسی عین کی طرف اشارہ نہ کرے اور یون نہ کہے کہ اس باغ کے انگور یا اس زمین کے گیہون کہ یہ باطل ہے **نوین شرط** یہ ہے ایسی چیز مین سلم نہ دے جو نایاب ہو جیسے بڑے موتی کا دانہ جو بے نظیر ہو یا خوبصورت لونڈی یا حسین لڑکا یا مانند اسکے **دسوین شرط** یہ ہے کہ اناج مین سلم نہ دے جبکہ اناج ہی راس المال ہو مثلاً جو یا گیہون ساون کا کن وغیرہ لینے کے واسطے سلم نہ دے چوتھا عقد اجارہ ہے اوسکے دو رکن ہین ایک اجرت دوسرا منفعت پہلا رکن اجرت عاقد اور لفظ عقد کا ویسا ہی حکم ہے جو بیع مین بیان ہوا اور اجرت کا معلوم ہونا چاہیے جیسا ہمنے بیع مین بیان کیا ہے اگر کوئی گھر تعمیر پر کرایہ کو دے تو درست نہین اسواسطے کہ تعمیر نامعلوم ہے اور اگر یون کہے کہ مثلاً دس درم لگا کر تعمیر کر تو یہ بھی ناجائز ہے کہ تعمیر فی نفسہ مجہول چیز ہے اور جو قصائی بکرا صاف کرتا ہے اوسکی اجرت مین کھال دینا اور سپنہاری کی اجرت مین مچکر بھوسی دینا یا تھوڑا سا آٹا دینا درست نہین ہے جو چیز مزدور کے کام کرنے سے حاصل ہوتی ہے اوسمین سے مزدوری دینا نہین درست ہے اور اگر یون کہے کہ یہ دوکان مین نے مہینے پیچھے ایک دینار پر تجھے دی تو ایسا امر ناجائز ہے اسواسطے کہ اجارہ کی تمام مدت معلوم نہین ہوتی یون کہنا چاہیے کہ ایک سال یا دو سال کو اجارہ دے تاکہ اجارہ کی تمام مدت معلوم ہو جاے دوسرا رکن منفعت ہے العزیز جانتو کہ جو امر مباح ہو اور معلوم ہو اور اوسمین کچھ محنت ہو اور نیابت کی اوسمین گنجایش ہو اوسمین اجارہ درست ہے تو پانچ شرطین اوسمین بجالانا چاہیے **پہلی شرط** یہ ہے کہ اوس عمل مین قدر و قیمت ہو اور رنج و محنت ہو اگر دکان آراستہ کرنیکو کسیکا اناج یا کپڑا سوکھانے کو کوئی درخت یا سونگھنے کو کوئی سیب اجارہ لیا تو باطل ہے اسواسطے کہ ان کامون کی کچھ قدر نہین ہے اور

۵۸ فروختنی یکدون کا نام بسکاوہ آتش پرستون کی قبر کا دن بسا بتوڑ دی بھی اوس دن میلہ کھماتا ہین اور رنگ کھیلتے ہین ۱۲

اور گیہون کا ایک دانہ بیچنے کے مثل ہے اگر کوئی اڑہتیا جاہ و حشمت والا ہے اور اوسکی ایک بات سے مال بک جاتا ہے اور اوسکی مزدوری مقرر کرین تاکہ ایک بات کہہ دے اور مال بک جاے تو یہ اجارہ باطل ہے اور مزدوری حرام ہے کہ اوسمین کچہ رنج و محنت نہین بلکہ اڑہتیے اور دلال کو اوسوقت مزدوری حلال ہوتی ہے کہ اتنی باتین کرے اور اسقدر پیدل چلے جسمین رنج و محنت اور دشواری اور وقت ہو تب بھی اجرت مثل سے زیادہ واجب نہوگی اور یہ عادت جو مقرر کی ہے کہ مثلاً پانچ روپیہ سیکڑا لیتے ہین بقدر مال لیتے ہین بقدر مشقت و ملال نہین لیتے یہ حرام ہے تو اڑہتیے اور دلال جو مال اسطرح پیدا کرتے ہین وہ حرام کا مال ہے دلال اس ظلمہ سے دو طرح چھوٹتا ہے ایک یہ کہ جو کچہ اوسے دیدین لیلے اور تکرار نہ کرے مگر اپنی محنت کی قدر مانگے قیمت کی مقدار پر نہ اوسے سمجھے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہی کہدے کہ جب یہ چیز بیچ دونگا تو ایک درم یا دینار لونگا اور وہ شخص راضی ہو دلال یون نہ کہے کہ قیمت مین سے پانچ روپیہ سیکڑا لونگا اسواسطے کہ وہ مجہول ہے کیونکہ قیمت معلوم نہین نہ معلوم خریدار کتنے کو خریدکرین اگر ایسا کہے گا تو باطل ہے اور اوسکی محنت کی قدر اجرت کے سوا اور کچہ دینا لازم نہین **دوسری شرط** یہ ہے کہ منفعت پر اجارہ ہو عین اوسمین نہ داخل ہو تو اگر باغ یا انگور کا درخت اجارہ لیا تاکہ میوہ لے یا گاے اجارہ لی تاکہ دودہ دوہے یا گاے اوسپر دی تاکہ چارہ دے اور آدہا دودہ لے یہ سب اجارے باطل ہین اسواسطے کہ چارہ اور دودہ وغیرہ سب مجہول ہے لیکن اگر عورت کو اڑکے کے دودہ پلانے کے واسطے اجارہ لے تو درست ہے اسواسطے کہ اڑکے کی نگہبانی اصل مقصود ہے اوسکا تابع دودہ ہے جیسے کاتب کی سیاہی اور درزی کا تاگا کہ اسقدر مجہول عمل معلوم کی تبعیت مین جائز ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ ایسے کام پر اجارہ کرے جو کام اوسکے سپرد کرنا ممکن اور مباح ہو اگر کسی ناتوان آدمی کو ایسے کام کے واسطے جو اوس سے نہوسکے اجرت پر مقرر کیا تو باطل ہے حیض والی عورت کو مسجد جھاڑنے کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو یہ اجارہ باطل ہے اسواسطے کہ یہ عمل حرام ہے اگر کسی شخص کو بہلا چنگا دانت اوکھیا یا صحیح سلامت ہاتھہ کاٹنے کو یا بالی پہنانے کے واسطے لڑکے کا کان چھیدنے کو اجرت پر مقرر کیا تو یہ سب باطل ہے اسواسطے کہ یہ باتین شرع مین درست نہین ہین اور ایسے کامون کی اجرت لینا حرام ہے اسیطرح گودنا گودنے والون کا حال ہے مردون کے واسطے اطلس کی ٹوپی اور ریشمی چکن سینے والون کی اجرت حرام ہے ایسے کامون کا اجارہ درست نہین علی ہذا القیاس اگر کسی شخص نے کسی کو مقرر کیا کہ مجہے رسن بازی سکہادے تو یہ بھی حرام ہے اور اسکا تماشا بھی حرام ہے اور جو شخص ایسا کرے گا وہ اپنی جان کے خطر مین ہے اور جو شخص تماشا دیکہنے کہڑا رہے گا وہ اوسکے خون مین شریک ہوگا اسواسطے کہ لوگ اگر تماشا نہ دیکہین تو وہ اپنی جان کو خطر مین نڈالے اور جو شخص رسن باز اور دار باز کو اور ایسے لوگون کو جو بے فائدہ خطرناک کام کرتے ہین کچہ دیگا وہ گنہگار ہوگا اسیطرح مسخرے اور گویے اور نوحہ گر اور ہجو کہنے والے شاعر کو مزدوری دینا حرام ہے اور جانور کو حکم سیکہنے کے بدلے اور گواہ کو گواہی دینے کے عوض مزدوری دینا حرام ہے اگر قاضی عمل لکہے اور اپنے لکہنے کی مزدوری لے تو درست ہے اسواسطے کہ عمل لکہنا اوسپر واجب نہین بشرطیکہ اوروں کو عمل لکہنے سے باز نہ رکہے اور اگر اوروں کو منع کرے اور اکیلا آپ ہی لکہے اور اوس عمل کی مزدوری جو کتہری بھر مین لکہی ہے دس دینار یا ایک دینار مانگے تو حرام ہے لیکن اگر

اور ونکو منع نکرے اور یون کہے کہ مین اپنے ہی خط سے لکھون تو دس دینار لونگا تو اس صورت مین درست ہے اگر اور کوئی سہل لکھے اور وہ فقط و تحفظ کرے اور اوسکے عوض کچھ مانگے اور کہے کہ یہ نشان کرنا مجھپر واجب نہین تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ اوتنا کام جس سے لوگون کے حقوق متعلق ہوجاتے ہین قاضی پر واجب ہے اگر واجب نہ بھی ہو تو اتنی محبت گیہون کے ایک دانہ کا حکم رکھتی ہے جسکی کچھ قیمت نہین اور اس نشانی کی قدر و قیمت اس وجہ سے ہے کہ حاکم شرع کا خلیفہ ہے جو شخص جاہ و رتبہ کی وجہ سے حاکم ہو اوسے اجرت لینا نچاہیے مگر قاضی کے وکیل کی اجرت حلال ہے بشرطیکہ ایسے قاضی کا وکیل نہو جسے جانتا ہو کہ یہ حقدارون کا حق باطل کردیتا ہے بلکہ چاہیے کہ حق فیصلہ کرنیوالے کا وکیل بنے کہ اوسے حق ثابت کرنیوالا جانے یا اس بات سے لاعلم ہو کہ یہ حق کو باطل کرنیوالا ہے اور بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور فریب نہ دے اور حق بات کو چھپانے کا ارادہ نہ کرے بلکہ باطل دفع کرنیکا قصد کرے اور جب حق ظاہر ہو تو چپ ہورہے لیکن ایسی بات کی انکار جسکے اقرار سے کوئی حق باطل ہوا جاتا ہے درست ہے اور ثالث کو جو متخاصمین کے درمیان فیصلہ کرتا ہے دونون سے کچھ لینا درست نہین اسواسطے کہ ایک جھگڑے مین دونون کا کام نہین نکال سکتا لیکن اگر ایک فریق کی طرف سے محنت کرکے اوسمین ایسی محنت اوٹھائیگا جسکی کچھ قیمت ہو تو اوسکی اجرت حلال ہوگی بشرطیکہ جھوٹ جو حرام ہی نہ بولے اور دغابازی نہ کرے اور جو کچھ دونون کی طرف سے حق ہو اوسے نہ چھپائے اور ہر ایک کو جھوٹ موٹ نہ دہمکائے کہ وہ صلح کی رغبت کرین اور حقیقت حال جانتے تو صلح نہ کرتے اور ایسی ثالثی سے غالبًا صلح نہوگی تو اکثر ثالثی جھوٹ اور ظلم اور فریب سے خالی نہین ہوتی اوسکی اجرت حرام ہے جب ثالث جان جائے کہ ایک فریق کا حق ہے تو درست نہین کہ حقدار کو حیلہ سے اس بات پر راضی کرے کہ اپنے حق سے کم پر صلح کرلے لیکن اگر جانے کہ ظلم کریگا اور حیلہ سے اوسے دہمکائے تاکہ وہ قصد ظلم سے باز آئے تو اسمین ثالث کو اختیار ہے اور جو شخص دیانت دار ہے اور جانتا ہے کہ جو بات وہ زبان پر لائے گا اوسکا حساب اوس سے لیا جائیگا کہ کیون کہی اور کسواسطے کہی سچ کہی یا جھوٹ کہی اور اس مقدمہ مین نیک ارادہ رکھتا ہے یا بدممکن نہین کہ ایسے شخص سے ثالثی یا وکالت یا حکم انیر دینا وقوع مین آئے لیکن وہ شخص جو امیرون سے کسی کے کام مین سعی و سفارش کرتا ہے اگر محنت کرکے اوسکی اجرت لیتا ہے تو درست ہے بشرطیکہ ایسا کام کرے جسمین وقت ہو اور فخر اور جاہ کی عوض مین اجرت نہ لے اور جس کام مین گفتگو کرنا درست ہے اوسمین گفتگو اور سعی کرے اگر ظالم کی فتحیابی کے واسطے یا حرام یومیہ کے لیے کمیگا یا سچی گواہی کو چھپائیگا یا حرام کام کے واسطے گفتگو کریگا تو گنہگار ہوگا اور اسکی اجرت حرام ہے اجارہ کے باب مین ان سب احکام کا جاننا ضرور ہوا اسواسطے کہ دینے والا اور لینے والا دونون گنہگار ہوتے ہین اور اسکی تفصیل طویل ہے مگر اتنے بیان سے ناواقف آدمی محل اشکال پہچان جائیگا اور یہ جان جائیگا کہ فلانی بات دریافت کرنا ضرور ہے **چوتھی شرط** یہ ہے کہ یہ کام اوسپر واجب نہو کیونکہ واجب مین نیابت نہین چلتی اگر غازی کو جہاد کے واسطے اجرت پر مقرر کیا تو درست نہین اسواسطے کہ جب وہ صف جنگ مین جائیگا تو اوسپر خود لڑنا واجب ہوجائیگا قاضی اور گواہ کی اجرت بھی اسی سبب سے درست نہین اور کسیکو اسواسطے اجرت دینا کہ اوسکی طرف سے نماز پڑہے یا روزہ رکھے درست نہین کہ ان کامون مین

نیابت نہین چلتی اور حج کے واسطے اوس شخص سے اجرت لینا درست ہے جو معذور اور عاجز ہو اور تندرست ہونے کی امید بھی نہ رکھتا ہو قرآن شریف پڑھانے یا وہ علم سکھانے کے واسطے جو معین راہ دین ہو اجرت دیکر کسیکو مقرر کرنا درست ہے اور قبر کھودنا مردہ نہلانا جنازہ اوٹھانا گو کہ فرض کفایہ ہے مگر ان کامون کی اجرت لینا درست ہے نماز تراویح کی امامت اور موذنی کی اجرت مین علما کا اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ اسکی اجرت حرام نہین اور اوس محنت کی عوض اجرت ہوتی ہے کہ وقت پہچان کر آتا ہے نماز اور اذان کے عوض مین نہین ہوتی مگر یہ اجرت کراہت اور شبہہ سے خالی نہین ہے **پانچوین شرط** یہ ہے کہ عمل معلوم ہو جب کوئی جانور کرایہ کو لے تو اوسکو دیکھہ لینا چاہیے اور کرایہ پر دینے والا دریافت کرے کہ کتنا بوجھ ہے اور کب سوار ہوگا اور ہر روز کتنا چلے گا مگر یہ اس باب مین کوئی عادت مشہور ہو کہ وہی کفایت کرے اور اگر زمین اجارہ لی تو یہ کہدینا ضرور ہے کہ فلانی چیز بوئن گا یا زمین کا کس ضرر گیہون سے زیادہ ہوتا ہے مگر یہ کہ عادت سے معلوم ہو اسیطرح سب اجارون مین علم اور آگاہی درکار ہے تاکہ اوس اجارہ کے سبب سے جھگڑا نہو اور جس اجارہ کی صفت نہ معلوم ہو اور اوسکے باعث سے مناقشہ برپا ہو وہ باطل ہے **پانچوان عقد** قراض ہے اسکے تین رکن ہین پہلا رکن سرمایہ ہے یہ نقد ہونا چاہیے جیسے سونا چاندی لیکن ورق نقرہ اور کپڑا اور سامان نچاہیے اور وزن معلوم ہونا چاہیے اور چاہیے کہ اس سرمایہ کو عامل کے سپرد کر دین اگر مالک شرط کرے کہ مین اسے اپنے پاس رکھونگا تو درست نہین ہے دوسرا رکن نفع ہے تو چاہیے جو کچھ ملے گا اوسے معلوم کرے کہ مثلاً نصف ہے یا ثلث اگر کہے گا کہ دس درم میرے تئین اور باقی کو بانٹ لین تو باطل ہے تیسرا رکن عمل ہے اور شرط یہ ہے کہ وہ عمل تجارت یعنی خرید و فروخت ہو پیشہ وری نہین اگر گیہون نان بائی کو دے کہ روٹی پکا کر نفع کے دو حصہ کرے تو یہ درست نہین اگر تیلی کو تخم کتان اسیطرح پر دے تو وہ بھی درست نہین اگر تجارت مین یہ شرط کریگا کہ فلانے آدمی کے سوا اور کسیکے ہاتھہ نہ بیچے یا فلانے آدمی کے سوا اور کسی سے نہ مول لے تو یہ شرط باطل ہے اور جو بات معاملہ کو تنگ کرے اوسکی شرط لگانا درست نہین اور عقد قراض یہ ہے کہ مالک کہے یہ مال مین نے تجھے تجارت کرنیکو دیا نفع آدھا آدھا بانٹ لین گے وہ کہے مین نے اسکو قبول کیا جب عامل نے عقد باندھا تو خرید و فروخت کرنے مین مالک مال کا وکیل ہو گیا مالک جب چاہے فسخ کر لے جب مالک فسخ کرے اگر سب مال مع منافع نقد ہو تو منافع بانٹ لین اور اگر مال جنس ہو اور منافع نہو تو عامل مال مالک کو حوالہ کر دے اور عامل پر اوسکا بیچنا واجب نہین اور اگر عامل بیچنا چاہے تو مالک کو منع کرنا درست ہے مگر جب عامل نے کوئی خریدار پایا ہو کہ وہ نفع سے مول لیتا ہو تو مالک نہین منع کر سکتا اگر مال جنس ہو اور اوسمین نفع ہو تو عامل پر واجب ہے کہ اوس قدر نقد کا مال بیچے جس قدر سرمایہ تھا زیادہ نہ بیچے جب سرمایہ کے قدر نقد کر چکا تو باقی مال تقسیم کر لین اوس باقی کا بیچنا عامل پر واجب نہین ہے جب ایک سال گذر جاے تو زکوۃ دینے کے واسطے مال کی قیمت جاننا واجب ہے اور عامل کے حصہ کی زکوۃ عامل پر ہے اور مال کے بے اجازت عامل کو سفر کرنا نچاہیے اگر سفر کریگا تو اوسپر مال کا ضامن ہوگا اور اگر مالک کی اجازت سے سفر کریگا تو جسطرح ناپ چکھ باربرداری کا صرف اور دکان کا کرایہ مال مین سے لیتا ہے اسیطرح زادراہ بھی مال قراض مین سے لے اور جب سفر سے پھر آئے تو ستر خوان آفتابہ وغیرہ جو کچھ مال مین سے لیکر خریدا تھا وہ سب مال مین داخل ہو جائیگا چھٹا عقد شرکت ہے جب دو آدمیون کی

شرکت مین مال ہو تو شرکت یہ ہے کہ تصرف کیواسطے ایک دوسرے کو اجازت دے اگر دونو کا مال برابر ہو تو نفع نصفا نصف بانٹ لین اور اگر مال کم زیادہ ہے تو نفع بھی اوسیطرح کم زیادہ ہوگا اور یہ شرط درست نہین ہے کہ پھیرلین مگر جب ایک شخص محنت کرتا ہو اس صورتمین کام کے سبب سے زیادہ نفع لینے کی شرط کا درست ہے اور یہ تراضی مع الشرکت کی مثل ہے تین قسم کی اور شرکتون کا بھی بیان ہے اور وہ باطل ہین ایک مزدورون اور پیشہ ورون کی شرکت کہ آپسمین شرط کر لیتے ہین کہ جو کچھ ہم تم کمائین وہ مشترک ہے یہ شرکت باطل ہے ہواسطے کہ ہر ایک کی مزدوری خاص اوسی کی ملک ہے دوسری شرکت مفاوضہ کہ دو آدمیون کے پاس جو کچھ ہو سامنے رکھدین اور کمین کہ جو کچھ نفع نقصان ہو اسمین ہم تم شریک ہین یہ بھی باطل ہے تیسری شرکت کی یہ صورت ہے کہ ایک آدمی صاحب مال ہو اور ایک صاحب جاہ اور مال الاجارہ والیکے کہنے پر بیچتا ہے تاکہ نفع مین شریک ہو یہ بھی باطل ہے علم معاملات سے اسقدر جاننا واجب ہے کہ اسکی اکثر حاجت پڑتی ہے ان صورتون کے سوا اور شکلین جو ہین وہ نادر ہین آدمی جب اسقدر جان جائیگا تو اور جو صورت آپڑے گی اوسے دریافت کر سکیگا اور اگر اسقدر نہ جانیگا تو حرام مین گرفتار ہو جائیگا اور جانیگا بھی نہین کہ مین مبتلاے حرام ہوا اوسوقت اسکا عذر لاعلمی کچھ کارآمد نہوگا **تیسرا باب معاملہ مین عدل و انصاف کا لحاظ رکھنے کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ جو کچھ ہمنے بیان کیا وہ ظاہر شرع کی رو سے معاملہ درست ہونے کی شرط تھی اور بسا معاملے ایسے ہوتے ہین کہ اونمین فتوی تو ہم یہی دین گے کہ یہ معاملہ درست ہے لیکن وہ معاملہ کرنیوالا خدا کی لعنت مین گرفتار ہوگا اور یہ وہ معاملہ ہوتا ہے جسمین مسلمانون کو ضرر اور نقصان پہونچے اسکی دو قسمین ہین ایک عام ایک خاص وہ جو عام ہے اوسکی بھی دو نوعین ہین پہلی نوع احتکار یعنی غلہ مول لیکر اس نیت سے رکھنا کہ جب گرانی ہو تو بیچون گا جو ایسا کرے اوسے محتکر کہتے ہین اور محتکر ملعون ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اناج کو چالیس دن اس نیت سے رکھ چھوڑے کہ جب گران ہو تو بیچون وہ اگر تمام اناج خیرات کر دے گا تو بھی اسکا کفارہ نہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج رکھ چھوڑے حق تعالے اوس سے اور وہ حق تعالے سے بیزار ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے اناج مول لیا اور کسی شہر مین لیگیا اور جو اوسوقت نرخ ہے اوس نرخ پر بیچا وہ ایسا ہے کہ گویا اوس نے وہ اناج صدقہ کیا اور ایک روایت مین ہے کہ گویا اوس نے ایک لونڈی یا غلام آزاد کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جو شخص چالیس دن اناج جگو رکھے گا اوسکا دل سیاہ ہو جائیگا اور انکو کسی شخص نے کسی محتکر کے غلہ کی خبر دی فرمایا کہ اوسمین آگ لگا دو اگلے بزرگون مین سے کسی نے وکیل کے ہمراہ غلہ بصرہ مین بیچنے کو بھیجا وکیل جب پہونچا تو وہان اناج بہت سستا تھا ایک ہفتہ ٹھہر کر دونون دامون بیچا اور اون بزرگ کو خط لکھا کہ مین نے ایسا کام کیا اونھون نے جواب لکھا کہ مین نے اوس تھوڑے نفع پر جو دین کی سلامتی کے ساتھ ہو قناعت کی تھی یہ مناسب نہ تھا کہ بہت سے نفع کے عوض تو نے دین ہاتھ سے دے دیا یہ کام جو تو نے کیا بڑا گناہ ہے اب تجھے چاہیے کہ تمام مال خیرات دیدے کہ اس گناہ کا کفارہ ہو جاے اور شاید کہ اسپر بھی شومی سے ہم تم بالکل نہ چھوٹین اے عزیز جان تو کہ اس فعل کے حرام ہونیکا سبب خلق کا ضرر اور نقصان ہے کیونکہ قوت سے آدمی کی زندگی ہے لوگ اگر بیچین تو تمام خلق کو اسکا مول لینا مباح ہے اگر ایک ہی آدمی مول لیکر بند رکھے تو باقی تمام خلق کو دستیاب نہوگا اور یہ امر ایسا ہے جیسا کہ کوئی مباح پانی روکے کہ لوگ پیاسے ہو کر زیادہ

قیمت کو مول لین اس نیت سے اناج مول لینا گناہ ہے لیکن اگر اناج کسی کسان کی خاص ملک ہے تو اوسے اختیار ہے
جب چاہے بیچے اوسپر جلدی بیچ ڈالنا واجب نہین ہے اگر تاخیر نکرے تو اولے ہے لیکن اگر اوسکے دل مین یہ خواہش ہو
کہ اناج گران ہوجاے تو یہ خواہش البتہ بد ہے دوا وغیرہ جو قوت نہین ہین اور جنکی اکثر احتیاج نہین پڑتی ہے اونکو گرانی مین
بیچنے کی نیت سے رکھہ چھوڑنا حرام نہین ہے لیکن اناج کو جمع کر رکھنا حرام ہے اور وہ چیزین جو احتیاج مین اناج کے قریب
قریب ہین جیسے گھی گوشت وغیرہ انمین علما کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ کراہت سے خالی نہین لیکن اناج کے درجہ کو نہین
پہونچتی اور اناج کا جمع کر رکھنا بھی جبھی حرام ہے کہ اناج کی تنگی ہو اور جب ہر ایک کو آسانی سے اناج مل سکتا ہے تو جمع کر رکھنا
حرام نہین اسواسطے کہ اسوقت جمع کرنے مین کسیکا نقصان نہین بعضے عالمون نے کہا ہے کہ اوسوقت بھی حرام ہے اور صحیح
یہ ہے کہ مکروہ ہے کیونکہ کچھ نہ کچھ گرانی کا منتظر ہوگا اور آدمی کے رنج کا منتظر رہنا مذموم ہے اور اگلے بزرگون نے دو قسم کی
تجارت کو مکروہ جانا ہے ایک اناج بیچنے کو دوسرے کفن بیچنے کو اسواسطے کہ لوگون کی تکلیف اور موت کی راہ دیکھنا بری بات
ہے اور دو قسم کے پیشہ کو بھی برا سمجھے ہین ایک قصائی کے پیشہ کو کہ دل سخت کر دیتا ہے دوسرے سنار کے پیشہ کو کہ اسمین دنیا
کی آرایش ہے دوسری نوع جس سے رنج عام ہوتا ہے کھوٹا روپیہ پیسا معاملہ مین دینا ہے کیونکہ لینے والا اگر نہ پہچانے تو
اوسپر ظلم کر چکا اور اگر پہچان گیا تو شاید وہ اور کو دغا دے اور وہ اور کسیکو دھوکا دے اسطرح مدت دراز تک دغابازی کا سلسلہ نہ ٹوٹے
پہلے جس نے دغابازی کی ہے اوسپر اون سب کا مظلمہ ہوگا اسواسطے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ ایک کھوٹا درم دینا سو درم
چرا لینے سے بدتر ہے اسواسطے کہ چوری کا گناہ اوسیوقت ہے اور یہ گناہ ممکن ہے کہ اوسکی موت کے بعد تک چلا جاے اور
وہ شخص بڑا بدبخت ہے جو مرجاے اور اوسکا گناہ نہ مرے اور یہ گناہ سو سو برس تک رہنا ممکن ہے اور قبر مین اوس شخص پر عذاب
ہوا کریگا جسکے ہاتھ سے اوس گناہ کی ابتدا ہوئی تھی کھوٹے چاندی سونے مین چار چیزین معلوم کرنا ضرور ہین ایک یہ کہ کھوٹا روپیہ
اشرفی جسکے ہاتھ لگے اوسے چاہیے کہ کنوین مین ڈال دے اور کسیکو یہ کہکر بھی نہ دے کہ یہ کھوٹا ہے کہ شاید وہ اور کسیکے ساتھ دغابازی
کرے دوسرے یہ کہ بازاری پرواجب ہے کہ نقد کا پرکھنا سیکھے تاکہ کھوٹے کو پہچان لے یہ اسواسطے نہین واجب ہے کہ خود برے
بلکہ اسلیے کہ اورکسیکو دھوکے سے نہ دیدے اور مسلمانون کا حق ضائع نہ کرے جو شخص یہ کام نہ سیکھے گا اور دھوکے سے کھوٹا
روپیہ اشرفی اوسکے ہاتھ سے چل جائیگا وہ گنہگار ہوگا اسواسطے کہ جو شخص جو معاملہ کیا کرتا ہے اوسپر اوسکا علم سیکھنا واجب ہے
تیسری یہ کہ اگر کھوٹا روپیہ اس نیت سے لیگا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَحِمَ اللّٰہُ امْرَأً سَھْلَ الْقَضَاءَ
وَسَھْلَ الْاِقْتِضَاءَ تو اچھا کام ہے لیکن کنوین مین ڈالنے کی نیت سے لے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ خرچ کر ڈالونگا تو اگرچہ کھوٹا
ہونا صاف کہہ بھی دیگا تو بھی لینا نچاہیے چوتھی یہ کہ کھوٹا سکہ وہ ہے جسمین چاندی سونا مطلقاً ہووے ہی نہ لیکن جسمین ناقص سونا
چاندی ہے اوسے کنوین مین ڈالنا واجب نہین بلکہ اگر اوسے خرچ کریگا تو دو باتین واجب ہین ایک یہ کہ دوسرے سے کہدے کہ یہ
ناقص ہے چھپائے نہین دوسری یہ کہ اوسے دے جسکے امانت دار ہونے پر اعتماد ہو کہ وہ بھی اور کسی سے دغابازی نہ کرے

اگر یہ جانے کہ یہ خرچ کرتے وقت دوسرے سے ناقص ہونیکا حال نہ بتائے گا تو اوسکی ایسی مثال ہے جیسے انگور ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ شراب بنائیگا یا ہتھیار ایسے شخص کے ہاتھ بیچے جسے جانتا ہے کہ رہزنی کرے گا اور یہ امر حرام ہے معاملہ مین امانت داری دشوار ہونے کے سبب سے اگلے بزرگون نے کہا ہے کہ امانت دار سوداگر عابد سے بہتر ہے دوسری قسم ظلم خاص ہے یہ اوسی پر ہوتا ہے جسکے ساتھ معاملہ ہو اور جس معاملہ مین کوئی خاص ضرر ہو وہ ظلم ہے اور حرام ہے خلاصہ یہ کہ جو امر اورون کیطرف سے اپنے اوپر پسند نہ کرے وہ خود بھی کسی مسلمان کے ساتھ نہ کرے + ہر چہ بر خود پسندی بر دیگران هم پسند + جو شخص جس امر کو اپنے لیے پسند نہین کرتا اوسی امر کو دوسرے مسلمان کے واسطے روا رکھے اوسکا ایمان ناقص ہے اسکی تفصیل چار چیزون سے معلوم ہوگی ایک یہ کہ مال کی تعریف حد سے زیادہ نکرے کہ ایسی جھوٹ اور دغا اور ظلم ہے بلکہ جب خریدار بے بتائے جانتا ہو تو سچ تعریف بھی نہ کرے کہ یہ بیفائدہ ہے حق تعالے نے فرمایا ہے مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی آدمی جو بات کہتا ہے اوس سے سوال ہوگا کہ کیون کہی تھی اگر بیہودہ بات کہی ہوگی تو اوسکا کچھ عذر نہو سکے گا اور جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے اگر سچی قسم ہے تو بھی ادنا کام کے واسطے خدا کا نام لینا بیادبی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تاجرون پر افسوس ہے نہین واللہ اور ہان واللہ کہنے کے سبب سے اور پیشہ ورون پر افسوس ہے کل پرسون کرنے کے سبب سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اپنے مال کو قسم کھا کر بیچیگا قیامت کے دن حق تعالے اوسکی طرف نہ دیکھے گا کہتے ہین کہ یونس بن عبید ریشم کی تجارت کرتے تھے اور اوسکی تعریف نہ کرتے تھے ایک دن ریشم نکالنے لگے اونکے شاگرد نے خریدار کے سامنے کہا خداوندا مجکو جنت کے کپڑے عنایت فرما یونس بن عبید نے پھر ریشم نہ نکالا اور جسمین سے ریشم نکالتے تھے اوسے پھینک دیا غرض کہ ریشم نہ بیچا اور ڈرے کہ اسکا یہ کہنا اپنے مال کی تعریف ہے دوسری یہ کہ مال کا کوئی عیب خریدار سے نہ چھپائے اور سب حقیقت حال کہدے اگر چھپائے گا تو دغاباز ہو جائیگا اور نصیحت سے دست بردار ہو جائیگا ظالم اور گنہگار ہو جائیگا اور اگر اوپر کی تہ دکھائی یا اندھیرے مین کپڑا دکھائے تاکہ کپڑا اچھا نظر آئے یا جو تون اور موزون مین سے اچھا پیر دکھائے تو ظالم اور دغاباز ہو جائیگا ایک دن ایک گیہون والے کی طرف جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا کا گذر ہوا آپنے اوسکے گیہون کے انبار کے اندر دست مبارک ڈالا تو نمی تھی آپنے فرمایا یہ کیا ہے اوس نے عرض کیا بھیگے ہوئے گیہون ہین آپنے فرمایا کہ یہ کیون نکال ڈالے مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا یعنی جو دغاباز کریگا وہ ہم مین سے نہین ہے ایک شخص نے تین سو درم کو اونٹ بیچا اوسکے پاؤن مین کچھ عیب تھا واثلہ بن الاسقع کہ صحابہ مین سے تھے وہان کھڑے تھے پہلے غافل رہے جب یہ بات معلوم کی تو خریدار کے پیچھے دوڑے اور کہا اسکے پاؤن مین عیب ہے وہ پھر آیا اور تینون سو درم بیچنے والے سے پھیر لیے بائع نے انسے کہا کہ یہ معاملہ تمنے کیون خراب کیا اونھون نے جواب دیا اسواسطے کہ مین نے جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے سنا ہے کہ یہ امر حلال نہین ہے کہ کوئی چیز بیچے اور اوسکا عیب چھپائے اور دوسرے کو حلال نہین ہے کہ جانے اور اطلاع نکردے اور کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر حکم

بیعت لی ہے کہ ہم مسلمانون کو نصیحت کرین اور اونپر نگاہ شفقت کرین اور جیسا نا نصیحت نہین ہے العزیز جان تو کہ ایسا معاملہ کرنا دشوار ہے اور بڑی محنت کا کام ہے دو چیزون سے ہمین آسانی ہوگی ایک یہ کہ عیب دار مال مول نہ لے اگر مول لیچکا ہے تو عیب ظاہر کر دینے کا ارادہ رکھے اگر کسی نے اوسے ٹھگ لیا ہے تو جانے کہ یہ نقصان میرے ہی اوپر پڑا اورون پر نقصان ڈالنے کا ارادہ نہ کرے جب خود دغاباز لعنت کرتا ہے تو اپنے تئین اورون کی لعنت مین نہ ڈالے اصل یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ دغابازی سے روزی کچھ بڑہ نہین جاتی بلکہ مال مین سے برکت جاتی رہتی ہے اور برخورداری نہین رہتی اور عیاری سے رفتہ رفتہ جو کچھ ہاتھ لگتا ہے دفعۃً ایسا کوئی واقعہ پیش آئیگا کہ وہ سب ضائع ہو جائیگا اور مظلمہ ہی مظلمہ باقی رہے گا اور اوس شخص کا سا حال ہوگا جو دودہ مین پانی ملایا کرتا تھا دفعۃً بھیا آئی اور گائے کو بہالیگئی اوسکے لڑکے نے کہا کہ دودہ مین تھوڑا تھوڑا پانی جو ملایا کرتے تھے وہ سب اکٹھا ہوا اور گائے کو بہالیگیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب معاملہ مین خیانت نے راہ پائی برکت جاتی رہی برکت کے یہ معنی ہین کہ کسیکے پاس مال تھوڑا سا ہو اور بہرہ مندی بہت ہو اور بہتون کو اوس سے راحت ہو اور اوس سے خیر بہت وقوع مین آئے اور کوئی ہوتا ہے کہ مال تو بہت سا رکھتا ہے اور وہ مال دنیا اور عقبیٰ مین اوسکی تباہی کا باعث ہوتا ہے اور اوس سے کچھ بہرہ مند نہین ہوتے تو برکت طلب کرنا چاہیے زیادتی اور برکت امانت داری سے ہوتی ہے بلکہ زیادتی بھی امانت کے سبب سے ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص امانت دار مشہور ہوا ہر شخص اوسکے ساتھ معاملہ کرنے کی خواہش رکھتا ہے اور اوسے بہت فائدہ ہوتا ہے اور جو شخص خیانت کے ساتھ مشہور ہوا اوس سے سب عذر کرتے ہین دوسری بات یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ میری عمر سو برس سے زیادہ نہوگی اور آخرت کی مدت بے نہایت ہے تو یہ کیونکر روا رکھیگا کہ اس دنیاے چند روزہ مین سونے چاندی کی زیادتی کے واسطے عمر ابدی کو تباہ کرے ہمیشہ ان باتون کا خیال رکھے تاکہ عیاری اور دغابازی اوسکے دل مین جگہہ نہ کرنے پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خدا کے غصہ سے خلق لا الہ الا اللہ کی پناہ مین ہے جب دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہین اور یہ کلمہ کہتے ہین تو حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ تم جھوٹ کہتے ہو اس کہنے مین تم سچے نہین اور جسطرح بیع مین دغابازی نہ کرنا فرض ہے اوسطرح سب پیشون مین فرض ہے اور دھوکے کا کام کرنا حرام ہے مگر یہ کہ پوشیدہ نہ رکھے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ سے رفو کرنے مین فتویٰ پوچھا آپنے فرمایا کہ بچا ہے مگر اوس شخص کو درست ہے جو اپنے پہننے کے واسطے کرے بیچنے کے لیے نہین جو شخص دھوکا دینے کے واسطے رفو کریگا وہ گنہگار ہوگا اور اوسکی مزدوری حرام ہوگی تیسری بات یہ ہے کہ ناپ جوکھ مین دغابازی نہ کرے اور پورا تولے حق تعالیٰ فرماتا ہے وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ یعنی خرابی ہے اون لوگون کی جو جب دیتے ہین کم تولتے ہین اور جب لیتے ہین تو زیادہ تولتے ہین اگلے بزرگون کی عادت تھی کہ جو کچھ لیتے تھے تو آدھا حبہ کم لیتے تھے جب دیتے تھے تو آدھا حبہ زیادہ دیتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ آدھا حبہ ہم مین اور دوزخ مین آڑے اسواسطے کہ ڈرتے تھے کہ پورا پورا نہین تول سکتے ہین اور کہتے تھے کہ وہ احمق ہے کہ بہشت کی وسعت سات زمین و آسمان کے برابر ہے آدھے حبہ پر بیچ ڈالے اور وہ شخص احمق ہے جو آدھے حبہ پر طوبیٰ کو ویل سے یعنی بھلا

برائی سے بدل ڈالے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی چیز خرید فرماتے تو ارشاد کرتے کہ قیمت کے موافق تول اور جھکتا تول حضرت فضیل رح نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ کسی کو دینے کے واسطے دینار تولتا ہے اور اوسکے نقش مین جو میل تھا اوسے صاف کرتا ہے فرمایا بیٹا یہ کام دو حج اور دو عمرون سے بہتر ہے اگلے بزرگون نے کہا ہے دو ترازو والا آدمی کیا کمی تول کر دیتا ہے اور ایک سے تولا کر خود لیتا ہے تمام فاسقون سے بدتر ہے اور جو بزاز کپڑا مول لیتے وقت ڈھیلا ناپتا ہے اور بیچتے وقت کھینچ کر ناپتا ہے وہ بھی انمین داخل ہے اور جو قصائی کہ اوس ہڈی کو جسکا روغن نہین گوشت کے ساتھ تول دیتا ہے وہ بھی انمین داخل ہے اور جو شخص غلہ بیچے اور اوسمین عادت سے زیادہ خاک ہو وہ بھی انمین داخل ہے اور یہ سب باتین حرام ہین اور سب معاملون مین خلق کے ساتھ انصاف کرنا واجب ہے کیونکہ کسیسے اگر کسی کو ایسی بات کہی کہ ایسی بات سننے سے خود ناراض ہوتا ہے تو اوس نے دینے لینے مین فرق کیا اس گناہ سے آدمی جب بچے گا کہ کسی معاملہ کے درمیان کسی بات مین اپنے متین دینی بھائی پر فوقیت نہ دے اور یہ سخت اور مشکل بات ہے اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا یعنی کوئی شخص ایسا نہین کہ دوزخ پر جسکا گذر نہو لیکن جو کوئی پرہیزگاری کی راہ سے قریب تر ہے وہ جلد تر رہائی پائیگا چوتھی بات یہ ہے کہ جنس کے نرخ مین کچھ دغا نہ کرے اور بھاؤ نہ چھپائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس امر کو منع فرمایا ہے کہ لوگ قافلہ سے آگے جائین اور شہر کا نرخ چھپائین تاکہ خود سستا مول لین جب ایسا کرین تو مال والیکو بیع فسخ کر لینا پہونچتا ہے اور اس امر کو بھی آپنے منع فرمایا ہے کہ کوئی مسافر شہر مین مال لائے اور سستا بیچے اور کوئی شخص اوس سے یہ کہے کہ یہ مال میرے پاس چھوڑ جائین کچھ دن بعد گران بیچ دونگا اور اس امر کو بھی منع فرمایا ہے کہ کسی شخص سے بظاہر کوئی چیز اسواسطے گران بکائی تاکہ دوسرا شخص اوسے سچا جانکر زیادہ قیمت دیکر مول لیجائے اگر کسی نے صاحب مال سے یہ معاملہ ٹھیک کیا تاکہ دوسرا فریب کھائے تو جب یہ بھید کھلجائے تو فسخ بیع کرنا درست ہے یہ عادت ہے کہ مال کو بازار مین رکھتے ہین جو لوگ واقع مین نہین لیا چاہتے وہ بھاؤ بڑھا دیتے ہین یہ امر حرام ہے اسیطرح جو بھولا آدمی مال کی قیمت نہین جانتا اور سستا بیچتا ہے اوس سے مال خریدنا درست نہین یا جو بھولا آدمی بھاؤ نہین جانتا اور گران مول لیتا ہے اوسکے ہاتھ کچھ بیچنا درست نہین اگرچہ فتوی بھی دیا جائیگا کہ ظاہر بیع درست ہے لیکن چونکہ حقیقت حال اوس سے پوشیدہ رکھی لہذا گنہگار ہوگا بصرہ مین ایک سوداگر تھا شہر سوس سے اوسکے غلام نے اوسے خط لکھا کہ مال شکر بہت آفت آگئی ہے اور نرخ نہونے پائے پہلے بہت سی شکر تم مول لے لو اوس سوداگر نے بہت سی شکر مول لے رکھی اور وقت پر بیچی تیس ہزار درم کا فائدہ ہوا اپنے دل مین خیال کیا کہ ایک مسلمان سے مین نے دغا کی اور شکر پر آفت آنا اوس سے چھپایا ایسا کام کب درست ہوگا تیسون ہزار درم لیکر شکر والے پاس گیا اور کہا یہ تیرا مال ہے اوس نے کہا کیون تمام قصہ اوسے کہہ سنایا اوس نے کہا مین نے اب تجھے بحل کر دیا جب گھر آیا تورات کو سوچا کہ شاید لحاظ کے مارے اوسنے یہ کہا ہو اور مین تو اوسکے ساتھ دغا کر ہی چکا ہون دوسرے دن پھر گیا اور نہایت اصرار کیا کہ یہ تیسون ہزار درم تو لے مجبور ہوکر اوسنے لیلیے الغرض جانتو کہ بیچنے والے کو اصلی قیمت کہنا ہے اوسے سچ کہنا چاہیے اوسمین دغا نہ کرے اور اگر مال مین کچھ نقصان آگیا ہو تو بتادے اور اگر

مہنگا مول لیا ہے اور سہل انگاری کی ہے کہ بیچنے والا اوسکا دوست یا عزیز تھا تو یہ بھی کہدے اور اگر کوئی چیز دس دینار کی
کہا ہاں کے عوض دے اور وہ اتنے کو نہین بکتی تو دس دینار مال کی قیمت کہنا نہ چاہیے اور اگر پہلے مال ارزان مول لیا اور
پھر بھاؤ بڑھ گیا تو پہلے قیمت ظاہر کردے اسکی تفصیل دراز ہے بازاری لوگ اس امر مین بہت خیانت کرتے ہین اور اوسے
خیانت نہین جانتے اصل یہ ہے کہ آدمی جس دغا کو اپنے اوپر روا نہین رکھتا خود بھی اورون کے ساتھ وہ دغا نہ کرے اور
اسی بات کو دنیا کی کسوٹی جانکر کہو کہ جو شخص اعلی قیمت کے اعتماد پر مول لیتا ہے اور وہ یہ سمجھکر مول لیتا ہے کہ مین نے خوب
جانچ لیا ہے اور واجبی مول لیا ہے اگر اس امر مین دغا ہوگی تو وہ خریدار راضی نہوگا اور یہ دغا بازی ہے **چوتھا باب معاملہ**
مین احسان اور بھلائی کرنے کے بیان مین یعنے عزیز جان تو کہ حق تعالی نے جسطرح عدل کرنیکا
حکم فرمایا ہے اوسیطرح احسان کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وہ باب
جو اوپر مذکور ہوا عدل کے بیان مین تھا تاکہ آدمی ظلم کرنے سے بچے اور یہ باب احسان کے بیان مین ہے حق تعالی فرماتا ہے
اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ جس نے فقط عدل کیا ہے اوس نے دین کا سرمایہ محفوظ رکھا مگر فائدہ احسان مین ہے
اور عقلمند وہ ہے جو کسی معاملہ مین آخرت کا فائدہ نچھوڑے اور احسان وہ بھلائی ہے جس سے معاملہ کرنیوالیکو فائدہ ہو وہ
تجھپر واجب نہین احسان کا درجہ چھ وجہون سے حاصل ہوتا ہے ایک تو یہ کہ اگرچہ خریدار کسی اپنی ضرورت اور حاجت کے
سبب سے راضی بھی ہو تو بھی بہت نفع لینا روا نرکھے حضرت سری سقطی قدس سرہ دکان کرتے اور پانچ روپیہ سیکڑے سے
زیادہ نفع لینا روا نرکھتے تھے ایک بار ساٹھ دینار کے بادام مول لیے پھر بادام گران ہوگئے ایک دلال نے اونسے بادام
مانگے فرمایا کہ ترسٹھ دینار کو بیچا دلال نے کہا کہ نوے دینار آج ان بادامون کی قیمت ہے اونھون نے فرمایا کہ مین نے
دل مین ٹھان لی ہے کہ پانچ روپیہ سیکڑے سے زیادہ نفع نہ لونگا اور اس قصد کے توڑنے کو مین روا نہین رکھتا دلال نے
کہا کہ مین تمھارے مال کو بھاؤ سے کم پر بیچنا روا نہین رکھتا غرض کہ نہ دلال نے بیچا نہ حضرت سری سقطی زیادہ قیمت لینے پر
راضی ہوے احسان کا ایسا درجہ ہوتا ہے محمد ابن المکندر ایک بزرگ دکاندار تھے اونکے پاس کئی تھان تھے کسی کی قیمت
دس دینار تھی کسی کی پانچ دینار اونکی غیبت مین اونکے شاگرد نے پانچ دینار والا تھان ایک اعرابی کے ہاتھ دس دینار کو
بیچا جب وہ تشریف لائے اور حال معلوم ہوا تو تمام دن اوس اعرابی کو ڈھونڈھتے پھرے جب وہ ملا تو اوس سے کہا وہ
تھان پانچ دینار سے زیادہ کا نہین ہے اوس نے کہا مین نے خوشی سے لیا ہے اون بزرگ نے فرمایا کہ جس امر کو مین اپنے
واسطے نہین پسند کرتا اوسے کسی مسلمان کے لیے نہین پسند کرتا یا فسخ بیع کر یا پانچ دینار پھیر دے یا میرے ساتھ آکر اوس سے
بہتر تھان دون غرضکہ اعرابی نے پانچ دینار پھیر لیے پھر کسی شخص سے پوچھا کہ یہ بزرگ کون تھے اوس نے کہا کہ محمد ابن المکندر
اعرابی کہنے لگا سبحان اللہ یہ مروی ہے کہ جب پانی نہ برسے اور میدان مین طلب باران کے واسطے ہم نجائین تو اسکا نام
لینے سے پانی برسنے لگے اگلے بزرگون کی عادت تھی کہ نفع کم لیتے تھے معاملہ بہت کرتے تھے اور اس امر کو زیادہ نفع لینے کی

بنسبت بہت مبارک جانتے تھے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کوفہ کی بازار مین گشت کرتے اور فرماتے کہ اے لوگون تھوڑے نفع کو نہ پھیرو کہ بہت نفع سے محروم رہو حضرت عبدالرحمن بن عوف سے لوگون نے پوچھا کہ تمھاری تونگری کا کیا سبب ہے فرمایا کہ مین نے تھوڑے فائدہ کو رد نہین کیا جسنے مجھسے ایک جانور بھی مانگا تو مین نے اوسے نہ رکھا اور بیچ ڈالا ایک دن ہزار اونٹ اصلی قیمت پر بیچ ڈالے اور ہزار رستون کے سوا کچھ نفع نہین لیا ایک ایک رسی ایک ایک درم کو بکی اور اونٹون کے اوس دن کے چارہ کی ہزار درم قیمت سے ذمہ سے ساقط ہوگئی تو دو ہزار درم کا نفع ہوا دوسرے یہ کہ محتاجون کا مال مہنگا مول لے تاکہ وہ خوش ہون جیسے بیوہ عورتون کا سوت اور یتیمون اور فقیرون کے ہاتھ سے وہ میوہ جو پھر آیا ہو کہ یہ تجاہل عارفانہ اور قصداً دام بڑہانا صدقہ سے بہتر ہے جو ایسا کریگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا لیگا کہ آپنے فرمایا ہے رَحِمَ اللّٰہُ امْرَءًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَسَمْحًا اِذَا اشْتَرٰی لیکن اسمین زیادہ دام کو مال مول لینا ثواب ہی تو شکر ہے دام ضائع کرنا ہے اسنے تکرار اور اصرار کرکے سودا مول لینا اولیٰ ہے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام یہ کوشش کرتے کہ جو کچھ مول لیتے ارزان مول لیتے اور بہت جانچتے اوسنے لوگون نے عرض کیا کہ ہر دن آپ کئی ہزار درم خیرات دیتے ہین اتنا اقلیل پر آپ اتنی تکرار کیون فرماتے ہین فرمایا کہ ہم جو دیتے ہین خدا کے واسطے دیتے ہین اوسکی راہ مین جتنا زیادہ دیجیے کم ہے اور بیچ مین دھوکا کھانا عقل اور مال کے نقصان کا باعث ہے تیسرے قیمت لینے مین آسانی تین طرح سے احسان ہوتا ہے ایک کچھ کم کرنے سے دوسرے ٹوٹے اور کھوٹے روپے پیسے لینے سے تیسرے مہلت دینے سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اوس شخص پر خدا کی رحمت ہو جو داد و ستد مین آسانی کرے اور فرمایا ہے جو شخص آسانی کرتا ہے حق تعالیٰ اوسکو آسان فرماتا ہے اور محتاج کو مہلت دینے سے زیادہ کوئی احسان نہین ہے اگر وہ نادار ہے تو اوسے مہلت دینا واجب ہے احسان نہین بلکہ منجملۂ عدل ہے اور اگر محتاج نادار نہو مگر جب تک کوئی گھاٹے کے ساتھ نہ بیچے یا جس چیز کی اوسے ضرورت ہے اوسکو نہ فروخت کرے تب تک قیمت نہین ادا کر سکتا تو اوسے مہلت دینا احسان ہے اور بڑی خیرات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو میدان حشر مین لائین گے اوسنے دین کے مقدمہ مین اپنے اوپر ظلم کیا ہوگا اور اوسکے نامۂ اعمال مین کوئی نیکی نہوگی اوس سے کہین گے کہ تو نے ہرگز کوئی نیکی نہین کی وہ کہیگا ہان نہین کی مگر اپنے نوکرون اور گماشتون سے مین نے کہا تھا کہ جو میرا قرضدار تنگدست ہو اوسے مہلت دو اور تنگ نہ کرو پس دریاے رحمت جوش مین آئیگا ارحم الراحمین اوس سے فرمائیگا کہ آج تو تنگ دست اور بے نوا ہے مجھے بھی تیرے ساتھ آسانی کرنا زیبا ہے اور اوسکو بخشدیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی کسیکو ایک مدت کے وعدہ پر قرض دیتا ہے تو جو دن گذرتا ہے ہر دن اوسے صدقہ دینے کا ثواب ملتا ہے اور جب مدت معہودہ گذر جاتی ہے اوسکے بعد جو مہلت دیتا ہے تو ہر دن اتنا ثواب ہوتا ہے کہ گویا تمام قرض صدقہ کیا اگلے زمانہ مین کچھ بزرگ تھے کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ قرضدار اونکا قرض ادا کرے اسواسطے کہ ہر روز اونکے واسطے تمام قرض صدقہ دینے کا ثواب لکھا جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت کے دروازے پر مین نے لکھا دیکھا کہ صدقہ کا ہر درم دس درم کے برابر ہے اور قرض کا ہر درم اٹھارہ درم کے برابر ہے

اسکا سبب یہ ہے کہ قرض وہی شخص لیتا ہے جو حاجت مند ہو اور صدقہ شاید محتاج کے ہاتھہ نہ آئے جو تھے قرض ادا کرنا امین
یہ احسان ہے کہ تقاضے کی حاجت نہ پڑے جلدی ادا کرے اور کھرا روپیہ پیسا دے اور اپنے ہاتھہ سے پہونچائے اور قرضخواہ
کے گھر بھیجا نہ جائے اوسے نہ بلائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم مین وہ شخص بہتر ہے جو قرض اچھی طرح ادا کرے اور حدیث
شریف مین آیا ہے کہ جو شخص قرض لیتا ہے اور یہ نیت کرتا ہے کہ مین اچھی طرح سے ادا کرونگا تو حق تعالے چند فرشتے مقرر
فرماتا ہے وہ اوسکی حفاظت کیا کرتے ہین اور دعا کرتے ہین کہ اوسکا قرض ادا ہو جائے اور قرضدار اگر قرض ادا کر سکتا ہے
تو اگر قرضخواہ کی بے مرضی ایک ساعت دیر کریگا تو ظالم اور گنہگار ہو جائیگا۔ روزہ مین ہو خواہ نماز مین ہو خواہ خواب مین بہر حال
خدا کی لعنت مین رہے گا اور یہ ایسا گناہ ہے کہ سوتے مین بھی اوسکے ساتھہ رہتا ہے اور قدرت مین شرط نہین ہے کہ
نقد اوسکے پاس ہو بلکہ اگر اپنی کوئی چیز بیچ سکتا ہے اور بیچکر قرض نہ ادا کیا تو بھی گنہگار ہوا اور اگر برار روپیہ پیسا حوض مین دے
کر قرضخواہ اوسے کرامت سے لے تو بھی گنہگار رہوگا جب تک اوسے رضامند نکریگا ظلمہ سے نہ چھوٹے گا یہ امر کبائر گناہ مین سے
ہے لوگ اسے آسان سمجھے ہین پانچوین یہ کہ جب کسی سے معاملہ کرے اگر وہ معاملہ کرکے پشیمان ہو تو اوس سے معاملہ فسخ کرے
اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بیع کو فسخ کرے اور جانے کہ مین نے بیع کی ہی نہ تھی تو
حق تعالی اوسکے گناہون کو ایسا جانتا ہے کہ گویا اوس نے کیے ہی نہ تھے اور یہ امر واجب نہین ہے لیکن اسکا ثواب بہت
بڑا ہے اور منجملہ احسان ہے چھٹی یہ کہ اگرچہ تھوڑی ہی سی ہو مگر محتاجون کے ہاتھہ اس قصد سے کوئی چیز قرض بیچے کہ جب تک
اونکو ادا کرنے کی قدرت نہوگی اونسے قیمت نہ مانگونگا اور اگر وہ محتاجی ہی مین مر جائیگا تو اوسے بخشدونگا اگلے زمانہ مین
بعضے لوگ تھے کہ یادداشت کی دو دفترین رکھتے تھے ایک مین مجہول نام ہوتے کیونکہ اوس سے سب فقیر مراد ہوتے تھے
اور بعضے لوگ تھے کہ وہ فقیرون کے نام لکھتے ہی نہ تھے تاکہ اگر وہ لوگ مر جائین تو فقیرون سے کوئی کچھہ مطالبہ نہ کرے اون
لوگون کا شمار بہترون مین نتھا بلکہ یہ لوگ بہتر جانے جاتے تھے جو فقیرون کے نام کی یادداشت ہی نہ لکھتے تھے اگر فقیر
دیدیتے تو وہ لے لیتے ورنہ اونسے لینے کی طمع نہ رکھتے تھے دیندار لوگ معاملہ مین ایسے ہوتے تھے اور دیندارون کا
درجہ دنیوی معاملات مین معلوم ہوتا ہے جسنے دین کے واسطے شبہے کے ایک درم پر لات ماری وہ دیندارون مین سے

پانچوان باب دنیا کے معاملہ مین دین پر شفقت کرنے کے بیان مین

ایعزیز جان تو کہ جسنے دنیا کی تجارت دین کی تجارت سے غافل کردے وہ بدبخت ہے اور اوس شخص کا کیا حال ہوتا ہے جو سونے کے
کوزہ کو مٹی کے کوزے سے بدلے دنیا کی مثل مٹی کے کوزے کی ایسی ہے کہ بڑا ہو اور جلدی ٹوٹ جاتا ہے اور آخرت کی
مثل سونے کے کوزے کے مانند ہے کہ اچھا بھی ہے اور بہت بھی رہتا ہے بلکہ کبھی ضایع ہوتا ہی نہین اور دنیا کی تجارت
زاد آخرت ہونیکے لائق نہین بلکہ راہ دوزخ سے بچنے کے واسطے کوشش بلیغ چاہیے آدمی کا دین اور آخرت ہی آدمی کا سرمایہ ہے پھر کیا آدمی
غافل رہے دین پر شفقت نکرے اور ہمہ تن تجارت اور دنیا کو اپنا مشغلہ کرے اور اپنے دین پر آدمی شفقت کریگا کہ ہمیشہ احتیاط مین کرے

پہلی یہ کہ ہر روز صبح کو نیک نیتین اپنے دل پر تازہ کر لیا کرے اور یہ نیت کرے کہ بازار اسواسطے جاتا ہون کہ اپنے لیے اور اپنے اہل و عیال کے واسطے کمائی کر لاؤن تاکہ خلائق سے بے پروائی حاصل ہو اور اونکی طمع نہ رہے تاکہ اسقدر قوت و فراغت حاصل ہو جاے کہ خدا کی عبادت مین مشغول ہو سکون اور آخرت کی راہ مین چلون اور یہ نیت کرے کہ آج بندگان خدا کے ساتھ شفقت و نصیحت اور دیانت داری بجا لاؤن گا اور امر معروف اور نہی منکر کی نیت کرے اگر کوئی گناہ کرے تو اوس سے باز رہے

[illegible]

مین سے دوسری یہ کہ اس امر پر جان سے اچھی طرح سے مطلع ہو کہ ہزارہا آدمیون مین ہر ایک اوسکے ایک ایک کام دینا سے مشغول ہوگا اوسکی زندگی محال ہے مثلاً نان بائی کسان جولاہا لوہار بھنا اور اور پیشہ ور یہ سب اسی کا کام کرتے ہین اور اسے ان سبکی حاجت ہے یہ بات نچا بیٹھے کہ سب اسکا کام کرین اسکو ہر ایک سے نفع اور کسی کو اس سے فائدہ نہو سب لوگ اس جہان مین مسافر کے طور پر ہین اور مسافرون کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کرین اور یہ نیت کرے کہ مین بازار مین اسواسطے جاتا ہون تاکہ خلق اور مسلمان سے نیکی کام کرتے ہین مین بھی ایسا کوئی کام کرون جس سے مسلمانون کو راحت ہو اسواسطے کہ تمام حرفے فرض کفایہ ہین اور یہ نیت کرے کہ ان فرضون مین سے کسی فرض کو بجا لاؤن گا اس نیت کی درستی کی علامت یہ ہے کہ ایسے کسی کام مین مشغول ہو جسکی بندگان خدا کو حاجت ہو اسواسطے کہ اگر وہ کام نہوگا تو لوگون کے کام مین خلل پڑیگا وہ کام زرگری اور نقاشی اور گچکاری کے مثل نہو اسواسطے کہ ایسے کامون مین دنیا کی آرایش ہے ان کامون کی حاجت نہین بلکہ اگرچہ یہ کام مباح ہین مگر انکا کرنا بہتر نہین لیکن اطلس کا لباس سینا سونیکا زیور مردونکے واسطے بنانا خود حرام ہے اور جو پیشے اگلے بزرگ مکروہ جانتے تھے یہ کام جو مذکور ہوے ہین انھین مین سے ہین اناج اور کفن بیچنا قصائی کا کام کرنا اور صرافی کہ اسمین سود کے دقائق سے اپنے تئین بچانا مشکل ہے اور جراحی اسواسطے کہ اسمین ایسے ایسے آدمی کی جراحت کرنا ہوتی ہے کہ شاید فائدہ کرے اور ممکن ہے کہ نفع نکرے اور خاک روبی اور جانورونکی کھال صاف کرنا کہ انمین کثرت نجاست و شعار ہے اور پست ہمتی کی دلیل یہی ہے اور سارہانی اور سائیسی کا بھی یہی حکم ہے اور دلالی کا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ اسمین فضول گوئی سے بچنا ممکن نہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہترین تجارت بزازی ہے اور بہترین پیشہ خرازی ہے یعنی چھاگل اور مشک وغیرہ سینا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر جنت مین تجارت ہوتی تو بزازی ہوتی اور اگر دوزخ مین ہوتی تو صرافی ہوتی اور چار پیشون کو لوگ رکیک اور حقیر سمجھے ہین جولاہگی روئی بیچنا موت کا تماشا علمی اس حقیر جاننے کا سبب یہ ہے کہ ان پیشہ والونکو لڑکون اور عورتون سے معاملہ رہتا ہے اور جو شخص کم عقلون سے ملا جلا رہے گا وہ بھی کم عقل ہو جائیگا تیسری یہ کہ دنیا کا بازار آخرت کے بازار سے اسے باز نرکھے اور آخرت کا بازار مساجد ہین حق تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ یعنی خرید و تجارت کا شغل تمھین خدا کے ذکر سے باز نرکھے کہ اس صورت مین تمھارا نقصان ہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے سوداگرو اول روز کو آخرت کے کامون کے واسطے چھوڑ دو اور آخر روز کو دنیا کے کامون کے لیے بزرگان سلف کی یہ عادت تھی کہ صبح شام آخرت کے کام کرتے یا مسجد مین ذکر الٰہی اور اوراد مین مشغول رہتے یا عالم کی مجلس مین حاضر رہتے اور لڑکے اور عورتی

ہر سیہ اور بھوتی سری بیچتے اوسوقت لوگ مسجد مین ہوتے تھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب فرشتے اعمالنامہ لیجاتے ہین تو اگر آدمی نے اول روز اور آخر روز مین کچھ نیکی کی ہے تو اون برائیون کو جو درمیان مین کی ہین حق تعالی بخشدیتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ دن رات کے فرشتے صبح شام کو جمع ہوکر جاتے ہین حق تعالی اونسے استفسار فرماتا ہے کہ تمنے میرے بندے کو کیونکر چھوڑا اگر یہ عرض کرتے ہین کہ بارخدایا جب ہمنے چھوڑا تو وہ نماز پڑھتا تھا اور جب ہم پہونچے تو وہ نماز پڑھتا تھا تو حق تعالی فرماتا ہے کہ تم گواہ رہنا کہ مین نے اوسکو بخشدیا اور چاہیے کہ ذکو جب اذان کی آواز سنے تو پھر توقف نکرے جس کام مین ہو اوسے چھوڑکر مسجد مین جائے اس آیہ کریمہ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ کی تفسیر مین آیا ہے کہ وہ ایسے لوگ تھے کہ اون لوگون مین جو لوہار ہوتا وہ اگر ہتوڑی اوٹھاتا تو اذان کی آواز سنکر پھر اوسے نیچے نہ دھرتا یعنی لوہے پر نہ لگاتا اور چمڑا سینے والا اگر ستالی چمڑے مین چبھوتا تو اذان کی آواز سنکر اوسے باہر نہ نکالتا اوسی طرح چھوڑکر نماز کے واسطے راہی ہوتا **چوتھی** یہ کہ بازار مین ذکر اور تسبیح اور یاد الہی سے غافل نرہے اور حتی الامکان دل و زبان کو بیکار نرکھے اور یہ جانے کہ جو فائدہ اسکے سبب سے فوت ہوتا ہے تمام جہان اوسکے مقابل نہین ہوسکتا ہے اور جو ذکر غافلون کے درمیان مین ہو اوسکا ثواب بہت ہوتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے غافلون کے بیچ مین خدا کو یاد کرنیوالا ایسا ہے جیسے خشک درختون مین ہرا درخت اور مردون مین زندہ اور بھگوڑون مین غازی اور فرمایا ہے کہ جو شخص بازار مین جائے اور کہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اوسکے واسطے دو بار ہزار ہزار نیکیان لکھتے ہین حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے ایک دن فرمایا کہ بازار مین بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر صوفیون کا کان پکڑین اور اونکی جگہ پر بیٹھین تو اسکے لائق ہین اور کہا کہ ایک شخص کو مین جانتا ہون کہ ہر روز بازار مین تین سو رکعت نماز اور تینسو ہزار تسبیح اوسکا ورد ہے اور علمانے کہا ہے کہ اونھون نے اس بات سے اپنی ذات کا ارادہ کیا حاصل یہ ہے کہ جو شخص بازار مین قوت کے واسطے جائے تاکہ امور دین مین فرغت پائے وہ ایسا ہی ہے اور اصل مقصود نہ چھوڑے گا اور جو دنیا کی زیادہ طلبی کے واسطے جائیگا اوس سے یہ بات نہوگی بلکہ وہ اگر مسجد مین نماز پڑھے گا تو بھی اوسکا دل پریشان اور دکان کے حساب مین لگا رہے گا **پانچوین** یہ کہ بازار مین رہنے کی بہت حرص نہ کرے مثلاً سب سے پہلے جائے اور سبکے بعد آئے یا سفر دور دراز پر خطر کرے یا دریا کا سفر کرے یہ امور کمال حرص کے سبب سے ہوتے ہین حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ ابلیس کا ایک بیٹا ہے اوسکا نام زلنبور ہے اپنے باپ کا نائب بنکر بازارون مین رہتا ہے ابلیس اوسے سکھاتا ہے کہ تو بازار مین جاکر جھوٹ مکر حیلہ دغابازی قسم کھانے کی ترغیب دے اور ایسے شخص کے ساتھ لگا رہ جو سبکے پہلے بازار جاتا ہے اور سبکے بعد آتا ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ سب جگہون مین بری جگہ بازار ہے اور بازاریون مین سب سے بدتر وہ شخص ہے جو سبکے پہلے بازار جائے اور سبکے بعد وہان سے آئے تو کاندار کو چاہیے کہ اپنے اوپر لازم کرے کہ جب تک مجلس علم اور اوراد صبح اور نماز صبح سے فارغ نہو بازار نجائے اور جب اوس دن کی قوت کو کفایت کرنے کے قدر فائدہ

دیتا ہے تو بازار سے پھر آتے اور مسجد مین جاکر عمر آخرت کی روزی حاصل کرے اسواسطے کہ وہ عمر بہت بڑی ہے اور اوسکی قیمت بہت ہے اور آدمی اوسکے توشہ سے نہایت غنی اور مفلس ہے حماد ابن سلمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے اوستاد نقصہ بیچتے تھے جب دوجمعہ نفع مین ملجاتے تو گٹھری باندہ کر اپنے گھر تشریف لے آتے ابراہیم ابن بشار نے حضرت ابراہیم ادہم سے کہا کہ آج مین مٹی کے کام سے واسطے جاتا ہون فرمایا اے ابن بشار تمتو روزی کو ڈھونڈتے ہو موت تمکو ڈھونڈتی ہے جو تمھین ڈھونڈتی ہے وہ تم سے تم نہ چھوٹوگے اور جسے تم ڈھونڈتے ہو وہ تمسے بچھوٹیگی مگر شاید تمنے حدیث کو محروم اور کاہل کو مرزوق نہین دیکھا ہے کہا میرے ملک مین اور کچھ نہین مگر ایک دانگ بھال قرض ہے فرمایا تمھاری ایمانداری پر افسوس ہے کہ ایک دانگ اپنے ملک مین رکھتے ہو اور پھر مٹی کے کام کو جاتے ہو اگلے بزرگون مین بعضے لوگ ایسے تھے کہ ہفتہ بھر مین دو دن سے زیادہ بازار نجاتے اور بعضے ہر روز جاتے اور ظہر کی نماز کے وقت اوٹھ آتے اور بعضے عصر کی نماز تک بازار مین رہتے اور ہر شخص جب اوسمین کفایت کماتا تو پھر مسجد کو چلا جاتا تیسری یہ کہ شبہہ کے مال سے دور رہے اور اگر مال حرام لینے کا ارادہ کریگا تو فاسق اور گنہگار ہوگا اور جس چیز مین شبہہ ہو تو اگر خود اہل دل ہے تو اوسکے واسطے اپنے دل سے فتوی پوچھے مفتیون سے نہ پوچھے اور یہ بات نادر ہوتی ہے اور جس چیز مین دل کو کراہت معلوم ہو اوسسے نہ لے ظالمون اور اونکے متعلقون سے معاملہ نہ کرے کسی ظالم کے ہاتھ مال قرض نہ بیچے اسواسطے کہ اگر وہ ظالم مرجائیگا تو قرضخواہ کو رنج ہوگا اور ظالم کے مرنے سے ملول ہونا اور اوسکی نوکری پر خوش ہونا چاہیے وہ چیز ظالم کے ہاتھ نہ بیچے جس سے جانے کہ اس سے ظالم ظلم مین استعانت کریگا ورنہ بیچنے والا بھی اوسکا شریک ہوگا منبا اگر مستوفیون اور ظالمون کے ہاتھ کاغذ بیچے گا تو ماخوذ ہوگا غرضکہ ہر شخص سے معاملہ نہ کرے بلکہ جو معاملہ کے لائق ہو اوسسے معاملہ کیواسطے تلاش کرے علما نے کہا ہے کہ ایک وہ زمانہ تھا کہ جو شخص بازار جاتا کہتا کہ مین کس سے معاملہ کرون لوگ کہتے جس سے جی چاہے معاملہ کر سب احتیاط والے لوگ ہین پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب مین کہتے کہ سب سے معاملہ کرنا مگر فلانے فلانے شخص سے پھر ایک زمانہ آیا کہ لوگ جواب دیتے کہ کسیکے ساتھ معاملہ نکرنا مگر فلانے فلانے آدمی کے ساتھ کرنا اس بات کا خوف ہے کہ آگے آگے ایسا زمانہ آئیگا کہ کوئی کسی سے معاملہ نکر سکے اور یہ ہمارے زمانہ سے پہلے لوگون کا قول تھا شاید ہمارے زمانہ مین ایسا حال ہوگیا ہے کہ معاملہ کرنے مین لوگون نے بالکل فرق اوٹھا دیا ہے اور یہ جو نیم عالم اور ناقص دین عقلمندون سے لوگون نے سنا ہے کہ دنیا کا تمام مال یکسان ہوگیا ہے اور سب حرام کا مال ہے اس سے احتیاط محال ہے اس واہیات بات پر لوگ دلیر ہوگئے ہین اور یہ بڑی خطا ہے حقیقت مین ایسا نہین جو دانشمندون نے کہا ہے اس اجمال کی تفصیل چوتھی اصل معرفت حلال و حرام مین جو اسکے بعد آئے گی انشاء اللہ تعالی بیان کی جائیگی **ساتوین** یہ کہ جس سے معاملہ کرے قول عمل اور وستد مین اوسکے ساتھ اپنا حساب درست رکھے اور یقین سمجھے کہ قیامت کے دن مجھے ہر ایک اہل معاملہ کے ساتھ کھڑا کرکے حساب لین گے اور انصاف کرین گے ایک بزرگ نے کسی تاجر کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ پہلے مجھ

صحیفے بیچ رہے تھے مین سے دریافت کیا کہ خداوندا یہ صحیفے کیسے ہین ارشاد ہوا کہ تو نے پچاس ہزار آدمیون کے ساتھ
معاملہ کیا تھا یہ ہر ایک صحیفہ ایک ایک اہل معاملہ کا ہے اب یہ شخص اون بزرگ سے کہتا ہے کہ مین نے جس شخص کے ساتھ
معاملہ کیا تھا اول سے آخر تک ہر صحیفہ مین دیکھا غرضکہ دھوکا دیکر یا نقصان کیا ہوا گر اوسکا ایک دانگ بھی اسکے ذمہ ہے
تو اوسکے واسطے ماخوذ اور گرفتار ہوگا اور جب تک اوس سے عمدہ برائی نکر لیگا کوئی چیز اوسکے واسطے مفید نہوگی معاملہ کرنا
اگلے بزرگون کی عادت اور راہ شریعت یہی ہے جو مذکور ہوئی اب یہ سنت اوٹھ گئی ایسا معاملہ اور اوسکا علم اس زمانہ مین لوگ
بھول گئے جو شخص انمین سے ایک سنت بھی بجالائیگا وہ اجر عظیم پائیگا اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ جو احتیاطین ترک کرتے ہوا سکا دسوان حصہ بھی جو کریگا اوسکے واسطے کافی ہوگا
صحابہ رض نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صا کیون فرمایا اسواسطے کہ تم لوگ نیک کامون پر مددگار رکھتے ہو اس سبب سے تمھارا کام
آسان ہے اور وہ لوگ یار و مددگار نہ رکھینگے اور غافلون مین وہ غریب ہونگے یہ بات اسواسطے کہی گئی کہ جو کوئی اس
وہ ناامید نہو جاے اور یہ نہ کہے کہ اوہ جی یہ سب احتیاطین کب ہوسکتی ہین اس زمانہ مین جسقدر ہوسکے وہی بہت ہے بلکہ ہر
شخص اس بات کا ایمان رکھتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے وہ یہ سب احتیاطین کر سکتا ہے اسواسطے کہ سب احتیاطون سے
فقیری اور محتاجی کے سوا اور کچھ نہ پیدا ہوگا اور جس محتاجی اور فقیری کے سبب سے ہمیشہ کی بادشاہی حاصل ہو اوس فقیری کو
آدمی چھپا سکتا ہے اسلیے کہ دنیا مین مال و دولت یا ملک و سلطنت ملنے کی امید موہوم پر خلقت کی بڑی بڑی بے سامانی اور
رنج و مذلت پر لوگ صبر کرتے ہین حالانکہ اگر موت آجائے تو وہ سب کیا دھرا برباد جاے تو اگر کوئی شخص آخرت کی بادشاہی کیواسطے
وہ کام جو اپنے لیے پسند نہین کرتا اوروں کے واسطے بھی پسند نہ کرے تو کچھ ایسا بڑا کام نہین ہے واللہ اعلم بالصواب

چوتھی فصل حلال و حرام اور شبہہ کے پہچاننے کے بیان مین

سنو اے عزیز جان اس بات کو جان کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طَلَبُ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ اور جب تک تو نجانیگا کہ حلال کیا ہے تب تک حلال کو طلب نکر سکیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور دونون کے درمیان شبہے مشکل اور پوشیدہ ہین جو شخص اونکے گرد ہوگا تو اسکا خوف ہے کہ حرام مین گرے اے عزیز جان تو کہ یہ بڑا علم ہے کتاب احیا مین اسکی اسی تفصیل ہمنے لکھی ہے کہ اور کتابون مین نہ ملیگی اور اس کتاب مین اوسیقدر ہم بیان کرینگے عوام جسقدر سمجھ سکین اور اس مطلب کو انشاء اللہ تعالی چار بابون مین ہم بیان کرتے ہین

پہلا باب طلب حلال کے فضائل اور ثواب کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا یعنی اے رسولو تم جو کچھ کھاؤ حلال اور پاک مین سے کھاؤ اور جو کچھ کرو بندگی شائستہ کرو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال طلب کرنا مسلمانون پر فرض ہے

اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسمیں کسی حرام کے ساتھ امیزش نہو کھاتا ہے حق تعالیٰ اوسکے دل کو پرنور فرماتا ہے اور حکمت کے چشمے اوسکے دل سے جاری کرتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ دنیا کی محبت اوسکے دل سے نکالڈالتا ہے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو صحابہ کرام مین سے تھے اونھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسی دعا فرمایئے کہ جس بات کے واسطے مین دعا کرون میری دعا قبول ہی ہوا کرے آپنے فرمایا کہ حلال کا کھانا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اونکا کھانا کپڑا تو حرام کا ہے پھر ہاتھ اوٹھاکر دعا مانگتے ہین ایسی دعا کب قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کا ایک فرشتہ بیت المقدس مین ہے ہر شب وہ منادی کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھائیگا حق تعالیٰ اوس سے نہ فرض قبول فرمائیگا نہ سنت اور فرمایا ہے کہ جو شخص دس درہم دیکر کوئی کپڑا مول لے اور اوسمین ایک درہم حرام کا ہو جبتک وہ کپڑا اوسکے بدن پر رہیگا اوسکی نماز نہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ جو گوشت بدن پر حرام کھانیسے جمیگا وہ آتش دوزخ مین جلے گا اور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ باک نہین رکھتا کہ مال کہان سے مین پیدا کرتا ہون تو حق تعالیٰ بھی یہ پروا نرکھے گا کہ اوسے کدہر سے دوزخ مین ڈالدے اور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس ٹکڑے ہین اوسمین سے نو ٹکڑے فقط طلب حلال ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حلال ڈہونڈہتے ڈہونڈہتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اوسکے سب گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہین اور جب صبح کو سو اوٹھتا ہے تو حق تعالےٰ اوس سے خوش ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم ہے کہ اوس سے حساب لون اور فرمایا ہے کہ سود کا ایک درہم اوس تیس بار زنا کرنیسے سخت تر ہے جو مسلمانی کی حالت مین آدمی کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا مال کمائیگا اگر صدقہ دیگا تو قبول نہوگا اور اگر رکھ چھوڑیگا تو دوزخ کے دروازے تک وہ اوسکا زادراہ ہوگا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک غلام کے ہاتھ سے دودہ کا شربت پیا جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ شربت وجہ حلال سے نہین ہے حلق مین اونگلی ڈالکر قے کی اوسکی سختی اور اذیت کے سبب سے روح اقدس کے مفارقت کر جانیکا خوف تھا اور مناجات کی کہ بارخدایا مین تیری پناہ مانگتا ہون اوسقدر شربت سے جو میری رگون مین رچگیا اور قے کرنے سے نہ نکلا اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا کیونکہ لوگون نے دہوکے مین صدقہ کا دودہ اونکو پلا دیا تھا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ اگر تو اتنی نماز پڑہے کہ تیری پیٹھ خمیدہ ہو جاے اور اسقدر روزے رکھے کہ بال کیطرح باریک اور دبلا ہو جاوے تو جب تک حرام سے پرہیز نکریگا یہ روزہ نماز کچھ نہ مفید ہوگا نہ قبول ہوگا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ جو شخص حرام کے مال مین سے صدقہ دیتا ہے وہ اوس شخص کے مثل ہے جو ناپاک کپڑے کو پیشاب سے دہوتا ہے کہ وہ اور بھی ناپاک ہوتا ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ عبادت خزانۂ خدا ہے اوسکی کنجی دعا ہے اور لقمۂ حلال اوس کنجی کے دانت ہین اور حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہین پہونچتا مگر چار چیزون کی بدولت ایک یہ کہ سب فرائض شرط سنت کے ساتھ ادا کرے دوسری یہ کہ لقمۂ حلال شرط زہد کے ساتھ کھائے تیسری یہ کہ ظاہر و باطن مین سب برے کامون کو چھوڑدے چوتھی کہ ہمیشہ

تا دم مرگ صبر کرتے بزرگون نے کہا ہے جو شخص چالیس دن شبہہ کا مال کھائیگا اوسکا دل سیاہ ہو جائیگا حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ شبہہ کا ایک درم اصل مالک کو پھیر دینا لاکھ درم صدقہ دینے سے زیادہ مجھے محبوب ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جو شخص حرام کھاتا ہے اوسکا تمام بدن گناہ مین پڑجاتا ہے وہ چاہے خواہ نچاہے ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اوسکے تمام اعضا طاعت مین رہتے ہین اور توفیق خیر ہمیشہ اوسکی یار و مددگار رہے اس باب مین بہت سے اخبار اور آثار وارد ہین اسواسطے متقی پرہیزگار لوگ بڑی احتیاط کرتے تھے ایک اونمین سے حضرت وہب بن الورد تھے کہ کوئی چیز نہ کھاتے تھے جبتک اوسکی اصل حقیقت نہ معلوم ہو کہ کیسی ہے اور کہان سے آئی ہے ایک دن اونکی والدہ نے انکو دودھ کا ایک پیالہ دیا اونھون نے پوچھا کہ یہ کہان سے آیا ہے اور اسکی قیمت تمنے کہان سے دی ہے اور کس سے مول لیا جب سب دریافت ہو چکا تو پھر پوچھا کہ یہ بکری کہان چری ہے اونھون نے کہا فلانہ چری تھی جہان مسلمانون کا کچھ حق تھا غرضکہ نہ پیا اونکی مان نے دعا دیکر کہا کہ بیٹا خدا تعالیٰ تمکو رحمت کرے پی لے کہا اگرچہ رحمت کرے لیکن مین اسکو پینا نہین چاہتا ہون کہ اگر پیونگا تو اوسکے گناہ کے ساتھہ اوسکی رحمت سے محروم رہونگا اور مین یہ نہین چاہتا حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ بڑی احتیاط کرتے تھے اونسے لوگون نے پوچھا تم کہان سے کھاتے ہو کہان سے کھاتے ہو لوگ کھاتے ہین لیکن اوس شخص مین جو کھاتا اور روتا ہے اور اوس شخص مین جو کھاتا اور ہنستا ہے فرق ہے اور کہا اگر لقمہ بہت کوتاہ ہو اور لقمہ بہت چھوٹا ہو تو اس سے کچھ نہین ہوجاتا دوسرا باب حلال و حرام اور شبہہ مین پرہیزگاری کے درجات کے بیان مین اعلم کہ حلال و حرام کے درجے ہین اور سب درجے ایک قسم کے نہین ہین کوئی درجہ حلال کوئی درجہ حلال پاک کوئی درجہ حلال پاک تر ہے اسیطرح حرام سے کوئی درجہ بہت برا اور پلید تر کوئی درجہ کمتر ہے جسطرح کہ بہت بخار کو گرمی نقصان کرے تو جیسے بہت گرم ہوتی ہے ویسا بہت نقصان کرتی ہے اور گرمی کے درجے ہین کیونکہ شدید گرمی مین شکر کے مانند نہین ہے اوسیطرح حرام بھی اور سلمانون کے حقیقی حرام اور شبہہ سے پرہیز کرنے مین پانچ درجون پر ہین پہلا درجہ پرہیزگار عدول اور وہ سب سلمانون کا پرہیز ہے کہ جو بات ظاہر فقہ اور فتوی کی رو سے حرام ہے اوس سے دور رہتے ہین اور یہ سب درجون سے کمتر ہے جو کوئی اسمین دست بردار ہوگا اوسکی عدالت زائل ہوجائیگی اور فاسق اور عاصی کہتے ہین اسکے بھی کئی درجے ہین کیونکہ اگر کوئی کسب کا مال عقد فاسد سے اوسکی رضامندی کے ساتھہ لیگا تو حرام ہے اور اگر غصبا لیگا تو حرام تر ہے اور اگر کسی یتیم یا محتاج سے لیگا تو بہت بڑی حرمت ہوگی اور عقد فاسد جب بیاج کے سبب سے ہو تو اوسکی حرمت سب انواع سے عظیم تر ہوگی اگرچہ حرمت کا نام سب پر آتا ہے اور جو چیز حرام تر ہے اوسمین عاقبت کا خطر بیشتر اور عفو کی امید کمتر ہے جسطرح بیاج جو کہ شبہہ ہے اوسکی مضرت مصری اور شکر کی مضرت سے زیادہ ہے اور جب بہت سا پیے تو اوسکی مضرت کم پینے کے بہ نسبت زیادہ تر ہوگی حلال و حرام کی تفصیل وہ شخص جانیگا جو تمام فقہ پڑھے اور سب لوگون پر تمام فقہ پڑھنا واجب نہین کیونکہ وہ شخص جسکا قوت مال غنیمت اور اہل ذمہ کے جزیہ سے ہو اوسکو غنائم اور جزیہ کے مسائل جاننے کی کچھ حاجت نہین لیکن ہر ایک پر اوسیقدر واجب ہے جسکا وہ محتاج ہے

مثلاً جب کسی کی آمدنی بیع سے ہو تو بیع کے مسائل جاننا اوسپر واجب ہے اور اگر آمدنی مزدوری سے ہو تو علم اجارہ حاصل کرنا
اوسپر واجب ہے اسیطرح ہر پیشہ کا ایک علم ہے آدمی جو پیشہ کرے اوسکا علم سیکھنا اوسپر واجب ہے دوسرا درجہ نیک مرد جنکو
صلحا کہتے ہین اونکی پرہیزگاری کا ہے یہ ایسا ہے کہ مفتی جسے کہے کہ حرام نہین لیکن شبہہ سے خالی نہین ہے اوسکو بھی
ترک کردے اور شبہے کی تین قسمین ہین ایک وہ جس سے حذر کرنا واجب ہو دوسرے وہ جس سے حذر واجب تو نہو لیکن مستحب ہو
اور واجب سے حذر کرنا پہلا درجہ ہے اور مستحب سے حذر کرنا دوسرا درجہ ہے تیسری وہ جس سے حذر کرنا بیکار وسوسہ ہو مثلاً
کوئی شخص شکار کا گوشت نہ کھائے اور کہے کہ شاید یہ جانور اوسکی ملک ہو اور اوسکے پاس سے بھاگا ہو یا کوئی شخص گھر خانہ
کوئی اسباب سے کام رکھتا ہے اور کہے کہ اسکا مالک شاید مرگیا ہو اور یہ وارث کا حق ہوگیا ہو ایسی باتون پر جبتک کوئی امر بین
نہ ہو یا کوئی امارت نہ ہو سب سے بہتر اور خیر تقیون کی پرہیزگاری کا ہے یہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو چیز حرام ہو شبہہ
کی نکلنا اوسکا متحقق ہو لیکن اوسمین اس سکا اندیشہ ہو کہ اوسکے سبب سے کسی حرام یا شبہہ مین پڑجائیگا آدمی اوس سے دست
ہوجاے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام و الصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ جبتک اوس چیز کو جسمین کچھ اندیشہ اور باک نہو
اوس چیز کے خوف سے جسمین کچھ باک اور اندیشہ ہو ترک نہ کرے تبتک بندہ متقیون کے درجہ کو نہ پہونچے حضرت امیرالمومنین حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہمنے حلال کے دس حصون مین سے نو حصے اس ڈر سے چھوڑ دیے ہین کہ کسی
حرام مین نہ پڑجائین اسیواسطے کہا کہ جب کسی شخص کے ذمہ کسی پر قرض ہوتے تو وہ ننانوے سے زیادہ نہ لیتا کہ مبادا
اگر سب قرض لیلے تو زیادہ ہوجائین حضرت علی ابن العبد رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مین نے ایک کنان کرایہ کو کیا تھا ایک
لکھی اور چاہا کہ خط کی سیاہی کو اوسکی مٹی سے خشک کرون خیال کیا کہ مٹی یہ ہی ملک نہین ہے اس سے سیاہی خشک کرنا جائز نہو
کہ وہ اسی مٹی کی قیمت نہو مجھے کچھ غرض نہ تھی اوسی مٹی اور خط پر ڈالدی میں نے دیکھا کہ ایک شخص مجھے کہتا ہے کہ ہو لوگ غیر کی دیوار
کی مٹی کو بے قدر و قیمت جانتے ہین انھین فرشتے تیار کرتے ہین اور معلوم ہوگیا تو جو لوگ پرہیزگاری کے [illegible]
آسان چیز سے بھی ایک تو اسواسطے پرہیز کرتے ہین کہ شاید جب اسکا [illegible] تو اول زیادہ چاہے [illegible]
متقیون کے درجہ سے نہ گرین اسیواسطے حضرت امام حسن علیہ السلام نے صدقہ کے مال مین سے جب ایک خرما اپنے منہ مین ڈالا
حالانکہ آپ لڑکے تھے مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ لفظہا یعنی اسکو تھوک دے فیضہ عمر ابن عبدالعزیز کے
سامنے لوگ غنیمت کا مشک لائے تھے اونھون نے اپنی ناک بند کرلی اور کہا کہ اسکی بو اسکی نفعت سے اور وہ سب مسلمانون کا حق
ہے کہتے ہین کہ ایک بزرگ کسی بیمار کے سرہانے بیٹھے تھے وہ بیمار جب مرگیا تو اون بزرگ نے چراغ گل کردیا اور کہا کہ اب تیل
وارث کا حق ہے امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غنیمت کا مشک اپنے گھر مین رکھا تھا تاکہ اونکی بی بی مسلمانون
کے واسطے بیچین ایک روز امیرالمومنین رضہ اپنے گھر مین جو تشریف فرما ہوئے تو اونکی بی بی کے مقنع سے مشک کی خوشبو آئی
فرمایا کہ یہ کیا ہے بی بی نے کہا مین مشک تولتی تھی کچھ مشک ہاتھہ مین لگ گیا اوسکو مین نے مقنع مین مل لیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

نے اونکے سر سے مقنع اوتار لیا اور سے دھوتے تھے اور مٹی مین ملتے تھے اور سونگھتے تھے یہانتک کہ اسمین کچھ بو نہ رہے تب وہ مقنعہ بی بی کو حوالہ فرمایا اگرچہ اسقدر معاف تھا لیکن خلیفۂ برحق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے چاہا کہ سدباب ہو تاکہ اور کسی چیز کی طرف نہ لیجائے اور حرام کے ڈر سے حلال چھوڑ دئے اور متقیون کا ثواب ہاتھ آئے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ سے لوگون نے پوچھا کہ یا امام اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا ہو اور بادشاہ کے مال سے خوشبو سلگاتے ہون تو کیا کرنا چاہیے فرمایا وہان سے باہر نکل آنا ضرور ہے تاکہ اونکی خوشبو نہ سونگھے اور یہ خود حرام کے قریب ہے کیونکہ اوسقدر خوشبو جو اوسے پہونچیگی اور کپڑون مین بسے گی وہی مقصود ہوتی ہے اور بعضے اسمین خلل کرتے ہین تو شاید اوسکا آسان جاننا درست نہو پھر ان ہی امام سے پوچھا گیا اگر مسجد مین کوئی چراغ جلائے تو آیا درست ہے کہ مالک کی بے اجازت اوسکی نقل لے فرمایا نہین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی ایک بی بی تھین انکو آپ سے بہت چاہتے تھے جب خلیفہ ہوئے تو اونکو اس خوف سے طلاق دیدی کہ مبادا کسی امر مین وہ سفارش کرین اور اونکی مرضی کے خلاف آپ سے نہو سکے الغرض جان تو کہ جس مباح کی بازگشت زینت دنیا کی طرف ہے اوسکا یہی حکم ہے اسواسطے کہ آدمی جب اوس مباح مین مشغول ہوگا تو وہ اوسے اور کامون مین ڈالدیگا بلکہ بعضے حلال کا کھانا پیٹ بھر کھانا یکبارگی وہ متقیون کے درجہ سے محروم رہیگا اسواسطے کہ آدمی جب حلال کا کھانا سیر ہوکر کھاتا ہے تو وہ شہوت کو حرکت دیتا ہے اور اس امر کا خوف ہے کہ اوسکے دل مین خیالات و امیات آئین یا بڑی بات اور سستی پیدا ہو دنیا دارون کے مال اور مکان اور باغ کا دیکھنا اسی قبیل سے ہے کیونکہ دنیا کی حرص کو تحریک دیتا ہے اور اوسکی طلب مین آدمی کو ڈالتا ہے آخر کو حرام کی طرف لیجاتا ہے اسیواسطے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے اس سے دنیا مباح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود ہے کہ اوسکی محبت دلکو باولا بناتی ہے تاکہ بہت دنیا کی طلب مین نکلے اور بغیر گناہ کے یہ بات نہین بنتی حق تعالی کے ذکر کو دل مین آنے نہین دیتی اور حق تعالی سے دل کا بالکل غافل ہوجانا بڑی شقاوت ہے اور بدبختی کا سبب ہوگا اسیواسطے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی جب کسی امیر کے دروازہ پر پہنچے دروازہ سے گدھے اور ایک شخص ہاتھ مین تھا اوسے دیکھنے لگا تو اونھون نے اوسے منع کیا اور کہا کہ اگر ہم دل سے نہ دیکھیں تو امیر لوگ اسقدر اسراف نہ کرین تو تم اس مفعول خرچی کے ظلم مین شریک ہوئے ہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ مکان اور مسجد کی دیوار کو گچ کرنا کیسا ہے آپنے فرمایا کہ زمین کا گچ کرنا درست ہے تاکہ خاک نہ اوڑے اور دیوار کو گچ کرنا میرے نزدیک مکروہ ہے کیونکہ اسمین آرائش ہے اگلے بزرگون کا قول ہے کہ جسکا لباس ہلکا اور باریک ہوگا اوسکا دین بھی نحیف ہوگا اس گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ حرام مین پڑنے کے خوف سے حلال پاک سے بھی دست بردار ہونا چاہیے چوتھا درجہ صدیقون کے زہد و ورع کا ہے کہ یہ لوگ ایسی چیز سے حذر کرتے ہین جو حلال ہو اور ذرا شک بھی نہ ڈالے لیکن اوسکے حاصل ہونے کے اسباب مین سے کسی سبب مین کوئی معصیت ہوگئی ہو جسکی مثال یہ ہے کہ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی بادشاہون کی کھدوائی ہوئی نہرون کا پانی نہ پیتے تھے اور بعضے لوگ حج کی راہ مین بادشاہون کے کھدوائے ہوئے

کوئی دینی نیت نہین آتی تب تک کوئی حرکت نہین کرتے اگر کھاتے ہین تو اوسیقدر کھاتے ہین جس سے قوت عبادت کی واسطے اونکی عقل اور زندگی برقرار رہے اگر کہتے ہین تو وہی بات کہتے ہین جو اونکے دین کی راہ ہے اونکے سوا اور جو کچھ ہے اوسے حرام جانتے ہین زہد و ورع کے درجات یہی ہین اس سے کم نہین ہین اے عزیز بھلا تو ان درجات کو سوچ اور جان تو اور اپنی ناکسی کو پہچان تو اگر تو جانتا ہے کہ پہلا درجہ جو مسلمانون کا زہد عدول ہے اوسے نگاہ رکھے تاکہ لوگ تجھے فاسق نہ کہین تو اوس سے بھی عاجز آجاتا ہے اور جب باتون پر آتا ہے تو بڑا سا منہ پھیلاتا ہے اور آسمان کی کہتا ہے اور جو ظاہری باتین شرع مین ہین اوس سے ننگ و عار رکھتا ہے بلکہ یہی چاہتا ہے کہ ہذیان بکون اور دور کی بات کہون حدیث شریف مین آیا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بدترین خلق وہ لوگ ہین جنکا بدن نعمتون کے سبب سے بنا رہتا ہے اور طرح طرح کے کھانے چکھتے ہین اور طرح طرح کے کپڑے ڈانٹتے ہین پھر منہ کھولتے ہین اور اچھی اچھی باتین بناتے ہین حافظ حقیقی ہمین ان باتون سے محفوظ رکھے

تیسرا باب حلال کو حرام سے جدا کرنے اور دریافت کرنے کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ بعضے لوگون کو یہ خیال خام ہے کہ دنیا کا تمام مال یا اکثر مال حرام ہے یہ گمان کرکے وہ لوگ تین فریق ہو گئے ہین ایک فریق پر جو احتیاط زہد غالب ہوئی تو اونھون نے یہ کہا کہ وہ گھاس جو صحرا مین اوگتی ہے اور مچھلی اور شکار کا گوشت اور جو ایسی چیزین ہین اونکے سوا اور کچھ ہم نہ کھائین گے اور ایک پر شہوت پرستی جو غالب ہوئی تو اونھون نے کہا کہ جو پائے سو کھا جائے حلال و حرام مین کچھ فرق نکیا چاہیے اور ایک فرقہ جو اعتدال سے قریب تر ہوا اوسنے کہا ہر ایک مین سے بقدر ضرورت کھانا چاہیے اور یہ تینون مذہب یقیناً غلط اور خطا ہین بلکہ صحیح اور درست یہ ہے کہ قیامت تک حلال و حرام ہمیشہ ظاہر و عیان ہے اور شبہہ ان دونون کے درمیان ہے ایسا ہی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور جو شخص یہ جانتا ہے کہ مال دنیا بیشتر حرام ہے وہ غلطی کرتا ہے اسواسطے کہ حرام اگرچہ بہت ہے لیکن بیشتر نہین ہے اور بیشتر اور بہت مین فرق ہے جیسا کہ بیمار اور مسافر اور لشکری بہت ہین لیکن بیشتر نہین ہین اور ظالم لوگ بہت ہین مظلوم لوگ بیشتر ہین اور اس غلطی کی وجہ کتاب احیا مین ہمنے مشرح اور مدلل بیان کی ہے اصل بات یہ ہے کہ تجھے یہ امر معلوم ہو جاے کہ بندونکو یہ حکم نہین ہے کہ جو چیز خدا کے علم مین حلال ہے وہی کھائین اسواسطے کہ یہ امر جاننے کی کسیکو طاقت نہین ہے بلکہ یہ حکم ہے کہ خود جس چیز کو حلال جانین یا جس چیز کا حرام ہونا ظاہر نہو اوسے کھائین اور اسکا ڈھونڈھنا ہمیشہ آسان ہے اس بات پر یہ دلیل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مشرک کے برتن سے وضو کیا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ترسا عورت کے برتن سے طہارت کی اگر پیاسے ہوتے تو پانی پی لیتے اور ناپاک پانی پینا حرام ہے اور غالب یہ ہے کہ مشرک اور ترسا لوگون کا ہاتھ پلید رہتا ہے اسواسطے کہ شراب پیتے ہین اور مردار کھاتے ہین لیکن چونکہ ان حضرات نے اوسکی ناپاکی نہ دیکھی تو اوسکو پاک سمجھے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جس شہر مین پہونچتے کھانا مول لیتے اور لین دین کرتے باوصفیکہ اونکے زمانہ مین چور سود خور شراب فروش یہ سب تھے اور اونھون نے دنیا کے مال سے ہاتھ نہ کھینچا اور سبھون کو برابر جانا اور ضرورت کی قدر پر قناعت کی تو اے عزیز تجھے جاننا چاہیے کہ تیرے حق مین چھ قسم کے لوگ ہین

پہلی قسم وہ آدمی ہے جو مجہول ہو کہ تو نہ اوسکا صالح ہونا جانے نہ بدکار ہونا مثلاً کسی اجنبی شہر مین تو جاے تو تجھے درست ہے جس سے چاہے روٹی لیکر کھاے اور معاملہ کرے اسواسطے کہ جو کچھ اوسکے پاس ہے ظاہر اوسی کی ملک ہے یہ دلیل کفایت کرتی ہے اور بغیر ایسی علامت کے جو اوسکی حرمت پر دلالت کرے حلال نہوگی لیکن اگر کوئی شخص اس معاملہ مین توقف کرے اور کسیکو اوسکا صالح ہونا دریافت کرنے کو ڈھونڈھے تو یہ امر منجملہ زہد و ورع ہے واجب نہین دوسری قسم وہ شخص ہے جسکی صلاحیت تو جانتا ہو اوسکی چیز کھالینا درست ہے اور توقف کرنا پرہیزگاری نہین بلکہ وسوسہ ہے اگر وہ شخص تیرے توقف کرنے سے ملول اور رنجور ہوگا تو تو بھی گنہگار ضرور ہوگا اہل صلاح سے گمان بد کرنا خود گناہ ہے تیسری قسم وہ آدمی ہے جسے تو ظالم جانتا ہو جیسے ترک لوگ یا بادشاہی عمال یا یہ جانتا ہو کہ اسکا کسب یا اکثر مال حرام کا ہے تو ایسے آدمیکے مال سے پرہیز کرنا واجب ہے مگر یہ کہ جب تو جانے کہ کسی حلال چیز سے لیا ہے کیونکہ یہان اوسکے حلال ہونے کی کوئی علامت اس امر پر پائی جاتی ہو کہ اوسنے کسیکا مال غصب نہین کیا ہے چوتھی قسم وہ شخص ہے کہ تو جانے کہ اوسکا اکثر مال حلال کا ہے لیکن حرام سے بالکل خالی نہین مثلاً کوئی شخص کسان ہو مگر بادشاہ کی طرف سے عملداری بھی کرتا ہو یا کوئی سوداگر ہو اور بادشاہ کے علاقہ داروں سے معاملہ بھی کرتا ہو تو ایسے شخص کا مال حلال ہے اور لینا اکثر لینا درست ہے کیونکہ اکثر حلال کا ہے لیکن اہل ورع کو اوس سے حذر کرنا ضرور ہوگا حضرت عبداللہ مبارک کے وکیل نے بصرہ سے اونھین بلکہ بھیجا کہ مین ایسے لوگون سے معاملہ کرتا ہون جو بادشاہ کے علاقہ دارون سے معاملہ کرتے ہین اونھون نے جواب لکھا کہ اگر وہ لوگ بادشاہون کے سوا اور کسی سے معاملہ نکرتے ہون تو اونکے ساتھ معاملہ نہ کیا کر اور اگر اور لوگون سے بھی معاملہ کرتے ہون تو اونکے ساتھ معاملہ کرنا درست ہے پانچوین قسم وہ شخص ہے کہ جسکے ظلم سے تو واقف نہو اور اوسکے مال کی خبر نہ رکھتا ہو لیکن ظلم کی علامت اوسکے ساتھ دیکھے مثلاً قبا یا کلاہ پہنے ہو یا لشکریون کی سی صورت بنائے ہو تو یہ بھی ظاہری علامت ہے ایسے شخصون کے ساتھ معاملہ کرنے سے حذر کرنا چاہیے تاوقتیکہ یہ معلوم ہو جاے کہ مال کہان سے لایا ہے چھٹی قسم وہ شخص ہے جسمین ظلم کی علامت نہ پائی جاے مگر فسق کی علامت ظاہر ہو مثلاً ریشمی لباس یا طلائی زیور پہنے ہو یا شراب خوار ہو اور نامحرم عورت کو گھورتا ہو تو صحیح یہ ہے کہ اوسکے مال سے حذر کرنا واجب نہین ہوتا کیونکہ ان فعلون سے مال حرام نہین ہو جاتا مگر بعضے خیال کر سکتے ہین کہ چونکہ یہ شخص مال حلال کھاتا ہے تو شاید حرام کے مال سے پرہیز نکرتا ہو اس خیال سے اوسکے مال کی حرمت کا حکم کرنا درست نہین اسواسطے کہ کوئی شخص گناہ سے پاک نہین اور بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ اگرچہ گناہ سے حذر نہین کرتے لیکن ظلم و ستم سے حذر کرتے ہین حلال و حرام مین فرق کرنیکے واسطے یہ قاعدہ یاد رکھنا چاہیے اگر کسی شخص نے یاد رکھا اور ناداستہ کوئی حرام چیز کھا گیا تو وہ ماخوذ نہوگا اسکی مثال یہ ہے کہ نجاست کے ساتھ نماز درست نہین لیکن اگر ایسی نجاست ہو جسے وہ نہین جانتا تو نماز درست ہے نماز کے بعد جب نجاست معلوم ہو جاے تو ایک قول پر نماز کی قضا واجب نہوگی اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے عین نماز مین نعلین مبارک نکالنے

اوتار والین اور اول سے نماز نہین پڑہی اور فرمایا کہ جبرئیل نے مجھسے کہا کہ یہ بیلین نجس ہین اے عزیز جان تو کہ جہان پر رہنے کہا ہے کہ اہل ورع کو حذر کرنا ضرور ہے اگرچہ وجب نہین وہان پر اوس سے یون پوچھنا چاہیے کہ تو یہ چیز کہان سے لایا بشرطیکہ اس پوچھنے سے اوسکا دل رنجیدہ نہو اور اگر رنجیدہ ہوتا ہو تو پوچھنا حرام ہے اسواسطے کہ تقوے احتیاط ہے اور رنج دینا حرام ہے اس صورت مین عذر و حیلہ کرکے نہ کہائے اور کچھ عذر نہین کرسکتا تو کہائے تاکہ وہ شخص ناراض نہو اور اگر کسی دوسرے سے اسطرح پوچھے کہ اوس شخص کا سن لینا ممکن ہے تو یہ امر بھی حرام ہے اسواسطے کہ اسمین تجسس اور غیبت اور بدگمانی پائی جاتی ہے اور یہ تینون امر حرام ہین اور فقط احتیاط کے واسطے فعل حرام مباح نہین ہوجاتا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب کہین مہمان ہوتے تو استفسار نہ فرماتے اور اگر کہین سے ہدیہ آتا تو بھی دریافت نہ فرماتے مگر ایسے مقام مین جہان شبہہ پیدا ہوتا ابتدا مین جب آپ مدینہ منورہ تشریف لیگئے تو جو کچھ لوگ آپ کی خدمت مین حاضر کرتے آپ استفسار فرماتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ ہے اسواسطے کہ وہ تنگ کا مقام تھا اور آپ کے استفسار فرمانے سے کوئی شخص رنجیدہ بھی نہوتا تھا اے عزیز جان تو اگر بازار مین بادشاہ کا مال لگائین یا لوٹ کی بکری لائین تو اگر جانتا ہے کہ اس بازار مین حرام کا مال اکثر ہے جبتک تحقیق نہ کرلے کہ کیا ہے اور کہان سے آیا ہے تب تک نہ مول لے اور اگر اوس مین سے اکثر مال حرام نہین ہے تو بے دریافت کیے مول لینا درست ہے مگر ورع اور تقوی کی رو سے پوچھنا اور دریافت کرلینا ضرور ہے

چوتھا باب بادشاہون کے روزینہ لینے اور اونکو سلام کرنے اور اونکے مال مین سے حلال کا مال لینے کے بیان مین

اے عزیز جان تو کہ جو کچھ اس زمانہ کے بادشاہون کے پاس ہے کہ مسلمانون سے خراج کے طور پر یا جدیہ یا نذر کے نام سے یا رشوت کے طریقہ سے اونھون نے لیا ہے وہ سب حرام ہے بادشاہون پاس جو تین قسم کا مال ہے وہ البتہ حلال ہے ایک وہ مال جو کفار سے بطور غنیمت لین یا اونسے جزیہ کے طور پر لین بشرطیکہ شرائط شرع کے ساتھ لین یا لاوارث کا جو مال وراثت کے طور پر لین کہ یہ مال مسلمانون کے کام کا ہے اور چونکہ یہ زمانہ ایسا ہے کہ یہ حلال کا مال نادر ہوگیا ہے اور اکثر مال خراج اور جزیہ سے ہوتا ہے تو جبتک تو یہ نہ جان لے کہ یہ مال وہ حلال ہے ہے یا غنیمت یا جزیہ یا لاوارثون کے ترکون کے مال سے ہے تب تک بادشاہون سے کچھ نہ لینا چاہیے ممکن ہے کہ بادشاہ بھی کسی زمین کو زراعت سے آباد کرے اور اوسکا محصول بادشاہ کو حلال ہو لیکن اگر بیگار یون سے کام لیا ہوگا تو شبہہ کو اوسمین دخل ہوگا گو کہ حرام نہو اور اگر ملک ذمہ مین زمین مزروعہ مول لیگا تو وہ بھی اوسکی ملک ہوجائیگی لیکن اگر اوسکی قیمت حرام مال سے دیگا تو اوسمین شبہہ کا دخل ہوجائیگا تو اگر کوئی شخص جسقدر روزینہ پاتا ہے وہ بادشاہ کی خاص ملک سے پاتا ہے تو اوسکا لینا درست ہے اور اگر روزینہ ترکون اور مسلمانون کے مصالح کے مال پر ہے تو وہ روزینہ حلال نہین ہے تاوقتیکہ یہ روزینہ دار ایسا نہو کہ مسلمانون کے مصالح مین سے کوئی مصلحت اوس سے وابستہ ہو مثلاً قاضی یا مفتی یا وقف کا متولی یا طبیب ہو یعنی جو شخص ایسے کام مین مشغول ہو جسکا نفع عام ہو مثلاً ایسا عالم دین بھی اسمین شریک ہین اور جو شخص کمائی سے عاجز ہو یا محتاج ہو اس مال مین اوسکو بھی حق ہے لیکن عالمون اور اور لوگونکو

اس سے جانا سے لینا درست ہے کہ عامل اور بادشاہ کے ساتھ دین کے مقدمہ مین لحاظ اور نرمی نکرنا اور اونکے ساتھ برے کاموں مین موافق نرمین اور اونکو ظلم کی ترغیب نہ دین بلکہ اونکے پاس ہی نجائین اور اگر جائین بھی تو شریعت کے موافق جائین چنانچہ اسکا بیان آئیگا **فصل** العزیز جان تو کہ علما اور غیر علما کو سلاطین اور عمال کے ساتھ تین حالتین ہین **ایک** یہ کہ نہ یہ لوگ سلاطین اور عمال کے پاس جائین اور نہ سلاطین وعمال ان لوگون کے پاس آئین دین کی سلامتی اسی صورت مین ہے **دوسری** حالت یہ ہے کہ سلاطین پاس جائین اور سلام کرین شرع مین یہ امر مذموم ہے مگر یہ کہ کوئی ضرورت داعی ہو ایک مرتبہ جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام امرا ظالم کی علامت بیان کرتے تھے پھر فرمانے لگے جو شخص انسے پرہیز کرے گا بچے گا اور جو انکے ساتھ دنیا کی حرص مین پڑیگا وہ بھی ان ہی مین سے ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بادشاہ ظالم پیدا ہونگے جو اونکے جھوٹ اور ظلم کو معاف کریگا اور راضی رہے گا وہ میری امت مین نہین اور قیامت مین میرے حوض کی طرف اوسکی راہ نہین آور فرمایا ہے کہ وہ علما حق تعالی کے بڑے دشمن ہین جو امرا کے پاس جائین اور بہترین امرا وہ ہین جو علما کے پاس آئین آور فرمایا ہے کہ علما پیغمبرونکے امانت دار ہین تاوقتیکہ سلاطین سے میل جول نکرین جب کیا تو امانت مین خیانت کی تم اس امر سے دور رہو حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت سلمہ رضی اللہ تعالی عنہما سے کہا کہ سلاطین کی درگاہ سے دور رہا کر اسواسطے کہ انکی دنیا سے جسقدر تجھے حاصل ہوتا ہے اوس سے زیادہ تیرا دین زائل ہوتا ہے آور کہا ہے کہ دوزخ مین ایک وادی ہے اوسمین کوئی نہ جائیگا مگر وہ عالم جو سلاطین کی ملاقات کو جاتے ہین حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ تونگرون کے ساتھ عالمون اور زاہدون کی دوستی ریا کی دلیل ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ ایک شخص اچھے دین والا بادشاہ پاس جاتا ہے اور بے دین ہوکر وہان سے نکلتا ہے لوگون نے پوچھا کیونکر کہا کہ وہ ایسی چیز مین بادشاہ کی خوشی ڈھونڈھتا ہے جسمین خدا کی ناخوشی ہو حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ عالم جسقدر بادشاہ کا مقرب ہوتا ہے اوسقدر حق تعالی سے دور ہوتا ہے حضرت وہب ابن منبہ رحمہ اللہ تعالی علیہ نے کہا ہے یہ علما جو سلاطین کے پاس جاتے ہین انکا ضرر مسلمانون کے واسطے حواریون کے ضرر سے زیادہ ہے حضرت محمد بن سلمہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے جو کبھی آدمی کی نجاست پر ہو وہ اون عالمون سے بہتر ہے جو بادشاہ کے در دولت پر ہون **فصل** العزیز جان تو کہ ان شدتون کا یہ سبب ہے کہ جو بادشاہ پاس جاتا ہے فعل یا قول یا خاموشی یا اعتقاد کے رو سے گناہ کے خطر مین پڑتا ہے فعل کی معصیت اسطرح پر ہوتی ہے کہ اکثر بادشاہون کا گھر مغصوب ہوتا ہے تو وہان جانا بیجا ہے اور اگر مثلث مثلاً جنگل بیابان مین ہون تو اونکا خیمہ اور فرش حرام ہوگا اوسمین جانا اور اوسپر پاؤن رکھنا بیجا ہے اور اگر بالفرض زمین مباح پر بے خیمہ وفرش ہون تو اگر سر جھکائیگا اور خدمت کریگا تو ایک ظالم کے سامنے فروتنی کی ہوگی اور یہ امر درست نہین حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس شخص نے کسی امیر سے اوسکی امارت کے واسطے فروتنی کی تو اگرچہ وہ ظالم نہو لیکن اوسکا دین ایک حصہ ضائع ہو جائیگا تو سلام کے سوا اور کچھ درست نہین اوسکا ہاتھ چومنا اپنی پیٹھ خم کرنا سر جھکانا یہ کچھ بیجا ہے مگر بادشاہ عادل یا عالم یا ایسے شخص کے واسطے جو دین کے سبب سے

تواضع کا مستحق ہو بعضے بزرگان سلف نے اس امر مین مبالغہ کیا ہے اور ظالمون کے سلام کا جواب تک نہین دیا ہے تاکہ ظلم کے سبب سے اونکی اہانت ہو اور قول کی معصیت باین طور ہوگی کہ بادشاہ ظالم کے حق مین دعا کرے مثلاً یون کہے کہ حق تعالی تجھے جبار رکھے ایسا کہنا درست نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی ظالم کی عمر دراز ہونے کی دعا کریگا اوسکی مرضی یہ ہے کہ زمین پر ہمیشہ ایسا شخص رہے جو خدا کی نافرمانی کرتا ہو تو کوئی دعا درست نہین مگر یون کہے اَصْلَحَكَ اللّٰهُ وَوَفَّقَكَ اللّٰهُ لِلْخَيْرَاتِ وَطَوَّلَ اللّٰهُ عُمْرَكَ فِي طَاعَتِهٖ جب آدمی دعاے خیر سے فارغ ہوتا ہے تو غالبًا اپنا اشتیاق ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمیشہ مین چاہتا ہون کہ خدمت مین حاضر ہون اگر یہ اشتیاق اوسکے دل مین نہین ہے تو جھوٹ بولا اور بے ضرورت نفاق کا کام کیا اور اگر دل مین یہ آرزو رکھتا ہے تو جو دل ظالمون کی ملاقات کا شائق ہوتا ہے نور اسلام سے خالی رہتا ہے بلکہ جو شخص خدا کی نافرمانی کرتا ہے اوسکی صورت سے ایسا بیزار رہنا چاہیے جیسا اپنے مخالف سے لوگ کراہت رکھتے ہین اور جب مضمون اشتیاق سے آدمی فارغ ہوتا ہے تو عدل و کرم مین اوسکی تعریف کرتا ہے اسمین بھی جھوٹ اور نفاق موجود ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ ان باتون سے ایک ظالم کا دل خوش کردیا یہ درست نہین جب اس سے فارغ ہوتا ہے تو اکثر یہ ہے کہ جب وہ ظالم کوئی محال بات کہتا ہے تو اوسپر سر ہلانا اور اوسکی تصدیق کرنا اسپر لازم ہوتا ہے یہ باتین سب گناہ ہین اور خاموشی کی معصیت اسطرح پر ہوتی ہے کہ بادشاہ کے مکان مین اطلس کا فرش اور دیوار پر تصویرین دیکھے اور اوسکے بدن پر ریشمی پوشاک انگلی مین طلائی انگوٹھی دیکھے اور وہان چاندی کے برتن دیکھے اور شاید اوسکی زبان سے فحش اور جھوٹ سنے ایسی باتون مین احتساب اور باز پرس لازم ہے چپ رہنا درست نہین اگر خوف کے مارے باز پرس نکرسکے گا تو معذور ہے لیکن وہان بلا ضرورت جانے مین معذور نہ رہ سکیگا اسواسطے کہ جہان معصیت دیکھے اور باز پرس نکرسکے وہان بلا ضرورت جانا نچاہیے دل اور اعتقاد کی معصیت اس طور سے ہوتی ہے کہ اوسکی طرف رغبت کرے اوسے دوست رکھے اوسکی تواضع کا اعتقاد کرے اوسکی دولت کو دیکھے اور دنیا کی آرزو پیدا ہو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اے گروہ مہاجرین اہل دنیا کے پاس نجاؤ اسواسطے کہ اس روزی پر جو خدا نے تمھین عنایت کی ہے جھنجلاؤ گے حضرت عیسی علیہ السلام فرماتے تھے کہ دنیا دارون کے مال پر تم نظر نہ کرو کیونکہ انکی دنیا کی روشنی ایمان کی حلاوت کو تمھارے دل سے دور کرے گی ان سب باتون سے معلوم کرنا چاہیے کہ کسی ظالم کے پاس جانے کی اجازت نہین ہے مگر دو عذر سے ایک یہ کہ بادشاہ کا حکم محکم ہو کہ اگر تو نہ آئیگا تو یہ خوف ہے کہ وہ تجھے ایذا پہونچائیگا یا رعب سلطنت جاتا رہے گا اور رعایا دلیر ہو جائیگی دوسرا عذر یہ ہے کہ اپنی داد خواہی یا کسی مسلمان کی سفارش کے واسطے جاے اسکی اجازت ہے بشرطیکہ جھوٹ نہ کہے اور تعریف نہ کرے اور درشتی کے ساتھہ نصیحت نہ ترک کرے اور اگر ڈرے تو نرمی کے ساتھہ نصیحت کرے گو جانے کہ یہ قبول نہوگی بارے جھوٹ بولنے اور تعریف کرنے سے حذر کرے اگر کوئی شخص ایسا ہو جو حیلہ کرے کہ مین سفارش کے واسطے جاتا ہون پھر اگر وہ کام اور کسیکی سعی سے نکل جائے یا اور کسی دوسرے شخص کو تقرب حاصل ہو تو غمگین ہوتا ہے یہ بات اس امر کی دلیل ہے

کہ وہ دینی ضرورت کے واسطے نہین جاتا بلکہ طلب جاہ کے لیے جاتا ہے تیسری حالت یہ ہے کہ وہ تو بادشاہون کے پاس نہ جائے مگر بادشاہ اوسکے پاس آئین اوسکی شرط یہ ہے کہ وہ جب سلام کرین تو جواب دے اگر تعظیم کے واسطے اوٹھ کھڑا ہوگا تو درست ہے اسواسطے کہ اوسکے پاس بادشاہ کے آنے مین علم کی تعظیم ہے اور بطرح تعظیم کرنے کے بادشاہ اہانت کے لائق ہوتا ہے اوس طرح اس نیکی کے سبب سے تکریم کا مستحق ہوتا ہے لیکن اگر عالم نہ اوٹھے اور دنیا کی حقارت ظاہر کرے تو اولیٰ ہے مگر یہ کہ اپنی ایذا کا یا رعیت کے دلون مین بادشاہ کی حشمت اور ہیبت باطل ہونیکا خوف ہو اور جب بیٹھا تو تین طرح کی نصیحت واجب ہوتی ہے ایک یہ کہ اگر بادشاہ کوئی فعل حرام کرتا ہے اور نہین جانتا کہ یہ حرام ہے تو عالم اوسکی حرمت سے آگاہ کردے دوسری یہ کہ بادشاہ کوئی کام کرتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کام حرام ہے جیسے ظلم اور فسق تو اس صورت مین اوسے ڈرائے اور نصیحت کرے اور کہے کہ میان دنیا کی لذت یہ لیاقت نہین رکھتی کہ آخرت کی سلطنت اس سے ضائع ہو یا دین کا نقصان ہو تیسری یہ کہ اگر عالم خلائق کی صلاح و فلاح کی بات جانتا ہے اور بادشاہ اوس سے غافل ہے اور امید ہے کہ اگر کہے گا تو بادشاہ مان لیگا تو اوسے خبردار کردے یہ تینون باتین اوس شخص پر واجب ہین جو بادشاہ کے پاس جاتا ہے بشرطیکہ قبول ہوجانے کی امید ہو اور عالم جب بے پروا اور عامل ہوگا تو البتہ اوسکا قول قبول ہوگا اور اگر دنیا کی طمع رکھتا ہے تو اوسکا چپ رہنا مناسب ہے کیونکہ لوگون کے ہنسنے کے سوا اور کچھ فائدہ نہوگا حضرت مقاتل ابن صالح رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ مین حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس تھا اونکے گھر بھرے مین ایک چٹائی اور چمڑے اور قرآن اور بدھنی کے سوا اور کچھ نتھا کسینے دروازہ پر تھپکی دی پوچھا کون ہے کہا محمد بن سلیمان خلیفۂ وقت غرضکہ اندر آیا اور بیٹھا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ مین جب آپکو دیکھتا ہون تو میرے دل مین ہیبت پڑجاتی ہے حضرت حماد رحمہ اللہ تعالےٰ نے جواب دیا کہ یہ اس سبب سے ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس عالم کو علم سے حق تعالیٰ ہی مقصود ہوتا ہے اوس سے سب ڈرتے ہین اور جسے دنیا مقصود ہوتی ہے وہ خود سب سے ڈرتا ہے پس خلیفہ نے چالیس ہزار درم اونکے سامنے رکھدیے اور کہا انکو کسی کام مین صرف کیجیے کہا جاسکے مالک کو دے خلیفہ نے قسم کھائی اور کہا کہ مین نے میراث حلال سے یہ پائی ہین فرمایا مجھے اسکی حاجت نہین کہا مستحقون کو تقسیم کردیجیے فرمایا کہ شاید مین انصاف کی رو سے تقسیم کرون اور کوئی کہے کہ انصاف نہین دھیان رکھا تو وہ گنہگار ہوگا مین یہ بھی نہین چاہتا القصہ وہ درم نہ لیے اگلے عالمون کی باتین بادشاہون کے ساتھ ایسی تھین جب علما اونکے پاس جاتے تھے تو یون جاتے تھے جیسے خلیفۂ ہشام ابن عبدالملک کے پاس حضرت طاؤس تشریف لیگئے **حکایت** خلیفۂ ہشام جب مدینہ منورہ پہونچا تو حکم کیا کہ صحابہ رضہ مین سے کسیکو میرے پاس لاؤ لوگون نے عرض کیا کہ سب صحابہ رضہ انتقال فرما گئے کہا تابعین مین سے کسیکو بلاؤ حضرت طاؤس کو اوسکے پاس لیگئے اونھون نے اندر جاکر جوتا اوتارا اور کہا السلام علیک یا ہشام ای ہشام تو کیسا ہے ہشام کو بڑا غصہ آیا اور انھین قتل کرڈالنے کا قصد کیا لوگون نے عرض کیا کہ یہ حرم رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہ شخص اکابر علما مین سے ہے یہ قصد نہ کرو اوس نے پوچھا اے طاؤس تمنے یہ کیا دلیری اور گستاخی کی فرمایا مین نے کیا کیا

سب تواضع سے اور بھی زیادہ غصہ آیا کہا تمنے چار بے ادبیان کین ایک یہ کہ جوتا لب فرش اتارا اوسکے نزدیک یہ کام برا تھا بلکہ موزہ اور جوتا پہنے ہوئے اوسکے سامنے بیٹھنا چاہیے تھا اب بھی اون خلفا کے گھر مین یہی رسم جاری ہے دوسری یہ کہ مجھے امیر المومنین نہ کہا تیسری یہ کہ میرا نام لیکر پکارا اور میری کنیت نہ کہی یہ بات بھی عرب کے ناپسند تھی چوتھی یہ کہ میرے سامنے بے اجازت بیٹھ گئے اور میرے ہاتھ نہ چومے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تیرے سامنے جوتا اتارنے کا سبب یہ ہے کہ ہر روز پانچ بار اوس رب العزت کے سامنے جو سب کا مالک ہے اتار کر جاتا ہون اور وہ مجھسے کبھی نہین خفا ہوتا اور تجھے امیر المومنین اسواسطے نہین کہا کہ تیری امیری سے سب لوگ راضی نہین ہین تو جھوٹ بولنے سے مین ڈرا اور نام لیکر جو تجھے پکارا کنیت سے نہ پکارا تو حق تعالی نے اپنے دوستون کو نام ہی لیکر پکارا ہے جیسے یا داؤد یا یحیی یا عیسی اور اپنے دشمنون کو کنیت سے یاد فرمایا ہے جیسے تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ اور تیرے ہاتھ نہ چومنے کا سبب یہ ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مین نے سنا ہے فرمایا ہے کہ کسی کا ہاتھ چومنا درست نہین مگر اپنی جورو کا ہاتھ شہوت سے اور اپنے لڑکے کا ہاتھ رحمت سے چومنا درست ہے اور تیرے سامنے جو بیٹھا اسکا سبب یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی کسی دوزخی کو دیکھنا چاہے اوس سے کہدو کہ ایسے شخص کو دیکھ لے جو خود بیٹھا ہوا ہو اور بندگان خدا اوسکے سامنے ہاتھ باندھے کھڑے ہون یہ باتین ہشام کو پسند آئین بولا اب مجھے نصیحت کیجیے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ دوزخ مین پہاڑ کے برابر سانپ اور اونٹ کے برابر بچھو ہین یہ ایسے امیر کی راہ دیکھا کرتے ہین جو رعیت پر عدل نکرے یہ فرماکر اوٹھے اور چلے گئے حکایت خلیفہ سلیمان بن عبد الملک جب مدینہ منورہ پہونچا حضرت ابو حازم رح جو علماء کبار سے تھے اونکو بلایا اور پوچھا کہ اسکا کیا سبب ہے کہ ہم لوگ موت سے ناخوش ہوتے ہین فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تم لوگون نے دنیا کو آباد کیا ہے اور عقبے کو ویران جب کسیکو آبادی سے ویرانے کی طرف جانا پڑتا ہے تو وہ ناخوش ہوتا ہے پھر پوچھا کہ حق تعالی کے سامنے جب مخلوقات جائیگی تو اوسکا کیا حال ہوگا فرمایا نیک آدمی اوس شخص کے مانند ہوگا جو سفر سے پھر آیا ہوتا کہ اپنے عزیزون سے ملے اور بدکار کے مثل اوس بھگوڑے غلام کے مانند ہے جسکو زبردستی مالک کے پاس پکڑ لیجائین بولا کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہان میرا حال کیسا ہوگا فرمایا کہ قرآن شریف مین دیکھ تو معلوم ہو جائے حق تعالی نے فرمایا ہے إِنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ وَإِنَّ الْفُجَّارَ لَفِي جَحِيمٍ پھر کہا خداوند کریم کی رحمت کہان ہے فرمایا قَرِيبٌ مِنَ الْمُحْسِنِينَ یعنی نیک کام کرنیوالون کے پاس ہے سلاطین کے ساتھ علماے دین کی باتین ایسی تھین اور علماے دنیا کی باتین انکے ساتھ دعا اور ثنا ہے یہ ایسی باتین ڈھونڈھا کرتے ہین جنکے کہنے سے بادشاہ خوش ہون اور ایسا حیلہ شرعی ڈھونڈھتے ہین کہ بادشاہون کی مراد برآئے اگر نصیحت کرتے ہین تو یہ مطلب ہوتا ہے کہ اپنے تئین عزت حاصل ہو اسکی دلیل یہ ہے کہ اگر دوسرا شخص وہ نصیحت کرتا ہے تو یہ حسد کرتے ہین بہرحال ظالمون سے نہ ملنا اور اونکے ساتھ دوستی نکرنا اولے ہے اور اونکے دوستون اور مصاحبون سے بھی دوستی نکرنا چاہیے اگر بے گوشہ گیری اختیار کیے اور دوسرون سے بے قطع محبت کیے کوئی شخص ظالمون کی دوستی نہ چھوڑ سکے تو اس صورت مین گوشہ گیری اختیار کرنا

اور سبھون سے مخالفت چھوڑ دینا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جب تک میری امت کے علما امرا سے موافقت نکرین گے تب تک میری امت کے لوگ ہمیشہ حق تعالیٰ کی حمایت اور پناہ مین رہین گے حاصل یہ ہے کہ رعایا کی خرابی بادشاہون کی خرابی سے اور بادشاہون کی خرابی علما کی خرابی سے ہوتی ہے کیونکہ انکی اصلاح نہین کرتے اور انسے انکار نہین رکھتے **فصل** اگر کوئی بادشاہ کسی عالم کے پاس خیرات بانٹنے کے واسطے مال بھیجے اس صورت مین اگر وہ جانتا ہے کہ اوس مال کا کوئی مالک معین ہے تو اوسے ہرگز بانٹنا نچاہیے بلکہ کہدینا چاہیے کہ اس مال کو مالک کے حوالے کر اگر مالک ظاہر نہو تو علما کے ایک گروہ نے ایسا مال لینے اور بانٹنے کو منع کیا ہے اور ہمارے نزدیک یہ ہے کہ عالم ایسے مال کو امرائے ظالم سے لیکر خیرات کردے تاکہ اونکے پاس نرہے اور ظلم اور فسق مین صرف نہو اور فقیرون کو رحمت بھی حاصل ہو اسواسطے کہ ایسے مال کا حکم یہ ہے کہ تین شرطون کے ساتھ فقیرون کو دین **پہلی شرط** یہ ہے کہ اوسکے لینے سے بادشاہ اعتقاد نکرے کہ مال حلال ہے اسواسطے کہ اگر حلال نہوتا تو عالم نہ لیتا اس صورت مین حرام کا مال پیدا کرنے مین نڈر ہو جائیگا خیرات بانٹنے کی بھلائی سے اس امر مین برائی زیادہ ہے **دوسری شرط** یہ ہے کہ عالم ایسا نہو کہ اور لوگ اس لینے مین تو اوسکی اقتدا کرین اور بانٹ دینے سے غافل رہین جیسا بعضون نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ خلفا کا مال لیتے تھے اور یہ خبر نہین کہ لیکر تمام مال خیرات کردیتے تھے **حکایت** حضرت وہب بن منبہ اور حضرت طاؤس رحمہما اللہ تعالیٰ حجاج کے بھائی پاس گئے حضرت طاؤس رح اوسکو نصیحت کیا کرتے تھے علی الصباح جاڑا بہت تھا اوسکے حکم سے لوگون نے ایک چادر حضرت طاؤس رح کے کاندھے پر ڈالدی حضرت طاؤس رح کرسی بیٹھے ہوئے ہل ہلکر باتین کہہ رہے تھے وہ چادر اونکے کاندھے سے گرپڑی حجاج کے بھائی نے دیکھا اور خفا ہوا جب وہ دونون باہر تشریف لائے حضرت وہب نے حضرت طاؤس رح سے کہا کہ اگر یہ چادر تم فقیر کو دیتے تو بہتر ہوتا اور یہ امیر بھی خفا نہوتا حضرت طاؤس رح نے کہا کہ مجھے یہ خوف تھا کہ اس امر مین کوئی میری پیروی کرکے امرا کا مال لے اور یہ نجانے کہ مین نے لیکر فقیر کو دیدی ہے **تیسری شرط** یہ ہے کہ اسکے دل مین ظالم کی دوستی اس لحاظ سے نہ پیدا ہو جائے کہ بانٹنے کے واسطے اسکے پاس مال بھیجا اسواسطے کہ ظالم کی محبت بہت گناہون کا سبب ہوتی ہے جیسے زبانی اور خوشامد کا سبب ہوتی ہے ظالم کی موت اور معزولی سے رنج و ملال اور اوسکی حشمت و حکومت کی زیادتی سے شادان اور خوش حال ہونیکا سبب ہوتی ہے اسیواسطے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام نے دعا مانگی کہ بارخدایا کسی فاسق کو قدرت نہ دے تاکہ وہ میرے ساتھ احسان کرکے اس صورت مین میرا دل اوسکی طرف رغبت کریگا آپنے یہ اسلیے فرمایا کہ محسن کی طرف آدمیکا دل ضرور بالضرور رغبت کرتا ہے اور حق تعالیٰ جلشانہ نے فرمایا ہے[۱] **وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا** **حکایت** کسی خلیفہ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس دس ہزار درم بھیجے اونھون نے سب خیرات کردیے آپ ایک درم بھی نہ لیا حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اوسسے کہا سچ کہو کہ اس دس ہزار درم بھیجنے سے تمھارے دل مین خلیفہ کی محبت کچھ زیادہ ہوئی کہا ہان زیادہ ہوئی وہ بولے مین یہی ڈرتا تھا آخر اس مال کی شامت نے تیرے ساتھ اپنا کام کیا **حکایت** بصرہ مین ایک بزرگ تھے بادشاہ سے مال لیکر خیرات کیا کرتے

لوگون نے اوسسے پوچھا کہ کیا تمھین یہ خوف نہین ہے کہ بادشاہ کی محبت تمھارے دل مین پیدا ہوجائیگی کہا کہ اگر کوئی میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین بھی لیجائے اور پھر گناہ کرے تو اوسکو بھی مین دشمن جانونگا اور اوس شخص کے واسطے دشمن جانونگا جسنے میرا ہاتھ پکڑ کر یا کہ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر جنت مین لیگیا جب کسیکو اپنے دل پر یہ قدرت حاصل ہو تو بادشاہون سے مال اگر تقسیم کرنا اور

پانچوین اصل خلق کے ساتھ محبت ادا کرنے اور عزیزون همسایون لونڈی غلامون فقیرون کا حق خدا کے واسطے نگاہ رکھنے کے بیان

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالی کی راہ کی منزلون مین سے دنیا ایک منزل ہے اور سب اس منزل مین مسافر ہین اور چونکہ سب مسافرون کا مقصد سفر ایک ہے تو سب مسافر بھی گویا ایک ہین پس چاہیے کہ ہمین محبت اور اتحاد اور یاری ہو اور ایک دوسرے کے حق کو نگاہ رکھین ان حقوق کی تفصیل ہم تین بابون مین بیان کرتے ہین **پہلا باب دوستی اور برادری جو خدا کے واسطے ہو اوسکے بیان مین** اے عزیز جاننا کہ کسیکے ساتھ للہ دوستی اور برادری کرنا بہتر ہے یا عبادت اور پرہیزگاری سے درجات سے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسکو اچھے دوست عنایت فرماتا ہے تاکہ وہ اگر خدا کو بھول جاوے تو دوست یاد دلاوے اور اگر وہ خدا کی یاد مین ہے تو دوست اوسکی یاری و مدد کرے اور فرمایا ہے کہ کوئی دو مومن باہم نہین ملتے ہین کہ ایک کو دوسرے سے دین کا فائدہ نہو اور فرمایا ہے کہ جو کوئی کسیکو خدا کی راہ مین اپنا بھائی بنائیگا اوسکو بہشت مین ایسا بلند درجہ دین گے جو اور کسی کام سے حاصل نہو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مین تمکو خدا کے واسطے دوست رکھتا ہون اونھون نے کہا کہ تمکو بشارت ہو کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے گرداگرد کرسیان بچھائین گے کچھ لوگ اونپر بیٹھین گے اونکے چہرے چودھوین رات کے چاند کے مانند تابان ہونگے سب لوگ تو ہراس مین ہونگے اور یہ کرسی نشین بیخوف سب لوگ خوف مین ہونگے یہ مطمئن کرسی نشین لوگ خدا کے دوست ہین نہ اونکو ڈر ہوگا نہ غم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہین فرمایا المتحابون فی اللہ یعنی یہ وہ لوگ ہین جو ایک دوسرے کو خدا کے واسطے دوست رکھتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو دو آدمی باہم للہ دوستی کرتے ہین تو جو اللہ کا بہت پیارا وہ ہوتا ہے جو اپنے دوست کو بہت پیار کرے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ وہ لوگ میری دوستی کے حق دار ہین جو میرے واسطے ایک دوسرے سے محبت کرین اور میرے لیے ایک دوسرے سے دوستی کرین اور میرے واسطے ایک دوسرے سے مساعدت کرین اور میرے لیے ایک دوسرے کی نصرت کرین اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالی ارشاد فرمائیگا کہ وہ لوگ کہان ہین جنھون نے میرے واسطے باہم دوستی کی تھی آج کے دن کہ کہین خلق کے پناہ نہین کو سایہ نہین

مین اور نکو اپنے سایہ مین رکھون اور جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا ہے قیامت کے دن کہ کسیکو سایہ نہ ملیگا تین آدمی خدا کے سایہ مین ہونگے ایک بادشاہ عادل دوسرا وہ جوان جو ابتداے شباب مین عبادت رب الارباب مین مشغول ہو تیسرا وہ شخص جو مسجد سے نکلے اور جب تک پھر مسجد مین جاے اوسکا دل مسجد ہی مین لگا رہے چوتھا وہ دو شخص جو ایک دوسرے خدا ہی کے واسطے دوستی رکھتے ہون خدا ہی کے واسطے اکٹھا ہون اور خدا ہی کے واسطے پراگندہ ہون پانچوان وہ شخص جو تنہائی مین خدا کو یاد کرکے روئے چھٹا وہ شخص جسے کوئی عورت صاحب مال وجمال اپنے پاس بلاے اور وہ کہے کہ مین خدا سے ڈرتا ہون ساتوان وہ شخص جسنے داہنے ہاتھ سے اسطرح خیرات دی ہو کہ اوسکے بائین ہاتھ کو بھی خبر نہوئی ہو اور جناب نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے واسطے اپنے دینی بھائی سے ملتا ہے ایک فرشتہ اوسکے پیچھے پکارتا ہے کہ حق تعالی کی بہشت تجھے مبارک ہو اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایک شخص کسی دوست کی ملاقات کو جاتا تھا خدا کے حکم سے ایک فرشتہ اوسے راہ مین ملا پوچھنے لگا تو کہان جاتا ہے کہا کہ فلانے بھائی سے ملنے جاتا ہون پوچھا کہ اوس سے تجھی کچھ کام ہے کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ تو اوس سے کچھ قرابت رکھتا ہے کہا کچھ نہین پھر پوچھا کہ اوسنے تیرے ساتھ کچھ نیکی کی ہے کہا کچھ نہین پوچھا پھر تو کیون جاتا ہے کہا کہ خدا کے واسطے اوسکے پاس جاتا ہون اور اوسے دوست رکھتا ہون فرشتہ نے کہا کہ حق تعالی نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے تاکہ تجھکو بشارت دون کہ حق تعالی تجھے دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ تو اوسے دوست رکھتا ہے اور تیرے واسطے اپنے اوپر بہشت کو واجب کر لیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان کے باب مین مضبوط ترین دستاویز وہ دوستی اور دشمنی ہے جو خدا کے واسطے ہو حق تعالی نے کسی نبی پر وحی بھیجی کہ زاہد جو تو نے اختیار کیا اس سے اپنی راحت حاصل کر زمین جلد جلد کی کہ دنیا اور پنج دنیا سے چھوٹا اور میری عبادت مین جو تو مشغول ہوا اس سے اپنی عزت حاصل کی لیکن دیکھ کہ کبھی میرے دوستون سے دوستی کمی ہے اور میرے دشمنون سے دشمنی کی ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اگر اہل زمین اور اہل آسمان کی تمام عبادتین تو بجا لاے اور اون عبادتون مین کسی کی دوستی یا دشمنی میرے واسطے نہو تو وہ سب عبادتین بیفائدہ ہین حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ گنہگارون کے ساتھ دشمنی کرنے سے اپنے تئین خدا کا پیارا بناؤ اور اوسکے دوست رہنے سے اپنے تئین خدا کے نزدیک کرو اور اونپر غصہ کرنے سے خدا کی رضامندی ڈھونڈھو لوگون نے عرض کیا یا روح اللہ تم کسکے پاس جایا کرتے ہو فرمایا کہ مین اوس شخص کے پاس جسکی زیارت سے تمھین خدا یاد آوے اور جسکی بات تمھارے علم کو بڑھاوے اور جسکا کردار تمھین آخرت کی رغبت دلاوے حق سبحانہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد آدمیون سے بھاگ کر تو کیون تنہا بیٹھا ہے عرض کیا کہ بار خدایا تیری دوستی نے خلق کی یاد میرے دل سے بھلا دی اور سب سے متنفر ہو گیا ارشاد ہوا کہ اے داؤد ہوشیار رہو اور اپنے واسطے برادر پیدا کرو اور جو دین کی راہ مین تیرا مددگار نہو اوس سے دور رہا کرو ورنہ تیرا دل سیاہ کریگا اور مجھ سے تجھے دور کریگا جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق تعالی کا ایک فرشتہ ہے آدھا برف سے اور آدھا آگ سے بنا ہے وہ کہتا ہے کہ بار خدایا جسطرح تو نے برف اور آگ مین الفت ڈالدی ہے اسطرح اپنے نیک بندون کے

دلون مین بھی الفت ڈالدے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ خدا کے واسطے باہم دوستی رکھتے ہین اونکے لیے یاقوت سرخ کا ایک تخت بچھا
استادہ کرین گے اوسکی چوٹی پر ستر ہزار کوشک ہونگے اونپر سے وہ اہل جنت کو جھانک کر دیکھین گے اور اونکے چہرون کا نور اہل جنت پر
اسطرح پڑیگا جسطرح آفتاب کا نور دنیا پر پڑتا ہے اہل جنت کہین گے کہ چلو انکو دیکھین ان لوگون کے بدن مین سندس کا سبز لباس
ہوگا اور انکی پیشانیون پر لکھا ہوگا اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ یعنی یہ لوگ خدا کے واسطے دوستی کرنیوالے ہین ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ نے
موت کے وقت جناب احدیت مین یون عرض کیا کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ مین گناہ کرتے وقت تیرے فرمان بردارون کو دوست
رکھتا تھا اس کام کو میرے گناہون کا کفارہ کر حضرت مجاہد نے کہا ہے کہ خدا کے واسطے دوستی کرنے والے جب ایک دوسرے کو
دیکھکر خوش ہوتے ہین تو اونسے اسطرح گناہ جھڑ جاتے ہین جیسے درخت سے پتے

حق تعالیٰ کے واسطے کونسی دوستی ہے اسکی حقیقت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ وہ دوستی جو مکتب یا سفر یا مدرسہ یا ایک محلہ مین رہنے سے
تجکو کسیکے ساتھ پیدا ہوا اور الفت کا سبب ہوجائے وہ اسمین سے نہین ہے اور اگر کسی ایسے شخص کو تو دوست رکھے جو دیکھنے
مین خوبصورت بات کرنے مین شیرین بیان ہو اور دل مین ہلکا ہو تو یہ دوستی بھی اوسمین داخل نہین اور اگر کسیکو اس وجہ سے تو
دوست رکھے کہ اوسکے سبب سے تجھے کوئی مرتبہ یا مال حاصل ہوا یا اوس سے دنیا کا کوئی کام اٹکا ہے تو یہ دوستی بھی اوس دوستی
مین سے نہین ہے آپسی دوستیان تو اوس شخص سے بھی ہوتی ہین جو خدا اور آخرت کا ایمان نہ لایا ہو خدا کے واسطے جو دوستی
ہوتی ہے وہ ایمان کے بغیر نہین ہوسکتی اوسکے دو درجے ہین **پہلا درجہ** یہ ہے کہ کسیکے ساتھ کسی غرض سے جو اوس سے متعلق
ہے تو دوستی کرے لیکن وہ غرض دین کی ہو اور حق سبحانہ تعالےٰ کے واسطے ہو جیسے تو نے اوستاد کو اسواسطے دوست رکھا کہ وہ
تجھے علم سکھاتا ہے تو اگر علم سے تجھے آخرت مقصود ہے طلب جاہ ومال مقصود نہین تو یہ دوستی حقیقت مین خدا کی دوستی ہے اور اگر اس
علم سے طلب دنیا مقصود ہو تو اوستاد کے ساتھ جو دوستی ہے وہ خدا کی دوستی مین سے نہین ہے اور اگر شاگرد کو تو اسواسطے دوست
رکھیگا کہ تجھسے علم سیکھے اور تیری تعلیم سے خدا کی رضامندی اوسے حاصل ہو تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جاہ وحشمت کے واسطے دوست
رکھیگا تو یہ دوستی للہ دوستی مین داخل نہین ہے اگر وہ شخص جو صدقہ دیتا ہے ایسے شخص کو دوست رکھے جو شرائط کے موافق صدقہ
فقیرونکو پہونچا دیتا ہو اور فقیرون کی مہمانی کرتا ہو یا ایسے شخص کو دوست رکھے جو کھانے اچھے پکاتا ہو تو یہ دوستی للہ ہوگی بلکہ اگر
ایسے شخص کو دوست رکھے جو اسے روٹی کپڑا دیتا ہے اور عبادت کے واسطے خاطر جمعی کر دیتا ہے تو یہ دوستی بھی للہ ہوگی بشرطیکہ
اس سے فراغت عبادت مقصود ہو محبت سے عالمون اور عابدون نے اس غرض سے امیرون کے ساتھ دوستی رکھی ہے اور دونون
فریق خدا کے دوستون مین سے ہین بلکہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کو اس وجہ سے دوست رکھیگا کہ اوسکو برائی سے بچاتی ہے یا اولاد
پیدا ہونیکا سبب ہوتی ہے جو اوسکے حق مین دعائے خیر کریگی تو یہ دوستی بھی للہ ہے اور جو نفقہ اوسے دیگا وہ صدقہ کا حکم رکھتا ہے
اور اگر نوکر کو ان دو سبب سے دوست رکھے گا **ایک** تو یہ کہ اوسکی خدمت کرتا ہے **دوسرے** یہ کہ اوسکو عبادت کی فراغت دیتا ہے تو
جسقدر محبت فراغت عبادت کی وجہ سے ہے وہ للہ محبت مین داخل ہے اور اوسپر ثواب ملیگا **دوسرا درجہ** جو پہلے درجہ سے

ہے اسکو اگر کہیں کہ محض خدا ہی کے واسطے دوست رکھے تو یہ نہین کہ کچھ اور غرض ہی نہو نہ کچھ سیکھنا ہو نہ سکھانا اور عبادت کی
توفیق ہو بھی اوس سے منظور نہو بلکہ اسواسطے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا فرمان بردار اور دوستدار ہے یا فقط اسی
واسطے دوست رکھتا ہو کہ وہ خدا کا بندہ اور آفریدہ ہے تو یہ دوستی بھی خدا کی دوستی ہے اور اسکا بڑا ثواب ہے لیکن اسواسطے کہ
خدا تعالیٰ اسکے ساتھ کمال محبت سے پیش آتا ہے جسکو عشق کے درجے کو پہونچنے کہتے ہین اسلئے جب کوئی شخص کسی پر عاشق ہوتا ہے تو عشق
خدا اور اوسکے محبوبون کو دوست رکھتا ہے اور خاصہ یار کی دیوار کو بھی پیار کرتا ہے بلکہ ہوتا ہے معشوق کی کلی مین جاتا ہے اور کتون سے
بھی اوسکو معشوق کو دوست رکھتا ہے تو جو اوسکے معشوق کو دوست رکھتا ہے یا جسے اوسکا معشوق دوست رکھتا ہے اوسکو بھی
معشوق دیوانہ وار دوست رکھتا ہے یہان تک کہ معشوق کے غلام کو اور اوسکے پاس کے دیوار کو خواہ مخواہ عاشق دوست رکھیگا اسواسطے کہ جو چیز معشوق سے کچھ
محبت رکھتی ہے اوسکی دوستی عاشق کے دل مین زیادہ کرتی ہے اور عشق جتنا زیادہ ہوتا ہے اوتنی ہی اوسکی ممارست اور تابعداری
اوسکے ساتھ جو معشوق کے تابع اور متعلق ہون زیادہ ہوتی ہے تو جسکے دل مین خدا کی دوستی عشق کے درجہ کو پہونچی ہو وہ ضرور
اوسکے سب بندون کو دوست رکھیگا اور خصوصًا اوسکے دوستون کو اور اوسکی تمام مخلوقات کو اسواسطے دوست رکھیگا کہ جو چیز خدا کی
اپنے محبوب کی قدرت اور صنعت کی نشانی ہے اور عاشق اپنے معشوق کے خط اور اوسکی صنعت کو بھی دوست رکھتا ہے جیسا کہ قبل
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لوگ جب نیا میوہ حاضر کرتے تو آپ اوس میوہ کی تعظیم کرتے اوسے اپنی آنکھون پر رکھتے اور دوستی
کرنیکا زمانہ حق تعالیٰ سے قریب ہے یعنی یہ منافع حقیقی کی تازہ صنعت ہے اور حق تعالیٰ کی دوستی دو قسم پر ہے ایک وہ دوستی
جو دنیا اور آخرت کی نعمت کے واسطے ہو دوسری وہ جو محض خدا کے واسطے ہو اور کسی چیز کو اوسمین دخل نہو یہ اصل محبت
ہے اصل محبت جو چوتھے رکن مین ہے اوسمین اسکا بیان آئیگا الغرض خدا کی محبت کی قوت ایمان کی قوت کے موافق ہوتی ہے
جسقدر ایمان قوی ہوگا اوسقدر محبت بھی قوی ہوگی پھر خدا کے دوستون اور مقبولون مین ممارست کریگی اگر بالفعل نہی تو آئندہ کیواسطے
محبت ہوتی تو انبیا اور اولیا جو گذر گئے ہین اونکی محبت موجود نہوتی حالانکہ ان سب کی دوستی مسلمان کے دل مین ہوتی ہے تو جو شخص
علمای ذات صوفیون زاہدون کو اور اونکے خادمون اور دوستون کو دوست رکھیگا یہ دوستی خدا کے واسطے ہوگی مگر جاہ و مال فدا
کرنے مین دوستی کی مقدار کا حال کھلتا ہے کسی کا ایمان دوستی اتنا قوی ہوتا ہے کہ تمام مال ایک ہی بار دیڈالے جیسے امیر المومنین
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ نصف مال دے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کوئی ایسا ہوتا ہے کہ تھوڑا ہی مال دے کسی مومن کا دل اس اصل دوستی سے خالی نہوگا گو کہ کم ہو **خدا کے واسطے کونسی**
دوستی ہوتی ہے اسکا بیان العزیز جان تو کہ جو شخص حق تعالیٰ کے فرمان بردارون سے للہ دوستی رکھے گا وہ کافرون
اور ظالمون اور گنہگارون اور فاسقون سے خواہ مخواہ دشمنی رکھے گا اسواسطے کہ جب کوئی کسیکے ساتھ دوستی رکھتا ہے تو اوسکے
دوست سے دوستی اور اوسکے دشمن سے دشمنی رکھتا ہے اور حق تعالیٰ ان لوگون سے یعنی کافرون وغیرہ سے دشمنی رکھتا ہے
اور مسلمان فاسق ہو تو چاہیے کہ اسلام کے سبب سے اوس سے دوستی رکھے اور فسق کی باعث سے اوس سے ناراض رہے

دوستی کو دشمنی کے ساتھ ملائے جسطرح کوئی کسیکے ایک بیٹے کو خلعت دے اور دوسرے بیٹے پر ظلم کرے تو وہ ایک اوسے دوست رکھتا ہے اور ایک وجہ سے دشمن یہ بات محال نہین ہے ایسے کہ اگر کسی شخص کے تین بیٹے ہون ایک فرمان بردار دوسرا احمق اور نافرمان بردار تیسرا احمق اور فرمان بردار تو وہ پہلے بیٹے کو دوست رکھے گا دوسرے کو تیسرے کو ایک وجہ سے دوست رکھیگا ایک وجہ سے دشمن اسکی تاثیر معاملہ مین ظاہر ہوتی ہے کہ ایک دوست کو تحقیر اور تسہیر کی کچھ تدبیر کرتا ہے کچھ تحقیر الغرض جو خدا کی نافرمان برداری کرتا ہے اوسے ایسا نہین چاہیے جیسے کہ اوسکی نافرمانی کرے اور تو مخالفت کی قدر اوس سے دشمنی رکھے اور موافقت و اطاعت کی قدر دوستی چاہیے کہ اوسکی فرمانبرداری کرے اور کلام کرنے مین ظاہر ہو حتی کہ گمنگار سے تو کار ہے اور سخت کلامی کرے اور جسکا فسق بہت زیادہ ہو اوس سے بہت کار ہے اور جب اوسکا فسق حد سے بڑھ جائے تو سکوت اختیار کرکے اوس سے منہ پھیرے ظالم کے بارہ مین فاسق سے زیادہ مبالغہ اور تشدد کرنا چاہیے مگر جسنے مخصوص تیرے ہی باب مین ظلم کیا ہو اوسے عفو کرنا اور سنا اولی ہے اس بارہ مین اسلاف بزرگون کی مختلف عادتین تھین بعضے دین کی مضبوطی اور سیاست شرع کی وجہ سے بہت سختی کرتے تھے اسی سے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی حارث محاسبی سے جنھون نے علم کلام مین ایک کتاب تصنیف کرکے معتزلہ کی رد لکھی تھی خفا ہوئے اور کہا کہ اس کتاب مین تو نے پہلے معتزلہ کے شبہے بیان کیے ہین پھر اوسکا جواب دیا ہے شاید کوئی ان شبہون کو پڑھے اور اوسکے دل مین شک پیدا ہو اور جب یحیی بن معین سے کہا گیا کہ مین کسی سے کچھ نہین چاہتا اگر اوسنا مجھے کچھ دے تو لونگا اس سے بھی خفا ہوئے اور بات کرنا چھوڑ دی اور بعضون نے غذا خوری کی اور کہا کہ مین مشغول کرتا تھا دنیا یا حلال روزی کا کھانا دین مین سے ہے اور دین مین مشغول نہین کرتے مین اور بعضون سخی جوان کو چشم رحمت سے دیکھا ہے اور یہ نیت رکھتا رہتی ہے اعراض سے کہ جسکی نظر توحید پر موقوف ہے وہ خدا کے تحفہ قسمت سے جوان کو مضطر رکھتا ہے اور اوپر ترحم کرتا ہے یہ بڑی بات ہے لیکن اسمین گنجایش ہے کہ احمق لوگ دیکھ کر اعراض کرنے مین اعراض سے کہ کوئی ایسا ہو کہ اوسکے دل مین سہل گیری ہو اور وہ سمجھے کہ توحید اور توحید کی علامت یہ ہے کہ اوسکو ارین یا اوسکا مال چھین لین اور یا مانگا یا کوئی اور تو اگر سمجھتا ہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے اور خلق کو اسمین کچھ اختیار نہین تو صاحب موافقت کی نظر سے دیکھے جیسا کہ جب حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا کو انکی قوم کے کافرون نے شہر سے نکالا اور پتھر مارے تو آپ یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ لیکن جب کوئی شخص اپنے واسطے تو خفا ہوا اور جو اوسکے معاملہ مین چھپا ہوا ہے تو اسکو سہل گیری اور نفاق اور حماقت کہنا چاہیے یہ توحید نہین ہے پس جسپر توحید اسی طرح فاسق کی فسق کے سبب سے اپنے دل مین دشمن نہ ٹھہرائے تو یہ اوسکے ضعف ایمان اور فاسق کے ساتھ دوستی کی اول سے تیرے دوست کا دشمن اور تو اوس سے خفا نہوا تو معلوم ہوا کہ تیری دوستی کچھ اصل نہین رکھتی

ہین اور غصہ اور تشدد جوان لوگون کے ساتھ کرنا چاہیے وہ بھی متفاوت ہوا کرتا ہے بہادر اور جبہ کا فرون کا ہے یا اگر دشمن ہون تو انکے ساتھ دشمنی خود فرض ہے انکے ساتھ معاملہ یہی ہے کہ اونکو قتل کرنا یا قید کرنا یا دوسرا وجہ ذلیلون کا ہے اونکے ساتھ

بھی دشمنی فرض ہے اور اسکے ساتھ معاملہ یہ ہے کہ انکی تحقیر کرین تکریم نکرین چلنے مین انکی راہ تنگ کرین انکے ساتھ دوستی رکھنا نہایت مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو پہونچے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ یعنی جو لوگ خدا اور روز قیامت کا ایمان لائے وہ خدا کے دشمنون کے ساتھ دوستی نرکھینگے لیکن نہ بھروسا کرنا اور اونکو عامل اور حاکم کرکے مسلمانون پر مسلط کرنا امانت اسلام اور گناہ کبیرہ ہے **تیسرا درجہ** بدعتی کا ہے جو خلق کو بدعت کیطرف بلائے اسکے ساتھ بھی دشمنی ظاہر کرنا ضروریات سے ہے تاکہ خلق کو اوس سے نفرت ہو اولیٰ یہ ہے کہ نہ اوسے سلام کرین نہ اوسکے سلام کا جواب دین اسواسطے جب وہ بلا لیگا اور لوگ متوجہ ہونگے تو اوسکا شر و فساد پھیل جائیگا لیکن اگر عامی ہو اور لوگون کو نہ بلائے تو اوسکا کام بدعت سہل ہوگا **چوتھا درجہ** اوس گناہ والے کا ہے جس گناہ مین خلق کو رنج ہو جیسے ظلم اور جھوٹی گواہی اور طرفداری کے ساتھ حکم کرنا شعر مین ہجو کرنا غیبت کرنا لوگون مین فساد ڈالنا ان لوگون سے اعراض کرنا اور اونکے ساتھ سختی کرنا بہت اچھی بات ہے اور اونکے ساتھ دوستی کرنا نہایت مکروہ ہے اور ظاہر حرام نہین ہے اسواسطے کہ یہ حکم نہین ہوا **پانچوان درجہ** اوس شخص کا ہے جو شراب پینے اور فسق کرنے مین مشغول ہو اور سیکو اوس سے رنج و اذیت نہو اوسکا کام آسان تر ہے اوسکے ساتھ بھی اونصیحت اولیٰ تر ہے بشرطیکہ قبول ہونے کی امید ہو ورنہ اعراض اولیٰ تر ہے مگر اوسکے سلام کا جواب دینا چاہیے اور اوسپر لعنت نکرنا چاہیے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ کے زمانے مین کئی بار شراب پی اوسکو حد ماری گئی صحابہ مین سے ایک شخص نے اوسپر لعنت کی اور کہا اسکا فساد کبتک رہیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اون صحابی کو منع کیا اور فرمایا کہ اوسکا دشمن شیطان بس ہے تو بھی شیطان کا مددگار نہوجا **دوسرا باب صحبت کے حقوق اور شرائط کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ ہر ایک آدمی صحبت اور دوستی کے قابل نہین ہے بلکہ ایسے شخص کی صحبت رکھنا چاہیے جسمین تین خصلتین ہون **ایک** یہ کہ عقلمند ہو اسواسطے کہ احمق کی صحبت مین کچھ فائدہ نہین آخر کو بے لطفی ہو جاتی ہے اسواسطے کہ احمق جب تیرے ساتھ بھلائی کیا چاہے تو ممکن ہے کہ حماقت سے ایسا کام کر بیٹھے جو تیری برائی کا سبب ہو جائے اور وہ نہ جانے بزرگون نے کہا ہے کہ احمق سے دور رہنا ثواب ہے اور احمق کے منہ پر نظر ڈالنا گناہ ہے احمق وہ ہے جو کامون کی حقیقت نہ پہچانے اگر اوس سے بیان کرین تو بھی نہ سمجھے **دوسری خصلت** یہ ہے کہ نیک خلق ہو کیونکہ بدخو سے سلامتی کی امید نہین ہوتی جب اوسکی خو بے جنبش کرے گی تیرا حق بالائے طاق رکھے گا اور کچھ باک نکریگا **تیسری خصلت** یہ ہے کہ صلاحیت کے ساتھ ہو اسواسطے کہ جو شخص گناہ پر مصر ہوتا ہے خدا سے نہین ڈرتا اور جو شخص خدا سے نہین ڈرتا اوسپر اعتماد کرنا نچاہیے حق جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ یعنی ایسے شخص کی اطاعت نکر جسکو ہمنے اپنے ذکر سے غافل کیا ہے اور وہ اپنی خواہش کی پیروی کرتا ہے اگر بدعتی ہو تو اوس سے دور رہنا چاہیے اسواسطے کہ اوسکی بدعت کی شامت دوسرے مین اثر کرتی ہے اور کوئی بدعت اوس بدعت سے بدتر نہین ہے جواب پیدا ہوئی ہے کہ بعضے لوگ کہتے ہین کہ خدا کے بندون کو روکنا اور فسق اور معصیت سے اونھین باز رکھنا کچھ ضرور نہین ہے اسواسطے کہ ہمین خلائق کے ساتھ دشمنی نہین اور اونپر ہم حاکم نہین

بات اباحت کا تخم اور زندقہ کی اصل ہے اور بڑی بدعت ہے ایسے لوگون سے خلط ملط ہرگز نہ رکھنا چاہیے کہ یہ بات نفس کے موافق ہے شیطان اوسکی مدد کرے اس بات کو اوسکے دل مین آہستہ کریگا اور چند روز مین صریح اباحتی بنادیگا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ پانچ آدمیون کی صحبت سے حذر کر ایک جھوٹا کہ اس سے تو ہمیشہ فریب کھائیگا دوسرا احمق کہ وہ جب نفع پہونچانا چاہے گا ضرر پہونچائے گا اور بے خبر رہے گا تیسرا بخیل کہ عین وقت پر دوستی چھوڑ دیگا چوتھا بزدل کہ ضرورت کے وقت تجھے چھوڑ دیگا پانچوان فاسق کہ ایک لقمہ پر یا اوس سے بھی کم پر تجھے بیچ ڈالیگا لوگون نے پوچھا لقمہ سے کمتر کیا ہے فرمایا لقمہ کی طمع حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ عالم بدخو کی دوستی سے فاسق خوشخو کی دوستی مجھے پسندیدہ تر ہے اے عزیز جان تو کہ یہ سب خصلتین بہت کم جمع ہوتی ہین تجھے چاہیے کہ صحبت کی غرض کو پہچان اگر فقط انس و محبت تجھے مقصود ہے تو اچھے اخلاق ڈھونڈھ اور اگر دین مقصود ہے تو علم عمل ڈھونڈھ اگر دنیا مطلوب ہے تو مخاوت و کرم تلاش کر ہر ایک کی ایک شرط ہے اے عزیز جان تو کہ خلق تین قسم کی ہے بعضے لوگ غذا کے مانند ہین کہ اونسے آدمیکو چارہ نہین اور بعضے دوا کے مثل ہین کہ کبھی کبھی اونکی احتیاج پڑتی ہے اور بعضے بیماری کے ایسے ہین کہ انکی کبھی احتیاج نہین ہوتی لیکن لوگ انمین پھنس جاتے ہین تو تدبیر کرنا چاہیے تاکہ نجات پاوین غرضکہ ایسے شخص کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے کہ اوسے تجھسے یا تجھے اوس سے دینی فائدہ ہو

صحبت اور محبت کے حقوق کا بیان

اے عزیز جان تو کہ جب برادری اور صحبت کا عقد بندھ گیا تو وہ عقد نکاح کے مثل ہے اور اوسکے حقوق ہین جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ دو بھائیون کی مثال دو ہاتھون کی ایسی ہے کہ ایک دوسرے کو دھوتا ہے اور یہ حقوق دو قسم کے ہین پہلی قسم مال مین ہے اور یہ بزرگترین درجہ ہے کہ اپنے دوست بھائی کے حق کو مقدم کرے اور اپنا حصہ اوسے دیدے جیسا قرآن شریف مین انصار کے حق مین آیا ہے وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ دوسرا درجہ یہ ہے کہ دوست بھائی کو اپنے مثل سمجھے اپنے اور اوسکے درمیان مال کو مشترک جانے اخیر کا درجہ یہ ہے کہ اوسے اپنا غلام اور خادم جانے جو چیز اپنی حاجت سے زیادہ ہو اوسے بے مانگے دے اگر اوسے سوال کی حاجت پڑے تو دوستی کے درجہ سے نکل گیا کیونکہ اوسکے دل مین دوست بھائی کی غمخواری نرہے یہ صحبت بطور عادت ہے اسکی کیا حقیقت ہے عتبۃ الغلام کا ایک دوست تھا کہا مجھے چار ہزار درم کی احتیاج ہے بولا اچھا آدھا ہمارے اوسنے منہ پھیر لیا اور کہا تجھے غیرت نہین کہ للہ دوستی کا دعویٰ کرتا ہے پھر دنیا کو اوسپر ترجیح دیتا ہے کسی بادشاہ کے سامنے صوفیہ صافیہ کے ایک گروہ کے ساتھ لوگون نے غازی کی سب صوفیون کے قتل کے واسطے تلوار کھینچی گئی اونمین حضرت ابوالحسن نوری قدس سرہ بھی تھے آگے بڑھے کہ پہلے مجھے قتل کرین بادشاہ نے پوچھا تم آگے کیون بڑھے کہا یہ سب صوفی میرے دوست بھائی ہین مین نے چاہا کہ ایک ساعت پہلے انپر سے جان نثار کرون بادشاہ نے کہا سبحان اللہ جو لوگ ایسے بامروت ہون اونھین قتل کرنا درست نہین اور سبھون کو رہا کر دیا فتح موصلی قدس سرہ اپنے ایک دوست کے گھر گئے وہ گھر مین نتھا اوسکی لونڈی سے کہا کہ اپنے مالک کا صندوقچہ لا وہ لائی جو کچھ درکار تھا صندوقچہ مین سے لیا جب وہ دوست اپنے گھر آیا اور یہ ماجرا سنا تو خوشی کے مارے

اس لونڈی کو آزاد کر دیا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس جاکر ایک شخص نے کہا مین چاہتا ہون کہ تجھ سے ساتھ دوستی اور برادری کرون اونھون نے کہا کہ تجھے برادری کا حق بھی معلوم ہے بولا مین کہا حق ہے کہ تو اپنے سونے میں مجھے اپنے سے زیادہ حصہ دار رہنے کہا کہ مین ابھی اسکا مطلب کو نہین سمجھا ہون فرمایا کہ بس چلدے کہ یہ کام تجھسے نہ ہوسکے گا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہے کہ ایک صحابی کے پاس کسیکے بھوئی مری تو اونھون نے کہا کہ یہ فلانا دوست بہت محتاج ہے اوسکو دینا اولی ہے اور اوس مری کو اوسکے پاس بھیجا اوس نے دوسرے کے پاس دوسرے نے تیسرے کے پاس بھیجدی غرضکہ کئی جگہ پھر پھر کر پھر بھی دوست کے پاس آئی مسروق اور خیثمہ رحمہما اللہ تعالی مین دوستی تھی اور ہر ایک قرضدار تھا ایک نے دوسرے کا قرض اسطرح ادا کیا کہ اوسے خبر بھی نہوئی امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا ہے کہ بیشک درم جو کسی دوست کے واسطے صرف کرون وہ مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ سو درم کسی فقیر کو دون جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ نے کسی جنگل مین جاکر دو مسواکین کھجور کی ایک ٹہنی تھی دوسری سیدھی ایک صحابی آپ کے ساتھ تھے سیدھی مسواک آپنے اونکو عنایت فرمائی اور ٹیڑھی آپ لی اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ مسواک بہتر ہے اولی یہ ہے کہ اسے آپ لین آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسیکے ساتھ گھڑی بھر صحبت رکھتا ہے تو قیامت کے دن اوس سے سوال ہوگا کہ حق صحبت بجا لایا یا ضائع کیا آپکا یہ فرمانا اسطرف اشارہ ہے کہ حق صحبت یہ ہے کہ آدمی اپنے کام کی چیز دوسرے کو دیدے اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب دو آدمی باہم صحبت رکھتے ہین تو ان دونون مین خدا کا بڑا دوست وہ ہے جو دوسرے کا بڑا رفیق اور شفیق ہو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ سب کاموں مین خواہش اور پسند عا کے پہلے یاری اور مددگاری کرے اشارہ مانی اور کشادہ پیشانی سے ساتھ دوست کی خدمت کرنی اگلے بزرگون کی عادت یہ تھی کہ ہر روز اپنے دوستون کے دروازے پر جاکر گھر والون سے پوچھتے کہ کیا کرتے ہو لکڑی تیل نمک ہے یا نہین دوستون کو کام کو اپنے کام کیطرح اہم اور ضروری جانتے تھے اور جب کام کرتے تو خوشی سے بھری ہوئی فرمایا کہ رفیق بھائی جو رشتہ کے بھائیون سے زیادہ مجھے عزیز ہین امیر اسطرح کہ یاد دلاتے ہین اور فرمایا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی نے کہا ہے کہ تین دن کے بعد اپنے دوستون کی خبر لو اگر بیمار ہون تو عیادت کرو اگر کام مین ہون تو مدد کرو اگر بھول گئے ہون تو یاد دلاو حضرت جعفر ابن محمد رحمہما اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ دشمن جبتک مجھسے بے پروا نہ ہو جائے تبتک مین اوسکی حاجت روائی مین جلدی کیا کرتا ہون تو دوست کے حق مین کیا کرون اسکلئے بزرگون مین ایک بزرگ تھے اونھون نے اپنے دوست کی وفات کے بعد چالیس برس تک حق صحبت کی رعایت سے اوسکے جورو لڑکون کی خدمت کی تیسری قسم زبان سے متعلق ہے کہ اپنے بھائیون کے حق مین اچھی بات کہے اور اوسکے عیبون کو چھپائے اگر کوئی اوکی پیٹھ پیچھے اوسکا ذکر کرے تو اوسکا جواب دے اور یہ سمجھے کہ وہ دیوار کے پیچھے سن رہا ہے جسطرح اپنے پیٹھ پیچھے اوسکا رہنا چاہتا ہے اوسیطرح اوسکے پیٹھ پیچھے خود بھی رہے چرب زبانی نہ کرے جب وہ اس سے کچھ کہے تو مان لے تکرار نکرے اوسکا راز فاش نکرے گو کہ اوس سے انقطاع ہو چکا ہو کیونکہ یہ امر بدطینتی سے ہوتا ہے اوسکے زن و فرزند اور احباب کی غیبت نکرے اگر کسیسے اوسکی شکایت کی ہو تو اوس سے

بیان نکرے اسواسطے کہ اگر کہیگا تو اوسے رنج دیگا اگر لوگ اوسکی تعریف کرین تو اوس سے نہ چھپائے اسواسطے کہ مرسد دل ہے
اگر اوسنے اوسکی کچھ تقصیر کی ہے تو شکایت نکرے اور معاف کردے اور اپنا قصور یاد کرے جو خدا کی عبادت مین کرتا ہے تاکہ اپنے حق مین
کسیکے قصور کرنے کو اچنبھا نجانے اور یہ سمجھے کہ اگر کوئی ایسے شخص کو ڈھونڈھے جو بیخطا اور بے عیب ہو تو ہرگز نہ پائیگا اور خلق کی
صحبت چھوڑ دیگا حدیث شریف مین ہے کہ مومن ہمیشہ عذر ڈھونڈھتا ہے اور منافق سدا عیب ڈھونڈھتا ہے چاہیے کہ ایک
نیکی کے بدلے دس تقصیر مین چھپائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ برے آشنا سے پناہ مانگنا چاہیے اسواسطے کہ جب
وہ برائی دیکھتا ہے تو ظاہر کردیتا ہے جب بھلائی دیکھتا ہے تو چھپاتا ہے جب کوئی قصور معذرت کے لائق ہو تو اوسے معاف
کردے اور نیک گمان کرے اسواسطے کہ بدگمانی کرنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے
مومن کی چار چیزون کو دوسرون پر حرام کیا ہے مال جان آبرو بدگمانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم اوس شخص کے
باب مین کیا کہتے ہو جو اپنے برادر کو سوتا دیکھتا ہے تو اوسکی شرمگاہ سے کپڑا اوتارتا ہے تاکہ وہ ننگا ہوجاے لوگون نے کہا یا روح اللہ
اس بات کو کون روا رکھیگا فرمایا تم ہی روا رکھتے ہو اسواسطے کہ اپنے برادر کا عیب فاش کرتے ہو تاکہ اور لوگ اوس سے واقف
ہوجائین بزرگون نے کہا ہے کہ دوست کے ساتھ دوستی کیا چاہیے تو پہلے اوسکے غصہ مین حلم کیجیو اوسکے پاس مخفی پہنچیو تاکہ تیرا ذکر
چھپے اگر وہ تیرا فضل ظاہر کرے تو اوسکے ساتھ دوستی کرنے کے قابل نہین ہے اور یہ بھی بزرگون نے کہا ہے کہ ایسے شخص کے
ساتھ دوستی کر کہ تیرا عیب چھپاتا ہے اور جسکے خدا تعالیٰ چھپاتا ہے وہ چھپانے کسی شخص نے ایک دوست سے اپنا
راز کہا اور اوسے اچھا لگتے اس بات کو یاد کرایا دوست نے کہا نہین بھولا ہوا ہون بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص چار وقتون مین تجھسے
بدل جاے وہ دوستی کے قابل نہین غصہ کے وقت خفگی کے وقت لالچ کے وقت خوف کے وقت نفسانی غرض کے وقت چاہیے کہ ان سبون
سے بچے حق سے گذرے حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے تجھے اپنا مشیر کیا ہے اور بڑے بڑے لوگون پر ترجیح دی ہے خبردار پانچ باتین یاد رکھنا ایک اوسکے راز کو افشا نکرنا دوسرے اوسکے سامنے
کسی کی غیبت نکرنا تیسرے اوسسے کوئی جھوٹ بات نہ کہنا چوتھے اوسکے حکم سے خلاف نہ کرنا پانچوین وہ تجھسے ہرگز کوئی خیانت
نہ دیکھے بابین ہمہ تجھپر جان تو کر کوئی چیز دوستی مین اتنا فساد اور خلل نہین ڈالتی جتنا منافرہ اور خلاف خلل ڈالتا ہے دوستی کی بات کو
رد کیا تو اسکے یہ معنی ہین کہ گویا اوسکو احمق اور جاہل کہا اپنے تئین عاقل اور فاضل سمجھا اوس سے تکبر کیا چشم حقارت سے اوسکو دیکھا
یہ باتین دشمنی سے ملی ہوئی ہین دوستی سے نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے بھائی کے کلام مین خلاف
نکرو اوس سے ٹھٹھول نہ کرو اوسکے ساتھ وعدہ خلافی نکرو بزرگون نے کہا ہے کہ اگر تو نے اپنے برادر سے کہا چل اوسنے کہا
کہانتک تو وہ صحبت کے قابل نہین ایکہ چاہیے کہ فوراً اوٹھ کھڑا ہو اور کچھ نہ پوچھے حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے
کہ میرا ایک دوست تھا مین جو کچھ اوس سے مانگتا وہ دیدیتا ایکبار مین نے اوس سے کہا کہ فلانی چیز کی مجھے ضرورت ہے اوسنے کہا
کسقدر درکار ہے پس اوسکی دوستی کی حلاوت میرے دل سے جاتی رہی دوستی کا نباہ اوس امر مین موافقت کرنے سے ہوتا ہے

جسمین ہر قسم کا رکھنا ہے چوتھی قسم یہ ہے کہ زبان سے محبت اور محبت ظاہر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین
اذا احب احدکم اخاہ فلیخبرہ کہ یعنی جب کوئی کسی کو دوست رکھے تو اوسے خبر کردے آپنے یہ اسواسطے فرمایا ہے تاکہ اوسے
دل مین بھی دوست رکھے اور دوستی کی طرف دونی محبت ہوگی چاہیے کہ اوسکی غائبانہ حال مین بھی تعریف کرے
اوسکا نام لیوے تو اوسکو پیارا سمجھے اوسکی خوشی کرنی خوشی جانے جب اوسے پکارے تو اچھے نام کے ساتھ پکارے اگر
اوسکا کچھ خطاب ہے تو اوسی سے پکارے کہ وہ اوسے بہت دوست رکھتا ہوگا امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا
برادر کی دوستی تین چیزون سے مضبوط ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اوسے آپنے نام سے پکارا کرے دوسرے یہ کہ پہلے تو اوسے سلام
کیا کرے تیسرے یہ کہ اوسے اچھی مجلس مین بٹھایا کرے اور اوسکی ایسی تعریف کرے جو اوسمین موجود ہو اور اوسکے
اور متعلقون کی بھی تعریف کرے سلام سے دوستی بہت مضبوط ہوتی ہے اور وہ جو احسان کرے اوسکا شکر کرے امیرالمومنین حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کی نیک نیتی پر شک کریگا وہ نیک کام بھی شک کریگا اور جو شخص
پیٹھ پیچھے اوسکی مدد کرے جو شخص اوسپر طعن کرتا ہے اوسکے کلام کو رد کرے اور دوست کو اپنے مانند جانے جسکا
کے ساتھ اوسکے دوست کا ذکر آوے اور وہ چپ رہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا دوست کو پیٹھ دیکھا اور مدد کی اور چپ رہنے
بات کا گھاؤ بہت کاری ہوتا ہے کسی کا قول ہے کہ جب میرے دوست کے پیٹھ پیچھے اوسکا ذکر کیا تو مین نے ذکر کیا وہ
دوست موجود ہے اور سنتا ہے تو ایسا ہی ہوا جیسے مین نے چاہا کہ وہ دوست سنے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
دو بھائیون کو دیکھا کہ زمین پر بندھے ہوئے ہین جب ایک اوٹھا تو دوسرا بھی اوٹھا یہ دیکھکر آپ بے اختیار روئے اور فرمایا کہ بھائی
دوست بھی ایسے ہی ہوتے ہین کہ کھڑے ہوتے اور بیٹھتے ہین ایک دوسرے کی متابعت کرتے ہین پانچوین قسم یہ ہے کہ علوم دین
مین سے جو اوسے ضرور ہو سکھاوے اسواسطے کہ اپنے بھائی کو دوزخ کی آگ سے بچاوے دنیا کے رنج والم سے چھوڑانے کی نسبت
اولیٰ ہے اگر علم سیکھنے کے بعد اوسپر عمل نکرے تو اوسکو نصیحت کرے اور خدا سے ڈرائے مگر چاہیے کہ یہ نصیحت تنہائی مین جاکر
مہربانی کی دلیل ہو اسواسطے کہ برملا نصیحت کرنے مین رسوائی ہے اور جو کچھ کہنا ہے نرمی سے کہے سختی سے نہین جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ المومن مرآۃ المومن یعنی مسلمان مسلمان کا آئینہ ہوتا ہے اس سے یہ ہوا ہے کہ آئینہ جسطرح
نقصان کو ایک دوسرے سے معلوم کرے اور جب تیرے برادر نے مہربانی سے تنہائی مین تیرا عیب کہا تو چاہیے کہ تو اوسکا احسان
مان اور ممنون ہو اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص تجھے اطلاع کرے کہ تیرے کپڑے کے اندر سانپ یا بچھو ہے تو اوسکا احسان
بلکہ اوسکا احسان مانیگا سب برے اخلاق آدمی مین سانپ بچھو کے مانند ہین مگر انکا زخم قبر مین ظاہر ہوتا ہے اور انکا زخم روح پر ہوتا ہے
وہ اس جہان کے سانپ بچھو سے زیادہ موذی ہین اسواسطے کہ انکا زخم بدن پر ہوتا ہے امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ اوسپر خدا کی رحمت ہو
میرے عیب کو میرے سامنے ہدیہ لائے جب حضرت سلمان حضرت عمر رضہ کے پاس آئے تو فرمایا اے سلمان سچ سچ بتا تو میرا احوال جو تمھین معلوم ہے تو کیا دیکھا
اور کیا سنا اوسنے کہا کہ مجھے اس امر سے معاف رکھیے فرمایا ضرور بیان کر جب بہت الحاح کیا تو حضرت سلمان نے کہا کہ مین نے سنا ہے کہ ایک وقت مین آپکے

دسترخوان پر دو طرح کا کھانا ہوتا ہے اور آپ کے پاس دو پیالے ہیں ایک میں ایک دن کا اور ایک میں ایک دن کا آپ نے فرمایا کہ یہ دونوں باتیں نہیں ہیں اور کچھ سنا ہے کہ نہیں حذیفہ رضی اللہ عنہ سے جو صحابی رسول اللہ صلعم کے تھے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ دادوں کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم نے کسی چیز کی تو نے خریداری کی ایک نے کہا کہ ہم نے ایک بکری خریدی تو نے کہا تھا کہ ہم نے ایک دو بکری کو دے اور اسے اصول سے دیدی کہ تجھے پہنچا دے اور اس سے ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ تو اس کا دودھ نہ دوہنا اور یہ بھی کہا کہ تو سب سے کی غفلت کا نقاب سر سے اتار اور اپنے غفلت سے بیدار ہو آیندہ زندگانی تو کہ بہت تھوڑی ہے اور پھر دنیا کی رغبت کی مجھے خوف ہے کہ وہ خدا کی آیتوں سے روگردانی کرتا ہے پس دین کی رغبت کو دنیا کی رغبت پر ترجیح دینے کی بات ہے نصیحت کی بات اور اس کا اصل منشا جو حق تعالیٰ کی خوشنودی ہے اس کو حاصل کرنا ہے اور جو الناصحین اور جو شخص ناصح کو دوست نہیں رکھتا اس سبب سے غور و فکر کرنے سے عقل سے بعید ہے اور اس میں بڑا عیب ہوتا ہے کہ آدمی اپنا عیب سمجھتا ہی نہیں اور اگر سمجھ جاتا ہے تو اشارہ کنایہ نصیحت کرنا چاہیئے اور علانیہ نہ کرنا چاہیئے اور اگر دوسرا شخص کا عیب ہے کہ تیرے ہی باب میں تقصیر کرتا ہے تو اسے پوشیدہ کرنا اور اس سے اخلاص سے پیش آنا بہتر ہے بشرطیکہ دوستی سے دل نہ پھر جائے اور اگر پھر جائیگا تو پہلے کرنے کا تاسف ہوگا اولیٰ یہ ہے کہ اس سے محبت نہ کرے اور اس سے بہتر یہ چاہیئے کہ محبت رکھنے سے مقصود یہ ہو کہ اس سے دوستی کرنے سے اخلاق اللہ حاصل کرے یہ نہیں کہ اس نے بھلائی کی اسی کے ساتھ بھلائی کرے ابوبکر کتانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ میرا ایک ساتھی تھا اس سے میں نے کچھ گرانی دیکھی میں نے اس نیت سے اس سے کہا کہ میرے دل کی گرانی نکل جائے مگر نکلی تو خود اس کا تدارک کرے اور کہا اپنا کف پا میرے منہ پر رکھ اس نے کہا کہ میں ایسا نہیں کرتا میں نے کہا خدا کی قسم ضرور رکھ اس نے کہا خدا کی قسم نہیں رکھتا میں نے کہا خدا کی قسم ضرور رکھ اس نے میرے منہ پر رکھا تو وہ گرانی میرے دل سے جاتی رہی ابوعلی رباطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ عہد اللہ داری کا طریق ہے میں مفرد گیا اور نفس نے کہا کہ تو نے مجھ سے دوستی رکھنے کا عہد کیا ہے تو ہم ہوئے جس نے کہا تم ہو اور نفس نے کہا کہ تو ہم ہو تو میں نے تابعداری کرنا میں نے کہا بسر و چشم اور نفس نے تو بڑا ہی انعام دیا اگر جاہ اور کپڑے اور جو کچھ اور نفس نے اپنی میٹھی چیز مانگی میں نے دیدی اور نفس نے میں نے مانگا کہ تو میرا کہا مان اور نہ کر تو نہیں سردار ہے حکومت نہیں ہے تو غلام ہے اور ایک نے اپنے دوست سے کہا کہ میرے ساتھ ایسا سلوک کر تاکہ مجھ پر مشقت نہ پڑے جب میں تجھ سے ملوں تو مجھ سے ایسا سلوک کر کہ میں تجھ سے ملوں

چھٹی قسم جو چوک اور قصور ہو جائے اور اس سے عذر خواہی کرے تو اس کا عذر قبول کرنا چاہیئے حدیث میں آیا ہے کہ اگر کوئی بھائی تیرا قصور کرے تو اس سے عذر خواہی تو اپنی طرف سے کر اگر وہ عذر نہ قبول کرے تو اپنے دل میں کہہ کہ اگر یہ خطا ہے تو میری خطا ہے خواہ وہ واقعی خطا ہے یا نہیں ہے ستر عذر کیے اور تو نے نہ مانا اگر وہ قصور ایسا ہے جس میں گناہ ہو تو اس کو اس سے توبہ کرنا چاہیئے کہ چھوڑ دے اگر اس پر وہ اصرار نہیں کرتا ہے تو تو خود نادان اور انجان بنجا اور اگر اصرار کرتا ہے تو اس کو نصیحت کر کہ تو نے ایسا کیوں کیا

اختلاف سے بچو پس لازم ہے حضرت بوذر رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ اوس سے قطع محبت کرنا چاہیے کیونکہ پہلے جب
اللہ دوستی کی تو اب بھی اللہ ہی کے واسطے اوسے دشمن بنا حضرت ابوالدرداء اور اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایک گروہ نے
کہا ہے کہ قطع محبت کرنا چاہیے اسواسطے کہ امید ہے کہ اوس گناہ سے وہ پھر جاوے لیکن ایسے شخص سے ابتدا دوستی کرنا
نہ چاہیے جب کہ اوس سے قطع الفت کرنا چاہیے حضرت ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ بھائی کو کوئی گناہ کرنے کے سبب سے
چھوڑنا دوسرے اسواسطے کہ اوسکا بھائی کہلانا ہے اور وہ بات شرع میں ہے کہ مالک کی خطا سے صدر کرو اوس سے قطع عقیدت
اور ترک محبت نہ کرو اسی سبب سے کہ اوس گناہ سے خلیل باز آگئے بزرگان دین میں اور دوست بھائی سے اونہیں سے
ایک نے کہا ہے کہ آدمی پر عاشق ہو گیا اور اپنے دوست سے کہا کہ میرا دل بیمار ہوا ہے مجھے عشق کا آزار
ہے تیرا کیا حال ہے اوسنے کہا کہ میرا بھی یہی حال ہے اوسنے کہا کہ اسواسطے تو ہم دونوں ایک مکان میں رہا کریں
دوستی تیری اور میری ایک ہے اور ایک ہی طرف ہم دونوں کی رہے اوسنے کہا کہ ہم دونوں آپس میں عزم بالجزم کریں کہ
شامل ہو جائیں اور ہم دونوں ایک ہی مکان میں رہا کریں اوسنے کہا کہ ہم دونوں کا ایک ہی مکان ہو جائے
پھر اوسنے کہا کہ اچھا ہم دونوں ایک ہی مکان میں رہا کریں اوسنے کہا کہ ہم دونوں کا ایک ہی مکان ہو جائے

مگر صحبت قطع کرنا قیامت ہے اور اوس حق کا چھوڑ دینا ہے جو پہلے ثابت ہو چکا ہے مگر سب علمانے یہ کہا ہے اگر برادر نے تیرے
حق مین تقصیر کی تو اوسکو بخش دینا اولی ہے اور اگر وہ عذر خواہی کرے تو گو کہ تو جانتا ہو کہ جھوٹا ہے مگر عذر قبول کرلے رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کا عذر قبول نکریگا اوس شخص کے گناہ کے مانند ہے جو باستے مین مسلمانون سے خراج
لے اور فرمایا ہے کہ مسلمان جلد خفا ہوتا ہے اور جلد خوش ہوتا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی نے اپنے مرید سے کہا
کہ جب کسی دوست سے تو کوئی جفا دیکھے تو اوسپر عتاب نکر شاید عتاب کرنے سے تو ایسی بات سنے جو اوس جفا سے سخت تر ہو مرید نے
کہا ہے کہ مین نے جب اس بات کو آزمایا پیر کی نصیحت کے موافق پایا سا تویں قسم یہ ہے کہ تو اپنے دوست کو زندگی مین اور
موت کے بعد دعا کے ساتھ یاد کرے اور جسطرح اپنے زن و فرزند کے واسطے دعا کرتا ہے اوسیطرح اوسکے زن و فرزند کے لیے بھی
دعا کرے اور درحقیقت وہ دعا اپنے حق مین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے برادر کے واسطے اوسکے
پیٹھ پیچھے جو دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے کہ تجھے بھی یہ بات حاصل ہو ایک روایت مین یون وارد ہوا ہے کہ خود حق تعالی جل شانہ
فرماتا ہے کہ مین پہلے تیرا مدعا بر لاؤنگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوستون کی دعا بہ نسبت مین ہو حق تعالی
اوسے رد نہین فرماتا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین ستر دوستون کا نام سجدہ مین لیتا ہون اور ہر ایک کیواسطے
دعا کرتا ہون بزرگون نے کہا ہے کہ برادر وہ ہے جو تیری موت کے بعد جب وہ مال میراث مین مشغول ہو دعا کرے اور سبحات
کا اندیشہ کرے کہ حق تعالی جل شانہ سے اور تجھسے کیسی بنے گی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مرد کا مثل اوسکی ایسی
ہے جو ڈوبتا ہوا اور سہارا ڈھونڈھتا ہو مردہ بھی زن و فرزند اور دوستون سے دعا منتظر رہتا ہے اور زندون کی کو وہ نور
ہو کر مردون کی قبرون مین پہونچتی ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دعا کو نور کے طباقون مین مردون کے سامنے پیش کرتے ہین
کہتے ہین کہ فلانے شخص کا ہدیہ ہے مردے اوسیطرح خوش ہوتے ہین جسطرح زندے ہدیہ سے خوش ہوتے ہین آٹھوین یہ ہے کہ وفاے دوستی کو نبھاوے اور
وفاداری کے ایک معنی یہ ہین کہ دوست کی وفات کے بعد اوسکے زن و فرزند اور دوستون سے غافل نہ رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین ایک بوڑھیا حاضر ہوئی آپنے اوسکی تعظیم فرمائی لوگ اس بات سے متعجب ہوئے آپنے فرمایا یہ عورت بی بی خدیجہ
رضی اللہ تعالی عنہا کے وقت مین ہمارے یہان آیا کرتی تھی اور دوستی نباہنا ایمان مین داخل ہے اور وفاداری یہ ہے کہ جو شخص
کسی دوست سے علاقہ رکھتا ہو اوسکا فرزند ہو یا غلام یا شاگرد سب پر مہربانی کی نظر رکھے اور اوس مہربانی مین زیادہ تر اضافہ پایا جاے جو دوست کے ساتھ رکھتا تھا اور وفاداری یہ ہے کہ اگر منصب یا دولت یا حکومت پاگیا ہے تو اگلی تواضع مدارات
نگاہ رکھے اپنے دوستون سے غرور نہ کرے اور وفاداری یہ ہے کہ ہمیشہ دوستی قائم رکھے اور کسی سبب سے قطع محبت نہ
اسواسطے کہ شیطان کا بڑا کام یہ ہے کہ برادرون کو وحشت مین ڈالتا ہے جیسا حق تعالی جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّ
الشَّيْطَانَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کہا ہے مِنْ بَعْدِ اَنْ نَزَغَ الشَّيْطَانُ بَيْنِيْ وَبَيْنَ
اِخْوَتِيْ اور وفاداری یہ ہے کہ دوستی کے حق مین کسیکا بھڑکانا نہ سنے اور سب کو جھوٹا جانے اور وفاداری یہ ہے کہ دوست کے

دشمن کے ساتھ دوستی نکرے بلکہ اوسکے دشمن کو اپنا بھی دشمن جانے اسواسطے کہ جو شخص کسی کا دوست ہو اور اوسکے دشمن کا بھی دوست ہو تو یہ دوستی ضعیف ہوتی ہے **نوین** قسم یہ ہے کہ تکلف درمیان سے اوٹھادے اور دوست کے ساتھ بھی ایسا ہی رہے جیسا اکیلا رہتا ہے اگر ایک دوست دوسرے سے ملاحظہ رکھیگا تو وہ دوستی ناقص ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے وہ دوست سب دوستون سے بدتر ہے جس سے معذرت اور تکلف کرنے کی تجھے ضرورت پڑے حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ مین نے بہت سے دوست دیکھے کوئی ایسے دو برادر نہ دیکھے کہ اونمین سے ایک حشمت کے سبب سے دوسرے کی وحشت کا باعث ہوا مگر یہ کسی مین کچھ عیب ہو بزرگون نے کہا ہے کہ اہل دنیا کے ساتھ ادب سے گذران کرو اور اہل آخرت کے ساتھ علم سے اور اہل معرفت کے ساتھ بسطِ تیرا جی چاہے کچھ صوفی اس شرط سے باہم صحبت رکھتے تھے کہ اگر کوئی ہمیشہ روزہ رکھے خواہ ہمیشہ کھانا کھائے یا رات بھر سوئے یا تمام شب نماز پڑھے تو دوسرا کچھ نہ پوچھے کہ اسکا کیا سبب ہے غرضکہ للہ دوستی کے معنے یگانگی ہین اور یگانگی مین تکلف کو کچھ دخل نہین ہے **دسوین** قسم یہ ہے کہ اپنے تئین سب دوستون سے کمتر سمجھے اور اونسے کسی بات کی امید اور آرزو نہ رکھے اور لوئی رعایت نہ چھپائے اور سب حقوق ادا کرتا رہے حضرت جنید قدس سرہ کے سامنے کسی شخص نے کہا کہ اس زمانے مین برادر یکجا ہے اور مکرر کہا حضرت جنید نے جواب دیا کہ اگر تو ایسا شخص چاہتا ہے جو تیری خدمتگذاری اور غمخواری کرے تو البتہ کمیاب ہے اور اگر ایسا شخص چاہتا ہے کہ تو اوسکی خدمتگذاری اور غمخواری کرے تو بہتیرے ہین بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص اپنے تئین دوستون سے بہتر جانیگا خود گنہگار ہوگا اور وہ اسکے حق مین گنہگار ہونگے اور اگر اپنے تئین اونکے برابر سمجھے گا تو خود ظالمین ہوگا اور وہ بھی رنجیدہ رہین گے اور اگر اپنے تئین اونسے کمتر جانیگا تو یہ وہ دونون راحت و آرام سے رہین گے حضرت معاویۃ الاسود رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ میرے سب دوست مجھسے بہتر ہین کہ مجھے مقدم رکھتے ہین اور میری رضا چاہتے ہین **تیسرا باب مسلمانون یگانون ہمسایون نوکرون غلامون کے حقوق کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ ہر ایک کا حق اوسکی قرابت کی قدر ہوتا ہے اور قرابت کے درجے مین حقوق اون درجون کے قرار پاتے ہین اور جو برادری خدا کے واسطے ہوتی ہے وہ بہت قوی رابطہ ہے اوسکے حقوق مذکور ہوچکے جب کسی کے ساتھ دوستی نہو فقط دینی قرابت ہو اوسکے بھی کئی حق ہین **پہلا حق** یہ ہے کہ آدمی جو چیز اپنے واسطے پسند نہین کرتا وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی پسند نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمانون کی مثال ایک آدمی کی سی ہے کہ جب اوسکا ایک عضو دکھتا ہے تو تمام اعضا کو خبر ہوتی ہے اور سب اعضا دردناک ہوتے ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص دوزخ سے نجات چاہتا ہے اوسے چاہیے کہ کلمۂ شہادت پر مرجائے اور حرام پسند نہین کرتا کہ لوگ اوسکے ساتھ کرین وہ امر خود بھی لوگون کے ساتھ نکرے حضرت موسی علیہ السلام نے حق سبحانہ تعالی سے پوچھا کہ یا الہ العالمین تیرے بندون مین بڑا عادل کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے **دوسرا حق** یہ ہے کہ کوئی مسلمان اوسکے ہاتھ اور اوسکی زبان سے رنج نہ پائے جناب سرور کائنات علیہ الثنا والصلوۃ نے پوچھا کہ اے لوگو تم جانتے ہو کہ کون شخص مسلمان ہے لوگون نے

عرض کیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتا ہے فرمایا کہ مسلمان وہ ہے جسکے ہاتھ اور زبان سے مسلمان لوگ سلامت رہین لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مومن کون ہے آپنے فرمایا کہ مومن وہ ہے جس سے مومنون کو جان و مال مین بیخطری ہو پھر پوچھا کہ مہاجر کون ہے ارشاد ہوا کہ مہاجر وہ ہے جو برے کام چھوڑ دے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کو حلال نہین کہ آنکھ سے ایسا اشارہ کرے کہ کوئی مسلمان اشارہ کے سبب سے رنجیدہ ہو اور یہ بھی حلال نہین کہ کوئی ایسا کام کرے جسکے سبب سے کوئی مسلمان گھبرائے اور ڈرے حضرت مجاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالےٰ دوزخیون کو خارش مین مبتلا کریگا اسقدر کھجائین گے کہ استخوان نکل آئین گے پھر پکارنیوالا پکاریگا کہ محنت اور اذیت کیسی ہے وہ کہین گے کہ نہایت سخت اور بہت بڑی ہے جواب آئیگا کہ یہ اذیت اس سبب سے ہے کہ تم دنیا مین مسلمانون کو ستاتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے ایک شخص کو بہشت مین دیکھا کہ جدہر چاہتا تھا سیر کرتا پھرتا تھا یہ گلگشت اسکو اس سبب سے نصیب ہوئی کہ اوسنے راہ پر سے ایکدرخت کاٹ ڈالا تھا تاکہ کسی کو تکلیف نہو **تیسرا حق** یہ ہے کہ کسیکے ساتھ تکبر نکرے اسواسطے حق سبحانہ تعالیٰ متکبرون سے دشمنی رکھتا ہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھپر وحی نازل ہوئی کہ فروتنی اختیار کرو تاکہ کوئی کسی پر فخر نکرے اسیواسطے جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین بیوہ عورتون اور مسکینون کے ساتھ جاتے اور اونکی حاجت روائی کرتے یہ نچاہیے کہ آدمی کسی کو حقارت کی نظر سے دیکھے کہ شاید وہ خدا کا ولی ہو اور اسے خبر نہو کہ حق تعالیٰ نے اولیا کو پوشیدہ رکھا ہے تاکوئی اونکی طرف راہ نہ پائے **چوتھا حق** یہ ہے کہ غیبت کی بات کسی مسلمان کے حق مین نہ سُنے کیونکہ مرد صالح کی بات سُننا چاہیے غیبت فاسق ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ کوئی غیبت نجائیگا الیعزیز جان تو کہ جو تیرے سامنے اورون کی بدی کریگا وہ اورون کے سامنے تجھے بھی برا کہیگا اوس سے دور رہنا چاہیے اور اوسکو جھوٹا سمجھنا چاہیے **پانچوان حق** یہ ہے کہ تین دن سے زیادہ کسی آشنا سے ترک کلام نکرے اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین دن سے زیادہ مسلمان بھائی سے بات موقوف کرنا درست نہین ہے انمین بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کرے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ تیرا مرتبہ اور نام مین نے اسواسطے بڑا کیا کہ تو نے اپنے بھائیون کی خطا معاف کی اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اگر تو اپنے کسی مسلمان بھائی کا گناہ معاف کریگا تو حق تعالیٰ تیری عزت اور بزرگی زیادہ کریگا **چھٹا حق** یہ ہے کہ حتی المقدور ہر ایک کے ساتھ بھلائی کرے وہ نیک ہو خواہ بد حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسکے ساتھ ہو سکے نیکی کر اگر وہ اس قابل نہین مگر تو تو اس لائق ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے بعد خلائق سے دوستی کرنا اور پارسا اور ناپارسا کے ساتھ احسان کرنا اصل عقل ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جو شخص بات کرنے کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑتا تو جبتک وہ خود نہ چھوڑتا تب تک آپ نچھوڑتے اور اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بات کرتا تو آپ اوسکی طرف بالکل متوجہ ہو جاتے اور جبتک بات تمام نہوتی صبر فرماتے **ساتوان حق** یہ ہے کہ بوڑھون کی تعظیم کرے اور بچون پر رحم کرے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بوڑھون کی عزت نکریگا اور بچون پر رحم اور شفقت نکریگا وہ میری امت مین نہین ہے کہ شفیق بالون کی تعظیم خدا کی تعظیم ہے اور فرمایا ہے کہ جو جوان بوڑھون کی تکریم کرتا ہے حق تعالی جل شانہ جوانونکو توفیق دیگا کہ بوڑھاپے مین اوسکی تعظیم کرین یہ درازی عمر کی خوشخبری ہے کہ جس کسیکو بوڑھون کی تکریم کی توفیق ہوگی تو اسپر دلیل ہے کہ وہ بھی بوڑھا ہوگا کہ اسکا بدلا دیگئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے تو لوگ لڑکون کو آپکی خدمت بابرکت مین حاضر کرتے آپ کسی کو سواری پر آگے بٹھاتے کسی کو پیچھے وہ اپس مین فخر کرتے اور کہتے حضرت نے مجھے آگے بٹھالا اور تجھے پیچھے ایک چھوٹے سے بچے کو آپ کے پاس لیگئے کہ آپ اوسکا نام رکھدین اور اوسکے حق مین دعاے خیر کرین آپنے اوسکو گود مین لیلیا ایسا ہوا کہ کوئی لڑکا آپ پر پیشاب کرنے لگتا لوگ غل مچا کر چاہتے کہ حضرت سے لے لین آپ فرماتے کہ اسے رہنے دو تاکہ پورا پیشاب کرلے اسکا پیشاب نروکو اور اوسکے سامنے آپ پیشاب نہ دھوتے کہ وہ رنجیدہ ہو جب وہ باہر جالیتا تو آپ دھوڈالتے اور اگر لڑکا خورد سال ہوتا تو پانی اوسکے پیشاب پر چھڑک لیتے اور بیٹھے رہتے آٹھوان حق یہ ہے کہ سب مسلمانون کے ساتھ ملنسار اور کشادہ پیشانی رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی کشادہ رو اور سہل گیر کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو نیکی کا سبب ہو وہ صدقہ کا ہے وہ آسانی اور کشادہ پیشانی اور شیرین زبانی ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ ایک غریب عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے راہ روک کر کھڑی ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ مجھے آپسے کچھ کام ہے آپنے فرمایا کہ ہر گلی مین جہان تیرا جی چاہے بیٹھ جا تیرے ساتھ مین بھی بیٹھونگا وہ بیٹھ گئی آپ بھی بیٹھ گئے جبتک اوسنے اپنا کام حال عرض کیا آپ بیٹھے رہے نوان حق یہ ہے کہ کسی مسلمان سے وعدہ خلافی نکرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جسمین یہ تین چیزین پائی جائین وہ منافق ہے اگرچہ نماز پڑھے اور روزہ رکھے ایک یہ کہ جھوٹ بولتا ہو دوسرے وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے امانت مین خیانت کرتا ہو دسوان حق یہ ہے کہ ہر ایک کی تعظیم اوسکے مرتبے کے موافق کرے جو شخص لوگون مین معزز ہو اوسکی بڑی تعظیم کرے جب کوئی شخص لباس فاخرہ اور سواری اسپ اور قبل رکھتا ہو تو سمجھے کہ وہ بڑے مرتبہ کا آدمی ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک سفر مین تھین جب دسترخوان بچھا ایک فقیر آیا بولین ایک روٹی اسے دیدو اور ایک سوا بھی آپھونچا بولین اسے بلاؤ حاضر نے کہا کہ آپنے فقیر کو چھوڑکر امیر کو بلایا حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حق تعالی نے ہر ایک کو مرتبہ عنایت کیا ہے ہمکو اسی درجہ کا حق نگاہ رکھنا چاہیے فقیر کو ایک روٹی سے خوش ہوجاتا ہے امیر کے ساتھ ایسا کرنا مناسب نہین اوسکے ساتھ وہ امر کیجیے جسمین وہ خوش ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کسی قوم کا معزز آدمی تمہارے پاس آئے تو اوسکی تعظیم کرو کوئی شخص ایسا ہوتا تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا اپنی چادر اوسے مرحمت کرتے کہ بچھا کر بیٹھے ایک بوڑھیا جس نے آپکو دودھ پلایا تھا آپکے پاس آئی آپنے اوسے اپنی چادر پر بٹھالیا اور فرمایا اے مادر مرحبا جو تیرا جی چاہے مانگ مین تجھے دونگا ان نعمت سے آپکو جو حصہ ملا تھا اوسے عنایت کیا اور اس نیکبخت نے اوس مال کو لاکھ درم کے عوض حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ بیچا گیارھوان حق یہ ہے کہ جب دو مسلمان آپسمین خفا ہون تو اونمین صلح کرنے کی کوشش کرے رسول مقبول

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین تمھین بتا دون کہ کیا چیز روزہ نماز اور صدقہ سے افضل ہے لوگون نے عرض کیا ارشاد کیجیے فرمایا مسلمانون مین صلح کرا دینا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن بیٹھے بیٹھے ہنسنے لگے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر سے فدا ہون ہنسنے کا کیا سبب ہے فرمایا میری امت مین سے دو مرد رب العزت کے سامنے زانو کے بھل گرے ہین ایک تو کہتا ہے کہ بار خدایا اس سے میرا انصاف کر دے کہ اسنے مجھپر ظلم کیا ہے اوس سے حق تعالی فرماتا ہے اسکا حق دیدے وہ عرض کرتا ہے کہ بار خدایا میری سب نیکیان تو وہ عیون نے لیلی ہین اب میرے پاس کچھ نہین باقی ہے حق تعالی داد خواہ سے فرماتا ہے کہ اب تو کیا کریگا اسکے پاس تو کوئی نیکی نہین ہے وہ عرض کرتا ہے کہ میرے گناہ اسے حوالے فرما تو اسکے گناہ اوسکے سر رکھتے ہین اور ہنوز مظلمہ باقی رہتا ہے یہ کہکر جناب سرور انبیا علیہ الصلاۃ والثنا روئے اور فرمایا کہ یہی بہت بڑا دن ہے کہ ہر ایک اس امر کا حاجتمند ہوتا ہے کہ اوس سے اوسکا بار عصیان اوتار لین اوسوقت ارحم الراحمین داد خواہ سے فرماتا ہے کہ سر اوٹھا دیکھ تو تجھے کیا دکھائی دیتا ہے وہ عرض کرتا ہے اے پروردگار چاندی کے شہر دیکھتا ہون سونے کے مکانات دیکھتا ہون کہ جواہر اور موتیون سے جڑے ہوئے ہین آیا یہ کسی پیغمبر کی ملک ہین یا کسی شہید کی یا صدیق کی حق تعالے ارشاد فرماتا ہے یہ اوسی کی ملک ہین جو اسکی قیمت دے وہ عرض کرتا ہے یارب العالمین بھلا اسکی قیمت کون دے سکتا ہے حکم الہی ارشاد ہوتا ہے کہ تو دے سکتا ہے وہ عرض کرتا ہے کہ بار خدایا مین کیونکر دے سکتا ہون ارشاد ہوتا ہے کہ تو اسطرح دے سکتا ہے کہ اپنے اس بھائی کا گناہ معاف کر دے وہ بے اختیار عرض کرتا ہے کہ یا ارحم الراحمین مین نے اسکا گناہ معاف کیا حکم ہوتا ہے کہ اوٹھ اور اسکا ہاتھ پکڑ اور تم دونون جنت مین جاؤ یہ کہکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی سے ڈرو اور خلق مین صلح کیا کرو کہ حق تعالی قیامت کے دن مسلمانون مین صلح کرتا ہے بارہوان حق یہ ہے کہ مسلمانون کے تمام عیبون اور پوشیدہ برائیون کو چھپائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی اس جہان مین مسلمانون کی پردہ پوشی کریگا قیامت کے دن حق تعالی اوسکے گناہون کو پوشیدہ رکھے گا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ جسے مین پکڑتا ہون خواہ چور ہو خواہ شرابی یہی چاہتا ہون کہ حق تعالی اسکے گناہ فاحش کو چھپا دے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگون تمنے فقط زبان سے کلمہ پڑہا ہے ابھی تمھارے دلون مین ایمان نہین آیا لوگون کی غیبت نکیا کرو انکی پوشیدہ برائیون کا تجسس نکیا کرو جو شخص کسی مسلمان کا عیب فاش کرتا ہے حق تعالی اوسکا عیب فاش کرتا ہے تاکہ وہ رسوا ہو اگرچہ گھر کے اندر ہو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مجھے یاد ہے جب پہلے ایک شخص کو لوگون نے چوری مین پکڑا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین لائے تاکہ آپ اوسکا ہاتھ کاٹین آپ کے چہرہ نورانی کا رنگ متغیر ہو گیا لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپکو اس کام سے کیا کراہت آئی فرمایا کیون نہ آئے اپنے بھائیون کی دشمنی مین شیطان کا مددگار کیون ہون اگر تم چاہتے ہو کہ حق تعالی تمھین بخشدے اور تمھارے گناہ چھپائے اور معاف کرے تو تم بھی لوگون کے گناہ چھپاؤ کیونکہ جب سلطان کے پاس پہونچوگے تو حد قائم کرنے سے کچھ چارہ نہوگا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ

ایک رات گشت کے واسطے نکلے ایک گھر سے سرود کی آواز آئی آپ چھت پر چڑھ گئے جب گھر مین گئے تو ایک مرد کو دیکھا کہ زندی کے ساتھ شراب پی رہا ہے کہا اے دشمن خدا تو سمجھا تھا کہ تیرے ایسے گناہ کو حق تعالی چھپا دیگا اوسنے عرض کیا یا امیر المومنین جلدی نہ کیجئے مین نے اگر ایک گناہ کیا ہے تو آپنے تین گناہ کیے ہین حق تعالی نے فرمایا ہے لَا تَجَسَّسُوْا اور آپنے جستجو کی اور فرمایا ہے وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا اور آپ چھت پر سے آئے اور فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا اور آپ بے اجازت چلے آئے اور سلام بھی نکیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ اگر مین معاف کرون تو تو توبہ کریگا اوسنے عرض کیا ہان توبہ کرون گا اور پھر ہرگز ایسے کام کے پاس نجاؤن گا آپ نے معاف کیا اور اوسنے توبہ کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے لوگون کی وہ باتین سننے کے واسطے کان لگایا جو بے اوسکے کرتے ہین قیامت کے دن اوسکے کان مین سیسا پگھلا کر ڈالا جائیگا **تیرھوان حق** یہ ہے کہ تہمت کی راہ سے دور رہے تاکہ مسلمانون کے دل کو بدگمانی سے اور زبان کو عیب سے بچائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی گناہ کا سبب ہوتا ہے تو اوس گناہ مین خود بھی شریک ہوجاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ شخص کیسا ہوتا ہے جو اپنے ماں باپ کو گالی دیتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا کون کریگا کہ اپنے ماں باپ کو خود گالی دے فرمایا کہ جو شخص دوسرے کے ماں باپ کو گالی دیگا تاکہ وہ اسکے ماں باپ کو گالی دین تو وہ گالی خود اوسنے دی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص تہمت کی جگہہ بیٹھے اوسے درست نہین ہے کہ اوس شخص کو ملامت کرے جو اوس سے بدگمان ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان کے اخیر مین ام المومنین حضرت بی صفیہ رضی اللہ عنہا سے مسجد مین باتین کرتے تھے ایک شخص وہان آنکلا آپنے اوسے بلایا اور فرمایا یہ میری بی بی ہے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ لوگ اور کسی سے بدگمانی کرین تو کرین آپ سے نہین کرسکتے فرمایا شیطان آدمی کے بدن مین اسطرح سیر کرتا ہے جسطرح خون رگون مین امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ راستے مین ایک عورت سے باتین کرتا تھا اوسے مارے اوسنے عرض کیا کہ یا امیر یہ میری جورو ہے فرمایا تو ایسی جگہہ کیون نہین باتین کرتا جہان کوئی نہ دیکھے **چودھوان حق** یہ ہے کہ اگر صاحب جاہ و منزلت ہے تو کسی کی سعی کرنے مین دریغ نکرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب سے فرمایا کہ مجھسے مطلب چاہو میرے دل مین ہوتا ہے کہ دون لیکن دیر کرتا ہون تاکہ تم مین سے کوئی سعی کرے کہ اوسکو بھی اجر ملے سعی کرو ثواب پاؤ اور فرمایا ہے کوئی صدقہ زبانی صدقہ سے بہتر نہین لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلعم زبانی صدقہ کیا ہے فرمایا وہ سعی جو کسی کی جان بچائے یا کسی کو نفع پہونچائے یا اذیت سے بچائے **پندرھوان حق** یہ ہے کہ جب سنے کہ کوئی مسلمان کے حق مین زبان درازی کرتا ہے اور اوسکی آبرو یا اوسکے مال کا قصد رکھتا ہے اور وہ مسلمان غائب ہے تو خود جواب دینے مین اوسکا نائب بنجائے اور اوسے ظلم سے بچائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو مسلمان اوس جگہہ کسی مسلمان کی یاری کریگا جہان لوگ اوسکو بری بات کہتے ہین اور اسکی بیحرمتی کے درپے ہین تو حق تعالی اوس یاری کرنیوالے کی وہان پر مدد کریگا جہان مدد کا وہ نہایت محتاج ہو اور جو مسلمان ایسی جگہہ نصرت فروگذاشت کریگا

جہان لوگ کسی مسلمان کی بیحرمتی کرتے ہون تو حق تعالی اوس فروگذاشت کرنیوالے کو بھی اوسوقت ذلیل و ضائع کریگا جب وہ اپنی نصرت کو نہایت درست رکھتا ہو سولھوان حق یہ ہے کہ جب کسی بڑے آدمی کی صحبت مین بیٹھیں جائے تو جبتک ہاتھی پانوں اوسکے ساتھ مدارا کرے اور بالمشافہہ سختی اور درشتی نکرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اس آیہ کریمہ وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ کے معنے یون کہے ہین کہ سلام اور مدارا سے برائی کا عوض کرو حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہونیکی اجازت چاہی آپنے فرمایا اجازت دو اور یہ شخص اپنے قوم کا بڑا آدمی ہے جب وہ شخص آیا تو آپنے اوسکے ساتھ مدارات فرمائی کہین تجھی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اسکا بڑا مرتبہ ہے جب وہ باہر گیا تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپنے اوسکو بڑا آدمی بھی فرمایا باوصف اسکے مداراۃ کی فرمایا کہ اے عائشہ رضہ قیامت کے دن خدا کے نزدیک وہ آدمی بدتر ہوگا جسکے شر کے خوف سے لوگ اوسکے ساتھ مداراۃ کرین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بدگویون کی زبان سے اپنی آبرو جس چیز کی بدولت تو بچائے وہ چیز صدقہ ہے حضرت ابو الدرداء نے کہا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ ہم اونکے سامنے تو ہنستے ہین لیکن ہمارا دل اونپر لعنت کرتا ہے سترھوان حق یہ ہے کہ فقیرون کے ساتھ صحبت اور دوستی رکھے اور امیرون کے پاس بیٹھنے سے حذر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مُردون کے پاس نہ بیٹھو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا امیر لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بادشاہی مین جہان کوئی مسکین دیکھتے اوسکے پاس بیٹھ جاتے اور فرماتے مسکین مسکین پاس بیٹھا ہے حضرت عیسی علیہ السلام کو مسکین کہنے سے زیادہ کوئی نام پسند نتھا حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے یون دعا کی ہے کہ بارخدایا تو مجھے زندہ رکھے مسکین رکھ اور جب مارچاہے مسکین مار اور جب حشر کرے تو مسکینون کے ساتھ حشر کر حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا مین تجھے کہان ڈھونڈھون فرمایا شکستہ دلون کے پاس اٹھارھوان حق یہ ہے کہ مسلمانون کی حاجت روائی کرنے کو اور اوسکی حاجت روائی کرنے کے لیے کوشش کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسلمان کی حاجت روائی کی وہ ایسا ہے کہ گویا تمام عمر اوسنے حق تعالی کی خدمت کی ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی مسلمان کی آنکھ روشن کریگا قیامت کے دن حق تعالی اوسکی آنکھ روشن کریگا اور فرمایا ہے کہ جو کوئی دن کو یا رات کو گھڑی بھر کے لیے مسلمان کے کام کے واسطے جاتا ہے تو اوسکا کام نکلے خواہ نہ نکلے مگر اس جانیوالے کے واسطے وہ گھڑی بھر مسجد مین دو رکعتین نفل پڑھنے سے زیادہ افضل ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کسی غمگین کو راحت پہونچائے یا کسی مظلوم کو ظلم سے چھڑائے حق تعالی اوسے ستر مغفرتین عنایت فرمائیگا اور فرمایا ہے کہ تم اپنے برادر کی یاری کرو وہ ظالم ہو خواہ مظلوم لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگر ظالم ہو تو کیونکر یاری کرین آپنے فرمایا کہ اوسے ظلم سے باز رکھنا یہی یاری ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی سے کوئی عبادت اس سے زیادہ مقبول نہین کہ تو کسی مسلمان کے دل کو خوش کرے اور فرمایا ہے کہ دو خصلتین ہین کہ اونسے زیادہ کوئی عبادت بہتر نہین ایمان باللہ کہ کوئی اسکا شریک نہین شرک کرنا اور لوگون کو ستانا اور

اور فرمایا ہے کہ جسکو مسلمان کا غم نہو وہ میری امت مین نہین ہے حضرت فضیل کو لوگون نے دیکھا کہ رو رہے تھے پوچھا تم کیون روتے ہو فرمایا کہ ان غریب مسلمانون کے رنج مین جنھون نے مجھپر ظلم کیا ہے فردائے قیامت کو انسے سوال ہوگا کہ تمنے کیون ظلم کیا وہ رسوا ہونگے اور اونکا کوئی عذر پیش نہوگا حضرت معروف کرخی نے کہا ہے کہ جو شخص روز تین بار کہیگا اَللّٰھُمَّ اَصْلِحْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اوسکا نام ابدالون مین لکھین گے آسیوان حق یہ ہے کہ جسکے پاس پہونچے بات کرنے سے قبل پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص سلام سے پہلے بات کرے اوسے جواب نہ دو جبتک پہلے سلام نہ کرے ایک شخص جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور سلام نکیا آپنے فرمایا کہ پھر آ اور سلام کر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جب آٹھ برس مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی تو آپنے فرمایا کہ اے انس طہارت پوری کیا کر تاکہ تیری عمر دراز ہو اور جسکے پاس جایا کر پہلے اوسے سلام کیا کر تاکہ تیری نیکیان زیادہ ہون اور جب اپنے گھر مین جایا کر تو اپنے لوگون سے سلام علیک کیا کر تاکہ تیرے گھر مین خیر بہت ہو ایک شخص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا سلام علیکم آپنے فرمایا کہ اسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاوینگی دوسرا شخص حاضر ہوا اور کہا سلام علیکم ورحمۃ اللہ آپنے فرمایا اسکے واسطے بیس نیکیان لکھین گے تیسرا شخص آیا اوسنے کہا سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپنے فرمایا اسکے لیے تیس نیکیان لکھین جاوینگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب گھر مین جاؤ تب سلام کرو اور جب نکلو تب بھی سلام کرو پہلا سلام پچھلے سلام سے افضل نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جب دو مسلمان باہم مصافحہ کرتے ہین تو ستر رحمتین اونپر تقسیم کیجاتی ہین اونہتر رحمتین اوسکا حصہ ہوتی ہین جو اون دونون مین زیادہ خندان اور کشادہ رو ہوتا ہے اور جب دو مسلمان باہم سلام کرتے ہین تو سو رحمتین اونپر مبذول ہوتی ہین نوے رحمتین اوسکا حق ہے جو ابتدا کرتا ہے اور دس اوسکا حق جو جواب دیتا ہے اور بزرگان دین کے ہاتھ کو بوسہ دینا سنت ہے حضرت ابو عبیدہ جراح نے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق کے ہاتھ کو بوسہ دیا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم کسی دوست کے پاس جاوین تو پست خم کرین فرمایا نہین پھر پوچھا کہ اوسکا ہاتھ چومین فرمایا نہین پھر پوچھا مصافحہ کرین فرمایا ہان لیکن جب سفر سے کوئی پھر کر آئے تو منہ پر بوسہ دینا اور بغل گیر ہونا سنت ہے مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سروقد کھڑے ہونے سے خوش نہوتے تھے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص ہمین محبوب نتھا آپکے واسطے ہم سروقد نہ اوٹھتے تھے ہمین معلوم تھا کہ آپ اس امر سے ناراض ہوتے ہین لیکن جان یہ عادت ہوگئی ہے وہان اگر کوئی تعظیم کے واسطے سروقد اوٹھے گا تو مضائقہ نہین مگر کسیکے سامنے دست بستہ کھڑا ہونا منع ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس بات کو دوست رکھے کہ لوگ اوسکے سامنے دست بستہ کھڑے ہون اور وہ خود بیٹھا رہے اوس سے کہدو کہ دوزخ مین اپنی جگہ ٹھہرائے بیسوان حق یہ ہے کہ چھینکنے والے کا جواب دے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمین تعلیم فرمایا ہے کہ جسے چھینک آئے وہ الحمد للہ رب العالمین کہے اور جو شخص سنے وہ یرحمک اللہ کہے پھر وہ کہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم

اور جب کوئی شخص الحمد للہ نہ کہے گا یہ حق اللہ کا مستحق نہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی آواز پست کرتے اور منہ پر ہاتھ رکھ لیتے اگر پائخانہ پھرنے یا پیشاب کرنے مین کسیکو چھینک آئے تو دل مین الحمد للہ کہے حضرت ابراہیم نخعی نے کہا ہے کہ اگر زبان سے کہیگا تو بھی مضائقہ نہین ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ کیا تو نزدیک ہے جو آہستہ بات کرون یا دور ہے تو پکار کر کہون ارشاد ہوا کہ جو مجھے یاد کریگا مین اوسکا ہمنشین ہون پھر عرض کیا کہ الٰہی میرے بہت سے حال ہین کونسا حال ہے جسمین تجھے یاد کرون ارشاد ہوا کہ ہر حال مین مجھے یاد کر اور کچھ اندیشہ نکر **اکیسوان حق** یہ ہے کہ تندرستی کی حالت مین بیمار کی عیادت کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی بیمار کی عیادت کریگا بہشت مین جائیگا اور جب عیادت کرکے پھرتا ہے تو ستر ہزار فرشتے مقرر ہوتے ہین تاکہ اوسپر شام تک درود پڑہین سنت یہ ہے کہ اپنا ہاتھ بیمار کے ماتھے یا پیشانی پر رکھے اور احوال پرسی کرے اور کہے بسم اللہ الرحمن الرحیم اعوذ باللہ الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد من شر ہذا المریض امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مین بیمار تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سی بار شریف لاکر یہی دعا پڑہی اور بیمار کے واسطے سنت یہ ہے کہ یہ عاپڑہے اعوذ بعزۃ اللہ وقدرتہ من شر ما اجد اور جب کوئی پوچھے کہ کیسا ہے تو گلہ نکرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے حق تعالیٰ دو فرشتے اوسپر تعینات فرماتا ہے کہ دیکھتے رہین کہ جب کوئی عیادت کے واسطے آتا ہے تو وہ بیمار شکر کرتا ہے یا شکایت اگر شکر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ خیریت ہے الحمد للہ تو حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مجھپر واجب ہے کہ اگر اپنے بندے کو لیجاؤنگا تو رحمت کے ساتھ لیجاؤن گا اور بہشت مین پہونچاؤنگا اور اگر صحت دونگا تو اس بیماری کے سبب سے اوسکے گناہ معاف کرونگا جو گوشت اور خون وہ پہلے رکھتا تھا اب اوس سے بہتر دونگا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جسکے پیٹ مین درد ہوا اپنی جورو کے مہر مین سے کچھ لیکر شہد خریدے اور برسات کے پانی مین گھول کر پیے شفا پائیگا اسواسطے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے مینہ کے پانی کو مبارک اور شہد کو شفا اور عورتون کے مہر کو جو بخشدین سازگار خوشگوار فرمایا ہے جب یہ تینون چیزین باہم ملدی تو بیشک شفا پائیگا غرضکہ بیمار کا ادب یہ ہے کہ گلہ اور بیصبری نکرے اور یہ امید رکھے کہ بیماری اسکی گناہون کا کفارہ ہوگی اور جب دوا پیے تو دوا پیدا کرنیوالے پر بھروسا رکھے دوا پر نہین اور عیادت کے آداب یہ ہین کہ دیر تک نہ بیٹھے اور بہت احوال پرسی نکرے اور صحت کی دعا مانگے اور اوسکی بیماری کے سبب سے اپنے تئین غمگین نہ بتائے اور گھر کے اندر مکانات اور دیوارون کو نہ دیکھے اور جب بیمار کے دروازے پر جائے تو اجازت چاہے اور دروازے کے سامنے نہ کھڑا رہے بلکہ ایک طرف کھڑا ہو اور دروازے کو آہستہ کھٹکھٹائے اور یون نہ پکارے کہ ای غلام اے اندر سے کوئی پوچھے کہ کون ہے تو یہ نہ کہے کہ مین ہون ای غلام کے بدلے سبحان اللہ اور الحمد للہ کہے جو کوئی کسیکا دروازہ کھٹکھٹائے وہ یون ہی عمل مین لائے **بائیسوان حق** جنازہ کے ساتھ جانا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنازے کے ساتھ جاتا ہے وہ ایک قیراط اجر پاتا ہے اگر دفن تک کھڑا رہے گا تو دو قیراط اجر پائے گا اور ہر قیراط کوہ احد کے برابر ہوگا جنازے کے ساتھ جانیکا ادب یہ ہے کہ چپ رہے بلند آواز

عبرت لے موت کو یاد کرے حضرت عائشہ نے کہا ہے کہ جب ہم جنازہ کے ساتھ جاتے تو یہ نہ پہچانتے کہ کس سے تعزیت کرین سوا طبیکہ ہر ایک دوسرے سے زیادہ غمگین نظر آتا تھا کچھ لوگ ایک مردہ کا غم کرتے تھے ایک بزرگ نے کہا کہ اپنا غم کرو اسواسطے کہ مردہ نے تو ہولناکیون سے رہائی پائی ملک الموت کا منہ دیکھ چکا موت کی تلخی چکھ چکا خاتمہ کے ڈر سے نکلگیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مردے کے پیچھے جاتی ہین دوست اور مال اور عمل دوست اور مال تو پھر آتے ہین عمل اوسکے ساتھ رہتا ہے

تیسرا بیان حق یہ ہے کہ زیارت قبور کے واسطے جائے اور اوسکے واسطے دعاے مغفرت کرے اور عبرت لے اور سمجھے کہ یہ پہلے جا چکے مجھے بھی جانا ہے اور یہ خاک سونا ہے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ جو شخص قبر کو بہت یاد کریگا اوسکی قبر جنت کے گلزارون مین سے ایک گلزار ہوگی اور جو بھول جائیگا اوسکی قبر دوزخ کے غارون مین ایک غار ہوگی حضرت ربیع ابن خثیم جنکا فراطوس مین ہے تابعین مین سے ایک بزرگ تھے اونھون نے اپنے گھر مین قبر کھودی تھی تاکہ جب اونکے دین کچھ غفلت پاتے قبر مین آرام فرماتے اور ایک ساعت کے بعد کہتے کہ یا الٰہی پھر مجھے دنیا مین بھیج تاکہ اپنے گناہون کا تدارک کرون بعد اوسکے اوٹھکر کہتے کہ ہان اے ربیع پھر تجھے بھیجا اسکے پہلے کوشش کر کہ ایک بار ایسی نوبت آئیگی کہ پھر تجھے دنیا مین جانیکی اجازت نہ ملیگی حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان مین جاکر ایک قبر پر بیٹھے اور بہت روئے مین آپکے پاس تھا عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ یہ میری ماں کی قبر ہے حق تعالی سے مین نے اجازت چاہی کہ مین اونسے ملون اور اونکی مغفرت چاہون ملنے کی تو اجازت دی دعا کی اجازت نہ دی محبت فرزندی نے دل مین جوش کیا اس سبب سے مین رونے لگا مسلمانون کے جو حقوق فقط اسلام کی نظر سے نگاہ رکھنا چاہیے اونکی تفصیل یہ ہے واللہ عالم بالصواب **ہمسایون کے حقوق اسمین علاوہ ہین** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی ہمسایہ ایسا ہے جسکا ایک ہی حق ہے وہ ہمسایہ کافر ہے اور کوئی ہمسایہ ہے جسکے دو حق ہین وہ ہمسایہ مسلمان ہے اور کوئی ہمسایہ ایسا ہے کہ جسکے تین حق ہین وہ ہمسایہ یگانہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمیشہ مجھے حق ہمسایہ کی نصیحت کرتے یہانتک کہ مین سمجھا کہ ہمسایہ کو میری میراث پہونچیگی اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا اور قیامت کا ایمان لایا اوس سے کہدو کہ اپنے پڑوسی کی تکریم کیا کرے اور فرمایا ہے کہ جسکے شر سے پڑوسی بخوف نہو وہ مسلمان نہین اور فرمایا کہ دو متخاصم جو قیامت مین اونمین سے پہلے پڑوسی ہونگے اور فرمایا ہے کہ جسنے پڑوسی کے کتے کو پتھر سے مارا اوسنے پڑوسی کو ایذا دی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ فلانی عورت دنکو روزہ رکھتی ہے رات کو نماز پڑھتی ہے لیکن پڑوسی کو ستاتی ہے آپنے فرمایا کہ وہ دوزخ جائیگی اور فرمایا ہے کہ چالیس گھر تک حق ہمسایہ ہے حضرت زہری نے کہا ہے چالیس گھر آگے چالیس گھر پیچھے چالیس گھر داہنے چالیس گھر بائین اے عزیز جان تو کہ ہمسایہ کا حق فقط یہی نہین ہے کہ تو اوسکو ستائے نہین بلکہ اوسکے ساتھ احسان کرنا ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ پڑوسی فقیر امیر سے قیامت کے دن جھگڑیگا اور کہیگا کہ یا اللہ اس سے پوچھ کہ اسنے میرے ساتھ نیکی کیون نہ کی اور مجھے اپنے گھر مین کیون نہ آنے دیا ایک شخص کو چوہون سے کمال تکلیف تھی لوگون نے کہا تو بلی

کیون نہین پاتا کہا مجھے یہ خوف ہے کہ بی کی آواز سنکر جو پڑوسی کے گھر مین چلے جائین تو جو بات مین اپنے واسطے پسند کرتا وہ اوسکے واسطے پسند کی ہوگی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے یہ حق ہے کہ اگر تم سے مدد چاہے تو مدد کرو اگر قرض مانگے تو قرض دو اگر محتاج ہو تو اوسکی خدمت کرو اگر بیمار ہو تو عیادت کرو اگر مر جائے تو اوسکے جنازے کے ساتھ جاؤ خوشی مین تعزیت غم مین تعزیت بجالاؤ اپنے گھر کی دیوار بلند نہ اوٹھاؤ کہ ہوا اوس سے رُکے اگر میوہ خریدا ہے تو اوسے بھی بھیجو اگر نہین بھیجتے تو چپکے سے گھر مین لیجاؤ اور اپنے لڑکون کو میوہ ہاتھ مین لیے ہوئے باہر نہ نکلنے دو کہ اوسکا لڑکا رنجیدہ نہ ہو اور اپنے باورچی خانے کے دھوئین سے اوسے رنجیدہ نکرو مگر یہ کہ اوسے بھی کھانا بھیجو اور فرمایا ہے کہ تم جانتے ہو کہ پڑوسی کا کیا حق ہے قسم ہے اوس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ حق ہمسایہ اوسی سے ادا ہوتا ہے جسپر خدا تعالی رحمت کرتا ہے حقوق ہمسایہ مین سے یہ بھی ہے کہ کوٹھے پر سے تو اوسکے گھر مین نہ دیکھے وہ اگر تیری دیوار پر دھنی رکھتا ہو تو اوسے منع نہ کر اور اوسکا پرنالا بند نہ کر اگر تیرے گھر کے دروازے کے سامنے مٹی ڈالتا ہے تو اوس سے نہ لڑ اور جو کچھ اوسکا عیب سُن اوسے چھپا دل دکھانے کی کوئی بات اوسکے ساتھ نہ کر اوسکی عورتون سے اپنی آنکھ بچا اوسکی لونڈیون کو بہت نہ دیکھ یہ تھے مسلمانون کے حقوق کے سوا مین انکو یاد رکھہ حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ میرے دوست رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ تو جب کچھ پکاتو اوسمین بہت سا شوربا لگا اور اوسمین سے پڑوسی کا حصہ بھیج ایک شخص نے حضرت عبداللہ ابن مبارک سے پوچھا کہ پڑوسی میرے غلام کا شکوہ کرتا ہے اگر اوسکو بے دلیل ماروں تو گنہگار ہون اگر نہ ماروں تو پڑوسی بُرا مانتا ہے حیران ہون کیا کرون اونھون نے فرمایا کہ تامل کرتا کہ غلام ایسی نادانی کرے جس سے سیاست اور ادب کے قابل ہو جائے ادب دینے مین تاخیر کرتا کہ پڑوسی تجھسے شکایت کرے پھر غلام کو سزا دے تاکہ دونو کا حق ادا ہو جائے **خویش اور بیگانون کے حقوق** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ مین رحمان ہون اور قرابت رحم ہے مین نے اپنے نام سے اسکا نام چھانٹا ہے جو صلہ رحم کرتا ہے مین اوس سے ملتا ہون جو قطع رحم کرتا ہے مین اوس سے قطع محبت کرتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ میری عمر دراز ہو اور روزی فراخ ہو اوس سے کہدو کہ یگانون کے ساتھ نیکی کرے اور فرمایا ہے کہ صلہ رحم سے زیادہ کسی عبادت کا ثواب نہین ہے حتی کہ بعضے لوگ فسق و فجور مین مبتلا رہتے ہین جب صلہ رحم کرتے ہین تو اونکے مال اور اولاد مین اوسکی برکت سے افزایش ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی صدقہ اوس سے بہتر نہین جو اون قرابتیون کو تو دے جو تیرے ساتھ خصومت رکھتے ہین ایعزیز جان تو کہ صلہ رحم کے یہ معنی ہین کہ اہل قرابت اگر تجھسے قطع کرین تو تو اونسے مل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب فضیلتون سے یہ افضل ہے کہ جو تجھسے قطع کرتا ہے تو اوس سے مل اور جو تجھے محروم رکھتا ہے تو اوسے عطیہ دے اور جو تجھپر ظلم کرتا ہے تو اوسے معاف کر **ماں باپ کے حقوق** ایعزیز جان تو کہ انکا حق بہت بڑا ہے اسواسطے کہ انکی قرابت زیادہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص باپ کا حق ادا نہین کر سکتا تا وقتیکہ اوسکو غلام پائے اور مول لے کر

آزاد نہ کروے اور فرمایا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا نماز روزہ حج عمرہ جہاد سب سے افضل ہے اور فرمایا ہے کہ لوگ بہشت کی خوشبو پانسو برس کی راہ سے سونگھین گے مگر فرزند عاق اور قطع رحم کرنیوالا آدمی نہ سونگھے گا حق سبحانہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص ماں باپ کی اطاعت نکرے مین اوسے نافرمان لکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص ماں باپ کے نام سے صدقہ دیتا ہے اوسکا کچھ نقصان نہین ہوتا ان دونون کو بھی ثواب ملتا ہے اور اسکا کچھ کم نہین ہوتا ایک شخص جناب سالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ [illegible] اوسکا کیا حق ہے جو ادا کرون فرمایا اونکے واسطے نماز پڑہ اور مغفرت مانگ اور اونکا عہد اور وصیت بجا لا اونکے دوستون کے [illegible] فرزندون کے ساتھ احسان کر اور فرمایا ہے کہ ماں کا حق باپ کے حق سے دونا ہے **فرزندون کے** [illegible] ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ مین کسکے ساتھ احسان کرون آپنے فرمایا اپنے ماں باپ کے ساتھ اوسنے عرض کیا کہ وہ تو مر گئے فرمایا فرزند کے ساتھ احسان کر کہ جیسا باپ کا حق ہے ویسا ہی فرزند کا بھی حق ہے فرزند کے حقوق مین یہ امر بھی ہے کہ بدخوئی کے سبب سے اوسے نافرمانی کے قریب نہ لائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی ایسے باپ پر رحمت کرے جو اپنے بیٹے کو نافرمانی پر نہ لائے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لڑکا جب سات دن کا ہو اوسکا عقیقہ کرو اور نام رکھو اور پاک کرو جب چھ برس کا ہو ادب سکھاؤ جب نو برس کا ہو اوسکا بچونا جدا کردو اور تیرہ برس کی عمر مین نماز کے واسطے مارو جب سولہ برس کا ہو اوسکا نکاح کردو اور اوسکا ہاتھ پکڑ کر کہدو کہ مین نے تجھے ادب سکھایا تیری تربیت کردی تیرا نکاح کردیا اب خدا کی پناہ مانگتا ہون دنیا مین تیرے فتنہ سے اور عقبی مین تیرے عذاب سے اور فرزندون کے حقوق مین سے یہ بھی ہے کہ اونکے درمیان داد و دہش اور پیار مین سب بھائیون مین مساوات رکھے اور چھوٹے بچے کو پیار کرنا اور بوسہ دینا سنت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن علیہ السلام کو بوسہ دیتے تھے اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہین مین نے کبھی کسیکو بھی بوسہ نہین دیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو رحم نکریگا اوسپر رحم کی رحمت نازل نہوگی ایکدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم منبر شریف پر تشریف فرما تھے حضرت امام حسن علیہ السلام گر پڑے خود آپنے منبر سے اتر کر اوٹھالیا اور یہ آیت پڑہی اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ایکمرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑہتے تھے جب سجدے مین گئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے آپکی گردن مبارک پر [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا توقف فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سمجھے کہ شاید وحی آئی ہے اسواسطے آپنے اتنا لمبا سجدہ کیا جب سلام پھیرا تو صحابہ رضہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کیا سجدے مین وحی نازل ہوئی تھی آپنے فرمایا نہین حسین نے مجھے اپنا اونٹ بنایا تھا مین نے چاہا کہ اوسے جدا نکرون غرضکہ فرزندون کے حق کے بسبب ماں باپ کے حق کی بڑی تاکید ہے اسواسطے کہ اونکی تعظیم فرزندون پر واجب ہے حق تعالی نے اونکی تعظیم کو اپنی عبادت کے ساتھ ذکر کیا ہے فرمایا وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اور اونکے حق کی عظمت کے سبب وہ خیر مین واجب ہوئی ہین

ایک یہ کہ اکثر علما اس بات پر ہین کہ کھانا مشتبہ ہو حرام محض نہو اور ماں باپ فرزند سے کہین کہ تو اسکو کھائے تو اونکی اطاعت کرے اور کھائے اسواسطے کہ انکی خوشی بہت ضرور ہے دوسرے یہ کہ انکی اجازت کے بغیر کوئی سفر نکرنا چاہیئے مگر یہ کہ سفر فرض ہو گیا جیسے نماز روزہ کا علم سیکھنے کے واسطے سفر ہو بشرطیکہ اوس جگہہ اور کوئی فقیہہ موجود نہو اور صحیح یہ ہے کہ ماں باپ کی اجازت سے حج واسلام کے واسطے جانا چاہیے اسواسطے کہ اوسمین تاخیر کرنا درست ہے گو کہ اصل مین وہ فرض ہے ایک شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین حاضر ہوا اور جہاد کو جانیکی اجازت چاہی آپنے استفسار فرمایا کہ تیری ماں ہے اوسنے عرض کیا کہ ہان ہے آپنے فرمایا تو اوسکے پاس بیٹھیہ کہ تیری جنت اوسکے قدمون کے نیچے ہے اور ایک شخص مین سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور جہاد مین جانے کی اجازت چاہی آپنے فرمایا کہ تیرے ماں باپ ہین اوسنے عرض کیا جی ہان ہین آپنے فرمایا کہ تو جا پہلے اونسے اجازت مانگ اگر وہ اجازت ندین تو انکی اطاعت کر اسواسطے کہ تو جہاد کے بعد حق تعالی کے نزدیک کوئی قربت اور عبادت اس سے بہتر نہین ہے الغرض جان تو کہ بڑے بھائی کا حق باپ کے حق کی قریب قریب ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جیسے باپ کا حق بیٹے پر

لونڈی غلامون کے حقوق رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لونڈی غلامون کے حق مین تم خدا سے ڈرو جو تم کھاتے ہو انھین کھلاؤ جو تم پہنتے ہو انھین پہناؤ ایسا مشکل کام نکہو جو یہ نہ کرسکین اگر کام کے ہین تو انھین رکھو نہین تو بیچ ڈالو اور خدا کے بندون کو اذیت مین نرکھو اسواسطے کہ خدا نے انکو تمھارا لونڈی غلام اور زیردست کر دیا ہے اگر چاہتا تو تمکو انکا زیردست کر دیتا کسی شخص نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایک دن مین کے بار لونڈی غلامون کا قصور معاف کرین فرمایا ستر بار احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ تمنے بردباری کس سے سیکھی ہے کہا کہ قیس بن عاصم سے اسواسطے کہ اونکی لونڈی بکری کا بچہ بھنا ہوا لوہے کی سیخ مین لگا ہوا لائی تھی اتفاقا اوسکے ہاتھہ سے چھوٹ کر اونکے بیٹے پر گرا وہ مر گیا لونڈی ڈر کے مارے بیہوش ہو گئی اونھون نے کہا سنبھل تیرا کچھہ قصور نہین اور تجھے مین نے خدا کی راہ پر آزاد کیا حضرت عون بن عبداللہ جب اپنے غلام سے نافرمانی دیکھتے تو کہتے کہ تو نے بھی اپنے آقا کی وہی عادت اختیار کی جسطرح تیرا آقا اپنے مالک کا گناہ کرتا ہے اسیطرح تو بھی اپنے آقا کا گناہ کرتا ہے حضرت ابومسعود انصاری ایک غلام کو مارتے تھے آواز سنی کہ کسی شخص نے کہا یا ابا مسعود یہ اوسطرف پھرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ فرمانے لگے کہ جتنی قدرت تو اس غلام پر رکھتا ہے اوس سے زیادہ حق تعالی تجھپر قدرت رکھتا ہے لونڈی غلام کا حق یہ ہے کہ اونھین روٹی سالن اور کپڑے سے محروم نرکھے اور حقارت کی نظر سے نہ دیکھے اور سمجھے کہ وہ بھی میرے مانند آدمی ہین وہ اگر کچھہ خطا کرے تو آقا خود جو خدا کا گناہ کرتا ہے اوسے سوچے اور یاد کرے اور جب غصہ آئے تو احکم الحاکمین جو قدرت اسپر رکھتا ہے اوس قدرت کا خیال کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب زیردست نے رنج اور محنت کھینچکر اوسکے واسطے کھانا طیار کیا اور اوسے محنت سے بچایا تو چاہیے کہ اوس زیردست کو اپنے ساتھہ بٹھائے اور اوسکے ساتھہ کھائے اگر ایسا نہین کرسکتا تو ایک لقمہ

رعن مین ڈبوکر اپنے ہاتھ سے اوسکے منہ مین دیدی اور کہے کہ یہ نوالہ کھالے*

چھٹی اصل آداب عزلت کے بیان مین

العزیز جان اس بات کو جان کہ اس باب مین علما کا اختلاف ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری بہتر ہے یا مبتلا ان خدا سے ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت سفیان ثوری اور ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل عیاض اور ابراہیم خواص اور یوسف اسباط اور حذیفہ مرعشی اور بشر حافی رحمہم اللہ تعالی اور اکثر بزرگون اور متقیون کا مذہب یہ ہے کہ عزلت اور گوشہ گیری لوگون کے ساتھ ملے جلے رہنے سے بہتر ہے اور علماے ظاہر کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ مخالطت اور ملے جلے رہنا افضل ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ عزلت مین سے اپنا حصہ نگاہ رکھو اور حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ عزلت عبادت ہے ایک شخص نے حضرت داؤد طائی سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ دنیا سے روزہ رکھو اور موت کے وقت تک نہ کھول اور لوگون سے اسطرح بھاگ جسطرح شیر سے بھاگتے ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ توریت مین لکھا ہے کہ آدمی نے جب قناعت کی بے پروا ہوگیا جب خلق سے گوشہ گیر ہوا سلامتی پائی جب خواہش کو پاؤن کے نیچے مل ڈالا آزاد ہوگیا جب حسد سے دست بردار ہوا اوسکی مروت ظاہر ہوگئی جب چندے صبر کیا ہمیشہ کے واسطے برخورداری پائی حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ حکمت کے دس حصے ہین نو تو خاموشی مین ہین ایک گوشہ گیری مین ہے حضرت ربیع ابن خثیم اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ علم سیکھو اور لوگون سے گوشہ اختیار کرو حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالی عنہ بھائیون کی زیارت اور بیمارون کی عیادت اور جنازہ کی ہمراہی کو جایا کرتے تھے پھر ایک ایک امر سے دست بردار ہوکر گوشہ گیر ہوگئے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین اوس شخص کا بڑا احسان مانون جو میری طرف سے گذرے اور سلام نکرے اور مین جب بیمار ہون تو میری عیادت کو نہ آئے حضرت سعد بن ابی وقاص اور سعد بن زید رضی اللہ تعالی عنہما جو اکابر صحابہ مین سے تھے مدینہ منورہ کے قریب ایک جگہ ہے اوسے عقیق کہتے ہین وہین رہتے تھے کسی کام کو مجمع مین نہ آتے تھے حتی کہ اوسی جگہ انتقال فرمایا ایک امیر نے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ کچھ حاجت ہے کہا ہان ہے پوچھا کیا ہے کہا یہ حاجت ہے کہ تو مجھے دیکھے نہ مین تجھے دیکھون ایک شخص نے حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالی سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ ہم مین صحبت رہا کرے فرمایا کہ ہم مین جب ایک شخص مرجائیگا تو دوسرا کسکے ساتھ صحبت رکھے گا کہا خدا کے ساتھ فرمایا اب بھی خدا ہی کے ساتھ صحبت رکھنا چاہیے

العزیز جان تو کہ اس مسئلہ مین ویسا خلاف ہے جیسا کہ نکاح مین کہ کرنا بہتر ہے یا نکرنا بہتر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کے حال کے موافق حکم بھی بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہے کہ اوسے گوشہ گیری بہتر ہے اور کوئی ایسا ہے کہ اوسے مخالطت بہتر ہے اور جبتک عزلت کے فوائد اور آفات کی تفصیل نہ کیجائیگی تب تک یہ حکم نہ معلوم ہوگا **عزلت کے فوائد** العزیز جان تو کہ عزلت مین چھ فائدے ہین **پہلا فائدہ** ذکر اور فکر کی فراغت ہے اسواسطے کہ خدا کا ذکر کرنا اور اوسکی عجیب صنعتون اور زمین آسمان کی

علمکتوں مین فکر کرنا اور دنیا و آخرت مین خدا کے امر کا پہچاننا بزرگترین عبادت ہے بلکہ بزرگترین درجات یہ امر ہے کہ آدمی اپنے تئین بالکل فراموش کر بیٹھے تاکہ ماسوے اللہ سے بیخبر ہو جاوے اور اپنی بھی خبر نہ رکھے خدا کے سوا اور کچھ باقی نہ رہے اور یہ امر خلوت اور غزلت کے بغیر ٹھیک نہین ہوتا اسواسطے کہ جو چیز خدا کے سوا ہے وہ خدا سے پھیرنے والی ہے خصوصًا اوس شخص کو جو یہ قوت نہین رکھتا کہ خلق مین رہ کر یاد خدا رہے اور خلق سے جدا رہے جیسے انبیا علیہم السلام رہتے تھے اسیواسطے تھا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے اپنے کام کی ابتدا مین غزلت اختیار فرمائی اور کوہ حرا پر چلے گئے اور خلق سے قطع تعلق کیا یہانتک کہ نور نبوت نے قوت پکڑی اور اس مرتبہ پر پہونچ گئے کہ بدن سے خلق مین تھے اور دل سے خدا کے ساتھ اور فرمایا ہے کہ اگر کسیکو مین اپنا دوست بناتا تو ابوبکر کو بناتا لیکن خدا کی محبت نے اوسکی محبت کی گنجایش ہی نہین باقی رکھی حالانکہ لوگ جانتے تھے کہ آپکو ہر ایک کے ساتھ محبت ہے تعجب نہین کہ اولیا بھی اس درجہ کو پہونچ جاوین حضرت تستری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ تین برس ہوئے مین خدا کے ساتھ باتین کرتا ہون اور لوگ جانتے ہین کہ خلق کے ساتھ کلام کرتا ہون اور یہ امر کچھ محال نہین اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اوسپر کسی آدمی کا عشق اسقدر غالب ہو جاوے کہ وہ لوگون مین ہو اور اپنے معشوق کے ساتھ بدل مشغول ہونیکے سبب سے کسی کی بات نہ سنے اور لوگونکو نہ دیکھے لیکن ہر ایک کو اس بات پر غرہ نکرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت لوگ ایسے ہوتے ہین کہ لوگون مین رہنے کے سبب سے پروردگار کی سرکار سے انوار سے مردود ہو جاتے ہین ایک شخص نے کسی راہب سے کہا کہ تنہائی مین صبر کرنا بڑا کام ہے اوسنے کہا مین تنہا نہین ہون خدا کا ہمنشین ہون جب اوس سے راز کہا چاہتا ہون تو نماز پڑہتا ہون جب چاہتا ہون کہ وہ مجھسے باتین کرے تو قرآن پڑہتا ہون لوگون نے کسی بزرگ سے پوچھا کہ گوشہ گیرون نے غزلت سے کیا فائدہ اوٹھایا ہے جواب دیا کہ خدا کے ساتھ انس پایا ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ یہان ایک شخص ہے ہمیشہ ستون کے پیچھے رہتا ہے فرمایا وہ جب حاضر ہو تو مجھے خبر کرنا لوگون نے اوسکو خبر کی وہ اوس شخص کے پاس گئے اور فرمایا کہ اے شخص تو ہمیشہ اکیلا بیٹھا رہتا ہے خلق کے ساتھ کیون نہین ملتا کہا ایک بڑا کام مجھپر پڑا ہے اوسنے خلق سے جدا کر دیا ہے فرمایا کہ تو حسن کے پاس کیون نہین جاتا اور اوسکی بات کیون نہین سنتا کہا اوس کام نے حسن اور تمام لوگون سے مجھے باز رکھا ہے پوچھا کہ وہ کیا کام ہے کہا کہ کوئی ایسا وقت نہین ہوتا کہ حق سبحانہ تعالی مجھے نعمت نہ دے اور مین گناہ نکرون اوسکی نعمت کا شکر اور اپنے گناہ سے استغفار کیا کرتا ہون نہ حسن کے ساتھ مشغول ہوتا ہون نہ لوگون کے ساتھ پس حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ سے نہ اوٹھ اسواسطے کہ تو حسن سے زیادہ فقیہ ہے حضرت ہرم ابن حیان حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہما کے پاس گئے حضرت اویس نے پوچھا کہ کس کام کو آئے ہو کہا اسواسطے آیا ہون تاکہ تمسے آسایش پاؤن حضرت اویس نے کہا کہ مین ہرگز نہین جانتا کہ کوئی شخص خدا کو جانتا ہو اور پھر دوسرے سے آسایش لے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جب رات کی تاریکی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل خوش ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ صبح تک خدا کے ساتھ خلوت مین بیٹھونگا جب دن کی روشنی پیدا ہوتی ہے تو میرا دل رنجیدہ ہوتا ہے اپنے جی مین کہتا ہون کہ لوگ مجھکو خدا سے باز رکھینگے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے

کہ جو شخص مخلوقات کے ساتھ باتین کرنے سے خدا کے ساتھ مناجات کے ذریعہ سے باتین کرنیکو دوست تر نہین رکھتا ہے اوسکا علم بہت تھوڑا ہے اور اوسکا دل اندہا ہے اور اوسکی عمر ضائع ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جس کسیکو یہ خواہش ہو کہ کسیکو دیکھون اور اوس سے بات کرون تو یہ اوسکا نقصان ہے کہ جو چاہیے اوس سے اوسکا دل خالی ہو اور خارج سے مدد چاہتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسکو لوگون کے ساتھ انس ہے وہ مفلسون مین سے ہے پس اے عزیز تو ان سب اقوال و روایات سے یہ جان لے کہ جس کسیکو اس بات کی قدرت ہو کہ ہمیشہ ذکر کرنے سے حق تعالے کے ساتھ انس پیدا کرے یا ہمیشہ فکر کرنے سے اوسکے جلال و جمال کی معرفت کا علم حاصل کرے تو یہ امر اون سب عبادتون سے افضل ہے جو خلق خدا سے علاقہ رکھتی ہین اسواسطے کہ سعادتون کی غایت یہ ہے کہ جو کوئی اوس جہان مین جائے تو حق تعالی کی محبت اوسپر غالب ہو اور اُنس و محبت ذکر کی بدولت کامل ہوتا ہے اور محبت ثمرۂ معرفت ہے اور معرفت ثمرۂ فکر اور یہ سب باتین خلوت سے بن پڑتی ہین دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غربت کی بدولت کثرت معصیت سے آدمی بچتا ہے چار گناہ ہین کہ مخالطت مین ہر ایک اونسے نہین بچتا ایک عیب کرنا یا عیب سننا اور یہ گناہ دین کی تباہی ہے دوسرا امر معروف و نہی منکر اسواسطے کہ آدمی اگر خاموش رہے گا تو فاسق اور گناہگار ہو جائیگا اور اگر ناراض ہوگا تو وحشت اور خصومت مین پڑیگا تیسرا ریا و نفاق ہے کہ مخالطت مین یہ لازم ہے اسواسطے کہ اگر خلق کے ساتھ مدارا کریگا تو وہ شائستگی اور اگر مدارا کریگا تو ریا مین پڑیگا کیونکہ نفاق اور ریا کو مدارا سے جدا کرنا نہایت مشکل ہے اگر دو دشمنون سے کلام کریگا اور ہر ایک کے موافق بات کہیگا تو یہ نفاق ہے اور اگر ایسا نہ کریگا تو اونکی دشمنی سے نجات نہ ملے گی اور ادنی اسمین بات یہ ہے کہ جسے دیکھیگا اوس سے کہیگا کہ مین ہمیشہ تمہارا مشتاق رہتا ہون اور اکثر یہ بات جھوٹ ہوتی ہے اگر ایسا نہ کہے تو لوگ اوس سے متوحش ہونگے اور اگر اوسکے ساتھ تو بھی کہیگا تو نفاق اور جھوٹ ہوگا اور ادنی بات یہ ہے کہ ظاہر مین ہر ایک سے پوچھنا پڑتا ہے کہ تم کیسے ہو اور تمہارے لوگون کا کیا حال ہے اور باطن مین اس خیال سے فارغ البال ہوتا ہے کہ وہ کیسے ہین تو یہ تیرا نفاق ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ باہر جاتا ہے اور کسی سے کام رکھتا ہے اور نفاق کی راہ سے اوسکی اتنی آدمیت بیان کرتا ہے اور تعریف کرتا ہے کہ دین اوسکے سر پر رکھکر ناکام خدا کو خفا کرکے اپنے گھر پھیر آتا ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ نے کہا ہے کہ جب کوئی بھائی میرے پاس آئے اور مین اپنی ڈاڑھی کے بال سفید کرنے کو ہاتھ پھیرون تو اسکا خوف ہے کہ میرا نام منافقون کے دفتر مین لکھا لین حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی ایک جگہ بیٹھے تھے ایک شخص اونکے پاس گیا پوچھا تو کیون آیا ہے کہا آپکے دیدار سے آسایش اور مواسات لینے کو فرمایا قسم خدا کی یہ بات وحشت اور بگاڑ سے نزدیک تر ہے تو نہین آیا ہے مگر اسواسطے کہ تو میری جھوٹی تعریف کرے اور مین تیری تو مجھسے جھوٹ بولے اور مین تجھسے تو یہان سے منافق ہوکر جائے یا مین منافق ہوکر اوٹھون اسطرح جو شخص ایسی باتون سے پرہیز کرسکتا ہے وہ اگر مخالطت کریگا تو کچھ نقصان نہین ہے اگلے بزرگ جب ایک دوسرے کو دیکھتے تو دنیا کا حال نہ پوچھتے دین کا حال پوچھتے حاتم اصم رحمہ اللہ تعالے نے حامد لفاف سے پوچھا کیسے ہو کہا سلامت ہون اور بعافیت ہون حاتم نے کہا صراط پر گذرنیکے بعد تو سلامت ہوگا اور جنت مین داخل ہو چکنے کے بعد بعافیت ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام سے

لوگ جب پوچھتے کہ آپ کیسے ہین تو فرماتے جس چیز مین میرا فائدہ ہے اوسپر قابض نہین ہون اور جس چیز مین میرا نقصان ہے اوسکے دفع کرنے پر قادر نہین ہون مین اپنے کام کے گرو ہون اور میرا کام دوسرے کے ہاتھ ہے کوئی محتاج مجھسے زیادہ محتاج اور بیچارہ نہین ہے جب حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی سے لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو جواب دیتے کہ ضعیف اور گنہگار ہون اپنی روزی کھاتا ہون اپنی موت کا امیدوار ہون حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے جب لوگ پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے اگر دوزخ سے امن ہو جاؤن تو خیر ہے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے کہ وہ شخص کیسا ہوگا جو صبح کو یہ نجانے کہ شام تک جیونگا یا نہین اور شام کو نجانے کہ صبح تک جیونگا یا نہین حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی سے لوگ جب پوچھتے کہ کیسے ہو تو فرماتے وہ شخص کیسا ہوگا جسکی عمر تو گھٹتی جاتی ہے اور گناہ بڑھتے جاتے ہین کسی حکیم سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا ایسا ہون کہ خدا کی دی روزی کھاتا ہون اور اوسکے دشمن ابلیس کا حکم بجالاتا ہون حضرت محمد بن واسع رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا وہ شخص کیسا ہوگا کہ ایک منزل روز آخرت سے نزدیک ہوتا جاتا ہے حماد بصاف رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا اس آرزو مین ہتا ہون کہ ایک دن عافیت سے ہون کہا کیا عافیت سے نہین ہو فرمایا عافیت سے وہ ہو جو گناہ نکرتا ہو ایک بزرگ سے موت کے وقت لوگون نے پوچھا کیسے ہو کہا اوسکا حال کیسا ہوتا ہے جو سفر دور دراز کو بے زاد راہ جاتا ہے اور اندھیری قبر مین بے مونس جاتا ہے اور بادشاہ عادل کے سامنے بے حجت و دلیل جاتا ہے حضرت حسان ابن سنان رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ کیسے ہو فرمایا اوس شخص کا کیسا حال ہوتا ہے جسکے پاس ملک الموت آکر کہے کہ اٹھ اور چل کہا اوٹھا ہون اور حساب کا ڈر ہے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی سے کسی نے پوچھا تو کیسا ہے عرض کیا اوسکا حال کیسا ہوتا ہے جو پانسو درم کا قرضدار ہو اور اہل و عیال کے واسطے کچھ نہ رکھتا ہو حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ پانسو درم لیجا کر اوسکے قرض سے عنایت فرمائے اور فرمایا پانسو درم سے قرض ادا کر اور پانسو درم عیال کے نفقہ مین دے اور اب مین نے عرض کیا کہ کسی سے پوچھیگا تو کیسا ہے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ تعالی نے یہ امر اسواسطے کہا کہ اس بات سے ڈرے اگر اوسکی غمخواری نکریگا تو پوچھنا نفاق ہوگا بزرگون نے کہا ہے کہ بعضے لوگون کو دیکھا ہے کہ ایک دوسرے پر ہرگز سلام نکرتے اور ایک دوسرے سے اگر حکم کرتا تو جو کچھ موجود ہوتا نہین نکرتے اب ایسے لوگ ہین کہ ایک دوسرے سے ملتے ہین اور گھر کی مرغی تک کا احوال پوچھتے ہین اگر ایک دوسرے سے ایک درم بھی گم تا خاطلب کرے تو نہین کے سوا اور کچھ نظر نہ آئے یہ امر نفاق ہے پس جب خلق کی کیفیت ہے تو جو کوئی اوس سے مخالطت کریگا اگر اوسکی موافقت کریگا تو اوس نفاق اور جھوٹ مین شریک ہوگا اور اگر مخالفت کریگا تو اوسکو دشمن بنائے گا اور خود سنگدل کہلائیگا سب اوسکی غیبت کرینگے اوسکا دین اوسکے سبب سے اوسکا زین اوسکے عیش سے خراب جائیگا چوتھا گناہ جو مخالطت کے سبب سے لازم آتا ہے یہ ہے کہ تو جسکے پاس بیٹھیگا اوسکی خوشامد مین مداہنت کریگی اور تجھے خبر بھی نہ ہوگی تیری طبیعت اوسکی طبیعت سے اطلاع خو چرائے گی کہ تجھے کچھ خبر نہو اگر اہل غفلت کے پاس نشست ہوگی تو اوسکی بیہودگی سے [illegible]

دیکھیگا اوسکی ظن دنیوی رکھیگا وسیسی باتین تجھ مین پیدا ہونگی اور جو شخص اہل فسق کو دیکھیگا تو گو اوس سے انکار رکھتا ہو مگر جب
کثرت سے دیکھیگا تو فسق اوسکی نگاہ مین آسان اور ذرہ سی بات معلوم ہوگا لوگ جب کسی گناہ کو اکثر دیکھتے ہین تو اونکے دلون سے
اوس گناہ کا انکار جاتا رہتا ہے اسی سبب سے کسی عالم کو اگر ریشمی لباس پہنے دیکھتے ہین تو سبکے دل اوس سے انکار کرتے ہین اور اگر
یہ عالم تمام دن غیبت مین مشغول رہے تو شاید کسیکے دل مین بھی انکار نہ پیدا ہو حالانکہ غیبت کرنا ریشمی کپڑا پہننے سے بدتر ہے بلکہ
ذکر کرنے سے بھی سخت تر ہے مگر چونکہ غیبت کو بہت دیکھا سنا ہے تو اوسکی برائی دلون سے جاتی رہی ہے بلکہ جسطرح معاصی اور بزرگون کا
حال سننا مفید ہوتا ہے اوسیطرح اہل غفلت کا حال سننا نقصان کرتا ہے اور بزرگون کے ذکر کے وقت رحمت نازل ہوتی ہے حدیث
شریف مین آیا ہے کہ عِنْدَ ذِكْرِ الصَّالِحِينَ تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ نزول رحمت کا یہ سبب ہے کہ بزرگون کا حال سنکر دین کی رغبت
پیدا ہوتی ہے اور دنیا کی رغبت بہت کم ہوجاتی ہے اوسیطرح اہل غفلت کے ذکر کے وقت لعنت برستی ہے اسواسطے کہ غفلت اور
دنیا کی رغبت سبب لعنت ہے جب اونکا ذکر لعنت کا باعث ہوتا ہے تو اونکا دیدار کیونکر ہوگا اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ برا ہمنشین لہار کے مثل ہے کہ اگر کچھ نہ دیگا تو جلا تو دیگا اور نیک ہمنشین کی مثل عطر فروش کی سی ہے
اگرچہ مشک نہ دیگا تو خوشبو تو تجھ مین آجائے گی تیسرا یہ فرمان تو کہ برے کے پاس بیٹھنے سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی
سے نیک کے پاس بیٹھنا افضل ہے یہ حدیث شریف مین آیا ہے تو جس کسیکے پاس بیٹھنا تجھے دنیا بھلا دے اور خدا کی یاد
سے اوس سے غفلت زیادہ ہو تو اوسکے پاس بیٹھنا غیبت ہے تو اوسکا لازم رہنا اور جسکا حال اسکے خلاف ہو اوس سے دور رہنا فضول ہے
عالم سے جو دنیا کا حریص اور جسکا فعل قول کے خلاف ہو کہ وہ زہر قاتل ہے اور ایمان کی غیرت اور حریت سے دل نکل جاتا
ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے دل مین کہتا ہے کہ اگر ایمانداری کچھ اصل ہوتی تو یہ عالم ایمان داری کے واسطے اولی تر ہوتا اسلیے کہ اگر
کوئی لوزینہ کا طباق اپنے سامنے رکھے ہوئے بڑے لالچ سے کھاتا ہو اور چلاتا ہو کہ اے مسلمانو اس سے دور رہو کہ یہ زہر ہے
تو اوسکی بات کوئی باور نکریگا اور کھانے مین اوسکا دلیری کرنا اس بات کی دلیل ہوجائیگی کہ اسمین ہرگز زہر نہین ہے بہت لوگ ایسے ہین
کہ حرام کھانے اور گناہ کرنے پر دلیر نہین ہوتے جب سنتے ہین کہ عالم یہ کام کرتا ہے تو دلیر ہوجاتے ہین اسی سبب سے عالم کی خطا
بیان کرنا حرام ہوئی اور حرام ہونیکے دو سبب ہین ایک یہ کہ غیبت ہے دوسرے یہ کہ لوگ سنکر اوس خطا پہ دلیر ہوجائینگے
عالم کے فعل کو دلیل کرکے اوسکی پیروی کرینگے اور شیطان اونکی مدد کو اوٹھ کھڑا ہوگا اور کہیگا کہ تو بھی یہ خطا کر تو فلانے عالم سے
زیادہ متقی پرہیزگار نہین ہے عوام کو لازم ہے کہ جب کسی عالم سے کوئی خطا دیکھین تو دو چیز اونکا خیال کرین ایک تو امر یہ جانین کہ عالم
اگر کوئی خطا کرتا ہے تو ممکن ہے کہ اوسکا علم اوس خطا کا کفارہ ہوجائے اسواسطے کہ علم بڑا شفیع ہے اور عوام کو چونکہ علم نہین ہے تو وہ اگر عمل نہ کریگا تو کاہے
بھروسا کریگا دوسرے اس بات کا خیال کرے کہ عالم کا یہ جاننا کہ حرام کا مال کھانا درست نہین ہے ایسا ہے جیسا عوام کا یہ جاننا کہ
شراب اور زنا درست نہین ہے تو اس باب مین کہ شراب پینا اور زنا کرنا نیچا ہے ہر شخص عالم ہے اور عوام کا شراب پینا کچھ دلیل نہین ہے
کہ اوسے دیکھکر اور کوئی بھی شراب پینے لگے عالم کے حرام کھانے کا بھی یہی حال ہے اور حرام خوری پر اکثر وہی لوگ دلیر ہوتے ہین

جو فقط نام کو عالم ہین اور علم کی حقیقت سے غافل ہین یا عالم لوگ بظاہر جو بُرا کام کرتے ہین اوسکا کوئی عذر یا تاویل جانتے ہین کہ اوس عذر و تاویل کو عوام نہین سمجھ سکتے تو عوام کو چاہیے کہ عالم کی خطا کو اس نظر سے دیکھے تاکہ تباہ نہو حضرت موسیٰ اور خضر علیہما السلام کا قصہ کہ حضرت خضرؑ نے کشتی مین سوراخ کر دیا اور حضرت موسیٰؑ نے اعتراض کیا قرآن شریف مین اسے واسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے غرضکہ زمانہ ایسا ہے کہ اکثر خلق کی صحبت سے نقصان متصور ہے تو عزلت اور گوشہ گیری ہی اکثر لوگون کو اولےٰ ہے

تیسرا فائدہ عزلت کا یہ ہے کہ کوئی شخص خصومت اور فتنہ اور تعصب سے خالی نہین ہے اور جسنے گوشہ اختیار کیا وہ فتنہ سے چھوٹا اور جب باہم مخالطت کی تو اوسکا دین معرض خطر مین پڑا حضرت عبداللہ بن عمر بن العاص نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تو جب لوگون کو دیکھیے کہ ایک دوسرے کے ہاتھ مین دیکر باہر نکلتے ہین تو گھر کے اندر بیٹھے رہو اور زبان کو سنبھال جو کچھ جانتا ہو کہ جو کچھ پہچانتا ہو اوسے چھوڑ خاص اپنے کام مین مشغول ہو اور اونکے کام سے دست بردار ہو حضرت عبداللہ بن مسعود روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگون پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ آدمی کا دین سلامت رہنا ہے کہ ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ پر اور ایک کھوہ سے دوسرے کھوہ مین بھاگ جائے اور اپنے تئین خلق سے چھپاتی پھرتی ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ زمانہ کب آئیگا فرمایا جبکہ علم جاتا رہے اور جہل پھیلے اور موت عام ہو اور دو عورتین رہنا حلال ہوگا لوگون نے عرض کیا کہ کیونکر یا رسول اللہ آپنے فرمایا کہ بہت سے آدمی اپنے ماں باپ کے ہاتھون ہلاک ہوگا وہ اگر مر گئے ہون تو وہ اونکو ہاتھون سے نکالکر دفن کرے اور بہت

حضرت ثابت بنانی جو ولیون مین سے تھے اونھون نے حضرت حسن بصری کو خط لکھا کہ مین نے سنا ہے کہ تم حج کو جاتے ہو
مین چاہتا ہون کہ تمہارے ساتھ رہون حضرت حسن بصری نے جواب دیا کہ معاف رکھو تاکہ حق تعالے کے سوا تمہین زندگی بسر کرین
شاید ہم تم باہم رہین تو ایک دوسرے سے ایسی کوئی بات دیکھین کہ ایک دوسرے کو دشمن جانین اور یہ بھی غزلت کے فائدون
مین سے ایک فائدہ ہے کہ مروت کا پردہ برقرار رہتا ہے اور ہاں کا حال نہین کہلتا اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کسی کی جو بات ندیکھی
ہے نہ سنی ہے وہ کہلجاے **پانچوان فائدہ** غزلت کا یہ ہے کہ لوگون کی طمع اوس سے اور اوسکی طمع لوگون سے منقطع ہوجاتی
ہے اور ان دو طمعون سے بہت رنج اور گناہ پیدا ہوتے ہین کیونکہ جب دنیادار کو دیکھے گا تو دنیا کی حرص اوسمین پیدا ہوگی اور
طمع حرص کی تابع ہے اور ذلت و خواری طمع کی تابع ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ
اِلٰى مَا مَتَّعْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْهُمْ الایہ یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے کہ ان لوگون کی آراستہ دنیا کو نہ دیکھو
کہ وہ انکے حق مین فتنہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کی رو سے تمسے زیادہ ہے اوسے نہ دیکھو
کہ خدا کی نعمت تمہاری نگاہ مین حقیر ہوجائیگی اور جو شخص امیرون کی دولت دیکھے گا تو اگر اوسکی تلاش مین پڑجائیگا اور اوسے نہ پائیگا
تو غصہ سے ہاتھ کو دانتون سے کاٹیگا اور اگر تلاش نکریگا تو وقت اور صبر مین پڑیگا یہ بھی مشکل ہے چھٹا فائدہ غزلت کا یہ ہے کہ کاملون اور
آراستہ لوگون سے [illegible] ہوتا ہے جبکہ دیکھیگا کہ ملنے کو کرو وہ ملتے ہوتا ہے بغش حق اللہ تعالی سے لوگون نے
جو حسد کیا ہے آنکھ ہی کے دیکھنے سے پیدا ہوا کہ مین سے ہاں بیکہ کاملون کو دیکھا جاتا ہے اس سے کہ کسطرح ہاں کے واسطے تب ہے
جاہل کے واسطے بھی تب ہے کاملون کو دیکھنا ہاں کی تب ہے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ گرانجان کے پاس
[illegible] تو بیہودہ ہاں جاوسکی طرف تعالی بھاگتی کیا فائدہ اگر خبیثا وی ہو لیکن دینی بھی اوسکے ساتھ ملا ہوا ہے اسلیے کہ جب ایسے
آدمی کو کوئی دیکھتا ہے جبکا دیکھنا ناگوار ہو تو ہاں سے خواہ دل سے اوسکی غیبت کرتا ہے اور آدمی جب تنہا رہے گا تو ان سب
باتون سے امن پائیگا اور بچا رہے گا غزلت کے یہ فائدے ہین **غزلت کی آفتین** اول برا اور اس بات کو معلوم کرکہ بعضے مقاصد
دینی اور دنیوی اور ون کے بغیر حاصل نہین ہوتے اور بغیر مخالطت کے رہتے نہین ہوتے اور غزلت مین فوت ہوتی ہین اونکا
فوت ہونا غزلت کی آفت ہے وہ آفتین بھی چھ ہین **پہلی آفت** آدمی علم سیکھنے اور سکھانے سے محروم رہتا ہے الغرض جاننا
کہ جسنے وہ علم جو اوسپر فرض ہے نہ سیکھا ہو اوسپر غزلت حرام ہے اور جسنے فرض علم سیکھا اور علم نہین سیکھ سکتا اور علم نہین سمجھ سکتا
اور چاہتا ہے کہ عبادت کے واسطے گوشہ اختیار کرے تو درست ہے اور اگر شریعت کے سب علم سیکھ سکتا ہے اوسکو واسطے
غزلت اختیار کرنا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ جو کوئی علم حاصل کرنے کے پہلے غزلت اختیار کرتا ہے وہ خواب اور بیکاری اور
واہی تواہی خیالات مین اکثر اوقات ضایع کرتا ہے اگر آدمی تمام دن عبادت مین مشغول رہے جب علم مضبوط نکیا ہو تو عبادت مین
غرور اور [illegible] سے خالی نہ رہیگا اور اعتقاد مین اندیشہ محال اور خطا سے خالی نہ رہے گا اور خدا کی شان مین اوسے ایسے خطرے
آئین گے کہ شاید کفر یا بدعت ہو [illegible] تک غزلت [illegible] کو جانے عوام کو نہین اسواسطے کہ عوام بیمار ہین

اور بیمار کو طبیب سے بھاگنا چاہیے اسواسطے کہ اگر آپ اپنا علاج کریگا تو جلد ہلاک ہوجائیگا اور تعلیم کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے حضرت عیسے علیہ السّلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم سیکھے اور اوسپر عمل کرے اور دوسروں کو سکھائے ملکوت آسمان مین اوسے بڑا کہا جائیگا اور عزلت کے ساتھ تعلیم نہین ہوسکتی تو تعلیم عزلت سے اولیٰ تر ہے بشرطیکہ اوسکی اور سیکھنے والے کی نیت طلب دین ہو طلب مال و جاہ نہو اور چاہیے کہ ایسا علم سکھائے جسمین دین کا فائدہ ہو اور جو علم ضرورۃ ہو اوسے مقدم کرے مثلاً جب علم طہارت شروع کیا تو پہلے کپڑے اور بدن کی طہارت ذرہ سی بات ہے اوس سے مقصود اوہی طہارت ہے وہ آنکھ کان زبان ہاتھ اور سب اعضا کے گناہ سے طہارت ہے اوسکی تفصیل بیان کردے اور شاگرد سے حکم کردے کہ علم کے موافق کاربند ہو اگر اوسپر عمل نکرے اور دوسرا علم سیکھنے کی خواہش کرے تو سمجھ جائے کہ طلب جاہ اوسکا مقصود ہے اور جب اس طہارت سے فارغ ہو تو یہ کہدے کہ اس طہارت سے بھی اسکے سوا اور طہارت مقصود ہے اور وہ دنیا اور ماسوی اللہ کی محبت سے دلکو پاک کرنا ہے اور یہی طہارت لا الہ الا اللہ کی حقیقت ہے کہ خدا کے سوا اور کوئی اوسکا معبود نہ ہے اور جو شخص اپنی خواہش کا پابند ہے فَقَدِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰاهُ یعنی اوسنے اپنی خواہش کو خدا بنایا اور کلمہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت سے محروم ہے جو کچھ کن مہلکات اور منجیات مین ہمنے بیان کیا ہے آدمی جبتک اوسے نہ پڑہیگا تب تک خواہش سے بری ہونیکا طریقہ نہ سمجھیگا اور یہ طریقہ جاننا ہر شخص پر فرض عین ہے شاگرد اگر اس علم سے فارغ ہونیسے پہلے حیض اور طلاق اور خراج اور فتوی اور دعوی کا علم طلب کرے یا علم خلاف مذہب یا علم کلام یا معتزلہ اور کرامیہ سے جھگڑا اور مناظرہ کرنیکا علم طلب کرے تو تو جان لے کہ یہ جاہ و مال طلب کرتا ہے دین نہین ڈھونڈتا ہے ایسے شاگرد سے دور رہنا چاہیے کہ اوسکا شر بہت بڑا ہے شیطان جو اسکو تباہی اور خرابی کی طرف بلاتا ہے اور اوسکا نفس جو بڑا دشمن ہے جبکہ اسکے ساتھ جھگڑا نکرے اور چاہے کہ امام ابو حنیفہؒ اور امام شافعیؒ اور معتزلہ کے ساتھ جھگڑا کرون تو یہ دلیل اس بات کی ہے کہ شیطان نے اوسے اپنے قابو مین کرلیا اور اوسکا خندہ زنی کرتا ہے اور جو بری صفتین اوسکے باطن مین ہین جیسے حسد کبر ریا عجب دوستی دنیا حرص جاہ و مال یہ سب ناپاکیان ہین اگر آدمی اپنے دلکو انسے پاک نہ کرے اور اسمین مشغول ہوجاے کہ فتاوی مین کون نکلے اور طلاق اور سلم بہت درست ہے تو یہ بھی اوسکے ہلاک اور تباہ ہونیکا سبب ہوجائے گی اگر کسینے ان مسئلون مین خطا کی تو اس سے زیادہ اور کچھ نقصان نہین ہے کہ اسکو دو اجر ملینگے ایک ہی اجر ہاتھ آئیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے اجتہاد کیا اور صواب پر رہا اوسے دو اجر ملینگے اور اگر خطا کی تو ایک اجر پائیگا تو آدمی حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا مذہب اختیار کرے خواہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا آخر دونون بزرگ اسی اور اگر ان بری صفتون کو اپنے سے نہ ہٹائیگا تو اوسکا نتیجہ دین کی تباہی ہوگا اور زمانہ ایسا ہے کہ کسی بڑے شہر مین ایک آدمی تو زیادہ نہین ہے جسمین یہ بری صفتین نہ ہون ہان تعلیم کا شوق ہو تو مدرس کی غلت بھی بہت اولی ہے اسواسطے کہ جو عالم ایسے طالبعلم کو پائیگا جسکا مقصود دنیا ہے اور اوس شخص کا ہاتھ پکڑیگا جو اسکو ہر طرح سے برباد کرنیکا ارادہ رکھتا ہو اگر کہے کہ شاید طالبعلم کبھی مین کا ارادہ کرے تو یہ ایسا ہی کہ شاید وہ زنا سے توبہ کرکے جہاد کو جائے اور اوسکے قتل کا ارادہ کرے تو یہ طریق نہین ہے اور حق تعالی کی علم تو اوسکی طرف بلاتا ہے تو یہ کہنا بھی غلط ہے اسواسطے کہ علم فتاوی اور خصومات اور معاملات کا علم اور علم کلام اور نحو اور لغت کا علم کسیکو خدا کی طرف بلاتا ہی نہین اسواسطے کہ ان علمون مین دین کی ترغیب نہین بلکہ انمین سے ہر ایک سے عجب و تکبر حسد کا بیج دلمین بوجاتے

ولیکن الخبر کالمعاینۃ مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ * اس دعوے پر دلیل کی احتیاج نہین العزیز تو دیکھ تو کہ جو لوگ
ان علوم مین مشغول تھے وہ کیسے رہے اونکا کیا انجام ہوا اور اونکی موت کیسی ہوئی جو علم آدمی کو آخرت کی طرف بلاتا ہے اور
دنیا سے چھوڑاتا ہے وہ حدیث اور تفسیر کا علم ہے اور یہ علوم ہمنے مہلکات اور منجیات مین بیان کیے ہین تو عالم کو چاہیے کہ یہی
علوم پڑہائے کہ یہ ہر ایک کے دل مین اثر کرتے ہین مگر کوئی ایسا ہی سنگدل ہو کہ اوسے اثر نکرین تو یہ شرط جو بیان ہوئی اسکے
ساتھ جو کوئی علم سیکھنا چاہے اوسے کنارہ کرنا گناہ کبیرہ ہے پھر اگر کوئی شخص علم حدیث اور تفسیر اور جو ضروری علم ہو
پڑہتا ہے اور طلب جاہ بھی اپنے اوپر غالب رکھتا ہے تو اوسکی تعلیم سے بھاگنا چاہیے اسواسطے کہ اوسکی تعلیم مین اگرچہ اور دنکا فائدہ
ہے لیکن وہ خود تو تباہ ہوگا اور دوسرون پر سے تصدق ہو جائیگا یہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے
کہ حق تعالی اپنے دین کی نصرت اون لوگون کی سبب سے کرتا ہے جنمین اوس سے خود کچھ فائدہ نہو اسکی مثال شمع کی ایسی ہے
کہ تمام مکان تو اوس سے روشن رہتا ہے اور خود وہ جلا اور گلا کرتی ہے اسیواسطے حضرت بشر حافی نے حدیث کی کتابون کے
سات کتب خانے جو بزرگون سے سن رکھے تھے خاک مین ملا دیے اور حدیث روایت نہ کی اور فرمایا مین اسواسطے نہین روایت
کرتا ہون کہ اسکی خواہش اپنے مین پاتا ہون اگرچہ رہنے کا ذوق پاتا تو البتہ روایت کرتا بزرگون نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کا ایک
باب ہے اور جو شخص حدثنا کہتا ہے اوسکا مقصود یہ ہوتا ہے کہ لوگ مجھے مسند پر بٹھالین امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کا
ایک شخص کے بغل مین جو کرسی پر بیٹھا تھا گذر ہوا فرمایا کہ یہ شخص کہتا ہے اعرفونی یعنی مجھے پہچانو ایک شخص نے امیرالمومنین حضرت عمر
رضی اللہ تعالی عنہ سے اجازت مانگی کہ فجر کی نماز کے بعد لوگون کو وعظ و نصیحت کیا کرون آپ نے اجازت ندی اوسنے عرض کیا
کہ امیرالمومنین آپ کیون نصیحت کرنیکو منع کرتے ہین فرمایا ہان مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ غرور تیرا دماغ آسمان پر نہ پہونچا دے
حضرت ربیعہ رحمہ اللہ نے سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالی سے کہا کہ اگر تم دنیا کو دوست نہ رکھتے ہوتے تو خوب آدمی تھے پوچھا کہ مین
دنیا کو کیا دوست رکھتا ہون کہا کہ حدیث روایت کرنا تمکو پسند آیا حضرت ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو اس زمانہ مین
علم سیکھنا اور صحبت رکھنا چاہے تم اوس سے حذر کرو اور دور بھاگو کہ اونکے پاس نہ مال ہے نہ جمال ظاہر مین دوست رہتے ہین
باطن مین دشمن منہ پر تعریف کرتے ہین پیٹھ پیچھے مذمت سب اہل نفاق اور سخن چین اور مکار اور فریبی ہین انکا مطلب یہ ہے کہ
اپنی فائدہ اغراض کے لیے تجھے سیڑھی بنائین اور تجھے گدھا بناتے ہین تاکہ اونکی خواہش مین تو شہر کے گرد نکلے اور تیرے پاس
اپنے آنے سے تجھپر احسان جتاتے ہین اور چاہتے ہین کہ تو اپنی آبرو اور جاہ و مال انپر سے اسکے بدلے نثار کردے کہ وہ تیرے
پاس آتے ہین اور چاہتے ہین کہ تو اونکے اور اونکے ترا متبدارون اور متعلقون کے حقوق ادا کرتا رہے انکا سفید رہے اور انکے دشمنون
کے ساتھ مصاحبت کرے انمین اگر کسی بات مین تو خلاف کرے تو دیکھے کہ تیرے اور تیرے علم کے حق مین کیا کیا کہتے ہین اور کس طرح
تیری دشمنی مین کمر باندھتے ہین اور حقیقت بات یہی ہے جو ابوسلیمان رحمہ اللہ تعالی نے کہی اسواسطے کہ اب کوئی شاگرد اوستاد کو
بیکار نہین قبول کرتا ہے اول تو یہ چاہتا ہے کہ اسکے سبب سے میری آمدنی جاری رہے اور مدرس بیچارہ تو یہ طاقت رکھتا ہے

کہ شاگرد کو چھوڑ دے کیونکہ لوگون کی نظرون مین سبک ہوجائیگا اور نہ یہ قدرت رکھتا ہے کہ بے ظالمون کے پاس گئے اور بغیر
اونکی خوشامد کیے شاگردون کی آمدنی جاری رکھہ سکے تو اونکے کام کے پیچھے اپنا ایمان کھوتا ہو اور اونسے کچھ فائدہ نہین ہوتا ہے
تو عالم اگر تعلیم کرسکتا ہے اور ان آفتون سے دور رہ سکتا ہے تو تعلیم غزلت سے افضل ہے اب عوام کو یہ لازم ہے کہ جب کسیکے تئین
شاگردون کو درس دیتے دیکھین تو اوسکے حق مین یہ بدگمانی نکرین کہ اسے مال و جاہ مقصود ہے بلکہ یہ خیال کرین کہ للہ علم سکھاتا ہے
یہ سمجھنا اوپر فرض ہے جب آدمی کا باطن ناپاک ہوتا ہے تو نیک گمان کی اوسمین گنجایش نہین ہوتی ہے اسواسطے کہ ہر شخص ویسا ہی
سمجھتا ہے جیسا اوسکے دل مین ہوتا ہے یہ بیان اسواسطے ہوا تاکہ عالم اپنی شرط پہچانین اور عوام اپنی حماقت سے اونکا
بہانہ کرکے علما کی تعظیم مین کسیطرح قصور نکرین کہ اس بدگمانی کے سبب سے وہ بھی تباہ ہونگے دوسری آفت یہ ہے کہ نفع لینے اور
نفع پہونچانے سے باز رہے گا نفع لینے سے کسب مراد ہے کہ بغیر مخالطت کے نہین ہوسکتا جو شخص عیالدار ہو تو اوسے کسب چھوڑکر
غزلت اختیار کرنا نچاہیے کیونکہ اہل و عیال کو تباہ اور خراب کرنا گناہ کبیرہ ہے اگر کوئی شخص مال کافی رکھتا ہو یا عیالدار نہو تو اوسکے حق مین
غزلت اولی تر ہے اور نفع پہونچانے سے نمونہ دینا اور مسلمانون کا حق بجالانا مقصود ہے اگر غزلت مین ظاہری عبادت کے سوا
اور کسی کام مین مشغول نہوگا تو کسب حلال اور صدقہ دینا غزلت سے افضل ہے لیکن اگر اسکے باطن کا راستہ خدا کی معرفت اور ذکر کیطرف
کھلا ہے تو غزلت تمام معاملون سے افضل ہوگی اسواسطے کہ سب عبادتون سے مقصود یہی ہے **تیسری آفت** یہ ہے کہ مجاہدہ اور
ریاضت جو لوگون کے اخلاق ذمیمہ پر صبر کرنے سے حاصل ہوتی ہے اونسے باز رہیگا اور باز رہنے مین اوس شخص کے واسطے
بڑا فائدہ ہے جو ہنوز نہایت مین کامل نہوا ہو اسواسطے کہ نیک خوئی سب عبادتون کی اصل ہے اور وہ بے مخالطت اور صحبت کے حاصل
نہین ہوتی اسواسطے کہ خوش خلقی اسکا نام ہے کہ آدمی لوگون کی جہالتون پر صبر کرے اور صوفیہ کے خادم لوگ اسواسطے صحبت اختیار کرتے
تاکہ عوام سے سوال کرنیکے سبب سے رعونت اور تکبر کو توڑین اور صوفیہ کی خدمتگذاری سے بخل کو توڑین اور اونکی تابعداری اور تواضع سے
بدخوئی اپنے دل سے دور کرین اور انکا کام خدمت کرکے اونکی ہمت اور دعا کی برکت حاصل کرین اگلے زمانے مین صوفیہ کے خادم جو
یہی مقصود ہوتا تھا اگرچہ اب نیت بدل گئی ہے بعضونکو جاہ و مال مقصود ہوتا ہے تو جو شخص ریاضت کرچکا ہے اوسکے حق مین غزلت افضل ہے
اسواسطے کہ ریاضت سے یہ غرض نہین ہے کہ آدمی ہمیشہ رنج و تکلیف کھینچے جسطرح دوا سے تلخی نہین مقصود ہوتی بلکہ بیمار یکا جاتا ہے مقصود
ہوتا ہے جب بیماری جاتی رہی تو اپنے تئین ہمیشہ دوا کی تلخی مین گرفتار رہنا کچھ ضرور نہین اسیطرح نہایت سے بھی کچھ اور ہی مطلب ہے یعنی
حق تعالی کے ذکر سے انس حاصل کرنا اور ریاضت سے غرض یہ ہے کہ جو چیز انس سے تجھے مانع ہے اوسے اپنے سے تو دور کر
تاکہ انس مین مشغول ہوسکے الغرض جانتو کہ جیسا خود ریاضت کرنا ضرور ہے اور دوسرون کو بھی ریاضت کی طرف لانا اور ادب سکھانا ارکان دین مین سے
ہے اور یہ بات غزلت سے میسر نہوگی تو پیر کو مریدون سے ملنا ضرور ہے اونسے کنارہ کرنا لازم نہین لیکن جسطرح علما کو جاہ و ریا کی
آفت سے حذر کرنا چاہیے اوسیطرح پیرونکو بھی چاہیے تو جب پیرون کا مریدون سے ملنا شرط کے موافق ہو تو غزلت سے اولی تر
ہوگا **چوتھی آفت** یہ ہے کہ غزلت مین شاید وسواس پیدا ہو اور ذکر الہی سے دل ملول اور اوچاٹ ہوجاے یہ امر لوگون سے

ملاقات اور صحبت کرنے سے جاتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اگر مجھے وسواس کا ڈر نہ ہوتا تو لوگوں کے پاس نہ جاتا یعنی غربت اختیار کرتا امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو دل کی راحت میں خلل ڈالو اسواسطے کہ جب دفعۃً دل پر جبر کروگے تو اندھا ہو جائیگا تو چاہیئے کہ آدمی روز گھڑی بھر کسی دوست کی صحبت سے راحت حاصل کرے کہ اس سے دل کی فرحت اور نشاط زیادہ ہوتی ہے مگر یہ دوست ایسا ہونا چاہیے جس سے دین ہی کا سب ذکر ہو اور دین کے کام میں اپنے اپنے قصور کا حال کہکر اوسکی تدبیر لوگ اوس سے پوچھتے ہوں اور غافلوں کی صحبت اگرچہ دم بھر ہو تو بھی مضر ہوگی اور وہ صفائی جو آدمی نے دن بھر میں حاصل کی ہو جاتی رہے گی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر شخص اپنے دوست اور ہمنشین کی صفت پر ہو جاتا ہے تو اس بات کا لحاظ ضرور ہے کہ میں کس سے دوستی کرتا ہوں **پانچویں آفت** یہ ہے کہ غربت میں بیمار پرسی اور جنازہ کی ہمراہی اور دعوت میں جانا اور تہنیت اور تعزیت کرنا اور لوگوں کے حقوق فوت ہوتے ہیں اور ان کاموں میں بھی بہت سی آفتیں ہیں نفاق اور تکلف نے ان کاموں میں دخل پایا ہے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اپنے تئیں ان کاموں کی آفتوں سے بچا سکے اور انکی شرطوں پر قائم نہ رہ سکے اوسے غربت اولیٰ تر ہے اور اگلے بہتیرے بزرگوں نے ایسا ہی کیا ہے اور ان کاموں کو چھوڑ دیا ہے کیونکہ اپنا بچاؤ اسی میں دیکھا ہے **چھٹی آفت** یہ ہے کہ مخالطت میں لوگوں کے حقوق ادا کرتے رہنا فروتنی کی ایک قسم ہے اور غربت میں ایک نوع تکبر ہے اور شاید بڑائی اور تکبر اور اس امر کی خواہش کہ ہم کسی کو دیکھنے نہ جائیں لوگ ہماری زیارت کو آئیں غربت کا باعث ہو **حکایت** لوگوں نے نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بڑا حکیم تھا حکمت میں تین سو ساٹھ کتابیں اوسنے تصنیف کی تھیں حتی کہ سمجھا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک میرا بڑا مقام اور مرتبہ ہو گیا ہے اوس زمانہ میں جو پیغمبر تھے اوپر وحی آئی کہ اوس حکیم سے کہدو کہ تو نے تمام روئے زمین میں اپنا نام اور شہرہ کرکے اپنی دھاک باندھی ہے اور میں نے ہی اس شہرت کو قبول نہیں کرتا پس وہ حکیم ڈرا اور اس امر سے باز رہا اور ایک خالی گوشہ میں بیٹھ رہا اور کہا کہ اب حق تعالیٰ مجھ سے خوش ہوا وحی آئی کہ اوس سے اب بھی خوش نہیں ہوں پھر وہ حکیم باہر نکلا اور بازار میں پھرنا اور لوگوں سے مخالطت کرنا شروع کیا لوگوں کے ساتھ بیٹھتا اوٹھتا کھاتا اور کوچہ و بازار میں جاتا تب وحی آئی کہ اب میری خوشنودی اوسنے حاصل کی اسلئے نہ جانتو کہ کوئی ایسا ہوتا ہے جو تکبر سے غربت اختیار کرتا ہے اسواسطے کہ یہ ڈرتا ہے کہ مجمع اور محفلوں اور مجلسوں میں لوگ میری عزت نہ کرینگے یا یہ ڈرتا ہے کہ اگر اہل میں یا اقربا میں لوگ جان جائیں گے تو اوسکو اپنے نقصان کا پیدا ہونا ہے اور ہمیشہ اسی آرزو میں رہتا ہے کہ لوگ میری زیارت کو آیا کریں اور مجھسے برکت لیں اور میرے ہاتھ چوما کریں یہ غربت عین نفاق ہے جو غربت خدا کے واسطے ہوتی ہے اوسکی دو علامتیں ہیں ایک تو یہ کہ گوشہ میں آدمی کبھی بیکار نہ رہے یا تو ذکر و فکر میں مشغول رہے یا علم و عبادت میں دوسرے یہ کہ اس امر سے کراہیت رکھے کہ لوگ اوسکی زیارت کو جائیں مگر وہ شخص جس سے دینی فائدہ ہو حضرت ابوالحسن حاتمی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو خواجگان طوس میں سے تھے وہ شیخ ابوالقاسم گرگانی رحمۃ اللہ تعالیٰ جو اولیائے کبار میں تھے اونکی ملاقات کو گئے اور عذر کرنے لگے کہ میں قصور کرتا ہوں کہ آپکی خدمت میں بہت کم حاضر ہوتا ہوں شیخ نے اونسے کہا کہ اے خواجہ عذر خواہی نہ کر اسواسطے کہ اور لوگ کیسے آتے ہیں

جسقدر احسانمند ہوتے ہین مین نہ آنے سے اوتنا ممنون ہوتا ہون اسلیے کہ مجھے اوس بزرگ یعنی ملک الموت علیہ السلام کی آمد سے کسی کی پروا نہین ہے ایک امیر حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی کے پاس حاضر ہوا عرض کیا کہ آپ کیا حاجت رکھتے ہین فرمایا کہ یہ حاجت رکھتا ہون کہ دوبارہ نہ تو مجھے دیکھے نہ مین تجھے العزیز جانتو کہ لوگون سے اپنی تعظیم کرنے کے واسطے گوشہ نشینی اختیار کرنے مین بڑی نادانی ہے اقل مرتبہ یہ ہے کہ وہ یہ جانتا ہے کہ گوشہ نشینی کے سبب سے میرے حال کی کسی کو خبر نہوگی حالانکہ یہ جانتا ہے کہ اگر بیمار پڑ جاؤنگا تو عیب جو آدمی یہی کہے گا کہ مکر و نفاق کرتا ہے اور اگر خراب زمانے مین جائیگا تو جو اوسکا دوست اور مرید ہوگا وہ یہی کہے گا کہ لوگون کی نظر وان سے گرنے کے واسطے ملامت ہے جنکا [illegible] ہوگا اور اسکے حق مین لوگون کے دو فریق ہونگے تو چاہیے کہ اپنے دل کو دین مین لگائے خلق مین نہین حضرت سہیل تستری رحمہ اللہ تعالی نے اپنے مرید سے ایک کام کو کہا اوسنے جواب دیا کہ لوگون کی طعن کے خوف سے یہ کام مین نہین کرسکتا حضرت سہیل اپنے یارون کیطرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آدمی جب تک دو صفتون مین سے ایک حاصل نکرے تب تک اس کام کی حقیقت کو نہ پہونچے گا ایک یہ کہ یا تو لوگ اوسکی نظر سے گر جائین کہ خالق کے سوا اور کسیکو دیکھے ہی نہین یا اوسکا نفس اوسکی نظر سے گر جائے کہ خلق اوسے کسی صفت اور حالت مین دیکھے وہ کچھ باک نرکھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ کچھ آدمی آپکی خدمت مین آتے ہین اور آپ کی باتین کرکے اوپر اعتراض کرتے ہین اور عیب جوئی کرتے ہین فرمایا کہ مین نے اپنے نفس کو دیکھا کہ فردوس اعلی اور مجاورت حق تعالی کی طمع کرتا ہے لوگون سے سلامت بچنے کی خواہش ہرگز نہین کرتا اسواسطے کہ انکا خالق انکی زبان سے سلامت نہین بچا العزیز اس تمام بیان سے تونے غزلت کے فوائد اور آفات تو جان لیے پس ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے احوال کو دیکھے اور ان فوائد اور آفات کو سوچے تاکہ سمجھ جائے کہ مجھے کیا چیز اختیار کرنا اولے ہے غزلت کے آداب جب کسی نے گوشہ گیری اختیار کی تو اوسے چاہیے کہ یہ نیت کرے کہ اس غزلت سے لوگون کو اپنے شر سے بچاتا ہون اور لوگون کے شر سے اپنی سلامتی چاہتا ہون اور حق تعالی کی عبادت مین فراغت اور دلجمعی طلب کرتا ہون اور چاہیے کہ ذرہ بھی بیکار نہ رہے بلکہ ذکر اور فکر اور علم و عمل مین مشغول رہے اور لوگون کو اپنے پاس نہ آنے دے اور شہر کی خبرین کسی سے نہ پوچھے اسواسطے کہ جو بات سنے گا وہ گویا ایک تخم ہے کہ سینہ مین پڑا خلوت مین وہ تخم سینہ سے اوگے گا خلوت مین بڑا کام یہ ہے کہ خطرات نفسانی باقی نرہین تاکہ خدا کا ذکر پاک اور صاف ہو لوگون کی باتین خطرات نفسانی کا تخم ہوتی ہین چاہیے کہ تھوڑے سے کھانے اور کپڑے پر قناعت کرے ورنہ خلق کی محافظت کا محتاج ہوگا اور چاہیے کہ پڑوسیون کی ایذا پر صبر کرے اور جو کچھ اوسکے حق مین کہین مذمت ہو خواہ مدح و صفت کچھ نہ سنے اور اوس سے دل نہ لگائے غزلت مین لوگ اوسے منافق ریاکار تصور کرین خواہ صاحب اخلاص و انکسار خواہ متکبر و مکار بنائین کچھ نہ سنے کہ اسمین تضییع اوقات ہوگی اور غزلت سے غرض یہ ہوتی ہے کہ آدمی آخرت کے کام مین مشغول اور مستغرق رہے ۔

ساتوین اصل آداب سفر کے بیان مین

العزیز جان اس بات کو جان کہ سفر دو ہین ایک باطن کا سفر ایک ظاہر کا سفر باطن ملکوت آسمان و زمین ہین اور خدا کی عجیب و غریب

اور راہ وین کی منزلون مین دل کا سفر ہے مردون کا سفر یہی ہے کہ بدن سے گھر مین بیٹھے رہتے ہین اور دل سے بہشت مین جسکی وسعت زمین و آسمان کے برابر بلکہ زیادہ ہے جو لا مکان کہتے ہین اسواسطے کہ ملک و ملکوت عارفون کی بہشت ہے کسی طرح کی روک ٹوک کو اوسمین دخل نہین حق تعالیٰ لوگون کو اسی سفر کیطرف بلاتا ہے اور فرماتا ہے اَوَلَمْ یَنْظُرُوْا فِیْ مَلَکُوْتِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰہُ مِنْ شَیْءٍ وہ شخص جو یہ سفر کرنے مین عاجز ہے اوسے ظاہر مین سفر کرنا چاہیے بدن کو جا بجا لیجائے تاکہ جگہ سے فائدہ اوٹھاوے اسکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے پاؤن سے کعبہ کو جاتا ہے تاکہ ظاہر کعبہ کو دیکھے اور اوس دوسرے کی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے پاؤن نہ ہلائے اور کعبہ خود اوسکے پاس آئے اوسکے گرد طواف کرے اور اپنے اوپر اوس سے کہے ان دونون مین بڑا فرق ہے اسواسطے حضرت شیخ ابو سعید قدس سرہ فرماتے تھے کہ نامردون کے پاؤن مین چھالے پڑگئے اور مردون کے چوتڑون مین ہم اس کتاب کے سفر ظاہر کے آداب دو بابون مین لکھتے ہین کیونکہ یہ سفر باطن دقیق ہے اس کتاب مین اوسکی گنجایش نہین

پہلا باب سفر کی نیت اور اوسکے آداب اور اوسکے اقسام کے بیان مین

جاننا چاہیے کہ سفر کی پانچ قسمین ہین پہلی قسم وہ سفر ہے جو طلب علم کے واسطے ہو جب علم سیکھنا آدمی پر فرض ہو تو یہ سفر بھی فرض ہے اور جب علم سیکھنا سنت ہو تو یہ سفر بھی سنت ہے اور علم کے واسطے سفر کرنا جائز ہوتا ہے ایک تو علم شرع سیکھنے کے واسطے ہو حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص علم سیکھنے کو گھر سے باہر نکلتا ہے جبتک پھر آتے خدا کی راہ مین جاتا ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ بہشت اپنے پاؤن کو طالب علم کے واسطے بچھاتے ہے کہتے ہین آسمان کے فرشتے مین کوئی بزرگ ایسے تھے کہ اونھون نے ایک حدیث کے واسطے دور دراز سفر کیا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ کوئی اگر شام سے یمن تک ایک کلمہ سننے کے واسطے جسمین دین کا فائدہ ہو سفر کریگا اوسکا سفر ضائع نہوگا لیکن سفر ایسے ہی علم کے واسطے کرنا چاہیے جو زاد آخرت ہو اور وہ علم جو دنیا سے آخرت کیطرف اور حرص سے قناعت کی جانب اور ریا سے اخلاص کیطرف اور خلائق کے ڈر سے خدا کے خوف کی جانب نہ بلائے وہ نقصان کا سبب ہوگا دوسرے یہ کہ اخلاق کو پہچانکر اپنے بڑے اخلاق کا علاج کرنیکو آدمی سفر کرے یہ سفر بھی ضرور ہے اسواسطے کہ آدمی اپنے گھر مین رہتا ہے اور اوسکی مراد کے موافق کام ہوتے ہین تو اپنی طرف نیک گمان کرتا ہے اور جانتا ہے کہ مین نیک اخلاق ہون سفر سے اخلاق باطن کا پردہ اوٹھ جاتا ہے اور ایسے امور پیش آتے ہین کہ کینہ اور بدخوئی اور اپنا عجز پہچان جائے اور آدمی جب بیماری پہچانیگا تب ہی علاج مین مشغول ہوسکے گا اور جو شخص سفر نہین کرتا اوسے کامون مین چالاکی نہین ہوتی حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے تھے کہ اے علما سفر کرو تاکہ پاک ہو کیونکہ پانی جب ایک جگہ ٹھہر جاتا ہے تو گندہ ہو جاتا ہے تیسرے اسواسطے سفر کرے کہ دریا جنگل پہاڑ میدان نئے نئے شہرون مین خدا کی عجیب عجیب صنعتین دیکھے اور طرح طرح کے مخلوقات جانور ہون یا نباتات وغیرہ اطراف عالم مین دیکھے اور جانے کہ یہ سب اپنے خالق کی تسبیح کرتے ہین اور اوسکی وحدت پر گواہی دیتے ہین اور جس شخص کو یہ ادراک اور بصیرت حاصل ہو کہ جمادات کی بات جو نہ حرف ہے نہ آواز اوسے سنے اور خط الٰہی کہ جو تمام مخلوقات کے چہرے پر لکھا ہے کہ وہ نہ حروف ہے نہ رقوم اوسے پڑھ سکے اور خدا کی

مملکت کے آثار اور اس سے پہچان سکے اور سے دنیا کے گرد پڑے پھرنے کی کچھ احتیاج نہین بلکہ ملکوت آسمان مین نظر کرے جو ذرات اسکے گرد خود پھرتے ہین اور اپنے عجائب اس سے کہتے ہین اور ندا کرتے ہین کہ وَكَأَيِّن مِّنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ بلکہ اگر کوئی شخص اپنے اعضا اور صفات کی خلقت مین نظر کرے تو تمام عمر سیر مین رہے بلکہ انہی عجیب صفتون کو اور سوقت دیکھے گا کہ ظاہر کی آنکھ بند کرکے دل کی آنکھ کھولے کسی بزرگ نے کہا ہے کہ لوگ کہتے ہین کہ آنکھ کھولو کہ عجیب عجیب صنعتین دیکھو اور مین کہتا ہون کہ آنکھ بند کرو تو عجیب عجیب صنعتین نظر آئین دونون باتین حق ہین کیونکہ پہلی منزل تو یہ ہے کہ آدمی ظاہر کی آنکھ کھولے اور ظاہری عجائبات دیکھے تب دوسری منزل مین پہونچے کہ باطنی عجائبات دیکھے اور عجائبات ظاہری کے واسطے نہایت ہے اسواسطے کہ وہ اجسام عالم سے علاقہ رکھتے ہین جو متناہی ہین اور باطن کے عجائبات کی نہایت نہین اسلیے کہ انکو اور ان اوصاف کو جو تعلق ہے اور حقیقتین بے انتہا ہین ہر ایک صورت کے ساتھ ایک حقیقت اور روح ہے صورت تو ظاہری آنکھ سے دیکھی جاتی ہے اور حقیقت چشم باطن سے نظر آتی ہے اور صورت نہایت مختصر اور حقیر چیز ہے اسکی مثال اسطرح پر ہے مثلاً کوئی شخص انسان کو دیکھے اور سمجھے کہ گوشت کی ایک بوٹی ہے اور دل کو دیکھے اور جانے کہ سیاہ لہو کا ایک ٹکڑا ہے العزیز دیکھ تو سہی کہ یہ صورت جسے ظاہری آنکھ دیکھتی ہے زبان و دل کی حقیقت کے سامنے اسکی کیا قدر و حقیقت ہے عالم کے ہر ہر ذرہ اور ہر ہر حیز کا یہی حال ہے حق تعالیٰ نے جسکو جسم ظاہر کے علاوہ اور بصیرت نہین دی ہے اوسکا درجہ جانورون کے درجہ کے قریب قریب ہے لیکن بعض پیشہ ورون مین ظاہری آنکھ باطنی آنکھ کی کنجی ہے اسوجہ سے عجائب مخلوق کے دیکھنے کو سفر کرنا فائدہ سے خالی نہین ہے

دوسری قسم وہ سفر ہے جو عبادت کے واسطے ہو جیسے حج جہاد انبیا اولیا صحابہ اور تابعین کی قبرون کی زیارت بلکہ علما اور بزرگان دین کی ملاقات کیونکہ انکی صورت دیکھنا عبادت ہے اور انکی دعا مین بڑی برکت ہے انکی ملاقات کے فائدون مین سے ایک یہ ہے کہ انکی پیروی کا شوق پیدا ہوتا ہے تو انکی زیارت عین عبادت بھی ہے اور عبادتون کا تخم بھی ہوتی ہے جب ان بزرگون کے کلام اور سکے یار ہونگے تو فوائد دو چند اور بسیار ہونگے قصد ابزرگون کے مشہد اور مقبرہ پر جانا درست ہے اور یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ یعنی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اور بیت المقدس کے سوا اور کہین کے واسطے سواری پر سفر نکرو یہ ظاہرا اس بات کی دلیل ہے کہ ان تین مسجدون کے سوا اور مسجدون اور مشہدون مین برکت نہ لوکہ سب برابر ہین مگر جتنے علما کہ زندہ ہون جسطرح وہ اس حکم مین نہین داخل ہین اوسیطرح جو علما کہ انتقال کرگئے ہین وہ بھی اس حکم مین نہین داخل ہین یعنی زندہ عالمون کی ملازمت اور مردہ عالمون کی قبرون کی زیارت اس حکم سے ممنوع نہین ہے تو اس قصد سے انبیا اولیا کی قبرون کی زیارت کو جانا اور اس نیت سے سفر کرنا درست ہے تیسری قسم وہ سفر ہے جس سے دین کو تشویش مین ڈالنے والی چیزون سے بھاگنا مقصود ہو جیسے جاہ و مال اور حکومت اور دنیا کا شغل جو شخص دنیا کے شغلون کے ساتھ دین کی راہ نہین چل سکتا اوسکے حق مین یہ سفر فرض ہے کیونکہ آدمی دین کی راہ فراغت اور خاطر جمعی کے سبب سے چلیگا ہر چند کہ آدمی اپنی حاجتون اور ضرورتون سے کبھی بالکل فارغ نہین ہو سکتا ہے لیکن سبکبار ہو سکتا ہے وَكُلُّ بَنِي الْمُخِفِّفُونَ

یعنی سبکبار لوگون نے رہائی پائی اگرچہ بالکل بے بوجھ نہین ہوتے ہین ایک کیکو جہان کہین دولت ہاتھ آتی ہے اور شفا سائی خلقی ہے تو اکثر یہ ہوتا ہے کہ اوسے حق تعالیٰ سے باز رکھتی ہے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ یہ ہمارا زمانہ ہے کہ گمان نہین ہوتا کہ اس زمانہ مین خطرے تو مشہور ہے تو مشہور ہے کیا حال ہوگا یہ وہ زمانہ ہے کہ جہان کہین لوگ تجھے پہچان لین وہان سے بھاگ جا اور وہان جا جہان تجھے کوئی نہ پہچانتا ہو اور انھین دیکھا کہ پیٹھ پر انبان باندھے چلے جاتے ہین لوگون نے پوچھا آپ کہان جاتے ہین بولے فلانے گانون کو کہ مین نے سنا ہے کہ وہان اناج بہت سستا ہے لوگون نے کہا آپ یہ امر روا رکھتے ہین فرمایا جہان روزی کی وسعت ہوتی ہے وہان دین کی سلامتی اور دل کو فراغت ہوتی ہے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالیٰ کسی شہر مین چالیس دن سے زیادہ قیام نہ کرتے تھے **چوتھی قسم** وہ سفر ہے جو دنیا حاصل کرنیکی تجارت کے واسطے ہو یہ سفر مباح ہے اگر تاجر کی یہ نیت ہو کہ اپنے تئین اور اپنے اہل و عیال کو خلق سے بے پروا کرنے کو سفر کرتا ہون تو یہ سفر عبادت ہے اور اگر تجمل اور تفاخر کے واسطے دنیا کی زیادتی مقصود ہو تو یہ سفر شیطان کی راہ مین ہوگا اور خدا ہی بچائے یہ قصد کرنیوالا تمام عمر سفر کی تکلیف مین رہے گا اگر کفایت کی قدر سے جو زیادہ ہے اوسکی نہایت نہین آخر کو وہ قطاع الطریق اوسکا مال لوٹ لینگے یا کسی جگہ غریب الدیار مر جائیگا اور اوسکا مال بادشاہ لے لیگا اور یہی بہتر ہے کیونکہ وارث لے اور اپنی ہوا ہوس مین خرچ کرے اور اوسے یاد بھی نہ کرے اور اگر اوسنے کچھ وصیت کی ہو تو اسے بجا نہ لائے اگر وہ قرضدار ہو تو ادا نہ کرے اور وبال آخرت موت کی گردن پر رہے اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا کہ تمام رنج تو وہ کھینچے اور تمام وبال تو وہ اپنے ساتھ لیجائے اور تمام راحت اور کوئی اوٹھائے **پانچوین قسم** وہ سفر ہے جو سیر اور تماشے کے واسطے ہو یہ سفر اگر کم ہے اور گاہ گاہ ہے تو مباح ہے اگر کوئی شخص شہر بہ شہر پھرنے کی عادت کرلے اور اوسکو اسکے سوا اور کچھ غرض نہو کہ نئے نئے شہر اور نئے نئے آدمی دیکھتا ہے تو ایسے سفر کے بارہ مین علما کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہ اپنے تئین بیفائدہ رنج پہنچاتا ہے اور یہ نہ چاہیے اور ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ یہ سفر حرام نہوگا اسواسطے کہ تماشا بھی ایک غرض ہے اگرچہ بری ہے اور ہر ایک کا فعل مباح اوسکے لائق ہوتا ہے ایسا آدمی فسیس طبع ہوتا ہے یہ غرض بھی اوسکے لائق ہے لیکن گودڑی پوش فقیر جنھون نے یہ عادت ڈالی ہے کہ شہر بہ شہر اور جا بجا جاتے ہین بغیر اس قصد کے کہ کوئی پیر ملے کہ اوسکی خدمت مین ملازمت اور حضوری اختیار کرین بلکہ اونکا مقصود سیر و تماشا ہوتا ہے کیونکہ عبادت پر مداومت نہین کرسکتے اور انکے دل کا رشتہ مقامات تصوف کیطرف نہین کھلا ہے کاہلی اور بیکاری کے سبب سے اس بات کی طاقت نہین رکھتے ہین کہ کسی پیر کے حکم سے کہین بیٹھ رہین شہرون مین پڑے پھرتے ہین جہان کہین بہت اچھا کھانا ملے وہان بہت ٹھہرتے ہین اور جہان کہین بہت اچھا کھانا نہ ملے تو خدا تنگذار پر زبان درازی کرتے ہین اور اوسے رنج دیتے اور جہان کہین لوگ اچھے کھانے کا پتا دیتے ہین وہان جاتے ہین اور کسی مزار کی زیارت کا بہانہ کرتے ہین کہ ہمین یہ مقصود ہے اچھا کھانا مقصود نہین یہ سفر اگرچہ حرام تو نہین لیکن مکروہ ہے اور یہ لوگ اگرچہ عاصی اور فاسق نہین لیکن بدین اور جو شخص صوفیون کی روٹی کھائے اور بھیک مانگے اور اپنے تئین صوفی بنائے وہ فاسق اور عاصی ہوگا اور جو کچھ لیتا ہے

وہ حرام ہے اسواسطے کہ ہر ایک گودڑی پوش جو بیچ وقتہ نماز پڑہتا ہے صوفی نہین بلکہ صوفی وہ شخص ہے جو خدا کی طلب کہتا ہو اور اس کام کیطرف متوجہ ہوا ہو یا پہونچ گیا ہو اسکی کوشش کرتا ہو اور بلا ضرورت اسمین قصور نہ کرے یا کوئی ایسا ہو کہ اس قوم کی خدمت مین مشغول ہو ان تین فرقون کے سوا اوسکو صوفیہ کی روٹی کھانا حلال نہین ہے لیکن وہ شخص جو عادتی ہو اور اوسکے دل مین خدا کی طلب اور اوسکی طلب مین کوشش کرتا نہو اور صوفیہ کی خدمت مین مشغول نہ رہتا ہو وہ گودڑی پہننے سے صوفی نہین ہوجاتا بلکہ جو چیز لوگون نے گرہ کاٹون اور اوچکون پر وقف کی ہو اوسے اوسکا لینا مباح ہے اسواسطے کہ اپنے تئین صوفیہ کی صورت دکھانا اور انکی صفت اور سیرت نہ اختیار کرنا نفاق اور اوچکاپن ہے اس قوم مین سب سے بڑا وہ شخص ہے جو صوفیہ کی چند باتین یاد کرکے بیہودہ بکا کرے اور سمجھے کہ علم اولین و آخرین اوسے حاصل ہوگیا ہے جب تو ایسی باتین کرسکتا ہے کبھی ان باتون کی لیاقت اوسے اس حد کو پہونچا دیتی ہے کہ علما اور اونکے علم کو چشم حقارت سے دیکھنے لگے اور شاید شریعت بھی اوسکی نگاہ مین حقیر اور ناچیز معلوم ہو اور کہے کہ شریعت ضعیفون کے واسطے ہے جو لوگ راہ طریقت مین قوی ہوئے ہین شریعت اونھین کچھ نقصان نہین کرسکتی اسواسطے کہ انکا دین وہ دریا ہے جو حوض کی حد پر پہونچ گیا ہے اور کسی چیز سے ناپاک ہوتا ہی نہین جب یہ گدڑی پوش اس درجہ کو پہونچے تو انہین سے ایک کو قتل کرنا روم اور ہند مین ہزار کافر مارنے سے افضل ہے اسواسطے کہ لوگ اپنے تئین کافر دست بچا سکتے ہین اور یہ ملعون مسلمان کہلاتا ہے اور اسلام کو ذلیل کرتا ہے اس زمانہ مین شیطان نے اس پھندے سے زیادہ کوئی مضبوط پھندا نہین پھیلایا ہے ہزارون آدمی اس پھندے مین پھنسکر ہلاک ہوتے ہین **ظاہر مین مسافر کے آداب**

بتلانے سفر سے ... سفر کے آٹھ مین **پہلا ادب** یہ ہے کہ پہلے لوگون کا قرض اور مظلمہ ادا کرے اور جنکی امانت اونکی امانتین اونھین سپرد کرے اور جنکا نفقہ اوسپر واجب ہے اونکا نفقہ مہیا کرے اور زاد راہ حلال سے حاصل کرے اور اسقدر ساتھ لے کہ ساتھیون کے ساتھ سلوک کرسکے اسواسطے کہ کھانا کھلانا اور اچھی باتین کرنا اور کرامت کی سوا ... کے ساتھ مدارات کرنا مکارم اخلاق مین سے ہے **دوسرا ادب** یہ ہے کہ ایسا شائستہ رفیق پیدا کرے جو دین کے کامون مین اوسکا مددگار رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیلے سفر کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ تین شخص ہون تو جماعت ہے اور فرمایا ہے کہ مسافرون کو چاہیے کہ سفر مین ایک شخص کو اپنا امیر اور سردار بنائین اسواسطے کہ سفر مین رائین مختلف ہوتی ہین اور جو کام ایک شخص سے متعلق ہوگا وہ تباہ ہوگا اگر عالم کا انتظام دو خدا سے ہوتا تو تمام جہان تباہ ہوجاتا اور امیر ایسے شخص کو بنائین جو اخلاق مین سب سے بہتر ہو اور سفر بہت کرچکا ہو **تیسرا ادب** یہ ہے کہ اپنے وطن کے دوست آشنائون کو رخصت کرے اور ہر ایک کے ساتھ یہ دعا پڑہے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بھی یہی فرمایا کرتے تھے اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَخَوَاتِيْمَ عَمَلِكَ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا تو فرماتے زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰى وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَوَجَّهَ لَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا تَوَجَّهْتَ جو شخص مقیم ہو اوسکو مسافر کے واسطے یہ دعا کہنا سنت ہے اور چاہیے کہ جب رخصت کرنے لگے تو اسکو خدا کے سپرد کرے **حکایت** امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن حیرت

دیتے تھے ایک شخص ایک لڑکا ساتھ لیے ہوئے آیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سبحان اللہ یہ لڑکا جنتی تیری شباہت رکھتا ہے
مین نے نہین دیکھا کہ کوئی لڑکا اپنے باپ سے اتنی شباہت رکھتا ہو اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین اس لڑکے کی عجیب غریب
سرگذشت ہے مین آپکی خدمت مین عرض کرون مین سفر کو جاتا تھا اور اوسکی ماں حاملہ تھی اوسنے کہا کہ تو مجھے ایسے حال مین چھوڑتا ہے
مین نے جواب دیا اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ مَا فِیْ بَطْنِکِ یعنی جو تیرے پیٹ مین ہے اوسے مین نے خدا کے سپرد کیا جب مین سفر سے
پھرا یا اوسکی ماں مر چکی تھی ایک رات مین بیٹھا ہوا باتین کر رہا تھا دور سے آگ سی نظر آئی مین نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے کہا کہ
یہ تیری جورو کی قبر کا اوجالا ہے ہم ہر شب یون ہی دیکھا کرتے ہین مین نے جواب دیا کہ وہ تو نماز گذار روزہ دار تھی یہ امر کیونکر ہوگا
غرض کہ مین گیا اور قبر کھولی کہ دیکھون تو کیا ہے دیکھتا کیا ہون کہ ایک چراغ روشن ہے یہ لڑکا اوس سے کھیل رہا ہے مین نے
ایک آواز سنی کہ اے شخص تو نے اس لڑکے کو ہمارے سپرد کیا تھا ہمنے تجھے حوالے کر دیا اگر اسکی ماں کو بھی ہمارے سپرد کرتا تو اوسے
بھی ہم تیرے حوالے کرتے **چوتھا ادب** یہ ہے کہ دو نمازین پڑھے ایک تو نماز استخارہ سفر سے پہلے پڑھے وہ نماز اور اسکی
دعا مشہور ہے دوسری نماز یہ ہے کہ باہر نکلتے وقت چار رکعت پڑھے اسواسطے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک شخص
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ مین سفر کا ارادہ رکھتا ہون مین نے وصیت نامہ لکھا ہے باپ کو
دون یا بیٹے کو یا بھائی کو آپنے فرمایا کہ جب کوئی شخص سفر کو جانے لگتا ہے تو اوپر سے فرشتے اور خلیفہ اللہ تعالے کے نزدیک
اون چار رکعتون سے زیادہ دوست تر نہین چھوڑتا ہے اور سوقت پڑھے جب اسباب باندھا ہو تو اس نماز مین سورہ کافرون
قل ہو اللہ پڑھے اور یہ دعا مانگے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَقْرَبُ بِھِنَّ اِلَیْکَ فَاخْلُفْنِیْ بِھِنَّ فِیْ اَھْلِیْ وَمَالِیْ وَھِیَ خَلِیْفَتِیْ فِیْ اَھْلِیْ
مَالِہٖ وَدَرَتْ حَوْلَ دَارِہٖ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلٰی اَھْلِہٖ **پانچوان ادب** یہ ہے کہ جب گھر کے دروازے پر پہونچے تو یون کہے
بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ رَبِّ اَعُوْذُبِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ
یُجْھَلَ عَلَیَّ جب سواری پر سوار ہونے لگے تو یون کہے سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ
چھٹا ادب یہ ہے کہ جمعرات کو صبح سفر شروع کرنے کی کوشش کرے اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ جمعرات
ابتداے سفر کرتے تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ جو کوئی سفر کیا چاہے یا کسی سے حاجت مانگا چاہے تو صبح
سویرے سفر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ السَّبْتِ اور یہ دعا بھی فرمائی
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لِاُمَّتِیْ فِیْ بُکُوْرِھَا یَوْمَ الْخَمِیْسِ تو معلوم ہوا کہ پنجشنبہ کی صبح مبارک ہے **ساتوان ادب** یہ ہے کہ جانور پر بوجھ کا
اوسکی پیٹھ پر کھڑا نہو اور سوئے نہین اور اوسکے منہ پر لکڑی نہ مارے اور صبح شام ایک ساعت سے نیچے اوتارکرے تاکہ اپنے پاؤن
ہلکے ہون اور جانور سکبار ہو اور جانور والے کا دل خوش ہو اور بعضے اسکے بزرگ اس شرط سے کرایہ کرتے کہ جانور پر سے
کبھی نہ اوترین گے مگر باوصف اسکے بھی اوترتے تاکہ وہ اوترنا جانور پر صدقہ ہو جائے اور جس جانور کو بے سبب مارین گے
یا بہت بوجھ اوسپر لادینگے وہ قیامت کو جھگڑیگا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک اونٹ مر گیا تھا انہون نے کہا کہ اگر

حق تعالیٰ سے میری شکایت نکرنا اسواسطے کہ تو جانتا ہے کہ مین تیری طاقت کے موافق تیری اوپر بوجھ لادتا تھا اور جسقدر بوجھ جانور پر لادنا منظور ہوکر اپنے والے کو بتادے اور شرط کرلے تاکہ اوسکی رضامندی حاصل ہو اور اقرار سے زیادہ بوجھ نہ لادے حضرت ابن المبارک رحمۃ اللہ تعالیٰ اونٹ پر سوار تھے کسی نے اونھین ایک خط دیا کہ فلانے آدمی کو دینا وہ خط نہ لیا اور فرمایا کہ کرایہ والے سے مین نے اسکی شرط نہین کی ہے اور قضا کی بات پر کچھ عمل نکیا کہ اسقدر کا کچھ وزن نہین اور اسکا کچھ مضائقہ نہین بلکہ اس امر کا سند باب کرنا تقوے کا سبب جانا امیر المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کو تشریف لیجاتے تو کنگھی آئینہ سرمہ دانی مدری اپنے ساتھ لیجاتے مدری اوسے کہتے ہین جس سے سر کے بال سنوارتے ہین ایک روایت مین نہرنی اور شیشہ بھی ہے اور صوفیہ نے تو دل تسکی کو بھی بڑھایا ہے اگلے بزرگون کی یہ عادت تھی کیونکہ وہ جہان کہین پہونچتے تیمم کرتے اور فقط پتھر ہی سے استنجا کرلیتے اور جس پانی کو پاک جانتے اوسی سے طہارت کرتے تو اگرچہ اگلے بزرگون کی یہ عادت تھی لیکن ہمارے لوگون کے حق مین یہی بہتر ہے کہ اسطرح سفر نکرین کہ ان احتیاطون مین مشغول ہون اور احتیاط سے بہتر ہے اگلے لوگون کا سفر [illegible] اور بہادر بڑے بڑے کامون کے واسطے ہوتا تھا وہ اسی احتیاطون مین مشغول ہوتے تھے اکثر اوقات یہ ہوتا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے پھر کر آتے اور آپکی نگاہ مدینہ منورہ پر پڑتی تو فرماتے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ لَنَا بِھَا قَرَارًا وَّرِزْقًا حَسَنًا پھر کسیکو پہلے اطلاع کے واسطے بھیجتے اور منع کردیتے کہ ساتھیون مین سے کوئی شخص اچانک اپنے گھر مین نہ چلا جائے ایک مرتبہ دو آدمیون نے عدول حکمی کی ہر ایک نے اپنے گھرون مین بُری دیکھی اور [illegible] ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد مین جاکر [illegible] جب گھر مین تشریف لیجاتے تو یون فرماتے تَوْبًا تَوْبًا لِرَبِّنَا اَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا اور گھر والون کے واسطے تحفہ تحائف [illegible] حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کے پاس اگر کچھ نہو تو ایک پتھری تو بڑھ مین ڈال لے اس سنت کی تابعداری کے واسطے اپنے یون فرمایا ہے ظاہر مین سفر کے آداب یہی ہین اور باطن مین **سفر خواص کے آداب** یہ ہین کہ جب تک یہ نہین جان لیتے کہ [illegible] دین کی ترقی اور زیادتی سفر ہی مین ہے تب تک سفر نہین کرتے اور جب اتمائے راہ مین اپنے دل مین کوئی نقصان پاتے تو پھر آتے ہین اور یہ نیت کرتے ہین کہ جس شہر مین جائینگے صالحون اور بزرگون کی قبرون کی زیارت کرینگے [illegible] ڈھونڈھینگے ہر ایک سے فائدہ حاصل کرینگے اسواسطے نہین ڈھونڈھتے کہ لوگون کے سامنے باتین بنانا مقصود ہو کہ [illegible] دیکھا ہے بلکہ اسواسطے ڈھونڈھتے ہین کہ اونکی پیروی کرین اونکی شہر مین تین دن سے زیادہ نہین رہتے مگر یہ کہ [illegible] مقصود ہو اور اگر آدمی کسی بھائی کی ملاقات کو جائے تو تین دن سے زیادہ نہ رہے کیونکہ مہمانی کی یہی حد ہے مگر یہ کہ میزبان [illegible] بعد ہو اور جب کسی بزرگ کے پاس جائے [illegible] زیارت ہی مقصود ہو تو ایک شبانہ روز سے زیادہ مقام نکرے اور جب کسی سے ملنے جائے تو اوسکے گھر کا دروازہ نہ ٹھٹھکھٹائے جب تک کوئی باہر نہ نکلے تب تک صبر کرے اور تا وقتیکہ اوس سے ملاقات نہو [illegible] اور کوئی کلام نہ شروع کرے جب تک کہ وہ خود نہ پوچھے کچھ بات نہ کہے جب وہ کچھ پوچھے تو اوسقدر کہے جو اوسکا جواب ہو اور اگر

خود پوچھنا چاہتا ہے تو پہلے اجازت مانگے اور اوس بستی مین جاکر عشرت مین نہ مشغول ہوجائے اسواسطے کہ ملاقات کا خاوص جاتا رہیگا
اور راستے بھر خدا کے ذکر اور تسبیح مین سرگرم رہے اور قرآن شریف آہستہ پڑھے تاکہ کوئی نہ سنے جب کوئی اوس سے بات کرے
تو تسبیح موقوف کرکے جواب دیدے اور جس چیز کے ساتھ دل مشغول ہے اگر وہ وطن ہی مین میسر ہو تو سفر نکرے کہ اس صورت مین
کفران نعمت ہوگا دوسرا باب اون مسائل کے بیان مین جو مسافر کو سفر کے پہلے سیکھنا چاہیے
مسافر پر واجب ہے کہ اون چیزونکا علم جنکی شارع نے سفر مین رخصت اور اجازت دی ہے سیکھے اگرچہ رخصت پر کاربند ہونے کا
قصد نہین رکھتا ہے لیکن ممکن ہے کہ کسی ضرورت سے رخصت پر کاربند ہونے کی حاجت پڑے قبلہ کا اور وقت نماز کا علم سیکھنا چاہیے
سفر مین طہارت کے واسطے دو اجازتین ہین ایک موزے کا مسح دوسرے تیمم اور نماز مین بھی دو رخصتین ہین ایک قصر دوسری دو فرض
ایک وقت مین جمع کرنا اور سنت نماز سفر مین جانور پر اور پیادہ پا چلتے ہوئے پڑہنے کی اجازت ہے اور روزہ مین ایک ہی رخصت
ہے پس انطابق سات رخصتین ہین پہلی رخصت موزہ کا مسح ہے جس مسافر نے پوری طہارت کے بعد موزہ پہنا ہو پھر حدث
آگیا ہو تو اوسے چاہیے کہ جب تک وقت حدث سے تین شبانہ روز گذرین تب تک موزہ پر مسح کرتا رہے اور اگر مقیم ہو تو ایک
شبانہ روز مسح موزہ کی پانچ شرطین ہین پہلی شرط یہ ہے کہ پوری طہارت کرے پھر موزہ پہنے اگر دوسرا پاؤن دہونے سے پہلے
ایک پاؤن دہوکر موزہ مین ڈالدیگا تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک موزہ پر مسح کرنا چاہیے تو جب دوسرا پاؤن دہوکر موزہ مین
ڈالے تو چاہیے کہ پہلے پاؤن سے موزہ اوتار کر پھر پہنے دوسری شرط یہ ہے کہ اوسے پہنکر کچھ تھوڑے سے چلنے کی عادت ہو
اگر چمڑے کا موزہ نہو تو مسح درست نہین تیسری شرط یہ ہے کہ موزہ گٹھنے تک آتا ہو اور درست ہو جب قدر پاؤن دہونا فرض ہے
اگر اوسکے مقابل موزہ مین سوراخ ہو جسکا پاؤن نظر آتا ہے تو امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک مسح کرنا نچاہیے اور امام اعظم
رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک اگرچہ موزہ پھٹا ہو لیکن اگر اوسے پہنکر چل سکتے ہین تو مسح درست ہے اور یہ امام شافعی کا پرانا قول ہے
اور ہمارے نزدیک یہ قول اولی تر ہے اسواسطے کہ موزہ راہ مین اکثر پھٹتا ہے اور ہر وقت اوسکا سینا ناممکن ہے چوتھی شرط
یہ ہے کہ اگر مسح کیا ہے تو موزے کو نہ اوتارے اور جب اوتارا تو اولی یہ ہے کہ نئے سر سے طہارت کرے اور اگر فقط پاؤن دہوئے تو
تو ظاہر یہ ہے کہ درست ہو پانچوین شرط یہ ہے کہ پھیلی پر مسح نکرے بلکہ قدم کے مقابلہ مین کرے اور پشت پا پر مسح کرنا اولی ہے اگر
ایک ہی انگلی سے مسح کریگا تو بھی کافی ہوگا لیکن تین انگلیون سے مسح کرنا اولی ہے ایکبار سے زیادہ مسح نکرے جب سفر کو
نکلنے کے پہلے مسح کیا تو ایک شبانہ روز پر اقتصار کرے سنت یہ ہے کہ جو کوئی موزہ پہننا چاہتا ہو پہلے اولشکر جھٹک لے اسواسطے کہ
ایک بار ایسا اتفاق ہوا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موزہ تو پاے مبارک مین پہن لیا دوسرا موزہ کو اوٹھا لیگیا اور
ہوا مین لیجاکر جب چھوڑا تو اوسمین سے ایک سانپ نکلا تو آپنے فرمایا کہ جو شخص خدا کا اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہو اوس سے
کہدو کہ جب تک موزہ کو جھٹک نہ لے پاؤن مین نہ پہنے دوسری رخصت تیمم ہے اسکی تفصیل اصل طہارت مین ہمنے بیان کی
طول کے خیال سے اب مکرر نہین بیان کرتے تیسری رخصت یہ ہے کہ جو فرض نماز چار رکعت کی ہے اوسے قصر کرکے

دوگانہ پڑہے لیکن چار شرطون کے ساتھ ایک کہ وقت پر پڑہے اگر قضا پڑہیگا تو صحیح یہ ہے کہ قصر نچاہیے دوسری یہ کہ قصر کی نیت کرے اگر پوری نماز کی نیت کریگا یا شک مین پڑیگا کہ مین نے پوری نماز کی نیت کی ہے یا نہین تو پوری نماز پڑہنا لازم ہے تیسری شرط یہ ہے کہ جو شخص پوری نماز پڑہیگا اوسکی اقتدا نکرے اور اگر اقتدا کریگا تو اوسے بھی پوری نماز پڑہنا لازم ہوگا بلکہ اگر یہ گمان بھی کریگا کہ امام مقیم ہے اور پوری نماز پڑہیگا تو وہ شک مین ہوگا تو بھی پوری نماز پڑہنا لازم ہوگا اسواسطیکہ مسافر کو پہچاننا مشکل ہے لیکن جب پہچان لیا کہ مسافر ہے اور اس شک مین ہو کہ امام قصر کریگا تو گو کہ امام قصر کرنا درست ہے اسواسطے کہ نیت پوشیدہ ہوتی ہے اور اسکا جاننا شرط نہین کرسکتے چوتھی شرط یہ ہے کہ سفر دراز اور مباح ہو تو بھاگے ہوئے لونڈی غلام کا سفر اور اوس شخص کا سفر جو ہرنی کو جاتا ہے اور اس شخص کا سفر جو حرام آمدنی کے واسطے جاتا ہے یا ماں باپ کی بے اجازت جاتا ہے یہ سب سفر حرام ہین انمین رخصت درست نہین علیٰ ہذا اسیاس جو شخص قرض خواہ سے بھاگے اور قرض ادا کرنے کی طاقت رکھتا ہو غرضکہ جو سفر غرض حرام کے واسطے ہو وہ سفر بھی حرام ہے اور سفر دراز وہ ہے جو سولہ فرسخ ہو اس سے کم مین قصر کرنا درست نہین اور ہر فرسخ بارہ ہزار قدم ہوتا ہے ابتداے سفر یہ ہے کہ آدمی شہر کی آبادی سے باہر نکلے اگرچہ شہر کے ڈھیہ اور باغون سے نہ نکلا ہو اور انتہاے سفر یہ ہے کہ اپنے وطن کی آبادی مین آپہونچے یا دوسری بستی مین جا پہونچے جہان داخل ہونے اور نکلنے کے دن کے سوا تین دن ٹھہرنے کا قصد کیا ہو یا زیادہ اور اگر قیام کا قصد نکرے مگر کام کاج مین پھنسا رہے اور یہ نجانے کہ یہ کام کب ہوچکین گے اور ہر روز یہی امید رکھتا ہو کہ آج یہ کام ہوچکین گے اور اسی امید مین تین دن سے زیادہ دیر ہوگئی تو ایک قول پر جو قیاس کے نزدیک ہے قصر کیے جانا درست ہے اسواسطے کہ وہ مثل مسافر کے ہے کہ دل سے وہان نہین ٹھہرا ہے اور ٹھہرنے کا قصد نہین رکھتا ہے **چوتھی رخصت** دو نمازون کا جمع کرنا ہے سفر دراز اور مباح مین یہ درست ہے کہ آدمی ظہر کی نماز مین تاخیر کرکے عصر کی نماز کے ساتھ ملا کر پڑہے یا عصر کی نماز مین تقدیم کرکے ظہر کی نماز کے ساتھ پڑہے مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور عصر کی نماز ظہر کی نماز کے ساتھ ملائے تو چاہیے کہ پہلے ظہر کی نماز پڑہے بعد اوسکے عصر کی نماز پڑہے اور سنتون کا پڑہنا اولیٰ ہے تا اوسکی فضیلت نہ فوت ہونے پائے کیونکہ اس سے سفر کا فائدہ حاصل نہوگا لیکن اگر چاہے تو سنتین جانور کی پشت پر پڑہے یا چلنے مین اور اسکی ترتیب یہ ہے کہ پہلے وہ چار رکعت پڑہے جو ظہر کے پہلے سنت ہین پھر وہ چار رکعت پڑہے جو عصر کے پہلے سنت ہین پھر اذان اور تکبیر کہکر ظہر کی فرض نماز پڑہے پھر عصر کی تکبیر کہے اگر تیمم کیا ہو تو پھر تیمم کرلے اور عصر کی فرض نماز پڑہے اور دونون نمازون کے درمیان مین تیمم اور تکبیر سے زیادہ دیر نہ لگائے پھر دو رکعت جو ظہر کی نماز کے بعد سنت ہین اونکو عصر کی نماز کے بعد پڑہے جب ظہر کی تاخیر عصر تک کی تو اسیطرح پر عمل کرے اور اگر عصر پڑہ چکا اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے شہر مین پہونچ گیا تو عصر کا اعادہ نکرے اور مغرب عشا کی نماز کا بھی یہی حکم ہے اور ایک قول پر چھوٹے سے سفر مین بھی دو نمازین ملا کر پڑہنا درست ہے **پانچوین رخصت** یہ ہے کہ سنت نماز جانور کی پیٹھ پر درست ہے اور قبلہ کیطرف منہ کرنا واجب نہین بلکہ راہ بدل قبلہ ہے اور اگر قصداً جانور کو اوس راہ کیطرف پھیر لیگا جو قبلہ کی جانب نہو تو نماز باطل ہوجائیگی اور اگر منہ پھیر لیگا یا جانور چڑنے لگے گا تو نماز مین کچھ نقصان نہ آئیگا رکوع سجود اشارہ سے کرلے رکوع کے واسطے پیٹھ کو جھکائے سجدے کے

زیادہ جھکانے اتنا جھکنا کچھ ضرور نہیں جس سے گر پڑنے کا اندیشہ ہو اور اگر خوابگاہ میں ہو تو رکوع سجود تمام کرے **چھٹی رخصت** یہ ہے کہ چلنے میں نماز سنت ادا کرے اور پہلی تکبیر میں قبلہ کیطرف منہ کرے کہ یہ امر سہیر آسان ہوتا ہے اور سوار کو قبلہ کیطرف منہ رکھنا مشکل ہوتا ہے اور رکوع سجود اشارہ سے کرے اور تشہد کے وقت التحیات پڑھتا ہوا چلا جائے اور یہ احتیاط رکھے کہ پاؤن نجاست پر نہ پڑنے پائے نجاست اگر راہ پر ہے تو اسپر یہ واجب نہیں کہ راہ سے پھرے اور اپنے اوپر راہ کو دشوار کرے اور جو شخص دشمن سے بھاگے یا صف جنگ میں ہو یا سیلاب یا بھیڑیے سے بھاگتا ہوا وہ درست ہے کہ چلتا ہوا یا جانور کی پیٹھ پہ نماز فرض ادا کرے جیسا کہ سنت میں بیان کیا ہے اور قضا واجب نہوگی **ساتویں رخصت** روزہ کھولڈالنا ہے جو مسافر روزے کی نیت کر چکا ہو اوسے روزہ کھولڈالنا درست ہے اگر صبح کے بعد شہر سے نکلا ہے تو روزہ کھولنا درست نہیں ہے اگر مسافر روزہ کھولکر کسی شہر میں پہونچے تو وہان کو کھانا کھانا اوسے درست ہے اور اگر روزہ نہیں کھولا اور کسی شہر میں پہونچا تو روزہ کھولنا درست نہیں ہے پوری نماز پڑھنے سے قصر کرنا بہتر ہے تاکہ اختلاف کے شبہہ میں نہ پڑے اسواسطے کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پوری نماز پڑھنا درست نہیں مگر روزہ رکھنا افطار سے بہتر ہے تاکہ قضا کی محنت میں نہ پڑے مگر یہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس صورت میں افطار کرنا بہتر ہے ان سات رخصتوں میں سے تین رخصتیں یعنے سفر میں قصر افطار تین شبانہ روز روزہ پر مسح کرنا اور تین رخصتیں جو پہلے سے سفر میں بھی درست ہیں جانور کی پیٹھ پہ اور پیادہ پا چلنے میں سنت پڑھنا اور جمعہ سے دست بردار ہونا اور تیمم کرنا بے قضا سے نماز کے کیونکہ نماز فی وقتہا میں ملاکر پڑھنے میں اختلاف ہے ظاہر یہ ہے کہ چھوٹے سفر میں یہ رخصتیں ہیں جبکہ سفر میں کوئی شخص ایسا نہو کہ وقت پر اوس سے سیکھ لیگا تو سفر کرنے سے پہلے مسافر کو یہ مسائل سیکھ لینا چاہیے اور جبکہ [illegible] اور وقت نماز کی شناخت بھی سیکھ لینا چاہیے اسقدر جان لینا چاہیے کہ ظہر کی نماز کے وقت جب قبلہ کیطرف تو متوجہ ہو تو آفتاب کہان پر ہوتا ہے اور غروب اور طلوع کے وقت کدھر ہوتا ہے اور قطب کدھر پڑتا ہے اور اگر راستے میں کوئی پہاڑ ہو تو یہ جانے کہ قبلہ کے داہنی طرف ہے یا بائیں داہنے مسافر کو اسقدر جاننا ضرور ہے

آٹھویں اصل سماع اور وجد کے آداب اور حکم سماع کے بیان میں

انشاء اللہ تعالیٰ سے اسی دو باب میں ہم بیان کرینگے **پہلا باب سماع کے مباح ہونے کے بیان میں اور اوس چیز کے بیان میں جو اسمیں سے حلال ہے اور جو حرام ہے** العزیز اس بات کو جان اور اس حال کو پہچان کہ آدمی کے دل میں حق تعالیٰ کا ایک بھید ایسا پوشیدہ اور نہان ہے جیسے آگ لوہے اور پتھر کے درمیان ہے جسطرح لوہا پتھر پر مارنے سے وہ آگ نکلتی ہے اور صحرا میں لگ جاتی ہے اسیطرح اچھی اور موزون آواز سننے سے آدمی کے دل کو جنبش ہوتی ہے اور بے اختیار دل میں ایک چیز پیدا ہو جاتی ہے عالم علوی جسے عالم ارواح کہتے ہیں اسکے

گوہر آدمی کو جو مناسبت ہے وہ دل ہلانے اور بے اختیار ایک چیز پیدا ہو جانے کا سبب اور حجت ہے اور عالم علوی عالم حسن و جمال ہے اور اصل حسن و جمال تناسب ہے اور جو چیز متناسب ہے وہ اوس عالم کے جمال سے کسی کام کی نمود ہے اور اس عالم محسوس مین جو حسن و تناسب ہے وہ اوس عالم کے حسن و جمال کا ثمرہ ہے تو اچھی موزون متناسب آواز بھی اوس عالم کے عجائبات سے مشابہت رکھتی ہے اسی سبب سے آگاہی دل مین پیدا کرتی ہے اور ایک حرکت اور شوق ظاہر کر دیتی ہے بات یہ ہے کہ آدمی خود نجانے کہ وہ کیا ہے یہ بات اوس دل مین پیدا ہوتی ہے جو سادہ ہو اور جس عشق و شوق کیطرف جاتا ہے اوس سے خالی ہو لیکن اگر دل خالی نہو اور کسی چیز کے ساتھ مشغول ہو تو جس چیز کے ساتھ دل مشغول ہوتا ہے اچھی آواز سننے سے وہ چیز اعلیٰ طرح حرکت مین آتی ہے جیسے پھونکنے سے آگ زیادہ بھڑک جاتی ہے جس کسی کے دل مین حق تعالےٰ کے شوق کی آگ ہو اوسکے واسطے سماع ضرور ہے تاکہ وہ آگ زیادہ تیز ہو جائے اور جسکے دل مین [illegible] اوسکے لیے سماع حرام اور زہر قاتل ہے اسمین علما کا اختلاف ہے کہ سماع حرام ہے یا حلال جس عالم نے حرام کہا ہے وہ ظاہر پر نظر کرکے کہا ہے اوسنے یہ شخص ہی نہین ہوا کہ وہ حقیقت خدا کی محبت آدمی کے دل مین نزول فرماتی ہے کیونکہ وہ عالم یہ کہتا ہے کہ آدمی اپنے جنس ہی کو دوست رکھ سکتا ہے جو چیز اوسکے جنس سے نہوگی اور نکوئی شی اوس چیز کی مانند ہوگی اوسے آدمی کیونکر دوست رکھ سکیگا تو اوس عالم کے [illegible] مخلوق کے عشق کے سوا اور کوئی عشق ہونے کی صورت ممکن [illegible] اگر عشق خالق دل مین صورت پکڑے بھی تو خیال تشبیہ کی وجہ سے [illegible] کے نزدیک وہ باطل ہے اسی سبب سے وہ کہتا ہے کہ سماع یا کھیل ہے یا مخلوق کے عشق سے ہے اور یہ دونون باتین دین مین [illegible] اور بری ہین جب اوسے پوچھتے ہین کہ [illegible] کی محبت اور دوستی ہو خالق کی وہ واجب ہے اوسکے کہ اعضو ہین تو کہتا ہے کہ [illegible] ہر روز اور عبادت گزاری اوسکے معنی ہین [illegible] ہمان ہم یہ کہتے ہین کہ سماع کا حکم دل سے لینا چاہیئے سوا اسطے کہ جو چیز دل مین نہو سماع اوسے دل مین پیدا نہین کرتا ہے بلکہ [illegible] اوسیکو حرکت دیتا ہے اور جس شخص کے دل مین ایسی چیز ہے جو شرع مین محبوب ہے اور اوسکا قوی ہو جانا [illegible] سبب سماع اوس چیز کو اور زیادہ قوی کریگا تو سننے والے کو ثواب ہوگا اور جس شخص کے دل مین ایسی باطل چیز ہے [illegible] تو سننے والا بھی سماع سے بیزار ہوگا اور جسکا دل [illegible] خالی ہے مگر کھیل کے طور پر سنتا ہے اور طبیعت کے حکم سے لذت پاتا ہے اوسکے واسطے سماع مباح ہے تو سماع کی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی غفلت کے ساتھ کھیل کے طور پر سنے یا اہل غفلت کا طریقہ ہے اور دنیا بالکل لہو اور بازی ہے تو سماع کی یہ قسم بھی اوسی مین سے ہوگی اور یہ کہنا روا نہین ہے کہ سماع چونکہ خوش ہے اور اچھا معلوم ہوتا ہے اس سبب سے حرام ہے کیونکہ سب خوشیان حرام نہین اور خوشیون مین جو خوشی حرام ہے وہ اس وجہ سے حرام نہین کہ خوش ہے اور اچھی معلوم ہوتی ہے بلکہ اس بات سے حرام ہے کہ اوسمین کچھ ضرر اور فساد ہوتا ہے اسواسطے کہ چڑیون کی آواز بھی خوش ہے اور مرغوب ہوتی ہے حالانکہ حرام نہین ہے

بلکہ سبزہ اور آب روان اور گل و شگوفہ کی سیر یہ سب خوش اور اچھی معلوم ہوتی ہے جو حرام نہیں ہیں تو اچھی آواز کان کے حق میں ایسی ہے جیسے آنکھ کے حق میں سبزہ اور آب روان اور ناک کے حق میں بوے مشک اور زبان کے حق میں اچھا کھانا اور عقل کے حق میں اچھی اچھی حکمتیں اور آنکھ ناک زبان عقل نہیں ہے ہر ایک کو سبزہ خوشبو وغیرہ سے ایک نوع کی لذت ہے تو سماع اونکے سماع کیوں حرام ہو بکا خوشبو سونگھنا کھیل اور سبزہ وغیرہ کی سیر حرام نہیں ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ عید کے دن مسجد میں حبشی کھیل اور بازی کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو میں نے کہا ہاں چاہتی ہوں آپ دروازے پہ کھڑے ہوئے اور دست مبارک بڑھائے حتی کہ میں نے اپنی ٹھڈی آپکے دست مبارک پر رکھی اور آپکی نظارت اور سیر کی کہ آپنے کئی بار فرمایا کہ بس کرو گی میں نے کہا نہیں اور یہ حدیث صحیح میں ہے اور ہم پہلے اس کتاب میں بیان کر چکے ہیں اس حدیث سے پانچ اجازتیں اور خصلتیں معلوم ہوئیں ایک کھیل اور لہو اور اسکی نظارت اور سیر اگر گاہ گاہ ہو تو حرام نہیں ہے اور حبشیوں کا کھیل نقص و سرود تھا دوسرے یہ کہ مسجد میں بازی کرتے تھے تیسرے یہ کہ حدیث میں ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو وہاں لیگئے تو فرمایا دُونَكُمْ يَا بَنِي أَرْقَدَ یعنی کھیل میں مشغول ہو اور یہ حکم ہے تو جو چیز حرام ہوتی اوسکا آپ کیوں حکم فرماتے چوتھے یہ کہ آپنے حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے پہل کی اور فرمایا کہ تم چاہتی ہو کہ دیکھو اور فرمانا تقاضا ہے یہ ویسا نہیں ہے کہ وہ دیکھتی ہوئیں اور آپ خاموش رہتے تو ممکن تھا کہ کوئی یہ کہتا کہ آپنے انکو رنجیدہ کرنا چاہا کیونکہ رنجیدہ کرنا بدخوئی ہے پانچویں یہ کہ آپ خود حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ دیر تک کھڑے رہے باوصف اسکے کہ نظارہ بازی آپ کا کام نتھا اس سے معلوم ہوتا ہے عورتوں اور لڑکوں کی موافقت کے واسطے تاکہ اونکا دل خوش ہو ایسے کام کرنا خلق نیک ہے اور اپنے تئیں کھینچے اور پارسائی جتانے سے یہ بہتر ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ میں لڑکی تھی اور لڑکیوں کی عادت کے موافق گڑیاں گڈے سنوارتی اور چند لڑکیاں بھی آتیں جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور لڑکیاں مجھ بھاگ جاتیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھر میرے پاس بھیجدیتے اکیدن آپنے ایک لڑکی سے پوچھا کہ یہ گڑیاں کیا چیز ہیں اوسنے عرض کیا کہ یہ میری بیٹیاں ہیں آپنے فرمایا کہ انکے درمیان میں یہ بندھا کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ ان گڈوں کا گھوڑا ہے آپنے فرمایا کہ اس گھوڑے کے اوپر یہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ یہ پر و بال ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گھوڑے کے پر و بال کہاں سے آئے اوسنے عرض کیا کہ آپنے نہیں سنا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا گھوڑا بہ پر و بال تھا پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے حتی کہ آپکے سب دندان مبارک کھل گئے اور یہ حدیث میں نے اسواسطے روایت کی تاکہ معلوم ہو جائے کہ پرہیزگاری جتانا اور تہ شہد ہونا اور اپنے تئیں ایسے کاموں سے ہٹانا دین میں سے نہیں ہے خصوصاً لڑکوں سے اور اوس شخص سے جو اپنے لائق کام کرے اور وہ کام اوس سے بڑا اور زیبا نہو اور یہ حدیث اسکی دلیل نہیں ہے کہ تصویر بنانا درست ہے اسواسطے کہ لڑکوں کے کھلونے لکڑی اور کپڑے کے ہوتے ہیں اور پوری صورت نہیں رکھتے ہیں اسواسطے کہ حدیث میں آیا ہے

کہ گھوڑے کے بال کپڑے کے تھے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی روایت کرتی ہین کہ عید کے دن دو کنیزکین میرے پاس دف بجا بجا کر گاتی تھین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دوسری طرف منہ کر کے بچھونے پر سو رہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ان کنیزکون کو زجر کیا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دولتخانہ مین مزامیر شیطان پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر انسے دست بردار ہو کہ آج عید کا دن ہے تو اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دف بجا کر گانا مباح ہے اور اسمین کچھ شک نہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش مبارک مین آواز پہونچتی تھی تو انکا سننا اور حضرت ابوبکر رضہ کو اسکے انکار سے منع فرمانا اوسکے مباح ہونے پر دلیل صریح ہے **دوسری قسم** یہ ہے کہ دل مین کوئی بری صفت ہو جسکے سبب سے کسی رنڈی یا لونڈے کی محبت ہو اور اوسکے سامنے سماع مین مشغول ہوتا کہ لذت زیادہ ہو یا اوسکے پیٹھ پیچھے اوسکے وصال کی امید مین مشغول سماع ہو تا کہ شوق بڑہے یا ایسا گانا سنے جسمین وصف اور خال اور جمال کا ذکر ہو اور گانا سننے والا اپنے معشوق لونڈے رنڈی کا خیال باندہے تو یہ سماع حرام ہے اور اکثر جوان لوگ جو اس سے ہوتے ہین یہ سماع اسواسطے حرام ہے کہ عشق بھل کی آگ تیز کر دیتا ہے جس آگ کا بجھانا واجب ہے اوسکا بھڑکانا کیونکر درست ہوگا لیکن اگر اوسکے عشق اپنی جورو یا لونڈی کے ساتھ ہے تو یہ آگ منجملہ تمتع دنیا ہے جبتک طلاق نہ دے دے اوسکے تب تک مباح ہے پھر حرام ہو جائیگا **تیسری قسم** یہ ہے کہ دل مین کوئی اچھی صفت ہو کہ سماع اوس صفت کو قوت دیتا ہے اور یہ چار نوع سے ہوتا ہے پہلا نوع کعبہ اور جنگل کی صفت مین واعیون کے اشعار گائے جائین تا کہ خانہ خدا کے شوق کو دل مین جنبش ہو مین اوسکو بہتر سمجھتا ہون جو شخص حج کو جانا درست ہے اوسکے حق مین یہ سماع باعث اجر و ثواب ہے لیکن جو شخص کے ماں باپ اجازت نہین دیتے اور کسی وجہ سے حج کرنا نہین چاہتے ہوا سے درست نہین کہ سماع کرے اور یہ آرزو اپنے دل مین قوی اور مضبوط کرے لیکن یہ جانتا ہو کہ اگر شوق زیادہ ہوگا تو وہ اس بات پر قادر ہے کہ بجائے اور اپنے حال پر قائم رہے اور غازیون کا سماع بھی اسیکے قریب قریب ہے کہ خلق کو خدا کے دشمنون کے ساتھ لڑنے کا اور خدا کی محبت مین ہتھیلی پر جان رکھنے کا آرزومند کرتے ہین اور یہ بھی ثواب ہے اور جیسے اشعار لڑائی مین پڑہنے کی عادت ہے تا کہ مرد و لیر ہون اور لڑائی مین شیر ہون اور قوت لڑین تو اگر کافرون سے لڑائی ہو تو اوسمین بھی ثواب ہے اور جو اہل حق کے ساتھ لڑائی ہو تو یہ حرام ہے **دوسری** نوع سماع وہ نوحہ ہے جو رونا لاتا ہے دل مین رنج پڑہاتا ہے اسمین بھی ثواب ہے اگر اپنے ایمان مین جو تقصیر کرتا ہے اوسپر اور جو گناہ کیے ہین اوپر اور جو درجات عالی اور حق تعالیٰ کی خوشی فوت ہوئی اوسپر نوحہ کرے جیسا حضرت داود علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نوحہ تھا اور اگر دل مین رنج کرنا حرام ہے تو اوسپر نوحہ کرنا بھی حرام ہے جیسے اوسکا کوئی عزیز قریب دوست آشنا مر گیا ہو اسواسطے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ یعنی جو گذر گیا اوسپر رنج نہ کرو اور اگر کوئی قضاے الٰہی سے کراہیت رکھتا ہو اس سبب سے اندوہگین ہو کر نوحہ کرے تا کہ وہ رنج و اندوہ زیادہ ہو جائے تو یہ حرام ہے اسی سبب سے نوحہ گر کی اجرت حرام اور وہ گنہگار ہے اور جو کوئی وہ نوحہ سنے گا وہ بھی گنہگار ہوگا **تیسری** نوع یہ ہے کہ دل مین خوشی ہوا سے زیادہ کرنے کے واسطے سماع مین مشغول ہو تو اگر ایسی چیز پر خوشی ہے جسپر خوش ہونا مباح ہے تو یہ سماع بھی ثواب ہے جیسے عروسی اور ولیمہ اور عقیقہ کی

خوشی یا لڑکا پیدا ہونے کے وقت خوشی یا ختنہ کرنے کی یا سفر سے پھر آنے کی خوشی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ
مین پہونچے تو لوگ آپکے آگے آئے اور دف بجا بجا کر خوشی کی اور یہ شعر گایا **شعر** طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ +
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَى لِلّٰهِ دَاعِ + اسیطرح عید کے دنون مین خوشی کرنا درست ہے اور اس سبب سے سماع بھی درست ہے
اسیطرح جب دوست موافقت کے ساتھ ہم نشین ہون اور کھانا کھائین اور چاہین کہ ایک دوسرے کو خوشوقت کرین تو سماع اور ایک کو
دوسرے کی وجہ سے خوشی کرنا درست ہے چوتھی نوع اور یہی اصل ہے کہ کسیکے دل پر خدا کی محبت غالب ہو کر عشق کے مرتبہ پہونچی ہو
اوسکے واسطے سماع ضرور ہے اور شاید بہتیری تمہی نیکیون سے اسکا اثر زیادہ ہو اور جس چیز کے سبب سے خدا کی دوستی زیادہ ہو اوسکا
اجر بھی زیادہ ہے صوفیون کا سماع اصل مین اسی سبب سے تھا اگر یہ اب اون لوگون کے سبب سے جو ظاہر مین تو صوفیون کی صورت پر ہین
اور باطن مین اونکے مذاق اور معنی سے مفلس اور بے بہرہ ہین سماع رسم ہو گیا ہے آتش عشق الہی بھڑکانے مین سماع بہت بڑا اثر رکھتا ہے
صوفیہ مین کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ سماع مین اوسے مکاشفات ہوتے ہین اوسکے سبب سے وہ لطف حاصل ہوتا ہے جو بے سماع کے نہین
ہوتا وہ احوال لطیف جو عالم غیب سے سماع کی بدولت ان لوگون پر جاری ہوتے ہین اوسے یہ لوگ وجد کہتے ہین اور ہوتا یہ ہے
کہ ان لوگون کا دل حالت سماع مین ایسا پاک اور صاف ہو جاتا ہے جیسے چاندی آگ پر رکھنے سے صاف ہو جاتی ہے سماع دل مین
آگ لگا دیتا ہے اور سب کدورتون کو دل سے دور کر دیتا ہے یہ حرارت اور دفع کدورت جو سماع سے حاصل ہوتی ہے بہتیری ریاضتون
سے نہین حاصل ہوتی روح انسان کو عالم ارواح سے جو مناسبت تہری ہے سماع اوس مناسبت کو حرکت دیتا ہے حتی کہ ایسا ہوتا ہے
کہ روح کو اس عالم سے بالکل لیلیتا ہے یہانتک کہ جو کچھ اس عالم مین ہوتا ہے صوفی کو اوسکی مطلق خبر نہین ہوتی اور ایسا بھی ہوتا ہے
کہ صوفی کے اعضا کی قوت ساقط ہو جاتی ہے وہ گر پڑتا ہے اور بیہوش ہو جاتا ہے ان حالات مین سے جو ٹھیک ٹھیک اور
اصل اصل حال ہے اوسکا بہت بڑا درجہ ہے اور جس حاضر محفل کو اوس حال کا ایمان اور اعتقاد ہوتا ہے وہ بھی اوسکی برکتون سے
محروم نہین رہتا لیکن اسمین غلط اکثر ہے اور سمجھ مین خطا بہت واقع ہوتی ہے اوسکے حق و باطل کی پہچان وہ پیر جانین جو پکے
اور دانا کار ہون مرید کو یہ اختیار نہین کہ اپنے مین بے خواہش پیدا ہوے از سر خود سماع مین مشغول ہو حضرت شیخ ابو القاسم گرگانی
قدس سرہ کے مریدون مین علی حلاج نامے ایک مرید تھے اونہون نے سماع کے بارے مین اجازت چاہی شیخ نے فرمایا کہ تین دن تک
کچھ نہ کھا پھر تیرے واسطے لوگ عمدہ کھانا پکائین اگر تو کھانے کی رغبت نہ کرے اور سماع کو اختیار کرے تو یہ سماع کی خواہش تجھ سے حق ہے
اور تجھے اختیار ہے لیکن جس مرید کو ہنوز احوال دل منکھلا ہوا اور معاملہ کے سوا اور کوئی راہ نہ جانتا ہو یا احوال دل تو کھلا ہو لیکن اوسکی
خواہش بالکل کشتہ اور شکستہ نہوئی ہو تو پیر کو واجب ہے کہ اسکو سماع سے منع کرے کہ اوسکے حق مین نفع سے زیادہ نقصان ہوگا العزیز
از جان اس بات کو جان کہ جو شخص صوفیون کے سماع اور وجد اور حال کا انکار کرتا ہے اپنی تنگ دلی اور کم ظرفی کی وجہ سے انکار
کرتا ہے اور اس انکار مین معذور اور بے قصور ہے اسواسطے کہ جو چیز خود اوسے حاصل نہین ہے اوسکا ایمان لانا بھی اوسے مشکل ہے
اوسکی یہ مثال ہے جیسے مخنث کا حال ہے مخنث اس بات کو نہین باور کرتا کہ صحبت کرنے مین بڑی لذت ہے اسواسطے کہ قوت

شہوت سے آدمی اوس لذت کو پاسکتا ہے چونکہ مخنث کے واسطے خدا نے شہوت ہی نہین پیدا کی تو وہ کیونکر لذت صحبت کو جانے سبزہ اور آب روان دیکھنے سے جو لذت ہوتی ہے اگر اندھا اوس سے انکار کرے تو کیا تعجب کیونکہ خدا نے اوسے آنکھ ہی نہین دی جس سے وہ نظارہ بازی کی لذت کو پہچان سکے ریاست سلطنت فرمان روائی ملک داری کی جو لذت ہوتی ہے اوس سے اگر لڑکا انکار کرے تو کیا عجب کہ وہ کھیل جانے ملک داری کی لذت کیا پہچانے اے برادر اس بات کو معلوم کرکہ عاقل ہو خواہ جاہل احوال صوفیہ سے انکار کرنے مین لڑکون کے مانند ہے کہ جس چیز کے مرتبہ کو ابھی نہین پہونچے ہین اوس سے انکار کرتے ہین اور جو شخص کچھ بھی مایۂ زیرکی رکھتا ہے وہ اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ گو مجھے یہ حال نہین ہے لیکن یہ جانتا ہون کہ صوفیون کو ہے ہارے اوس حال کا ایمان تو رکھتا ہے اور اوس حال کا ہونا تو روا رکھتا ہے لیکن جو شخص کہ اوسے خود جو بات حاصل نہین اوس بات کو اور کے واسطے بھی محال جانتا ہے وہ بڑا احمق ہے اور اون لوگون مین سے ہے جنکی شان مین اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِذْ لَمْ یَهْتَدُوْا بِهٖ فَسَیَقُوْلُوْنَ هٰذَآ اِفْكٌ قَدِیْمٌ **فصل** الغرض جان تو کہ سماع کو جہان ہمنے مباح کہا ہے وہان بھی پانچ سبب سے حرام ہوجاتا ہے اور اون پانچون سببون سے حذر کرنا چاہیے پہلا سبب یہ ہے کہ عورت یا امرد سے سنے کہ وہ محل شہوت ہین یہ سماع حرام ہے اگرچہ کسیکا دل خدا کے کام مین مستغرق ہو چونکہ شہوت اہل خلقت مین ہے اور اچھی صورت نظر آئیگی تو شیطان اوسکی مدد کو اوٹھ کھڑا ہوگا اور سماع شہوت کا تابع ہوجائیگا جو امرد محل شہوت نہو اوس سے سماع مباح ہے اور جو عورت زشت رو بھی ہو تو اگر اوسے دیکھیگا تو اوس سے سماع مباح نہین اسواسطے کہ عورت کیسی ہی ہو اوسپر نظر ڈالنا حرام ہے لیکن اگر پردہ کی آڑ سے آواز سنے تو اگر فتنہ عشق و زنا کا خوف ہو تو حرام ہے ورنہ مباح اسپر یہ دلیل ہے کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر مین دو کنیز کین گاتی تھین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اونکی آواز بیشک سنتے تھے تو رنڈیون کی آواز عورت نہین ہے جیسے لونڈون کا چہرہ عورت نہین یعنی جسطرح لونڈون کو اپنا چہرہ چھپانا فرض اور لوگون کو اونکے چہرہ پر نظر ڈالنا حرام نہین ہے اوسیطرح عورتون کو اپنی آواز بند رکھنا فرض اور مردونکو اونکی آواز سننا حرام نہین ہے لیکن لونڈون کو شہوت سے دیکھنا جہان فتنہ لواطت کا خوف ہو حرام ہے اور عورتون کی آواز کا بھی یہی حال ہے یعنی جہان فتنہ عشق و زنا کا خوف ہو تو عورت کی آواز سننا حرام ہے اور یہ حکم بمقتضاے حال بدلتا رہتا ہے اسواسطے کہ کوئی تو اپنے اوپر مطمئن اور امین ہوتا ہے اور کوئی ڈرتا ہے اور یہ بات ایسی ہے جیسے روزہ مین اپنی جورو کا بوسہ لینا اوس شخص کو تو حلال ہے جو شہوت سے مطمئن اور امین ہو اور اوس شخص کو حرام ہے جو یہ ڈرتا ہو کہ شہوت مجھے مباشرت کی بلا مین ڈال دیگی یا یہ ڈرتا ہو کہ فقط بوسہ لینے سے مجھے انزال ہوجائیگا دوسرا سبب یہ ہے کہ سرود کے ساتھ رباب چنگ بربط اور رود یا نے عراقی مین سے کچھ ہو اسواسطے کہ رود کی نہی آئی ہے نہ اس سبب سے کہ وہ خوش اور موزون ساز ہے کیونکہ اگر کوئی ناخوش اور ناموزون بھی بجائے تو بھی حرام ہے بلکہ اسوجہ سے حرام ہے کہ شرابخوارون کی عادت ہے اور جو چیز شرابخوارون کے ساتھ خاص ہے اوسکو شراب کی تبعیت مین حرام کردیا ہے اسوجہ سے کہ وہ چیز شراب کو یاد دلائے گی اور اوسکی آرزو کو حرکت دیگی لیکن طبل اور شاہین اور دف اگرچہ اوسمین جلاجل بھی ہون حرام نہین ہین اسواسطے کہ انکے باب مین کچھ حکم

نہین آیا ہے اور یہ رونے کے مثل نہین ہے کیونکہ یہ نیتہ بجوارون کے شعار نہین ہین تو انکو رونے پر قیاس نہین کر سکتے ہین بلکہ دف
خود جناب رسول خدا علیہ الصلوۃ والثنا کے سامنے لوگون نے بجایا ہے اور شادی عروسی مین دف بجانے کو آپنے فرمایا ہے تو دف مین
جلاجل بڑہا دینے سے حرام نہین ہوجاتا اور حاجیون اور نازیون کا طبل بجانا خود رسم ہے مگر مخنثون کا طبل حرام ہے کیونکہ یہ انکا شعار
ہے اور یہ طبل نسبا ہوتا ہے بیچ مین پتلا اور دونون چوڑے یعنی ٹہرک کی صورت لیکن شامین کسی قسم کا ہو حرام نہین ہے اسواسطے کہ چرواہون
کی عادت تھی کہ بجایا کرتے تھے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے تھے کہ شامین کے حلال ہونے پر یہ دلیل ہے کہ انکی آواز
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش حق نیوش مین پڑی آپنے کانون مین انگلی دے لی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے فرمایا
کہ کان کھلکہ جب بجانا موقوف کرے تو مجھسے کہدینا تو حضرت ابن عمر رضہ کو یہ اجازت دینا کہ سنتے رہو اوسکے مباح ہونے کی دلیل ہے
لیکن آپ کا کانون مین انگلی دے لینا اس بات پر دلیل ہے کہ آپ پر اوسوقت کوئی بڑا بزرگ حال ہوا آپ یہ سمجھے ہون کہ وہ آواز مجھے
اس حال سے باز رکھے گی اسواسطے کہ سماع شوق حق سبحانہ تعالی کو حرکت دینے مین تاکہ جو شخص دور ہوا اوسے خدا سے نزدیک کردے
بڑا اثر رکھتا ہے اور یہ امر اون بیچارون کے حق مین بڑی بات ہے جنکو یہ حال نہو لیکن جو شخص ہین کامل ہین یعنی حالت استغراق مین ہو
ممکن ہے کہ سماع اوسے مانع ہوا اور اوسکے حق مین نقصان کرے تو آپکا شامین کی آواز نہ سننا اوسکی حرمت کی دلیل نہین ہے اسواسطے
کہ بہت چیزین مباح ہین کہ اونھین نہین کرتے مگر حکم کرنا مباح ہونے کی یقیناً دلیل ہے کہ اوسکی اور کوئی دلیل نہین تیسرا سبب یہ ہے
کہ رسول مین فحش یا ہجو ہو یا دین پر طعن ہو جیسے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے حق مین رافضیون کے اشعار یا کسی شہر یا
عورت کی تعریف ہو اسواسطے کہ مردون کے سامنے عورتون کی صفت کرنا نچاہیے اور ایسے سب شعر پڑہنا اور سننا حرام ہے لیکن جو شعر
جسمین زلف و خال صورت و جمال کی تعریف اور وصال و فراق کا ذکر اور جو عاشقون کی عادت ہوتی ہے اوسکا بیان ہو ایسے شعر کا
پڑہنا اور سننا حرام نہین ہے مگر اس سبب سے حرام ہوجاتا ہے کہ کوئی کسی رنڈی یا لونڈے کو چاہتا ہو اوسکا خیال کرے تو اوسوقت
اوسکا خیال حرام ہوتا ہے لیکن اگر ایسا شعر سنکر اپنی جورو یا لونڈی کا خیال کرے تو حرام نہین لیکن صوفیہ اور جو لوگ حق تعالی کی محبت مین
مشغول اور مستغرق رہتے ہین اور اوسپر سماع کرتے ہین تو ایسے اشعار ان لوگون کو کچھ نقصان نہین کرتے کیونکہ یہ لوگ ہر لفظ سے اپنے
موافق معنی سمجھنے مین ممکن ہے کہ زلف سے کفر کی ظلمت اور چہرہ کی چمک سے نور ایمان سمجھین اور شاید زلف سے سلسلہ اشکال حضرت
الہیت سمجھین جیسا کہ کوئی شاعر کہتا ہے بیت گفتم بشمارم سر یک حلقۂ زلفش ✦ تا بوکہ بہ تفصیل جملہ برآرم ✦ خندید بمن بر سر
زلفینک مشکین ✦ یک پیچ بہ پیچید و غلط کرد شمارم ✦ ممکن ہے کہ اس زلف سے اشکال سمجھین جو کوئی چاہے کہ تصرف عقل اس مرتبہ کو
پہونچے کہ عجائبات الہی سے یک سر مو بہجانے تو اوسمین ایک پیچ پڑنے سے تمام شمار غلط ہوجائیگا اور سب عقلین مبہوت ہوجائینگی
اور جب شعر مین شراب اور مستی کی بات ہو تو اوسکا ظاہر نہ سمجھین مثلاً یہ شعر جب پڑہین شعر گرمی دو ہزار رطل چہائی ✦ تا مے
خوری نباشد رسم شیدائی ✦ اور اس سے یہ سمجھین کہ باتون اور تعلیم سے دین کا کام بہت درست نہین ہوتا بلکہ ذوق و شوق سے
بہت درست ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر تو محبت عشق زہد توکل وغیرہ کی باتین بہت کرے اور اوسمین کتابین تصنیف کرے اور بہت سا

کاغذ اسمین سیاہ کرے تو جبتک تو اس صفت پر نہو جائیگا یہ باتین تجھے کچھ فائدہ نہ کرینگی اور خرابات کے جو اشعار پڑہین اور سنے اور کچھ سمجھین مثلاً جب یہ شعر پڑہین شعر ہر گو بخرابات نشد بدین ست + زیرا کہ خرابات اصول دین ست + اس خرابات سے صفات بشریت کی خرابی سمجھین اسواسطے کہ اصول دین یہی ہے کہ یہ صفت جو آبادان ہے خراب ہو تاکہ وہ جو ناپیدا ہے گوہر اوسکی مین پیدا اور آبادان ہو جاے اور ان بزرگون کے فہم کی تفصیل دراز ہے اسواسطے کہ ہر ایک کا فہم اوسکی نظر کے موافق ہے اور دوسرے کے فہم سے جدا ہوتا ہے لیکن اسقدر جو بیان کیا اسکا سبب یہ ہے کہ بیوقوف اور مبتدع لوگون کا ایک گروہ ان بزرگون پر طعن و تشنیع کرتا ہے کہ یہ لوگ مغنی اور زلف اور خال اور مستی اور خرابات کی باتین کہتے سنتے ہین اور یہ حرام ہے اور یہ احمق جاہل ہین کہ جو یہ کہا یہ بڑی حجت اور طعن ہے حالانکہ یہ منکر لوگ ان بزرگون کے حال سے خبر ہی نہین رکھتے ان حضرات کو خود وجد ہوتا ہے شعر کے معنون پر نہین ہوتا کیونکہ فقط آواز پر وجد ہوتا ہے کہ شاہین کی آواز اگرچہ کچھ معنی نہین رکھتی لیکن باعث وجد ہو جاتی ہے اسی سبب سے ہوتا ہے کہ جو لوگ عربی نہین جانتے اونھین عربی شعر پر وجد ہوتا ہے اور احمق لوگ ہنستے ہین کہ وہ لوگ عربی اشعار تو سمجھتے ہی نہین وجد کیون کرتے ہین یہ احمق اتنا نہین سمجھتے کہ اونٹ بھی عربی نہین سمجھتا ہے اور صدا سے عرب کے سبب سے وجد کی قوت اور خوشی سے بھاری بوجھ لیے ہوئے اتنا چلتا ہے کہ جب منزل پر پہونچتا ہے اور وجد موقوف ہوتا ہے تو فوراً گر پڑتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے چاہیے کہ یہ گدھے اونٹ سے جنگ اور مناظرہ کرین کہ تو عربی تو سمجھتا ہی نہین یہ کیا خوشی ہے جو تجھمین پیدا ہوتی ہے اور باشد کہ عربی شعر سے یہ بزرگ اوسکے معنون کے خلاف کوئی مضمون سمجھین اور جیسا انھین خیال آے ویسے معنی سمجھین اسواسطے کہ انھین شعر کی تفسیر کچھ مقصود نہین ہوتی جیسا کہ ایک شخص نے پڑہا مَا زَادَنِی فِی النَّوْمِ اِلَّا خَیَالُکُمْ ایک صوفی کو حالت آئی لوگون نے پوچھا تمنے یہ وجد کیون کیا کہ خود تم نہین جانتے ہو کہ وہ کیا کہتا ہے کہا مین جانتا کیون نہین ہون وہ کہتا ہے مَا زِدْتُمْ یعنی ہم زار و نا چار ہین تو وہ سچ کہتا ہے حقیقت مین ہم سبندار اور درماندے ہین اور فطرت مین ہین تو ان حضرات کا وجد ایسا ہوتا ہے جسکے دل پر جو امر غالب ہو جاتا ہے وہ جو کچھ سنتا ہے وہی امر سنائی دیتا ہے اور جو کچھ دیکھتا ہے وہی امر دکھائی دیتا ہے جو کوئی عشق حقیقی خواہ عشق مجازی کی آگ مین نہ جلا ہوگا یہ مضمون اور معاملہ اوسے نہ معلوم ہوگا جو تھا سبب یہ ہے کہ سننے والا جو ہے اور اوسپر شہوت غالب ہو اور خدا کی محبت کر جاتا ہی نہو کہ وہ کیا چیز ہے تو غالب یہ ہے کہ وہ جوان جب زلف و خال صورت و جمال کا ذکر سنے گا تو اوسکی گردن پر شیطان چڑھ بیٹھے گا اور اوسکی شہوت کو تیز کریگا اور خوبصورتون کے عشق کو اوسکے دل مین آراستہ کریگا اور عاشقون کا احوال اوسکے سامنے بیان کریگا اور اوسکا شوق اوسکے دل مین آجائیگا تمنا کریگا اوسکی تلاش مین مستعد ہو جائیگا کوچہ عشق مین قدم بڑہائیگا مردون اور عورتون مین ایسے بہت ہین کہ وہ زنبورون کا لباس رکھتے ہین اور اس کام مین مشغول ہو گئے ہین پھر لایعنی باتون سے بہرہ مند ہونا گناہ ہے ان [illegible] نے آدمی کو سودا اور شور پیدا ہوا ہے اور اوسکے دل مین عشق کا کانٹا گڑا ہے [illegible] عشق خدا کا [illegible] اوسے اپنی صحبت مین [illegible] اور کہتے ہین کہ اسکے دل کی حفاظت کرنا اور کوشش کرنا کہ وہ اپنے معشوق کو دیکھے بڑی بات ہے قرعی کا نام رہبری اور نیکوئی اور عشق و لطافت کا نام شور و سودا رکھتے ہین اور ایسا بھی

۵۱ نعت زبان کی بری کی کرنا فریبون کا حال کا ہونا

ہوتا ہے اسکا اپنا عذر یہ بیان کرتے ہین کہ فلانے پیر کو فلانے لڑکے کے ساتھہ نظر محبت تھی اور یہ امر ہمیشہ بزرگون کو پیش آیا کیا ہے
اور یہ لواطت نہین یہ تو شاہد بازی ہے اور خوبصورت کو دیکھنا روح کی غذا ہے اس قسم کی واہیات خرافات باتین بہت بکتے ہین
تاکہ ایسی بیہودہ باتین بنا بنا کر اپنی فضیحتی کو چھپائین اور جو شخص یہ اعتقاد نرکھے کہ یہ امر فسق ہے وہ احمق ہے اوسے قتل کر ڈالنا مباح
ہے اور یہ مردود جو کہتے ہین کہ فلانے فلانے پیر نے فلانے لڑکے کو دیکھا ہے یہ یا تو اپنے عذر کے واسطے جھوٹ کہتے ہین
یا اگر اوس پیر نے واقعی دیکھا ہوگا تو شہوت کی نظر سے نہ دیکھا ہوگا بلکہ اسطرح دیکھا ہوگا جیسے کوئی شخص سرخ سیب کو یا شگوفہ کو دیکھتا ہے
یا شاید اوس پیر سے بھی خطا ہوگئی ہو کہ سب پیر کچھہ معصوم نہین ہین اور اگر کسی پیر سے کچھہ خطا یا کوئی گناہ سرزد ہو تو وہ گناہ مباح نہین ہوجاتا
یعنی حق سبحانہ تعالی حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام کا قصہ اسیواسطے قرآن شریف مین بیان فرماتا ہے تاکہ تو یہ گمان نہ کرے کہ
کوئی شخص ان معاملہ سے امین ہے اگرچہ بزرگ ہو اور حضرت داود علیہ السلام کا نوحہ اور توبہ کرنا بھی اسی سے حق سبحانہ تعالی نے بیان
فرمایا ہے تاکہ تو اوسے دلیل پکڑے اور اپنے تئین معذور رکھے اور ایک سبب اور بھی ہے لیکن وہ نادر ہے وہ یہ ہے کہ کسی کو اوقات بعض
مین جو صوفیہ صافیہ پر ہوا کرتی ہین چیزین دکھائی دیتی ہین اور شاید جواہر ملائک اور ارواح انبیا انہین کسی مثال مین کشف ہون پھر
وہ کشف شاید آدمی کی صورت سراپا حسن و جمال مین ہو اسواسطے کہ مثال ضرور بالضرور حقیقت معنی کے موافق ہوتی ہے چونکہ معانی
عالم ارواح مین تو وہ معنی بغایت کمال ہوتے ہین تو عالم صورت سے اوسکی مثال بھی بغایت جمال ہوتی ہے عرب مین حضرت دحیہ کلبی
رضی اللہ تعالی عنہ سے زیادہ کوئی خوبصورت نتھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرئیل علیہ السلام کو اونکی صورت پر دیکھتے پھر یہ
ہے کہ عالم ارواح سے کوئی چیز امر حسین کی صورت پر کشف ہو کہ وہ صورت اوس چیز کی مثال ہو اور شاید اوس معنی کو پھر نہ دیکھہ پائے
اسوقت اگر صوفی کی ظاہری آنکھہ کسی اچھی صورت پر پڑے جو صورت اوس صورت معانی کے ساتھہ مشابہت اور مناسبت رکھتی ہو
تو وہ حالت اوسپر تازہ ہوجاتی ہے اور اوس معنی گم شدہ کو پھر پا جاتا ہے اور اوسے اوس خوبصورت کے دیکھنے سے ایک وجد اور حالت
پیدا ہوتی ہے تو یہ امر روا ہے کہ کسی بزرگ نے اوس حالت کو پھر پانے کے واسطے اچھی صورت دیکھنے کی رغبت کی ہو اور جو شخص
اس بھید سے خبر نہین رکھتا ہے جب اوس بزرگ کی رغبت خوبصورت کی طرف دیکھے گا تو یہی جانیگا کہ وہ بزرگ بھی اوسی صفت کے
سبب سے دیکھتا ہے جو اوس شخص ناواقف کی صفت ہے کیونکہ وہ تو اوس دوسری صفت سے خبر ہی نہین رکھتا غرضکہ صوفیہ صافیہ کا
کام بہت بڑا کام اور خطرناک اور نہایت پوشیدہ ہے اور کسی چیز مین اتنی غلطی کو دخل نہین جتنی غلطی کو صوفیہ کے کام مین دخل ہے
اسقدر اشارہ کر دیا گیا تاکہ معلوم ہوجائے کہ حضرات صوفیہ مظلوم ہین کیونکہ لوگ جانتے ہین کہ وہ بھی اس جنس سے ہوتے چلے آتے ہین
جس جنس کی صوفی صورت شیطان سیرت اس زمانہ مین موجود ہین اور حقیقت مین مظلوم وہ شخص ہے جو ان حضرات کو ایسا جانے اسواسطے کہ
اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا کہ ان حضرات کی شان مین یہانتک تصرف کرتا ہے کہ انہین اوروں پر قیاس کرتا ہے **پانچوان سبب** یہ ہے
کہ عوام جو سماع بطور عادت بیہودہ بازی و عشرت کرتے ہین وہ مباح ہے بشرطیکہ پیشہ نہ کرلین اور ہمیشہ نہ کیا کرین کہ جسکے بعضے گناہ صغیرہ
جب پیشہ ہوجاتے ہین تو گناہ کبیرہ کے درجہ کو پہونچ جاتے ہین اسیطرح بعضی چیز اس شرط سے مباح ہے کہ کبھی کبھی ہو اور کم ہو وہ جب

بہت ہوگی تو حرام ہو جائیگی اسواسطے کہ حبشیون نے ایکبار مسجد مین بازی کی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہ فرمایا اگر مسجد کو بازیگاہ بناتے تو بیشک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم منع فرماتے اور ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اپنے نظارہ کرنے سے نہ منع فرمایا اگر کوئی شخص بازیگرون کی ساتھ ساتھ ہمیشہ پھرا کرے یا اپنا پیشہ کرے تو یہ درست نہین اور گاہ گاہ ٹھٹھول کرنا درست ہے اگر کوئی عادت کرے تو مسخرہ ہو جائیگا اور یہ درست نہین **دوسرا باب سماع کے آداب اور آثار کے بیان مین** **پہلا مقام فہم ہے** جو شخص طبیعت سے اور غفلت کے ساتھ یا کسی مخلوق کے خیال مین راگ سنے وہ اتنا بڑا خسیس اور بدہنے کہ اس قابل نہین کہ اوسکے فہم و حال مین کلام کیجیے لیکن وہ شخص جسپر دین کا خیال اور حق تعالیٰ کی محبت غالب ہو اور اوسکے دو درجے ہین پہلا درجہ مرید کا ہے کہ اسے راہ ڈھونڈھنے اور چلنے مین قبض و بسط آسانی و دشواری آثار قبول اور آثار رد تین سے مختلف احوال پیش آتے ہین اور اس مرید کا دل بالکل گرفتہ رہتا ہے جب ایسا کوئی کلام سنتا ہے جسمین عتاب اور قبول و رد اور وصل و ہجر اور قرب و بعد اور رضا و سخط اور امید و یاس اور خوف و امن اور وفاے عہد و بدعہدی اور شادی و صلح اندوہ فراق کا ذکر ہوتا ہے یا اس قسم کی اور باتون کا ذکر ہوتا ہے تو وہ ان باتون کو اپنے حال پر ڈھالتا ہے اور جو کچھ اوسکے باطن مین ہے وہ مشتعل ہو جاتا ہے اور مختلف حالتین اوسمین پیدا ہوتی ہین اور اوسے اون حالتون مین مختلف خیالات آتے ہین اگر اوسکے علم و اعتقاد کا تار بضبوط نہین ہوتا تو ایسا ہوتا ہے کہ اوسے کانا سننے مین ایسے خیالات آئین جو کفر ہون جیسے راگ سنکر حق تعالیٰ کی شان مین ایسی کوئی بات سمجھے جو محال ہو مثلاً یہ شعر سنے شعر اول بہنت میل بدان میل کجاست + وامروز ملول گشتن از بہر چراست + جس مرید کی ابتدا تیز اور روان ہوئی ہو پھر ضعیف تر ہو گیا ہو وہ سمجھے گا کہ حق تعالیٰ کو اوسپر عنایت اور میل تھا اور اب پھر گیا تو اگر اس تغیر کو خدا کی شان مین سمجھے گا تو یہ کفر ہو جائیگا بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ حق تعالیٰ مین یہ تغیر کو ہرگز دخل نہین کیونکہ وہ بدلدینے والا ہے بدلجانے والا نہین اور یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ ہی صفت بدلگی حق کی کہ وہ شمع جو پہلے کھلے ہوئے تھے اب چھپ گئے خدا کی طرف سے ہرگز منع اور حجاب اور ملال نہین ہوتا بلکہ اوسکی درگاہ کشادہ ہے مثلاً مثال جیسے آفتاب کہ اوسکا نور ہمیشہ دل سے لیکن جو کوئی دیوار کی آڑ مین چلا جاے تو نور آفتاب سے آڑ مین ہو جائیگا اور یہ وقت تغیر اوس شخص مین پیدا ہوگا نور آفتاب مین نہین تو اوسے یہ کہنا چاہیے **شعر** خورشید برآمداے نگارین دیرست + بزین اگر نتابد از اوست دیرست + چاہیے کہ حجاب کو اپنے اوپر پاوے اور اپنی تقصیر پر حواوسنے کی ہو حوالہ کرے حق تعالیٰ کی طرف حجاب کو منسوب نہ کرے اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ نقص و تغیر کی جو صفتین ہین اونھین اپنے حق مین اور اپنے نفس کے حق مین سمجھنا چاہیے اور جو جمال و جلال وجود ہے اوسے حق تعالیٰ کی شان مین سمجھنا چاہیے اگر مرید علم سے یہ سرمایہ اور سمجھ نہین رکھتا ہے تو بہت جلد کفر کی بلا مین پڑ جائیگا اور جائیگا بھی نہین اور اسی سبب سے خدا کی محبت مین سماع کا بڑا خطر ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ راگ سننے والے مریدون کے درجہ سے گذر گیا ہو اور حالات و مقالات کو اوسنے پیچھے چھوڑا ہو اور اوس حال کی نہایت کو پہونچ گیا ہو جسمین

اسوا ہی اللہ کی طرف اضافت کرتے ہین تو فنا اور نیستی کہتے ہین اور اگر حق تعالی کیطرف اضافت کرتے ہین تو توحید اور یگانگی کہتے
ایسے آدمی کا سماع بسبیل معنی سمجھنے کے نہین ہوتا ہے بلکہ سماع کے ساتھ ہی وہ نیستی اور یگانگی اور بیگانہ ہو جاتی ہے اور ایسے
وہ بالکل غائب ہو جاتا ہے اور اس عالم سے بیخبر ہو جاتا ہے اور باشد کہ اگر مثلاً آگ مین گر پڑے تو کچھ خبر بھی نہو جیسا شیخ ابو الحسن
نوری قدس سرہ حالت وجد مین گنے کے کھیت مین دوڑے اوسکی کھوئیون سے اونکے پاؤن بالکل کٹ گئے اور
اونھین خبر بھی نہوئی یہ وجد کامل تر ہوتا ہے لیکن مریدون کا وجد صفات بشریت کے ساتھ ہوتا ہے وہ وجد یہ ہے کہ اوسے
آپسے بالکل لے لیتے ہین جیسا کہ وہ عورتین جنھون نے حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کو دیکھا سب خود فراموش
ہوگئین اور اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے العزیز تجھے چاہیے کہ اس نیستی کا منکر نہو اور یہ نہ کہے کہ مین تو اوسے دیکھتا ہون وہ نیست
کیونکر ہو گیا ہے اسواسطے کہ وہ وہ نہین ہے جسے تو دیکھتا ہے کہ یہ شخص ہے وہ جب مرجاتا ہے تب بھی تو دیکھتا ہے
اور وہ نیست ہوتا ہے پس اوسکی حقیقت وہ معنی لطیف ہین جو محل معرفت ہین جب سب چیزون کی معرفت اوس سے
غائب ہوگئی تو سب چیزین اوسکے حق مین نیست ہوگئین اور جب وہ آپسے بھی بیخبر ہو گیا تو آپ بھی اپنے حق مین نیست ہو گیا اور
جب حق تعالی اور حق تعالی کے ذکر کے سوا اور کچھ نرہا تو جو کچھ فانی تھا وہ جاتا رہا اور جو باقی ہے بس وہی رہ گیا یگانگی کے یہی معنی
ہین کہ جب آدمی حق تعالی کے سوا اور کچھ نہین دیکھتا ہے تو کہتا ہے سب خود وہی ہے اور مین نہین ہون یا کہتا ہے کہ مین خود
وہی ہون اور ایک گروہ نے یہان غلطی کی ہے اور اس نیستی کو حلول کے ساتھ تعبیر کیا ہے اور ایک گروہ نے اتحاد کے ساتھ
اور یہ امر ایسا ہے جیسے کسینے کبھی آئینہ نہ دیکھا ہو اور دیکھے اوسمین اپنی صورت دکھائی دے سمجھے کہ وہ خود آئینہ مین ہے اور تر یا ہے
یا سمجھے کہ وہ صورت خود آئینہ کی صورت ہے کہ خود آئینہ کی یہ صفت ہے کہ سرخ و سفید ہوتا ہے اگر یہ سمجھے کہ خود آئینہ مین اور تر یا ہے
تو یہ حلول ہوگا اور اگر سمجھے کہ آئینہ خود اوسکی صورت ہو گیا ہے تو یہ اتحاد ہوگا اور دونون باتین غلط ہین ہرگز نہ آئینہ صورت ہو جاتا ہے
اور نہ صورت آئینہ ہو جاتی ہے لیکن ایسا دکھائی دیتا ہے اور جسنے کامون کو پورا نہین پہچانا ہے وہ ایسا سمجھتا ہے اس کتاب مین
اسکی تفصیل بیان کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ یہ بڑا علم ہے ہمنے احیاء العلوم مین اسکی تفصیل بیان کی ہے دوسرا مقام جب علم سے
فارغ ہو چکا تو حال پیدا ہوتا ہے اور وجد کہتے ہین اور وجد پانی کو کہتے ہین تو یہ معنی ہین کہ ایسی حالت پائی جو اس سے پہلے
نہ تھی اور وجد کی حقیقت مین بہت کلام ہے کہ وہ کیا ہے اور صحیح یہ ہے کہ وہ ایک نوع نہین بلکہ بہت انواع سے ہوتا ہے لیکن
وہ سب ہی ہوتا ہے ایک احوال کی جنس سے ایک مکاشفات کی جنس سے ایک کبھی اچانک طور ہوتے ہین کہ اوسمین کوئی صفت غالبہ ہوتی ہے
اور اوسمین مست کے مانند کردیتی ہے اور صفت بھی مختلف ہوتی ہے کبھی خوف کبھی آتش محبت ہوتی ہے کبھی طلب کبھی اندوہ ہوتا ہے
اور اوسکی بہت اقسام ہین اگر وہ آگ دل پر غالب ہو جاتی ہے اور اوسکا دھواان دماغ کو پہونچتا ہے تو اوسکی وجہ سے
مغلوب کردیتا ہے حتی کہ وہ نہ دیکھتا ہے نہ سنتا ہے جیسے سوتا ہے اور اگر دیکھتا سنتا ہے تو اوس سے تمام اور
جیسے مست دوسری قسم مکاشفات ہے کہ غیبین دکھائی دیتی ہین اونمین سے جو صورتین کہ ہوتی ہین بھی کسوت مثال

اور بعضی صریح اہین سماع کو اہو جیسا اثر ہے کہ دلکو صاف کرتا ہے اور دل آئینہ گرد آلود کے مانند ہے سماع اوس گرد سے پاک کر دیتا ہے تاکہ اوسمین صورتین ظاہر ہون اس معنی مین سے جو کچھ عبارت مین لاسکین وہ ایک علم ہوتا ہے یا قیاس یا مثال اور جو شخص اوس مرتبہ کو پہونچا ہے اوسکے سوا اور کسیکو اوسکی حقیقت نہین معلوم ہوتی اور ہر ایک کو اپنی پہونچ کی قدر معلوم ہوتی ہے اور اگر دوسرے مین کچھ تصرف کرتا ہے تو اپنی پہونچ کے مطابق کرتا ہے اور جو کچھ قیاس سے ہے وہ علم سے ہے ذوق سے نہین لیکن اسقدر اسواسطے بیان کیا تاکہ جن لوگون کو یہ حال ذوق سے نہو وہ اس حال کو باور کرین انکار تو نکرین اسواسطے کہ انکار اونہین نقصان کریگا اور وہ شخص بڑا احمق ہے جو سمجھے کہ جو چیز میرے گنجینہ مین نہین وہ بادشاہون کے خزانہ مین بھی نہین ہے اور اوس سے زیادہ احمق وہ ہے جو تھوڑی سی گرسنگی کے سبب سے جو اوسکے پاس ہے اپنے تئین بڑا بادشاہ جانے اور کہے مین خود سب مرتبون کو پہونچ گیا ہون اور سب کچھ مجھے حاصل ہوگیا ہے اور جو چیز میرے پاس نہین اوسکا وجود ہی نہین اور سب انکارین ان ہی دو قسم کی حماقت سے پیدا ہوتی ہین العزیز جانو کہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ تکلف سے وجد ہو وہ عین نفاق ہے مگر یہ کہ آدمی وجد کے اسباب اپنے دل مین لائے تاکہ شاید حقیقت وجد پیدا ہو جائے حدیث شریف مین آیا ہے کہ تم جب قرآن سنو تو رو اگر رونا نہ آئے تو تکلف کرو اوسکے یہی معنی ہین کہ تکلف کرکے رنج و حزن کے اسباب اپنے دل مین لاؤ اوس تکلف مین اثر ہے شاید وہ تکلف حقیقت حزن پیدا کردے سوال اگر کوئی کہے کہ جبکہ صوفیون کا سماع حق ہے اور حق تعالی کے واسطے ہے تو چاہیے تھا کہ دعوتون مین پڑھنے والون کو بیٹھا لیتے اور قرآن شریف پڑھواتے نہ کہ قوالون کو کہ گائین اسواسطے کہ قرآن شریف خدا کا کلام ہے اوسکا سننا اولی تر ہے جواب یہ ہے کہ قرآن شریف کی آیتون پر بہت سماع ہوتا ہے اور اوس سے بہت وجد آتا ہے بہت لوگ ایسے ہین کہ قرآن شریف سننے سے بیہوش ہوجاتے ہین بہت لوگ ایسے تھے کہ اونھون نے قرآن سنا اور اونکی جان نکل گئی اونکی حکایتین بیان کرنا موجب طوالت ہے احیاء العلوم مین ہنے مفصل بیان کی ہین لیکن صوفیہ پڑھنے والے کے عوض قوال جو بٹھا لیتے ہین اور قرآن شریف کے عوض جو گانا سنتے ہین اسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ قرآن شریف کی سب آیتین عاشقونکے حال سے مناسبت نہین رکھتی ہین اسواسطے کہ قرآن شریف مین کافرون کا قصہ اور معاملات اہل دنیا کا حکم اور بہت سی چیزین ہین اسواسطے کہ قرآن شریف تو سب اقسام خلق کے واسطے شفا ہے اور جب میراث کی آیتون کے مثل پڑھے گا کہ مان کا چھٹا حصہ ہے اور بہن کا نصف یا یہ کہ جس عورت کا خاوند مرجائے اوسے چار مہینے دس دن عدت بیٹھنا چاہیے اور علی ہذا القیاس تو یہ آیتین ہر ایک کے عشق کو نہ تیز کرینگی لیکن اوسکے عشق کو جو نہایت عاشق ہو اور ہر چیز سے اوسے وجد ہوتا ہو گو کہ وہ مقصود سے دور ہو ایسا عاشق نایاب ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ اکثر لوگونکو قرآن شریف یاد ہوتا ہے اور بہت لوگ قرآن مجید پڑھے ہوتے ہین اور جو چیز بہت سنی ہو وہ اکثر اوقات دلکو گاہی نہین بخشتی حتی کہ تو دیکھتا ہے کہ جو پہلی بار سنتا ہے اوسے حال آجاتا ہے دوسری بار وہ حال نہین ہوتا اور گانا نیا ہو سکتا ہے قرآن شریف نو بنو نہین پڑھا جا سکتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین جب عرب حاضر ہوتے اور قرآن شریف تازہ تازہ سنتے تو روتے اور اونپر حال طاری ہوجاتا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کُنّا کما کُنتُم ثُمّ قَسَتْ قُلُوبُنا یعنی ہم بھی تمھارے ایسے تھے اب ہمارے دل سخت ہوگئے یعنی قرآن شریف پڑھتے
اور خوگر ہوگئے تو جو چیز تازہ اور نئی ہوتی ہے اوسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے اسواسطے امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ
حاجیوں کو حکم فرماتے تھے کہ اپنے اپنے شہروں کو جلدی جاؤ اور فرماتے کہ میں ڈرتا ہوں کہ اگر کعبہ کے ساتھ خوگر ہوجائینگے
تو اوسکی عظمت انکے دلوں سے جاتی رہے گی تیسرا سبب یہ ہے کہ بہت دل ایسے ہوتے ہیں کہ جب تک الحان اور آواز موزوں سے
نہ بلائے جائیں تب تک حرکت نہیں کرتے یہی سبب ہے کہ بات پر وجد کم آتا ہے اور اچھی آواز پر آتا ہے بشرطیکہ موزوں ہو
اور الحان کے ساتھ پھر گانے کا ہر انداز اور ہر راہ اور ہی اثر رکھتی ہے اور یہ نچاہیئے کہ قرآن شریف میں الحان کریں اور گانے کے
طور پر پڑہیں اور اوسمیں تصرف کریں اور قرآن شریف جب بے الحان ہوگا تو مجرد کلام رہجائے گا تو عشق اگر ایسا ہی گرما گرم ہوگا تو البتہ
اوس سے بھڑک اوٹھے گا چوتھا سبب یہ ہے کہ الحان کو اور آوازوں سے مدد دینا چاہیئے تاکہ اثر زیادہ تر کرے جیسے نے دف
طبل شاہین میں اور یہ چیزیں ہزل کی صورت رکھتی ہیں اور قرآن شریف عین جد ہے اوسے اس امر سے بچانا چاہیئے کہ ایسی چیز جو
عوام کی نظر میں ہزل کی صورت رکھتی ہے اوسکے ساتھ پڑہا جائے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ربیع بنت معوذ کے گھر تشریف
لیگئے اونکی کنیزکین دف بجا بجا کر گا رہی تھیں جب اونھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اشعار میں آپکی تعریف گانے لگیں آپنے
فرمایا چپ رہو اور جو پہلے کہتی تھیں وہی کہو اسواسطے کہ آپکی ثنا عین جد تھی دف بجا کر نچاہیئے تھی کہ دف ہزل کی صورت رکھتا ہے
پانچواں سبب یہ ہے کہ ایک کو اور ہی حالت ہوتی ہے اور ہر شخص کو یہ حرص اور خواہش ہوتی ہے کہ اپنے حسب حال شعر سنے جبکہ شعر
اسکے حال کے موافق نہیں ہوتا ہے تو وہ اوس سے کراہت کرتا ہے اور شاید یہ کہہ بیٹھے کہ یہ نہ کہہ اور کوئی شعر کہہ اور قرآن کو
ایسے موقع اور محل پر پڑہنا نچاہیئے کہ اوس سے کراہت کریں اور ممکن ہے کہ سب آیتیں ہر ایک کے موافق نہوں اگر شعر اوسکے موافق
نہیں ہوتا ہے تو اوسے اپنے حال کے موافق ڈہال لیتا ہے اسواسطے کہ وجب نہیں کہ شعر کے وہی معنی سمجھے جو شاعر کے مقصود ہیں
لیکن قرآن شریف کو اپنے خیال کے بموجب ڈہالنا اور اوسکے معنی بدلڈالنا نچاہیئے تو مشائخ نے قوال کو جو اختیار کیا ہے
اوسکے یہی سبب ہیں جو بیان ہوچکے ان تمام مضمون کا حاصل دو ہی امرون کیطرف رجوع کرتا ہے ایک سننے والیکے ضعف
و نقصان کیطرف، دوسرے عظمت قرآن کیطرف تاکہ خیال کے تصرف میں نہ پڑجائے تیسرا مقام سماع میں حرکت اور رقص اور
کپڑے پہاڑنا ہے جو شخص مغلوب اور بے اختیار ہوگا وہ ان باتون کے سبب سے ماخوذ نہوگا اور جو شخص یہ باتیں قصداً کرے تاکہ
لوگ دیکھیں کہ وہ صاحب حالت ہے اور حقیقت میں نہو تو یہ حرام ہے اور عین نفاق ہے حضرت ابو القاسم نصیرابادی رحمہ اللہ تعالی
نے کہا ہے کہ میں کہتا ہوں کہ لوگون کا سماع میں مشغول ہونا غیبت سے بہتر ہے حضرت ابو عمرو بن نجید رحمہ اللہ تعالی نے
کہا ہے کہ آدمی اگر تین برس غیبت کرے تو اس سے بہتر ہے کہ سماع میں جھوٹھ موٹھ حالت دکھائے العزیز جان تو کہ وہ صوفی
کامل ہے جو گانا سنے اور ساکن رہے کچھ تغیر اوسکے ظاہر میں نہ پیدا ہو اوسکو اتنی قوت ہوتی ہے کہ اپنے تئین بچا سکتا ہے
اسواسطے کہ وہ حرکت اور آواز اور رونا ضعف سے ہوتا ہے لیکن ایسی قوت بہت کم ہوتی ہے اور وہ جو حضرت ابو بکر صدیق

نے فرمایا کہ کُنّا کما کُنتم ثُمّ قَسَتْ قُلُوبُنا شاہ اوسکے یہ معنی ہون کہ قویت قُلُوبُنا یعنی ہمارے دل سخت اور قوی ہوئے کہ ہم اپنے تئین تغیر ظاہری سے بچانے کی طاقت نہین رکھتے ہین اور جو شخص اپنے تئین نہین بچا سکتا اوسے بھی چاہیے کہ جب تک ضرورت کی حد کو نہ پہونچے اپنے تئین بچائے رکھے اور حال ظاہر نہونے دے ایک جوان حضرت جنید قدس سرہ کی صحبت مین حاضر ہوتا جب گانا سنتا تو چیخ مارتا حضرت جنید نے فرمایا کہ تجھے اگر ایسا پھر کرنا ہے تو میری صحبت مین نرہا کر پھر وہ جوان صبر کیا کرتا حتی کہ بڑے جہد عظیم کو پہونچا ایک روز ضبط کیا اور اپنے تئین سنبھالا آخر کو ایک چیخ ماری اور اوسکا پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا لیکن اگر کوئی شخص از خود حالت نہ ظاہر کرے اور رقص کرنے لگے یا تکلف سے اپنے تئین رونے کیطرف لائے تو درست ہے کیونکہ رقص مباح ہے اسواسطے کہ حبشی مسجد مین رقص کرتے تھے اور حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا دیکھنے تشریف لیگئین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تم مجھسے ہو اور مین تمسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسکی خوشی مین رقص کیا اور کئی بار پاے مبارک زمین پر مارا جیسے کہ عرب کی عادت ہے کہ خوشی اور نشاط کی حالت مین کیا کرتے ہین اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ صورت و سیرت مین تم میرے مانند ہو اونھون نے بھی خوشی سے رقص فرمایا اور حضرت زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ تو میرا مولا اور بھائی ہے اونھون نے بھی خوشی کے مارے رقص کیا تو جو شخص رقص کو حرام کہتا ہے وہ خطا کرتا ہے بلکہ غایت مرتبہ یہ ہے کہ رقص بازی ہے اور بازی بھی حرام نہین اور جو شخص اسواسطے رقص کرتا ہے کہ وہ حال جو اوسکے دل مین پیدا ہوتا ہے وہ قوی ہو جاے تو یہ رقص خود بہتر اور محمود ہے لیکن کپڑے پھاڑنا قصدًا نچاہیے کہ مال ضائع کرنا ہے لیکن آدمی جب مغلوب الحال ہو تو درست ہے گو کہ اپنے اختیار سے کپڑے پھاڑے لیکن ممکن ہے کہ اوس اختیار مین مضطر ہو اور اگر چاہے کہ مین کپڑے نہ پھاڑون تو نہین ہو سکتا اسواسطے بیمار کا نالہ و فریاد اگرچہ اوسکے اختیار سے ہوتا ہے لیکن اگر چاہے کہ مین نالہ و فریاد نکرون تو یہ نہین ہو سکتا اور یہ بات بھی نہین کہ جو کام آدمی اپنے ارادے اور قصد سے کرتا ہے ہر وقت اوس سے دست بردار ہو سکے اور آدمی جب ایسا مغلوب ہوگا تو نہ ماخوذ ہوگا لیکن یہ جو صوفیہ اپنے اختیار سے کپڑون کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے بانٹ دیتے ہین اس فعل پر ایک گروہ نے اعتراض کیا ہے کہ یہ نچاہیے اور معترض نے خود خطا کی ہے کیونکہ کپڑے کو پیراہن سینے کے واسطے بھی ٹکڑے کرتے ہین اگر کپڑے کو ضائع نکرین اور کسی مطلب سے ٹکڑے کرین تو درست ہے اسیطرح ٹکڑون کو چارون طرف اس غرض سے جو پراگندہ کرتے ہین کہ سبھونکو اوسمین سے نصیب ہو اور اپنی جانماز اور گدڑی مین سے لین یہ بھی درست ہے کیونکہ اگر کوئی شخص کپڑے کے چیتھڑے کے چار سو ٹکڑے کروالے اور ہر ہر ٹکڑا ایک ایک فقیر کو دے تو اگر ہر ٹکڑا کام آنیکے قابل ہے تو یہ امر مباح ہے **آداب سماع** العزیز اس بات کو جان کہ سماع مین تین چیزون کا خیال رکھنا چاہیے وقت کا مکان کا حاضرین محفل سماع کا اسواسطے کہ اگر نماز کے وقت ہوگا یا کھانے کے وقت یا اوسوقت جبکہ دل کسی سبب سے پراگندہ ہو تو سماع بیفائدہ ہوگا مکان اگر گذرگاہ ہو یا تاریک اور بری جگہ ہو یا کسی ظالم کا مکان ہو ان سب صورتون مین آدمی پریشان ہوتا ہے حاضرین محفل سماع اگر متکبر دنیادار یا منکر سماع ہون یا متکلف حاضر ہو کہ ہر وقت

تکلف سے حال اور رقص کرتا ہے یا غافل لوگ حاضر ہوں کہ قیال یا طبل پر گانا سنتے ہیں یا بیہودہ باتیں کرتے ہیں اور ہر طرف دیکھتے ہیں عظمت محفل نہیں کرتے یا محفل میں جوان مرد ہوں اور عورتیں دیکھنے آئیں کیونکہ اس صورت میں ایک دوسرے کے خیال سے خالی نہوگا ایسا سماع کچھ کام نہیں آتا یہی مضمون تھا جو حضرت جنید قدس سرہ نے فرمایا کہ سماع میں زمان مکان اخوان شرط ہیں اور ایسی جگہ بیٹھنا حرام ہے جہاں جوان عورتیں دیکھنے آئیں اور جوان مرد اہل غفلت جن پر شہوت غالب ہوتی ہو یہوں اسواسطے کہ اوسوقت سماع جانبین سے شہوت کی آگ تیز کریگا اور ہر ایک شہوت سے دیکھے گا اور شاید کہ دل بھی اٹک جاے اور یہ امر بسا فسق و فساد کا باعث ہو جائے ایسا سماع ہرگز نہ کرنا چاہیے پس اہل سماع جب سماع کے واسطے بیٹھیں تو ادب یہ ہے کہ سب سر جھکالیں اور ایک دوسرے کو نہ دیکھیں اور ہر ایک اپنے تئیں بالکل اوسکے حوالے کردے اور درمیان میں بات نکریں اور پانی نہ پیں اور ادھر ادھر نہ دیکھیں اور ہاتھ اور سر نہ ہلائیں اور تکلف سے کوئی حرکت نکریں بلکہ جسطرح نماز کے تشہد میں بیٹھتے ہیں اوسطرح مودب بیٹھیں اور اپنا دل خدا کے ساتھ رکھیں اور اس امر کے منتظر رہیں کہ کیا فتوح ظاہر ہوتا ہے اور اپنے تئیں دیکھتے رہیں تاکہ اپنے اختیار سے کھڑے نہ ہو جائیں اور حرکت اور جنبش نکریں اگر غلبۂ وجد کے سبب سے کوئی شخص کھڑا ہو جائے تو اوسکے ساتھ سب کھڑے ہو جائیں اگر ایک کی بھی پگڑی گر پڑے تو سب پگڑیاں رکھدیں یہ سب باتیں اگرچہ بدعت ہیں صحابہ اور تابعین سے منقول نہیں لیکن یہ بات نہیں ہے کہ جو امر بدعت ہو اوسے نکرنا چاہیے اسواسطے کہ بہت بدعتیں نیک ہیں کیونکہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ نماز تراویح میں جماعت امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایجاد اور مقرر کی ہوئی ہے اور یہ نیک بدعت ہے پس جو بدعت مذموم اور بد ہے وہ وہ ہے جو سنت کے خلاف ہو لیکن حسن خلق اور لوگوں کا دل خوش کرنا شرع میں محمود اور اچھی بات ہے ہر قوم کی ایک عادت ہوا کرتی ہے اونکے ساتھ اونکے اخلاق میں مخالفت کرنا بدخوئی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَالِقِ النَّاسَ بِاَخْلَاقِهِمْ یعنی ہر ایک کے ساتھ اوسکی عادت اور خو کے موافق زندگی بسر کر اور چونکہ یہ لوگ اس موافقت کے سبب سے خوش ہوتے ہیں اور یہ موافقت نکرنے سے رنجیدہ اور متوحش ہوتے ہیں تو انکی موافقت کرنا سنت ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے نہ اوٹھ کھڑے ہوتے تھے اسواسطے آپ اس فعل سے کراہت رکھتے تھے لیکن جہاں عادت ہو اور نہ اوٹھ کھڑے ہونے سے لوگ متوحش اور ملول ہوتے ہوں تو اونکے دل خوش کرنے کو کھڑے ہو جانا اولیٰ ہے اسواسطے عرب کی عادت اور ہے عجم کی عادت اور ہے واللہ اعلم بالصواب

نوین اصل امر معروف اور نہی منکر کے بیان میں

امر معروف اور نہی منکر دین کی اصلوں میں سے ایک اصل ہے حق تعالیٰ نے سب انبیا علیہم الصلوٰۃ والثنا کو اسیواسطے بھیجا اگر یہ اصل مفقود ہو اور خلق میں سے اوٹھ جائے تو شرع کے سب احکام بطل ہو جائیں ہم اسکو تین بابوں میں ذکر کرینگے

پہلا باب اسکے وجوب کے بیان میں العزیز جان تو کہ امر معروف اور نہی منکر واجب ہے جو شخص وقت پر

بیعذر اسے ترک کرنیکا گنہگار ہوگا حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ یعنی لازم ہے کہ تم مین ایک گروہ کا یہ پیشہ ہو کہ لوگون کو خیر کیطرف بلائین اور اچھے کامون کا حکم دین برے کامون سے باز رکھین اس آیہ سے اسکی فرضیت معلوم ہوتی ہے لیکن فرض کفایہ ہے جب کچھ لوگ اس کام مین مستعد ہون تو کافی ہے اگر کچھ لوگ بھی نکرین تو تمام خلق گنہگار ہوگی حق تعالی نے ارشاد کرتا ہے اَلَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ اس آیہ مین امر معروف اور نہی منکر کو نماز اور زکوۃ کے ساتھ حق سبحانہ تعالی نے ذکر فرمایا اور اسکے ساتھ دینداروں کی تعریف کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امر معروف کیا کرو ورنہ تم مین جو شخص سب سے بدتر ہے اوسے حق تعالی تمپر مسلط کریگا اوسوقت جو شخص تم مین سب سے بہتر ہوگا اوسکی دعا حق تعالی قبول نفرمائیگا حضرت ابوبکر صدیق رضہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلعم نے فرمایا کہ جس قوم مین گناہ سرزد ہوتا ہے اور لوگ انکار نہین کرتے تو حق تعالی جلدی عذاب بھیجتا ہے جسمین سب مبتلا ہوجاتے ہین اور فرمایا ہے کہ جہاد کے مقابلہ مین تمہارے سب نیک کام ایسے ہین جیسے دریائے عظیم مین ایک قطرہ اور امر معروف اور نہی منکر کے مقابلہ مین جہاد ایسا ہے جیسے دریائے عظیم مین ایک قطرہ اور فرمایا ہے کہ آدمی جو جو بات کہتا ہے وہ سب اسکو مغفرت کرینگے مگر امر معروف اور نہی منکر اور حق تعالی کا ذکر اور فرمایا ہے کہ خاصان خدا مین جو شخص بیگناہ ہوتا ہے عوام کے سبب سے حق تعالی اوسپر عذاب نہین کرتا مگر جبکہ وہ خاص بندے برا کام دیکھین اور منع کرنے کی طاقت رکھتے ہون اور چپ ہو رہین اور فرمایا ہے کہ جہان کسی شخص کو لوگ ظلم سے مارے ڈالتے ہون یا مارے پیٹتے ہون وہان کھڑے نہو کیونکہ اوس شخص پر لعنت برستی ہے جو دیکھے اور دفع کرسکے پھر دفع نکرے اور فرمایا ہے جہان بیجا حرکت ہوتی ہو وہان بیٹھنا اور بازپرس نکرنا درست نہین ہے کیونکہ یہ بازپرس کرنا اوسکی عمر اور روزی کو کم نہ کردیگی یہ اس بات پر دلیل ہے کہ ظالمونکے گھر یا ایسی جگہ جہان حرکت بیجا ہوتی ہو اور جانیوالا بازپرس نکرسکے بلا ضرورت جانا درست نہین ہے اسواسطے اگلے بزرگون نے گوشہ اختیار کیا تھا کہ بازار اور راہ بری کامون سے خالی نہین ہتی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جسکے سامنے کوئی گناہ کیا جاے اور وہ اوس سے خفا ہو تو وہ ایسا ہے کہ گویا وہان جو وہی نہین اور اوسکی غیبت مین وہ گناہ ہوا اور اگر وہ اوس گناہ سے راضی ہے تو ایسا ہے کہ گویا اوسکے سامنے گناہ ہو رہا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر ایک رسول کے حواری یعنی اصحاب تھے اوسکے بعد خدا کی کتاب اور رسول کی سنت کے موافق عمل کرتے تھے اونکے بعد ایسے لوگ پیدا ہوئے کہ منبر پر سوار ہوکر باتین تو اچھی کرتے اور کام برے کرتے ہر مسلمان پر حق اور فرض ہے کہ اونکے ساتھ جہاد کرے ہاتھ سے جہاد نہوسکے تو زبان سے سہی اگر زبان سے بھی نہوسکے تو دل سے سہی اس سے کم مین ایمانداری نہین ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ایک فرشتہ کو حکم فرمایا کہ فلانی بستی کو اولٹ دے فرشتہ نے عرض کیا کہ یا اللہ اس جگہ فلانا شخص ہے اوسنے کبھی پلک مارتے گناہ نہین کیا مین کیونکر اولٹ دون فرمایا تو اولٹ بھی دے کہ وہ دوسرون کا گناہ دیکھکر اوسنے کبھی ترشرو نہین ہوا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا روایت فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے ایک شہر کے رہنے والون پر عذاب بھیجا اوسمین اٹھارہ ہزار آدمی ایسے رہتے تھے جنکے عمل پیغمبرون کے عمل کے مانند تھے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر کیون عذاب آیا فرمایا اسواسطے کہ وہ لوگ

تھے تو اول ایسا کرتے اور جو اس پر قادر نہ ہوتے تو زبان سے منع کرتے تھے حضرت ابو عبیدہ جراح رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ لوگون نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول شہیدون سے افضل کون ہے فرمایا وہ شخص جو بادشاہ جابر سے احتساب اور زبردست سے قتل کیا جاوے اے ماننے والے اگرچہ یہ بات قلم اور سیر نہ چلیگا اگرچہ بہت عمر ہو حدیث شریف مین آیا ہے کہ حق تعالی نے حضرت یوشع بن نون علیہما السلام پر وحی بھیجی کہ مین تیری قوم مین سے لاکھ آدمی ہلاک کرونگا چالیس ہزار نیک اور ساٹھ ہزار بُرے عرض کیا کہ بار خدایا نیکون کو کیون ہلاک کریگا ارشاد ہوا اسواسطے کہ دوسرون سے انہون نے دشمنی نہ کی اونکے ساتھ کھانے اور نشست و برخاست اور معاملہ کرنے سے پرہیز کیا **دوسرا باب احتساب کی شرطونکے بیان مین**

اے عزیز جان تو کہ احتساب سب مسلمانون پر فرض ہے تو احتساب کا علم اور اوسکی شرطین جاننا بھی واجب ہے کیونکہ جس فرض کی شرطین معلوم نہون اوسکا بجالانا ممکن نہین احتساب کے چار رکن ہین پہلا رکن محتسب ہے دوسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو تیسرا رکن وہ امر ہے جسمین احتساب ہوتا ہے چوتھا رکن احتساب کی کیفیت ہے **پہلا رکن** محتسب ہے اسکی شرط فقط یہی ہے کہ مسلمان مکلف ہو اسواسطے کہ احتساب کرنا دین کا حق ادا کرنا ہے تو جو شخص دیندار ہے وہ محتسب ہونیکی قابلیت رکھتا ہے اور اس امر مین علما کا اختلاف ہے کہ محتسب کیواسطے عدالت اور بادشاہ کی اجازت شرط ہے یا نہین ہمارے نزدیک صحیح یہی ہے کہ شرط نہین ہے عدالت یعنی پارسائی کیونکر شرط ہوگی اسواسطے کہ اگر وہی شخص احتساب کیا کرے جسنے کوئی گناہ نکیا ہو تو احتساب ہرگز ہو ہی نہ سکے اسلیے کہ کوئی شخص بیگناہ نہین ہے حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اگر ہم احتساب اوسوقت کرین جب کہ بالکل گناہ کیا ہی نہو تو ہرگز احتساب کیصورت بھی نظر نہ آئے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ ایک شخص کہتا ہے کہ آدمی خلق کو احتساب نہ کرے تاوقتیکہ پہلے اپنے تئین پاک نہ کرلے فرمایا کہ شیطان نے اوسے یہ سمجھا دیا ہے تاکہ احتساب کا دروازہ بند ہو جائے اس مسئلہ مین تحقیق اور انصاف یہ ہے کہ احتساب دو طرح پر ہوتا ہے ایک تو نصیحت اور وعظ کے طور پر اسکا حال یہ ہے کہ جو شخص خود کوئی کام کرے اور دوسرے کو نصیحت کرے اور کہے کہ یہ کام نکر تو اسکے کہنے سے اپنے تئین ہنسوانے کے سوا اور کچھ فائدہ اوسے نہین اور اوسکا وعظ کچھ اثر نکریگا فاسق کو ایسا احتساب کرنا نچاہیے بلکہ جب جانے کہ لوگ نہین سنتے اور اوسپر ہنستے ہین تو احتساب کرنے سے گنہگار ہوگا اسواسطے کہ اسکے احتساب کرنے سے وعظ کی رونق اور شرع کی بزرگی لوگون کی نظرون سے جاتی رہے گی اسیواسطے ایسے عالمون کا وعظ جو ظاہر مین فسق کرتے ہین لوگون کو نقصان کرتا ہے اور وہ عالم گنہگار ہوتے ہین اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ مین نے معراج کی رات ایک گروہ کو دیکھا کہ اونکے ٹھہ آگ کی قینچیون سے کترے جاتے ہین مین نے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو بولے ہم وہ لوگ ہین کہ ایک کام کا حکم فرماتے تھے اور خود نکرتے تھے بری باتون سے منع کرتے تھے اور خود انن باتون کو نہ چھوڑتے تھے حضرت عیسی علیہ السلام پر حق تعالی نے وحی بھیجی کہ اے مریم کے بیٹے پہلے اپنے تئین نصیحت کر اگر تو خود نصیحت مان لے تو اورون کو نصیحت کر ورنہ مجھسے شرم رکھ دوسرا طور احتساب کا یہ ہے کہ ہاتھ اور زور سے ہو

جیسے شراب کو دیکھے تو بہادے چنگ و رباب کی آواز سنے تو توڑ ڈالے اگر کوئی فساد کا ارادہ کرے تو زور دکھا کر اوسے منع کرے ایسا احتساب فاسق کو جائز ہے اسواسطے کہ ہر شخص پر دو امر واجب ہین ایک تو یہ کہ خود برا کام نکرے دوسرے یہ کہ اور کو بھی نکرنے دے اگر ایک امر سے ہاتھ کھینچا تو دوسرے سے ہاتھ کھینچنا کیا ضرور ہے اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ یہ امر برا ہے اور یہ فعل نازیبا ہے کہ جو شخص خود تو ریشمی لباس پہنے ہے دوسرے کو منع کرے اور اونکے بدن سے اوتارلے یا آپ تو شراب پیتے ہے اور دوسرون کی شراب بہادے **جواب** یہ ہے کہ یہ امر اور ہے اور یہ امر اور اسواسطے برا ہوا کہ ضروری امر کو اوسنے چھوڑ دیا کچھ اسواسطے برا نہین ہوا کہ یہ امر فی نفسہ کرنا نچاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص روزہ رکھتا ہے اور نماز نہین پڑہتا تو اوس فعل کو اسواسطے برا جانتے ہین کہ اوسنے ضروری کام ترک کیا نہ اس سبب سے کہ روزہ رکھنا خود باطل ہے لیکن نماز اہم ہے ایسا ہی خود کام کرنا بھی دوسرے کو حکم کرنے سے اہم اور ضرور تر ہے لیکن دونون واجب ہین ایک دوسرے کی شرط نہین اگر شرط ہوتی تو یہ مضمون پیدا ہوتا کہ کسیکو شراب خواری سے منع کرنا اوسیوقت واجب ہے جب آدمی نے خود شراب نہ پی ہو اور جب خود شراب پی تو یہ واجب اوس سے ساقط ہوگیا اور یہ مضمون محال ہے دوسری شرط بادشاہ کا اجازت دینا اور احتساب کا فرمان لکھدینا ہے یہ شرط نہین ہے اسواسطے اگلے بزرگ خود بادشاہون اور خلفا پر احتساب کرتے تھے اگر یہ حکایتین لکھی جائین تو طول ہوجائے اس مسئلہ کی حقیقت اوسوقت کھلے گی کہ احتساب کے درجے معلوم ہون احتساب کے چار درجے ہین **پہلا** درجہ نصیحت اور خدا سے ڈرانا ہے یہ بات سب مسلمانون پر واجب ہے اسمین فرمان کی کیا حاجت ہے بلکہ بڑی عبادت یہ ہے کہ بادشاہ کو نصیحت کرے اور خدا سے ڈرائے **دوسرا** درجہ سخت گوئی ہے جیسے یون کہے کہ اے فاسق اے ظالم اے احمق اے جاہل کیا تجھے خوف خدا نہین جو ایسا کام کرتا ہے یہ سب باتین فاسق کے حق مین سچی ہین سچ بات کہنے مین فرمان کی کیا حاجت ہے **تیسرا** درجہ یہ ہے کہ ہاتھ سے منع کرے جیسے شراب پھینک دے رباب توڑ ڈالے ریشمی پگڑی کسیکے سر پر سے اوتارلے یہ کام عبادت کیطرح واجب ہین پہلے باب مین جو ہمنے لکھا ہے وہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہر مسلمان کو شرع نے بے اجازت بادشاہ یہ حکومت عنایت فرمائی ہے **چوتھا** درجہ یہ ہے کہ مارے پیٹے اور تنبیہ کرے تو شاید فاسق مقابلہ کا ارادہ کرین اس صورت مین یہ بھی کمک کا محتاج ہوگا اور اپنے تابعین کو جمع کریگا اگر بادشاہ نے اجازت نہ دی ہوگی تو اس احتساب سے بڑا فتنہ و فساد برپا ہوگا اور یہ ہے کہ اس قسم کا احتساب بے اجازت بادشاہ نہو اور احتساب کے درجے بدلتے رہنے کا کچھ تعجب نہین مثلاً اگر کوئی لڑکا اپنے باپ پر احتساب کرے تو چاہیے کہ نرمی اور آہستگی سے نصیحت کرے لیکن سخت بات مثلاً احمق اور جاہل اور اسکی مثل کہکر باپ کو اپنے سے آزردہ کرنا البتہ نچاہیے اور باپ اگرچہ کافر ہو تو اوسکو مار ڈالنا اور اگر بیٹا عہدۂ جلادی پر مقرر ہو تو باپ کو حد مارنا نچاہیے لیکن اوسکی شراب پھینک دینا اور ریشمی کپڑے اوسکے بدن پر سے اوتار لینا اور اگر بطور حرام کسی سے کچھ لیا ہے تو باپ سے چھینکر اصل مالک کو دیدینا اور چاندی کے برتن توڑ ڈالنا اور اوسکی دیوار پر سے تصویر مٹا دینا ظاہر یہ سب درست ہے گو کہ باپ کو غصہ بھی آئے اسواسطے کہ یہ احتساب سب حق بجانب ہین اور باپ کا غصہ بیجا اور ناحق ہے اس قسم کے احتساب سے

باپ کی ذات مین کچھ تصرف نہین ہوتا جیسے مارنے اور گالی دینے سے ہوتا ہے اگر کوئی یون کہے کہ باپ جب بہت آزردہ ہو تو احتساب نکرے یہ کہنا ممکن ہے چنانچہ حضرت حسن بصری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ جب باپ بہت خفا ہو تو بیٹے کو چاہیے کہ چپ ہو رہے اور اوسکو نصیحت نکرے ایعزیز جان تو کہ غلام کا احتساب اپنے مالک پر اور جورو کا احتساب اپنے خاوند پر اور رعیت کا احتساب بادشاہ پر ایسا ہے جیسے بیٹے کا احتساب باپ پر اسواسطے کہ ان سبکے بڑے حقوق ہین لیکن شاگرد کا احتساب اپنے اوستاد پر بہت آسان ہے اسواسطے کہ یہ بزرگی اوستاد کی فقط دین کے واسطے ہے اگر اوستاد اوس علم کے موافق جو شاگرد نے اوس سے سیکھا ہے کاربند ہو تو مجال نہین بلکہ جو عالم اپنے علم پر عمل نکریگا طوعاً و کرہاً ذلیل ہوگا دوسرا رکن وہ چیز ہے جسمین احتساب ہوا یعزیز جان تو کہ جو کام برا ہو اور سردست موجود ہو اور محتسب اوسکو بے تجسس کیے ہوئے پہچانتا ہو اور اوس کام کا برا ہونا یقیناً جانتا ہو تو اوس کام مین احتساب درست ہے تو اسکی چار شرطین ہوئین **پہلی** شرط یہ ہے کہ وہ کام برا ہو گو کہ گناہ نہو یا اگرچہ گناہ صغیرہ ہو مثلاً اگر کسی دیوانے کو یا کسی لڑکے کو جانور کے ساتھ جماع کرتے دیکھے تو منع کرے حالانکہ یہ گناہ نہین ہے اسواسطے کہ یہ دونون مکلف نہین ہین لیکن یہ فعل فی نفسہ شرع مین بد ہے یا اگر کسی دیوانے کو دیکھے کہ شراب پی رہا ہے یا اگر کسی لڑکے کو دیکھے کہ کسی شخص کا مال تلف کر رہا ہے تو منع کرے اور وہ کام جو گناہ ہو اگرچہ گناہ صغیرہ ہو اوسمین احتساب کرنا ضرور ہے مثلاً حمام مین شرمگاہ کھولنا اور عورتون کو دکھانا اور خلوت مین اونکے ساتھ کھڑا رہنا اور سونے کی انگوٹھی اور ریشمی کپڑے پہنا اور چاندی کے کٹورے مین پانی پینا یا اور جو ایسے گناہ صغیرہ ہون اون سب مین احتساب کرنا لازم ہے **دوسری** شرط یہ ہے کہ گناہ بالفعل موجود ہو تو اگر کوئی شخص شراب پی چکا ہو تو اوسکے بعد نصیحت کے سوا اوسکو ستانا درست نہین ہے لیکن حد مارنا حاکم اسلام کا کام ہے اسیطرح اگر کسی کا ارادہ یہ ہو کہ آجکی رات شراب پیون تو اوسکو ستانا نہین لیکن نصیحت کر سکتا ہے کہ شاید وہ باز آئے اور اگر وہ کہے کہ مین نہ پیون گا تو بدگمانی کرنا درست نہین ہے لیکن جب کوئی شخص کسی عورت کے پاس تنہائی مین بیٹھا ہو تو صحبت کرنے سے پہلے احتساب کرنا درست ہے کہ خلوت خود معصیت ہے بلکہ اگر حمام کے دروازے پر کھڑا ہو کہ جو عورتین نکلین اونکو دیکھے تو بھی احتساب لازم ہے اسواسطے کہ ایسا کھڑا ہونا گناہ ہے **تیسری** شرط یہ ہے کہ گناہ بغیر تجسس کیے ہوئے ظاہر ہو تجسس کرنا نچاہیے جو شخص اپنے گھر مین جاکر دروازہ بند کرے تو اوسکی بلا اجازت اندر جانا اور اوسکو پوچھنا کہ تو کیا کرتا ہے نچاہیے اور دروازے اور چھت سے کان لگانا تاکہ آواز آئے یہ بھی درست نہین بلکہ جس کام کو خدا نے چھپایا اوسکو مخفی رکھنا چاہیے مگر یہ کہ اگر سارنگی کی آواز اور مستونکے شور کی آواز باہر آئی تو اس صورت مین بلا اجازت اندر جانا اور احتساب کرنا درست ہے اور اگر کوئی فاسق کوئی چیز دامن مین چھپائے لیے جاتا ہو تو گو کہ وہ شراب ہو لیکن اوسے یہ نہ کہنا چاہیے کہ دہن اوٹھا تاکہ مین دیکھون اسکا نام تجسس ہے لیکن جب کہ یہ ممکن ہے کہ وہ شراب نہو تو دیکھے کو نہ دیکھا کر ڈالے اگر شراب کی بو آئے تو اوسے پھینکنا درست ہے اور اگر کسی بربط کسیکے پاس ہو جو بڑی ہو اور مہین کپڑے مین سے اوسکی صورت دکھائی دیتی ہو تو اوسے توڑ ڈالنا درست ہے اور اگر یہ سمجھنا ممکن ہو کہ اور کوئی چیز ہے تو اونچان بنجائے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ سارنگی کی آواز سنکر کوٹھے پر سے ایک گھر مین اوترکر دیکھا کہ ایک شخص کسی عورت کے ساتھ شراب خواری کر رہا ہے حقوق صحبت کے باب مین ہمنے اس قصہ کو بیان کیا ہے آور ایک

منبر پر صحابہ کے ساتھ حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشورہ کیا کہ تم اس بارہ مین کیا کہتے ہو کہ جب حاکم اپنی آنکھ سے کسی بڑے کام کو دیکھے تو حد مارنا درست ہے یا نہین بعضون نے کہا کہ درست ہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے حد مارنے کو دو گواہ عادل پر موقوف رکھا ہے ایک شخص کا دیکھنا کفایت نکریگا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اپنی ذات پر حاکم کا عمل درست نہین بلکہ اوسکو مخفی رکھنا واجب ہے چوتھی شرط یہ ہے کہ اوس کام کا برا ہونا حقیقت مین معلوم ہو گمان اور اجتہاد کا دخل اوسمین نہو پس حنفی جب بغیر ولی کے نکاح کردے یا پڑوسی کا شفعہ لے یا جوا اور ایسے مسائل ہین اونپر عمل کرکے تو شافعی المذہب کو اوسپر اعتراض کرنا درست نہین ہے لیکن اگر شافعی المذہب بغیر ولی نکاح کردے یا نبیذ خرما پیے تو اوسکو منع کرنا درست ہے اسواسطے کہ اپنے امام کی مخالفت کرنا کسیکے نزدیک درست نہین ہے اور بعضے علمانے کہا ہے کہ احتساب شراب اور زنا اور اون ہی کامون مین درست ہے جسکی حرمت بالاتفاق اور بالیقین ثابت ہو اجتہاد کے سبب سے نہو یہ کہنا درست نہین کیونکہ اس امر پر علما کا اتفاق ہے کہ جو کوئی اپنے اجتہاد یا اپنے امام کے برخلاف کوئی کام کریگا وہ گنہگار ہوگا تو حقیقت مین یہ حرام ہے اور جو کوئی قبلہ کے بارہ مین اجتہاد کرے کہ اسطرف ہے اور اوس طرف پشت کرکے نماز پڑہے تو وہ گنہگار ہوگا اگرچہ دوسرا سمجھے کہ وہ صواب پر ہے اور لوگ یہ جو کہتے ہین کہ یہ درست ہے کہ جو شخص جس امام کا مذہب چاہے اختیار کرلے یہ کہنا بیہودہ بات ہے قابل اعتماد نہین بلکہ ہر شخص کو یہ حکم ہے کہ اپنے ظن کے موافق کام کرے اگر اوسکا ظن یہ ہے کہ مثلاً حضرت امام شافعی رضی افضل ہین تو خواہش نفسانی کے سوا اور کوئی اونکی مخالفت کا عذر نہوگا لیکن مبتدع کہ وہ حق تعالیٰ کے جسم کا قائل ہے اور قرآن کو مخلوق کہتا ہے اور کہتا ہے کہ حق تعالیٰ کو نہین دیکھہ سکتے ہین اور ایسی ایسی باتین بکتا ہے اوسپر احتساب کرنا چاہیے اگرچہ مالکی اور حنفی کے احتساب نکرین اسواسطے کہ اس قوم مبتدع کی خطا یقینی ہے اور فقہ کے مسائل مین خطائے یقینی نہین معلوم ہوتی لیکن مبتدع یہ ایسے شہر مین احتساب کرنا چاہیے جہان مبتدع لوگ شاذ و نادر ہون اور اہل سنت و جماعت اکثر ہون لیکن جب ایسی دو جماعتین ہون کہ تو مبتدع پر احتساب کرے تو وہ بھی تجہیر احتساب کرین اور فتنہ برپا کرین تو بادشاہ کی اجازت اور قوت کے بغیر ایسا احتساب نکرنا چاہیے تیسرا رکن وہ شخص ہے جسپر احتساب ہو اسکی شرط یہ ہے کہ وہ شخص مکلف ہو تاکہ اوسکا فعل گناہ ہو اور اوسکی نابالغی مانع احتساب نہو جیسے باپ کہ اوسکی نابالغی تنبیہ اور تادیب اور اہانت سے بیٹے کو منع کرتی ہے لیکن محتسب دیوانے اور لڑکے کو خواہش سے منع کرسکتا ہے جیسا مذکور ہوچکا ہے لیکن اس منع کرنیکا نام احتساب نہوگا بلکہ اگر کسی جانور کو ہم مسلمانون کا اناج کھاتے دیکھین تو اوسے مسلمان کے مال کی حفاظت کے واسطے ہکا دینگے اور منع کرینگے مگر یہ واجب نہین ہے لیکن اگر یہ امر آسان ہو اور نہ ہمین کچہ نقصان ہو تو حق اسلام کی نظر سے یہ واجب ہے جیسا کہ اگر کسی مسلمان کا مال ضائع ہوتا ہے اور خود اوسکا گواہ ہے اور رستہ دور نہین تو حق مسلمانی کے واسطے جاکر گواہی دینا اوسپر واجب ہے جب کوئی ذی عقل و ہوش کسی کا مال ضائع کرتا ہو تو یہ ظلم اور گناہ ہے ہمین اگرچہ تکلیف بھی ہے لیکن احتساب واجب ہے اسواسطے کہ فسق و معصیت سے باز آنا یا کسیکو اوس سے منع کرنا بے رنج و تکلیف کے نہین ہوتا تو رنج و تکلیف اوٹھانا ضرور ہے مگر یہ کہ ایسی تکلیف ہو جسکی برداشت کی طاقت

استے نہین ہے اور احتساب سے غرض اسلام کے شعار کا ظاہر کرنا ہے تو اسمین رنج وتکلیف اوٹھانا واجب ہے مثلاً اگر کہین اس کثرت سے شراب ہے کہ اوسے پھینکتے پھینکتے ماندہ ہوجائیگا تو اوسے پھینکدینا واجب ہے اور اگر بہت سے بکرے کسیکا مال کھاتے ہون اور اونکے ہانکنے مین ماندہ ہوجائیگا اور تضیع اوقات ہوگی تو ایسی محنت واجب نہین اسواسطے کہ اوسکو اپنے حق کی حفاظت بھی اوسیطرح کرنا چاہیے جیسے اورونکے حق حفاظت اور وقت اوسکا حق ہے تو کسیکے مال کی بدلے اوسکا ضائع کرنا واجب نہین لیکن دین کی خاطر اوقات صرف کرنا اور گناہ سے منع کرنا واجب ہے اور احتساب مین سب طرح کی محنت اوٹھانا واجب نہین ہے بلکہ اوسمین بھی تفصیل ہے اور وہ تفصیل یہ ہے کہ اگر عاجز ہے تو خود معذور ہے فقط دل سے انکار کرنا واجب ہے لیکن اگر عاجز نہین اور ڈرتا ہے کہ مجکو مارینگے اور میرا کہنا بیفائدہ ہوگا تو اسکی چار صورتین ہین اول یہ کہ جانے کہ مجھے مارینگے اور اوس گناہ سے باز نہ آئینگے اس صورت مین احتساب واجب نہین مباح ہے کہ زبان یا ہاتھ سے احتساب کرے اور مار وغیرہ پر صبر کرے کہ اسمین ثواب پائیگا حدیث شریف مین آیا ہے کہ اوس سے افضل کوئی شہید نہین جو بادشاہ کو احتساب کرے حتی کہ مارڈالا جاے دوسری صورت یہ ہے کہ جانے کہ مین منع کرسکتا ہون اور کچھ خوف بھی نہین مجھے ہر طرح قدرت حاصل ہے تو اگر منع نہ کریگا تو گنہگار ہوگا تیسری صورت یہ ہے کہ لوگ گناہ نہین چھوڑتے اور اسے مارتے بھی نہین سکتے تو شرع کی تعظیم کے واسطے زبان سے احتساب کرنا واجب ہے کیونکہ دوسطرح دل انکار کرنے سے عاجز نہین اوسیطرح زبانی انکار کرنے سے بھی عاجز نہین چوتھی صورت یہ ہے کہ گناہ کو مٹا سکتا ہو لیکن اوسے مارتے پیٹتے ہین جیسا کہ شراب کے شیشہ مین پتھر مارے اور وہ اچانک ٹوٹ جائے چنگ ورباب پر پتھر مارے اور وہ دفعتہً ٹوٹ جائین تو ایسا احتساب واجب نہین ہے مگر احتساب کرکے ظلم وستم پر صبر کرنا افضل ہے اگر کوئی شخص کہے کہ حق تعالیٰ نے تو فرمایا ہے کہ وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ یعنی اپنے ہاتھون اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالو تو اسکا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ہے کہ اسکے یہ معنی ہین کہ حق تعالیٰ کی راہ مین مال صرف کرین تاکہ ہلاک نہون حضرت ابراہیم الحاذب رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین ہلاکت مین ڈالنا یہ ہے کہ آدمی گناہ کرے اور کہے کہ حق تعالیٰ میری توبہ نہ قبول فرمائیگا حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ گناہ کرین اور اوسکے بعد کچھ نیکی نہ کرین تو یہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالنا ہے الغرض ایک مسلمان کو درست ہے کہ تنہا کافرون کی صف پر حملہ کرے اور اونسے لڑے یہانتک کہ اوسے مارڈالین تو اگرچہ یہ اپنے تئین ہلاکت مین ڈالتا ہے لیکن فائدہ سے خالی نہین کہ شاید وہ بھی کسیکو مارسکے اور کفار دل شکستہ ہون اور جانین کہ سب مسلمان ایسے ہی شجاع ہوتے ہین اس امر سے بھی ثواب حاصل ہوگا لیکن اگر کوئی اندھا یا اپاہج کافرون کی صف پر حملہ کریگا تو درست نہین کہ اس صورت مین اپنے تئین بیفائدہ ہلاک کرتا ہے اسیطرح اگر ایسا موقع ہے کہ اگر احتساب کریگا تو اوسے مارڈالین گے یا رنج پہونچائین گے اور گناہ نہ چھوڑینگے اور وہ جو دین کے باب مین سختی کریگا اوس سے کافر شکستہ دل نہونگے اور کسی کو خیر کی رغبت نہ بڑہے گی تو ایسا احتساب بھی نکرنا چاہیے اسواسطے کہ بیفائدہ نقصان اوٹھانے سے کیا حاصل اور اس قاعدہ مین دو اشکال ہین ایک یہ کہ اوسکا ہر اس شاید بدگمانی اور بزدلی سے ہو دوسرا یہ کہ مارسے نہ ڈرتا ہو جاہ ومال اور قرابتیون کی رنج سے

ڈرتا ہو پہلے اسکال کی تفصیل یہ ہے اگر اس بات کا ظن غالب ہے کہ اوسے مارینگے تو معذور ہے اور اگر مارنیکا ظن غالب نہو فقط احتمال ہو تو معذور نہوگا اسواسطے کہ ایسا احتمال تو ہمیشہ رہا کرتا ہے اور اگر مارنیکا شک ہو تو ہم کہتے ہین کہ یقینا احتساب واجب ہے اور شک سے وجوب جاتا نہین رہے گا اور یہ بھی کہہ سکتے ہین کہ احتساب ایسے مقام پر واجب ہوتا ہے جہان سلامتی کا ظن غالب ہو دوسری اشکال کا بیان یہ ہے کہ محتسب کے مال یا جاہ یا بدن یا عزیزون اور شاگردون کا ضرر ہو یا اس بات کا خوف ہو کہ اسے گالیان دینگے یا دین یا دنیا کا نقصان ہوتا ہے تو اسکے بہت سے اقسام ہین اور ہر ایک قسم کا ایک حکم ہوگا لیکن جب اپنے حق کے واسطے ڈرتا ہے تو اوسکی دو قسمین ہین ایک یہ کہ یہ ڈرتا ہے کہ آیندہ کوئی چیز فوت ہو جائیگی مثلاً اوستاد پر احتساب کریگا تو وہ تعلیم سے باز رہے گا تو تعلیم فوت ہوگی یا طبیب علاج مین کمی کریگا یا امیر ما ذون بند کردیگا یا کچھ کام بڑھ جائیگا تو حمایت نکریگا ایسی باتون مین احتساب سے آدمی معذور نہین رہ سکتا اسواسطے کہ یہ کچھ نقصان اور ضرر نہین آیندہ ایک فائدہ کے فوت ہونیکا خوف ہے لیکن اگر بالفعل اوس مدد کا محتاج ہے مثلاً خود بیمار ہے اور طبیب ریشمی کپڑے پہنتے ہے اگر احتساب کریگا تو وہ اسکی خبر لیگا یا عاجز محتاج ہے توکل نہین کرسکتا فقط ایک شخص اسکو نفقہ دیتا ہے اگر اوسپر احتساب کرتا ہے تو وہ نفقہ دینا موقوف کردیگا یا کسی بدذات کے ہاتھ مین پھنسا ہے اور ایک ہی شخص اوسکی حمایت کرتا ہے تو یہ جتنے فی الحال ہین ممکن ہے کہ سکوت کرے ان عذرون سے اسے ہم رخصت دین کیونکہ یہ ضرر فی الفور ظاہر ہوتے ہین لیکن ان ضررون کے مقدار احوال سے مختلف ہوگی یہ بات اسکے اجتہاد سے علاقہ رکھتی ہے چاہیے کہ دین کا خیال کرکے احتساب بلا ضرورت سے ہاتھ نہ کھینچے دوسری قسم یہ ہے کہ اس بات کا خوف ہو کہ جو چیز کہ بالفعل حاصل ہے وہ فوت ہو جائیگی مثلاً اسکا مال چھینے لیتے ہین یا اسکا گھر کھود ڈالتے ہین یا بدن کی سلامتی فوت ہوئی جاتی ہے یعنی اسے مارتے ہین یا جاہ و عزت مین خلل پڑجاتا ہے یعنی اسکو ننگے سر بازار مین ہنڈاتے ہین گو کہ مارتے نہین ہین تو ان سب باتون مین معذور ہوگا لیکن اگر یہی بات کا اوسے خوف ہے جو مروت مین خلل ڈالے لیکن شان و شوکت مین خلل انداز ہو جیسا کہ اوسے بازار مین پیادہ پا لیے جاتے ہین اور تکلف لباس نہین پہننے دیتے یا اوسکے سامنے سخت اور سست کلام کرتے ہین تو ان سب باتون مین جاہ کی ترقی ہے ایسے سببون سے معذور نہوگا اسواسطے کہ ایسے کامون کی مداومت شرع مین ناروا ہے مگر حفظ مروت البتہ شرع مین مطلوب ہے لیکن اس بات سے اگر ڈرتا ہے کہ اسکی غیبت کرینگے یا گالی دینگے اور اس سے عداوت رکھینگے اور کامون مین اسکی متابعت اور پیروی نہ کرینگے تو یہ باتین ہرگز عذر نہین ہوسکتین اسواسطے کہ کسی محتسب کو ان آفتون سے چارہ نہین لیکن جب یہ اندیشہ ہو کہ غیبت بھی کرینگے اور گناہون مین بھی ترقی ہوگی تو اس عذر سے احتساب موقوف رکھنا درست ہے لیکن اگر اپنے اقارب اور احباب کے باب مین ان باتون کا خوف رکھتا ہے مثلاً خود رامد ہے اور جانتا ہے کہ مجھے تو نہ مارینگے اور مال بھی نہین رکھتا کہ چھین لینگے لیکن اسکے عوض اسکے اقارب اور احباب کو ستائین گے تو احتساب کرنا درست نہوگا اسواسطے کہ اپنے حق مین صبر کرنا روا ہے اور اونکے حق مین ناروا ہے بلکہ اونکی رعایت کرنا دین کا حق ہے اور وہ ضرور ہے **چوتھا رکن** احتساب کی کیفیت کے بیان مین الیعزنہ جان تو کہ احتساب کے آٹھ درجہ ہین پہلے جاننا

پہ اور شخص کو برائی پہونچاوے پھر نصیحت کرنا پھر کڑی بات کہنا پھر ہاتھ سے اوسکے برے کام کو بدلنا پھر زخمی کرنیکی دھمکی دینا
پھر مارنا پھر ہتیار کھینچنا اور مددگارون کو بلانا پہلا درجہ احوال کا جاننا ہے چاہیے کہ محتسب پہلے یقینی پہچان سے اور تجسس
کرے دروازے اور چھت پر چھپکر باتین نہ سنے اور پڑوسیون سے نہ پوچھے اور اگر دامن مین کوئی بری چیز سینے چھپائے
تو ہاتھ سے نہ ٹٹولے لیکن بے تجسس کیے اگر ساز کی آواز سنے یا شراب کی بو سونگھے تو احتساب کرنا درست ہے اور اگر
دو شاہد اوسے خبر دین تو قبول کرے اور دو عادل کے کہنے سے بے اجازت گھر مین گھس جانا درست ہے مگر ایک گواہ کا
قول سنکر اندر جانا اولی ہے اسواسطے کہ گھر اوسکی ملکیت ہے اور ایک گواہ عادل کے قول سے حق ملکیت باطل نہوگا
کہتے ہین کہ لقمان کی انگوٹھی مین یہ کھدا تھا کہ ظاہری برائی کا چھپانا گمانی بات پر رسوا کرنے سے اولی ہے دوسرا درجہ یہ ہے
کہ اوس کام کی برائی بیان کردے کہ شاید ایسا کوئی کام کرتا ہو جسکی برائی سے بے خبر ہو جیسا کوئی گنوار مسجد مین نماز پڑہتا ہو
اور رکوع وسجود پورے نکرتا ہو یا اوسکے جوتے مین نجاست لگی ہو کہ اگر جانتا تو اسطرح نماز نہ پڑہتا تو اوسکو آگاہ کرنا اور سکھانا ضرور ہے
اور سکھانیکا ادب یہ ہے کہ نرمی اور سہولیت سے سکھائے تاکہ وہ خفا نہو کسی مسلمان کو بے ضرورت خفا کرنا نچاہیے اسواسطے
کہ جب کسیکو تو کچھ سکھائیگا تو حقیقت مین اوسے نادان بنائیگا اور اوسکا عیب بتائیگا اس زخم کو بے مرہم کے کوئی سہہ نہین سکتا
مرہم یہ ہے کہ تو عذر کرے اور کہے کہ کوئی ماں کے پیٹ سے سیکھکر نہین آتا اور جو کوئی نہین جانتا تو یہ اوسکے ماں باپ اور
استاد کا قصور ہے شاید تمھارے پڑوس مین کوئی ایسا عالم نہین ہے جو تمھین سکھائے غرض ایسی باتون سے اوسکا دل خوش
کرے اور جو کوئی ایسا کام نکرے یا کوئی ناخوش ہو تو اوسکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو کپڑے مین بھرا ہوا خون پیشاب سے
دھوتا ہے ایک نیکی کریگا دوسرا گناہ اوس سے سرد ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ پند ونصیحت نرمی سے کرے سختی سے نہین اسواسطے کہ
جب کرنیوالا خود جانتا ہے کہ وہ حرام ہے تو اوسکے بیان کرنے سے کچھ فائدہ نہین تخفیف کرنا چاہیے اور نرمی اوسمین یہ ہے کہ مثلاً جب
کوئی شخص غیبت کرتا ہو تو یون کہے کہ ایسا کون ہے جو ہمارے عیب سے پاک ہو تو اپنے عیب پر نظر کرنا اولی ہے یا غیبت کی سزا کا بیان
پڑہ کر سناوے یہان ایک بڑی آفت ہے جس سے بچنا ممکن نہین مگر جسے خدا توفیق دے اسواسطے کہ نصیحت کرنے مین
نفس کی دو بزرگیان ہین ایک یہ کہ اپنے علم اور زہد کی بزرگی ظاہر کرتا ہے اور دوسری بزرگی حکومت اور فوقیت کی ہے اور
آدمی پر یہ دونون باتین محبت جاہ سے پیدا ہوتی ہین آدمیکا مقتضاے طبع یہی ہے کہ اکثر وہ یہ سمجھتا ہے کہ مین نصیحت و
وعظ کرتا ہون اور شریعت کا تابعدار ہون لیکن حقیقت مین وہ محبت وجاہ کا مطیع بنا ہوا ہے اور اوسکا یہ گناہ اوس بری کام
سے جو دوسرا کرتا ہے بدتر ہوگا تو اس صورت مین اپنے دل مین سوچے اگر خود بخود یا دوسرے کی نصیحت کے سبب سے اوس شخص کے
توبہ کرنیکو اپنی نصیحت کی بدولت توبہ کرنے سے دوست رکھتا ہے اور نصیحت کرنے سے کراہت رکھتا ہے تو ایسے شخص کو
زیبا ہے کہ نصیحت کیا کرے اور اگر اس امر کو دوست رکھتا ہے کہ یہ میری ہی نصیحت کے جت سے توبہ کرے تو خدا سے
ڈرنا چاہیے کیونکہ وہ اس نصیحت سے اوسے اپنی طرف بلاتا ہے خدا کی طرف نہین حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ سے

لوگون نے عرض کیا کہ آپ اوس شخص کے بارے مین کیا ارشاد کرتے ہین جو پاس جاکر بادشاہ کو احتساب کرے فرمایا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ اوسے کوڑے ماریں لوگون نے کہا کہ وہ کوڑے کھانے کی تو قوت رکھتا ہے فرمایا کہ مین ڈرتا ہون کہ اوسے قتل کر ڈالین کہا وہ جان دینے کی بھی طاقت رکھتا ہے فرمایا کہ مجھے اوس بلا کا ڈر ہے جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ چھپی ہوئی ہے اور وہ عجب ہے حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ فلانے خلیفہ پر احتساب کرون اور مین سمجھا کہ وہ مجھے مار ڈالیگا اس امر سے تو مین نہین ڈرا لیکن وہان بہت لوگ حاضر تھے مین یہ ڈرا کہ لوگ مجھے سستی اور سختی کی صفت پر دیکھین گے اور یہ امر میرے دل کو پسند آئیگا تو مین بے اخلاص مارا جاؤنگا **چوتھا** درجہ کڑوی بات کہنا ہے اسمین دو ادب ہین ایک یہ جب تک نرمی اور مہربانی سے کہہ سکتا ہو اور وہ کہنا کافی ہو تب تک سختی نہ کرے دوسرا ادب یہ ہے کہ زبان پر فحش نہ لائے اور جو کچھ کہے سچ ہی کہے مثلاً ظالم فاسق جاہل احمق اس سے زیادہ نہ کہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے وہ احمق ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیرک وہ شخص ہے جو اپنا حساب کیا کرے اور موت کو دیکھتا رہے اور احمق وہ ہے جو خواہش نفس کی پیروی کرے اور مغرور رہے اور سمجھے کہ حق تعالیٰ مجھسے درگذر کریگا اور سخت گوئی اوسوقت درست ہے جب یہ امید ہو کہ مفید ہوگی اور جب جانے کہ مفید نہوگی تو نرمی ہو کر اوسے حقارت کی نظر سے دیکھے اور اوسکی طرف سے منہ پھیرے **پانچوان** درجہ ہاتھ سے برے کام کو بدل دینا اسمین بھی دو ادب ہین ایک تو حتی الامکان اوس سے بچے کہ بدل ڈالے مثلاً اوسے کہے کہ ریشمی لباس اوتار اور غیر کی زمین سے نکل جا اور شراب پھینکدے اور جنابت کی حالت مین مسجد سے دور ہو دوسرا ادب یہ ہے کہ اگر زبانی کہنا کافی نہو تو ہاتھ پکڑکر اوسے وہان سے نکال دے اور پھر اس باب مین ادب یہ ہے کہ تھوڑے کام پر اکتفا کرے مثلاً ہاتھ پکڑکر نکال سکتا ہے تو اوسکی داڑھی نہ پکڑے اور ٹانگ پکڑکر نہ کھینچے اور اگر ساز توڑتا ہے تو ریزہ ریزہ نہ کرے اور ریشمی کپڑا آہستہ سے اوتارے تاکہ پھٹنے نپائے اور شراب پھینک سکتا ہے تو برتن نہ توڑے اگر نہین پھینک سکتا کہ اوسکے ہاتھ مین نہین ہے تو پتھر مارکر توڑ ڈالنا درست ہے اوسکا تاوان لازم نہ آئیگا اور اگر قرائن کا منہ تنگ ہے اور جبتک یہ شراب پھینکے پھینکے تب تک اسے پکڑکر مارینگے تو اس صورت مین اوسے توڑکر چلدے جب شراب حرام ہوئی ہے تو ابتدا مین یہ حکم تھا کہ جس چیز مین شراب ہو اوسے توڑ ڈالو لیکن یہ حکم منسوخ ہوگیا بعضے علمانے کہا ہے کہ وہ شراب کے خاص برتن تھے اب بلا عذر توڑنا درست نہین ہے اگر کوئی شخص بلا عذر توڑ ڈالیگا تو اوسپر تاوان لازم آئے گا **چھٹا** درجہ تہدید اور ڈرانا ہے مثلاً یون کہے کہ شراب پھینک نہین تو تیرا سر توڑ ڈالونگا یا ذلیل کرونگا اگر آہستگی سے کام نہ نکلے تو ایسا کہنا درست ہے اسمین بھی دو ادب ہین ایک یہ کہ ایسی چیز سے تہدید نہ کرے جو درست نہو مثلاً یون نہ کہے کہ تیرے کپڑے پھاڑ ڈالونگا اور تیرا گھر کھود ڈالونگا اور تیرے جورو لڑکون کو ستاؤنگا دوسرا ادب یہ ہے کہ تہدید مین وہی بات کہے جو کرسکتا ہو تاکہ جھوٹ نہوجائے یون نہ کہے کہ تیری گردن ماردونگا اور اگر جتنا قصد رکھتا ہے اوس سے مبالغہ کرے اور جانے کہ اس سبب سے اوسے بہت ہراس ہوگا تو اس مصلحت سے مبالغہ درست ہے جیسا دو آدمیون مین صلح کرانے کے واسطے دروغ مصلحت آمیز درست ہے **ساتوان** درجہ ہاتھ پاؤن اور لکڑی سے مارنا ہے یہ بات حاجت کے وقت حاجت کی قدر درست ہے حاجت کے وقت سے

یہ مراد ہے کہ آدمی بے مارکھائے گناہ نچھوڑے لیکن جب گناہ چھوڑ دیا تو مارنا درست نہین ہے کہ گناہ کے بعد سزا دینے کو تعزیر اور حد کہتے ہین تعزیر دینا اور حد مارنا بادشاہ کو پہونچتا ہے یہین یہ ادب ہے کہ جبتک ہاتھ سے مارنا کافی ہو تو لکڑی سے نہ مارے اور منہ پر نہ مارے اگر یہ کافی نہو تو تلوار کھینچکر ڈرائے اگر کوئی شخص کسی عورت کے گلے مین ہاتھ ڈالے ہو اور بے تلوار دکھائے اوسے نچھوڑے تو تلوار کھینچنا درست ہے اگر محتسب اور اوس شخص کے درمیان ندی حائل ہو تو کمان مین تیر رکھکر کہے کہ اگر تو ایسے کام سے باز نہین آتا تو تیر مارتا ہون اگر باز نہ آئے تو تیر مارنا درست ہے لیکن ران اور پنڈلی پر مارنا چاہیے نازک جگہہ پر تیر نہ مارے

آٹھوان درجہ اگر محتسب اکیلا کافی نہو تو لوگون کو جمع کرے اور لڑے اور شاید فاسق بھی لوگون کو جمع کرے اور مقابلہ کی نوبت آئے تو کچھ عالمون نے کہا ہے کہ جب ایسا ہو تو بادشاہ کی بے اجازت نہ چاہیے کہ اس سے فتنہ برپا ہوگا اور فساد پیدا ہوگا اور کچھ عالمون نے کہا ہے کہ جسطرح کافرون کے ساتھ جہاد کرنا بے حکم بادشاہ درست ہے فاسقون کے ساتھ جنگ کرنا بھی درست ہے

آداب محتسب کے اسواسطے کہ اگر محتسب مارا جائیگا تو شہید ہوگا **آداب** ایعزیز جان تو کہ محتسب کو تین خصلتین ضرور ہین علم زہد حسن اخلاق اسواسطے کہ اگر اوسے علم نہوگا تو برے بھلے کام مین تمیز نہ کرسکیگا اور اگر زہد نہوگا تو اگرچہ تمیز کرسکے گا لیکن اوسکا کام غرض نفسانی سے خالی نہوگا اور اگر اوسمین حسن خلق نہوگا تو لوگ جب اوسے ایذا پہونچائین تو غصہ کے سبب سے خدا کو بھول جائیگا اور حد سے قدم بڑہا دیگا ہر ایک کام نفسانیت سے کریگا حقانیت سے نہین اس صورت مین اوسکا احتساب معصیت کا سبب ہوگا اسواسطے

ایکبار امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک کافر کو دے مارا کہ مار ڈالین اوس کافر نے آپکے چہرۂ مبارک پر تھوک مارا آپ اوسے چھوڑ دیا اور فرمایا جب مجھے غصہ آگیا تو مین ڈرا کہ اب قتل کرنا حق تعالی کے واسطے نہوگا اور امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایک شخص کو درّے مار رہے تھے اوس کمبخت نے آپکو گالی دی آپنے اوسے مارنا موقوف کر دیا لوگون نے پوچھا کہ آپنے کیون چھوڑ دیا فرمایا کہ ابتک مین اسے خدا کے واسطے مارتا تھا اب اسنے مجھے گالی دی اب جو مارونگا تو یہ مارنا غصہ سے ہوگا اسیواسطے حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے احتساب نکرے مگر وہ شخص جو جس کام مین امر یا نہی کرتا ہے اوسکا عالم ہو اور اوسمین حلیم ہو اور اوسمین نرمی والا ہو اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ تو جس کام کا حکم کیا چاہتا ہے چاہیے کہ پہلے تو خود اوسپر عمل کرتا ہو یہ امر آداب مین سے ہے شرط نہین اسواسطے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ جبتک ہم سب خود عمل نہ کرلین تب تک کیا امر معروف اور نہی منکر بھی نہ کرین فرمایا کہ ایسا نہین ہے اگرچہ وہ کام تم سب سے ادا نہو لیکن احتساب ترک نہ کرو اور آداب احتساب مین یہ بھی ہے کہ محتسب صابر رہے اپنے اوپر رنج سے اسواسطے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا أَصَابَكَ تو جو شخص رنج پر صبر نکریگا اوس سے احتساب نہو سکیگا اور ضروری آداب مین سے ایک یہ بھی ہے کہ محتسب کم علائق اور کم طمع ہو کیونکہ جہان طمع دامنگیر ہوگی احتساب باطل ہو جائیگا ایک مشائخ کی عادت تھی کہ قسائی سے بلی کے واسطے چھیچھڑے لیا کرتا تھا اکیدن اوس قسائی سے کوئی بری بات بھی پہلے اپنے گھر مین جاکر بلی کو دفع کیا بعدہ قسائی پر احتساب کیا قسائی کہنے لگا بھلا کیا اب چھیچھڑے نہ مانگوگے جواب دیا کہ مین

پہلے سے بلی کو دفع کرکے احتساب کے واسطے آیا ہون اور جو شخص یہ بات چاہتا ہو گا کہ لوگ مجھسے محبت کرین اور میرے مداح اور مجھسے راضی رہین وہ شخص احتساب نہ کریگا حضرت کعب الاحبار نے حضرت ابو مسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ تیری قوم مین تیرا کیا حال ہے انہون نے کہا کہ تورات مین لکھا ہے کہ جو شخص احتساب کرتا نہین وہ اپنی قوم مین ذلیل و خوار رہتا ہے انھون نے کہا کہ تورات سچ کہتی ہے اور ابو مسلم عزیز جان تو کہ احتساب کی اصل یہ ہے کہ اوس گنہگار کے واسطے جو گناہ کرتا ہے محتسب پر سوز رہے اور اوسے شفقت کی نظر سے دیکھے اور اسطرح منع کرے جسطرح کوئی اپنے فرزند کو منع کرتا ہے اور نرمی کرے کسی محتسب نے خلیفہ مامون سے احتساب کے وقت سخت گفتگو کی خلیفہ مامون نے کہا کہ اے جوانمرد حق تعالیٰ نے تجھسے زیادہ بہتر آدمیکو مجھسے زیادہ بدتر آدمیکی پاس بھیجکر حکم فرمایا ہے کہ اوس سے نرمی کے ساتھ بات کر یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجکر ارشاد فرمایا فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا یعنی نرمی کے ساتھ بات کرو شاید فرعون قبول کرے تو آدمیکو چاہیے کہ اس امر مین حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا کی پیروی کرے ایک جوان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ مین زنا کرون صحابہ اوسپر چلانے لگے اور چاہا کہ اوسے ماریں آپنے ارشاد فرمایا کہ اسے مارو نہین پھر اوسے اپنے پاس بلا کر زانو سے زانو بھڑا کر بٹھالا اور پوچھا کہ اے جوان کیا تو اس امر کو روا رکھتا ہے کہ کوئی شخص تیری ماں کے ساتھ ایسا فعل کرے اوسنے عرض کیا نہین آپنے فرمایا کہ اور لوگ بھی اس امر کو روا نہین رکھتے پھر آپنے پوچھا کہ بھلا تو یہ روا رکھتا ہے کہ تیری بیٹی کے ساتھ کوئی ایسا فعل کرے اوسنے عرض کیا نہین فرمایا کہ اور لوگ بھی یہ روا نہین رکھتے پھر ارشاد فرمایا کہ بھلا تو یہ روا رکھتا ہے کہ کوئی تیری بہن کے ساتھ ایسا برا کام کرے یا تیری پھوپھی یا خالہ کے ساتھ اسیطرح ایک ایک باب مین آپنے اوس سے سوال کرتے تھے وہ عرض کرتا تھا کہ نہین آپ فرماتے تھے اسیطرح اور لوگ بھی اس امر کو روا نہین رکھتے پھر جناب رب العالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین نے اوسکے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا کہ بار خدایا اسکے دل کو پاک کر اور اسکی شرمگاہ کو بچائے رکھ اور اسکا گناہ بخشدے آخر وہ جوان آپکی خدمت فیضدرجت سے پھرا اور تمام عمر زنا سے زیادہ کسی چیز کو اپنا دشمن نجانتا تھا حضرت فضیل عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لوگون نے کہا کہ سفیان عینیہ بادشاہ سے خلعت لیا کرتے ہین فرمایا کہ بیت المال مین اونکا حق اس سے زیادہ ہے پھر حضرت فضیل نے سفیان کو تنہائی مین دیکھکر اونپر عیب اور ملامت کی سفیان نے کہا کہ ابو علی مین اگرچہ صالحین مین سے نہین ہون لیکن صالحین سے مجھے محبت ہے صلت ابن بسطام رحمۃ اللہ تعالیٰ اپنے شاگردون کے ساتھ بیٹھے تھے اودھر سے ایک شخص کا گذر ہوا اوسکا تہبند زمین مین لوٹتا تھا جیسا متکبران عرب کی عادت ہے اور اس امر کی شرع مین ممانعت ہے شاگردون نے چاہا کہ اوس شخص کے ساتھ سختی کرین صلت نے اپنے شاگردون سے کہا تم چپ رہو مین اسکی تدبیر کرتا ہون پھر اوسکو پکار کر کہا کہ اے برادر مجھے تجھسے کچھ کام ہے اوسنے پوچھا کیا کہا کہ تہبند اوٹھائے اوسنے کہا بہت خوب پھر اپنے شاگردون سے کہا کہ اگر مین سختی سے کہتا تو وہ قبول نکرتا اور گالی دیتا ایک شخص نے ایک عورت کو پکڑ کر چھری کھینچی تھی کسی کی یہ جرأت نہ پڑتی تھی کہ اوسکے سامنے جائے اور عورت چلاتی تھی حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اوسکے پاس جاکر کاندھے سے کاندھا ٹھہرایا وہ شخص بیہوش ہوکر گر پڑا اور اوسکے بدن سے پسینا

بننے لگا اور عورت اوسکے ہاتھ سے چھوٹ گئی جب ہوش مین آیا تو لوگون نے پوچھا تجھپر کیا گذری بولا اسقدر جانتا ہون کہ
ایک شخص میرے پاس آیا اور اپنا بدن میرے بدن سے ملا کر آہستہ سے یہ کہا کہ حق تعالی دیکھتا ہے کہ تو کہان ہے اور کیا کر رہا ہے
اوسکے اس کہنے کی ہیبت سے مین گر پڑا لوگون نے کہا کہ وہ حضرت بشر حافی تھے اوسنے کہا کہ آہ اب اس ندامت کے ساتھ
اونکی زیارت کیونکر کرون اوسی وقت سے اوس شخص کو بخار چڑہا اور ایک ہفتہ مین مرگیا **تیسرا باب اون منکرات کے**
بیان مین جنکا رواج عادۃً ہے اے عزیز جان تو کہ اس زمانہ مین تمام عالم بری باتون سے بھرا ہوا ہے اور لوگون کو
اب اسکے اصلاح پذیر ہونے کی یاس ہے اور اس سبب سے کہ سب کامون کی قدرت نہین رکھتے اون کامون سے بھی ہاتھ
کھینچا ہے جنکی قدرت رکھتے ہین جو دیندار ہین اونکا یہ حال ہے اور جو اہل غفلت ہین وہ خود اس رواج سے راضی ہین اے عزیز
جس چیز پر تو قادر ہے اوسمین سکوت کرنا درست نہین ہے اور ہم ان منکرات کی ہر قسم کیطرف اشارہ کرتے ہین کہ فرداً فرداً اسکا
بیان کرنا ممکن نہین یہ منکرات بعضے مساجد مین ہین بعضے بازارون اور راہون مین بعضے حمامون اور گھرون مین **منکرات**
مساجد یہ ہین کہ مثلاً کوئی شخص نماز پڑہے اور رکوع و سجود اچھی طرح ادا نکرے یا قرآن پڑہے اور راگ گاہی کرے یا موذن لوگ
اکھٹا ہوکر اذان زین اور الحان سے بہت بڑہائین اس سے نہی وارد ہوئی ہے اور حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح کہنے کے وقت
تمام بدن قبلہ کیطرف سے پھیر لین اور یہ کہ خطبہ پڑہنے والا ریشمی لباس پہنے اور سونا چڑہی تلوار باندہے یہ فعل حرام ہے اور یہ کہ
لوگ مسجد مین ہنگامہ کرین قصے کہین اشعار پڑہین تعویذ لیا اور دیا کرین اور یہ کہ لڑکے اور دیوانے اور مست مسجد مین آئین اور
شور مچائین اور نمازیون کو اور سے اذیت ہو لیکن اگر کوئی لڑکا چپ رہتا ہے اور دیوانہ اذیت نہین دیتا اور مسجد ناپاک نہین کرتا
تو اوسکا آنا درست ہے اگر کوئی لڑکا مسجد مین کبھی کبھی بازی کرے تو اوسے منع کرنا واجب نہین ہے اسواسطے کہ حبشی مدینہ منورہ کی
مسجد مین برچھی گدکا کھیلتے تھے اور ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے تماشا دیکھا لیکن اگر مسجد کو ناپاک
نجس کرین تو منع کرنا چاہیے اگر کوئی شخص خیاطی یا کتابت کرتا ہے اور لوگون کو اوس سے کچھ تکلیف نہین ہوتی تو درست ہے
لیکن اگر ہمیشہ کے واسطے مسجد کو دکان بنائیگا تو مکروہ ہے اور وہ کام جسکے سبب سے مسجد مین غلبہ ظاہر ہوتا ہے نہ کرے مثلاً
دہان ہمیشہ حکمرانی کرنا اور قبالہ لکھنا نچاہیے مگر یہ کہ گاہ گاہ ہو اسواسطے کہ حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے کبھی کبھی
مسجد مین حکمرانی کی ہے لیکن حکمرانی کرنے کے واسطے جلوس نہ فرماتے تھے اگر دھوبی مسجد مین کپڑے سکھائین اور رنگریز کپڑے
رنگین یا خشک کرین تو یہ سب کام بُرے ہین بلکہ جو لوگ مسجد مین بیٹھکر قصہ کہین اور اونمین کمی زیادتی ہو اور حدیث کی معتبر کتابون
مین نہون تو اون لوگون کو وہان سے نکالدینا چاہیے کہ اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے اور جو لوگ اپنے تئین بناتے سنوارتے
ہین اور شہوت انپر غالب ہے اور مسجع عبارت بولتے ہین یا گاتے ہین اور جوان عورتین مسجد مین موجود ہوتی ہین تو یہ گناہ کبیرہ ہے
مسجد کے باہر بھی یہ فعل نکرنا چاہیے بلکہ واعظ ایسا شخص چاہیے جسکا ظاہر صلاحیت سے آراستہ ہو اور دینداروں کا لباس پہنے
اور کسی حال مین درست نہین کہ جوان عورتین مردون کے ساتھ ایسا مل بیٹھین کہ اونکے درمیان کوئی چیز حائل نہو بلکہ ام المومنین

حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے زمانہ مین عورتونکو مسجد مین جانے سے منع فرمایا حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آتی تھین اور حضرت بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات فرمائی کہ اگر رسول مقبول صلعم اس زمانہ کا حال دیکھتے تو بیشک عورتونکو مسجد مین جانے سے منع فرماتے اور منجملہ منکرات یہ ہے کہ مسجد مین کچہری لگائین اور بات چیت کیا کرین اور معاملہ اور حساب چکایا کرین یا بیٹھکر اوسے تماشاگاہ بنائین غیبت اور بیہودہ دنیا مین مشغول ہون یہ سب کام کرنا بیجا ہے اور مسجد کی عظمت اور حرمت کے خلاف ہے **بازارون کے منکرات** یہ ہین کہ خریدار سے جھوٹ کہین اور مال کا عیب چھپائین باٹ ترازو کو درست نرکھین اور مال مین دغا کرین عید کے دن لڑکون کے واسطے راگ کے ساز اور حیوانون کی تصویرین بیچین نوروز کے واسطے لکڑی کی ڈہال تلوار بیچین سدہ کے واسطے مٹی کا بہو پوا اور پپیہا بیچین یا رفو کیا ہوا اور دہویا ہوا پرانا کپڑا نیا کرکے بیچین ایسا ہی ہر چیز کا حال ہے جسمین دغابازی ہو اور سونے چاندی کی انگشتی یا کوزہ یا دوات یا برتن وغیرہ ان چیزون مین بعضی حرام ہین بعضی مکروہ اور جانورون کی تصویرین حرام ہین اور وہ جو سدہ اور نوروز کے واسطے بیچتے ہین جیسے لکڑی کی ڈہال اور مٹی کا بہو پوا اور پپیہا یہ چیزین فی نفسہا حرام نہین ہین بلکہ آتش پرستون کا رویہ ظاہر کرنے سے حرام ہین اسواسطے کہ وہ شرع کے خلاف ہے اور جو چیزین ان دنون کے واسطے بنائین وہ درست نہین بلکہ نوروز کے سبب سے بازارون کا آراستہ کرنا اور مٹھائی بنانا اور تکلفات زیبا کرنا نچاہیے اسواسطے کہ نوروز اور سدہ کو [illegible] چاہیے حتی کہ کوئی اسکا نام بھی نہ لے بعضے علماے متقدمین نے کہا ہے کہ مسلمان کو اسدن روزہ رکھنا چاہیے تاکہ وہ مشرکون کے [illegible] سے اور سدہ کی [illegible] ہرگز نکرنا چاہیے تاآنکہ [illegible] نہ آئے اور متقدمین نے کہا ہے کہ [illegible] اسدن کو یاد ہی کرنا نچاہیے بلکہ اور دنون کے مانند [illegible] جیسے حتی الامکان [illegible] کی رات کو بھی تاکہ اسکا نام و نشان باقی نرہے **شاہراہ کے منکرات** یہ ہین کہ راہ مین ستون کھڑا کرکے دکان بنائین کہ راستہ تنگ ہوجائے یا درخت لگائین اور سائبان چھجا یا نالہ نکالین کہ اگر کوئی سوار نکلے تو ٹکرجائے یا کیچی لگائین یا جانور باندہین کہ اوسکے سبب سے راستہ تنگ ہوجائے ایسی باتین درست نہین مگر بقدر حاجت جیسے کہ بوجھ اوتارکر فوراً گھر مین لیجانے مین کانٹے لدے ہوئے گدہے تنگ گلی مین نہ لائین جس سے لوگون کے کپڑے پھٹ جائین مگر یہ کہ ایک راستے کے سوا اور کوئی راہ نہو اس صورت مین حاجت کی وجہ سے درست ہے اور جانور کی طاقت سے زیادہ اوسپر بوجھ لادنا نچاہیے اور قصائی کو بازار مین بکرا ذبح کرنا اور بنانا نچاہیے کہ لوگون کے کپڑے خراب ہونگے بلکہ بکرا ذبح کرنے اور بنانے کی جگہ دکان مین بنائے اور بازار مین خربزہ کے چھلکے ڈالنا یا اسقدر پانی چھڑکنا کہ لوگون کے پاؤن پھسلین یہ بھی نچاہیے اور جو شخص راستے مین برف پھینکے یا اوسکے کوٹھے کا پانی راہ مین گرے اوسپر لازم ہے کہ راہ کو صاف کرائے لیکن جہان سب لوگون کے گھر کی گھرہان بہتی ہون اوسکی درستی سب پر واجب ہے اور یہ حاکم کو پہونچتا ہے کہ لوگونکو اوس کام کیطرف لائے اور کسیکو اپنے دروازے پر ایسا کتا رکھنا نچاہیے جس سے لوگون کو خوف ہو اگر راستہ نجس کرنیکے سوا اور کچہ تکلیف کتے سے نہو تو منع نکرنا چاہیے کیونکہ اوس سے بچاؤ ممکن نہین اور اگر راستہ مین کتا سوجائے جسکے سبب سے راہ تنگ ہوجائے تو یہ بھی نہین چاہیے

بلکہ دوریے کو بھی کنایے ہوئے راہ مین بیٹھنا یا سونا نچاہیے **حمام کے منکرات** یہ ہین کہ ناف سے زانو تک ستر عورت نکرے یا کوئی شخص کھڑا ہوا اوسکے سامنے ران کھولکر ملے اور میل چھوڑائے بلکہ لنگی کے اندر ہاتھہ ڈالکر بھی ران کو پکڑنا نچاہیے اسواسطے کہ جیسا دیکھنا ویسا چھونا حمام کے دروازے پر حیوانات کی صورتین بنانا بھی منکرات مین سے ہے اونھین مٹا دینا یا وہان سے خود نکل آنا واجب ہے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین نجس ہاتھہ یا ناک برتن تھوڑے پانی مین ڈالنا منکرات سے ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین درست ہے مالکی مذہب پر اعتراض نکرنا چاہیے اور بہت پانی بہانا بھی منجملہ منکرات ہے اور اور منکرات ہین اونکو طہارت کے بیان مین ہمنے ذکر کیا ہے **مہمانی کے منکرات** یہ ہین ریشمی و نقش چاندی کی انگیٹھی گلاب پاش عطردان چنگیر اور وہ پردے جنمین تصویرین بنی ہون اگر تکیہ بچھونے مین تصویرین ہون تو کچہ مضائقہ نہین جو انگیٹھی بصورت جانور ہو وہ منکر اور بد ہے اور اگر گانا ہوتا ہو اور جوان رنڈیان جوان مردون کو دیکھنے آئین تو اس سے بہت فساد پیدا ہوتے ہین ان سب باتون پر سبت اور ممانعت واجب ہے اگر منع نہین کر سکتا تو وہان سے باہر چلا جائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی چاندی کی سرمہ دانی دیکھی اسواسطے محفل سے اوٹھکر چلے گئے علی ہذا القیاس اگر مجلس مین کوئی شخص ریشمی کپڑے یا سونے کی انگوٹھی پہنے ہو تو وہان نہ بیٹھنا چاہیے اور اگر تمیز دار لڑکا ریشمی لباس پہنے ہو تو بھی نچا ہیے کیونکہ جسطرح مسلمانون پر شراب حرام ہے اوسیطرح مردون پر یہ بھی حرام ہے اور یہ خرابی ہے کہ اگر اوسکی عادت ہو جائیگی تو جوانی کے بعد بھی اسکا شوق رہے گا لیکن لڑکا اگر تمیز دار نہو اور ریشمی لباس کا مزہ اور حظ نہین جانتا ہو تو مکروہ ہے شاید حرمت کے درجے کو نہ پہونچے اگر محفل مین کوئی مسخرہ ہے کہ جھوٹ اور فحش بک بک کر لوگونکو ہنساتا ہے تو وہان اوسکے ساتھہ بیٹھنا نچاہیے العزیز منکرات کی تفصیل دراز ہے جب اسقدر تونے پہچان لیا تو مدرسہ اور خانقاہ اور محکمہ اور دربار شاہی وغیرہ کے منکرات کو اسی پر قیاس کرے واللہ اعلم بالصواب

دسویں اصل رعیت کی نگہبانی اور حکمرانی کے بیان مین

العزیز جان اس بات کو جان کہ حکمرانی بہت بڑا بزرگ کام ہے اگر بطریق عدل ہو تو زمین پر حق سبحانہ تعالی کی خلافت ہے اور اگر عدل و شفقت سے خالی ہو تو ابلیس کی نیابت ہے اسواسطے کہ والی ملک کے ظلم سے زیادہ کسی فساد مین اثر نہین اور علم و عمل فرمانروائی کی اصل ہے اور حکومت کا علم اگرچہ بڑا ہے لیکن اوسکا عنوان یہ ہے کہ حاکم کو یہ جاننا چاہیے کہ اوسے حق تعالی نے اس جہان مین کاہیکو بھیجا ہے اور اوسکی قرارگاہ کہان ہے دنیا اوسکی منزل گاہ ہے قرارگاہ نہین اور وہ بصورت مسافر ہے کہ رحم مادر اوسکی منزل کی ابتدا ہے اور قبر اوسکے منزل کی انتہا ہے اور وطن اوسکے سوا ہے جو برس اور مہینا اور دن اوسکی عمر سے گذرتا ہے وہ ایک منزل کے مانند ہے کہ اوسکے سبب سے وہ اپنی قرارگاہ سے بہت نزدیک ہوتا جاتا ہے جو شخص پل پر گذرے اور پل کی عمارت مین اوقات گذارے اور اپنی منزل گاہ بھول جائے وہ احمق ہے بلکہ عقلمند وہ ہے کہ منزل دنیا مین زاد راہ آخرت کے سوا اور کچہ نہ طلب کرے اور دنیا مین اوسقدر پر قناعت کرے جسکی ضرورت رکھتا ہے جو کچہ حاجت سے

زیادہ ہوگا وہ زہر قاتل ہے اور موت کے وقت وہ چاہے گا کہ میرے تمام خزانون مین خاک بھری ہوتی سونا چاندی کچھ نہوتا تو وہ جسقدر زیادہ جمع کریگا اوسمین سے بقدر کفایت ہی اوسے نصیب ہوگا باقی سب حسرت واندوہ کا تخم ہوگا اور موت کے وقت اوسپر جانکنی دشوار ہوگی اور یہ حسرت اس صورت مین ہوگی کہ حلال کا مال ہوا گر مال حرام ہوگا تو آخرت کا عذاب اس حسرت سے کہین زیادہ ہوگا اور بے رنج اوٹھائے دنیوی خواہشون سے صبر کرنا ممکن نہین مگر آدمی کا ایمان اگر اوس بات پر ٹھیک ہو کہ دنیا کی چند روزہ لذت جو سراپا کدورت ہے اوسکے سبب سے لذت آخرت جو سلطنت لازوال ہے اور کسی کدورت کو اوسمین دخل نہین وہ فوت ہو جائے گی تو چند روزہ صبر کرنا بہت ہی آسان ہوگا اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی عاشق کا کوئی معشوق ہو اور عاشق سے کہین کہ اگر آجکی رات تو اوس معشوق پاس جائیگا تو پھر اوسے ہرگز نہ دیکھنے پائیگا اور اگر آجکی رات تو صبر کریگا تو بے رقیب اور بے محل صحبت کے ہزار شبون کے واسطے لوگ اوس معشوق کو تیرے سپرد کردینگے تو اسکا عشق اگرچہ حد سے زائد ہو مگر بے تامل ہزار شب وصل کی امید پر ایک رات صبر کرنا اوسے آسان ہوگا اور دنیا کی مدت آخرت کی مدت کا ہزارواں حصہ بھی نہین ہے بلکہ اوس سے کچھ نسبت ہی نہین رکھتی اور ابد کی درازی ہرگز آدمی کے وہم وخیال مین نہین آسکتی اسواسطے کہ اگر فرض کرین کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین کو سائلین کے دانون سے بھر دین اور ہزار ہزار برس کے بعد ایک چڑیا ایسے ایک ایک دانہ چگے تو وہ سائلین کے دانے سب تمام ہوجائین اور مدت ابد مین سے کچھ بھی کم نہو تو آدمی کی عمر ستر برس کی اور مشرق سے مغرب تک تمام ممالک روے زمین کی سلطنت صاف بے مخالف اسے ملے تو بھی آخرت کی سلطنت ابد مدت کے مقابلے مین اسکی کیا قدر ہے پھر جس کسیکو دنیا مین تھوڑا ہی سا حصہ ملے اور وہ بھی صاف نہو اور جو کچھ ہو بہت سے خسیس اور کمینے ایسے ہوتے ہین کہ اوسمین اس سے بڑھ بڑھ کر ہون تو سلطنت جاوید کو اس حقیر اور سراپا کدورت کام کے عوض بیچنے کا کیا سبب ہے تو حاکم ہو خواہ محکوم سبکو چاہیے کہ ہمیشہ اپنے جی سے ایسی باتین کیا کرے اور اپنے دل پر ان مضمون کو تازہ کرلیا کرے تاکہ چند روز خواہشون سے صبر کرنا اور رعیت پر مہربانی کرنا اور بندگان خدا کو اچھی طرح رکھنا اور حق تعالی کی خلافت بجالانا اوسپر آسان ہوجائے آدمی نے جب یہ جان لیا تو فرمانروائی مین اسطرح مشغول ہو جسطرح خدا نے فرمایا ہے اوس طور پر مشغول نہو جو صلاح دنیا ہے اسواسطے کہ عدل کے ساتھ حکمرانی کرنے سے زیادہ کوئی عبادت اور قربت حق تعالی کے نزدیک افضل اور بزرگ نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بادشاہ کا ایکدن عدل کرنا ساٹھ برس برابر عبادت کرنے سے افضل ہے اور یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ قیامت کے دن سات آدمی خدا کے سائے مین ہونگے تو اونمین سے پہلا بادشاہ عادل ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بادشاہ عادل کے واسطے ساٹھ صدیق مستعد عبادت کا عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور فرمایا ہے کہ بادشاہ عادل حق تعالی کا بہت مقرب اور بڑا دوست ہے اور بادشاہ ظالم خدا کا بہت معذب اور بڑا دشمن ہے اور فرمایا کہ اوس خدا کی قسم جسکے دست قدرت مین محمد کی جان ہے کہ جتنے تمام رعایا کے عمل ہوتے ہین ہر روز بادشاہ عادل کے بھی اتنے ہی عمل فرشتے آسمان پر لیجاتے ہین اور اوسکی نماز ستر ہزار نمازون کے برابر ہے جب ایسا امر ہے تو اس کو زیادہ

دیکھیا لوٹ ہوگی کہ حق تعالیٰ نے منصب سلطنت دے تاکہ اوسکی ایک ساعت دوسرے کی تمام عمر کے برابر ہو جائے اور کوئی شخص جب اس نعمت کا حق نہ پہچانے اور ظلم اور اپنی خواہش مین مشغول ہو تو معلوم ہوا کہ عذاب کا مستحق ہوگا اور عدل جب ہی بن پڑتا ہے کہ بادشاہ دس قاعدون کو اپنی نگاہ مین رکھے **پہلا** قاعدہ یہ ہے کہ جو مقدمہ پیش ہو اوسمین یہ فرض کرے کہ خود تو رعیت ہے اور بادشاہ اور ہی کوئی ہے جو بات اپنے حق مین پسند نکرے وہ کسی مسلمان کے واسطے بھی نہ پسند کرے اگر پسند کریگا تو فرمانروائی مین دغا اور خیانت کی ہوگی جنگ بدر کے دن حضرت سلطان الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا سائبان مین بیٹھے اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دھوپ مین تھے حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور کہا یا رسول اللہ آپ سائبان مین ہین اور اصحاب دھوپ مین اتنی سی بات مین حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے گلہ ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ دوزخ سے نجات پائے اور جنت مین جائے اوسے چاہیے کہ کلمہ لا الہ الا اللہ کہتا ہوا مرے اور جو چیز اپنے واسطے نہین پسند کرتا کسی مسلمان کے لیے بھی پسند نکرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص صبح کو اوٹھے اور خدا کے سوا اور کسی سے اوسکا دل لگا ہے وہ مرد خدا نہین ہے اور اگر مسلمانون کے کام اور خدمت سے بے پروا ہے تو مسلمان نہین ہے دوسرا قاعدہ یہ ہے کہ اپنے دروازے پر حاجتمندون کا منتظر رہنا آسان نہ جانے اور اوسکے خطرے سے حذر کرتا رہے اور جب تک کسی مسلمان کی حاجت باقی رہے کسی نفل عبادت مین مشغول نہو اسواسطے کہ مسلمانون کی حاجت روائی کرنا سب نفلون سے بہتر ہے کہتے ہین خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہا اللہ تعالیٰ ظہر کے وقت تک خلق کے کام مین مصروف رہے اور تھک گئے گھر مین گئے کہ دم بھر آرام لیلون اوسکے بیٹے نے کہا کہ آپکو کس بات سے اطمینان ہے شاید اسیوقت موت آجائے اور کوئی شخص آپکے دروازے پر منتظر حاجت ہو اور آپ مقصر رہ جائین اونھون نے جواب دیا کہ سچ کہتا ہے پس اوٹھے اور فوراً باہر نکل آئے **تیسرا** قاعدہ خواہش مین مشغول ہونے اور اچھے کھانے پہننے کی عادت نہ کرے بلکہ ہر بات مین قناعت کرے اسواسطے کہ بے قناعت کے عدل کرنا ممکن نہین امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ میرا احوال جو تمھارے ناپسند ہو وہ تمنے کیا سنا کہا مین نے سنا ہے کہ ایکبار مین دو طرح کا سالن آپکے دسترخوان پر ہوتا ہے اور آپ دو پیرہن رکھتے ہین ایک رات کا ایک دن کا پوچھا کہ بھلا اسکے سوا اور کچھ بھی سنا ہے کہا نہین فرمایا کہ یہ دونون باتین غلط ہین **چوتھا** قاعدہ یہ ہے کہ جب تک ہو سکے ہر ایک کام مین نرمی کرے سختی نہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو حاکم رعیت کے ساتھ نرمی کرتا ہے قیامت مین اوسکے ساتھ خدا نرمی کریگا اور دعا کی اور کہا کہ بار خدایا جو حاکم رعایا کے ساتھ نرمی کرے تو اوسکے ساتھ نرمی کرنا اور جو سختی کرے تو بھی اوسکے ساتھ سختی کرنا اور فرمایا ہے کہ جو حاکم حکومت کا حق بجا لائے اوسکے حق مین حکومت اچھی چیز ہے اور جو کوئی حق بجا لانے مین قصور کرے اوسکے حق مین حکومت بری چیز ہے ہشام ابن عبدالملک خلفا مین سے تھے اونھون نے ابو حازم جو علماء کبار مین سے تھے اونسے پوچھا کہ حکومت مین نجات حاصل ہونے کی کیا تدبیر ہے فرمایا کہ یہ تدبیر ہے کہ جو درم تو لیتا ہے اپنی جگہ سے لے جہان حلال درم ہو اور اپنی جگہ صرف کر

جو مستحق ہو کہا یہ کوئی کر سکتا ہے فرمایا یہ وہ شخص کر سکتا ہے جو عذاب قبر کی طاقت نہ رکھے اور جنت کو دوست رکھتا ہو پانچوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم یہ کوشش کرے کہ شرع کی موافقت کے ساتھ سب رعایا اوس سے خوش رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ سب حاکمون سے بہتر وہ حکام ہین جو تمھین دوست رکھین اور تم اونھین دوست رکھو اور بدترین حکام وہ حاکم ہین جو تمھین دشمن رکھین اور تم اونھین دشمن رکھو اور وہ تمھین لعنت کرین تم اونھین لعنت کرو اور حاکم کو لوگون کی تعریف کرنے سے مغرور ہونا نچا ہیے اور یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ سب اوس سے خوش ہین شاید کہ وہ سب خوف کے مارے تعریف کرتے ہین بلکہ معتمد لوگون کو مقرر کرنا چاہیے تاکہ وہ تجسس کرین اور اوسکا حال خلق سے پوچھین اسواسطے کہ آدمی اپنا عیب لوگون کی زبانی جان سکتا ہے چھٹا قاعدہ یہ ہے کہ حاکم شرع کے خلاف کرکے کسی کی رضامندی نہ ڈھونڈھے اسواسطے کہ جو شخص شرع کی مخالفت سے ناخوش ہوگا اوسکی ناخوشی حاکم کو کچھ نقصان نہین کرتی امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ دن کو جب مین اوٹھتا ہون تو آدھے لوگ مجھسے ناخوش ہوتے ہین اور ضرور ہے کہ حاکم جب ظالم کو سزا دیگا تو وہ ناخوش ہوگا تو فریقین کو خوش کرنا محال ہے اور وہ شخص بڑا نادان ہے جو خلائق کی رضامندی کے واسطے خدا کی رضامندی چھوڑ دے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خط لکھا کہ مجھے کوئی مختصر سی نصیحت کیجیے حضرت صدیقہ رضہ نے جواب لکھا کہ مین نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے سنا ہے کہ جو شخص خلائق کی ناخوشی مین حق تعالیٰ کی خوشی چاہتا ہے حق تعالیٰ اوس سے راضی ہوتا ہے اور خلق کو اوس سے راضی کرتا ہے اور جو شخص حق تعالیٰ کی ناخوشی مین خلق کی خوشی چاہتا ہے خدا اوس سے ناراض ہوتا ہے اور خلق کو بھی اوس سے ناراض کرتا ہے ساتوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم یہ سمجھے رہے کہ حکومت خطرناک کام ہے اور خلائق کی حکومت کا کفیل ہونا کچھ آسان بات نہین ہے جو شخص اوسکا حق ادا کرنے کی توفیق پاتا ہے وہ ایسی سعادت کماتا ہے کہ اوس سے بڑھکر کوئی سعادت نہین اور اگر اوسمین کچھ قصور کرتا ہے تو ایسی شقاوت مین پڑتا ہے کہ کفر سے اوترکر ایسی کوئی شقاوت نہین حضرت ابن عباس رضہ نے کہا ہے کہ ایکدن مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ تشریف لائے اور خانہ کعبہ کا حلقہ پکڑا اور حرم مین قریش لوگ حاضر تھے آپنے فرمایا کہ جب تک تین کام کرتے رہین گے تب تک قریش ہی مین سے حکام اور سلاطین ہوتے رہین گے لوگ اگر اونسے مہربانی چاہین تو مہربانی کرین اگر حکم چاہین تو عدل کرین جو اقرار کرین اوسے پورا کرین جو شخص ایسا نکرے خدا کی اور فرشتونکی اور سبکی لعنت اوسپر ہو خدا نہ اوسسے فرض قبول فرماتا ہے نہ سنت تو دیکھنا چاہیے کہ یہ کتنا بڑا گناہ ہے کہ اوسکے سبب سے حق تعالیٰ عبادت قبول نہین کرتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی دو آدمیونمین حکم کرتا ہے اور ظلم کرتا ہے اوسپر خدا کی لعنت ہو اور فرمایا کہ تین آدمی ہین کہ قیامت کے دن اونپر خدا نظر بھی نکریگا ایک سلطان دروغ گو دوسرا بوڑھا زنا کار تیسرا فقیر متکبر اور لاف زن اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا کہ مشرق اور مغرب کا ملک عنقریب تمھین فتح ہوگا اور وہانکے عمال دوزخ مین پڑینگے مگر وہ شخص جو خدا سے ڈرے اور تقویٰ اختیار کرے اور امانت گذارے اور فرمایا ہے کہ جس حاکم کو حق تعالیٰ نے رعیت حوالہ کی ہو وہ اگر دغا کریگا اور شفقت بجا نہ لائیگا تو حق تعالیٰ بہشت کو

اوسپہ حرام کریگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے جسے مسلمانون پر سرداری دی اور اوسنے اونکی ایسی نگہبانی نہ کی جیسی اپنے گھر والونکی کرتا ہے تو اوس سے کہدیگا اپنا ٹھکانا دوزخ مین ڈھونڈھ لے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے دو آدمی میری شفاعت سے محروم رہینگے ایک بادشاہ ظالم دوسرا وہ بدعتی جو دین مین فساد کرکے حد سے گذر جائے اور فرمایا ہے کہ بادشاہ ظالم پر قیامت مین بڑا عذاب ہوگا اور فرمایا ہے کہ پانچ آدمیون سے خدا ناخوش ہے اگر چاہے تو دنیا مین اونپر عذاب کرے ورنہ دوزخ مین تو اونکی جگہ ہووے ہی گی اونمین ایک امیر قوم ہے جو اپنا حق تو اوسنے لے اور اونکی دا نہ دے اور ظلم اونسے نہ موقوف کرے دوسرا وہ رئیس ہے لوگ جسکی اطاعت کرتے ہون اور قوی وضعیف کو یکسان نہ سمجھتا ہو اور طرفداری سے بات کرتا ہو تیسرا وہ شخص ہے جسنے کسی مزدور کو مقرر کیا وہ تو اسکا سب کام پورا کرچکا اور یہ اوسکی مزدوری نہین دیتا چوتھا وہ شخص ہے جو اپنے جورو لڑکون کو خدا کی اطاعت کا حکم نکرے اور دین کی بات اونھین نہ سکھائے اور یہ فکر نہ رکھے کہ اونکو کھانا کہان سے دونگا پانچوان وہ شخص ہے جو مہر کے بارہ مین اپنی جورو پر ظلم کرے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایکدن چاہا کہ جنازہ کی نماز پڑہائین ایک شخص نے آگے بڑہ کر نماز پڑہادی اور جب دفن کرچکے تو اوسکی قبر پر ہاتھ رکھکر کہا کہ بار خدایا اگر اس مردہ پر تو عذاب کرے تو سزاوار ہے کہ تیرا گنہگار ہوگا اور اگر تو رحمت کرے تو وہ تیری رحمت کا محتاج ہے اے مرد اگر تو کبھی امیر تھا نہ نقیب نہ مددگار نہ کاتب نہ تحصیلدار تو ٹھنڈا رہ یہ کہکر وہ شخص نظر سے غائب ہوگیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسے ڈھونڈھو وہ نہ ملا فرمایا کہ حضرت خضر علیہ السلام تھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ [illegible] افسوس ہے امینون پر قیامت مین ایسے ہونگے کہ اپنے گیسو سے آسمان مین لٹکتے رہینگے اور ہرگز عمل نہ کرتے تھے اور فرمایا ہے جسے دس آدمیون پر بھی حکومت ہوتی ہے اوسے قیامت مین دست بستہ لائینگے اگر وہ نیکوکار رہا ہوگا تو رہا کردینگے ورنہ ایک زنجیر اور زیادہ کردینگے امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ افسوس ہے زمین کے حاکم پر آسمان کے حاکم سے اوسدن جب یہ اوسے دیکھیگا مگر یہ کہ داد دی ہو اور حق ادا کیا ہو اور طمع کی خواہش کے موافق حکم نکیا ہو اور قرابت والون کی حمایت نہ کی ہو اور کسی ڈر یا کسی لالچ سے حکم نہ بدلا ہو لیکن خدا کی کتاب کا آئینہ بناکر اپنے پیش نظر رکھکر اوسکے موافق حکم کیا ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن حاکمون کو حاکم الحاکمین کے حضور مین حاضر کرینگے ارشاد ہوگا کہ تم میرے بندون کے چرواہے تھے اور میری زمین کی مملکت کے خزانہ دار تھے میرے حکم سے زیادہ تمنے کسی کو کیون حد ماری اور سزا دی وہ عرض کرینگے کہ اے احکم الحاکمین اس غصہ کے سبب سے کہ اونھون نے تیرے حکم کے خلاف کیا تھا ارشاد ہوگا کہ کیون شاید تمھارا غصہ میرے غصہ سے زیادہ تھا اور دوسرے حاکمون سے استفسار فرمائیگا کہ تمنے میرے حکم سے کم کیون سزا دی وہ عرض کرینگے کہ یا الہ العالمین ہمنے اوسپر رحم کیا ارشاد ہوگا کہ کیون شاید تم مجھسے زیادہ رحیم تھے بعدہ جسنے زیادتی کی تھی اور سختی کی تھی اون دونون کو پکڑینگے اور دوزخ کے کونون کو اونسے بھر دینگے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ مین کسی حاکم کی تعریف نہین کرتا نیک ہو خواہ بد لوگون نے پوچھا اسکا کیا سبب کہا کہ اسکا سبب یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قیامت کے دن سب حاکمون کو لائینگے عادل ہون خواہ ظالم اور صراط پر ٹھہرائینگے حق تعالیٰ صراط کو حکم فرمائیگا کہ ایکبار انھین جھٹک دے جسنے جسنے حکم مین ظلم کیا ہوگا

یا فیصلہ مین رشوت لی ہوگی یا ایک فریق کی بات کان لگاکر سنی ہوگی وہ سب دوزخ مین گر پڑینگے اور ستر برس کے عرصہ مین دوزخ کے اندر گرینگے حتی کہ اپنے ٹھکانے مین پہونچینگے حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام جسبین دل کو نکلے اور جو ملتا اوس سے پوچھتے کہ کیون جی داؤد کی عادتین کیسی ہین ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک مرد کی صورت پر اونکے سامنے آئے حضرت داؤد نے اونسے بھی وہی پوچھا اونھون نے کہا کہ اگر بیت المال سے نہ کھاتا ہو تو سب سے کھاتا ہو تو داؤد نیک مرد ہے حضرت داؤد علیہ السلام اپنی محراب مین گئے اور رو رو کر مناجات کی کہ اے اللہ مجھے کوئی حرفہ سکھادے تاکہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاؤن حق سبحانہ تعالی نے زرہ بنانا اونھین تعلیم فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ اپنی رات کو خود گشت کرتے تھے تاکہ جہان کہین کچھ فساد نظر آئے اوسکا دفعیہ کرین اور فرماتے تھے کہ اگر ایک خارشتی بکری کنارات کے کنارہ لوگ چھوڑ دین اور روز محشر ملین تو مجھے خوف ہے کہ قیامت کے دن مجھسے اس امر کا سوال ہوگا اور باوصف اسکے کہ آپکی احتیاط اس قدر تھی اور آپکا عدل اسدرجہ پر تھا کہ کوئی اوسے نہ پہونچ سکے مگر جب دنیا سے انتقال فرمایا تو حضرت عبداللہ ابن عمر بن العاص رضی اللہ تعالی عنہم کہتے ہین کہ مین نے دعا کی کہ اے اللہ حضرت عمر کو مجھے خواب مین دکھا بارہ برس کے بعد خواب مین دیکھا کہ آپ اوسطرح تشریف لاتے ہین جیسے کوئی غسل کرکے کنگی باندھے ہوتا ہے مین نے پوچھا کہ یا امیر المومنین آپنے حق تعالی کو کیسا پایا فرمایا اے عبداللہ مجھے تمھارے پاس سے آئے ہوئے کتنا عرصہ ہوا ہوگا مین نے کہا بارہ برس کہا اتنک مین حساب مین تھا اگر حق تعالی رحم نہ فرماتا تو یہ ڈر تھا کہ میرا کام تباہ ہوجائیگا بااینہمہ کہ دنیا مین اسباب حکومت مین سے ایک درہ کے سوا آپ پاس کچھ نہ تھا بزرجمہر نے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت مین ایلچی بھیجا کہ آپکی صورت و سیرت دیکھے آوہ ایلچی جب مدینہ منورہ مین پہونچا تو مسلمانون سے پوچھا اَیْنَ الْمَلِکُ یعنی تمھارا بادشاہ کہان ہے مسلمانون نے کہا کہ ہمارا بادشاہ نہین ہمارا امیر ہے ابھی دروازہ کے باہر تشریف لے گیا ایلچی باہر نکلا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھا کہ دھوپ مین سو رہے ہین درہ سر کے نیچے رکھا ہے پیشانی نورانی سے ایسا پسینا بہا ہے کہ زمین تر ہوگئی ہے جب یہ حال دیکھا تو اوسکے دل مین بڑا اثر کیا کہ تمام جہان کے بادشاہ جسکی ہیبت کے سبب سے بیقرار ہین تعجب ہے کہ وہ اس صفت پر ہو پھر عرض کیا کہ یا امیر المومنین آپنے عدل کیا اسوجہ سے بے کھٹکے سوئے اور ہمارا بادشاہ ظلم کرتا ہے تو خواہ نخواہ ہراسان رہتا ہے مین گواہی دیتا ہون کہ تمھارا دین سچا ہے اگر مین ایلچی بنکر نہ آیا ہوتا تو ابھی مسلمان ہوجاتا پھر حاضر ہوکر اسلام سے مشرف ہونگا تو حکومت کے یہ خیطرے ہین اور اسکا علم بڑا ہے حاکم کی سلامتی اسمین ہے کہ ہمیشہ دیندار عالمون کی صحبت رکھے تاکہ وہ اسے عدل و انصاف کی راہ بتائین اور ایسے کام کی فکر رکھین اور دغاباز عالمون سے خدر کرے کہ وہ شیطان ہین آٹھوان قاعدہ یہ ہے کہ ہمیشہ علماے دیندار کی ملاقات کا شائق رہے اور اونکی نصیحت دل سے سنا کرے اور جو عالم دنیا کے لالچی ہین اونکی صحبت سے حذر کرے کہ اوسے فریب دینگے اوسکی تعریف کرینگے اوسکی خوشی چاہین گے تاکہ وہ مردار حرام جو اوسکے ہاتھ مین ہے مکر و حیلہ کرکے کچھ اوسمین سے حاصل کرینگے دیندار عالم وہ ہے جو حاکم سے طمع نہ رکھے اور انصاف سے نہ چوکے کہتے ہین شقیق بلخی رحمہ اللہ تعالی خلیفہ ہارون رشید کے پاس گئے ہارون نے پوچھا کہ اے شقیق کیا تم زاہد ہو کہا مین شقیق ہون زاہد نہین ہون

کہا کچھ مجھے نصیحت کرو جواب دیا کہ خدا نے تجھے حضرت صدیق رضہ کی جگہہ پر بیٹھایا ہے اور جسطرح اونسے صدق چاہتا تھا اوسی طرح تجھسے بھی چاہتا ہے اور حق تعالی نے تجھے جناب فاروق رضہ کی جگہہ پر بیٹھایا ہے اور جسطرح اونسے حق و باطل مین فرق چاہتا تھا اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے اور حضرت عثمان ذی النورین رضہ کی جگہہ پر بیٹھایا ہے جسطرح اونسے شرم و بخشش چاہی تھی اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے اور جناب علی مرتضی رضہ کی جگہہ پر بیٹھایا ہے جسطرح اونسے علم و عدل چاہا تھا اوسیطرح تجھسے بھی چاہتا ہے ہارون رشید نے کہا کہ کچھ اور نصیحت کرو کہا کہ حق تعالی نے ایک گھر بنایا ہے اوسے دوزخ کہتے ہین تجھے اوس مکان کا دربان کیا ہے اور تین چیزین تجھے دیین بیت المال کا مال اور تازیانہ اور حکم فرمایا کہ ان تینون چیزون سے خلائق کو دوزخ سے بچا جو محتاج تیرے پاس آئے اوسے مال سے محروم نہ رکھنا اور جو شخص خدا کی نافرمانی کرے اوسے تازیانہ سے مار اور جو کوئی کسیکو ناحق مار ڈالے اوس مقتول کی اجازت سے قاتل کو بھی تلوار سے مار ڈال اگر یہ نہ کریگا تو دوزخ مین تو سب سے پہلے جائیگا اور اور لوگ تیرے پیچھے آئین گے ہارون رشید نے پھر کہا اور کچھ نصیحت فرمائیے کہا کہ تو چشمہ ہے اور تیرے عمل دنیا مین نہرین ہین چشمہ اگر خود روشن ہوتا ہے تو نہرون کی تیرگی کچھ نقصان نہین کرتی لیکن اگر چشمہ تاریک ہو تو نہرون کی صفائی کی امید نہ رکھنا چاہیے خلیفہ ہارون رشید عباس کے ساتھ جو اوسکے مصاحبون مین سے تھا فضیل عیاض رضی اللہ تعالی عنہ کی خدمت مین جاتا تھا فضیل کے مکان کے دروازے پر جب پہونچا تو وہ قرآن شریف کی یہ آیہ کریمہ پڑہتے تھے اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ہارون رشید نے کہا اگر ہم نصیحت لیا چاہین تو یہ آیہ ہمین کفایت کرتی ہے اس آیہ کے معنی یہ ہین آیا سمجھتے ہین وہ لوگ جنھون نے برے کام کیے ہین یہ کہ ہم اونکو برابر رکھین گے اونکے ساتھہ جو ایمان لائے اور جنھون نے اچھے کام کیے برابر ہے اونکی زندگی اور موت برا حکم تھا جو اونھون نے کیا پھر ہارون رشید نے کہا کہ دروازہ کھٹکھٹاؤ عباس نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ امیر المومنین آیا ہے دروازہ کھولو اونھون نے جواب دیا میرے پاس اوسکا کیا کام ہے کہا کہ امیر المومنین کی اطاعت کرو تب اونھون نے دروازہ کھولا رات کا وقت تھا چراغ ٹھنڈا کر دیا ہارون رشید نے اندھیرے مین ہاتھہ بڑہایا فضیل اپنا ہاتھہ باہر نکالتے تھے ہاتھہ سے ہاتھہ جو ملا تو فضیل نے کہا ایسا نرم اور نازک ہاتھہ اگر دوزخ سے نہ بچے تو افسوس ہے پھر کہا اے امیر المومنین قیامت کے دن خدا کے جواب کے واسطے طیار رہ کہ تجھے ہر ایک مسلمان کے ساتھہ ایک ایک بار بٹھا کر ہر ایک کا انصاف تجھسے چاہے گا ہارون رشید رونے لگا عباس نے کہا اے فضیل خاموش امیر المومنین کو تمنے مار ہی ڈالا فضیل نے کہا اے ہامان تو نے اور تیرے ساتھیون نے اسے ہلاک کر رکھا ہے اور مجھسے کہتا ہے کہ تمنے مار ڈالا ہارون رشید نے کہا کہ مجھے فرعون کے مانند سمجھا سو جہ سے تجھے ہامان کہا پھر ہزار دینار فضیل کے سامنے پیش کیے اور کہا کہ جناب یہ مال حلال ہے کہ میری مانکا مہر ہے فضیل نے کہا کہ مین تجھسے کہے دیتا ہون کہ جو کچھ تو پاس رکھتا ہے اوس سے ہاتھہ کھینچ اور جو اوسکے مالک ہین اونھین پھیر دے اور تو مجھے دیتا ہے پس اونکی خدمت سے اوٹھکر ہارون رشید باہر چلا آیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی نے محمد ابن کعب القرظی سے کہا عدل کی تعریف مجھسے بیان کیجیے فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ جو مسلمان تجھسے چھوٹا ہو اوسکے حق مین بجای پدر کے رہ

اور جو تیرے مثل ہوا وسکا بھائی بنا رہا اور ہر ایک خطاوار کو اوسی ہی سزا دیا کر جو اوسکے قصور اور قوت کے لائق ہو خبردار غضب سے
کسیکو نا یا نہ مارنا ورنہ تیری جگہہ دوزخ مین ہوگی ایک زاہد کسی خلیفہ وقت کے پاس تشریف لیگیا خلیفہ نے عرض کیا کہ
کچھ نصیحت کیجیے اونھون نے کہا مین شہر چین مین گیا تھا وہان کا بادشاہ بہرا ہوگیا تھا بہت روتا تھا اور کہتا تھا کہ مین اسواسطے
نہین روتا ہون کہ میری سماعت جاتی رہی بلکہ اسلیے روتا ہون کہ اگر کوئی مظلوم میرے دروازے پر فریاد کے آئے تو اوسکی فریاد
مین نہ سن سکونگا لیکن میری بصارت باقی ہے منادی کردو کہ جو کوئی دادخواہ ہو وہ سرخ کپڑے پہنے اور [illegible] پر سوار ہو
نکلتا اور جو شخص سرخ کپڑے پہنے نظر آتا اوسے بلا کر اوسکی داد دیتا یا امیرالمومنین یہ بادشاہ کافر تھا اور بندگان خدا پر اسکی یہ مہربانی
تھی تو مسلمان ہے اور اہلبیت رسول مین سے ہے غور کر کہ تیری مہربانی کیسی ہونا چاہیے ابو قلابہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہما اللہ تعالے
کے پاس تشریف لیگئے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آجتک کوئی خلیفہ نہین باقی رہا مگر دو کہا
اور کچھ فرمائیے کہا اب پہلے جو خلیفہ مریگا وہ تو ہوگا کہا اور کچھ ارشاد ہو کہا اگر خدا تیرے ساتھہ رہے تو پھر تجھے کسکا ڈر ہے اگر وہ تیرے
ساتھہ نہ ہے تو تو کسکی پناہ لیگا یہ جوتمنے فرمایا مجھے بس ہے سلیمان عبدالملک خلیفہ تھا ایکدن اوسنے خیال کیا کہ مین نے دنیا مین بہت
اعتقد عیش کی دیکھیے قیامت مین میرا کیا حال ہوا بو حازم جو اوسوقت مین عالم زاہد تھے اونکے پاس کسی کو بھیجا اور یہ التماس کی کہ
جس چیز سے آپ روزہ افطار کرتے ہین اوسمین سے تھوڑی سی مجھے بھیجدیجیے گیہون کی تھوڑی سی بھوسی بھونکر اونھون نے بھیجدی
اور کہلا بھیجا کہ رات کو مین یہی کھایا کرتا ہون سلیمان اوسے دیکھکر بہت رویا اوسکے دل پر بڑی تاثیر ہوئی اور تین روز پے در پے
روزے رکھے اور کچھ نہ کھایا تیسرے دن شام کو اوسی سے روزہ کھولا کہتے ہین کہ اوس رات کو سلیمان عبدالملک نے اپنی بی بی سے جو
صحبت کی تو عبدالعزیز پیدا ہوا اور اوس سے عمر ابن عبدالعزیز جو عدل وانصاف مین امیرالمومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ
کے قدم بقدم تھا پیدا ہوا بزرگون نے کہا ہے کہ یہ اوس نیک نیتی کی برکت تھی کہ اوس کھانے مین سے کھایا تھا خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز
سے لوگون نے پوچھا کہ آپکی توبہ کا کیا سبب تھا کہا کہ مین ایکدن اپنے غلام کو مارتا تھا وہ کہنے لگا کہ میان اوس رات کو یاد کرو جسکی
صبح قیامت قائم ہوگی اوسکی یہ بات میرے دل مین اثر کرگئی کسی بزرگ نے ہارون رشید کو عرفات مین دیکھا کہ ننگے پاؤن ننگے سر
گرم بالو اور پتھر پر کھڑا ہے اور ہاتھہ اوٹھائے ہوئے پکار رہا ہے یا ارحم الراحمین تو تو ہی ہے اور مین مین ہی ہون میرا کام یہ ہے
کہ ہر دم ایک گناہ کرون اور تیرا کام یہ ہے کہ ہر آن تو بخشدیا کر میرے اوپر رحم فرما اوس بزرگ نے کہا کہ دیکھو جبار آسمان و زمین
کے سامنے کیا زاری کرتا ہے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز نے ابو حازم سے کہا مجھے کچھ نصیحت کیجیے اونھون نے فرمایا کہ زمین پر سویا کر تو کو
مرہانے رکھا کر اور یہ جو تو روا رکھتا ہے کہ سوقت موت آتی ہے اوسکا درمیان رکھہ اور جس چیز کو تو روا نہین رکھتا ہے اوس سے
دور رہ اسواسطے کہ ممکن ہے کہ موت نزدیک ہو پس حاکم کو چاہیے کہ ان حکایتون کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھے کہ اور یہ نصیحتین
جو اور حاکمون کی ہین اونسے نصیحت لے اور جس عالم کو دیکھے اوس سے نصیحت چاہے اور جو عالم اونھین دیکھے اوسے چاہیے
کہ اس قسم کی نصیحتین کرے اور حق بات سے درگذر نکرے اگر اونکو غرور دلائیگا اور حق بات نہ کہیگا تو جو مظلمہ دنیا مین ہوگا اوسمین

وہ عالم بھی شریک رہیگا قوانین قاعدہ یہ ہے کہ حاکم فقط اسی پر قناعت نکرے کہ خود ظلم سے دست بردار ہے بلکہ اپنے غلامون اور نوکرون اور نائبون کو بھی مہذب کرے اور اونکے ظلم پر راضی نہوا سواسطے کہ اس سے اسکے ظلم کی بھی پرسش ہوگی امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت ابو موسے اشعری کو جو اونکے عامل تھے نامہ لکھا کہ امابعد بڑا نیکبخت وہ عملدار ہے جس سے رعیت نیک بخت ہو اور بڑا بدبخت وہ عملدار ہے جس سے رعایا بدبخت ہو خبردار فراخ روئی نکرنا کہ تمھارے عمال بھی ایسا ہی کرینگے اوسوقت تمھاری مثال اوس چارپایہ کی ایسی ہوجائیگی جو گھاس دیکھے اور بہت سی کھا جائے تاکہ فربہ ہو اور فربہی اوسکی ہلاکت کا سبب ہو یعنی لوگ اوسے ذبح کرکے کھا جائین توریت مین لکھا ہے کہ بادشاہ کے عامل سے جو ظلم سرزد ہو اور بادشاہ اوسپر چپ ہو رہے وہ ظلم گویا خود بادشاہ نے کیا بادشاہ اوس ظلم پر ماخوذ ہوگا حاکم کو یہ بات جاننا چاہیے کہ کوئی شخص اوس آدمی سے زیادہ نقصان رسیدہ اور زیادان نہوگا جو اپنے دین اور اپنی آخرت کو دون کی دنیا کے واسطے بیچڈالے تمام عامل اور نوکر دنیا حاصل کرنیکے لیے خدمت کرتے ہین اور خلایق کو ولی مالک کی نگاہ مین ناپسندہ کرتے ہین تاکہ اوسے جہنم مین بھیجین اور اپنا مطلب حاصل کرین اور اوس شخص سے زیادہ تیرا دشمن کون ہوگا جو چند درم حاصل کرنیکے واسطے تیری تباہی مین کوشش کرے الغرض جو حاکم اپنے عاملون اور نوکرون اور جورو لڑکون اور غلامون کو عدل پر نہ رکھے گا وہ خود رعایا کا انصاف نہ کرسکے گا اور یہ دعا وہی کرتا ہے جو پہلے اپنے بدن کے اندر عدل کو نگاہ رکھتا ہے اور عدل یہ ہے کہ آدمی ظلم اور غصہ اور خواہش کو عقل پر غالب نکرے تاکہ انکو عقل دین کا قیدی بنائے عقل و دین کو اسیر نکردے اکثر لوگ ایسے ہین کہ عقل کو غضب اور خواہش کا خدمتگار بناتے ہین یہانتک کہ عقل و غضب کے تئین اپنی مراد کو پہونچانے کے واسطے ایک حیلہ ڈھونڈھتے ہین اوسوقت کہتے ہین کہ عقل کی بات یہی ہے حالانکہ ایسا نہین ہے اسواسطے کہ عقل فرشتون کے جوہر سے ہے اور حق تعالی کے لشکر سے ہے اور خواہش اور غصہ ابلیس کے لشکر سے ہے تو جو شخص معاذ اللہ خدا کے لشکر کو ابلیس کے لشکر مین قید کریگا وہ اورون پر کیا عدل کریگا تو آفتاب عدل اول سینہ مین طلوع کرتا ہے بعدہ اوسکا نور گھر والون اور خاص لوگون پر پڑتا ہے پھر اوسکی روشنی رعیت کو پہونچتی ہے اور جو شخص آفتاب کے بغیر شعاع کی امید رکھے گا وہ طلب محال کریگا اے عزیز جان تو کہ عدل کمال عقل سے پیدا ہوتا ہے اور کمال عقل یہ ہے کہ آدمی کامون کو ویسا دیکھے جیسے وہ واقع مین ہین اور کامون کی حقیقت اور باطن کو دیکھے اونکے ظاہر پر فریفتہ نہوجائے مثلاً آدمی جب عدل سے ہاتھ روکے گا تو دنیا کے واسطے ہاتھ روکیگا تو غور کرے کہ دنیا سے اوسے مقصود کیا ہے اگر یہی مقصود ہے کہ کھانا اچھا کھائے تو جان لے کہ مین چارپایہ بصورت آدمی ہون اسواسطے کہ کھانے کی حرص چارپایون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کرتا ہے کہ اچھے کپڑے پہنے تو عورت مرد کی صورت ہے اسلیے کہ آرائش عورتون کا کام ہے اور اگر یہ امر اسواسطے کریگا کہ اپنا غصہ دشمنون پر اوتارے تو درندہ بصورت آدمی ہے کیونکہ غصہ کرنا اور آدمی کے پیچھے پڑنا درندون کا کام ہے اور اگر یہ امر اس غرض سے کریگا کہ لوگ اوسکی خدمت کرین تو جاہل بصورت عاقل ہے اسواسطے کہ اگر عقل رکھتا ہوتا تو یہ جانتا کہ سب خدمتگار اپنے پیٹ اور خواہش اور فرج کی خدمت کرتے ہین اسواسطے کہ اگر ایکدن ہی اونکا یوسیہ نہ دے تو پھر وہ اوسکے گرد بھی نہ پھٹکین تو اوسکی خدمت جو کرتے ہین یہ اوسنے اپنی خواہش کا پھندا بنا رکھا ہے اور وہ بندگی جو کرتے ہین اپنی کرتے ہین اسپر دلیل یہ ہے

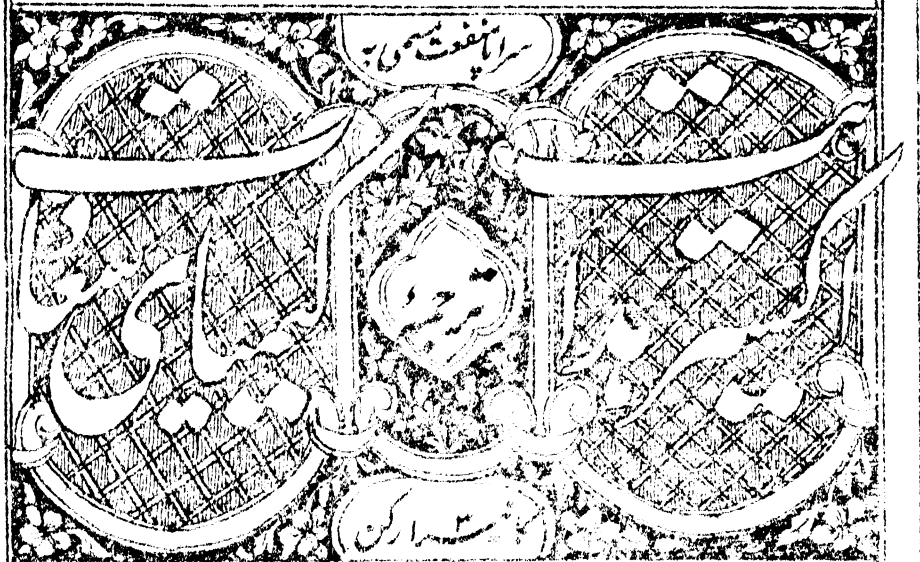
کہ اگر انوا کا سنتے ہین کہ حکومت دوسرکو بلا چاہتی ہے تو اوس سے مُنہ پھیر لیتے ہین اور اوس دوسرکا تقرب ہونڈھتے ہین اور جہان وہ ہوتا ہے وہان بندگی اور خدمت کرتے ہین تو حقیقت مین یہ خدمت کرنا نہین ہے بلکہ اپنے مطلب کا ہے تو عاقل وہ شخص ہے جو کامونکی روح اور حقیقت دیکھے صورت نہ دیکھے اور ان کامونکی حقیقت یہ ہے جو بیان کی گئی جو ایسا نہ سمجھے وہ عاقل نہین اور جو عاقل نہین وہ عادل نہین اور دوزخ اوسکی جگہ ہے اسی سبب سے عقلا سب سعادتون کی سردار ہے دسوان قاعدہ یہ ہے کہ حاکم پر تکبر غالب ہوا سواسطے کہ تکبر کے سبب سے غصہ غالب ہوتا ہے اور انتقام کیطرف بلاتا ہے اور غصہ عقل کو راہ بھلاتا ہے اوسکی آفت اور اوسکا علاج غضب کے بیان واقع رکن مہلکات مین ہم لکھینگے لیکن جب تکبر غالب ہوگیا ہو تو سب کا مونمین عفو کرنیکی رغبت کی کوشش کرے کرم اور بردباری کو اپنا پیشہ کرے اور یہ سمجھے کہ مین اگر یہ پیشہ اختیار کرونگا تو انبیا اولیا صحابہ کے مانند ہوجاؤنگا اور اگر غصہ اوتارنا اپنا پیشہ کرونگا تو ترک اور پہلوان اور بیوقوف لوگ جو درندون اور چارپایونکے مثل ہین داخل ہوجاؤنگا حکایت کرتے ہین کہ ابوجعفر خلیفہ تھا اوس نے ایک خطاوار کے قتل کا حکم دیا مبارک ابن فضالہ رحمۃ اللہ تعالی تشریف رکھتے تھے اونھون نے کہا یا امیرالمومنین پہلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث سُن لے کہا فرمایئے فرمانے لگے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی روایت کرتے ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام خلق کو ایک میدان مین جمع کرینگے تو منادی ندا کریگا کہ جس کسیکو حق سبحانہ تعالی کے سامنے مجال ہو اوٹھے کوئی بھی نہ اوٹھیگا مگر وہ شخص جسنے کسی کی خطا معاف کی ہو پس خلیفہ نے کہا کہ اس خطاوار کو چھوڑ دو مین نے اوسکی خطا معاف کی حاکمونکو اکثر غصہ اسوجہ سے ہوتا ہے کہ کوئی اونسے زباندرازی کرے تو یہی چاہتے ہین کہ اوسے مارڈالین ایسے وقت اونھین وہ بات یاد کرنا چاہیے جو حضرت عیسی علیہ السلام نے حضرت یحیی علی نبینا وعلیہ السلام سے کہی تھی کہ جو کوئی تمھین کچھ کہے اور سچ کہے تو شکر کرو اور اگر جھوٹ کہے تو اور زیادہ شکر کرو کہ تمھاری نامہ اعمال مین تمھاری محنت کے بغیر ایک عمل بڑھا یعنی اوس جھوٹ کہنے والے کی عبادت تمھاری نامہ اعمال مین فرشتے لکھینگے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا کے حضور مین ایک شخص کو لوگون نے کہا کہ وہ بڑا زور آور ہے آپنے فرمایا کہ وہ کیسا آدمی ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ جس سے کشتی لڑتا ہے اوسے گراتا ہے اور سب سے کشتی مین برآتا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زور آور اور جوانمرد وہ شخص ہے جو اپنے غصہ سے برآئے نہ وہ کہ جو کسی کو گرائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین کہ آدمی جب اونھین پہونچتا ہے تو اسکا ایمان کامل ہوتا ہے جب غصہ آئے تو بیجا امر کا قصد نکرے جب خوش ہو تو کسی کی حق سے نہ چوکے جب قادر ہو تو اپنے حق سے زیادہ نہ لے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ کسیکے خلق پر اعتماد نہ کرو تا وقتیکہ غصہ کے وقت اوسے نہ دیکھ لو اور کسیکے دین پر اعتماد نکرو تا وقتیکہ طمع کے وقت اوسے نہ آزما لو حضرت علی بن الحسین رضی اللہ تعالی عنہما ایکدن مسجد جاتے تھے کسینے اونھین گالی دی غلامون نے اوسے مارنیکا قصد کیا آپنے فرمایا کہ اسے جانے دو پھر اوس شخص سے کہا اے عزیز ہمارے جو عیب تجھمے پوشیدہ ہین وہ اس بات سے زیادہ ہین جو تو کہتا ہے بھلا تجھے کچھ حاجت ہے جو ہمارے ہاتھ سے برآئے وہ شخص نہایت شرمندہ ہوا آپ جو کپڑا پہنے ہوئے تھے وہ اوسے خلعت دیا اور ہزار درم دینے کا حکم کیا وہ شخص یہ کہتا ہوا چلا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ یہ بزرگ فرزند رسول ہے اور یہ بھی اون ہی کی حکایت ہے کہ ایک مرتبہ آپنے اپنے غلام کو دو آوازین دین اور اوسنے جواب نہ دیا فرمایا تو سنتا نہین ہے اوسنے کہا مین نے سُنا فرمایا پھر جواب کیون نہ دیا اوسنے کہا کہ آپکے حسن خلق سے مجھے خوف تھا کہ آپ مجھے رنج نہ دیجیے گا آپنے فرمایا کہ حق تعالی کا شکر ہے کہ میرا غلام مجھسے بیخوف تھا اور آپکا ایک غلام تھا

اوسنے بکری کا پاؤن توڑ ڈالا اپنے پوچھنے پر اوسنے جواب دیا کہ مین نے عمداً کیا تاکہ آپکو غصہ لاؤن آپنے فرمایا کہ مین اب اوسی غصہ مین
لاتا ہون جسنے یہ تجھ کیا یعنی شیطان کو اور اوسنے کہا کہ مین نے بکو گالی دی فرمایا تو جا تو برے اور دوزخ کی تہ مین بھی گھاٹی ہے
اگر ایسی گھاٹی کو مین بھرا گیا تو بھی تو سب سے بدتر ہوگا اور اوس سے بھی مین بدتر ہون اور رسول مقبول صلعم
نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قائم اللیل کا مرتبہ پاتا ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ اوسکا نام جبر کرنیوالون کے
دفتر مین لکھا جاتا ہے حالانکہ گھر والونکے سوا اوسکی پرچھوت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اوس دروازہ سے
کوئی شخص دوزخ مین نجائیگا مگر وہ جو خلاف شرع غصہ کرے روایت ہے کہ ابلیس حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے حاضر ہوا اور کہنے لگا
کہ مین آپکو تین باتین سکھاتا ہون تاکہ حق تعالیٰ سے آپ میری مراد مانگین حضرت موسیٰ نے فرمایا وہ کیا تین باتین ہین کہا ایک تو یہ ہے کہ حرارت
غصہ سے حذر کیا کیجیے کہ جو کوئی تیز اور ہلکا ہوتا ہے اوس سے مین ایسا کھیلتا ہون جیسا لڑکے گیند سے کھیلتے ہین دوسری عورتونسے پرہیز کیجیے
اسواسطے کہ مین نے خلق کے لیے جو پھندے بچھائے ہین اونمین سے عورتونکے سوا اور کسی پر مجھے اعتماد نہین تیسری بخل سے بچے رہیے اسلیے
کہ بخیل ہوتا ہے مین اوسکا دین و دنیا دونون تباہ کرتا ہون اور جناب سالت مآب صلعم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر غصہ نکال سکتا ہو اور پھر جائے
مقتعالیٰ اوسکے دل کو امن و ایمان سے بھر دیتا ہے اور جو کوئی بے حق تعالیٰ کے سامنے فروتنی کیلیے لباس فاخر نہین پہنتا ہے حقتعالیٰ اوسی قدرت کرامت
پہناتے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ اوس شخص سے جو غصہ مین آوے اور راہی اوپر خدا کا غصہ ہو جاوے کہ شخص نے رسول مقبول صلعم
سے کہا کہ مجھکو کوئی ایسی بات سکھائیے کہ اوسے یاد رکھون مین جاؤن فرمایا کہ غصہ مین نہ ہوا کر تین بار اوسنے عرض کیا کہ اور فرمایا کہ
اوسنے عرض کی

قل هو للذين آمنوا هدى وشفاء

هادی برحق کا احسان کہ ہادیہ ضلالت کی آوازوں کو صراط مستقیم نجات اخروی پر ہدایت فرمائے

شافی مطلق کی قربان کہ مرض عقائد کی گرفتاروں کو صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ



ارشاد کریم علی ہمت کہ بلانت قدیر کشائش واقع جناب منشی نول کشور صاحب مطابع دامت دولتہ

برکت رشید حکیم بیت الشفائی خاندان والیہ انوار یہ رقیہ قادریہ افتخار علمائے مستند حضرت مولانا محمد فخر الدین احمد قامت برکتہ

تعالیٰ بفضلہ تمام گردید بتاریخ شہر ربیع الثانی سنہ ۱۲۹۰ ہجری مطابق سنہ ۱۸۷۳ عیسوی بمنشی نول کشور مالک مطبع مصطفائی کانپور طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تیسرا رکن

راہ دین مین جو جو کھٹکے کا مقام ہے مہلکات جسکا نام ہے اوسکے بیان مین کہ وہ کیا ہین اور کتنے ہین اور اونکا علاج کسطور سے کرتے ہین + اس رکن کی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل ریاضت نفس اور علاج خلق بد اور تدبیر خلق نیک کے بیان مین - دوسری اصل شہوت فرج و شکم کے علاج اور اندونون کی حرص توڑنے کے بیان مین تیسری اصل بات کرنیکی حرص کے علاج اور زبان کی آفت کے بیان مین چوتھی اصل خشم و حسد کے علاج اور اونکی آفتون کے بیان مین پانچوین اصل محبت دنیا کے علاج کے بیانمین + اور اس بیان مین کہ دنیا کی محبت سب گناہون کی سردار ہے چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور آفت بخل کے بیان مین ساتوین اصل جاہ و حشمت کی محبت اور اوسکی آفت کے بیان مین آٹھوین اصل عبادات مین ریا اور نفاق کے علاج اور اپنی پارسائی ظاہر کرنے کے بیان مین - نوین اصل علاج کبر و عجب کے بیان مین دسوین اصل علاج غرور و غفلت کے بیان مین اخلاق بد کی جڑین یہی ہین اوسکی سب شاخین انہین دس جڑون سے نکلتی ہین جو شخص ان دسون گھاٹیون کو طے کر گیا وہ اخلاق بد کی نجاست سے طہارت باطن بھی حاصل کر چکا اور اوس نے اپنے دلکو اس لائق کر لیا کہ حقائق ایمان مثلاً معرفت محبت توحید توکل وغیرہ سے آراستہ ہو

پہلی اصل نفس کی ریاضت اور خلق بد سے طہارت کے بیان مین

ہم اس اصل مین پہلے خلق نیک کی فضیلت کا ذکر کرینگے پھر اوسکی حقیقت بیان کرینگے کہ کیا ہے پھر یہ بات ظاہر کرینگے

کہ ریاضت سے خلق نیک حاصل کرنا ممکن ہے پھر اوسکا طریقہ سکھائینگے پھر اپنا عیب پہچاننے کی تدبیر بتائینگے پھر علامات خلق نیک لکھینگے پھر طریق پرورش وتادیب اطفال کہینگے پھر مرید کی ریاضت جو ابتدا مین ہوتی ہے اوسکی راہ دکھاوینگے

خلق نیک کی فضیلت اور ثواب کا بیان

ایعزیز از جان اسبات کو جان کہ حق سبحانہ تعالی نے خلق نیک سے سرور انبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی اور فرمایا اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے مجھے بھیجا ہے تاکہ محاسن اخلاق کو پورا کردون اور فرمایا ہے کہ جو چیزین ترازو مین رکہی جائینگی اون سب مین بڑی بہاری چیز خلق نیک ہے ایک شخص رسول مقبول کی خدمت فیض درجت مین حاضر ہوا اور پوچھا کہ یا رسول اللہ دین کیا ہے آپ نے فرمایا کہ نیک خلق وہ دامنے بائین سے آآکر بار بار یہی پوچھتا آپ ہر بار یہی جواب ارشاد فرماتے آخر کو آپ نے فرمایا کہ تو نہین جانتا کہ دین یہ ہے کہ تو غصہ مین نہ آیا کر۔ لوگون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ فاضلترین اعمال کیا ہے فرمایا خلق نیک ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا حضرت مجھے کچھ نصیحت فرمائیے آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو جہان ہو خدا سے ڈر اوسنے عرض کیا اور کچھ فرمائیے فرمایا ہر برائی کے بعد بھلائی کیا کر تاکہ وہ بھلائی اوس برائی کو مٹا دیا کرے اوسنے عرض کیا کہ کچھ اور فرمائیے ارشاد کیا کہ خلق سے خوش خلقی کے ساتھ ملا کر۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے خوشخوئی اور خوبروئی عنایت فرمائی ہے اوسے دوزخ مین نہ ڈالیگا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا حضرت فلانی عورت دن کو روزہ رکہتی ہے رات کو نماز پڑہا کرتی ہے لیکن بدخو ہے پڑوسیونکو زبان سے رنج دیا کرتی ہے فرمایا کہ اوسکی جگہ دوزخ ہے اور فرمایا ہے کہ خوی بد عبادتون کو ایسا تباہ کرتی ہے جیسا سرکہ شہد کو خراب کرتا ہے اور رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم دعا مین یون فرماتے کہ بار خدایا تو نے میری صورت تو اچھی بنائی میری سیرت بھی نیک کردے اور فرماتے کہ بار خدایا صحت وعافیت اور نیک سیرت مجھی عنایت فرما رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا حضرت کیا چیز بہتر ہے جو خداوند کریم بندہ کو عنایت فرمائے آپ نے فرمایا کہ خلق نیک اور فرمایا ہے کہ نیک خلق گناہون کو اسطرح نیست ونابود کردیتا ہے جسطرح آفتاب یخ کو حضرت عبدالرحمن سمرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ کل مینے عجیب دیکھا اپنی امت مین سے ایک مرد کو دیکھا کہ زانو کے بل پڑا تھا اوسکے اور خدا کے درمیان حجاب اور پردہ تھا اوسکے خلق نیک نے اگر حجاب اوٹھا دیا اور اوسے خدا کے حضور پہونچا دیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوی نیک کے سبب سے بندہ صائم الدہر اور قائم اللیل کا درجہ پاتا ہے اور قیامت مین بڑے بڑے درجے پائیگا گو کہ عبادت کم کی ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق بہترین اخلاق تھا ایکدن عورتین آپ کے سامنے شور وغل کرتی تہین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ جو آئے سب بھاگ گئین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ ای دشمنو تم مجھسے تو ڈرتی ہو اور رسول

صلی اللہ علیہ وسلم سے نہین ڈرتین اونہون نے کہا کہ تم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت تیز و تندہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اے ابن خطاب اوس خدا کی قسم جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ ہرگز ایسا نہین ہے کہ شیطان تجھے کسی راہ مین دیکھے اور تیری ہیبت
سے وہ راہ چھوڑکر اور راہ نہ چلا جاے حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ فاسق نیک خو کی صحبت عالم بدخو کی
صحبت سے مجھے بہت پسند ہے حضرت ابن مبارک رضی اللہ تعالی عنہ کا اور ایک بدخو آدمی کا راہ مین سابقہ ہوا جب اوس سے جدا ہوے
تو رونے لگے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون روتے ہین کہا اس سبب سے روتا ہون کہ وہ بیچارہ میرے پاس سے گیا اور وہ خوی بدبھی
اوسیطرح اوسکے ساتھہ گئی اوس سے چھوٹی نہین حضرت کتانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ نیک فاسق صوفی مین ہے جو شخص مجھسے زیادہ نیک خو ہے
وہ مجھسے زیادہ صوفی ہے حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ خوے بد اتنا بڑا گناہ ہے کہ کوئی عبادت اوسی سود مند نہین
ہوتی اور خوے نیک اتنی بڑی عبادت ہے کہ کوئی گناہ اوسی نقصان نہین کرتا **خلق نیک کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو
کہ خلق نیک کی حقیقت اور ماہیت علماے نے بہت طرحسے بیان کی ہے جو جسکے ذہن مین آیا وہ اوسنے کہا لیکن پورا حال نہین بیان کیا
چنانچہ کوئی تو کہتا ہے کہ خلق نیک کی حقیقت و ماہیت کشادہ روئی ہے اور کوئی کہتا ہے کہ لوگونکا بوجھ کھینچنا اور کوئی کہتا ہے کہ بدلا نہ لینا اور اوسکے
مانند جسکو دل مین آیا وہ اوسنے حقیقت خلق نیک کی تعریف کی اور یہ تعریفین خلق نیک کی شاخین ہین اوسکی تمام حقیقت اور ماہیت
نہین ہم اوسکی تمام ماہیت و حقیقت اور تعریف بیان کرتے ہین اسی پر اس بات کو معلوم کرکہ حق تعالی نے آدمیونکو دو چیزون
سے پیدا کیا ہے ایک جسم ہے جسے ظاہر کی آنکھسے دیکھہ سکتے ہین اور ایک جو ہے کہ اوسے چشم عقل سے پہچان سکتے ہین اور انمدونون مین
سے ہر ایک کیواسطے خوبی اور زشتی ہے ایک کو حسن خلق کہتے ہین ایک کو حسن خلق اسیطرح حسن خلق صورت ظاہر سے عبارت ہے اور
حسن خلق صورت باطن سے عبارت ہے اور اسیطرح صورت ظاہر فقط آنکھہ سے دیکھنے یا فقط ذہن سے پہچاننے سے نہین ہوتی تا وقتیکہ
آنکھہ اور ذہن سب اچھے نہون اور ایک دوسرے کے مناسب نہون اسیطرح صورت باطن بھی نہین ہوتی تا وقتیکہ
قوت علم قوت خشم قوت شہوت اور ان تینون قوتون مین اعتدال رکھنے کی قوت لیکن قوت علم سے ہم زیرکی مراد لیتے ہین اسکا بیان
کہ گفتار مین آسانی سے سچ کو جھوٹ سے پہچان لے اور کردار مین نیک کو بد سے جدا کرلے اور اعتقاد مین حق کو باطل سے تمیز کرلے آدمی
مین جب یہ کمال حاصل ہوجاتا ہے تو اوسکے دلمین ہمین سے حکمت پیدا ہوتی ہے جو سب سعادتون کی اصل ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا اور قوت غضب بھلائی اسطور پر ہوتی ہے کہ حکمت اور شرع کی فرمان برداری مین رہے اور اسکے حکم سے
اوٹھے بیٹھے اور قوت شہوت کی بہتری اسطور سے ہے کہ سرکش نہو عقل اور شرع کے حکم سے ہوا کرے اسکی فرمان برداری اوسپر آسان ہو
اور قوت عدل کی خوبی اسطرح پر ہے کہ غضب اور شہوت کو ضبط کری دین اور عقل کے اشارہ پر رکھے غضب کی مثل شکاری کتے کی
سی ہے اور شہوت کی مثل گھوڑے کی مانند اور عقل کی مثل سوار کی سی گھوڑا کبھی سرکش اور بدذات ہوتا ہے کبھی فرمانبردار اور راہ راست
ہوتا ہے اور کتا کبھی ہلا ہوا تابعدار ہوتا ہے اور کبھی بگڑا ہوا خودمختار رہتا ہے اور جب تک کتا ہلا ہوا تابعدار اور گھوڑا راستباز اور فرمانبردار
نہو تب تک سوار کو یہ امید نہین ہوتی کہ شکار مارلیگا بلکہ اپنے ہلاک ہونیکا ڈر رہتا ہے کہ کہین گھوڑا زمین پر نہ گرادے اور کتا اپنے بخاکر

اور عدل کے یہ معنی ہین کہ ان دونونکو عقل اور دین کے حکم مین رکھے کبھی شہوت کو غصہ پر سلط کردے تاکہ اوسکی سرکشی توڑدی اور کبھی غصہ کو شہوت پر تعینات کرے کہ اوسکی حرص کو توڑدے اور جب یہ چارون قوتین اس صفت سے ہوجائین تو یہ نیک خوئی مطلق ہوگی اور اگر ان مین سے بعض نیک ہون تو نیکخوئی مطلق نہوگی جسطرح کسی شخص کا دہن تو اچھا ہو آنکھہ بری ہو یا آنکھہ تو بھی ہو ناک بری ہو تو خوبروئی مطلق نہوگی اسی عزیز جانتو کہ ان مین سے جب ہر ایک قوت زشت ہو تو بُرے خلق اور بُرے کام اوس سے پیدا ہوتی ہین اور ہر ایک کی برائی دو وجہ سے ہوتی ہے ایک اوس زیادتی سے جو حد سے گذر جائے دوسرے اوس کمی سے جو ناقص ہو جب علم کی قوت حد سے بڑہ جائے اور اوسے برے کامونمین صرف کرین تو اوس سے مکاری اور سبکدانی پیدا ہوگی اور جب ناقص ہوجائے تو ابلہی اور حماقت ہویدا ہوگی اور جب معتدل ہو تو اوس سے اچھی تدبیر اور رای درست اور فکر صائب اور ٹھیک فراست پیدا ہوگی اور قوت غضبی اگر حد سے بڑہ جائے تو اوسے تہور کہتے ہین اور گھٹ جائے تو اوسے بزدلی اور بیہمتی کہتے ہین اور اگر اعتدال پر ہے نہ بہت ہو نہ کم تو اوسے شجاعت کہتے ہین اور شجاعت سے کرم اور عالی ہمتی اور دلیری اور حلم اور بردباری اور آہستگی اور غصہ پی جانا اور اسکی مثل خلق پیدا ہوتی ہین اور تھوڑسی کمی بیشی سے عجب لاف زنی پہلوانی اپنے تئین خطرناک کامونمین ڈالنا اور اسکے مثل عادتین پیدا ہوتی ہین اور بزدلی سے اپنے تئین ذلیل رکھنا بیچارگی خوشامد مذلت پیدا ہوتی ہے اور قوت شہوت اگر افراط سے ہو تو اوسے حرص کہتے ہین اور اوس سے شوخی بیحیائی بیمروتی ناپاکی ڈاہ امیرون سے ذلت کمینون فقیرونکو حقیر جاننا اور اسکے مثل بری عادتین پیدا ہوتی ہین اور اگر کم ہو تو اوس سے سستی نامردی بیقراری پیدا ہوتی ہے اور اگر معتدل ہو تو اوسے عفت کہتے ہین اوس سے شرم قناعت سہل گیری صبر ظرافت موافقت پیدا ہوتی ہے ان قوتونمین سے ہر ایک کی دو کنارے ہین وہ بری اور ناپسندیدہ ہین اور اونکا وسط نیک اور پسندیدہ ہے اور دونون کنارون مین وہ وسط بال سے زیادہ باریک ہے اور صراط مستقیم وہی وسط ہے اور باریکی مین صراط آخرت کے مثل ہے جو اس صراط مستقیم پر سیدہا جاتا ہے وہ فردای قیامت کو اوس صراط پر بی خوف رہیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ہر خلق مین وسط کا حکم فرمایا اور دونون کنارون سے منع کیا اور ارشاد فرمایا وَالَّذِينَ إِذَا أَنفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَقْتُرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَٰلِكَ قَوَامًا یعنی اون لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو نفقہ دینی مین نہ اسراف کرتے ہین نہ تنگی بلکہ وسط پر ٹھہر جاتے ہین حقتعالے نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم نہ اتنا ہاتہ بند کرو کہ کچھہ نہ دو نہ دفعۃ اسقدر ہاتہہ کھولدو کہ سب دیڈالو اور محتاج ہوجاؤ تو العزیز جان لو کہ نیک خوئی المطلق وہ ہوتی ہے جسمین یہ سب معنی معتدل اور ٹھیک ہون جسطرح خوبروئی المطلق وہ ہوتی ہے کہ آدمی کے سب اعضا ٹھیک اور اچھے ہون تو اس لحاظ سے خلق کی چار گروہ ہین ایک وہ کہ جسے یہ سب صفتین بدرجہ کمال حاصل ہون اور یہ کمال مرتبہ کی نیکخوئی ہوتی ہے سب لوگونکو ایسے آدمی کی پیروی کرنا چاہیے اور یہ کمال کسیکو نہین ہوا ہے مگر سلطان الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو جسطرح حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوات والسلام اپنے زمانی مین خوبروی مطلق تھے دوسرا وہ کہ جسمین یہ سب صفتین کمال درجہ بری ہون اور وہ بدخوی مطلق ہوتا ہے اوسے لوگونکے درمیان سے نکال دینا چاہیے کہ وہ شیطان کی صورت پاس رہتا ہے اسواسطے کہ شیطان نہایت زشت ہے اور شیطان کی برائی یہی ہے کہ اوسکا باطن اور اوسکے صفات واخلاق بری ہین تیسرا وہ کہ اندونون درجون کے بیچ مین ہو

لیکن اچھائی سے بہت نزدیک ہو چھاوہ کہ اندونون درجونکے بیچ بیچ ہو مگر برائی سے نزدیک تر ہو جیسا خوبصورتی مین کمال خوبی اور کمال زشتی کمتر ہوتی ہے اکثر وسط کا مرتبہ ہوا کرتا ہے ویسا ہی نیک سیرتی کا حال ہے تو ہر ایک کو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ اگر کمال درجے کو نہ پہونچے لیکن کمال درجے سے نزدیکتر ہو جائے اور اگر اوسکے سب اخلاق اچھے ہون بھلا تھوڑے یا بہت تو اچھے ہو جائین اور جسطرح خوبرونی اور زشت روئی مین فرق کی کچھ نہایت نہین اوسیطرح نیکدلی اور بددلی اور خوش خلقی اور بدخلقی کا بھی حال ہے خلق نیک کے پورے پورے معنے یہ ہین اور یہ نہ ایک چیز ہے نہ دس سو بلکہ بیشمار ہین لیکن علم غضب شہوت عدل کی قوت انکی جڑ ہے باقی سب اونکی شاخین ہین فصل اس بیان مین کہ اچھے اخلاق پیدا کرنا ممکن ہے اعزیز جاننا چاہیے کہ بعضے لوگون نے کہا ہے کہ جسطرح ظاہری صورت جیسی حق تعالی نے پیدا کردی ہے ویسی ہی رہتی ہے بدلتی نہین کیونکہ کسی حکمت سے ٹھنگنا قد لمبا نہین ہو سکتا اور لمبا قد ٹھنگنا نہین ہو سکتا اور اچھی صورت بری نہین ہو سکتی اور بری صورت اچھی نہین ہو سکتی اوسیطرح اخلاق جو باطن کی صورت ہین وہ بھی نہین بدلتے اور کہنا خطا ہے اسواسطے کہ اگر ایسا ہوتا تو ادب دینا ریاضت کرنا پند دینا اچھی نصیحت کرنا سب باطل ہوتا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حَسِّنُوْا اَخْلَاقَکُمْ یعنی اپنی عادتونکو نیک کرو اور یہ امر کیونکر محال ہوگا کہ محنت دیکر جانورسے بھی سرکشی چھوڑا سکتے ہین اور وحشی جانور کو بھی ہلا سکتے ہین حالانکہ صورت ظاہری پر اسکا قیاس باطل ہے اسواسطے کہ سب کام دو قسم پر ہین بعضے وہ ہین جنمین آدمی کے اختیار کو دخل نہین جیسے چھوہارے کی گٹھلی سے سیب کا درخت نہین پیدا کر سکتا لیکن چھوہارے کا درخت پرورش اور نگہداشت کرکے پیدا کر سکتے ہین اسیطرح غصے اور شہوت کی جڑ اپنے اختیار سے آدمی کے دل سے بالکل اوکھاڑ پھینکنا اگرچہ ممکن نہین ہے لیکن ریاضت اور مشقت سے غصے اور شہوت کو معتدل پیدا کرنا ممکن ہے اور اسکا ممکن ہونا تجربہ سے معلوم ہے لیکن بعضے لوگونکے حق مین بہت دشوار ہوتا ہے اور اوسکی دشواری دو سبب سے ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اصل خلقت ہی مین غصہ اور شہوت بہت قوی ہو دوسرے یہ کہ آدمی نے بہت بچپن سے اونکی اطاعت کی ہو جسکی وہ قوی ہو گئی ہون اور اس بات مین خلائق کے چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی سادہ دل ہو کہ ہنوز نیک کو بد سے نہ پہچانتا ہو اور اچھے برے کامونکی عادت نہ ڈالی ہو اپنی پہلی ہی خلقت پر ہو یہ نقش پذیر ہوتا ہے اور جلدی صلاحیت قبول کرتا ہے لیکن اوسے ایسے شخص کی حاجت ہوتی ہے جو اوسے تعلیم کرے اور بری اخلاق کی آفتین اوس سے بیان کرے اور اوسے ہدایت کرے اور سب لڑکے ابتدا خلقت مین ایسے ہوتے ہین انکے ماں باپ انکے راہبر ہین انہین دنیا کا لالچی کر دیتے ہین اور انکو انکے حال پر چھوڑ دیتے ہین حتی کہ وہ جسطرح چاہتے ہین زندگی بسر کرتے ہین انکے دین کی حفاظت ماں باپ کرتے ہے اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی نے ہنوز برا اعتقاد نکیا ہو لیکن غضب اور شہوت کی تابعداری کی مدت تک خوگر ہو گیا ہو مگر یہ جانتا ہو کہ یہ ناکردنی ہے اوسکا اوپر لانا مشکل کام ہے اوسے دو چیزونکی حاجت ہے ایک یہ کہ خوی فاسد اوس سے دور کرین دوسری یہ کہ صلاحیت کا بیج اوسمین بوئین لیکن اگر خود اوسمین جد و جہد پیدا ہو جائے تو جلدی ہی صلاحیت پر آجائیگا اور بری عادت چھوڑ دیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی برائی کا خوگر ہو گیا ہو اور یہ جانتا بھی نہین کہ یہ امر نہ کرنا چاہیے بلکہ اوسکی نگاہ مین وہ برا کام اچھا معلوم ہو گیا ہو ایسا آدمی بہت کم صلاحیت پر آتا ہے چوتھا درجہ یہ ہے کہ باوجود برائی کے آدمی اوس بد کام پر فخر کرے اور جانے کہ یہ برا کام ہے جسطرح لوگ لاف زنی

کرتے ہین کہ جسنے اتنے آدمیونکو قتل کیا اور اتنی شراب پی یہ امر علاج پذیر نہین ہوتا مگر کیسیعادت آسمانی اوسپر نزول فرمائی کہ وہ اوسے چھوڑ کر راہ پر آجائے علاج کے طریقہ کا بیان اے عزیز جانتو کہ جو شخص کسی بری خلق کو چھوڑا چاہے اوسکا ایک طریقہ ہے کہ وہ خلق اوسسے جو کچھ حکم کرے وہ اوس حکم کے خلاف کرے کیونکہ مخالفت کے سوا اور کوئی چیز خواہش کو نہین توڑتی اور ہر چیز کو اوسکا ضد بتوڑتا ہے جسطرح کہ جو بیماری گرمی سے ہو سرد چیز کھانا اوسکا علاج ہے تو جو علت غصے سے پیدا ہو بردباری اوسکا علاج ہے اور جو علت تکبر سے پیدا ہو فروتنی اوسکا علاج ہے اور جو بخل سے پیدا ہو مال خرچ کرنا اوسکا علاج ہے اور سب اسیطرح پر ہین تو جو شخص نیک کامون کی عادت ڈالیگا اوسمین اخلاق نیک پیدا ہونگے اور شرع نے جو نیک کامونکا حکم فرمایا ہے اوسکا یہی سبب ہے کہ نیک صفت کیطرف دل کا پھرنا اوسکا مقصود ہے اور آدمی تکلف سے جب کسی چیز کی عادت ڈالتا ہے تو وہی اوسکی طبیعت ہوجاتی ہے جسطرح ابتدا مین لڑکا مکتب خانے اور تعلیم سے بھاگتا ہے جب اوسپر زبردستی بھیجا کرین تو اوسکی عادت اور طبیعت ہوجاتی ہے اور جب بڑا ہوتا ہے تو تمام مزا اوسے علم ہی مین آتا ہے اور وہ اوسے چھوڑ نہین سکتا بلکہ جو شخص کبوتر اوڑانے اور شطرنج یا اور جوا کھیلنے کی عادت ڈالتا ہے تو وہ اوسکی ایسی طبیعت اور سرشت ہوجاتی ہے کہ وہ اوسکی تمام راحتین اور جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اوسی مین صرف کر ڈالتا ہے اور اوسسے دست بردار نہین ہوتا بلکہ بہت سی چیزین جو طبیعت کے خلاف ہوتی ہین وہ عادت کے سبب سے موافق ہوجاتی ہین حتی کہ بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ چوری کے سبب سے بید کھانے اور ہاتھ کٹوانے پر صبر کرنے کا فخر کرتے ہین اور پیشہ ور جو کہ اونکا کام ذلیل ہے مگر پیشہ ور پر باہم فخر کرتے ہین بلکہ کوئی شخص حجامون اور خاکروبون کو دیکھے تو وہ بھی اپنے اپنے کام مین ایک دوسرے پر ایسا فخر کرتی ہین جیسے علما اور سلاطین اور یہ سب عادت کا نتیجہ ہے بلکہ جو شخص مٹی کھانے کی عادت ڈالتا ہے اوسکا یہ حال ہوجاتا ہے کہ پھر مٹی سے صبر نہین کرتا اور بیماری اور ہلاکت کے خطرے پر صبر کرتا ہے تو جو چیز خلاف طبیعت ہے وہ عادت کے سبب سے موافق طبع ہوجاتی ہے تو جو چیز طبیعت کو موافق ہو اور دل کے واسطے ایسی ہے جیسے بدن کے واسطے کھانا پینا وہ بطریق اولے عادت کے سبب سے حاصل ہوگی اور خدا کی معرفت اور اطاعت کرنا اور عقبی اور خواہش کو زیر دست کرلینا آدمی کا مقتضائے طبع ہو اسواسطے کہ وہ فرشتونکی اصل سے ہے اور یہی اوسکی غذا ہے اور ان چیزونکے خلاف کی طرف جو اوسے رغبت ہو وہ اس سبب سے ہے کہ وہ بیمار ہوگیا ہو یا اوسکے نزدیک اوسکی غذا بری ہوگئی ہو اور جو بیمار ہوتا ہے کھانے سے دشمنی رکھتا ہے اور جو چیز اوسے مضر ہو اوسکا لالچی ہوجاتا ہے تو جو شخص خدا کی معرفت اور اطاعت کے سوا اور کسی چیز کو زیادہ دوست رکھتا ہو اوسکا دل بیمار ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے فی قلوبھم مرض اور فرمایا ہے الا من اتی اللہ بقلب سلیم اور جسطرح بیمار کو نکو اس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اوسیطرح بیمار دلکو اوس جہان مین ہلاکت کا خطرہ ہے اور جسطرح بیمار کو سلامتی کی امید ہے اسکی نہین ہوتی کہ طبیب کے حکم کی جو جب اپنے نفس کے خلاف کرے دوا مین کہا ہے اسیطرح دلکو بھی سمجھ جو دلون کا طبیب ہے اوسکو کہنے کے بموجب خواہش نفسانی کی مخالفت کرنیکی سو سلامتی حاصل کرنیکی اور کچھ تدبیر نہین ہے غرضکہ بیمار کا علاج اور دل کا صلاح دونون کی ایک ہی ہے اور جسطرح گرمی کے لئے مروی اور سردی کے لئے گرمی موافق آتی ہے اسیطرح جس شخص پر مرض تکبر غالب ہو وہ زبردستی فروتنی کرنے سے شفا پائیگا اور اگر فروتنی اتنی غالب کرخست کے مرتبہ کو پہونچ گئی ہو تو تکبر اختیار کرنے سے اوسے شفا ہوگی پس اے عزیز جانو کہ نیک اخلاق کی تین سبب ہین ایک تو اصل خلقت ہے یہ خدا کا محض فضل اور بڑی عنایت ہے کہ کسیکو اصل خلقت مین نیک پیدا کرے دوسرا حق اور صحیح دین پیدا کیا

اولی دوم بیماری ہونا ۱۲

اور ایسا اکثر ہوتا ہے دوسرا یہ کہ تکلف سے نیک کام کرنا اختیار کرے حتی کہ اوسے نیک کامون کی عادت ہو جائے تیسرا یہ کہ کچھ لوگونکو نیک افعال اور خوش اخلاق دیکھے اور اونسے صحبت کہی تو خواہ نخواہ اوسکی طبیعت اون صفتونکو اختیار کرتی ہے گو کہ اوس سے بیخبر ہو اور جس شخص کو یہ تینون سعادتین حاصل ہون یعنی اصل خلقت مین بہی نیک ہو اور نیک مذہبون سے صحبت بہی رکہی اور نیک کامون کی عادت بہی ڈالے وہ شخص سعادت مین کمال کے درجہ پر ہوتا ہے اور جس شخص کو حق تعالی ان تینون سعادتون سے محروم کہتا ہے کہ وہ اصل مین بہی ناقص ہو اور بُرے لوگونکی صحبت بہی رکہے اور برے کامونکی عادت بہی ڈالے وہ بہی کمال کے مرتبہ پر ہوتا ہے مگر شقاوت مین اور ان مین بہت سے درجے ہین کہ بعضونکو حاصل ہوتے ہین اور بعضونکو نہین اور ہر شخص کی سعادت اور شقاوت اونکی مقدار پر ہوتی ہے فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ **فصل** اے عزیز جانتو کہ عمل ہونے تو اعضای ظاہری سے ہین لیکن مقصود اونسے اوول کا پہر نا ہے اسواسطے کہ اوس عالم کو سفر دل ہی کریگا تو دل ہی کو صاحب جمال اور صاحب کمال ہونا چاہیے تاکہ درگاہ الٰہی کے قابل ہو اور آئینہ کیطرح سیدہا اور صاف اور بی زنگ ہو تاکہ اوسمین ملکوت کی صورت دکہائی دی اور ایسا جمال دیکہے کہ جس بہشت کی صفت سی ہے وہ اوسکے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہو جائے اگرچہ اوس عالم مین بدن کو بہی حصہ نصیب ہوگا لیکن دل اصل ہے اور بدن اوسکا تابع ہے اور جانتو کہ دل اور ہے اور بدن اور اسواسطے کہ دل عالم ملکوت سی ہے اور بدن عالم شہادت سی ہے اور یہ مضمون عنوان کتاب مین بہا گیا ہے لیکن اگرچہ بدن دلسے جدا ہے مگر دلکو اوسکے ساتھ علاقہ ہے کہ جو نیک عمل بدنسے ہوتا ہے دلمین ایک نور پیدا کرتا ہے اور جو برا عمل بدن کرتا ہے دلمین ظلمت پیدا ہوتی ہے وہ نور تخم سعادت ہوتا ہے اور یہ ظلمت تخم شقاوت ہوتی ہے اسی علاقے کے سبب سے آدمیکو اس عالم مین لائے ہین تاکہ اس بدنسے ایسا پھندا اور آلہ بنائے کہ اوسے صفت کمال حاصل ہو جا کی اسی عزیز جانتو کہ کتابت صفت تو دلکی ہے لیکن کتابت کرنا انگلیونسے علاقہ رکہتا ہے اگر کوئی شخص چاہے کہ میرا خط اچہا ہو تو اسکی یہ تدبیر ہے کہ تکلف سی اچہا خط لکہے حتی کہ اچہا خط اوسکے دلمین نقش ہو جائے جب نقش ہو گیا تو اوسکی انگلیان اوس صورت کو دلسے لیکر لکہنے لگین اسیطرح نیک کام سے دل نیک خلق پکڑتا ہے اور جب نیک خلق دلکی صفت ہو گئی تو کام اوس خلق کی صفت پر ہو جاتے ہین پس تکلف سی نیک اعمال کرنا سب سعادتون کی ابتدا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ دل نیک صفت حاصل کرتا ہے تب اوسکا نور پہر باہر آتا ہے اور جو نیک اعمال پہلے تکلف سی ہوتے تہے اب طبیعت اور رغبت سی کرنے لگتا ہے اور اسکا سرہ علاقہ ہے جو دل اور بدن مین ہے کہ بدن دلمین اثر کرتا ہے اور دل بدنمین اسیواسطے جو فعل مین غفلت سے ہوتا ہے وہ حقیر و ناچیز ہے کیونکہ دل تو اوس سے غافل رہتا ہے **فصل** اے عزیز جانتو کہ جس بیمار کو سرد یسی بیماری ہوا سے یہ چاہیے کہ گرم چیز جتنے پائی کہا جائے اسواسطے کہ شاید گرمیسے بہی کوئی مرض ہو جائے بلکہ اوسکی استعمال کیواسطے کانٹا بانٹ مقرر ہے کہ اوسکے دونکا لحاظ رکہنا چاہیے اور یہ سمجہنا چاہیے کہ مقصود یہ ہے کہ مزاج معتدل ہو جائے نہ گرمیکی طرف جہکے نہ سردی کی طرف جب مزاج حد اعتدال کو پہونچ گیا تو علاج چہوڑ دی اوس اعتدال کی حفاظت کرنیکی کوشش کرے اور معتدل چیزین کہائے اسیطرح سب اخلاق بہی دو طرفین اور ایک وسط رکہتے ہین ایک طرف مذموم ہے اور ایک محمود اور وسط معتدل ہے یہی اعتدال مقصود ہوتا ہے مثلاً بخیل سے مال دینے کو ہم اوسوقت تک کہین جسوقت تک مال دینا اوسپر آسان ہو نہ اسقدر کہ اسراف کی حد کو پہونچ جائے اسواسطے کہ اسراف بہی مذموم ہے جسطرح علاج بدن کی ترازو

علم طب ہی اوسیطرح علاج دلکی ترازو علم شرع ہے تو آدمیکو ایسا ہونا چاہیے کہ شرع جو کچھہ دینے کا حکم فرمائے اوسکا دینا اوسپر آسان ہو اوسے رکھہ چھوڑنے اور اوسمین بخل کرنیکی خواہش نہو اور جس چیز کے رکھہ چھوڑنیکا شرع حکم فرمائے اوسکے دینکی خواہش نہو تاکہ حد اعتدال پر ہے اور اگر اوسمین اس تعمیل حکم شرع کی خواہش اور رغبت نہین ہے مگر تکلف سے کرتا ہے تو ابھی بیمار ہے لیکن محمود ہے کہ تکلف سے دوا کھاتا ہے کیونکہ یہ تکلف اوسکی سرشت ہوجانیکی راہ ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کا حکم خوشی سے بجالاؤ اگر نہو سکے تو جبر سے بجالاؤ کہ اوسمین جبر کرنے مین بھی بہت نیکی ہے اے عزیز جانتو کہ جو تکلف سے مال دیتا ہے وہ سخی نہین ہے بلکہ سخی وہ ہے جسے مال دینا آسان ہو اور جو شخص تکلف سے مال رکھہ چھوڑے وہ بخیل نہین بلکہ بخیل وہ ہے کہ مال رکھہ چھوڑنا جسکی طبیعت اور سرشت ہو تو چاہیے کہ تکلف دور ہوجائے اور سب اخلاق ملکہ ہوجائین بلکہ کمال خلق یہ ہے کہ آدمی اپنی باگ شرع کے ہاتھہ مین دیدے اور شرع کی تابعداری اوسپر آسان ہوجائے اور اوسکے دلمین کچھہ جھگڑا نہ باقی رہے جیساکہ حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہے فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ یعنی ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان لوگونکا ایمان اوسوقت پورا ہوگا کہ اپنی لڑائی مین تمکو اپنا حاکم بنائین اور دلونمین کچھہ گرانی اور تنگی تمہارے حکم سے نہو اسمین ایک بھید ہے ہرچند اس کتاب مین وہ بھید بیان کرنیکی گنجایش نہین لیکن اشارۃً کچھہ بیان کیا جاتا ہے اے عزیز جانتو کہ آدمی کی سعادت یہ ہے کہ ملائکہ کی صفت پر ہوجائے اسواسطے کہ وہ اون ہی کی اصل سے ہے اور اس عالم مین مسافر ہے اور عالم ملائکہ اوسکا معدن ہے اور جو اجنبی صفت یہانسے لیجائیگا وہ اوسے ملائکہ کی موافقت سے دور رکھے گی تو چاہیے کہ جب وہان جائے تو ملائکہ ہی کی صفت پر ہو یہانسے کوئی اجنبی صفت اپنے ساتھہ نہ لیجائے اور جس شخص کو مال رکھہ چھوڑنے کی حرص ہے وہ مال کے ساتھہ مشغول ہے اور جسکو مال خرچ کرنے کی حرص ہے وہ بھی مال کے ساتھہ مشغول ہے اور جو شخص تکبر کا حریص ہے وہ خلق کے ساتھہ مشغول ہے اور ملائکہ نہ مال کے ساتھہ مشغول ہین نہ خلق کے ساتھہ بلکہ حضرت الہیت کے عشق کے سوا اور کسی چیز کی طرف خود التفات ہی نہین کرتے تو مال اور خلق سے آدمی کے دل کا رشتہ تعلق ٹوٹا رہنا چاہیے تاکہ اونسے بالکل پاک ہوجائے اور جس صفت سے آدمیکا خالی ہونا ممکن نہین تو چاہیے کہ اوسکے وسط پر ٹھہرے تاکہ من وجہ گویا دونون طرفون سے خالی رہے جسطرح پانی گرمی اور سردی سے خالی نہین جب معتدل اور تازہ سا ہو تو وہ گویا دونون سے خالی ہی تو ہر صفت مین وسط اور اعتدال کا جو حکم ہے وہ اسی بھید کیواسطے ہے تو دلپر نظر رکھنا چاہیے تاکہ سب سے ٹوٹے اور حق تعالی مین جڑے جیساکہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُلِ اللَّهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ بلکہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت خود یہی ہے اور چونکہ یہ ممکن نہین کہ آدمی تمام آلایش سے پاک ہو اسواسطے ارشاد فرمایا وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا تو اس بیان سے معلوم ہوا کہ سب ریاضتونکی نہایت اور سب مشقتون کی غایت اور مقصود یہ ہے کہ آدمی تو سیدھا مرتبہ کو پہونچ جائے جس اوسکو دیکھے اور اوسکو یاد آوے اوسکی بندگی کرے اوسکے سوا اور کسی چیز کی دلمین خواہش ہی نہ باقی رہے اور جب ایسا ہوجائے تو خلق نیک حاصل ہوگیا بلکہ بشریت سے گذر کر حقیقت کو پہونچ گیا **فصل** اے عزیز جانتو کہ ریاضت بظاہر مشکل کام اور بہت کٹھن ہے بلکہ جان کندن ہے لیکن اگر طبیب استاد ہو اور اچھی دوا یاد ہو تو ریاضت بہت ہی آسان ہوجاتی ہے اور طبیب یعنی مرشد کا لطف یہ ہے کہ مرید کو پہلی ہی درجہ مین حقیقت حق کیطرف نہ بلائے کہ وہ اوسکی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ اگر لڑکے سے کہین کہ مکتب کو جا تاکہ ریاضت

پاتو وہ خود ریاست ہی نہین جانتا کہ کیسی ہوتی ہے مگر اوس سے یہ کہنا چاہیے کہ مکتب جا کر شاہ کو ہم تجھ گیند و گڈا کھیلنے کو دینگے یا لال بیا پیر کو اللہ طی مول دینگے تاکہ اوسکے لالچ مین جائے جب لڑکا بڑا ہو جاوے تو اوسے اچھے کپڑے اور زیبایش کی ترغیب دلائی تاکہ وہ کھیل سے باز آئے جب اور بڑا ہو تو اوسکو سرداری اور ریاست کا وعدہ دے اور کہے کہ میان ریشمی کپڑے پہنا عورتون کا کام ہے جب اور بڑا ہو تو اوسے کہے کہ سرداری اور ریاست ہی اصل چیز ہے مرنیسے سب جاتی رہتی ہے تب اوسی پادشاہی جاوید کیطرف بلائے تو مرید شاید کہ ابتدا مین کمال خلوص پر قادر نہو تو اوسے یہ اجازت دینا چاہیے کہ ہتیار ریاضت کرو تاکہ لوگ تمہین اچھا جانین تاکہ ریا کی آرزو مین پیٹے اور مال کا لالچ اوس سے چھوٹ جائے جب اوس سے فارغ ہوا اور اوسمین کچھ رعونت پیدا ہو تب رعونت کا لالچ اوس سے اسطرح چھوڑائے کہ اوس سے فرمائے کہ بازار مین گدائی کیا کر جب اوسسے اس گدائی مین مقبولیت پیدا ہو تو اوس سے بھی منع کرے اور ذلیل خدمتون مین مشغول کرے جیسے پاخانہ وغیرہ صاف کرنا اسطرح جو صفت اوسمین پیدا ہوتی جائے اوسکا بتدریج علاج کرتا رہے سب ایکہی بار نہ حکم کر دے کہ وہ اوسکی تاب نہ لاسکیگا یا اور نکلنا اسکی لالچ مین سب رنج و محنت اوٹھا سکیگا کہ ان سب صفتونکی مثال سانپ بچھو کی ایسی ہے اور ریا کی مثال اژدہے کے مانند ہے کہ سبونکو نگل جاتا ہے اور سب بری صفتونکے بعد جو صفت صد یقو نسے جاتی ہے وہ یہی ہے

نفس کے عیب اور دل کی بیماری پہچاننے کی تدبیر کا بیان

یعزیز جانتو کہ تندرستی اور ہاتھ پاؤن آنکھ وغیرہ کی صحت اسی سے معلوم ہوتی ہے کہ جسسے جسواسطے پیدا کیا ہے اوسپر بخوبی قادر ہو مثلاً آنکھ بخوبی دیکھے پاؤن بخوبی چلے اسیطرح دل کی درستی اور صحت اس سے معلوم ہوگی کہ جو اوسکی خاصیت ہے اور اوسے جسواسطے پیدا کیا ہے وہ اوسپر آسان ہو اور جو اصل خلقت مین دل کی طبیعت ہے اوسے دوست رکھتا ہو اور یہ امر دو چیزون سے ظاہر ہوتا ہے ایک ارادت سے اور ایک قدرت سے ارادت تو یہ ہے کہ کسی چیز کو حقتعالے سے زیادہ دوست نرکھے کیونکہ خدا کی معرفت دل کی غذا ہے جیسے کھانا بدن کی غذا ہے اور جسن بدنسے کھانیکی خواہش بالکل جاتی رہے یا کم ہو جائے وہ بیمار ہے اور جسدل سے حقتعالی کی معرفت اور محبت بالکل جاتی رہی یا کم ہو گئی وہ دل بھی بیمار ہے اسیواسطے حقتعالی نے ارشاد فرمایا قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ الایہ یعنی اگر مان باپ لڑکے بالون مال تجارت عشیرت قرابت کو اور جو کچھ رکھتے ہو اوسے خدا و رسول اور خدا کی راہ مین لڑنے سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو ٹھہرو جبتک کہ خدا کا حکم آپہنچے اور تم دیکھ لو اور قدرت یہ ہے کہ حق تعالی کی فرمان برداری اوسپر آسان ہو گئی ہو یہ حالت نہ ہو کہ اپنے اوپر جبر کرکے اپنے تئین اوسمین مشغول رکھے بلکہ خود اوسکی لذت اور ذوق پیدا ہو گیا ہو جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ تو جب جو کوئی یہ مضمون اپنے مین نہ پائے تو بیماری دل کی یہ صحیح علامت اور صریح دلیل ہے اوس شخص کو علاج مین مشغول ہونا چاہیے اور شاید اپنے تئین پہچانے کہ مین اس بری صفت پہون یا شاید نہ پہچانے کیونکہ آدمی اپنے عیب مین اندھا ہوتا ہے آدمی اپنے عیب چار طریق سے جان سکتا ہے ایک تو یہ کہ مرشد کامل کی خدمت مین جا بیٹھے تاکہ وہ مرشد اوس شخص کو دیکھے اور اوسکے عیب اوس سے کہدے اور یہ امر اس زمانہ مین نادر ہے دوسرا طریق یہ ہے کہ کسی مہربان دوست کو اپنا نگہبان بنائے کہ وہ چکنی چکنی باتین بنا کر اوسکا عیب چھپائے نہین اور حسد کی راہ سے اوسکا عیب بڑھائے نہین اور یہ بات بھی اس زمانے مین کم ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ سے لوگون نے کہا کہ آپ لوگون مین کیون نہین بیٹھتے فرمایا کہ مین ایسے لوگون مین بیٹھکر کیا کرون

جو میرا عیب مجھ سے چھپائین تیسرا طریق یہ ہے کہ اپنے حق مین دشمن کی بات سنی کہ دشمن کی نگاہ بالکل عیب پر پڑتی ہے اگرچہ دشمنی کی وجہ سے وہ مبالغہ کریگا لیکن اوسکا کلام سچ سچ بات سے تو خالی نہوگا چوتھا طریق یہ ہے کہ لوگون کو دیکھا کرے جو عیب اور کسی مین دیکھے خود اوس عیب سے پرہیز کرے اور اپنے اوپر یہ گمان کرے کہ مین بھی ایسا ہی ہون حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ آپکو یہ ادب کسنے سکھایا فرمایا کسینے نہین لیکن جو بات مینے کسی مین بری دیکھی اوس سے حذر کیا عزیز جانو کہ جو شخص بڑا احمق ہوتا ہے وہ اپنے حق مین بہت نیک گمان رکھتا ہے اور جو عقلمند ہوتا ہے وہ اپنے ساتھہ بہت بدگمان رہتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقون کا بھید تمسے کہا ہے مجھمین تمنے کیا آثار نفاق دیکھے تو ہر ایک کو اپنے عیب ڈھونڈھنا چاہیے کہ جو ہماری نجانیگا علاج نکر سکیگا اور سب علاج مخالفت شہوت سے ہوتے ہین جیسا کہ حقتعالے ارشاد فرماتا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب جہاد سے پھر کر آئے تو صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ ہم چھوٹے جہاد سے آئے یا بڑے جہاد سے صحابہ نے عرض کیا کہ بڑا جہاد کیا ہے فرمایا جہاد نفس اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اپنے رب کو اپنے نفس سے باز رکھہ اور خدا کی نافرمانی مین اوسکی خواہش اوسے نہ دے کہ فردای قیامت کو تیرے ساتھہ خصومت کرے اور تجھپر لعنت کرے حتی کہ تیرے سب اعضا ایک دوسرے کو لعنت کرین حضرت حسن بصری قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی منہ زور جانور ایسے لگام دینے مین نفس سے زیادہ اولے تر نہین حضرت سری سقطی قدس سرہ فرماتے ہین کہ اخروٹ شہد مین ڈبو کر کھانیکو چاہتے ہین بس سے میرا نفس چاہتا ہے ابتک مینے نہین کہا یا حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کہتے ہین کہ کوہ لگام مین مین جاتا تھا وہان بہت سے انار دیکھے انار کی آرزو میرے دلمین پیدا ہوئی ایک انار توڑا بہت کھٹا تھا اوسے وہین چھوڑا اور چلا ایک مرد کو دیکھا کہ پڑا ہوا ہے اور زنبور اوسے گھیرے ہوئے کاٹ رہی ہین مینے کہا السلام علیکم اوسنے جواب دیا وعلیک السلام یا ابراہیم مینے کہا کہ ای شخص تونے مجھے کیونکر پہچانا اوسنے جواب دیا کہ جو شخص خدا کو پہچانتا ہے اوسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی ہے مینے کہا کہ ای شخص مین دیکھتا ہون کہ تو خدا کے ساتھہ بڑی نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ حقتعالی ان زنبورون کو تجھسے باز رکھے اوس شخص نے جواب دیا کہ تو بھی تو حقتعالی کے ساتھہ نسبت رکھتا ہے کیون نہین دعا کرتا کہ انار کی خواہش تجھسے دفع کرے کہ خواہش انار کا گمان اوس جہان نہین ہوگا اور زنبور کا رنج اسی جہان نہین ہے عزیز جانو کہ انار اگرچہ مباح ہے لیکن اہل احتیاط سمجھتے ہین کہ حلال و حرام کی خواہش ایک ہی ہے اگر نفس پر خواہش حلال کا سد باب نکریگا اور ضرورت کی حدون پر اکتفا نکریگا تو نفس تجھسے حرام طلب کریگا اس سبب سے اونہون نے مباح چیزون کی خواہش کا بھی دروازہ اپنے اوپر بند کر لیا ہے تاکہ خواہش حرام کے ہاتھہ سے نجات پائین جیسا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین پڑ جانیکے خوف سے مین ستر بار حلال سے ہاتھہ کھینچتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ نفس جب مباح چیزون سے مزا پاتا ہے تو دنیا کی محبت پیدا ہو جاتی ہے اور دل اوس سے اٹک جاتا ہے دنیا اوسکی بہشت ہو جاتی ہے موت اوسپر دشوار ہو جاتی ہے فرط مسرت اور غفلت دلمین پیدا ہو جاتی ہے اگر ذکر اور مناجات کرتا بھی ہے تو اوسکی حلاوت اور لذت نہین پاتا اگر مباح چیزون سے نفس کو روکے تو شکستہ اور ملول ہوتا ہے دنیا سے نفرت کرتا ہے آخرت کی نعمتون کا شوق پیدا ہوتا ہے

رنج اور تنگدستی کیوقت ایک تسبیح دل مین اتنا اثر کرتی ہے جتنا خوشی اور آسایش کیوقت ستر تسبیحین بھی اثر نہین کرتین نفس کی مثال باز کی
ایسی ہے کہ باز کو اسطرح ادب دیتے ہین کہ اوسے گھر مین لاتے ہین اور اوسکی آنکھین سیتے ہین تاکہ جو کچھ گھر مین ہے اوسکا خوگر نہو پھر تھوڑا
تھوڑا گوشت اوسے دیتے ہین تاکہ باز دار سے ہلجائے اور اوسکا مطیع ہوجاے اسیطرح نفس کو حق سبحانہ تعالی کے ساتھہ انس نہین پیدا ہوتا تاوقتیکہ
تو اوسکی سب عادتین نہ چھوڑاے اور آنکھہ کان زبان بند نکرے اور گوشہ تنہائی اور بھوک اور خاموشی اور بیخوابی سے اوسے محنت نہدے اور یہ تینون
ابتدا مین نفس پر دشوار ہوتی ہین جیسا دودھ چھوڑنا اوسیوقت بچے پر دشوار ہوتا ہی چند دنون کے بعد ایسا ہوجاتا ہی کہ اگر اوسے زبردستی دیا جاے
تو بھی نہین پی سکتا۔ اے عزیز جانو کہ ریاضت اسطرح ہوتی ہے کہ جس چیز سے جو شخص بہت خوش ہوتا ہے اوسے چھوڑدے اور جو چیز اوسپر
بہت غالب ہو اوسکی خلاف کرے تو جاہ و حشمت مین جسکی خوشی ہو وہ اوسے ترک کردی اور مال کے سبب سے جسکی خوشی ہو وہ مال خرچ
کردالی اسیطرح جس شخص کیواسطے حقتعالی کی محبت کیسوا کوئی محل آسایش و آرام ہو اوسے اپنے سے زبردستی جدا کردی اور اوسیکا ملازم ہو
جو ہمیشہ اوسکے ساتھہ رہیگا اور جس چیز کو موت کے سبب سے بیچبوری رخصت کریگا اوسے قصداً خود ہی چھوڑدے اوسکے ساتھہ خدا ہی ہیگا جیسی
حضرت داؤد علی نبینا و علیہ الصلوۃ و السلام پر وحی بھیجی تھی کہ ای داؤد مین ہی تیرا ساتھی ہون تو میرا ہی رفیق رہ اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے میرے درون مین یہ پھوکا کہ اَحْبِبْ مَا اَحْبَبْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ یعنی دنیا کی جس چیز کو چاہے
دوست کہ دنیا کی سب چیزین تجھسے چھوٹ جائین گی **خلق نیک کی علامت کا بیان** اے عزیز جانو کہ خلق نیک کی علامتین
وہ ہین جو حقتعالی قرآن شریف مین مسلمانون کی صفت مین ارشاد فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ آخر تک
اور اس آیہ مین فرمایا کہ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ اور یہ جو فرمایا کہ وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا یہ مسلمانون کی صفتین
اور خلق نیک کی علامتین ہین اور جو کچھہ منافقون کی علامتین بیان فرمائی ہین وہ خوی بد کی علامت ہی جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مسلمان کا مطلب نماز و روزہ اور عبادت ہوتا ہی اور منافق کا مطلب جانورون کیطرح کھانا پینا ہوتا ہے حاتم اصم رحمۃ اللہ
تعالی نے کہا ہی کہ مسلمان فکر اور عبرت مین مشغول رہتا ہے اور منافق حرص اور آرزو مین مسلمان خدا کیسوا سب سے بیخوف رہتا ہی اور منافق
خدا کیسوا سب سے ڈرتا رہتا ہے مسلمان خدا کیسوا سب سے نا امید رہتا ہی اور منافق خدا کیسوا سب سے امیدوار رہتا ہی مسلمان مال کو دین پر صدقہ
کرتا ہے اور منافق دین کو مال پر فدا کرتا ہے مسلمان عبادت کرتا ہے اور روتا ہے اور منافق گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے مسلمان تنہائی اور خلوت
کو دوست رکھتا ہے اور منافق ازدحام اور لوگون کی صحبت کو دوست رکھتا ہے مسلمان جوتا بوتا ہے اور ڈرتا ہے کہ شاید کھیت نہ کاٹنے پاؤن اور منافق
نہ بوتا ہی اور امید رکھتا ہے کہ کاٹکر گھر لیجاؤنگا بزرگون نے کہا ہے کہ نیکخوئی یہ ہی کہ آدمی شرمگین کم سخن کم رنج سچا صلاحیت
والا بہت عبادت کرنیوالا کم چینی والا فضول امر کم کرنیوالا اسکا خیرخواہ سبکی حقین نیک کردار صاحب وقار شفیق و ہیبا بڑا انصاف کرنیوالا
شاکر بردبار نرم دل رفیق ہاتھہ کھینچنیوالا کم طمع ہو گالی دی نہ لعنت کرے نہ سخن چینی کرے نہ غیبت سخن کہے نہ جلد بازی کرے نہ حسد اور لوبھ
رکھو کشادہ پیشانی شیرین زبان رہے اوسکی دوستی اور دشمنی اور خفگی اور خوشی خدا ہی کیواسطے ہو اے عزیز جانو کہ خلق نیک اکثر بردباری سے ظاہر
ہوتا ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کافرون نے بہت ستایا اور دندان مبارک شہید کرڈالا آپ نے فرمایا بار خدایا انپر رحم کر کہ یہ جانتے نہین

حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ صحرا مین جاتے تھے ایک لشکری ملا پوچھنے لگا تو بندہ ہے فرمایا ہان کہا بتا آبادی کہان ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ نے قبرستان بتا دیا اوسنے کہا کہ مین آبادی ڈہونڈھتا ہون فرمایا آبادی اسی جگہہ ہے لشکری نے ایک لاٹھی آپکے سر پر ماری خون بہنے لگا اور آپکو شہر مین پکڑ لایا جب لوگون نے دیکہا تو لشکری سے کہا او احمق یہ حضرت ابراہیم ادہم ہین بڑی یارسا لشکری گہوڑی پر سے اوتر پڑا اور پاؤن پر بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ نے یہ کیون کہا کہ مین بندہ ہون فرمایا اس سبب سے کہ مین بندہ خدا ہون اوسنے عرض کیا کہ مجہے معاف کیجیے فرمایا تجہے معاف کر دیا جبکہ تو نے میرا سر توڑا تہا مینے تیرے واسطے دعا کی تہی لوگون نے پوچہا کیون فرمایا اسواسطے کہ مینے جانا تہا کہ مجہے اوسکے سبب سے ثواب ہوگا مینے چاہا کہ تجہے تو اوسکے سبب بہلائی نصیب ہو اور اوسی میرے سبب سے برائی ملے حضرت ابو عثمان حیری قدس سرہ کی کسینہ دعوت کی اور آپکے تئین آزمانا اوسے مقصود تہا جب آپ اوسکی دروازے پر پہونچے تو اوسنے اندر نجانے دیا اور کہا کہ اب کچہہ بہی کہانا نہین باقی ہے آپ پلٹ چلے جب تہوڑی دور چلے آئے تو وہ شخص پہر آیا اور آپکو بلایا پہر جب آپ دروازے پر پہونچے تو اندر نجانے دیا اور وہی کہا کہ کچہہ نہین باقی ہے کئی بار ایسا ہی کیا جب آپ کو بلاتا آپ تشریف لیجاتے جب جواب دیتا پلٹ آتے آخر کو یہ بات عرض کی کہ ای شیخ مین آپ کو آزماتا تہا آپ خوش اخلاق ہین فرمایا کہ یہ جو تو نے مجہسے دیکہا یہ تو کتے کا خلق ہے کہ جب اوسی بلاؤ دوڑا آتا ہے جب ہنکاؤ بہاگ جاتا ہے اسکی کیا حقیقت ہے ایکدن کسی شخص نے چہت پر سے طشت پہر راکہہ شیخ موصوف کے سر پر ڈالدی آپ نے کپڑے جہاڑ ڈالے اور خدا کا شکر کیا لوگون نے پوچہا آپ نے شکر کیون کیا فرمایا جو شخص آگ کے قابل ہوا وسپر یہ راکہہ ڈالین تو شکر کا مقام ہے حضرت علی ابن موسی رضا علیہ السلام کا رنگ بہت سانولا تہا اور آپ کے دروازے پر نیشاپور مین ایک حمام تہا جب آپ حمام مین جاتے تو لوگ حمام خالی کر دیتے ایکدن حمام خالی کر دیا گیا آپ اندر تشریف لیگئے اور حمامی غافل ہو گیا ایک گنوار حمام مین گھس گیا آپکو دیکہا سمجہا کہ حمام کے خادمون مین سے کوئی ہندو ہے آپ سے کہنے لگا اوٹہہ پانی لا آپ پانی لائے کہا اوٹہہ مٹی لا آپ اوٹہہ مٹی بہی لے آئے اسیطرح آپسے ایک ایک کام کا حکم کرتا آپ بجا لاتے جب حمامی آیا اور گنوار کی آواز سنی کہ یہ باتین کر رہا ہے توڑ کے ماری بہاگ گیا جب آپ باہر نکلے تو لوگون نے عرض کیا کہ اس امر کے خوف سے حمامی بہاگ گیا ہے فرمایا اوس سے کہدو کہ تو نہ بہاگ تو اوسکا ہی جسنے فرزند کا تخم کالی لونڈی کے رحم مین بویا تہا اور نسی ایک بزرگ تہی ایک گبرو نے کپڑے سلواتا اور ہر بار کہوٹہ روپیہ سلائی دیتا وہ لیتے ایک مرتبہ وہ خود نہ تہی شاگرد نے کہوٹا روپیہ نہ لیا جب آئی تو شاگرد سے کہا کہ تو نے یہ امر کیون کیا کہ برسون گذر گئے وہ میرے ساتھہ یہی معاملہ کرتا ہے اور مینے کبہی بہی سپر ظاہر نہین کیا اور ہمیشہ اس خیال سے لیا کیا کہ اس کہوٹے روپے سے اور کسی مسلمان کو نہ فریب دے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ جب کہین جاتی تو لڑکے پتہر مارتے آپ کہتے کہ میان لڑکو چہوٹے پتہر مارو کہ میرا یا ون نہ ٹوٹ جائے ورنہ مین نماز کو نہ کہڑا ہو سکونگا حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ تعالی کو کوئی شخص گالیان دیتا ہوا اونکے ساتہہ ساتہہ چلا وہ چپ تہے جب اپنے مقام کے قریب پہونچے جہان اونکے عزیز قریب تہے تو کہڑے ہو رہے اور اوس سے کہا کہ بہی اگر کچہہ گالیان باقی ہون تو وہ بہی دیدو اسواسطے اگر میری قوم کے لوگ گالیان دیتے سن پائینگے تو تمہین ستائینگے ایک عورت نے حضرت مالک ابن دینار کو کہا ای ریاکار اونہون نے فرمایا کہ ای نیکبخت بصرہ کے لوگون نے میرا نام گم کر دیا تہا تو نے ڈہونڈہ نکالا کمال حسن خلق کے علامت یہ ہے جو یہ بزرگ لوگ رکہتے تہے اور یہ اون لوگون کی صفت ہے جو ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین صفات بشریت سے بالکل پاک کر چکے ہون اور حق تعالی کے سوا کسیکو نہین دیکہتے اور جواہ

دیکھتے ہین اوسی سے دیکھتے ہین جو شخص اس صفت سے موصوف نہوا وسے اپنی نسبت نیک خوئی کا گمان اور عزہ نہ کرنا چاہیے واللہ اعلم

لڑکون کی پرورش کا بیان عزیز جانتو کہ فرزندان باپ کے ہاتھہ مین ایک امانت ہے اور اوسکا دل پاک گوہر نفیس کے مانند ہے سوم کیطرح نقش پذیر ہے اور سب نقشون سے خالی ہے اور زمین پاک کی مثل ہے کہ جو تخم تو اوسمین بوئیگا اوگے گا اگر نیکی کا تخم بوئیگا تو لڑکا دین دنیا کی سعادت کو پہونچے گا اور مان باپ اور معلم اوسکے ثواب مین شریک رہین گے اگر نیکی کا تخم نہ بوئیگا تو لڑکا بدبخت ہوئیگا اور جو فعل اوس سے سرزد ہونگے اوسمین مان باپ اور معلم بھی شریک رہین گے اسواسطے کہ حقتعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ قوا انفسکم واھلیکم نارا اور آتش دنیا کی نسبت آتش دوزخ سے لڑکے کو بچانا بہت ضرور ہے اور اوسکو آتش دوزخ سے بچانا بانیطور ہوتا ہے کہ اوسی باادب رکھو اور نیک اخلاق سکھاؤ اور بد اخلاقی سے بچاؤ کہ صحبت بد سے سب ایمانون کی جڑ پڑتی ہے اور اوسے اچھے کھانے پہننے کا خوگر نہ کرے کہ اگر خوگر ہوجائیگا تو اوسکے بعد صبر نہ کریگا اور اچھے کھانے کپڑے کی تلاش مین تمام عمر ضائع کریگا بلکہ ابتدا ہی مین یہ کوشش کرنا چاہیے کہ جو عورت لڑکے کو دودھ پلائے صالحہ اور خوش خلق اور حلال کی کھانیوالی ہو اسواسطے کہ انا کی خوی بد لڑکے مین سرایت کرتی ہے اور جو دودھ کہ حرام سے حاصل ہوتا ہے وہ پلید ہے جب لڑکے کا گوشت پوست اوس سے پیدا ہوگا تو اوسکی طبیعت مین اوسکے ساتھہ مناسبت پیدا ہوگی کہ وہ مناسبت جو انیکی بعد ظاہر ہوگی جب لڑکے کی زبان کھلے تو چاہیے کہ پہلے اللہ کا نام لے اور اللہ کا نام پہلے سی اوسے سکھانا چاہیے اور جب ایسا ہوا کہ بعضی چیز مانگے سے شرماتا ہے تو یہ شرمانا بشارت ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ نور عقل اوسپر پڑا اور عقل شحنہ شرم کو اوسپر تعینات کرتی ہے کہ بری باتون پہ شرم اوسے خجالت دیتی ہے اور لڑکے مین پہلے کھانیکی خواہش پیدا ہوتی ہے تو کھانیکے آداب اوسی سکھانا چاہیے تاکہ داہنے ہاتھہ سے کھائے بسم اللہ کہے جلدی نہ کھائے اور خوب چبائے اور دون کے نوالون پر نظر نہ دوڑائے اپنے سامنے سے لقمہ اوٹھائے جب تک ایک نوالہ اوتار نہ لے تب تک دوسرے نوالے کیواسطے ہاتھہ نہ بڑھائے باندا اور کپڑا زیادہ کبھی کبھی اوسے روکھی روٹی دینا چاہیے تاکہ ہمیشہ سالن وغیرہ کا عادی نہوجائے اور بہت کھانیکو اوسکی نگاہ مین بڑا نہ سمجھے اور کہے کہ بہت کھانا جانورونکا اور احمقونکا کام ہے اور جو لڑکے بہت کھاتے ہین اوسکے سامنے اونکا عیب بیان کرے اور جو لڑکا باادب ہو اوسکی تعریف کرے تاکہ اوسکو بھی اپنی تعریف کرانیکا شوق ہو اور وہ بھی ایسا ہی کیا کرے سفید کپڑے اوسکی نگاہ مین اچھے ٹھہرادے ریشمی اور رنگین کپڑے کی برائی اوسکے دلمین جمادے اور کہے کہ میان ریشمی اور رنگین کپڑے پہننا رنڈیون اور لونڈونکا کام ہے اور اپنے تئین بنانا سنوارنا ہیجڑون اور زنانون کا شیوہ ہے مردونکا کام نہین جو لڑکے خوش غذا اور خوش لباس ہون اونکی سنگت مین اوسے نہ پڑنے دے جتنے کہ یہ اونہین دیکھنے بھی نہ پائے کہ وہ اسکی خرابی کا سبب ہونگے اسواسطے کہ یہ اگر اونہین دیکھیگا تو خود بھی اچھے کھانے پہننے کی آرزو کریگا اور بری صحبت سی اوسے نگاہ رکھے کیونکہ جب لڑکے کو بری صحبت سی لوگ نگاہ نہین رکھتے وہ شوخ بیحیا چور جھوٹا گستاخ بیباک ہوجاتا ہے اور مدت تک یہ باتین اوس سے نہین چھوٹتین جب مکتب مین بٹھائے تو قرآن پڑہائے پھر صالح اور پرہیزگار لوگون کی حکایتون مین اور صحابہ اور بزرگان سلف کی عادتون مین اوسے مشغول کرے اور اسواسطے اوسی ہرگز نہ چھوڑنا چاہیے کہ جن اشعار وغیرہ مین عشق کی باتین اور عورتون کی تعریف ہو اونمین مشغول ہوجائے اور ایسے معلم اور ادیب سی اوسے محفوظ رکھنا چاہیے جو کہتا ہو کہ اس قسم کے اشعار وغیرہ سے طبیعت تیز ہوتی ہے کہ وہ ادیب نہین ہے بلکہ شیطان ہے کہ برائیکا تخم اوسکے دلمین بوئیگا جب لڑکا نیک کام کرے اور نیک عادت اوسمین

پیدا ہو تو اوسپر اوسکی تعریف نکرے اور جس چیز سے وہ خوش ہوتا ہو وہ اوسے دے اور لوگونکے سامنے اوسکی تعریف کرے لڑکا اگر کوئی خطا کرے تو دو ایک بار انجان بنجائے تاکہ وہ گالیان کھانے اور خفگی کی باتین اوڈھانیکا عادی نہو جائے خصوصاً جب وہ چھپا کر کوئی خطا کرے اسواسطے کہ اگر اوس سے بہت کہا جائیگا تو وہ اوس خطا پر دلیر ہو جائیگا اور کھلم کھلا خطا کرنے لگے گا اور جب بار بار خطا کرے تو اکیلا چھپا کر نصیحت کرے اور کہے کہ خبردار ایسا نکرنا کوئی تیری یہ خطا نہ جاننے پائے ورنہ لوگون مین تو فضیحت ہوگا اور لوگ تجھے کچھ بھی نہ سمجھینگے باپ کو چاہیے کہ اپنی عظمت اوسکے ساتھہ نگاہ رکھے اور مان کو چاہیے کہ باپ سے اوسے ڈرایا کرے ڈنکوا اوسے نہ سونے دینا چاہیے ورنہ کاہل ہو جائیگا اور رات کو اوسے نرم بچھونے پر نہ سولائے تاکہ وہ اوسکا بدن مضبوط اور قوی ہو تمام دنمین گھڑی بھر اوسے کھیل کی اجازت دینا چاہیے تاکہ چاق ہو جائے اور اس اور تنگدل نہ رہے کہ اس سے بدخوئی پیدا ہوتی ہے اور دل اندھا ہو جاتا ہے اور اوسے سکھانا چاہیے کہ ریاکاری سے فروتنی کیا کرے اور لڑکون پر فخر اور لاف زنی نکیا کرے لڑکون سے کچھ لے نہین بلکہ اونہین کچھ کچھ دیا کرے لڑکے سے کہنا چاہیے کہ وہ کسی سے کچھ لے لینا فقیرون اور بی ہمت لوگونکا کام ہے اور اس امر کی اجازت ہرگز نہ دینا چاہیے کہ کسی سے نقد یا جنس لینے کی خواہش کرے کہ اس سے خراب ہوگا اور بڑے کامونمین پڑ جائیگا اور اوسے سکھانا چاہیے کہ لوگون کے سامنے نہ تھوکا کرے نہ ناک چھنکا کرے اور لوگون کی طرف پیٹھہ کرکے نہ بیٹھا کرے ادب کے ساتھہ بیٹھا کرے اور ٹہنڈی کے نیچے ہاتھہ دیکر نہ بیٹھا کرے کہ یہ کاہلی کی علامت ہے اور بہت بکا نکرے اور قسم ہرگز نہ کھایا کرے جب تک کوئی کچھہ پوچھے نہین از خود بات نکرے اور جو اوس سے بڑا ہو اوسکی عظمت کیا کرے اوسکے آگے نہ چلا کرے فحش اور لعنت سے زبان کو بچائے رکھے اوس سے کہدینا چاہیے کہ میان جب اوستاد مار کرے تو جزع فزع نہ کیا کرو اور سفارش لیجایا کرو صبر کیا کرو مردون ہی کا کام تحمل کرنا ہے لونڈیون اور عورتونکا کام رونا چلانا ہے جب لڑکا سات برس کا ہو تو اوسے نرمی طہارت اور نماز پڑھنے کا حکم کرے جب دس برس کا ہو اور کچھہ قصور کرے تو اوسے مارے اور ادب دے چوری حرام خوری اور جھوٹی گواہی کرنے سے اوسکے نزدیک بڑا مرادے اور ہمیشہ ان چیزون کی برائی کیا کرے جب اسطرح لڑکے کو پرورش کرین اور وہ جوان ہو تو ان آداب کو اوسپر کمے تاکہ اوسمین اثر کرین پھر اوس سے کہے کہ کھانا کھانیسے مقصود یہ ہے کہ بندہ کو خدا کی عبادت کرنیکی قوت حاصل ہو اور دنیا سے زاد آخرت لے تاکہ مقصود یہ ہے کہ دنیا کسیکے ساتھہ نہین رہتی اور موت جھٹ پٹ اچانک آجاتی ہے اور عقلمند وہی شخص ہے جو دنیا سے زاد آخرت لے تاکہ بہشت مین جائے اور حقتعالی اوس سے خوش ہو اور دوزخ کا حال اوس سے کہنا شروع کرے اور کامون کا ثواب و عذاب اوس پر کہے جب ابتدا ہی سے اوسے ادب کے ساتھہ پرورش کرینگے تو یہ باتین پتھر کی لیکھہ ہو جائینگی اور اگر پہلے سے اوسے اپنے حال پر چھوڑ دیا تو ایسی ہونگی جیسے دیوار سے خاک جھڑ جاتی ہے حضرت سہل تستری فرماتے ہین کہ مین تین برس کا تھا میرے ماموں محمد ابن سوار نماز پڑھتے تھے مین اونہین دیکھتا تھا ایک بار اونہون نے مجھہ سے کہا کہ بیٹا جس خدا نے تجھے پیدا کیا ہے تو اوسے یاد نہین کرتا مینے کہا کہ ماموں مین کیونکر یاد کرون کہا کہ تو جب تو بچھونے پر سوتا ہی تین بار دلسے کہہ لیا کر زبان سے نہین کہ خدا میرے ساتھہ ہی خدا میری طرف دیکھتا ہے خدا مجھے دیکھتا ہے کئی شب مینے یون کہا پھر اونہون نے فرمایا کہ ہر شب سات بار کہا کر پھر فرمایا کہ ہر شب گیارہ دفعہ کہا کر مین کہا کرتا تھا پھر میرے دلمین اوسکی حلاوت پیدا ہوئی جب ایک سال گذرا تو اونہون نے فرمایا کہ مینے جو کچھہ تجھسے کہا تھا وہ تمام عمر یاد رکھنا حتی کہ تجھہ مین

والدین کہ شغل دونون جہان مین تیرا دستگیر ہوگا کبھی تک مین یون ہی کہتا رہا تھی کہ اوسکی حلاوت میری دماغ مین پیدا ہوئی
پھر اکیدن مامون نے کہا کہ خدا جس شخص کے ساتھ رہتا ہو اور جسکی طرف دیکھا کرتا ہو اور جسکو دیکھا کرتا ہو وہ شخص خدا کا گناہ نہین کرتا
خبردار کبھی گناہ نہ کرنا کہ وہ تجھے دیکھتا ہی پھر مینے معلم کے پاس بھیجا میرا دل گھبرایا کرتا مینے کہا کہ گھڑی بھر کے لئے روز مجھے بھیجا کرو زیادہ
نہین حتی کہ مینے قرآن شریف پڑھا اوسوقت مین سات برس کا تھا جب مین دس برس کا ہوا تو ہیم روزی رکھتا اور جو کی روٹی کھاتا
کہ بارہ برس کا ہوا تیرہوین برس ایک مسئلہ میرے دلمین آیا مینے کہا کہ مجھے بصرہ مین بھیجدو تاکہ مین وہان جاکر پوچھون غرضکہ وہان گیا
اور سب عالمونسے پوچھا کسی نے اوس مسئلے کو حل نہ کیا اور ایک بڑے عالم کا پتا بتایا مین وہان گیا اون بزرگ نے اوس مسئلے کو حل کردیا
مدت تک مین اونکی خدمت مین رہا پھر تستر یعنی اپنے وطن مین پھر آیا ایکدرم کے جو مول لیتا اور اوسکی روکھی روٹی سے روزہ کھولتا دال
سالن کبھی اوسکے ساتھ نہوتا ایکدم کے جو سال بھر کو کافی ہوتے پھر مینے یہ قصد کیا کہ مین شبانہ روز کچھ نہ کھایا کرون حتی کہ مین اوسپر قادر
ہوگیا پھر پانچ دن تک پہونچا یا پھر سات دن تک حتی کہ پچیس دن تک پہونچا دیا کہ پچیس پچیس دن کچھ نہ کھاتا اور جس برس اسی حالت مین
مینے صبر کیا اور شب زندہ دار رہتا یہ حکایت اسواسطے بیان کی گئی تاکہ معلوم ہوجائے کہ جو بڑا کام ہو اوسکا تخم بچپنے مین ڈالنے رہتے ہین

ابتدای مجاہدے مین جو شرائط مریدین اونکا اور ریاضت سے راہ دین چلنے کی کیفیت کا بیان

الغرض جانو کہ جو شخص خدا کو نہ پہونچا اسی سبب سے پہونچا کہ راہ نچلا اور جو راہ نچلا اسی سبب سے کہ اوسنے طلب نہ کیا اور جس نے طلب نہ کیا اسی
سبب سے نہ کیا کہ اوسنے جانا نہین اور اوسکا ایمان پورا نہین اسواسطے کہ جو شخص یہ جانتا ہے کہ دنیا ذلیل ہے اور چند روز کی ہے اور آخرت بیشک
ہے اور ہمیشہ ہے ارادہ اور زاد آخرت طلب کرنا اوسمین پیدا ہوتا ہے اور اوسپر بہت دشوار نہین ہوتا کہ حقیر چیز کو نفیس چیز کے عوض مین ہاتھ
سے دیدے اسواسطے کہ آج مٹی کا پیالہ اسواسطے چھوڑ دینا کہ کل سونے کے کٹورے ملین آدمی پر بہت دشوار نہین ہوتا تو طلب ایمان ان سب
باتو کا سبب ہے اور ضعف ایمان کا سبب ہی کہ راہ بتانیوالے مفقود ہین اسواسطے کہ دین کے راہبر اور دلیل علمای پرہیزگار ہین اور یہ گم ہوگئے ہین
جب راہبر اور دلیل ہی نہین تو راہ خالی رہگئی اور خلق اپنی سعادت سے محروم ہوگئی اور جو عالم باقی رہگئے ہین انپر دنیا کی محبت غالب ہوگئی ہی
جب طبیب دنیا مین پڑے ہین تو خلق کو دنیا سے آخرت کی طرف کیونکر بلا سکین اور دنیا کی راہ راہ آخرت کی برخلاف ہی دنیا اور آخرت
ایسی ہین جیسے مشرق اور مغرب کہ آدمی جب ایک سے نزدیک ہوتا ہی دوسری سے دور ہوجاتا ہے تو جسے حقتعالی کا ارادہ پیدا ہوتا ہے
وہ اون لوگونمین سے ہوجاتا ہے جنہین حقتعالی فرماتا ہے وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا آومیکو جاننا چاہیے کہ حقتعالی یہ جو ارشاد
فرماتا ہے کہ وسعی لہا سعیہا تو یہ سعی کیا ہے انعزیز جانو کہ اس سعی سے راہ چلنا مراد ہے اور راہ چلنے کیواسطے پہلے ہی مرتبے مین کئی شرطین
ہین کہ پہلے ہی سے اون شرطون کو بجالانا چاہیے پھر ایک دستاویز ہے کہ اوسے تمسک کرنا چاہیے پھر ایک قلعہ اور حصار ہی کہ اوس سے پناہ
لینا چاہیے پہلی شرط یہ ہی کہ اپنے اور حقتعالی کے درمیان سے آڑ اور حجاب اوٹھا دے تاکہ اوس قوم مین سے ہوجائے جسے حق تعالی یون
ارشاد فرماتا ہے وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا اور حجاب چار ہین مال جاہ تقلید معصیت مال اسواسطے حجاب ہی کہ اوسکے
ساتھ دل انکا رہتا ہے اور جب تک دل فارغ نہو تب تک آدمی راہ نہین چل سکتا تو پہلے چاہیے کہ قدر حاجت کے سوا باقی مال کو اوس

اپنے پاس سے دور کرے اسواسطے کہ مال بقدر حاجت مین مشغلہ نہین ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اپنے پاس کچھ نہ رکھتا ہو
اور خدا ہی کیواسطے محنت کرتا ہے تو اوسکی راہ جلد طی ہو جائیگی اور جاہ و حشمت کا حجاب بالیقین اوٹھ جاتا ہے کہ آدمی بھاگے اوایسی
جگہہ جائے جہان لوگ اوسکو نہ پہچانتے ہون اسواسطے کہ جب نامی ہوگا تو خلق مین اور خلق کے قبول کرنیکی لذت مین ہمیشہ مشغول
رہیگا اور جو شخص خلق سے لذت پائیگا وہ حقتعالی تک نہ پہونچے گا اور تقلید اسواسطے حجاب ہے کہ آدمی نے جب کسی کے مذہب کا اعتقاد کیا
اور کوئی اعتراض اور جدل کی بات سنی تو اور کسی چیز کی اوسکے دلمین جگہہ نہین رہتی پس چاہیے کہ ان سب باتون کو بھولا ہوا ہو اور الا اللہ
کے معنی کا ایمان لائے اور اپنے دلسے اسکی تحقیق طلب کرے اور اوسکی تحقیق یہ ہے کہ حقتعالی کے سوا اوسکا اور کوئی معبود نہ باقی رہے کر
وہ اوسکی بندگی کرے جس شخص پر ہوا و ہوس غالب ہوتی ہے تو ہوا و ہوس ہی اوسکا معبود ہوتی ہے جب یہ مضمون تحقیقت ہو جانے تو چاہیے
کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کامون کا کشف ڈھونڈے جدل اور بحث سے نہین اور معصیت توڑنا ہی حجاب ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی گناہ
پر مصر ہوتا ہے اوسکا دل تاریک ہو جاتا ہے اوسے حقتعالی کیونکر منکشف ہوگا خصوصاً حرام کی روزی اسواسطے کہ حلال کی روزی
دلکے روشن ہونے مین جو اثر کرتی ہے اور کوئی چیز نہین کرتی اصل یہ ہے کہ آدمی حرام کے لقمے سے حذر کرے اور حلال روزی کے سوا کچھ نہ کھائے
اور جو شخص ظاہر شرع پر عمل کرنے اور سب معاملات شرعی بجالانے کے پہلے چاہیے کہ دین اور شریعت کا بھید مجھپر کھل جائے اوسکی مثل ایسی ہے
جیسے کوئی شخص عربی پڑھنے کے پہلے قرآن شریف کی تفسیر پڑھنا چاہے اور جب یہ سب حجاب اوٹھا دیے تو اوس شخص کے مثل ہو گیا
جو طہارت کرکے نماز پڑھنے کے قابل ہوا ہو اب اوسے امام کی حاجت ہوگی کہ اوسکی اقتدا کرے وہ پیر ہے اسواسطے کہ پیر کے بغیر راہ چلنا راست
نہین آتا اسواسطے کہ راہ پوشیدہ ہے اور شیطان کی راہین خدا کی راہ سے ملی ہوئی ہین حق راہ ایک ہی ہے اور باطل راہین ہزارون ہین
تو بے دلیل اور راہبر کے راہ چلنا کیونکر ممکن ہوگا جب پیر ہاتھہ لگ جائے تو چاہیے کہ مرید اپنے سب کامون کو اوسی پر چھوڑ دے اور اپنا
اختیار باقی ہی نہ رکھے اور یقین جانے کہ اپنی رای صائب کی بہ نسبت پیر کی خطا مین اوسکا بڑا فائدہ ہے شعر
پیر مغان گوید کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا + پیر سے جو ابتا ایسی وقوع مین آئے جسکی وجہ اسے معلوم ہو تو حضرت خضر اور
حضرت موسی علی نبینا و علیہما الصلوۃ والسلام کا قصہ یاد کرے کہ وہ حکایت پیر اور مرید ہی کیواسطے ہے کہ مشائخ رضوان اللہ تعالی علیہم
اجمعین ایسی بہت سی چیزین جانتے ہین کہ عقل سے اونکے بھید کو مرید نہین پہونچ سکتا جالینوس کے زمانے مین ایک شخص کی داہنی
اونگلی مین درد ہوا نیم حکیم اونگلی پر دوا رکھتے تھے کچھہ فائدہ نہ کرتی تھی جالینوس نے اوسکے بائین شانے پر دوا رکھی ناقص طبیبون نے کہا
کہ یہ کیا بیوقوفی ہے (مارو گھٹنا پھوٹے آنکھہ) درد تو اونگلی مین اور دوا شانے پر یہ کیا فائدہ دیگی اور انگلی اچھی ہو گئی اور سب نے جانا
کہ جالینوس جانگیا تھا کہ پٹھے مین خلل آگیا ہے اور اوسے یہ معلوم تھا کہ پٹھے دماغ اور پشت سے آئے ہین اور جو پٹھے بائین طرف سے گئے
ہین وہ داہنی جانب آتے ہین اور جو داہنی طرف سے نکلتے ہین وہ بائین جانب آتی ہین اور اس مثال سے یہ مقصود ہے کہ مرید کو اپنے باطن
مین کچھہ تصرف کرنا چاہیے خواجہ بوعلی فارمدی رحمہ اللہ تعالی سے مینے (یعنی امام صاحب نے) سنا ہے کہ کہتے تھے ایک بار شیخ ابوالقاسم
گرگانی رحمہ اللہ تعالی سے مین خواب نقل کرتا تھا وہ مجھسے خفا ہوئے اور ایک مہینا کامل مجھہ سے بات نہ کی مجھے کچھہ سبب معلوم نہ ہوا آخر کو

اونھون نے فرمایا کہ تو نے خواب نقل کرنے مین مجھے یون کہا کہ تم جو شیخ ہوتے مجھ سے خواب مین ایک بات کہی اور مینے خواب ہی مین کہا کیون یہ کہکر فرمایا کہ اگر تیرے دلمین کیون کی جگہہ نہوتی تو جواب مین تیری زبان سے کیون کا لفظ نہ نکلتا پھر جب مرید نے اپنے کام پیر کے سپرد کردیا تو پیر پہلے اوسی حصار مین کرتا ہے تاکہ آفتون سے محفوظ رہے اور اوس حصار کی چار دیوارین ہین ایک خلوت دوسری خاموشی تیسری گرسنگی چوتھی بیخوابی اسواسطے کہ گرسنگی شیطان کی راہ بند رکھتی ہے اور بیخوابی سے دل روشن ہوتا ہے اور خاموشی باتون کی پراگندگی سے دلکو بچائے رکھتی ہے اور خلوت خلائق کی ظلمت کو دور کرتی ہے اور آنکھہ کان کی راہ بند کرتی ہے حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالی فرماتے ہین کہ ابدال لوگ ابدال جو ہوئے تو گوشہ مین بیٹھنے اور بھوکے اور چپ اور جاگتے رہنے کی بدولت ہوئے جب مرید دنیا کے اشغال سے الگ ہوا تو اب راہ چلنا اختیار کرے راہ چلنے مین پہل یہ کرے کہ پہلے عقبات راہ کو صاف کردے اور عقبات راہ صفات مذموم ہین جو دل مین ہوتے ہین جن کامون سے بھاگنا چاہیے یہ صفات مذمومہ اونکی جڑ ہین جیسے جاہ و مال کی حرص اور اچھے کھانے پہننے کا لالچ اور تکبر اور ریا وغیرہ تاکہ مادہ مشغلہ کو باطن سے قطع کردے اور دل خالی ہوجائے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ان سب باتون سے تو پاک اور ایک ہی صفت ذمیمہ مین آلودہ ہو تو اوس صفت کو چھوڑنے کی اوسطرح کوشش کرے جسطرح پر پیر مناسب جانے اور اوسکے لائق سمجھے کہ یہ امر بمقتضاے حال بدلتا رہتا ہے اب چونکہ زمین کو خالی کرچکا تو تخم ریزی شروع کرے اور حق تعالی کا ذکر تخم ہے جب ماسوی اللہ سے خالی ہوگیا تو گوشے مین بیٹھکر ہمیشہ دل و زبان سے اللہ اللہ کہا کرے حتی کہ زبان سے چپ ہوجائے اور دل سے کہنے لگے پھر دل بھی کہتے کہتے ٹھہر جائیگا اور اس کلمے کا وہ معنی اور مقصود دل پر غالب ہوجائیگا جو بیحرف ہے نہ عربی ہے نہ فارسی اسواسطے کہ دل سے کہنا بھی بات ہے اور بات اوس تخم کا غلاف اور چھلکا ہے عین تخم نہین ہے پھر اوس معنی کا دلمین اسطرح متمکن اور مستولی اور نقش ہوجانا چاہیے کہ اوسکے ساتھہ دل وابستہ رکھنے مین تکلف نہ کرنا پڑے بلکہ ایسا عاشق ہوجائے کہ تکلف سے بھی دلکو اوس سے باز نرکھہ سکے حضرت شبلی قدس سرہ نے اپنے مرید کے ساتھہ صبر کرکے فرمایا کہ اگر ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کہ تو میرے پاس آئے اور ماسوی اللہ کا خطرہ تیرے دل پر گذرے تو میرے پاس آنا تجھپر حرام ہے جب دلکو وسواس دنیاوی کے خار سے پاک کرچکا اور یہ تخم اوسمین بوچکا تو کوئی چیز نہ باقی رہی جو اختیار سے تعلق رکھے اور یہین تک اختیار ہوتا ہے اسکے بعد منتظر رہے کہ کیا گذرتی ہے اور کیا ظاہر ہوتا ہے اور غالب ہے کہ یہ تخم ضائع نہو اسواسطے کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ یعنی جو شخص آخرت کے کام مین ہوتا ہے اور بیج بوتا ہے اوسے مین زیادتی نصیب کرتا ہون اور اس مقام پر مریدون کے حالات مختلف ہوتے ہین کسیکو اس کلمے کے معنی مین اشکال پیدا ہوتا ہے اور خیالات باطل پیش آتے ہین اور کوئی اس امر سے تو نجات پاتا ہے لیکن فرشتون کی اصل اور انبیا علیہم السلام کی ارواح اوسے اچھی اچھی صورتون مین دکھائی دینے لگتی ہین خواب مین نظر آئین یا آنکھہ کھولکر بھی دیکھے اسکے بعد اور حالات ہوتے ہین اونکی تفصیل دراز ہے اونکے بیان کرنمین کچھہ فائدہ نہین کہ یہ راہ چلنے کا بیان ہے راہ کہنے کا ذکر نہین اور ہر ایک کو اور ہی چیز پیش آتی ہے اور جو شخص یہ راہ چلیگا اوسکے حق مین وہ چیز نہ سنی ہوئی ہونا بہتر ہے کہ اوس چیز کا انتظار اوسکے دلکو مشغول رکھے گا اور حجاب ہوجائیگا تصرف علم کو جسقدر مین دخل ہے وہ یہین تک ہے اور مقصود یہ ہے تاکہ

اس بات کا ایمان پیدا ہوجائے اسواسطے کہ اکثر علما اسکے منکر ہین اور جو چیز علم مین نہین ہے اوسپر یقین کرتے دشوار ہوتا ہے

دوسری اصل پیٹ اور فرج کی شہوت کے علاج اور ان دونوں کی حرص توڑنے کے بیان مین

ایعزیز از جان اس بات کو جان کہ معدہ بدن کا حوض ہے اور رگین جو اوس سے نکلکر مفت اندام کو گئی ہین وہ نہرون کے مثل ہین اور معدہ سب شہوتون کا منبع ہے اور یہ شہوت سب سے زیادہ آدمی پر غالب ہے کیونکہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اسیکی بدولت بہشت سے نکلے یہ شہوت اور سب شہوتون کی جڑ ہے اسواسطے کہ جہان پیٹ بھرا تو نکاح کی شہوت سر اوٹھاتی ہے اور آدمی پیٹ اور فرج کی شہوت پر قابو نہین کرسکتا مگر مال کے سبب سے تو مال کا لالچ پیدا ہوتا ہے اور مال نہین ہاتھ لگتا مگر جاہ سے تو جاہ کی حرص پیدا ہوتی ہے اور جاہ کی حفاظت نہین ہوسکتی مگر خلق کے ساتھ خصومت کرنیسے اور خصومت کے سبب سے حسد تعصب عداوت کبر ریا کینہ پیدا ہوتا ہے تو معدہ کو اوسکے حال پر چھوڑ دینا سب گناہون کی اصل ہے اور معدہ کو زیر دست کرنا اور بھوکے رہنے کی عادت ڈالنا سب نیکیون کی جڑ ہے ہم اس اصل مین پہلے بھوک کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکے فائدے بیان کرینگے پھر تھوڑا کھانے مین ریاضت کا طریقہ بیان کرینگے پھر اوسمین لوگون کا اختلاف احوال بیان کرینگے پھر شہوت فرج کی آفت اور جو شخص اپنے تئین اوس سے محفوظ رکھے اوسکا ثواب بیان کرینگے **بھوک کی فضیلت کا بیان** ایعزیز جانتو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اپنے ساتھ بھوک پیاس سے جہاد کرو کہ اوسکا ثواب کفار کے ساتھ جہاد کرنیکے ثواب کے مانند ہے اور کوئی کام خدا کے نزدیک بھوک پیاس سے زیادہ دوست نہین ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص پیٹ بھر لیتا ہے اوسسے ملکوت آسمان کی طرف راہ نہین ملتی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کون شخص فاضلتر ہے فرمایا جو تھوڑا کھائے تھوڑا ہنسے اور ستر عورت کی قدر کپڑے پر قناعت کرے اور فرمایا ہے کہ بھوک سب کامون کی سردار ہے اور فرمایا ہے کہ پرانا کپڑا پہنو اور آدھا پیٹ کھانا پانی کھاؤ پیو کہ یہ فعل نبوت کا ایک جز ہے اور فرمایا ہے کہ تفکر نصف عبادت ہے اور تھوڑا کھانا پوری عبادت ہے اور فرمایا کہ تم مین سے وہ شخص خدا کے نزدیک افضل ہے جو بہت تفکر کرے اور بہت بھوکا رہے اور تم مین سے وہ شخص خدا کا بڑا دشمن ہے جو بہت کھائے پیے اور بہت سوئے اور فرمایا ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اوس شخص کے سبب سے حق تعالیٰ فرشتون پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ دیکھو مینے تو اوسے شہوت طعام مین مبتلا کیا اور اوسنے میرے واسطے کھانیسے ہاتھ اوٹھایا اے فرشتو تم گواہ رہنا کہ جتنے لقمے اوسنے چھوڑ دیے اوسمین سے ہر لقمہ کے عوض ایک ایک درجہ بہشت مین دونگا اور فرمایا ہے کہ بہت کھانے پانی سے اپنے دلونکو مردہ نکرو اسواسطے کہ دل کھیت کے مثل ہے کہ جب پانی بہت ہوتا ہے کھیت پژمردہ ہوجاتا ہے اور فرمایا ہے کہ پیٹ سے زیادہ کسی بدتر چیز کو آدمی پر نہین کرتا اور چند لقمے آدمیکے واسطے بس ہین جو اوسکی پشت سیدھی رکھین اگر چارا نہو تو پیٹ کا ایک تیسرا حصہ کھانیکے واسطے ہے ایک تہائی پانی پینے کے واسطے ایک ثلث سانس لینے کیلیے اور ایک روایت مین ہے کہ ایک تہائی ذکر کے واسطے ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے تئین مانگا بھوکا رکھو

تا ہے سے دل حق تعالیٰ کو دیکھیں اور سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ شیطان آدمی کے بدن میں اس طرح روان ہے جیسے رگون مین خون بھوک پیاس سے شیطان کی راہ تنگ کرو اور فرمایا ہے کہ مومن ایک انتڑی مین کھاتا ہے اور منافق سات آنتون مین کھاتا ہے یعنی منافق کی خوراک مسلمان کی بہ نسبت ست گنی ہوتی ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہشت کا دروازہ برابر کھٹکھٹائے جاوتا کہ دروازہ کھولدین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کاہے سے کھٹکھٹائین فرمایا کہ بھوک پیاس سے جناب رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ڈکار آئی آپ نے فرمایا کہ اس کار کو دور رکھہ اسواسطے کہ جو شخص اس جہان مین بہت سیر ہے وہ اوس جہان مین بہت بھوکا ہوگا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز آسودہ ہوکر کھانا نہ تناول فرماتے ایسا ہوتا تھا کہ بھوک کی وجہ سے مجھے آپ پر ترس آتا تھا اور مین آپکے شکم مبارک پر ہاتھہ پھیرتی اور عرض کرتی کہ میرا بدن آپ پر تصدق ہو اگر آپ اسقدر کھانا نوش فرمائین کہ بھوکے نرہا کرین تو کیا ہو آپ فرماتے کہ یا عائشہ انبیا اولوالعزم جو میرے بھائی تھے مجھ سے پیشتر گذر گئے اونھون نے حق تعالیٰ کی جناب سے بزرگیان پائین مین ڈرتا ہون کہ اگر تن پروری کرون تو میرا درجہ اونسے کم ہوجائے کچھ دن تھوڑے سے صبر کرنے کو مین اس امر کی بہ نسبت دوست رکھتا ہون کہ آخر مین میرا خط کم ہوجائے اور اس سے زیادہ مجھے کچھ دوست نہین ہے کہ مین اپنے بھائیون کے پاس پہونچ جاون ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ خدا کی قسم یہ فرمانیکے بعد ایک ہفتہ سے زیادہ آپ زندہ نہین رہے سیدۃ النسا حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روٹی کا ایک ٹکڑا لیے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئین آپنے پوچھا یہ کیا ہے عرض کیا کہ مین نے ایک روٹی پکائی جی نچاہا کہ بے آپکے کھالون فرمایا کہ تین دن کے بعد یہ پہلا کھانا ہے جو تیرے باپ کے منہ مین جائیگا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے دو تلخانے مین تین دن برابر گیہون کی روٹی کبھی نہین کھائی حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ رات کے کھانے مین ایک نوالہ کم کھانے کو مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تمام رات صبح تک نماز پڑہا کرون حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دل سے کہا کرتے کہ تو بھوکا رہنے سے کیون ڈرتا ہے بیہمات بیہمات حق سبحانہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپکے یارون کو تو بھوک دی تھی اپنے [illegible] سے دفع کرلیتا کہمش نے جناب احدیت مین عرض کیا کہ بار خدایا تو مجھے ننگا بھوکا رکھتا ہے اور ایک اپنے ساتھ خلوت مین رکھتا ہے تیرے نزدیک مین نے یہ مرتبہ کاہے سے پایا یہ معاملہ تو تو اپنے اولیا کے ساتھ کرتا ہے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا اوس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو کفایت ہی کی قدر غلہ رکھتا ہو اور خلق سے بے پروا رہے حضرت محمد بن واسع نے کہا نہین بلکہ اوس شخص کے واسطے ٹھنڈک ہے جو صبح شام بھوکا رہے اور اس حال مین بھی حق تعالیٰ سے خوش اور راضی ہو حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ بزرگون اور عقلمندون نے غور کیا دین دنیا مین بھوک سے زیادہ کسی چیز کو نافع نہ پایا اور آخرت کے بارہ مین سیری سے زیادہ کسی چیز کو مضر نہ دیکھا حضرت عبد الواحد بن زید نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے

کسیکو اپنا دوست نہین بنایا مگر بھوک کی بدولت اور کوئی شخص پانی پر نہین چلا مگر بھوک کی برکت سے اور کسی شخص نے زمین کو نہین لپیٹا مگر بھوک کی قدرت سے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ السلام نے اوس چالیس دن کے عرصہ مین جسمین حق تعالیٰ نے اونسے کلام کیا تھا کچھ نہین کھایا **اگر سنگی کے فائدون اور سیری کی آفتون کا بیان** العزیز جانو کہ بھوک کی فضیلت اس سبب سے نہین ہے کہ اوسمین تکلیف ہوتی ہے جسطرح دوا کی فضیلت اسوجہ سے نہین ہے کہ وہ کڑوی ہوتی ہے مگر بھوک مین دس فائدے ہین **پہلا** فائدہ یہ ہے کہ دلکو صاف اور روشن کردیتی ہے اور سیری آدمی کو کور دل اور کند ذہن کردیتی ہے اور سیری کے سبب سے آدمی کے دماغ مین ایک بخار جاتا ہے کہ وہ آدمی کو نادان کردیتا ہے حتی کہ اوسکا خیال اور اندیشہ پراگندہ اور شوریدہ ہوجاتا ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تھوڑا کھانے سے اپنے دل کو زندہ کرو اور بھوک سے پاک کرو تاکہ صاف اور رقیق ہوجائین اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بھوکا رکھتا ہے اوسکا دل تیز ہوتا ہے اوسکی سمجھ بڑہتی ہے حضرت شبلی قدس سرہ فرماتے ہین کہ کوئی روز ایسا نہین ہوا کہ مین خدا کے واسطے بھوکا بیٹھا ہوؤن اور اپنے دل مین حکمت اور عبرت تازہ پائی ہو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ سیر ہوکر نہ کھایا کرو ورنہ نور معرفت تمھارے دلمین مارا جائیگا پس چونکہ معرفت راہ جنت ہے اور بھوک درگاہ معرفت ہے تو بھوکا رہنا جنت کا دروازہ کھٹکھٹانا ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَدِیْمُوْا قَرْعَ بَابِ الْجَنَّۃِ بِالْجُوْعِ **دوسرا** فائدہ یہ ہے کہ بھوک سے دل ایسا رقیق ہوجاتا ہے کہ ذکر اور مناجات کا مزہ آتا ہے اور سیری سے قساوت اور سخت دلی پیدا ہوتی ہے حتی کہ آدمی ذکر جو کرتا ہے وہ زبان کی نوک پر رہتا ہے دل کے اندر سرایت نہین کرتا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ جسنے اپنے اور خدا کے درمیان کھانیکا توبڑہ رکھا اور چاہتا ہے کہ مناجات کی لذت پائے تو یہ ہرگز نہوگا **تیسرا** فائدہ یہ ہے کہ اترانا اور غفلت دوزخ کا دروازہ ہے اور شکستگی اور بیچارگی اور عاجزی جنت کی ڈیوڑہی ہے اور سیری اترانا اور غفلت پیدا کرتی ہے اور بھوک عاجزی اور شکستگی لاتی ہے اور جبتک بندہ اپنے تئین عاجزی کی نظر سے نہ دیکھے ایک نوالہ جو اوسے نہین ملتا تو تمام جہان اوسپر تنگ و تاریک ہوجاتا ہے تب تک خداوند تعالیٰ کی بزرگی اور قدرت نجانیگا اسیواسطے تھا کہ تمام روی زمین کے خزانون کی کنجیان رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی گئین آپ نے فرمایا مین یہ نہین چاہتا بلکہ ایکدن بھوکا رہنا اور ایک دن سیر ہونا مجھے بہت دوست ہے جب بھوکا ہوتا ہون صبر کرتا ہون جب سیر ہوتا ہون شکر بجالاتا ہون **چوتھا** فائدہ یہ ہے کہ آدمی اگر سیر ہوگا تو بھوکون کو بھول جائیگا خلق خدا پر مہربانی نکریگا عذاب آخرت کو فراموش کردیگا اور جب بھوکا ہوگا تو دوزخیون کی بھوک یاد کریگا اور جب پیاسا ہوگا تو قیامت والون کی پیاس یاد کریگا اور خوف آخرت اور بندگان خدا پر شفقت کرنا جنت مین سے ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے لوگون نے عرض کیا کہ روی زمین کا خزانہ تو آپ کے پاس ہے آپ کیون بھوکے رہتے ہین فرمایا کہ مین یہ ڈرتا ہون کہ سیر ہونگا تو بھوکے فقیرون کو بھول جاونگا **پانچوان** فائدہ یہ ہے کہ سب سعادتون کی سردار یہ عادت ہے کہ آدمی نفس کو اپنا زیردست کرلے اور قاعدہ یہ ہے کہ اپنے تئین نفس کا تابعدار کردے اور جسطرح سرکش جانور کو بھوک ہی سے رام کرتے ہین آدمی کے نفس کا بھی یہی حال ہے اور یہ ایک فائدہ نہین ہے

بڑے فائدون کی کیمیا ہے اسواسطے کہ سب گناہ شہوت کے سبب سے ہوتے ہین اور شہوت سیری کے سبب سے ہوتی ہے حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ مین جب سیر ہوکر کھاتا تھا خواہ نخواہ گناہ یا گناہ کا ارادہ کرتا تھا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو بدعت پہلے پیدا ہوئی وہ سیری تھی کہ لوگون نے جب سیر ہوکر کھایا تو اونکے نفس نے سرکشی اختیار کی اگر بھوک کا اور کچھ فائدہ نہو مگر فرج کی شہوت تو ضعیف ہو جائیگی اور بات کرنیکی خواہش تو کم ہوتی تو قصہ تمام ہے اسواسطے کہ جو کوئی سیر ہوکر کھاتا ہے فضول گوئی اور غیبت مین مشغول ہوتا ہے اور فرج کی شہوت غالب [illegible] وہ اگر فرج کو محفوظ رکھے گا تو آنکھ کیونکر بچائے گا اور اگر آنکھ کو بھی بچا لیگا تو دلکو نہ بچا سکیگا اور بھوک ان سب باتون کو [illegible] ہے اسواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ حق تعالی کے خزانہ مین بھوک ایک گوہر گران بہا ہے حق تعالی وہ گوہر [illegible] دیتا ہے دوست رکھتا ہے اوسکو عنایت فرماتا ہے کسی حکیم نے کہا ہے کہ جو مرید ایک سال روکھی روٹی کھائے اور [illegible] کھانیکی اوسے عادت ہے اوسکی آدہی کھائے تو حق تعالے اوسکے دل سے عورتون کا خیال بالکل دور کردیگا چھٹا فائدہ یہ ہے کہ آدمی جو بھوکا ہوتا ہے تو تھوڑا سا سوتا ہے اور کم خوابی سب عبادتون اور ذکر و فکر کی اصل ہے خصوصًا شب کو اور جو شخص سیر ہوکر کھاتا ہے اوسپر نیند غالب ہو جاتی ہے مردہ کیطرح پڑ رہتا ہے اور اوسکی عمر ضائع ہوتی ہے ایک پیر ہر شب دسترخوان پر منادی کردیا کرتے تھے کہ اے مریدون بہت روٹی نہ کھاؤ اگر کھاؤگے تو پانی بہت پیجاؤگے کھانا پانی بہت کھاؤ پیوگے تو بہت سا سوؤگے اگر بہت سا سوؤگے تو قیامت کے دن بہت حسرت کروگے ستر صدیقون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ بہت سونا بہت پانی پینے سے ہوتا ہے اور چونکہ عمر آدمی کا سرمایہ ہے اور ہر سانس ایک گوہر ہے کہ اوس سے سعادت آخرت حاصل کرسکتے ہین اور سونا عمر کو کھاتا ہے اور ضائع کرتا ہے تو جو چیز نیند کو دور کرے اوس سے زیادہ کون شے عزیز ہوگی اور جو شخص سیری پر تہجد ادا کریگا مناجات کی لذت پائیگا اور نیند اوسپر غلبہ کریگی اور شاید کہ احتلام ہو جاے اور رات کو غسل نہ کرسکے ناپاک رہے اور عبادت سے محروم رہ جائے اور غسل کی تکلیف مین گرفتار ہو جاے اگر حمام جانا چاہے تو شاید اوسکے پاس پیسا نہو اور شاید حمام مین جاکر عورت پر اوسکی نظر پڑے اور اوسکے سبب سے بہت سی آفتین اوٹھ کھڑی ہون حضرت ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ احتلام عقوبت ہے یہ اس سبب سے کہا ہے کہ احتلام سیری سے ہوا کرتا ہے **ساتوان** فائدہ یہ ہے کہ گرسنگی کے سبب سے آدمی پر زمانہ فراخ ہو جاتا ہے عمر عمل مین مشغول ہونیکے واسطے مہلت اور فراغت پاتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب بہت کھائیگا تو کھانے سونے خریدنے بنانے سامان کا انتظار کرنیکے واسطے زمانہ چاہیے پھر پاخانے جانا طہارت کرنا پڑیگا تمام زمانہ تو ان ہی واہیات کامون مین گذر جائیگا اور ہر سانس ایک گوہر اور آدمی کا سرمایہ ہے اوسے بے ضرورت ضائع کرنا حماقت ہے حضرت سری سقطی قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے علی جرجانی کو دیکھا کہ جو کے ستو گل رہے تھے مین نے کہا کہ تمنے روٹی کیون نہ کھائی کہا کہ اسکے گل لینے مین اور روٹی کے کھانے مین ستر تسبیح کے زمانہ کا فرق ہے اسی سبب چالیس برس ہوئے کہ مین نے روٹی نہین کھائی مناسب نہین کہ روٹی چبانیکے سبب سے میرا فایدہ فوت ہو جاے اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جو شخص بھوک کی عادت ڈالتا ہے اوسپر روزہ آسان ہوتا ہے وہ مسجد مین اعتکاف

کرسکے گا اور ہمیشہ باطہارت رہ سکیگا اور جو لوگ آخرت کی سوداگری کرتے ہین اونکے نزدیک یہ فائدے حقیر اور ناچیز نہین ہین حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جسنے پیٹ بھر کر کھایا اوسمین چھ چیزین پیدا ہوجاتی ہین ایک تو عبادت کی حلاوت نہین پاتا اور حکمت وغیرہ یاد رکھنے مین اوسکی یادداشت بری ہوجاتی ہے اور خلق پر شفقت کرنے سے محروم رہتا ہے اسواسطے کہ وہ جانتا ہے کہ تمام جہان سیر ہے اور عبادت کرنا اوسپر گران ہوجاتا ہے اور شہوتین زیادہ ہوجاتی ہین اور سب مسلمان تو مسجد کے گرد پھرتے ہین وہ پاخانہ اور مزبلہ کے صدقہ ہوتا ہے **آٹھوان** فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے تندرست رہتا ہے بیماری کی تکلیف دوا کے خرچ طبیب کی نازبرداری فصد کھلانی پچھنے لگوانے کڑوی دوا کے کھانیکے صدمہ سے بچا رہتا ہے حکیمون اور طبیبون نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ کم کھانیکے سوا کوئی چیز ایسی نہین جو بالکل نفع ہو اوسمین کچھ ضرر نہو ایک حکیم نے کہا ہے کہ جو چیزین آدمی کھاتا ہے اون سب مین انار بہتر اور نافع تر ہے اور خشک گوشت بدتر ہے تھوڑا خشک گوشت کھانے سے بہت انار کھانا بہتر ہے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ روزہ رکھو تاکہ تندرست رہو **نوان** فائدہ یہ ہے کہ جو شخص کم کھاتا ہے اوسکا خرچ بھی کم ہوتا ہے اور اوسکو بہت مال کی حاجت نہین ہوتی اور سب آفتین اور گناہ اور دل کی مشغولی بہت مال کی حاجت سے ہوا کرتی ہے اسواسطے کہ آدمی جب روز چاہے کہ اچھی چیز کھاؤن اور بہت سی کھاون تو تمام دن اسی فکر مین رہیگا کہ کہان سے لاؤن اور شاید کہ شبہہ اور طمع اور حرام مین گرفتار ہوجاے ایک حکیم کا قول ہے کہ مین اپنی اکثر حاجتین اسطرح نکالتا ہون کہ اون حاجتون سے ہاتھ اوٹھاتا ہون اور یہ مجھپر بہت آسان ہے دوسرے حکیم کا قول یہ ہے کہ مین کیون کسی سے قرض مانگون اپنے پیٹ ہی سے نہ قرض لے لون اور اوس سے کہدون کہ اس چیز کی خواہش چھوڑ دے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ چیزون کا نرخ پوچھا کرتے لوگ کہتے کہ گران ہے فرماتے **اَرْخِصُوْہُ بِالتَّرْکِ** یعنی اسطرح ارزان کرو کہ اس چیز کو ترک کردو **دسوان** فائدہ یہ ہے کہ آدمی جب اپنے پیٹ پر قادر ہوگیا تو صدقہ دینے اور لوگون پر خرچ کرنے اور کرم کرنے پر قادر ہوگیا اسواسطے جو کچھ پیٹ مین جاتا ہے پاخانہ اوسکی جگہ ہے اور جو صدقہ مین دیتا ہے وہ خدا کے دست رحمت مین جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تندرست آدمی کو دیکھا فرمایا کہ جو کچھ تو نے اپنے توند مین ڈال لیا ہے اوسے اگر اور کہین صرف کرتا یعنی صدقہ مین اور خدا کی راہ مین دیتا تو بہتر ہوتا واللہ اعلم

کھانا کھاتے وقت کم کھانے مین مرید کے آداب کا بیان

ایعزیز جان تو کہ بعد اسکے کہ کھانا حلال کا ہو تین احتیاطین مرید پر فرض ہین پہلی احتیاط کم کھانے مین ہے یہ نچا ہیے کہ بہت کھاتے کھاتے دفعتاً کم کھانے لگے کہ اوسکی تاب نہ لائیگا اور وہ اوسے نقصان کریگا بلکہ بتدریج کم کرنا چاہیے مثلاً اگر عادت سے ایک روٹی کم کھایا چاہتا ہے تو چاہیے کہ ایکدن ایک نوالہ کم کرے دوسرے دن دو نوالے تیسرے دن تین لقمے تاکہ ایک مہینے مین ایک روٹی سے دست بردار ہوجاے جب ایسا کریگا تو اوسپر آسان ہوگا اور کبھی نہ نقصان ہوگا اور طبیعت اوسپر بخوبی ٹھہر جائیگی پھر جس مقدار پر ٹھہریگا اوسکے چار درجے ہین بڑا درجہ جو صدیقون کا مرتبہ ہے وہ یہ ہے کہ ضرورت کی قدر پر قناعت کرے حضرت سہل تستری نے یہی اختیار کیا تھا اسواسطے کہ اونھون نے کہا کہ عبادت زندگی اور عقل اور قوت سے ہوتی ہے جبتک قوت گھٹنے کا خوف نہو کھانا نہ کھانا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص بھوک کے سبب سے ضعیف ہوجاتا ہے بیٹھے بیٹھے افضل ہے اوس شخص کی کھڑے کھڑے نماز سے جو سیر ہو لیکن جب آدمی یہ ڈرے کہ زندگی یا عقل مین خلل پڑجائیگا تو کھانا چاہیے

کو عقل کے بغیر زندگی نہیں ہو سکتی اور جان تو خود جاہل ہی ہے اونسے پوچھا کہ آپ کیونکر کھاتے ہیں فرمایا کہ ہر سال تین درم میرا خرچ تھا ایک درم کا چاول کا آٹا ایک درم کا شہد ایک درم کا روغن جمع کر کے تین سو ساٹھ پنڈیاں بنا لیتا تھا ہر روز ایک پنڈی سے روزہ کھولتا لوگوں نے پوچھا اب کیا اندازہ ہے فرمایا جیسی آپڑے راہبہ من بعضے ایسے ہیں کہ ہر روز ایک درم بھر سے زیادہ کھانا نہیں کھاتے اور اپنے تئیں ہمیشہ اعتدال قلیل پر بتدریج پہونچایا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدھے مد پر اقتصار کرے اور جو روٹی چار من کی ہوا سمیں سے ایک روٹی پوری اور ایک تہائی روٹی آدھے مد کی ہوتی ہے اسمیں شاید تہائی پیٹ بھرے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ثُلُثٌ لِلطَّعَامِ وَثُلُثٌ لِلشَّرَابِ وَثُلُثٌ لِلذِّكْرِ اور ایک روایت میں ثُلُثٌ لِلنَّفَسِ آیا ہے اور یہ وہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی کہ چند لقمے کفایت کرتے ہیں اور یہ روٹی دس لقموں سے کم ہوتی ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سات یا نو نوالوں سے زیادہ نہ کھاتے تھے تیسرا درجہ یہ ہے کہ ایک مد پر اقتصار کرے اور وہ تین گردوں کے قریب ہوگا شاید اکثر لوگوں کے حق میں تہائی پیٹ سے بڑھ کر آدھے پیٹ کی حد کو پہونچ جائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ ایک من پورا ہو جائے اور ممکن ہے کہ مدہ سے جو بڑھ گیا ہے وہ اسراف کی حد کو پہونچ جائے اور اس آیہ کریمہ میں داخل ہو جائے وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ لیکن یہ امر وقت اور ہاتھ پاؤں اور کام کے لحاظ سے بدلتا رہتا ہے غرضکہ بہر حال یہ بات چاہیے کہ جب کھانے سے ہاتھ کھینچے تو بھوکا ہو اور بعض لوگوں نے کوئی اندازہ نہیں مقرر کیا ہے مگر یہ کوشش کی ہے کہ جبتک بھوک نہ لگے نہ کھائیں ہنوز بھوکے ہوں اور کھانے سے ہاتھ کھینچ لیں بھوک کی علامت یہ ہے کہ آدمی بغیر سالن وغیرہ کے روٹی کی حرص کرے اور جو باجرہ وغیرہ کی روٹی شوق سے کھا سکے اگر روٹی کے ساتھ کھانیکو کچھ ڈھونڈھے تو وہ سچی بھوک نہیں ہے اکثر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آدھے مد سے تجاوز نہیں کیا ہے ایک جماعت تھی کہ اوسکا کھانا ہر ہفتہ میں ایک صاع ہوتا تھا اور ایک صاع چار مد ہوتا ہے وہ لوگ اگر خرما کھاتے تو ڈیڑھ صاع کھاتے اسواسطے کہ اوسمیں گٹھلی نکل جاتی ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک ایک صاع جو میری غذا تھی اور قسم خدا کی جبتک میں آپکے پاس نہ پہونچ جاؤنگا تب تک اس سے نہ پھروں گا اور بعض لوگوں پر حضرت ابو ذر طعن و تشنیع کرتے تھے کہ تم اس سے پھر گئے ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرا بڑا دوست اور بڑا مقرب وہ ہے جو جسطرح پر آج ہے اوسی انداز پر مرے یہ کہکر حضرت ابو ذر نے کہا کہ تم لوگ اس سے پھر گئے ہو اور جو کا آٹا چھاننے لگے پتلی پتلی روٹیاں پکانے لگے دو طرح کا سالن کھانے لگے اور رات کا پیراہن دن کے پیراہن سے جدا کر ڈالا حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا نہ تھا دو آدمیوں میں ایک مد خرما اہل صفہ کی غذا تھی اور انکی بھی گٹھلیاں نکل جاتی تھیں حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اگر تمام عالم خون ہو جائے تو بھی اوسمیں سے میری غذا حلال ہی ہوگی اسکے معنی یہ ہیں کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ نہ کھائے وہ مراد نہیں ہے جو اباحتی لوگ کہتے ہیں کہ حرام چیز جب پیٹ میں جاتی ہے تو حلال ہو جاتی ہے اسواسطے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو صدقہ کا ایک خرما پہونچا اور وہ حلال ہو گیا دوسری احتیاط کھانے کے وقت ہے اسکے تین درجے ہیں بڑا درجہ یہ ہے کہ تین تین دن سے زیادہ تک کچھ نہ کھائے اور کئی بزرگ ایسے تھے کہ اونھوں نے ایک ایک ہفتہ اور دس دس بارہ بارہ دن سے زیادہ تک کچھ نہیں کھایا اور تابعین میں کسی بزرگ کے

۵ الصلوٰۃ ان کو قرۃ عین کہا ہے من دنیا کم ثلث الطعام اسواسطے کہ ۱۲

اپنے تئیں اس مرتبہ کو پہونچایا تھا کہ چالیس چالیس دن کچھ نہ کھاتے اور اکثر ایسا ہوتا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ چھ دن تک کچھ نہ کھاتے حضرت ابراہیم ادہم اور ثوری رحمہما اللہ تعالیٰ تین دن کے بعد کھانا کھاتے تھے بزرگوں نے کہا ہے کہ جو چالیس دن تک کچھ نہ کھائے تو ملکوت آسمان کے عجائبات میں سے کچھ نہ کچھ اوسپر ضرور ظاہر ہوگا ایک صوفی نے ایک راہب سے مناظرہ کیا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایمان تو کیوں نہیں لاتا راہب نے کہا اسواسطے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چالیس دن تک کچھ نہیں کھایا یا اور پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں کرسکتا تمہارے پیغمبر نے یہ نہیں کیا صوفی نے کہا کہ اپنے رسول کی امت میں سے ایک میں ہوں بھلا اگر میں چالیس دن کچھ نہ کھاؤں تو تو ایمان لائیگا اوسنے کہا ہاں لاؤنگا وہ صوفی پچاس دن تک بیٹھا رہا اور کہا کہ اور زیادہ صبر کروں راہب نے کہا ہاں صوفی نے ساٹھ دن پورے کیے اور کچھ نہ کھایا وہ راہب ایمان لایا یہ بہت بڑا درجہ ہے تکلف سے کوئی اس درجہ کو نہیں پہونچا مگر وہ شخص جسے اس عالم کے باہر کا کوئی کام پیش آیا ہو کہ وہ کام اوسکی قوت کو نگاہ رکھتا ہے اور اوس شخص کو مشغول رکھتا ہے کہ اوسے بھوک کی خبر ہی نہیں ہوتی دوسرا درجہ یہ ہے کہ دو دو دن تین تین دن کچھ نہ کھائے یہ ممکن ہے اور اکثر لوگ ایسے ہوتے ہیں تیسرا درجہ یہ ہے کہ ہر روز ایک بار کھانے اور یہ سب درجوں سے کم ہے اور جب دو بار کھانے کا اتفاق ہوا تو اسراف کی حد کو پہونچ گیا اور کسی وقت آدمی بھوکا نہیں ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کے وقت کھانا نوش فرماتے تو شام کے وقت نہ کھاتے اور جب شام کے وقت تناول کرتے تو صبح کے وقت نوش نہ فرماتے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دو بار اسراف نکرنا ایک دن میں دو بار کھانا اسراف ہے آدمی جب ایک ہی بار کھایا چاہے تو اوسے یہ ہے کہ صبح کے وقت کھائے تاکہ تہجد کی نماز ہلکا پھلکا رہے اور دل صاف ہو اور اگر ایسا ہے کہ رات کو کھانے کی طرف التفات کریگا تو ایک روٹی افطار کے وقت کھائے اور ایک روٹی صبح کو تیسری احتیاط جنس طعام میں ہے گیہوں کا چھانا ہوا آٹا جنس اعلےٰ ہے اور جو کا بے چھانا آٹا جنس ادنیٰ ہے اور جو کا چھانا ہوا آٹا جنس متوسط ہے اور روٹی کے ساتھ کھانیکی چیزوں میں سب سے بہتر گوشت اور مٹھائی ہے اور سب سے کمتر سرکہ اور نمک ہے اور متوسط چٹپٹی ہوئی روٹی ہے جو لوگ آخرت کی راہ چلتے ہیں اونکی عادت یہ ہے کہ روٹی کے ساتھ کھانے کی چیز سے پرہیز کیا ہے اور جس چیز کی خواہش اپنے میں دیکھی اوسمیں اپنے نفس کی مخالفت کی اور کہا ہے کہ جب نفس اپنی خواہش کی چیز پاتا ہے تو اوسمیں غرور اور غفلت اور ظلمت پیدا ہوجاتی ہے اور دنیا میں رہنے کو دوست رکھتا ہے موت کو دشمن جانتا ہے آدمیکو چاہیے کہ اپنے اوپر دنیا کو تنگ کرے تاکہ دنیا اوسکا قید خانہ بنجائے اور موت کے قید خانے سے اوسکی نجات ہوجائے حدیث شریف میں آیا ہے شِرَارُ اُمَّتِیَ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ مُخَّ الْحِنْطَةِ یعنی میری امت میں سب سے بدتر وہ لوگ ہیں جو بھوسی نکالکر گیہوں کھائیں یہ حرام نہیں ہے کبھی کبھی کھانا درست ہے لیکن اگر ہمیشہ کی عادت کرلینگے تو طبیعت پر اچھے کھانے کی خواہش غالب ہوجائیگی اور اس بات کا خوف ہے کہ غفلت پیدا ہوجائے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ میری امت میں وہ لوگ بدتر ہیں جنکا بدن ہمہ نعمت کھانیسے ٹانٹھا اور تنا ہوا ہو اور اوسکی تمام ہمت الوان طعام اور اقسام لباس میں مصروف ہو اور باتیں دور دور کی بنائیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے موسیٰ تم جان لو کہ گور تمہارا ٹھکانا ہے چاہیے کہ بدن کو شہوت پرستی سے باز رکھو اور جس شخص کو اسباب تنعم مہیا ہو وے

اور ہر ایک آرزو پر آئی بزرگون نے اوسے نیک نہین جانا ہے حضرت وہب ابن منبہ قدس سرہ نے کہا ہے کہ چوتھے آسمان مین دو فرشتے باہم ملے ایک نے کہا کہ فلانے یہودی نے فلانی مچھلی کی تمنا کی ہے مین اسواسطے جاتا ہون کہ ماہی گیر کے جال مین اوسے پھنسادون دوسرے نے کہا کہ فلانے عابد کی آرزو کے موافق روغن کا پیالہ اوسکے پاس لوگ لائے ہین مین اسواسطے جاتا ہون کہ اوسے گراددون لوگون نے کٹورے بھر ٹھنڈے پانی مین شہد گھولکر امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کو دیا آپنے نہ پیا اور فرمایا کہ اسکے حساب سے مجھے دینا ہوگا حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما بیمار تھے بھنی ہوئی مچھلی کھانے کو اونکا جی چاہا حضرت نافع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مدینہ منورہ مین مچھلی نہ ملتی تھی مین نے بڑی کوشش اور تلاش سے ڈیڑھ درم کو مول لی اور بھونکر اونکے پاس لیگیا اتنے مین ایک فقیر آپہونچا اونھون نے کہا کہ لو اسے دیدو مین نے کہا کہ مچھلی کی تمھین آرزو تھی مین بڑی کوشش سے لایا ہون اسے رہنے دو مین اسکی قیمت فقیر کو دیدونگا کہا نہین یہی دیدو مین نے وہ مچھلی اوس فقیر کو دیدی اور اوسکے پیچھے پیچھے گیا اور پھر اوس سے مول لیلی اور قیمت اوسے دیدی جب پھر مین اوس مچھلی کو لایا اور کہا کہ مین نے اسکی قیمت اوسے دیدی ہے اونھون نے یہی کہا کہ یہ مچھلی اوسیکو دیدو اور قیمت بھی نہ پھیرو کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے ارشاد کیا کہ جب کسیکو کوئی چیز کھانے کی آرزو ہو اور خدا کے واسطے اوس چیز سے دست بردار ہو حق تعالی اوسے بخشدیگا حضرت عقبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالی خرمہ کو آفتاب مین خشک کرکے کھایا کرتے اوسے پکانے نہ دیتے تاکہ اوسکا خرمانہ ملے اور دودھ سے پانی نہ اوٹھاتے اسیطرح گرم پیا کرتے حضرت مالک دینار رحمۃ اللہ تعالی علیہ کو دودھ کی آرزو ہوئی اور چالیس برس نہ پیا کوئی شخص اونکے پاس طب لیگیا دیر تک ہاتھ مین لیے رہے پھر اوسی شخص سے کہا کہ تم ہی پیلو مین نے تو چالیس برس ہوئے نہین کھایا ہے احمد ابن الحواری حضرت ابوسلیمان دارانی قدس سرہما کے متعلق کہتے ہین کہ حضرت ابوسلیمان دارانی نے نمک کے ساتھ گرم روٹی کھانیکی آرزو کی مین نے آیا اونھون نے نوالہ اوٹھاکر رکھدیا اور رونے اور کہا کہ بارخدایا تو میری خواہش کی چیز میرے سامنے لایا یہ میری عقوبت ہے مین نے توبہ کی تو میرا گناہ بخشدے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ایکدن بصرہ کے بازار مین میرا گذر ہوا ایک ترکاری دیکھی اوسکی خواہش میرے دل مین پیدا ہوئی مین نے قسم کھائی کہ اسے نہ کھاؤنگا اور چالیس برس اوس سے صبر کیا حضرت مالک دینار قدس سرہ نے کہا ہے کہ پچاس برس ہوئے کہ مین نے دنیا کو طلاق دی ہے اور دودھ کے شربت کی آرزو مین ہون اور نہ پیا ہے نہ پیونگا حتی کہ حق تعالی کے پاس پہونچ جاؤن حضرت حماد ابن ابوحنیفہ رحمہما اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حضرت داؤد طائی کے دروازے پر جب مین پہونچا تو میرے کان مین یہ آواز آئی کہ تو نے ایکبار گاجر چاہی تھی وہ مین نے تجھے دیدی اب خرما مانگتا ہے یہ ہرگز نہ پائیگا اور نہ کھائیگا اندر جو گیا تو اونکے پاس اور کوئی نہ تھا وہ آپسے آپ کہہ رہے تھے حضرت عقبۃ الغلام قدس سرہ نے حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالی علیہ سے کہا کہ فلانا شخص اپنے دل کی ایک حالت بیان کرتا ہے مجھے وہ حالت نہین ہے اونھون نے فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ وہ روکھی روٹی کھاتا ہے اور تم خرمے سے روٹی کھاتے ہو اونھون نے کہا کہ اگر مین خرمے سے دست بردار ہوؤن تو اوس حالت کو پہونچونگا فرمایا ہان پہونچیگا غرضکہ اوس نے خرمے کو ترک کردیا اور روٹی

لوگون نے پوچھا کہ کیا تو خرمے کے واسطے روتا ہے حضرت عبدالواحد نے جواب دیا کہ اسکا نفس خرما چاہتا ہے اور اسکے صدق غرم سے جانتا ہے کہ یہ ہرگز نہ کھائیگا اسواسطے روتا ہے حضرت ابوبکر جلا قدس سرہ نے کہا ہے کہ مین ایک شخص کو جانتا ہون کہ اوسکے نفس کو ایک چیز کی تمنا ہے اور کہتا ہے کہ مین دس روز تک صبر کرونگا اور کچھ نہ کھاؤنگا مجھے میری آرزو ہی دے وہ شخص کہتا ہے کہ مین نہین چاہتا کہ تو اوسدن تک کچھ نہ کھا مگر اپنی اس خواہش سے دست بردار ہو جا بزرگون اور سالکون کی راہ یہی ہے اگر کوئی شخص اسدرجہ کو نہ پہونچے بارے اتنا تو ہو کہ بعض بعض خواہشون سے دست بردار ہو جائے اور اپنی خواہش کی چیز دوسرے کو دیدے اور ہمیشہ گوشت ہی نہ کھایا کرے اسواسطے کہ امیرالمومنین حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن برابر گوشت کھاتا ہے اوسکا دل سخت ہو جاتا ہے اور جو برابر چالیس دن نہ کھائیگا وہ بدخو ہو جائیگا اور معتدل بات نہ کہیگا حضرت امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا کہ ایک بار گوشت کھاؤ ایکبار رغبن ایکبار دو وہ ایکبار سہ کہ ایکبار روٹی اور مستحب یہ ہے کہ آدمی سیر ہو کر نہ سوئے دو وقتون کو اٹھا کر دیگا اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ کھانیکو نماز اور ذکر کے واسطے چھوڑ دو اور سونہین کہ دل سیاہ ہو جاتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ کھانیکے بعد چار رکعت نماز پڑھنا چاہیے اور سو بار تسبیح کہنا چاہیے یا کچھ قرآن شریف پڑھنا چاہیے حضرت سفیان رضی اللہ تعالی عنہ جب سیر ہو کر کھانا کھاتے تو تمام شب عبادت کیا کرتے اور فرماتے کہ جب چار پائی کو بھر پیٹ کھلایا تو اوس سے سخت کام لینا چاہیے ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالی مریدون سے کہا کرتے تھے کہ خواہش کی چیز نہ کھاؤ اگر کھاؤ تو ڈھونڈھ ڈھونڈھ نہین اگر ڈھونڈھ ہو تو دوست نہ رکھو

بھوک کی ریاضت کے بھید کا بیان اور اسمین پیر و مرید کا حکم مختلف ہونے کا ذکر

اے عزیز جان تو کہ بھوک سے مقصود یہ ہے کہ نفس ٹوٹ کر زیر دست اور با ادب ہو جائے جب وہ راست و درست ہو گیا تو ان قیدون سے بے پروا ہو جاتا ہے اسیوجہ سے پیر مریدونکو ان سب ریاضتون کا حکم فرماتا ہے خود نہین کرتا کہ بھوک مقصود نہین ہے مقصود یہ ہے کہ اسقدر کھائے کہ معدہ گران نہو جائے اور بھوک بھی نہ معلوم ہو کہ یہ دونون باتین خارج ہو کر عبادت سے باز رکھتی ہین کمال اسمین ہے کہ آدمی ملائکہ کی صفت پر ہو ملائکہ کو نہ بھوک کی تکلیف ہوتی ہے نہ کھانے کی گرانی جبتک ابتدا مین نفس پر زور اور جبر نکرین تب تک یہ اعتدال نہین حاصل کرتا پھر بعضے بزرگ آپسے ہمیشہ بدگمان رہے ہین اور احتیاط کی راہ پر چلے ہین اور نفس کی نگہداشت کرتے رہے ہین اور جو شخص بڑا کامل ہوا ہے وہ اعتدال کے درجہ پر پہنچ گیا ہے اس امر پر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کبھی تو ہفتہ روزے رکھتے کہ لوگ کہتے کہ آپ افطار ہی نہ کرینگے اور کبھی افطار فرماتے تھے کہ لوگ کہتے کہ اب آپ روزہ نہ رکھینگے اور جب گھر مین آپ کچھ طلب فرماتے اگر ہوتا تو نوش کرتے ورنہ ارشاد کرتے کہ مین روزہ دار ہون شہد اور گوشت کو دوست رکھتے حضرت معروف کرخی قدس سرہ کے پاس لوگ اچھا کھانا لیجاتے تو وہ کھا لیتے اور حضرت بشر حافی قدس سرہ نہ کھاتے حضرت معروف کرخی سے لوگون نے اسکی وجہ پوچھی فرمایا کہ میرے بھائی بشر پر بدوری غالب ہے اور میرے تئین معرفت کھولدی ہے مین اپنے مالک کے گھر مہمان ہون جیسا دیتا ہے ویسا کھا لیتا ہون نہین دیتا ہے تو صبر کرتا ہون مجھے کچھ اختیار اور انکار باقی ہی نہین رہا یہ احمقون کے غرور کا مقام ہے جو شخص مخالفت نفس کی طاقت نہین رکھتا وہ کہتا ہے کہ حضرت

معروف کرخی کی طرح مین بھی عارف ہون تو ریاضت اور مشقت سے دو آدمی باز رہتے ہین یا تو صدیق جسنے اپنا کام بنالیا ہو وہ باز رہتا ہے یا احمق جو سمجھتا ہے کہ مین اپنا کام بنا چکا حضرت معروف کرخی کو اپنی ذات مین تصرف اور اختیار باقی تھا یعنی انانیت باقی نرہی تھی کیونکہ اگر ہاتھ یا زبان سے لوگ اونکے ساتھ گستاخی کرتے تو کچھ بھی غصہ نہ آتا اور سمجھتے کہ یہ امر من جانب اللہ ہے یہ بات اوسی کی رہت و درست ہوگی جو اونکے مثل ہو اور جب حضرت بشر حافی اور سری سقطی اور مالک دینار قدس سرہم اور اس طبقہ کے بزرگ لوگ اپنے نفس سے امین نہوے ہون اور یہ حضرات ریاضت اور مشقت سے باز نرہے ہون تو اورون کو اپنی نسبت یہ گمان محال ہے اور کوئی حضرت معروف کرخی کی برابری کا دعوی کرے کیا مجال ہے **کھانا پینا چھوڑ دینے کی آفتون کا بیان** ایعزیز جان تو کہ اس سے دو آفتین پیدا ہوتی ہین ایک تو یہ ہے کہ آدمی بعضی خواہشین چھوڑ دینے پر تیار نہین ہوتا اور یہ نہین چاہتا کہ لوگ اس بات کو جانین کہ تنہائی مین کھاتا ہے برملا نہین کھاتا اور یہ عین نفاق ہے اور شاید شیطان اوسے فریب دے کہ یہ مسلمانون کے فائدہ کی بات ہے تاکہ وہ تیری پیروی کرین اور یہ محض دغا ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ لوگون کے دکھانے کے واسطے خواہش کی چیز مول لیتا ہے اور گھر مین لیجاتا ہے پھر چھپا کر اوسے خیرات دیدیتا ہے یہ نہایت صدق کی بات ہے اور صدیقون کا کام ہے نفس پر نہایت ہی دشوار اور شاق ہوتا ہے شرط اخلاص یہ ہے کہ یہ امر آسان ہو جاوے کیونکہ اگر شاق گذرتا ہے تو ابھی دل مین ریاے خفی باقی ہے اور وہ شخص طاعت ریا کرتا ہے طاعت حق نہین کرتا ہے اور جو شخص کھانیکی شہوت سے بھاگ کر ریا کی شہوت مین گر پڑے وہ ایسا ہے کہ مینہ سے بچکر مہری مین پناہ لیتا ہے تو آدمیکو چاہیے کہ جب اوسکے نفس مین یہ خواہش پیدا ہو تو لوگون کے سامنے تھوڑا سا کھانا کھالے بھر پیٹ نہ کھائے تاکہ ریا بھی ٹوٹتی رہے اور بھوک بھی **شہوت فرج کی آفت کا بیان** ایعزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالی نے شہوت جماع کو آدمی پر اسواسطے مسلط فرمایا ہے کہ وہ تخم ریزی کرتا رہے اور نسل منقطع ہو جائے اور یہ بہشت کی لذت کا نمونہ بھی ہے اور اس شہوت کی آفت بہت بڑی ہے ابلیس نے حضرت موسی علیہ السلام سے کہا کہ کسی عورت کے پاس تنہائی مین نہ بیٹھیو کیونکہ اسواسطے کہ جو مرد عورت کے ساتھ خلوت کرتا ہے مین اوسکے ساتھ لگا رہتا ہون تاکہ اوسکو بلا مین ڈالدون حضرت سعید مسیب رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جس پیغمبر کو حق تعالی نے بھیجا ابلیس عورتون کے بارے مین اوس سے ناامید ہی رہا اور مین جتنا اس سے ڈرتا ہون اتنا کسی چیز سے نہین ڈرتا اسی سبب سے اپنے گھر اور اپنے لڑکے کے گھر کے سوا اور کہین نہین جاتا ایعزیز جان تو کہ اس شہوت مین بھی افراط تفریط اور اوسط کا درجہ ہے افراط تو یہ ہے کہ ایسی شہوت ہو کہ آدمی فواحش سے نہ شرماے اور اپنے تئین بالکل اوسی مین ڈبو دے جب ایسی شہوت ہو تو اوسے روزہ رکھکر توڑنا واجب ہے اور اگر روزے سے نہ ٹوٹے تو نکاح کرے اور تفریط یہ ہے کہ شہوت جاتی ہی رہے اور یہ بھی نقصان کی بات ہے اور توسط و اعتدال یہ ہے کہ شہوت ہو اور زیر دست رہے بعضے آدمی شہوت زیادہ ہونیکے واسطے میٹھی چیزین کھاتے ہین یہ امر نادانی سے ہوتا ہے اونکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو زنبور کے چھتے کو چھیڑے تاکہ وہ اوسکے پیچھے پڑ جاین مگر جس شخص نے کئی نکاح کیے ہون اور جورو و نکاح ادا کر کے اونکی حفاظت کرنا مقصود ہو تو مضائقہ نہین اسواسطے کہ مرد لوگ عورتون کے حصار ہین اور غرائب اخبار مین ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ مین نے اپنے مین ضعف باہ پایا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے مجھسے فرمایا کہ حریسہ پکاکر دو اور اسکا سبب یہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نوبی بیان تھیین وہ تمام عالم پر حرام ہوگئی تھین اور تمام جہان سے اونکی امید منقطع تھی اس شہوت کی آفتون مین سے ایک عشق ہے وہ بہت گناہون کا سبب ہوتا ہے اگر آدمی ابتدا مین احتیاط نکرے تو ہاتھ سے جاتا رہتا ہے اور احتیاط کی صورت یہ ہے کہ آنکھ کو محفوظ رکھے اگر اتفاقاً کسی پر آنکھ پڑ جائیگی تو اوسے دوبارہ روکنا آسان ہوگا اور آنکھ کو بلا قید چھوڑ دیگا تو پھر اسکا ٹھہرنا مشکل ہوجائیگا اس بارہ مین نفس کی مثل چارپایہ کی سی ہے اگر کسیطرف جانیکا قصد کرے تو پہلے ہی اوسکی باگ پھیرنا آسان ہوتا ہے اور جب مطلق العنان ہوگیا اور باگ ہاتھ سے چھوٹ گئی تو اوسکی دم پکڑکے کھینچنا دشوار ہوتا ہے تو آنکھ کو محفوظ رکھنا اصل ہے حضرت سعید ابن جبیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت داود علیہ السلام آنکھ ہی کے سبب سے بلا اور فتنہ مین پڑے حضرت داود نے اپنے بیٹے کو نصیحت فرمائی کہ شیر اور اژدہے کے پیچھے جانا روا ہے مگر عورتون کے پیچھے ہرگز نہ جانا حضرت یحیی ابن زکریا علی نبینا وعلیہما السلام سے لوگون نے پوچھا کہ زنا کہان سے پیدا ہوتی ہے فرمایا آنکھ سے جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا فرماتے ہین کہ نگاہ ابلیس کے تیرون مین سے زہر کا بجھا ہوا ایک تیر ہے جو شخص خوف خدا سے اپنی آنکھ کو محفوظ رکھتا ہے حق سبحانہ تعالی اوسکے تئین ایسا ایمان عنایت فرماتا کہ وہ اوسکی حلاوت اپنے دل مین پاتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین نے اپنی وفات کے بعد اپنی امت مین عورتون کے مثل کوئی بلا نہین چھوڑی ہے اور فرمایا ہے کہ فرج کیطرح آنکھ بھی زنا کرتی ہے دیکھنا آنکھ کی زنا ہے تو جو شخص آنکھ کو نہ بچا سکے اوسپر واجب ہے کہ شہوت کو ریاضت سے توڑے اور روزہ رکھنا اس شہوت کا علاج ہے اگر نہ ہوسکے تو نکاح کرنا اسکا علاج ہے اور اگر خوبصورت لونڈون سے آنکھ کو نہ بچا سکے تو یہ بہت بڑی آفت ہے اسواسطے کہ اس فعل کو آدمی حلال کر ہی نہین سکتا اور جو شخص مقتضاے شہوت لونڈون کو گھورے اور اوس سے راحت پائے اوس شخص کو لونڈون کی طرف دیکھنا حرام ہے لیکن اگر اوس قسم کی راحت حاصل ہو جیسے سبزہ اور شگوفہ اور اچھے اچھے نقش ونگار دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے تو خیر کیونکہ یہ کچھ نقصان نہین کرتی اور اسکی پہچان یہ ہے کہ دیکھنے والیکے دل مین لونڈی کے ساتھ قربت کرنیکا خیال اور تقاضا نہو اسواسطے کہ گل اور شگوفہ اگرچہ اچھا ہو لیکن اوسے بوسہ دینے اور چھونے کی خواہش نہین ہوتی اور جب قربت کی خواہش پیدا ہو تو یہ شہوت کی علامت اور لواطت کا پہلا قدم ہے ایک مشائخ کا قول ہے کہ اگر مرید پر شیر خشمگین جھپٹے تو مین اتنا نہین ڈرتا جتنا غلام امرد کے ملنے سے ڈرتا ہون مریدون مین سے ایک شخص کہتا ہے کہ مجھپر اسقدر شہوت غالب ہوئی کہ مین متحمل نہوسکا مین نے بہت دعا اور زاری کی ایک رات ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے کہتے ہین کہ تجھے کیا ہوا ہے اوسے مین نے عرض حال کیا اونھون نے میرے سینہ پر ہاتھ پھیر دیا جب مین جاگا تو سکون ہوگیا جب ایک سال گذر گیا تو پھر شہوت پیدا ہوئی مین نے بہت زاری کی اونھین بزرگ کو پھر خواب مین دیکھا فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ مجھسے شہوت دفع ہوجائے مین نے عرض کیا ہان فرمایا گردن جھکا مین نے جھکادی بس ایک تلوار نکالی اور میری گردن پر ماری مین جب جاگا تو پھر سکون ہوگیا جب ایکسال گذرا تو پھر شہوت پیدا ہوئی پھر مین نے زاری بھی کی اور اون بزرگ کو بھی خواب مین دیکھا کہ مجھسے فرماتے ہین کہ اوس چیز کا دفعیہ

کہا تب خدا سے چاہے گا جسکے دفع کرنیکو وہ دوست نہین رکھتا ہے پھر مین جاگا اور جو رویا کی تھی کہ شہوت سے نجات پائی اوس شخص
کے ثواب کا بیان جو اس شہوت کے خلاف کرے اگر نہ جانتا کہ شہوت جسقدر زیادہ غالب ہوگی اوسیقدر
اوسکے خلاف کرنے مین ثواب بھی زیادہ ہے آدمی پر اوس سے زیادہ اور کوئی شہوت غالب نہین ہے لیکن اس شہوت کا مطلوب برا ہے
اور اکثر لوگ جو یہ شہوت نہین رکھتے تو یا عجز کے سبب سے یہ امر ہوتا ہے یا ہر اس یا شرم کی وجہ سے یا اس خوف سے کہ کھل جائیگا تو ہم بدنام
ہونگے اور جو شخص ان وجہون سے حذر کرتا ہے اوسے کچھ ثواب نہین ہوتا کہ یہ غرض دنیوی کی طاعت ہے طاعت شرع نہین ہے
لیکن گناہ سے عاجز ہونا بھی سعادت ہے کسی سبب سے ہو آدمی عقوبت اور گناہ سے تو بچتا ہے اگر کوئی شخص حرام پر قادر ہو اور کوئی مانع
نہ ہو اور خدا کے واسطے اوس سے دست بردار ہو تو اوسکا بڑا ثواب ہے اور وہ شخص اون سات آدمیون مین سے ہے جو قیامت
کے دن عرش الہی کے سایہ مین ہونگے اور اس امر مین اوسکا درجہ حضرت یوسف علیہ السلام کے درجہ کے برابر ہوگا اسواسطے کہ یہ گھاٹی
طے کرنے مین حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ السلام پیشوا اور امام ہین **حکایت** سلیمان ابن بشار رحمہ اللہ تعالی بہت ہی حسین آدمی تھے
ایک عورت نے اپنے تئین اونکی خدمت مین پیش کیا وہ بھاگے کہتے ہین کہ اوسی شب مین نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خواب مین
دیکھا اور پوچھا آپ یوسف ہین فرمایا ہان مین وہ یوسف ہون کہ مین نے قصد کیا اور تو وہ سلیمان ہے کہ تو نے قصد بھی نہین کیا یہ
اس آیہ کریمہ کیطرف اشارہ ہے وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا الآیہ اور یہی سلیمان یہ بھی بیان کرتے ہین کہ مین حج کو جاتا تھا جب
مدینہ منورہ سے نکلکر ابواء مین اوترا میرا ساتھی تو جنس لینے چلا گیا عرب کی ایک عورت ماہ طلعت بے نقاب جیسے بدر بے سحاب میرے پاس
آئی اور اپنی زبان مین یون کہنے لگی **شعر** صبح ست ساقیا قدح پر شراب کن ✤ دور فلک دزنگ ندارد شتاب کن ✤ یعنی **شعر**
ساقیا بہر خدا ازرہ الطاف وکرم ✤ بادہ وصل سے بھر دے میرے پیمانے کو ✤ مین سمجھا کہ اسے خواہش طعام ہے اس سبب سے
یہ کلام ہے دسترخوان مانگا کہ اوسے کھانا دون اوسنے کہا مین یہ نہین چاہتی ہون بلکہ میرا وہ مدعا ہے جو مطلب عورتون کو خاص دن ہی
سے ہوتا ہے یہ سنکر مین سر بگریبان ہوا اور نہایت گریان ہوا اسقدر رویا کہ اوس خیال باطل کو اوسکے دل سے دھویا پھر اوس
دیکھکر وہ پارہ ابر برقع مین پنہان ہوگئی اور اپنی منزل کو روان ہوگئی وہ ساتھی جب پھر کر آیا تو مجھ مین رونیکا اثر پایا پوچھا یہ کیا حال
ہے مین نے کہا لڑکون بالون کا خیال باعث ملال ہے اوسنے کہا تو ابھی فارغ البال تھا لڑکون بالون کا نہ وہم تھا نہ خیال تھا
کوئی امر جدید پیش آیا ہے فلک نے گو کہ نیا واقعہ دکھایا ہے مجھسے بیان کر غرضکہ جب اوسنے بہت الحاح کیا تو مین نے کہدیا
اوسنے جو سنا تو وہ بھی رونے لگا مین نے پوچھا کہ تو کیون روتا ہے کہا اس وجہ سے کہ مین ڈرتا ہون کہ اگر یہ امر مجھے پیش آتا
تو مین ایسا نکر سکتا پھر جب ہم مکہ معظمہ مین پہونچے اور طواف وسعی کر چکے تو مین ایک حجرہ مین سو گیا ایک شخص کو دیکھا کہ نہایت درجہ
حسین وجمیل کشادہ رو خوش بو دراز قد ہے مین نے پوچھا تم کون ہو اونھون نے فرمایا کہ مین یوسف ہون مین نے عرض کیا کہ
یوسف صدیق فرمایا ہان مین نے عرض کیا کہ عزیز کی عورت کے ساتھ آپکا قصہ عجیب وغریب ہے فرمایا کہ زن اعرابی کے ساتھ میرا

حکایت

حکایت حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمانہ گذشتہ مین

تین آدمی سفر کو گئے جب رات ہوئی تو ایک غار کے اندر چلے گئے تاکہ بیخوف رہین اتفاقاً پہاڑ سے اتنا بڑا ایک پتھر گرا کہ غار کا منہ ایسا بند ہوگیا کہ نکلنے کا راستہ نہ رہا اور اوس پتھر کو جنبش دینا ممکن نتھا اون بیچارون نے آپس مین کہا کہ اسکی کوئی تدبیر نہین ہے مگر یہ کہ ہم تینون آدمی دعا کرین اور ہر ایک اپنے اپنے نیک عمل عرض کرے کہ شاید اوسکے طفیل سے حق سبحانہ تعالی ہماری مشکل آسان کردے انمین سے ایک شخص نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو جانتا ہے کہ میرے مان باپ تھے کہ اونسے پہلے نہ خود مین کھانا کھاتا تھا نہ اپنے چھوٹے لڑکون کو دیتا ایکدن کسی کام کو گیا تھا بہت رات گئے آیا میرے مان باپ سو گئے تھے ایک کاسہ بھر دودھ جو مین لایا تھا اونکے جاگنے کے انتظار مین میرے ہاتھ پر تھا اور لڑکے بھوک کے مارے زار زار روتے تھے مین اونسے کہتا تھا کہ جبتک میرے والدین پہلے نہ پی لین گے تبتک تمھین نہ دونگا وہ صبح تک نجاگے اور مین اوسے ہاتھ پر رکھے کھڑا رہا حالانکہ مین اور میرے لڑکے بھوکے تھے بارخدایا اگر تو جانتا ہے کہ یہ امر محض تیری رضامندی کے واسطے تھا تو ہماری مشکل آسان کردے جب اوسنے یہ عرض کی تو پتھر کچھ ہٹا اور ایک سوراخ ہوا لیکن ابھی اسمین سے باہر نہ نکل سکتے تھے پھر دوسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو عالم الغیب ہے تجھے معلوم ہے کہ میرے چچا کی ایک لڑکی تھی مین اوسپر عاشق تھا وہ میرا کہنا نہ مانتی تھی حتی کہ ایک سال قحط پڑا اور وہ عاجز ہوئی میرے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے لگی ایک سو بیس دینار اوسکو دیے تب اوسنے اپنے تئین میرے حوالہ کیا جب مین اوس کام کے قریب ہوا تو اوسنے کہا کہ تو ڈر تا نہین کہ حق تعالی کی مہر اور اسکے حکم توڑتا ہے مین نے ڈرکر اوسے چھوڑ دیا اور پھر اوسکا قصد نہین کیا حالانکہ تمام جہان کی چیزون مین اوس سے زیادہ مجھے کسی چیز کی حرص اور خواہش نتھی بارخدایا اگر تو جانتا ہے کہ فقط تیری ہی رضا کے واسطے مین نے ضرر کیا تو تو ہماری مشکل آسان کردے پھر پتھر کو جنبش ہوئی اور غار کا منہ کچھ تھوڑا اور کھلا لیکن ابھی باہر نکلنا ممکن نتھا پھر تیسرے نے یون عرض کرکے دعا کی کہ بارخدایا تو دانائے حال ہے کہ ایک مرتبہ مین نے مزدور لگائے تھے سب مزدورون کی مزدوری دی مگر ایک مزدور مزدوری چھوڑ کر چلا گیا تھا مین نے اوسکی مزدوری سے ایک بکری مول لی اور اوسکی تجارت کرتا رہا حتی کہ بہت سا مال جمع ہوا ایکدن وہ مزدور مزدوری مانگنے آیا گائے بیل اونٹ بکری لونڈی غلام ایک بھیڑ کے بھیڑ تھے مین نے اوس سے کہا کہ یہ سب تیری مزدوری ہے اوسنے کہا کہ تم مجھسے ہنستے ہو مین نے کہا نہین یہ سب تیرے ہی مال سے حاصل ہوا ہے اور وہ سب مین نے اوسے حوالہ کردیا اوسمین سے خود کچھ نہین لیا بارخدایا اگر تو جانتا ہے کہ مین نے یہ امر تیرے ہی واسطے کیا تھا تو ہماری مشکل آسان کردے بس پتھر بالکل ہٹ گیا راہ کھلی باہر نکلے مصیبت کا زمانہ کٹ گیا **حکایت** حضرت بکر ابن عبداللہ المزنی قدس سرہ نے کہا ہے کہ ایک قسائی اپنے پڑوسی کی لونڈی پر عاشق تھا ایک مرتبہ وہ لونڈی کھتواہی کو جاتی تھی وہ قسائی پیچھے پیچھے جاکر اوس سے لپٹ گیا کہا اے جوانمرد جسقدر تجھے مجھسے محبت ہے اوس سے زیادہ مجھے تجھسے عشق ہے لیکن کیا کرون خدا سے ڈرتی ہون قسائی نے کہا نیکبخت جو تو خدا سے ڈرتی ہے تو مین کیونکر تجھپر ظلم کرون یہ کہکر توبہ کی اور پھر راہ مین اوسپر پیاس غالب ہوئی ہلاک ہوجانیکا خوف تھا کہ ایک شخص پیغمبر وقت کا رسول کہین جاتا تھا وہ آپہونچا اوسنے قسائی سے پوچھا کہ تجھے کیا آفت پہونچی ہے جواب دیا کہ پیاس کی شدت ہے اوس نے کہا کہ آمین اور تو دعا کرون کہ حق تعالی ابر کو بھیجدے اور جبتک ہم شہر کو پہونچین وہ ہمپر سایہ کیے رہے قسائی نے کہا کہ مین تو کچھ عبادت نہین رکھتا ہون تم دعا کرو مین آمین کہونگا غرضکہ

ایسا ہی کیا ابر آیا اور اسکے سر پر چھایا یہ چلے حتی کہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے وہ ابر قسائی کے ساتھ چلا اور وہ رسول پیغمبر ہمارے ساتھ چلا قسائی سے کہنے لگا کہ ایکبار تو تو کہتا تھا کہ میں کچھ عبادت ہی نہیں رکھتا ہوں اب کھلا کہ یہ ابر تو تیرے ہی واسطے تھا اپنا حال تو بتا قسائی نے کہا کہ میں اور کچھ نہیں جانتا ہوں مگر اس لونڈی کے کہنے سے توبہ کی ہے اور رسول پیغمبر نے کہا کہ ایسا ہی ہے کہ حق تعالی کے نزدیک جو مقبولیت تائب کے واسطے ہے وہ کسیکے واسطے نہیں **عورتوں کو دیکھنے کی آفت اور نظر حرام کا بیان** ایعزیز جان تو کہ یہ اعتماد رہے کہ کوئی شخص ایسے کام پر قادر ہو پھر اپنے تئیں بچا سکے تو اولی یہ ہے کہ آدمی ابتدائے کار کو نگاہ رکھے اور ابتدائے کار آنکھ ہے حضرت علا ابن زیاد رحمہما اللہ تعالی کہتے ہیں کہ کسی عورت کی چادر پر نظر نہ ڈال کہ اوسے دل میں شہوت پیدا ہوتی ہے اور حقیقت میں عورتوں کے کپڑے پر نظر ڈالنے اور اونکی خوشبو سونگھنے اور اونکی آواز سننے سے حذر کرنا واجب ہے بلکہ پیغام بھیجنے اور سننے سے اور ایسی جگہ گذرنے سے بھی حذر کرنا چاہیے جہاں ممکن ہو کہ عورتیں تجھے دیکھیں گو کہ تو اونھیں نہ دیکھے اسواسطے کہ جہاں کہیں جمال ہوتا ہے وہاں ہر امر شہوت اور خیال بد کا تخم دل میں بوتا ہے اور عورت کو بھی خوبصورت مرد سے اسیطرح حذر کرنا چاہیے اور جو نظر قصداً ہوتی ہے وہ حرام ہے لیکن اگر بے اختیار نظر پڑ جائے تو گناہ نہیں ہے مگر دوبارہ نظر ڈالنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پہلی نظر تجھے درست ہے اور دوسری نظر تجھپر حرام ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کسی پر عاشق ہوا اور اپنے تئیں محفوظ رکھے اور عشق کو چھپائے اور درد عشق کے مارے مرجائے وہ شہید ہے اپنے تئیں محفوظ رکھنے کے یہ معنی ہیں کہ پہلی نظر تو اتفاقاً پڑ گئی ہو دوسری نظر کو نگاہ رکھے نہ پھر دیکھے نہ تلاش کرے اور عشق کو دل میں چھپائے رہے ایعزیز جان تو کہ مجلسوں اور دعوتوں میں مردوں اور عورتوں کے بیٹھنے اور نظارہ بازی کرنے سے بڑھ کر کوئی تخم فساد نہیں بشرطیکہ آپس میں پردہ اور حجاب نہ ہو اور عورتیں چادر اور نقاب جو اوڑھتی ہیں یہ کافی نہیں بلکہ جب سفید چادر اوڑھتی ہیں اور تکلف کا نقاب ڈالتی ہیں تو اور بھی شہوت ہوتی ہے اور شاید چہرہ کھلا رکھنے سے زیادہ اس شر و حجاب میں اچھی معلوم ہوں تو سفید چادر اوڑھ کر پاکیزہ نقاب چہرہ پر ڈالکر باہر نکلنا عورتوں پر حرام ہے جو عورت ایسا کریگی گناہ گار ہوگی اور باپ بھائی شوہر جو کوئی ہو اور اس امر کی عورت کو اجازت دے وہ گناہ میں اوسکا شریک ہوگا کہ اوسنے اجازت دیدی اور کسی مرد کو درست نہیں ہے کہ بقصد شہوت عورتوں کا پہنا ہوا لباس پہنے یا بو سونگھنے کے واسطے اوسپر ہاتھ پھیرے یا ہار پھول یا ایسی کوئی چیز جس سے ملاطفت کرتے ہیں عورتوں کو دے یا لے یا میٹھی میٹھی باتیں کرے اور عورت کو بھی غیر مرد سے بات کرنا درست نہیں ہے مگر سخت بات زجر کے ساتھ جیسا حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقُلْنَ قَوْلًا مَعْرُوفًا یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات رضی اللہ تعالی عنہا کو ارشاد ہوتا ہے کہ اچھی اور نرم آواز سے مردوں کے ساتھ بات نہ کیا کرو کہ جسکے دل میں بیماری ہے وہ طمع کریگا اور قول معروف کہا کرو اور جس برتن سے عورت نے پانی پیا ہے تو جہاں پر اوسمیں عورت کا دہن لگا تھا وہاں سے قصداً پانی پینا اور جو میوہ عورت نے دانت سے کاٹ کر چھوڑ دیا ہو اوسے کھانا نچاہیے حضرت ابو ایوب انصاری کی اہلیہ اور لڑکے جو کاسہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

کے سامنے سے اوٹھا دیں جبان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیان اور دہن مبارک چھو گیا ہو تو وہان تبرکاً اپنی انگلیان لگائی جب اس امر مین تو ثواب تو اگر تلذذ اور خوہی کی نیت سے غیر عورت کا جھوٹا کھا جائیگا تو گناہ اور عذاب ہوگا اور جو چیز عورتون سے علاقہ رکھتی ہے اوس سے زیادہ کسی چیز سے حذر کرنا ضرور تر نہین ہے ایغیر نیز جانتو کہ جو رنڈی لونڈی راستہ مین آدمیکے سامنے آتا ہے شیطان تقاضا کرتا ہے کہ تو اسپر نظر ڈال دیکھہ تو وہ کیسا ہے تو شیطان کے ساتھہ مناظرہ کرنا چاہیے اور کہنا چاہیے کہ مین کیون دیکھون یہ اگر بدصورت ہے تو رنجیدہ بھی ہونگا اور گنہگار بھی اسواسطے کہ مین نے تو اس قصد سے دیکھا ہوگا کہ وہ خوبصورت ہے اور اگر خوبصورت ہے تو چونکہ دیکھنا حلال نہین اسوجہ سے گناہ ہوگا اور رنج وحسرت رہے گی اور اگر اوسکے ساتھہ جاؤن تو دین اور عمر اوسکے نذر کرون اور شاید مطلب کو نہ پہونچون اکیدن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی چشم مبارک راہ مین کسی خوبصورت عورت پر پڑگئی آپ پھر آئے اور اپنی بی بی کے ساتھہ صحبت کی اور فوراً غسل کرکے باہر نکل آئے اور فرمایا کہ جس کسیکے سامنے عورت آجائے اور شیطان اوسکی شہوت کو حرکت مین لائے وہ اپنے گھر مین جاکر اپنی جورو سے صحبت کرے کہ جو کچھہ تمھاری جورو پاس ہے وہی غیر عورت کے پاس بھی ہے واللہ اعلم وحکمہ احکم ✽ + + + +

تیسری اصل باتین کرنے کی حرص کے علاج اور آفت زبان کے بیان مین

ایغیر نیز جان اس بات کو جان کہ زبان عجائب صنعت الہی مین سے ہے کہ ظاہر مین تو گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اور حقیقت مین سب موجودات پر اوسکا تصرف اور قبضہ ہے بلکہ جو چیز معدوم ہے وہ بھی اوسکے تصرف مین ہے اسواسطے وہ عدم کا بھی بیان کرتی ہے اور وجود کا بھی بلکہ زبان عقل کی نائب ہے اور عقل کے احاطہ سے کوئی چیز باہر نہین اور جو کچھہ عقل اور وہم اور خیال مین آتا ہے زبان اوسکو تعبیر اور تقریر کرتی ہے اور اعضا ایسے نہین ہین اسواسطے کہ سکلون اور رنگون کے سوا اور کچھہ آنکھہ کی حکومت مین نہین اور آواز کے سوا اور کوئی چیز کان کی ولایت مین نہین اور اعضا بھی ایسے ہی ہین اور ہر ایک عضو کی حکومت مملکت کی ایک ہی کونے مین ہے اور زبان کی حکومت دن کی حکومت کیطرح تمام مملکت مین جاری ہی اور زبان چونکہ دل کے مقابل مین ہے کہ دل سے صورتین لے لیکر تقریر اور تعبیر کرتی ہے اسیطرح دل مین صورتین پہونچاتی بھی ہے اور جو کچھہ زبان کہتی ہے اوسکے سبب سے دل ایک صفت حاصل کرتا ہے مثلاً آدمی جب زبان سے تضرع اور زاری کرتا ہے اور اوسکے کلمات کہنے لگتا ہے اور نوحہ گری کے الفاظ کہنا شروع کرتا ہے تو اوسکے سبب سے دل رقت اور سوز وگداز کی صفت حاصل کرنے لگتا ہے اور آتش دل کا بخار دماغ کا قصد کرکے آنکھون سے باہر آنے لگتا ہے اور جب زبان سے طرب اور نیک صفتون کے الفاظ آدمی کہنے لگتا ہے تو دل مین نشاط اور خوشی کی حرکت پیدا ہونے لگتی ہے اور شہوتین جنبش اور حرکت کرنے لگتی ہین علی ہذا القیاس جو کلمہ آدمی زبان پر لاتا ہے اوسکے موافق ایک صفت دلمین پیدا ہوجاتی ہے حتی کہ اگر بری باتین کہتا ہے تو دل تاریک ہوجاتا ہے اور جب حق بات کہتا ہے دل روشن ہوجاتا ہے اور جب جھوٹی اور ٹیڑھی بات کہتا ہے تو جسطرح آئینہ ناہموار ہوتا ہے اوسطرح دل بھی ناہموار ہوجاتا ہے یہانتک کہ چیزون کی صورت سیدھی نہین دیکھتا اسی سبب سے کہ کہتا ہے کہ شاعر اور جھوٹے کا خواب اکثر سچا نہین ہوتا اسواسطے کہ جھوٹی باتون سے اوسکا دل تو ناہموار ہوگیا ہے اور جو شخص سچ بولنے کی عادت ڈالتا ہے اوسکا خواب

راست و درست ہوتا ہے علی ہذا القیاس جھوٹا آدمی جو سچا خواب نہین دیکھتا ہے جب اوس جہان مین جائیگا تو درگاہ الٰہی کہ اوسکی زیارت سب نعمتون کی غایت ہے وہ بھی اوسکے دل مین کا واک نظر آئیگی ٹھیک نہ دیکھے گا اور اوس لذت کی سعادت سے محروم رہے گا بلکہ جسطرح ناہموار آئینہ مین چہرہ بُرا ہو جاتا ہے اور جسطرح تلوار کے عرض باطل مین آدمی دیکھے تو صورت کا حسن جمال جاتا رہتا ہے اسی جہان کے کاموں اور حق سبحانہ تعالیٰ کے کامونکی حقیقت بھی ایسی ہی ہے تو دل کی ہموار ی اور ناہمواری زبان کی راستی اور کجی کی تاثیر سے آگاہ ہوا سطے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ ایمان راست نہین ہوتا جبتک دل راست نہین ہوتا اور دل جبتک زبان راست نہو تو زبان کے شر اور آفات سے حذر کرنا دین کی ضروری باتون مین سے ہے اور اسی لئے ہم اس مقام پر جہان ہمنے زبان کی فضیلت بیان کرتے ہین اسکی آفت باتین کرنے اور فضول بکنے کی آفت اور جھگڑے اور خصومت کی آفت اور فحش بکنے اور بدزبانی کی آفت اور لعنت اور ٹھٹھول اور مسخرا پن کرنے کی آفت اور جھوٹ بولنے غیبت سخن چینی دو رو ئی کرنے کی آفت اور ہجو اور تعریف اور جو کچھ اوس سے علاقہ رکھتا ہے اوسکی آفت مشرح بیان کرینگے اور اونکا علاج بھی کہدینگے انشاء اللہ تعالیٰ چپ رہنے کے ثواب کا بیان اے عزیز جان تو چونکہ زبان کی آفتین بہت ہین اور اپنے تئین اونسے بچانا آدمیکو دشوار ہے اور چپ رہنے سے بہتر اوسکی کوئی تدبیر نہین ہے جسقدر ہو سکے تو چاہیے کہ آدمی ضرورت کی قدر سے زیادہ بات نکرے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص ابدال ہوتا ہے جسکا کھانا سونا بقدر ضرورت ہو اور حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِّن نَّجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ بَيْنَ النَّاسِ یعنی پوشیدگی مین باتین کرنا اچھی بات نہین ہے مگر صدقے کا حکم دینا اور اچھی بات کو کہنا اور لوگون مین صلح کرنا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی جو چپ رہا نجات پائی اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے جسے پیٹ اور فرج اور زبان کے شر سے محفوظ رکھا وہ سب برائیون سے محفوظ رہا حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کونسا عمل افضل ہے آپ نے زبان مبارک منہ کے باہر نکالی اور اوسپر اوںگلی رکھی یعنی اشارہ سے یون فرمایا کہ خاموشی افضل ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ اپنی زبان اونگلی سے پکڑے ہوئے کھینچتے ہین اور ملتے ہین مین نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ اس سر دار نے بہت سے کام کرائے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کی اکثر خطائین اوسکی زبان مین ہین اور فرمایا کہ جو عبادت سب سے زیادہ آسان ہے وہ مین تمھین بتاؤن وہ زبان خاموش اور خوے نیک ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حق سبحانہ تعالیٰ اور روز قیامت کا ایمان رکھتا ہے اوس سے کہدو کہ نیک بات کے سوا اور کچھ نہ کہہ یا خاموش رہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے عرض کیا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے کہ اوسکے سبب سے ہم بہشت مین جائین فرمایا کہ ہرگز بات نکرو لوگون نے کہا کہ یہ ہمسے نہو سکے گا فرمایا تو نیک بات کے سوا اور کچھ نکہو اور حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جب تم کسی مسلمان خاموش اور باوقار کو دیکھو تو اوس سے تقرب حاصل کرو کہ وہ حکمت سیکھتا ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ عبادتین دس ہین نو تو خاموشی ہین اور ایک لوگون سے بھاگنا اور سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے ارشاد کیا ہے کہ جو بہت باتین کرتا ہے اوسکے کلام مین اکثر خطا اور غلطی ہوتی ہے اور جسکے کلام مین اکثر خطا

اور غلطی ہو وہ بڑا گنہگار ہوتا ہے اور جو بڑا گنہگار ہوا وسکے واسطے آتش دوزخ اولی تر ہے اسیواسطے تھا کہ امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ منہ مین پتھر رکھے رہتے تاکہ بات نکر سکین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ قید مین رہنے کے واسطے زبان سے زیادہ کوئی چیز اولی تر نہین حضرت یونس ابن عبید رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے جسکو زبان روکے دیکھا اوسکے سب کامون مین نیکی پیدا ہوئی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے لوگ باتین کرتے تھے اور حضرت احنف رحمہ اللہ تعالی خاموش بیٹھے تھے حضرت معاویہ نے اونسے پوچھا کہ تم کیون نہین بات کرتے کہا کہ جھوٹ بات کہتے خدا سے ڈرتا ہون اور سچ بات کہتے تم لوگون سے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالے نے بیس برس تک دنیا کی بات نہین کی جب صبح کو اوٹھتے کاغذ اور قلم دوات پاس رکھہ لیتے جو کہنا ہوتا اوسے لکھتے اور رات کو اوسکا حساب اپنے سے کرتے الغرض جان تو کہ خاموشی کی یہ سب فضیلتین اسلیے ہین کہ زبان کی آفتین بہت ہین اور زبان کی نوک سے ہمیشہ بیہودہ ہی نکلتا ہے اوسکا کہدینا تو آسان ہوتا ہے لیکن نیک بد مین تمیز کرنا دشوار ہوتا ہے اور چپ رہنے مین اوسکے وبال سے آدمی نجات پاتا ہے اور ہمت جمع رہتی ہے ذکر اور فکر مین آدمی مشغول رہتا ہے الغرض جانتو کہ بات کہنے کی چار قسمین ہین ایک تو یہ ہے کہ بالکل نقصان ہی ہو دوسری وہ ہے کہ اوسمین نفع نقصان دونون ہون تیسری وہ جسمین نہ نفع ہو نہ نقصان وہ فضول بات ہوتی ہے اوسکا ضرر اسقدر بس ہے کہ اوتنا زمانہ ضائع کرتی ہے چوتھی قسم ہے کہ محض منفعت ہو تو باتون مین سے تین ربع نہ کہنے کے لائق ہے اور ایک ربع کہنے کے لائق یہ وہی بات ہے جو حق تعالی نے ارشاد فرمائی اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ الآیۃ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے مَنْ صَمَتَ نَجٰی یعنی جو شخص خاموش رہا اوسنے نجات پائی تاوقتیکہ تو زبان کی آفتین نہ جان لیگا اوسکی حقیقت نہ پہچانیگا اور ہم انشاء اللہ تعالی اوسے ایک ایک کرکے مفصل بیان کرتے ہین پہلی آفت یہ ہے کہ تو ایسی بات کہے کہ جسکی کچھ حاجت نہین کہ اوسکے نہ کہنے مین کسیطرح کی دینی اور دنیوی مضرت نہین ایسی بات کہنے سے تو حسن اسلام سے نکل جائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہٗ مَالَا یَعْنِیْہِ یعنی جو بات ضرور نہو اوسے ترک کردینا حسن اسلام مین سے ہے اور ایسی بیفایدہ بات کی مثل یہ ہے کہ تو لوگون مین بیٹھے اور اپنے سفر کی حکایت بیان کرے اور پہاڑ باغ بوستان کی کیفیت اور جو جو حال گذرا ہو اوسے اسطرح بیان کرے کہ اوسمین کمی زیادتی نہونے پائے یہ تیرا بیان سب فضول ہوگا کہ اسکی کچھ ضرورت نہین اگر تو نہ کہے تو کچھ نقصان نہو جائیگا اسیطرح اگر تو کسی کو دیکھے اور اوس سے کچھ پوچھے اور تجھے اوس پوچھنے سے کچھ کام نہو یہ اوسوقت ہے جبکہ پوچھنے مین کچھ آفت نہو لیکن اگر مثلاً تو پوچھے کہ تم روزہ دار ہو تو اگر سچ کہے تو اظہار عبادت کیا اور اگر جھوٹ بولے تو گنہگار ہوا اور یہ تیری سبب سے ہوتا ہے اور ناشائستہ بات ہے اور علی ہذا القیاس اگر تو پوچھے کہ تم کہان سے آتے ہو اور کیا کرتے ہو اور کیا کرتے تھے تو شاید وہ اظہار نکر سکے اور جھوٹ مین مبتلا ہو جائے اور جھوٹ خود جہل ہے اور فضول بات وہ ہے جسمین کوئی جہل امر نہو کہتے ہین کہ لقمان سال بھر تک حضرت داود علیہ السلام کی خدمت مین جایا کرتے تھے اور وہ زرہ بنایا کرتے تھے لقمان چاہتے تھے کہ مجھے معلوم ہو کہ یہ کیا چیز ہے مگر پوچھتے نہ تھے حتی کہ حضرت داود نے بناکر تمام کی اور پہنی اور فرمایا کہ لڑائی کے واسطے یہ اچھا لباس ہے لقمان نے پہچانا

اور کہا کہ خاموشی حکمت ہے مگر کسی کو اسکی رغبت نہین اور ایسی باتین پوچھنے کا یہ سبب ہوتا ہے کہ پوچھنے والا چاہتا ہے کہ لوگون کا حال معلوم ہوجائے اور بات چیت کی راہ کھلے یا کسی سے دوستی ظاہر کرے اسکا علاج یہ ہے کہ آدمی یہ جانے کہ موت درپیش ہے اور نزدیک ہے اور جو تسبیح اور ذکر کہ وہ کرے گا وہ خزانہ ہوگا کہ اوسنے جمع کیا ہے اور اگر ضائع کریگا تو اپنا نقصان کیا ہوگا یہ تو علاج علمی ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ عزلت اختیار کرے یا منہ مین پتھر بھرے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جنگ اُحد کے دن ایک جوان شہید ہوا اوسکو جب دیکھا تو بھوک کے مارے پیٹ پر پتھر باندہے تھا اوسکی ماں اوسکے چہرے سے گرد پونچھتی اور کہتی تھی هَنِيْئًا لَكَ الْجَنَّةُ یعنی تجھے جنت مبارک ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے کیا معلوم شاید اوسنے ایسی چیز مین بخیلی کی ہو جو اوسکے کام نہ آتی یا ایسی چیز مین بات کہی ہو جس سے اوسے سروکار نہوا سکے معنی یہ ہین کہ اوس سے ان باتون کا حساب لینگے وہ دہن خوش اور مبارک ہے جسمین کچھ رنج اور حساب نہوا ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسوقت اہل جنت مین سے ایک شخص دروازے سے آتا ہے اور حضرت عبداللہ ابن سلام حاضر ہوئے اونسے لوگون نے خبر کی اور پوچھا کہ تمھارا کیا عمل ہے اونھون نے کہا کہ میرا عمل تو تھوڑا سا ہے لیکن جس چیز سے مجھے کچھ کام نہو مین اوسکے گرد نہین پھرتا ہون اور لوگون کی بدخواہی نہین کرتا ہون العزیز جان تو کہ جو مضمون کسی سے ایک کلمہ سے کہہ سکتا ہے اگر اوسے طول دیکر دو کلمون سے کہے گا تو وہ دوسرا کلمہ فضول ہوگا اور تجھپر وبال ہوگا ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ مجھسے بات کہے اور اوسکا جواب میرے پاس اوس سے بھی زیادہ اچھا ہو جسقدر ٹھنڈا پانی پیاسے کے نزدیک اچھا ہوتا ہے تو بھی فضول ہونیکے خوف سے مین جواب نہین دیتا حضرت مطرف ابن عبداللہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ چاہیے کہ حق سبحانہ تعالی کا جلال تمھارے دلون مین اس بات سے زیادہ بزرگ رہے کہ ہر بات مین تم اوسکا نام لے بیٹھا کرو جیسا کہ چارپایہ اور بلی کو کہہ بیٹھتے ہو کہ خدا تجھے ایسا ایسا کرے یعنی چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکبخت وہ شخص ہے کہ جسنے زیادہ بات کو رکھہ چھوڑا اور زیادہ مال مٹی لا یعنی تھیلی کی گرہ کھول کر زبان پر لگائی اور فرمایا ہے کہ زبان دراز سے بدتر کوئی چیز آدمی کو نہین دی ہے العزیز جانتو کہ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ یعنی جو کچھ آدمی کہتا ہے وہ اوسکے نام لکھا جاتا ہے اگر ایسا ہوتا کہ فرشتے فضول بات نہ لکھتے اور لکھتے وقت اجرت مانگ لیا کرتے اور اوسکے خوف سے دس باتون کو گھٹا کر ایک کر دیا کرتے تو اس اجرت دینے کے نقصان کی نسبت فضول گوئی مین تضیع اوقات ہونیکا نقصان بہت زیادہ ہے دوسری آفت ہلل و معصیت مین بات کہنا ہے ہلل تو یہ ہے کہ آدمی بدعتون مین بات کرے اور معصیت یہ ہے کہ اپنے اور دوسرون کے فسق و فساد کی حکایت کہے اور شراب وغیرہ کی مجلس کا ذکر کرے یا جس محفل مین دو آدمیون سے جھگڑا ہوا ہو اور ایک نے دوسرے کو فحش کہا ہو یا رنج دیا ہو اوسکا چرچا کرے یا فحش مین کوئی حال بیان کرے کہ اوسے سنکر ہنسی آئے یہ سب باتین گناہ ہین یہ آفت پہلی آفت کی سی ہے کہ اسمین درجہ گھٹ جاتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اوس سے باک نہین رکھتا اوس بات کی کچھ حقیقت نہین سمجھتا اور وہ بات اوسے قعر دوزخ تک پہونچا دیتی ہے اور کوئی ہوتا ہے کہ ایک بات کہتا ہے اور اوسکے کہنے مین بے باک ہوتا ہے اور

وہ بات اوسے جنت تک لیجاتی ہے تیسری آفت بات مین خلاف کرنا اور جھگڑنا ہے بعضے آدمی کی عادت ہوتی ہے کہ جو کوئی بات کہتا ہے وہ اوسکی بات کو رد کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ ایسی بات نہین ہے اسکے معنی یہ ہوتے ہین کہ تو احمق اور نادان اور جھوٹا ہے اور مین زیرک اور عاقل اور سچا ہون اور اس کلمہ سے اوس نے دو مہلک صفتون کو قوی کر دیا ہوگا ایک تکبر کو دوسرے درندگی کو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بات مین خلاف اور خصومت کرنے سے باز رہتا ہے اور ناحق بات نہین کہتا ہے اوسکے واسطے جنت مین ایک گھر بناتے ہین اور اگر حق بات بھی احتیاطاً نہین کہتا اوسکے واسطے بہشت اعلی مین گھر بناتے ہین اور اسکا ثواب اسوجہ سے زیادہ ہے کہ دوسرے کی محال اور جھوٹ بات پر صبر کرنا بہت دشوار ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ خلاف سے دست بردار نہو اگرچہ حق پر ہو اے عزیز جانو کہ فقط مذاہب ہی مین یہ خلاف نہین ہوتا بلکہ اگر کوئی شخص کہے کہ یہ انار میٹھا ہے اور تو کہے کہ نہین کھٹا ہے یا کوئی کہے کہ فلانی جگہ تک ایک فرسنگ ہے اور تو کہے کہ نہین یہ سب خلاف بری ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو جھگڑا تو کسی کے ساتھ کرے دو رکعت نماز اوسکا کفارہ ہے ازانجملہ یہ بھی ہے کہ کوئی شخص بات کہے اور تو اوسکی خطا پکڑے اور اوسکا خلل بتائے یہ سب حرام ہے اسواسطے کہ اوس سے رنج دینا حاصل ہوتا ہے اور کسی مسلمان کو بلاضرورت رنج دینا نچاہیے اور ایسی باتون مین خطا ظاہر کرنا فرض نہین ہے بلکہ خاموش رہنا کمال ایمان سے ہے اور اگر مذاہب مین خلاف ہو تو اسے جدل کہتے ہین یہ بھی مذموم ہے مگر یہ کہ نصیحت کے طور پر خلوت مین حق امر ظاہر کر دے بشرطیکہ یہ امید ہو کہ دوسرا شخص مان لیگا ورنہ چپ رہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی قوم گمراہ نہین ہوئی کہ جدل اوسپر غالب نہوا ہو لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا عالمون سے جدل نکرنا کہ وہ تجھے دشمن جانینگے اے عزیز جانو کہ محال اور باطل بات پر چپ رہنا بڑے صبر کی دلیل ہے اور یہ بات فضائل مجاہدات مین سے ہے حضرت داؤد طائی قدس سرہ نے جب عزلت اختیار کی تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی نے فرمایا کہ تم باہر کیون نہین آتے جواب دیا کہ مجاہدہ کرکے اپنے تئین جدل سے باز رکھتا ہون فرمایا کہ مناظرہ کی مجلسون مین آؤ اور سنو اور کچھ نہ بولو فرماتے ہین کہ مین نے ایسا ہی کیا اور اس سے سخت تر کوئی محنت نہین کھینچی اور اس سے زیادہ کوئی آفت نہین کہ کسی شہر مین تعصب مذہب ہو اور جو لوگ جاہ و مرتبہ کے طالب ہون وہ ظاہر کرین کہ جدل دین مین سے ہے اور درندگی اور تکبر کی صفت خود اس بات کو چاہتی ہے آدمی جب یہ جانے کہ جدل دین مین سے ہے تو اوسکی حرص اوسکے دل مین ایسی مضبوط ہو جائیگی کہ اوس سے ہرگز صبر نکر سکیگا کیونکہ نفس کو اوسمین کئی طرح کی لذت ہوتی ہے حضرت مالک ابن انس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ جدل دین مین سے نہین ہے اور سب بزرگان سلف نے جدل کرنیکو منع فرمایا ہے اگر کوئی شخص مبتدع ہوا اور آیات قرآنی اور احادیث سے منکر ہو گیا تو اوس سے بزرگون نے بے جھگڑے اور طول کلامی کے بات کی ہے جب فائدہ نہ دیکھا تو منہ پھیر لیا پھر بھی آفت مال مین جھگڑا ہے کہ قاضی پاس یا اور کہین پیش ہو اسکی آفت بڑی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بے علم کسی سے جھگڑتا ہے جبتک وہ خاموش نہین ہو جاتا تب تک خدا کی خفگی اور ناراضی مین رہتا ہے بزرگون نے کہا ہے مال مین جھگڑنا جیسا دل کو پراگندہ کرتا ہے اور زندگی کو بے لذت کر دیتا ہے اور دین کی مروت کو گھٹاتا ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی بزرگون نے کہا ہے کہ کسی

اہل ورع نے مال مین جھگڑا نہین کیا اسواسطے کہ بے زیادہ گوئی کے جھگڑا تمام نہین ہوتا اور اہل ورع زیادہ گوئی نہین کرتے اگر کچھ ہو لیکن جھگڑے مین آدمی طرف ثانی سے اچھی بات تو نہ کہیگا اور اچھی بات کہنے کی بڑی فضیلت ہے تو جس شخص کو خصومت ہو اگر ہوسکے تو اوس سے باز آنا ضرور ہے اور اگر نہو سکے تو چاہیے کہ سچ کے سوا اور کچھ نہ کہے اور رنج دینے کا قصد نہ کرے اور سخت کلام اور زیادہ بات نہ کہے اسواسطے کہ آمین دین کی تباہی ہے پانچوین آفت فحش بکنا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص فحش بکتا ہے اوسپر بہشت حرام ہے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین کچھ لوگ ہونگے کہ اونکے منہ سے نجاست بہیگی اور اوسکی بدبو کے سبب سے سب دوزخی فریاد کرینگے اور پوچھینگے کہ یہ کون لوگ ہین کہین گے کہ یہ وہ لوگ ہین کہ سخن ملید اور فحش کو دوست رکھتے تھے اور بکتے تھے حضرت ابراہیم ابن میسرہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جو شخص فحش بکتا ہے وہ قیامت کے دن کتے کی صورت پر ہوگا اے عزیز جانو کہ اکثر فحش آمین ہوتا ہے کہ جماع کو بڑے طور پر تعبیر کرتے ہین اور گالی یہ ہے کہ کسیکو اوسکی طرف منسوب کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت خدا کی اوسپر جو اپنے ماں باپ کو گالی دے لوگون نے عرض کیا کہ یہ امر کون کریگا آپ نے فرمایا وہ جو دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے تاکہ وہ اسکے ماں باپ کو گالی دین تو یہ گالی گویا خود اوسی نے دی اے عزیز جانو کہ جماع کی بات اشارۃ کنایۃ کہنا چاہیے تاکہ فحش نہو جائے اور جو کچھ بد ہو اوسے بھی اشارہ سے کہنا چاہیے صاف صاف نہ کہنا چاہیے اور عورتون کا نام صریح نہ لینا چاہیے بلکہ ستورات کہنا چاہیے اور اگر کسی کو کوئی برا مرض ہو مثلاً بواسیر اور برص وغیرہ تو اوسے بیماری کہنا چاہیے اور ایسے الفاظ مین ادب نگاہ رکھنا چاہیے کہ یہ بھی فحش کی ایک قسم ہے چھٹی آفت لعنت کرنا ہے اے عزیز جانو کہ جانور اور کپڑے اور آدمی اور جو کچھ ہو سب پر لعنت کرنا برا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان لعنت نہین کرتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین ایک عورت تھی اوسنے ایک اونٹ پر لعنت کی آپ نے فرمایا کہ اس اونٹ کو نکال کر کے قافلہ سے باہر نکال دو کہ یہ ملعون ہے ایک شخص نے وہ اونٹ گھوما کیا اور کوئی اوسکے پاس نجاتا تھا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ آدمی جب زمین کو یا اور کسی چیز کو لعنت کرتا ہے تو وہ چیز کہتی ہے کہ ہم دونون مین سے جو خدا کا بڑا گنہگار ہے اوسپر لعنت ہو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایکدن کسی چیز کو لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا اور فرمایا یا ابا بکر صدیق ولعنت لا ورب الکعبۃ صدیق ولعنت لا ورب الکعبۃ صدیق آپ نے تین دفعہ یہ فرمایا حضرت صدیق اکبر نے توبہ کی اور اوسکے کفارے مین ایک بندہ آزاد کیا اے عزیز جانو کہ لوگون پر لعنت کرنا چاہیے مگر اون سب پر جو مذموم ہون جیسا کہ تو یون کہے کہ ظالمون کافرون فاسقون بداعتقادون پر لعنت ہو لیکن یہ کہنا کہ معتزلی اور کرامی پر لعنت ہو اسمین خطر ہے اس سے فساد پیدا ہوگا اس سے حذر کرنا چاہیے مگر جنہین شرع مین لفظ لعنت آئی ہو اور حدیث مین درست ہوئی ہو لیکن کسی سے یون کہنا کہ تجھپر یا فلانے آدمی پر لعنت ہو یہ اوسی شخص پر درست ہوگا کہ شرع سے معلوم ہو کہ وہ کافر مرا ہے جیسے فرعون اور ابوجہل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے سے کافرون کا نام لیکر لعنت کی اسواسطے کہ آپ نے جان لیا تھا کہ وہ مسلمان نہون گے لیکن یہودی سے یون کہنا کہ تجھپر لعنت ہو اسمین خطر ہے اسواسطے کہ شاید مرنے سے پہلے وہ مسلمان ہو جائے اور شاید اس لعنت کرنیوالے سے بہتر ہو جائے اگر کوئی شخص کہے کہ ہم مسلمان کو کہتے ہین کہ

اوسپر رحمت ہو اور ممکن ہے کہ نعوذ باللہ وہ مرتد ہو کر مرے تو ہم جو کہتے ہین بمقتضاے وقت [illegible] ہین تو کافر کو بھی لعنت اوسوقت کرتے ہین جسوقت وہ کافر ہے تو یہ کہنا خطا ہے اسواسطے کہ رحمت کے یہ معنی ہین کہ حق تعالی اوسے ایمان پر قائم رکھے کہ یہ امر موجب رحمت ہے اور یہ نچاہیے کہ تو یون کہے کہ حق تعالی تجھے کافر پر رکھے تو کسی شخص معین پر لعنت کرنا نچاہیے اگر کوئی شخص کہے کہ یزید پر لعنت درست ہے تو ہم کہین گے کہ اسقدر درست ہوگا کہ تو یون کہے کہ قاتل حسین علیہ السلام اگر توبہ کرنے سے پہلے مر گیا ہے تو اوسپر لعنت ہو اسواسطے کہ قتل کرنا کفر سے بڑہ کر نہین اور جب توبہ کرے تو لعنت کرنا نچاہیے کیونکہ وحشی نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالی عنہ کو قتل کیا اور پھر مسلمان ہو گیا تو اوس سے لعنت ساقط ہو گئی اور یزید کا احوال خود معلوم ہی نہین کہ اوسنے حضرت امام حسین علیہ السلام کو شہید کیا بعضون نے کہا کہ اوسنے حکم دیا تھا بعضون نے کہا ہے نہین دیا تھا لیکن راضی تھا تو کسی کو تہمت سے گناہ کیطرف منسوب کرنا نچاہیے کہ یہ خود گناہ ہے اس زمانی مین بہت سے بزرگون کو لوگون نے شہید کر ڈالا اور کسی کو نہ معلوم ہوا کہ حقیقت مین کسنے حکم دیا تو چار سو بیس کے بعد قتل امام کی حقیقت کیونکر آدمی دریافت کر سکے حق تعالی نے اپنے بندون کو اس فضول بات اور خطر سے مستغنی کیا ہے اسواسطے کہ اگر کوئی شخص تمام عمر ابلیس کو لعنت نہ کرے تو اوس سے قیامت مین یہ نہ کہین گے کہ تو نے کیون نہ لعنت کی اور اگر کسینے کسی پر لعنت کی تو اوسے البتہ باز پرس کا اندیشہ ہے کہ قیامت کے دن کسین پوچھا نجائے کہ تو نے کیون لعنت بھیجی اور کسواسطے لعنت کی ایک بزرگ کہتے ہین کہ قیامت کے دن میرے اعمالنامہ مین یا کلمہ لا الہ الا اللہ نکلیگا یا کسی پر لعنت نکلیگی مین یہ دوست رکھتا ہون کہ کلمہ لا الہ الا اللہ نکلے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت فرمایئے ارشاد ہوا کہ کسی پر لعنت نہ کرنا بزرگون نے کہا ہے کہ مسلمان پر لعنت کرنا اوسے قتل کرنے کے برابر ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ مضمون حدیث مین آیا ہے پس ابلیس پر لعنت کرنے مین مشغول ہونے سے تسبیح مین مشغول ہونا اولی تر ہے تو اور کسی پر کب پہونچتا ہے اور جو شخص کسی پر لعنت کرے اور اپنے جی مین کہے کہ اسمین دین کی سختی اور مضبوطی ہے تو یہ شیطان کا فریب ہے یا مراد تعصب اور نفسانیت سے ہوتا ہے ساتوین آفت شعر ہے سماع کے بیان مین ہمنے مفصل ذکر کیا ہے کہ یہ حرام نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے شعر پڑہا ہے آپ نے حضرت حسان رضی اللہ تعالی عنہ سے فرمایا کہ کافرون کو جواب دو اونکی ہجو کرو مگر جو امر جھوٹ ہو یا کسی مسلمان کی ہجو ہو یا جھوٹی تعریف ہو وہ شعر نہ پڑہنا چاہیے لیکن جو شعر بسبیل تشبیہ کہتے ہین اور شعر کی صفت یہی ہے وہ شعر اگرچہ جھوٹ کی صورت ہوتا ہے مگر حرام نہین ہے کیونکہ اوس سے یہ نہین مقصود ہوتا ہے کہ لوگ اعتقاد کرین اسواسطے کہ ایسے عربی اشعار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے پڑہے ہین آٹھوین آفت مزاح اور خوش طبعی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر وقت مزاح کرنے کو منع فرمایا ہے لیکن گاہ گاہ تھوڑی خوش طبعی کرنا مباح ہے اور نیک خوئی مین داخل ہے بشرطیکہ اوسے عادت اور پیشہ نہ کرلے اور حق بات کہے اسواسطے کہ بہت مزاح سے اوقات ضائع ہوتی ہے اور ہنسی بہت آتی ہے اور ہنسی سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور ہیبت اور وقار بھی جاتا رہتا ہے اور ممکن ہے کہ اوسکے سبب سے بگاڑ ہو جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین مزاح کرتا ہون اور حق بات کے سوا کچھ نہین کہتا ہون اور فرمایا ہے کہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ اسواسطے بات

کہتا ہے کہ لوگ ہنسین اور وہ اپنے مرتبہ سے اوس سے بھی زیادہ نیچے گر پڑے جیسا زمین و آسمان مین نشیب و فراز ہے اور جس چیز سے بہت ہنسی آئے وہ بدہے اور مسکرانے سے زیادہ ہنسی نچا ہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ مین جانتا ہون تم اگر وہ جانو تو تھوڑا ہنسو اور بہت رو ایک بزرگ نے دوسرے آدمی سے کہا کہ کیا تو نہین جانتا ہے کہ ضرور بالضرور دوزخ پر گذر ہوگا کیونکہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا اوسنے کہا ہان جانتا ہون پھر پوچھا کیا تو نے یہ سنا ہے کہ پھر دوزخ سے نکلین گے اوسنے کہا نہین کہا پھر کیون ہنسی آتی ہے اور ہنسی کا کونسا محل ہے حضرت عطائی سلمی جالینوس برس نہین ہنسے حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ تعالی نے ایک قوم کو عید کے دن ہنستے دیکھا کہا کہ اگر حق تعالی نے اس قوم کو بخشدیا ہے اور روزے قبول کر لیے ہین تو یہ ہنسنا شکر گزارون کا کام نہین اور اگر نہین قبول فرمائے تو یہ ہنسنا خائفون کا فعل نہین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے اور ہنستا ہے وہ زمین جا ئیگا اور روتا ہوگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی نے پوچھا کہ اگر کوئی شخص بہشت مین روتا ہوگا تو تعجب ہوگا لوگون نے کہا ہان ہوگا فرمایا کہ پھر جو کوئی دنیا مین ہنستا ہے اور نہین جانتا کہ دوزخ اوسکی جگہ ہے یا جنت تو یہ بڑے تعجب کی بات ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایک اعرابی اونٹ پر بیٹھا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور چاہا کہ آپکے پاس حاضر ہو کہ کچھ پوچھے ہر چند قصد کرتا تھا مگر اونٹ پیچھے ہی کو ہٹتا تھا اور اصحاب ہنستے تھے آخر کو اونٹ نے اوسے گرا دیا اور وہ بیچارہ مرگیا اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ مرد اونٹ پر سے گر کر مرگیا آپ نے فرمایا ہان اور تمھارا منہ اوسکے خون سے پُر ہے یعنی اوسپر ہنستے ہو عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ حق تعالی سے ڈرا کرو اور مزاح نکیا کرو کہ دلونمین کینہ پیدا کریگا اور اوس سے بُری کام پیدا ہونگے جب بیٹھا کرو تو قرآن کی باتین کیا کرو اگر یہ نہین ہوسکتا تو صالحون اور نیکون کا بیان کیا کرو امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جب کوئی کسی سے مزاح کرتا ہے تو اوسکی نظر مین خوار اور بیوقار ہو جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین ذی مقام عظیم مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے مزاح کرتے تھے کما قیل کیے ہین ایکبار ایک بوڑھیا سے آپ نے فرمایا کہ بوڑھیا جنت مین نجائیگی وہ بوڑھیا رونے لگی فرمایا کہ اے عورت اس حالت مین نہ جائینگے پھر جنت مین لیجائین گے ایک عورت نے آپ سے عرض کیا کہ میرا شوہر آپکو بلاتا ہے آپ نے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جسکی آنکھ مین سفیدی ہے اوسنے عرض کیا کہ نہین میرے شوہر کی آنکھ تو سفید نہین ہے آپ نے فرمایا کہ کوئی ایسا نہین ہے جسکی آنکھ مین سفیدی نہو ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اونٹ پر بیٹھا لیجیے فرمایا تجھے اونٹ کے بچے پر بیٹھا لونگا اوسنے عرض کیا کہ مین یہ نہین چاہتی اسواسطے کہ اونٹ کا بچہ تو مجھے گرا دیگا آپ نے فرمایا کہ کوئی اونٹ نہین ہے جو اونٹ کا بچہ نہو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ایک لڑکا ابو عمیر نام تھا اوسکے پاس گرگریا کا ایک بچہ تھا مرگیا وہ لڑکا روتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوس لڑکے کو دیکھا اور فرمایا یَا اَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ یعنی اے ابا عمیر نغیر کا کیا حال ہوا نغیر گرگریا کے بچہ کو کہتے ہین اکثر آپ ایسی ظرافتین لڑکون اور عورتون کے ساتھ کرتے تھے تاکہ اونکا دل خوش ہو اور آپکی ہیبت سے نفرت نکرین اپنی ازواج طاہرات کے ساتھ اونکی خوشدلی کے واسطے ایسی خوش طبعی کرنا آپکی عادت تھی ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین

کہ حضرت سودہ رضی اللہ تعالی عنہا میرے پاس آئین مین نے دودہ کی کوئی چیز پکائی تھی اونسے کہا کہ کھاؤ اونھون نے کہا مین نہین کھاؤنگی
مین نے کہا کہ اگر نہ کھاؤگی تو تمھارے منہ مین ملدونگی اونھون نے کہا مین ہرگز نہ کھاؤنگی بس مین نے ہاتھ بڑہاکر ذرا سی اونکے
منہ مین ملدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بیچ مین بیٹھے تھے زانوے مبارک بڑہا لیا تاکہ وہ بھی راہ پاکر مجھسے بدلالین بس اونھون
نے بھی میرے منہ مین ملدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے لگے خواک ابن سفیان ایک نہایت بدصورت شخص تھا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ میری زوجہ وین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا
سے زیادہ خوبصورت ہین اگر آپ چاہین تو مین ایک کو طلاق دیدون اور آپ اونسے ساتھ نکاح کرلین یہ بات وہ خوش طبعی سے
کہتا تھا ایسا کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے سنا فرمایا کہ بہت خوبصورت ہین کہ تو اوس نے کہا کہ مین نہین
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پوچھنے پر ہنس پڑے اسواسطے کہ وہ شخص نہایت
بدصورت تھا اور یہ معاملہ آیت حجاب نازل ہونے کے پہلے ہوا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب سے فرمایا کہ تیری آنکھ درد
کرتی ہے اور تو خرمے کھاتا ہے اونھون نے کہا کہ مین دوسری طرف کی آنکھ سے کھاتا ہون پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنسنے
لگے خوات ابن جبیر کو عورتون کی بہت رغبت تھی مکہ معظمہ کی راہ مین کچھ عورتون کے ساتھ کھڑے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
جا پہونچے وہ شرمندہ ہوگئے آپ نے فرمایا تو کیا کرتا ہے کہنے لگے کہ میرے پاس ایک سرکش اونٹ ہے مین چاہتا ہون کہ عورتین
اوس اونٹ کے راستے ایک رسی طیار کرین آپ وہان سے تشریف لیجائے خوات ابن جبیر کہتے ہین اوسکے بعد پھر آپ نے
مجھے دیکھا فرمایا کہ اے خوات آخر وہ اونٹ سرکشی سے باز آیا مین شرمندہ ہوکر چپ ہو رہا اوسکے بعد جب آپ مجھے ملتے یہی
فرماتے ایکدن خوات کی سواری سے نفیر تھا یعنی آپ اوپر سوار تھے اور اونٹ رکا ہوا تھا اور دونون پاے مبارک ایک ہی طرف لٹکائے تھے
فرمایا اے خوات آخر اوس سرکش اونٹ کی کیا خبر ہے مین نے عرض کیا کہ قسم ہے اوس خدا کے جسنے آپکو رسول برحق کرکے
بھیجا ہے کہ جب سے ایمان لایا تب سے اوسنے سرکشی نہین کی آپ نے فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اللھم اھد ابا عبد اللہ
یمان انصاری رضی اللہ تعالی عنہ بہت مزاح کرتے تھے اونکی عادت تھی کہ مدینہ منورہ مین جب کوئی نیا پھل لوگ لاتے تو وہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر کرتے کہ یہ ہدیہ ہے پھر جب پھل کی قیمت مانگتا تو اوسے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت مین لے آتے کہ تیرا پھل آپ نے نوش فرمایا ہے قیمت مانگ لے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے اور قیمت دیدیتے
اور فرماتے پھر تم لائے کیون تھے وہ عرض کرتے کہ یا رسول اللہ میرے پاس قیمت نہ تھی اور مین نے یہ نچاہا کہ آپکے سوا اور کوئی
کھائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام عمر کی خوش طبعیان جو لوگون نے نقل کی ہین وہ یہی ہین انمین طبل کا لگاؤ بھی نہین ہے
اور یہ بھی ممکن نہین کہ کسیکو رنج پہونچے اور مصیبت بھی نہین جاتی ہے کبھی کبھی ایسی خوش طبعی کرنا سنت ہے اور خوش طبعی کی عادت
ڈالنا درست نہین ہے نوین آفت استہزا اور کسیکو ہنسنا اور اوسکی آواز اور لہجہ بناکر اوسکے سخن اور فعل کی اسطرح نقل کرنا کہ ہنسی
آجائے جبکہ وہ شخص رنجیدہ ہوتا ہو تو یہ فعل حرام ہے حق تعالی فرماتا ہے لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ یعنی کسیکو

ہنسنا حقارت کی نظر سے دیکھنا وغیرہ سے بچتا رہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص اوس گناہ مین کسیکی غیبت کرے جس سے وہ توبہ کرچکا ہو تو غیبت کرنیوالا اوس گناہ مین مبتلا ہوکر مرتا ہے اور جس شخص سے گو خطا ہوجائے اوسپر ہنسنیکو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا اور فرمایا کہ جو بات آدمی خود بھی کرتا ہے اوس بات پر دوسرے کو کیون ہنسے اور فرمایا ہے کہ جو شخص استہزا کرتا ہے اور لوگون کو ہنساتا ہے تو قیامت کے دن بہشت کا دروازہ کھولین گے اور اوس سے کہین گے کہ آجب وہ جائیگا تو نجانے دینگے جب پھر لوٹیگا تو پھر بلائین گے اور دوسرا دروازہ کھولین گے وہ اس رنج والم مین طمع کرتا رہے گا جب نزدیک جائیگا تو دروازہ بند کرلین گے یہانتک کہ اوسکا یہ حال ہوجائیگا کہ پھر مرجنیکا اوسے بلائین گے مگر وہ نجائیگا کیونکہ جان جائیگا کہ میری ہنسی اور حقارت کرتے ہین العزیز جانتو کہ مسخرے پن ہنسنا اور اوس شخص پر جو رنجیدہ ہوتا ہو حرام ہے نہین منجملہ مزاح ہے اور حرام اوسوقت ہے جب کوئی شخص ہنسنے سے رنجیدہ ہوتا ہو دسوین آفت جھوٹا وعدہ کرنا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین جس کسی مین اونمین سے ایک بھی ہوگی وہ منافق ہے گو کہ نماز پڑہتا ہو اور روزہ رکھتا ہو ایک تو یہ کہ جھوٹی بات کہتا ہو دوسرے یہ کہ وعدہ خلافی کرتا ہو تیسرے یہ کہ امانت مین خیانت کرتا ہو اور فرمایا ہے کہ وعدہ قرض ہے یعنی خلاف نکرنا چاہیے حق تعالی نے حضرت اسمعیل علیہ السلام کی تعریف کی اور یون فرمایا اِنَّهٗ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ کہتے ہین کہ حضرت اسمعیل علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی مقام پر کسی شخص سے وعدہ کیا تھا وہ شخص نہ آیا آپ بائیس برس تک اوسکے انتظار مین وعدہ وفا کرنیکے واسطے وہین کھڑے رہے ایک شخص نے عرض کیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مین نے بیعت کی اور وعدہ کیا کہ فلانی جگہ حاضر ہونگا اور بھول گیا تیسرے دن جو گیا تو آپ وہان تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ ایکون تین دن سے مین راہ دیکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے وعدہ کیا کہ جب تو آئیگا جو تیری حاجت ہوگی برلاؤنگا جسوقت خیبر کی لوٹ آپ تقسیم کرتے تھے وہ آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے مجھسے وعدہ کیا تھا فرمایا کہ جو کچھ مانگنا ہو مانگ اوسنے اسّی بکریان مانگین آپ نے عنایت کردین اور فرمایا کہ تو نے بہت ہی تھوڑی سی چیز مانگی جس عورت کے پتا بتانے سے حضرت یوسف علیہما السلام کی بڑہی پائی تھی اور اوس عورت سے وعدہ کیا تھا کہ مین تیری حاجت روا کرونگا اوس عورت نے تیری بہ نسبت بہتر اور بہت کچھ مانگا تھا حضرت موسی علیہ السلام نے جب اوس سے فرمایا کہ مانگ کیا مانگتی ہے تو اوسنے کہا کہ حق تعالی مجھے پھر جوانی عنایت فرمائے اور مین آپکے ساتھ جنت مین رہون تب وہ شخص عرب مین ضرب المثل ہوگیا لوگ کہا کرتے کہ فلانا آدمی تو اسّی بکری والے سے بھی زیادہ آسان گیر ہے العزیز جانتو کہ جب تک تجھسے ہوسکے وعدہ حتمی نکرنا چاہیے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم یون فرماتے تھے کہ شاید مین یہ کرسکون اور جب تو وعدہ کرلیا تو جہانتک ہوسکے خلاف نکرنا چاہیے مگر بضرورت مضائقہ نہین ہے اور جب کسی سے کسی جگہ کا وعدہ کرلیا تو علمائے کہا ہے کہ جبتک نماز کا وقت نہ آئی اوس جگہ سے رہنا چاہیے العزیز جانتو کہ جو چیز کسی کو دیڈالی اوسکا پھیر لینا وعدہ خلافی سے بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ پھیر لینے والے کی نسبت اوس کتے کے ساتھ کی ہی ہے جو قے کرکے پھر کھالیتا ہے گیارہوین آفت جھوٹی بات اور جھوٹی قسم ہے یہ گناہ کبیرہ ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نفاق کے ستر دروازے ہین سے جھوٹ بھی ایک دروازہ ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی ایک ایک جھوٹ بولتا ہے حتی کہ حق تعالی کے نزدیک اوسے

جھوٹا لکھ لیتے ہین اور فرمایا ہے کہ جھوٹ بولنا روزی کو گھٹا دیتا ہے اور فرمایا ہے کہ تجار فجار ہین یعنی سوداگر نابکار ہین لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیون کیا بیع حلال نہین ہے فرمایا اس سبب سے کہ قسم کھاتے ہین اور گنہگار ہوجاتے ہین اور بات جھوٹ کہتے ہین اور فرمایا ہے کہ افسوس ہے اوس شخص پر جو لوگون کے ہنسنے کے واسطے جھوٹ بولے افسوس ہے اوسپر افسوس ہے اور فرمایا ہے کہ مین نے ایسا دیکھا کہ ایک مرد مجھسے کہا کہ کھڑا ہوجا مین کھڑا ہوگیا دو مردونکو دیکھا ایک کھڑا تھا ایک بیٹھا تھا جو کھڑا تھا وہ ایک سہ کج لوہا اوس بیٹھے کے منہ مین ڈالے اوسکا کالہ ایسا کھینچتا تھا کہ اوسکے کاندھے تک پہونچ جاتا پھر دوسری طرف کا کالہ اسیطرح کھینچتا تھا اور پہلی طرف کا کالہ پھر اپنی جگہ پہ آجاتا تھا اور پھر وہ اوسیطرح کھینچتا تھا مین نے پوچھا یہ کون ہے اوسنے کہا کہ جھوٹا آدمی ہے اوسپر قیامت تک یہی عذاب قبر مین کیا کرینگے عبداللہ ابن جراد نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا بھلا مسلمان بھی زنا کرتا ہے فرمایا کہ شاید کر بیٹھے عرض کیا کہ جھوٹ بھی بولتا ہے فرمایا نہین اور یہ آیت پڑہی اِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ یعنی جھوٹ وہی لوگ بولتے ہین جو ایمان نہین رکھتے حضرت عبداللہ ابن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک چھوٹا سا لڑکا کھیلنے جاتا تھا مین نے کہا کہ آ مین تجھے ایک چیز دونگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے فرمایا کہ تو کیا دیگا مین نے عرض کیا کہ خرما فرمایا کہ اگر تو نہ دیتا تیرے اوپر جھوٹ لکھتے اور فرمایا کہ مین تجھے خبر دون کہ گناہ کبیرہ مین سب سے بڑہ کر کونسا گناہ ہے شرک ہے اور ماں باپ کی نافرمانی آپ تکیہ لگائے بیٹھے تھے یہ فرمایا کر سیدہے ہوبیٹھے اور فرمایا الا اَقُوْلُ الزُّوْرِ یعنی آگاہ رہو مین کہتا ہون کہ جھوٹ بولنا بھی گناہ کبیرہ ہے اور فرمایا ہے کہ جو بندہ جھوٹ بولتا ہے فرشتہ اوسکی بو کے سبب سے ایک میل دور ہوجاتا ہے اسی سبب سے لوگون نے کہا ہے کہ بات کہتے وقت جھینک آنا راستی پر گواہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جھینک فرشتہ سنتا ہے اور جمائی لینا شیطان سے اگر وہ بات جھوٹ ہوتی تو فرشتہ حاضر نہ ہتا اور جھینک آتی اور فرمایا ہے کہ جو کوئی اور کسیکا جھوٹ روایت کرتا ہے تو یہ روایت کرنا بھی اوسکا ایک جھوٹ ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹی قسم کھا کر کسیکا مال لیلیتا ہے وہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالی کو دیکھے گا کہ اوسکے اوپر غصہ مین ہے اور فرمایا ہے کہ مسلمان مین اور سب خصلتین ممکن ہین مگر خیانت اور جھوٹ میمون ابن شبیب رحمۃ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مین خدا کرتا تھا ایک کلمہ خیال مین آیا کہ اگر مین اوسے لکھتا تو غلط آہستہ ہوجاتا لیکن جھوٹ تھا مین نے قصد کیا کہ دلکھون ایک منادی نے کہا کہ یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ حضرت ابن سماک رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ جھوٹ نہ بولنے پر مجھے کچھ اجر ملیگا کیونکہ مین اسواسطے جھوٹ نہین بولتا ہون کہ اوس سے ننگ کھتا ہون فصل العزیز جانو کہ جھوٹ بولنا اس سبب سے حرام ہے کہ دلمین اثر کرتا ہے اور صورت دلکو تاریک اور تاریک کر دیتا ہے لیکن جھوٹ بولنے کی ضرورت پڑے اور آدمی مصلحتاً جھوٹ بات کہے اور اوس سے کار دین رہے تو جھوٹ حرام نہین ہے اسواسطے کہ جب اوس سے کار دین رہے گا تو دل اوسکا قبول کریگا اور خراب نہوگا اور جھوٹ خیر کے ارادہ سے جھوٹ بولیگا تو دل تاریک نہوگا اور ہمین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی مسلمان کسی ظالم سے بھاگ جائے تو یہ بولنا چاہئے کہ وہ وہان سے ہے بلکہ یہان پہ جھوٹ بولنا واجب ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مقام پہ جھوٹ بولنے کی اجازت دی ہے

۵۱ ثابت قدم رکھنا اللہ تعالی قول ثابت دنیا اور آخرت مین ۱۲

فصل

ایک لڑائی مین کہ اپنا ارادہ دشمن سے چھپانے کو بتائے دوسرے جب دو آدمیون مین صلح کرے تو ایک کی طرف سے دوسرے کو نیک بات کہے
اگرچہ اوسنے کبھی نہ کہی ہو تیسرے جو شخص دو جورو رکھتا ہو وہ ہر ایک سے کہے کہ مین تجھی کو بہت چاہتا ہون پس الغرض جانو کہ اگر کوئی ظالم کسیکا مال یا کسیکا
بھید پوچھے تو جھپانا درست ہے اور اگر اوسکا گناہ اوس سے پوچھے اور وہ انکار کرے تو بھی درست ہے اسواسطے کہ شرع نے حکم فرمایا ہے کہ برے کاموں کو
چھپاؤ اور اگر جو وعدہ کیا ہو وعدہ یعنی اطاعت کا کرے تو خداوند کو وعدہ کر لینا درست ہے گو کہ یہ جانتا ہو کہ وعدہ کرنیوالے ہمیشہ ایسی سب تو مین جھوٹ بولنا
درست ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ ناگفتنی ہے لیکن اگر سچ بولنے سے بھی ایسی کوئی بات پیدا ہو جو ممنوع ہے تو عدل و انصاف کی ترازو مین تولنا
چاہیے اگر اوس بات کا نمونا جھوٹ کے نمونے سے شرع مین زیادہ مقصود ہے مثلاً لوگون مین لڑائی جھگڑا و خصم مین بگاڑ مال ضائع ہونا
تجہیز کفن دفن کے سبب سے فضیحت ہونا تو اوسوقت جھوٹ بولنا مباح ہے اسواسطے کہ شرع مین ان باتون کا شر جھوٹ کے شر سے
بہت زیادہ ہے ایسا ہی جان کے خوف سے مرد اجنبی سے عورت چھپا لی جاتی ہے اسواسطے کہ شرع مین جان بچانا ضرور ہے کہا نیسے
زیادہ ضرور ہے [illegible] اسواسطے جھوٹ بولنا مباح نہین ہوا تو جھوٹ کہنے والے شخص کا مال و جاہ کی زیادتی کے واسطے
ٹرینگ مانگنے اور خود ستائی اور اپنا مرتبہ بیان کرنے مین بولے وہ حرام ہے بلی اسماء بنت ابی بکر کہتی ہین کہ ایک عورت نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا کہ جو مرا سات میرا شوہر نہین کرتا ہے وہ اگر مین اپنی سوت کو جلانے کے واسطے نقل کرون تو درست ہے آپ نے فرمایا کہ جو شخص
بے ہوئے بات اپنے اوپر باندھتا ہے وہ اوس شخص کے مانند ہے جو دغا کے دو کپڑے پہنے یعنی خود بھی جھوٹ بولا اور اوسکو بھی غلطی مین
ڈالا کہ وہ جو اور کسی سے نقل کرے تو بھی جھوٹ ہوا الغرض جانو کہ مکتب جانیکے واسطے لڑکے سے جھوٹا وعدہ کرنا درست ہے حدیث مین
مین آیا ہے کہ جھوٹ کو لکھ لیتے ہین اور جو جھوٹ مباح ہے اوسے بھی لکھتے ہین تاکہ اوس سے کہین کہ تو نے کیون کہا اور وہ کوئی غرض
ٹھیک بیان کرے کہ اوس سے جھوٹ بولنا مباح ہوتا ہے اور اگر کوئی شخص کوئی خبر روایت کرے یا مسئلہ پوچھے اور اوسکا جواب دے
اور تحقیق نہین جانتا تو یہ حرام ہے اسواسطے کہ لوگ یہ امر اسواسطے کرتے ہین تاکہ ازکی عزت اور حشمت مین نقصان نہ آئے بعض
علمانے کہا ہے کہ خیرات کا حکم کرکے اوسکا ثواب بیان کرنیکے واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے جھوٹی حدیثین بیان کرنا
درست ہے حالانکہ یہ بھی حرام ہے اسواسطے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ پر جھوٹ نجوڑو جو کوئی مجھ پر قصداً جھوٹ
جوڑیگا وہ دوزخ مین اپنی جگہ ڈھونڈ لے اور بے کسی ایسی غرض درست کے جو شرع مین مقصود ہو جھوٹ بولنا نچاہیے اور یہ گمانی بات
ہے یقینی نہین تو اوسے یہ ہے کہ جبتک یقین کامل اور ضرورت شدید نہو تب تک جھوٹ نہ بولے **فصل** الغرض جانو کہ بزرگون کو جھوٹ
بولنے کی حاجت پڑی ہے تو اونھون نے حیلہ کیا ہے اور ایسی سچی بات تلاش کرکے بولے ہین جس سے جھوٹ بلوانے والا اور ہی
کچھ سمجھے جو قائل کا مقصود نہو ایسے معاریض کہتے ہین جیسا کہ مطرف رحمہ اللہ تعالی ایک امیر کے پاس گئے اوسنے کہا کہ آپ بہت کم کیون
تشریف لاتے ہین جواب دیا کہ جب سے مین امیر کے پاس سے گیا زمین سے پہلو نہین اوٹھایا مگر جب حق تعالی نے مجھے توبہ دی
امیر سمجھا کہ یہ بیمار تھے اور یہ بات ہے بھی حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی کو جب کوئی بلاتا تو لونڈی سے فرماتے کہ دروازہ مین ایک دانہ کھینچکر آ
بیچ مین انگلی رکھکر کہدے کہ یہان نہین ہین یا کہدے کہ مسجد مین ڈھونڈھو حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ جب عالم پر سے پھر کر آتے

تو اونکی بی بی نے کہا کہ تمنے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی آٹی عالی کی میرے واسطے کیا لائے فرمایا کہ میرے ساتھ ایک نگہبان تھا
مین کچہ نہ لاسکا نگہبان سے اونکا تو معبود حق سبحانہ تعالی تھا اور اونکی بی بی سمجھین کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اونکے ساتھ
کوئی مشرف بھیجا تھا اوسیوقت حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گئین اور شکایت کی کہ معاذ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے
نزدیک اور امیر المومنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے نزدیک امانت دار تھے آپ نے اونکے ساتھ کیون مشرف بھیجا امیر المومنین
عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت معاذ کو بلایا اور قصہ پوچھا جب اونھون نے عرض کیا تو آپ ہنس دیے اور اونھین کچہ مرحمت فرمایا کہ
اپنی بی بی کو دیدو اور یہ نہ جانو کہ یہ بھی اوسیوقت درست ہے جب حاجت ہو اور جب حاجت نہو تو لوگون کو دہوکے مین ڈالنا
درست نہین گو کہ بات سچ ہو حضرت عبداللہ ابن عتبہ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین اپنے باپ کے ساتھ خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز
رحمہ اللہ تعالی کے پاس گیا جب باہر نکلا تو کپڑے اچھے پہنے تھا لوگون نے کہا کہ امیر المومنین نے خلعت دیا ہے مین نے کہا حق تعالے
امیر المومنین کو خیر دے میرے باپ نے کہا کہ بیٹا جھوٹ اور جھوٹ کے مانند بات ہرگز نہ کہا کر یعنی یہ جھوٹ کے مانند ہے لیکن
تھوڑی غرض سے یہ مباح ہوجاتا ہے جیسے خوش طبعی کرنا کسیکا دل خوش رکھنا جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بوڑہیا
جنت مین نجائیگی اور تجھے اونٹ کے بچہ پر سوار کرونگا اور تیرے شوہر کی آنکھ مین سپیدی ہے لیکن اوسمین کوئی ضرر ہو تو درست نہین ہے
جیسا کسی شخص کو فریب دینا کہ فلانی عورت تیری رغبت کرتی ہے تو وہ شخص اپنا دل اوس عورت سے مائل کریگا اور ایسی باتین اور اگر کچہ
ضرر نہو اور مزاح کے واسطے کچہ جھوٹ بولے تو گناہ کے درجہ کو نہ پہونچے گا لیکن کمال ایمان کے درجہ سے گر جائیگا اسواسطے کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا ہے وہ خلق کیواسطے
بھی نہ پسند کرے اور جھوٹ مزاح سے دست بردار نہو اور علی ہذا القیاس وہ مقولہ بھی ہے جو لوگ کہا کرتے ہین کہ مین نے تمہین سو بار
بلایا اور مین سو دفعہ تمہارے گھر آیا کہ یہ کہنا حرام کے درجہ کو تو نہین پہونچتا کیونکہ جانتے ہین کہ اس سے عدد مقرر کرنا نہین مقصود ہے
کثرت کے محل پر لوگ کہا کرتے ہین اگرچہ اسقدر نہو لیکن اگر بہت دفعہ تلاش نہین کیا ہے تو جھوٹ ہے اور یہ عادت ہے کہ لوگ جب
کسی سے کہتے ہین کہ کچہ کھالے وہ کہدیتا ہے کہ مجھے نہین چاہیے اگر اوس چیز کی خواہش ہو تو یہ نہ کہنا چاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کی شب عروسی کو کاسہ بھر دودہ عورتون کو عنایت فرمایا اونھون نے عرض کیا اور
ہمین اسکی حاجت نہین ہے فرمایا کہ جھوٹ اور بھوک کو ساتھ جمع نہ کرو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسقدر بھی جھوٹ ہے
آپ نے فرمایا کہ ہان جھوٹ ہے اور جھوٹ مین لکھین گے اور جھوٹے جھوٹ کو لکھتے ہین کہ یہ بڑا جھوٹ ہے حضرت سعد ابن مسیب
کی آنکھ درد کرتی تھی اور آنکھ کے کوئے مین کوئی چیز جمع ہوگئی تھی لوگون نے کہا کہ آپ اگر اسے چھوڑا دین تو کیا ہو فرمایا کہ مین نے
طبیب سے کہا ہے کہ آنکھ مین ہاتھ نہ لگاؤن گا اگر اسے چھوڑاؤن تو جھوٹا ہوجاؤن حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جو لوگ
جھوٹ بات پر خدا کو گواہ کرتے ہین اور کہا کرتے ہین کہ خدا جانتا ہے کہ یہ بات ایسی ہے یا یہ بھی گناہ کبیرہ مین سے ہے حضرت سلطان الانبیا
علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹا خواب بیان کرتا ہے قیامت کے دن اوسے حکم ہوگا کہ جو کے دانہ مین گرہ لگا بار ہو آنت

غیبت ہے اور یہ بھی زبانون پر اکثر رہا کرتی ہے اور کوئی شخص اس سے نہین چوٹتا الا ماشاء اللہ اسکا بڑا وبال ہے حق سبحانہ تعالے قرآن شریف مین فرماتا ہے جسنے غیبت کی اوس نے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت سے دور رہا کرو کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے زنا سے توبہ قبول ہوجاتی ہے غیبت سے نہین قبول ہوتی تاوقتیکہ جسکی غیبت کی ہے وہ حل اور معاف نہ کردے اور فرمایا ہے کہ معراج کی رات ایک قوم مین گذرا وہ لوگ اپنے چہرہ کا گوشت اپنے ناخونون سے اوتارتے تھے مین نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین کہا کہ یہ وہ ہین جو لوگون کی غیبت کیا کرتے تھے حضرت سلیمان ابن جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی چیز ایسی بتائیے جو میری دستگیر ہو فرمایا کہ کار خیر کو حقیر نجان اگرچہ وہ اسقدر ہو کہ تو اپنے ڈول سے کسیکے برتن مین پانی ڈال دے اور مسلمان بھائیون سے پیشانی کشادہ رکھے اور جب تیرے سامنے سے اوٹھ جائین تو تو غیبت نکرے حق سبحانہ تعالی نے حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کرکے مریگا وہ سب کے بعد جنت مین جائیگا اور جو بے توبہ مریگا وہ سبکے پہلے دوزخ مین جائیگا حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین تھا دو قبرون پر آپکا گذر ہوا فرمایا کہ یہ دونون عذاب مین ہین ایک غیبت کی وجہ سے اور ایک اس سبب سے کہ کپڑے کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ کے دو ٹکڑے کرکے اونکی قبرون پر نصب کردیے اور فرمایا جبتک یہ خشک نہو جائین گے تب تک انپر بہت تخفیف عذاب رہے گی ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے سنگسار کیا حاضرین مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اسطرح پٹھایا ہے جیسے کتے کو پٹھاتے ہین پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایک مردار کے قریب ہوکر گذرے اور اون لوگون سے کہا کہ اس مردار مین سے کھاؤ انھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مردار کو کیونکر کھائین فرمایا کہ اوس بھائی کے گوشت مین سے جو تمنے کھایا ہے وہ اس سے بدتر اور گندہ تر ہے آپ نے کہنے سننے والے سے گرفت کی کیونکہ سننے والا بھی گناہ مین شریک ہوتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کشادہ روئی سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرتے تھے اس فعل کو فاضلترین عبادت جانتے تھے اسکے خلاف کو منجملہ نفاق جانتے تھے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ عذاب قبر کی تین قسمین ہین ایک ثلث غیبت کرنے سے ہے ایک ثلث سخن چینی کرنے سے ایک ثلث کپڑے کو پیشاب سے پاک نہ رکھنے سے حضرت عیسی علیہ السلام حوارین کے ساتھ ایک مرے ہوئے کتے کی طرف گذرے ساتھیون نے کہا یہ بدبو کا ہے کی ہے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے دانتون کی سفیدی بہت اچھی ہے اون لوگون کو تعلیم کردیا کہ جس چیز کو دیکھا کرین تو وہ بات کہین جو اسمین بہت اچھی ہو حضرت عیسی علیہ السلام کے سامنے سے ایک سور گذرا فرمایا صحیح سلامت جا لوگون نے عرض کیا کہ یا روح اللہ خوک کو آپ ایسا اچھا کلمہ فرماتے ہین فرمایا اپنی زبان کی عادت ڈالتا ہون حضرت علی ابن الحسین علیہما السلام نے کسیکو غیبت کرتے دیکھا کہا چپ رہ کہ یہ دوزخ کے کتون کی نان خورش ہے **فصل** العزیز جانو کہ غیبت وہ ہے کہ تو کسیکے پیٹھ پیچھے اوسکا ایسا ذکر کرے کہ اگر وہ سنے تو برا مانے گو کہ تو نے سچ کہا ہو اور اگر جھوٹ کہا ہو تو اوسے زور آور بہتان کہتے ہین جس بات کا

مال کسی کے عیب کی طرف ہوا در سکا کہنا غیبت اگرچہ تو ایسی بات اوسکے بدن نسب لباس جانور گھر
کردار گفتار مین بھی کہے بدن مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فلانا آدمی لمبا یا کالا یا زرد یا کرنجا یا ڈھیرا ہے اور نسب مین کہنا
یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ ہندو بچہ یا حمامی کا لڑکا یا جولاہے کا بچہ ہے اور خلق مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ بد گو
متکبر زبان دراز بزدل کاہل ہے یا اور ایسی باتین اور فعل مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ چور خائن بے نماز ہے رکوع
سجود تمام نہین کرتا قرآن غلط پڑہتا ہے کپڑے پاک نہین رکھتا زکوۃ نہین دیتا حرام کھاتا ہے زبان نہین روکتا بہت کھاتا ہے
بہت سوتا ہے اپنی جگہہ پر نہین بیٹھتا اور کپڑے مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فراخ آستین دراز دامن ہے کپڑے میلے
رکھتا ہے غرضکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تو کسیکو کہے اگر وہ سنے تو اوسے کراہت معلوم ہو وہ غیبت ہے
اگر وہ سچ ہو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ایک عورت کو پست قد کہا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ تمنے غیبت کی تھوک ڈالو مین نے تھوکا تو کالا لہو تھا بعضے علما نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص
گناہ کرے اور لوگ اوسکا گناہ نقل کرین تو غیبت نہین ہے ایسی مذمت بھی دین مین سے ہے علما کا یہ کہنا غلط ہے بلکہ یہ نہ کہنا
چاہیے کہ فلانا آدمی فاسق شرابخوار بے نماز ہے مگر کسی عذر کے سبب سے وہ عذر آگے بیان ہونگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت اوسے کہتے ہین جس سے کراہیت آئے اور ان سب باتون سے کراہت آتی ہے اور جب کہنے مین
کچھ فائدہ نہو تو نہ کہنا چاہیے **فصل** العزیز جانتو کہ فقط زبان ہی سے غیبت نہین ہوتی بلکہ آنکھ سے ہاتھ سے اشارون سے لکھنے سے
بھی ہوتی ہے اور یہ سب حرام ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ہاتھ سے اشارہ کیا
کہ فلانی عورت ٹھگنی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے غیبت کی اسیطرح لنگڑا کر چلنا اور آنکھہ ڈھیری کرنا تاکہ کسیکا
حال معلوم ہو جائے یہ سب غیبت ہے لیکن اگر نام نہ لے اور کہے کہ کسی شخص نے ایسا کیا تو غیبت نہین ہے لیکن اگر حاضرین جان جائینگے
کہ فلانے آدمی کو کہتا ہے تو حرام ہو جائیگا اسواسطے کہ سمجھانا ہی مقصود ہوتا ہے کسیطرح سے ہو بعضے پڑہے ہوئے آدمی اور پرہیزگار
لوگ غیبت کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ غیبت نہین ہے مثلاً اونکے سامنے کسی شخص کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہین الحمد للہ کہ خدا نے
ہمین اسبات سے محفوظ رکھا ہے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ وہ شخص ایسا کام کرتا ہے یا کہتے ہین کہ فلانا آدمی بہت خوش اوقات
ہے مگر ہماری طرح وہ بھی مبتلائے خلق ہوا ہی دیکھیے اس آفت اور فرقت سے کب نجات پائے اور ایسی باتین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنی
مذمت کرتے ہین تاکہ اوس سے اورون کی مذمت حاصل ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اونکے سامنے لوگ جب کسیکی غیبت کرتے ہین
تو وہ کہتے ہین سبحان اللہ یہ عجب بات ہے تاکہ وہ خوش ہو اور جو لوگ غافل تھے وہ سن لین اور یہ بھی کہتے ہین کہ ہمین بڑا رنج ہوا
فلانے آدمی پر یہ ماجرا گذرا خدا بچائے اور مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ماجرا اور لوگ بھی جان لین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب لوگ
کسیکا ذکر کرتے ہین تو یہ کہتے ہین کہ خدا ہمین توبہ نصیب کرے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ اوسنے گناہ کیا ہے یہ سب باتین غیبت ہین
اور جب اس انداز سے غیبت ہوتی ہے تو نفاق بھی اوسکے ساتھ ہوتا ہے کہ اپنے تئین پرہیزگار جتایا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم غیبت

نہین کرتے ہین آمین دوگناہ ہوتے ہین اور وہ لوگ اپنی نادانی سے سمجھتے ہین کہ ہمنے غیبت ہی نہین کی اور شاید کوئی شخص غیبت کرے
اوسے تو کوئی کہے کہ خاموش رہ غیبت نہ کر اور خود دل سے اوسے بُرا نجانے تو وہ منافق بھی ہے اور اوسنے غیبت بھی کی اور غیبت
سننے والا بھی شریک غیبت ہوتا ہے لیکن اگر دل سے کارہ ہو تو خیر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما
ایک دن ساتھ جاتے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلانا آدمی بہت سوتا ہے پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے نان خورش
آپ نے فرمایا کہ تم دونون تو نان خورش کھا چکے ہو عرض کیا کہ ہم نہین جانتے کہ ہمنے کیا کھایا فرمایا کہ تمنے اپنے بھائیکا گوشت کھایا
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونون سے گرفت کی حالانکہ ایک نے کہا تھا دوسرے نے سنا اگر آدمی دل سے کارہ ہو اگر آنکھ یا ہاتھ سے
اشارہ کرے کہ چپ رہ تو بھی تقصیر کی اسواسطے کہ صراحتاً تاکید سے کہنا چاہیے تاکہ شخص غائب کے حق مین قصور نہو کیونکہ حدیث شریف مین
آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور وہ اپنے بھائی کی مدد نکرے اور اوس سے فروگذاشت کرے تو حق سبحانہ تعالیٰ بھی
اوس فروگذاشت کرنیوالے سے اوسوقت فروگذاشت کرے گا جب اوسے حاجت ہو **فصل** العزیز جانتو کہ جسطرح زبان سے غیبت کرنا
حرام ہے اوسیطرح دل سے بھی غیبت کرنا حرام ہے اور جسطرح دوسرے سے کسیکا عیب نہ کہنا چاہیے اوسیطرح اپنے دل سے بھی
کہنا نچاہیے دل سے غیبت اسطرح ہوتی ہے کہ بے دیکھے سنے اور بغیر یقین کیے کسی کی طرف گمان بد کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مسلمان کا خون اور مال اور اوسکی طرف بدگمانی کرنا تینون باتین حرام کی ہین اور جو ایسی بات
دلمین آئے کہ تو اوسکا یقین ہو نہ دو مرد عادل سے ثابت ہوئی ہو وہ بات شیطان نے دل مین ڈالی ہوگی حق سبحانہ تعالیٰ ارشاد
فرماتا ہے اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا یعنی فاسق کی بات باور نکرو اور شیطان کے برابر کوئی فاسق نہین ہے اور حرام
یہ امر ہے کہ تو اپنے دلکو اوس بات پر ٹھہرادے لیکن جو خطرہ بے اختیار آئے تو اوس سے کارہ ہو اور سپر ماخوذ نہوگا رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ گمان بد سے مسلمان خالی نہین ہوتا لیکن سلامتی اسی مین ہوتی ہے کہ اپنے دل مین اوسے تحقیق
نکرے اور جبتک اوسمین احتمال کی گنجایش ہو تب تک نیک تر وجہ پر اوسے حمل کرے اور دلمین تحقیق کرنیکی علامت یہ ہے کہ جسکی طرف
بدگمانی آتی ہے وہ شخص اسکے دل مین بہت گران ہوتا ہے اور اوسکی مراعات مین یہ تصور کرنے لگتا ہے مگر جبلی زبان اور
معاملہ مین اوسکے ساتھ ویسا ہی رہے جیسا تھا تو اس بات کی علامت ہے کہ اوسنے اپنے دل مین تحقیق نہین کیا اور اگر مرد عادل
سے سنے تو توقف کرنا چاہیے اوس عادل کو جھوٹا نہ جاننا چاہیے اسواسطے کہ اوس عادل پر بھی گمان بد کرنا روا نہین ہے اور فاسق
بھی درست نہین ہے اور کہے کہ جیسے اوسکا حال مجھپر پوشیدہ تھا اور پوشیدہ ہے ویسا ہی اسکا حال بھی پوشیدہ ہے پس اگر جانے
کہ اوسمین کچھ عداوت اور حسد ہے تو توقف اولیٰ تر ہے اور اگر اوسے بڑا عادل جانے تو اوسکی طرف زیادہ میل کرنا چاہیے اور جب
کسیکے دل مین کسی شخص کیطرف گمان بد آئے تو اوس سے زیادہ میل جول کرے تاکہ اوس سے شیطان کو غصہ آئے اور وہ گمان کم
ہو جائے اور جب یقینی جان لیا تو غیبت نکرے تنہائی مین نصیحت کرے اور نصیحت کرنے مین ذلیل اور شرمندہ نکرے بلکہ اندوہگین
ہو کر نصیحت کرے تاکہ ایک مسلمان کے واسطے اندوہگین بھی ہوا ہو اور نصیحت بھی کی ہو اور دونون امرون کا اجر پائے **فصل** العزیز جانو

کہ غیبت کی حرص آدمی کے دل مین بیماری ہوتی ہے اوسکا علاج کرنا واجب ہے اور علاج کی دو قسمین ہین ایک علمی علاج ہے اور وہ دو چیزین ہین ایک تو یہ کہ یہ جو حدیثین غیبت کی برائیون مین وارد ہین انہین غور و تامل کرے اور یہ جانے کہ ہر غیبت کرنے سے میرے نامۂ اعمال سے میری نیکیان اوسکے اعمال مین منتقل کر دینگے حتی کہ مین مفلس رہ جاؤنگا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ غیبت آدمیون کی نیکیون کو اسطرح نیست و نابود کر دیتی ہے جیسے آگ خشک لڑکی کو اور ممکن ہے کہ اوسکے گناہون سے اوسکی ایک ہی نیکی زیادہ ہو اور یہ غیبت جو کرتا ہے اسکے سبب سے گناہون کا پلہ بھاری ہو جائے اور وہ دوزخ مین جائے دوسرے یہ کہ اپنی غیبت کا سوچ کرے اگر اپنی ذات مین کوئی عیب دیکھے تو جانے کہ وہ بھی اوس عیب مین ایسا ہی معذور ہے جیسا مین اور اگر اپنی ذات مین کچھ عیب نہ معلوم ہو تو جانے کہ اپنے عیب کا نجانا سب عیبون سے بڑھکر ہے پس اگر سچ کہتا ہے تو مردار کے گوشت کھانے سے زیادہ کوئی عیب نہین خود بے عیب ہو کر اپنے تئین عیب دار نکرے اور شکر مین مشغول ہو اور جانے کہ وہ شخص جو اوس کام مین تقصیر کرتا ہے تو کوئی بندہ تقصیر سے خالی نہین اور جب آپ شرع کی حد پر قائم نہین ہو سکتا گو کہ فقط گناہ صغیرہ مین مبتلا ہو اور اپنے ساتھ بر نہین آتا تو اورون سے کیا عجب کھتا ہے اگر وہ عیب اوسکی خلقت مین ہے تو جانے کہ یہ صانع کی عیب گیری کرتا ہون کہ یہ عیب اوس شخص کے اختیار مین نہین ہے کہ اوسے ملامت کرنا بیہودہ ہے لیکن تفصیل کے ساتھ عیب کا علاج یہ ہے کہ دیکھے کہ کونسا سبب مجھے غیبت پر مستعد رکھتا ہے وہ آٹھ سبب سے باہر نہین ہوتا پہلا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوس سے کسی سبب سے خشمناک ہو تو یہ جانتا ہے کہ کسی پر خشمناک ہونے سے اپنے تئین دوزخ مین ڈالنا حماقت ہے یہ اپنے ساتھ برائی اور عداوت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے اوسے حق تعالی قیامت کے دن بر ملا بلائیگا اور فرمائیگا کہ بہشت کی حورون مین سے جسے تو چاہ اختیار کر دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اورونکی موافقت ڈھونڈتا ہے تاکہ اونکی رضامندی حاصل ہو اسکا علاج یہ ہے کہ جان لے کہ لوگونکی رضامندی کے سبب سے حق تعالی کی ناراضی حاصل کرنا حماقت اور نادانی ہے جبکہ لوگون پر غصہ اور انکار کرنے سے حق تعالی کی رضامندی ڈھونڈتا ہے تیسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اوسے کسی خطا مین پکڑا اور وہ اپنی خلاصی کے واسطے اوس خطا کو دوسرے پر رکھتا ہے تو یہ جانتا ہے کہ حق تعالی کے غصہ کی بلا جو وقت پر یقینا آئیگی وہ اس آفت سے بہت بڑی ہے جس سے وہ خلاصی کرتا ہے اور حق تعالی کے غصہ کی بلا یقینا آئیگی اور جس سے نجات ڈھونڈتا ہے وہ مشکوک ہے تو چاہیے کہ اپنے اوپر سے تو دفع کرے مگر دوسرے کے سر نہ دھرے شاید یون کہے کہ اگر مین حرام کھاتا ہون یا بادشاہ کا مال لیتا ہون کہ فلانا آدمی بھی تو لیتا ہے یہ کہنا حماقت ہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرے اوسکی پیروی نکرنا چاہیے اور ہمسایہ کے کہنے مین فائدہ اور عذر کیا ہے اگر تو کسیکو آگ مین جاتے دیکھے تو تو اوسکے پیچھے نہ جائے گا پس گناہ مین بھی موافقت کرنا ایسا ہی عذر تراشنا گناہ کے سبب سے دوسرا گناہ اور غیبت کیونکر چوتھا سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص چاہتا ہے کہ اپنی تعریف کرے اور نہین کر سکتا تو اورون کا عیب کرنے لگتا ہے تاکہ اوسکے سبب سے اپنی فضیلت اور بزرگی اور پاکی دکھائے مثلاً یون کہے کہ فلانا آدمی کچھ نہین سمجھتا یا فلانا شخص ایسی حد نہین کرتا یعنی مین کرتا ہون تو جاننا چاہیے کہ جو عقلمند ہوگا وہ اس بات سے اوسکی فسق اور جہل کا اعتقاد کریگا فضیلت اور پارسائی کا اعتقاد نکریگا

اور جو بے عقل ہوگا اوسکے معتقد ہونے سے کیا فائدہ بلکہ آدمی اگر اپنے تئین کسی بندۂ بیچارہ عاجز بے اختیار محض کے نزدیک بڑی ہانی کے واسطے خدائے قادر و توانا کے نزدیک گھٹادے تو اوسمین کیا نفع ہے پانچوان سبب حسد ہوتا ہے کہ کسی کو کچھ رتبہ اور علم اور مال حاصل ہوا اور لوگ اوس سے نیک اعتقاد رکھتے ہون اوسے نہین دیکھ سکتا اوسکی عیب جوئی کرنے لگتا ہے تاکہ اوسکے ساتھ جھگڑا کرکے نہین جانتا کہ حقیقت مین اپنے ساتھ جھگڑا کرتا ہے کہ اس جہان مین تو رنج و حسد کے عذاب مین رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اوس جہان مین بھی غیبت کے عذاب مین مبتلا ہون تاکہ دونون جہان کی نعمت سے محروم رہون آگاہ نہین جانتا کہ جسکے واسطے کوئی جاہ و حشمت حقتعالی نے مقرر کردی ہے حاسد کا حسد اوس جاہ کو اور زیادہ کرتا ہے چھٹا سبب استہزا ہوتا ہے تاکہ خندہ اور بازی کرے اور کسیکو فضیحت کرے اور نہین جانتا کہ حقتعالی کے نزدیک اپنے تئین بہت فضیحت کرتا ہے یا لوگون کے نزدیک اوسے اے عزیز اگر تو سوچ کرے کہ قیامت کے دن وہ اپنے گناہ تیری گردن پر لادیگا اور تجھے گدھے کیطرح دوزخ کیطرف ہانکین گے تو تجھے معلوم ہوجائے کہ تو ہنسی بات مین لگی ہے کہ لوگ تجھکو ہنسین اور یہ جان لے کہ جسکا یہ حال ہوگا وہ اگر عقلمند ہو تو نہ ہنسے اور نہ بازی مین مشغول ہو ساتوان سبب یہ ہوتا ہے کہ کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہوا اور یہ خدا کے واسطے اوس سے اندوہگین ہو جیسا دینداردن کی عادت ہے اور اوس رنج مین سچ کہتا ہے لیکن اوس گناہ کے ذکر کرنے مین گنہگار کا نام اسکی زبان پر آئے اور اس امر سے غافل ہے کہ یہ غیبت ہے اور یہ نجانے کہ ابلیس نے جو رنج کرنے سے اسے ثواب ہوگا اسواسطے حسد کیا اور اوس گنہگار کا نام اسکی زبان سے لوادیا تاکہ غیبت کا گناہ اوس ثواب کو رائگان کردے آٹھوان سبب یہ ہے کہ اسے خدا کے واسطے اوسپر غصہ آئے کہ اوسنے گناہ کیا یا اوس سے عجب آئے اور غصہ یا تعجب مین اوسکا نام لیلے تاکہ لوگونکو معلوم ہوجائے اور یہ امر اوسکے ثواب کو ضائع کردے بلکہ چاہیے کہ فقط غصہ اور تعجب کی بات کرے اوسکا نام نہ لے

عذرون کے سبب سے غیبت کی اجازت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ غیبت حرام ہے جیسے جھوٹ اور بے حاجت مباح نہین ہوتی اور جہہ عذر ہین پہلا عذر فریاد ہے جو قاضی اور بادشاہ کے سامنے ہو کہ درست ہے یا اوسکے سامنے جس سے معاونت چاہے مظلوم کو یہ نچاہیے کہ جس سے کچھ فائدہ نہو اوسکے سامنے ظالم کا ظلم بیان کرے حضرت ابن سیرین کے سامنے ایک شخص حجاج کا ظلم بیان کرتا تھا اونھون نے فرمایا کہ حق تعالی جسطرح لوگون کا انتقام حجاج سے لے گا اوسیطرح حجاج کا انتقام اوس شخص سے لیگا جو اوسکی غیبت کرتا ہے دوسرا عذر یہ ہے کہ کہین پر فساد اور برائی دیکھے اور اوس شخص سے کہے جو احتساب کرنے پر قادر ہو اور اوس برائی کرنے والے کو باز رکھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ حضرت طلحہ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہما کیطرف گذرے اور سلام کیا اونھون نے جواب دیا حضرت عمر فاروق رضہ نے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے گلہ کیا حتی کہ اونھون نے اس باب مین اوس جواب نہ دینے والے سے گفتگو کی اس گلہ کرنے کو غیبت نہ ٹھہرایا تیسرا عذر فتوی پوچھنا ہے کہ جورو یا باپ یا فلانا شخص میرے ساتھ ایسا کرتا ہے اور اوسکا یہ ہے کہ یون پوچھے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو تم کیا کہتے ہو لیکن اگر نام لے لیا تو اجازت ہے کہ شاید مفتی اگر اوس واقعہ کو بعینہ جانے تو اوسکے دل مین اور کوئی بات آئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہند نے عرض کیا کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے میرا اور میرے بچون کا خرچ پورا نہین دیتا اگر اوسکی لاعلمی مین مین کوئی چیز لے لون تو درست ہے آپ نے فرمایا

کہ جتنا خرچ کافی ہو اوتنا انصاف سے لیلے اور بخیلی اور فرزندون پر ظلم کا بیان کرنا غیبت ہے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتوی کے عذر سے روا رکھا چوتھا عذر یہ ہے کہ اوس شخص کے شر سے حذر کرنا چاہتا ہو مثلاً کوئی شخص بدعتی ہو یا چور اور اوسپر کوئی اعتماد کریگا یا کسی عورت کی خواستگاری یا لونڈی غلام کی خریداری کریگا اور کوئی جانے کہ اگر اوس سے اوس عورت یا لونڈی غلام کی عیب نہ کہونگا تو اوسکا نقصان ہوگا تو عیب کہدینا اولے تر ہے اور پوشیدہ رکھنا مسلمانون پر مہربانی کرنے مین کھوٹا پن ہے اور مزکی کو درست ہے کہ گواہ کے باب مین طعن کرے علی ہذا القیاس اوسکے ساتھ جس سے مشورہ کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق مین جو عیب ہے صاف کہدو تاکہ لوگ اوس سے حذر کرین یہ حکم اوس مقام پر ہے جہان آفت کا خوف ہو بے عذر کے کہنا درست نہین ہے بزرگون نے کہا ہے کہ تین آدمیون کی شکایت غیبت نہین ایک بادشاہ ظالم دوسرا بدعتی تیسرا وہ شخص جو کھلا کھلا فسق کرے یہ سوجہ سے ہے کہ یہ لوگ خود اوس عیب کو پوشیدہ نہین رکھتے اور کسیکے کہنے سے رنجیدہ نہین ہوتے پانچوان عذر یہ ہے کہ کوئی شخص کسی نام سے مشہور ہو اور اوس نام مین عیب ہو جیسے اعمش اور اعرج وغیرہ کیونکہ آدمی جب ایسے نامون سے مشہور ہوچکا تو یہ نام لینے سے رنجیدہ نہین ہوتا مگر اولے یہ ہے کہ اور کوئی نام لین جیسے اندھا ہے کو بصیر اور چشم پوشیدہ کہین اور مثل اسکے چھٹا عذر یہ ہے کہ کوئی شخص فسق ظاہر کرتا ہو جیسے مخنث اور شرابی جو لوگ فسق و فجور معیوب نہین جانتے ذکر کرنا درست ہے **غیبت کا کفارہ** اے عزیز جانتو کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ تو توبہ کرے اور پشیمان ہو تاکہ حق تعالی کے مظلمے سے نجات پائے اور جسکی غیبت کی ہے اوس سے معافی چاہے تاکہ اوسکے مظلمہ سے بھی نکلے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے ذمہ آبرو یا مال کی بابت مظلمہ ہے اوسکے طلب عفو کرنا چاہیے قبل ازین کہ ایکدن آئیگا کہ اوسدن بجز اسکے کہ اوسکی نیکیان بدلے مین مظلوم کو دین اگر نیکیان نہون تو مظلوم کے گناہ ظالم پر رکھین نہ درم ہوگا نہ دینار حضرت ام المومنین بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے ایک عورت کو کہا کہ زبان دراز ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمنے غیبت کی اوس عورت سے معافی چاہو حدیث شریف مین ہے کہ جسنے کسی کی غیبت کی تو چاہیے کہ حق تعالی سے اوسکی آمرزش چاہے بعض علما اس حدیث سے سمجھے ہین کہ فقط آمرزش چاہنا کافی ہے اوس شخص سے معافی طلب کرنا نچاہیے اور حدیثون کی دلیل سے یہ سمجھنا خطا ہے استغفار اوس مقام پر ہوتا ہے جہان وہ شخص جسکی غیبت کی ہے زندہ نہو تو اوسکے واسطے طلب مغفرت کرنا چاہیے اور معافی چاہنا یون ہوتا ہے کہ فروتنی اور پشیمانی سے اوسکے سامنے جائے اور کہے کہ مین نے خطا کی اور جھوٹ کہا تو معاف کردے اگر وہ نہ معاف کرے تو اوسکی تعریف اور مراعات کرنا چاہیے تاکہ اوسکا دل خوش ہو وہ معاف کردے پھر بھی اگر معاف نکرے تو اوسکا حق ہے لیکن اس مراعات کو منجملہ حسنات لکھین گے اور شاید کہ قیامت کے دن اوسے عوض مین دیدین لیکن عفو کردینا اولی ہے بعضے بزرگان سلف نے نہین معاف کیا اور کہا کہ ہمارے نامہ اعمال مین اس سے بہتر کوئی نیکی نہین ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بخشدینا اوس سے بہتر نیکی ہے حضرت حسن بصری قدس سرہ کی کسی نے غیبت کی آپ نے خرمے کا ایک طبق اوسکے پاس بھیجا اور فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنی عبادت مجھے ہدیہ بھیجی مین نے بھی چاہا کہ مکافات کرون معاف کرکہ پوری مکافات نکرسکا اے عزیز جانتو کہ معافی اوسوقت درست ہے کہ جو کچھ کہا ہو وہ کہے

کیونکہ نا معلوم بات سے بیزار ہونا نہین درست ہے تیسرے تین آفت غمازی اور چغلخوری کرنا ہے حق تعالی ارشاد فرماتا ہے هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ اور فرماتا ہے وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ اور فرماتا ہے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ان سب آیتون مین غمازی اور چغلخوری مراد ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور بہشت مین نجائیگا اور فرمایا کہ مین تمھین خبر دون کہ تم مین سب سے بدتر کون ہے وہ لوگ بدتر ہین جو چغلخوری کرین اور محبوبی ہین ملاکر کہین اور لوگون کو برہم کردین اور فرمایا ہے کہ جب حق تعالی نے بہشت کو پیدا کیا تو فرمایا کہ بول وہ بولی کہ نیکبخت وہ ہے جو مجھ مین داخل ہو حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی کہ آٹھ آدمیون کو میری طرف راہ ندونگا نہ انکو اور نہ وہ انکا جو زنا پر قائم رہے اور چغلخور اور دیوث اور عوان اور مخنث اور قاطع رحم اور وہ جو کہے کہ مین نے خدا سے عہد کیا ہے ایسا کرونگا اور ویسا نکلے حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایکبار قحط پڑا حضرت موسی علیہ السلام نے بارہا دعاے باران کے واسطے کی اور پانی نہ برسا پھر وحی آئی کہ مین تمھاری دعا نہ قبول کرونگا اسواسطے کہ تم مین ایک چغلخور ہے حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ کون شخص ہے مین اوسے نکال دون ارشاد ہوا کہ مین چغلخور کو تم مین کہتا ہون اور خود چغلخوری کرون حضرت موسی علیہ السلام نے سب سے کہا کہ چغلخوری سے توبہ کرو سبھون نے توبہ کی تو پانی برسا **حکایت** کہتے ہین کہ کسی شخص نے سات سو کوس چلکر ایک حکیم کو ڈھونڈھ نکالا اور اوس سے پوچھا آسمان سے زیادہ کیا چیز فراخ ہے زمین سے زیادہ کونسی شے گران ہے پتھر سے زیادہ کیا شے سخت ہے آگ سے زیادہ کون سی چیز گرم ہے زمہریر سے زیادہ سرد کیا ہے دریا سے زیادہ تونگر کون شے ہے یتیم سے زیادہ ذلیل کون چیز ہے اوسنے جواب دیا کہ حق آسمان سے زیادہ فراخ ہے بیگناہ پر بہتان زمین سے زیادہ گران ہے دل قانع دریا سے زیادہ تونگر ہے حسد آگ سے زیادہ گرم ہے کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے جو شخص غریب کی حاجت روا کرے وہ زمہریر سے زیادہ سرد و سخت ہے جس چغلخور کو لوگ پہچانتے ہین وہ یتیم سے زیادہ ذلیل ہے **فصل** الغرض جانو کہ غمازی اور چغلخوری یہی نہین ہے کہ آدمی ایک بات دوسرے سے کہدے بلکہ جو شخص کوئی کام ظاہر کرے کہ اوس سے کوئی آدمی رنجیدہ ہو تو وہ شخص بھی غماز اور چغلخور ہے بات ہو خواہ کام قول سے اشکارا کرے یا اشارے سے یا لکھنے سے بلکہ ایسا کوئی لازم فاش کرنا چاہیے جس سے کوئی شخص رنجیدہ ہو جائیگا مگر یہ کہ کسی نے کسی شخص کے مال مین پوشیدہ خیانت کی ہو تو اوسکا افشا کردینا درست ہے اسیطرح جس بات مین کسی مسلمان کا نقصان متصور ہو اوسکا ظاہر کردینا درست ہے جس شخص سے لوگ یہ بات نقل کرین کہ فلانا آدمی تجھے ایسی بات کہتا ہے یا تیرے حق مین ایسا کام کرتا ہے اور اس قسم کی بات کہے تو اوس شخص کو چھ چیزین بجالانا چاہیے اول تو یہ کہ اوسکا کہنا باور نہ کرے اسواسطے کہ چغلخور اور غماز فاسق ہے اور حق تعالی نے فرمایا ہے کہ فاسق کی بات نہ سنو دوسرے یہ کہ اوس کہنے والیکو نصیحت کرے اور اس گناہ سے منع کرے اسواسطے کہ نہی منکر واجب ہے تیسرے یہ کہ اوسے خدا کے واسطے دشمن ٹھہرائے کیونکہ چغلخور کے ساتھ دشمنی واجب ہے چوتھی یہ کہ کسیکی طرف گمان بد نہ لیجائے اسلیے کہ بدگمانی حرام ہے پانچوین یہ کہ اوسکا تجسس نکرے اور اسکا بہت و درست ہونا معلوم ہو اسواسطے کہ حق تعالی نے اسکی ممانعت فرمائی ہے چھٹی یہ کہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا وہ اوسکے واسطے بھی پسند نہ کرے کہ اوسکی چغلخور کا حال دوسرے سے نقل نہ کرے پوشیدہ رکھے یہ چھ پون باتین واجب ہین خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ

کے سامنے ایک شخص نے چغلخوری کی فرمایا کہ مین دیکھتا ہون اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو جن لوگون کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے
اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ تو بھی اون ہی مین سے ہے اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو جنکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ
بِنَمِيمٍ تو اونمین سے ہے اور اگر تو چاہے تو توبہ کر مین بخشدونگا اوسنے کہا یا امیر المومنین مین نے توبہ کی ایک شخص نے کسی حکیم سے
کہا کہ فلانے آدمی نے تجھے ایسا کہا کہ تو بہت دیر کے بعد میری ملاقات کو آیا اور تو نے تین خیانتین کین ہین ایک یہ کہ ایک بھائی کو
میرے دل مین برا ٹھہرایا اور میرے دل فارغ کو تردد مین ڈالا اور اپنے تئین میرے نزدیک فاسق اور مفتری بنایا سلیمان ابن عبد الملک
نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو نے مجھے کچھ کہا ہے اوسنے جواب دیا نہین کہا ایک مرد عادل اور معتمد نقل کرتا تھا زہری بیٹھے تھے فرمایا
یا امیر المومنین چغلخور عادل نہین ہوتا کہا آپ نے سچ فرمایا اور اوس شخص سے کہا کہ تو صحیح سلامت اپنے گھر جا حضرت حسن بصری قدس سرہ
فرماتے ہین کہ جو شخص اور کی بات تیرے سامنے کہیگا وہ تیری بات بھی اور کے سامنے کہیگا ایسے آدمی سے حذر کرنا چاہیے
اور حقیقت مین اوسے دشمن رکھنا چاہیے کہ غیبت نمد خیانت کھوٹا پن حسد اپنی طرف سے جھوٹی باتین ملانا نفاق فریب دنیا یہ
اوسکے کام ہین اور یہ سب کام خیانت کے سبب سے ہوتے ہین بزرگون کا قول ہے کہ غماز اور چغلخور ایسا آدمی ہے کہ راستی سب سے
پسندیدہ ہوتی ہے اور اوسکی راستی بھی پسندیدہ نہین ہوتی مصعب ابن الزبیر رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ میرے نزدیک چغلی کرنے سے
چغلی سننا بدتر ہے کیونکہ چغلخوری سے بھڑکانا مقصود ہوتا ہے چغلی سننے والا اوسکو قبول کرتا ہے تو گویا اجازت دی رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور حلال زادہ نہین ہے العزیز جانو کہ مفسد اور چغلخور کا شر بڑا ہے اور ممکن ہے کہ انکے سبب سے لوگون کے
خون ہو جائین ایک شخص ایک غلام بیچتا تھا کہنے لگا کہ اسمین اور تو کوئی عیب نہین مگر غمازی اور فتنہ انگیزی ہے ایک آدمی نے اوسے
مول لیا اور کچھ پروا نہین غلام نے آقا کی جورو سے کہا کہ آقا تجھے نہین چاہتا ایک لونڈی مول لیا چاہتا ہے اب جو وہ سو جائے
تو استرہ لیکر اوسکے حلق کے پاس سے چند بال مونڈ لا تو مین اون بالون پر تجھے منتر پڑھ دون کہ آقا تجھپر عاشق ہو جائے اور آقا سے
کہا کہ آپکی جورو کسی پر عاشق ہے اور آپکو مار ہی ڈالیگی آپ اپنے تئین سوتے مین ڈالیے تو حال دیکھیے اوسنے اپنے تئین سوتے مین
ڈالدیا اوسکی جورو استرہ لیکر پہونچی اور اوسکی داڑہی کیطرف ہاتھ بڑہایا تب تو اوسے یقین آیا کہ واقعی مجھے مار ہی ڈالیگی بس شوہر نے
اوچک کر جورو کو مار ہی ڈالا جورو کے عزیز پہونچے اور لڑکر شوہر کو مار ڈالا اور بہت سے خون ہوئے چغلخور ہوین آفت دو دشمنون مین
دو رو ئی کرتا ہے جیسے ہر ایک کے سامنے ایسی بات کہے جو اوسے اچھی معلوم ہو اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی بات اوسے پہونچائے اوسکی بات
اوسے اور ہر ایک سے ظاہر کرے کہ مین تیرا ہی دوست ہون یہ چغلخوری سے بھی بدتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص اس جہان مین دو رو ہوتا ہے اوس جہان مین دو زبان ہوگا اور فرمایا ہے کہ دو رو خدا کے بندون مین سب سے بدتر ہے
العزیز جان تو کہ جو شخص دو دشمنون سے دوستی رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ جو بات سنے تو یا چپ ہو رہے یا اوسکے روبرو یا اوسکے پیٹھ پیچھے
حق بات کہے تاکہ منافق نہ ہو جائے ایک کی بات دوسرے سے نہ کہے اور ہر ایک سے یہ نہ کہے کہ مین تیرا دوست ہون حضرت ابن عمر
رضی اللہ تعالی عنہما سے لوگون نے عرض کیا کہ ہم امیرون کے پاس جاتے ہین اور ایسی باتین کہتے ہین کہ باہر نکلکر نہین کہتے فرمایا

کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہم اس باتین کو نفاق جانتے تھے اور جس شخص کو ضرورت نہو کہ بادشاہون پاس جائے اور اونکے سامنے ایسی باتین بنائے جو پیٹھ پیچھے زبان پر لاسکے وہ منافق دورو ہے اور اگر ضرورت ہے تو اجازت ہے بعد اس آفت لوگونکی تعریف کرنا اور تعریف مین مبالغہ کرنا ہے اس آفت مین چھ آفتین ہین چار تعریف کرنیوالی مین دو سننے والے مین جو ممدوح ہے تعریف کرنیوالے کی آفتون مین سے پہلی آفت یہ ہے کہ فضول تعریف کرے اور جھوٹا ہوجائے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص لوگون کی تعریف مین افراط کرتا ہے قیامت کے دن اوسکی زبان اتنی لمبی ہوگی کہ زمین مین گھسٹتا ہوگا اور اوسپر پاؤن دھرتا ہوگا اور گر پڑتا ہوگا دوسری آفت در آفت یہ ہے کہ تعریف کرنیمین نفاق ہوجائے تعریف کرے کہ مین تمھین دوست رکھتا ہون اور شاید نہ دوست رکھتا ہو تیسری آفت در آفت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات کہے جسے تحقیق نجانتا ہو جیسا کہ یون کہے کہ وہ پارسا اور پرہیزگار اور سراپا علم ہے یا اور ایسی باتین کہے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی کی تعریف کی آپ نے فرمایا افسوس تونے اوسکی گردن ماری پھر فرمایا کہ تجھے اگر کسی کی تعریف کرنا ضرور ہو تو یون کہہ کہ مین ایسا جانتا ہون اور عند اللہ اوسے عیب سے بری نہین کرتا اگر اپنی سمجھ مین سچا ہے تو اوسکا حساب حق تعالی کے ساتھ ہے چوتھی آفت در آفت یہ ہے کہ شاید جسکی تعریف کرتا ہے وہ ظالم ہو اور اوسکی بات سے خوش ہو اور ظالم کو خوش کرنا نچاہیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جب فاسق کی تعریف کرتے ہین تو حق سبحانہ تعالی کو اوسپر غصہ آتا ہے اور ممدوح کو کئی وجہ سے نقصان ہے ایک یہ کہ اوسمین کبر اور عجب پیدا ہوتا ہے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن درّہ لیے بیٹھے تھے ایک شخص حاروت نام حاضر ہوا ایک شخص نے کہا کہ قبیلۂ ربیعہ کا سردار ہے جب وہ بیٹھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسے درّہ سے مارا اوسنے عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہ کیا فرمایا کہ تو نے نہین سنا کہ اس شخص نے کیا کہا اوسنے عرض کیا کہ مین نے سنا اوسنے کہا تو کیا ہوا فرمایا کہ مین ڈرا کہ تیرے دل مین غرور پیدا ہوجائے مین نے چاہا کہ تیرا کبر توڑ دون دوسرے یہ کہ جب صلاحیت اور علم پر لوگ اوسکی تعریف کرینگے تو وہ آیندہ کے واسطے کامل ہوجائیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ مین کمال کے درجہ کو پہونچ گیا اسی سبب سے تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لوگون نے ایک شخص کی تعریف کی آپ نے فرمایا کہ تمنے اوسکی گردن ماری کیونکہ اگر وہ سن لیگا تو کوشش سے باز رہیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسیکے سامنے تیز چھری لیکر جائے تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ اوسکے روبرو اوسکی تعریف زبان پر لائے حضرت زیاد ابن اسلم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی تعریف سنتا ہے شیطان اوسکے سامنے سے آکر اوسے جگہہ سے اوٹھاتا ہے لیکن مومن اپنے تئین پہچانتا ہے اور فروتنی کرتا ہے جہان کہین یہ چھ آفتین نہون وہان تعریف کرنا بہتر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی تعریف فرمائی ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے آپ نے فرمایا کہ یا عمر اگر حق تعالی مجھے رسول کرکے نہ بھیجتا تو تجھی کو بھیجتا اور فرمایا ہے کہ اگر تمام عالم کا ایمان ابوبکر کے ایمان کے مقابل کرین تو ابوبکر رضہ کا ایمان زاید نکلے گا اور ایسی تعریفین آپ نے کی ہین اسواسطے کہ جانتے تھے کہ صحابہ کو کچھ نقصان نہوگا مگر اپنی تعریف کرنا بری بات ہے اور مذموم ہے حق تعالی نے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے

وَلَا تَزْكُوا أَنْفُسَكُمْ لیکن اگر کوئی شخص خلق کا پیشوا ہو اور اپنا حال اسواسطے بتائے کہ لوگون کو اوسکی پیروی کی توفیق موثر درست ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ یعنی اس سرداری سے مین فخر نہین کرتا اوس سے فخر کرتا ہون جسنے یہ بزرگی عنایت فرمائی آپ نے یہ اسواسطے فرمایا کہ سب لوگ آپکی تابعداری کرین اور حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے کہا اجْعَلْنِي عَلَىٰ خَزَائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ **فصل** لوگ جب کسیکی تعریف کرین تو اوسے چاہیے کہ کبر اور عجب سے حذر کرے اور خاتمے کے خطر سوچے کہ اوسکا حال کسیکو نہین معلوم اور جو شخص دوزخ سے نہ بچے گا کتا اور سور اوس سے افضل ہے اور یہ کوئی نہین جانتا کہ مین دوزخ سے بچ گیا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر میرا اچھا ہو اب حال جانے تو یہ تعریف کرنیوالا تعریف نہ کرے تو شکر کرنا چاہیے کہ حق تعالی نے میری باطنی باتون کو اوس سے پوشیدہ رکھا اور چاہیے کہ لوگ جب تعریف کرین تو کراہت ظاہر کرے اور دل سے بھی کارہ رہے لوگون نے ایک بزرگ کی تعریف کی اون بزرگ نے کہا کہ بارخدایا یہ لوگ میرا حال نہین جانتے تو ہی جانتا ہے اور بزرگ کی لوگون نے تعریف کی اون بزرگ نے کہا کہ بارخدایا یہ اوس چیز سے میرا تقرب کرتے ہین جسے مین دشمن رکھتا ہون تجھے گواہ کرتا ہون کہ مین اوسکی دشمنی کے سبب سے تیرا تقرب کرتا ہون امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی لوگون نے تعریف کی آپ نے کہا کہ بارخدایا یہ لوگ جو مجھے کہتے ہین اسکے سبب سے تو مجھسے مواخذہ نہ کر اور جو لوگ یہ نہین جانتے ہین اوسے بخشدے اور مجھے اوس سے بھی بہتر کردے جو یہ لوگ سمجھتے ہین ایک شخص امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوست نرکھتا تھا آپ کی تعریف منافقانہ کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا اے شخص جو کچھ تو زبان سے کہتا ہے اوس سے تو مین کمتر ہون اور جو بات تو دل مین رکھتا ہے اوس سے بہت بڑھکر ہون

چوتھی اصل غصہ اور کپٹ اور حسد اور اونکے علاج کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ غصہ جب غالب ہو جائے تو صفت مذموم ہے اور اوسکی اصل آگ سے ہے کیونکہ اوسکا صدمہ دل پر ہوتا ہے اور آگ کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے جیسا کہ اوس نے خود کہا خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ اور آگ کا کام حرکت اور بیقراری ہے اور مٹی کا کام سکون اور چین ہے جس شخص پر غصہ غالب ہے اوسکو جتنی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہے اوس سے کھلی ہوئی نسبت شیطان کے ساتھ ہے اسیواسطے تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب جناب سرور کائنات علیہ افضل التحیات سے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کون سی چیز ہے جو مجھے حق تعالی کے غصہ سے دور رکھے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو خشمناک نہوا کر اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ مجھسے مختصر سا کام جسمین امید حسن انجام ہو ارشاد فرمائیے فرمایا تصد خشمگین نہوا کر ہر چند پوچھا آپ نے یہی فرمایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کر دیتا ہے جیسا ایلوا اشتد کو اور حضرت عیسی علیہ السلام نے یحیی سے فرمایا کہ خشمگین نہوا کر کہا کہ یہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ مین بشر ہون فرمایا مال جمع نہ کر کہا یہ ہو سکتا ہے الغرض جاننا تو کہ اصل غصہ سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہین لیکن غصہ کو پی جانا ضرور ہے حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ یعنی اون لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو غصہ کو پی جاتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے حق سبحانہ تعالی اپنا عذاب اوسپر سے اوٹھا لیتا ہے اور جو کوئی حق تعالے کی تقصیر مین عذر کرتا ہے حق تعالی اوسکا عذر قبول فرماتا ہے اور جو شخص زبان کو نگاہ رکھتا ہے حق تعالی اوسکی شرم چھپاتا ہے اور جو شخص غصہ نکال سکتا ہے اور پی جائے قیامت کے دن حق تعالی اوسکے دلکو رضامندی سے بھر دیگا اور فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اوسمین سے کوئی اندر نہ جائیگا مگر وہ شخص جسنے اپنا غصہ خلاف شرع نکالا ہے اور فرمایا ہے کہ جو جو گھونٹ آدمی پیتا ہے اونمین سے کوئی گھونٹ غصہ کے گھونٹ سے زیادہ حق تعالی کے نزدیک دوست نہین ہے اور جو بندہ غصہ کا گھونٹ پیتا ہے حق تعالی اوسکے دل کو ایمان سے پُر کر دیتا ہے حضرت فضیل عیاض اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہما اور بزرگون کی ایک جماعت نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ غصے کے وقت بردباری اور طمع کے وقت صبر کرنے سے زیادہ کوئی کام افضل نہین ہے ایک شخص نے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی علیہ سے سخت بات کہی اونھون نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ تو نے چاہا تھا کہ مجھے غصہ مین لائے اور شیطان کہ سلطنت کی وجہ سے مجھے جگہ سے اوٹھائے تا کہ آج تو مین تجھے غصہ کرون اور فرداے قیامت کو تو مجھسے بدلا لے یہ ہرگز نہوگا اور چپ ہو رہے ایک نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جو مجھسے قبول کرے اور کفالت کرے کہ وہ شخص بہشت مین نگا اور میرے بعد میرا خلیفہ رہی اور بہشت مین میرے برابر رہی ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نے قبول کیا اور کفالت کی دوبارہ پھر فرمایا اوسنے پھر عرض کیا کہ مین نے قبول کیا اور عہد وفا کرکے اون نبی کا قائم مقام ہوا لوگون نے اوسکا ذوالکفل نام رکھا اس سبب سے کہ اوسنے کفالت کی یعنی قبول کیا

فصل العزیز جانو کہ حق تعالی نے آدمی مین غصہ اسواسطے پیدا کیا کہ اوسکا ہتھیار بنے اور اوسسے جو چیز نقصان کرتی ہے اوسے اپنے سے باز رکھے جیسا کہ خواہش کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ آدمی کا آلہ ہوتا کہ جو چیز آدمی کو مفید ہو اوسے اپنی طرف کھینچ لے آدمی کو ان دونون چیزون سے چارہ نہین ہے لیکن جب افراط سے ہونگی تو نقصان کرینگی اور اوس آگ کے مثل ہو جاوینگی جو دل مین لگے اور اوسکا دھوان دماغ مین بھر جائے اور عقل و فکر کی جگہ کو تاریک کر دے تا کہ آدمی وجہ صواب کو نہ دیکھے جیسے وہ دھوان جو کسی غار مین بھرتا ہے تو اوسے ایسا تاریک کر دیتا ہے کہ کوئی جگہ نہین دکھائی دے سکتی اور یہ بات نہایت مذموم ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ غصہ عدو عقل ہے اور شاید کہ یہ غصہ ضعیف ہو تو یہ بھی مذموم ہے اسواسطے کہ حمیت ناموس اور کافرون کے ساتھ جہاد کرنے دین کی حمیت غصہ ہی سے پیدا ہوتی ہے حق سبحانہ تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور صحابہ کی تعریف فرمائی اور ارشاد کیا اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ یہ سب غصہ کا ثمرہ ہے تو چاہیے کہ غصہ نہ شدت سے ہو نہ ضعیف ہو بلکہ معتدل ہو اور دین اور عقل کے اشارے مین ہو بعض لوگ سمجھے ہین کہ ریاضت سے غصہ کی جڑ اوکھاڑ ڈالنا مقصود ہے یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ غصہ تو ہتھیار ہے اوس سے چارہ نہین اور جب تک آدمی زندہ ہے تب تک غصہ کی جڑ کا معدوم ہونا محال ہے جسطرح اصل شہوت کا باطل ہونا ممکن نہین ہے مگر یہ ممکن ہے کہ بعض کام کے سبب سے بعض وقت غصہ بالکل پوشیدہ رہے اور لوگ سمجھین کہ غصہ نیست و نابود ہو گیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ غصہ اس سبب سے آتا ہے کہ جس چیز کی

حاجت اوسے ہو وہ کوئی چیز لینے کا قصد کرے اور جس چیز کی حاجت نہو مثلاً کسی کا ایک کتا ہو کہ وہ اوس کتے سے بے پروا ہو تو اگر کوئی شخص اوس کتے کو لیجائے یا مار ڈالے تو ممکن ہے کہ جسکا کتا تھا وہ خشمگین نہو لیکن کھانا کپڑا گھر بستی اور ایسی چیزون سے حاجت ہرگز منقطع نہین ہوتی تو اگر کسی کو زخمی کرین تاکہ اوسکی سلامتی فوت ہوجائے یا اوسکا کھانا کپڑا لیلین تو ضرور غصہ ظاہر ہوگا اور جس شخص کو حاجت بہت ہوگی اوسے غصہ بھی بہت ہوگا اور وہ بہت بیچارہ اور واماندہ ہوگا اسواسطے کہ آزادی بے حاجتی ہی مین ہے جسقدر حاجت زیادہ ہوتی ہے آدمی اوسقدر قید سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ایسا کردے کہ اوسے بقدر ضرورت ہی حاجت پڑا کرے حتی کہ جاہ و مال اور دنیا کی فضول چیزون کی حاجت جاتی رہے تو جو غصہ اوس حاجت کا تابع ہے وہ بھی خواہ نخواہ جاتا رہے گا اسواسطے کہ جو شخص جاہ کی تلاش مین نہین ہوتا ہے تو جو آدمی اوسکے آگے چلے یا مجلسون مین اوس سے برتر جگہہ بیٹھے تو وہ شخص غصہ نہین کرتا اس امر مین خلق مین بڑا تفاوت ہے اسواسطے اکثر غصے جاہ و مال کی زیادتی کے سبب سے ہوتے ہین حتی کہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ادنی چیزون مین فخر کرتا ہے جیسے شطرنج چوسر کبوتربازی بہت شہ نخواری اگر کوئی شخص اوسے کہے کہ شطرنج خوب نہین کھیلتا اور شراب بہت نہین پیتا تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور اسمین کچھ شک نہین ہے کہ جو غصہ اس قسم کا ہوتا ہے ریاضت کرنے سے آدمی اوس سے رہائی پاسکتا ہے لیکن جو چیزین آدمی کو ضروریات سے ہین اونمین اصل خشم جاہل نہین ہوتا اور جاہل ہونا چاہیے بھی نہین کہ یہ اچھی بات نہین ہے لیکن یہ چاہیے کہ ایسا غصہ نہو کہ اوسے بے اختیار کردے اور برخلاف عقل و شرع اوسپر غلبہ کرے ریاضت کرتے کرتے آدمی غصہ کو اس درجہ پر لاسکتا ہے اس امر پر کہ غصہ کی جڑ نہین جاتی اور اوسکا جانا چاہیے بھی نہین یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غصہ سے خالی نہ تھے اور فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون اَغْضَبُ کَمَا یَغْضَبُ الْبَشَرُ یعنی جسطرح آدمی غصہ کرتے ہین اوسیطرح مین بھی غصہ کرتا ہون جس کیسکو مین لعنت کرون یا بد مین سخت کلام کہون یا مار بیٹھون تو بار خدایا اوسے تو میری طرف سے اوسپر رحمت کا سبب کردے حضرت عبداللہ ابن عمر ابن العاص رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ جو فرماتے ہین اوسے مین لکھتا ہون اگر غصہ مین کچھ فرمائین تو کیا کہ اوسے بھی لکھ لیا کرو کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے مجھے رسول برحق کرکے خلق کیطرف بھیجا ہے کہ اگر مین غصہ مین بھی ہون تو بھی حق بات کے سوا میری زبان سے اور کچھ نہین نکلتا تو آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے غصہ نہین ہے لیکن یہ فرمایا کہ غصہ مجھے حق اور انصاف سے خارج نہین کرتا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا اکیدن خشمگین ہوئین حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا شیطان آیا اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپکا شیطان نہین ہے فرمایا کہ ہے لیکن حق تعالی نے مجھے اوسپر فتح دی حتی کہ وہ میرا زیردست ہوگیا نیک بات کے سوا اور کچھ حکم نہین کرتا آپ نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے غصہ کا شیطان نہین ہے **فصل** العزیز یہ جانو کہ اگرچہ باطن سے غصہ کی جڑ نہین اوکھڑتی لیکن ممکن ہے کہ کسی شخص پر بعض یا اکثر اوقات توحید غالب ہوجائے جو کچھ وہ دیکھے خدا ہی کیطرف سے دیکھے تو اس توحید کے سبب سے غصہ پوشیدہ ہوجاتا ہے

اور اوس شخص مین کچھ بھی غصہ نہین پیدا ہوتا جیسا کہ کسیکو لوگ پتھر ماریں تو اسی حال مین وہ پتھر پر غصہ نہین کرتا اگرچہ اوسکے ہاتھ مین غصہ کی جڑ برقرار ہوتی ہے اسواسطے کہ وہ خطا پتھر سے نہین دیکھتا بلکہ اوس شخص کی خطا جانتا ہے جسنے پتھر پھینکا اور اگر کوئی بادشاہ حکم لکھے کہ فلانے آدمی کو قتل کر دو تو وہ قلم پر خشمگین نہین ہوتا کہ اس سے لکھا ہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ قلم تو مسخر ہے اگرچہ حرکت اوسمین ہے لیکن اوس سے نہین ہے علی ہذا القیاس جس شخص پر توحید غالب ہوتی ہے تو وہ ضرور بالضرور جانتا ہے کہ جو کام خلق سے ہوجاتا ہے اوسمین خلق بے اختیار ہے کیونکہ اگرچہ حرکت تو قدرت کے قید مین ہے لیکن قدرت ارادہ اور خواہش کی قید مین ہے اور ارادت آدمی کے اختیار مین نہین ہے لیکن خواہش کو اوسپر مسلط کر دیا ہے چاہے یا نچاہے اور جب خواہش کو بھیجا اور قوت عنایت فرمائی تو ضرور فعل حاصل ہوگا تو اوسکی مثل اوس پتھر کی سی ہے جو اوسپر پھینکین اور پتھر سے دکھ درد حاصل ہو لیکن پتھر پر غصہ نہین کرتا تو اگر بکری سے اوس موحد کی روزی تھی اور بکری مرگئی تو وہ رنجیدہ ہوگا لیکن خشمگین نہوگا اور جب کوئی اوسے مار ڈالے تو اگر توحید کا نور غالب ہوگا تو بھی چاہیے کہ ویسا ہی رہے لیکن توحید کا غلبہ ہمیشہ ایسا نہین رہتا بلکہ بجلی کی طرح آن کی آن رہتا ہے اور تقاضاے بشریت اور جو اسباب درمیان مین ہین اونکی طرف التفات پیدا ہوجاتا ہے اور اکثر آدمی بعض اوقات ایسے ہوتے رہے ہین اور یہ نہین ہے کہ غصہ کی جڑ نکل گئی لیکن چونکہ اس امر کو کسی آدمی سے نہین سمجھتا ہے اس سبب سے غصہ کا رنج نہین پیدا ہوتا جیسے پتھر جو اوسپر آتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ اگرچہ غلبہ توحید نہو لیکن اوسکا دل کسی بہت بڑے کام مین ایسا مشغول ہو کہ اوسکے سبب سے غصہ پوشیدہ رہے ظاہر نہو حضرت سلمان رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے گالی دی اونھون نے کہا کہ اگر قیامت کے دن میرے گناہون کا پلہ بھاری ہوگا تو جو کچھ تو کہتا ہے اس سے بھی مین بدتر ہون اور اگر گناہون کا پلہ ہلکا ہوگا تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالی علیہ کو کسینے گالی دی کہنے لگے کہ میرے اور جنت کے درمیان مین ایک گھاٹی ہے مین اوسے طے کرنے مین مشغول ہون اگر طے کر گیا تو تیری بات کا کچھ ڈر نہین اور اگر طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے یہ میرے حق مین بہت ہی کم ہے یہ دونون بزرگ آخرت کے غم مین ایسے ڈوبے ہوئے تھے کہ گالی دینے سے انکا غصہ ظاہر نہوا امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو کسینے گالی دی فرمایا کہ جو میرا حال تجھپر پوشیدہ ہے وہ [illegible] وہ اپنے ساتھ جو مشغولی رکھتے تھے اوسکے سبب سے اونکا غصہ ظاہر نہوا حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی علیہ کو ایک عورت نے ریاکار ریاکار کہکر پکارا فرمایا کہ اے نیکبخت تیرے سوا مجھے کسینے نہین پہچانا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالی کو ایک شخص نے کوئی بات کہی کہنے لگے کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو مجھے خدا بخشے اور اگر جھوٹ کہتا ہے تو تجھے بخشے یہ حالات اس بات کی دلیل ہین کہ ایسی حالتون کے سبب سے غصہ کا مقہور اور مغلوب رہنا ممکن ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی نے معلوم کیا ہو کہ حق تعالی اوسے دوست رکھتا ہے جو غصہ نکرے تو جب غصہ کا سبب پیش آئے تو حق تعالی کی محبت اوس غصہ کو چھپائے جسطرح کسیکا کوئی معشوق ہو اور اوسکا بیٹا عاشق کو گالیان دیتا ہو اور عاشق جانے کہ معشوق چاہتا ہے کہ وہ اوس جفا کو فروگذاشت کرے تو غلبہ عشق اوسے ایسا کر دیتا ہے کہ اوس جفا کا درد و رنج عاشق کو معلوم نہین ہوتا اور غصہ نہین کرتا آدمی کو چاہیے کہ ان سببون مین سے کسی سبب سے ایسا ہوجائے کہ اپنے

غصہ کو مار ڈالے اگر یہ نہین کرسکتا تو اوسکی قوت توڑ دے تاکہ غصہ سرکشی نکرے اور عقل و شرع کے برخلاف حرکت نہ کرے یہ حاصل
الغرض جانتو کہ غصے کا علاج اور اوسکی ریاضت فرض ہے اسواسطے کہ اکثر خلق کو غصہ ہی دوزخ مین لیجاتا ہے اور غصے سے بہت
پیدا ہوتے ہین اوسکا علاج دو طرح پر ہوتا ہے ایک کی مثل مسہل کے مانند ہے کہ غصے کی جڑ اور مادی کو باطن سے نکال ڈالے اور
ایک کی مثل سکنجبین کی ایسی ہے کہ تسکین کردے جڑ اور مادی کو نہ نکال ڈالے مسہل تو یہ ہے کہ آدمی دیکھے کہ باطن مین غصے کا کیا سبب ہے
اور اوس سبب کو جڑ سے اوکھاڑ ڈالے اور اوسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب کبر ہے اسواسطے کہ متکبر ذرا سی بات یا معاملہ مین جو
اوسکی تعظیم کے برخلاف ہو خشمگین ہوتا ہے تو تکبر کو فروتنی سے توڑنا چاہیے اور سمجھے کہ مین بھی اور بندون کی جنس سے ہون اور
بزرگی نیک اخلاق کے سبب سے ہوتی ہے اور کبر اخلاق بد مین سے ہے اور فروتنی کے سوا اور کسی چیز سے زائل نہین ہوتا دوسرا
سبب عجب ہے کہ اپنی شان مین کچھ اعتقاد رکھتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ اپنے تئین پہچانے کبر اور عجب کا تمام علاج اپنے مقام پر کیا جائیگا
تیسرا سبب مزاح ہے کہ اکثر اوقات اوسکا نتیجہ غصہ ہوتا ہے تو چاہیے کہ اپنے تئین آخرت کے کام بنانے اور نیک اخلاق حاصل کرنے مین
جدوجہد سے مشغول کرے اور مزاح سے باز رہا کرے علی ہذا القیاس ہنسنا اور مسخراپن بھی موجب خشم ہوتا ہے تو اپنے تئین اس سے
محفوظ رکھنا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص دوسرون سے ہنسی کریگا اوس سے اور لوگ بھی ہنسی کرینگے اور اوسکی ہنسی کا جواب دینگے
تو اسنے ہنسی کرکے خود اپنے تئین ذلیل کیا چوتھا سبب کسیکو ملامت کرنا اور کسیکا عیب کرنا یہ بھی جانبین سے غصے کا سبب ہوتا ہے
اسکا علاج یہ ہے کہ سمجھے کہ جو خود بے عیب نہوا وسے عیب کرنا نہین پہونچتا ہے اور بے عیب کوئی نہین ہے یعنی کسیکو نہچاہیے
کہ دوسرے کا عیب کرے پانچوان سبب مال وجاہ کی حرص ہے اور مال و جاہ کی اکثر حاجت ہوتی ہے جو بخیل ہوتا ہے اوس سے
اگر ایک جبہ لے لین تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور جو طامع ہوتا ہے تو جو ایک لقمہ اوس سے فوت ہوجائے اوسکے سبب سے غضبناک ہوجاتا ہے
اور یہ سب بداخلاق ہین اور غصے کی جڑ بھی ہین اسکا علاج علمی بھی ہے عملی تو یہ ہے کہ آدمی آفت اور برائی جانے کہ دنیا مین
فقر کیوجہ سے ہے تاکہ دل سے اوس سے نفرت کرے پھر علاج عملی مین مشغول ہو اور علاج عملی یہ ہے کہ ان صفتون کی مخالفت کرے
سب اخلاق بد کا علاج ہے جیسا کہ ریاضت نفس مین بیان کیا ہے اور غصہ اور اخلاق بد بہت پیدا ہونیکا بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ آدمی
کسی بیوقوف گروہ کی ساتھ صحبت رکھتے جنمین غصہ غالب ہو اور شاید صلابت اور شجاعت اسکا نام رکھین اور اوسکے سبب سے فخر کرین اور حکایت
کرین کہ فلانے بزرگ نے ایک بات مین فلانے آدمی کو مار ڈالا اور اوسکا جان و مال ویران کر ڈالا اور کسی کی مجال نہوئی کہ اوسکے
برخلاف کچھ بات کہتا کیونکہ مرد مردانہ تھا اور مرد ایسے ہی ہوتے ہین کسیکو چھوڑ دینا اپنی ذلت اور بے حمیتی اور نالائقی ہے
تو غصہ جو کمتون کی عادت ہے اوسکا نام شجاعت اور مردانگی رکھتے ہین اور حلم اور بردباری جو پیغمبرون کا اخلاق ہے اوسکا نام نالائقی
رکھتے ہین اور شیطان کا کام یہ ہے کہ بسکو مکر و فریب اور برے الفاظ کے سبب سے نیک اخلاق سے باز رکھتا ہے اور اچھے
الفاظ سے اخلاق بد کی طرف بلاتا ہے اور عقلمند جانتا ہے کہ اگر ایسا ہی غصہ مردی کے سبب سے ہوتا تو چاہیے تھا کہ عورتین
اور لڑکے اور ضعیف نفس بوڑھے اور بیمار غصے سے بہت دور رہتے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ بہت جلد غصے مین آجاتے ہین

بلکہ کوئی مرتبہ کو نہین پہونچتی ہے کہ آدمی اپنے غصہ سے بڑا ہے اور یہ انبیا و اولیا علیہم السلام کی صفت ہے اور دوسری صفت پہلوانون اور ترکون اور اون لوگون کی صفت ہے جو ذرہ ذرہ سی بات سے بہت نزدیک ہین آپے سے تو غور کرکے یہ بزرگی کس بات مین ہے کہ تو انبیا اولیا کے مانند ہو جاے یا اس امر مین کہ احمقون اور جنگلیون کے مثل ہو جاے **فصل** اب رہا یہ امر کہ یہ باتین جو اوپر مذکور ہوئین مادۂ خشم کو دفع کرنے کے واسطے مسہل کا حکم رکھتی ہین جو شخص اسے دفع نہین کر سکتا اوسی چاہیے کہ غصہ جب ہیجان کرے تو اوسکو تسکین دے اور تسکین اوس معجون سے ہوتی ہے جو حلم کی شیرینی اور صبر کی تلخی سے بناتے ہین اور علم و عمل کی معجون سب اخلاق کا علاج ہے علم یہ ہے کہ اون آیتون اور حدیثون مین غور و تامل کرے جو غصہ کرنے کی برائی اور غصہ پیجانے کے ثواب مین نازل اور وارد ہوئی ہین چنانچہ اسکا بیان اوپر گذرا اور اپنے دل سے کہے کہ جتنی قدرت تو دوسرے پر رکھتا ہے اوس سے زیادہ قدرت حق تعالیٰ تجھپر رکھتا ہے اور حق تعالیٰ سے تیری مخالفت بہت بڑھ کر ہے اگر تو کسی پر غصہ کریگا تو قیامت مین خدا کے غضب سے کیونکر بچیگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو کسی کام کے واسطے بھیجا وہ دیر کے بعد آیا آپ نے فرمایا کہ قیامت کا انتظام نہوتا تو مین تجھے مارتا اور اپنے دل سے یون کہے کہ یہ تیرا غصہ اسواسطے ہے کہ جسطرح خدا نے چاہا اوسیطرح تیرا کام ہوا تیرے چاہنے کے موافق اور یہ ربوبیت مین جھگڑنا ہے یہ اسباب جو آخرت سے علاقہ رکھتے ہین انکی سبب سے اگر غصہ نہ ٹھہر جاے تو دنیا کی غرض پیش خود تجویز کرے اور اپنے دل مین کہے کہ اگر تو غصہ نکالیگا تو شاید طرف ثانی بھی برسر مقابلہ آجاے اور بدلا لے اور اپنے دشمن کو حقیر و ناچیز سمجھنا چاہیے اگر مثلاً لونڈی غلام ہو کہ خدمت مین قصور کرتا ہے اور بھاگ جاتا ہے شاید کہ کچھ نمدہ و فریب کر بیٹھے اور غصہ مین جو بری صورت بنجاتی ہے اوسے بھی یاد کرے کہ ظاہر کیسا برا اور متغیر ہو جاتا ہے اور اوس بھیڑیے کی ایسی صورت ہو جاتی ہے جو کسی کے پیچھے پڑا ہو اور باطن مین بالکل آگ لگجاتی ہے اور بھوکے کتے کے مثل ہو جاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب طرح دینے کا قصد کرتے ہین تو شیطان کہتا ہے کہ سکوت کرنا تیری عاجزی اور ذلت سے جانینگے اور تیری شہامت کے واسطے یہ امر نقصان ہے اور لوگون کی نگاہ مین تو حقیر ہو جائیگا تو اوسے یہ جواب دینا چاہیے کہ کوئی عزت اسے نہین پہونچتی کہ آدمی انبیا علیہم السلام کی سیرت اختیار کرے اور حق تعالیٰ کی خوشنودی ڈھونڈھے اگر آج لوگ مجھے خوار و ذلیل جانین تو یہ اوس سے بہتر ہے کہ قیامت کو مین خوار و ذلیل ہون یہ اور اوسکی مثل علمی علاج ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ زبان سے کہے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ اور سنت یہ ہے کہ آدمی غصہ کے وقت اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جاے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جاے اگر اس سے غصہ نہ ٹھہرے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصہ آگ سے ہے پانی سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ سجدے کرے اور منہ خاک پر رکھے تاکہ آگاہ ہو جاے کہ مین خاک سے پیدا ہون اور بندہ ہون اور اوسے غصہ کرنا نہین پہونچتا ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشمگین ہوئے ناک مین ڈالنے کو پانی مانگا اور فرمایا کہ غصہ شیطان سے ہے ناک مین پانی ڈالنے سے جاتا رہتا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن کسی سے لڑائی کی اور کہا یا ابن الحمرا یعنی اوسکی ماں کا عیب کیا کہ اوسکا سرخ رنگ ہے یعنی لونڈی ہے

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابوذر مین نے سنا ہے کہ تو نے آج کسیکا عیب کیا ہے کسکے سبب سے ای ابوذر تو جانتا ہے کہ تو کسی سیاہ اور سرخ سے افضل نہین ہے مگر یہ کہ تقوی مین اوس سے زیادہ ہو حضرت ابوذر اوس شخص سے عذر کرنے لگے وہ شخص سامنے آیا اور حضرت ابوذر کو سلام کیا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کو جب غصہ آتا تو حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اونکی بینی مبارک پکڑتے اور فرماتے کہ اے عائشہ کہو اَللّٰھُمَّ رَبَّ النَّبِیِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَاَذْھِبْ غَیْظَ قَلْبِیْ وَاَجِرْنِیْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ یہ بھی کمنا سنت ہے **فصل** العزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرے یا سخت بات کہے تو اولی تر یہ ہے کہ وہ چپ ہو رہے جواب نہ دے مگر چپ رہنا واجب نہین ہے اور ہر بات کا جواب دینے کی بھی اجازت نہین ہے گالی کے مقابلہ مین گالی دینا نیت کے بدلے غیبت کرنا یا اور ایسی باتین درست نہین ہین کیونکہ ان سببون سے تعذیر واجب آتی ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسی سخت بات کہے جسمین کچھ جھوٹ نہو اوسمین اجازت ہے وہ قصاص کے مثل ہے ہر چند کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تیرا عیب اوس امر کے سبب سے کرے حرام تجھ مین ہو تو اوسکا عیب اوس چیز کے سبب سے جو اوسمین ہے نہ کر یہ احتساب کا طریقہ ہے اور نہ کہنا واجب نہین ہے اگر گالی اور زنا کی طرف نسبت نہو اسپر دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ یعنی دو آدمی جب ایک دوسرے کو برا کہین تو جو کچھ کہین گے وہ اوسی پر ہے جسنے ابتدا کی حتی مظلوم حد سے تجاوز کر جاوے پس اوسکو جواب دیا حد سے تجاوز کرنے کے پہلے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات نے حضرت خاتون جنت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے پیغام دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے کہو کہ ہم مین اور حضرت عائشہ رضہ مین انصاف کا خیال رکھا کیجیے کہ آپ اونھین بہت چاہتے ہین اور اونکی طرف بہت رغبت کرتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم خواب مین تھے کہ حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا نے پیغام دیا آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ رضہ جسے مین دوست رکھتا ہون اوسے کیا تو دوست نہین رکھتی عرض کیا کہ مین بھی اوسے دوست رکھتی ہون فرمایا کہ تو بھی عائشہ کو بہت دوست رکھہ کہ مین اوسے بہت دوست رکھتا ہون حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا اون ازواج طاہرات کے پاس گئین اور یہ ماجرا بیان کیا اونھون نے کہا کہ اس بات سے ہماری سیری نہین ہوتی حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا جو ازواج طاہرات مین سے تھین سبھون نے اونھین بھیجا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مین وہ مجھسے برابری کا دعوی کرتی تھین وہ آئین اور کہنے لگین کہ ابوبکر رضہ کی بیٹی ایسی ہین اور ابوبکر کی بیٹی ویسی ہین وہ برا کہتی تھین اور مین خاموش تھی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے جواب دینے کی اجازت دین جب آپ نے اجازت دی تو مین بھی جواب دینے لگی اور برا کہنے لگی یہانتک کہ میرا دہن خشک ہو گیا اور وہ عاجز آئین پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ای زینب رضہ یہ ابوبکر رضہ کی بیٹی ہے یعنی گفتگو مین تم اوس سے بر نہ آؤگی تو یہ غصہ اس بات کی دلیل ہے کہ جواب دینا درست ہے بشرطیکہ سچ ہو جھوٹ نہو جیسا کہ یون کہے کہ اے احمق اے جاہل شرم کر چپ رہ کیونکہ کوئی آدمی حماقت اور جہل سے خالی نہین ہوتا ہے آدمی کو چاہیے کہ جو لفظ بہت زشت نہو اوسکی عادت ڈالے کہ غصہ کے وقت وہی لفظ کہے تاکہ نفس اوسکی زبان پر نہ آنے پائے مثلاً بدبخت

ناکس نا ہموار ٹکر گدا اور ذلیل اسکے غرض سے جب جواب دینے پر آئیگا تو حد سے تجاوز کرنا دشوار ہے اسی سبب سے جواب نہ دینا اولی تر ہے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کو برا کہتا تھا حضرت صدیق اکبر چپ تھے جواب دینے لگے
تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اوٹھ کھڑے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ابتک تو آپ بیٹھے رہے
جب مین جواب دینے لگا تو آپ اوٹھ کھڑے ہوئے فرمایا کہ تو جب تک چپ تھا فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا تھا شیطان آیا
مین نے نچاہا کہ شیطان کے ساتھ بیٹھون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے آدمیون کو انواع و اقسام
پیدا کیا ہے ایک آدمی ہوتا ہے جو دیر کو خشمگین بھی ہو اور خوشنود بھی ہو ایک ہوتا ہے کہ خشمگین بھی جلدی سے ہو اور خوشنود بھی جھٹ پٹ
ہو یہ اوسکے مقابلہ مین ہے اور تم مین بہتر وہ آدمی ہے کہ خشمگین تو دیر کو ہو اور خوشنود جلدی سے ہو اور تم مین بدتر وہ ہے کہ خشمگین تو
جلدی ہو اور خوشنود دیر کو **فصل** العزیز جانتو کہ جو شخص اختیار اور دیانت سے غصہ پی جاتا ہے وہ نیکبخت ہے لیکن اگر عجز اور ضرورت
کے سبب سے پی جائیگا تو غصہ اوسکے باطن مین جمع ہوکر کبر اور کپٹ کا سرمایہ ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ
لَیْسَ بِحَقُوْدٍ یعنی مومن کینہ ور نہین ہوتا تو کینہ غصہ کا بیٹا ہے اور اوس سے آٹھ بیوتے پیدا ہوتے ہین اونمین سے ہر ایک دین کی
تباہی کا سبب ہوتا ہے پہلا تو حسد ہے کہ جسکے ساتھ کینہ ہے آدمی اوسکی خوشی پر رنجیدہ ہوتا ہے اور رنج پر خوش ہوتا ہے دوسرا یہ کہ شماتت کرتا ہے یعنی اوسپر
بلا نازل ہونے کے سبب سے خوشی کرتا ہے اور اوس خوشی کو ظاہر کرتا ہے تیسرا یہ کہ اوس سے زبان کو روک لیتا ہے اور اوسکے سلام کا
جواب نہین دیتا چوتھا یہ کہ حقارت اور ذلت کی نظر سے اوسکو دیکھتا ہے پانچوان یہ کہ غیبت جھوٹ فحش افشاے راز کے ساتھ اوسپر
زبان دراز کرتا ہے چھٹا یہ کہ اوسکا چرچا اور مسخرا پن کرتا ہے ساتوان یہ کہ اوسکا حق ادا کرنے مین قصور کرتا ہے رشتہ قرابت توڑ دیتا ہے
اوسکا قرض نہین دیتا اوسکا مظلمہ نہین پھیرتا اوس سے معافی نہین چاہتا آٹھوان یہ کہ اگر موقع پاتا ہے تو اوسے مارتا ہے ستاتا ہے
اور دنکوا غوا کرتا ہے کہ تم اوسے مارو تو اگر کوئی شخص بڑا ہی دیانت دار ہوتا ہے اور گناہ کا کوئی فعل نہین کرتا تو بھی اس سے خالی
نہین ہوتا ہے کہ اپنا احسان اوس سے پھیرے اور اوسکے ساتھ نرمی نہ کرے اور اوسکے کام مین مہربانی نہ کرے اور ذکر خدا مین
اوسکے ساتھ نہ بیٹھے اور اوسکے حق مین دعا و ثنا نہ کرے یہ سب باتین اوس شخص کے درجون کو گھٹا دیتی ہین اور ان باتونکا نقصان
بہت ہے جیسے سطح نام جو امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا عزیز قریب تھا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ
رضی اللہ تعالی عنہا کے واقعہ افک مین اونہی جب سخن دروغ کہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ نے اوسے نفقہ دینا موقوف
کر دیا اور قسم کھائی کہ اب نہ دونگا یہ آیت نازل ہوئی وَلَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ یہانتک کہ ارشاد ہوا اَلَا تُحِبُّوْنَ
اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ یعنی تم یہ قسم نہ کھایا کرو کہ جسنے جفا کی اوسکے ساتھ ہم نیکی نہ کرین گے کیا یہ دوست نہین رکھتے ہو کہ حق تعالی تمھین
بخشدے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ واللہ مین اس امر کو دوست رکھتا ہون اور پھر اوسے نفقہ دینا شروع کیا تو جس کسیکے
دل مین کسی شخص کی طرف سے کینہ ہوتا ہے وہ تین حال سے خالی نہین ہوتا یا تو اپنے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے کہ اوسکے ساتھ نیکی کرون
اور مراعات زیادہ کرون یہ تو صدیقون کا درجہ ہے یا نیکی نہین کرتا تو برائی بھی نہین کرتا ہے یہ پرہیزگارون کا درجہ ہے

یا برائی کرتا ہے یہ فاسقون اور ظالمون کا درجہ ہے جو شخص تیرے ساتھ برائی کرے تو اوسکے ساتھ نیکی کر کہ اس سے زیادہ کوئی چیز موجب تقرب خدا نہین ہے اگر یہ نہو سکے تو معاف کردے کہ معاف کر دینے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین باتون پر مین قسم کھا سکتا ہون صدقہ سے کوئی مال کم نہین ہوتا تم صدقہ دیا کرو اور جو شخص کسیکا قصور معاف کرتا ہے تو قیامت کے دن حق تعالیٰ معاف کرنیوالیکی عزت مین زیادتی عنایت فرماتا ہے اور جو شخص سوال اور گدائی کا دروازہ اپنے اوپر کھولتا ہے حق تعالیٰ مفلسی کا دروازہ اوسکے اوپر کھولدیتا ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے نہین دیکھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق مین کسی سے بدلا لیا ہو لیکن لوگ جب خدا کی حق کو فروگذاشت کرتے تو اوسپر آپکے غصہ کی کچھ انتہا نہوتی تھی اور جن دو کامون مین آپکو اختیار دیا جاتا اون دونون مین خلق پر جو بہت آسان ہوتا ہے اوسی کو آپ اختیار کرتے لیکن جو گناہ ہوتا اوسے اختیار نہین کرتے تھے حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ مین تجھے اوس بات سے آگاہ کرون کہ اہل دنیا اور اہل آخرت کے اخلاق مین کونسا خلق افضل ہے یہ افضل ہے کہ جو شخص تجھسے قطع کرے تو اوس سے مل اور تجھے محروم رکھے تو اوسے عطا کر اور جو کوئی تجھپر ظلم کرے تو اوسے عفو کردے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق سبحانہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا الہ العالمین تیرے بندون مین سے تیرے نزدیک کون بندہ عزیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ بندہ جو بدلا لینے کی قدرت رکھتا ہو اور عفو کردے اور فرمایا ہے کہ جسنے ظالم کے واسطے بددعا کی وہ اپنا حق لے چکا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا اور قریش پر قابو پایا تو چونکہ قریش نے آپ پر بہت ظلم کیا تھا اسوجہ سے ڈرتے تھے اور اپنی جان سے ہاتھ اوٹھائے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کے دروازہ پر دست مبارک رکھکر فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اوسکا کوئی شریک نہین اوسنے اپنا وعدہ سچ کیا اور اپنے بندون کو فتح دی اور اپنے دشمنون کو شکست نصیب کی تم لوگ کیا دیکھتے ہو اور کیا کہتے ہو قریش نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خیر کے سوا اور ہم کیا کہین گے آپ کے کرم کے امیدوار ہین آپ ہی کے قبضۂ قدرت مین ہے آپ نے فرمایا کہ مین وہ کہتا ہون جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون سے کہا تھا لَا تَثْرِيبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اور سبکو امن دیدی اور فرمایا کہ تمسے کسیکو کچھ سروکار نہین ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تمام خلق قیامت مین اوٹھے گی تو منادی ندا کریگا کہ جن جن کا اجر حق تعالیٰ پر ہے وہ اوٹھے کوئی نہ اوٹھیگا مگر وہ لوگ جنہون نے دنیا مین عفو کیا ہوگا اور جنت مین بے حساب چلے جائین گے اسواسطے کہ یہ لوگ بندگان خدا کا قصور معاف کردیا کرتے تھے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ غصہ کی حالت مین صبر کیا کرو تاکہ بہت فرصت پاؤ اور جب فرصت پاؤ اور بدلا لے سکتے ہو تو معاف کردو ہشام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس لوگ ایک قصوروار کو لائے وہ دلیلین کرنے لگا ہشام نے کہا تو میرے سامنے حجت کرتا ہے کیا تو نہین جانتا کہ یَوْمَ تَأْتِي كُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِهَا احکم الحاکمین کے سامنے تو اپنا عذر بیان کر نہین بندے حجت کر سکتے ہین تیرے سامنے کیون نہ حجت کر سکون ہشام نے کہا اچھا آگے کیا کہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی چیز چرا لی تھی

چور پوشت کرنے لگے حضرت ابن مسعود رضہ غصہ نے کہا کہ بارخدایا اگر وہ چیز کسی حاجت کے سبب سے چوراوٹھا لیگیا ہے تو اوسے مبارک ہو اور اگر معصیت کی دلیری سے اوٹھا لیگیا ہے تو اوسکا گناہ اوسپر ہو یعنی اس گناہ کے بعد تو اوسے اور گناہون سے بچا حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک شخص کو مین نے طواف مین دیکھا کہ چورون نے اوسکا مال چورا لیا تھا وہ رونے لگا مین نے پوچھا کہ اے شخص تو مال کے واسطے روتا ہے اوسنے کہا نہین بلکہ مین اس بات پر روتا ہون کہ مین نے فرض کیا کہ قیامت مین وہ چور میرے ساتھ کھڑا ہے اور اپنے اس گناہ کا کچھ عذر نہین کرتا مجھے اوسپر رحم آیا کچھ قیدیون کو عبدالملک بن مروان کے سامنے لوگ لیگئے وہان ایک بزرگ تشریف رکھتے تھے اونھون نے فرمایا جو امر تو دوست رکھتا تھا وہ حق تعالی نے تجھے دیا یعنی ظفر اب جو کچھ حق تعالے دوست رکھتا ہے وہ تو بھی دے یعنی عفو پس عبدالملک نے سب قیدیون کا قصور معاف کردیا انجیل مین ہے کہ جو شخص حق تعالی سے اپنے ظالم کی مغفرت چاہتا ہے اوس شخص سے شیطان شکست کھاتا ہے تو آدمی کو چاہیے کہ جب غصہ آئے تو عفو کردے اور کامون مین نرمی کرنا چاہیے تاکہ غصہ نہ آنے پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ حق تعالی نے جسے نرمی کی صفت سے بہرہ مند کیا وہ دین و دنیا سے بہرہ ور ہوا اور جسکو نرمی کی صفت سے محروم کیا وہ دین و دنیا کی خیر سے محروم رہا اور فرمایا ہے کہ حق تعالی رفیق ہے اور رفیق کو دوست رکھتا ہے اور جو کچھ رفق یعنی نرمی کرنے سے عنایت فرماتا ہے سختی کرنے سے نہین دیتا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ سب کامون مین نرمی نگاہ رکھا کرو کیونکہ جس کام مین نرمی کا دخل ہوتا ہے وہ کام بن جاتا ہے اور جس کام مین نرمی منقطع ہوجاتی ہے وہ بگڑ جاتا ہے **حسد اور اوسکی آفتون کا بیان** اب غیر جانتو کہ غصہ سے کپٹ پیدا ہوتا ہے اور کینہ سے حسد اور حسد منجملہ مہلکات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نیکیون کو اسطرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو اور فرمایا ہے کہ کوئی شخص تین چیزون سے خالی نہین ہے گمان بد حسد فال بد سے اور مین تعلیم کرون کہ اوسکا علاج کیا ہے جب بدگمانی کرتو اپنے دل سے اوسے تحقیق نکر اور اوسپر قائم نہ رہ اور جب بدفالی دیکھے تو اوسپر اعتماد نکر اور جب حسد پیدا ہو تو دست و زبان کو اوسپر عمل کرنے سے بچا اور فرمایا کہ مسلمانون تم مین وہ چیز پیدا ہونا شروع ہوئی ہے جسنے تمسے پہلے بہت امتون کو ہلاک کر ڈالا وہ چیز حسد اور عداوت ہے قسم اوس خدا تعالی کی جسکے ہاتھ مین محمد کی جان ہے کہ تم لوگ جنت مین نجاؤگے تاوقتیکہ ایمان نرکھوگے اور ایمان نرکھوگے تاوقتیکہ ایک دوسرے کے دوست نہوگے اور مین تمھین خبر دون کہ محبت کا ہے سے حاصل ہوتی ایک دوسرے کو علانیہ سلام کیا کرو حضرت موسی علیہ السلام نے ایک مرد کو عرش کے سایہ مین دیکھا انھین اوس مقام کی آرزو ہوئی کہا کہ حق تعالی کے نزدیک اوس شخص کا بڑا درجہ ہے پوچھا کہ یا الہ العالمین یہ مرد کون ہے اور اسکا نام کیا ہے حق تعالی نے نام تو اونھین نہ بتایا اور فرمایا کہ اسکے کردار سے مین تجھے خبر دیتا ہون کہ اسنے کبھی حسد نہین کیا اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہین کی اور چغلخوری نہین کی حضرت زکریا علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد کرتا ہے کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہے اور میرے حکم سے خفا ہوتا ہے اور اپنے بندون مین جو مین نے قسمت کی ہے اوسے پسند نہین کرتا حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ چھ گروہ چھ گناہون کے سبب سے بے حساب دوزخ مین جائینگے حکام ظلم کے سبب سے

غرور تعجب کے سبب سے مالدار تکبر کے سبب سے سوداگر خیانت کے سبب سے گنوار نادانی کے سبب سے علما حسد کے سبب سے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہم بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ اسوقت جنتیون مین سے کوئی شخص آتا ہے انصار مین سے ایک شخص بائین ہاتھ مین نعلین لٹکائے ہوئے داڑھی سے وضو کا پانی ٹپکتا ہوا حاضر ہوا دوسرے روز بھی آپنے یہی فرمایا اور وہی شخص آیا تین دن تک ایسا ہی اتفاق ہوا حضرت عبداللہ بن عمر بن عاص نے چاہا کہ اسکا کردار معلوم ہو کیا ہے اوسکے پاس جاکر کہا کہ مین اپنے باپ سے لڑا ہون چاہتا ہون کہ تین شب تیرے پاس ہون اوسنے کہا اچھا یہ تین شب برابر اوسے دیکھتے رہے سوا اسکے کہ وہ جسوقت سوا اوٹھتا تھا تو خدا کو یاد کرتا کوئی عمل نہ دیکھا تب اوسنے کہا کہ مین نے اپنے باپ کی ساتھ لڑائی نہین کی ہے لیکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیری حق مین یہ فرمایا مین نے چاہا کہ تیرا عمل معلوم کرون اوسنے کہا کہ میرا عمل یہی ہے جو تونے دیکھا جب مین چلا تب اوسنے پکارا اور کہنے لگا کہ ایک بات اور بھی ہے کہ مین نے کبھی کسی کی بھلائی پر حسد نہین کیا کہا اسی سے یہ تیرا مرتبہ ہے حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے ایک بادشاہ کو نصیحت کی اور فرمایا کہ تکبر سے دور رہا کر اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی کا پہلا گناہ تکبر کے سبب سے ہوا ہے کیونکہ ابلیس نے سجدہ نکیا تو تکبر ہی سے نکیا اور حرص سے دور رہا کر اسواسطے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے حرص ہی نے نکالا اور حسد سے دور رہا کر اسلیے کہ خون ناحق پہلے حسد ہی سے ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور جب صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا ذکر ہو یا حق تعالی کی صفتین بیان ہون یا ستارون کی باتین ہون تو چپ رہ اور زبان کو نگاہ رکھ بکر بن عبداللہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک مرد بادشاہ کے سامنے ہر روز کھڑا ہوکر کہا کرتا کہ نیکون کے ساتھ نیکی کر کیونکہ بدکردار کو اوسکا کردار ہی کافی ہے اوسے اوسکے کردار پر چھوڑ دے بادشاہ اس بات کے سبب سے اوسے عزیز دیکھتا ایک آدمی نے اوسکا حسد کیا اور بادشاہ سے کہدیا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن ہے بادشاہ نے پوچھا اوسپر کیا دلیل ہے اوسنے کہا کہ آپ اوس شخص کو اپنے پاس بلاکر دیکھہ لیجیے کہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھہ لیتا ہے کہ بو نہ آوے بعدہ وہ حاسد آیا اور اوس شخص کو اپنے گھر لیجاکر لہسن پیاز کھانا کھلایا پھر بادشاہ نے اوس شخص کو اپنے پاس بلایا اوسنے اپنا ہاتھ نہین رکھہ لیا تاکہ بادشاہ کی ناک مین لہسن کی بو نجائے بادشاہ سمجھا کہ اوسنے سچ کہا اور بادشاہ کی عادت تھی کہ بھاری خلعت اور بڑے انعام دیا کرتا اور کچھ حکم اپنے دستخط خاص سے نہ لکھتا تھا ایک غلام کو لکھا کہ اس خط پہونچانیوالے کا سر کاٹ کر اور اوسکی کھال مین بھس بھر کر میرے پاس بھیجدے اور مہر کرکے اوسی شخص کو خط دیدیا جب وہ باہر نکلا تو اوس حاسد نے اوسے دیکھا پوچھا یہ کیا ہے اوسنے کہا خلعت ہے حاسد بولا مجھے دے اوسنے دیدیا وہ لیکر عامل کے پاس گیا اوسنے کہا کہ اس خط مین تجھے قتل کرکے تیری کھال مین بھس بھرنے کا حکم لکھا ہے بولا سبحان اللہ یہ حکم دوسرے شخص کے حق مین لکھا ہے تم بادشاہ سے پھر پوچھہ لو عامل نے کہا کہ بادشاہ سے دوبارہ پوچھنے کی حاجت نہین ہوتی غرضکہ اوس حاسد کو قتل کر ڈالا عادت کے موافق دوسرے دن وہ شخص جاکر بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا اور روز جو کہا کرتا تھا وہی کہنے لگا بادشاہ کو تعجب ہوا پوچھا تونے وہ خط کیا کیا وہ بولا کہ فلانے آدمی نے مجھسے مانگا مین نے دیدیا بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مجھسے کہتا تھا کہ تونے ایسا ایسا کہا ہے اوسنے عرض کیا کہ مین نے کبھی نہین کہا بادشاہ نے کہا

کہ پھر تو نے منہ اور ناک پہ ہاتھ کیون رکھا تھا اوسنے کہا کہ اوس آدمی نے مجھے لہسن کھلایا تھا بادشاہ نے کہا کہ ہر روز تو یہی کہا کرتا ہے کہ بدکردار کو اوسکا فعل ہی کافی ہے واقعی اوس بدکردار کو کافی ہوگیا حضرت بن سیرین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہین کہ دنیا کے باب مین مین نے کسیکا حسد نہین کیا اسواسطے کہ اگر وہ شخص جنتی ہے تو جو نعمتین جنت مین ہونگی اوسکے مقابلے مین دنیا کی کیا حقیقت ہے اور اگر دوزخی ہے تو چونکہ آگ مین جلے گا اوسے اس نعمت سے فائدہ کیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص نے یہ پوچھا کہ مسلمان حسد کرتا ہے فرمایا کہ حضرت یعقوب علی نبینا وعلیہ السلام کے بیٹون کو کیا تو بھول گیا اگر سینہ مین ایسا رنج رہے کہ معاملہ کرنے سے نہین نکلتا تو وہ نقصان نہین کرتا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جو موت کو بہت یاد کرتا ہے وہ نہ خوش ہوتا ہے نہ حسد کرتا ہے

حسد کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ حسد اسے کہتے ہین کہ کسی کو کوئی نعمت ملے اور تجھے برا معلوم ہو تو چاہیے کہ نعمت اسکی پاس سے جاتی رہے یہ حرام ہے احادیث کی رو سے بھی اور اصول سے بھی کہ یہ حکم الہی سے ناراضی اور خبث باطنی ہے کیونکہ جو نعمت تجھے نہ ملیگی دوسرے کے پاس سے اوسکا زوال چاہنا خبث کے سوا اور کیا ہے لیکن اگر تو یہ چاہے کہ مجھے بھی ایسی نعمت ملے اور اسکے پاس بھی نہ زائل ہو اور اوسکے پاس وہ نعمت ہونا تجھے برا نہ معلوم ہو تو اسے غبطہ اور منافسہ کہتے ہین یہ اگر دین کے کام مین ہے تو اچھی بات ہے اور یہ واجب بھی ہو جاتا ہے اسواسطے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَفِي ذَٰلِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ اور فرماتا ہے سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ یعنی تم اپنے تئین ایک دوسرے کے آگے بڑھاؤ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نہین ہے مگر دو چیزون مین ایک تو یہ کہ کسیکو حق تعالیٰ مال اور علم دونون عنایت فرماے اور وہ اپنے مال کو علم کے موافق کام مین لاتا ہو دوسرے یہ کہ کسیکو علم بے مال کے مرحمت کرے یہ کہے کہ اگر حق تعالیٰ مجھے بھی مال عطا فرماتا تو مین بھی اوسکی طرح صرف مین لاتا تو یہ دونون شخص ثواب مین برابر ہین اور اگر کوئی شخص مال کو فسق مین صرف کرے اور دوسرا کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی کرتا تو یہ دونون شخص گناہ مین برابر ہین اس منافست کو بھی حسد کہتے ہین مگر یہین دوسرے کی نعمت سے کراہت نہین ہوتی اور کراہت نہین ہے مگر جو نعمت کسی فاسق اور ظالم کو ملے کہ وہ اوسکے فسق اور ظلم کا سبب ہو اوس نعمت کا زوال چاہنا درست ہے اور حقیقت مین فسق اور ظلم کی نیستی اور نابودی چاہنا ہے زوال نعمت چاہنا نہین ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب وہ فاسق توبہ کرے تو زوال چاہنے والیکو کچھ کراہت نہ رہے اور یہان پر ایک نکتہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت دی اور کوئی آدمی اپنے واسطے بھی ایسی ہی نعمت چاہتا ہے چونکہ نہین ملتی تو شاید کہ یہ آدمی اس تفاوت سے کارہ رہے تو زوال نعمت کے سبب سے یہ تفاوت جاتا رہتا ہے اور اس آدمی کے دل پر سبکدوش ہوگا اوسکے رہنے سے اور خوف یہ ہوتا ہے کہ طبیعت اس خواہش سے خالی نہ رہے مگر جب اس سے کارہ رہے گا تو ایسا ہو جائیگا کہ اگر اوس شخص کا کام اس آدمی کے اختیار مین ہو جائے تو یہ اوسکی نعمت چھین نہ لیگا بس اسقدر جو طبیعت مین رہتا ہے اوس سے آدمی ماخوذ نہوگا

حسد کے علاج کا بیان اے عزیز جانتو کہ حسد دلکی بڑی بیماری ہے معجون علمی اور عملی سے اوسکا علاج ہوتا ہے معجون علمی یہ ہے کہ حاسد یہ جان لے کہ حسد دین و دنیا مین حاسد کے نقصان اور محسود کے نفع کا سبب ہوتا ہے حاسد کے واسطے نقصان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ غم واندوہ اور عذاب مین رہتا ہے کیونکہ کوئی وقت اس سے خالی نہین ہوتا کہ کسیکو نعمت

نہ پہونچتی ہو اور جس رنج و کیفیت پر اپنے دشمن کا ہونا چاہتا ہے خود ہی اوس رنج و کیفیت مین رہتا ہے کیونکہ غم حسد سے بڑھکر
کوئی غم نہین ہوتا تو اس سے زیادہ اور کیا بے عقلی ہوگی کہ حاسد اپنے تئین اپنے دشمن کے سبب سے خود رنجیدہ رکھتا ہے اور حسد سے
دشمن کو کچھ نقصان نہین اسواسطے کہ تقدیر الہی مین اوس نعمت کی ایک مدت معینہ ہے وہ پس و پیش کم و بیش کچھ نہین ہوتی
اسواسطے کہ تقدیر ازلی اوس نعمت کا سبب ہے اور بعض لوگ اوس سے نیک طالع تعبیر کرتے ہین بہرحال اس بات پر سب متفق ہین
کہ اوسمین تغیر کو گنجایش نہین اسی سبب سے تھا کہ ایک نبی علیہ السلام نے ایک عورت صاحب طنت سے درماندہ ہوکر حق سبحانہ تعالے
کی درگاہ مین بڑی شکایت کی وحی آئی فَرِّ مِنْ قُدَّامِهَا حَتّٰى تَنْقَضِيَ اَيَّامُهَا یعنی اوسکے سامنے سے بھاگ حتی کہ اوسکی
مدت گذر جائے کیونکہ جتنی مدت ازل مین مقدر ہوچکی وہ نہین پھرتی ایک نبی علیہ السلام ایک بلا مین پڑ گئے تھے بہت دعا اور
زاری کرتے تھے اوپر وحی آئی کہ جس دن مین نے زمین و آسمان کا ایک اندازہ ٹھہرایا تیری قسمت مین یہی آیا کیا تو یہ کہتا ہے
کہ نئے سر سے تیرے واسطے قسمت کروں اور اگر کوئی حاسد چاہے کہ اوسکے حسد کے سبب سے نعمت زائل ہو تو اسکا نقصان
اوسیکی طرف پھرے گا اور دوسرے کے حسد کی وجہ سے اپنی نعمت زائل کریگا اور کافرون کا حسد کرنے سے نعمت [illegible] بھی
جاتی رہتی ہے جیساحق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُمْ [illegible] حسد کے وا[illegible]
سردست رنج و عذاب ہے اور آخرت کا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ احکم الحاکمین کے حکم کے ساتھ اوسکی خفگی اور ناراضمندی ہے
اور اوس قسمت سے کراہت اور انکار ہے جو حکیم علی الاطلاق نے کمال حکمت کے ساتھ کی ہے اور کیونکر اوسکے بھید کی واقفیت
[illegible] نہین دی ہے توحید مین اس سے زیادہ اور کیا خیانت ہوگی پھر اسمین مسلمانون پر نامہربانی بھی ہوتی ہے کہ اونکی بدخواہی کی
اس بدخواہی مین ابلیس کا شریک ہوا اس سے زیادہ اور کیا شامت ہوگی اور محسود کو دنیا مین یہ فائدہ ہے کہ وہ اسکے سوا اور کیا
چاہیگا کہ اوسکا حاسد ہمیشہ رنج و عذاب مین رہے حسد سے زیادہ اور کیا عذاب ہے اسواسطے کہ حاسد کی طرح کوئی ظالم مغلوم کا دشمن
نہین ہوجاتا اگر محسود کو حاسد کے مرنے کی خبر ہو یا یہ معلوم ہو کہ حاسد حسد کے رنج و عذاب سے [illegible] گیا تو محسود رنجیدہ ہوتا ہے
اسواسطے کہ وہ چاہا کرتا ہے کہ مین نعمت مین ہمیشہ محسود رہون اور حاسد رنج حسد مین مبتلا رہے اور محسود کا دینی فائدہ یہ ہے کہ وہ
حسد کے سبب سے حاسد کا مظلوم ہے اور شاید کہ حاسد زبان اور معاملہ سے بھی ظلم کرے [illegible] اوسکی نیکیان محسود کے نامہ عمل
مین نقل کردین اور محسود کے گناہ اوسکی گردن پر دھردین پس حاسد نے تو یہ چاہا کہ محسود [illegible] نعمت دنیا جاتی رہے حالانکہ اوسکی [illegible]
نعمت آخرت زیادہ ہوگئی اور دنیا مین حاسد کو سردست رنج و عذاب ہوا اور عذاب آخرت کی نیو جمگئی پس وہ تو یہ سمجھا تھا کہ مین
اپنا دوست اور محسود کا دشمن ہون غور کرے تو حقیقت مین اپنا دشمن اور محسود کا دوست ہے اپنے تئین مغموم اور رنجور رکھتا ہے
اور ابلیس جو بڑا دشمن ہے اوسے شاد اور مسرور کرتا ہے اسواسطے کہ ابلیس نے جب دیکھا کہ حاسد کو علم و ورع اور جاہ و مال کی
نعمت حاصل نہین ہے تو ڈرا کہ اگر یہ راضی رہے گا تو اسے ثواب آخرت حاصل ہوگا اوسنے چاہا کہ ثواب آخرت بھی اوس سے فوت
ہوجائے اور فوت ہوگیا کیونکہ جو شخص عالمون اور دینداروں کو دوست رکھتا ہے اور اونکے جاہ و حشمت سے راضی رہتا ہے

وہ قیامت کے دن اوجین کے ساتھ ہوگا اسواسطے کہ بزرگون نے کہا ہے کہ ثواب اوسے ہے جو عالم ہو یا متعلم یا انکا دوستدار اور حاسد تینون ثوابون سے محروم ہے حاسد کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو اپنے دشمن کو مارنے کے واسطے پتھر پھینکے دشمن کے تو پتھر نہ لگے اولٹکر اوسی شخص کی دہنی آنکھ پر لگے اور وہ آنکھ پھوٹ جائے اور اوس شخص کو اور زیادہ غصہ آئے دوبارہ زور سے پتھر مارے وہ بھی اولٹکر اوسی کی دوسری آنکھ پھوڑ ڈالے پھر اور پتھر مارے وہ اولٹکر اوسیکا سر توڑے اسیطرح پتھر مار مار کر خود ضمی ہو اور دشمن صحیح سلامت رہے اور دشمن اوسے دیکھ دیکھکر ہنسین یہی حال حاسد کا ہے شیطان اسکے ساتھ مسخراپن کرتا ہے حسد کی یہ سب آفتین ہین پھر اگر یہ نوبت پہونچے کہ حاسد دست وزبان سے غیبت کرے اور جھوٹ بولے اور حق بات کا انکار کرے تو اسکا ظلم اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو جو شخص جانے گا کہ حسد زہر قاتل ہے وہ اگر عقل رکھتا ہوگا تو حسد اوس سے چھوٹ جائیگا اور علاج عملی یہ ہے کہ محنت اور مشقت کرکے اسباب حسد کو اپنے ہاتھ سے کھود پھینکے کیونکہ کبر وعجب عداوت جاہ ومال کی محبت وغیرہ حسد کا سبب ہین جیسا کہ غصہ کے بیان مین ہم بیان کر چکے ہین چاہیئے کہ ان جڑون کو اپنے دل سے اوکھاڑ ڈالے یہی سہل ہے تاکہ حسد خود نرہے جب حسد پیدا ہو تو اوسکو اسطرح روکے اور ٹھہرائے کہ جو کچھ حسد فرمائے اوسکے خلاف عمل مین لائے مثلاً اگر حسد کرے کہ فلانے آدمی پر طعن کرا اوسکی تعریف کرے اور جب حسد حکم کرے کہ تکبر کر تو فروتنی کرے اور جب کہے کہ فلانے آدمی کی نعمت زائل کر تو اسکی کوشش اور عداوت کر تو اوسکی یاری کرے اس سے بہتر کوئی علاج نہین ہے کہ پیٹھ پیچھے اوسکی تعریف کرے اور اوسکے کام کو بالاکرے تاکہ وہ سنکر خوشحال ہو تو وہ پر تو تجھپر پڑیگا اور اوسکے عکس سے تیرا دل بھی خوش ہوگا اور عداوت منقطع ہو جائیگی جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ اس مقام پر شیطان یون بھڑکاتا ہے کہ اگر تو اپنی فروتنی اور اوسکی تعریف کریگا تو تجھے عاجز جانین گے پس العزیز تجھے اختیار ہے خواہ حق تعالیٰ کا فرمان بردار بن خواہ ابلیس کا العزیز جانتو کہ یہ دوا بہت مفید ہے اور نافع ہے لیکن کڑوی ہے آدمی اوسپر صبر نہین کرسکتا مگر قوت علم سے کہ یہ جانے کہ دین ودنیا مین میری نجات اسی سے ہے اور دین ودنیا مین میری تباہی حسد سے ہے اور ممکن نہین کہ کوئی دوا ایسی نہو جسمین تلخی اور تکلیف نہ سہنا پڑے اس بات سے قطع امید کرنا چاہیئے جب بیماری ہو تو شفا کی امید پر دوا کی تلخی اور تکلیف گوارا کرنا چاہیئے ورنہ بیماری منجر ہلاکت ہوگی اور وہ رنج خواہ نخواہ زیادہ ہوگا فصل العزیز اگر تو مجاہدہ کی کثرت کریگا تو غالب ہے کہ جسنے تجھے ستایا ہو اور جو تیرا دوست ہو ان دونون مین تجھے دل سے فرق معلوم ہو جائے اور دونون کی نعمت اور محنت تیرے نزدیک برابر نرہے بلکہ دشمن کی نعمت سے تو بالطبع کارہ ہو جائے اور اپنی طبیعت پھیرنے کا تو مکلف نہین ہے کیونکہ یہ امر تیرے اختیار مین نہین تو دو چیزون کا مکلف ہے ایک تو یہ کہ اس کراہت طبعی کو قول وفعل سے تو ہرگز ظاہر نکرے دوسرے یہ کہ عقلاً کارہ رہے اور اپنے دل مین اس صفت سے انکار رکھے اور اس امر کا خواہان رہے کہ مجھسے یہ صفت جاتی رہے جب تو نے یہ کیا تو وبال حسد سے چھوٹ گیا لیکن اگر تو قول وفعل سے ہرگز اظہار نکرے اور یہ صفت جو تجھمین پائی جاتی ہے اس سے تو اپنے دل مین کارہ بھی نہو تو بعض علمانے کہا ہے کہ اسکے سبب سے تو ماخوذ نہوگا اور صحیح یہ ہے کہ ماخوذ ہوگا کیونکہ حسد حرام ہے اور یہ دل کا کام ہے بدن کا نہین

اور جو شخص کسی مسلمان کے رنج کا فراہان اور خوشی سے اندوہگین رہیگا وہ ضرور ماخوذ ہوگا مگر یہ کہ اوس صفت سے توبہ کرے یا اوسکو حسد کے وبال سے نجات پائیگا اور حسد سے بالکل وہی شخص نجات پاتا ہے جسپر توحید غالب ہوجائے کسی کو دوست اور دشمن نہ سمجھے بلکہ سبھونکو خدا کا بندہ جانے اور سب امور کو ایک ہی جگہ سے دیکھے اور یہ حالت نادر ہوتی ہے بجلی کیطرح چمک جاتی ہے زیادہ نہین ٹھہرتی ہے

پانچوین اصل علاج حب دنیا اور اس بیان مین کہ محبت دنیا سب گناہون کی افسر ہے

العزیز جان اس بات کو جان کہ دنیا سب گناہون کی سر ہے اور اوسکی محبت سب گناہون کی جڑ ہے اور اوس چیز سے زیادہ شوم کیا شے ہوگی جو خدا کی دشمن خدا کے دوستون کی دشمن خدا کے دشمنون کی دشمن ہو خدا کی دشمنی تو یون ہوتی ہے کہ راہ خدا مین بندون کی رہزنی کرتی ہے تاکہ بندے خدا تک نہ پہونچین اور خدا کے دوستون کے ساتھ بانیطور دشمنی کرتی ہے کہ اونکو اپنا جلوہ دکھاتی ہے اور اونکی نگاہون مین اپنے تئین آراستہ بناتی ہے حتی کہ اوس سے صبر کرنے مین تلخیان چکھتے ہین مصیبتین اوٹھاتے ہین اور خدا کے دشمنون کے ساتھ دشمنی کا یہ انداز ہے کہ مکر و حیلہ سے اونھین اپنے دام محبت مین کھینچتی ہے جب وہ عاشق ہوجاتے ہین تو اونسے دور دور بھاگتی ہے اور اونکے دشمنون کے قبضہ مین جاتی ہے نابکار رنڈی کیطرح ایک مرد کے پاس سے دوسرے مرد کی بغل مین پڑی پھرتی ہے حتی کہ آدمی اس جہان مین کبھی اوسکا رنج اور کبھی اوسکے فراق کی حسرت کھینچتا ہے اور آخرت مین خدا کا غصہ اور عذاب دیکھتا ہے دنیا کے پھندے سے کوئی نہین چھوٹتا مگر وہ شخص جو اوسے اور اوسکی آفت کو کماحقہ پہچانے اور اوس سے پرہیز کرے جسطرح جادوگر جادو سے پرہیز کرتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ ہاروت ماروت سے بھی زیادہ جادوگر ہے ہمنے دنیا کی حقیقت اور آفتین اور دھوکے آغاز کتاب کے تیسرے عنوان مین بیان کیے ہین اور یہان وہ حدیثین بیان کرتے ہین جو دنیا کی مذمت مین وارد ہوئی ہین اسواسطے کہ آیات قرآنی اس مضمون مین بہت ہین اور قرآن اور کتب انبیا اور رسولون کے بھیجنے سے حق تعالی کا یہی مقصود ہے کہ خلق کو دنیا کی طرف سے آخرت کی جانب بلائین اور دنیا کی آفت اور بلا اور محنت خلق سے کہہ سنائین تاکہ خلق اوس سے پرہیز کرے **حدیثون سے دنیا کی مذمت کا بیان** العزیز جانتو کہ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم ایک دن ایک مری ہوئی بکری کے قریب سے گذرے فرمایا کہ دیکھو یہ مردار کس درجہ خوار ہے کہ کوئی اسکی طرف دیکھتا بھی نہین قسم ہے اوس خدا کی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے کہ حق تعالی کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ خوار ہے اگر خدا کے نزدیک وہ پرپشہ کے برابر بھی ہوتی تو کوئی کافر ایک چلو پانی بھی نہ پیتا اور فرمایا ہے کہ دنیا ملعون اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر جو کچھ خدا کے واسطے ہو اور فرمایا ہے کہ دنیا کی دوستی سب گناہون کی افسر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کو دوست رکھتا ہے آخرت کا نقصان کرتا ہے اور جو آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا کا نقصان کرتا ہے تو جو چیز باقی نرہے اوسے چھوڑکر اوسی چیز کو اختیار کرو جو باقی رہے یعنی دنیا کو چھوڑکر آخرت کو اختیار کرو حضرت زید بن ارقم کہتے ہین کہ مین امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہما کے ساتھ تھا لوگ آپ کے واسطے شہد ڈالکر پانی لائے آپ منہ کے پاس لیجاکر پھیر لائے اور اسقدر شدت سے روئے کہ ہم سب رونے لگے وہ چپ ہوکر پھر رونے لگے کسی کو یہ قدرت نہوئی کہ وجہ پوچھ سکے جب آپ نے

آنکھ بوجھی تو لوگون نے عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ یہ کیا ماجرا تھا فرمایا کہ مین ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیٹھا تھا دیکھا کہ دست مبارک سے کوئی چیز اپنے پاس سے دور فرماتے ہین اور کوئی چیز دکھائی نہ دی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیا ہے فرمایا کہ دنیا ہے اپنی تبعین مجھپر عرض کرتی تھی مین نے اوسے دور کیا وہ پھر آئی اور کہا کہ اگر آپ مجھسے بچ گئے تو بچ گئے جو لوگ آپ کے بعد ہونگے وہ تو نہ بچینگے اب مین ڈرا کہ اوسنے مجھے پایا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ایسی کوئی چیز نہین پیدا کی جو اوسکے نزدیک دنیا سے زیادہ مذموم ہو جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے اوسکی طرف دیکھا بھی نہین اور فرمایا ہے کہ دنیا اجڑوں کا گھر غلسوں کا مال ہے اوسی کو شخص جمع کرتا ہے جسے عقل نہو اوسکی طلب مین وہ شخص محنت کرتا ہے جو نہ علم ہو اور نہ عقل اور جو فقہ ہو اوسے طلب نہین کرتا ہے جو بے یقین ہو اور فرمایا ہے جو صبح کو اوٹھے اور اوسکی ہمت دنیا کی طرف ہو وہ مردان خدا مین سے نہین ہے کیونکہ اوسکے واسطے دوزخ ہے اور چار خصلتین اوسکے دل کو لازم ہوتی ہین ایک تو وہ رنج جو ہرگز نجائے دوسرے وہ شغل کہ ہرگز اوس سے فراغت نہ پائے تیسرے ایسی فقیری جس سے تونگری کے درجہ کو ہرگز نہ پہونچے چوتھے وہ امید جسکی کچھ نہایت ہی نہین حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک دن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا بالکل دکھادون یہ فرماکر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک گھورے پر لیگئے کہ اوسمین آدمیون اور بکریون کی کھوپریان اور لتے اور لوگون کی پلیدی پڑی تھی فرمایا اے ابوہریرہ تمھارے مردون کی طرح یہ سر بھی حرص ہوا سے پر تھے آج استخوان بے پوست ہوگئے اور جلدی خاک ہوجائینگے اور یہ پلیدی وہ انواع و اقسام کے کھانے ہین جنکو بڑی محنت سے لائے اور اسطرح پھینک دیا کہ سب لوگ اوس سے بھاگتے ہین اور یہ لتے اونکے لباس فاخرہ ہین کہ ہوا مین اوڑتے ہین اور یہ ہڈیان اونکے چارپایون اور سواریون کی ہڈیان ہین کہ اونکی پیٹھ پر چڑھ چڑھ کر جہان کے گرد پھرتے تھے تمام دنیا یہ ہے جو شخص چاہے کہ دنیا پر روون اوس سے کہدو کہ روکر رونے ہی کی جگہ ہے پس جو شخص حاضر تھا رونے لگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے زمین و آسمان کے درمیان مین لٹکتی ہے حق تعالی نے اوسکی طرف دیکھا بھی نہین قیامت کے دن دنیا عرض کریگی کہ یا اللہ جو بندون مین سب سے زیادہ کمتر ہے مجھے اوسکے حوالے فرما ارشاد ہوگا کہ ای ناچیز خاموش رہ اوس جہان مین تو مین نے پسند ہی نکیا کہ تو کسی کو حاصل ہو بھلا آج پسند کرونگا اور فرمایا ہے کہ کچھ لوگ قیامت مین آئینگے اونکے اعمال تھامہ کے پہاڑون کے برابر ہونگے اور وہ لوگ دوزخ مین بھیجدیے جائینگے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ نمازی لوگ ہونگے فرمایا کہ ہان نمازین پڑھی ہونگی روزے رکھے ہونگے شب بیداریان کی ہونگی لیکن دنیا کی چیزون پر گرے ہونگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن باہر تشریف لائے اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ تم مین کون ایسا شخص ہے جو اندھا ہو اور چاہتا ہو کہ حق تعالی مجھکو ڈھیلا کردے تم یہ جان لو کہ جو شخص دنیا کی رغبت کرتا ہے اور بہت کچھ امید رکھتا ہے حق تعالی اوسیقدر اوسکے دل کو اندھا کردیتا ہے اور جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا اور تھوڑی امید رکھتا ہے حق تعالی اوسکو بے کسی سے سیکھے ہوئے بڑا علم عنایت فرماتا ہے اور بی وساطت کسی راہبر کے اوسکی رہنمائی کرتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن باہر تشریف لائے اور حضرت ابوعبیدہ جراح رضی اللہ تعالی عنہ نے کچھ مال بحرین سے بھیجا تھا اور انصار نے یہ سنا تھا صبح کی نماز مین ہجوم کیا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا سب

آپ کے سامنے آکھڑے ہوئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ شاید تمنے سنا ہے کہ مال آیا ہے اونھون نے عرض کیا ہان آپنے فرمایا کہ بشارت ہو تمکو کہ آیندہ ایسے کام ہونگے جنسے تم خوش ہوگے اور مین تمھاری محتاجی سے نہین ڈرتا ہون اس بات سے ڈرتا ہون کہ دنیا کا مال حق تعالی تمھین افراط سے عطا کرے جیسا اون لوگون کو عنایت فرمایا جو تمسے پہلے گذر گئے ہین پھر تم اوسکے مناقشہ کرو جیسا اگلون نے کیا اور ہلاک ہوجاؤ جیسے وہ ہلاک ہوگئے اور فرمایا کہ دنیا کی یاد مین کسیطرح مشغول نہو آپ نے دنیا کے مذمت ممانعت فرمائی تو دنیا کی محبت اور طلب کا کیا ذکر ہے حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی اوسے عضبا کہتے تھے سب اونٹون سے خوب دوڑتی تھی ایکدن کوئی اعرابی ایک اونٹ لایا اور اوسکے ساتھ دوڑایا وہ اونٹ آگے نکلگیا مسلمان غمناک ہوئے آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی پر حق ہے کہ دنیا مین کسی چیز کو سرفراز نہین کرتا کہ اوسے خوار نہ کردے اور فرمایا ہے کہ اسکے بعد دنیا تمھاری طرف متوجہ ہوگی اور تمھارے دین کو اسطرح کھا جائیگی جیسے آگ لکڑی کو حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا کو خدا نہ بناؤ تاکہ وہ تمھین اپنا بندہ نہ بنائے خزانہ ایسا رکھا کرو جسکے تلف ہونے سے نہ ڈرو اور ایسے شخص کے پاس رکھو جو ضائع نہ کرڈالے کیونکہ دنیا کا خزانہ آفت سے خالی نہین رہتا اور جو خزانہ خدا کے واسطے رکھوگے وہ محفوظ رہیگا اور فرمایا ہے کہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہے جتنا اس ایک کو تو خوش کریگا اوتنی ہی وہ دوسری ناخوش ہوجائیگی اور حضرت عیسی علیہ السلام نے اپنے حوارین سے فرمایا کہ مین نے تمھارے سامنے دنیا کو خاک مین ملا دیا تم اوسکو پھر نہ لو کیونکہ دنیا کی ایک نجاست یہ ہے کہ اوسکی محبت خدا کا گناہ ہوتا ہے اور ایک پلیدی یہ ہے کہ جب تک اوسے نہ ترک کرے جبتک کوئی آخرت مین نہین پہونچتا تو تم دنیا سے باہر گذر جاؤ اور اوسکی آبادی مین نہو اور یہ جانے رہو کہ دنیا کی محبت اور خواہش کی کثرت سب گناہون کی سردار ہے اور اوسکا ثمرہ بڑا رنج ہے اور کہا ہے جسطرح آگ پانی ایک جگہہ نہین ٹھہرتا اوسیطرح دنیا اور آخرت کی محبت ایک دل مین اکٹھا نہین ہوتی حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے کہا کہ اگر آپ ایک گھر بنا لین تو کیا ہو فرمایا کہ اور ونکے پرانے گھر مجھے کافی ہین حضرت عیسی علیہ السلام کو ایکدن مینہ کی بارش برق کی چمک رعد کی کڑک نے گھیرا آپ دوڑتے پھرتے تھے کہ ایسی جگہہ ملے جہان پناہ ہو ایک خیمہ دیکھا اوسمین گئے ایک عورت کو دیکھا جسکا آئے ایک غار تھا اوسمین گئے شیر کو دیکھا نکل آئے عرض کیا کہ بار خدایا تو نے جسے پیدا کیا ہے اوسکے واسطے ایک آرام گاہ ہے مگر میرے واسطے وحی آئی کہ میری رحمت کا گھر یعنی بہشت تیرے آرام کی جگہہ ہے بہشت مین سو حورون کو تیرا جوڑا کرونگا اونکو مین نے اپنے دست لطف سے پیدا کیا ہے چار ہزار برس تیری شادی عروسی رہے گی ہر دن دنیا کی کئی عمرون کے برابر ہوگا اور منادی سے حکم کردونگا کہ ندا کردے کہ دنیا کے زاہد کہان ہین سب عیسی علیہ السلام کی شادی مین حاضر ہون سب حاضر ہونگے ایکبار حضرت عیسی علیہ السلام اپنے حوارین کے ساتھ ایک شہر مین گذرے راہ مین سبھون کو مردہ دیکھا فرمایا اے لوگو یہ سب غضب خدا سے مرے ہین ورنہ زیر خاک ہوتے حوارین نے عرض کیا کہ ہم چاہتے ہین کہ معلوم ہو کس سبب سے یہ مرے ہین اوس رات حضرت عیسی علیہ السلام ایک بلندی پر چڑھے اور پکارا کہ اے شہر والو ایک شخص نے جواب دیا لبیک یا روح اللہ فرمایا کہ تمھارا کیا قصہ ہے اوس نے عرض کیا کہ رات کو تو ہم بخیر و عافیت تھے صبح اپنے تئین دوزخ مین دیکھا فرمایا کیون عرض کیا اسواسطے کہ ہم دنیا کو دوست رکھتے تھے اور

بھائیون کی اطاعت کرتے تھے فرمایا کہ کیونکر تم دنیا کو دوست رکھتے تھے عرض کیا جسطرح لڑکا ماں کو دوست رکھتا ہے جب دنیا ہمارے پاس آتی تو ہم خوش ہوتے جب چلی جاتی تو غمناک ہوجاتے فرمایا کہ اورون نے کیون نہ جواب دیا عرض کیا انمین سے ہر ایک کے منہ مین آگ کی لگام ہے فرمایا تونے کیون جواب دیا عرض کیا مین انمین تھا مگر انمین سے نہ تھا جب عذاب آیا تو مین بھی انمین رہ گیا اور اب دوزخ کے کنارے ہون نہین جانتا کہ نجات پاؤنگا یا دوزخ مین جاؤنگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا حواریو مین دنیا اور آخرت کی عافیت کے ساتھ جو کی روٹی اور کھاری نمک کھانا اور ٹاٹ کا لباس پہننا اور گھورے پر سونا بہت اچھا ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑی سی دنیا کے اوپر قناعت کرو جیسا اورون نے دنیا کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے سے دین پر قناعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کمینے لوگ جو ثواب کے واسطے دنیا طلب کرتے ہین اگر دنیا سے دوست دار ہوجائین تو بہت ثواب پائین حضرت سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام اکیدن اپنے تخت پر سوار چلے جاتے تھے جانور اور دیو پری سب آپکی خدمت مین حاضر تھے تب ایک عابد بنی اسرائیل مین سے ایک عابد کی طرف گذرے اوسنے عرض کیا کہ اے ابن داؤد آپ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی سلطنت عنایت فرمائی فرمایا کہ مسلمان کے نامۂ اعمال مین ایک تسبیح اوس سلطنت سے بہتر ہے جو مجھے عنایت ہوئی اسواسطے کہ وہ تسبیح باقی رہے گی اور یہ سلطنت نہ رہے گی **شعر** بیس ازین سال ہمچنین محقق شد بخاقانی ✦ کہ یک دم باخدا دادن بہ از ملک سلیمانی ✦ حدیث شریف مین ہے کہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب گیہون کھایا اور پائخانہ کی حاجت ہوئی تو جگہ ڈھونڈھنے لگے کہ اپنی حاجت سے فراغت پائین حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو اونکے پاس بھیجا اوسنے کہا آپ کیا ڈھونڈھتے ہین فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ جو کچھ میرے پیٹ مین ہے اسے کہین رکھون اوسنے کہا کہ جنت کے کسی کھانے مین حق تعالیٰ نے یہ تاثیر نہین رکھی ہے مگر گیہون مین آپ اسے کہان رکھینگے عرش پر یا کرسی پر یا بہشت کی نہرون مین یا درختون کے نیچے دنیا مین جائیے کہ ایسی نجاستون کی جگہ وہین ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ السلام سے پوچھا کہ باوصف اس عمر دراز کے آپ نے دنیا کو کیسا پایا فرمایا جیسے دو دروازون کا گھر دو دروازہ سے اندر آیا ایک سے نکل گیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے جس سے حق تعالیٰ ہمین دوست رکھے فرمایا کہ دنیا کو دشمن رکھو تاکہ حق تعالیٰ تمھین دوست رکھے اسقدر حدیثین کافی ہین لیکن اس باب مین اور بزرگون کے یہ اقوال ہین کہ امیر المومنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ جسنے دنیا کو کیسے اوسنے جنت ڈھونڈھنے اور دوزخ سے بھاگنے مین کچھ نہین باقی رکھا خدا کو پہچانا اور اوسکی فرمان برداری کی شیطان کو جانا اور اوسکی مخالفت پر کمر باندھی حق بات کو پہچانا اور اوسکو مضبوط پکڑا باطل بات کو سمجھا اور اوس سے دست بردار ہوا دنیا کو پہچانا اور ترک کیا آخرت کو پہچانا اوسکی تلاش مین قائم ہوگیا ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا مین جو چیز حق تعالیٰ کے ساتھ عنایت کرتا ہے وہ تجھسے پہلے کسی کو دیچکا ہوگا اور تیرے بعد اورکسیکے واسطے رہے گی تو اوسپر کیا دل لگاتا ہے صبح شام کے کھانے کے سوا دنیا مین اور کچھ تیرا حصہ نہین ہے اسقدر کے واسطے اپنے تئین ہلاک نہ کر اور دنیا سے بالکل روزہ رکھ حتیٰ کہ

آخرت مین افطار کریگا کیونکہ ہوا و ہوس دنیا کا سرمایہ ہے اور ہا و یعنی دوزخ اوسکا فائدہ ہے ایک شخص نے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ مین دنیا کو دوست رکھتا ہون کیا کرون کہ یہ دوستی میرے دل سے جاتی رہی فرمایا کہ جو کچھ کما وجہ حلال سے کما اور بجا صرف کر ایسی دوستی تجھے کچھ نقصان نہ کریگی اور حقیقت مین یہ اسوقت کہا کہ وہ سمجھے کہ جب ایسا کریگا تو اوسپر دنیا خود منغص ہو جائیگی اور اوسکے دل مین بری معلوم ہوگی حضرت یحییٰ بن معاذ کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے اوسکی دکان سے کچھ نہ اوٹھاو ورنہ شیطان خواہ نخواہ تیرے پیچھے پڑیگا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور فانی ہوتی اور آخرت مٹی کی ہوتی اور باقی ہوتی تو عقل کا واجب تھا کہ جو مٹی باقی رہنے گی اوسکو اوس سونے سے جو فنا ہو جائیگا بہت دوست رکھتی پھر کیونکر ہو کہ تو فانی مٹی کو باقی سونے پر اختیار کرے حضرت ابو حازم رح کہتے ہین کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ مین نے سنا ہے کہ جو شخص دنیا کو بزرگ جانیگا قیامت مین اوسی ٹھہرا کر اوسکے سر پر منادی کرینگے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس چیز کو حق تعالیٰ نے حقیر جانا اوسے اسنے بزرگ جانا حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہین دنیا [illegible] وہ مہمان ہے اور جو کچھ اوسکے پاس ہے وہ عاریت ہے اور مہمان کا انجام جانا ہے اور عاریت کا انجام پھیر لینا ہے [illegible] کہ دنیا کو آخرت کے عوض بیچ کہ دونون کا فائدہ اوٹھا اور آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچ کہ دونون [illegible] حضرت ابو [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] ابلیس کا تو ابلیس نے کہا کہ حق تعالیٰ نے [illegible] رسول کو بھیجا اب ہم کیا کرین ابلیس نے پوچھا کہ بھلا وہ [illegible] دوست رکھتے ہین اوسنے کہا ہان ابلیس نے کہا کہ [illegible] نہ پوچھا نہ پوچھا مین محبت دنیا مین ان [illegible] اور جو کچھ دین حق پر ہین اور جو کچھ دین حق پر ہین [illegible] چھوڑین اور تمام شہوت [illegible] اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ [illegible] دنیا حلال اور بیحساب مجھے عنایت فرمائے [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر شام تھے [illegible] ان پر پہنچے تو [illegible] ایک پیر ایک رحل فرمایا تمنے [illegible] حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کو لکھا کہ وہ دن آیا چاہتا ہے جسدن وہ شخص کہ دنیا [illegible] اور رعیت کی ہے مرجائیگا اوس سے [illegible] اور کچھ نہ لکھا خلیفہ نے جواب لکھا کہ وہ دن آیا جانیے جسدن آپ کہین گے دنیا پیدا ہی نہین ہوئی ہمیشہ آخرت ہی تھی کسی بزرگ کا [illegible] ہے کہ جو شخص موت کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ پھر کیونکر خوش ہوتا ہے اور جو دوزخ کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ پھر کسطرح ہنستا ہے اور جو دیکھتا ہے کہ دنیا کسیکے پاس نہین ٹھہرتی اوس سے تعجب ہے کہ پھر کس طور سے اوس سے دل لگاتا ہے جو تقدیر کو حق جانتا ہے اوس سے تعجب ہے کہ رزق کے ساتھ کیونکر دل مشغول کرتا ہے حضرت داود طائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آدمی تو بہ اور اطاعت کو [illegible] پیچھے ڈال دیتا ہے اور [illegible] گوئی کو بیکار کر دیتا ہے تاکہ اوسکی منفعت دوسرے کو حاصل ہو حضرت ابو حازم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ دنیا مین ایسی کوئی چیز نہین کہ تو اوسکے سبب سے خوش ہو اور اوسکے پیچھے ایسی کوئی چیز نہو جسکے سبب سے تو غمگین ہو صاف خوشی تو حق تعالیٰ نے دنیا مین پیدا ہی نہین کی

حضرت حسن بصری قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص دنیا سے جاتا ہے مرتے وقت نہین حسرت نہین اوسکا ٹیٹوا دبائے ہوتی ہین ایک تر نہ لوجو کچھ اوسنے جمع کیا تھا سیر ہوکر نہ کھایا اور جو امید رکھتا تھا اوس امید کو نہ پہونچا اور آخرت کا کام جیسا چاہیے تھا ویسا نہ کیا حضرت محمد ابن المنکدر قدس سرہ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص تمام عمر ہر روز روزہ رکھے اور رات بھر نماز پڑہا کرے اور حج اور جہاد کرے اور سب حرام چیزون سے پرہیز کرے لیکن دنیا اوسکے نزدیک بڑی چیز ہو تو قیامت مین اوس شخص کو نہین لگے کہ یہ وہ ہے جسنے اوس چیز کو جو خدا نے جسے حق تعالی نے خبر کیا تھا اوسکا کیا حال ہوگا اور ہم مین کون شخص ایسا نہین ہے ساتھ اسکے گناہ بھی بہت ہین اندیشہ مین بھی تصور کرتے ہین مصرع بجیر تم کہ سرانجام ما چہ خواہد بود + اور بزرگون نے کہا ہے کہ دنیا ایک سرائے ویران ہے اور اوس شخص کا دل اوس سے بھی زیادہ ویران ہے جو طلب دنیا مین مشغول ہے اور بہشت ایک سرائے آباد ہے اور وہ دل اوس سے بھی زیادہ آباد ہے جو طلب بہشت مین مشغول ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو خواب مین درم کو دوست رکھتا ہے یا جاگتے مین دینار کو اوسنے کہا کہ جاگتے مین دینار کو فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ دنیا خواب ہے اور آخرت جاگنا ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے تو اوسکو بہت دوست رکھتا ہے حضرت یحیی بن معاذ قدس سرہ کہتے ہین عقلمند وہ شخص ہے جو تین کام کرے دنیا سے دست بردار ہو جائے قبل اسکے کہ دنیا خود اوس سے دست بردار ہو اور قبر تعمیر کرے قبل ازین کہ قبر مین جائے اور حق سبحانہ وتعالی کو خوشنود کرے پیش ازینکہ کہ اوسکے دیدار سے مشرف ہو اور کہا ہے کہ دنیا کی شومی اس درجہ ہے کہ اوسکی آرزو خدا سے غافل کرتی ہے پھر دنیا کے پانے کا کیا کہنا حضرت بکر بن عبداللہ قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص چاہے کہ دنیاداری کے ساتھ اپنے تئین دنیا سے بے پروا کردے اوسکی مثال اوس آدمی کی سی ہے جو آگ بجھایا چاہے اور سوکھی لکڑیان اوسمین ڈالتا جائے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ دنیا چھ چیزون سے عبارت ہے کھانے پینے پہننے سونگھنے سوار ہونے بیٹھنے نکاح کرنے کی چیز سے کھانے کی چیزون مین سب سے بہتر شہد ہے وہ مکھی کے منہ سے نکلتا ہے پینے کی چیزون مین سب سے بہتر پانی ہے اوسمین تمام جہان برابر ہے پہننے کی چیزون مین سب سے عمدہ ترجمہ یرہ ہے وہ کیڑون سے پیدا ہوتا ہے سونگھنے کی چیزون مین سب سے پاکیزہ تر مشک ہے وہ ہرن کا خون ہے سوار ہونے بیٹھنے کی چیزون مین سب سے شریف تر گھوڑا ہے سب مردونکو اوسکی میٹھیہ پر قتل کرتے ہین سب شہوتون مین بڑی عورت کی خواہش ہے اوسکا حاصل یہ ہے کہ متناسلی مین جاتا ہے اور عورت مین جو چیز بہتر ہے وہ اوسے سنوارتی ہے اور جو چیز عورت مین بدتر ہے تو اوسے ڈھونڈھتا ہے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کہتے ہین کہ اے مسلمانون حق تعالی نے تمھین ایک کام کے واسطے پیدا کیا ہے اگر تم اوسکا ایمان نہ رکھوگے تو کافر ہو اور اگر ایمان رکھتے اور آسان جانتے ہو تو احمق ہو حق تعالی نے تمکو ہمیشہ رہنے کے واسطے پیدا کیا ہے مگر ایک سرا سے دوسری سرا مین لیجاتا ہے

دنیا سے بد کی حقیقت کا بیان

العزیز جانو کہ اسکی ایک فصل عنوان مسلمانی مین بیان کی ہے یہان اسقدر جاننا چاہیے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ ملعون ہے مگر اوسمین سے جو چیز خدا کے واسطے ہے اب یہ جاننا چاہیے کہ خدا کے واسطے کیا چیز ہے کہ وہ مذموم نہین ہے اور اوسکے سوا جو کچھ ہے وہ ملعون ہے اور اوسکی محبت سب گناہون کی افسر ہے العزیز جانو کہ جو کچھ دنیا مین ہے وہ تین قسم پر ہے ایک قسم وہ چیز ہے کہ اوسکا ظاہر و باطن دونون دنیا سے ہین اور وہ

خدا کے واسطے نہین ہوسکتی کیونکہ وہ گناہون مین سے ہے اور نیت و قصد سے گناہ خدا کے واسطے نہین ہوجاتے اور بسا چیزون مین
بیشک و عشرت اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہ محض دنیا ہے اور تکبر اور غفلت کا تخم اور تمام گناہون کا سرمایہ ہے دوسری قسم وہ پیشہ ہے
جو صورت کی رو سے تو خدا کے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ نیت کے سبب سے منجملہ دنیا ہوجائے وہ تین چیزین ہین فکر و کد خواہشون کی
مخالفت کہ یہ تینون چیزین اگرچہ آخرت اور خدا کی محبت کے سبب سے ہون تو گو کہ دنیا مین ہین لیکن خدا کے واسطے ہین اور اگر فکار سے طلب علم
مقصود ہو تاکہ اوس علم کے سبب سے مقبولیت اور مرتبہ حاصل ہو اور اوس کر سے یہ غرض ہو کہ پارسا جانکر لوگ اوسے دیکھین اور دنیا سے ہاتھ
روکنے مین یہ مطلب ہو کہ لوگ اوسے زاہد جانکر دیکھین تو دنیا مین سے یہ باتین مذموم اور ملعون ہین اگرچہ صورت کی رو سے ایسی حاجتون کی جن
کو خدا ہی کے واسطے ہین تیسری قسم وہ چیز ہے جو بظاہر تو حظ نفس کے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ قصد اور نیت کرنے سے خدا کیواسطے
ہوجائے دنیا سے نرہے جیسے کھانا کھانا تاکہ اوس سے عبادت کے واسطے قوت مقصود ہو اور نکاح کرنا جب اوس سے فرزند مقصود ہو
اور تھوڑا مال ڈھونڈھنا جبکہ اوس سے فراغت طاعت اور خلق سے بے پروائی مقصود ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جو شخص دنیا کو لاف اور تفاخر کے واسطے تلاش کرتا ہے وہ خدا کو اپنے اوپر غصہ مین دیکھے گا اور اگر اسواسطے تلاش کرتا ہے کہ خلق
سے بے نیاز ہوجائے وہ قیامت کے دن جب آئیگا تو اوسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح نورانی ہوگا تو دنیا وہ ہے جسمین
فی الحال حظ نفس ہے اور آخرت کو کچھ اوسکی حاجت نہین اور جس چیز کی آخرت کو حاجت ہے جب وہ آخرت کے واسطے ہوگی تو دنیا سے
نہین جیسا راہ حج مین سواری کے جانور کا چارہ منجملہ زاد حج ہے اور جو چیز دنیا سے ہے اوسے حق تعالیٰ نے ہوا ارشاد کیا ہے جیسا کہ فرمایا
وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى دوسری جگہ حق تعالیٰ نے تمام دنیا کو پانچ چیزون مین جمع کیا ہے اور ارشاد فرمایا
وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یعنی دنیا سب پانچ چیزین ہین کھیل اور خواہشون کی خوشی اور اپنے تئین آراستہ کرنا اور دوسرون سے
تفاخر کرنا اور جھگڑنا اور مال اور اولاد کی زیادتی ڈھونڈھنا اور جن چیزون مین یہ پانچون جمع ہین اونکو ایک اور آیت مین یون جمع کیا ہے
زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ الآیۃ یعنی خلق کے دل مین ان سب چیزون کی محبت کو
آراستہ کردیا ہے جو رو لڑکے سونا چاندی گھوڑا کھیتی یعنی گائے بیل اونٹ بکری ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا مین خلق کی یہی
برخورداری ہے اے عزیز جانتو کہ ان سب چیزون مین سے جو چیز آخرت کے کام کے واسطے ہے وہ بھی آخرت مین سے ہے اور عیش و
عشرت زائد از قدر کفایت آخرت کے واسطے نہین ہے بلکہ دنیا کے تین درجے ہین ایک بقدر ضرورت کھانا پینا اور مسکن ہے اسکے ماورا
مقدار زینت اور زیادتی تجمل ہے کچھ انتہا ہی نہین رکھتی جسنے ضرورت کی قدر پر قناعت کی وہ جنت مین ہے اور جو تجمل کے درجے پر گیا
وہ دوزخ مین پڑا کہ اوسکی کچھ انتہا ہی نہین جسنے بقدر حاجت پر اقتصار کیا وہ خطر سے خالی نہین کیونکہ حاجت کے دو کنارے ہین ایک
ضرورت سے نزدیک ہے اور ایک تنعم سے نزدیک ہے اور ان دونون کناروں کے درمیان مین دو درجے ہین کہ وہ کمال اجتہاد سے
آدمی جان سکتا ہے اور شاید جس زیادتی کی حاجت نہو اوسے حاجت کے حساب مین شمار کرے اور روز حساب کے خطر مین پڑجائے اور
بزرگون اور احتیاط والے لوگون نے اسی سبب سے بقدر ضرورت پر قناعت کی ہے اس قناعت مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ

۵۲ اور بعض نسخون مین کھانے پینے کی جگہ پر بقدر کفایت کا لفظ ہے

پیشوا اور معتقد تھے کہ انھون نے اپنے اوپر دنیا کو اسقدر تنگ پکڑا تھا کہ لوگ اونھین دیوانہ جانتے تھے اور ایسا ہوتا تھا کہ سال
دو سال تک لوگ اونکی صورت نہ دیکھتے تھے کہان مین فجر کی اذان کے وقت باہر چلے جاتے تھے اور عشا کی نماز کے بعد تشریف
لاتے تھے رہتے مین جھوا سے کی گٹھلیان چن چن کر کھایا کرتے اگر کھانے کی قدر خرمے پا جاتے تو اونکی گٹھلیان خیرات دیتے
نہین تو گٹھلیون سے روزہ افطار کرنے کی قدر خرمے مول لیتے گھور پر سے چیتھڑے چن چن کر دھو دھو کر لباس بناتے
اونکے پتھر مارتے کہ شخص دیوانہ ہے وہ فرماتے کہ میان اگر کون چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہ مین وضو اور نماز سے معذور نہ ہو جاؤن
یہی سبب تھا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونھین کبھی نہین دیکھا تھا اور بہت تعریف فرماتے تھے اور حضرت عمر خطاب
رضی اللہ تعالی عنہ کو اونکے حق مین وصیت کی تھی جب امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالی عنہ منبر پر تھے اور اہل عراق کو دیکھا
کہ جمع ہین فرمایا کہ جو شخص عراقی ہے وہ کھڑا ہو جائے سب عراقی کھڑے ہو گئے فرمایا کہ جو کوئی ہو بیٹھ جائے سب بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ
جو قرن کے رہنے والے ہون وہ بھی بیٹھ جائین وہ بیٹھ گئے ایک شخص کھڑا رہ گیا پوچھا تو کیا قرن کا باشندہ ہے اوسنے کہا ہان فرمایا
قرن کو جاتا ہے اوسنے عرض کیا جاتا ہون [illegible] فرمایا کہ آپ اوسکی بات کیجیے کیونکہ ہم لوگون کو [illegible]
اونھین سوا اسکے قرنی دیوانہ اور مختار اونکا کوئی نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ نے جب یہ سنا تو روئے اور فرمایا کہ مین
اونھین سوا اسکے قرنی کرتا ہون کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کی گنتی کے برابر لوگ
اوسکی شفاعت سے بہشت مین جائین گے [illegible] ربیعہ اور قبیلے تھے کہ اونکی گنتی کے برابر لوگ اونکے لوگ اونکے شمار مین نہین آسکتے تھے
حضرت ہرمز بیان کرتے ہین کہ [illegible] حضرت اویس قرنی کو تلاش کیا حتی کہ فرات کے کنارے
وضو کرتے اور کپڑے دھوتے پایا [illegible] اونکی [illegible] سلام کیا اونھون نے جواب دیا اور [illegible]
دیکھا مین [illegible] اونکا ہاتھ پکڑ لون مگر ہاتھ نہ دیا مین نے کہا [illegible] وَ عَلَیْکَ تم کیسے ہو کہکر [illegible]
[illegible] اور محبت [illegible] کہا حَیَّاکَ اللّٰہُ [illegible]
[illegible] تمھین میرا [illegible] کہونکر پہچانا تمنے مجھے کبھی نہین دیکھا ہے
نہین کہا نَبَّانِیَ الْعَلِیْمُ الْخَبِیْرُ یعنی اوس خدا نے مجھے خبر دی جسکے علم سے کوئی چیز باہر نہین اور میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا
کہ مسلمان کی روحون کو ایک کو دوسرے کی خبر ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے آشنا ہوتی ہین گو کہ ایک نے دوسرے کو نہ دیکھا ہو
مین نے کہا کچھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرو تاکہ میرے پاس تمھاری یادگاری رہے کہا میرا تن و جان حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان مین آپکی قدمبوسی سے مشرف نہین ہوا ہون آپکی حدیثین اوروون سے سنی ہین مین یہ نہین چاہتا کہ حدیث کا
راوی بنون اور بحدث مفتی واعظ ہو جاؤن مجھے ایسا شغل ہے کہ ان باتون مین مین مشغول نہین ہوتا مین نے کہا کہ قرآن شریف کی
کوئی آیت میرے سامنے پڑھیے کہ مین آپکی زبان سے سن لون اور میرے واسطے دعا کیجیے اور مجھے کچھ نصیحت فرمایئے کہ مین آپکو
للہ بہت ہی دوست رکھتا ہون بس فرات کے کنارے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ یہ کہکر رونے لگے

پھر فرمایا کہ میرا مالک یون ارشاد فرماتا ہے اور اوسکا کلام سراسر حق ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ تک پڑہا اور ایسی ایک چیخ ماری کہ مین سمجھا کہ بیہوش ہوگئے اور کہا اے ابن حیان تیرا باپ مرگیا اور قریب ہے کہ تو بھی مرجائیگا یا بہشت مین جائیگا یا دوزخ مین تیرے دادا حضرت آدم علیہ السلام مرگئے حضرت حوا علیہا السلام مرگئین حضرت ابراہیم خلیل اللہ مرگئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ مرگئے حضرت داؤد خلیفۃ اللہ مرگئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرماگئے اونکے خلیفہ ابوبکر صدیق چل بسے میرے بھائی اور دوست عمر فاروق رضی نے بھی دنیا سے کوچ کیا واعمراہ واعمراہ مین نے کہا اے اویس خدا تجھپر رحمت کرے حضرت عمر تو نہین مرے ہین کہا میرے خدا نے مجھے خبر دی کہ عمر فاروق مرگئے پھر کہا مین اور تو بھی مردون مین سے ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور تھوڑی سی دعا کی اور کہا کہ نصیحت یہ ہے کہ کتاب اللہ اور صالحون کی راہ تو اختیار کر اور ایک ساعت بھی موت کی یاد سے غافل نہ رہ جب اپنی قوم کے پاس جاتو اونکو نصیحت کر اور خلق خدا کو نصیحت کرنا نہ چھوڑ اور جماعت امت کی موافقت سے قدم بھر بھی پاؤن نہٹا ورنہ فوراً بیدین ہوجائیگا اور جائیگا بھی نہین اور دوزخ مین پڑیگا اور کہا اے حرم ابن حیان دوبارہ نہ تو مجھے دیکھیگا نہ مین تجھے پھر مجھے دعا کے ساتھ یاد رکھنا کہ مین بھی تجھے دعا کے ساتھ یاد کرونگا تو اس طرف جاہین اس جانب جاؤن مین نے چاہا کہ ایک ساعت اونکی ہمراہی کرون نہ آنے دیا اور رونے لگے اور مجھے رولانے لگے مین اونکے پیچھے دیکھتا تھا حتی کہ ایک گلی مین چلے گئے پھر اونکی خبر نہ ملی اے برادر اس بات کو باور کر کہ جن لوگون نے دنیا کی آفت کو پہچانا ہے اونکی سیرت مین ایسی ہی کچھ ہوا کرتی ہین اور انبیا اولیا علیہم السلام کی یہی راہ ہے یہی لوگ اہل احتیاط اور عاقبت اندیش ہین اگر تو اس درجہ کو نہ پہونچے تو اس سے کم نہ رہ کہ قدر حاجت اقتصار کر اور عیش و عشرت کی راہ ایکبار بھی نہ اختیار کر تاکہ خطر عظیم مین نہ پڑجائے اسقدر دنیا کا حال کافی ہے باقی تو عنوان مین ہم بیان ہی کرچکے ہین واللہ اعلم

چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور بخل و حرص کی آفت اور سخاوت کی تعریف کے بیان مین

الغرض اے جان اس بات کو جان کہ دنیا کی بہت سی شاخین ہین اوسکی شاخون مین سے ایک شاخ مال و نعمت ہے ایک شاخ جاہ و حشمت ہے اسیطرح اور شاخین بھی ہین لیکن مال کا فتنہ بہت بڑا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اوسے عقبہ کہا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ اور اس سے زیادہ کوئی سخت گھاٹی نہین ہے کیونکہ آدمی کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ یہ موجب عیش و عشرت بھی ہے اور زاد آخرت بھی ہے اسلیے کہ بندہ کو قوت بدن مسکن ضرور ہے اور یہ عین مال ہے اور مال ہی سے ہاتھ آتا ہے تو اسکے بچانے مین صبر نہین ہے اور پانی مین سلامتی نہین ہے اگر یہ نہو تو محتاجی کا سامنا ہے کہ اوس سے خوف کفر ہے اور اگر ہو تو آدمی تو نگر ہے اوسمین غرور اور تکبر کا خطرہ ہے فقیہ کی دو حالتین ہین ایک حرص دوسری قناعت قناعت اچھی صفت ہے اور حرص کی بھی دو حالتین ہین ایک لوگون سے طمع کرنا دوسری

اسپنے ہاتھ سے کسب کرنا اپنے ہاتھ سے کسب کرنا اچھا کام ہے اور امیر کی بھی دو حالتین ہین ایک بخل و امساک یہ بُری صفت ہے دوسری بخشش اور سخاوت اور دینے والیکی دو حالتین ہین ایک اسراف دوسری میانہ روی ان دونون حالتون مین ایک بدہے اور دوسری سے ملی ہوئی ہے اسکا پہچاننا بھی ضرور ہے غرضکہ مال آفت اور فائدی سے خالی نہین اور دونون کو پہچاننا ضرور ہے تاکہ لوگ اوسکی آفت سے حذر کرین اور فائدی کے موافق اوسے ڈھونڈین **محبت مال کی کراہیت کا بیان** حق تعالی ارشاد فرماتا ہی لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ یعنی مال اور اولاد جسے خدا کی یاد سے غافل کردے وہ اہل خسران اور زیانکارون مین سے ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مال و جاہ کی محبت دل مین نفاق کو اسطرح اوگاتی ہے جسطرح پانی سبزی کو اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسی جاہ و مال کی محبت مرد مسلمان کے دین مین تباہی ڈالتی ہے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت مین سب سے بدتر کون لوگ ہین فرمایا امیر لوگ اور فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی کہ وہ لوگ اقسام اقسام کے خوش مزہ کھانے کھائین گے اور طرح طرح کی عمدہ پوشاک پہنین گے اور خوبصورت عورتین رکھین گے اور بیش قیمت گھوڑے باندھین گے تھوڑے مین اونکا پیٹ نہ بھریگا بہت پر قناعت نکرینگے اونکی تمام ہمت طلب دنیا مین مصروف ہوگی دنیا کو خدا جانتے ہونگے جو کچھ کرینگے دنیا ہی کے واسطے کرینگے مین جو محمد ہون تمکو میرا حکم ہی کہ تمہاری اولاد مین جو شخص اون لوگون کو پائے اونکو سلام نہ کرے اونکی بیمار پرسی نکرے اونکے جنازے کے ساتھ نجائے اونکی بزرگون کی عزت و حرمت نکرے اور جو کوئی یہ باتین کریگا وہ اسلام کو ویران کرنے مین اونکا یار و مددگار ہوگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کو دنیا داروں کے ساتھ چھوڑ دو کیونکہ جسنے قدر کفایت سے زیادہ اوسمین سے لیا تو وہ اوسکی ہلاکت ہے اور وہ جانتا بھی نہین اور فرمایا ہے کہ آدمی ہمیشہ کہا کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال اسکے سوا تیرے مال مین سے تیرا اور کیا ہے کہ تو کھائے اور نیست و نابود کردے پہنے اور پرانا کر ڈالے صدقہ دے اور ہمیشہ کے واسطے چھوڑے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ مین سامان مرگ نہین رکھتا ہون فرمایا کہ تو مال رکھتا ہے اوسنے عرض کیا رکھتا ہون فرمایا کہ اوسے پہلے سے بھیجدے یعنی خیرات کردے اسواسطے کہ آدمی کا دل مال کے ساتھ لگا رہتا ہے اگر چھوڑ جاتا ہی تو چاہتا ہی کہ رہے اور اگر بھیج دیتا ہے تو چاہتا ہے کہ جائے اور فرمایا ہے کہ آدمی کے تین دوست ہین ایک تو وہ جو اوسکے ساتھ وفا کرے مرتے دم تک اور ایک لب گور تک اور ایک قیامت تک جو مرتے دم تک وفا کرتا ہے وہ مال ہے اور جو لب گور تک آدمی کے ساتھ جاتا ہے وہ عزیز و قریب ہین اور جو قیامت تک آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ اوسکے اعمال ہین اور فرمایا ہے آدمی جب مرتا ہے تو لوگ کہتے ہین کیا چھوڑ مرا اور فرشتے کہتے ہین کہ پہلے سے کیا بھیج رکھا اور فرمایا ہے کہ ریاست اور زمینداری نہ پیدا کرو ورنہ دنیا کو دوست رکھنے لگوگے حواریین نے حضرت عیسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا ہے کہ پانی پر چل سکتے ہین اور ہم نہین چل سکتے فرمایا کہ تمہارے دلون مین سونا چاندی کیسا ہے اونہون نے عرض کیا اچھا فرمایا کہ میرے نزدیک خاک کے برابر ہے بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کو ستایا اونھون نے کہا کہ یا خدایا تندرستی اور بڑی عمر اور بہت مال تو اوسے عنایت فرما اس دعا کو سب دعاؤن مین

بہتر جانا کیونکہ جسے حق تعالیٰ نے یہ چیزین عطا کیں تو خواہ نخواہ تکبر و غفلت اوسے آخرت سے غافل کرکے ہلاک و تباہ کرینگی حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے ہتیلی پر ایکدرم رکھکر فرمایا کہ تو دو چیز ہو کہ جبتک میری ہاتھ سے نہ نکلجائے تب تک مجھکو کچھ فائدہ نہو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ قسم خدا کی جسنے چاندی سونا عزیز رکھا حق تعالیٰ اوسے خوار و ذلیل کیا روایت ہو کہ جب لوگون نے پہلے پہل درم و دینار بنائے ابلیس لعین اوٹھا لیگیا اور اپنی آنکھون پر لگکر بوسہ دیکر کہا کہ تجھ سے کوئی وزیر کار نہین ہے کہ وہ میرا بندہ ہو حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ درم دینار بچھو ہین جبتک انکا منتر نہ سیکھے تب تک انھین ہاتھ نہ لگا ورنہ اونکی زہر سے تو ہلاک ہو جائیگا لوگون نے پوچھا اونکا منتر کیا ہے کہا آمدنی حلال سے ہو اور خرچ برحق اور بجا ہو مسلمہ ابن عبدالملک خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس اونکی وفات کیوقت گئے اور کہا کہ یا امیر المومنین تنے ایسا کام کیا ہو کہ کبھی کسینے نہین کیا تیرہ بیٹے رکھتے ہو اور اونکے واسطے ایک درم اور ایک دینار نچھوڑا کہا مجھے اوٹھا اوٹھا لوگون نے بٹھا لیا کہا کہ سنو بیٹون نے تو انکی کوئی ملک اور رونکو دیدی نہ اور دن کی کوئی ملک انہین دی سو یا بیٹا قابل اور مطیع خدا ہوگا یا ناقابل ہوگا اور جو مطیع اور لائق ہوگا اوسے اللہ بس ہو اور جو نالائق ہوگا وہ کسی حالت مین گرفتار ہو مجھی کچھ پروا نہین حضرت محمد ابن کعب القرظی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بہت سا مال پایا لوگون نے کہا کہ اسے اپنے بیٹون کیواسطے چھوڑو کہا نہین مین یہ مال اپنے واسطے خدا کے پاس بھیجونگا اور حق تعالیٰ کو اونکے واسطے چھوڑونگا تاکہ حق تعالیٰ اونھین اچھا رکھے حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مال دو وقت دو چیز ہین ہو کہ اوسکے پاس نہین ہین ایک تو یہ کہ سب مال اوس سے چھین لیتے ہین دوسرے یہ کہ تمام مال سکے واسطے اوسے ماخوذ کرکے باز پرس کرتے ہین **فصل** یعنی جاننا کہ مال اگرچہ کئی وجہ سے برا ہوگا ایک وجہ سے اچھا بھی ہے کیونکہ مال مین شر بھی ہے خیر بھی ہے اسیوجہ سے حق سبحانہ تعالیٰ نے اوسے خیر ارشاد کیا اور فرمایا اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ الآیۃ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اچھے آدمی کے واسطے اچھا مال اچھی چیز ہوتا ہے اور فرمایا کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّکُوْنَ کُفْرًا یعنی نزدیک ہے کہ افلاس کفر کا سبب ہو جائے اور سبب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے تئین ایک ایک روٹی کا محتاج دیکھتا ہو اور اوسمین جانکنی کرتا ہو اور اپنے اہل و عیال کو رنجیدہ دیکھتا ہو اور دنیا مین بہت سی نعمتین نظر آتی ہین تو شیطان اوس بیچارے سے کہتا ہو کہ معاذ اللہ خدا کا یہ کیا عدل و انصاف ہو اور خدا نے کیا فرقہ تقسیم کی ہے فاسق کو تو اتنا مال دیدیا کہ اوسکو معلوم بھی نہین کہ کیا کچھ رکھتا ہون اور کیا کرونگا اور بیچارونکو بھوکون مارتا ہو اور ایک درم نہین دیتا خدا اگر تیرے حال سے جانتا تو اوسکے علم مین خلل ہے اور اگر جانتا ہو اور دے نہین سکتا تو اوسکی قدرت مین نقصان ہو اور اگر جلتا بھی ہے اور دے بھی سکتا ہو اور پھر نہین دیتا تو اوسکی بخشش اور رحمت مین فتور ہے اور اگر اسواسطے نہین دیتا کہ آخرت مین ثواب دیگا اور طاقون کی تکلیف کے بغیر بھی ثواب دیسکتا ہو تو پھر کیون نہین دیتا اور اگر نہین دیسکتا ہے تو اوسکی قدرت کاملہ نہین آوران سب باتون کی ساتھ اعتقاد کرنا کہ وہ رحیم ہو اور جواد و کریم ہو اور تمام عالم کو رنج مین گھلتا ہو اور اوسکا خزانہ نعمتون سے بھرا ہوا ہے کسی مصلحت سے نہین دنیا یہ دشوار ہے یہان پر شیطان وسوسہ کی گنجایش پاکر قضا و قدر کا مسئلہ جسکا بھید سبھون پر پوشیدہ ہے سو جھاتا ہے تاکہ شاید یہ حصہ اوس منظر پر غالب ہو جائے اور آسمان کو اور زمانی کو گالیان دینے لگے اور کہنے بیٹھے کہ آسمان احمق ہو گیا اور نا

اوٹھا ہوگیا جو لوگ مستحق نہیں ہیں انمین تمام نعمت دنیا دیدیتا ہے اور تمام عالم کو رزق مین بھیجتا ہے اور اگر اوس سے کہین کہ یہ آسمان اور زمانہ قدرت خدا کا مسخر ہے تو اگر وہ کہدیتے کہ نہین ہے تو کافر ہے اور کہے کہ ہان ہے تو گویا سخت کلام حق تعالی کو کہے یہ بھی کفر ہے اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ یعنی زمانے کو برا نہ کہو زمانہ خدا ہے اسکا مطلب یہ ہے کہ تم جو اپنے کامون کو حوالہ کرتے ہو اور اوسکا نام زمانہ رکھتے ہو وہ خدا کی ذات ہے تو مفلسی سے کفر کی بو آتی ہے مگر اوس شخص کے حق مین نہین جسکا ایمان ایسا غالب اور مضبوط ہو کہ مفلسی مین بھی خدا سے راضی رہے اور یہ جانے کہ مفلس ہی رہنے مین میری خیریت ہے لیکن چونکہ اکثر آدمی اس مرتبہ اور فہم کے نہین ہوتے تو مال بقدر کفایت کا ہونا اولی تر ہے تو اسواسطے ایک وجہ سے مال اچھی چیز ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سعادت آخرت سب بزرگون کا مقصود ہے اور اوس سعادت کو بے تین طرح کی نعمتون کے پہونچنا ممکن نہین ایک اپنے نفس مین ہے جیسے علم اور حسن خلق ایک بدن مین ہے جیسے صحت اور سلامتی ایک بدن کے باہر ہے وہ دنیا ہے بقدر کفایت اور ان تینون نعمتون مین وہ نعمت بہت خسیس ہے جو بدن کے باہر ہے وہ مال ہے اور مال مین خسیس تر اور حقیر تر سونا چاندی ہے اور نہین فی نفسہ کوئی فائدہ نہین ہے ہان وہ روٹی کپڑے کے واسطے اور روٹی کپڑا بدن کے واسطے اور بدن جو اس اوٹھانے کے لیے اور اوس میسا عقل کا پھندا بنے کے واسطے اور عقل اسلیے ہے کہ دل کا چراغ اور روشنی ہوتا کہ دل حضرت الہیت کو دیکھ سکے اور معرفت الہی حاصل کرے اور خدا کی معرفت تخم سعادت ہے تو سب کی غایت حق تعالی ہے اول بھی وہی ہے آخر بھی وہی ہے اور ان سبکی بہتی اوسیکے سبب سے ہے جسنے یہ جان لیا وہ مال دنیا مین سے اوسیقدر لے گا جو اس راہ مین کام آئے باقی کو زہر قاتل جانیگا دنیا کا مال اچھے آدمی کے واسطے اچھا ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار آل محمد کو قدر کفایت روزی دے اسواسطے کہ آپ نے جانا کہ جو بقدر کفایت سے زیادہ ہے اوسمین بوے ہلاکت آتی ہے اور جو بقدر کفایت سے کم ہے اوسمین بوے کفر پائی جاتی ہے اور یہ بھی سبب ہلاکت ہے تو جس شخص نے یہ جان لیا وہ مال کو ہرگز دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو کسی غرض کے لیے طلب کرتا ہے وہ اوسی غرض کو دوست رکھتا ہوگا اوس چیز کو نہین جو نفس مال کو دوست رکھتا ہے وہ اندھا اور اوندہی سمجھ کا آدمی ہے اور اوسنے مال کی حقیقت کو نہین پہچانا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَتَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ یعنی دینار و درم کا بندہ اوندہا ہے اور جو شخص جس چیز کا پابند ہو وہ اوس چیز کا بندہ ہے اور جو جس چیز کی طاعت مین ہوتا ہے وہی چیز اوسکی خداوند ہوتی ہے اسیواسطے حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا وَاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ عرض کیا کہ بار خدایا مجھے اور میرے فرزندون کو بت پوجنے سے محفوظ رکھ بزرگون نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہان بت سے سونا چاندی مراد لیا ہے کیونکہ تمام خلق کے بت یہی ہین کہ سب سونے چاندی کی طرف متوجہ ہین اسواسطے کہ انبیا علیہم السلام والتنا کا منصب اس امر سے برتر ہے کہ اونھین بت پرستی کا خوف ہوتا **مال کے فائدون اور آفتون کا بیان** العزیز جانو کہ مال سانپ کے برابر ہے کہ اوسمین زہر بھی ہے تریاق بھی جبتک زہر کو تریاق سے ہم جدا نہ کرلین تب تک اوسکا تمام بھید ظاہر نہوگا اسواسطے مال کے فوائد اور آفات ایک ایک

پوست کندہ ہم بیان کرتے ہین فوائد مال کی دو قسمین ہین ایک دنیوی اوسکے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین سبھی جانتے ہین دوسری دینی
اوسکی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی مال کو اپنے اوپر عبادت یا سامان عبادت مین صرف کرے لیکن عبادت جیسے حج اور جہاد
اسمین جو مال صرف کریگا وہ عین عبادت مین صرف ہوا اور سامان عبادت مین جو صرف ہوتا ہے وہ وہ مال ہے جو روٹی کپڑے اور ضروری
چیزون مین بقدر کفایت صرف ہو کہ اوس سے عبادتون کی قوت اور فراغت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جس چیز کے سبب سے آدمی عبادت
کرسکتا ہے وہ چیز بھی عین عبادت ہے اور جسکے پاس بقدر کفایت مال نہوگا وہ تمامدن ہاتھ پاؤن اور دل سے اوسے طلب کرنیمین
مشغول رہے گا اور عبادت جسکا خلاصہ ذکر و فکر ہے اوس سے محروم رہے گا تو فراغت عبادت کے واسطے جب مال بقدر کفایت ہو
تو وہ بھی عبادت ہے اور دین کے فائدون مین سے ہے منجملہ دنیا نہین ہے اور یہ بات نیت اور خیال کے ساتھ بدلتی رہتی ہے
اگر ارادہ آخرت مین فراغت پانا مقصود دلی ہے تو یہ مال بقدر کفایت زاد راہ بھی ہوتا ہے اور خود راہ بھی ہوتا ہے شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ
کی کچھ زمین حلال تھی اوس سے روزی بقدر کفایت ملتی تھی خواجہ عبداللہ فارمدی قدس سرہ سے مین نے سنا ہے کہ ایکدن اوسکا غلہ
لوگ لائے تھے شیخ ابوالقاسم نے اوسمین سے مٹھی بھر اوٹھایا اور فرمایا کہ مین سب متوکلون کے توکل سے اسے بدلا نہ کرونگا فی الحقیقت
یہ بھید وہی پہچانے جو مراقبۂ دل مین مشغول ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فراغت معاش سلوک راہ دین مین کیا کچھ مدد کرتی ہے دوسری قسم
یہ ہے کہ لوگون کو دے اسکے چار طور ہین پہلا طور صدقہ ہے دین و دنیا مین اسکا ثواب بہت بڑا ہے کیونکہ فقیرون کی دعا کی برکت
اور ہمت اور خوشنودی کا بہت بڑا اثر ہے جسکے پاس مال نہوگا وہ اس سے عاجز ہوگا دوسرا طور مروت ہے یعنی مہربانی کرے اور دینی
بھائی اگرچہ مالدار ہون اونکے ساتھ نیکی کرے اور ہدیہ دے اور غمخواری کرے اور لوگون کے حقوق ادا کرتا رہے اور رسوم بجا لائے
یہ بات اگرچہ تونگرون کے ساتھ ہو تو بھی اچھی ہے اور سخاوت کی صفت اس سے حاصل ہوتی ہے اور سخاوت بزرگترین اخلاق ہے
چنانچہ اوسکی تعریف آتی ہے تیسرا طور یہ ہے کہ اوسکے سبب سے اپنی عزت بچائے مثلاً شاعر یا طمعدار کو دے اگر نہ دیگا تو اوسکے ساتھ
زبان درازی کریگے اور غیبت کرینگے اور فحش بکینگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ چیز جسکے سبب سے آدمی اپنی آبرو
لوگون کی زبان سے بچائے وہ صدقہ ہے کیونکہ بدگوئی اور غیبت کی راہ اون لوگون پر بند کرتا ہے اور خود تشویش کی آفت سے بچتا ہے
اگر ایسا نکرے تو شاید خود بھی بدلا لینے کا ارادہ کرے اور عداوت بڑھ جاوے یہ کام بے مال کے نہین ہوسکتا چوتھا طور یہ ہے کہ اون
لوگون کو مال دے جو اوسکی خدمت کرتے ہین کیونکہ جو شخص اپنے سب کام اپنے ہی ہاتھ سے کریگا جیسے دھونا جھاڑنا خریدنا بنانا
وغیرہ اوسکا تمام وقت ضائع ہوگا اور ایک کے فرض عین کو دوسرا نہین ادا کرسکتا ذکر فکر فرض عین ہے اور جو کام اسکی طرف سے
دوسرا شخص کرسکتا ہے اوسمین اوقات صرف کرنے سے افسوس ہوگا اسواسطے کہ عمر کم ہے موت قریب ہے سفر آخرت کی راہ دور و دراز
ہے اوسکا توشہ بہت ہے ہر ایک سانس بہت غنیمت ہے جس کام سے بچنا ممکن ہو اوسمین مشغول نہونا چاہیئے اور بچاؤ بغیر مال کے
نہین ہوتا کیونکہ مال خدمتگارون کو دیگا تو وہ اوسکے کام کرینگے اور اوسے محنت سے بچائینگے اور سب کام اپنے ہی ہاتھ
سے کرنا موجب ثواب ہے لیکن یہ اوس درجہ والے سے ہوگا جو بدن سے عبادت کرے دل سے نہین لیکن جو شخص اہل دل ہے

اور ذکر فکر کی لیاقت رکھتا ہے اوسکا کام چاہیئے کہ اور کوئی کرے تاکہ جو کام عبادت بدنی سے بہتر ہے اوسمین اوسے فراغت حاصل ہو
تیسری قسم یہ ہے کہ کسی اعانت کرنیوالے کو ندے لیکن خیرات عام کرے جیسے پل اور سرا اور مسجد اور دارالشفا اور فقرا پر وقف وغیرہ
کہ یہ سارہ خیرات ہے اور بہت دنون تک رہتی ہے اور ان چیزون کے سبب سے دعائین اور برکتین اوسکے مرنیکے بعد اوسے پہونچتی
ہین یہ خیرات بھی بے مال کے نہین ہوسکتی دین مین مال کے یہی فائدے ہین اور دنیا مین مال کے جو فائدے ہین وہ پوشیدہ نہین
ہین کہ مال کے سبب سے معزز و مکرم ہوتا ہے اور خلق اوسکی حاجتمند ہوتی ہے وہ خلق سے بے پروا ہوتا ہے بہت سے دینی بھائی اور
دوست بنا سکتا ہے سب کے دلون مین محبوب رہتا ہے حقارت کی نظرت کوئی اوسے نہین دیکھتا اور اس قسم کے بہت سے دنیوی فائدے ہین

مال کی آفتون کا بیان بعضی آفتین دنیوی ہین بعضی دینی دینی آفتون کی تین قسمین ہین ایک یہ کہ فسق اور معصیت کی راہ
آدمی پر مال آسان کر دیتا ہے اور آدمی کے دل کی خواہشین خود معصیت کی مقتضی ہین لیکن عاجزی اور مفلسی عصمت اور پارسائی کا
ایک سبب ہے جب مال کی بدولت قدرت حاصل ہوگئی تو اگر مبتلاے گناہ ہوجائیگا تو تنہا ہی مین پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو رنج و مصیبت
مین پڑیگا کیونکہ جب قدرت ہو تو صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے دوسری آفت یہ ہے کہ دین مین یہ مرد قوی ہے اور اپنے تئین گناہون
سے بچا سکتا ہے جو عیش و عشرت بہاج چیزون مین ہوتی ہے اور جسے اپنے تئین نہ بچا سکیگا ایسا کون ہے جو قدرت رکھتے اور بچ
رہتی ہے اور نہ اکثر پیغمبر جیسا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بادشاہت مین کرتے تھے آدمی ہمان عیش و عشرت مین پڑ جاتا ہے
تو بدن اوس عیش و عشرت پر اڑ جاتا ہے حتی کہ پھر اوس سے صبر نہین کر سکتا اور دنیا اوسکی بہشت ہوجاتی ہے موت بری معلوم ہوتی
اور عیش و عشرت کا سامان ہمیشہ مال حلال سے ہاتھ نہین آسکتا تو شبہے کا مال پیدا کرنے لگتا ہے اور بے مدد سلاطین ہاتھ نہ آئیگا
تو آدمی چکنی چکنی باتون اور ریا اور جھوٹ اور نفاق اور خدمتگاری مین پڑ جائیگا اور جب بادشاہون کا مقرب ہوگا تو اسکا اندیشہ
پیدا ہوگا کہ دیکھیے یہ ہمسے خوش رہین یا کراہت کرنے لگین اور جب مقرب ہوگیا تو لوگ اسکا حسد کرینگے اور دشمن بنین گے اوسکے
درپے رہین گے اسے ستائین گے تو یہ بھی مکافات کے واسطے اونکی عداوت پر کمر باندھے گا اور آپ بھی اونکے ساتھ جھگڑا اور
حسد کرنے لگے گا اور یہ عادتین سب گناہون کا سبب ہوتی ہین کیونکہ انکے سبب سے جھوٹ غیبت بدخواہی اور دل و زبان کے سب
گناہ پیدا ہوتے ہین محبت دنیا سب گناہون کا سر ہے اسکے یہی معنی ہین کہ یہ سب شاخین اوسی سے پیدا ہوتی ہین اور یہ نہ ایک آفت
ہے نہ دس نہ سو بلکہ بے شمار آفتین ہین بلکہ ایک غار ہے جسکی انتہا نہین جسے دوزخ کا غار جو ان لوگون کے واسطے خدا نے
پیدا کیا ہے تیسری آفت جس سے کوئی بچ ہی نہین سکتا مگر جسے خدا بچائے یہ ہے کہ اگرچہ آدمی گناہ اور عیش و عشرت نکرے
اور شبہات سے بھی بچے اور حقیقت مین پارسا بنجائے حلال ہی کا مال لے اور خدا ہی کی راہ مین دے مگر اس مال کا رکھنا تعلق
دل کا سبب ہوگا اور یہ تعلق خدا کا ذکر اور اوسکی عظمت و جلال مین فکر کرنے سے اوسے باز رکھیگا حالانکہ سب عبادتون کا خلاصہ
یہی ہے کہ خدا کا ذکر آدمی پر غالب ہوجائے اور اوسکے ساتھ کمال انس پیدا ہوجائے اور اوسکے سبب سے ماسوی اللہ سے
مستغنی ہوجائے اور یہ بات ایسا دل فارغ چاہتی ہے جو کسی اور کی طرف مشغول نہو مالدار آدمی کو گو زر مین رکھتا ہے تو اکثر اوقات

اوسکی آبادی شہر کا کی خصومت خراج دینے رعایا سے حساب لینے کے خیال مین رہتا ہے اگر تجارت کرتا ہے تو نفع نقصان کی خصومت اور بیع مین سفر کی تدبیر نفع والا معاملہ ڈھونڈھنے مین سرگرم رہتا ہے اگر گاے بکری رکھتا ہے تو اوسکا بھی یہی خیال ہوتا ہے اور اس سے زیادہ کسی مال مین بے شغلی نہین ہوتی کہ مثلاً خزانہ مدفون ہو اور آدمی اوسمین سے بقدر حاجت لے لے کر خرچ کرتا ہے اور ہمیشہ اوسکی حفاظت مین اور اس خوف مین مشغول رہتا ہے کہ مبادا اسے کوئی لیجائے یا اسکا لالچ کرے اور پتا لگا کر جان جائے دنیا داروں کی فکر کی میدان بہت وسیع اور بے نہایت ہین اور جو شخص یہ چاہے کہ مین دنیا داری کے ساتھ فارغ البال رہون وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ پانی مین رہون اور بھیگون نہین مال کے فوائد اور آفات بھی ہین عقلمندون نے جب یہ آفتین دیکھین تو سمجھے کہ مال بقدر ضرورت تو تریاق ہے اور زیادہ زہر ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کے واسطے بھی بقدر ضرورت چاہا اور مختصر ہی بات ارشاد کی کہ جسنے کفایت کی قدر سے زیادہ مال لیا وہ اپنی ہلاکت اور تباہی کی چیز لیتا ہے اور نہین سمجھتا ہے اور مال کو دفعۃً لٹا دینا کہ کچھ بھی نہ باقی رہے اور حاجت کے وقت دل کو تشویش ہو شرع مین مکروہ ہے جیسا کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَّحْسُورًا **طمع اور حرص کی آفت اور فائدہ قناعت کا بیان** یعنے یہ جانو کہ طمع بداخلاق مین سے ہے اور یہ سب سے آخر مین دست خواری اور ذلت ہے اور آخر کو خجلت ہے جب طمع بر نہین آتی تو بہت سے اخلاق بد اوس سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ جو شخص کسی سے طمع کرتا ہے تو اوسکے ساتھ بنکپنی چکنی باتین بناتا ہے اور نفاق کرتا ہے عبادت مین ریا کرتا ہے اوسکی تحقیر و تجہیل کرتا ہے اوسکی ناحق باتون مین ہان مین ہان ملاتا ہے اور حق تعالیٰ نے آدمی کو لالچی بنایا ہے کہ جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اوسپر قناعت نہین کرتا اور بے قناعت کے آدمی حرص اور طمع سے نہین چھوٹتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر سونا ہو تو تیسرا میدان اور چاہے گا خاک کے سوا اور کوئی چیز آدمی کے دل کو سیر نہین کرتی اور جو شخص توبہ کرتا ہے اوسکی توبہ حق تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کی سب چیزین بوڑھی ہو جاتی ہین مگر دو چیزین جوان ہی ہوتی جاتی ہین ایک بڑی زندگی کی امید اور ایک بہت مال کی محبت اور فرمایا ہے کہ جسے حق تعالیٰ نے اسلام کی راہ دکھائی اور مال بقدر کفایت عنایت فرمایا اور اوسنے اوسپر قناعت کی وہ نیک بخت ہے اور فرمایا ہے کہ میرے دل مین روح القدس نے یہ پھونکا کہ کوئی بندہ نہین مرتا وقتیکہ اوسکی تمام روزی اوسے پہونچ نہ جائے حق تعالیٰ سے ڈرو اور آہستگی کے ساتھ دنیا طلبی کرو یعنی اوسمین مبالغہ اور حد سے زیادہ لالچ نہ کرو اور فرمایا ہے کہ شبہے کے مال سے پرہیز کرتا کہ تو عابد ترین خلق ہو جائے اور جو کچھ حق تعالیٰ نے عنایت فرمایا اوسپر قناعت کرتا کہ تو شاکر ترین خلق ہو جائے اور خلق کے واسطے وہی بات پسند کر جو اپنے لیئے پسند کرتا ہے تاکہ مومن ہو جائے حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ہم سات یا آٹھ یا نو آدمی حاضر تھے آپنے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہمنے عرض کیا کہ ہمنے کیا ایکبار بیعت نہین کی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہمنے ہاتھ بڑہائے اور عرض کیا کہ کس بات پر بیعت کرین فرمایا کہ خدا کی پرستش کیا کرو پانچون نمازین پڑہا کرو حق تعالیٰ جو کچھ حکم فرمائے اوسے سنو اور بجا لاؤ اور ایک بات چپکے سے ارشاد فرمائی کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو اس فرمانیکے بعد ان لوگون کا یہ حال ہو گیا کہ اگر کوڑا ہاتھ سے گر پڑتا تو کسی سے نہ کہتے

کرتے ہین اوٹھا وہ حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین سب سے زیادہ تونگر کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو قناعت کرے اوس چیز پر جو مین اوسنے دون عرض کیا کہ عادل ترکون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ سوکھی روٹی بھگو بھگو کر کھاتے اور فرماتے جو شخص اسپر قناعت کرتا ہے وہ خلق سے بے پروا رہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ روز ایک فرشتہ منادی کرتا ہے کہ اے فرزند آدم جو تھوڑا مال تجھے کفایت کرے وہ اوس بہت مال سے بہتر ہے جسسے بہت خوشی اور غفلت پیدا ہو حضرت حمید ابن عجلان رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ تیرا تمام پیٹ عرض طول مین ایک بالشت سے زیادہ نہین پھر تجھے دوزخ مین کیون ڈالے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم اگر تمام دنیا مین تجھے دیدون تو اپنی قوت سے زیادہ نہین تجھ کو نصیب ہوگا جب قوت سے زیادہ ندون اور دنیا کے حساب کا بکھیڑا اوپر رکھون تو اسسے زیادہ تیرے اوپر بوجھ اور کیا احسان ہوگا ایک حکیم کا قول ہے کہ لالچی اوسطرح سے زیادہ کوئی رنج پر صابر نہین ہوتا اور قانع سے زیادہ کوئی خوش عیش نہین ہوتا اور حاسد سے زیادہ کسی کو رنج نہین ہوتا اور تارک الدنیا سے زیادہ کوئی سکبار نہین ہوتا اور عالم بے عمل سے زیادہ کسی کو پشیمانی نہوگی **حکایت** حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ ایک شخص نے مسولا پکڑی اوسنے پوچھا اے شخص تیرا کیا ارادہ ہے کہا یہ ارادہ ہے کہ تجھے ذبح کرکے کھا جاؤن وہ بولی میرے کھانے سے تیرا کچھ بھی نہوگا مین تجھے ایسی تین باتین سکھاؤن جو میرے کھانے سے زیادہ تیرے واسطے بہتر ہون ایک بات تو تیرے ہاتھ ہی مین کہدونگی دوسری بات اوسوقت کہونگی جب تو مجھے چھوڑ دے اور مین درخت پر جا بیٹھون تیسری بات جب کہونگی کہ درخت سے اوڑکر پہاڑ پر جاؤن اوسنے کہا اچھا پہلی بات تو کہہ بولی جو چیز تیرے ہاتھ سے جاتی رہے اوسپر افسوس نہ کیا کر بس اوس شخص نے اوسے چھوڑ دیا وہ اوڑکر درخت پر جا بیٹھی اوس شخص نے کہا کہ اب دوسری بات کہہ بولی محال بات باور نہ کیا کر اور اوڑکر پہاڑ پر جا بیٹھی اور خود کہنے لگی کہ اے بدبخت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو امیر ہو جاتا پھر کبھی فقیر ہوتا ہی نہ اسواسطے کہ میرے پیٹ مین دو موتی بیش بہا مثقال بھر کے ہین اوس شخص نے دانت کے نیچے انگلی دبائی اور نہایت افسوس کرنے لگا پھر کہنے لگا اب تیسری بات کہہ وہ بولی کہ تو اون دو باتون کو تو بھول ہی گیا تیسری بات سنکر کیا کریگا مین نے تجھسے کہا تھا کہ گئی چیز کا افسوس نہ کیا کر اور محال بات باور نہ کیا کر مین تیرے ہاتھ مین تمام گوشت پوست بال برابر سمیت دس مثقال بھر بھی نہ تھی پھر بھلا میرے پیٹ مین بیش بہا مثقال بھر کے موتی کیونکر ہونگے یہ کہا اور اوڑ گئی یہ حکایت اسواسطے کہی گئی تاکہ معلوم ہو جاوے کہ جب طمع دامنگیر ہوتی ہے تو سب محالات کو آدمی باور کر لیتا ہے حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ طمع تیرے گلے مین رسی ہے اور تیرے پاؤن مین پھندا ہے گلے کی رسی نکال تاکہ پاؤن کا پھندا کٹ جائے **حرص اور طمع کے علاج کا بیان** اے عزیز جاننا کہ اسکی دوا وہ معجون ہے جو صبر کی تلخی اور علم کی شیرینی اور عمل کی دشواری سے مرکب ہوتی ہے اور دل کی سب بیماریون کی تمام دوائین ان ہی اجزا سے ہوتی ہین اور یہ علاج پانچ چیزون سے ہوتا ہے ایک عمل سے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے خرچ کو گھٹائے موٹے کپڑے روکھی روٹی پر قناعت کرے کبھی کبھی دال وغیرہ کھا لیا کرے کیونکہ اسقدر کھانا کپڑا طمع اور حرص کے بغیر آسانی سے ہاتھ آتا ہے لیکن اگر شان و شوکت کریگا اور اخراجات بڑھائیگا تو قناعت نہ کریگا

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنی جو کوئی خرچ کرنے مین میانہ روی اختیار کریگا وہ کبھی محتاج نہوگا اور فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین کہ اونمین خلق کی نجات ہے علانیہ اور پوشیدہ حق تعالی سے ڈرنا امیری اور فقیری مین میانہ روی کرنی خرچ کرنا خفگی اور خوشی مین انصاف سے نہ درگذرنا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کو ایک شخص نے دیکھا کہ چھوہارے کی گٹھلیان چوستے تھے اور کہتے تھے کہ معیشت مین آسانی اور نرمی نگاہ رکھنا عقلمندی ہے علم کی بات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میانہ روی کے ساتھ خرچ کریگا حق تعالی اوسے بے پروا رکھے گا اور جو شخص فضول خرچی کریگا حق تعالی اوسے محتاج رکھیگا اور جو خدا کو یاد کریگا خدا اوسے دوست رکھیگا اور فرمایا ہے کہ آہستگی اور تدبیر کے ساتھ خرچ کرنا آدھی معیشت ہے دوسری چیز یہ کہ جب اوسدن کی کفایت کے قدر روزی ملگئی تو آیندہ کی فکر نکرے کیونکہ شیطان اوس سے کہتا ہے کہ شاید زندگی بہت ہو اور کل کوئی چیز نملے آج طلب معاش مین کوشش کرلے آرام طلبی نہ کر جہان سے تو تلاش کر جیسا کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وہ چاہتا ہے کہ کل کی محتاجی کے خوف سے تجھے آج سردست رنج و تشویش مین رکھے اور فقیر کی صورت بنا کر تجھپر ہنسے کیونکہ فرداکہ دید شاید کل کا دن ہی نہ آنے پائے اور اگر آئیگا تو جتنے رنج مین آج سردست تو نے اپنے تئین ڈال رکھا ہے اوسکا رنج اس سے زیادہ نہوگا اس سے بین طور پر ہنر ہوتا ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ حرص کے سبب سے روزی نہین ملتی روزی تو تقدیر مین لکھی ہے خواہ نخواہ پہونچے گی شعر

بی مگس ہرگز نماند عنکبوت ✦ رزق را روزی رسان پر میدہد ✦ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف گذرے اونھین غمگین دیکھا فرمایا بہت رنج نہ کر کہ حق تعالی جو کچھ مقدر کر چکا ہے وہ ہوگا جو تیرا رزق ہے وہ خواہ نخواہ تجھے پہونچے گا جاننا چاہیے کہ بندے کا رزق اکثر اوس جگہ سے پہونچتا ہے جہان سے مطلق خیال مین نہو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ یعنی جو شخص پرہیزگار ہوتا ہے اوسکی روزی ایسی جگہ سے پہونچتی ہے جسکا وہ خیال بھی نہ رکھتا ہو حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ پرہیزگار ہو جا کہ پرہیزگار کبھی بھوک سے نہین مرتا یعنی حق تعالی خلق کو اوسپر ایسا مہربان کر دیتا ہے کہ بے مانگے اوسکے پاس مال کافی لیجاتی ہے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جو کچھ ہے اوسکی دو قسمین ہین جو کچھ میری روزی ہے وہ بے تعجیل مجھے ملے گی اور جو اوروں کی روزی ہے وہ تمام اہل آسمان اور اہل زمین کی کوشش سے بھی مجھے نہ ملیگی تو طلب مین میری بیقراری کیا کام آئیگی تیسری چیز یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھے کہ اگر طمع نکریگا اور صبر کریگا تو رنجیدہ رہے گا اور اگر طمع کریگا اور صبر نکریگا تو ذلیل و خوار بھی ہوگا اور رنجیدہ بھی طمع کے سبب سے لوگ بھی ملامت کرینگے اور عذاب آخرت کے خطر مین بھی پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو ثواب بھی پائیگا اور لوگ بھی تعریف کرینگے تو آخر ثواب اور تعریف اور عزت کے ساتھ جو رنج ہو وہ اوس رنج سے اولی ہے جو ذلت اور مذمت اور خوف عقوبت کے ساتھ ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کی عزت اسی مین ہے کہ خلق سے بے پروا رہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ تو جس شخص کا محتاج ہے اوسکا اسیر ہے اور جو تیرا محتاج ہے تو اوسکا امیر ہے اور جس سے تو بے پروا ہے اوسکا مانند اور نظیر ہے چوتھی چیز یہ ہے کہ خیال کرے کہ یہ حرص و طمع کس واسطے کرتا ہے اگر پیٹ بھرنے کے واسطے کرتا ہے تو گدھا بیل وغیرہ اوس سے زیادہ کھاتے ہین

اگر شہوت فرج کے واسطے کرتا ہے تو صد ہا درجے اوس سے زیادہ شہوت رکھتے ہیں اگر شان و شوکت اور خوش پوشاکی کے واسطے کرتا ہے تو ہم اوس سے زیادہ اور نفیس کپڑا اپنے تئیں زیادہ دیکھتا ہے اور اگر طمع دور کرے اور تھوڑے پر قناعت کرے تو انبیا اولیا کے سوا اور کسی کو اپنے مثل نہ دیکھے تو ان بزرگان نیک خصلت کے مانند ہونا اون درندوں اور آدمی صورتوں سے ہمارے ہمت کے مثل ہونے سے بہتر ہے جانا چاہیے اور یہ خیال کرے کہ آفت مال کا خیال کرے کہ دنیا میں جب مال ثابت ہوگا تو آفتوں کا خطرہ اور خیال ہمت ہوگا اور آفت سے بچنے کے بعد جنت میں جانا چاہیے کہ ہمیشہ ایسے آدمی کے حال پر نظر موجود دولت دنیا میں اوس سے کمتر ہو تا کہ شکر کرے اور اوسکو دیکھے تا کہ حق تعالیٰ نے جو نعمت اوسے عنایت کی وہ اوسکی نگاہ میں حقیر معلوم ہو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو شخص کے حال پر نظر کرو مت سے دولت میں کمتر اور بیچیں تا کہ حقیر نہ جانے کہ فلانے فلانے آدمی تو مال رکھتے ہیں تو کمینوں قناعت کرتا ہے جب تو یہ خیال کرتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ فلانے فلانے عالم اور فلانے فلانے امام تو پرہیز کرتے ہی نہیں تھے حرام کا مال کھاتے ہیں تو کمینوں پرہیز کرتا ہے اور دنیا کے امر میں ہمیشہ اوسکو تیرے پیش نظر رکھنا ہے جو تجھسے زیادہ ہو اور دین کے باب میں اوسے جو کم ہو اور معاوت اسکے برخلاف ہے کیونکہ دین کے امور میں ہمیشہ بزرگوں کے حالات دیکھنا چاہیئے تا دین میں اپنے تئیں جانے کہ میں قاصر ہوں اور دنیا کے امور میں کمتروں محتاجوں کو دیکھنا چاہیئے تا کہ اپنے تئیں سمجھے کہ تونگر ہوں سخاوت کی فضیلت اور ثواب کا بیان العزیز جانا کہ جو شخص مال رکھتا ہو اوسے واجب ہے کہ قناعت اختیار کرے اور حرص نہ اختیار کرے اور جو مال رکھتا ہو اوسے سخاوت اختیار کرے بخل نہ اختیار کرے جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ بہشت میں ایک درخت ہے اوسکی شاخیں دنیا میں لٹکتی ہیں جو کوئی ان شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑ لیتا ہے وہ شاخ اوسے بہشت میں لیجاتی ہے اور دوزخ میں ایک درخت ہے اوسکی شاخیں دنیا میں لٹکتی ہیں جو کوئی ان شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑ لیتا ہے وہ شاخ اوسے دوزخ میں لیجاتی ہے اور فرمایا ہے کہ دو خلق ہیں کہ اونکو حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے ایک سخاوت دوسرے نیک عادت اور دو خلق ہیں کہ اونکو حق تعالیٰ دشمن رکھتا ہے ایک بخل دوسرے بدخوئی بدآور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے کوئی ولی نہیں پیدا کیا مگر سخی اور نیک خو اور فرمایا ہے کہ سخی کے قصور معاف کر دیا کرو کیونکہ جب اوسے حسرت اور تکلیف ہوتی ہے تو حق تعالیٰ اوسکا دستگیر ہوتا ہے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ بزرگوں کو جہاد میں قید کر لیا اور اوسکو قتل کرنا لازم آیا مگر ایک آدمی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے [illegible] آپ نے سبھوں کو قتل کر ڈالا کہ دین میں ایک گناہ ایک خدا ایک ہے اس ایک آدمی کو کیوں نہ قتل کیا فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام آکر مجھسے کہا کہ اسے نہ قتل کر کہ وہ سخی ہے اور فرمایا ہے کہ سخی کا کھانا دوا ہے اور بخیل کا کھانا بیماری اور فرمایا ہے کہ سخی خدا سے نزدیک بہشت سے نزدیک لوگوں سے نزدیک دوزخ سے دور ہے اور بخیل خدا سے دور بہشت سے دور لوگوں سے دور ہے دوزخ سے نزدیک ہے اور جاہل سخی کو عابد بخیل سے زیادہ خدا دوست رکھتا ہے اور بخل سب بیماریوں سے بدتر بیماری ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے اکثر اہل بہشت میں جو گئے تو نہ نماز کے سبب سے گئے نہ روزہ کے باعث سے گئے مگر سخاوت کی بدولت اور پاک دلی اور نصیحت اور شفقت کے سبب سے جو خلق پر رکھتے تھے اور حدیث شریف میں ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

اور عرض کیا کہ اگر تو اپنے میرے پاس آتی تو ان حضرتون کو بیچ مین ڈالتی یعنی مین اسقدر تجھے دیتا کہ وہ نہ دے سکتے وہ بوڑھیا جا ہزار بکرہان اونٹ دینار لیکر اپنے خاوند پاس گئی **حکایت** عرب مین ایک مرد سخی مشہور تھا وہ مرگیا کچھ لوگ سفر سے بھوکے آتے تھے اوسکی قبر پر اترے اور بھوکے سو رہے اوسی رات سے ایک شخص کے پاس ایک اونٹ تھا اوس شخص نے مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے تو اس اونٹ کو میرے نجیب اونٹ کے عوض بیچ گا اوسنے کہا ہان بیچون گا مردہ بہت اچھا نجیب اونٹ چھوڑ کر مرا تھا غرض کہ اوس مسافر نے اوسکے اونٹ کو نجیب کے بدلے بیچا مردے نے اوسکے اونٹ کو ذبح کیا وہ لوگ جب جاگے تو اونٹ کو ذبح کیا ہوا پایا دیگ مین بھر کر چڑھایا اور پکا کر خوب کھایا جب وہان سے چلے تو راہ مین ایک قافلہ پیش آیا اوس قافلہ مین سے ایک شخص نے اوس اونٹ کے مالک کو آواز دی اور اوسکا نام لیکر پکارا اور پوچھا کہ تو نے فلانے مردے سے کوئی نجیب مول لیا ہے اوسنے کہا ہان مگر خواب مین مول لیا ہے اوسنے کہا کہ وہ نجیب یہ ہے تو لیجا کیونکہ مین نے بھی اوس مردے کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو یہ نجیب فلانے آدمی کو دیدے **حکایت** ابو سعید خرگوشی رحمہ اللہ تعالی نے روایت کی ہے کہ مصر مین ایک شخص محتسب تھا وہ رشوت کچھ جمع کر دیتا تھا ایک شخص کے گھر فرزند پیدا ہوا اوسکے پاس کچھ نہ تھا وہ کہتا ہے کہ مین محتسب کے پاس گیا وہ میرے ساتھ تپاک اور ہر ایک سے سوال کیا کسیسے کچھ نہ پایا مجھے ایک قبر پر لیگیا وہان بیٹھکر کہنے لگا کہ اے مردے خدا تجھپر رحمت کرے تو ایسا آدمی تھا کہ فقیرون کا رنج دور کیا کرتا تھا جو چاہیے ہوتا وہ اوسکو دیا کرتا تھا آج مین نے اس شخص کے لڑکے کیواسطے بڑی کوشش کی کسیسے کچھ نہ پایا یہ کہکر اوٹھا اوسکے پاس ایک دینار تھا اوسکے دو حصے کیے ایک مجھے دیا اور کہا کہ جبتک کچھ ملے مین تجھے یہ قرض دیتا ہون یہ شخص کہتا ہے کہ مین نے لیا اور لڑکے کے کام مین صرف کیا محتسب نے اوسی رات مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے جو کچھ تو نے کہا مین نے سنا لیکن جواب دینے کا نہین حکم نہین ہے اب تو میرے گھر جاکر میرے لڑکون سے کہہ کہ چونے کے پاس کھود مین سونے کے پانسو دینار ہان گڑے ہین وہ اوس شخص کو دیدین کہ اوسکے لڑکا پیدا ہوا ہے دوسرے دن محتسب اوسکے گھر گیا اور جیسا خواب مین دیکھا تھا ویسا ہی کیا پانسو دینار پائے اوسکے لڑکون سے کہا کہ میرا خواب حکمی نہین ہے یہ دینار تمھاری ملک ہین تم لے لو اون لڑکون نے کہا سبحان اللہ جو مردہ ہے وہ تو سخاوت کرتا ہے ہم زندہ ہوکر بخل کرین اوسطرح لیجاکر اوس مرد حاجتمند کو دیدیے جیسا کہ مردے نے کہا ہے محتسب اون دینارون کو اوس مردے کے پاس لیگیا اوسنے ایک دینار لیکر دو حصے کیے ایک حصہ سے اوسکا قرض ادا کیا اور کہا باقی لیجاکر محتاجون کو دیدے مجھے اسقدر حاجت تھی ابو سعید خرگوشی کہتے ہین کہ نہ معلوم ان سب مین کون شخص بہتر اور بڑا سخی ہے اور کہتے ہین کہ مین جب مصر مین گیا تو اوس مردہ کا گھر ڈھونڈھا اوسکے لڑکون کو دیکھا تو اونکے چہرون سے خیر کے آثار نمایان تھے مجھے یہ آیت یاد آئی وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا یعنی سخاوت کی برکتون سے یہ تعجب نہ کر کہ مرنے کے بعد بھی رہتی ہین اور خواب کے طور پر پہچانی جاتی ہین اسواسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کی عادت تھی کہ لوگون کو مہمان رکھا کرتے اور ابتک اونکے مرقد شریف پر وہ برکتین باقی ہین ربیع ابن سلیمان رحمہ اللہ تعالی حکایت کرتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالی مکہ معظمہ مین پہونچے تو دس ہزار دینار اونکے ساتھ تھے مکہ معظمہ کے باہر خیمہ کھڑا کیا اور اون دینارون کو چادر پر انڈیلا جو شخص اونپر سلام کرتا مٹھی بھر دینا

اوسے دیتے جب ظہر کی نماز پڑہنے کو چادر جھاڑی تو کچھ باقی نتھا ایک شخص نے سوار ہونے کے ساتھ ہی اونکی رکاب پکڑلی بیچنے
حکم کیا کہ چار سو دینار اسے دیدے اور عذر خواہی کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایکدن رو رہے تھے لوگون نے عرض کیا
کہ یا امیر المومنین آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ سات دن گذرے کوئی مہمان میرے گھر نہین آیا ایک شخص اپنے کسی دوست کے
پاس گیا اور کہا کہ مین چار سو درم کا قرضدار ہون اوس دوست نے اوسے چار سو درم دیے اور رونے لگا اوسکی جورو نے کہا کہ
اگر روزا منظور تھا تو دینا کیا ضرور تھا اوسنے یہ بات کہی کہ ارے نادان مین اس سبب سے روتا ہون کہ مین اوس سے غافل ہوگیا اور
اوسے مجھسے مانگنے کی حاجت پڑی **بخل کی مذمت کا بیان** حق تعالیٰ جل شانہ یہ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ
فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنی جسے حق تعالیٰ نے بخل سے بچایا وہ فلاح کو پہونچا اور فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ
اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنی یہ نہ سمجھنا کہ جو لوگ
خدا کی دی ہوئی دولت مین بخل کرتے ہین یہ اونکے لیے بھلا ہے بلکہ یہ اونکے واسطے برا ہے اور قریب ہے کہ جس چیز مین وہ بخل کرتے
ہین اوسکا طوق بناکر اونکی گردن مین قیامت کے دن ڈالا جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخل سے تم دور رہو اسواسطے
کہ جو قوم تمسے پہلے تھی وہ بخل کے سبب سے ہلاک ہوئی اور بخل اونکو اس بات پر لایا کہ اونھون نے خون کیے اور حرام کو حلال ٹھہرایا اور فرمایا ہے
کہ تین چیزین مہلک ہین ایک بخل اگر تو اوسکی اطاعت کرے اور اوسکی تو مخالفت نہ کرے دوسری وہ خواہش باطل جسکا تو پیچھا کرے تیسری
خود پسندی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین دو شخص آئے اور ایک
اونٹ کی قیمت مانگی آپ نے غنایت کی جب وہ باہر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شکریہ ادا کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے کیفیت نقل کی آپ نے فرمایا کہ فلانا شخص اس سے زیادہ لیگیا اور شکر نہین کیا اور رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مین سے جو شخص آئے اور الحاح کرکے مجھسے لیجائے وہ آگ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا
کہ اگر آگ ہے تو آپ کیون دیتے ہین فرمایا اسواسطے کہ وہ الحاح کرتے ہین اور حق تعالیٰ اس بات کو پسند نہین کرتا کہ مین بخیل موجاؤن اور
نہ دون اور فرمایا ہے کہ تم کہتے ہو کہ بخیل کا قصور معاف ہوگا ظالم کا نہ ہوگا اسواسطے کہ حق تعالیٰ کے نزدیک بخل سے ظلم بدتر ہے حق تعالیٰ
نے اپنی عزت اور عظمت کی قسم کھائی ہے کہ کسی بخیل کو بہشت مین جانے ہی نہ دیگا ایک دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم طواف کرتے
تھے اور ایک شخص حلقہ کعبہ کو پکڑے کہہ رہا تھا کیا ارحم الراحمین اس گھر کی برکت سے میرا گناہ بخشدے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا
کہ تیرا گناہ کیا ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ مین بیان نہین کرسکتا آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین اوسنے
عرض کیا میرا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان اوسنے عرض کیا میرا گناہ بھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے
یا عرش اوسنے عرض کیا میرا گناہ بھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا حق تعالیٰ اوسنے کہا کہ حق تعالیٰ تو سب سے بڑا ہے آپ نے فرمایا
کہ اپنا گناہ تو بیان کر اوسنے بیان کیا کہ مین بڑا لدا رہون جب کوئی محتاج دور سے نظر آتا ہے تو مین جانتا ہون کہ آگ آئی ہے مجھے
جلادیگی آپ نے فرمایا کہ تو مجھسے دور رہ کہ اپنی آگ مین کہین مجھے بھی نہ جلادے قسم اوس خدا کی جسنے مجھے راہ راست پر بھیجا ہے کہ اگر

بخل اور مقام کے درمیان مین تو ہزار برس تک نماز پڑھے اور اتنا روئے کہ تیرے آنسوؤن سے نہرین جاری ہوجاوین اور درخت بخل اور بخیل پر مرے تب بھی دوزخ کے سوا کہین تیرا ٹھکانا نہین خبردار رہ کہ بخل کفر سے ہے اور کفر آگ مین ہے افسوس تونے یہ نہین سنا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يَبْخَلْ فَإِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَفْسِهِ اور وَمَنْ يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ ہر روز ہر شخص پہ دو فرشتے موکل رہتے ہین اور منادی کیا کرتے ہین کہ اے پروردگار جو شخص مال کو رکھ چھوڑے تو اوسکا مال تلف کر اور جو خرچ کرے اوسے نعم البدل عنایت فرما حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مین بخیل کو عابد سے بہتر جانتا ہون کیونکہ عابد تو اپنے نفس کو عبادت سے نفع پہونچاتا ہے اور بخیل اس عبادت کو ضائع کرتا ہے اور فاسق سخی کو بہت ہی دوست رکھتا ہون کیونکہ جان کھوتا ہے اور چین سے بسر کرتا ہے مین ڈرتا ہون کہ سخاوت کے سبب سے حق تعالیٰ اوسپر رحم کرکے اوراوسکو تو نصیب ہوا

ایثار کے ثواب کا بیان

اے عزیز جانتو کہ ایثار سخاوت سے بڑھکر ہے اسواسطے کہ سخی وہ ہے کہ جس چیز کی اوسے احتیاج نہو وہ دیدے اور ایثار یہ ہے کہ جس چیز کا محتاج ہے اوسے دوسرے کی حاجت مین صرف کرے جیسا کہ کمال سخاوت یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا محتاج ہو وہ دیڈالے اوسیطرح کمال بخل یہ ہے کہ آدمیکو جس چیز کی حاجت ہو اوسے خود اپنے صرف مین نہ لائے یہانتک کہ اگر بیمار ہو تو اپنی دوا نہ کرے اور اوسکے دل مین آرزو مین رہین اور منتظر رہے کہ کسی سے مانگ لون اپنے مال سے خرچ کرکے ایثار کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایثار پر انصار کی تعریف فرمائی يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص ایسی کوئی چیز پائے جسکی آرزو اوسکے دل مین ہو اور اپنی آرزو باقی رکھکر اوس چیز کو دیڈالے حق تعالیٰ اوسے بخشدیتا ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر مین تین دن آسودہ ہوکر کبھی ہمنے نہین کھایا اور نہ کھاسکے لیکن ایثار کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا گھر مین کچھ تھا انصار مین سے ایک شخص آیا اور اوس مہمان کو اپنے گھر لیگیا کھانا تھوڑا تھا چراغ ٹھنڈا کردیا اور کھانا اوسکے سامنے رکھدیا آپ جھوٹ موٹ ہاتھ ہلاتا منہ چلاتا تھا اور کھانا نہ کھاتا تھا تاکہ وہ مہمان کھالے دوسرے دن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خوش خلقی اور سخاوت جو تمنے مہمان کے ساتھ کی اوس سے حق تعالیٰ کو تعجب ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی يُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ الآیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ الٰہی مین عرض کیا کہ ای پروردگار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی منزلت مجھے دکھا ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تو اوسے دیکھنے کی طاقت نہین رکھتا ہے لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درجون مین سے ایک درجہ تجھے دکھاتا ہون جب دکھایا تو یہ خوف تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اوسکے نور اور عظمت سے مدہوش ہوجائین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ درجہ کاہے سے پایا ارشاد ہوا کہ ایثار سے اے موسیٰ علیہ السلام جو بندہ تمام عمر مین ایکبار ایثار کرتا ہے مجھے یہ شرم آتی ہے کہ اوس سے حساب کرون اوسکا مقام بہشت ہے جہان چاہے رہے حضرت عبد اللہ

ابن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایکبار سفر مین تھے خرمے کے ایک باغ مین وارد ہوئے ایک کالا غلام اوس باغ کا نگہبان تھا اوس غلام کے واسطے تین روٹیان لائے ایک کتا آگیا اوسنے ایک روٹی اوس کتے کو ڈالدی اوسنے کھالی دوسری بھی ڈالدی وہ بھی کھالی تیسری بھی ڈالدی کتے نے وہ بھی کھالی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ہر روز تیرا روزی کا قصد رہتا ہے اوسنے کہا ہی جو شخص روزی فرمایا کہ پھر تو نے کتے کو سب کیون کھلادی اوسنے کہا کہ یہان کتا نہین رہتا ہے مین نے جانا کہ کہین دور سے آیا ہے مین ہوں یہ بھوکا جائے پوچھا کہ بھلا آج تو کیا کھاویگا اوسنے کہا آج مین صبر کرونگا فرمایا کہ سبحان اللہ لوگ سخاوت کے سبب سے مجھے ملامت کرتے ہین یہ غلام تو مجھسے بھی زیادہ سخی ہے پھر اوس غلام کو مول لیکر آزاد کردیا اور وہ باغ مول لیکر اوس غلام کو دیدیا الحاصل حبیب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ والہ وصحابہ اجمعین کافرون کی ایذا سے خدر کرتے تھے امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہہ پر سورہے تاکہ اگر خدانا کردہ کفار رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کرین تو اپنے تئین حضرت پر سے قربان کردون حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام سے فرمایا کہ تمہارے درمیان مین ہمنے برادری کی اور ایک کی عمر دوسرے سے بڑی کی تم مین ایسا کون ہے کہ اپنی عمر دوسرے کو دیدے اونمین سے ہر ایک نے اپنی عمر دراز چاہی ارشاد ہوا کہ تمنے بھی ویسا ہی کیون نہ کیا جیسا علی نے کیا مین نے اوسکو محمد کے ساتھ برادری دی اوسنے اپنی جان فدا اور اپنی ذات ایثار کی اور اپنے بھائی کی جگہہ پر سورہا تم دونون جاؤ اور اوسکو دشمن سے بچاؤ دونون آئے جبرئیل علیہ السلام سرہانے اور میکائیل علیہ السلام پائینتی کھڑے ہوئے اور کہتے تھے واہ واہ خوش رہ اے فرزند ابوطالب کہ حق تعالیٰ اپنے فرشتون کے ساتھ تیری ذات سے فخر ومباہات کرتا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ الآیہ حضرت حسن انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اکابر مشائخ مین سے تھے تیس اور کئی آدمی اونکے یارون مین سے جمع ہوئے سب کی قدر روٹیان نہ تھین جسقدر تھین اونکے ٹکڑے کرکے سبھون کے سامنے رکھدیے اور چراغ اوٹھا لیگئے وہ لوگ دسترخوان پر بیٹھے جب چراغ پھر لائے تو سب ٹکڑے اوسیطرح رکھے تھے کیونکہ ایثار کے قصد سے کسینے نکھایا کہ ہمارا ساتھی کھائے حضرت حذیفہ عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جنگ یرموک کے دن بہت لوگ شہید ہوئے مین پانی لیے ہوئے اپنے چچازاد بھائی کو ڈھونڈتا تھا اوسنے پانی تو دم بھر کا مہمان تھا مین نے پوچھا کہ بھائی پانی پیے گا اوسنے کہا ہان پیونگا دوسرے زخمی نے کہا آہ میرے بھائی نے اشارہ کیا کہ پہلے اوسکے پاس لیجا مین اوسکے پاس لیگیا وہ حضرت ہشام ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے قریب تھا کہ اونکی روح بدن سے مفارقت کرے مین نے کہا کہ پانی پیوبس اوسی نے آہ کی حضرت ہشام نے کہا پہلے اوسے پانی دو مین جب اوسکے پاس پہونچا تو وہ مرچکا تھا پھر ہشام کے پاس آیا تو اونھین بھی مردہ پایا جب اپنے چچازاد بھائی پاس آیا تو وہ بھی جان بحق تسلیم ہوچکا تھا بزرگون نے کہا ہے کہ کوئی شخص دنیا سے ایسا نہین گیا جیسا آیا تھا مگر حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کہ جانکنی کے وقت ایک سائل آیا اور کچھ مانگا اونکے پاس ایک پیراہن کے سوا اور کچھ نتھا اوتار دیا اور کپڑا عاریت مانگ کر پہنا اور انتقال کیا

سخاوت اور بخل کی حد کا بیان کہ سخی کون ہے اور بخیل کون ہے

اے عزیز جاننا چاہیے کہ ہر شخص اپنے تئین سخی جانتا ہے شاید اور لوگ اوسے بخیل جانتے ہون تو اسکی حقیقت سمجھنا ضرور ہے کہ یہ بڑی بیماری ہے تاکہ لوگ اوسے جانین اور اوسکا علاج کرین اور ایسا کوئی نہین کہ لوگ اوس سے

جو کچھ مانگین وہ دے ہی دے اگر اس بات سے آدمی بخیل ہونے لگے تو سب بخیل ہی ہو جائین ہمین بہت سے اقوال ہین اکثر لوگون کا
قول یہ ہے کہ جسپر جو چیز شرعاً دینا واجب ہے اگر وہ نہ دے تو بخیل ہے اور اگر اوسکا دینا آسان نجانے تو بخیل ہے اور یہ بات ٹھیک نہین
کیونکہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص نان بائی کو روٹی اور قصائی کو گوشت پھیر دے کہ یہ کچھ کم ہے وہ بخیل ہے اور جو شخص جو رولڑکون کو
اسیقدر نفقہ دے جتنا قاضی نے مقرر کر دیا ہو اوس سے ایک لقمہ زیادہ دینا روا نہ رکھے وہ بخیل ہے اور جو شخص روٹی سامنے لیے بیٹھا ہو
اور کوئی فقیر دور سے آجائے اور وہ اوسے دیکھکر روٹی چھپائے وہ بخیل ہے کیونکہ شرع اوسیقدر پر اقتصار کرتی ہے جسقدر کی طاقت
بخیل لوگ رکھتے ہین جیسا حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ان یسئلکموھا فیحفکم تبخلوا ویخرج اضغانکم تو صحیح یہ ہے کہ بخیل وہ
شخص ہے جو دینے کی چیز نہ دے اور حق تعالیٰ نے مال کو ایک حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے جب حکمت الٰہی دینا چاہے تو نہ دینا بخل ہے
اور دینے کے قابل چیز وہ ہوتی ہے جسکے دینے کا شرع حکم کرے یا مروت اور شرع مین جو جو دینا واجب ہے وہ معلوم ہے لیکن مروت کی
رو سے جو دینا واجب ہے وہ لوگون کے احوال اور مقدار مال اور بخیل کے ساتھ بدلتا رہتا ہے بہت باتین ایسی ہین کہ بحسب عادت امیرون
سے تو بری معلوم ہوتی ہین اور فقیرون سے بری نہین معلوم ہوتین اہل و عیال کے ساتھ تو بری ہوتی ہین اورون کے ساتھ نہین
دوستون کے ساتھ تو بری ہوتی ہین بیگانون کے ساتھ نہین مہمانی مین بری ہوتی ہین اور ویسی ہی باتین بیع اور معاملات مین بری
نہین ہوتین بوڑھون سے بری ہوتی ہین جوانون سے نہین مردون سے بری ہوتی ہین عورتون سے نہین اسکی حد یہ ہے کہ جب مال
رکھ چھوڑنا مقصود ہے اور رکھ چھوڑنے سے زیادہ صرف کرنے کی کوئی ضرورت پیش آئے تو اس صورت مین خرچ کرنا بخل ہے اور جب
رکھ چھوڑنا بہت ضروری ہو اور ضرورت خفیف ہو تو صرف کرنا اسراف ہے اور بخل و اسراف دونون بد ہین تو جب کوئی مہمان آجائے تو مروت کا
خیال کرنا مال کے خیال کرنے سے زیادہ ضرور ہے اور اس عذر سے کہ مین زکوۃ دیچکا ہون مہمان کی مہمانداری نکرنا بری بات ہے اور
بخل ہے اور جب پڑوسی بھوکا ہو اور آدمی کے پاس زیادہ کھانا ہو تو نہ دینا بخل ہے اور جب شریعت اور مروت کے واجبات ادا کر چکا
اور مال بہت سا ہے تو خیرات کرکے آخرت کا ثواب ڈھونڈھنا ضرور ہے اور زمانہ کی مصیبتون اور آفتون کے لحاظ سے مال رکھ چھوڑنا بھی
ضرور ہے لیکن اسے ثواب کی غرض پر مقدم کرنا بزرگون کے نزدیک بخل ہے اور عوام کے نزدیک بخل نہین ہے اسواسطے کہ عوام کی نظر
اکثر فقط دنیا ہی پر ہوتی ہے اور یہ بات ہر ایک کے حال کے موافق بدلتی رہتی ہے پس اگر کسی نے فقط شریعت اور مروت کے واجبات
ادا کیے تو وہ بخل سے تو چھوٹ گیا لیکن سخاوت کا درجہ جب ہی پائیگا کہ اوسپر اور زیادہ خرچ کرے اور جسقدر زیادہ خرچ کریگا اوسیقدر سخاوت
مین اوسے درجہ بھی زیادہ ملیگا اور ثواب بھی بہت پائیگا تھوڑا ہو خواہ بہت ہر ایک کو اوسی کی قدر درجہ اور ثواب ہے اور آدمی سخی جب
ہوتا ہے کہ دنیا اور سیر نفاق نہو اگر مشکل سے دیتا ہے تو سخی نہوگا اور اگر کبھی کبھی بھی شکر اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو بھی سخی نہوگا بلکہ جواد
اور سخی حقیقت مین وہی شخص ہوتا ہے جو بے غرض دے یہ امر آدمی سے محال بلکہ یہ حق تعالیٰ ہی کی صفت ہے لیکن آدمی ثواب آخرت اور
نیکنامی پر اکتفا کرے تو اوسکو مجازاً سخی کہتے ہین کہ وہ بالفعل کچھ عوض نہین چاہتا دنیا مین تو سخاوت یہ ہے اور دین مین سخاوت یہ ہے کہ
حق تعالیٰ کی محبت مین جان قربان کرنے سے باک نہ رکھے اور آخرت مین ثواب پانیکا امیدوار نہ رہے فقط حق تعالیٰ کی محبت ہی جان قربان

کرنے کی باعث ہو بلکہ اپنے تئین فدا کرنا ہی اوسکی مین غرض اور عین لذت ہو کیونکہ جب کچھ امید رکھے گا تو معاوضہ ہو جائیگا

بخل کے علاج کا بیان

بغیر نہیں جانتا تو کہ یہ علاج بھی علم و عمل سے مرکب ہے علم تو یہ ہو کہ پہلے تو بخل کا سبب پہچانے کیونکہ بیماری کا سبب تو نجانیگا اوسکا علاج نہ کر سکیگا خواہشون کی محبت اوسکا سبب ہے اسواسطے کہ بغیر مال کے آدمی اپنی خواہش کو تئین پہونچ سکتا ہے اسکے ساتھ عمر دراز کی امید بھی ہوتی ہے کیونکہ اگر بخیل جانے کہ ایکدن یا ایک برس سے زیادہ میری زندگی نہین باقی رہی تو اوسکو خرچ کرنا بہت آسان ہو جائے گا مگر یہ کہ فرزند رکھتا ہو کہ فرزند کی بقا کو اپنی بقا جانتا ہے اور اوسکا بخل مضبوط ہو جاتا ہے اسیواسطے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ فرزند بخیلی اور بزدلی اور نادانی کا سبب ہوتا ہے اور کسی وقت مال کی محبت سے بڑی خواہش پیدا ہوتی ہے یا محبت مال خواہش نفس کے واسطے نہین ہوتی بلکہ خود مین مال ہی اوسکا معشوق ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی عمر بھر مال رکھا ہی رہنے دیتا ہے اور اس نقد کے علاوہ اوسکی زمین ذخیرہ کی آمدنی اوسکے جورو لڑکون کو قیامت تک کافی ہوتی ہے لیکن اگر مبتلا ہوتا ہے تو اپنی دولت کو نہین دیتا اور زکوۃ نہین دیتا اور زمین مین مال گاڑ رکھتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ مین مرہی جاؤنگا اور دشمن میرا مال لے ہی جائینگے لیکن خرچ کرنے سے بخل اوسے باز رکھتا ہے یہ بہت بڑی بیماری ہے بہت کم علاج پذیر ہوتی ہے اب جو تو نے سبب پہچان لیا تو قناعت سے اور ترک شہوات پر فراصبر کرنے سے خواہشون کی محبت کا علاج کر سکیگا تاکہ مال سے بے پروا ہو جائے اور امید زندگی کا علاج آدمی یون کرے کہ موت کا بہت خیال رکھے اور اپنے ہمجولیون کو دیکھے کہ وہ غافل تھے اور دفعتہً مر گئے اور حسرت لیگئے دشمنون نے اونکا مال افسوس کر کر کے بانٹ لیا اور اولاد کی محتاجی کے خوف کا یون علاج کرے کہ یہ جان لے کہ جسنے انجین پیدا کیا ہے اوسنے اونکا رزق بھی اونکے مقدر مین لکھدیا ہے اگر اونکے مقدر مین محتاجی ہی تو اوسکی بخیلی سے تونگر نہو جائینگے اور وہ مال ضائع کر دینگے اور اگر اونکے مقدر مین تونگری ہے تو اونھین اور کہین سے مل ہی جائیگا وہ دیکھتا ہے کہ بہت امیر ایسے ہین کہ اونھون نے اپنے باپ کی کچھ بھی میراث نہین پائی اور [illegible] پائی اور ضائع کر ڈالی اور یہ جان لے کہ اولاد خدا کی فرمان بردار ہوگی تو خدا خود ہی اونکی ضروریات کو کفایت کریگا اور [illegible] اونکے واسطے دین و دنیا مین مصلحت ہے تاکہ گناہون مین مال صرف کرین اور جو حدیثین بخل کی مذمت اور سخاوت کی تعریف مین وارد ہین اونمین غور و تامل کرے اور سوچے کہ دوزخ کے سوا بخیل کا اور کہین ٹھکانا نہین اگرچہ عبادت بہت رکھتا ہو تو آدمی کو مال سے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ اور خدا کی ناخوشی سے اپنے تئین بچائے اور بخیلون کے حال مین غور کرے کہ لوگون کے دلون پر کیسے گران ہوتے ہین اور سب اونھین دشمن رکھتے ہین اور اونکی ہجو کرتے ہین یہ سمجھے کہ بخل کرینگا تو مین بھی اسیطرح لوگون کے دلون مین گران اور نظرون مین حقیر رہونگا علمی علاج تو یہ ہے جب ان باتون مین غور کرے تو اگر بیماری علاج پذیر ہو جائے اور خرچ کرنے کی رغبت اوسکے دل مین پیدا ہو تو چاہیے کہ عمل مین مشغول ہو پہلے جیسے ہی خیال آئے فوراً خرچ کرنا شروع کر دے حضرت ابو الحسن ابو بکر رحمہ اللہ تعالیٰ نے طہارت خانہ مین مرید کو آواز دی کہ میرا پیالہ لیا ہے اور نکالنے فقیر کو دیدو مرید نے عرض کیا یا شیخ آپ نے باہر نکلنے تک صبر کیون نکیا فرمایا کہ مین ڈرا کہ مبادا دوسرا خیال [illegible] اور ممکن نہین کہ

سے مال خرچ کیے بخل جائے جسطرح یہ ممکن نہین کہ بے سفر کیے اور معشوق سے جدا ہوئے عاشق عشق سے نجات پائے اسیطرح مال سے جدا ہوئے عشق مال کا بھی علاج ہے فی الحقیقت اگر عشق مال سے نجات پانیکے واسطے آدمی مال کو دریا مین ڈال دے تو بخیلی کرکے رکھ چھوڑنے سے بہتر ہے ایک حیلہ لطیف اور علاج پاکیزہ یہ ہے کہ اپنے تئین نیکنامی پر فریفتہ کرے اور اپنے دل سے کہے کہ خرچ کرتا کہ لوگ مجھے سخی جانین اور اچھا کہین ریا اور جاہ کی حرص کو مال کی حرص پر تعینات کردے حتی کہ جب حرص مال چھوٹے تو ریا کا علاج کرے جسطرح جب لڑکیکا دودھ چھوڑاتے ہین تو پہلے سے اوسے اوس چیز کی چاٹ پر لگاتے ہین جسے وہ دوست رکھتا ہو تاکہ اوسکے شغل مین دودھ کو بھول جائے اخلاق خبیثہ کے علاج کا یہ بہت اچھا طریقہ ہے کہ ایک صفت کو دوسری صفت پر مسلط کردیا کرین تاکہ جسے مسلط کیا ہے اوسکی خوت سے پہلی صفت سے نجات ملے اسکی مثال ایسی ہے جو خون کپڑے پر سے پانی سے نہین چھوٹتا ہے اوسے پیشاب سے دھوئین تاکہ شوریت کے سبب پیشاب اوسے زائل کردے پھر پیشاب کو پانی سے دھوڈالین جو شخص بخل کو ریا سے دور کرے اوسنے نجاست کو نجاست سے دھویا لیکن یہ جب اوسکے دل مین قرار نہ پکڑے تو اوسکا فائدہ ہوگا اگر چہ بخل اور اپنی تعریف کا شوق دونون بشریت سے ہین لیکن بشریت کے کوچہ مین گلخن بھی ہے اور گلشن بھی بخل تو گلخن ہے اور سخاوت گلشن ہے اور ریا اور نیکنامی کے واسطے سخاوت کرنا حرام نہین ہے کیونکہ ریا فقط عبادت ہی مین حرام ہے اور دنیا اور رکھ چھوڑنا جو خدا کے واسطے ہوتا ہے وہ بشریت کے کوچے سے باہر ہے اور وہی نہایت محمود اور بہتر ہے تو بخیل کو یہ اعتراض کرنا نہین پہونچتا ہے کہ فلانا آدمی ریا کے ساتھ خرچ کرتا ہے اسواسطے کہ ریا کے ساتھ خرچ کرنا نہ خرچ کرنے سے اور اوس بخل سے جو ریا کے سبب سے ہوا ولی ہے جیسا کہ گلشن مین ہونا گلخن مین ہونے سے بہتر ہے بخل کا یہی علاج ہے جو بیان ہوا یعنی رنج و تکلیف سے دینا حتی کہ عادت ہوجائے اور بعض شیوخ نے اپنے بعض مریدون کا علاج کیا ہے کہ ہر ایک کے واسطے جدا جدا گوشہ مقرر کردیتے کہ اوس گوشہ کے ساتھ دل لگجائے جب دیکھتے کہ اوسکے ساتھ دل لگ گیا تو اوسکو دوسرے گوشہ مین بھیجدیتے اور اوسکا گوشہ دوسرے مرید کو دیدیتے اور اگر دیکھتے کہ مرید نے نیا جوتا پہنا ہے اور اوسے اچھا معلوم ہوتا ہے تو کہتے کہ دوسرے مرید کو دیدے وہ دیدیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکبار نعلین شریفین مین نیا تسمہ ڈالنا مین اوسپر نظر پڑی آپ نے فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ لاؤ نیا تسمہ نکالکر وہی پرانا تسمہ ڈالدیا جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو معلوم ہوا کہ دل سے مال کی محبت دور کرنے کی یہی تدبیر ہے کہ اوسے اپنے پاس سے جدا کردین اسواسطے کہ جب تک ہاتھ فارغ نہوگا دل بھی فارغ نہوگا اسی سبب سے محتاج فراغ دل ہوتا ہے اور جب اوسکے پاس مال جمع ہوجاتا ہے تو وہ ننانوے کے پھیر مین پڑکر بخیل ہوجاتا ہے اور آدمی کے پاس جو چیز نہین ہوتی دل اوس سے فارغ رہتا ہے **حکایت** کسی بادشاہ کے پاس کوئی شخص فیروزی کا ایک کاسہ جواہر جڑا ہوا ہدیہ لایا وہ کاسہ لاجواب تھا اوسکا نظیر نایاب تھا ایک حکیم دربار مین حاضر تھا اوس سے بادشاہ نے پوچھا کہ تو نے اس کاسہ کو دیکھا کیسا ہے اوسنے عرض کیا مین دیکھتا ہون کہ اس کاسہ کا انجام یا تو مصیبت ہے یا محتاجی اور اسکے آنیکے پہلے آپ دونون باتون سے مطمئن تھے بادشاہ نے کہا کیون عرض کیا کہ اگر ٹوٹ جائے تو مصیبت ہے اسواسطے کہ بے نظیر ہے اور اگر چرا لیجائین تو دولتمندی اور حاجت ہے تا وقتیکہ پھر نہ ملے ناگاہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ کاسہ ٹوٹ گیا بادشاہ کو نہایت رنج ہوا فرمایا حکیم نے

سچ کہا تھا **مال کے زہر کے منتر کا بیان** العزیز جاننا چاہئے کہ مال کی یہ مثال ہے جیسا سانپ کا حال ہے کہ آدمی زہر بھی ہے تریاق بھی جیسا ہمنے بیان کیا ہے تو جو شخص منتر جانے اور اوسپر ہاتھ ڈالے وہ ہلاک ہو جائیگا چونکہ مال بالکل برا ہی نہیں ہے اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مین کچھ لوگ مالدار تھے جیسے حضرت عبدالرحمن بن عوف تو مالدار ہونا کچھ عیب نہین یہ ایسا امر ہے جیسے کوئی لڑکا کسی افسونگر کو دیکھے کہ سانپ پکڑ پکڑ کر اپنی پٹاری مین بھر رہا ہے اور سمجھے کہ یہ سانپ اسواسطے پکڑتا ہے کہ وہ نرم ہے اور ہاتھ مین اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ بھی سانپ پکڑنے پر قدم مارے اور ناگاہ ہلاک ہو جائے مال کے پانچ منتر ہین پہلا منتر یہ ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ مال کو خدا نے کیون پیدا کیا ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ قوت اور لباس اور مسکن کے واسطے مال ہوتا ہے کہ یہ چیزین آدمی کے بدن کے واسطے ضرور ہین اور بدن حواس کے واسطے اور حواس عقل کے واسطے اور عقل دل کے لیے تاکہ دل خدا کی معرفت سے آراستہ ہو آدمی نے جب یہ سمجھ لیا تو اپنے مطلب کی قدر مال سے دل لگائے اور نیک مصارف مین اندازہ کے ساتھ صرف کرے دوسرا منتر یہ ہے کہ آمد پر نگاہ رکھے تاکہ حرام اور شبہہ کا مال نہو اور ایسی وجہ سے نہو جو مروت کے برخلاف ہے جیسے سوت اور گدائی اور حمامی کی اجرت اور مثل اسکے تیسرا منتر یہ ہے کہ مقدار مال کو نگاہ رکھے کہ بقدر حاجت سے زیادہ جمع نہونے پائے جو بقدر حاجت سے زیادہ ہے کہ زاد راہ دین مین اوسکی حاجت نہین اور حاجتمند کو خلق جانے اگر کوئی محتاج آئے تو جو کچھ بقدر حاجت سے زیادہ اوسکے پاس ہے وہ محتاج کو دیدے چار کھے اور اگر ایثار کی قدرت نہین رکھتا ہے تو محل حاجت مین صرف کردے چوتھا منتر یہ ہے کہ خرچ نگاہ رکھے اور اسراف نکرے تھوڑے پر قناعت کرے نیک کامون مین صرف کرے اسواسطے کہ بیجا صرف کرنا بھی ایسا ہے جیسے بری طرح سے کسب کرنا اور مال پیدا کرنا پانچوان منتر یہ ہے کہ آمد اور خرچ اور رکھ چھوڑ مین اپنی نیت نیک اور درست کرے کہ جو کچھ کمائے عبادت مین فراغت حاصل ہونیکے واسطے کمائے اور جس مال سے دست بردار ہو دنیا کو برا جانتے اور زہد کے سبب سے دست بردار ہو کر اوسکی خیال سے اپنے دل کو محفوظ اور پاک رکھے تاکہ خدا کی یاد مین مشغول رہے اور جو کچھ مال رکھ چھوڑ دے اسی غرض دینی سے رکھ چھوڑے جو راہ دین اور فراغت راہ دین مین پیش آئیگی اور خرچ کر ڈالنے کے واسطے حاجت کا منتظر رہے آدمی جب ایسا کرے تو اوسے مال کچھ نقصان نہین کرتا اور اوسے مال سے تریاق نصیب ہے زہر نہین اسیواسطے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کے تمام روے زمین کا مال حاصل کرے تو وہ زاہد ہے اگرچہ تونگر ترین خلق ہے اور اگر تمام دنیا کو ترک کر دے اور قلبیت مقصود نہو وہ زاہد نہین ہے چاہیے کہ خدا کی عبادت اور راہ آخرت کی طرف دل متوجہ رہے تاکہ جو حرکت کرے اگرچہ وہ کھانا کھاتا ہو یا پانخانے جاتا ہو وہ سب عبادت ہو جائے اور سب پر ثواب پائے اسواسطے کہ راہ دین کو سب کی حاجت ہے لیکن نیک نیت درکار ہے اور چونکہ اکثر خلق اس سے عاجز ہے اور ان منتروں کو نہین جانتی اور اگر جانتی ہے تو کام مین نہین لاسکتی تو اولیٰ یہ ہے کہ جہانتک ہو سکے بہت مال سے دور رہے کیونکہ اگر مال کی کثرت اترانے اور غفلت کا سبب بھی ہو آخرت درجات آخرت تو گھٹا دیتی ہے اور یہ کمال نقصان اور نہایت خسران ہے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب انتقال فرمایا تو بہت مال چھوڑا بعضے صحابہ نے کہا کہ بہت سا مال چھوڑنے کے سبب سے ہمین اونکی طرف سے خوف ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا کہ سبحان اللہ تم کیا ڈرتے ہو انھون نے حلال کا مال حاصل کیا حق اور بجا صرف کیا جو چھوڑا وہ مال حلال چھوڑا اونکا کیا خوف ہے یہ خبر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو

چشمہ بھی نہایت غصہ میں باہر نکل آئے اونٹ کی بڑی ہانکنے میں سے حضرت کعب الاحبار کو مارنے کے واسطے دوڑ ہوئے تھے وہ بھاگے
امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں گئے اور انکی پیٹھ کے پیچھے پناہ لی حضرت ابوذر بھی انکے پیچھے پیچھے گئے
اور کہا کہ ہان اے یہودی بچے تو کہتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن نے جو مال چھوڑا وہ کیا نقصان رکھتا ہے حالانکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ
ایکدن اُحد کی طرف جاتے تھے اور میں ساتھ تھا فرمایا کہ اے ابوذر میں نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا کہ مالدار لوگ قیامت
میں سب سے کمتر اور آخر تر ہونگے مگر وہ شخص جو اپنے ہاتھ آگے پیچھے مال پھینکتا ہے اور خرچ کرتا ہے اے ابوذر میں نہیں چاہتا کہ
میرے پاس کئی کوہ احد کے برابر مال ہو اور خدا کی راہ میں صرف کروں اور جیتا مروں تو مجھسے دو قیراط بیچ رہیں جب سے یہ مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے اور یہودی بچے تو یوں کہتا ہے تو تو جھوٹا ہے اور کہنے حضرت ابوذر کو کچھ جواب نہ دیا ایک بار
حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹوں کا لشکر میں کی تجارت سے آیا مدینہ میں شور اور غلغلہ پڑ گیا ام المومنین حضرت
بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت عبدالرحمن کے اونٹ ہیں حضرت صدیقہ رضی اللہ
فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا یہ خبر حضرت عبدالرحمن کو پہونچی حضرت صدیقہ کے اس کلمہ سے متفکر ہوکر اور سیدھے
حضرت صدیقہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا ام المومنین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا فرمایا کہ آپ نے ارشاد
کیا تھا کہ جنت مجھے دکھائی گئی اپنے محتاج اصحاب کو میں نے دیکھا کہ دوڑے چلے جاتے ہیں اور تونگر صحابی کو نہیں دیکھا گر عبدالرحمن
ابن عوف کو کہ وہ گرتا پڑتا جنت کے دروازہ تک پہونچا حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ ان اونٹوں کو اور جو مال اونپر ہے میں نے
فی سبیل اللہ کیا اور ان سب غلاموں کو آزاد کردیا تاکہ شاید میں بھی اون محتاج اصحاب کے ساتھ جا سکوں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت عبدالرحمن بن عوف سے فرمایا کہ میری امت کے امیروں میں سب سے پہلے تو جنت میں جائیگا مگر وہ عبد سے اندر جا سکیگا ایک
بڑے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ میں نہیں چاہتا کہ روز ہزار دینار حلال سے کسب کروں اور خدا کی راہ میں صرف کروں
اگر یہ اس سبب سے جماعت کی نماز سے باز رہیں لوگوں نے کہا کہ موقف سوال میں خدا مجھسے استفسار فرمائیگا کہ اے میرے بندے تو کہاں سے
لایا تھا اور کہاں خرچ کیا میں سوال اور حساب کی طاقت نہیں رکھتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن
ایک شخص کو لائیں گے اوسنے وجہ حرام سے مال کمایا ہوگا اور حرام میں اوڑایا ہوگا اوسے دوزخ میں بھیجدینگے دوسرے کو لائیں گے
اوسنے وجہ حلال سے مال کمایا ہوگا اور حرام میں لٹایا ہوگا اوسے بھی دوزخ میں بھیجدینگے تیسرے کو لائینگے اوسنے حرام سے مال جمع کیا ہوگا اور حلال میں
خرچ کیا ہوگا اوسے بھی دوزخ میں روانہ کرینگے چوتھے کو لائینگے اوسنے حلال سے مال پیدا کیا ہوگا اور حق حلال میں خرچ بھی کیا ہوگا
کہ اسے ٹھہراؤ اسواسطے کہ شاید یہ مال ڈھونڈھنے میں اسنے طہارت میں کوئی قصور کیا ہو یا رکوع سجود میں کچھ فتور پیدا ہوا ہو یا وقت پر شرط کے ساتھ
اسنے نماز نہ پڑھی ہو وہ شخص عرض کریگا کہ اے پروردگار میں نے حلال سے کمایا اور بجا اور حق مصرف میں صرف کیا اور کسی فرض میں
قصور نہیں کیا اور اس مال کے سبب سے تفاخر نہیں کیا کہیں گے شاید گھوڑا اور لباس مکلف رکھا ہو اور فخر و نخوت سے چلا ہو وہ عرض کریگا
کہ بار خدایا میں نے اس مال کے سبب سے تفاخر بھی نہیں کیا ہے کہیں گے شاید تو نے کسی یتیم بیکس یا پڑوسی یا بیگانہ کے حق میں تقصیر کی ہو

وہ عرض کریگا کہ بار خدایا میں نے یہ مال حلال سے پیدا کیا اور حق بات مین صرف کیا اور فرائض مین کچھ قصور نہین کیا پھر یہ سب لوگ آئین گے اور اوسے گھیر لینگے اور عرض کرینگے کہ بار خدایا تو نے اس شخص کو ہمارے بیچ مین مال اور نعمت عنایت کی تھی ہماری حق کی نسبت باز پرس کر ایک ایک کے حق کی نسبت پرسش ہوگی اگر کچھ بھی تقصیر کی ہوگی تو حکم ہوگا کہ ٹھہرا رہ اب ان نعمتون کا شکر پیش کر جو تجھ تو نے کھایا اور جو مزہ تو نے پایا ہے اوسکا شکر بجا لا اسیطرح پوچھین گے اسی سبب سے تھا کہ ہر گروہ مین سے کوئی شخص تو نکریگا راضی نہوا کہ اگر عذاب ہوگا مگر اس طرح سے ذرہ ذرہ سی بات کا حساب تو ہوگا بلکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جو پیشوا اس امت کے تھے آپ نے اسواسطے فقیری اختیار کی کہ امت کو معلوم ہو جاے کہ فقیری بہتر ہے حضرت عمران حصین رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مجھے جناب رحمۃ للعالمین کی خدمت مین گستاخی حاصل تھی ایک دن آپ نے فرمایا کہ آؤ فاطمہ رضہ کی عیادت کو چلین جب اونکے گھر کے دروازے پر پہونچے دروازہ کھٹکھٹایا کہ فرمایا السلام علیکم ہم اندر آئین اونھون نے عرض کیا کہ آئیے فرمایا مین ہون اور ایک شخص میرے ساتھ ہے جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میرے تمام بدن پر ایک پرانی کملی کے سوا اور کچھ کپڑا نہین ہے آپنے فرمایا کہ وہی کملی اپنے بدن پر لپیٹ لو اونھون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تمام بدن پر لپیٹ لی مگر سر کھلا ہے پرانی چادر آپنے پھینکدی کہ سر پر ڈال لو پھر آپ اندر تشریف لیگئے اور پوچھا اے فرزند عزیز کیسی ہو اونھون نے عرض کیا کہ نہایت بیمار اور دردمند ہون ہوجہ سے اور بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے کہ اس بیماری مین بھوکی ہون اور کچھ نہین پاتی ہون کہ کھاؤن اب بھوک کی تاب نہین جناب سلطان الانبیا حضرت محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ واکمل الثنا بے اختیار رونے لگے اور فرمایا کہ اے فاطمہ صبر بے صبری نہ کر قسم خدا کی تین دن ہوئے کہ مین نے بھی کچھ چکھا تک نہین اور حق تعالی کے نزدیک میرا درجہ تجھسے زیادہ ہے اگر مین کچھ مانگتا تو وہ عنایت فرماتا لیکن مین نے دنیا پر آخرت کو اختیار کیا ہے پھر اپنا دست مبارک اونکے کاندھے پر رکھا اور فرمایا کہ بشارت ہو تجکو قسم خدا کی کہ تو بہشت کی عورتون کی سردار ہے جناب سیدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آسیہ فرعون کی بی بی اور مریم حضرت عیسی علیہ السلام کی ماں کیا ہین فرمایا کہ اونمین سے ہر ایک اپنے عالم کی سردار ہین اور تو تمام عالم کی عورتون کی سردار ہے تم سب ایسے ایسے چاندی سونے کے آراستہ مکانون مین ہوگی جسمین نہ غل ہے نہ دکھ نہ دردمند پھر فرمایا کہ اے بیٹی تو بس کر میرے چچازاد بھائی پر جو تیرا شوہر ہے کہ مین نے ایسے کے ساتھ تجھے جفت کیا ہے جو دنیا اور آخرت مین سردار ہے **حکایت** ایک دن حضرت عیسی علیہ السلام سے عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ آپکی صحبت مین رہا کرون اور آپ کے ساتھ چلا کرون کہ ایک شہر کے کنارے پہونچے تین روٹیان پاس تھین دو کھائین ایک باقی رہی حضرت عیسی علیہ السلام گئے جب پھر آئے تو روٹی نہ دیکھی فرمایا کون لیگیا اوس شخص نے کہا مین نہین جانتا پھر وہان سے بڑھے ایک ہرنی دو بچون سمیت آتی تھی حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک کو آواز دی وہ آپ کے پاس چلا آیا آپ نے اوسے ذبح کیا وہ اسیوقت بھن گیا دونون آدمیون نے آسودہ ہوکر کھایا پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ زندہ ہو جا حکم الہی سے وہ زندہ ہوکر چلا گیا پھر حضرت عیسی علیہ السلام نے اوس مرد سے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اوس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا تو روٹی کیا ہوئی اوسنے کہا مین نہین جانتا وہان سے بڑھے ایک دریا کے قریب پہونچے حضرت عیسی علیہ السلام نے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور دونون آدمی پانی کو اوپر

چل نکلے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اوس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا بتا تو کہ وہ روٹی کیا ہوئی پھر اوسنے کہا کہ میں نہیں جانتا وہاں سے آگے بڑھے ایک جنگل میں پہنچے وہاں ریت بہت تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوس ریت کو جمع کیا اور فرمایا کہ خدا کے حکم سے تو سونا ہوجا وہ ریت سب سونا ہوگئی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوسکے تین حصے کیے اور فرمایا کہ ایک حصہ تیرا ہے ایک میرا ہے ایک اوس شخص کا جسنے روٹی لیگیا اوس مردنے سونے کے لالچ سے مارے اقرار کر دیا کہ وہ روٹی میرے پاس ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب سب تیرا حصہ ہے اور اوسکے حوالے کرکے چلے گئے وہ آدمی اوسکے پاس پہونچے چاہا کہ اوسے مار ڈالیں اور سونا چھین لیں اوسنے کہا مجھے قتل کرو ان تینوں حصوں میں سے ایک ایک آدمی ایک ایک حصہ لیلے گا پھر ایک آدمی سے کہا کہ ہمارے واسطے کھانا مول لے آ وہ گیا اور کھانا مول لیا اور اپنے جی میں کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ وہ سونا لیجائینگے میں اس کھانے میں زہر ملادوں وہ کھاکر مرجائینگے اور میں سب سونا لیلوں اور اون دونوں آدمیوں نے آپسمیں کہا کہ اوسے سونا کیوں دیں وہ پھر کر آئے تو اوسے مار ڈالیں اور سونا اوٹھالیجائیں جب وہ پھر کر آیا ان دونوں آدمیوں نے اوسے مار ڈالا اور اوسکا لایا ہوا کھانا جو کھایا تو خود بھی مرگئے اور سونا اسیطرح پڑا رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اودھر سے پھرے تو سب سونا وہیں پر دیکھا اور تین مردے پڑے ہوئے دیکھے فرمایا یارو دنیا ایسی ہی ہوتی ہے اوس سے حذر کرو اس حکایت سے معلوم ہوا کہ آدمی اگرچہ اوستاد اور افسون گر اول یہی ہے کہ مال پر نظر نہ ڈالے اور اوسکے گرد نہ پھٹکے مگر بقدر حاجت اور واسطے کہ سانپ پکڑنیوالا کبھی آخر سانپ ہی مارتا ہے واللہ اعلم بالصواب

ساتوین اصل محبت جاہ وحشمت کے علاج اور آفات کے بیان میں

العزیز از جان اس بات کو جان کہ بہت لوگ جاہ وحشمت اور نیکنامی اور ثنائے خلق کی طلب میں ہلاک ہوئے ہیں اسی سبب سے بہت جھگڑوں اور عداوتوں اور گناہوں میں پڑے ہیں جہاں یہ خواہش غالب ہوئی پس راہ دین منقطع ہوگئی اور نفاق اور بری اخلاق سے دل بھر گیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جاہ ومال کی محبت دل میں نفاق کو اسطرح اوگاتی ہے جسطرح پانی سبزہ کو اوگاتا ہے اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے گلے میں ایسی تباہی نہیں ڈالتے جیسے محبت جاہ ومال مرد مومن کے دل میں تباہی ڈالتی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ خلق کو دو چیزوں نے ہلاک کیا ہوا اور ہوس کی پیروی نے اور اپنی ثنا وصفت کو دوست رکھنے نے اس سے وہی شخص نجات پاتا ہے جو اپنی بلند نامی اور شہرت نہ ڈھونڈھے اور گمنامی پر قناعت کرے اسواسطے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا یعنی سعادت آخرت اوس شخص کے واسطے ہمنے مقرر کی ہے جو دنیا میں بزرگی اور جاہ نہ ڈھونڈھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ لوگ جنتی ہیں جو خاک آلود پریشان موکثیف لباس ہوں کوئی اونکی قدر ومنزلت نہ کرے اگر امیروں کے گھر میں جانیکی اجازت چاہیں تو لوگ نہ جانے دیں اگر نکاح کرنا چاہیں تو کوئی شخص اونمیں اپنی لڑکی نہ دے اگر بات کہیں تو کوئی اونکی بات نہ سنے اونکی آرزوئیں انکے سینوں میں موجزن رہی ہوں قیامت کے دن ان لوگوں کا نور تقسیم کیا جائے گا

تو تمام خلق کو پہونچ جائیگا **شعر** خاکساران جہان را بحقارت منگر ۔ توچہ دانی کہ درین گرد سواری باشد ۔ اور فرمایا ہے کہ بہت خاکسار کہنہ لباس ایسے ہین کہ اگر خدا کو قسم دلاکر بہشت مانگین تو خدا اونھین عنایت فرمائے اور اگر دنیا کی کوئی چیز چاہین تو نہ ملے اور فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر تمسے ایک دینار یا ایک درہم یا ایک جبہ مانگین تو تم نہ دو اور اگر خدا سے جنت مانگین تو وہ عنایت کردے اور اگر دنیا مانگے تو خدا نہ دے اور دنیا نہ دینے کی وجہ یہ نہین کہ وہ ذلیل اور بیقدر ہین امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد مین حاضر ہوئے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو روتے دیکھا پوچھا کیون روتے ہو عرض کیا کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ذراسی ریا بھی شرک ہے اور حق تعالیٰ ایسے چھپے ہوئے پرہیزگارون کو دوست رکھتا ہے کہ جو غائب ہوجائین تو کوئی اونھین نہ ڈھونڈھے اور اگر حاضر ہون تو کوئی نہ پہچانے اونکے دل راہ ہدایت کے چراغ ہوتے ہین اور تمام شبہون اور ظلمتون سے پاک ہوتے ہین حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہین کہ جو شخص نیکنامی اور شہرہ کو دوست رکھتا ہے وہ خدای پاک کے دین مین کامل نہین ہے حضرت ایوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین کہ صدق کی علامت یہ ہے کہ آدمی یہ نچاہے کہ مجھے کوئی پہچانے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے پیچھے اونکے کئی شاگرد جاتے تھے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اونکو دُرّے مارے اونھون نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین دیکھیے آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ یہ امر پیچھے چلنے والے کے حق مین باعث ذلت ہے اور آگے چلنے والیکے حق مین موجب غرور و نخوت ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ جو احمق لوگون کو اپنے پیچھے پیچھے چلتے دیکھتا ہے کسی حالت مین اوسکا دل ٹھکانے نہین رہتا حضرت ایوب علیہ السلام کہین سفر کو جاتے تھے کچھ لوگ اونکے پیچھے پیچھے چلنے لگے فرمایا کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ یہ نہ جانتا ہوتا کہ مین اس امر سے کارہ ہون تو مین اوسکے غضب سے ڈرتا حضرت ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ اگلے بزرگ ایسے کپڑے کو بُرا جانتے تھے کہ نئے یا پرانے ہونے کے سبب سے جسپر اوسکا نشان اوٹھین بلکہ ایسا ہونا چاہیے کہ کوئی اوسکا ذکر نہ کرے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ مین کسی کو ایسا نہین جانتا کہ وہ اس بات کو دوست رکھتا ہو کہ لوگ مجھے پہچانین اور اوسکا دین تباہ اور وہ رسوا ہو **حقیقت جاہ کا بیان** یعنی جاننا چاہیے کہ جسطرح تونگری کے یہ معنی ہین کہ مال و زر اوسکی ملک مین ہو اور اوسکے قبض و تصرف مین رہے اوسیطرح محتشم اور صاحب جاہ کے یہ معنی ہین کہ لوگون کے دل اوسکی ملک مین ہون یعنی اوسکے مسخر ہون اوسکا تصرف لوگون کے دلون مین جاری ہو اور جب آدمی کا دل کسیکا مسخر ہوجاتا ہے تو بدن اور مال بھی دل کا تابع ہے اور جبتک کسیکے ساتھ نیک اعتقاد نہو تب تک دل اوسکا مسخر نہین ہوتا جیسے کہ کسی شخص کی عظمت آدمی کے دل مین سما جائے کسی کمال کی وجہ سے جو اوس شخص مین ہے یا علم یا عبادت یا نیک خلقی یا قوت یا اسی چیز کے سبب سے جسے لوگ کمال اور بزرگی جانتے ہین آدمی نے جب یہ اعتقاد کیا تو دل مسخر ہوگیا خوشی اور رغبت سے آدمی اوس شخص کی اطاعت کرتا ہے اور اپنی زبان اوسکی مدح و ثنا مین کھولتا ہے اور بدن سے اوسکی خدمت مین مستعد رہتا ہے اور مال فدا کرنے پر آمادہ رہتا ہے جسطرح غلام اپنے آقا کا مسخر رہتا ہے اوسیطرح وہ آدمی صاحب جاہ کا مرید اور دوستدار اور مسخر رہتا ہے بلکہ غلام زبردستی سے مسخر ہوتا ہے اور یہ اپنی طبیعت اور خوشی سے تو مال سے چیزون کی ملک مقصود ہے اور جاہ سے دلون کی ملک بہت آدمیون کو مال سے

جاہ زیادہ پیاری ہوتی ہے اسکے تین سبب ہین ایک سبب تو یہ ہے کہ مال اس سبب سے پیارا ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے سب حاجتین نکل سکتی ہین اور جاہ بھی ایسی ہے بلکہ جو شخص صاحب جاہ ہو اوسے مال حاصل کرنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر کمینہ یہ چاہے کہ مال کی بدولت جاہ حاصل کرون تو مشکل ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ مال مین یہ ڈر رہتا ہے کہ مبادا ضائع ہو جائے یا چور لیجائین یا خرچ ہو جائے اور جاہ مین یہ ڈر نہین تیسرا سبب یہ ہے کہ مال بے رنج تجارت و محنت زیادہ نہین ہوتا اور جاہ سرایت کرتی ہے اور زیادہ ہوتی ہے اسواسطے کہ جسکا دل تیرے دام عقیدت مین پھنسا وہ تمام جہان مین تیری تعریف کرتا پھرتا ہے حتی کہ اور لوگ بھی نادیدہ تیرے پھندے مین پھنستے ہین اور آدمی جتنا زیادہ مشہور ہوتا ہے اوتنی اوسکی جاہ بھی بڑھتی ہے اور تابعین زیادہ ہوتے ہین تو جاہ و مال دونون مطلوب ہین اسواسطے کہ سب حاجتین نکلنے کا وسیلہ ہے اور یہ آدمی کی طبیعت سے ہے کہ اون شہرون مین اپنا نام اور جاہ کو دوست رکھتا ہے کہ جہان جانتا ہے کہ مین ہرگز نہ پہونچونگا اور چاہتا ہے کہ تمام عالم اوسکی ملک رہے اگرچہ یہ جانتا ہو کہ مین اوسکا محتاج نہونگا اور اسکا بھید بہت بڑا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی فرشتون کے گوہر سے اور حق سبحانہ تعالی کے کامون مین سے ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ تو چونکہ حضرت ربوبیت سے ازبس مناسبت رکھتا ہے لہذا ربوبیت کو ڈھونڈھتا اوسکی طبیعت ہے اور وہ جو فرعون نے کہا تھا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی اسکی چاہ ہر ایک کے باطن مین گھسی ہوئی ہے تو ہر شخص بالطبع ربوبیت کو دوست رکھتا ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب ہی ہو اوسکے ساتھ کوئی دوسری چیز ہو وے ہی نہ کیونکہ جب دوسری چیز ہوگی تو کمال نہ رہیگا نقصان ہو جائیگا آفتاب اسی سے کامل ہے کہ ایک ہی ہے اور تمام اوسکا نور ہے اگر آفتاب کے ساتھ کوئی دوسرا ہوتا تو آفتاب ناقص ہو جاتا اور یہ کمال کہ سب ہی ہو جناب احدیت کی خاصیت ہے اسواسطے کہ حقیقت مین ہست وہی ہے بس اوسکے سوا اور کچھ وجود ہی نہین اور جو کچھ ہے وہ اوسی کی قدرت کا نور ہے تو اوسکا تابع ہے شریک اور ساتھی نہین جیسا نور آفتاب تابع آفتاب ہے آفتاب کے مقابلہ مین نور آفتاب دوسرا موجود اور آفتاب کا شریک اور ساتھی نہین ہے کہ اگر دوئی ظاہر ہوئی تو آفتاب کا نقصان ہے آدمی کی طبیعت مین یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ سب مین ہی ہون چونکہ اس سے عاجز ہے تو چاہتا ہے کہ سب کچھ میری ہی ملک مین رہے یعنی اوسکا مسخر رہے اور اوسی کے تصرف اور ارادے مین رہے مگر اس سے بھی عاجز ہے کیونکہ موجودات دو قسم پر ہین ایک قسم وہ ہے کہ اوسپر آدمی کا تصرف نہین ہو سکتا جیسے آسمان اور ستارے اور ملائکہ اور شیاطین اور جو کچھ زمین کے نیچے اور دریاؤن کے قعر اور پہاڑون کے عمق مین ہے تو آدمی چاہتا ہے کہ علم کے سبب سے ان چیزون پر مستولی اور محیط ہو جائے تاکہ سب اوسکے علم کے تصرف مین آجائین اگرچہ اوسکی قدرت کے تصرف مین نہین آتے اسی سبب سے آدمی چاہتا ہے کہ ملکوت زمین و آسمان اور عجائب بحر و بر اور سب اوسے معلوم رہین جیسے جو شخص شطرنج بسانے سے عاجز ہوتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ اوسے معلوم ہو کیونکہ یہ بھی استیلا کی ایک قسم ہے دوسری قسم وہ ہے کہ جسپر آدمی تصرف کر سکتا ہے روے زمین مین ہے اور جو کچھ زمین پر نباتات حیوانات جمادات ہین آدمی چاہتا ہے کہ سب میری ہی ملک ہو جائین یعنی اوسی کی تصرف مین رہین تاکہ اوسے سب پر کمال قدرت اور کمال استیلا ہو اور جو کچھ زمین پر ہے اون سب مین آدمیون کا دل بہت نفیس ہے آدمی چاہتا ہے کہ وہ بھی میرے ہی مسخر رہین اور مین ہی اونپر تصرف کرون

تاکہ ہمیشہ میری ہی یاد مین مشغول رہین جاہ کے یہی معنی ہین تو ربوبیت کو آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے کہ اوسکی نسبت اوسطرف کھینچتی ہے اور اوسی درگاہ سے آتی ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب کمال اوسیکو ہو اور کمال استیلا مین ہوتا ہے اور استیلا علم و قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور آدمی کی قدرت مال و جاہ سے ہوتی ہے تو محبت جاہ و مال کا یہی سبب ہے **فصل** اگر کوئی شخص کہے کہ جب کمال ربوبیت کی طلب آدمی کی طبیعت ہے اور وہ علم و قدرت کے سوا نہین ہے اور طلب علم اچھی بات ہے کیونکہ وہ طلب کمال ہے تو چاہیے کہ طلب مال و جاہ بھی اچھی بات ہو کیونکہ یہ بھی طلب قدرت ہے اور قدرت منجملۂ کمال ہے اور منجملۂ صفات خدائے لایزال ہے جیسے علم اور بندہ جتنا کامل تر ہوتا ہے اوتنا ہی حق تعالیٰ سے نزدیک تر ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ علم و قدرت بھی دو کمال ہین اور منجملۂ صفات ربوبیت ہین لیکن آدمی علم حقیقی حاصل کرسکتا ہے قدرت حقیقی نہین حاصل کرسکتا اور علم ایسا کمال ہے کہ فی الحقیقت ممکن ہے کہ آدمی کو حاصل ہو جاے اور اوسکے ساتھ رہے لیکن قدرت نہین حاصل ہوتی آدمی سمجھتا ہے کہ حاصل ہو گئی پھر اوسکے ساتھ نہین رہتی کیونکہ قدرت تو مال اور خلق سے علاقہ رکھتی ہے مرنے کے ساتھ ہی آدمی سے منقطع ہو جاتی ہے اور جو چیز مرنے سے زائل ہو جائے وہ منجملۂ باقیات صالحات نہین ہے اور اوسکی تلاش مین اوقات صرف کرنا نادانی ہے تو قدرت اوسیقدر کام آتی ہے جو تحصیل علم کا وسیلہ ہو اور علم کا قیام دل کے ساتھ ہے بدن کے ساتھ نہین اور دل باقی اور ابدی ہے عالم جب اس جہان سے جاتا ہے تو علم اوسکے ساتھ رہتا ہے اور وہ علم ایسا نور ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے عالم جناب الٰہی کو دیکھے حتی کہ ایسی لذت پائے کہ جنت کی سب لذتین اوسکے سامنے حقیر اور ناچیز ہو جائین اور علم کو کسی ایسی چیز سے علاقہ نہین ہے جو موت کے سبب سے زائل ہو جائے کیونکہ علم کو نہ مال سے علاقہ ہے نہ خلق کے دلون سے بلکہ خدا کی ذات اور صفات سے علاقہ ہے اور اوسکی حکمت سے جو ملک اور ملکوت مین ہے اور عجائب معقولات سے جو جائزات اور واجبات اور محالات مین ہین اور یہ چیزین ازلی اور ابدی ہین کیونکہ ہرگز نہین بدلتین اسواسطے کہ واجب ہرگز محال نہین ہوتا اور محال ہرگز جائز نہین ہوتا اور جو علم مخلوق اور فانی چیزون سے علاقہ رکھتا ہے وہ کسی گنتی مین نہین مثلاً علم لغت کہ لغت حادث اور فانی ہے اور اسکی قدر اسوجہ سے ہے کہ قرآن حدیث کے معنے سمجھنے کا وسیلہ ہے اور قرآن حدیث کو سمجھنا معرفت خدا کا وسیلہ ہے اور خدا کی راہ مین جو گھاٹیان ہین اونہین طے کرنیکا ذریعہ ہے تو جو چیز متغیر اور فنا ہو جاتی ہے اوسکا علم خود مقصود نہین ہوتا بلکہ علم ازلیات کا تابع ہوتا ہے اور علم ازلیات وہ ہے جو منجملۂ باقیات صالحات ہے وہ جناب الٰہی ہے کہ ازلی اور ابدی ہے اور تغیر کو اوسمین دخل نہین تو آدمی کو ازلیات کا علم جسقدر زیادہ ہو اوسیقدر وہ حق تعالیٰ سے نزدیک تر ہوتا ہے تو آدمی کو علم حقیقی ہے قدرت حقیقی نہین ہے مگر ایک طرح کی قدرت بھی باقیات صالحات مین سے ہے وہ حریت ہے یعنی خواہشون کے ہاتھ سے آزاد ہو جانا کیونکہ جو پابند شہوات ہے وہ شہوات کا بندہ ہے اوسے جو حاجت ہوتی ہے اوسکے سبب سے اوسکا نقصان ہوتا ہے تو اوس حاجت سے آزاد ہونا اور شہوات پر قادر ہو جانا ایسا کمال ہے کہ حق تعالیٰ اور ملائکہ کے صفات سے بایں وجہ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آدمی تغیر اور حاجت سے دور تر

رہتا ہے اور جسقدر تغیر اور حاجت سے دور تر رہتا ہے اوسیقدر ملائکہ کے مانند ہو جاتا ہے فی الحقیقت ایک کمال تو علم اور معرفت ہے دوسرا خواہشون کے ہاتھ سے آزادی اور حریت اور مال وجاہ کمال کی دکھائی دیتا ہی نہین اور مرنے کے بعد باقی نہین رہتا پس خلق کو طلب کمال ضرور ہے بلکہ خلق اس امر کی مامور ہے مگر کمال حقیقی سے جاہل ہے اور جو چیز کمال نہین ہے خلق اوسے کمال جانتی ہے اور سب لوگ اوسی کی طرف متوجہ ہین اور جو کمال ہے اوسکی طرف پیٹھ کردی ہے تو سب لوگ اپنے نقصان کی راہ چلتے ہین اسی سبب سے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۔ **فصل** العزیز جانتو کہ جاہ بھی مال کے مثل ہے جسطرح مال سب برا نہین بلکہ بقدر کفایت زاد راہ آخرت ہے اور کثرت مال مین اگر دل مستغرق ہو جائے تو مال راہ آخرت مین راہزن ہو جاتا ہے یہی حال جاہ کا بھی ہے کیونکہ آدمی کو خادم اور رفیق ضرور ہے کہ اوسکی خدمت اور معاونت کرے اور بادشاہ بھی درکار ہے کہ ظالمون کے شر سے اوسے بچائے اور ضرور ہے کہ ان لوگون کے دلون مین آدمی کی کچھ قدر و منزلت ہو تو ان لوگون کے دلون مین اپنی جاہ اسقدر چاہنا جس سے یہ مقصود حاصل ہو جائے درست ہے جیسا حضرت یوسف علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اِنِّیْ حَفِیْظٌ عَلِیْمٌ اسیطرح اگر اوستاد کے دل مین اوسکی قدر نہوگی تو اوسے تعلیم نہ کریگا اور اگر شاگرد کے دل مین اوسکی منزلت نہوگی تو اوس سے تعلیم نہ لے گا تو طلب جاہ بقدر کفایت مباح ہے جیسے طلب مال بقدر کفایت درست ہے لیکن آدمی جاہ کو چار طور سے طلب کرسکتا ہے اونمین دو مباح ہین اور دو حرام جو دو طریقے حرام ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ اپنی عبادت اظہار کرکے طلب کرے کیونکہ یہ حرام ہے اور ریا نے عبادت خالصًا مخلصًا لله ہی کیوا سطے ہونا چاہیے اس طریقہ سے طلب جاہ حرام ہے دوسرا حرام طریقہ یہ ہے کہ دغا دے اور اپنے تئین ایسی صفت کے ساتھ موصوف ظاہر کرے جو اوسمین نہو مثلاً یون کہنا کہ مین عالم ہون میرا نسب یہ ہے یا مین فلانا پیشہ جانتا ہون اور نہ جانتا ہو یہ ایسا ہے جیسے طلب مال کرنا اور وہ دو طریقے جو مباح ہین اونمین سے ایک یہ ہے کہ ایسی چیز سے طلب جاہ کرے جسمین دغا نہو اور وہ خیر عبادت نہو دوسرا مباح طریقہ یہ ہے کہ اپنا عیب چھپائے کیونکہ فاسق اگر اپنا گناہ اسواسطے پوشیدہ رکھے کہ اوسے بادشاہ کے نزدیک جاہ و مرتبہ حاصل ہو اسواسطے نہین کہ بادشاہ اوسے پارسا جانے تو یہ بھی مباح ہے **محبت جاہ کے علاج کا بیان** العزیز جانتو کہ محبت جاہ جب دل پر غالب ہو جاتی ہے تو دل کی بیماری ہو جاتی ہے اور علاج کی حاجت پڑتی ہے اسواسطے کہ وہ محبت مال کیطرح ضرور بالضرور آدمی کو نفاق ریا جھوٹ فریب عداوت حسد منافسہ اور گناہون کی طرف کھینچتی ہے بلکہ محبت مال سے بدتر ہے کیونکہ اوس سے زیادہ آدمی کی طبیعت پر غالب ہے اور جو شخص جاہ و مال اوسیقدر حاصل کرے جسمین اوسکا دین سلامت رہے اور اوس سے زیادہ بچا ہے وہ شخص بیمار نہین ہے اسواسطے کہ اوسنے حقیقت مین جاہ و مال کو دوست نہین رکھا بلکہ فراغت کار دین کو دوست رکھا لیکن کوئی ایسا ہوتا ہے کہ جاہ کو اسقدر دوست رکھتا ہے کہ اوسکا تمام خیال خلق ہی مین ڈوبا رہتا ہے کہ خلق مجھے کیونکر دیکھتی ہے اور مجھسے کیا کہتی ہے اور میری نسبت کیا اعتقاد رکھتی ہے کسی کام مین ہو مگر اوسکا دل اسی امر مین لگا رہتا ہے کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہین تو اوسپر اوس بیماری کا علاج فرض ہے اور اسکا علاج علم و عمل سے مرکب ہے

علاج علمی یہ ہے کہ جاہ کی آفتین جو دین و دنیا مین ہین اونمین غور کرے دنیا مین تو یہ آفتین ہین کہ طالب جاہ ہمیشہ رنج و ذلت او خلق کے دلون کی رعایت مین مشغول رہتا ہے اور جاہ حاصل نہو تو خود ذلیل رہتا ہے اور اگر حاصل ہو تو لوگ اوسکے قصد مین رہتے ہین اسکا حسد کیا کرتے ہین اور یہ ہمیشہ عداوت اور دشمنون کا قصد دفع کرنے کے رنج مین رہتا ہے اور دشمنون کے مکر اور غدر سے امین نہین رہتا اور دشمن جسکے درپے ہو وہ اگر خصومت مین مغلوب ہو تو ذلت مین ہووے ہی گا اور اگر غالب ہو تو اوسے کچھ ثبات نہین کیونکہ تمام جاہ خلق کے دل سے علاقہ رکھتی ہے اور خلق کا دل جلدی بھر جاتا ہے موج دریا کے مثل ہوتا ہے اور وہ عزت نہایت ہی ضعیف ہے جسکی بنا چند بدبختون کے دل پر ہو کہ جو خطرہ دل مین آئے اوسکے سبب سے وہ عزت بدل جائے خصوصاً وہ شخص جسکی جاہ حکومت اور سرداری کے سبب سے ہو کیونکہ قابل معزولی ہے ایک خطرہ جو والی ملک کے دل مین آجائے تو اوسکے سبب سے اوسے معزول کردے اور وہ ذلیل ہووے تو طالب جاہ کو دنیا مین رنج رہتا ہے اور آخرت مین بھی رہیگا یہ بات سب ضعیف العقل نہ سمجھ سکین گے جسے بصیرت کامل حاصل ہو وہ خود جانتا ہے کہ اگر تمام روی زمین کی سلطنت مشرق سے مغرب تک اوسے ملجائے اور تمام عالم اوسے سجدہ کرے تو یہ امر خوشی کرنے کے قابل نہین کیونکہ وہ جب مرجائیگا تو یہ بات جاتی رہے گی اور تھوڑے ہی دنون مین نہ وہ رہے گا نہ سجدہ کرنیوالے وہ مرے ہوئے بادشاہون کے مثل ہوجائیگا کہ کوئی اونمین یاد بھی نہین کرتا اس صورت مین اس لذت چند روزہ کے پیچھے اوسنے سلطنت ابدمدت کو کھو دیا ہوگا کیونکہ جس شخص نے جاہ سے دل لگایا خدا کی محبت تو اوسکے دل سے تشریف لیگئی اور جو شخص اوس جہان مین جائے اور خدا کی محبت کے سوا اور کوئی چیز اوسکے دل پر غالب ہو اوسپر بڑا لمبا عذاب ہوگا علاج علمی تو یہ تھا اور دوائے عملی مین سے ایک یہ ہے کہ جہان سے اوسے جاہ حاصل ہو وہان سے بھاگے اور ایسی جگہ جائے جہان لوگ اوسے نہ پہچانتے ہون یہی دوا کامل ہے کیونکہ اگر اپنے وطن مین غربت اختیار کریگا اور لوگ جانین گے کہ اوسنے ترک جاہ کیا تو اس بات سے اوسے تسکین ہو پہنچیگا اسکی علامت یہ ہے کہ لوگ جب اوسپر قدح کرین اور کہین کہ گوشہ گیری نفاق سے کرتا ہے تو بے صبری اور رنج اوسکے دل مین پیدا ہوگا اور اگر لوگ اوسے کسی جرم کی طرف نسبت کرین تو گو کہ لوگون کا کہنا بالکل جھوٹ ہو مگر لوگون سے اونکا عذر طلب کرے تاکہ خلق اوس سے بدعقیدہ نہو جائے یہ سب باتین اس امر کی دلیل ہین کہ ہنوز حب جاہ اوسکے دل مین برقرار ہے دوسرا علاج یہ ہے کہ ملامتیا بنجائے اور ایسے کام کرے کہ لوگون کی نظرون سے گر جائے یہ نہین کہ حرام کھانے لگے جیسا کہ احمقون کا ایک گروہ فساد ڈال رہا ہے اور اپنے تئین ملامتی کہتا ہے بلکہ ایسا کام کرے جیسا کہ ایک زاہد نے کیا ایک زاہد تھا امیر شہر اوسکے سلام کو آیا تاکہ اوس سے برکت حاصل کرے جیسے ہی زاہد نے اوسے دور سے آتے دیکھا روٹی اور ترکاری مانگی اور جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے کھانے لگا جب امیر نے اوسے دیکھا تو اس حرص کے سبب سے اوسکا اعتقاد جاتا رہا اور پھر گیا اور ایک بزرگ کو ایک شہر مین عزت اور قبولیت پیدا ہوئی اور خلق اوسکی طرف متوجہ ہوئی وہ بزرگ ایکدن حمام سے نکلے اور کسیکے اچھے کپڑے پہنکر باہر آئے اور راستہ مین کھڑے ہوگئے حتی کہ لوگون نے اونمین پکڑا اور خوب تھپڑ مارے اور کپڑے چھین لیے اور کہا کہ یہ شخص چور ہے اور ایک بزرگ شراب کے رنگ کا

محبت پیدا نہین ہوتی اور ڈیل کرتے ہین تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ شخص بے حرص جاہ توڑ سکتا یہ علاج ہے اور مثل اسکے لوگون کی تعریف کی محبت اور شکایت سے کہ محبت کے علاج کا بیان العزیز جان تو کہ آدمی لوگون سے اپنی تعریف کا حریص ہوتا ہے اور بالکل اپنی نیکنامی ہی چاہتا ہے اگرچہ ایسے کام پر ہو جو خلاف شرع ہووے اور خلق کی مذمت سے کارہ ہوتا ہے اگرچہ ایسے کام پر ہو جو حق ہووے یہ بھی دل کی بیماری ہے اور جبتک مدح و مذمت مین دل کو الم اور لذت کا سبب معلوم ہو تب تک اس بیماری کا علاج نہین معلوم ہوتا العزیز جانتو کہ مدح کی لذت کے چار سبب ہین ایک تو وہ جو ہمنے بیان کیا کہ آدمی اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور نقصان کو دشمن اور مدح و ثنا کمال کی دلیل ہوتی ہے کیونکہ آدمی اپنے کمال مین شک رکھتا ہے اور لذت کامل حاصل نہین ہوتی جب کسی سے اپنی مدح سنتا ہے تو اپنے کمال کی نسبت یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور اوسکے سبب سے چین اور آرام پاتا ہے اور لذت پوری ہو جاتی ہے کیونکہ جب اپنے سے بڑے کمال پائے تو آپ مین بڑپن کی علامت نظر آئی اور طبیعت کو بڑپن محبوب ہے اور جب مذمت سنتا ہے تو اپنے نقصان پر آگاہی پاتا ہے اس سبب سے رنجور اور ملول ہو جاتا ہے پس اگر اپنی تعریف اور مذمت ایسے شخص سے سنتا ہے جو دانا ہو اور فضول گو نہو جیسے اوستاد منصف اور عالم تو خواہ نخواہ رنج و راحت سے زیادہ آگاہی پاتا ہے اور اگر کوئی بے بصیرت آدمی کہے تو لذت نہین حاصل ہوتی کیونکہ اوسکے قول سے یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا دوسرا سبب یہ ہے کہ مدح و ثنا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مداح کا دل ممدوح کی ملک ہے اور اوسکا مسخر ہے اور مداح کے دل مین اوسکی بڑی جگہ اور جاہ و منزلت ہے اور جاہ محبوب ہے تو مداح اگر کوئی مرد محتشم ہو تو اوسکی تعریف سے بہت لذت ہوتی ہے کیونکہ اوسکا دل اپنی ملک مین آنے سے بڑی قدرت ہوتی ہے اور اگر مداح کمینہ آدمی ہو تو وہ لذت نہین حاصل ہوتی تیسرا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی خوشخبری ہوتی ہے کہ اور لوگ کے دل بھی اوسکے دام عقیدت مین پھنسے ہین کہ جب وہ تعریف کرتا ہے تو اور لوگ بھی اعتقاد کرتے ہین اسیطرح ہر ایک معتقد ہو جائیگا تو اگر برملا تعریف ہو اور تعریف کرنیوالا ایسا ہو کہ لوگ اوسکی بات مانین تو تعریف کی بڑی لذت ہوتی ہے اور مذمت اسکے برخلاف ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ تعریف کرنیوالا اوسکی حشمت کے حکم کا مقہور ہے اور حشمت بھی محبوب ہے اگرچہ قہر سے ہو کیونکہ اگر جانتا ہے کہ تعریف کرنیوالا جو کچھ کہہ رہا ہے اوسکا اعتقاد نہین رکھتا لیکن اوسکی حاجتمندی اوس سے تعریف کرواتی ہے تو اسمین اپنی قدرت کا کمال جانتا ہے پس اگر تعریف کرنیوالا ایسی تعریف کرے کہ وہ جانے کہ جھوٹ کہتا ہے اور کوئی قبول نہ کریگا اور نہ یہ خود دل سے کہتا ہے نہ میرے خوف سے تعریف کرتا ہے بلکہ مسخرے پن سے کہتا ہے تو کچھ لذت نہ باقی رہے گی کیونکہ وہ سب جاتی رہے گی العزیز اب جو تونے اسباب جان لیے تو علاج آسانی سے جان لے گا اگر کوشش کریگا تو علاج بھی کر سکیگا پہلا سبب یہ تھا کہ تو مداح کے کہنے سے اپنے کمال کا اعتقاد کرے تو چاہیے کہ تو خیال کرکہ یہ صفت جو وہ کہتا ہے مثلاً علم و ورع یہ سچ ہے تو اس صفت پر تیری خوشی اوس خدا کے سبب سے ہونا چاہیے جسنے وہ صفت عطا فرمائی اوسکے کہنے کے سبب سے نہین کیونکہ کسی کے کہنے سے وہ صفت نہ زیادہ ہو جائیگی نہ کم اور اگر تونگری اور سرداری اور اسباب دنیا کی وجہ سے وہ تیری تعریف کرتا ہے تو یہ صفتین خوشی کے لائق نہین ہین اور اگر ہین تو ان صفتون کے سبب سے خوش ہونا چاہیے تعریف کے سبب سے نہین بلکہ عالم بھی اگر اپنا علم و ورع جانتا ہے تو خاتمے

خوف سے خوش نہین ہوتا کیونکہ خاتمہ کا حال نہین معلوم اور جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے تب تک تمام علم و ورع ضائع ہے جب عالم کا یہ حال ہے تو جس شخص کا مقام دوزخ مین ہوگا اوسے خوشی کا کیا محل ہے لیکن اگر جانتا ہے کہ یہ صفت مجھ مین نہین ہے جیسے علم و ورع اگر اوسپر خوش ہوگا تو حماقت ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اوس سے کہے کہ یہ خواجہ مرد غریب ہے اور اسکی اتڑیان عطر اور مشک سے بھری ہین اور وہ جانتا ہے کہ اسکی اتڑیون مین بالکل گندگی اور نجاست ہے اور پھر اوس جھوٹ سے خوش ہوتا ہو تو یہ خوشی عین جنون ہے لیکن اور سبب اسکا حاصل جاہ و حشمت کی محبت ہے اور اوسکا علاج بیان ہو چکا ہے اگر کوئی شخص تیری مذمت کرے تو اوسکے سبب سے رنجیدہ اور خفا ہونا نادانی ہے کیونکہ اگر وہ سچ کہتا ہے تو فرشتہ ہے اور اگر جان بوجھکر جھوٹ بولتا ہے تو شیطان ہے اور اگر یہ نہین جانتا کہ مین جھوٹ بولتا ہون تو گدھا اور بیوقوف ہے اگر حق تعالیٰ کسی کو مسخ کرکے گدھا یا شیطان یا فرشتہ بنادے تو تجھے کیون رنجیدہ ہونا چاہیے پس اگر مذمت کرنیوالا سچ کہتا ہے تو جو نقصان تجھ مین ہے اوسکے سبب سے رنجیدہ ہونا چاہیے بشرطیکہ دینی نقصان ہو اوسکے کہنے سے نہ رنجیدہ ہونا چاہیے اور اگر دنیوی نقصان ہے تو وہ خود دینداروں کے نزدیک ہنر ہے عیب نہین دوسرا علاج یہ ہے کہ تو خیال کر کہ اوسنے جو کچھ کہا وہ تین حال سے خالی نہین اگر اوسنے سچ کہا اور مہربانی سے کہا تو اوسکا احسانمند ہونا چاہیے کیونکہ اگر کوئی شخص تجھے خبر کردے کہ تیرے کپڑے مین سانپ ہے تاکہ تو اوس سے بچے تو اوسکا احسانمند ہوتا ہے اور دین مین جو عیب ہوتا ہے وہ سانپ سے بھی بدتر ہے کیونکہ اسمین عاقبت کی ہلاکی ہے اور اگر تو کسی بادشاہ پاس جاتا ہو اور کوئی شخص تجھسے کہے کہ اے ناپاک کپڑون والے پہلے کپڑے پاک کر اور تو دیکھے تو کپڑون مین نجاست بھری دکھائی دے اور اگر اسیطرح تو بادشاہ کے سامنے چلا جاتا تو خفگی کا خوف تھا تو اوس اطلاع کرنیوالیکا احسان ماننا چاہیے کہ تو اوس خوف سے چھوٹا اور اگر اوسنے عیب جوئی کے قصد سے کہا ہے تو اگر سچ کہا ہے تو تجھے تو فائدہ ہوا اور اوسکی عیب جوئی اوسکی بیدینی کی نشانی ہے تو چونکہ تجھے فائدہ ہوا اور اوسے نقصان تو غصہ کرنا لازم نہین ہے لیکن اگر اوسنے جھوٹ کہا تو تجھے خیال کرنا چاہیے کہ اگر تو اوس عیب سے پاک ہے اور بہت سے عیب رکھتا ہے جو وہ نہین جانتا تو اس امر کا شکر کر کہ حق تعالیٰ نے تیرے اور عیب پوشیدہ کیے اور اس عیب کرنیوالے نے اپنی نیکیون کی فرد تجھے ہدیہ کردی اگر وہ تیری تعریف کرتا تو تیرے قتل کرنے کے برابر تھی تو قتل ہونے سے تو کیون خوش ہوتا ہے اور ہدیہ دینے سے کیون ناخوش ہوتا ہے یہ شخص کرتا ہے جو کامون کی صورت دیکھتا ہے معنی اور روح نہین عقلمند اور بے عقل مین یہی فرق ہے کہ عقلمند کامون کی حقیقت اور روح دیکھتا ہے ظاہر اور صورت نہین دیکھتا غرضکہ جب تک خلق سے طمع منقطع ہوگی تب تک یہ بیماری نہ جائیگی مدح اور مذمت

مین لوگون کے درجون کے تفاوت کا بیان

العزیز جانتو کہ لوگ اپنی مدح اور مذمت سننے مین چار درجون پر ہین پہلا درجہ عوام الناس کا ہے کہ اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہین اور مذمت پر خفا ہوتے ہین اور بدلا لینے پر مستعد ہوتے ہین یہ بدترین درجات ہے دوسرا درجہ پارسا لوگون کا ہے کہ مدح سے خوش ہوتے ہین اور مذمت سے خفا لیکن معاملہ مین اظہار نہین کرتے اور مدح کرنیوالے کو بظاہر برابر رکھتے ہین اور دل مین ایک کو دوست رکھتے ہین ایک کو دشمن تیسرا درجہ متقی لوگون کا

کر دونون کو برابر رکھتے ہین دل سے بھی اور زبان سے بھی اور مذمت سے دل مین کچھ بھی ناراض نہین ہوتے اور تعریف کرنیوالیکو زیادہ مقبول نہین بناتے کیونکہ ان لوگون کا دل نہ مدح سے التفات کرتا ہے نہ مذمت سے یہ بڑا درجہ ہے اور بعضے عابد جانتے ہین کہ ہم اس درجہ کو پہونچ گئے حالانکہ خطا کرتے ہین اس درجہ پر پہونچ جانے کی علامت یہ ہے کہ اگر بڑا کہنے والا اوسکے پاس بہت بیٹھے تو تعریف کرنیوالے کی نسبت اوسکے دل پر گران نہو اور اگر کسی کام مین معاونت چاہے تو اوسکی معاونت تعریف کرنیوالیکی معاونت کے بہ نسبت دشوار نہو اور اگر اوسکی ملاقات کو کتر جائے تو دل جتنا تعریف کرنیوالیکی ملاقات کو چاہتا ہے اوتنا ہی اسکی ملاقات کو بھی چاہے کہ نچا ہے اور اگر مر جائے تو اسکے مرنے کا رنج تعریف کرنیوالیکی موت کے رنج سے کم نہو اور اگر کوئی مذمت کرنیوالیکو ستائے تو اوتنا ہی رنجیدہ ہو جتنا مداح کے ستانے سے رنجیدہ ہوتا اور اگر مداح کوئی خطا کرے تو وہ خطا اوسکے دل پر ہلکی نہ معلوم ہو یہ باتین نہایت دشوار ہین اور شاید کہ عابد اپنے تئین غرور مین لاکر کہے کہ مذمت کرنیوالے پر مین اسوجہ سے غصہ کرتا ہون کہ وہ میری اس مذمت کے سبب سے گنہگار ہوا یہ شیطان کا فریب ہے کیونکہ اسوقت بہت لوگ ایسے ہین کہ گناہ کبیرہ اور اور لوگون کی مذمت کرتے ہین تو جب اوسنے ناخوش نہین ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ غصہ نفسانیت کا ہے دینداری کا نہین اور جو عابد جاہل ہوتا ہے وہ ایسی باریکیون کو مشکل سے سمجھتا ہے جو خواص اور صدیقون کا ہے کہ تعریف کرنیوالیکو دشمن سمجھتے ہین اور مذمت کرنیوالیکو دوست رکھتے ہین کیونکہ اوس سے تین فائدے حاصل کرتے ہین ایک تو یہ کہ اوس سے اپنا عیب سنا دوسرے اوسنے اپنی نیکیان اٹھین ہدیہ بھیجدین تیسرے اوسنے انمین اس بات پر مدد پہونچائی کہ اوس عیب اور جو دیسا عیب ہو اوس سے پاک ہونیکی فکر کرین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افسوس ہے روزہ دار اور تہجد گذار پر اور اوسپر جو صوف پہنے مگر یہ کہ اوسکا دل دنیا سے آزاد ہو جائے اور تعریف کو دشمن رکھے مذمت کو دوست جانے اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بڑا سخت امر ہے اسواسطے کہ ایسے درجہ پر پہونچنا سخت متعذر ہے بلکہ دوسرے ہی درجہ پر پہونچنا دشوار ہے کہ آدمی بظاہر فرق نہ کرے اگرچہ بدل کرے کیونکہ غالب یہ ہے کہ جب کوئی کام اور معاملہ پڑتا ہے تو مرید اور روح کی جانب آدمی میل کرتا ہے اور اس آخری درجہ کو وہی شخص پہونچتا ہے جسنے اپنے نفس سے اتنی عداوت کی ہو کہ خود اپنا دشمن ہو گیا ہو وہ جب کسی سے اوسکا عیب سنے گا خوش ہوگا اور عیب کرنیوالیکی زیرکی اور عقلمندی کا اعتقاد کریگا جیسا کہ کسی سے اپنے دشمن کا عیب سنکر خوش ہوتا ہے اور یہ نادر ہوتا ہے بلکہ اگر کوئی تمام عمر کوشش کرے کہ تعریف کرنیوالا اور مذمت کرنیوالا اوسکے نزدیک برابر ہو جائے تو بھی اس درجہ کو مشکل سے پہونچیگا انیز جانو کہ اسمین خطر کی وجہ یہ ہے کہ جب تعریف اور مذمت مین فرق پیدا کریگا تو مدح کی طلب دل پر غلبہ کریگی اور آدمی اوسکے حیلے بنانے لگیگا اور شاید کہ عبادت مین ریا کرنے لگے اور اگر کسی گناہ سے اپنے مطلب کو پہونچ سکتا ہے تو وہ گناہ بھی کر بیٹھیگا اور یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس ہے روزہ دار تہجد گذار پر یہ شاید اس سبب سے فرمایا ہو کہ اگر محبت دنیا اور محبت ثنا کی جڑ دل سے نہ کھود ڈالی جائیگی تو آدمی جلدی گناہ مین پڑ جائیگا لیکن مذمت سے کراہیت کرنا اور سچی تعریف کو دوست رکھنا فی نفسہ حرام نہین ہے بشرطیکہ اس سے اور کوئی فساد اور برائی نہ پیدا ہو اور نہ پیدا ہونا بہت بعید ہے اور لوگونکی

اکثر گناہ مدح کی محبت اور مذمت کی عداوت سے ہوتے ہین اور خلق کو بالکل ہی خیال نہ ہتا ہے کہ جو کچھ کیجیے لوگون کی رضامندی کے واسطے کیجیے اور جب یہ خیال غالب ہو گیا تو آدمی سے نا شائستہ کام کرا لیگا و نہ لوگونکی دلداری جو ریا کے طور پر نہو وہ حرام نہین ہے واللہ اعلم

آٹھوین اصل ریا کے علاج کے بیان مین جو عبادات اور طاعات مین ہوتی ہے

اے عزیز اے جان اس بات کو جان کہ حق تعالی کی عبادت مین ریا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے قریب ہے پارسا لوگون کے دل پر کوئی بیماری اس سے زیادہ نہین ہے کہ جب عبادت کرین تو چاہین کہ لوگ اس سے مطلع ہون اور انکی پارسائی کا اعتقاد کرین اور جب عبادت سے اعتقاد مقصود ہو تو وہ عبادت خدا کی عبادت نہ ہے گی کیونکہ خلق کی پرستش ہو جائیگی اور اگر لوگون کا اعتقاد اور حق تعالی کی پرستش دونون مقصود ہون تو شرک ہو جائیگا عبادت کرنیوالے نے خدا کے ساتھ اور کو بھی عبادت مین شریک کر لیا حق تعالی ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا یعنی جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کا امیدوار ہو اوس سے کہدو کہ اوسکی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرے اور فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ یعنی افسوس ہے اون لوگون پر جو نماز کو بھولکر یا سہو کرکے نماز پڑھتے ہین ایک شخص نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ نجات اور رستگاری کا کیا ذریعہ ہے فرمایا کہ نجات یہین ہے کہ تو حق تعالی کی بندگی کرے اور لوگون کو دکھانے کے واسطے نہ کرے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لائین گے اور کہین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے اپنی جان خدا کی راہ مین فدا کی کفار نے جہاد مین مجھے شہید کیا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے جہاد کیا تھا کہ لوگ کہین فلانا آدمی بڑا بہادر ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ دوسرے شخص کو لائین گے اوس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا عبادت کی ہے وہ کہے گا کہ مین جو کچھ رکھتا تھا سب خیرات کر دیا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے خیرات اسواسطے کی تھی کہ لوگ کہین کہ فلانا آدمی سخی ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ پھر اوشخص کو لائین گے اوس سے پوچھین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے بڑی محنت سے علم سیکھا اور قرآن شریف پڑہا ہے ارشاد ہوگا کہ جھوٹا ہے تو نے اسواسطے پڑہا تھا کہ لوگ کہین فلانا شخص عالم ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اپنی امت پر کسی چیز سے اتنا نہین ڈرتا ہون جتنا چھوٹے شرک سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا کہ ریا قیامت کے دن حق تعالی ارشاد کریگا کہ اے ریاکارو تم اون لوگون کے پاس جاؤ جنکے واسطے تمنے عبادت کی تھی اور اون ہی سے اپنی جزا مانگ لو اور فرمایا ہے کہ جُبُّ الْحَزَن یعنی غم کے غار سے خدا کی پناہ مانگو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب الحزن کیا چیز ہے فرمایا کہ ریاکار عالمون کے واسطے دوزخ مین ایک غار ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ جسنے عبادت کی اور کسی اور کو میرے ساتھ شریک کیا مین شریک سے بے نیاز ہون مین نے سب عبادت اوس شریک کو دیدی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس عبادت کو قبول نہین فرماتا جسمین

ایک ذرہ ریا ہو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیون روتے ہو کہا کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور فرمایا ہے کہ ریاکار کو قیامت کے دن یون پکارینگے اے ریاکار اے غدار اونکا تیرا عمل ضائع ہوگیا اور اجر باطل ہوگیا اور اوس شخص سے اجر مانگ جسکے واسطے تونے عمل کیا تھا حضرت شداد ابن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مین نے دیکھا کہ روتے تھے مین نے پوچھا یا رسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا مین ڈرتا ہون کہ میری امت شرک کرے نہین کہ بت پوجے یا آفتاب یا مہتاب لیکن عبادت ریا کے ساتھ کرے اور فرمایا ہے کہ جسدن سایہ عرش کے سوا اور کوئی سایہ نہوگا اوسدن عرش کے سایہ مین وہ شخص ہوگا جسنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دیا ہوا ور چاہا ہو کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہو اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ نے جسدن زمین کو پیدا کیا تو وہ تھرتھرائی پہاڑ کو پیدا کیا اوسنے دبا لیا ملائک نے کہا کہ حق تعالیٰ نے پہاڑ سے زیادہ قوی کوئی چیز نہین پیدا کی پھر لوہے کو پیدا کیا اوسنے پہاڑ کو کاٹ ڈالا ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑ سے بھی زیادہ قوی ہے پھر آگ کو پیدا کیا اوسنے لوہے کو گلا دیا پھر پانی کو پیدا کیا اوسنے آگ کو بجھا دیا پھر ہوا کو حکم کیا اوسنے پانی کو ایک جگہ ٹھہرا دیا پس ملائکہ مین اختلاف پڑا اونہون نے کہا کہ ہم حق تعالیٰ سے پوچھتے ہین اور پوچھا کہ یا الہ العالمین تیرے مخلوق مین سب سے زیادہ قوی کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ آدمی جو داہنے ہاتھ سے اسطرح صدقہ دے کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہو مین نے اوس سے زیادہ قوی کسی کو نہین پیدا کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے آسمان پیدا کرنے کے قبل سات فرشتے پیدا کیے پھر آسمان کو پیدا کیا اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پر تعینات کر دیا اور اوس آسمان کی دربانی اوسے دی جب مین کے فرشتے جنکو حفظہ کہتے ہین وہ بندون کے اعمال جو بندون نے صبح سے شام تک کیے ہون پہلے آسمان تک اوٹھا لیجاتے ہین اور بندہ کی عبادت کی بہت تعریف کرتے ہین اور اوسنے ایسی عبادت کی ہو کہ اوسکا نور آفتاب کے نور کے مانند ہو تو وہ فرشتہ جو آسمان پر تعینات ہے کہتا ہے کہ یہ عبادت اوسی بندہ کے منہ پر دے مارو کہ مین اہل غیبت کا نگہبان ہون مجھے حق تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ جو شخص غیبت کرے اوسکے عمل کو آگے نہ بڑھنے دینا پھر جسنے غیبت نہ کی ہو اوسکا عمل لیکر آسمان تک لیجاتے ہین اوسپر جو فرشتہ تعینات ہے وہ کہتا ہے کہ یہ عمل لیجاکر اوسکے منہ پر دے مارو کیونکہ اوسنے یہ عمل دنیا کے واسطے کیا ہے اور مجلسون مین لوگون پر فخر کیا ہے اور مجھے حکم ہے کہ اوسکے عمل روکون پھر اوشخص کے عمل لیجاتے ہین اونمین روزہ نماز اور صدقہ ہوتا ہے حفظہ اون اعمال کے نور سے تعجب مین ہوتے ہین جب تیسرے آسمان تک پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ مین کبر پر متعین ہون کہ منکرون کے عمل کو منع کرون کہ وہ لوگون کے ساتھ تکبر کرتا ہے پھر اوسکے عمل چوتھے آسمان تک بلند کرتے ہین کہ وہ عمل تسبیح اور نماز اور حج کی برکت سے ستارون کی طرح درخشان ہوتے ہین اوس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال اوسی بندہ کے منہ پر پٹک دو مین موکل عجب ہون اس بندہ کا عمل بے عجب نہین ہے مین اوسکے عمل کو آگے بڑھانے دونگا پھر پانچوین آسمان تک اوسکے عمل

عمل لیجاتے ہین یہ عمل حسن وجمال مین ایسے ہوتے ہین جیسے وہ بنائی سنواری نئی دولہن جسے پہلے پہل دولہ کے گھر رخصت کرکے لیجاتے ہین اوس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ ان اعمال کو اوسی بندہ کے منہ پر پھینک مارو اور اوسی کی گردن پر لادو کہ مین حسد پر متعین ہون جو شخص علم وعمل مین اس بندہ کے برابر ہوتا ہے یہ اوسکا حسد کرتا ہے اور اوسکے حق مین زبان دراز کرتا ہے مجھے حکم ہے کہ حاسدون کے اعمال کو بازگہون پر چھٹے آسمان تک اور کسیکے عمل لیجاتے ہین اونمین نماز روزہ حج زکوۃ عمرہ ہوتا ہے اوس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل اوسی بندہ کے منہ پر دے پٹکو کہ وہ ایسے شخص پر شفقت نہین کرتا جسے کوئی رنج وبلا پہونچی ہو بلکہ خوش ہوتا ہے مین فرشتہ رحمت ہون مجھے حکم ہے کہ بیرحمون کے اعمال کی روک ٹوک کرون پھر ساتوین آسمان تک اور کسیکے اعمال لیجاتے ہین یہ اعمال روزہ نماز نفقہ جہاد ورع سے بھرپور ہوتے ہین اور انکا نور ایسا ہوتا ہے جیسے نور آفتاب اور بزرگی کے سبب سے رعد کی گھڑگھڑاہٹ کے مانند اونکا نور آسمانون مین پڑجاتا ہے اور تین ہزار فرشتے انکے ساتھ پہونچانے جاتے ہین اور کوئی فرشتہ انہین نہین روک سکتا جب ساتوین آسمان تک یہ اعمال پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال اوسی بندہ کے منہ پر پھیر مارو اور اوسکے دل پر قفل لگادو کیونکہ اس عمل سے خدا اوسے مقصود نہ تھا بلکہ علما کے نزدیک اخفی مقصود تھی اور شہرون مین اپنا نام اور شہرہ مقصود تھا مجھے حکم ہے کہ اوسکے اعمال کو راہ نہ دے اور جو عمل خالصاً خدا کے واسطے نہین ہوتا وہ ریا ہوتا ہے اور حق تعالی ریاکار آدمی کے عمل نہین قبول کرتا پھر اور کسیکے اعمال اوٹھاتے ہین اور ساتوین آسمان کے آگے بڑھا لیجاتے ہین اونمین بالکل خلق نیک اور تسبیح اور طرح طرح کی عبادت ہوتی ہے اور سب آسمانون کے فرشتے پہونچانے جاتے ہین حتی کہ حق سبحانہ تعالی کی درگاہ مین پہونچتے ہین اور سب فرشتے گواہی دیتے ہین کہ یہ اعمال پاک اور باخلاص ہین حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم اوسکے اعمال کے نگہبان ہو اور مین اوسکے دل کا نگہبان ہون اوسنے یہ عمل میرے واسطے نہین کیا اپنے دل مین اور نیت کی ہے میری لعنت اوسپر ہو فرشتے کہتے ہین کہ بارخدایا تیری لعنت اور ہم سب کی لعنت اوسپر ہو ساتون آسمان اور ساتون زمین اور جو کچھ زمینون اور آسمانون مین ہے سب اوسپر لعنت کرتے ہین ریا کے باب مین ایسی بہت سی حدیثین ہین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ سر جھکائے ہوئے ہے یعنی مین پارسا ہون فرمایا اے ٹھڑی گردن والے گردن سیدھی کر خشوع دلمین ہوتا ہے گردن مین نہین حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ مسجد مین پڑا ہوا مسجد مین رو رہا ہے کہا کہ یہ جو تو مسجد مین کرتا ہے اگر گھر مین کرتا تو کوئی تجسا نہوتا امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ ریاکار کی تین علامتین ہین جب اکیلا ہو تو سست ہو جب لوگون کو دیکھے تو خوشی مین آئے جب اوسکی تعریف کرین تو عمل زیادہ کرے جب مذمت کرین تو عمل بہت کم کرے ایک شخص نے حضرت سعد ابن مسیب سے پوچھا کہ جو آدمی ثواب کے واسطے اور لوگون کی تعریف کے لیئے مال دے اوسکے بارہ مین آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ بھلا وہ یہ چاہتا ہے کہ خدا اوسے دشمن ٹھہرائے کہا نہین فرمایا کہ پھر جو کام کرے خدا ہی کے واسطے کرے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک شخص کو کوڑے مارے اور فرمایا کہ بھاگ جا

مجھسے اپنا قصاص لیلیجئے اور مجھے مارے اوسنے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین آپکی خاطر سے اور خدا کے واسطے مین نے بخشدیا
فرمایا بخشنا کا نہین آتا یا فقط میری خاطر سے بخش کر مین اوسکا حق پہچانون یا بلا شرکت محض خدا کے واسطے بخش اوسنے
عرض کیا کہ مین نے خدا ہی کے واسطے بے شرکت کے بخشا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک زمانہ تھا کہ لوگ جو کام
کرتے تھے اوسمین ریا کرتے تھے اب جو کام نہین کرتے ہین اوسمین ریا کرتے ہین حضرت قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ
بندہ جب ریا کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ دیکھو تو میرا بندہ مجھسے کیسی ٹھٹھول کرتا ہے **جن کامون مین**
ریا کا شک ہے اونکا بیان الغرض جاننا چاہئے کہ ریا کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین لوگون کے سامنے پارسا بتائے
تاکہ اونکے نزدیک اپنے تئین آراستہ کرے اور اونکے دلون مین اپنی جگہہ کرلے تاکہ لوگ اوسکی عزت اور تعظیم کرین اور
نیک جانین یہ اسطور سے ہوتا ہے کہ جو چیزین دین مین پارسائی اور بزرگی کی دلیل ہے اوسے لوگون پر ظاہر کرے اور دکھائے
اسکی پانچ قسمین ہین پہلی قسم بدن کی ظاہری صورت ہے مثلاً آدمی اپنا چہرہ زرد کرلے تاکہ لوگ جانین کہ رات کو نہین سوتا ہے
اور اپنے تئین دوبلا بنائے تاکہ لوگ سمجھین کہ بڑی ہی ریاضت کرتا ہے اور رونی صورت بنائے رکھے تاکہ لوگون کو معلوم ہو
کہ دین کے غم مین ایسا ہو رہا ہے اور بالون مین کنگھی نہ کرے تاکہ لوگ جانین کہ اسے اتنی بھی مہلت نہین ہے اور فراموش
ہے اور آہستہ آہستہ بات کرے آواز نہ نکالے تاکہ لوگ سمجھین کہ اوسکے دل مین وقار دین ہے اور مردمتدین ہے اور
مونٹھ خشک رکھے تاکہ لوگ جانین کہ روزے رکھتا ہے چونکہ یہ باتین لوگون کے پسند کا سبب ہوتی ہین تو انکے ظاہر
کرنے مین حلاوت اور لذت ہوتی ہے اسواسطے حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کو چاہیے بالون مین
کنگھی کرے تیل لگائے اور مونٹھون مین تیل مل لے تاکہ کوئی اوسے روزہ دار نہ بنائے دوسری قسم کپڑے کے سبب سے
ریا ہوتی ہے مثلاً صوف پہنتا ہے اور موٹا جھوٹا میلا پھٹا ہوا کپڑا پہنتا ہے تاکہ لوگ اوسے زاہد سمجھین یا میلا لباس گدڑی
کی صوفیانہ جانماز رکھتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ صوفی ہے اور صوفیون کے حالات سے اوسمین کچھ بھی نہو یا پگڑی کے اوپر سے
چادر اوڑھے اور چمڑے کی جرابین پہنے تاکہ لوگ جانین کہ طہارت مین محتاط ہے اور محتاط ہو نہین یا پیراہن اور چادر کمتر رکھتا ہے
تاکہ لوگ سمجھین کہ عالم ہے اور ہو نہین لباس مین ریا کرنے والون کے دو فریق ہوتے ہین ایک گروہ عوام الناس کی تقلید کا
جویا رہتا ہے اور ہمیشہ پھٹے اور میلے کپڑے پہنتا ہے اگر اس جماعت سے کہین کہ تو زے خز جو حلال ہے اوسے پہنو تو یہ امر
انپر موت سے زیادہ سخت ہوتا ہے کہ لوگ کہین گے زاہد رہ سے باز آیا دوسرے گروہ کے لوگ سب خاص و عام اور بادشاہ
نزدیک قبولیت کے ہوتے ہین ان لوگون کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر پرانے کپڑے پہنتے ہین تو بادشاہ کی نظر مین حقیر ہوتے ہین
اور اگر لباس فاخرہ پہنتے ہین تو عوام کی نگاہ مین ذلیل ہوتے ہین تو کوشش کرتے ہین کہ باریک صوف اور گل بوٹہ دار انگلیا کے
باتھ لگین جیسا صالحون اور زاہدون کے کپڑون کا رنگ ہوتا ہے تاکہ عوام تو اوسکا ظاہر دیکھین اور اوسکی قیمت امیرون کے
لباس کے برابر ہوتی ہے تاکہ بادشاہ حقارت سے نہ دیکھین ان لوگون مین سے اگر کسی سے کہیے کہ خز یا توزی کا لباس پہن تو

گو کہ اوسکی قیمت انکی لاگت کی قیمت سے بہت کم ہوتی ہے مگر اوسے موت کی سختی کے برابر جانتا ہے غرضکہ جو لباس پہننے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عوام جانین گے کہ زہد اور پرہیزگاری سے وہ پشیمان ہوا اوسے پہن نہین سکتا وہ احمق جسکے دل مین سمجھتا ہے کہ یہ لباس حلال ہے اور بندارون نے اسے پہنا ہے تو بازار مین نہین پہن سکتا گھر مین چھپا کر پہن سکتا ہے اسقدر نہین جانتا کہ اس فعل سے خلق کو پوجھا ہے اور شاید کہ جانتا ہو مگر باک نہ کرتا ہو تیسری قسم بات مین ریا ہے مثلاً لب ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ یہ ذکر سے کبھی آسودہ نہین ہوتا اور شاید کچھ ذکر کرتا ہو لیکن اگر چاہے کہ دل سے ذکر کرے لب ہلائے تو نہو سکے کیونکہ ڈرتا ہے کہ لوگ نہ جانین گے کہ یہ ذکر کرتا ہے یا لوگون کے سامنے حیا احتساب کرتا ہے خلوت مین ویسا نہین کرتا یا صوفیون کی باتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ علم تصوف مین بڑا کامل ہے یا ہر وقت سر جھکا جھکا گردن ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ وجد مین ہے یا آہ کرتا ہے یا غمگین ہونے کی نمائی دیتا ہے تاکہ لوگ سمجھین کہ دین اسلام کا غم کھا رہا ہے یا حدیثین اور حکایتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ کہین کہ یہ شخص بڑا عالم ہے اور اسنے بہت پیرون کو دیکھا اور سیر و سفر کیا ہوگا چوتھی قسم عبادت مین ریا ہے مثلاً جب کوئی دوست آیا تو اوسکے سامنے اچھی طرح سے نماز پڑھتا ہے سر جھکا رکوع سجود لمبے کرتا ہے اور ہر اور نہین دیکھتا یا لوگون کو خیرات دیتا ہے اور ایسے بہت سے امور ہین اور لوگون کے سامنے چلتے وقت آہستہ چلتا ہے اور سر آگے جھکائے رہتا ہے اور جب اکیلا ہوتا ہے تو ہر طرف دیکھتا ہوا جلدی جلدی چلتا ہے جب دور سے کوئی نظر آجاتا ہے تو آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے پانچوین قسم یہ ہے کہ ظاہر کرے کہ میرے مرید اور شاگرد بہت ہین اور سردار اور امیر لوگ میرے سلام کو آتے ہین اور مجھسے برکت لیجاتے ہین اور علما میری تکریم کرتے ہین اور مجھے اچھا جانتے ہین اور کبھی یہ باتین اوسکی زبان پر آتی ہین کہ مثلاً اگر کسی سے لڑتا ہے تو کہتا ہے کہ تو کون ہے اور تیرا پیر اور مرید کون ہے مین نے اتنے پیرون سے ملاقات کی ہے اتنے برس فلانے مرشد کی حضوری مین رہا ہون تو نے کسے دیکھا ہے اور ایسی باتین کرتا ہے اور اس سبب سے اپنے اوپر بہت رنج گوارا کرتا ہے اور کھانے پینے مین ریاست ہی آسان ہے ایک راہب تھا اوسنے اس مزے کے واسطے کہ لوگ جانتے ہین اور اوسکی تعریف کرتے ہین اس امر کے واسطے اپنی غذا گھٹاتے گھٹاتے ایک جو کی غذا کر دی تھی اگر عبادت مین اظہار یا رسائی کے واسطے ہون تو یہ سب باتین حرام ہین اسواسطے کہ یا رسائی خدا ہی کے واسطے کرنا چاہیے لیکن جو کام عبادت نہو اگر اوسکے سبب سے قبولیت اور جاہ طلب کریگا تو درست ہوا اسواسطے کہ اگر کوئی شخص بہت اچھے کپڑے پہنکر اور نہایت آہستہ ہوکر باہر نکلے تو مباح ہے بلکہ سنت ہے کیونکہ اس حال سے اپنی مروت ظاہر کرتا ہے یا رسائی نہین بلکہ اگر کوئی شخص علم لغت اور علم نحو اور علم حساب اور علم ادب کے سبب سے اپنی فضیلت ظاہر کرے یا ایسی چیز کے سبب سے جو نہ علم دین مین سے ہو نہ عبادت کے واسطے تو یہ ریا مباح ہے کیونکہ ریا طلب جاہ کا نام ہے اور یہ ہم بیان کر چکے ہین کہ طلب جاہ اگر حد سے تجاوز نہ کرے تو مباح ہے لیکن طاقت اور عبادت سے نہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ایکدن باہر جانا چاہا کہ اصحاب جمع تھے پانی کے گھڑے مین دیکھا آپ نے اپنے بال اور عمامہ درست کر لیا حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ ایسا کرتے ہین فرمایا ہان حق سبحانہ تعالیٰ اپنے بندے سے اس امر کو دوست رکھتا ہے

کہ جب اپنے بھائیون کو دیکھنے جانے لگے تو اونکے واسطے تجمل کرے اور اپنے تئین سنوارے ہرچند کہ یہ فعل رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے اصل دین تھا کیونکہ آپ اس بات کے مامور تھے کہ لوگون کے دل اور نظر مین اپنے تئین آراستہ رکھین تاکہ آپکی طرف لوگ زیادہ میل کرین اور پیروی کرین لیکن اگر کوئی اور یہ فعل تجمل کے واسطے کرے تو درست ہے بلکہ سنت ہے اسکے فائدون مین سے ایک یہ بات ہے کہ اگر آدمی اپنے تئین پریشان صورت رکھیگا اور مروت نہ نگاہ رکھیگا تو لوگ اوسکی غیبت کرینگے اور اوس سے نفرت کرین گے اور وہی خود اسکا سبب ہوگا لیکن اگر عبادت مین ریا ہو تو وہ سبب سے حرام ہے ایک سبب تو یہ ہے کہ اوس مین وہ ہے کہ لوگون کو دکھاتا ہے کہ مین اس عبادت مین مخلص ہون اور چونکہ اوسکا دل خلق کی طرف نگران ہے وہ مخلص نہین ہے اور اگر لوگ جانین گے کہ یہ ہمارے واسطے کرتا ہے تو اوسے دشمن ٹھہرائین گے اور قبول نہ کرینگے دوسرا سبب یہ ہے کہ روزہ نماز تو خدا کی عبادت ہے جب بندون کے واسطے کیا تو حق تعالیٰ کے ساتھ ٹھٹھول کی اور ضعیف اور عاجز بندہ کو ایسے کام مین مقصود رکھا جسمین حق تعالیٰ مقصود اور معبود ہوتا ہے اسکی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو کسی بادشاہ کے تخت کے سامنے خدمت کے واسطے کھڑا ہوا اور اوسکی غرض یہ ہو کہ کسی غلام یا لونڈی کو دیکھے اور بادشاہ کو جتائے کہ مین کھڑا ہون اور مقصود اور ہی چیز ہے تو یہ بادشاہ کے ساتھ ہلکا پن اور دل لگی بازی ہے کیونکہ دوسری غرض اوسکے نزدیک بادشاہ کی خدمت سے زیادہ اہم ہوئی اسیطرح جو شخص نماز کو کھڑا ہوا اور حقیقت مین رکوع سجود اور کسیکے واسطے کرتا ہے تو اگر سجود اوسکی تعظیم کے واسطے ہوگا تو خود شرک ظاہری ہے آدمی کی تعظیم اسوجہ سے ہوئی کہ اوسکی قبولیت بھی مقصود ہے حتیٰ کہ خدا کو تو سجدہ کرتا ہے اور آدمی کی قبولیت حاصل کرتا ہے یہ یا شرک خفی ہے شرک جلی نہین ریا کے درجون کا بیان

الغرض جانتو کہ ریا کے درجے مختلف ہین کوئی درجہ بہت بڑا ہے ان درجون کا تفاوت تین اصلون سے ہے پہلی اصل یہ ہے کہ قصد ریا بے قصد ثواب کے ہو جیسا کہ روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑہتا ہے اگر اکیلا ہوتا تو نہ کرتا یہ بہت بڑی ریا ہے اسکے سبب سے بڑا عذاب ہوگا اور اگر ثواب کا قصد بھی رکھتا ہے لیکن اگر تنہا ہوتا تو نہ کرتا یہ بھی پہلے درجے کے قریب قریب ہے اور خفیف سا قصد اوسے حق تعالیٰ کے غصہ سے نہ بچائیگا اور اگر ثواب کا قصد غالب ہے جیسا کہ اگر اکیلا ہوتا تو بھی کرتا لیکن اگر کوئی دیکھتا ہے تو خوشی زیادہ ہوتی ہے اور نماز روزہ اوسپر آسان تر ہو جاتا ہے تو ہم یہ امید رکھتے ہین کہ اس سی عبادت باطل اور ثواب خبط نہو جائے لیکن جسقدر ریا ہوگی اوسقدر عذاب کرین گے یا اوتنا ثواب کم دینگے اور دونون قصد برابر ہین ایک کو دوسرے پر غلبہ نہین تو یہ صورت شرکت کی ہے ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی ہن ریا کے سبب سے صحیح سلامت نہ بچ جائیگا بلکہ معذب ہوگا دوسری اصل اوس چیز کا تفاوت ہے جسمین ریا کرتے ہین وہ عبادت ہے اوسکے تین درجے ہین پہلا درجہ اصل ایمان مین ریا یہ ایمان منافق کا ہوتا ہے اوسکا انجام کار کافر سے بھی بدتر اور سخت تر ہوگا کیونکہ منافق باطن مین کافر ہی ہے اور ظاہر مین دغا ہی کرتا ہے ابتدائے اسلام مین ایسے بہت لوگ ہوئے ہین اب کم ہوتے ہین مگر ابا حتی لوگ اور جو لوگ ملحد ہو گئے ہین اور شریعت اور آخرت کا ایمان نہین رکھتے ہین اور ظاہر مین اوسکے خلاف کرتے ہین

یہ بھی منجملہ منافقین ہین کہ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے دوسرا درجہ اصل عبادت مین ریا ہوتی ہے جیسے کوئی لوگون کے سامنے ظہر کی نماز پڑہے یا روزہ رکھے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ رکھتا یہ بڑی ریا ہے لیکن ویسی نہین ہے جیسے اصل ایمان مین ریا غرضکہ آدمی سب مخلائق کے نزدیک اپنی قدر و منزلت کو خدا کے نزدیک سے زیادہ دوست رکھیگا تو اوسکا ایمان ضعیف ہوگا اگرچہ کافر نہ ہوجائیگا لیکن اگر توبہ نہ کریگا تو مرنے کے وقت خطر کفر مین رہیگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ اصل ایمان اور اصل فرائض مین ریا نہ کرے مگر سنتون کے لیے مثلاً نماز تہجد پڑہے اور صدقہ دے اور جماعت کے واسطے جائے اور عرفہ عاشورہ دوشنبہ پنجشنبہ کے دن اسواسطے روزہ رکھے تاکہ لوگ اوسکی نسبت نہ کہین یا اوسکی تعریف کرین اور شاید کہے کہ اسکا کرنا نہ کرنا یکسان ہے کہ یہ تجھپر واجب نہین ہے اب مجھے ثواب کی کچھ تمنا نہین ہے چاہیے کچھ عذاب بھی نہو اور ایسا نہین ہے کیونکہ عبادتین خدا کے واسطے ہین انمین خلق کا کچھ حصہ نہین ہے جب خلق کے واسطے کریگا تو ایسی چیز مین جو خدا ہی کا حق ہے خدا سے خلق کو شریک رکھا اور یہ خدا کے ساتھ دل لگی بازی ہے اور موجب عذاب ہوگا اگرچہ اوس شدت سے نہو جس شدت سے فرائض مین ریا کرنے سے ہوتا اور جو سنتین صفات عبادت ہین اونمین ریا کرنا بھی اسیکے قریب ہے مثلاً جب کسی کو دیکھتا ہے تو رکوع اچھی طرح سے کرتا ہے اور سر اوپر نہین دیکھتا قرات بہت کرتا ہے طلب جماعت کرتا ہے اگلی صف کا قصد کرتا ہے زکوۃ بہترمال مین سے دیتا ہے روزہ مین زبان کو محفوظ رکھتا ہے گوشہ مین بیٹھتا ہے اور تنہائی مین یہ باتین نہین کرتا تیسری اصل ریاکار کے مقصود کا تفاوت ہے کہ ریا سے ریاکار کو لابد کوئی غرض ہوگی اسکے بھی تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اوسے جاہ مقصود ہوتا کہ اوس جاہ کے سبب سے کسی فسق اور گناہ کو پہونچے جیسا کہ اپنے تئین امین اور متقی اور شبہہ کی چیزون سے پرہیزگار بنا کر دکھاتا ہے تاکہ اوسے وقف کی چیزون کا اور قضا اور وصایا اور ودیعت اور امانت اور مال یتیم کا متولی کردین کہ وہ اوسمین خیانت کرے یا زکوۃ اور صدقہ کا مال اوسے دین کہ مستحقون کو بانٹ دے یا راہ حج مین فقیرون پر نفقہ کردے یا صوفیونکی خانقاہ مین صرف کرے یا مسجد یا سرا اور پل اور اوسکی تعمیر مین خرچ کرے یا مجلس کرتا ہے اور اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھاتا ہے اور کسی عورت کو گھورتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ عورت میرے ساتھ رغبت کرے تاکہ بڑے طور پر اوسکے ساتھ مل بیٹھے یا کسی مجلس مین جاتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ کسی بڈھی یا لونڈے کو گھورے اور مثل اسکے بہت ہی سخت اور بد مقصود ہین کہ خدا کی عبادت کے حیلہ سے اوسکے گناہ مین مرتکب ہوا چاہتا ہے اسیطرح شاید کسیکو کسی مال یا عورت کے ساتھ تہمت لگائین وہ اپنا مال صدقہ دیکر پرہیزگاری جتائے تاکہ اوس تہمت سے بچے اور لوگ کہین کہ جو شخص اپنا مال تو صدقہ کرتا ہے وہ اورون کے مال کو کیونکر حلال جانیگا دوسرا درجہ یہ ہے کہ فعل مباح اوسکی غرض ہو جیسے کوئی وعظ اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھائے اس غرض سے کہ لوگ کچھ اوسے دین یا کوئی عورت اوسکے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کرے یہ شخص بھی حق تعالی کے عتاب مین ہے اگر اسکا گناہ ویسا سخت نہین جیسا پہلے درجہ والیکا تاہم اسنے بھی خدا کی عبادت کو متاع دنیا کا حیلہ کیا اور عبادت خدا کا تقرب اور سعادت آخرت پانے کے واسطے ہوتی ہے جب اوسنے عبادت سے حصول دنیا کا قصد کیا تو بڑی خیانت کی تیسرا درجہ یہ ہے کہ اوسے کسی چیز کی طلب اور خواہش نہو لیکن

اس بات سے عذر کرتا ہے کہ لوگ اوسے چشم حقارت سے دیکھین یہ چاہتا ہے کہ مجھے زاہدون اور صالحون کی طرح دیکھین مثلاً جاتا ہے جب کسی کو دیکھتا ہے تو بہت آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے پیرون کی طرح چلنے لگتا ہے تاکہ لوگ یہ دیکھین کہ وہ اہل غفلت مین سے ہے اور جانین کہ راہ مین بھی دین کے کام مین رہتا ہے یا ہنسی آتی ہو اور روک لے تاکہ لوگ یہ دیکھین کہ بیہودہ پن اسپر غالب ہے یا اس خوف سے مزاح نہ کرے کہ لوگ کہین گے کہ مسخرا پن کرتا ہے یا آہ سرد کھینچے اور استغفار کرے اور کہے سبحان اللہ آدمی کس غفلت مین پڑا ہے باوجود اون چیزون کے جو درپیش ہین ہین غفلت کا کیا محل ہے اور حق تعالیٰ اوسکے دل کا دانا ہے حال ہے کہ اگر وہ تنہا ہوتا تو استغفار اور افسوس نہ کرتا یا اوسکے سامنے لوگ کسی کی غیبت کرین تو کہے کہ آدمیکو اس سے زیادہ ضروری کام ہے آدمی کو اپنے عیب اور غیبت مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ لوگ جانین کہ یہ غیبت نہین کرتا یا لوگون کو دیکھے کہ تراویح اور تہجد کی نماز پڑھتے ہین یا دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتے ہین اور اگر وہ نہ کریگا تو اوسے کاہل جانین گے اس خوف سے اونکی موافقت کرے یا عرفہ اور عاشورہ کے دن روزہ نہ رکھے اور پیاسا ہو کر پانی نہ پیے تاکہ لوگ جانین کہ روزہ دار ہے یا یہ نجانین کہ روزہ دار نہین ہے یا کوئی کہے کہ کھانا کھا جواب دے کہ مجھے عذر ہے یعنی مین روزہ دار ہون اور ہونہین یہ جواب دیکر دو پلیدی جمع کرتا ہے ایک نفاق کیونکہ حقیقت مین روزہ دار نہین ہے دوسرے یہ کہ یہ جتاتا ہے کہ مین صریح نہین کہتا ہون کہ روزہ دار ہون اور اپنی عبادت کو پوشیدہ کرتا ہون کیونکہ مین کہتا ہون کہ مجھے عذر ہے یہ نہین کہتا کہ روزہ دار ہون اور چاہتا ہے کہ اپنے تئین مخلص بھی ظاہر کرے اور شاید کہ صبر نہ آئے اور پانی پیکر عذر کرنے لگے کہ مین کل بیمار اور رنجور تھا آج روزہ نہ رکھ سکا یا فلانے آدمی نے میرا روزہ کھلوا ڈالا اور شاید کہ فوراً نہ کہے کہ لوگ ریا سمجھین بلکہ تھوڑی دیر ٹھہر کر کہین کی کوئی بات نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ میری ماں کو نہایت ضعف قلب ہے کہ لوگ سمجھین کہ اگر بیٹا روزہ رکھے تو ماں ہلاک ہو جائے یعنی اپنی ماں کی خاطر کے واسطے روزہ نہین رکھتا یا کہے کہ آدمی جب روزہ رکھتے ہین تو رات کو نیند جلدی آتی ہے اور شب بیداری نہین کر سکتے غرضکہ جب ریا کی پلیدی دل مین ہوتی ہے تو یہ باتین اور انکے مثل اور باتین شیطان زبان سے نکلواتا ہے اور قاری جاہل اس سے غافل ہین کہ اپنی جڑ اوکھاڑتی ہین اور اپنی عبادت کا نقصان کرتے ہین اس ریا کا پہچاننا تو آسان ہے اور بعضی ریا چیونٹی کے پاؤن کی آواز سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے کہ زیرک اور عالم لوگ اوسکے پہچاننے سے عاجز ہین تو سیدھے سادے عابد کیا بیچارے ہین جو ریا چیونٹی کی چاپ سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے اوسکا بیان العزیز جانو کہ بعضی ریا تو ظاہر ہے جیسے کوئی شخص لوگون کے بیچ مین تہجد کی نماز پڑھے اور اگر اکیلا ہو تو نہ پڑھے اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہے کہ ہمیشہ تہجد پڑھنے کی عادت ہو لیکن اگر کوئی شخص موجود ہو تو زیادہ خوشی سے پڑھے اور پڑھنا بہت آسان اور سبک معلوم ہو یہ ریا بھی ظاہر ہے چیونٹی کی چاپ کے مثل نہین ہے کیونکہ اسے پہچان سکتے ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ریا ہوتی ہے جیسے کہ دوسرے کو دیکھنے سے تہجد مین خوشی بھی نہ بڑھے آسان بھی نہ معلوم ہو جسطرح ہر شب نماز پڑھتا تھا ویسا ہی پڑھے

اور فی الحال کوئی علامت نہ ظاہر ہو لیکن جسطرح لوہے مین آگ ہوتی ہے اوسطرح دل مین ریا ہو اور اوسکا اثر اوسوقت ظاہر ہوگا جبکہ لوگ جان جائین کہ یہ شخص اس صفت پر ہے تو یہ خوش ہو اور اپنے دل مین کشادگی اور انبساط دیکھے یہ فرحت و انبساط اس بات کی دلیل ہے کہ ریا اوسکے باطن مین پوشیدہ ہے اگر فرحت کو انکار اور کراہیت سے دور نہ کریگا تو اس بات کا خوف رہیگا کہ مبادا یہ چھپی ہوئی رگ جنبش مین آجاے اور در پردہ چاہے کہ ایسا کوئی سبب کیجیے کہ لوگ آگاہ ہوجائین اگر صراحۃً نہ کہے تو کنایۃً کہے اور اگر کنایۃً بھی نہ کرے تو انداز اور وضع سے ظاہر کرے اپنے تئین جھکا ہوا اور شکستہ دل دکھائے تاکہ لوگ جانین کہ شب بیدار رہتا ہے اور ریا کبھی اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتی ہے وہ اسطرح پر ہوتی کہ آدمی نہ تو خلق کے مطلع ہونے سے خوش ہو اور نہ لوگون کے حاضر اور موجود ہونے سے نشاط بڑھے لیکن اگر ریا سے دل خالی نہوگا تو اوسکی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اوسکے پاس پہونچیگا اور پہلے سلام نہ کریگا تو یہ اپنے دل مین تعجب دیکھے گا اور اگر کوئی شخص اوسکی حرمت اور تعظیم فروگذاشت کریگا یا خوشی سے اسکے کام کاج مین مستعد نہ رہے گا یا خرید فروخت مین اوسکی کچھ رعایت اور خاطر نہ کریگا یا اوسے اچھی جگہ بیٹھنے کو نہ دیگا تو وہ اپنے دل مین متعجب ہوگا اور انکار رکھیگا اگر وہ عبادت پوشیدہ نہ کی ہوتی تو یہ تعجب نہوتا تو گویا اوسکا نفس اور عبادت کے سبب سے عزت اور حرمت کا تقاضا کرتا ہے غرضکہ جبتک عبادت کا ہونا اور نہونا آدمی کے نزدیک یکسان نہوجائے تبتک اوسکا دل ریاے خفی سے خالی نہین کیونکہ اگر وہ کسی کو ہزار دینار دیکر لاکھ دینار کی چیز لینا چاہے تو کسی پر احسان نہ کریگا اور اپنی عزت اور حرمت کا آرزومند نہوگا اور اس امر کا کرنا نہ کرنا اوسکے نزدیک لوگون کے حق مین برابر ہوگا تو جب سعادت ابدی کو پہونچنے کے واسطے خدا کی کچھ عبادت کرتا ہے تو اوسکے عوض مین اپنی عزت اور حرمت کی امید کسی سے کیون رکھنا چاہیے تو یہ ریا سب ریاؤن سے زیادہ خفی ہے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ قیامت کے دن پڑھے ہوؤن سے کہین گے کیا تمہارے ہاتھ لوگون نے سودا بہت سستا نہین بیچا اور کیا تمہارے کام کاج مین مستعد نہین رہے اور کیا پہلے تمہین سلام نہین کیا یعنی یہ سب باتین تمہارے اعمال کی خرابیان تھین جو تم حاصل کر چکے اور تمنے اپنے اعمال کو خالص نہین رکھا ایک شخص جو خلق سے بھاگ کر عبادت مین مشغول ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ ہم فتنہ سے بھاگے ہین اور خوف ہے کہ ہمارے کام مین خلق کے سبب سے کچھ فتنہ نہ پیدا ہوجائے کیونکہ جب ہم کسی کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ ہماری عزت اور حرمت اور ہمارا حق نگاہ رکھے اسی سبب سے مخلص لوگون نے کوشش کی ہے تاکہ اپنی عبادت کو اسطرح چھپائین جسطرح فواحش اور معاصی کو کیونکہ وہ سمجھتے ہین کہ جو عبادت خالصاً للہ ہو وہی قیامت کے دن قبول ہوگی انکی مثل اوس شخص کے مانند ہے جو حج کو جاتا ہے اور چاہتا ہے کہ جنگل مین زر خالص ہی چلیگا اور وہان جان کا خطر ہوگا تو وہ زر خالص مغربی پیدا کرتا ہے اور جو سونا کھوٹا ہو اوسے پھینک دیتا ہے اور حاجت کے دن کو نگاہ رکھتا ہے اور قیامت کے دن سے زیادہ کسی دن خلق عاجز نہوگی اور جو کوئی آج عمل خالص نہین کرتا فرداے قیامت کو خراب رہے گا اور کوئی اوسکا ہاتھ نہ پکڑیگا جب تک آدمی یہ فرق کرتا ہے کہ میری عبادت چار پایہ دیکھتا ہے یا آدمی تب تک ریا سے خالی نہین جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ فرماتے ہین جو ریا بالکل پوشیدہ اور تہوڑی ہے

نہ تک شریک ہے یعنی خدا کی عبادت مین دوسرے کو شریک کرنا ہے جب خدا ہی تعالی کے علم کو بس نہ سمجھا تب تو اور کے جاننے نے اوسکی عبادت مین اثر کیا **فصل** اے عزیز جانتو کہ جو شخص اس سبب سے خوش ہوتا ہے کہ لوگون کو اوسکی عبادت کی اطلاع ہو وہ یا سے خالی نہین اور جو خوشی حق پر ہوتی ہے اوسکے چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اس خیال سے خوش ہو کہ اوسنے عبادت پوشیدہ رکھنے کا قصد کیا اور حق تعالی نے اوسکے بے قصد ظاہر کردی اور گناہ و قصور بہت سے کیے تھے وہ خدا نے نہ ظاہر کیے اور یہ سمجھکر خوش ہوتا ہے کہ اور پر حق سبحانہ تعالی کا بڑا فضل و کرم ہے کہ اوسکی برائی پوشیدہ رکھتا ہے اور نیکی ظاہر کرتا ہے تو یہ خوشی حق سبحانہ تعالی کے فضل و کرم کے سبب سے ہے لوگون کی تعریف اور قبولیت کی وجہ سے نہین جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی خوش ہو اور رکے کہ حق سبحانہ تعالی نے میری ایمان دنیا مین پوشیدہ رکھین تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت مین بھی پوشیدہ رکھیگا کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ حق سبحانہ تعالی ایسا کریم ہے کہ اوس سے یہ بات بہت بعید ہے کہ دنیا مین بندے کے گناہ چھپائے اور آخرت مین رسوا کرے تیسرا درجہ یہ ہے کہ یہ سمجھکر خوش ہو کہ لوگون نے جب اوسکی عبادت دیکھی تو اوسکی پیروی کرین گے اور سعادت کو پہونچین گے حتی کہ اسکے واسطے پوشیدہ ثواب بھی لکھین گے کہ اسنے پوشیدہ رکھنے کا قصد کیا اور علانیہ کا ثواب بھی لکھین گے کہ بے اوسکے قصد کے عبادت ظاہر ہوگئی چوتھا درجہ یہ ہے کہ اس سبب سے خوش ہو کہ جسنے اسکی عبادت دیکھی وہ اسکی تعریف کرتا ہے اور اسکے ساتھ حسن عقیدت رکھتا ہے اور وہ اس تعریف اور عقیدے کے سبب سے حق سبحانہ تعالی کا مطیع رہتا ہے اور خدا کی طاعت سے خوش ہوتا ہے نہ اپنی جاہ سے جو لوگون کے نزدیک حاصل ہوئی اسکی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرے کی طاعت سے مطلع ہو تو بھی ایسا ہی خوش ہو اور **ریا کا بیان جو عمل باطل کر دیتی ہے** اے عزیز جانتو کہ ریا کا خیال یا عبادت کے پہلے یا بعد یا بیچ مین ہوتا ہے پہلا وہ کہ جو خیال یا عبادت کے پہلے ہوتا ہے وہ عبادت کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ نیت مین اخلاص شرط ہے اور اس خیال کے سبب سے اخلاص باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر ریا اصل عبادت مین نہو مثلاً ریا کے سبب سے اول وقت آدمی نماز کی جلدی کرے اور اگر تنہا ہوتا تو اصل نماز مین قصور کرتا تو اول وقت کا ثواب باطل ہوگا اصل نماز چاہیے تو باطل نہو درست ہو کیونکہ اصل نماز مین اسکی نیت پاک ہے جیسا کہ کوئی شخص غصب کیے ہوئے مکان مین نماز پڑھے تو فرض ادا ہو جائیگا اگرچہ گنہگار ہوگا لیکن نفس نماز کے سبب سے گنہگار نہوگا اسیطرح یہان پر بھی نفس نماز مین ریا کا نہین ہے بلکہ فقط وقت مین ہے اور اگر اخلاص کے ساتھ نماز پوری کرے پھر ریا کا خطرہ گذرے اور نماز کا اظہار کرے تو پڑھی ہوئی نماز باطل نہوگی لیکن اس خیال ریا کے سبب سے معذب ہوگا روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے کل سورۂ بقر پڑھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ عبادت سے اوسے یہی نصیب تھا یعنی یہ جو اظہار کیا ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین برابر روزے رکھتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو نہ روزہ دار ہے نہ روزہ خوار محدثین نے کہا ہے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ چونکہ تو نے اظہار کیا تو روزہ باطل ہوگیا اور ہمارے نزدیک ظاہر ایسا ہی ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ اس سے فرمایا کہ اوسکے اظہار سے جانا کہ عبادت کے وقت ریا سے یہ خالی نہتا لیکن اگر

خالی ہو تو جو عبادت کہ درست ادا ہوئی اور تمام ہوگئی پھر ریا سے اوسکا باطل ہوجانا بعید ہے اور اس حدیث کے یہ معنی ہی کہتے ہین
کہ برابر روزہ رکھنا منع ہے لیکن جو ریا کا خیال عبادت کے درمیان آئے تو اگر اصل عبادت کی نیت کو مغلوب کرے تو عبادت باطل ہو جائیگی
مثلاً نظارہ بازی کی چیز سامنے آئی یا کوئی چیز گم کی تھی وہ یاد پڑی اور اگر لوگ نہوتے تو نماز توڑ دیتا اور شرم سے نماز تمام کی یہ نماز
باطل ہوگی کیونکہ عبادت کی نیت جاتی رہی اور یہ کھڑا رہنا لوگون کے واسطے ہے اور اگر اصل نیت برقرار ہے مگر لوگون کے دیکھنے سے
خوشی پیدا ہوا اور نماز اچھی طور پڑھنے لگے تو ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نماز باطل نہوگی اگرچہ اس ریا کے سبب سے گنہگار ہوگا لیکن اگر
کوئی شخص اوسکی عبادت دیکھے اور وہ اوسکے سبب سے خوش ہو تو حارث محاسبی کہتے ہین کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ اوسکی نماز
باطل ہوگی یا نہین اور کہتے ہین کہ مین اس امر مین متوقف تھا اور مجھے ظن غالب یہ ہے کہ نماز باطل ہوجائیگی پھر کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے
کہ کسینے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اپنی عبادت پوشیدہ کرتا ہون لیکن لوگ جب اوس سے
واقف ہوجاتے ہین تو مین خوش ہوتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے دو اجر ملینگے ایک عبادت پوشیدہ کا اجر
دوسرے علانیہ کا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور اسکی اسناد متصل نہین اور شاید کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس سے یہ بات مراد لی ہو کہ فرغت کے بعد عبادت ظاہر ہوا ور عبادت کرنیوالا خوش ہو یا یہ مراد لی ہو کہ اپنی عبادت کے ظاہر ہونے مین
حق تعالیٰ کے فضل سے خوش ہو جیسا کہ ہمنے قبل اسکے بیان کیا ہے اس دلیل سے یہ معنی مراد ہو سکتے ہین کیونکہ کوئی نکہیگا کہ لوگونکے
مطلع ہونے پر خوش ہونا زیادتی اجر کا سبب ہے اگرچہ گناہ کا سبب نہو یہ حارث محاسبی کی تقریر ہے اور ہمارے نزدیک معنی ظاہر تر
یہ ہین کہ اسقدر جو خوش ہو وہ جب عمل مین زیادتی نہ کرے اور اصل نیت برقرار رہے اور اوس نیت کے حکم سے عمل کرے تو نماز باطل
نہوگی **ریا کے سبب سے دلکو جو بیماری پیدا ہوجاتی ہے اوسکے علاج کا بیان** اے عزیز جاننا تو کہ یہ بڑی بیماری
ہے اسکا بڑا ہی علاج واجب ہے بے کوشش کامل کے علاج پذیر نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ بیماری مزاج دل کے ساتھ ملی ہوئی
ہے اور دل مین دخیل ہوگئی ہے مشکل سے علاج پذیر ہوتی ہے اس بیماری کی صعوبت کا سبب یہ ہے کہ آدمی بچپن سے دیکھتا ہے
کہ لوگ باہم ریا کا لحاظ رکھتے اور ایک دوسرے کی نگاہ مین اپنے تئین آراستہ کرتے ہین اور اکثر دن کے ساتھ انکا یہی شغل
ہوتا ہے تو یہ عبادت بچے کے دل مین اوگنے لگتی ہے اور روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے جب تک عقل کامل ہوجاے اور وہ
جان لے کہ یہ زیان کاری ہے تب تک وہ عادت غالب ہوجاتی ہے اسکا محو کرنا مشکل ہوجاتا ہے کوئی شخص اس بیماری سے
خالی نہین ہوتا اور یہ مجاہدت تمام خلق پر فرض عین ہے اور اس معالجہ مین دو مقام ہین ایک طلب سہل کہ اس مادہ کو باطن سے
قطع کردے اور یہ علم و عمل سے مرکب ہے علمی یہ ہے کہ اس بات کو ضروری جانی کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے اس سبب سے کرتا ہے کہ اوسے
اسوقت کچھ لذت ہو جب یہ جان لیگا کہ انجام کو اسکا ضرر اسدرجہ ہے کہ اوسکی طاقت نہین رکھتا تو اوس لذت سے دست بردار
ہوجانا اوسپر آسان ہوجائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اوسکا لالچی ہو لیکن اوس سے حذر کرنا اوسپر
آسان ہوجائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اوسکا لالچی ہو لیکن اوس سے حذر کریگا اور اصل یا اگرچہ بالکل

تو جاہ و منفعت کی محبت سے نکلتی ہے لیکن تین جڑین ہین ایک جڑ ثنا و صفت کی محبت ہے دوسری جڑ خوف مذمت ہے تیسری جڑ خلائق سے طمع رکھنا اسیواسطے تھا کہ اعرابی نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہین اوس مرد کے حق مین جو حمیت دین کے سبب سے جہاد کرے یا اسواسطے کہ لوگ اوسکی مردانگی دیکھین یا اسلیئے کہ لوگ اوسکا ذکر کرین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسواسطے جہاد کرتا ہے کہ کلمۂ توحید بلند ہو وہ خدا کی راہ مین ہے یہ اشارہ ہے کہ آدمی اپنا ذکر اور اپنی تعریف طلب کرے اور مذمت سے ڈرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اونٹ باندھنے کی رسی لینے کی نیت سے جہاد کرے تو جو نیت کی ہے اوسکے سوا اور جو کچھ اوسے ملیگا تو یہی تین باتین ریا کا سبب ہوتی ہین ثنا و صفت کی حرص بالکلیہ چھوڑنا چاہیئے کہ قیامت کے دن اپنی رسوائی کا خیال کرے کہ برملا لوگون کہا کرین گے کہ اے ریاکار اے فاجر اے گمراہ تجھے شرم نہ آئی کہ تو نے خدا کی عبادت لوگون کی تعریف کے بدلے مین بیچ ڈالی اور دل خلق کی نگاہ داشت کی خدا کی رضامندی سے کام نہ رکھا اور خلق سے نزدیک ہونے کو خدا سے دوری اختیار کی اور قبولیت خدا سے قبولیت خلق کو بہتر سمجھا اور خلق کی تعریف حاصل کرنیکو خدا کی مذمت پر راضی ہوگیا حق سبحانہ تعالی سے زیادہ کوئی شخص تیرے نزدیک ذلیل و خوار نتھا کہ تو نے اسکی رضامندی کو چھوڑ دیا اور اوسکے غصہ کا اندیشہ نہ رکھا جب عقلمند آدمی اس رسوائی اور فضیحتی کو سوچیگا تو سمجھیگا کہ لوگون کی تعریف ان رسوایون کے برابر نہین ہوسکتی خصوصاً جب یہ سمجھیگا کہ جو عبادت مین کرتا ہون اسکے سبب سے نیکیون کا پلہ بھاری ہوگا اور جب ریا کے سبب سے یہ عبادت تباہ ہوجاوے تو اسکے سبب سے گناہون کا پلہ بھاری ہوجائیگا اور اگر یہ ریا نہ کرتا تو انبیا اولیا کا رفیق ہوا ہوتا اب اسکے سبب سے دوزخ کے فرشتون کے ہاتھ پڑا اور ملعونون کا ساتھی ہوگیا اور اسنے خلق کی رضامندی کے واسطے یہ سب کچھ کیا حالانکہ خود ان ہی کی رضامندی حاصل نہین ہوتی کیونکہ ایک خوش ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش ہوتا ہے ایک اگر تعریف کرتا ہے تو دوسرا مذمت کرتا ہے پھر بالفرض اگر سب تعریف ہی کرین تو اونکے ہاتھ نہ اسکی روزی ہے نہ عمر نہ سعادت دنیا نہ سعادت آخرت کمال نادانی کی بات ہے کہ کوئی شخص تو اپنا دل پریشان کرے اور عبادت کو ایسی لچر غرض کے واسطے حق تعالی کے عذاب اور خفگی مین پڑے آدمی کو چاہیئے کہ اپنا دل اور ایسی اور باتین اپنے دل پر تازہ رکھے اور طمع کا علاج اوس طور پر کرے جو محبت مال کے بیان مین ہم نے کہا ہے اور اپنے دل مین یون خیال کرے کہ شاید یہ طمع رفع نہ کرے اور اگر کرے بھی تو مذلت اور ذلت کے ساتھ اور حق تعالی کی رضامندی دم بدم فوت ہوتی ہے اور خلق کے دل بے حق تعالی کی مشیت کے مسخر نہین ہوتے اور جب خدا کی رضامندی حاصل کریگا تو وہ خود خلق کے دلون کو مسخر کردیگا اور نہ حاصل کریگا تو اوسکی رسوائی آشکارا ہوجائیگی اور دل بھی نفرت کرین گے اور خوف مذمت خلق کا علاج بالکلیہ کرے کہ اپنے دل مین کہے کہ مین اگر حق تعالی کے نزدیک نیک اور محمود ہون تو خلق کی مذمت مجھے کچھ نقصان نہ کریگی اور معاذ اللہ اگر خدا کے نزدیک برا اور مذموم ہون تو خلق کی ثنا و صفت کچھ فائدہ نہ دیگی اور اگر اخلاص اختیار کرے گا

اور پراگندگی خلق سے دل پاک کریگا تو حق تعالی سب لوگونکو اوسکی دوستی سے آہستہ کردیگا اور اگر ایسا نکریگا تو لوگ خود اوسکے نفاق اور اوسکی ریاکو جھٹ پٹ پہچان لینگے اور جس مذمت سے وہ ڈرتا ہے وہی پھر سامنے آئیگی اور خدا کی رضامندی تو فوت ہوگئی اور جب دل حاضر کریگا اور اخلاص مین ایک ہی ہمت اور خیال باندہے رہیگا تو دل خلق کی مراعات سے نجات پائیگا اور انوار الہی اوسکے دل مین بھر جائینگے خدا کی مہربانی اور مدد اور عنایت متواتر ہوگی اور اخلاص اور اوسکی لذت کی راہ اوسکے دل مین کھل جائیگی اور علاج عملی یہ ہے کہ کار خیرات اور طاعات کو ایسا چھپائے جیسے کوئی فواحش اور معاصی کو چھپاتا ہے تاکہ عبادت مین خدا کے علم پر قناعت کی عادت ہوجائے یہ امر ابتدا مین دشوار ہوتا ہے لیکن جب محنت اور مشقت کریگا تو اوسپر آسان ہوجائیگا مناجات اور اخلاص کی لذت پانے لگیگا اور ایسا ہوجائیگا کہ اگر خلق دیکھے بھی تو وہ خود خلق سے غافل ہو خود اپنے مقام تمکین مین ہے یعنی جب ریا کا خطرہ اور خیال آنے لگے تو اوسکو دور کرنا اگرچہ آدمی نے اپنے تئین ایسا کرلیا ہے کہ خلق کے مال و دولت اور ثنا و صفت سے بے طمع ہوگیا ہے اور یہ سب چیزین اوسکی نظر مین حقیر ہوگئین ہین لیکن عبادت مین خطرے اور وسوسے ڈالتا ہے پہلا خطرہ تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی یہ بات جانے کہ کسی کو اطلاع ہوگئی ہے یا امید ہے کہ اطلاع ہوجائے دوسرا یہ کہ ایک رغبت دل مین پیدا ہوتی ہے کہ یہ معلوم ہوجائے کہ لوگون کے نزدیک اوسے منزلت حاصل ہے تیسرا اس رغبت کا قبول کرنا ہوتا ہے حتی کہ اوسکے تحقیق کرنیکا قصد کرے تو یہ کوشش کرنا چاہیئے کہ پہلے خطرے کو دفع کرے اور اپنے دل مین کہے کہ مین خلق کی اطلاع کو کیا کرونگا کیونکہ خالق تو مطلع ہے اور مجھے اوسکی اطلاع کفایت کرتی ہے میرا کام خلق کے ہاتھ نہین ہے اگر دوسرا خطرہ قبول خلق کی رغبت مین پیدا ہو تو جو کچھ پہلے فرض کیا تھا اوسے یاد کرے کہ خلق کی قبولیت حق تعالی کے رد اور غصہ کے ساتھ کیا فائدہ دیگی تاکہ اوس رغبت کے مقابلہ مین اس خیال سے کراہت آئے وہ خواہش تو اوسے قبول خلق کیطرف بلاتی ہے یہ کراہت اوس سے منع کریگی اور جو بات بہت غالب اور بہت قوی ہوتی ہے نفس اوسیکا مطیع ہوجاتا ہے تو ان تینون خطرون کے مقابلہ مین تین کام اور کرے ایک تو یہ معرفت کہ خدا کی نعمت اور غصہ مین رہیگا دوسرے کراہت جو اس معرفت سے پیدا ہو تیسرے یہ کہ ریا کے خطرے کو دور کرے اور شاید کہ ریا کی خواہش ایسا ازدحام کرے کہ دل مین کچھ جگہ باقی نہ رہے اور معرفت اور کراہت سامنے جو آنے پاسکے اگر [illegible] پہلے اپنے دل مین بہت کچھ فرض کرچکا ہو اور جب ایسا ہوجائے تو شیطان کی جیت ہوتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی اپنے تئین حلم اور بردباری پر قائم رکھتا ہے اور غصہ کی آفتین اپنے دل مین خوب سوچ چکا ہے جب وقت آئے تو غصہ غالب ہوجائے اور وہ سب بھول جائے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ معرفت تو حاصل ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ ریا ہے لیکن اوسکی خواہش قوی ہو تو کراہت نہ پیدا ہو اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ کراہت بھی ہو لیکن اوسکی خواہش سے نہ آئے اور اوسے دفع نہ کرسکے اور خلق کی قبولیت کی طرف میل کرنے لگے اور بہت علما ایسے ہوتے ہین کہ وہ اپنے کو ہم ریا کے ساتھ لوگون سے بات کرتے ہین اور یہ ہمارے واسطے نقصان کی بات ہے لیکن کہتے ہین اور توبہ مین تاخیر کرتے ہین تو ریا کو دفع کرنا قوت کراہت کے قدر ہوتا ہے اور قوت کراہت قوت معرفت کے قدر ہوتی ہے اور قوت معرفت قوت ایمان

کے قصد ہوتی ہے اور اسکی امداد ملائکہ سے ہوتی ہے اور ریا خواہش دنیا کے قصد ہوتی ہے اور اوسکی مدد شیطان سے ہوتی ہے اور آدمی کا دل ان دو لشکر متنازع کے درمیان ہوتا ہے اور اوسے ہر لشکر کے ساتھ ایک مناسبت ہے جسکی مناسبت بہت غالب ہوتی ہے اوسکے اکثر کو بہت قبول کرتا ہے اور اوسکی طرف بہت میل کرتا ہے اور یہ مناسبت آگے سے حاصل کیے رہتا ہے کیونکہ نماز کے پہلے بندہ اپنے تئین ایسا کر لیتا ہے کہ فرشتون کے اخلاق اوسپر بہت غالب ہوگئے باوصف اسکے شیاطین کے اخلاق اوسپر غالب تر ہوتے ہین جب عبادت کے اندر ریا کا خیال آتا ہے تو وہی ظاہر ہونے لگتے ہین اور تقدیر ازلی اسے ایسی جگہ کھینچ لیجاتی ہے جو قسمت ازلی سے اوسکے حصہ مین ہے وہ ملائکہ کی مشابہت کا غلبہ ہو یا شیطان کی مناسبت کا **فصل** العزیز جب ریا کے متقاضی کے ساتھ تونے خلاف کیا اور دل سے اوسکے ساتھ کارہ ہوا پھر اگر تجھ مین اوسکی خواہش اور وسوسہ باقی رہے تو تو اسکے سبب سے ماخوذ نہوگا کیونکہ وہ تو آدمی کی طبیعت ہے اور تجھے یہ حکم نہین ہے کہ تو اپنی طبیعت کو زائل کرے بلکہ یہ حکم ہے کہ تو اپنی طبیعت کو مغلوب اور مقہور اور زیردست کرے تاکہ تجھے دوزخ مین نہ ڈالے جب تو اسپر قادر ہوگیا کہ جو کچھ طبیعت نے حکم کیا تونے اوسکی تعمیل نہ کی تو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تیری مقہور اور زیردست ہے حکم الہی بجالانے کو اسقدر کافی ہے اور اوس خواہش سے تیری کراہیت اور مخالفت اون خواہشون کا کفارہ ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمین ایسے وسوسے اور خطرے آتے ہین کہ اگر ہمین آسمان پر سے پھینکدین تو یہ اوس سے بہتر ہے اور ہم اون وسوسون سے کارہ ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان تمنے حالت پائی اونہون نے عرض کیا جی ہان فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور وہ وسوسے حق تعالی کے حق مین گذرتے تھے اونسے کراہت کرنا صریح ایمان ہے پس جب کراہت اوسکا کفارہ ہوتی ہے تو جو کچھ خلائق کے وسواس سے علاقہ رکھتا ہے وہ کراہت سے بطریق اولے محو ہوجائیگا لیکن ایسا ہی ہوتا ہے کہ جس شخص نے ایسے وسوسہ مین مخالفت نفس اور شیطان کی قوت پائی تو شیطان اوسکا حسد کرتا ہے اور اوسے بہکاتا ہے کہ اوسکے دین کی بھلائی اسمین ہے کہ اس وسوسہ مین شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین مشغول ہو اور یہ دل کا جھگڑے مین مشغول ہونا مناجات کی لذت کھو دیتا ہے یہ خطا ہے اور یہ امر چار درجون پر ہے ایک تو یہ کہ شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین اوقات ضائع کرے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسی پر اقتصار کرے کہ اوسکی تکذیب کرکے دفع کرے اور مناجات مین مشغول ہوجائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ تکذیب اور دفع مین بھی نہ مشغول ہو کیونکہ جانتا ہے کہ اسمین بھی کچھ وقت ضائع ہوگا اوسکی طرف التفات ہی نہ کرے اور مناجات مین مشغول ہوجائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ اخلاص کی حرص اور کوشش زیادہ کرے کیونکہ جانتا ہے کہ شیطان کو اس سے غصہ آتا ہے اور اوسکی طرف خود التفات ہی نہ کرے اور کاملتر درجہ یہی ہے کیونکہ شیطان جب اوسکی یہ صفت معلوم کریگا تو اوس سے ناامید ہوجائیگا اسکی مثل اون چار شخصون کی سی ہے جو طالب علم کیواسطے جاتے ہون اور کوئی حاسد انکی راہ مین آکھڑا ہو ایک کو منع کرے وہ اوسکی نمانے اور لڑنے کو مستعد ہوجائے اور اوقات ضائع کرے

وہ حاسد دوسرے کو منع کرے تو وہ اوسے دفع کردے لڑنے پر نہ آمادہ ہو اور تیسرا رفع کرنمین بھی نہ مشغول ہو بلکہ التفات ہی نکرے اور جسطرح چلتا تھا اوسیطرح چلا جائے تا اوسکی تضیع اوقات نہو اور چوتھا اوسکی طرف التفات بھی کرے اور جلدی جلدی چلنے تو اس حاسد نے اون دو سے تو کچھ اپنی مراد حاصل کی اور تیسرے سے کچھ مراد نہ حاصل ہوئی اور چوتھے سے باوصف اسکے کہ کچھ حاصل نہ کی اوسی کو کچھ زیادتی حاصل کرادی اگر اون تینون کے منع کرنے سے وہ حاسد نہ پشیمان ہوگا تو اس چوتھے کے منع کرنے سے تو پشیمان ہوگا اور کہیگا اکہ کاش مین منع نہ کرتا تو اولی اور انسب ہے کہ جہانتک ممکن ہو شیطان کے وسوسے اور جھگڑے مین آدمی نہ پڑے اور مناجات ہی مین مشغول رہے **اظہار طاعت کی اجازت کا بیان** الغرض جانتو کہ طاعت کو چھپانے مین یہ فائدہ ہے کہ آدمی ریا سے نجات پائے اور ظاہر کرنے مین بڑا فائدہ ہے وہ یہ ہے کہ خلق اوسکی پیروی کرے اور خلق کو خیر کی رغبت زیادہ ہو اسیواسطے حق تعالی نے دونون کی تعریف کی اور فرمایا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی اگر صدقہ آشکارا دو تو کیا خوب بات ہے اور اگر پوشیدہ دو تو بہتر ہے ایکدن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو مال چاہیے تھا ایک انصاری تھیلی لے آئے جب اونہین دیکھا تو اور لوگ بھی مال لانے لگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیک رسم مقرر کرے کہ اور لوگ بھی اوسمین اوسکی متابعت کرین تو اوسے اپنا بھی ثواب ہوگا اور دوسرون کی موافقت کا بھی اجر ملیگا اسیطرح جو شخص حج یا جہاد کو جانیوالا ہے تو پہلے سے اوسکا سامان کرے اور باہر نکلے تاکہ لوگون کو بھی حج یا جہاد کا شوق پیدا ہو یا تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے تاکہ اور لوگ بھی جاگ پڑین تو حقیقت یہ ہے کہ اگر ریا سے بیخوف ہو اور اظہار دوسرون کی رغبت ہی کا سبب ہو تو اظہار افضل ہے اور اگر شہوت ریا تیز ہو اور دوسرون کو رغبت نہ پیدا ہو تو اوس شخص کو طاعت پوشیدہ رکھنا اولے ہے تو جو شخص کوئی عبادت ظاہر کیا چاہتا ہو اوسے چاہیے کہ ایسی جگہ ظاہر کرے جہان ممکن ہو کہ لوگ اوسکی پیروی کرین اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اوسکے اہل و عیال اوسکی اقتدا کرتے ہین بازاری لوگ نہین کرتے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ بازاری لوگ اوسکی پیروی کرتے ہین اور لوگ نہین کرتے اور ایک بات یہ ہے کہ اپنے دل پر نظر کرے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ریا کا شوق اوسکے دل مین پوشیدہ ہوتا ہے اور اوسکو دوسرون کی اقتدا کے بہانے سے ظاہر کرنے پر لاتا ہے تاکہ وہ ہلاک ہو جائے ضعیف کی مثل اوس شخص کی سی ہے جو پیرنا نہ جانتا ہو اور لڑکے بنے لگے دوسرے لڑکے پڑھنے [illegible] پیرنے مین اوستاد ہو کہ آپ بچے اور دوسرون کو بھی بچائے یہ انبیا اولیا علیہم السلام کا درجہ ہے یہ نچاہیے کہ ہر ایک اسکا غرہ کرکے جو عبادت چھپا سکتا ہے اوسے نہ چھپائے اور اس امر مین سچے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرض کرے کہ لوگ اگر اوس سے کہین کہ تو اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھتا کہ لوگ اوس دوسرے عابد کی پیروی کرین اور ویسے ہی ہو جیسا اظہار مین ہے تو اگر اپنے مین اظہار کی رغبت پائے تو یہ بات ہے کہ اپنی منزلت ڈھونڈتا ہے [illegible] اور ایک طریقہ اظہار کا یہ ہے کہ طاعت سے فراغت کرنے کے بعد کہے کہ مین نے کیا کیا نفس کو اس سے بھی لذت اور [illegible] ہے تاید کہ زیادہ

حکایت کرے تو زبان کو نگاہ رکھنا اور اظہار نکرنا واجب ہے تا وقتیکہ خلق کی تعریف اور مذمت اوسکے نزدیک اپنے حق مین
برابر ہوجائے اور ہاونکی رد و قبولیت یکسان ہوجائے پھر جب یہ جان لے کہ کہنے سے اور رون مین رغبت خیر کی تحریک ہوتی ہو
تو کہے جو بزرگ اہل قوت تھے اونہون نے ایسا بہت کیا ہے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ مین جب سے
مسلمان ہوا ہون کوئی نماز ایسی نہین پڑہی جسمین میرے دل نے اس بات کے سوا کہ آخرت مین خدا مجھسے یہ فرمائیگا تو مین نے
جواب عرض کر یہ نکالا اور کوئی بات کی ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو کچھ مین نے سنا اوسے بالیقین حق جانا امیر المومنین
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ اور باک نہین کیونکہ مین صبح کو اوٹھتا ہون تو مجھے مشکل کام ہون یا آسان
یہ جان لیتا ہون کہ خیر کس مین ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ مین صبح کو جس حال پر اوٹھتا ہون نہین
چاہتا کہ وہ حال بدل جائے امیر المومنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے جب سے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نا اپنی شرمگاہ داہنے ہاتھ سے چھوئی نا یا جھوٹ بولا حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ
نے مرتے وقت کہا کہ مجھپر نہ روکہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی گناہ نہین کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے
کہا کہ قضائے الہی سے مجھپر ایسا کوئی حادثہ نہین گذرا جسے مین نے چاہا ہو کہ یہ نہوتا اور جو کچھ حق سبحانہ تعالیٰ نے میری تقدیر مین
لکھدیا تھا مین اوسی پر خوش رہا یہ سب اہل قوت کی باتین ہین ضعیفون کو اسپر غرہ نہ کرنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالیٰ
نے کامون مین ایسی نہین کہین ہین کہ کوئی اون تہون کی طرف راہ نہین پاتا ہر شہ کے نیچے ایک خبر ہے کہ ہم اوسکی طرف
راہ نہین پاتے اور ریا مین خلق کے واسطے بہت خبر ہین اگرچہ اوسمین ریاکار کی ہلاکت اور تباہی ہے کیونکہ بہت لوگ ریا کا قصد
اکثر کام کرتے ہین اور اشخاص جانتے ہین کہ یہ اخلاص کے ساتھ کرتے ہین اور یہ سمجھکر اونکی پیروی کرتے ہین **حکایت** کہتے ہین
کہ بصرہ مین صبح کو یہ حال ہوتا تھا کہ لوگ جس گلی مین جاتے تھے ذکر اور قرآن کی آواز سنتے تھے اور اوسکی طرف خلق کی رغبت
زیادہ ہوتی تھی ایک شخص نے دقائق ریا مین ایک کتاب لکھی اون لوگون نے وہ ذکر کرنا قرآن پڑہنا سب چھوڑ دیا اوس کتاب کے
سبب سے رغبت مین فتور پڑ گیا لوگ کہتے کہ کاش یہ کتاب تصنیف کرتا تو ریاکار اور رون پہ تصدق ہوجاتا ہے کہ وہ خود تو ہلاک اور
تباہ ہوجاتا ہے اور اور رون کو نجات کی راہ بتاتا ہے **دوہا** پنڈت بہئے مشعلچی + باتین کرے بنائے + اور کو بھیجے چاندنی +
آپ اندھیرے جائے + **معصیت چھپانے کی اجازت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ عبادت کا ظاہر کرنا کبھی ریا
ہوجاتا ہے لیکن گناہ چھپانا سات عذر کے سبب سے ہمیشہ درست ہے پہلا عذر یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تو
معاصی کو پوشیدہ رکھو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی سے کوئی معصیت سرزد ہو اوسے چاہیے
کہ اوسپر خدا کا پردہ ڈالے رکھے دوسرا عذر یہ ہے کہ جب اس جہان مین گناہ پوشیدہ رہے گا تو اس امر کی بشارت ہے
کہ اوس جہان مین بھی پوشیدہ رہنے کی امید ہے تیسرا عذر یہ ہے کہ لوگون کی ملامت سے ڈرے کہ اوسکے دل کو مشوش کردیگی
عبادت مین خلل پڑجائیگا دل پراگندہ ہوگا چوتھا عذر یہ ہے کہ ملامت اور مذمت سے دل رنجور ہوگا کہ یہ آدمی کی طبیعت ہے

اور ملامت سے رنجور ہونا اور لوگوں سے عذر کرنا حرام نہیں ہے تعریف اور مذمت کو برابر سمجھنا توحید کا نہایت مرتبہ ہے ہر ایک اس درجہ کو نہیں پہونچتا لیکن مذمت کے خوف سے عبادت کرنا درست نہیں ہے کیونکہ عبادت اخلاص کے ساتھ ہونا چاہیے تنہا اور خفیہ کے نہونے پر صبر کرنا آسان ہے اور مذمت پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے پانچوان عذر یہ ہے کہ لوگ اوسکے درپے ہونگے اور اوسے ستائینگے اور شرع نے اجازت دی ہے کہ اگر گنہگار پر حد بھی واجب ہو تو بھی گناہ چھپائے اور توبہ کرے اور شر سے عذر کرنا درست ہے چھٹا عذر یہ ہے کہ لوگوں سے شرم کرے شرم اچھی چیز ہے اور ایمان میں سے ہے اور شرم اور ریا اور سستا توان عذر یہ ہے کہ اپنی اس بات کا خوف ہو کہ اگر میں گناہ کو ظاہر کرونگا تو فاسق لوگ میری پیروی کرینگے اور گناہ کرنے پر دلیر ہو جائینگے جب ان معنوں سے آدمی گناہ کو پوشیدہ رکھے گا تو معذور ہے اگر اوسکی یہ نیت ہے کہ لوگ اوسے پرہیزگار جانیں تو یہ ریا ہے اور حرام ہے لیکن اگر ایسا ہو کہ اوسکا ظاہر کرنا لوگوں کیلئے آسان ہے تو یہ صدیقوں کا مرتبہ ہے اور یہ درجہ اس سے حاصل ہوتا ہے کہ آدمی خفیہ کوئی گناہ نہ کرے لیکن جب گناہ کرے تو کہتا ہے کہ اوہ جی جب خدا کی چوری نہیں تو بندہ کی کیا چوری ہے جو بات خدا جانتا ہے اوسے خلق بھی جانا کرے یہ نہ چاہیے کہ یہ جہل ہے بلکہ حق سبحانہ تعالیٰ کا پردہ اپنے اوپر اور اوروں کے اوپر ڈالے رہنا واجب ہے **ریا کے خوف سے کس جگہہ طاعت چھوڑ دینا چاہیے اسکا بیان** العزیز جان تو کہ طاعت کی تین قسم ہیں ایک وہ ہے جو خلق سے علاقہ نہ رکھے جیسے نماز روزہ دوسری وہ ہے کہ بالکل خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے خلافت قضا حکومت تیسری وہ ہے کہ خلق میں بھی اثر کرے اور عمل کرنیوالے میں بھی جیسے وعظ و نصیحت پہلی قسم مثلاً نماز روزہ میں بخوف ریا اسے ہرگز درست ہونا نہ چاہیے نہ فرض سے نہ سنت سے لیکن اگر ریا کا خطرہ ابتدا میں آئے یا درمیان عبادت میں تو اوسکے دفع کرنے میں کوشش کرنا چاہیے اور عبادت کی نیت کو تازہ کر لینا چاہیے اور خلق کے دیکھنے سے نہ عبادت میں گھٹائے نہ بڑہائے مگر جہاں کہیں عبادت کی نیت مطلق رہی نہو اور بالکل ریا ہی ریا ہو وہاں خود عبادت ہی نہیں لیکن جب تک اصل نیت باقی رہے تب تک عبادت سے ہاتھہ کھینچنا نہ چاہیے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ خلق کے دیکھنے کے خوف سے عبادت چھوڑ دینا ریا ہے اور خلق کو دیکھانے کے واسطے عبادت کرنا شرک ہے العزیز جان تو کہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تو عبادت نہ کرے جب اوس سے عاجز آتا ہے تو تجھسے کہتا ہے کہ لوگ دیکھتے ہیں اور یہ ریا ہے طاعت نہیں تاکہ یہ فریب دیکر تجھکو عبادت سے باز رکھے اگر تو اوسکی طرف التفات کریگا اور مثلاً لوگوں سے بھاگ جائیگا اور زمین کے نیچے چلا جائے تو بھی یہی کہے گا کہ لوگ جانتے ہیں کہ تو بھاگ آیا اور زاہد ہو گیا اور یہ زہد نہیں بلکہ ریا ہے تو اسکا یہ جواب دے کہ خلق کا دیکھنا اوسکے سبب سے عبادت ترک کر دینا بھی ریا ہے بلکہ خلق کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر ہے مجھے جیسی عادت ہے ویسا میں کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ خلق دیکھتی ہی نہیں کیونکہ خلق کے خوف سے عبادت نہ کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص صاف کرنے کے واسطے اپنے غلام کو گیہوں دے وہ صاف نہ کرکے اور کہے کہ میں ڈرا کہ اگر صاف کرتا تو خوب صاف نہ کر سکتا تو آقا اوس سے کہیگا کہ او بیوقوف ابتو تو نے اصل کام ہی نہ کیا ہمیں بھی تو صاف کرنا حاصل نہیں ہوتا تو حق تعالیٰ نے بندوں کو اخلاص کا حکم کیا ہے

بندے جب عمل سے دست بردار ہونگے تو اخلاص سے پہلی ہی دست بردار ہو چکے کیونکہ اخلاص تو عمل ہی مین ہوتا ہے لیکن وہ جو حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لوگون نے حکایت کی ہے کہ وہ قرآن شریف پڑھتے ہوتے جب کوئی شخص آجاتا تو قرآن شریف کو گردان دیتے یہ نچاہتے کہ یہ شخص دیکھے کہ مین ہر وقت قرآن شریف ہی پڑھا کرتا ہون یہ امر اس سبب سے ہوگا کہ وہ جانتے تھے کہ جب کوئی شخص آئے تو اوس سے بات کرنا چاہیے اور قرآن موقوف کرنا چاہیے تو تلاوت قرآن کو پوشیدہ رکھنا اولیٰ جانا ہوگا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ کوئی شخص تہا کر دیکھ رونا آتا تو وہ نہ چھپاتا تاکہ لوگ اوسے نہ پہچانین اور یہ درست ہے کیونکہ یہ ملا رونے کو تنہائی مین رونے کے ساتھ نگاہ رکھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے اور یہ کوئی عبادت نہین ہے جس سے وہ شخص باز رہا ہو اور کہتے ہین کہ کوئی شخص تہا کہ وہ راستہ پر سے اذیت کی چیز اوٹھانا چاہتا اور نہ اوٹھاتا تاکہ خلق اوسے پارسا نجانے اور یہ کسی ضعیف کے حال کی حکایت ہوگی کہ وہ ڈرا ہوگا کہ خلق اوسے پارسا جانیگی اور دوسری عبادتین اوسپر بے لطف ہو جائین گی لیکن شہوت ریا کے خوف کے سبب سے اس سے حذر کرنا اچھا نہین ہوتا بلکہ اسے کرنا چاہیے اور ریا کا دفعیہ کرنا چاہیے مگر وہ شخص جو ضعیف ہو اور حذر کرنے مین اپنی صلاح جانے اور یہ نقصان کی بات ہے دوسری قسم وہ ہے جو خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے حکومت قضارت خلافت یہ اگر عدل سے آراستہ ہو تو بڑی عبادت ہے اور اگر بے عدل ہو تو بڑی [illegible] ہے اور جو شخص اپنے اوپر مطمئن ہو کہ مین عدل کرونگا تو اسپر ان کامون کا قبول کرنا حرام ہے کیونکہ انمین بڑی بڑی آفتین ہین نماز روزہ کے مثل نہین ہے کیونکہ عین نماز روزہ مین کچہ لذت نہین ہے اسی مین لذت ہے کہ نماز روزہ لوگ دیکھین اور حکومت اور سرداری مین بڑی لذت ہے اور اوسمین نفس پرورش پاتا ہے ملک اوسی شخص کو کرنا چاہیے جو اپنے اوپر مطمئن ہو لیکن آدمی اگر اپنے تئین آزما چکا ہو اور حکومت کے پہلے کامون مین امانت داری کی ہو لیکن ڈرتا ہو کہ مین جو حاکم ہونگا تو بدل جاونگا اور معزول ہونیکے خوف سے چکنی چکنی باتین بناونگا تو اس صورت مین علما کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ حکومت قبول کرے کہ یہ گمان ہی گمان ہے اور چونکہ اپنے تئین آزما چکا ہے تو اوسپر اعتماد رکھے اور ہمارے نزدیک صحیح و درست یہ ہے کہ قبول نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ نفس جبکہ انصاف کریگا و مدد کریگا تو ممکن ہے کہ فریب ہو اور حکومت پاکر بدل ہو جائے پس جب پہلے ہی سے تردد ظاہر کرتا ہے تو اوسکے بدل جانیکا ظن غالب ہے تو حذر اولیٰ ہے اور حکومت اہل قوت کے سوا دوسرے کا کام نہین ہے امیرالمومنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تو حکومت ہرگز قبول نہ کرنا اگرچہ دو ہی آدمیون پر ہو پہر جب اونہون نے خود خلافت قبول فرمائی تو حضرت رافع نے کہا کہ آپ نے مجھے تو حکومت قبول کرنیکو منع فرمایا تہا اور اب آپنے خلافت قبول کرلی فرمایا مین اب بہی تمہین منع کرتا ہون اوسپر خدا کی لعنت ہو جو عدل نہ کرے اور اس ضعیف اعتراض کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے بیٹے کو دریا کے کنارے جانے سے منع کرے اور خود پانی کے اندر اوتر جائے کہ پیرنا جانتا ہے اگر لڑکا بہی اوتر جائیگا تو ہلاک ہوگا جب بادشاہ ظالم ہو اور قاضی قضارت مین عدل نہ کرسکے گا اور خوشامد لازم ہوگی تو عہدۂ قضا اور کوئی حکومت

قبول کرنا نہ چاہیئے اگر قبول کریگا تو معزول ہوجانیکا خوف خوشامد کے واسطے عذر کرنیکا بلکہ عدل کرنا چاہیئے تاکہ بادشاہ معزول
کردے اگر خدا کے واسطے حکومت کرتا ہے تو معزولی سے خوش ہونا چاہیئے تیسری قسم وعظ اور فتوی ہے اور درس دینا اور
حدیث روایت کرنا ہے اسمین بھی بڑی لذت ہے اور نماز روزے سے زیادہ اسمین ریا کا دخل ہوتا ہے یہ حکومت کے قریب ہے
ہے اتنا فرق ہے کہ وعظ و نصیحت اور حدیث جیسا سننے والے کو فائدہ دیتی ویسا ہی کہنے والیکو بھی فائدہ دیتی ہے اور دین
کی طرف بلاتی ہے اور ریاست باز رکھتی ہے اور حکومت ایسی نہین ہے تو اگر ریا کسی کے ساتھ آئے تو وعظ و نصیحت چھوڑ دینی
بحث ہے بعضے علمانے اس سے گریز کیا ہے اور صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے لوگ جب فتوی پوچھتے تو وہ دوسرے
سوال کرتے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی علیہ نے حدیث کی کتنی کتابین زمین مین دفن کردین اور فرمایا کہ مین اپنے مین خلق
کی خواہش دیکھتا ہون اگر نہ دیکھتا تو روایت کرتا اور بزرگان سلف نے کہا ہے کہ حدیث دنیا کے بابون مین سے ایک باب ہے
اور جو شخص حدیث کہتا ہے وہ گویا یہ کہتا ہے کہ مجھے گویا صدر نشین بناؤ اور مسند پر بیٹھاؤ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ
سے ایک شخص نے اجازت مانگی کہ مین صبح کو لوگون کے تئین نصیحت کیا کرون آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مجھے یہ خوف
کہ تیرے پیٹ مین اتنی ہوا بھر سے کہ تو اڑ کر ثریا پر پہونچ جائے یعنی تیرا دماغ آسمان پر ہوجائے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالی
علیہ کہتے ہین کہ جب اپنے دل مین تو بات کرنے کی خواہش دیکھے تو چپ رہ اور جب چپ رہنے کی خواہش دیکھے تو بات کر تو
ہمارے نزدیک اس مسئلہ مین مختار یہ بات ہے کہ ناصح اور محدث اپنے دل پر نظر کرے اگر کچھ نیت طاعت ہی ریا کے ساتھ ملی ہوئی
دیکھتا ہے تو دست بردار نہو اور کہتا رہے اور اس نیت کو اپنے دل مین غوب پرورش کرتا رہے تاکہ قوی ہوجائے اور اس
وعظ و نصیحت کا حکم نماز سنت وغیرہ نوافل کا حکم ہے کہ جب تک اپنے دل مین اخلص نیت پاتا ہے تبتک ریا کا خطرہ آنے پر دست بردار
نہو جائے بخلاف حکومت کے کہ اوسمین جب اندیشہ ہو تو دست سے بھاگنا اولی ہے کیونکہ اخلص نیت بہت جلد غالب ہوجانی
اسی واسطے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی عہدہ قضا سے دور دور رہے بہاگے عہدہ قضا اونہین ملتا تھا اور فرمایا کہ مین اس کام کے
لائق نہین ان پوچھا کیون فرمایا اگر مین سچ کہتا ہون کہ اسکے لائق نہین تو واقعی اسکے لائق نہین اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو جھوٹا آدمی قضا کے
لائق نہین ہوتا حالانکہ امام موصوف علم سے بہاگنے والے نہ تھے بلکہ علم کے لیکن اگر دلمین کچھ نیت عبادت نہین پاتے اور بالکل یا بوجہ غلبہ
نفسانیت کی باعث ہونے ریا کے دل مین ہوا آدمی پیدا ہوتے ہے لیکن اگر بہت کوشش کرکے کوئی پوچھے کہ مین لیا کرون تو ہم رکھین گے اور اوسکی
بات سے خلق کو فائدہ نہ پہنچے وہ شخص جسکا بیان سبق مقتضا ہوا ہے وہ آمین اور بیٹھنے ہون یا ایسی باتین ہون کہ جنکے
سننے سے خلق کو معصیت پر دلیر کرین جیسے جدل اور خلاف اور مناظرہ کی تعلیم کرتا ہو کہ یا ایسی باتین ہون کہ جنکا نتیجہ
اوگا مین تو اوسے ہم منع کرینگے اور اوسے ایسے کام سے منع کرنا اور اسکے حق مین اور لوگون کے حق مین بڑے خیر کی بات ہے
اور اگر اوسکا کہنا نافع خلق اور شرع کے موافق ہو اور لوگ اوسے مخلص جانین اور اوسکی تعلیم علوم دینی مین نفع کی بات ہو تو
اوسے ہم اجازت نہ دینگے کہ ان باتون سے دست بردار ہوجائے اسواسطے کہ انکا کرنے مین اور بہتون کا نقصان ہے

اور کہتے ہین فقط اوسیکا خسران ہے ہمکین سوا دسیون کی نجات کا خیال رکھنا ایک آدمی کی نجات سے ضرور تر ہے ہم اوسے اورون پر سے تصدق کر دینگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی اس دین کی مدد ایسے لوگون کے ذریعہ سے کریگا جنہین دین مین سے کچھ نصیب نہو اس سے یہی لوگ مراد ہین تو اوس سے اتنی بات سے زیادہ ہم اور کچھ نہین گے کہ تو اس درس و وعظ کو موقوف کر اور محنت کر کے ریا سے دور رہ اور نیت درست کر اور وعظ مین پہلے تو ہی نصیحت قبول کر کے خدا سے ڈر کر پھر اورونکو ڈرایا کر **سوال** اگر کوئی کہے کہ ہم کاہے سے جانین کہ واعظ کی نیت پاک اور درست ہے اور اسکی علامت کیا ہے **جواب** نیت کی پاکی اور درستی یہ ہوتی ہے کہ واعظ کا مقصود یہ ہو کہ خلق دنیا سے انکار کر کے خدا کی راہ پکڑے یہ مقصود اوس شفقت کے سبب سے ہو جو خلق پر رکھتا ہے اور اگر کوئی اور شخص ایسا پیدا ہو کہ اوسکا وعظ بہت نافع ہو اور لوگ اوسکے کہنے کو بہت مانین تو چاہیے کہ پہلا واعظ اسکے سبب سے خوش ہو کیونکہ اگر کوئی شخص کنوین مین گر پڑا ہو اور کنوین کے منہ پر پتھر اڑا ہوا اور ایک آدمی مہربانی سے اوسے نکالنا چاہتا ہو اور دوسرا اگر پتھر اوٹھائے اور اوسے پتھر ہٹانے کی تکلیف سے بچائے تو اس امر سے اوسے خوش ہونا چاہیے اگر پہلا واعظ خوش نہو اور اپنے مین حسد کا اثر دیکھے تو جاننا چاہیے کہ وعظ سے اوسکا مقصود یہ ہے کہ خلق کو اپنی طرف بلائے خدا کی طرف نہین اور ایک علامت یہ ہے کہ اگر دنیا دار اور حاکم مسجد مین آئے تو واعظ کی تقریر بدلے اپنی عادت پر رہے اور ایک علامت یہ ہے کہ جب کوئی ایسی بات آنے لگے کہ اوسکے سبب سے خلق نعرہ مارینگی اور رونے لگیگی اور اس بات کو کہ جو اصل مقصود ہے چھوڑ دے یا اور ایسی باتین اپنے دل سے تجسس کر لینا چاہیے اگر ایسی کوئی بات دیکھے اور کراہت نہ معلوم ہو تو ریا کا ہے اور اگر کراہت معلوم ہو تو اس بات کی دلیل ہے کہ اوسکی اور نیت بھی ہے تو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ نیت غالب ہو جائے **فصل** بسا اوقات لوگون کے دیکھنے سے عبادت کی خوشی پیدا ہوتی ہے اور وہ خوشی درست ہے ریا نہین کیونکہ مسلمان ہمیشہ عبادت کا راغب ہوتا ہے اور شاید کوئی مانع عبادت سے باز رکھتا ہو اور لوگون کے سبب سے وہ مانع جاتا رہے اور وہ خوشی ظاہر ہو جائے مثلاً کوئی شخص اپنے گھر مین ہے اور نماز تعجد اور سیر و شکار ہو کر اپنی جورو کے ساتھ مشغول رہتا ہے یا باتین کیا کرتا ہے یا بچے بچے رہتے ہین جب اور کسیکے گھر جاتے ہے تو یہ موانع جاتے رہتے ہین اور عبادت کی خوشی پیدا ہوتی ہے یا اجنبی مکان مین جا پڑے اور نیند نہ آئے تو نماز مین مشغول ہو یا لوگون کو دیکھے کہ سب نماز پڑھتے ہین اوسے خوشی حاصل ہو اور کہے کہ لاؤ مین بھی انکے ساتھ دون کہ مین بھی انکی طرح ثواب کا محتاج ہون یا ایسی جگہ ہو جہان لوگ روزہ رکھتے ہین یا کہانیکا سامان نہین ہے تو روزے کا شوق پیدا ہو یا لوگون کو مسجد مین تراویح پڑھتے دیکھے اور گھر مین سستی کرتا ہے انہین دیکھکر شریک ہونے کے شوق سے سستی جاتی رہے یا جمعہ کے دن سب لوگون کو خدا کے ساتھ مشغول دیکھے تو وہ بھی روز سے زیادہ نماز اور تسبیح پڑھنے لگے ان سب صورتون مین ممکن ہے کہ ریا ہو اور شیطان اوس سے کہے کہ یہ شوق لوگون کے سبب سے پیدا ہوتا ہے یہ ریا ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے کہ خوشی لوگون کے سبب سے ہو رغبت خیر اور زوال موانع کے سبب سے نہین اور شیطان کہے کہ یہ عبادت کر یہ رغبت تو

تجمہ مین تھی ہی مگر مانع تھا اب وہ جاتا رہا تو آدمی کو چاہیے کہ ان دونون صورتون کو ایک دوسرے سے جدا کرے اوسکی مشابہت
یہ ہے کہ سوچے کہ اگر بالفرض یہ لوگ اوسے نہ دیکھین اور وہ اون لوگون کو دیکھتا ہے تو اگر یہ عبادت کی خوشی اسیطرح برقرار رہے
تو رغبت خیر کا سبب ہے اور اگر برقرار نہ رہے تو ریا سے دست بردار ہونا چاہیے اور اگر دونون ہون رغبت خیر ہی اور محبت ثنائے
خلق ہی تو دیکھے کہ غالب کیا ہے جو غالب ہو اوسی پر اعتماد کرے اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سنکے
اور لوگون کو روتے دیکھکر خود بھی رونے لگے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ روتا تو یہ ریا نہین ہے کیونکہ لوگون کا رونا دل کو رقیق کر دیتا ہے
جب لوگون کو اندوہگین دیکھتا ہے تو اوسے بھی اپنا حال یاد آتا ہے اور رونے چلانے لگتا ہے اور کبھی اصل رونا تو رقت دل کے
سبب سے ہوتا ہے اور نعرہ مارنا اور چلانا ریا سے ہوتا ہے تاکہ اور لوگ سنین اور شاید کہ غم واندوہ کے سبب سے گر پڑے اور غش
اوٹھنے کی قدرت حاصل ہو جائے لیکن نہ اوٹھے اور ڈرے کہ لوگ کہین گے کہ اس وجد کی کچھ اصل نتھی تو اصل مین ریا کا نہتا
اب ریاکار ہو جائیگا اور شاید کہ رقص مین ہو اور قوت پائے لیکن کسی پر تکیہ لگائے اور آہستہ آہستہ چلے تاکہ لوگ یہ نہ کہین
کہ اسکا وجد جلد جاتا رہا اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ استغفار کرے اور اعوذ باللہ کہے یہ اس سبب سے ہو کہ کوئی گناہ اوسے یاد آیا ہو
لوگون کو عبادت مین دیکھکر اپنی تقصیر کا خیال کیا ہو تو یہ امور درست ہین اور کبھی ریا کے سبب سے بھی ہوتے ہین تو ان خطرون کو
دیکھتے رہنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرماتے ہین کہ ریا کے شتر دروازے ہین اور چاہیے کہ جب ریا کا خطرہ پائے
تو اپنے جی مین یہ ٹھہرائے کہ اوسکی نجات باطنی بہ حق سبحانہ تعالیٰ مطلع ہے اور وہ خدا کے غصہ غضب مین ہے حقی کہ اوس خطرہ کو
اپنے دل سے دور کرے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد کرے کہ آپ نے فرمایا ہے نعوذ باللہ من خشوع
النفاق یہ نفاق وہ ہے کہ بدن خشوع مین ہو اور دل نہو فصل العزیزیہ جانکہ جو کام عبادت ہے مثلاً روزہ نماز اوسمین اخلاص
واجب ہے مثلاً کسی مسلمان کی حاجت روائی مین ثواب کے واسطے کوشش کرے تو اپنی غرض اور نیت کو درست کرنا چاہیے
اور اوس مسلمان سے کچھ شکریہ اور مکافات کی اور کسی چیز کی امید نہ رکھے علی ہذا القیاس جو شخص تعلیم کرتا ہے اگر مثلاً شاگرد سے
یہ توقع رکھے کہ وہ میرے پیچھے پیچھے معذب چلے یا میری خدمت کرے تو معلم نے عوض طلب کیا اور ثواب نہ پائیگا لیکن اگر معلم
خدمت کی کچھ امید نہ رکھے اور شاگرد خود خدمت کرے تو اولیٰ یہ ہے کہ معلم اوس خدمت کو قبول نکرے اور قبول کریگا تو چونکہ
اوسے خدمت مقصود نتھی تو ظاہر ہے اوسکا ثواب ضبط نہوگا البتہ طلبکیہ شاگرد خدمت کرنے سے انکار کرے تو اوسکے انکار سے
معلم متعجب نہو لیکن محتاط لوگون نے اس سے پرہیز کیا ہے حقی کہ ایک بزرگ کنوین مین گر پڑے نکالنے کے واسطے لوگ رسی
لائے اونہون نے قسم دلائی کہ جبتک مجھسے حدیث سنی اور قرآن پڑھا ہو وہ رسی مین ہاتھ نہ لگائے اسواسطے کہ یہ بزرگ ڈرے
کہ یہ عوض ثواب کو باطل کر دیگا ایک شخص حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کچھ ہدیہ لیگیا اونھون نے نہ لیا اوس
شخص نے کہا کہ مین نے آپ سے ہرگز حدیث نہین سنی فرمایا کہ مگر تیرے بھائی نے تو سنی ہے مین نہتا ہون کہ یہ اوسکا اول
اوروں کی بہ نسبت اوسپر زیادہ مہربان ہو جائے ایک شخص اشرفی کی دو تھیلیان حضرت سفیان کے پاس لیگیا اور کہا کہ آپکو

۵۷ پناہ مانگنا چاہیے اللہ سے خشوع نفاق سے ۱۲

[illegible] اپنا دوست بنانا [illegible] اللہ کا فضل اور اسکا احسان ہے مجھ پر قبول فرمایا جب قبول کی اور وہ شخص [illegible] اپنے بیٹے کو اور اسکے پیچھے پیچھے بھیجا اور نصیحتیں بھیجیں کہ اوس شخص کے باپ کے ساتھ [illegible] اوس شخص کے بیٹے کو [illegible] میں جب پہنچا تو مجھ سے [illegible] میں نے اپنے باپ سے کہا کہ اے چچا دل چھوٹا ہے کہ صرچا آپ دیکھتے ہیں کہ میں عیالدار ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں ہے آپ حکم نہیں کرتے فرمایا کہ اے فرزند تو چاہتا ہے کہ خوب کھائے پیئے اور قیامت میں تجھ سے باز پرس ہو تجھ میں طاقت نہیں ہے اسطرح شاگرد کو کہنا چاہیئے کہ علم سیکھنے سے اوسے فقط رضائے الٰہی مطلوب ہو اور علم سے کچھ امید نہ رکھے اور شاید کہ یہ سمجھے کہ اگر علم سے اپنی اطاعت ظاہر کرونگا تو روزی ہے تاکہ وہ تعلیم میں کوشش کرے یہ خطا ہے اور یہ وہ راہ ہے کہ جاہل ہے کہ معلم کی خدمت کرنے سے حقتعالیٰ کے نزدیک فضیلت چاہتا ہے معلم کے نزدیک نہیں اسطرح ماں باپ کی رضامندی خدا کی رضامندی کے واسطے ڈھونڈھو اور اپنے تئیں اونکے سامنے پارسا بنائے تاکہ اوس سے وہ خوش ہوں اسواسطے کہ یہ دم نقد گناہ ہے نہ رضا جس کام میں آدمی ثواب کا طالب ہو واجب اخلاص کے ساتھ کرنا چاہیئے واللہ اعلم

فوجن اصل تکبر اور عجب کے علاج کے بیان میں

اسے [illegible] اس بات کو جانو کہ آدمی تکبر اور اپنے تئیں بزرگ جاننا اوسی خصلت سے ہے جو حقیقت میں سب خصلتوں سے بدتر ہے کیونکہ بڑائی اور بزرگی اوسیکو سزاوار ہے جس سے جو ان مدت تک جہل اور متکبر آدمی کی لذت بیزار رہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ اور فرمایا ہے وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ اور فرمایا ہے اِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ مِنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے دل میں رائی برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئیں بڑا جاننے کی عادت ڈالتا ہے اوسکا نام متکبروں میں لکھا جاتا ہے اور جو عذاب متکبروں کو ہوتا ہے وہی اوسے بھی ہوگا حدیث شریف میں ہے کہ حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام نے ویرانے میں بیٹھے ہوئے سب سے حکم فرمایا کہ باہر نکلو وہ لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن جمع ہوئے ہوا نے زمین لیا اور آسمان تک لیگئی حتیٰ کہ اونھوں نے درختوں کی جڑ تک کھودی اور وہاں سے بھی پرے تک حتیٰ کہ قعر دریا تک پہنچے پھر ایک آواز آئی کہ اگر ایک ذرہ بھی کبر سلیمان کے دل میں ہوتا تو ہوا میں لیجانے کے قابل اور بھی زمین کے اندر پہونچا دیتا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ متکبر لوگوں کا قیامت کے دن چیونٹی کی صورت پر حشر ہوگا اوس ذلت کے سبب سے جو انہیں حق تعالیٰ کے سامنے ہوگی لوگوں کے پاؤں کے نیچے پڑے ہونگے اور فرمایا ہے کہ دوزخ میں ایک مکان ہے اوسے ہبب کہتے ہیں حق تعالیٰ گردن کشوں اور متکبروں کو اوس غار میں ڈالے گا حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جس گناہ کو عبادت مفید نہیں ہوتی وہ کبر ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا کہ جو شخص کبر از میں پہ لٹاتا ہے تکبر اور فخر سے چلتا ہے حق تعالیٰ اوسکی طرف دیکھتا بھی نہیں اور فرمایا ہے کہ ایکبار

ایک شخص ناز سے ٹہلتا تھا اور اچھے کپڑے پہنے تھا اور اپنے تئین بہتا تھا حق سبحانہ تعالیٰ نے اوسے زمین کے اندر دھنسا دیا اور ابتک دھنستا چلا جاتا ہے اور قیامت تک چلا جائیگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جانے اور چلنے مین ناز سے قدم اوٹھائے وہ حق سبحانہ تعالیٰ کو اپنے اوپر غصہ مین دیکھیگا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بیٹے کو ناز سے ٹہلتے دیکھا اوسے آواز دی اور کہا جانتا ہے کہ تو کون ہے تیری مان کو تو مین نے دو سو درم کو مول لیا تھا اور تیرا باپ ایسا ہے کہ مسلمانون مین اوسکے ایسے آدمی جتنے کم ہون بہتر ہے حضرت مطرف نے مسلب کو دیکھا کہ ناز سے ٹہلتے ہوئے چلتے ہین کہا اے بندۂ خدا ایسی چال کو دشمن رکھتا ہے کہا تم مجھے نہین جانتے فرمایا جانتا ہون پہلے تو تو ناپاک پانی تھا آخر کو مردار رسوا ہوگا درمیان مین نجاستون کا بار بردار ہے **تواضع کی فضیلت کا بیان** رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے فروتنی کی حق تعالیٰ نے اوسکی عزت بڑہادی اور فرمایا ہے کہ کوئی ایسا نہین کہ اوسکے سر پر ایک لگام و فرشتون کے ہاتھ مین نہو وہ جب فروتنی کرتا ہے تو فرشتے اوس لگام کو اوپر کھینچتے ہین اور کہتے ہین کہ بار خدایا اسے سربلند رکھ اور جب تکبر کرتا ہے تو لگام نیچے کھینچتے اور کہتے ہین کہ بار خدایا اسے سرنگون رکھ اور فرمایا ہے کہ نیک بخت وہ شخص ہے جو عاجز نہو اور فروتنی کرے اور وہ مال دے جو گناہ سے نہ جمع کیا ہو اور بیچارون اور عاجزون پر رحم کرے اور حکیمون اور عالمون سے مخالطت رکھے حضرت ابوسلمہ مدینی رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے دادا سے حکایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ ایکدن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ میرے گھر مہمان تھے اور آپ نے روزہ رکھا تھا روزہ افطار کرنیکو آپکے سامنے دودھ کا ایک قدح مین نے حاضر کیا اوسمین شہد پڑا تھا آپ نے جب چکھا اور میٹھا پن معلوم ہوا پوچھا یہ کیا ہے مین نے عرض کیا کہ یا حضرت آمین مین نے شہد ڈالا ہے آپ نے ہاتھ سے رکھدیا اور نہ پیا اور فرمایا کہ مین یہ نہین کہتا کہ یہ حرام ہے لیکن جو شخص خدا کے واسطے فروتنی کرتا ہے حق تعالیٰ اوسے سربلندی عنایت فرماتا ہے اور اگر تکبر کرتا ہے تو حق تعالیٰ اوسے حقیر کردیتا ہے اور جو شخص بے اسراف کے خرچ کرتا ہے حق تعالیٰ اوسے بے نیاز رکھتا ہے اور جو شخص اسراف کرتا ہے حق تعالیٰ اوسے محتاج رکھتا ہے اور جو خدا کی یاد بہت کرتا ہے حق تعالیٰ اوسے دوست رکھتا ہے ایک بار ایک فقیر بیابانی وانکار نے سلطان دارین صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ منورہ کے در انور پر سوال کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاصہ نوش فرماتے تھے اوسے بلا لیا سب لوگون نے اپنے تئین اوس سے سیڈا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنی ران پر بٹھالیا اور فرمایا کہا واہل قریش مین سے ایک شخص نے اوسکی تحقیر کی اور کراہت سے اوسکی طرف دیکھا اوس جبار کی مین مبتلا ہوا مولا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ مین رسول اور بندہ ہون خواہ نبی اور بادشاہ ہون مین نے توقف کیا ملائکہ مین سے میرے دوست جبرئیل تھے اونکی طرف مین نے دیکھا اونہون نے کہا کہ آپ فروتنی کیجیے مین نے حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب مین عرض کیا کہ مین چاہتا ہون کہ رسول اور بندہ ہون حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ مین اوس شخص کی نماز قبول کرتا ہون جو میری بزرگی کی تواضع کرے اور میرے بندون کے

تکبر نہ کرے اور اپنے دل مین خوف رکھے اور تمام دن میری یاد مین بسر کرے اور اپنے تئین میرے واسطے خواہشون سے باز رکھے
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کرم تقوی مین ہے اور شرف تواضع مین اور تونگری یقین مین حضرت عیسی علیہ السلام
نے فرمایا کہ دنیا مین جو اہل تواضع ہین وہ نیکبخت ہین کہ قیامت مین وہ صاحب منبر ہونگے اور جو شخص دنیا مین لوگون کے درمیان
صلح کرین وہ بہشت مین داخل ہونگے اور انکا مقام ہوگا اور وہ لوگ نیکبخت ہین جنکا دل دنیا سے پاک ہے کہ حق تعالی کا دیدار انکا ثواب ہے اور رسول
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے جسے نعمت اسلام عنایت فرمائی اور اوسکی صورت اچھی بنائی اور اوسکا حال ایسا
نیکیا کہ اوس سے ملک ملاقات کرنا چاہیے ہو اور ان نعمتون کو ساتھ اوسکے فروتنی نصیب کی وہ خدا کے مقبولون مین سے ہے
ایک شخص کے پاس کچھ تھی وہ دنیا لوگ کما نا کہا سے تھے وہ جس شخص کے پاس دنیا تھی وہ شخص اوسکے پاس سے اوٹھ جاتا تھا رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسے اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ مین نے تجھکو دنیا سے دور رکھا ہے مین جو محبت کی چیز
ہاتھ مین لیکر اپنے گھر جائے تاکہ اوسکے گھر والون کے واسطے روزی ہو اور اپنے ہاتھ مین لیجانے سے اوس شخص کا کبر ٹوٹے
صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے آپ نے فرمایا کیا سبب ہے کہ مین تمہارے نماز روزے کی حلاوت نہین دیکھتا اونہون نے عرض کیا
کہ یا رسول اللہ ایمان کی حلاوت کیا چیز ہے فرمایا کہ تواضع اور فرمایا ہے کہ حق تعالی کو ملنے کی تین چیزین ہین جب بندہ کو دیکھتا ہے
تکبر کرتا ہے کہ اوسکی عقل کمتر ہے اور دولت فنا ہونیوالی ہے اور اوسکے گناہ بہت ہین بزرگون سے منقول ہے کہ انہون نے فرمایا ہے
رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ تم لوگ فاضلترین عبادت سے غافل ہو وہ تواضع ہے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہین
کہ تواضع اسکا نام ہے کہ تو حق بات قبول کرے جس کسی سے ہو اگرچہ وہ لڑکا ہو یا جاہلترین خلق ہو حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالی
کہتے ہین کہ تواضع یہ ہے کہ جو شخص تجھ سے دنیا کم رکھتا ہو تو اپنے تئین اوس سے مرتبہ مین کمتر رکھے تاکہ وہ معلوم کرے
کہ دنیا زیادہ ہونے کے سبب سے تو اپنی کچھ قدر نہین جانتا اور جو شخص تجھ سے زیادہ دنیا رکھتا ہو اوس سے اپنے تئین بالاتر رکھے
تاکہ اوسے معلوم ہو جائے کہ دنیا کے سبب سے تیرے نزدیک اوسکی کچھ قدر نہین حق سبحانہ تعالی نے حضرت عیسی علیہ السلام کو
وحی بھیجی کہ اسمان والون مین سب سے کوئی نہین تواضع سے تو اگر تو تواضع سے اوسکا استقبال کریگا تو تمام و کمال نعمت تجھے عنایت
کرونگا حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالی نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا کہ یا امیر المومنین تیری فروتنی تیری بزرگی کی حالت مین
تیری بزرگی سے شریف تر ہے خلیفہ نے کہا کہ آپ نے بہت خوب بات کہی پھر کہنے لگے یا امیر المومنین حق سبحانہ تعالی جسے
مال جمال عنایت فرماتا ہے اوسے چاہیے کہ مال مین اور نفس کی غمخواری کرے اور حشمت مین تواضع کرے اور جمال مین پارسائی تو حق سبحانہ
اپنے دو تحریر اوسکا نام خاصون مین لکھتا ہے خلیفہ ہارون رشید نے قلمدوات منگوا کر یہ لکھدیا حضرت سلیمان علی نبینا و
علیہ الصلوۃ والسلام اپنی مملکت مین صبح کو فقیرون کی احوال پرسی کرتے پھر محتاجون کے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے کہ ایک مسکین
مسکینون کے ساتھ بیٹھا تواضع کے بیان مین چند بزرگان دین کے اقوال یہ ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے
کہ تواضع یہ ہے کہ تو باہر جائے اور جسے دیکھے اوسے اپنے سے افضل جانے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ

اگر کوئی شخص مسجد کے دروازے پر پکارے کہ اے لوگو تم میں جو سب سے بدتر ہے وہ باہر آئے تو میں سب سے پہلے باہر نکل آؤنگا میرے آگے کوئی شخص خوشی سے نہ ہوگا حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ نے جب یہ قول سنا تو کہنے لگے کہ مالک کی بزرگی اسی سے ہے ایک شخص حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے آیا حضرت شبلی نے اپنی عادت کے موافق اوس سے پوچھا مانت یعنی تو کیا چیز ہے اوسنے جواب دیا کہ میں وہ شخص ہوں جو دنیا کے لگایا ہو یعنی اوس سے اوتر کر کوئی حقیر میں حضرت شبلی سنکر فرمایا اَرَاکَ اللّٰہُ شَاھِدَکَ یعنی خدا تجھے تیرے سامنے اوٹھائے یعنی مقام عالی عطا فرمائے تو نے اپنے تئیں امیر جگہ پر کہا ایک دفعہ حضرت نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے فرمایا کہ تواضع کر فقیروں کے سامنے امیر کی تواضع کیا ہوتی ہے اور فضل خدا پر بھروسا کر کے امیروں کے ساتھ فقیروں کی بھی بہتر ہے حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مرد کریم جب پارسا ہوتا ہے تو فروتن ہو جاتا ہے اور کمینہ اور خبیث جب پارسا ہوتا ہے تو اوسمیں تکبر پیدا ہو جاتا ہے حضرت بایزید قدس سرہ کہتے ہیں کہ بندہ جب تک کسی کو اپنے سے بہتر جانتا ہے تب تک متکبر ہے حضرت جنید قدس سرہ نے ایک دن جمعہ کی مجلس وعظ میں کہا کہ اگر حدیث شریف میں یہ نہ ہوتا کہ زمانہ میں قوم کا سردار وہ شخص ہوگا جو اوں سب میں کمتر ہو تو میں مجلس میں تمہارے سامنے وعظ کہنا روا نہ رکھتا حضرت جنید رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اہل توحید کے نزدیک تواضع تکبر ہے یعنی تواضع وہ ہے کہ آدمی اپنے تئیں اوتار سے جب اوتار سے گر جائیگی تو جب تک اوتار رہیگا تب تک آدمی اپنے تئیں مرتبہ عالی پر سمجھیگا جب اوتار آئی یا یاد آئی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حاملہ عورت کے طلاع اپنا پیٹ پکڑے پکڑے پھرتے اور کہتے کہ یہ آفت جو خلق پر آیا چاہتی ہے کچھ لوگ حضرت سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے جاکر فخر کرنے لگے اوسنے فرمایا کہ میری امت میں ایک مردار پھیر ترازو کے پاس بھیجا میں گے اگر میری نیکی کا پلہ بھاری ہوگا تو میں بزرگ ہوں

حقیقت اور آفت کا بیان

الغرض جاننا چاہئے کہ تکبر بداخلق ہے اور اخلاق دل کی صفت ہے اور تکبر کے معنی ہیں کہ آدمی اپنے تئیں اوروں سے فائق اور بہتر جانے اور یہ علم اوسکے دل میں ظاہر میں پیدا ہوتا ہے اور تکبر کے یہ معنی ہیں کہ آدمی اپنے تئیں اوروں سے فائق اور بہتر جانے اور یہ علم اوسکے دل میں پیدا ہو ہو کر پھولے تو جو ہوا اوسے پھولاتی ہے اوسے تکبر کہتے ہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَعُوْذُ بِکَ مِنْ نَفْخَۃِ الْکِبْرِ یعنی اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اوس تکبر سے جو ہوا سے پیدا ہوتا ہے تو لوگوں کو اپنے سے کم جانتا ہے اور اپنا خادم جانکر اونہیں دیکھتا ہے بلکہ شاید اپنی خدمت کے لائق بھی نہ جانے اور رکھے کہ بھلا تو ہمارا کیا ہے جو ہمیں خدمت کے لائق ہو جیسا کہ شیاطین ہر کسی کے واسطے نہیں مانتے کہ اونکی آستانہ بوسی کرے اور اپنے تئیں اونکی طرف اضافت کرے بندہ لکھتا ہے کہ بادشاہوں کے واسطے مانتے ہیں اور یہ نہایت درجے کا تکبر ہے خدا کی کبریائی سے بھی بڑھ گیا کیونکہ وہ سب کو بندگی اور سجود کے ساتھ ذلیل فرماتا ہے اور اگر تکبر میں اس درجے کو نہیں پہونچتا تو چلنے اور بیٹھنے میں پیٹھ ٹیڑھی ہو جاتی ہے اور تعظیم کا امیدوار رہتا ہے

اور اس درجہ کو پہونچ جاتا ہے کہ اگر لوگ اوسے نصیحت کرین تو نہ مانے اور اگر خود نصیحت کرتا ہے تو سختی سے کہتا ہے اور اگر اوسکو تعلیم کیجیے تو غصہ مین آتا ہے اور آدمیون کو اسطرح دیکھتا ہے جیسے بہائم کو دیکھتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کبر کیا چیز ہے فرمایا تکبر یہ ہے کہ آدمی حق تعالی کے آگے گردن نرم نہ کیے اور لوگون کو چشم حقارت سے دیکھے اور یہ دونون خصلتین آدمی اور حق تعالی کے درمیان مین بڑی آڑین ہین اس سے سب برے اخلاق پیدا ہوتے ہین اور نیک اخلاق سے آدمی باز رہتا ہے کیونکہ جس شخص پر اپنی خواہی اور عزت اور بزرگی کا خیال غالب ہوا وہ جو چیز اپنے واسطے پسند کرتا ہے اور مسلمانون کے واسطے پسند نہ کریگا یہ شرط ایمان نہین ہے اور کسیکے ساتھ فروتنی نہ کریگا تواضعون کی صفت نہین ہے اور کینے اور حسد سے دست بردار نہوسکے گا غصہ کو نہ روک سکیگا زبان کو غیبت سے نہ بچا سکیگا دل کو میل اور غبار سے پاک صاف نہ کرسکیگا اسواسطے کہ جو شخص اوسکی تعظیم نہ کریگا اوسکی طرف سے کچھ کچھ اپنے دل مین لائیگا اور کم سے کم یہ ہے کہ تمام اپنے تئین اور اپنی خود پسندی مین اور اپنی بات بالا کرنے مین مشغول رہے گا اور فریب نفاق جھوٹ سے مستغنی نہوگا تاکہ اپنا کام لوگون پر بالا رکھے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کچھ بھی اسلام کی بو نہ سونگھیگا تاوقتیکہ اپنے تئین فراموش نہ کرے بلکہ دنیا کی راحت بھی نہ پائے ایک بزرگ نے کہا کہ اگر تو بہشت کی خوشبو سونگھنا چاہے تو اپنے تئین ہر فرد بشر سے گھٹ کر جان کہ بوے بہشت سونگھنے حق سبحانہ تعالی اگر کسیکو بینائی عنایت کرے تاکہ دو متکبرون کے دل جو باہم ملتے ہین اونہین دیکھے تو وہ کسی گھومنے والے کی نجاست اور غلاظت نہ دیکھیگا جو اون متکبرون کے دلون مین ہوتی ہے کیونکہ انکا باطن تو کتون کی صورت ہوگیا ہوگا اور اپنے ظاہر کو عورتون کی طرح ایک دوسرے کے سامنے سنوار رہے ہین باہم پاس بیٹھنے سے مسلمانون کو جو انس ہوتا ہے وہ متکبرونکو ہرگز نہین ہوتا بلکہ العزیز تو جس شخص کو دیکھے گا تو راحت جب ہی پائیگا کہ تو اوس شخص مین بالکل فنا ہوجائے اور ہمہ تن اوسکی تعظیم ہوجائے تاکہ دوئی اوٹھ جائے اور یگانگی پیدا ہوجائے وہی وہ رہے تو باقی نہ رہے یا وہ تجھ مین آجائے اور تو ہی تو باقی رہے وہ باقی نہ رہے یا دونون حق تعالی کی ذات مین فنا ہوجائین اور اپنی طرف التفات ہی نہ کرا ور کمال یہی ہے اور اس یگانگی سے کمال راحت ہوتی ہے غرضکہ جب تک دوئی رہے گی راحت محال ہے کیونکہ راحت یگانگی اور خدمت مین ہوتی ہے

کبر کی حقیقت اور آفت یہی ہے تکبر کے درجون کا بیان العزیز جان تو کہ بعض تکبر بہت قبیح اور بد ہوتا ہے اور بعض کم تکبر ہوتا ہے اوسکے تفاوت سے تکبر مین تفاوت پیدا ہوتا ہے اور تکبر یا خدا پر ہوتا ہے یا رسول پر یا بندون پر لیکن پہلا درجہ وہ تکبر ہے جو خدا پر ہو جیسے نمرود فرعون ابلیس کا تکبر اور اونکا تکبر ضحون نے خدائی کا دعوی کیا اور بندگی سے ننگ عار کی اور حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لَنْ يَسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَكُونَ عَبْدًا لِلَّهِ وَلَا الْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ یعنی نہ عیسی بندگی سے ننگ عار رکھتے ہین نہ ملائکہ مقربین دوسرا درجہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر تکبر ہے جیسا کفار قریش نے کہا کہ خدا نے ایسے آدمی کے سامنے سر نہ جھکائین گے خدا نے ہماری طرف فرشتہ کو رسول کرکے کیون نہ بھیجا اور مرد محتشم کو اسواسطے نہ بھیجا یتیم کو کیون بھیجا وَقَالُوا لَوْلَا نُزِّلَ هَٰذَا الْقُرْآنُ عَلَىٰ رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيمٍ یہ کفار دو گروہ تھے

ایسا کردہ کا کبر تو اونکا حجاب ہوگیا تھی کہ اونہون نے خود تفکر نکیا اور نبوت کو پہچانا ہی نہین جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ یعنی مین متکبرون کو روگردان کر دیتا ہون اونکو آیات حق دیکھین اور ایک گروہ جانتا تھا اور انکار کرتا تھا کبر کے سبب اقرار کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا جیسا کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اور بندون پر تکبر کرے اور اونہین چشم حقارت سے دیکھے اور حق بات نہ مانے اور اپنے تئین اونسے بہتر سمجھے اور بزرگ جانے اور یہ اگرچہ اون دونون درجون سے کم ہے لیکن پھر بھی بڑا ہے ایک تو یہ کہ بزرگی خدا ہی کی صفت ہے بندہ ضعیف و عاجز جسکے اختیار مین اپنا کوئی کام نہین اوسکو کہان سے بزرگی کا دعوی پہونچیگا کہ اپنے تئین سمجھے کہ مین ہون اور آدمی جب اپنے تئین بزرگ جانیگا تو خدا کی صفت مین اوسکے ساتھ منازعت اور دعویداری کی ہوگی اور متکبر کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی غلام بادشاہ کا تاج اپنے سر پر رکھکر تخت سلطنت پر بیٹھے العزیز دیکھو تو کہ وہ غلام بادشاہ کے غیظ و غضب کا کیسا مستحق ہوگا اسواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے یعنی حدیث قدسی مین آیا ہے اَلْعَظَمَةُ اِزَارِيْ وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِيْ فَمَنْ نَازَعَنِيْ فِيْهِمَا قَصَمْتُهُ یعنی عظمت اور کبریائی میری خاص صفت ہے جو شخص ان دونون صفتون مین میرے ساتھ منازعت کرتا ہے مین اوسے ہلاک کر دیتا ہون چونکہ خالق کے سوا اور کسی کو بندون پر تکبر کرنا نہین پہونچتا ہے تو جو شخص بندون پر تکبر کریگا اوسنے خالق کے ساتھ منازعت کی بیٹھے کونسا شخص بادشاہ کے خاص غلامونکو ایسے کام کا حکم کریگا جو بادشاہ کے سوا اور کسی کو لائق نہو دوسرا سبب یہ ہے کہ تکبر اور دوسرے کی حق بات قبول کرنے سے اوسکو باز رکھتا ہے حتی کہ جو لوگ متکبر ہوتے ہین وہ دین کے مسائل مین جھگڑا کرتے ہین تو جب حق بات کسی کی زبان سے نکلتی ہے تو تکبر دوسرے سے نکلکر اوسکو قبول نہین کرنے دیتا اور حق سے انکار کرنا کافرون منافقون کی علامت ہے جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کفار کا مقولہ قرآن مین یہ ہے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ اور جیسا ارشاد ہوا وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ یعنی جب اوس سے کہا جاتا ہے کہ خدا سے ڈر تو اپنے تئین بڑا جانتا اور عزت دار سمجھتا اوس سے گناہ پر اصرار کرتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ یہ بڑا گناہ ہے کہ جب کسی سے کہین کہ خدا سے ڈر اور وہ کہے کہ تجھے اپنے کام سے کام ہے ایک دن جناب سالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کہ داہنے ہاتھ سے کھا اوسنے کہا مین نہین کھا سکتا آپکو معلوم ہوگیا کہ یہ تکبر سے کہتا ہے فرمایا کہ تو داہنے ہاتھ سے نہین کھا سکتا پس اوسکا ہاتھ پھر نہ اٹھ سکا العزیز جانتو کہ حق تعالیٰ نے ابلیس کا قصہ جو قرآن شریف مین فرمایا ہے فقط اسی کے حق مین یہ نہین فرمایا ہے بلکہ اسواسطے ارشاد کیا ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تکبر کی آفت کہان تک پہونچتی ہے کیونکہ ابلیس نے تکبر ہی کے سبب سے کہا اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ اور تکبر نے اوسے اس درجہ پر پہونچا دیا کہ اوسنے حکم الٰہی کی تعمیل کو اور سجدہ کرنا ملعون ہی پر

تکبر کے اسباب اور علاج کا بیان

العزیز جانتو کہ جو کوئی تکبر کرتا ہے اس سبب سے کرتا ہے کہ اپنے مین اسمین صفت کمال جانتا ہے کہ اورون مین گویا وہ نہین ہے اور وہ سات سبب ہین پہلا سبب علم مین تکبر ہے کہ عالم جب اپنے تئین کمال علم

آہستہ دیکھتا ہے تو اور لوگوں کو اپنے بہ نسبت بہائم جانتا ہے یہ تکبر اوسپر غالب ہو جاتا ہے اسکا اثر یہ ہے کہ لوگون سے کام خدمت اور مراعات اور تعظیم اور تقدیم کی امید رکھتا ہے اگر وہ نہین کرتے تو تعجب کرتا ہے اور اگر وہ لوگون کی طرف دیکھتا ہے یا کہین بھول جاتا ہے تو احسان جتاتا ہے اور عاقبت کے کاموں مین خدا کے نزدیک اپنے تئین اونسے بہتر جانتا ہے اپنی نجات کی قوی امید رکھتا ہے اور اون لوگون کے حق مین بہت ڈرتا ہے اور کہتا ہے کہ سب میری دعا اور نصیحت کے محتاج ہین میرے طفیل سے یہ نجات پاوینگے اسی واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَفَةُ الْعِلْمِ الْخُيَلَاءُ یعنی بیچ تئین جاننا علم کی آفت ہے اور حقیقت مین ایسے عالم کو عالم کہنے سے جاہل کہنا اولی تر ہے کیونکہ حقیقت مین عالم وہ شخص ہے جو خطر آخرت کو معلوم کرے اور صراط مستقیم کی باریکی کو پہچانے اور جسنے اسے پہچانا وہ ہمیشہ اپنے تئین اس سے دور اور مقصر جانتا ہے اور اپنے انجام کے خطر سے اور اس بات کے خوف سے کہ علم اوسکے اوپر حجت اور دلیل ہوگا تکبر مین مشغول نہین ہوتا جیسا کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ جتنا علم بڑہتا ہے درد و مصیبت بھی بڑہتی ہے لیکن علم سیکھنے سے لوگون کا تکبر جو بڑہ جاتا ہے اوسکے دو سبب ہین ایک تو یہ کہ علم حقیقی جو علم دین ہے اوسے نہین سیکھتے اور یہ ایسا علم ہے کہ اسکے سبب سے آدمی اپنے تئین اور راہ دین اور راہ حق کی گھاٹیون کو اور عاقبت کے خطر کو اور حق تعالی سے جو حجاب اور آڑ ہے اوسکو پہچانتا ہے اور اسکے سبب سے درد اور شکستگی زیادہ ہوتی ہے تکبر نہین زیادہ ہوتا لیکن آدمی جب طب اور حساب اور نجوم اور لغت اور مناظرہ اور اختلاف کا علم سیکھتا ہے تو اس سے تکبر ہی بڑہتا ہے قریب ترین علم علم فتاوی ہے اور دنیاے خلق کی اصلاح کا علم ہے تو وہ علم دنیا ہے اگرچہ دین کو اوسکی احتیاج ہے اوس سے خوف نہین پیدا ہوتا بلکہ اگر فقط علم فتاوی پہ آدمی اٹک جائے اور دوسرے علمون یعنی علم سلوک و تصوف ترک کردے تو دل تاریک اور تکبر زیادہ ہو جاتا ہے ع شنیدہ کے بود مانند دیدہ + الغرض علماء ظاہر کو دیکھ لے کہ انکا کیا حال ہے اسیطرح طیارات و غطسین کا علم اور اونکی مسجع اور بیفائدہ باتین اور اون باتون کی تلاش جنکے سبب سے خلق سے نعرہ زنی کرواتے ہین اور وہ نکتے جنکے سبب سے مذہبون مین تعصب کرتے ہین تاکہ عوام سمجھین کہ یہ باتین دین کی زینت ہین یہ سب امور کبر و حسد اور عداوت کا تخم دل مین بوتے ہین انکے سبب سے درد اور شکستگی نہین بڑہتی بلکہ تکبر اور نخوت بڑہتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ شاید کوئی شخص علم نافع پڑہے مثلاً تفسیر و حدیث اور اگلے بزرگون کے احوال اور اس قسم کے علوم جو اس کتاب مین اور احیاء العلوم مین ہمنے بیان کیے اور اوسپر بھی اس سبب سے متکبر ہو کہ در اصل اوسکا باطن خبیث ہے اور اخلاق بد رکھتا ہے اور پڑہنے سے بیان ہی کرنا اوسے مقصود ہوتا ہے کہ اوسکے سبب سے بڑائی حاصل ہو اوسے برتنا اور اوسپر عمل کرنا مقصود نہین ہوتا تو جب علم اوسکے باطن مین جاتا ہے اوسکے باطن ہی کی صفت پر ہو جاتا ہے جیسے تنقیہ کے پہلے دوا جو معدہ مین جاتی ہے معدہ کے غلط کی صفت پر ہو جاتی ہے اور جیسے پانی کہ آسمان سے ایک ہی صفت پر صاف اور شفاف برستا ہے اور جس نبات مین پہونچتا ہے اوسکی صفت کو بڑہاتا ہے اگر وہ کڑوی ہے تو کڑوی بڑہ جاتی ہے اور اگر میٹھی ہے تو مٹھائی زیادہ ہو جاتی ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ قرآن

پڑھتے ہین اور اونکے حلق سے تجاوز نہین کرتا اور کہتے ہین کہ کون ایسا ہے جو ہماری طرح قرآن پڑھے اور جو کچھ ہم جانتے ہین وہ کون جانتا ہے یہ فرماکر آپ نے صحابہ کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ لوگ تم ہی مین سے ہین یعنی میری امت ہین اور سب دوزخی ہین امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم متکبر علما مین سے نہ ہو جاؤ کہ اوسوقت تمہارا علم تمہارے جہل کو دبا نہ سکیگا اور حق تعالیٰ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو تواضع کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تکبر سے اپنے اوپر ہراسان رہتے تھے حتی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار امامت کی پھر کہا کہ دوسرا امام ڈھونڈھو کیونکہ میرے دل مین آتا ہے کہ مین تمسے بہتر ہون جب یہ حضرات تکبر کے خیال سے نہ چھوٹے اور لوگ کیونکر چھوٹ سکین گے اور ایسا عالم اس زمانہ مین کہان پائین گے بلکہ ایسا عالم بھی نادر ہے جو اس صفت کو جانے کہ مذموم ہے اوس سے حذر کرنا چاہیے کیونکہ اکثر علما خود اس سے غافل رہتے ہین اور اپنے تکبر پر فخر کرتے ہین کہ مین فلانے آدمی کسی لائق نہین جانتا ہون اوسکی کچھ حقیقت نہین سمجھتا بلکہ اوسکی طرف دیکھتا بھی نہین اور ایسی تکبر کی باتین بکتے ہین تو اگر کسی عالم کو امانت کی نگاہی حاصل ہو تو اوسکو نہایت غریب جاننا چاہیے اور اوسکی زیارت بھی عبادت ہے اور اوسکے واسطے سبکو چھوڑ دینا چاہیے اور اگر حدیث شریف مین یہ نہ آیا ہوتا کہ ایک زمانہ آئیگا اوس زمانہ مین جو شخص تمہارے اعمال کا دسوان حصہ بھی عمل کریگا وہ نجات پائیگا تو ناامید ہو جاتا کہ ایسا زمانہ تھا لیکن اس زمانہ مین تھوڑا بھی بہت ہے کیونکہ دین مین کوئی یار مددگار نہین اور حقائق دین سمجھنے والے ہوگئے اور جو شخص راہ چلتا ہے وہ اکثر تنہا ہی ہوتا ہے یا اور نہین رکھتا اوسکا بیج دونا ہوتا ہے تو ناچار تھوڑے ہی پر قناعت کرتا ہے دوسرا سبب ہوا اور عبادت مین تکبر ہے کیونکہ عابد زاہد صوفی بارہا تکبر سے خالی ہی نہین ہوتے مگر جو جانتے ہین کہ ہماری خدمت اور زیارت کرنا اونکے حق مین بہتر ہے گویا کہ اپنی عبادت کے سبب سے لوگون پر احسان رکھتے ہین اور شاید یہ بھی جانتے ہون کہ اور لوگ تباہ ہونیوالے ہین مغفور اور رستگار ہم ہی ہین اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اونمین نہ ملے اور اتفاقاً اوسے کوئی آفت پہونچ جائے تو کہتے ہین کہ دیکھو یہ ہماری کرامت ہے ہمارے ساتھ جو بے ادبی کی یہ اوسکا نتیجہ ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہے کہ لوگ ہلاک ہوئے وہ خود ہلاک ہوگا یعنی اوسنے لوگون کو چشم حقارت سے دیکھا اور فرمایا ہے کہ بڑا گناہ ہے کہ کوئی کسی مسلمان بھائی کو حقیر جانے اس حقیر جاننے والے مین اور اوس شخص مین بڑا فرق ہے جو مسلمان بھائی سے برکت لے اور اوسے اپنے سے بہتر جانے اور خدا کے واسطے اوسے دوست رکھے اور اس بات کا خوف ہے کہ حق تعالیٰ اوس عابد کا درجہ ان لوگون کو دیدے اور عبادت کی برکت سے اوسے محروم رکھے جیسا کہ بنی اسرائیل مین ایک مرد تھا کہ اوس سے زیادہ کوئی عابد نہ تھا اور ایک شخص تھا کہ اوس سے زیادہ کوئی فاسق نہ تھا وہ عابد بیٹھا تھا بدلی کے ایک ٹکڑے نے اوسکے سر پر سایہ کر لیا فاسق نے اپنے جی مین کہا کہ مین بھی جاکر اوس عابد کے پاس بیٹھون شاید حق تعالیٰ اوسکی برکت سے میرے اوپر رحمت کرے جب اوسکے پاس جاکر بیٹھا تو عابد نے کہا یہ کون ہے جو میرا ہمنشین بنا بیٹھا ہے یہ بڑا ہی نابکار ہے اوٹھ چلدے فاسق بیچارہ اوٹھا اور چل نکلا وہ ابر بھی اوسکے ساتھ روانہ ہو گیا اور اوس [illegible] اوپر وحی آئی کہ اس فاسق اور عابد دونون سے کہدو کہ نئے سرے سے عمل کرین کیونکہ جو کچھ فاسق [illegible]

نیک ایمان کے سبب سے بخشدیے اور عابد نے جو عبادت کی تھی وہ اوسکے تکبر سے ہنے ضبط کرلی ایک شخص نے ایک عابد کی گردن پہ پاؤن رکھا عابد نے کہا کہ اپنا پاؤن اوٹھا ورنہ قسم خدا کی خدا تجھپر رحمت نکریگا اوس زمانہ کے رسول پر وحی آئی کہ فلانے عابد سے کہدو کہ اے شخص تو میرے اوپر قسم کھا کر تحکم کرتا ہے کہ مین اوسے نہ بخشونگا بلکہ مین تجھی کو نہ بخشونگا اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی کسی عابد کو ستاتا ہے تو عابد جانتا ہے کہ حق تعالیٰ اوس ستانیوالے پہ رحمت نکریگا اور شاید کہہ بیٹھے کہ یہ ستانیوالا بہت جلدی اس گستاخی کی سزا پائیگا اور اگر کوئی آفت اوسے پہونچتی ہے تو عابد کہتا ہے کہ تجھے دیکھا اور سپر کیا گدڑی یعنی یہ میری کرامت ہے اور یہ احمق نہین جانتا کہ اکثر کافرون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ستایا اور حق تعالیٰ نے اونسے انتقام نہ لیا اور بعضون کو دولت اسلام نصیب کی تو معاذ اللہ یہ بیوقوف جانتا ہے کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ بزرگ ہون کہ حق تعالیٰ میرے سبب سے انتقام کریگا اور جاہل عابد ایسے ہوتے ہین اور زیرک ایسے ہوتے ہین کہ خلق پہ جو کچھ آفت آتی ہے تو جانتے ہین کہ یہ ہماری شومی نفاق اور ہماری ہی تقصیر کے سبب سے آئی جیسے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باوصف اس صدق اور اخلاص کے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ مجھ مین نفاق کی کیا علامت پاتے ہو تو مسلمان پرہیزگاری کرتا ہے اور ڈرتا ہے اور احمق عابد ظاہر مین تو عمل کرتا ہے اور دلکو تکبر اور پندار کی نجاست مین آلودہ رکھتا ہے اور اوس سے ڈرتا نہین اور حقیقت مین جسنے یقین کرلیا کہ مین دوسرے سے بہتر ہون اوسنے اپنی عبادت کو اس نادانی کی وجہ سے ضائع کیا کیون کہ جہل سے بڑھکر کوئی گناہ نہین ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک دن کسی شخص کی تعریف کرتے تھے اتفاقاً وہ بھی وہان آپڑا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم جس مرد کی تعریف کرتے تھے وہ یہی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسمین نفاق کی علامت پاتا ہون سب تعجب مین رہے جب وہ شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے خدا کی سچ کہہ کہ کبھی تیرے خیال مین آتا ہے کہ اس قوم مین تجھسے بہتر کوئی نہین اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہان آتا ہے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فور نبوت سے اس خبث کو اوسکے باطن مین دیکھا اور اوسکو نفاق کہا عالمون اور عابدون کے واسطے یہ بڑی آفت ہے یہ لوگ اس بات مین تین درجون پر ہین پہلا درجہ وہ شخص ہے جو اپنے دل کو اس سے پاک نہ کرسکے مگر کوشش اور تکلف کرکے فروتنی کرتا ہے اور اوس شخص کے ایسے فعل کرتا ہے جو اورون کو اپنے سے بہتر جانتا ہے حتی کہ کسی طرح اوسکے قول فعل سے تکبر ظاہر نہین ہوتا یہ شخص تکبر کا درخت اپنے باطن سے نہ اوکھاڑ سکے گا لیکن اوسکی شاخین بالکل کاٹ ڈالے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو نگاہ رکھے تاکہ کبر اظہار نہ کرے اور کہے کہ مین اپنے تئین سب سے کمتر جانتا ہون لیکن اوسکے معاملات اور افعال مین ایسی باتین ظاہر ہون جو اوسکے تکبر باطنی کی علامت ہون مثلاً جہان کہین جاتا ہے تو مقام صدر ڈھونڈھتا ہے اور آگے آگے چلتا ہے اور جو عالم ہو تو ایک ہی طرف اپنا سر رکھتا ہے جیسے لوگون سے ننگ و عار رکھتا ہے اور اگر عابد ہو تو تیوری چڑھائے رہتا ہے گویا لوگون پر غصہ مین ہے یہ دونون احمق یہ نہین جانتے کہ علم و عمل سر ہلانے مین نہین ہے نہ ترشروئی مین بلکہ دل مین ہے

اور ظاہر مین تواضع اور شفقت اور کشادہ روئی سب اوسکا نور ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ عالم اور متقی تھے اور آپ سے زیادہ کوئی فروتن اور کشادہ رو نہ تھا آپ کسی کی طرف سے مسکرائے ہوئے اور کشادہ پیشانی کیے ہوئے نہ دیکھتے تھے حق تعالے نے آپ سے خطاب فرمایا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اور فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی رحمتون مین سے یہ بھی تمپر ایک رحمت تھی کہ ہم سبھون کے ساتھ کشادہ رو اور نرم دل اور مہربان رہے کہ وہ تمسے نفور اور کنارہ کش ہوئے تیسرا درجہ یہ ہے کہ زبان سے تکبر اظہار کرکے فخر اور خودستائی کرتا ہے اور حال اور کرامت کا مدعی ہوتا ہے عابد تو کہتا ہے کہ فلانا شخص کیا بیچارہ ہے اور اوسکی عبادت کیا ہے مین صائم الدہر قائم اللیل ہون روز ختم قرآن کرتا ہون جو میرے درپے ہوتا ہے وہ ہلاک ہی ہوجاتا ہے فلانے آدمی نے مجھے ستایا تھا جو کچھ اوسنے دیکھا تھا دیکھا اوسکا مال اور اولاد سب غارت ہوگیا اور شاید لڑائی جھگڑا بھی کرے حتی کہ اگر کچھ لوگ اوسکی نماز پڑھتے ہون تو وہ اونسے بہت زیادہ پڑھے تاکہ وہ عاجز ہون اور اگر روزہ رکھتا ہے تو وہ مدت تک بیٹھا رہتا ہے اور عالم سے کہتا ہے کہ مین اتنے علم جانتا ہون فلانا شخص کیا جانے وہ تو وہ اوسکا اوستاد کیا اور مناظرے مین مخالف کو زیر کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے اگرچہ خود بالکل باطل ہی پر ہو اور رات دن اسی فکر مین رہتا ہے کہ کوئی عبارت اور سجع اور نادر بات یاد کرے تاکہ محفلون مین کہے اور لوگون پر سبقت کرے اور کبھی غریب لغت اور حدیث شریف کے الفاظ حفظ کرتا ہے تاکہ لوگون کے سامنے اپنا کمال اور اونکا نقصان ظاہر کرے ایسا عابد اور عالم کون ہے جو ان باتون سے خالی ہے یہ باتین تھوڑی بہت سب مین ہین پس سب پر لگے ہوئے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے دل مین ایک جو کے برابر تکبر ہے اوسپر جنت حرام ہے تواوسے خوف اور رونا زیادہ ہوگا اور تکبر نکل جائیگا اور سمجھ لیگا کہ حق تعالی فرماتا ہے کہ اے بندے اگر تو اپنے نزدیک بیقدر ہے تو میرے نزدیک تیری قدر ہے اور اگر تو خود اپنی کچھ قدر جانتا ہے تو میرے نزدیک بیقدر ہے اور جو کوئی حقائق دین مین سے اتنا بھی نہ سمجھے اوسے عالم کہنے سے جاہل کہنا اولی تر ہے تیسرا درجہ نسب کے سبب سے تکبر ہے حتی کہ جو لوگ علوی ہوتے ہین یا خواجہ زادے ہوتے ہین وہ جانتے ہین کہ سب لوگ اونکے چیلے اور غلام ہین اگرچہ پارسا اور عالم ہون مگر یہ تکبر اونکے باطن مین رہتا ہے گو کہ اظہار نہ کرین ان لوگون کو اگر غصہ آتا ہے تو آپے سے باہر ہوجاتے ہین اور غصہ قول فعل سے ظاہر ہوجاتا ہے دوسرے سے کہنے لگتے ہین کہ تیری کیا حقیقت ہے جو میرے ساتھ بات کرے تو اپنی حد نہین پہچانتا اور ایسی باتین کہتے ہین حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین نے ایک شخص سے جھگڑا کیا اور کہا یا ابن السوداء یعنی او حبشی کے بچے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذر آپے سے باہر نہو کیونکہ کوئی گورے آدمی کا بچہ کالے آدمی کے بچے پر فضیلت نہین رکھتا حضرت ابوذر کہتے کہ مین لیٹ گیا اور شخص سے کہا کہ تو اپنا پاؤن میرے منہ پر رکھ دے یعنی ذلیل دیکھ تو کہ جب اوسنے یہ کلمہ تکبر کا سنا ہے تو کیا فروتنی کی تاکہ اوس سے کبر ٹوٹ جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمی آپس مین تفاخر کرتے تھے ایک نے کہا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون تو کون ہے پس رسول مقبول صلعم نے

ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بھی دو آدمیوں نے فخر کیا تھا ایک نے کہا تھا کہ میں فلان ابن فلان کا بیٹا ہوں اور بزرگوں کی نو پشتیں گن دی تھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اوس سے کہدو کہ وہ تو دوزخ میں ہیں اور تو اونکا دسواں ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ دوزخ میں کولا ہو گئے ہیں اونپر بھی فخر کرنے سے دست بردار رہو ورنہ حق تعالیٰ کے نزدیک کوزہ سے بھی بدتر ہو جاؤ گے کہ وہ آدمی کی نجاست سونگھتا ہے اور چکھتا ہے چوتھا سبب حسن و جمال کے سبب تکبر ہوتا ہے یہ عورتوں میں اکثر ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو فرمایا کہ کوتاہ قد ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو فرمایا کہ تمنے غیبت کی اور یہ اپنے قد پر تکبر ہے کیونکہ اگر خود کوتاہ قد موتی تو یہ کلمہ نہ فرماتیں پانچوان سبب تونگری کے باعث سے تکبر ہوتا ہے کہ آدمی یوں کہتا ہے کہ میرا مال اور میری دولت ایسی ہے اور تو ٹکڑ گدا اور مفلس ہے میں اگر چاہوں تو تیرے ایسے کتنے غلام مول لے لوں اور ایسی باتیں کہتا ہے اور سورہ کہف میں دو بھائیوں کا قصہ جو ہے ایک نے کہا اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا وہ اسی قبیل سے ہے چھٹا سبب قوت کے سبب سے ضعیفوں پر تکبر ہوتا ہے ساتوان تابعین اور شاگردوں اور غلاموں اور نوکروں اور مریدوں کے سبب سے تکبر ہوتا ہے غرضکہ جس چیز کو آدمی نعمت سمجھتا ہے اوسکے سبب سے فخر کرتا ہے اگرچہ وہ نعمت نہو حتی کہ محنت بھی اسباب محنتی کے سبب سے اور محنتیوں پر فخر کرتا ہے تکبر کے اسباب یہی ہیں اور تکبر ظاہر ہونیکا سبب یا عداوت اور حسد ہوتا ہے کیونکہ آدمی جب کسی کو دشمن رکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اوسپر تکبر اور فخر کرے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ریا تکبر کا سبب ہو کہ آدمی لوگوں کے سامنے تکبر کرے تاکہ لوگ اوسے تعظیم سے دیکھیں حتی کہ کوئی شخص کسی سے مناظرہ کرے کہ چاہتا ہے کہ طرف ثانی بڑا فاضل ہے اور اپنے دل میں متواضع رہے فقط ظاہر میں تکبر کرے تاکہ لوگ طرف ثانی کو فاضل نہ جانیں **اے عزیز** اب جو تو تکبر کے اسباب جان چکا تو اوسکا علاج پہچاننا چاہیئے **تکبر کے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو بیماری ایک حبہ کی قدر ہو اور راہ سعادت بند کر دے اور بہشت سے محجوب رکھے اوسکا علاج فرض عین ہے اور اس بیماری سے کوئی شخص خالی نہیں ہے اسکا علاج دو قسم پر ہے ایک مجمل ایک مفصل مجمل علاج علم و عمل کی معجون سے مرکب ہے علاج علمی یہ ہے کہ آدمی حق سبحانہ تعالیٰ کو پہچانے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کبریائی اور عظمت اوسکے سوا اور کسی کو سزاوار نہیں اور اپنے تئیں پہچانے تاکہ معلوم کرے کہ مجھسے زیادہ حقیر اور ذلیل و خوار اور کمتر کوئی نہیں اور یہ سہل ہے کہ بیماری کی جڑ اور مادہ کو باطن سے قطع کرتا ہے اگر کوئی شخص تمام علاج جانا چاہے اوسے قرآن شریف کی ایک آیت کافی ہے اوسے جان لے وہ آیت یہ ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَكْفَرَهٗ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ مِنْ نُّطْفَةٍ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ حق سبحانہ تعالیٰ نے آدمی کو اپنی قدرت پہچنوائی اور اوسکے اول اور آخر اور درمیان کا کام اوس سے بیان کر دیا اول کا کام تو یہ ہے کہ فرمایا مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ تو آدمی کو چاہیئے کہ یہ بات جان لے کہ کوئی چیز نیست سے زیادہ ناچیز نہیں ہوتی اور آدمی نیست تھا کیونکہ اوسکا نام و نشان کچھ بھی نہ تھا اور ازل سے پیدا ہونیکے وقت تک عدم کے پردہ میں چھپا تھا جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا

حق تعالیٰ نے خاک کو پیدا کیا کہ اوس سے زیادہ کوئی چیز ذلیل نہین اور نطفہ اور علقہ کو پیدا کیا کہ وہ ذرا سا پانی اور خون ہے اور اوس سے زیادہ کوئی چیز پلید نہین اور آدمی کو اوس نیست سے ہست کیا اور اوسکی اصل ناچیز مٹی اور گندے پانی اور پلید خون سے بنائی اوسکے بعد آدمی پارۂ گوشت تھا اوسمین سماعت بصارت گویائی قوت حرکت کچھ نتھی بلکہ ایک جماد تھا کہ اپنی بھی کچھ خبر نرکھتا تھا اور چیز کا کیا ذکر پھر حق تعالیٰ نے اوسمین سماعت بصارت ذوق گویائی قوت قدرت ہاتھ پاؤن آنکھ اور سب اعضا پیدا کیے چنانچہ وہ دیکھتا ہے کہ ان چیزون مین سے کوئی چیز تو خاک مین تھی نہ نطفہ مین نہ خون مین اور اوسمین اتنی عجائب غرائب چیزین پیدا کین تاکہ اونکے سبب سے خالق کی بزرگی اور بڑائی پہچانے نہ یہ کہ اونکے سبب سے تکبر کرے کیونکہ اوسنے کچھ اپنی کوشش سے یہ چیزین نہین حاصل کی ہین کہ اوسکے سبب سے تکبر کرے جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد کیا وَمِنْ اٰيَاتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ آدمی کا پہلا کام تو یہ ہے اے عزیز دیکھہ تو کہ اوسے اب تکبر کی جگہہ ہے یا اپنے سے ننگ عار رکھنے کی اور اوسکے درمیان کے کام یہ ہین کہ حق تعالیٰ اوسے اس عالم مین لایا اور ایک مدت تک کھایا اور یہ قوتین اور اعضا اوسے عنایت کیے اگر حق تعالےٰ اوسکے کام اوسیکے اختیار مین دیتا اور اوسے بے پرواکرتا تو ممکن تھا کہ غلطی مین پڑکر سمجھتا کہ مین کچھ ہون بلکہ بھوک پیاس بیماری جاڑا گرمی درد رنج دولاکہ مختلف بلائین اوسکے سر پر لٹکا رکھی ہین تاکہ کسی ساعت اپنی طرف سے ایمن نہو کیونکہ شاید مرجائے یا اندھا یا بھرا یا دیوانہ یا بیمار یا درماندہ ہوجائے یا بھوک پیاس کے مارے مرجائے اور حق سبحانہ تعالیٰ نے اوسکی منفعت کڑوی دواؤن مین رکھی کہ اگر وہ فائدہ چاہتا ہے تو سردست رنج اوٹھائے اور اوسکا زیان اچھی چیزون مین رکھا ہے تاکہ اگر فی الحال لذت پائے تو پھر اوسکا رنج اوٹھائے اوسکے کامون مین سے کوئی کام اوسکے ہاتھہ مین نہین دیا حتیٰ کہ جو کچھ وہ چاہے کہ جانون اوسے نہین جانتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کہ بھول جاؤن اوسے نہین بھول سکتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ نہ خیال کرون وہ اوسکے دل پر غلبہ کرتی ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ خیال کرون اوس سے دل بھاگتا ہے اور باوصف ان عجائب صنعتون اور جمال اور کمال کے جو اوسکے واسطے پیدا کیا اوسے ایسا عاجز کردیا کہ اوس سے زیادہ بدبخت اور کمتر اور عاجز کوئی چیز نہین اور اوسکا اخیر کا کام یہ ہے کہ مرجائیگا نہ سماعت رہے گی نہ بصارت نہ قوت نہ جمال نہ بدن نہ اعضا بلکہ ایسا مردار گندہ اور متعفن ہوجائیگا کہ سب لوگ اوس سے اپنی ناک بند کرین گے اور کیڑے مکوڑون اور حشرات الارض کے پیٹ مین نجاست ہوجائیگا پھر آخر کو دوبارہ خاک ہوکر ذلیل و خوار ہوگا اور اسیطرح خاک ہی رہتا تو بھی فائدہ اوٹھاتا کہ چارپایون کے برابر رہتا وہ تو یہ دولت بھی نہ پائیگا بلکہ اوسے حشر کرین گے اور ہیبت کے مقام مین رکھین گے حتیٰ کہ آسمانون کو پھٹا ہوا دیکھے گا اور ستارون کو گرا ہوا اور آفتاب اور ماہتاب کو بے نور اور پہاڑون کو دھنکی ہوئی روئی کیطرح پراگندہ اور زمین کو بدلی ہوئی اور دیکھے گا کہ دوزخ کے فرشتے کمند ڈال رہے ہین اور دوزخ گرج رہی ہے اور فرشتے ایک ایک کے ہاتھہ مین اعمال نامہ دے رہے ہین حتیٰ کہ جو کچھ تمام عمر مین فضیحتیان اور رسوائیان کی ہین آدمی اوسے دیکھتے ہین اور ایک ایک پڑھتے ہین اور نادم ہوتے ہین فرشتے اوس سے کہتے ہین آجواب دے کہ تونے کیون کیا کیون کہا یا کیون بیٹھا کیون اوٹھا کیون دیکھا کیون

خیال کیا اور معاذ اللہ اس سے عہدہ برآ نہو سکیگا تو اوسے دوزخ مین ڈال دینگے اوسوقت وہ کہیگا کہ کاش مین مٹی سا کیتا ہوتا تاکہ خاک ہوجاتا کیونکہ وہ اس عذاب سے چھوٹے ہوئے ہین تو جس شخص کا حال سور اور کتے سے بھی بدتر ہونا ممکن ہو اوسکو تکبر کرنیکا کیا محل ہے اور فخر کرنیکا کیا موقع ہے کیونکہ اگر آسمان زمین کے سب ذرے اوسکی مصیبت پر روئین اور اوسکی فضیحتی اور ہوا نیوںکا کاغذ پر ہین تو قاصر رہین اے عزیز بھلا کبھی تو نے دیکھا ہے کہ بادشاہ نے کسی کو کسی گناہ کے سبب سے پکڑا اور قید خانہ مین بند کیا اور وہ قیدی اس خطر مین ہے کہ مجھے سولی دینگے یا عذاب کرینگے باوجود اسکے وہ قیدی تفاخر اور تکبر مین مشغول ہو اور تمام خلق دنیا مین بادشاہ عالم کے قید خانے مین ہے اور گناہ بہت رکھتی ہے اور انجام کار نہین پہچانتی ہے تو ایسی جگہ مین اس حال کے ساتھ فخر اور تکبر کا کیا محل ہے تو جس شخص نے اپنے تئین اس صفت کے ساتھ پہچانا تو یہ پہچان اوسکا مہمل ہوجائیگی اور اوسکے ہاتھ سے تکبر کی جڑ بالکل کھود ڈالیگی حتی کہ وہ کسی چیز کو اپنے سے زیادہ کمتر نہ دیکھیگا بلکہ جانیگا کہ خاک ہوتا یا چڑیا یا جماد کہ اس سخت خطر مین نہوتا اور علاج عملی یہ ہے کہ سب احوال و اقوال مین متواضعون کی راہ اختیار کرے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر روٹی کھاتے تکیہ نہ لگاتے اور فرماتے کہ مین بندہ ہون مین بندہ کی طرح کھاتا ہون جسطرح بندے کھاتے ہین حضرت سلیمان علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ تم کیسا کیسا کھانا پسند کرتے ہو تو کہا مین بندہ ہون اگر کسی دن آزاد ہونگا تو آخرت مین نیا لباس پہنونگا اے عزیز جانتو کہ اسراف نماز مین سے ایک تواضع بھی ہے کہ رکوع سجود سے حاصل ہوتی ہے اور چہرہ جو سب اعضا سے زیادہ عزت دار ہے آدمی اوسے خاک پر رکھتا ہے جو سب چیزون سے زیادہ ذلیل ہے اسواسطے کہ عرب کو ایسا تکبر تھا کہ منہ نہ جھکاتے تھے تو یہ سجدہ اوپر قہر عظیم تھا پس آدمی کو چاہیے کہ تکبر جو حکم دے اوسکے خلاف ہی کرے اور صورت اور زبان اور آنکھ اور نشست و برخاست اور لباس اور سب حرکات سکنات مین کبر ظاہر ہوتا ہے تو چاہیے کہ آدمی تکلف کرکے یہ سب دور کرے تاکہ تواضع اوسکی سرشت ہوجائے تکبر کی علامتین بہت ہین ایک یہ ہے کہ جب تک کوئی دوسرا آدمی اوسکے ساتھ نہو تب تک اکیلا کہین جانا نچاہیے اس امر سے عذر کرنا چاہیے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جتنے آدمی تیرے ساتھ زیادہ ہوتے ہین اوتنا ہی تو حق تعالی سے دور رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کے بیچ مین چلا کرتے تھے کبھی ایسا ہوتا کہ لوگون کو آگے کر لیتے اور ایک علامت یہ ہے کہ تکبر جاتا ہے کہ لوگ اوسکے سامنے کھڑے رہین اور اوسکے واسطے سر و قد اوٹھ کھڑے ہوا کرین رسول مقبول صلعم اس امر سے کراہت رکھتے تھے کہ کوئی آپکے واسطے سر و قد اوٹھ کھڑا ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جو کوئی دوزخی کو دیکھنا چاہتا ہو اوس سے کہدو کہ ایسے آدمی کو دیکھے جو خود تو بیٹھا ہوا اور لوگ اوسکے سامنے کھڑے ہون اور ایک علامت یہ ہے کہ تکبر کیسکی ملاقات کو نہین جاتا حضرت سفیان ثوری رح مکہ معظمہ مین پہونچے تو حضرت ابراہیم ادہم نے اونکو بلایا کہ یہان آکر مجھسے حدیث روایت کرو حضرت سفیان چلے آئے حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ مین نے چاہا کہ تمہاری تواضع آزماؤن اور ایک علامت یہ ہے کہ تکبر پہنین چاہتا کہ فقیر اوسکے پاس بیٹھے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کے ہاتھ مین اپنا دست مبارک دیتے جبتک وہ نہچھوڑتا آپ اوسیطرح رہتے اور جو شخص ایسا بیمار ہوتا کہ اور لوگ اوس سے عذر کرتے آپ اوسکے ساتھ کھانا خوش کرتے اور ایک علامت یہ ہے کہ تکبر اپنے گھر مین کوئی کام نہین کرتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سب کام کرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رح نے

ایک رات کسی کو مہمان رکھا چراغ گل ہونے لگا مہمان نے کہا کہ میں تیل لے آؤں فرمایا نہیں مہمان سے کام کو کہنا مروت سے بعید ہے مہمان نے کہا غلام کو جگاؤں فرمایا نہیں وہ ابھی سویا ہے پھر آپ اوٹھکر تیل کا برتن لائے اور چراغ میں تیل ڈالا مہمان نے کہا کہ یا امیر المومنین یہ کام خود آپ نے کیا فرمایا ہاں جب میں گیا تھا تب بھی عمر تھا اور اب پھر آیا تو بھی عمر ہوں اور ایک حکایت یہ ہے کہ متکبر سوداسلف بازار سے خود اپنے گھر میں لیجاتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ اونٹ کی خبر لیتا تھا اور سودا سلف لیے جاتے تھے ایک شخص نے چاہا کہ میں اسے لیچلوں آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ جسکی خبر ہے اوسیکا لیچلنا بہتر ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکڑیاں پیٹھ پر لادے بازار میں جاتے اور کہتے کہ اپنے امیر کو راہ دو یہ اوسوقت کا فکر ہے جب وہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بائیں ہاتھ میں گوشت لٹکائے ہوئے اور داہنے میں درہ لیے ہوئے بازار میں جاتے ایک حکایت یہ ہے کہ جب تک اچھے کپڑے نہوں تب تک متکبر باہر نہیں نکلتا امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے بازار میں دیکھا کہ ہاتھ میں درہ لیے ہیں اور چودہ پیوند چادر میں لگے ہیں اور نیچے کی بغلیں پھٹے ہیں کسی نے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تاہ کپڑا پہنتے تھے لوگوں نے شکایت کی فرمایا کہ اس لباس سے دل خاشع رہتا ہے اور لوگ پیروی کرتے ہیں حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ حضرت طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ سے کہتے ہیں کہ میں جب عمدہ کپڑے پہنتا ہوں تو جب تک پھر میلے نہ ہو جائیں تب تک دلکو میں پاتا ہی نہیں یعنی اپنے دل میں رعونت اور تکبر پاتا ہوں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے خلافت کے پہلے ہزار دینار کا کپڑا مول لیا جاتا تھا کہ اچھا تو ہے لیکن اس سے بھی زیادہ نرم چاہیئے اور خلافت کے بعد پانچ درم کا کپڑا مول لیتے اور فرماتے کہ خوب ہے لیکن اس سے زیادہ موٹا کپڑا چاہیئے لوگوں نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا کہ حق تعالیٰ سے نفس لذت طلب دیا ہے جب ایک چیز کی عادت چکا چکتا ہے تو دوسری چیز میں طبیعت لگتی ہے اب خلافت کا مزہ چکھا اس سے بڑھکر کوئی مرتبہ نہیں تو اب بادشاہی ابد کی طرف دوڑتا ہے اور اوسے ڈھونڈتا ہے ایک فرنگی کہتا تھا کہ جتنے اچھے کپڑے میں سب تکبر ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں کیونکہ کوئی آدمی ہر چیز میں اچھائی کو دوست رکھتا ہے اوسکی چاہ یہ ہے کہ فطرت میں جو اچھا ہو کپڑے کو دوست رکھے اور کوئی شخص پرانے کپڑے کے سبب سے تکبر کرتا ہے کہ اوسے پہنکر اپنے تئیں زاہد ظاہر کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگوں سے کہا کہ کیا ہے جو تم راہبوں کا لباس پہنے ہو اور باطن کو بھیڑیے کی صورت بنا رکھا ہے بادشاہوں کا لباس پہنو اور خوف خدا سے دلکو نرم کرو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ملک شام کو پہونچے تو پتلے کپڑے پہنے تھے لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہاں دشمن لوگ ہیں اگر آپ اچھے کپڑے پہنیں تو اچھا ہوگا فرمایا کہ حق سبحانہ نے مجھے اسلام کے سبب سے عزت دار کیا ہے اور کسی چیز میں میں عزت نہ ڈھونڈھونگا فرمایا کہ جو کوئی تواضع سیکھنا چاہے اوسے چاہیئے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سیرت دریافت کرکے اوسکی پیروی کرے حضرت ابوسعید خدری رحمۃ اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جانوروں کو چارہ ڈالتے اونٹ کو باندھتے گھر جھاڑتے بہارتے بکریاں دوہتے تھے اپنے کپڑے ٹانک لیا کرتے کپڑے میں پیوند لگا لیتے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے جب خادم تھک جاتا تو چکی پیسنے میں مدد اعانت کرتے بازار سے

چاہیئن سو اسلئے بانہ ولاتے امیر فقیر چھوٹے بڑے سبکو پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرتے غلام آزاد چھوٹے بڑوں کے درمیان
دونوں کے امور مین فرق نہ کرتے دن رات کا ایک ہی لباس رکھتے جو فاقہ کسا پریشان حال آپکی دعوت کرتا قبول فرماتے جو کھانا
آپکے سامنے رکھدیا جاتا اگرچہ تلخ ہوتا اوسے حقیر نجانتے رات کا کھانا نہیں رکھتے تھے کل کا کھانا رات کو رکھتے
اپنیکو خوشحال ظاہر نہ کرتے کہ یہ اطلس ملمع تکلفات رہتے مسکراتے بے قہقہہ بکلاے اندوہگین سے بے نیوں ہوتے ہوئے
تھے بے نہایت باہیبت تھے بے درشتی و شدت بے اسراف ہنسی اور کہتے سب لوگون پر روتے تھے انکا دل بہت نرم تھا
رحم کھائے رہتے بمقتضاے سباوشرم تھا کسی سے طمع نہ رکھتے تھے جو کوئی اپنی سعادت چاہے آپکی پیروی کرے یہی سبب تھا
کہ حق تعالی نے آپکی تعریف کی اور فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور علاج تفصیلی یہ ہے کہ تو غور کر کہ کس سبب سے تکبر کرتا ہے
اگر سب سے تکبر کرتا ہے جو پیدا ہوا ہے حق تعالی نے فرمایا ہے خُلِقَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا
یعنی ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے نطفہ سے جو ملا ہوا ہے خاک سے اور فرع نطفہ سے تو نطفہ باپ ہوا اور خاک دادا اور دونون سے
زیادہ خوار و ذلیل کون ہے اگر تو کہے کہ آخر باپ بھی تو درمیان مین ہے تو تجھ مین اور تیرے باپ کے درمیان مین نطفہ اور علقہ
اور مضغہ اور ہیئت ناپاکیان اور سڑاکیان ہین تو ان مین کیون نہین دیکھتا اور تعجب یہ ہے کہ اگر تیرا باپ خاکی دل یا حجامی کرتا تو
تو اوس سے ننگ نہ رکھتا اور کہتا کہ عجب ناپاک ہے یہ خاک و خون میں ہاتھ بھرا ہوا ہے تو خاک اور خون ہی سے بنا ہے
پھر کیون فخر کرتا ہے اور تو نے جب یہ جان لیا تو تیری مثل اوس شخص کی ایسی ہوگی جو اپنے تئین سید علوی سمجھے اور دو گواہ
دادا اسپہ گواہی دین کہ یہ غلط ہے اور فلانے حجام کا بیٹا ہے اور وہ ثابت کردین جب تجھے یہ معلوم ہوجائیگا تو پھر تو تکبر نہ کرسکیگا
دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص نسب کے سبب سے ناز کرتا ہے تو حقیقت مین دوسرے کے سبب سے ناز کرتا ہے آدمی بزرگی تجھ
ہونا چاہیئے اسواسطے کہ آدمی کے پیشاب سے جو کیڑا پیدا ہوتا ہے اوسے اوس کیڑے پر جو گوبڑے کے پیشاب سے پیدا ہو
کچھ بزرگی نہین ہوتی دوسرا سبب وہ تکبر ہے جو حسن و جمال کے سبب سے ہو جو شخص اپنے حسن و جمال کے سبب سے فخر کرے اوسے
چاہیئے کہ بطن مین دیکھے تاکہ برائیان ظاہر ہون اور نظر کرے کہ اوسکے پیٹ اور خانہ اور رگون اور ناک کان اور سب اعضا
مین کیا کیا نجاست اور کثافت ہے اور ہر روز دو بار اپنے ہاتھ سے اپنی ایسی چیز دھوتا ہے جسکی صورت دیکھنا گوارا نہیں نہ بو سونگھنا
اور ہمیشہ اوسکا بار بردار اور حمال بنتا ہے پھر یہ سوچے کہ اوسکی پیدایش خون حیض اور نطفہ سے ہے اور پیشاب کی دو راہگذر
سے سبب گذرتا ہے تب عالم وجود مین قدم دھرتا ہے حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی علیہ نے ایک شخص کو خراسان دیکھا کہا یہ اوس
شخص کی چال نہین ہے جو یہ جانتا ہو کہ مین اپنے پیٹ مین کیا بھرے ہون اگر آدمی اکیدن اپنی شست و شو کرے تو سب
گوبر سے اور سنڈاس اوس سے پاکیزہ تر ہین کیونکہ گوبرون اور سنڈاسون مین اوس سے زیادہ پلید کوئی چیز نہین ہوتی
جو آدمی اسکے پیٹ سے نکلتی ہے پھر اوسکا حسن و جمال کچھ اوسکے سبب سے نہین ہے کہ فخر کرے اور اوروں کی بدصورتی کچھ اون
اوروں کے سبب سے نہین ہے کہ اونکا عیب کرے اور اوسکا حسن و جمال اعتماد کے قابل بھی نہین ہے کیونکہ ایک بیماری سے

ہو جاتا ہے اور پیچک سب بیماریون سے زیادہ اوسے بدصورت کر دیتی ہے تو خلاصہ یہ چیز تکبر کے لائق نہین ہے اور اگر اپنی طاقت کے سبب سے آدمی تکبر کرتا ہے تو یہ جان لے کہ اگر اوسکے ایک درد ہوتا ہے تو اوس سے زیادہ عاجز کوئی نہین ہوتا اگر مکھی اوسے ستاتی ہے تو عاجز آتا ہے اگر بھنگا اوسکی ناک مین یا چیونٹی اوسکے کان مین گھس جاتی ہے تو عاجز اور ہلاک ہو جاتا ہے اگر کانٹا اوسکے پاؤن مین گڑ جاتا ہے تو جگہ سے ہل نہین سکتا پھر اگر بڑا قوی اور طاقت ور ہے تو بیل گدھا ہاتھی اونٹ اوس سے زیادہ قوی ہین تو ایسی چیز کے سبب سے فخر کرنا کیا جسمین بیل گدھا اوس سے بڑھ کر ہے اور اگر تونگری اور مال اور نوکرون غلامون کے سبب سے تکبر کرے یا حکومت اور سرداری کی وجہ سے تو یہ سب چیزین اوسکی ذات سے باہر ہین کیونکہ اگر مال چور لیجائین یا حکومت سے بادشاہ معزول کر دے تو پھر کیا اوسکے قبضہ مین رہے گا اور اگر مال ہے بھی تو بہتیرے بھوندی اوس سے زیادہ مال و دولت رکھتے ہین اور اگر [illegible] کہتے ہین [illegible]

ذات سے تو وہ تیری ملکیتین اور جو تیری ملک نہین اوسکے سبب تکبر اور فخر کرنا بالکل بیجا اور بیہودہ ہے اور انمین سے کوئی چیز تیری ذات سے نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان اسباب کے جس سبب سے تکبر کر سکتے ہین وہ ظاہر علم اور عبادت ہے اسکا علاج رفتہ رفتہ ہے کیونکہ کمال فی الدین اور حق تعالیٰ کے نزدیک بڑا عزیز ہے اور بڑی چیز ہے اور حق تعالیٰ کی نعمتون مین سے بڑی نعمت ہے اور عالم پر بہت مشکل ہوتا ہے کہ اپنی فکر التفات ہی نہ کرے اور یہ مشکل اور طرح سے آسان ہوتی ہے ایک تو یہ ہے کہ جان لے کہ علم کے سبب سے بڑی آفت ہوگی اور عالم کا بڑا خطر ہے کیونکہ جاہل سے بہت کم مواخذہ ہوگا اور عالم سے نہ دیکھا جائیگا اور علم کی تقصیر بہت بڑی ہوتی ہے اور جاہل عالم کے بارہ ہوتا ہے [illegible] مین انمین مغرور نہ ہونا چاہیے کیونکہ قرآن شریف مین حق سبحانہ تعالیٰ نے اوس عالم کو گدھے کے مانند فرمایا ہے جو اپنے علم کے موافق کام نہ کرے اور گدھے کے بوجھ کتابین اور ٹھاٹھ ہے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا بِئْسَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ یعنی جانے خواہ نجانے اپنی طبیعت اور سرشت سے باز نہین آتا کتے اور گدھے سے زیادہ اور کیا خبیث ہے اور درحقیقت عالم اگر آخرت مین نجات نہ پائیگا تو سب کفار بلکہ اور سب سے زیادہ جہنم مین جائینگے تو حیوانات کا کیا ذکر اسی سبب سے ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین چڑیا ہوتا اور ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین بکری ہوتا اور لوگ مجھے ذبح کر کے کھا لیتے اور ایک صحابی کہتے تھے کہ کاش مین گھاس ہوتا جسکے دل مین آخرت کا خطر جم جاتا ہے وہ ہرگز تکبر نہین کرتا اگر کسی کو اپنے سے زیادہ جاہل دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اوسکا گناہ مجھ سے معذور ہے اور مجھ سے بہتر ہے اور اگر کسی کو اپنے سے زیادہ عالم دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اوسکو یہ چیز عطا ہوئی ہے جو مین نہین جانتا اوسسے وہ بہتر ہے اور اگر بوڑھے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اوسنے مجھ سے زیادہ خدا کی عبادت کی ہے یہ مجھ سے بہتر ہے اور اگر لڑکے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ مین نے بہت گناہ کیے اور اوس معصوم نے ابھی زمانہ ہی نہین دیکھا یہ مجھ سے بہتر ہے بلکہ اگر کافر کو دیکھتا ہے تو بھی تکبر نہین کرتا اور کہتا ہے کہ شاید یہ مسلمان ہو جائے اور اوسکی عاقبت بخیر ہو اور میرا خاتمہ کفر پر ہو کیونکہ بہت مسلمانون نے اسلام قبول کرنے کے قبل امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور تکبر کیا حق تعالیٰ کے علم مین وہ کافر خطا تھا تو جب [illegible] نجات آخرت مین ہے اور وہ کسی کو معلوم نہین تو چاہیے کہ ہر ایک اوسکے خوف مین رہے تاکہ تکبر نہ کرے دوسری طرح یہ [illegible]

کہ کبر حق سبحانہ تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے اور جو کوئی اس امر مین اوس سے جھگڑتا ہے اوسے خدا دشمن رکھتا ہے اور حق تعالیٰ نے ہر ایک کو فرمایا ہے کہ میرے نزدیک تیری قدر اوسوقت ہوگی جب تو اپنے تئین کچھ نہ سمجھے اگر بالفرض آدمی یہ بھی جان لے کہ میری عاقبت بخیر ہوگی تو بھی حق تعالیٰ کا فرمانا یاد رکھکر تکبر نہ کرے اسی سبب سے انبیا علیہم السلام متواضع ہوتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ حق تعالیٰ تکبر کو دشمن رکھتا ہے اور عابد کو چاہیئے کہ عالم بے عبادت پر تکبر نہ کرے اور کہے کہ شاید علم اوسکا شفیع ہو اور اوسکی برائیون کو محو کردے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے کسی ادنیٰ صحابی پر تو اگر کوئی عابد کسی جاہل کو دیکھے اور اوسکا حال پوشیدہ ہو تو اپنے جی مین نہ کہے کہ شاید یہ جاہل مجھسے زیادہ عابد ہو اور اپنے تئین مشہور نہ کیا ہو اور اگر فاسق ہو تو اپنے جی مین یہ کہنا چاہیئے کہ میرے گناہ اور خطرے اپنے گناہ مین جو دل ہی سے ہوتے ہین اور فسق ظاہری سے بدتر ہین اور ممکن ہے کہ میرے باطن مین ایسا کوئی گناہ ہو جس سے مین غافل ہون اور میرے ظاہری عمل اوس سے حبط ہو جائین اور اوسکے باطن مین کوئی خلق نیک ایسا ہو جو اوسکے سب ظاہری گناہون کا کفارہ ہو جائے بلکہ شاید وہ توبہ کرلے اور خاتمہ بخیر اوسے نصیب ہو اور مجھسے ایسا کوئی گناہ سرزد ہو جسکے سبب سے موت کے وقت ایمان خطر مین پڑ جائے غرضکہ جب یہ امر ممکن ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ کے نزدیک اوسکا نام اشقیا مین لکھا ہے تو تکبر کرنا نادانی ہے اسی سبب سے بڑے بڑے عالم اور مشائخ ہمیشہ متواضع رہے ہین **عجب اور اوسکی آفت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خود پسندی برے اخلاق مین سے ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مہلک ہین بخل حرص خود پسندی اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو بھی مجھے تمسے ایسی ایک چیز کا خوف ہے کہ وہ گناہ سے بھی بدتر ہے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لوگون نے پوچھا کہ آدمی بدکار کب ہوتا ہے فرمایا کہ جب اپنے تئین نیکوکار جانے اور یہ جاننا خود پسندی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ تباہی اور ہلاکت دو چیزون مین ہے خود پسندی اور ناامیدی مین اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ ناامید آدمی طلب مین سست ہوتا ہے اور معجب جانتا ہے کہ مین طلب سے بے نیاز ہون حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ اگر مین تمام رات سوؤن اور صبح کو ڈرتا ہوا اور شکستہ دل اوٹھون تو اس امر کو مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ رات بھر نماز پڑھون اور صبح کو اپنے پر خود پسندی کرون حضرت بشیر ابن منصور رحمہ اللہ تعالیٰ ایک دن بڑی لمبی نماز پڑھتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اوسکی عبادت مین متعجب ہے جب سلام پھیرا تو کہا کہ اے جوان تعجب نہ کر کیونکہ ابلیس نے مدتون عبادت کی اور اوسکا خاتمہ تو جانتا ہے کہ کیسا ہوا اے عزیز جان تو کہ خود پسندی سے بہت آفتین پیدا ہوتی ہین اونمین سے ایک تکبر ہے کہ آدمی اپنے تئین دوسرون سے بہتر جانے دوسری آفت یہ ہے کہ خود اپنے گناہ یاد نہین کرتا اور تدارک مین مشغول نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ مین بخشا ہوا ہون عبادت مین شکرگذار نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ شکرگذاری سے بے نیاز ہے اور عبادت کی آفتین نہین جانتا اور نہین تحقیق کرتا اور جانتا ہے کہ وہ خود بے آفت ہے اور اوسکے دل سے خوف دور ہو جاتا رہتا ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کے مکر سے نڈر رہتا ہے اور عبادت کے سبب سے حق سبحانہ تعالیٰ پر اپنا حق جانتا ہے کہ عبادت

اوسپر خود نعمت الہی ہے اور اپنی تعریف کرتا ہے اور اپنے تئین پاک جانتا ہے اور جب اپنے علم مین خود پسند ہوتا ہے تو کسی سے کچھ پوچھتا نہین اور اگر اوس سے اوسکے خلاف اسے کوئی بات کہین تو سنتا ہی نہین اور ناقص رہتا ہے اور کسیکی نصیحت نہین سنتا ہے

عجب اور ادلال کی حقیقت کا بیان

ایعزیز جانو کہ حق تعالی نے جسے کوئی نعمت عطا فرمائی جیسے علم اور توفیق عبادت وغیرہ اور اوسکے زائل ہوجانے سے ہراسان رہتا ہے اور ڈرا کرتا ہے کہ مبادا اوس سے پھیر لین وہ خود پسند نہین ہے اور اگر ڈرتا نہین ہے اور اوس نعمت کے سبب سے بدینوجہ خوش رہے کہ حق تعالی کی عطا اور نعمت ہے اسوجہ سے نہین کہ اوس شخص کی صفت ہے تو بھی خود پسند نہوگا اور اسوجہ سے خوش ہو کہ یہ میری صفت ہے اور اس امر سے غافل ہو کہ وہ خدا کی نعمت ہے اور اوسکے ہراس سے خالی ہو تو اس صفت سے یہ خوشی خود پسندی ہے اور اگر ساتھ اسکے حقتعالی اوسکے نزدیک اپنا کچھ حق جانے اور اس عبادت کو اپنے واسطے خدمت پسندیدہ جانے تو اسے ادلال یعنی ناز کرنا اور اترانا کہتے ہین کیونکہ خود اپنے تئین نازان جانتا ہے اور جب کسی کو کوئی چیز دے اور اپنے دل مین سمجھے کہ مین نے بڑا کام کیا تو خود پسند ہے اور اگر اوسکے عوض مین کسی خدمت اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو اوسے ناز کہتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کے سبب سے ناز کرتا ہے اوسکی نماز اوسکے سر سے تجاوز نہین کرتی اور فرمایا ہے کہ گر تو ہنسے گا اور اپنی تقصیر کا مقر رہے گا تو اس سے بہتر یہ ہے کہ روئے اور اوسے بڑا کام جانے

عجب کے علاج کا بیان

ایعزیز جانو کہ عجب بیماری ہے جہل محض اوسکا سبب ہے تو معرفت محض اسکا علاج ہے پس جو شخص رات دن علم اور عبادت مین مشغول رہتا ہے ہم اوس سے پوچھتے ہین کہ بھلا تیرا یہ عجب اس سبب سے ہے کہ عمل کیا تیری قوت اور قدرت کے بغیر تجھ پر گذرتا ہے یعنی تجھسے ظاہر ہوتا ہے اور تو راہ گذر یعنی اسکا مظہر ہے یا اس سبب سے عجب ہے کہ یہ عمل تیری ذات سے پیدا ہوتا ہے اور تیری قوت سے حاصل ہوتا ہے اگر پہلے سبب سے ہے تو راہ گذر کو خود پسندی نہین پہونچتی ہے کیونکہ وہ تو مسخر ہے اوس سے کچھ کام نہین ہوتا اور اگر کہے کہ یہ عمل مین کرتا ہون اور میری قوت اور قدرت سے ہے تو ہم کہینگے کہ تو کچھ جانتا ہے کہ جس قوت اور قدرت اور اعضا اور ارادت سے یہ عمل کرتا ہے اوسے کہان سے لایا ہے اگر کہے کہ میری خواہش سے یہ عمل ہوتا ہے تو ہم پوچھینگے کہ بھلا اس خواہش اور اس داعیہ کو کسنے پیدا کیا اور کسنے تیرے اوپر مسلط کر دیا کہ اوسنے قہر اور زبردستی کی زنجیر تیری گردن مین ڈالکر تجھے کام مین رکھا کیونکہ جسپر خواہش اور داعیہ کو مسلط کیا تو اوسکے اوپر گویا ایسا ایک موکل بھیجا کہ وہ اوسکے خلاف کر ہی نہین سکتا اور داعیہ اوس شخص کے اختیار سے نہین ہے کیونکہ اوسے زبردستی کام مین کرتا ہے تو سب خدا ہی کی نعمت ہے اور تیری خود پسندی کا سبب جہالت ہے کیونکہ تیری ذات سے کوئی چیز نہین تو چاہئے کہ حق تعالی کے فضل و کرم سے تعجب کرے کہ اوسنے بہتیرے خلق کو غافل کر دیا اور اونکے داعیہ کو برے کاموں مین صرف کیا اور تجھپر اپنی عنایت کا پھریرہ بھیجا اور داعیہ کو تیرے اوپر تعینات کر دیا اور تجھکو قہر اور زبردستی کی زنجیر مین جکڑ کر اپنی درگاہ مین لیجاتا اگر کوئی بادشاہ اپنے غلاموں کو دیکھے اور اونمین سے ایک کو خلعت دے بے کسی سبب اور خدمت کے کہ اوسنے پہلے سے کی ہو تو اوس غلام کو بادشاہ کی عنایت کے سبب سے متعجب ہونا چاہئے کیونکہ بادشاہ نے بے استحقاق کے خود بخود اوسی خلعت دیا ہے

سرفراز کیا پس اگر وہ غلام کہے کہ بادشاہ حکیم ہے جبتک مجھمین استحقاق کی صفت نہین دیکھہ لی خلعت خاص نہین عنایت کیا تو جواب دینگے کہ بھلا یہ استحقاق کی صفت تو کہان سے لایا اگر یہ صفت ہی بادشاہ کی عطا کی ہوئی ہے تو تجھے خود پسندی کا کچھ محل نہین ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ بادشاہ اگر تجھے گھوڑا عنایت کرے تو تو تعجب کرے اور اگر بادشاہ تجھے غلام عطا فرمائے تو تو عجب کرے اور کہے کہ بادشاہ نے مجھے غلام اس سے عنایت فرمایا کہ میرے پاس گھوڑا تھا اور ون کے پاس نتھا پس چونکہ گھوڑا ہی اوسنے دیا ہے تو تجھے کچھ عجب کا محل نہین بلکہ یہ ایسا ہے جیسے دونون چیزین تجھے ایک ہی بار مرحمت کرتا اسیطرح اگر تو کہے کہ حق تعالی نے مجھے عبادت کی توفیق اس سبب سے دی کہ مین اوسے دوست رکھتا ہون تو جواب دینگے کہ بھلا یہ دوستی تیری کہان سے ہوئی اگر تو کہے کہ مین نے اوسے اس سبب سے دوست رکھا کہ اوسے پہچانا اور اوسکا جمال لازوال دیکھا تو جواب دینگے کہ بھلا یہ پہچان اور یہ دیدار تجھے کسنے دیا پس چونکہ یہ سب چیزین اوسی کی طرف سے ہین تو اوسی کے جود و فضل کے سبب سے عجب ہونا چاہیے جسنے تجھے پیدا کیا اور تجھمین یہ صفتین پیدا کین اور قدرت اور ارادہ پیدا کیا اور تو در میانی تو خود کچھ چیز نہین اور نہ کوئی چیز تیرے سبب سے ہے مگر اتنی بات ہے کہ تو قدرت حق کا رہگذر اور مظہر بنے تو مظہر و رہگذر ہونے مین اپنے تئیں بہت کچھ خوب کیا تو کچھ نہین ہے ہان سوال اگر کوئی شخص کہے کہ جب مین کچھ کرتا ہی نہین اور سب خدا ہی کرتا ہے تو ثواب کی امید کہان سے رکھی جائے اور بیشک ہمین تو اب اپنے ہی عمل پر ہے جو ہمارے اختیار سے ہے جواب حقیقی اور واقعی اور صحیح تو یہ ہے کہ تو قدرت الہی کا فقط مظہر اور رہگذر ہے بس اور اپنی ذات سے تو کچھ ہوتا نہین وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى یعنی حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تمنے کیا وہ تمنے نہین کیا بلکہ خدا ہی نے کیا لیکن الیعزیز چونکہ علم اور قدرت اور ارادہ کے بعد حق تعالی نے حرکت کو پیدا کیا تو تو جانتا ہے کہ جو کچھ کیا وہ مین ہی نے کیا الیعزیز یہ بھید نہایت ہی پوشیدہ ہے اور یہ بات بہت ہی باریک تھی تو اسنے سمجھہ لیگا انشاء اللہ الیعزیز توکل اور توحید کے بیان مین اسکا کچھ اشارہ کیا جائیگا مگر یہان اپنی فہم کے موافق کچھ سمجھ لے اور یہ فرض کرلے کہ عمل تیری ہی قدرت سے ہے لیکن تیرا عمل بے قدرت اور ارادہ اور علم کے ممکن نہین تو تیرے عمل کی کنجی بھی تین صفتین ہین اور یہ تینون صفتین خدا کی عطا فرمائی ہوئی ہین پس اگر خزانہ خوب محکم ہو اور اوسمین بہت سی نعمتین اور دولتین ہون اور تو اونہین لینے سے عاجز ہو اوسکی کنجی تیرے پاس نہو اور خزانچی تجھے کنجی دیدے اور تو اوس خزانہ پر ہاتھہ مارے اور دولت لے تو اس دولت کو اوسپر حوالے کریگا جسنے وہ کنجی تجھے دی یا اپنے ہاتھہ کی طرف کہ تو نے ہاتھہ سے دولت اوٹھائی ہے اور تو جانتا ہے کہ جب اوسنے تجھے کنجی دیدی تو دولت کا اوٹھالینا بیقدر فعل ہے قدر اسی بات کو ہے کہ اوسنے تجھے کنجی دیدی تو دولت اوسی کی طرف سے ہوگی پس تیری قدرت جو اعمال کی کنجی ہے اوسکے سب اسباب خدا ہی کے عنایت فرمائے ہوئے ہین تو اوسکے فضل سے تو تعجب کر کہ اوسنے عبادت کی کنجی تجھے دیدی اور سب فاسقون کو محروم رکھا اور گناہون کی کنجی اورون کو دیکر عبادت کے خزانہ کو اونکے واسطے بند رکھا اونکے کسی قصور کے سبب سے نہین بند رکھا بلکہ مقتضائے عقل بند رکھا اور تجھکو کسی خدمت کی وجہ سے کنجی نہین دیدی بلکہ محض اپنے فضل سے دی تو جسنے توحید کو حقیقتاً پہچانا اوسے ہرگز عجب نہین ہوتا اور عجب یہ

کہ مفلس عاقل اس بات سے تعجب کرے کہ حق تعالی جاہل کو مال عنایت فرماتا ہے اور مجھ عقلمند کو محروم رکھا اسقدر نہین جانتا کہ عقل سب نعمتون سے بہتر ہے اور یہ بھی خدا نے دی ہے اگر عقل و مال دونون اوسی کو عنایت فرماتا اور جاہل کو دونون سے محروم رکھتا تو یہ عدل سے بعید ہوتا اور اگر اس عاقل سے جو شکایت کرتا ہے لوگ کہین کہ اپنی عقل کو اوسکے مال سے بدل لے تو کبھی نہ بیچیگا اور جو خوبصورت عورت محتاج ہو وہ بدصورت عورت کو زیور اور لباس فاخرہ پہنے ہوئے بڑے ٹھاٹھ سے دیکھکر کہے یا الٰہی یہ کیا حکمت ہے کہ ایک بدصورت کو تو نے نعمت اور دولت عطا فرمائی کہ اوسے زیب نہین دیتی تو وہ اسقدر نہین سمجھتی کہ جو دولت حسن مجھے عنایت فرمائی وہ اوس زر و زیور سے بہتر ہے اگر دونون نعمتین اوسی کو مرحمت ہوتین تو عدل سے بعید ہوتا اسکی مثل ایسی ہے جیسے بادشاہ ایک شخص کو گھوڑا عطا فرمائے اور ایک کو غلام صاحب سب تعجب کرکے کہے کہ گھوڑا تو میرے پاس ہونا بادشاہ نے غلام اوسے کیون دیا یہ کہنا نادانی سے ہوتا ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت داؤد علی نبینا و علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا کوئی رات ایسی نہین آتی کہ میری اولاد مین سے ایک نہ ایک صبح تک نماز نہ پڑھتا ہو اور کوئی دن ایسا نہین آتا کہ ایک نہ ایک روزہ نہ رکھے وحی آئی کہ اے داؤد اگر مین توفیق نہ دیتا تو انمین یہ بات کہان سے حاصل ہوتی اب لحظہ بھر مین تجھے تیری رائے پر چھوڑتا ہون جب حق تعالی نے اونمین اونکی رائے پر چھوڑ دیا تو اونسے ایسی چوک ہوگئی کہ تمام عمر اوسکی حسرت اور ندامت مین رہے حضرت ایوب علی نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تو نے یہ سب بلا مجھپر ڈالی اور مین نے ذرہ بھی اپنی خواہش تیری خواہش کے مقابلہ پر اختیار نہ کی تیری رضا پر راضی رہا اور ذرہ بھی بے صبری نہین کی بس ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا اور اوسمین سے دس ہزار آواز دن کے ساتھ ندا سنی کہ اے ایوب تیرا وہ صبر کہان سے آیا تھا حضرت ایوب علیہ السلام متنبہ ہوئے اور تھوڑی سی خاک سر پر ڈالکر التجا کرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ بار خدایا وہ صبر تیرے ہی فضل و کرم سے تھا مین نے توبہ کی اور حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ یعنی اگر یہ فضل نہوتا تو کوئی شخص اپنی پاکی کی طرف راہ نہ پاتا تو اور کام کا کیا ذکر اور حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے اسی سبب سے ارشاد کیا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی سبب سے نجات نہ پائیگا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا آپ بھی نہ پائینگے آپ نے فرمایا ہان مین بھی نہ پاؤنگا مگر خدا کی رحمت سے اور اسی سبب سے تھا کہ بڑے بڑے صحابی کہا کرتے تھے کہ کاش ہم خاک ہوتے یا ہوتے ہی نہ تو جو کوئی یہ جانتا ہے وہ خوف کے مارے غرور اور خود پسندی نہین کرتا فصل الغرض جانتو کہ بعضے آدمی ایسے نادان ہوتے ہین کہ ایسی چیز کے سبب سے خود پسندی کرتے ہین جو انکے سبب سے نہین ہوتی اور انکی قدرت سے کچھ علاقہ بھی نہین رکھتی جیسے طاقت اور حسن و جمال اور نسب اور یہ خود پسندی بالکل نادانی ہے اسواسطے کہ اگر عالم اور عابد کہے کہ مین نے علم حاصل کیا اور مین نے عبادت کی تو اوسکے خیال کا ایک محل ہے لیکن یہ تو محض حماقت ہی حماقت ہے اور کوئی شخص ظالمون اور بادشاہون کے نسب کے سبب سے غرور اور ناز کرتا ہے اگر ان ظالمون اور بادشاہون کو دیکھتا کہ کس حالت اور صفت دوزخ مین رہتے ہین اور قیامت کے دن انکے دشمن انپر کیا کیا تصدق کرینگے اور کیسا کیسا نہین کہینگے تو ننگ عار رکھتے بلکہ جناب

سید الانبیا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب سے کوئی نسب شریف نہین ہے اوسپر بھی غرہ کرنا بیجا ہے اور بعضے آدمیون کو بیجا غرور ہوتا ہے کہ جانتے ہین کہ ہمارے حق مین گناہ خود نقصان ہی نہ کریگا اونکا جو جی چاہتا ہے کرتے ہین اتنا نہین جانتے کہ جب اپنے باپ دادا کے خلاف کرتے ہین تو اونکے ساتھ نسب کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے اونکے باپ دادا پرہیزگاری اور ذرتی ہی مین شرف اور عزت سمجھے تھے نسب مین نہین اور یہ بھی ہے کہ اونکے اجداد مین ایسے لوگ تھے جو دوزخی ہین سوا تقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نسب کے سبب سے فخر کرنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہین اور حضرت آدم خاک سے بنے تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ جب اذان دیتے تو بزرگان قریش کہتے کہ اس حبشی غلام کو یہ منصب سپرد ہونیکا کیا محل ہے تب یہ آیہ نازل ہوئی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اور جب یہ آیہ نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدۃ النسا حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اے محمد کی بیٹی اپنی تدبیر کر کہ فردائے قیامت کو مجھسے کچھ فائدہ نہوگا اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اے محمد کی پھوپھی اپنے کام مین مشغول ہو کہ مین تیرا دستگیر نہوونگا اگر آپ کے عزیزون کو آپ کی قرابت کفایت کرتی تو چاہیے تھا کہ جناب سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا کو پرہیزگاری کے رنج و تکلیف سے چھوڑا دیتے تاکہ خوشی سے زندگی بسر کرتین اور دونون جہان اونہین حاصل ہوتے بہرحال قرابت والون کو شفاعت کی امید زیادہ ہے لیکن شاید گناہ ایسے ہون کہ شفاعت کے لائق نہون جیسا حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی اور شفاعت کی امید پر عمل کو چھوڑنا اور من مانے کام کرنا ایسا ہے جیسے کوئی بیمار اس بھروسے بھولکر پرہیز نہ کرے اور سب چیزین کھانے لگے کہ میرا باپ طبیب کامل ہے اوس بیمار سے کہنا چاہیے کہ بعضی بیماری ایسی ہوتی ہے کہ علاج پذیر نہین ہوتی اور طبیب کا کمال اور اوستادی کچھ مفید نہین ہوتی مزاج ہی ایسا ہونا چاہیے کہ طبیب اوسکی مدد کرسکے اور نہ یہ بات ہے کہ جس کسی کو بادشاہ کے نزدیک منزلت حاصل ہو وہ ہرحال مین شفاعت کرسکے بلکہ جس شخص کو بادشاہ دشمن رکھتا ہے اوسکے حق مین شفاعت نہین قبول کرتا اور کوئی گناہ ایسا نہین ہوتا کہ حق تعالی کی ناخوشی کا سبب نہوسکے کیونکہ حق سبحانہ تعالی نے گناہ مین اپنی ناخوشی کو پوشیدہ رکھا ہو کہ جس گناہ کو توبہت ہی کم جانتا ہے وہی ناخوشی کا سبب ہوجائے جیسا ارشاد فرمایا ہے وَتَحْسَبُوْنَہٗ ہَیِّنًا وَّہُوَ عِنْدَ اللّٰہِ عَظِیْمٌ یعنی تم اوسے تھوڑی بات سمجھے ہو اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بات ہے [illegible] کو شفاعت کی امید ہو اور شفاعت کی امید پر عقلمندون کے دل سے ہرس نہین جاتا اور ہر اس کے ساتھ غرور اور خود پسندی [illegible]

سوئین اصل غفلت اور گمراہی اور غرور کی علاج کے بیان مین

[illegible] یعنی جان اس بات کو جان کہ جو شخص سعادت آخرت سے محروم رہا وہ اس سبب سے محروم رہا کہ راہ نہ چلا اور جو شخص راہ چلا وہ اس سبب سے نہ چلا کہ اوسنے راہ جانی ہی نہین یا جانی تو سہی مگر چل نہ سکا اور جو شخص راہ نہ چل سکا وہ اس سبب سے نہ چل سکا کہ خواہش [illegible]

گرفتار تھا اور اوسسے باز نہ آیا اور جسنے راہ جانی ہی نہین اسکا سبب یہ تھا کہ وہ غافل رہا اور بیخبر ہوگیا یا راہ بھولا یا راہ مین اگر اوسکی سمجھ کے سبب سے بہک گیا راہ نہ چل سکنے کے سبب سے جو شقاوت حاصل ہوتی ہے اوسے ہم مفصل بیان کر چکے ہین اور جو شقاوت نادانی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے اوسے یہان بیان کرتے ہین جو لوگ راہ نہ چل سکنے کے سبب سے سعادت سے محروم رہے اونکی مثل ایسی ہے جیسے کسی شخص کو کوئی راہ چلنا چاہیے اور راہ مین گھاٹیان اور چڑھائیان دشوار گذار ہین اور چلنے والا ضعیف گھاٹیون سے گذر نہ سکیگا اور راہ دین کی گھاٹیان مثلاً خواہش مال وجاہ شہوت فرج وشکم مین ان گھاٹیون مین سے کوئی تو ایک ہی گھاٹی طے کرتا ہے دوسری مین عاجز ہوکر رہ جاتا ہے کوئی دو طے کرتا ہے تیسری مین تھک رہتا ہے اسیطرح جب تک سب گھاٹیون کو طے کرکے پس پشت نہ چھوڑے منزل مقصود کو نہ پہونچیگا اور جو شقاوت کہ نادانی کے سبب سے ہے وہ تین قسم کی نادانی سے ہے ایک غفلت اور بیخبری ہے کہ اوسے نادانی کہتے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سر راہ پڑا ہوتا ہے اور قافلہ روانہ ہوتا ہے اور اگر کوئی اوسے نہ جگائیگا تو وہ غریب ہلاک ہوجائیگا دوسری قسم ضلالت ہے اسے گمراہی کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی کی منزل مقصود پورب طرف ہو اور پچھم طرف منہ اوٹھائے چلا جاے وہ جتنا زیادہ چلیگا اپنی منزل مقصود سے دور پڑیگا اسے ضلال بعید یعنی بڑی گمراہی کہتے ہین اور جو شخص راہ بھٹک کر راہ مین بایین چلے تو یہ بھی ضلال ہے لیکن ضلال بعید نہین تیسری قسم غرور ہے اسے ونفیقگی اور اولٹی سمجھ کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص جم کو جانیوالا ہو اوسے جنگل مین زر خالص کی حاجت ہوگی اور جو اوسکے پاس ہے اوسے بیچکر نقد ہی کیون نہ لیتا ہے لیکن زر نقد جو لیتا ہے وہ کھوٹا یا عیب دار ہے اور وہ نہ جانتا ہے نہ پہچانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ زاد راہ حاصل کر رہا ہے اور اپنی منزل مقصود کو پہونچ جائیگا اور جب جنگل مین پہونچے اور زر نقد پیش کرے تو کوئی اوسکی طرف دیکھے بھی نہ اور اوس غریب کو حسرت اور تاسف ہی ہاتھ لگے ایسے لوگون کے حق مین آیا ہے حق تعالے نے فرمایا ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا یعنی قیامت کے دن اون لوگون کا بڑا نقصان ہوگا جنہون نے رنج ومحنت اوٹھائی ہو اور سمجھے ہون کہ ہمنے اچھے کام کیے اور جب دیکھین تو سب کام خلاف ہون ایسے آدمی کا تصور یہ ہے کہ اوسے چاہیے تھا کہ پہلے صرافی سیکھتا پھر زر نقد لیتا کہ کھرے کھوٹے کو پہچان جاتا اور اگر خود پہچان نہ سکتا تھا تو کسی صراف سے زر نقد پرکھوالیتا ہوتا اگر یہ بھی نہ کر سکا تھا تو سنگ زر حاصل کیا ہوتا صراف پیر اور اوستاد کے مثل ہے تو آدمی کو چاہیے کہ یا تو خود پیرون کے مرتبہ کو پہونچا ہو یا کسی پیر کی خدمت مین رہے اور اپنے کام اوس سے عرض کیا کرے کہ اگر ان دونون باتون سے عاجز ہو تو چاہیے کہ سنگ زر حاصل کرے سنگ زر اوسکی خواہش ہے جس کام کی طرف اوسکی خواہش اور طبیعت میل کرے تو جاننا چاہیے کہ وہ کام باطل اور بیجا ہے اور اسمین بھی خطا ہوجاتی ہے لیکن اکثر یہ ہے کہ رائے صواب پر ہوتی ہے تو نہتھا دین نادانی اصل اول ہے اور یہ تین قسم پر ہے اور تینون قسمون کی تفصیل جاننا اور علاج پہچاننا فرض ہے کیونکہ پہلی اصل تو راہ پہچاننا ہے پھر راہ چلنا اگر یہی دونون اصلین حاصل ہوگئین تو کچھ باقی نہین رہا اسی سبب سے امیر المومنین حضرت صدیق اکبر دعا مین اسیقدر

اقتصار کرتے اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ یعنی اے اللہ مجھے حق کو حق دکھا اور اوسکی پیروی نصیب کر پس یہ جو مذکور ہوچکا ہے اوسمین راہ نہ چل سکنے کا علاج بیان کیا ہے اب راہ نہ جاننے کا علاج بیان کرتے ہین **غفلت اور نادانی کے علاج کا بیان** العزیز جانتو کہ اکثر خلق جناب احدیت سے آڑمین ہے تو غفلت کے سبب سے آڑمین ہے ننانوے ۹۹ سو مین سے ننانوے آدمیون کا یہی حال ہے اور غفلت کے معنی یہ ہین کہ کار آخرت کے خطر کی آدمی خبر نہ رکھے لوگ اگر خبردار ہوتے تو تقصیر کرتے اسواسطے کہ حق تعالی نے آدمی کی یہ سرشت کی ہے کہ جس چیز مین خطر دیکھتا ہے اوس سے حذر کرتا ہے اگرچہ حذر کرنے مین رنج و تکلیف بہت اوٹھانا پڑے اور خطر کار آخرت یا نور نبوت سے آدمی دیکھ سکتا ہے یا منادی نبوت سے سن سکتا ہے جو دوسرونکو پہونچے یا علما جو انبیا کے وارث ہین اونکی منادی سے اور جو شخص سراہ سو رہا ہو اوسکا علاج اسکے سوا اور کچھ نہین ہے کہ کوئی مہربان دوست جو بیدار ہو اوسکے پاس جاکر اوسے جگادے اور یہ بیدار مشفق جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ہین اور اونکے نائب جو علماے دین ہین اور حق سبحانہ تعالی نے سب انبیاکو اسیواسطے بھیجا ہے جیسا خود فرمایا ہے لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ اور فرمایا لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ اور فرمایا لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین نے تمہین اسواسطے بھیجا ہے کہ خلق کو خواب غفلت سے بیدار کردو اور سبھون کو گوش گذار کردو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی سب دوزخ کے کنارے ہین مگر ایماندار پرہیزگار فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جو شخص دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ہوا و ہوس کی پیروی کرنے لگا وہ دوزخ مین پڑا کیونکہ اوسکی خواہش کی مثل اوس پرانی چٹائی کی ایسی ہے جو دوزخ کے غار پر بچھی ہے جو شخص چٹائی پر جائیگا خواہ نخواہ غار مین گر پڑیگا اور جسنے اپنی خواہش کے خلاف کیا وہ جنت مین داخل ہوا خواہش کی مثل جنت کی راہ مین گھاٹی کی سی ہے جو شخص اوس سے گذرا خواہ نخواہ جنت مین پہونچا اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ تو جو اللہ کے بندے جنگل مین رہتے ہین جیسے بدو اور کوہستانی وغیرہ کہ انمین عالم نہین ہوتے یہ لوگ خواب غفلت مین پڑے ہین کہ انمین کوئی بھی بیدار نہین کرتا اور آخرت کے خطر سے یہ خود بے خبر ہین اسی سبب سے راہ خدا نہین چلتے اور جو لوگ دیہات مین ہین وہ بھی ایسے ہی ہین کیونکہ اونمین بھی عالم کمتر ہوتے ہین اسواسطے کہ گاؤن قبر کے مثل ہے کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ اَهْلُ الْكُوْرِ اَهْلُ الْقُبُوْرِ اور جو شخص ایسے شہر مین ہے جہان عالم واعظ جو منبر پر بیٹھکر وعظ و نصیحت کرے نہین ہے یا اوس شہر کے عالم دنیا مین مشغول ہین دین کی محنت و مصیبت مین مصروف نہین وہ بھی غفلت مین رہے گا اسواسطے کہ یہ عالم تو خود خواب گوش مین ہے دوسرے کو کیا بیدار کریگا اور اگر عالم شہر منبر پر بیٹھا ہے اور مجلس وعظ ہوتی ہے اور ناصحان بیہودہ کی طرح تقریر مسجع اور دہیات خرافات باتین اور نکتے بیان کرتا ہے اور رحمت الہی کے وعدے سے لوگون کو فریب دیتا ہے اسواسطے کہ لوگون کو گمان ہو کہ ہم کسی صفت پر ہون رحمت الہی ہمارے شامل حال ہوگی تو ان لوگون کا حال غافلون سے بھی بدتر ہے اور انکی مثل اوس شخص کی سی ہے

جو سر راہ سوتا ہو اور کوئی اوسے جگا کر ایسی شراب پلا دے کہ اوس سے متوالا ہو کر گر پڑے تو یہ کمبخت پہلے تو ایسا تھا کہ ہر ایک کی آواز سنتا اور آسانی سے جاگ اوٹھتا اب ایسا ہو گیا کہ اگر پچاس لاتین اوسکے سر پر ماری جائین تو بھی خبر تک نہو اور جاہل ان لوگون مین بیٹھتا ہے وہ اس صفت پر ہو جاتا ہے کہ آخرت کا خطرہ اوسکے دل مین آئے بھی نہین اور جو کچھ تو اوس سے کہے وہ یہی جواب دیگا کہ اے شخص خدا کریم و رحیم ہے میرے گناہ سے اوسکا کیا نقصان ہوتا ہے اور اوسکی جنت ایسی وسیع ہے کہ میرے سبب سے اور جو لوگ مجھ ایسے گنہگار ہین اوسکی وجہ سے تنگ نہو جائیگی اور ایسے ایسے خیال خام اوسکے دماغ مین پیدا ہوتے ہین اور جو واعظ لوگون مین ایسے اس قسم کی باتین کرے وہ جاہل ہے اور خلق کا دین کھونے کی فکر مین ہے اس واعظ کی مثل اوس طبیب کی ایسی ہے جو ایسے بیمار کو کہ حرارت کے سبب سے مشرف بموت ہے شہد دیدے اور کہے کہ شہد مین شفا ہے یہ تو سچ ہے لیکن شفا اوس بیمار کے واسطے ہے جسکی بیماری سردی کے سبب سے ہو آیات کلام اللہ اور احادیث جناب رسالت پناہ جو رجا اور امید رحمت خدا کے بارہ مین ہین وہ شفا تو ہین لیکن دوہی بیمارون کے حق مین ایک تو اوس مبتلاے مرض عصیان کے حق مین جسنے اسقدر گناہ کیے ہون کہ رحمت الہی سے ناامید ہو گیا ہو اور ناامیدی سے توبہ نہ کرے اور کہے کہ حق تعالی میری توبہ ہرگز نہ قبول کریگا تو یہ آیت اور احادیث اوسکے حق مین باعث شفا ہین قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ بشرطیکہ اس آیت کو اگلی اس آیت سے ملا کر پڑہتا ہے وَأَنِيبُوا إِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم میرے بندون سے کہدو کہ تم ناامید نہو کیونکہ حق تعالی سب گناہونکو بخشدیتا ہے بشرطیکہ تم توبہ کرو اور اوسکی طرف پھرو اور احکام الہی کی اتباع کرو دوسرا بیمار وہ ہے جسپر ایسا خوف خدا غالب ہو جائے کہ عبادت سے کبھی خود آسودہ ہی نہو اور اس بات کا خوف ہو کہ وہ ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ہلاک کر ڈالیگا کیونکہ اوسنے خواب و خور بالکل چھوڑ دیا ہو تو رحمت کی آیتین اوسکے زخم دل کا مرہم ہین مگر ایسی آیتین اور حدیثین اگر غافلون اور نڈر لوگون کے سامنے پڑہے گا تو گویا زخم پر نمک چھڑکا یعنے اونکی بیماری بڑہ جائیگی اور جیسا وہ طبیب ہے جو حرارت کا علاج شہد سے کرتا ہے یعنی بیمار کے خون ناحق سے اپنا ہاتھ بھرتا ہے ایسا ہی یہ عالم بھی ہے یعنی لوگون کے دین کے درپے ہے اور دجال کا رفیق ہے اور ابلیس کا دوست شفیق ہے جس شہر مین ایسا عالم ہوتا ہے وہان شیطان کے جانے کی کچھ حاجت نہین کیونکہ عالم تو خود اوسکا نائب متقل ہے اور اگر واعظ کا بیان اتباع کے موافق ہے اور خوف دلا دلا کر نصیحت کرتا ہے لیکن اگر اوسکی خصلت اوسکے قول کے برخلاف ہو اور دنیا کا لالچی ہو تو اوسکے کہنے سے اور لوگون کی غفلت دور نہوگی اسواسطے کہ اوسکی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو لوزینہ کا طباق سامنے رکھے ہوئے بڑے لالچ سے کہا رہا ہو اور پکار پکار کہتا ہو کہ اے لوگو خبردار اس لوزینہ کے پاس نہ پھٹکنا کیونکہ یہ زہر آلود ہے تو ایسی بات سنکر لوگ اوس لوزینہ کے نہایت حریص ہونگے اور اپنے جی مین کہین گے کہ شاید یہ شخص اسواسطے منع کرتا ہے کہ سب خود ہی کھا جائے اور کوئی اوسکے پاس نجائے لیکن اگر اوسکا قول و فعل دونون موافق شرع ہین اور وہ قولا اور فعلا اگلے بزرگون کے قدم بقدم

نہ سنا ہو لوگ اوسکے کہنے کے سبب سے خواب غفلت سے بیدار ہونگے بشرطیکہ وہ مقبول خلق ہو اور اگر اوسے مقبولیت نہ حاصل ہو
کہ لوگ اوسکی بات سنتے ہین کچھ سننے نہین آتے غفلت مین پڑے ہین تو اوسپر واجب ہے کہ جہانتک ہوسکے اون لوگون کے
درمیان ہوا ونکے گھرون مین جائے اور اونکو خدا کی طرف دعوت کرے بس اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ ہزار مین تو سو سنا تو ننانوے
آدمیون پر غفلت کا پردہ پڑا ہے اور کار آخرت سے بے خبر ہین غفلت ایسی بیماری ہے کہ اسکا علاج بیمار کے اختیار مین نہین ہے
جبکہ غافل کو اپنی غفلت کی خبر ہی نہوگی تو اوسکا علاج کیونکر ڈھونڈھ سکے گا تو غفلت کا علاج علما کے ہاتھ سے جیسا کہ لڑکے
ماں باپ اور معلم کے کہنے سے خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہین اسیطرح جوان اور بوڑھے واعظون کے کہنے سے بیدار ہوتے ہین
چونکہ ایسے عالم اور واعظ مفقود ہین تو خواہ نخواہ غفلت کی بیماری پھیل گئی اور خلق پر پردہ پڑ گیا اگر آخرت کی بات کہتے بھی ہین تو
رسم کے طور پر زبانی کہتے ہین اونکا دل اس مصیبت کے درد سے اور اس ہراس کے خطر سے غافل اور بیخبر ہوتا ہے ایسے کے
کہنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا **ضلالت اور گمراہی اور اوسکے علاج کا بیان** اے عزیز جانتو کہ بعض لوگ آخرت سے
غافل تو نہین ہین لیکن اعتقاد باطل کرکے راہ حق سے بھٹک گئے ہین یہی گمراہی انکے واسطے حجاب اور آڑ ہے اسکی پانچ مثالین
ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی حال معلوم ہوجائے پہلی مثال یہ ہے کہ کچھ لوگون نے آخرت سے منکر ہوکر یہ اعتقاد کیا ہے کہ آدمی
جب مرجاتا ہے تو نیست و نابود ہوجاتا ہے جیسے گھاس کہ خشک ہوجاتی ہے اور چراغ کہ گل ہوجاتا ہے اسی سبب سے تقوے کی
لگام اوتارکر مطلق العنان ہوکر عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام نے جو ہدایت اور نصیحت
فرمائی ہے محض خلق کی صلاح دنیوی کے واسطے یا اپنی جاہ اور اپنے تابعین پیدا کرنے کے واسطے فرمائی ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے
کہ یہ منکرین صاف کہہ بیٹھتے ہین کہ دوزخ کی بات تو ایسی ہے جیسے لڑکے سے کہین کہ تو اگر مکتب خانہ نہ جائیگا تو تجھے چوہون کے
بل مین ڈال دینگے یہ کمبخت اگر اس مثال مین نظر کرے تو معلوم کرلے کہ مکتب خانہ مین نجانے کے سبب سے جس بدبختی مین لڑکا پڑیگا
وہ چوہون کے بل سے بدتر ہے جیسا کہ اہل بصیرت جان چکے ہین کہ حق تعالی سے حجاب اور آڑ مین جو حجاب اور بدبختی ہے
وہ دوزخ سے بدتر ہے اور شہوت پرستی اس کہنے کا سبب ہے لیکن اسکی انکار طبیعت کے موافق ہے اور اخیر زمانہ مین تمیزی
خلق کے دلون پر یہ انکار غالب ہوگئی اگرچہ یہ لوگ زبان سے نہین کہتے اور شاید کہ اپنے اوپر بھی پوشیدہ رکھتے ہین لیکن
انکے معاملات اس انکار پر دلیل ہین اسواسطے کہ انکی عقل کا یہ حال ہے کہ دنیا مین جو رنج پیش آنیوالا ہے اوسکے خوف سے
ہر وقت بہت رنج کھینچتے ہین تو اگر عاقبت مین کسی خطر کا اعتقاد رکھتے ہوتے تو اوسے آسان نہ جانتے اسکا علاج یہ ہے
کہ حقیقت آخرت اوس منکر کو معلوم ہوجائے اسکے تین طریقے ہین ایک یہ کہ بہشت اور دوزخ اور پرہیزگار اور گنہگار مردون کا
حال مشاہدہ مین دیکھتے یہ نظر انبیا اولیا کے واسطے خاص ہے کیونکہ یہ لوگ اگرچہ اس جہان مین ہوتے ہین لیکن اوس فنا اور
بیخودی کی حالت مین جو انپر طاری ہوتی ہے اوس جہان کا احوال مشاہدہ کرلیتے ہین اسواسطے کہ حواس انسانی اور شہوات
نفسانی کا مشغلہ اس مشاہدہ سے حجاب اور آڑ ہے عنوان کتاب مین اس مضمون کا اشارہ ہم کرآئے ہین اور یہ مشاہدہ بہت نادر ہے

جو شخص آخرت ہی کا ایمان نہ رکھتا ہوگا وہ اوسکا ایمان کب لائیگا اور اسکی طلب کہان سے پائیگا اور اگر طلب کرے بھی تو اس مرتبہ کو کیون پہونچنے لگا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے پہچانے کہ آدمی کی روح اور حقیقت کیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ ایک جوہر اپنی ذات سے قائم ہے اور اس قالب سے مستغنی اور بے پروا ہے یہ قالب اوسکی سواری اور آلہ ہے اوسکا قوام نہین قالب کی نیستی سے حقیقت اور روح نہین نیست ہو جاتی اس پہچاننے کا ایک طریقہ ہے لیکن یہ دیر طلب اور مشکل ہے جو علماء کہ علم مین راسخ ہین یہ طریقہ اونکی راہ ہے عنوان کتاب مین اسکا بھی اشارہ ہو چکا ہے تیسرا طریقہ جو عموم خلق کا ہے وہ یہ ہے کہ انبیا اور اولیا اور علماء راسخ سے اس معرفت کا نور ان لوگون مین سرایت کرے جو انکی زیارت کرتے ہین اور انکی صحبت سے حصول سعادت کرتے ہین اسے ایمان کہتے ہین پیر کامل اور عالم ربانی کی صحبت جس کسی کی مدد نہین کرتی وہ شقاوت مین رہتا ہے پیر اور عالم جسقدر زیادہ بزرگ ہوتا ہے اوسیقدر اوسکے نور کی سرایت سے آدمی کا ایمان بھی زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے اسی سبب سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضہ انکی زیارت سراپا سعادت کی بدولت سب لوگون سے زیادہ خوش نصیب اور قوی الایمان تھے پھر صحابہ رضہ کی زیارت کی برکت سے تابعین بہتر تھے اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے لڑکا اپنے باپ کو دیکھے کہ جہان سانپ کو دیکھتا ہے وہان سے بھاگتا ہے اور سانپ کے سبب سے اپنا گھر تک چھوڑ دیتا ہے اور لڑکے نے کہ یہ دیکھا ہو تو اس بات کا ایمان اوسے ضرور بالضرور حاصل ہو جائے گا کہ سانپ برا جانور ہے اوس سے بھاگنا چاہیے قطع کر اوس لڑکے کی طبیعت ہی ایسی ہو جائیگی کہ جہان سانپ دیکھیگا وہان سے بے سانپ کی حقیقت دریافت کیے ہوئے فوراً بھاگ جائیگا اور شاید کہ فقط سانپ ہی ہو کہ سانپ مین ہر ہوتا ہے اور زہر کا نام ہی نام جانے اوسکی حقیقت نہ پہچانے لیکن کمال مرتبہ کا خوف اوس سے پیدا ہو جائے انبیا علیہم السلام کے مشاہدہ کی مثل ایسی ہے جیسے لوگ دیکھین کہ سانپ نے کسی کو کاٹا وہ مر گیا پھر اوسکے کاٹے ہوئے کو بھی مر گیا اور اس طرح سے سانپ کا ضرر معلوم ہو جائے اور یہ یقین کا منتہا ہے اور علماء راسخ کی دلیل کی مثل ایسی ہے کہ سانپ کے کاٹے سے آدمی کا مرجانا اگرچہ نہ دیکھا ہو لیکن کسیطرح سے آدمی اور سانپ کا مزاج جانکر یہ سمجھ مین آیا ہو کہ ان دونون مین ضد ہو تو اس سبب سے بھی یقین آجاتا ہے لیکن ایسا یقین نہین آتا جیسا مشاہدہ سے آتا ہے علماء راسخ کے سوا اور تمام خلق کا ایمان علما اور بزرگون کی صحبت کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے یہ علاج بالضد سے ہے جو ہم نے دوسری مثال یہ دی ہے کہ کچھ لوگ آخرت سے بالکل منکر تو نہین ہین اور آخرت کے نہ آنیکا اعتقاد کامل نہین رکھتے مگر یقین نہین رکھتے اور کہتے ہین کہ آخرت کی حقیقت نہین معلوم ہو سکتی پس شیطان موقع پاکر ایک دلیل پیش کر دیتا ہے تو ایک کہنے لگے کہ دنیا تو یقینی ہے اور آخرت مین شک ہے اور یقینی چیز کو وہمی اور مشکوک چیز کے بدلے ہاتھ سے نہ کھونا چاہیے اوسکا یہ کہنا باطل ہے اسواسطے کہ یقین والون کے نزدیک آخرت ہی یقینی ہے اس شبہہ کا علاج یہ ہے کہ لوگون سے کہدو کہ تمہارے نزدیک دنیا تو یقینی ہے اور شفا وہمی اور مشکوک اور ضرر دریا کا خطر تو یقینی ہے اور تجارت کا نفع مشکوک اگر پیاس کی حالت مین کوئی شخص تجھ سے یہ بات کہتا ہے کہ پانی نہ پیا اسمین سانپ نے

ہے تو پانی پینے کی لذت تو یقینی ہے اور سانپ کا زہر وہمی اور مشکوک ہے پھر تو پانی کیون ہاتھ سے رکھدیتا ہے
اگر یہ کہے کہ یہ یقین جاتا رہے تو چندان نقصان نہین اور اگر زہر کی بات سچ ہے تو ہلاکت اوسکا نتیجہ ہے پیاس کی تکلیف اٹھسکتی
ہے اور ہلاکت پر صبر نہین آسکتا تو ہم کہتے ہین کہ دنیا کی لذت بھی تلوار کی سے زیادہ نہین ہے جب گذر گئی تو خواب و خیال تھی
اور آخرت تو ہمیشہ ہے اور ہمیشہ کی تکلیف اور مصیبت نہین اوٹھسکتی اگر یہ بات جھوٹ ہے تو تو سمجھتا ہے کہ مین دنیا مین چند روز رہتا تھا
[illegible] اور ابد مین نہ تھا اور اگر سچ تو ہمیشہ کے [illegible] امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
ایک مثل سے فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہی ہے تو سمجھون نے چھٹکارا پایا والا ہم جھوٹے اور تو عذاب مین پڑیگا اسکی
مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر کہتے ہین کہ آخرت قرض ہے اور دنیا نقد اور نقد مال قرض سے بہتر ہوتا ہے
اتنا نہین جانتے کہ نقد قرض سے جب بہتر ہوتا ہے کہ قرض کے برابر ہو اور اگر قرض ہزار ہو اور نقد ایک تو قرض ہی بہتر ہے
پھر پانچ تمام خلق کے معاملات کی بنا اسی بات پر ہے یہی منشا ضلال و گمراہی ہے چوتھی مثال کچھ لوگ ہین کہ آخرت کا ایمان تو رکھتے
ہین لیکن چونکہ اس جہان مین اونکے حسب خواہ اونکے کام ہوتے ہین اور اپنے واسطے دنیا کی نعمتین مہیا دیکھتے تو کہتے ہین کہ
جسطرح یہان ہم ناز و نعمت مین ہین اسیطرح وہان بھی رہین گے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے یہ نعمت ہمین اسواسطے عنایت فرمائی ہے
کہ ہمین دوست رکھتا ہے اور فردائے قیامت کو بھی وہ ایسا ہی کریگا جیسے وہ بھائی جسکا قصہ سورۂ کہف مین ہے کہ اوس مالدار
نے کہا لَئِنْ رُدِدْتُ إِلَىٰ رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنقَلَبًا دوسرے نے کہا إِنَّ لِي عِندَهُ لَلْحُسْنَىٰ اسکا علاج یہ ہے
کہ یہ سمجھے کہ جو کوئی فرزند کو عزیز رکھتا ہے اور غلام کو ذلیل وہ فرزند کو تمام دن مکتب خانہ مین معلم کی تلچھی کے نیچے رکھتا ہے اور
غلام کو اوسکے حال پر چھوڑ دیتا ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ وہ اوسکی بدبختی کی
کچھ پروا نہین رکھتا تو اگر غلام سمجھے کہ یہ میری دوستی کے سبب سے مجھسے خبر نہین ہوتا اور مین چین کرتا ہون اور مجھے اپنے فرزند سے
زیادہ پالتا ہے تو یہ اوس غلام کی حماقت ہے حق سبحانہ تعالیٰ کی عادت یہی ہے کہ اپنے دوستون کے واسطے دنیا عنایت کرنے سے
دریغ رکھتا ہے اور اپنے دشمنون کو دنیا ریل پیل دیتا ہے اوسکی آسایش اور راحت کی مثل ایسی ہے جیسے اوس شخص کی راحت جو کاہلی
اور سستی کرکے کھیت نہ بوئے تو وہ یقیناً کھیت کاٹیگا بھی نہین پانچوین مثال کچھ لوگ کہتے ہین کہ خدا رحیم اور کریم ہے بہشت دیگا
کسی سے دریغ نہ رکھیگا یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ اس سے زیادہ اور کیا کرم اور رحم ہوگا کہ تجھے اوسکے اسباب رحمت فراہم ہے
کہ تو ایک دانہ زمین مین ڈالے تاکہ سات سو دانے کاٹے اور تھوڑی مدت عبادت کرے اور ابدالآباد کے واسطے سلطنت بی نہایت
کے مرتبہ کو پہونچ جاے اگر کرم اور رحم کے یہی معنی ہین کہ تو بے بوئے کاٹ لے تو حفاظت اور تجارت اور طلب معاش کیون کرتا ہے
صبر کر اور بیکار رہ کہ خدا کریم اور قادر ہے کہ بے جوتے بوئے گہاس پیدا کرتا ہے جب باوصف اسکے کہ وہ خود ارشاد فرماتا ہے
وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا تو اوسکے اس کرم اور رحم کا ایمان نہین رکھتا پھر آخرت کے باب مین یہ
اعتقاد رکھتا ہے باوصف اسکے کہ وہ خود فرماتا ہے وَأَن لَّيْسَ لِلْإِنسَانِ إِلَّا مَا سَعَىٰ تو یہ نہایت گمراہی کی بات ہے جیسا

جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اکیاحمق من اتبع نفسہ ھواھا وتمنی علی اللہ اور اسطرح کوئی شخص بے طرح اور جماع کیے یا جماع کرکے انزال سے بچے ہوئے فرزند کی امید رکھے تو باوصف اسکے کہ خدائے کریم بے صحبت اور بے نطفہ کے فرزند پیدا کرنے پر قادر ہے مگر اس امید رکھنے مین وہ امید رکھنے والا احمق اور بیوقوف ہے اور جو شخص جماع کرکے بیج جمائے اور امیدوار رہے کہ حق تعالیٰ آفات سے محفوظ رکھے اور فرزند پیدا ہو وہ شخص عاقل ہے علی ہذا القیاس جو شخص ایمان نہ لائے یا ایمان تو لائے مگر نیک عمل نہ کرے اور نجات کی امید رکھے وہ احمق ہے اور جو شخص ایمان بھی لائے اور نیک کام بھی کرے اور خدا کے فضل سے امیدوار رہے کہ وہی موت کے وقت آفتون سے بچائے تاکہ یہ ایمان سلامت لیجائے تو یہ شخص عاقل ہے اور وہ مغرور اور جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تعالیٰ نے ہمین اس جہان مین تو اچھے حال پر رکھا اور اس جہان مین بھی اچھے ہی حال پر رکھیگا وہ خود رحیم وکریم ہے وہ خدا پر غرہ کرتے ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ دنیا نقد اور یقینی ہے اور آخرت ادھار اور مشکوک ہے دنیا ہوئے ہین اور حق تعالیٰ نے ان دونون باتون سے خبردار کیا حکم فرمایا ہے یا ایھا الناس ان وعد اللہ حق فلا تغرنکم الحیوۃ الدنیا ولا یغرنکم باللہ الغرور یعنی اے لوگو ہمین نے جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے کہ جو نیک کرے گا نیک اجر پائیگا اور جو برے کام کریگا برا ہی سزا پائیگا یہ وعدہ کان لگاکر سنو تاکہ نہ دنیا پر بھولو نہ حق تعالیٰ پر غرہ کرو **پندار اور اوسکے علاج کا بیان** الغرض جاننا چاہیئے کہ پندار والے لوگ وہ ہوتے ہین جو اپنی طرف اور اپنے علمون کی طرف نیک گمان رکھتے ہین اور اوسکی آفت سے غافل رہتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمین اس سبب سے تمیز نہین کرتے کہ اونہون نے صرافی کے علم کی تکمیل ہی نہین کی فقط ظاہری رنگ صورت پر دھوکا کھاتے ہین اور جو لوگ علم وعمل مین مشغول ہین اور غفلت وضلالت کے حجاب سے باہر نکل آئے ہین اونہین سے ننانوے فی سو دھوکے مین ہین اسی سبب سے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالیٰ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد فرمائیگا کہ اپنی ذریت مین سے دوزخیون کو چھانٹ وہ عرض کرینگے کہ بار خدایا کتنون مین سے کتنون کو چھانٹون ارشاد ہوگا کہ ہزار مین سے نوسو ننانوے دوزخی نکال یہ لوگ اگرچہ دوزخ مین ہمیشہ نہ رہینگے لیکن انہین دوزخ مین جانا ضرور ہے کیونکہ بعضے اہل غفلت ہونگے بعضے اہل ضلال بعضے اہل غرور بعضے اہل عجز کہ اپنی خواہشون مین پھنسے رہے ہونگے اگرچہ یہ جانتے ہون کہ ہم مقصر ہین اور اہل پندار بہت ہین انکے اقسام گنتی مین نہین آتے مگر چار طبقون سے باہر نہین ہین علما عباد صوفی مالدار پہلا طبقہ اہل پندار سے علما ہین کہ بعضے انمین سے اپنی تمام عمر علم حاصل کرنے مین گنواتے ہین تاکہ بہت سے علم حاصل کرین لیکن عاملہ اور عمل مین قصور کرتے ہین اور ہاتھ زبان آنکھ فرج کو گناہ سے نہین بچاتے اور سمجھتے ہین کہ ہم علم مین اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ ہم ایسون کو عذاب ہووے ہی گا نہین اور معاملہ مین ماخوذ ہی نہونگے اور ہماری ہی شفاعت سے تمام خلق نجات پائیگی ان علما کی مثل اوس بیمار کی ایسی ہے جو اپنی بیماری کا علم پڑھے اور رات بھر یاد کرے اور تکرار کرے نسخہ خوب لکھے دوا اور بیماری کما حقہ جانے اور خود ہرگز ٹھنڈائی نہ پیے اور دوا کی تلخی پر صبر نہ کرے تو ہمین ٹھنڈائی کی صفت بار بار پڑھنا اوسے کچھ فائدہ نہ کریگی اور حق تعالیٰ فرماتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی یعنی نجات وہی پائیگا جو پاک صاف ہو جاوے نہ وہ جو فقط پاکی اور صفائی کا علم سیکھ لے اور فرمایا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی بہشت مین وہی جائیگا جو اپنی خواہش نفسانی کے خلاف کرے نہ وہ جو فقط جانتا ہے کہ خواہش کے خلاف کرنا چاہیے اس سادہ دل کو اگر یہ پندار اور کج فہمی اون حدیثون سے پیدا ہوئی ہے جو علم کی فضیلت مین آئی ہین تو اون احادیث اور آیات کو کیون نہین پڑھتا جو علماء بے عمل کے حق مین وارد ہوئی ہین یعنی قرآن شریف مین حق تعالیٰ نے ایسے عالم کی مثال اوس گدہے کے ساتھ دی ہے جسکے پیٹھ پر کتابین لدی ہون اور ایسا عالم جو بے عمل ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عالم بے عمل کو اسطرح دوزخ مین ڈالین گے کہ اوسکی انتڑیان اور پیٹھ ٹوٹ جائیگی اور آگ اوسے اسطرح گھومائیگی جیسے گدہا چکی گھومتا ہے سب دوزخی اوسکے گرد جمع ہو جائین گے اور کہین گے اے شخص تو کون ہے اور یہ کیا عذاب ہے وہ بولیگا بھائیون مین وہ ہون کہ اورون کو حکم فرمایا اور خود نہ کیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ قیامت کے دن اوس عالم سے زیادہ کسی پر عذاب نہوگا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جو شخص جاہل ہو اوسپر تو ایک ہی بار افسوس ہے اور عالم بے عمل پر سات بار افسوس ہے یعنی علم اوسپر حجت اور دلیل پکڑا جائیگا کہ تو نے جان بوجھ کر گناہ کیا اور بعضے علماء نے علم و عمل دونون مین قصور تو نہین کیا لیکن سب ظاہری عمل کیے دل کی طہارت سے غافل ہے باطن سے بُرے اخلاق نہین دور کیے جیسے تکبر حسد ریا طلب جاہ لوگون کی بدخواہی اونکے رنج پر خوش ہونا راحت پر رنجیدہ ہونا اور ان حدیثون سے غافل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ذرہ سی ریا بھی شرک ہے اور جسکے دل مین ایک ذرہ بھی تکبر ہے وہ جنت مین نہ جائیگا اور ایمان کو حسد ایسا تباہ کرتا ہے جیسا لکڑی کو آگ اور یہ نہین دیکھتے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ تمہاری صورت کو نہین دیکھتا تمہارے دلون کو دیکھتا ہے پس ان لوگون کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسنے کھیتی کی ہو اور وہان کانٹے اوگے اور گھانس نکل آئی تو اسے ضرور ہے کہ کانٹے گھانس کو جڑ سے کھود پھینکے تاکہ کھیت زور پکڑے وہ اوپر اوپر سے گھانس کاٹتا ہے اور اوسکی جڑ زمین مین باقی رہنے دیتا ہے جسقدر زیادہ کاٹتا ہے اوسیقدر زیادہ گھانس بڑھتی ہے بُرے اخلاق بُرے کامون کی جڑ ہین انہین کو اوکھاڑنا اور دور کرنا چاہیے بلکہ جو شخص ظاہر آراستہ اور باطن پلید اور گندہ رکھتا ہے اوسکی مثل ایسی ہے جیسے سنڈاس کا باہر سے تو گچ کی ہوئی سہانا نفاست ہے اور اندر سے بالکل گندگی اور نجاست ہے یا جیسے قبر کہ ظاہر مین آراستہ ہے اور اوسکے اندر مردہ ہے یا جیسے اندھیرا مکان ہے کہ اوسکی دیوار کے پیچھے چراغان ہے حضرت عیسیٰ علی نبینا و علیہ السلام نے عالم بے عمل کی اسطرح مثال دیکر فرمایا ہے کہ تم لوگ چلنی کے مانند مت رہو کہ اوسمین سے آٹا تو گر پڑتا ہے اور بھوسی رہ جاتی ہے تم بھی علم اور حکمت کی باتین تو کہہ ڈالتے ہو جو بُری بات ہے وہ تم مین رہ جاتی ہے اور بعضے علما جانتے ہین کہ یہ بُرے اخلاق ہین اسے مذکر کرنا چاہیے دل پاک رکھنا چاہیے مگر جانتے ہین کہ ہمارا دل تو خود ان اخلاق سے پاک ہے یہ لوگ اونسے بڑھ کر ہین جنسے یہ امور سرزد ہون کیونکہ یہ سب سے زیادہ اسکی بُرائی جانتے ہین لیکن ایسے مین جب تکبر کا اثر پیدا ہوتا ہے تو شیطان اونسے کہدیتا ہے

کہ یہ تکبر نہین ہے دین کی عزت اور عظمت چاہتا ہے اگر تو ہی عزت دار نہ رہے گا تو اسلام بے عزت ہو جائیگا ایسا شخص اگر اچھے کپڑے پہنتا ہے اور گھوڑا اور ساز و سامان اور تجمل رکھتا ہے تو شیطان کہدیتا ہے کہ یہ عزت اور بزرگی نہین ہے بلکہ دشمنان دین کی ذلت اور خفت ہے کیونکہ اہل بدعت علما کے باشان و شوکت ہونے سے مغلوب ہوتے ہین یہ علما جناب سید المرسلین اور خلفاء راشدین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین کی سیرت بھولکر سمجھتے ہین کہ ان حضرات علیہم السلام والصلوٰۃ کے افعال و اطوار معاذ اللہ اسلام کی خواری اور ذلت تھے اب ہماری شان و شوکت سے اسلام عزت پائیگا اور اگر انمین حسد پیدا ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ یہ دین کی غیرت ہے اگر ریا پیدا ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ خلق کے ساتھ نیکی ہے کہ ہماری عبادت دیکھین اور ہماری پیروی کرین اور جب بادشاہ کے دربار مین جاتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ ظالم کے ساتھ فروتنی نہین کرتے تو حرام ہے بلکہ یہ دربارداری مسلمانون کی بھلائی کے واسطے اور انکی خیر خواہی کے لیے ہے اور اگر حرام کا مال لیتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ حرام کا مال نہین ہے بلکہ وراثت ہے اسے لیکر دین کے کامون مین صرف کرنا چاہیئے اور دین کے کام سے تعلق ہین یہ عالم اگر اپنے دل مین انصاف کرے اور حساب لگائے تو جان جائے کہ دین کی خرابی اس سے بہتر کوئی صالح نہین ہے کہ خلق دنیا سے منہ پھیرلے اور جو لوگ اور کے سبب سے دنیا کی رغبت کرتے ہین مرد اون لوگون سے زیادہ تر نہین جو دنیا سے اعراض کرتے ہین تو اسلام ایسے عالم کی غیبت و نابود ہونے کے ساتھ وابستہ ہے اور اسلام کی بہبودی اور سلامت اسی مین ہے کہ ایسے علما باطن دنیا مین ہون نہین اور ایسے پندار پرستی اور ضلالات خود بہت ہین انکا علاج اور انکی حقیقت اور اصلیت جو ہم بیان کر چکے ہین جو اوپر ذکر ہوئی مکرر بیان کرنا تطویل لاطائل ہے اور بعضے علما نے خود نفس علم مین غلطی کی ہے اور جو علم بہت ضروری ہے جیسے تفسیر حدیث تو وہ علم اخلاق اور طریق یا اشارت اور جو کچھ اس کتاب مین بیان ہے اور علم اراۃ آخرت اور راہ دین کی آفتین اور دل کا طریقہ کہ یہ سب فن مین سے انہین نہ شامل کیا ہے اور جانتے ہی نہین کہ یہ سب علوم ہے اور جدل و مناظرہ مین یا تصنیف و تالیف مین یا مناظرہ کے خصومات خلق مین یا اور علوم مین جو دنیا سے آخرت کی طرف اور حرص سے قناعت کی طرف اور ریا سے اخلاص کی طرف اور غفلت سے تذکر اور دنیا کی طرف سے آخرت کی طرف بلاتے تمام عمر ضائع کرتے ہین اور جانتے ہین کہ علم یہی ہین اور جو کوئی علوم باطن کی طرف متوجہ ہوا اسے کہتے ہین کہ یہ علم سے منکر اور مہجور ہے ان بیچاروں کی بے اعتنائی کی تفصیل و داستان احیاء العلوم کی کتاب الغرور مین مذکور ہے یہ کتاب انکی تفصیل کی گنجایش نہین رکھتی اور بعضے علما علم و عظ مین مشغول ہوتے ہین انکی بات سجع اور مقفات اور مضامین و امیات مدقق ہے اور کل باتین ذو معنی ہوتی ہی انکا مقصد یہی ہوتا ہے کہ خلق انکا کلام سنکر نعرہ مارے اور تعریف کرے وہ بیچارے نہین جانتے کہ اہل نصیحت یہ ہے کہ اسکی آتش مصیبت دل مین پیدا ہو جائے کہ آدمی کار آخرت کے خطر دیکھنے لگے پھر اس مصیبت کی فوحہ گری مین مشغول ہو اور وعظ و نصیحت اس مصیبت کا نوحہ ہے مگر جو نوحہ گر آتش مصیبت مین نہ جلتا ہوگا وہ جو بات کہیگا وہ مانگے آئی ہوگی کسیکے دل مین کچھ نہین اثر کریگی ان لوگون کی بہت مفصل اسکی تفصیل بھی طولانی ہے اور بعضے علمائے ظاہری فقہ مین اوقات بسر کرتے ہین اور تمام عمر انہین سمجھتے کہ فقہ کی تعریف سے زیادہ نہین ہے کہ جس قانون سے بادشاہ خلق کو سیاست کرے اوسے یاد کرنا اور جو چیز اس آئین سے علاقہ رکھتی ہے اور اسکا جاننا اس سے

یہ فقیہ جانتا ہے کہ جو بات ظاہری فقہ مین درست اور درست ہوتی ہے وہ آخرت مین فائدہ دیگی اسکی مثال ایسی ہے کہ جو کوئی زکوۃ
مال خیر سال مین اپنی جورو کے ہاتھ بھیجکر اوسکا مال معاف لیلے تو ظاہری فتوی یہ ہے کہ اوسکے ذمہ سے زکوۃ ساقط ہو جائیگی یعنی بادشاہ
کی طرف سے جو شخص تحصیل کرتا ہے اوسے نہین پہونچتا کہ اوشخص سے زکوۃ طلب کرے کیونکہ اوسکی نگاہ ظاہر ملک پر ہوتی ہے اور
سال تمام ہونے سے پہلے ملک منقطع ہوگئی اور شاید فقیہ بھی فتوی دے اور اسقدر جانے بھی نہین کہ جو شخص زکوۃ ساقط ہوجانے کے واسطے
قصدا ایسا کرتا ہے وہ عالم الغیب کے غضب مین گرفتار ہوگا اسیطرح وہ بھی حق تعالی کی ناخوشی مین مبتلا ہوگا جو زکوۃ دیوے ہی نہین کیونکہ بخل
سلک ہے اور زکوۃ دینے مین پلیدی بخل سے طہارت ہوتی ہے اور وہ بخل مہلک ہوتا ہے جسکی اطاعت کرین اور یہ حیلہ کرنا بخل کی
اطاعت ہے پھر جب حیلہ کے سبب سے بخل کی اطاعت ہوئی تو ہلاکت پوری ہوچکی پھر وہ حیلہ کرنیوالا کیونکر نجات پائیگا علی ہذا القیاس
جو شخص اپنی جورو کے ساتھ بدخوئی کرے اور اوسے ستائے حتی کہ وہ خلع کرکے مہر بہتر پاوے تو ظاہری فتوے کی رو سے یہ درست ہے
کیونکہ دنیا کے قاضی کو زبان سے کام ہے دل کا راز وہ نہین جانتا لیکن وہ شخص آخرت مین ماخوذ ہوگا کیونکہ یہ خلع اکراہ سے ہوگا علی ہذا القیاس
کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی چیز بیطلب مانگے اور وہ آدمی شرم سے دیدے تو ظاہر فتوی مین مباح ہے لیکن حقیقت مین یہ مصادرہ یعنے
زبردستی لیتا ہے اسواسطے کہ ظاہر لاٹھی مارکر زبردستی لیتے ہین اور شرم کا کوڑا مارکر لیتے ہین کچھ فرق نہین ایسی بہت باتین ہین اور
جو شخص ظاہری فقہ کے سوا اور کچھ نہین جانتا وہی اس پندار مین رہتا ہے اور دین کے دقائق اسرار کو نہین سمجھتا دوسرا فرقہ عابد زاہد
لوگ ہین انمین بھی اہل پندار بہت ہین بعضے تو مغرور ہین کہ فضائل کے سبب سے فرائض سے باز رہے جیسے وہ شخص جسے طہارت مین ایسا
وسوسہ رہے کہ نماز بیوقت پڑھتا ہے اور ماں باپ رفیق کو سخت سست کہتا ہے اور پانی کی نجاست کا گمان بعید اوسکے نزدیک قریب
ہوگیا ہے اور جب کھانے پر بیٹھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ سب چیزین حلال ہین اور شاید حرام محض سے بھی حذر نہین کرتا بے تفتیش کے
پاؤن زمین پر رکھتا ہی نہین اور حرام محض کہا جاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کی سیرت بھولا رہتا ہے کہ امیر المومنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین گرنے کے خوف سے ستر طرح کے حلال ہمنے چھوڑ دیے اور باین احتیاط
ترسا عورت کے برتن سے آپ نے طہارت کی پس جھوٹ موٹ کے عابد زاہد احتیاط بتقمہ کے بدلے احتیاط طہارت عمل مین لاتے ہین
ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص ہوبی کا دھویا ہوا کپڑا پہن لے تو جانتے ہین کہ اسنے بڑا ہی گناہ کیا حالانکہ جناب سلطان الانبیا علیہ
الصلوۃ والثنا کے واسطے کفار جو کپڑا ہدیہ بھیجتے تھے آپ اوسے بھی پہن لیتے تھے صحابہ رضوان اللہ عنہم جو کپڑا کفار کی لوٹ مین پاتے
بے تکلف پہن لیتے کسی نے یہ روایت نہین کی کہ اوسے دھوکر پہنتے تھے بلکہ کفار کے ہتیار کمر مین باندھ باندھ کر نماز پڑھتے یہ کوئی نکتہ
کہ جو پانی لوہے کو دیا ہو یا لاکہ جو قیصہ وغیرہ مین بھری ہو یا چمڑا جو اوسپر منڈھا ہو شاید ناپاک ہوگا پس جو شخص پیٹ زبان ہاتھ پاؤن
وغیرہ کے بارہ مین تو احتیاط نہ کرے اور احتیاط طہارت مین مبالغہ کرے وہ شیطان کا مسخرہ ہے بلکہ سب احتیاطین اگر آدمی بجالائے
اور پانی بہانے مین اسراف کرے یا نماز اول وقت نہ پڑھے تو بھی مغرور ہے اس احتیاط کی شرط طہارت کے بیان مین ہم ذکر کرچکے
ہین اور بعضے عابد ایسے ہین کہ اونمین نماز کی نیت مین وسواس غالب ہوتا ہے حتی کہ نیت کرتے وقت آواز نکالتے ہین ہاتھ جھٹکتے ہین

اس سبب سے شاید پہلی رکعت فوت ہو جاتی ہو اسقدر نہین جانتے کہ جیسے قرض ادا کرنے اور زکوۃ دینے کی نیت ہے ویسی ہی نماز کی بھی نیت ہے اور ان لوگون مین سے نیت مین وسواس کے سبب سے نہ کوئی دوبارہ قرض ادا کرتا ہے نہ زکوۃ دیتا ہے اور بعضون کو سورہ فاتحہ کے حروف ادا کرنے مین وسواس ہوتا ہے حتی کہ حروف کو مخارج سے نکالتے ہین اور نماز مین بالکل دل اسی مین لگائے رہتے ہین کہ حروف مخرج سے نکلین نمازی کو قرآن کے معنون مین دل لگانا چاہیے تاکہ الحمد کہتے وقت سہ تن شکر ہو جائے اور اِیَّاکَ نَعْبُدُ و اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتے وقت بالکل توحید اور عجز ہو جائے اور اِھْدِنَا کہتے وقت تضرع اور زاری مین ڈوب جائے اور وہ دل سے بالکل متوجہ ہو کہا کی طرف ہو اکہ اِیَّاکَ مخارج سے ادا ہو یہ نمازی ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ سے اپنی حاجت عرض کیا چاہتا ہو اور کہے یَا اَیُّھَا الْاَمِیْرُ اور پھر یہی کہے پھر یہی کہے تاکہ اَیُّھَا ٹھیک ٹھیک زبان سے نکلے اور لفظ امیر کا میم کما حقہ ادا ہو تو وہ شخص بے شک خفیف ہونے اور مورد عتاب سلطانی بننے کا مستحق ہے اور بعضے لوگ ہر روز ایک قرآن ختم کرتے ہین اور بہت جلد جلد پڑھتے ہین زبان کے بہل دوڑتے ہین اور دل غافل رہتا ہے انکی ہمت یہی ہوتی کہ ایک ختم اونکے واسطے گنتی مین آجائے تاکہ کہتے پھرین کہ ہمنے اتنے قرآن ختم کیے اور سات منزلون مین سے آج اتنی منزلین ہمنے پڑھین یہ جلد باز اتنا نہین جانتے کہ قرآن شریف کی ہر ہر آیہ ایک ایک نامہ ہے کہ احکم الحاکمین نے اپنے بندون کو لکھا ہے اوسمین امر نہی وعدہ وعید مثال نصیحت خوف دلانا ڈرانا سبھی کچھ ہے قرآن پڑھنے والے کو چاہیے کہ وعید کے محل پر ہمہ تن خوف ہو جائے اور وعدہ کے مقام پر سراپا خوشی بن جائے مثل کے محل پر بالکل اعتبار ہو جائے وعظ کے مقام پر ہمہ تن گوش بنجائے خوف دلانے کے وقت ہراس مین ڈوب جائے یہ سب کیفیتین دل کی حالتین ہین پھر زبان کی نوک ہلائے جانے سے کیا فائدہ ایسے شخص کی مثال اوس آدمی کی سی ہے جسے بادشاہ نامہ لکھے اوس نامہ مین احکام ہون وہ مکتوب الیہ بیٹھ کر اوس نامہ کو ازبر کرے اور پڑھا کرے اور اوسکے مضمون سے غافل ہو اور بعضے آدمی حج کو جاکر کعبہ شریف کے مجاور ہو کر بیٹھ رہتے ہین روزے رکھتے ہین اور نہ دل و زبان کی حفاظت کرکے روزہ کا حق ادا کرتے ہین نہ پاس حرمت کرکے مکہ معظمہ کا حق بجا لاتے ہین نہ زاد حلال تلاش کرکے راہ کا حق ادا کرتے ہین اور ہمیشہ انکا دل خلق ہی کے ساتھ متعلق رہتا ہے کہ خلق ہمین کعبہ شریف کا مجاور جانے اور خود کہتے ہین کہ ہم اتنی دفعہ عرفات پر کھڑے ہوئے ہین اور اتنے برس بیت اللہ کے مجاور رہے ہین یہ لوگ اتنا نہین جانتے کہ اپنے گھر مین کعبہ شریف کا شائق رہنا اس سے بہتر ہے کہ آدمی کعبہ شریف مین ہو اور اپنے گھر کا شائق رہے اور اس امر کا مشتاق رہے کہ خلق اوسے مجاور جانے اور یہ طمع رکھے کہ اوسے کوئی کچھ دے اور جو لقمہ وہ اوٹھاتا ہے اوسمین بخل پیدا ہو جاتا ہے یہ خوف کھاتا ہے کہ کوئی اوس سے لیلے یا مانگ بیٹھے اور بعضے لوگ زہد کا طریقہ اختیار کرکے موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہین تھوڑا سا کھانا کھاتے ہین مال مین تو زاہد رہتے جاہ و قبول مین زاہد نہین رہتے خلق انسے برکت لیتی ہے یہ اس امر سے خوش ہوتے ہین خلق کی نظر مین اپنا حال آراستہ رکھتے ہین اتنا نہین جانتے کہ مال سے زیادہ یہ جاہ نقصان کا باعث ہے اور جاہ کا ترک کرنا بہت دشوار ہے کیونکہ جاہ کی امید پر سب طرح کے رنج کھینچنا آسان ہے اور وہ ہے جو ترک جاہ کر سکے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوس کچے زاہد کو کوئی شخص کچھ دے تو نہین لیتا کہ مبادا لوگ اپنے دل مین

کہ یہ زاہد نہین ہے اگر اوس سے کہین کہ تو ظاہر مین لیے چپاکر مستحق فقیر کو دیدینا تو یہ کہنا مار ڈالنے سے بھی زیادہ اوسپر شاق ہوتا ہے
اگرچہ مال حلال ہو تو بھی اس خیال سے نہین لیتا کہ مین لونگا تو لوگ کہینگے کہ یہ زاہد نہین ہے اسی سبب سے ایسا زاہد فقیرون کی نسبت
امیرون کی عزت حرمت زیادہ کرتا ہے اور اونکی مراعات بہت کرتا ہے یہ سب باتین غرور اور نادانی مین ہین اور بعضے آدمی سب
نیک عمل کرتے ہین مثلاً ہر روز ہزار رکعت نماز کی ہزار تسبیح پڑھتے ہین شب بیدار رہتے ہین ہر روز روزہ دار رہتے ہین لیکن دلکی
مراعات نہین کرتے کہ اسے اخلاق سے پاک ہوجائے انکا باطن حسد ریا کبر سے بھرا رہتا ہے ایسے آدمی اکثر بدخو اور ترشرو ہوتے ہین
بندگان خدا کے ساتھ غصہ سے بات کرتے ہین گویا ہر ایک سے لڑنے روٹھنے رہتے ہین اتنا نہین جانتے کہ خوے بد تمام عبادت کو
غارت کردیتی ہے اور خلق نیک سب عبادتون کا افسر ہے یہ جنت گویا عبادت کرکے خلق خدا پر احسان کرتا ہے اور سبون کو حقارت
کی نگاہ سے دیکھتا ہے اپنے تئین خلق اللہ سے کھینچے اور کھینچے رہتا ہے کہ کوئی اوسے چھو نجائے اتنا نہین سمجھتا کہ جناب رسالت
پناہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات سب عابدون زاہدون کے سردار تھے اور تمام جہان سے زیادہ ہنسمکھ اور ملنسار تھے جو شخص نہایت درجہ
ہوتا کہ اوس سے سب اپنے تئین سمیٹے اوسسے آپ اپنے پاس بٹھاتے اور صافحہ کے واسطے دست مبارک دیتے اور کسی سے
زیادہ کوئی شخص بیوقوف نہین جو اپنے اوستاد سے بھی اونچی دوکان جمائے یعنی مرشد برحق سے بڑھ جانیکا خیال دل مین لائے
یہ سیدھے سادے لوگ جب شاطان الانبیا محمد المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کا قدم نہین رکھ سکتے اور آپکی عادت سے
کی خلاف کرین تو اس سے زیادہ اور کیا بیوقوفی ہوگی یہ طبقہ صوفی لوگ ہین جتنا غرور اور یہ ان لوگون مین ہوتا ہے
فرقے مین نہین ہوتا کیونکہ جسقدر راہ باریک اور مقصود عزیز اور بہتر ہوتا ہے اوسیقدر ٹھوکے اور دھوکے زیادہ پڑتے ہین
بلا قدم یہ ہے کہ سالک نے تین درجے حاصل کرلیے ہین ایک یہ کہ اوسکا نفس مقہور اور مغلوب ہوگیا ہو نہ اوسمین خواہش باقی رہی ہو
نہ غصہ نہین کہ خواہش اور غصہ جڑ سے نیست و نابود ہوگیا مگر ایسا مغلوب ہوگیا ہو کہ بے حکم شرع اوسمین کچھ تصرف نہ کرسکے جسطرح قلعہ
فتح ہوجاتا ہے اوس قلعہ کے لوگون کو فتح کرنے والے مانہین ڈالتے مگر وہ لوگ مطیع ہوجاتے ہین اسیطرح سالک کے سینہ کا قلعہ حکم
شرع کے ہاتھ فتح ہوگیا ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ دونون جہان سالک کے سامنے سے گم ہوگئے ہون اسکے یہ معنی ہین کہ حس اور خیال کے
عالم سے وہ گذر گیا ہو اسواسطے جو چیز حس اور خیال مین آتی ہے اوسمین ہمیشہ بھی تعریف مین اور وہ چیز کہ نفس فربہ پیٹ کی شہوت کا
حصہ ہوتی ہے بہشت حس اور خیال کے عالم سے باہر نہین ہے اور جو چیز جہت پذیر ہوتی ہے اور خیال کو اوس سے سروکار ہوتا ہے
وہ اوسکے نزدیک ایسی ہوگئی ہو جیسے اوس شخص کے نزدیک گھاس ہوجاتی ہے جسنے لوزینہ اور بہنا ہوا مرغ پایا ہو کیونکہ سالک جان چکا ہے
کہ جو چیز خیال مین آئے وہ بیمقدار اور بیحقیقت ہے اور بہوتے نادانون کو نصیب ہوگی وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ تیسرا درجہ یہ ہے
کہ سالک کو جناب احدیت نے اور اوسکے جلال اور جمال نے بالکل گھیر لیا ہو کہ جہت مکان حس خیال کو اوس سے کچھ سروکار ہی نرہا ہو
بلکہ حس اور خیال اور جو علم ان دونون سے پیدا ہوتا ہے اسکا حال سالک کے ساتھ ایسا ہو جیسے آنکھ کا آواز کے ساتھ اور کان کا رنگون کے
ساتھ حال ہے یعنی اوس سے بیخبر ہونا ضرور ہے جب سالک اس مقام پر پہونچا تو کوچہ تصوف کے سرے پر آیا سالک کو ان درجون کے

علاوہ بہت احوال حق سبحانہ تعالی کے ساتھہ ہوتے ہین کہ اونکا بیان مین آنا دشوار ہے حتی کہ بعضون نے اوسے یکانگی اور اتحاد کے ساتھہ تعبیر کیا اور بعضون نے حلول کے ساتھہ جس شخص کا قدم علم مین راسخ نہو اور یہ حال اوسپر طاری ہو جائے تو وہ بخوبی بیان نہین کر سکتا جو کچھہ کہنے لگتا ہے صریح کفر نظر آتا ہے اور فی نفسہ حق ہوتا ہے مگر اوسے بیان کرنے کی قدرت نہین ہوتی یہ جو بیان کیا گیا راہ تصوف کا ایک شائبہ ہے اب غریزا بتو دیکھہ کہ نام کے صوفی کس اولئی سمجھہ اور رہو کے مین گرفتار ہین انمین سے کچھ لوگون نے تو سجادی اور گدڑی اور نقلی باتون کے سوا نہ کچھ دیکھا نہ سنا اسے اختیار کر کے کچے صوفیون کا لباس اختیار کر کے اونکی ظاہری وضع بنالی اونکی طرح سجادی پر بیٹھہ کر گردن جھکاتے ہین اور شاید کہ وسوسہ اور خیال انہین پیش آتا ہے سر ہلاتے ہین اور جانتے ہین کہ یہی تصوف ہے ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے وہ عاجز بوڑھیا جو سر پر ٹوپی رکھے چپکن پہنے ہتیار لگائے اور صف جنگ مین بہادرون کی طرح اور رجز خوانیکا انداز سیکھہ لے اور سپاہیون کے سب ظاہری حرکات سکنات جان چکی ہو وہ جب فوج مین اپنا نام لکھوانیکے واسطے بادشاہ کے سامنے جانیکے مین جاے اور بادشاہ ایسا ہو کہ صورت اور لباس پر نہ جائے بلکہ دلیل طلب فرمائے یا اوسے منگا کر یکا حکم دے یا کسی جوانمرد کے ساتھہ لڑنے کا اور دیکھکر کہ یہ ایک ضعیفہ بوڑھیا ہے حکم محکم فرمائے کہ اسے ہاتھی کے پاؤن کے تلے ڈال دو تاکہ کسی دوسرے کو بادشاہ کے حضور ایسی لچر حرکت کرنے کی جرات نہ پڑے اور انمین سے بعضے ایسے ہوتے ہین کہ وہ ان باتون مین بھی حاضر ہین کہ صوفیون کی ظاہری وضع اختیار کرین اور پھٹے ہوئے کپڑے پہنین بلکہ پاکیزہ گدڑیان باریک سرمہ لگیان حاصل کر کے جانتے ہین کہ جب کپڑے رنگ لیے قصہ تمام ہو گیا تصوف کا اختتام ہو گیا یہ نہین جانتے کہ صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین اگر کبھی لباس اسواسطے رنگتے تھے کہ بروقت دھونے کی حاجت نہو اور نیلا اسواسطے رنگتے تھے کہ دین کی مصیبت مین تھے وہ رنگ اونکے حال کے موافق تھا یہ کمبخت جب ایسا مستغرق نہین ہے کہ کپڑے نہ دھوئے اور ایسا مصیبت زدہ نہین ہے کہ کبھی کپڑے پہنے اور ایسا عاجز نہین ہے کہ جہان کپڑا پھٹ جاے پیوند لگائے تاکہ گدڑی ہو جاے بلکہ نئے کپڑے قصدا پھاڑتا ہے کہ گدڑی بنجائے تو اس کمبخت نے ظاہری صورت مین بھی صوفیہ صافیہ رضی اللہ تعالی عنہم کی موافقت نہ کی کیونکہ پہلے گدڑی پوش جناب امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تھے کہ آپکے لباس مین چودہ پیوند لگے تھے اونمین سے بعضے پیوند چمڑے کے تھے اور انمین سے بعضے ایسے بھی ہوتے ہین کہ جسطرح چھوٹا اور پھٹا ہوا کپڑا پہننے کے متحمل نہین اوسیطرح ادای فرائض اور ترک معاصی کے بھی متحمل نہین ہوتے اور سپر طرہ یہ ہے کہ اپنے عجز و قصور کے معترف بھی نہین ہوتے کہ شیطان اور خواہش نفسانی کی کہانے مین پھنسے ہین بلکہ انکا مقولہ یہ ہے کہ دل سے کام ہے ظاہری صورت کو دیکھنا کیا ہمارا دل ہمیشہ نماز مین ہے اور حق تعالی کے ساتھہ راز و نیاز مین ہے ہمین ان ظاہری اعمال کی کچھہ حاجت نہین کیونکہ اس مشقت کا حکم اون ہی لوگون کو ہے جو اپنے نفس کے اسیر ہین ہمارا نفس خود مردہ ہے ہمارا دین وہ دریا حوض کے مانند ہو گیا ہے کہ ایسی چیزون سے خراب ہی نہین ہوتا اور جب عابد زنکو دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ بیکاری ہین جب علما کو دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ لوگ باتون مین پھنسے پڑے ہین راہ حقیقت جانتے ہی نہین ایسے گمراہ لوگ قتل کرنیکے لائق ہین انکا خون بالاجماع مباح ہے اور بعضے لوگ ہین کہ صوفیون کی خدمت کرنے پر مستعد

جو فقیر صورت ظاہری کو درست کرنے مین مشغول ہے اور باطن کی تصحیح سے غافل ہے اور اسکا قول قابل قبول نہین ہے اور اسکا قول باطل ہے ۱۲

ہوتے ہین اور حق خدمت یہ ہے کہ آدمی اپنا جان ومال ان حضرات پر سے تصدق کردے اور اپنے تئین انکے عشق مین بالکل ہوا جانے پھر جب کوئی انکے وسیلہ سے مال پیدا کرے اور انمین اپنا مطیع کرے تاکہ خود خادم مشہور ہو اور لوگ اوسکی عزت اور حرمت کرین اور جہان ہوائے حرام حلال کا مال لے آئے اور انمین دے تاکہ اوسکی سردباری نہو اور یہ نہ کہے کہ یہ فریبیا ہے اور بعضے لوگ ہین کہ اونہون نے ریاضت کی سب راہ طے کی اپنی خواہش کو مغلوب اور مقہور کرکے اپنے تئین بالکل خدا ہی کے سپرد کردیا اور گوشہ مین بیٹھے ہوئے ذکر کیا کرتے ہین انمین کشف ہونے لگتا ہے حتی کہ جس چیز کی چاہتے ہین خبر پاتے ہین اگر کوئی قصور کرتے ہین تو تنبیہ ہوجاتی ہے اور ممکن ہے کہ پیغمبرون اور فرشتون کو مثالون مین اور اچھی اچھی صورتون مین دیکھنے لگین اور اپنے تئین آسمان مین دیکھین اور اوسکی حقیقت اگر صحیح ہو تو سچے خواب کے مانند ہے لیکن وہ خواب سوتون کے خیال مین آتا ہے اور یہ جاگتے خیال مین آتا ہے اور وہ شخص اس سبب سے مغرور ہوکر کہتا ہے کہ جو کچھ ساتون زمین و آسمان مین ہے بارہا میرے سامنے پیش کیا گیا ہے مین اور سمجھتا ہے کہ اولیا کا درجہ یہی ہے حالانکہ آفرینش مین حق تعالی کی جو عجیب عجیب صنعتین ہین اونمین سے ایک مرتبہ بھی نہین جانتا ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ موجود ہے وہ سب یہی ہے جو مین نے دیکھا جبکہ یہ حال پیدا ہوجاتا ہے تو آدمی جانتا ہے کہ میں کمال کے درجہ کو پہونچ گیا اور اس بات کی خوشی مین مشغول ہوکر طلب مین قاصر ہوجاتا ہے اور شاید وہ نفس جو مقہور اور مغلوب ہوگیا تھا پھر ذرہ ذرہ زور پکڑنے لگے وہ سمجھے کہ مین ایسی ایسی چیزین دیکھ چکا تو اپنے نفس سے مطمئن ہوگیا اور کمال کے درجہ کو پہونچ گیا یہ بڑا دھوکا ہوتا ہے اوسپر کچھ اعتماد نہین اعتماد اوسپر ہوتا ہے کہ اوسکی طبیعت بدل جائے خوشی سے شریعت کا ایسا تابعدار بن جائے کہ کسی طرح اوسمین تصرف اور قصور باقی نہ رہے شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہ نے کہا ہے کہ پانی پر چلنا ہوا مین اڑنا غیب کی خبر دینا کچھ کرامت نہین ہے بلکہ کرامت یہ ہے کہ آدمی بالکل امر الہی ہوجائے یعنی دل وجان تن ومال سے حکم شرع کی تابعداری کرنے لگے کہ حکم کے خلاف کوئی بات اوس سے سرزد ہی نہو یہ حالت البتہ قابل اعتماد ہے اور پانی پر چلنا ہوا پر اڑنا غیب کی خبر دینا ایسی باتین ممکن ہین کہ شیطان کی طرف سے ہون کیونکہ شیطان کو بھی غیب کی خبر ہے اور کاہن لوگ بھی بہتیری غیب کی باتون کی خبر دیتے ہین اور عجیب غریب کام اونسے وقوع مین آتے ہین اعتماد اسی حالت پر ہے کہ تیری ہستی اور خواہش کم ہوجاے اور اسکے بدلے اتباع شریعت قرار پکڑے پھر اگر تو شیر پر سوار ہوسکے گا تو کچھ پروا نہین کیونکہ جب غیظ وغضب کے کتے کو جو تیرے سینہ مین ہے تو نے پامال کرڈالا اور اپنا مغلوب اور مقہور کرلیا تو بہت بڑے شیر پر بیٹھ چکا اور اگر غیب کی خبر تو نہ دے سکیگا تو کچھ پروا نہ کر اسواسطے کہ جب تو نے اپنے نفس کے عیب اور غرور کو پہچان لیا اور اوسکی آفت اور مکاری سے آگاہ ہوگیا تو تیرا عیب ہی غیب ہے عیب جانا تو غیب دان ہوچکا اگر پانی پر تو نہ چل سکیگا ہوا مین نہ اڑ سکیگا تو کچھ پروا نہ رکھ اسلیے کہ جب حس وخیال کے باہر تجھے کوئی مقام کھلا اور اوسمین تو چل نکلا تو پانی پر چل چکا ہوا پر اڑ چکا اور اگر ایک شب مین تو جنگل اور صحراے نہ کرے تو کچھ باک نہ کر اسواسطے کہ جب دنیا کے جنگلون اور میدانون سے تو چھوٹ گیا اور دنیا کے شغل پیچھے چھوڑ آیا تو بڑا شہسوار گذار جنگل اور پٹیر میدان طے کرآیا اور اگر کسی بڑے پہاڑ پر تو قدم نہ رکھ سکے تو کچھ پروا نہ رکھ کیونکہ تو نے جب شہوت کے ایک درہم پر لات ماردی تو گھاٹی

ملے کرآیا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی نے قرآن شریف مین اسے گھاٹی اور دشوار گذار مقام ارشاد فرمایا فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ
ان لوگون کے غرور اور دھوکون کے یہ چند اقسام ہین سب بیان کرنا موجب طوالت ہوگا چوتھا طبقہ امیر اور سالدار لوگ ہین انمین
بھی دھوکے اور اولٹی سمجھ والے بہت ہین اسواسطے کہ بعضے مالدار مسجد اور سرا اور پل وغیرہ بنوانے مین مال صرف کرتے ہین
اور شاید وہ مال وجہ حرام سے پیدا کیا ہو تو اونپر یہ فرض تھا کہ مالک کو مال واپس کردیتے اونھون نے وہ مال یہ چیزین تعمیر کرنے مین
صرف کیا تاکہ گناہ اور زیادہ ہوجاے اور جانتے ہین کہ ہمنے بڑے ثواب کا کام کیا اور بعضے امیر مال حلال خرچ کرتے ہین مگر لوگون کو
دکھانا انمین مقصود ہوتا ہے کہ اگر ایک دینار صرف کرتے ہین تو چاہتے ہین کہ پتھر پر اپنا نام کھدوا کر وہان لگادین اگر انسے کہے
کہ اپنے نام کا پتھر نہ لگایا اور کسی کے نام سے لگادے کہ عالم الغیب تو جاننے والیکو جانا ہی ہے تو وہ یہ نہین کرسکتا اس ریا کی
علامت یہ ہے کہ اوسکے عزیز قریب اور پڑوسی محتاج ہوتے ہین اور ایک ایک ٹکڑے کو ترستے ہین تو وہ مال انمین دینا افضل ہے
اور وہ انہین نہین دے سکتا کیونکہ پتھر پر یہ عبارت کھودکر انکی پیشانی مین تھوڑے لگا سکیگا کہ بَنَاهُ الشَّيْخُ فُلَانٌ طَالَ بَقَاهُ
اور بعضے مالدار خالص نیت سے مال حلال تو خرچ کرتے ہین مگر مسجد کے نقش و نگار مین صرف کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ بہت
نیک کام ہے اس سے دو برائیان پیدا ہوتی ہین ایک تو نماز مین لوگون کا دل اون نقش و نگار مین مشغول رہتا ہے خشوع خضوع سے
محروم رہتے ہین دوسرے یہ کہ ویسی ہی نقش و نگار اپنے گھرون مین بنانے کی آرزو پیدا ہوتی ہے اور دنیا انکی نگاہون مین آراستہ
پیراستہ معلوم ہوتی ہے اور جانتے ہین کہ ہمنے بڑا کام کیا جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم لوگ جب مسجد مین نقش و نگار
کرو اور قرآن شریف پر سونا چڑھاؤ تو تمپر افسوس ہے مسجد کی آبادی اون دلون کے سبب سے ہوتی ہے جو حضور اور خشوع و خضوع سے
آراستہ ہون اور نفرت دنیا سے پیراستہ ہون اور جو چیز لوگون کے دلون سے حضور اور خشوع دور کرے اور دنیا کو آراستہ دکھائے وہ
مسجد کی ویرانی کا سبب ہے اس کمبخت نے نقش و نگار بنواکر مسجد کو ویران کردیا اور جانتا ہے کہ مین نے بہت اچھا کام کیا اور بعضے امیر اپنے
دروازے پر فقیرون کے جمع ہونیکو دوست رکھتے ہین تاکہ شہر مین اوسکا شہرہ ہو یا ایسے فقیرون کو صدقہ دیتے ہین جو بستان اور
نامور ہون یا جو قافلے حج کو جاتے ہین اونپر خرچ کرتے ہین یا اون لوگون کو دیتے ہین جو خانقاہون مین رہتے ہون تاکہ سب لوگ
جانین اور احسان مانین اگر انسے کہیے کہ یہ جمپاکر یتیمون کو دے کہ یہ راہ حج مین خرچ کرنے سے افضل ہے تو نہین دیسکتا کہ اوسے لوگون
سے اپنی تعریف اور اپنا شکر کرانے کا مزہ اور شوق ہے اور جانتا ہے کہ مین بڑے خیر کا کام کرتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ سے
ایک شخص نے مشورہ کیا کہ میرے پاس دو ہزار درم ہین میرا جی چاہتا ہے کہ حج کو جاؤن فرمایا کہ تو تماشا دیکھنے جائیگا یا حق تعالی کی خوشنودی
ڈھونڈھنے عرض کیا کہ خدا کی رضامندی کے واسطے فرمایا کہ جاکر دس محتاجون کا قرض ادا کردے یا دس یتیمون کو دیدے یا کسی
عیالدار کو دے کہ جو راحت مسلمان کے دل کو پہونچتی ہے فرض حج کے بعد سو حج سے افضل ہے اوس شخص نے عرض کیا کہ مین بہت دنون سے
حج کی بہت رغبت دیکھتا ہون فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ یہ مال تو نے بیوجہ پیدا کیا ہے جب تک بے راہ خرچ کریگا تیرے دل کو
قرار نہ آئے گا اور بعضے مالدار ایسے ہوتے ہین کہ زکوۃ کے سوا ایک کوڑی نہین دیتے اور زکوۃ اور عشر بھی ایسے لوگونکو دیتے ہین

جو اونکے کاروبار مین رہتے ہون جیسے معلم اور شاگرد تاکہ ان لوگون کے جمع رہنے سے ان امیرونکی جاہ وحشمت برقرار رہے جیسے وہ مدرس جو اپنے طالب علمون کو زکوۃ دے جب وہ اس سے پڑھنا موقوف کردین تو نہ دے یہ گویا تنخواہ ہوتی ہے اور خود جانتا ہے کہ شاگردی کے بدلے مین دیتا ہون اور یہ جانتا ہے کہ زکوۃ دی اور کبھی ایسے لوگون کو دیتا ہے جو بزرگون کی خدمت مین رہتے ہین اور انکی سعی سے اور لوگون کو دیتا ہے تاکہ اونپر احسان ہو اور اتنی سی زکوۃ دیکر کئی مطلب نکالا چاہتا ہے اور کبھی شکر و ثنا کی بھی امید رکھتا ہے پھر یہی جانتا ہے کہ مین نے زکوۃ دی اور بعضے مالدار ایسے بخیل ہوتے ہین کہ زکوۃ بھی نہین دیتے مال حبس کرتے ہین اور بارسائیکا دعوی کرنے پر مرتے ہین صائم الدہر اور قائم اللیل رہتے ہین انکی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جسے دردسر ہوا اور ایڑی مین دوا لگائے یہ کمبخت نہین جانتا کہ اوسے بخل کے سبب سے بیماری ہے بہت کہانے سے نہین تو بہت خرچ کرنا اسکا علاج ہے بھوکون مرنا اسکی دوا نہین ہے مالدارون کو ایسے دھوکے بہت ہوتے ہین کسی قسم کا اوس سے نہین بچتا مگر جسنے وہ علم حاصل کیا ہو جو اس کتاب مین ہے تاکہ عبادت کی آفتین اور نفس کا فریب اور شیطان کا مکر پہچان لے پھر حق تعالی جل جلالہ وجل شانہ کی اسپر محبت غالب ہوتی ہے اور دنیا اسکے سامنے سے گم ہوجاتی ہے مگر بقدر ضرورت رہ جاتی ہے اور ہر وقت موت کو پیش نظر رکھتا ہے اور مرنے ہی پر مستعد رہتا ہے یہ باتین اوسی پر آسان ہوجاتی ہین جسپر

خدا آسان کرے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب

حق تعالے کی بڑی عنایت ہوئی کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیای سعادت کے تیسرے رکن سے

فراغت ہوئی یہ ربع مہلکات تھا آمین بیان عقبات تھا انشاء اللہ تعالی

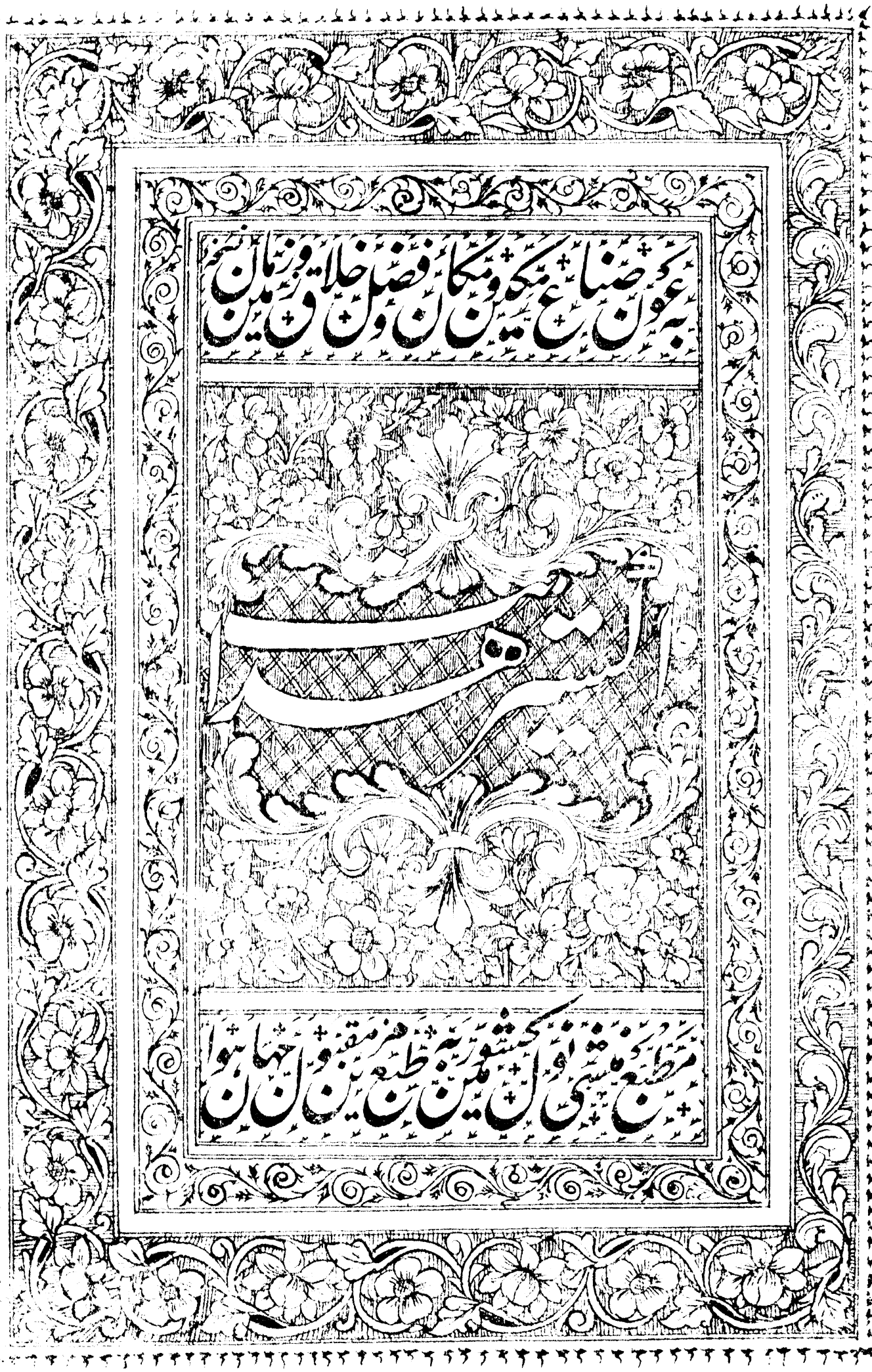
اب چوتھے رکن کی ابتدا ہے در افادہ

و استفادہ واہی وہ ربع منجیات ہے

اوسمین بیان طریقہ

نجات ہے

فقط


بعون صناع مکون ومکان فضل خلاق زمان
منشی اول مشیر طبع منیر مقبول جهان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چوتھا رکن منجیات کے بیان مین

اسکے بھی دس اصلین ہین پہلی اصل توبہ کے بیان مین دوسری اصل صبر و شکر کے بیان مین تیسری اصل خوف و رجا کے بیان مین چوتھی اصل فقر و زہد کے بیان مین پانچوین اصل نیت اور اخلاص اور صدق کے بیان مین چھٹی اصل محاسبے اور مراقبے کے بیان مین ساتوین اصل تفکر کے بیان مین آٹھوین اصل توحید اور توکل کے بیان مین نوین اصل شوق اور محبت کے بیان مین دسوین اصل موت کو یاد کرنے اور آخرت کے احوال کے بیان مین

پہلی اصل توبہ کے بیان مین

العزیز از جان اس بات کو جان کہ توبہ راہ حق تعالی کی طرف پھرنا مریدون کا پہلا قدم اور سالکون کی راہ کا سرا ہے کسی آدمی کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ ابتدا پیدائش سے انتہاے عمر تک گناہ سے پاک رہنا فرشتون کا کام ہے اور تمام عمر معصیت اور مخالفت مین ڈوبا رہنا شیطان کا پیشہ ہے نادم ہوکر توبہ کرنا اور راہ معصیت چھوڑ کر شاہراہ اطاعت پر قدم دھرنا آدم اور آدمیون کا کام ہے جس آدمی نے توبہ کرکے پچھلے گناہون کی تلافی کی اوسنے حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھہ اپنی نسبت درست کرلی اور جسنے مرتے دم تک گناہون پر اصرار کیا اوسنے اپنی نسبت کو شیطان کے ساتھہ مضبوط کرلیا مگر تمام عمر عبادت ہی مین رہنا آدمی سے ممکن نہین اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالے نے اوسے جب پیدا کیا تو ناقص اور بے عقل پیدا کیا اور خواہش نفسانی جو شیطان کا آلہ ہے پہلے اوسیکو آدمی پر سلط کردیا اور عقل جو خواہش کی دشمن اور جوہر ملائکہ کا نور ہے اوسے بعد پیدا کیا کہ جب تک یہ پیدا ہو ہو تب تک آدمی پر

خواہش غالب ہوگئی اور سینۂ انسان کا قلعہ بخوبی اپنے قبضے مین کرلیا اور نفس بھی اوسکے ساتھ خوگر اور مالوف ہوگیا تو پھر جب عقل پیدا ہوئی تو ضرور بالضرور توبہ اور جہاد کرنے کی حاجت ہوئی تاکہ اس قلعے کو فتح کرے اور شیطان و شہوت کے قبضے سے چھوڑا لے تو توبہ آدمیون کو ضرور ہے اور سالکون کا پہلا قدم ہے جب نور عقل اور نور شرع سے آدمی کی آنکھین کھلین اور راہ گمراہ مین تمیز کرنے لگے تو توبہ کے سوا اور کچھ فرض نہین پہلے توبہ ہی کرنا چاہیے توبہ کے یہی معنی ہین کہ آدمی ضلالت کا بیڑہ چھوڑ کر ہدایت کے ڈھرے پر آجائے **توبہ کی فضیلت اور ثواب کا بیان** ایعزیز جانو کہ حق تعالیٰ نے سب خلق کو توبہ کرنے کا حکم کیا ہے اور فرمایا ہے وَتُوبُوا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّہَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ یعنی جو کوئی فلاح کی امید رکھتا ہے اوسے توبہ کرنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مغرب کی طرف سے آفتاب نکلنے کے پہلے توبہ کریگا اوسکی توبہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے اور فرمایا ہے کہ راستی مین لوگون کی جگہ نہ کھڑے ہو کیونکہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہان کھڑا ہوتا ہے اور جو شخص ادھر سے گذرے اوسپر ہنستا ہے اور جو عورت وہان پر آپہونچتی ہے اوسکے ساتھ بُری بُری باتین کرتا ہے وہان سے نہین ہٹتا تا وقتیکہ اوسپر دوزخ واجب نہو جاوے مگر یہ کہ توبہ کرلے اور فرمایا ہے کہ مین ہر روز ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون اور فرمایا ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے حق تعالیٰ اوسکے گناہ فرشتون کو بھلا دیتا ہے جنھون نے وہ گناہ لکھا تھا اور اوسکے ہاتھ پاؤن کو بھلا دیتا ہے جنسے وہ گناہ کیا تھا اور اوس جگہ کو بھلا دیتا ہے جہان وہ گناہ سرزد ہوا تھا تاکہ جب وہ شخص احکم الحاکمین کے سامنے حاضر ہو تو اوسکے گناہ کا کوئی گواہ نہ نکلے اور فرمایا ہے کہ قبل اسکے کہ حلقوم مین جان آوے اور گھرگھراہٹ لگے جو بندہ توبہ کرتا ہے حق تعالیٰ اوسکی توبہ قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ اوس شخص کے واسطے کرم کا ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے جسنے دن کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ رات کو توبہ کرے اور مین قبول کرلون اور اوس شخص کے واسطے جسنے رات کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ دن کو توبہ کرے اور مین قبول کرلون یہ دست شفقت پھیلا رہیگا تا وقتیکہ مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہو امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مین دن بھر مین ستر بار توبہ کرتا ہون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی وہ نہین ہے جو گناہگار نہو مگر جو توبہ کرے وہ سب گنہگارون سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ اوسکے مثل ہے جسنے کبھی گناہ کیا ہی نہو اور فرمایا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ پھر اوس گناہ کے قریب بھی نہ جاوے اور فرمایا ہے کہ اے عائشہ رضی اللہ عنہا جو حق تعالیٰ نے ارشاد کیا ہے اِلَّا الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَہُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا اس سے اہل بدعت مراد ہین ہر گنہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر اہل بدعت کی توبہ نہین قبول ہوتی مین انسے بیزار ہون یہ سمجھے اور فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان پر لیگئے تو انھون نے زمین پر دیکھا کہ ایک مرد عورت سے

نہ کرنا ہے سے ہے کے واسطے بد دعا کی حق کی بد دعا ہلاک ہو گئے پھر دوسرے کو دیکھ گناہ کرتا ہے اوسکے واسطے
بھی بد دعا کرتا ہے اوسکی دعا قبول ہوتی کہ الہٰی میرے بندون سے درگذر کر کیونکہ ان تین امرون مین سے کوئی ایک امر تو ہوگا یا
تو وہ توبہ کرینگے اور مین قبول کرونگا یا استغفار کرینگے اور مین بخشدون گا یا اونکے کوئی اولاد ہوگی کہ وہ میری بندگی
کریگی اے ابراہیم تجھے معلوم کہ میرا نام غفور ہے امالمومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی
ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ جس بندے کو گناہ پر پشیمان جانتا ہے اوسے
بخشدیتا ہے سے پہلے ہی بخشدیتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ
اوسکی چوڑان ستر برس کی راہ ہے یا چالیس برس کی جسدن سے زمین و آسمان پیدا ہوا اوسدن سے وہ دروازہ توبہ
کے واسطے کھلا رہا ہے اور جب تک مغرب کی طرف سے آفتاب نہ نکلیگا تب تک وہ دروازہ بند نہوگا اور فرمایا ہے کہ
قیامت کے نزدیک کہ بندون سے کیے ہوئے گناہ معاف کیے جاتے ہین سے نے توبہ کی ہوگی اوسکی توبہ قبول ہوتی ہے
اور سے نے گناہ کیا ہوگا اوسکی مغفرت ہوجاتی ہے اور جو لوگ دلون مین کینہ ہمارا رکھتے ہین وہ اوسطاح گناہگار
چھوڑ دیے جاتے ہین فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ بندے کی توبہ سے اوس اسرائیلی کی بہ نسبت بہت زیادہ خوش ہوتا ہے
جو اونٹ پر کھانا پینا رکھکر بیابان مین گیا اور اونٹ کا ایک دن کا راستہ اور تمام پونجی سے لدا ہوا ہو جب ہوسکے تو اوس اونٹ
کو ڈھونڈھا کیا اور بھوکا اور پیاسا تھا ہو اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یہ حال ہو جاوے کہ اب بھوک پیاس سے
مرجاونگا اپنی جان سے بیزار ہو کر دل مین کہا کہ اپنی جگہ پر چلکر مرجاؤنگا اوسی مقام پر پھر آئے اور مرنے
کے قصد سے بازو پر سر رکھکر سو جاوے جب جاگ پڑے تو اونٹ کو دیکھے کہ اوسی طرح لدا پھندا اوسکے سرہانے
کھڑا ہے تو خدا کا شکر کرنا چاہے اور کہنے لگے کہ اے خدا تو میرا خدا ہے اور مین تیرا بندہ ہون اور خوشی کے
مارے زبان غلطی کرے اور کہہ بیٹھے کہ اے خدا تو میرا بندہ ہے مین تیرا خدا ہون تو یہ اعرابی جسقدر اپنا کھانا پینا
مال اسباب پانے سے خوش ہوتا ہے اوس سے زیادہ حق تعالیٰ اپنے بندون کے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے

توبہ کی حقیقت کا بیان الغرض جانو کہ ایمان اور معرفت کا نور جو پیدا ہوتا ہے وہ توبہ کی اصل ہے اوس
نور کے سبب سے آدمی دیکھتا ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے جب دیکھتا ہے کہ اس زہر مین سے بہت کھا چکا ہون
اور قریب ہے کہ ہلاک ہوجاؤن تو خواہ مخواہ پشیمانی اور ہراس اوسے پیدا ہوتا ہے جیسے وہ آدمی جسنے
زہر کھایا ہو پشیمان ہوتا ہے اور ڈرتا ہے اور اوس پشیمانی کے سبب سے حلق مین اونگلی ڈالکر
قے کرتا ہے اور اوس ہراس کی وجہ سے دوا کی تدبیر کرتا ہے کہ وہ زہر جسقدر اپنا اثر کر چکا ہے وہ
جاتا رہے اسیطرح گنہگار جب دیکھتا ہے کہ مین نے جو شہوت پرستی کی وہ زہریلی ہون شہد کی مثل تھی
کہ وسوقت تو میٹھا معلوم ہوتا ہے اور آخر کو سانپ کی طرح ڈستا ہے تو وہ گنہگار زمانہ گذشتہ کو گناہون

پشیمان ہوتا ہے اور اوسکی جان مین خوف کی آگ لگتی ہے کہ اپنے تئین تباہ اور ہلاک دیکھتا ہے اور اوسمین خواہش اور گناہ کی جو حرص ہے وہ اس خوف اور پشیمانی کی آگ مین جل بھسم ہوتی ہے اور وہ خواہش حسرت سے بدل جاتی ہے اور قصد کرتا ہے کہ گذشتہ کا تدارک اور تلافی کرے اور آیندہ کبھی اوس گناہ کے قریب نہ جائے لباس جفا اوتار کر بساط وفا بچھائے اپنے سب حرکات سکنات کو بدل ڈالے جسطرح قبل ازین سراپا گھمنڈ اور خوشی اور غفلت تھا اب ہمہ تن گریہ اور حسرتمند و ہوجائے پہلے اہل غفلت کے ساتھ جلسہ رکھتا تھا اب اہل معرفت کے ساتھ صحبت رکھے تو توبہ فی نفسہ پشیمانی ہے اور اوسکی اصل معرفت اور ایمان کا نور ہے اور اوسکی فرع حالات کا بدل ڈالنا اور معصیت و مخالفت سے طاعت اور موافقت کی طرف تمام اعضا کو منتقل کرنا ہے **ہر شخص پر ہر وقت توبہ واجب ہونیکا بیان** العزیز ہر شخص پر توبہ واجب ہونا تجھے یون معلوم ہوگا کہ تو جان لے کہ جو شخص بالغ ہوا اگر وہ کافر ہے تو اوسپر واجب ہے کہ کفر سے توبہ کرے اور اگر مسلمان ہے اور اوسکا اسلام محض اپنے ماں باپ کی تقلید اور پیروی سے ہے زبان سے کلمہ کہتا ہے اور دل سے غافل ہے تو اوسپر واجب ہے کہ اوس غفلت سے توبہ کرے اور ایسی وہ کچھ کرے کہ اوسکا دل حقیقت ایمان سے آگاہ اور خبردار ہوجائے اس سے ہمارا یہ مقصود نہین ہے کہ علم کلام مین جو دلیلین ہین وہ سیکھے کیونکہ وہ سیکھنا سب پر واجب نہین ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ سلطان ایمان اوسکے تختگاہ دل پر قاہر اور غالب ہوجاوے حتی کہ فقط اوسکی حکومت رہے اور اوسکی حکومت اوسوقت ہوگی کہ جو کچھ ملک تن مین ہوتا ہے سب سلطان ایمان ہی کے حکم سے ہو شیطان کے حکم سے کچھ نہونے پائے جبکہ گناہ سرزد ہوتا ہے تو ایمان کامل نہین رہتا جیسا کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زنا اور چوری کرتا ہے وہ زنا اور چوری کے وقت ایماندار نہین رہتا اس سے آپ کا مقصود یہ نہین کہ اوسوقت وہ کافر ہوجاتا ہے لیکن ایمان کی شاخین اور ٹہنیان بہت سی ہین اون شاخون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ زنا زہر قاتل ہے اور کوئی شخص ہرگز زہر جانکر نہین کھاتا تو زنا کرتے وقت سلطان شہوت نے اوسکے اس ایمان کو کہ زنا مہلک ہے شکست دیدی ہوگی یا اوسکی غفلت کے سبب سے ایمان غائب ہوگیا ہوگا یا نور ایمان ظلمت شہوت کے دھوین مین چھپ گیا ہوگا پس اے عزیز یہ تو تو نے جان لیا کہ پہلے کفر سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر کافر نہو تو ایمان عادتی تقلیدی سے توبہ واجب ہوتی ہے پھر اگر اس سے بھی توبہ کی تو غالب ہے کہ گناہ سے خالی نہ رہیگا تو گناہ سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر اپنے ظاہر کو سب گناہون سے پاک کیا تو اوسکا باطن ان گناہون کے تخم سے خالی نہوگا جیسے کھانے کی حرص بات کی حرص جاہ و مال کی محبت اور جیسے کبر و ریا وغیرہ کہ یہ سب خبیث چیزین گناہون کی جڑ ہین ان سب سے توبہ کرنا واجب ہے تاکہ اونمین سے ہر ایک کو حد اعتدال پر رکھے اور ان خواہشون کو عقل اور شرع کا مطیع کرے یہ بات ترک مجاہدے اور ریاضت سے حاصل ہوتی ہے اگر اس سے بھی آدمی خالی ہوا تو وسواس اور نفس کی باتون اور خیالات باطلہ

خالی نہوگا ان سب باتون سے توبہ واجب ہے اگر ان امور سے بھی خالی ہوا تو خدا کی یاد مین بعض اوقات غفلت کرنے سے نہ خالی ہوگا اس سے بھی توبہ کرنا واجب ہے اور حق سبحانہ تعالیٰ کو بھول جانا اگرچہ لحظہ ہی بھر ہو سب قصورون اور نقصانون کی جڑ ہے اس سے توبہ کرنا واجب ہے اگر بالفرض آدمی ایسا ہوگیا کہ ہمیشہ ذکر و فکر مین رہتا ہے کبھی ذکر و فکر سے غافل ہی نہین ہوتا تو اوسکے واسطے مختلف درجے ہین اونمین سے ہر ایک درجہ اپنے سے عالی اور کامل اور اونچے درجے کی بہ نسبت ناقص اور نیچا ہوتا ہے پھر باوجودیکہ درجۂ کامل پر پہونچنا ممکن ہے اگر آدمی درجۂ ناقص پر قناعت کرکے ٹھہر جائے تو یہ بڑے نقصان کی بات ہے اس سے توبہ کرنا منجملہ واجبات ہے وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین دن بھر مین ستر ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون وہ یہی مضمون ہوگا کہ چونکہ ہمیشہ ترقی اور زیادتی پکڑنا آپکا کام تھا تو جس قدم پر آپ پہونچتے وہان ایسا کمال دیکھتے کہ پہلا قدم اوسکی بہ نسبت ناقص ہو جاتا تو اوس پہلے قدم سے آپ توبہ اور استغفار کرتے کیونکہ اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس سے ایک درم حاصل کرسکتا ہے تو ایک درم حاصل کرکے خوش ہوتا ہے اور اگر جانے کہ مین دینار حاصل کرسکتا تھا اور درم پر قناعت کی تو اندوہگین ہوتا ہے اور اپنی تقصیر پر پشیمان ہوتا ہے حتیٰ کہ جب دینار حاصل کرلیتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے بڑھکر کچھ نہین ہے پھر جب جانتا ہے کہ مین ہزار دینار قیمت کا موتی حاصل کرسکتا تھا تو اپنی تقصیر سے نادم ہوکر توبہ کرتا ہے اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی پارسا لوگون کا کمال بزرگ لوگون کے حق مین نقصان ہے کہ وہ اوس سے استغفار کرتے ہین **سوال** اگر کوئی کہے کہ آدمی نے جب کفر اور گناہ سے توبہ کی تو غفلت اور درجات بزرگ حاصل کرنے مین قصور کرنے سے توبہ کرنا منجملہ فضائل ہی فرض نہین پھر نہ کیون کہا کہ اوس سے توبہ کرنا واجب ہے **جواب** ہم کہین گے کہ واجب کی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جسنے ظاہر فتویٰ مین درجۂ عوام خلق کے موافق ہم مقدار کہتے ہین کہ اگر خلق اوسمین مشغول ہو تو عالم ویران نہ ہونے پائے اور معیشت دنیا مین خلق مصروف رہے یہ واجب خلق کو عذاب دوزخ سے بچاتا ہے دوسرا واجب وہ ہے کہ عوام الناس اوسکی طاقت نہین رکھتے جو اوسپر قائم نہ رہیگا وہ عذاب دوزخ سے تو چھوٹا رہیگا مگر مرتبہ بلند نہ حاصل ہونیکی حسرت سے نہ بچیگا جب قیامت کے دن ایک گروہ کو اپنے سے ایسا بالاتر دیکھے گا جیسے آسمان کے تارون کو دیکھتا ہے تو وہ غبن اور حسرت جو ناقص رہجانے کے سبب سے اپنے مین پائیگا وہ بھی ایک عذاب ہوگا اس توبہ کو جو ہمنے واجب کہا تو اس حسرت کے عذاب سے چھٹنے کے واسطے کہا جسطرح ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین اگر کسیکے ہمسر کو جاہ اور مدارج مین زیادتی حاصل ہو تو دوسرے پر دنیا تنگ و تاریک ہوجاتی ہے اور غبن و حسرت کی آگ سے اوسکی جان سلگتی ہے اگرچہ لاٹھیان مارنی تا تہ کاٹنے جرمانہ لینے کے عذاب سے چھوٹا ہوتا ہے اسی سبب سے قیامت کے دن کو روز تغابن کہتے ہین اسواسطے کہ کوئی شخص غبن سے خالی نہوگا جسنے بالکل عبادت کی ہی نہین وہ پچھتائے گا کہ ہائے کیون نکی اور جسنے کی ہے

وہ افسوس کریگا کہ زیادہ کیون نہ کی اسی سبب سے انبیا اولیا کا طریقہ یہ ہوتا آیا ہے کہ جو عبادت کر سکے اوس ہی باز نہین رہے اور کہا کہ فردای قیامت اپنی تقصیر کی حسرت نہ رہے۔ معترض یہان پر کیا کہیگا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا اپنے تئین قصداً بھوکا رکھتے تھے حالانکہ آپکو معلوم تھا کہ روٹی کھانا حرام نہین ہے حتی کہ حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے آپ کے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرا مجھے رحم آیا مین رونے لگی اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری جان آپ پر قربان اگر آپ دنیا مین سیر ہوکر کھانا تناول فرمائیے تو کیا ہو فرمایا اے عائشہ میرے اولوالعزم بھائی پہلے سے جا چکے ہین بزرگیان اور سرفرازی کے خلعت پا چکے ہین مین ڈرتا ہون کہ اگر دنیا سے کچھ حصہ پاؤن تو اونکے درجون سے میرا مرتبہ گھٹ جائے اپنے بھائیون سے کم رہنے کی بہ نسبت چند روز صبر کرنے کو مین بہت دوست رکھتا ہون حضرت عیسی علیہ السلام سر کے نیچے پتھر رکھے لیٹے تھے ابلیس نے کہا کہ آپنے دنیا ترک کی تھی اب بچھتائے فرمایا مین نے کیا کیا کہنے لگا کہ سر کے نیچے پتھر رکھکر استراحت کی آپنے پتھر پھینک دیا اور فرمایا کہ لے دنیا کے ساتھ یہ بھی مین نے تیرے واسطے چھوڑا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا چونکہ آپ کی نگاہ مین خوشنما معلوم ہوا حکم فرمایا کہ وہی پرانا تسمہ لاؤ لوگون نے حاضر کیا امیر المومنین حضرت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے دودہ نوش کیا نوش کرنے کے بعد دودہ مین شبہ معلوم ہوا حلق مین انگلی ڈال ڈالکر اسقدر قی کی کہ دودہ کے ساتھ آپ کی جان نکلنے کا خوف تھا۔ بھلا یہان پر معترض کیا کہیگا اونھین معلوم نہ تھا کہ عوام الناس کے فتوے مین یہ قی کرنا واجب نہین ہے عوام کا فتوی اور ہے صدیقون کے کام کا کھٹکا اور ہی اوسے بھلا اس سے کیا نسبت خلق خدا مین بڑے خداشناس اور مگر پہچاننے والے اور راہ خدا کے خطر جاننے والے بھی حضرات تھے ایعزیز یہ گمان نہ کر کہ ان حضرات نے یہ محنتین بیفائدہ اپنے اوپر لادلی ہین اور پیشواؤن کی اقتدا کر اور عوام کے فتوے مین نہ پڑ کہ وہ اور ہی کہانی ہے ع چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند پس اس تمام تقریر سے یہ تو نے جان لیا کہ بندہ کسی حال مین توبہ سے بے پروا نہین ہے اسی سے حضرت ابو سلیمان دارانی نے کہا ہے کہ بندہ اگر کسی چیز پر نہ روئے فقط اوس نہ ملنے ہی پر روئے جو ابتک اوسنے ضائع کیا ہے تو مرتے دم تک یہ رنج اوسکے واسطے بہت ہے پس اوسکا حال تو کیا پوچھتا ہے جو زمانہ گذشتہ کے مانند زمانہ آیندہ بھی رائیگان کرتا ہے ایعزیز جانتو کہ جو شخص گوہر نایاب اپنے پاس رکھتا ہو اور وہ اوس سے ضائع ہو جائے تو اوسے رونے کا محل ہے اور اگر ضائع ہو جانے کے ساتھ بلا اور عذاب مین گرفتار ہونیکا بھی سبب بنے تو اسکا بڑا رونا ہے زندگی کا ہر دم ایک ایک دُر دانہ ہے کہ اوسکے سبب سے ہاے سعادت ابدی کو آدمی شکار کر سکتا ہے جو شخص اپنے گناہون مین صرف کریگا کہ اوسکی ہلاکت اور تباہی کا سبب ہوا گر اوسے اس مصیبت کی خبر ہو تو اوسکا کیا حال ہوگا مگر یہ مصیبت تو ایسی ہے کہ آدمی اس سے اوسوقت مطلع ہوتا ہے کہ حسرت کچھ سود مند نہو

یہ جو حق سبحانہ تعالی فرماتا ہے۔ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ لوگون نے کہا ہے کہ اسکے یہ معنی ہین کہ مرتے وقت بندہ ملک الموت کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کوچ کا وقت ہے تو اوسکے دلمین بڑی ہی حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اوسکی کچھ نہایت ہی نہین کہتا ہے کہ اے ملک الموت مجھے ایک دن کی مہلت دے کہ مین توبہ اور عذر خواہی تو کرلون ملک الموت فرماتے ہین کہ اے شخص تو بہت دنون کی مہلت پاچکا ہے اب تیری زندگی کا کوئی دن نہین باقی رہا وقت موعود آچکا ہے وہ کہتا ہے کہ اچھا ایک ساعت ہی کی مہلت دیدیجیے وہ فرماتے ہین کہ بہت سی ساعتین گذر گئین اب کوئی ساعت بھی نہین باقی جب بندہ ناامید ہوجاتا ہے تو اوسکے اصل ایمان کو اضطراب ہوتا ہے اگر معاذ اللہ ازل مین اوسکی شقاوت کا حکم ہوچکا ہوتا ہے تو وہ شک اور اضطراب مین اس جہان سے جاتا ہے اور بدبخت ہوتا ہے اور اگر ازل مین اوسکی سعادت کا حکم ہوچکا ہوتا ہے تو اوسکا اصل ایمان سلامت رہتا ہے اسی سے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے لیست التوبۃ للذین یعملون السیئات حتی اذا حضر احدہم الموت قال انی تبت الآن بزرگون نے کہا ہے کہ ہر بندہ کے ساتھ حق سبحانہ تعالی کے دو راز ہین ایک اوسوقت جب بندہ اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو حق تعالی فرماتا ہے کہ اے بندہ مین نے تجھے پاک صاف اور آراستہ پیدا کیا ہے اور تیری عمر تجھے امانت کے طور پر سپرد کی خبردار دیکھون موت کے وقت یہ امانت تو کیسے واپس دیتا ہے دوسرا راز موت کے وقت سے ہے حق تعالی فرماتا ہے کہ اے بندے اوس امانت مین تونے کیا کیا اگر اوسکی اچھی طرح حفاظت کی ہے تو جزاے خیر پائیگا اور اگر اوسے رایگان کیا ہے تو دوزخ تیری منتظر ہے تو مستعد رہ۔ **قبول توبہ کا بیان** العزیز جانیو کہ توبہ جب اپنی شرطون کے ساتھ ہوتی ہے تو ضرور بالضرور قبول ہوتی ہے جب تو توبہ کیا کر تو اوسکے قبول ہونے مین شک رکھاکر اس مین البتہ شک کیا کر کہ توبہ شرائط کے ساتھ ہے یا نہین جس شخص نے آدمی کے دل کی حقیقت پہچان لی کہ کیا ہے اور اوسے بدن کے ساتھ علاقہ کسطرح ہے اور جناب الٰہی کے ساتھ مناسبت کیونکر ہے اور جناب الٰہی سے حجاب کس چیز کے سبب سے ہوجاتا ہے اوسے اس امر مین کچھ شک نہین رہتا کہ گناہ تو سبب حجاب ہے اور توبہ حجاب اوٹھ جانیکا سبب ہوتی ہے توبہ قبول ہونا اسی سے عبارت ہے کیونکہ دل اصل مین گوہر ملائکہ کی جنس سے ایک پاک گوہر ہے اور آینہ کے مانند ہے کہ اگر اس جہان سے سنے زنگ لگے صاف شفاف جائے تو حضرت الٰہیت اوسمین نظر آئے آدمی جو گناہ کرتا ہے اوسکے سبب سے ایک ظلمت اوسکی آینۂ دل پر چھا جاتی ہے اور ہر عبادت کے سبب سے ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور ظلمت گناہ کو دور کر دیتا ہے ہمیشہ انوار عبادت اور ظلمت معصیت کے آثار آینۂ دل پر پے در پے آیا کرتے ہین جب ظلمت بہت ہوجاتی ہے اور آدمی توبہ کرتا ہے تو انوار طاعت اوس ظلمت کو دور کر دیتے ہین دل اپنی پاکی

اور صفائی کی طرف پھر آجاتا ہے مگر یہ کہ آدمی نے گناہون پر اسقدر اصرار کیا ہو کہ زنگ جو ہر دل مین پہونچ گیا ہو اور ایسا پیوست ہو گیا ہو کہ علاج قبول نکرے جیسے وہ آینہ جسکے اندر زنگ سرایت کر گیا ہو ایسا دل توبہ کر ہی نہین سکتا مگر آدمی زبان سے کہتا ہے کہ مین نے توبہ کی جسطرح میلا کپڑا صابون لگا کر دہونے سے صاف ہو جاتا ہے اوسیطرح دل بھی انوار عبادت کے سبب سے ظلمت معاصی سے پاک ہو جاتا ہے اسواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بدی کے بعد نیکی کرتا کہ نیکی اوس بدی کو محو کر دے اور فرمایا ہے کہ اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان تک پہونچ جائین پھر توبہ کرو تو بھی توبہ قبول ہی ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایسا ہوگا کہ گناہ کے سبب سے بہشت مین جاے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوگا فرمایا اسطرح کہ وہ گناہ کر کے اوس سے پشیمان ہوا اور وہ بہشت تک اوسکے پیش نظر رہے بزرگون نے کہا ہے کہ ابلیس توبہ کرنے والے کے حق مین کہتا ہے کہ کاش مین اسے اس گناہ مین مبتلا نہ کرتا جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکیان برائیون کو اسطرح مٹا دیتی ہین جیسے پانی کپڑے کے میل کو اور فرمایا ہے کہ ابلیس جب ملعون ہوا تو عرض کرنے لگا کہ اے اللہ قسم ہے تیری عزت کی جب تک آدمی کی جان بدن سے نہ نکلجائیگی تب تک مین بھی اوسکے دل سے نہ نکلونگا حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک آدمی کی جان اوسکے بدن مین رہیگی مین بھی توبہ کا دروازہ اوسکے واسطے نہ بند کرونگا ایک حبشی جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی خدمت سراپا رحمت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین بھلا میری بھی توبہ قبول ہوگی فرمایا ہان قبول ہوگی جب چلا تو تھوڑی دور جاکر پھر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین جسوقت گناہ کرتا تھا تو کیا اوسوقت حق تعالی مجھے دیکھتا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا حبشی ایک نعرہ مار کر گر پڑا اور مر گیا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالی نے ایک پیغمبر سے فرمایا کہ تو گنہگارون کو خوشخبری دے دے کہ اگر تم توبہ کروگے تو مین قبول کرونگا اور صدیقون کو ڈرا دے کہ اگر تمھارے ساتھ ازراہ انصاف معاملہ کرونگا تو تم سب کو عذاب مین مبتلا کرونگا طلق ابن حبیب رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالی کے حقوق اس امر سے بڑھکر ہین کہ آدمی اونپر قائم رہ سکے لیکن صبح کو توبہ کے ساتھ اوٹھنا چاہیے اور رات کو توبہ کے ساتھ سونا چاہیے حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ گناہ بندے کے سامنے پیش کیے جاتین گے ایک گناہ کو دیکھکر کہیگا کہ آہ مین تو ہمیشہ تجھ سے ڈرتا تھا اس ڈر کے سبب سے وہ بخشدیا جائیگا **حکایت** بنی اسرائیل مین ایک شخص بڑا گنہگار تھا اوسنے چاہا کہ توبہ کرے یہ معلوم نہ تھا کہ توبہ قبول ہوگی یا نہین لوگون نے اوسے ایک بڑے عابد کا پتا بتا دیا اوس شخص نے وہان جاکر اوس عابد سے کہا کہ مین بڑا گنہگار ہون ننانوے آدمیون کو مین نے ناحق مار ڈالا ہے بھلا میری توبہ قبول ہوگی اوس عابد نے کہا کہ نہین اوس شخص نے اوس عابد کو بھی

قتل کرکے سو پورے کرلیے پھر لوگون نے اوسے ایک بڑے عالم کا پتہ بتایا اوسنے اوس عالم سے جاکر پوچھا کہ میری توبہ قبول ہوگی عالم نے کہا ہان مگر تو اپنی سرزمین سے نکل جا کہ وہ فساد کی جگہ ہے فلانے مقام پر جاو ہان صالح لوگ رہتے ہین وہ چلا اور وسط راہ مین مرگیا عذاب اور رحمت کے فرشتون مین اختلاف پڑا ہر ایک نے کہا کہ یہ ہماری ولایت مین ہے ارحم الراحمین کا حکم ہوا کہ اس زمین کو ناپو زمین ناپی تو وہ صالحون کی سرزمین کی طرف بالشت بھر بڑھ چکا تھا بس رحمت کے فرشتے اوسکی روح کو لیگئے اس سے معلوم ہوا کہ نجات پانے کے واسطے یہ شرط نہین ہے کہ گناہون کا پلہ گناہ سے بالکل خالی ہی ہو بلکہ اتنا چاہیے کہ نیکیون کا پلہ بھاری ہو اگر تھوڑا ہی سا جھکے کہ اوسکے سبب سے نجات ہوجائیگی **گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا بیان** یعنے جاننا چاہیے کہ توبہ گناہ سے ہوتی ہے اور گناہ جتنا چھوٹا ہو اوسقدر آسانی سے بشرطیکہ آدمی اوسپر اصرار اور ہٹ نہ کرے حدیث شریف مین ہے کہ فرض نمازین گناہ کبیرہ کے سوا اور سب گناہون کا کفارہ ہوجاتی ہین اور گناہ کبیرہ کے سوا اور گناہ جو ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک ہوتے ہین اون سبکا کفارہ جمعہ کی نماز ہوجاتی ہے اِن تَجْتَنِبُوا کَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ یعنی اگر گناہ کبیرہ سے تم دست بردار ہو تو تمہارے گناہ صغیرہ مین معاف کردونگا تو یہ جاننا آدمی پر فرض ہے کہ گناہ کبیرہ کون کون گناہ ہین اس مین صحابہ رضی اللہ تعالی علیہم اجمعین کا اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ گناہ کبیرہ سات ہین اور بعضون نے زیادہ کہو ہین بعضون نے کم حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ گناہ کبیرہ سات ہین اونھون نے کہا کہ سات سے زیادہ ستر کے قریب ہین ابو طالب مکی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے احادیث اور صحابہ کے اقوال سے قوت القلوب مین جمع کیا ہے ستر گناہ کبیرہ ہین چار دل سے علاقہ رکھتے ہین ایک کفر دوسرا گناہ پر اصرار کرنے کا قصد کرنا اگر وہ صغیرہ ہو مثلاً کوئی شخص برا کام کرتا ہے اور اوس سے توبہ کرنے کا دل مین قصد نہین رکھتا تیسرا خدا کی رحمت سے ناامید ہوجانا اسے قنوط کہتے ہین چوتھا خدا کے غصے سے نڈر رہنا جیسے کہ خاطر جمع رکھنا کہ مین بخشا ہوا ہون اور چار گناہ کبیرہ زبان سے ہوتے ہین ایک جھوٹی گواہی کہ اوس سے کیسکا حق باطل ہوجاتا ہے دوسرا محصن کو زنا کی تہمت لگانا کہ اوسپر حد واجب آتی ہے تیسرا جھوٹی قسم کہ اوسکے سبب سے کیسکا مال یا حق چھن جاتا ہے چوتھا جادو کہ وہ کلمات سے ہوتا ہے کہ جو زبان سے کہے جاتے ہین اور تین گناہ کبیرہ پیٹ سے علاقہ رکھتے ہین ایک شراب پینا اور جو چیز نشہ لاتے دوسرا یتیم کا مال کھا جانا تیسرا سود کھانا اور دو گناہ کبیرہ فرج سے تعلق رکھتے ہین ایک زنا دوسرا لواطت اور دو گناہ کبیرہ ہاتھ سے سرزد ہوتے ہین ایک قتل کرنا دوسرا چوری کرنا جس سے حد واجب ہوجائے ایک گناہ کبیرہ پاؤن سے ہوتا ہے وہ کافر کی صف جنگ سے بھاگنا ہے جیسا کہ ایک مسلمان دو کافرون سے بھاگ جائے یا دس مسلمان بیس کافرون سے بھاگ جائین اگر کافر دونی سے زیادہ ہون تو بھاگنا درست ہے اور ایک گناہ کبیرہ تمام بدن سے ہوتا ہے وہ ماں باپ کو رنج دینا ہے ایعزیز جانیو

کہ یہ تفصیل اس سبب سے لوگون کو معلوم ہوئی ہے کہ اسمین سے بعضے گناہون پر حد واجب ہوتی ہے اور بعضون پر قرآن شریف
مین بہت تہدید آئی ہے اور اوسکی تفصیل مین بھیر ہے کہ احیاء العلوم مین ذکر کیا ہے یہ کتاب اوسکی متحمل نہین ہوسکتی اسکے
جاننے سے مقصود یہ ہے کہ ان کبائر سے آدمی بہت احتیاط رکھے اےعزیز جانتو کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی گناہ
کبیرہ ہے اگرچہ ہم یہ کہتے ہین کہ فرض نمازین گناہ صغیرہ کا کفارہ ہوجاتی ہین مگر اسمین کچھ اختلاف نہین ہے کہ آدمی
اگر ایک دانگ مظلمہ اپنی گردن پر رکھتا ہے تو فرائض اوسکا کفارہ نہین ہے جب تک اوسے ادا نہ کریگا اوس سے
عہدہ برائی نہوگی غرض کہ جو گناہ حق تعالیٰ ہی سے علاقہ رکھتا ہے وہ اوس گناہ کی بہ نسبت جو خلق کی مظلمونسے تعلق رکھتا ہے بخشش
کے بہت قریب ہے حدیث شریف مین ہے کہ اعمالنامے تین ہوتے ہین ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخشدیے جائینگے کہ وہ حق تعالیٰ اور بندہ کے درمیان ہین
ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جنسے رہائی کی امید نہین وہ بندون کے مظلمون کا دفتر ہے اےعزیز جانتو کہ جسنے کسی
مسلمان کو رنج پونہچایا وہ بھی اسی قبیل سے ہے خواہ وہ مسلمان کی ذات کے ساتھ ہو خواہ مال کے ساتھ خواہ حرمت
اور مروت مین خواہ دین کے بارہ مین جیسا کہ کوئی آدمی کسی شخص کو بدعت کی طرف بلائے تاکہ اوسکا دین لے
یا کوئی شخص مجلس کرکے ایسی باتین کرے جس سے لوگ گناہ پر دلیر ہوجائین **جن سببون سے گناہ صغیرہ گناہ کبیرہ ہوجاتے ہین اوسکا بیان** اےعزیز جانتو کہ گناہ صغیرہ مین امید رہتی ہے کہ خداوند کریم
معاف کردے مگر بعضے سببون سے صغیرہ کبیرہ ہوجاتا ہے اور اوسکا بھی بڑا خطر ہوجاتا ہے وہ سبب چھ ہین
پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ صغیرہ پر اصرار کرے جیسے کہ ہمیشہ غیبت کیا کرے یا ہمیشہ ریشمی کپڑا پہنا کرے یا لہو
سمجھکر گانا سنا کرے اسواسطے کہ جو گناہ ہمیشہ سرزد ہوا کرتا ہے اوسے دل تاریک کردینے مین بڑا اثر ہوتا ہے
اسیواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کار خیر سب کامون سے بہتر ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے
گو کہ قلیل ہو اسکی مثال ایسی ہے جیسے پانی کا قطرہ کہ متواتر کسی پتھر پر ٹپکا کرے تو خواہ مخواہ اوس پتھر مین سوراخ
کردیگا اور اگر وہ پانی سب کا سب ایک ہی دفعہ اوس پتھر پر بہادیا جاوے تو اوس مین کچھ بھی اثر نکریگا۔ پس جو شخص
گناہ صغیرہ مین مبتلا ہو اوسے چاہیے کہ استغفار سے اوسکا علاج کرتا رہے نادم اور پشیمان رہا کرے
اور عزم بالجزم رکھے کہ بار دگر یہ گناہ نہ کرونگا **شعر** دردمندانِ گنہ را روز و شب ✤ شرمتی بہتر ز استغفار
نیست ✤ حتی کہ بزرگون نے کہا ہے کہ کبیرہ استغفار سے صغیرہ ہوجاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہوجاتا ہے
دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی اگر گناہ کو کم اور حقیر جانیگا تو بھی گناہ صغیرہ کبیرہ ہوجائیگا اور جب گناہ کو بڑا جانے گا تو وہ کم
ہوجائیگا کہ گناہ کو بڑا جاننا ایمان اور خوف کے سبب سے ہوتا ہے ظلمت گناہ سے یہ امر دل کی حمایت کرتا ہے
کہ اوسکا اثر نہین ہونے پاتا اور گناہ کو چھوٹا جاننا غفلت اور گناہ کے ساتھ الفت کے سبب سے ہوتا ہے

یہ بات اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ گناہ نے دل کے ساتھ مناسبت پیدا کرلی بہرحال کام دل ہی سے رہتا ہے جو بات دلمین بہت اثر کرے وہ بہت بڑی ہے حدیث شریف مین ہے کہ مسلمان اپنے گناہ کو اپنے اوپر پہاڑ سمجھتا ہے اور ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے کہ ایسا نہو مجھ پر پھٹ پڑے اور منافق اپنے گناہ کو مکھی جانتا ہے کہ اوسکی ناک پر بیٹھتی اور اوڑجاتی ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جو گناہ نہین بخشا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے جی مین کہے کہ یہ گناہ سہل اور ہلکا ہے کاش میرے سب گناہ ایسے ہی ہوتے ایک پیغمبر علیہ السلام پر وحی آئی کہ گناہ کی خردی کی طرف نہ دیکھ حق تعالی کی بزرگی پر نظر رکھ کہ تو نے اوسکی حدود احکمی کی بندہ جسقدر حق تعالی کا جلال زیادہ پہچانتا ہے اوسیقدر چھوٹے گناہ کو بڑا جانتا ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ تم لوگ ایسے کام کرتے ہو جنکے بال برابر جانتے ہو اور مین اونہین سے ہر ایک کام کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہون غرضکہ گناہون مین حق تعالی کا غصہ پوشیدہ ہے ممکن ہے کہ اوسی گناہ مین ہو جسے تو بہت ہی آسان جانتا ہے جیسا کہ خود حق تعالے ارشاد فرماتا ہے وتحسبونہ ہینا وہو عند اللہ عظیم چھوٹا گناہ بڑا ہوجائیگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ کے سبب سے خوش ہو اور اوسے غنیمت اور فتوح جانے اوسکے سبب سے فخر کرے اور اپنی تعلی کرکے کہے کہ مین نے فلانے آدمی کو فریب دیدیا اور خوب لتاڑا اور اوسکا مال چھین لیا اور گالیان دین اور چھپادیا اور مناظرہ مین اوسے ہرا دیا یا اور ایسی واہیات باتین کہے جو شخص اپنی ہلاکی اور تباہی پر خوش ہو تو اس بات پر دلیل ہے کہ اوسکا دل سیاہ ہوگیا ہے یہی اسکی ہلاکت اور خرابی کا سبب ہوگا چوتھا سبب یہ ہے کہ حق تعالی تو اوسکی پردہ پوشی کرے اور وہ یہ سمجھکر کہ یہ میرے اوپر عنایت ہے اس بات سے نہ ڈرے کہ شاید حق تعالی نے مجھے مہلت دی ہو اور میرے واسطے آسانی کی ہو کہ مین بالکل تباہ اور ہلاک ہوجاؤن پانچوان سبب یہ ہے کہ اپنے گناہ کو ظاہر کردے اور خدا کے پردے کو اپنے اوپر سے اوٹھادے کہ شاید اور لوگ بھی اوسکے سبب سے اوس گناہ کی رغبت کرین اور اون لوگون کی معصیت اور رغبت کا وبال اوسے حاصل ہو اور اگر کسیکو صریح ترغیب دیگا اور گناہ کے اسباب مہیا کریگا تو وہ سیکھ جائے تو دونا وبال ہوگا بزرگان سلف نے کہا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی خیانت نہین ہے کہ مسلمان کی نظر مین گناہ کو آدمی آسان اور ہلکا کردے چھٹا سبب یہ ہے کہ عالم اور پیشوا ہوکر گناہ کرے اور اوسکے سبب سے اور لوگ گناہ پر دلیر ہوجائین اور کہین کہ اگر یہ بات نہ کرنے کے لائق ہوتی تو فلانا عالم اور پیشوا نہ کرتا مثلاً کوئی عالم ریشمی لباس پہنے اور بادشاہ کے پاس جایا کرے بادشاہون کا مال لیا کرے مناظرہ مین سفاہت کی باتین کیا کرے اپنے زمانے کے اور علما پر طعن کرے کثرت مال و جاہ کے سبب سے فخر کرے تو اوسکے سب شاگرد بھی ان باتون مین اوسکی پیروی کرینگے اور اوستاد ہی کے مثل ہوجائین گے پھر شاگردون کے شاگرد اونکی اقتدا کرینگے اور ہر ایک کے سبب سے ایک بستی کی بستی تباہ

اور خراب ہوجائیگی اسواسطے کہ ہر ہر شہر کے لوگ انمین سے ایک ایک کے معتقد ہونگے تو خواہ نخواہ سبھون کا وبال مقتدی کے نامۂ اعمال مین لکھا جائیگا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص بڑا نیک بخت ہے جو مرے اور اوسکے گناہ بھی اوسکے ساتھہ مرجائین اور کوئی ایسا کمبخت ہوتا ہے کہ اوسکے بعد ہزار برس تک اوسکے گناہ باقی رہتے ہین علماء بنی اسرائیل مین سے ایک عالم نے توبہ کی اوس زمانے مین جو رسول تھے اونپر وحی نازل ہوئی کہ اوس سے کہدو کہ اگر تیرے گناہ میرے اور تیرے درمیان مین ہوتے تو مین بخشدیتا اب اکیلے تو نے توبہ کی جن لوگون کو تو گمراہ کرچکا ہے اور وہ ویسے ہی گناہگار ہین تو اونھین کیا کریگا اسیواسطے علماء بڑے خطر مین ہین کہ انکا ایک ایک گناہ ہزار ہزار گناہون کے برابر ہے اور ایک ایک عبادت ہزار ہزار عبادتون کے برابر ہے اسواسطے کہ اونکو اون لوگون کا ثواب حاصل ہوتا ہے جو انکی پیروی کرتے ہین اسی باعث سے عالم پر واجب ہے کہ گناہ کرے ہی نہین اگر احیاناً کرے بھی تو پوشیدہ کرے بلکہ اگر کوئی مباح کام ایسا ہو جسکے سبب سے از راہ غفلت خلق گناہ پر دلیر ہوجائیگی اوس سے بھی پرہیز کرے زہری رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ ہم آگے ہنستے کھیلتے تھے چونکہ اب مقتدا ہوگئے ہین تو ہمین مسکرانا بھی ناروا ہے عالم کی لغزش اور چوک نقل کرنا بڑا گناہ ہے کیونکہ اس سبب سے اکثر خلق گمراہ اور گناہ پر دلیر ہوجاتی ہے تو تمام خلق کی خطا چھپانا واجب ہے اور عالم کی خطا چھپانا واجب تر ہے **سچی توبہ کی شرط اور علامت کا بیان** العزیز جانتو کہ توبہ کی اصل پشیمانی ہے اور توبہ کا ثمرہ وہ ارادہ ہے جو ظاہر ہو پشیمانی کی علامت تو یہ ہے کہ توبہ کرنیوالا ہمیشہ اندوہ و حسرت مین رہے گریہ وزاری اور تضرع اوسکا کام ہو اسواسطے کہ جسنے اپنے تئین مشرف بہ ہلاکت دیکھا وہ اندوہ سے کیونکر خالی ہوگا اگر کسیکا لڑکا بیمار ہو اور کوئی طبیب ترسا کہدے کہ یہ بیماری پر خطر ہے اس سے ہلاکت کا ڈر ہے تو سبھون کو معلوم ہے کہ باپ کے دل مین کسقدر اندوہ و بیم کی آگ لگے گی اور ظاہر ہے کہ آدمی کو اپنی جان فرزند سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور خدا و رسول طبیب ترسا سے زیادہ سچے ہین اور ہلاکت آخرت کا خوف خوف مرگ سے بڑھ کر ہے اور خدا کے نزدیک ہر گناہ کی دلالت موت پر بیماری کی دلالت سے اظہر ہے پھر اگر آدمی کو ان امور سے خوف و حسرت نہ پیدا ہو تو یہ سبب ہے کہ گناہ کی آفت پر ابھی ایمان نہین لایا اور جسقدر یہ آگ تیز ہوتی ہے اوسیقدر گناہون کو خاک سیاہ کرتے ہین اوسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ گناہون کے سبب سے آدمی کے آئینۂ دل پر جو زنگ لگجاتا ہے اور جو تاریکی چھا جاتی ہے حسرت و ندامت کی آگ کے سوا اور کوئی چیز اوسے دور نہین کرسکتی اور اوسکی سوزش سے آدمی کا دل صاف اور رقیق ہوجاتا ہے حدیث شریف مین حکم ہے کہ توبہ کرنیوالون کے ساتھہ بیٹھو کہ انکا دل بہت رقیق ہوتا ہے اور دل جتنا صاف ہوتا ہے اوتنا ہی گناہ سے نفرت کرتا ہے اور دل مین گناہ کی حلاوت تلخی سے بدل جاتی ہے ایک نبی علیہ السلام نے

بنی اسرائیل کے ایک شخص کی توبہ قبول ہونے کے باب مین حق تعالیٰ کی جناب مین شفاعت اور سفارش کی درخواست
ہوئی کہ مجھے قسم ہے اپنے عزت کی اگر سب آسمانون کے فرشتے اسکے حق مین شفاعت کرین تو بھی جب تک اسکے
دل مین گناہ کی حلاوت باقی رہیگی اسکی توبہ نہ قبول کرونگا اسیطرح زجان تو کہ گناہ اگرچہ مرغوب اور مشبوع ہوتا ہے لیکن توبہ
کرنیوالے کے حق مین اسکی مثال زہر ملے شہد کی ایسی ہے جسنے یہ شہد ایکبار کھایا اور اوس سے بڑا رنج اور صدمہ
اوٹھایا یا وہ دوبارہ جب اوسے دیکھنے کا بھی خیال کریگا تو اوسکی کراہت کے سبب سے تمام بدن کے روئین
کھڑے ہو جائینگے اور اوسکی حلاوت کی خواہش اوسکے نقصان کے خوف مین دب رہیگی ایک گناہ پر موقوف
نہین بلکہ سب گناہون مین یہ تلخی پائیگا اسواسطے کہ وہ جو گناہ اوسنے کیا تھا اس سبب سے زہر تھا کہ اوسمین حق تعالیٰ
کی ناخوشی تھی اور سب گناہون کا بھی حال ہے اور اس پشیمانی کے سبب سے جو ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ تین زمانون سے
علاقہ رکھتا ہے حال ماضی مستقبل حال سے تو یہ علاقہ رکھتا ہے کہ وہ سب گناہون کو ترک کردے اور جو کچھ اوپر
فرض ہے اوس مین مشغول رہے مستقبل سے یہ علاقہ رکھتا ہے کہ یہ عزم بالجزم کرلے کہ تمام عمر گناہون سے
صبر کرونگا اور ظاہر و باطن مین حق سبحانہ تعالیٰ سے پکا عہد کرلے کہ پھر کبھی گناہ کے قریب بھی نہ جاونگا اور فرض
چیزون مین قصور نہ کرونگا جیسے جو بیمار یہ جانکر کہ میوہ مجھے نقصان کرتا ہے عزم بالجزم کرلے کہ مین میوہ ہرگز ہرگز
نہ کھاونگا اور عزم کرتے وقت سستی اور تردد نہ کرے اگرچہ ممکن ہے کہ خواہش پھر غلبہ کرے اور ممکن نہین کہ آدمی
توبہ نباہ سکے مگر عزلت اور خاموشی اور لقمہ حلال سے جو پیدا کرلیا ہو یا اوسکے حاصل کرنے پر قادر ہو جب تک
شبہے کی چیزون سے آدمی دست بردار نہین ہوتا توبہ کامل نہین ہوتی اور جب تک خواہشون کو نہ توڑے گا
شبہے کی چیزین نہ چھوڑ سکیگا بزرگون نے کہا ہے کہ جسپر کسی چیز کی خواہش غالب ہو وقت اوٹھاکر اور تکلیف
کرکے سات بار اوس سے ہاتھ روکے پھر اوسکے اوپر اوس چیز کا ترک کردینا آسان ہو جائے گا اور زمانہ ماضی سے
ارادہ اسطرح پر علاقہ رکھتا ہے کہ گذشتہ گناہون کا تدارک کرے اور غور کرے کہ حق سبحانہ تعالیٰ اور بندون کے
کن کن حقوق مین مین نے قصور کیا حق تعالیٰ کے حقوق دو قسم پر ہین فرائض ادا کرنا اور گناہ سے بچا رہنا فرائض
کے باری مین یہ چاہیے کہ آدمی جس دن سے بالغ ہوا ہے اوس دن سے ایک ایک دن کا خیال کرے اگر
نماز فوت ہوگئی ہے یا کپڑا پاک نہین رکھا یا اوسکی نیت درست نہ تھی کہ وہ لاعلم تھا یا اوسکا اصل اعتقاد ہی مین کچھ
خلل اور شک تھا تو جتنی نمازین نہین ہوتی ہین سبکی قضا کرے اور جس تاریخ سے مالدار ہوا ہو گو کہ لڑکا رہا ہو اوس
تاریخ سے جسقدر زکوۃ نہ دی ہو یا دی تو ہو مگر مستحق کو نہ حوالہ کی ہو یا چاندی سونے کے برتن ملک مین رکھکر اونکی
زکوۃ نہ دی ہو سب کا حساب کرکے زکوۃ دیدے یا اگر رمضان کے روزے مین قصور کیا یا نیت بھول گیا یا اوسکی
شرط نہین ادا کی تو روزون کی بھی قضا کرے انمین سے جسے یقیناً جانتا ہے اوسے قضا کرے جسمین شک

لکھتا ہے اوسمین جسطرف ظن غالب ہو اوسے اختیار کرے اور غور و تامل کرے کہ بسقدر یقینی معلوم ہوتا ہے محسوب کرکے
باقی کو قضا کرے اصل یہی ہے اور اگر جسمین ظن غالب ہے اوسے بھی محسوب کریگا تو بھی درست ہے اور گناہونکو
ابتدا سے بلوغ سے دیکھنا چاہیے کہ آنکھ کان ہاتھ زبان معدہ وغیرہ اعضا سے کیا کیا گناہ کیے ہین اگر گناہ کبیرہ کیے
ہین جیسے زنا لواطت چوری شراب خواری اور جس گناہ پر خدا کی مقرر فرمائی ہوئی حد واجب آتی ہے
اوس سے توبہ کرے یہ واجب نہین ہے کہ حاکم کے سامنے جاکر اقرار کرے تاکہ وہ اوسپر حد جاری کرے
بلکہ پوشیدہ رکھے توبہ اور کثرت عبادت سے اوسکی تلافی کرے اور صغائر ہون تو بھی ایسا ہی کرے مثلاً
اگر نامحرم کی طرف دیکھا ہے یا بے وضو قرآن شریف چھوا ہے یا مسجد مین ناپاک بیٹھا ہے یا سماع رد و سنا ہی تو جو
کام ان گناہون کے ضد اور خلاف ہین وہ کرکے ان گناہون کا کفارہ کرے تاکہ وہ کام ان گناہون کو مٹادین حق تعالیٰ
فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْهِبْنَ السَّیِّئَاتِ مگر جو نیک کام گناہ کا ضد ہو اوسکا اثر بھی زیادہ ہو سماع رد کا کفارہ قرآن شریف
سنکر اور علم کی مجلس مین جاکر کرے اور مسجد مین ناپاک بیٹھنے کا کفارہ اعتکاف اور عبادت سے کرے اور
قرآن شریف بے وضو چھونے کا کفارہ دیکھکر کثرت تلاوت سے کرے اور شرابخواری کا کفارہ اسطرح کرے
جو پینے کی چیز بہت دوست رکھتا ہے اور وہ حلال ہے اوسے نہ پیے اور صدقہ مین دے تاکہ اون گناہون سے
جو ظلمت حاصل ہوئی اوسکے مقابلہ مین ان نیک کامون سے نور حاصل ہوکر ان ظلمتون کو دل سے دور کردے بلکہ
دنیا مین جو جو خوشی حاصل ہوتی ہے اوسکا کفارہ یہ ہے کہ ہر ہر خوشی کے مقابلہ مین دنیا سے ایک ایک رنج
کھینچے کیونکہ دنیا کی خوشی اور راحت کے سبب سے دنیا مین دل اٹک جاتا ہے اور جو رنج کھینچتا ہے اوسکے
سبب سے دنیا سے دل نفرت کرتا ہے اور کھٹک جاتا ہے اسیواسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسلمان
کو جو رنج پہونچتا ہے اگرچہ کانٹا ہی اوسکے بدن مین چبھ جائے وہ اوسکے گناہون کا کفارہ ہوتا ہے رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعضے گناہ ایسے ہین کہ رنج کے سوا اور کوئی چیز اوسکا کفارہ نہین ہوتی
اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اندوہ عیال اور رنج معیشت کے سوا اور کوئی چیز کفارہ نہین ہوتی ام المومنین
حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ جو بندہ بہت گناہ رکھتا ہے اور کوئی عبادت نہین رکھتا کہ
وہ اوس گناہ کا کفارہ ہوجائے تو حق سبحانہ تعالیٰ اوس بندے کے دل مین رنج پیدا کردیتا ہے کہ اوس گناہ کا کفارہ
ہوجائے العزیز اگر تو کہے کہ یہ اندوہ آدمی کے اختیار مین نہین تو ایسا امر نہین ہے کیونکہ شاید وہ خود دنیوی کامونسے
اندوہگین ہو پھر اگر تو کہے کہ یہ تو خود خطا ہے خطا کا کفارہ کیونکر ہوگا ایسا امر نہین ہے بلکہ جو چیز تیرے دل مین
دنیا سے نفرت پیدا کرے وہ تیری بھلائی ہے اگرچہ تیرے اختیار سے نہو اسواسطے کہ اگر اس اندوہ کے
بدلے مراد برآنے کی خوشی ہوتی تو پھر تو دنیا کو اپنی بہشت ہی سمجھتا حضرت یوسف نبی حضرت جبرئیل علی نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام

سے پوچھا کہ تمنے اون اندوہگین بڑے میاں کو کیونکر چھوڑا یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام کو کھا اتنے رنج مین چھوڑا ہے جتنا رنج اون سو ادر مشفقہ کو ہوجنکے لڑکے مارے گیے ہون پوچھا کہ اونہین اس رنج کے عوض مین کیا ملیگا کہا شہیدون کا ثواب اور بندون کے مظالم کے باب مین آدمی کو چاہیے کہ ہر ایک کے ساتھہ اپنے معاملہ کا حساب کری بلکہ ہاں سننے اور بات کرنے کا بھی حساب کرے تاکہ اوسپر جس کسیکا مالی حق ہو یا اس قسم کا حق ہو کہ اسنے اوسے رنج دیا ہو یا اوسکی غیبت کی ہو تو اس سے عمدہ برائی ہوجائے جو کچھ اوسے پھیر دینے کے قابل ہو پھیر دے اور جو معاف کر لینے کے قابل ہو معاف کرا لے اگر کسیکو قتل کر ڈالے تو اپنے تئین اوسکے وارث کے حوالی کر دے تاکہ وہ قصاص لیلے یا معاف کر دے اور اگر کسیکا دام وغیرہ اوسکے ذمہ قرض ہو تو اوسے دنیا مین تلاش کر کے ادا کر دی اگر اوسے نہ پائے تو اوسکے وارث کو دیدے یہ امر عالمون اور سوداگرون کو بہت مشکل ہوتا ہے اسواسطے کہ انکے معاملات بہت ہوتے ہین اور سب لوگون پر غیبت کرنے سے دشوار ہوتا ہے کیونکہ جن جن کی غیبت کی ہے اون سب کو نہین تلاش کر سکتے کہ اونسے معاف کرائین جب اس امر سے آدمی متعذر ہوا تو سوا اسکے عمدہ برائی کا اور کوئی طریقہ نہین ہے کہ عبادت بہت کرے حتی کہ اسقدر عبادت جمع ہوجائے کہ جب قیامت کے دن یہ حقوق اوسکی عبادت مین ادا کیے جائین تو اوسے کفایت کرنے کی قدر عبادت بچ رہے **فصل** توبہ کی مداومت کے بیان مین جس سے کوئی گناہ سرزد ہوجاتے اوسے چاہیے کہ اوس گناہ کے تدارک اور کفارے مین جھٹ پٹ مشغول ہوجائے بزرگون نے کہا ہے کہ آٹھہ کام ہین کہ جب گناہ کے بعد کیے جائین تو گناہ کا کفارہ ہوجاتا ہے چار دل مین ہین ایک توبہ یا توبہ کا قصد اور اس بات کی چاہ کہ پھر ایسا نہ کرونگا اور اس امر کا خوف کہ اس گناہ کے سبب سے مجھپر عذاب ہوگا اور عفو کی امید اور چار بدن مین ہین ایک یہ کہ دو رکعت نماز پڑھے بعد اوسکے ستر بار استغفار کرے سو بار کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ صدقہ دے جسقدر ہو ایک دن روزہ رکھے اور بعضے بزرگون کا قول ہے کہ خوب طہارت کر کے مسجد مین جا کر دو رکعت پڑھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب تو نے چھپا کر گناہ کیا تو چھپا کر عبادت کر تاکہ اوس گناہ کا کفارہ ہوجائے اور آشکارا گناہ کیا ہے تو آشکارا عبادت کر اے عزیز جانتو کہ زبانی استغفار جس مین دل کو دخل نہ ہو بہت مفید نہین ہوتا اور دل کی شرکت اس طرح ہوتی ہے کہ استغفار کرتے وقت دل مین ہر اس امر سے تضرع ہو خجلت اور ندامت سے خالی نہو جب یہ حالت پیدا ہوئی تو گو کہ توبہ کرنیکا مصمم قصد نہ بھی ہو مگر آدمی بخشدیے جانے کا امیدوار رہے بہرحال غفلت دل کے ساتھہ زبانی استغفار بھی فائدہ سے خالی نہین ہے کہ زبان کو بیہودہ باتون ہی سے روکے گا اور چپ رہنے سے بھی بہتر ہوگا اسواسطے کہ زبان کو جب نیک عادت پڑی تو گالی اور بیہودہ بات وغیرہ کی بہ نسبت استغفار کی بہت رغبت ہوگی ابو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالی سے اونکے ایک مرید نے کہا کہ بعضے وقت بیدلی سے میری زبان پر ذکر خدا جاری ہوتا ہے فرمایا کہ شکر کر کہ تیرے ایک

عاصی کو توحق تعالیٰ نے اپنے کام میں لگایا العزیز اس امر میں شیطان بڑا دھوکا دیتا ہے تجھسے کہتا ہے کہ زبان بند کر دل ہی حاضر نہیں تو فقط زبانی ذکر بے ادبی ہے شیطان کو جواب دینے میں لوگوں کے تین گروہ ہیں ایک گروہ سابق اور بہتر ہے شیطان کو جواب دیتا ہے کہ تو نے سچ کہا اچھا میں تیرے جلانے کے واسطے خواہ مخواہ دل ہی حاضر کرتا ہوں شخص شیطان کے زعم پر نمک چھڑکتا ہے دوسرا گروہ ظالم ہے وہ شیطان سے کہتا ہے کہ تو نے سچ کہا واقعی زبان ہلانے میں کیا فائدہ اور چپ رہنا بہتر جانتا ہے کہ میں نے زبر کی کی اور حقیقت میں شیطان کے ساتھ محبت اور موافقت کرنے لگا تیسرا گروہ متقصد ہے کہتا ہے کہ اگرچہ میں دل نہیں حاضر کر سکتا مگر زبان کو ذکر میں مشغول رکھنا چپ رہنے سے تو بہتر ہے گو کہ دل سے ذکر کرنا فقط زبانی ذکر کرنے سے بہتر ہے جیسے کہ بادشاہی صرافی سے اور صرافی خاکروبی سے بہتر ہے یہ کہنا ضرور نہیں ہے کہ کوئی بادشاہی سے عاجز ہو جائے وہ صرافی سے بھی دست بردار ہو کر خاکروبی کرنے لگے تو پھر کیا ہوا العزیز جانو کہ لوگ توبہ میں کرتے اونکا علاج یہ ہے کہ جاننا چاہیئے کہ کس سبب سے گناہ پر اصرار کرتے ہیں اور توبہ نہیں کرتے وہ پانچ سبب ہیں ہر ایک کا علاج جدا ہے پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی آخرت کا ایمان ہی نہ رکھتا ہو یا آخرت میں اوسے شک ہو اسکا علاج ضرور ذکر میں جو آخر مکالمات میں تھا ہم بیان کر چکے ہیں دوسرا سبب یہ ہے کہ خواہش اسقدر غالب ہو گئی ہو کہ آدمی گناہ ترک کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور دنیا کی لذتوں نے ایسا گھیر لیا ہے کہ کار آخرت سے اور حضرت اوسے غافل رکھتی ہیں اکثر خلق کو خواہش جاتی ہوتی ہے اسی واسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ دیکھ اوسمیں سے دوزخ کو دیکھا عرض کیا کہ تیری عزت کی کوئی ایسا نہ ہوگا کہ اسکی کیفیت سنکر ادھر آئے پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے دوزخ کے گرد اگرد خواہشوں کو پیدا کیا اور فرمایا کہ اب دیکھ پھر حضرت جبرئیل نے دیکھکر عرض کیا کہ کوئی نہ باقی رہیگا کہ دوزخ میں نہ جائے پھر حق سبحانہ تعالیٰ نے بہشت کو پیدا کر کے فرمایا کہ دیکھ حضرت جبرئیل نے عرض کیا میں نے دیکھا جو شخص اسکی صفت سنے گا بے اختیار اسکی طرف دوڑ پڑیگا پھر حق تعالیٰ نے مکروہات کو اور راہوں کے درمیان بہشت میں بہشت کے آس پاس پیدا کر کے فرمایا کہ اب تو دیکھ حضرت جبرئیل نے دیکھکر عرض کیا کہ تو مجھے جو حضرت کی عزت کی قسم ہے کہ اس میں تو کوئی شخص بہشت میں نہ جائیگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آخرت کا تو ایسا وعدہ ہے اور دنیا موجود اور آدمی کی طبیعت نقد مال کی طرف بہت مائل ہوتی ہے اور جو اوجھل چیز اوسکی آنکھ سے دور ہوتی ہے اوسکے دل سے بھی دور ہوتی ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ جو مسلمان ہے وہ دن پھر توبہ کرتا ہے لیکن پھر دوسرے دن پر اوٹھا رکھتا ہے اور جو خواہش غالب آتی ہے کہتا ہے اسے تو کر لوں اور پھر نہ کرونگا شعر روز میگویم کہ فردا ترک کن ہوا کنم باز ایں زمان فردا شود فردا کنم پانچواں سبب یہ ہے کہ آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ یہ کچھ واجب نہیں ہے کہ گناہ دوزخ میں لیجائے بلکہ عفو ممکن ہے اور آدمی کو اپنے مصیبت کے حق میں یہ خیال ہوا کرتا ہے جب کوئی خواہش غالب ہوتی ہے کہتا ہے کہ حق تعالیٰ معاف کریگا اور رحمت کی امید رکھتا ہے پہلے سبب یعنی آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا علاج ہم بیان کر چکے ہیں لیکن جو شخص آخرت کو اوجھل جانتا ہے اور دنیا کو [illegible]

اور آخرت جو آنکھ سے جو اوٹ ہے اوسے دل سے بھی دور رکھتا ہے اوسکا علاج یہ ہے کہ یہ بات سمجھ لے کہ جو چیز یقینا آنے والی ہے
اوسے آئی ہوئی سمجھ لے اتنی بات ہے کہ جب آنکھ بند کی اور مر گیا آخرت نقد ہو گئی اور شاید یہ بات آج ہی ہو اور یہ ادھار اسی دم نقد ہو جاوے
اور وہ نقد گئی گذری ہو اور خواب وخیال ہو جاوے شعر واے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا + خواب
تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا + اور وہ شخص جو ترک لذت نہین کر سکتا اوسے یہ جاننا چاہیے کہ جب اوس لذت سے
دم بھر صبر نہین کر سکتا تو آتش دوزخ کا کیونکر متحمل ہوگا اور بہشت کی لذتون سے کسطرح صبر کریگا آدمی اگر بیمار ہوتا ہے تو ٹھنڈے
پانی سے زیادہ کوئی چیز نہین اچھی معلوم ہوتی اگر کوئی یہودی طبیب اوس سے کہدیتا ہے کہ پانی تجھے نقصان کریگا تو شفا کی امید پر
کیسا اپنی خواہش کے خلاف کرتا ہے خدا رسول کے قول سے سلطنت ابدمدت کی جو امید ہے وہ اولتر ہے کہ ترک شہوت کی سبب ہو
اور وہ شخص جو توبہ کرنے مین تاخیر کرتا ہے اوس سے کہنا چاہیے کہ تو کس بھلائے بھولا ہے توبہ کرنے مین کل تک کی کیا دیر لگا رکھی
ہے کل کا دن شاید تیرے ہاتھ ہی نہ آئے تو آج ہی ہلاک ہو جائے شعر آئے نہ آئے دم کا کسے اعتبار ہے + ناپائدار زندگی مستعار
ہے + اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دوزخی لوگ تاخیر کرنے کی وجہ سے اکثر واویلا کرینگے اور اوس سے یہ کہنا چاہیے
کہ توبہ کرنے مین تو آج کیون دیر کرتا ہے اگر اس سبب سے دیر کرتا ہے کہ آج ترک شہوت دشوار ہے کل آسان ہو جائیگا تو یہ خیال محال
اپنے دل سے نکال جیسا آج دشوار ہے ویسا ہی کل بھی دشوار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالی نے ایسا کوئی دن پیدا ہی نہین کیا
جس مین ترک شہوت آسان ہو اور تیرے مثل اوس شخص کی ایسی ہے جسے حکم کرین کہ اس درخت کو جڑ سے اوکھاڑ ڈال اور وہ
کہے کہ یہ درخت مضبوط ہے اور مین ضعیف ہون برس دن توقف کرون اگلے سال اوکھاڑ ڈالونگا تو اوسے یہی جواب دیگی
کہ او احمق اگلے سال تو درخت اور بھی زیادہ مضبوط ہو جائیگا اور تو اور بھی ضعیف ہو جائیگا اسیطرح خواہشون کا درخت بھی
روز بروز مضبوط ہوتا جاتا ہے اسواسطے کہ تو اوسکی تعمیل کرتا ہے اور تو روز بروز اوسکی مخالفت سے زیادہ عاجز ہوتا جاتا ہے
تو جتنا جلدی اوسے اوکھاڑیگا اوتنی ہی تجھے آسانی ہوگی اور وہ شخص جو یہ بھروسا رکھتا ہے کہ مین مسلمان ہون اور حق تعالی
مسلمانون کو معاف ہی فرمائیگا اوس سے ہم کہتے ہین کہ شاید حق تعالی نہ معاف کرے اور تو عبادت نہ کرے تو شاید تیرے
ایمان کا درخت کمزور ہو جائے اور مرتے وقت سکرات کے تھپیڑے مین اوکھر جائے اسواسطے کہ ایمان ایسا درخت ہے
کہ عبادت ہی کے پانی سے سینچا ہے جب اوس پانی کے سبب سے مضبوط نہ ہو رہا ہو تو اوسکا خطر مین رہنا ممکن ہے بلکہ جس شخص
نے بہت گناہ کیے ہون اور عبادت نہ کی ہو اوسکے ایمان کی مثل ایسی ہے جیسے وہ بیمار جسکی بیماری بڑھگئی ہو تو ہر دم یہی ڈر رہتا ہے
کہ کہین ہلاک نہو جاوے پھر وہ شخص ایمان ساتھ بھی لیجائے تو دونون امر ممکن ہین حق سبحانہ تعالی اپنی رحمت کاملہ سے چاہے
اوسے بخشدے چاہے نہ بخشے عذاب کرے تو اس امید پر بیٹھ رہنا حماقت ہے اس احمق کی مثل اوس بیوقوف کی
ایسی ہے جو اپنی تمام گرستی ضائع کر کے اپنے جورو لڑکون کو بھوکا چھوڑ دے اور کہے کہ شاید یہ کسی ویرانے مین جائین
اور وہان خزانہ پائین یا اسکی مثل اوس نادان کی ایسی ہے کہ وہ جس شہر مین رہتا ہو اوسے ظالم لوگ لوٹنے آئین وہ اپنا

مال

مال چھپا لے اور اسطرح گھر میں چھوڑ کر بھاگ جاوے اور کہے کہ شاید یہ ظالم میرے گھر میں ہونیکا دعویٰ یا مطالبہ نہ کرے یا
ہو جاوین میرے گھر مین دیکھ ہی نہ سکین حالانکہ یہ سب باتین ممکن ہین ایسا ہی حق تعالیٰ کا بخشدینا بھی ممکن ہے مگر اس ممکن
پر اعتماد کرکے احتیاط سے دست بردار ہونا حماقت ہے **فصل** العزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص بعضے گناہون سے توبہ کرے
سب گناہون سے نہ کرے توبہ درست ہی یا نہین اس امر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ محال ہے کہ کوئی
شخص زنا کرنے سے توبہ کرے اور شراب پینے سے نہ کرے اسواسطے کہ اگر گناہ سمجھکر زنا سے توبہ کرتا ہے
تو شراب پینا بھی حرام ہے جیسے یہ امر محال ہے کہ ایک خم شراب سے آدمی توبہ کرے ایک سے نہ کرے اسواسطے
حرمت مین دونون خم برابر ہین تو گناہ کا بھی یہی حال ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسا امر نہین ہے اسواسطے کہ ممکن ہے
کہ آدمی زنا کو شرابخواری سے بدتر جانتا ہو اور بدترین گناہ سے توبہ کرے یا یہ سمجھکر شراب خواری سے توبہ کرے کہ شراب
زنا سے بدتر ہے کیونکہ یہ زنا مین اور اور بُرے کامون مین مبتلا کرتی ہے یا مثلاً غیبت سے توبہ کرے شراب ہی نہ کرے
اور کہے کہ غیبت خلق سے تعلق رکھتی ہے اور اسکا بڑا خطر ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اصل شرابخواری سے نہ توبہ کرے فقط
کثرت شرابخواری سے توبہ کرے اور کہے کہ جسقدر مین زیادہ پیونگا اوسیقدر عذاب بھی زیادہ ہوگا اور مین اپنی خواہش
سے باز نہین آتا کہ بالکل شراب پینا چھوڑدون بہت پینے سے برآسکتا ہون اور یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ شیطان
جب ایک گناہ مین مجھے عاجز کردے اور وہ کرنا ہی پڑے تو دوسرا گناہ جسمین عاجز نہین ہون وہ بھی کرنے لگون
یہ سب باتین ممکن ہین مگر یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے کہ اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ
یُحِبُّ التَّوَّابِیْن ظاہر یہ محبت کا مرتبہ اوسی توبہ کرنیوالے کو حاصل ہوگا جو سب گناہون سے توبہ کرے جسنے یہ کہا ہے کہ بعضے
گناہون سے توبہ درست نہین اوسکا یہی مطلب ہے ورنہ جس گناہ صغیرہ سے آدمی توبہ کرتا ہے وہ توبہ اسکا کفارہ ہوجاتی ہے
اور وہ گناہ نیست نابود ہوجاتا ہے سب گناہون سے ایک ہی دفعہ توبہ کرنا مشکل ہے اور اکثر توبہ بتدریج ہی ہوتی ہے
اور جسقدر گناہون سے توبہ نصیب ہوگی اوسیقدر ثواب ملیگا واللہ اعلم فقط

دوسری اصل صبر شکر کے بیان مین

اے برادر یہ یقین کر کہ بغیر صبر کے ٹھیک توبہ نہین ہوسکتی بلکہ کوئی فرض ٹھیک ٹھیک ادا کرنا اور کوئی گناہ ترک کرنا بھی
صبر کیے ممکن نہین لوگون نے جب رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ ایمان کیا چیز ہے تو اسی سبب سے آپ نے
فرمایا کہ صبر اور ایک حدیث مین آپ نے فرمایا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور صبر کی بزرگی اور فضیلت کا یہ سبب ہے
کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے قرآن مجید مین ستر جگہ سے زیادہ صبر کا ذکر کیا ہے اور جو بہت بڑا درجہ ہے اوسی صبر پر موقوف
رکھا ہے اور فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا اور اجر بے نہایت و بیحساب کو صبر پر حوالہ فرمایا ہے
اور ارشاد کیا اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور صابرون سے وعدہ کیا کہ مین تمہارے ساتھ ہون اور فرمایا

وَاللّٰہُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ درود اور رحمت وہدایت تینون نعمتین اکٹھا کیسکو نہین مرحمت کین مگر صبر کرنے والون کو اور فرمایا اُولٰٓئِکَ عَلَیْہِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّہِمْ وَرَحْمَۃٌ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُہْتَدُوْنَ صبر کی ایک فضیلت اور بزرگی یہ ہے کہ حق تعالیٰ اوسے عزیز رکھتا ہے اور ہر ایک کو صبر نہین عنایت فرماتا مگر اپنے دوستون کو تھوڑا سا مرحمت کرتا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ان اقل ما اوتیتم الیقین وعزیمۃ الصبر یعنی جو چیزین حق تعالیٰ نے تمھین عنایت فرمائین اونمین یقین اور صبر بہت تھوڑا سا دیا ہے اور جسکو یہ دونون نعمتین مرحمت کی ہین اوس سے کہدو کہ تو کچھ پروا نرکھہ گو کہ روزہ نماز کم رکھتا ہے اور اے میرے اصحاب جس امر پر آج تم قائم ہو اگر اسپر صبر کرو اور اس سے پھر نہ جاؤ تو اوسے مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تم مین سے ہر ایک اتنی اتنی عبادت کرے جتنی بھون نے کی ہو مگر مین یہ ڈرتا ہون کہ میرے بعد تم پر دنیا کی راہ کھلے حتی کہ تم ایک دوسرے سے منکر ہو جاؤ اور اہل ایمان تمسے منکر ہو جائین اور جو شخص صبر کرکے ثواب کا امیدوار رہتا ہے وہ ثواب کامل پائیگا تم صبر کرو کہ دنیا رہیگی اور حق تعالیٰ کے پاس ثواب باقی رہیگا یہ فرماکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پوری پڑہی مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَہُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر بہشت کے خزانون مین سے ایک خزانہ ہے اور فرمایا ہے کہ اگر صبر مرد ہوتا تو کریم ہوتا اور فرمایا ہے کہ صبر کرنے والون کو حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد تو میرے اخلاق کی پیروی کر اور میرے اخلاق مین سے ایک یہ ہے کہ صبور ہون حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ای لوگو جب تک تم اپنی نامرادی پر صبر نہ کروگے تب تک اپنی مراد کو نہ پہونچوگے جناب سلطان الانبیا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ انصار کو دیکھا فرمایا تم مسلمان ہو اونھون نے عرض کیا ہان آپنے فرمایا کہ اسپر دلیل کیا ہے اونھون عرض کیا کہ ہم نعمت پر شکر کرتے ہین محنت پر صبر کرتے ہین قضای الٰہی سے خوش رہتے ہین فرمایا مومنون ورب الکعبۃ یعنی قسم ہے رب کعبہ کی کہ تم سچے مسلمان ہو امیر المومنین شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ صبر کو ایمان کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسے سر کو بدن کے ساتھ جس شخص کا سر نہین بدن بھی نہین جسمین صبر نہین ایمان نہین + +

صبر کی حقیقت کا بیان

العزیز جانتو کہ صبر آدمی ہی کے واسطے خاص ہے اسواسطے کہ نہ بہائم کو صبر ہے کیونکہ وہ نہایت ناقص ہین اور نہ ملائکہ کو صبر کی حاجت ہے اس لیے کہ وہ نہایت کامل ہین اور خواہش سے پاک ہین پس بہائم خواہش کے مطیع اور مسخر ہین اور اونمین خواہش کے سوا اور کوئی متقاضی نہین ہے اور ملائکہ جناب الٰہی کے عشق مین محو و بے ہوئے ہین انمین اوس سے کوئی روکنے والا نہین ہے کہ اوسے دفع کرنے مین صبر کرین مگر آدمی کو حق تعالیٰ نے پہلے تو بہائم کی صفت پر پیدا کیا اور کھانے کپڑے زیب و زینت لہو و لعب کی خواہش اوسپر مسلط کی پھر جوانی کے وقت انوار ملائکہ مین سے ایک نور اوسمین پیدا ہوتا ہے کہ اوس نور سے انجام کار دیکھنے لگتا ہے بلکہ حق تعالیٰ نے دو فرشتون کو آدمی پر موکل کردیا ہے بہائم اوسے محروم ہین ایک فرشتہ تو اوسے ہدایت فرماتا ہے اور راہ بتاتا ہے باینطور کہ اوس فرشتہ کے انوار مین سے ایک نور آدمی مین سرایت کرتا ہے اوس نور سے آدمی انجام کار پہچاننے اور مصلحت کار جاننے لگتا ہے حتی کہ اوس نور سے اپنے تئین

اور

اور حق تعالی کو جانتا ہے اور یہ امر پہچان جاتا ہے کہ خواہشون کا انجام ہلاکت اور تباہی ہے اگرچہ اپنے وقت پر اچھی معلوم ہوتی ہین اور یہ بات جان لیتا ہے کہ خواہشون کی خوشی اور راحت جھٹ پٹ گذر جاتی ہے اور اوسکا رنج مدت تک رہتا ہے بہائم کو یہ ہدایت نہین ہوتی مگر آدمی کو یہ ہدایت کفایت نہین کرتی کیونکہ اگر وہ اسیقدر جانیگا کہ خواہشین اوسکے حق مین باعث نقصان ہین اور اوسے دفع کرنے کی قدرت نہ رکھیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ بیمار یہ تو جانتا ہے کہ بیماری اوسکے حق مین باعث نقصان ہے مگر اوسے دفع کرنیکی قدرت نہین رکھتا پس حق تعالی نے اوس دوسرے فرشتے کو آدمی پر اسواسطے تعینات کیا ہے کہ اوسے قوت اور قدرت دے اور اوسکی تائید کرکے سد باب کردے حتی کہ آدمی نے جس امر کو اپنے حق مین باعث نقصان جانا ہے اوس سے دست بردار ہوجاوے تو آدمی مین شہوت پرستی کی جیسی قوت ضروری تھی ویسی ایک اور قوت ضروری ہے تاکہ آدمی خواہشون کے خلاف کرکے آیندہ اونکے ضرر سے رہائی پاوے یہ مخالفت کرنے کی قوت ملائکہ کے لشکرین سے ہے اور یہ شہوت پرستی کی قوت شیطان کے لشکرین سے اس مخالفت شہوت کی قوت کو ہم باعث دینی کہتے ہین اور اوس شہوتون کی قوت کو باعث ہوا پس ان دونون لشکرون مین ہمیشہ لڑائی اور مخالفت رہا کرتی ہے لشکر ملائکہ تو آدمی سے کہتا ہے کہ شہوت پرستی نکر اور لشکر شیطان کہتا ہے کہ کر یہی وہ بیچارہ اس عملہ مین حیران ہے کسکی مانے اور کسکی نہ مانے اگر باعث ہوا کے ساتھ جنگ و مقابلہ کرنے مین باعث دین ثابت قدم رہے اور جگہ نہ چھوڑے تو اوسکے ثبات کو صبر کہتے ہین اور اگر ثابت قدمی کرکے باعث ہوا کو مغلوب کرکے اور بھگا دے تو اوسکے اس غلبہ کو ظفر کہتے ہین اور جب تک باعث ہوا کے ساتھ کارزار مین ہے اسے جہاد نفس کہتے ہین پس باعث ہوا کے مقابلہ مین باعث دین کا قائم رہنا یہی صبر کے معنی ہین جہان یہ دونون لشکر مخالف نہین ہوتے وہان صبر بھی نہین ہوتا اسی سبب سے ملائکہ کو صبر کی حاجت نہین ہے اور بہائم اور بچون کو صبر کی قوت نہین ہے اے عزیز جانتو کہ یہ جو دو فرشتے ہمنے کہے ہین کراماً کاتبین یہی ہین اور اوسکے واسطے حق تعالی نے فکر و تامل اور استدلال کی راہ کھولدی ہے وہ جانتا ہے کہ جو چیز نئی پیدا ہوتی ہے اوسکا کوئی سبب ہوتا ہے جب مختلف دو چیزین ہونگی تو اونکے واسطے دو مختلف سبب بھی ہونگے آدمی دیکھتا ہے کہ بہائم کو اور ابتدا مین بچون کو نہ ہدایت ہوتی ہے نہ معرفت کہ اونکے سبب سے انجام کار جانین اور نہ صبر کرنے کی قوت ہوتی ہے جو الی کے قریب ہے یہ دونون چیزین پیدا ہوتی ہین کہ اونکو دو سببون کی حاجت ہوتی ہے تو یہ دونون فرشتے ان ہی دونون سببون کی عبارت ہین اور یہ جانتا ہے کہ ہدایت اصل ہے اور پہلے ہدایت ہی ہوتی ہے پھر اوسپر عمل کرنے کی قدرت اور ارادہ ہوتا ہے پس جس فرشتے کے سبب سے ہدایت ہوتی وہ بہت معزز اور افضل ہے تو صدر کے داہنے ہاتھ کو اسکا مقام ہوتا ہے اور صدر تو ہی اسواسطے کہ یہ فرشتے تجھپر موکل ہین تو وہ داہنے ہاتھ کا فرشتہ چونکہ تیری ہدایت کے واسطے ہے اگر تو ہدایت اور معرفت حاصل کرنے کے واسطے اوسکی طرف کان لگائیگا تو تیرا یہ کان لگانا ایسا ہے کہ گویا تو نے اوسپر احسان کیا کہ اوسے بیکار نہین رکھا اور یہ بات تیرے نامۂ اعمال مین ایک نیکی لکھی جائیگی اور اگر تو اوس سے انکار کریگا اور اوسے بیکار کردیگا تاکہ بہائم اور

لڑکون کی طرح انجام کار کی ہدایت سے محروم رہے تو یہ ایک تقصیر ہے کہ تو نے اپنے اور اوسکے حق مین کی یہ تقصیر تیرے نام لکھی جائیگی اسطرح وہ قوت جو تو نے اس فرشتہ سے پائی ہے اگر خواہشون کے خلاف کرنے مین صرف کریگا اور کوشش کرتا رہیگا تو یہ نیکی ہوگی ورنہ تقصیر ہوگی یہ دونون حالتین تیرے نام لکھی جائینگی نامۂ اعمال مین بھی ہیں یعنی یہ دونون فرشتے اور اونکی کتابین عالم ہیں سے نہین ہیں انھین ان آنکھون سے آدمی نہین دیکھ سکتا جب موت آئیگی اور یہ آنکھ گذر جائیگی اور دوسری آنکھ جس سے ملائکہ دیکھ سکتا ہے کھلیگی تب تو ان کتابون کو اپنے ساتھ پائیگا اور دیکھ سکیگا اور قیامت صغریٰ سے آگاہی پائیگا اسی تفصیل قیامت کبریٰ یعنی مرنے کے دن دیکھے کا قیامت صغریٰ موت ہی کے وقت ہو جاتی ہے جیسا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهُ جو کچھ قیامت کبریٰ مین ہے اوسکا شابہ اس قیامت صغریٰ مین بھی ہے اسکی تفصیل احیاء العلوم مین بیان کی ہے یہ کتاب اوسکی متحمل نہین ہے لیکن غرض یہ ہے کہ تو یہ امر جان لے کہ صبر وہان ہوتا ہے جہان لڑائی ہو اور لڑائی وہان ہوتی ہے جہان دو مختلف لشکرون اور ان دونون لشکرون مین سے ایک تو ملائکہ کا لشکر ہے ایک شیاطین کا آدمی کے سینہ مین یہ دونون جمع ہین تو اس لڑائی مین مشغول ہوتا راہ دین کا پہلا قدم ہے اسواسطے کہ بچپن سے سینہ کے میدان پر شیاطین کے لشکر نے قبضہ کر لیا ہے اور ملائکہ کا لشکر جوانی کے قریب پیدا ہوتا ہے پس جب تک شہوتون کے لشکر کو مقہور نہ کریگا سعادت کو نہ پہونچیگا اور جب تک جنگ نہ کریگا اور جنگ مین صبر نہ کریگا تب تک اوسے مقہور نکر سکیگا جو شخص اس جنگ مین مشغول نہین ہوتا اوسنے اپنے سینہ کی ولایت شیطان کے سپرد کر دی اور جسنے اپنی خواہشون کو زیر دست کر لیا وہ خود شرع کا مطیع ہو گیا اور میدان لے لیا جیسا کہ جناب سلطان المجاہدین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے وَلٰكِنَّا قَدْ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب اپنے نفس سے جہاد کرتا ہے تو کبھی فتح پاتا ہے کبھی شکست کھاتا ہے گاہے شہوت نفسانی قبضہ کر لیتی ہے گاہے باعث دین بغیر صبر اور ثابت قدمی کیے ہوئے یہ قلعہ فتح نہین ہوتا

کا بیان کہ صبر نصف ایمان اور روزہ نصف صبر کیون ہے اے عزیز جانو کہ ایمان ایک چیز نہین ہے بلکہ اسکی بہت سی شاخین اور بہت سے اقسام ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے ستر اور کئی باب ہین لا الہ الا اللہ سب سے بزرگ اور راستہ سے تنکا اوٹھا لینا کہ کسیکو تکلیف نہو سب سے کمتر ہے ہر چند کہ ایمان کے اقسام اور اوسکی شاخین بہت ہین لیکن اصلین تین ہی جنس سے ہین معرفتین احوال اعمال مقامات ایمان مین سے کوئی مقام ان تین جنسون سے خالی نہین مثلاً توبہ کی حقیقت ندامت ہے یہ دل کی حالت ہے اسکی اصل اس بات کی معرفت ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے اور اوسکی فرع یہ ہے کہ آدمی گناہ سے دست بردار ہو کر عبادت مین مصروف رہے پس یہ حالت اور معرفت اور عمل سب منجملہ ایمان ہے اور ایمان تینون چیزون سے عبارت ہے مگر کبھی معرفت کے ساتھ تخصیص کرتے ہین کیونکہ وہ اصل ہے اسواسطے کہ معرفت ہی سے حالت پیدا ہوتی ہے اور حالت سے عمل ظاہر ہوتا ہے پس معرفتین گویا تنہ درخت ہین اور معرفت کے سبب سے دل کا حال متغیر ہونا درخت کی شاخین اور حالت متغیر ہونے سے جو افعال سرزد ہوتے ہین وہ گویا پھل ہین پھر تمام ایمان دو چیزون ہین دیدار اور کردار کردار بے صبر

ممکن نہین تو صبر نصف ایمان ہے اور صبر دو جنس سے کرنا چاہیے ایک جنس شہوت سے دوسری جنس خشم سے چونکہ روزی مین جنس شہوت سے صبر ہوتا ہے پس وزہ نصف صبر ہے دوسرے اس وجہ سے بھی صبر نصف ایمان ہے کہ تو بالکل کردار ہی مین نظر کر اور ایمان اوسی سے مراد لے تو رنج و محنت مین مسلمان کا کردار صبر ہے اور ناز و نعمت مین شکر ہے تو نصف ایمان صبر ہوا اور نصف ایمان شکر ہوا جیسا اور حدیث مین آیا ہے اے عزیز اگر اس بات کا خیال کرکے کہ صبر بہت مشکل اور نہایت دشوار ہے صبر ہی کو تو اصل ایمان ٹھہرائے تو صبر سے زیادہ کوئی امر مشکل نہین اسوجہ سے صبر ہی پورا ایمان ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے آپنے فرمایا صبر یعنی ایمان مین صبر بہت مشکل امر ہے یہ فرمانا ویسا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ عرفہ حج ہے یعنی عرفہ کے سبب سے خطرہ ہے کہ اگر عرفہ فوت ہوتا ہے تو حج بھی فوت ہوجاتا ہے اور اور ارکان کے سبب سے حج فوت نہین ہوتا ہر وقت

صبر کی حاجت ہونیکا بیان اے عزیز جاننا چاہیے کہ بندہ کسیوقت ایسی چیز سے خالی نہین رہتا جو اوسکی خواہش کے موافق یا مخالف ہو بہر حال صبر کا حاجتمند ہوتا ہے جو چیز آدمی کی خواہش کے موافق ہو جیسے مال نعمت جاہ تندرستی حور و لڑکے وغیرہ جو چیز خواہ مخواہ ہو ایسی چیز مین صبر کرنا اور سب چیزون مین صبر کرنے سے بہت زیادہ ضرور ہے کیونکہ اگر اپنے تئین نہ روکے گا اور ناز و نعمت مین کھل کھیلیگا اور دل پھسا کر اٹک ہیگا تو اوسمین غرور اور سرکشی پیدا ہوجائیگی بزرگون کا قول ہے کہ رنج و محنت پر تو سبھی صبر کرتے ہین مگر خیر عافیت پر صدیقون کے سوا کوئی صبر نہین کرتا صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے پاس جب مال بہت ہوجاتا نعمت بہت بڑھجاتی تو فرماتے کہ ہم جب تک رنج و محنت مین رہے خوب صبر کرسکے اب کہ نعمت اور مقدرت حاصل ہے ویسا صبر نہین کرسکتے اسی سبب سے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ غرضکہ قدرت کی حالت مین صبر کرنا دشوار ہوتا ہے بڑی پاکدامنی یہی ہے کہ حق سبحانہ تعالے نعمت دیوے ہی نہین نعمت پر اسطرح سے صبر ہوتا ہے کہ آدمی اوسکے ساتھ دل نہ لگائے اوسکے سبب سے بہت خوشیان نہ منائے اوسے عاریت جانے اور سمجھے رہے کہ یہ نعمت بہت جلد مجھسے لیلیجائیگی بلکہ اوسے نعمت ہی نہ جانے کہ شاید قیامت کے دن وہ اوسکے درجات مین نقصان کا سبب ہو پس اوسکے شکر مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ مال اور تندرستی یا اور جو کچھ رکھتا ہے اوسمین سے حق تعالی کا حق ادا ہوجائے اور اونمین سے ہر ایک مین صبر کی حاجت ہوگی اور وہ حال جو خواہش کے موافق نہون تین قسم کے ہوتے ہین ایک وہ جو آدمی کے اختیار مین ہو جیسے عبادت کرنا گناہ ترک کردینا دوسری جو اوسکے اختیار مین نہو جیسے بلا اور مصیبت تیسرا وہ جسکی اصلاح اوسکے اختیار مین نہو مگر اوسے دفع کرنا اور اوسکا بدلا لینا اوسکے اختیار مین ہو جیسے لوگون کا اوسے رنج دینا پہلی قسم جو اوسکے اختیار مین ہو جیسے عبادت کرنا اوسمین صبر کرنیکی احتیاج ہے اسواسطے کہ بعضی عبادت کاہلی کی وجہ سے دشوار ہوجاتی ہے یا بعضی بخل کے سبب سے مشکل ہوجاتی ہے جیسے زکوۃ اور بعضی کاہلی اور بخل دونون کے سبب سے دشوار ہوجاتی ہے جیسے حج یہ عبادتین جو صبر کرکے ممکن نہین ہوتین اور ہر عبادت مین صبر کی حاجت ہے اول مین بھی درمیان مین بھی آخر مین بھی اول مین اسطرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ نیت مین خلوص کامل پیدا کرے ریا کو دل سے نکال ڈالے یہ صبر بہت دشوار ہے درمیان مین یون صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ وہ عبادت شرط اور آداب کے ساتھ رہے کسی خلاف بات کا نوبت نہونے پائے مثلاً اگر نماز مین

تو اوسکے درمیان مین ادھر اودھر نہ دیکھے اور کسی چیز کا خیال نہ کرے آخر مین اسطرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ عبادت کو ظاہر کرنے اور کتے پھرنے سے اور اوسپر غرور کرنے سے صبر کرے اور گناہ ترک کرنا تو بے صبر کے ہو ہی نہین سکتا جسقدر خواہش زیادہ اور گناہ آسان ہوتا ہے اوسیقدر اوس سے صبر کرنا دشوار تر ہوتا ہے اسی سبب سے زبان کے گناہون سے صبر کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ زبان ہلا دینا بہت آسان بات ہے جب کوئی بری بات کہی جاتی ہے تو عادت اور سرشت ہو جاتی ہے تو یہ بات بھی شیطان کے لشکر مین سے ہوتی ہے اسی سبب سے غیبت جھوٹ اپنی تعریف اور دون پر طعن و تشنیع وغیرہ مین زبان بیباک ہوتی ہے جب ایسی کوئی بات زبان پر آتی ہے جس سے لوگ متعجب ہونگے اور جسے پسند کرینگے بڑا رنج کھینچکر اوس بات سے کنے والے کو صبر آتا ہے اکثر یہ ہے کہ لوگون کی صحبت مین بیٹھکر اس سے صبر کرنا ممکن نہین ہوتا مگر گوشہ نشینی کی بدولت البتہ آدمی اس سے بچ سکتا ہے دوسری قسم جسمین آدمی بے اختیار ہے جیسے لوگون کا اوسے دست و زبان سے رنج دینا لیکن اوسکا بدلا لینے مین اوسے اختیار ہے اسمین صبر کامل کی حاجت ہے تاکہ رنج دینے والے سے بدلا لے یا بدلا لینے مین حد سے نہ بڑھے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جب تک ایمان کے ساتھ لوگون کے دیے ہوے رنج پر صبر کرنے کی ہمین قدرت نہو تب تک ہم ایمان کو ایمان نہین جانتے اسواسطے حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا یعنی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ وہ لوگ جو تمھین ستاتے ہین تم اس سے درگذر کرکے توکل خدا کرو اور فرمایا وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ لوگ جو کچھ تمھین کہتے ہین اوسپر صبر کرو اور بھلائی کے ساتھ اوسے جدائی اختیار کرو اور فرمایا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ أَنَّكَ يَضِيقُ صَدْرُكَ بِمَا يَقُولُونَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جانتا ہون کہ دشمنون کی باتون سے تم دلگیر اور تنگ ہوتے ہو مگر تسبیح مین مشغول رہو ایکدن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ مال تقسیم فرما رہے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کے واسطے نہین ہے یعنی معاذ اللہ بے انصافی سے آپ تقسیم کرتے ہین یہ خبر آپ کو پہونچی چہرۂ نورانی سرخ ہوگیا اور ملول ہوکر آپ فرمانے لگے کہ حق تعالےٰ میرے بھائی موسیٰ پر رحمت کرے اونہین اوس سے زیادہ لوگون نے رنج دیے اور اونہون نے صبر کیا اور حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عُوقِبْتُمْ بِهِ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَهُوَ خَيْرٌ لِلصَّابِرِينَ یعنی اگر تمکو کوئی اذیت پہونچے اور تم عوض لو تو اتنا ہی عوض لو جتنی تمھین اذیت پہونچی ہے اور اگر صبر کرو تو بہت اچھی بات ہے اور انجیل مین ہے (یعنی امام صاحب لکھا دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو انبیا میرے پہلے آئے اونہون نے کہا کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ کاٹ ڈالو آنکھ کے عوض آنکھ پھوڑ ڈالو دانت کے بدلے دانت توڑ ڈالو مین اونکے حکم کو منسوخ نہین کرتا ہون لیکن تمھین یہ نصیحت کرتا ہون کہ برائی کا بدلا برائی نہ کیا کرو بلکہ اگر کوئی شخص تمھارے داہنے گال مین تھپڑ مارے تو تم بایان گال بھی اوسیطرف کردو کہ بھائی اودھر بھی طمانچہ مارلے اور اگر کوئی تمھاری پگڑی چھین لے تو تم اپنا پیراہن بھی اوسے دیدو اور اگر کوئی ایک میل تمھین اپنے ساتھ بیگار لیجائے تو تم دو میل اوسکے ساتھ جاؤ اور جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمھین محروم رکھے تو تم اوسے عطیہ دو اور جو شخص تمھارے ساتھ

برائی کرے تم اوسکے ساتھ بھلائی کرو لیا صبر بعد دیگرون کے درجہ سے تیسرا رکن ہے کا اول اور آخر اختیار سے خالی نہ رکھتا وہ مصیبت ہے جیسے فرزند کا مرجانا مال کا ضائع ہوجانا عضو کا بیکار ہوجانا جیسے آنکھ کان چھوٹ جانا اور سب آسمانی بلائین ان مصیبت اور بلا پر صبر کرنے سے زیادہ کسی عبادت مین ثواب اور فضیلت نہین ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ قرآن شریف مین صبر تین طرح پر ہے ایک تو عبادت مین صبر ہے اوسکا ثواب تین سو درجہ ہے دوسرا حرام چیز سے صبر اوسکا ثواب چھ سو درجہ ہے تیسرا ابتدائے مصیبت مین صبر اوسکا ثواب نو سو درجہ ہے العزیز جانتو کہ بلا پر صبر کرنا صدیقون کا درجہ ہے اسی سبب سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلا خدایا ہمین اسقدر یقین نصیب کر کہ دنیا کی مصیبتین ہم پر آسان ہوجائین اور جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے فرماتا ہے کہ جس بندہ پر مین بیماری بھیجتا ہون اگر وہ صبر کرتا ہے اور لوگون سے گلہ اور شکوہ نہین کرتا تو اگر مین اوسے صحت دیتا ہون تو پہلے سے بہتر گوشت پوست عنایت کرتا ہون اور اگر دنیا سے لیجاتا ہون تو اپنی رحمت کے ساتھ لیجاتا ہون حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے عرض کیا کہ بار خدایا جو شخص مصیبت مین خاص تیرے ہی واسطے صبر کرے اوسکی کیا جزا ہے ارشاد ہوا کہ اوسکی جزا یہ ہے کہ مین اوسے اپنا دیدار دونگا اور ہر گز اوسکا نامہ اعمال کا صفحہ نہ پھاڑونگا اور رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر کے ساتھ خوشحالی اور فراغ بالی کا انتظار کرنا عبادت ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص پر مصیبت پڑے اور وہ کہے انا للہ وانا الیہ راجعون اللھم اجرنی فی مصیبتی واخلفنی خیرا منہا حق تعالے اوسکی یہ دعا قبول فرماتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل تو جانتا ہے کہ مین جسکی آنکھون کی بینائی لے لیتا ہون اوسکی جزا کیا ہے اوسکی جزا یہ ہے کہ مین اپنا دیدار اوسے کرامت فرماؤنگا ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالے سے ایک کاغذ پر لکھا دیکھا کہ فلانی بیمار ہے جب اون بزرگ کو کوئی رنج پہونچتا اوس کاغذ کو بیچ سے پھاڑ لیا کرتے فلانی بیمار کی جو روز ہوا اللہ تعالے کرے پڑے اور ناخون ٹوٹ گیا ہنسنے لگین پوچھا کہ یہ کیا سبب ارشاد فرمایا کہ مین نے دیکھا کہ اولیا ثواب کی خوشی مین مجھے ورد کی کچھ خبر نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی کی بزرگداشت مین سے ایک یہ ہے کہ بیماری مین تو شکوہ نہ کرے اور مصیبت کو پوشیدہ رکھے ایک اوی کہتا ہے کہ سالم مولاے ابوحذیفہ رضی اللہ تعالی عنہم کو مین نے دیکھا کہ ان مین زخمی پڑا ہے مین نے پوچھا تجھے پانی چاہیے کہا ہان مانگ پکڑ کر کھینچا اور مجھے دشمن کے قوت ترکرے اور پانی میرے سر مین بھر دے کہ مین روزہ دار ہون اگر رات تک جیونگا تو ہونگا آلعزیز جانکو کہ لوگ رونے اور اندوہگین ہونے مین جو ثواب اوسکے سبب سے صبر کی فضیلت نہین جاتی بلکہ چیخین مار نے کپڑے پھاڑنے بہت شکایت کرنے سے اللہ صبر کا ثواب جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم جب انتقال فرمایا تو آپ رونے لگے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے رونے کو منع فرمایا ہے ارشاد کیا نہین یہ رونا

تو رحمت ہے جو رحیم ہوتا اوسی پر حق تعالے رحمت فرماتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ جسپر مصیبت پڑے لوگ
اورون سے اوسے تمیز نکرین پس کپڑے پھاڑنا منہ پیٹنا چیخین مارنا یہ سب حرام ہے بلکہ اپنی حالت بدل دینا چادر سے منہ لپیٹ لینا
پگڑی چھوٹی کر دینا یہ کچھ نہ چاہیے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ حق تعالی نے بے تیرے ایک بندہ پیدا کیا تھا اور بے تیرے لیلیا
جیسا کہ رمیضا ام سلیم حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالے عنہما کی جورو نے کہا ہے کہ میرا شوہر کہین گیا تھا قضاے الہی سے
میرا بیٹا مر گیا مین نے اوسپر ایک کپڑا اوڑہا دیا جب وہ آیا تو پوچھنے لگا کہ بیمار لڑکا کیسا ہے مین نے کہا کہ اور راتون کی بہ نسبت
آج کی رات بہت اچھا ہے پھر مین کھانا لائی میرے خاوند نے کھانا کھایا اور مین نے اور راتون سے زیادہ بناؤ سنگار
کیا حتی کہ میرے شوہر نے مجھ سے اپنی حاجت روائی کی پھر مین بولی کہ فلانے پڑوسی کو مین نے ایک چیز عاریت دی تھی
جب پھیر مانگی تو اوسنے بڑی آہ و فریاد مچائی میرے شوہر نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے معلوم ہوا کہ وہ پروسی بڑا احمق
آدمی ہے تب مین نے کہا کہ وہ تیرا چھوٹا سا بیٹا تیرے پاس حق تعالی کا ایک ودیعہ اور عاریت تھا اب حق تعالی نے
اپنی وہ عاریت پھیر لی اوسنے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ صبح کو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے عرض کیا کہ رات
کو یہ ماجرا گذرا فرمایا کہ حق تعالی کل کی رات تمھین مبارک کرے کیا اچھی رات تھی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہشت
مین گیا تو وہان رمیضا ابو طلحہ کی جورو کو دیکھا اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ تو جان لیا کہ بندہ کسیوقت مین صبر سے
بے نیاز نہین ہے بلکہ آدمی اگر سب ناہنجارون سے چھٹکارا پا جائے اور عزلت اختیار کرے تو بھی لاکھ وسوسے اور طرح
طرح کے خیالات اوسکے دلمین پیدا ہونگے اور اوسے یاد الہی سے باز رکھین گے وہ خیال اگرچہ مباح چیزون کے
ہون مگر چونکہ اوسکے وقت اور اوسکی عمر کو جو اوسکی پونجی ہے ضائع کیا تو بڑا ہی نقصان ہوا اس سے بچنے کی یہ تدبیر ہے
کہ آدمی اپنے تئین اوراد مین مشغول رکھے اور غار مین ایسا ہو تو اوسکے واسطے کوشش بلیغ کرنا چاہیے ان وسوسون
اور خیالات سے آدمی جب ہی چھوٹیگا کہ کسی ایسے کام مین مشغول ہو جو اوسکے دل کو چھینکر اپنی طرف لگائے حدیث شریف مین
ہے کہ بیفکرے جوان کو حق تعالے دشمن جانتا ہے اسواسطے فرمایا ہے کہ جوان ظاہر مین فراغت سے بیٹھتا ہی وسوسے سے
فارغ البال نہین ہوتا شیطان اوسکے قریب رہتا ہے اوسکے دل مین وسواس اپنا گھر کر لیتے ہین اگر یاد خدا سے اوسے
دفع نہ کر سکے تو کسی پیشہ یا خدمت مین مشغول ہوتا کہ وہ اوسے وسواس سے چھوڑا لے ایسے آدمی کو خلوت مین بیٹھنا نہ چاہیے

صبر کرنے کے علاج کا بیان

بلکہ جو شخص دل کے کام سے عاجز ہو اوسے اپنا بدن کام مین لگائے رہنا چاہیے اے عزیز جانتو کہ صبر کا باب ایک نہین ہے بہت سے ہین ہر ایک سے صبر کرنے مین ایک نئی وقت اور دشواری ہوتی
ہے اور ہر ایک کا علاج بھی جدا جدا ہے ہر چند کہ معجون علم و عمل سبکا علاج ہے اور جو کچھ ربع مہلکات مین ہم بیان کیا ہے وہ سب صبر
حاصل کرنے کی دوا ہے لیکن یہان تمثیلاً ایک نسخہ ہم بیان کرتے ہین کہ وہ نمونہ رہے اور ون کو اسی پر قیاس کر کے آدمی
دریافت کر لیا کرے اے عزیز جانتو کہ ہم کہہ چکے ہین کہ باعث شہوت کے مقابلے مین باعث دین کے ثابت قدم رہنے کو صبر کہتے
ہین

اور یہ ان دونون باعثون مین لڑائی ہے جو شخص دو کو لڑا کر چاہتا ہے کہ انمین سے ایک غالب آجائے تو اوسکی تدبیر یہ ہوتی ہے کہ جسکا غلبہ چاہتا ہے اوسے قوت اور مدد دیتا ہے اور دوسری کو ضعیف کرتا ہے اور اوسکی مدد چھین لیتا ہے اب اگر کسیکو جماع کی شہوت اسقدر غالب ہوگئی کہ وہ فرج کو نہین بچا سکتا اگر ہو سکے تو آنکھ کو نظر سے دل کو خیال سے باز رکھے اور باز نہین رکھ سکتا اور صبر نہین کر سکتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ پہلے باعث شہوت کو ضعیف کرے ضعیف کرنا تین طرح سے ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہو کہ اچھے کھانے سے شہوت زور کرتی ہے تو اوسکی مدد چھین لے اور روزے رکھے رات کو تھوڑی سی روکھی روٹی کھا لیا کرے گوشت اور مقوی کھانا ہرگز نہ کھائے دوسرے یہ کہ جن سببون سے شہوت کی آگ بھڑکتی ہے اونکا سدباب کرے اگر اچھی صورت دیکھنے سے یہ آگ بھڑکتی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ عزلت اختیار کرے اور آنکھ کو نگاہ رکھے اور جہان رنڈیان لونڈے آتے ہین وہان نہ ٹھہرے تیسرے یہ کہ فعل مباح سے تسکین دے تاکہ اوسکے سبب سے شہوت حرام سے رہائی پائے یہ سکون شہوت نکاح کرنے سے حاصل ہوتا ہے اکثر لوگ بے نکاح کیے ہوے شہوت حرام سے نہین چھوٹتے نفس کی مثال سرکش چارپائے کی سی ہے وہ اسطرح پر دھیرا کیا جاتا ہے کہ یا تو اوسکا دانہ چارہ موقوف کرتے ہین کہ وہ رام ہو جائے یا یہ کہ دانہ چارا اوسکے سامنے سے دور کرتے ہین تاکہ وہ دیکھے ہی نہین یا جسقدر دانے چارے سے اوسکی تسکین ہو اوسقدر دیتے ہین شہوت کے بھی یہی تین علاج ہین یہ تو باعث شہوت کا ضعیف کرنا ہے اور باعث دین کا قوی کرنا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اوسے شہوت کے ساتھ کشتی لڑنے کے فائدے کا لالچ دے یا اون حدیثون مین غور و تامل کرے جنمین شہوت سے صبر کرنیوالون کا ثواب مذکور ہے جب اس بات پر ایمان قوی ہو جائیگا کہ شہوت کا مزہ دم بھر کا ہے اور سلطنت ابد مدت صبر کرنے کا ثمرہ ہے تو باعث دین بھی اس ایمان کی قوت کے قدر قوی ہو جائیگا دوسرے یہ کہ باعث دین کو مخالفت شہوات کا بتدریج عادی کرے حتی کہ وہ دلیر ہو جائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص چاہے کہ مین قوی ہو جاؤن تو اوسے چاہیے کہ قوت آزمائی کرے اور تھوڑی تھوڑی زور آوری کا کام کرنا شروع کرے اور ذرہ ذرہ بڑھاتا جائے اور جو شخص کسی مرد قوی کے ساتھ کشتی لڑنے کا قصد رکھتا ہو اوسے چاہیے کہ پہلے اون لوگون سے کشتی لڑے جو بہت کم زور ہون اور زور آزمائی کرے کہ اس تدبیر سے قوت زیادہ ہوتی ہے اسیوجہ سے جو لوگ سخت کام کرتے ہین اونکو قوت بڑی ہوتی ہے تو سب کامون مین صبر حاصل کرنیکی یہی تدبیر ہے

شکر کی فضیلت اور حقیقت کا بیان

اے عزیز جانتو کہ شکر ایک بزرگ مقام ہے اور اوسکا مرتبہ بلند ہے ہر ایک اوس درجے کو نہین پہونچ سکتا اسواسطے حق سبحانہ تعالے نے فرمایا ہے وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ اور ابلیس نے آدمی پر لعن کرکے کہا لَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ یعنی انمین سے اکثر شاکر نہین ہین اے عزیز جانتو کہ جنمے جن صفات کو منجیات کہا ہے اونکی دو قسمین ہین ایک قسم راہ دین کے مقدمات مین سے ہے فی نفسہ مقصود نہین ہے اسواسطے کہ توبہ صبر خوف زہد فقر محاسبہ یہ سب ایک بڑے کام کا وسیلہ ہین جو اسکے علاوہ ہے دوسری قسم مقاصد اور نہایات ہین یہ فی نفسہ مقصود

ہیں دوسرے کا وسیلا ہونے کے واسطے نہیں ہیں جیسے محبت شوق رضا توحید توکل شکر بھی ان اعمال میں سے ہے
اور جو چیز بالذات مقصود ہوتی ہے وہی آخرت میں باقی رہنے والی ہے شکر بھی انہیں میں داخل ہے جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاٰخِرُ
دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ تو شکر کو آخر کتاب میں بیان کرنا اس لیے تھا لیکن چونکہ صبر کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے اسواسطے یہاں
بیان کیا گیا اور شکر کا درجہ بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے اوسے اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر ذکر کیا اور فرمایا
فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ رسول اقبال صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کھانا کھائے اور شکر کرے اوسکا
درجہ اوس شخص کے درجہ کے برابر ہے جو روزہ رکھے اور صابر رہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب یہ ندا کیجائیگی کہ
لِيَقُمْ اَحْمَدُوْنَ تو کوئی نہ اوٹھیگا مگر وہ شخص جو حال میں ندا کا شکر بجالایا ہو جب مال جمع کرنیکی ممانعت میں یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی
وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الآیۃ تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر مال میں سے
کیا جمع کریں فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت مومنہ یعنی دنیا میں سے ان ہی تین چیزوں پر قناعت کرے کہ خدا کے ذکر اور شکر کی
فراغت حاصل کرنے میں نیک بخت دیندار مددگار رہتی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ شکر نصف ایمان ہے
صفوت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں ایک عورت
میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا ام المومنین جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین کے عجائب حالات میں
سے کچھ ارشاد کیجیے رو کر فرمایا کہ آپ کا وہ کونسا حال تھا جو عجیب نہ تھا پھر فرمانے لگیں کہ ایک رات آپ میرے ساتھ ہونے
کے واسطے میرے اور منہ بچھونے میں آگئے حتی کہ آپ کا جسم نورانی بحالت عریانی میرے بدن سے ملا تھا کہ آپ نے
فرمایا اے عائشہ مجھے چھوڑ دے تاکہ میں جاکر اپنے خدا کی عبادت کروں میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ میں چاہتی ہوں
کہ آپ کے پاس رہوں لیکن بہر اللہ آپ تشریف لیجائیں پس آپ نے اوٹھکر مشک سے پانی لیا اور وضو کیا اور تھوڑا سا پانی بھایا
پھر کھڑے ہوکر نماز پڑھنے لگے اور روتے جاتے تھے یہانتک کہ بلال آئے تاکہ آپ فجر کی نماز کے واسطے تشریف لیجائیں
میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپکے تمام گناہ حق تعالیٰ بخش ہی چکا ہے تو پھر آپ کیوں روتے ہیں فرمایا کہ میں شکر گذار
بندہ نہ ہوں میں کیونکر نہ روؤں کہ آیات میرے اوپر نازل ہوتی ہے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ
لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ یعنی عقلمند وہ لوگ ہیں جو کھڑے بیٹھے پہلوئے خدا کی
یاد میں مشغول رہتے ہیں اور زمین آسمان کے عجائب ملکوت کو نظر فکر سے دیکھتے ہیں اور دیدہ پاسنے کی خوشی سے
روتے ہیں خوف سے نہیں جیسا کہ لوگوں نے روایت کی ہے کہ ایک پیغمبر علیہ السلام ایک چھوٹے سے پتھر کی طرف گذرے
اوس میں سے بہت پانی بہ رہا تھا اور نہیں معلوم آیا حق سبحانہ تعالیٰ نے اوس پتھر کو گویا کیا وہ کہنے لگا کہ جب سے میں نے یہ خبر سنی ہے
وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی آدمی اور پتھر دوزخ کا ایندھن ہونگے تب سے میں اسطرح رو رہا ہوں اون پیغمبر صاحب نے دعا کی
درخواست کیا کہ بار خدایا اس پتھر کو خوف سے بخوف کردے اونکی دعا قبول ہوگئی پھر جو اوسکے پاس گذرے تو پھر اوسطرح

پانی بہتے دیکھا پوچھا کہ بھلا اب تو کیون روتا ہے اوسنے جواب دیا کہ وہ خوف کا رونا تھا یہ شکر کا رونا ہے یہ آدمی کے دل کی مثال ہے کیونکہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے آدمی کو چاہیے کہ روتا رہے کبھی تو رنج کے مارے کبھی خوشی کے سبب سے تاکہ اوسکا دل نرم ہوجاوے **شکر کی حقیقت کا بیان** العزیز جانو کہ یہ تو ہم کہی چکے ہین کہ دین کے سب علوم اور عمل کی تین ہی اصلین ہین علم حال عمل علم اصل الاصول ہے اس سے حال پیدا ہوتا ہے اور حال سے عمل پیدا ہوتا ہے اسیطرح نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے پہچاننا شکر کا علم ہے اور اوس نعمت کے سبب سے دل کی خوشی حال ہے اور اوس نعمت سے منعم حقیقی کو جو کام مقصود ہے نعمت کو اوس کام مین لانا عمل ہے یہ عمل دل سے بھی تعلق رکھتا ہے اور زبان سے بھی بدن سے بھی جب تک یہ سب معلوم ہوگا تب تک شکر کی حقیقت بھی نہ معلوم ہوگی علم یہ ہے کہ تو یہ پہچان لے کہ جو نعمت تجھے ملی ہے وہ حق تعالیٰ نے دی ہے اوس نعمت کے دینے مین خدا کا کوئی شریک نہین جب تک تو کسی دریالی سبب کو دیکھتا ہے اور اوسیکی طرف کا کچھ خیال کرتا ہے اور جانتا ہے کہ نعمت دینے مین اسنے بھی کچھ فعل کیا ہے تب تک تو معرفت اور شکر کا اصل اور تمام سے کوسون دور ہے اگر یاد دلانے سے تجھے نعمت دسے اور تو جانے کہ یہ وزیر کی عنایت سے ملا ہے تو تیرا شکر زبان ہی تک رہیگا کہ وزیر کا شکر ہے بادشاہ کا شکر نہ ہوگا کیونکہ بادشاہ سے تو نے کچھ نہ دیکھا اگر تو یہ جانتا کہ حکم بادشاہ کا تھا اور وزیر نے صرف قلم اور کاغذ مسخر ہین جاری کرنے کے لیے اور قلم اور کاغذ کا شکر بھی نہ ہوتا اسواسطے کہ تو یہ جانتا ہے کہ

لوگوں کو خلق کیا ہے تب تو نے جیسے حقیقت یہ جان لیا کہ سب آدمی خزانچی کے مانند ہین اور خزانچی اسباب درمیانی ہین
[illegible] اور کسی کے قبضہ قدرت مین کچھ نہین ہے مگر خدا ہی جسکو چاہتا ہے اور نہین حکم فرماتا ہے تب تو اوس
نعمت کے سبب سے حق تعالی کا شکر کریگا بلکہ یہ بھی شکر ہے جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے مناجات مین عرض
کیا کہ یا رب خدایا حضرت آدم کو تو نے اپنے دست قدرت سے پیدا کرکے اوسکے اندر یہ نعمتین عنایت فرمائین اور
[illegible] اوسکو یہ ادراک اور شعور ہوا کہ آدم یہ جانا کہ یہ نعمتین سب میری ہی جانب سے ہین اور مجھکو یہ جاننا ہی شکر تھا العزیز
یہ تو کہ معرفت ایمان کی بہت سی [illegible] کہ یہ جان لینا کہ حق تعالی کی مخلوقات کی سب نعمتون سے اور جو کچھ
عالم دنیا مین آتا ہے اوس سے حق سبحانہ تعالی پاک و منزہ ہے اسیکو سبحان اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین دوسری توحید ہے
کہ تو یہ جان لے کہ حق سبحانہ تعالی اس پاکی کے ساتھ یگانہ ہے کوئی اوسکا شریک نہین ہے اسیکو لا الہ الا اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین
تیسری تحمید ہے یعنی تو یہ جان لے کہ جو کچھ ہے سب وہی سے ہے اوسی کی نعمت ہے اسیکو الحمد للہ کہکے تعبیر کرتے ہین یہ
ان دونون سے بڑھکر ہے کہ وہ دونون معرفتین اسکے تحت مین ہین اسواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ سبحان اللہ وسی حسنات ہین اور لا الہ الا اللہ بیس اور الحمد للہ تیس اور یہ حسنات یہ کلمات نہین ہین جو زبان سے نکلتے
ہین بلکہ وہ معرفتین ہین جنسے یہ کلمات عبارت ہین علم شکر کے یہی معنی ہین اور حال شکر وہ فرحت ہے جو اس معرفت سے
حاصل ہوتی ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی سے نعمت پاتا ہے اوس سے خوش ہوتا ہے یہ خوشی تین وجہ سے ہوسکتی ہے ایک
تو نعمت پانیوالا اس وجہ سے خوش ہو کہ اوسے اس نعمت کی حاجت تھی اور نعمت پانے سے اوسکی حاجت رفع ہوئی یہ شکر نہین ہے
کیونکہ اگر کوئی بادشاہ سفر کو جانے لگے اور اپنے نوکر کو گھوڑا عنایت کرے اگر یہ نوکر اس وجہ سے خوش ہو کہ اوسے گھوڑے کی
حاجت تھی اور گھوڑا پایا تو یہ خوشی بادشاہ کا شکر نہوگی اسواسطے کہ اگر یہ گھوڑا صحرا مین پاتا جب بھی یہی خوشی حاصل ہوتی دوسرے
یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ بادشاہ نے یہ گھوڑا دیکر مجھپر عنایت فرمائی یہ سمجھکر اور نعمتون کا امیدوار رہے اگر یہ گھوڑا صحرا
مین پاتا تو یہ خوشی نہ ہوتی اسواسطے کہ یہ خوشی منعم کے سبب سے منعم کے واسطے نہین ہے بلکہ امید انعام کے لیے ہے یہ نجمایہ
شکر تو ہے مگر ناقص ہے تیسرے یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ گھوڑے پر سوار ہوکر بادشاہ کے حضور مین جاسکیگا تاکہ اوسکی
زیارت کرے اسکے سوا اور کچھ نہین چاہتا تو یہ خوشی بادشاہ کے واسطے ہے اور یہ پورا شکر ہے اسیطرح جس شخص کو حق تعالی
نے کوئی نعمت عنایت فرمائی اور وہ اوس نعمت ہی کے سبب سے خوش ہوا منعم کے سبب سے نہین تو یہ شکر نہ ہوگا اور اگر منعم کے سبب سے
تو خوش ہوا مگر اسواسطے کہ یہ نعمت دنیا اوسکی رضامندی اور عنایت کی دلیل ہے تو یہ شکر ہوگا مگر ناقص اور اگر اس سبب سے خوش ہو
کہ یہ نعمت فراغت دین کا سبب ہوگی حتی کہ وہ علم اور عبادت مین مشغول ہوگا اور منعم حقیقی کا قرب ڈھونڈیگا تو یہ کمال شکر ہے
اسکی علامت یہ ہے کہ دنیا کی جو چیز اوسے اون عادتون سے باز رکھے اوسکے سبب سے اندوہگین رہے اوسے نعمت ہی سمجھا
بلکہ اوس چیز کے چھن جانے کو نعمت سمجھکر اوسپر شکر کرے پس جو چیز راہ دین مین اوسکی یار و مددگار نہو اوسکے سبب سے خوش نہو

اسیواسطے حضرت شبلی قدس سرہ نے کہا کہ شکر کے یہ معنی ہین کہ تو نعمت کو دیکھے جس شخص کو محسوسات کے سوا اور کسی چیز کا ادراک نہین ہے جیسے آنکھ فرج پیٹ ہی کی شہوت مین جو جانور ہین سے یہ شکر ادا ہونا ممکن نہین پھر دوسری درجے سے تو کہان ہے اسواسطے کہ یہ ادراک تو شکر ہی نہین ہے اور عمل شکر دل زبان بدن سے ہوتا ہے دل سے یون ہوتا ہے کہ سبھون کا بھلا چاہے کسی کی نعمت دیکھکر حسد نکرے زبان سے یون ہوتا ہے کہ ہر حال شکر کرے اور انعام اللہ کے اور نعم کے سبب سے خوشی ظاہر کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے عرض کیا کہ بخیریت ہون الحمد للہ فرمایا مین یہی بات تجھ سے سننا چاہتا تھا اسگلے بزرگ جو ایک دوسرے سے احوال پرسی کرتے تھے اونکا مطلب یہی ہوتا تھا کہ جواب شکر کو سنا چاہتے تھے تاکہ دونون ثواب مین شریک ہون جو شخص شکایت کریگا گنہگار ہوگا کہ مصیبت اور بلا مین مبتلا ہوا اس سے زیادہ اور کیا بری بات ہوگی کہ بندہ کا پیر خداوند عالم کا شکایہ دوسرے بندہ عاجز سے کرے جسے ذرہ بھی اختیار نہین بلکہ مصیبت اور بلا پر آدمی کو شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ شاید وہ اوسکی سعادت کا سبب ہو اگر شکر نہ کرسکے تو صبر ہی کرے اور بدن سے یون عمل ہوتا ہے کہ سب اعضا حق تعالی کی طرف سے نعمت ہین اونھین اوسکا مطیع رکھے اسواسطے حق تعالی نے اونھین پیدا کیا ہے اسلیے اعضا کو خداوند کریم نے آخرت کے واسطے پیدا کیا ہے اور تجھ سے اس امر کو پسند کرتا ہے کہ تو آخرت کے کامون مین مشغول ہو جب تو نے اس نعمت کو اوسکے محبوب اور پسندیدہ کام مین صرف کیا تو یا وصف اسکے کہ اوسنے اس کام مین کچھ فائدہ اور حصہ نہین ہے کیونکہ وہ اس سے منزہ اور پاک ہے مگر تو نے اوسکا شکر ادا کیا اسکی مثال یہ ہے کہ مثلاً کسی بادشاہ کو اپنے کسی غلام کے حال پر نظر عنایت ہوا اور وہ غلام بادشاہ سے دور ہو بادشاہ اوسکے واسطے گھوڑا اور زاد راہ بھیجے تاکہ وہ بادشاہ کی حضوری مین حاضر ہو اور مقرب ہوکر عزت و دولت حاصل کرے اور بلند مرتبہ پائے بادشاہ کو اوس غلام کی دوری اور نزدیکی اپنے حق مین یکسان ہو کہ اوسکی مملکت مین اوس غلام کے آنے سے نہ کچھ بڑھجائیگا نہ اوسکے نہ آنے سے کچھ گھٹ جائیگا مگر یہ امر غلام ہی کے واسطے چاہتا ہے کہ اوسکی بھلائی ہو کہ جب بادشاہ سخی اور کریم ہوتا ہے تو تمام خلق کی بھلائی اور بہبودی چاہتا ہے یہ بہبودی چاہتا خلق کے واسطے ہے اپنے واسطے نہین پس اگر وہ غلام گھوڑے پر سوار ہوکر درد دولت کی طرف متوجہ ہو اور زاد راہ خرچ کرے تو اوسنے گھوڑے اور زاد راہ کی نعمت کا شکر ادا کیا اور اگر گھوڑے پر چڑھکر درد دولت کی طرف بیٹھ کرے حتی کہ اور بھی دور ہو جائے تو اوسنے کفران نعمت کیا اور اگر گھوڑے اور زاد راہ کو بیکار چھوڑ دے نہ در دولت سے نزدیک ہو نہ دور تو بھی کفران نعمت ہوگا مگر اوسقدر نہ ہوگا اسیطرح مالک الملوک کی نعمت کو بندہ اگر اوسکی عبادت مین صرف کریگا تا اوسکے درجہ قرب سے سرفراز ہو تو وہ شکر گذار ہوگا اور اگر گناہ مین صرف کریگا تاکہ اوسسے اور زیادہ دور ہو جائے تو کفران نعمت کریگا اور اگر مباح عیش و عشرت مین صرف کریگا تاکہ بیکار چھوڑ دے تو بھی کفران نعمت کریگا اگرچہ اوسقدر نہ ہو جب یہ معلوم ہوا کہ نعمت کا شکر یہی ہے کہ بندہ اوسے حق تعالی کے محبوب و مرغوب کام مین صرف کرے تو یہ امر کوئی نہین کرسکتا مگر وہ شخص جو حق تعالی

کے محبوب و مرغوب کامون کو اون کامون سے تمیز کرسکے جو خداوند کریم کے نزدیک مکروہ اور برے ہین یہ بہت باریک علم ہو جب تک ہر چیز مین آدمی یہ پہچانیگا کہ اسکے پیدا کرنے مین کیا حکمت ہے تب تک یہ نہ معلوم ہوگا ہم چھوٹی چھوٹی چند مثالون مین اس امر کو اشارۃً بیان کرتے ہین اگر کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو احیاء العلوم مین ڈھونڈھے اسواسطے کہ اس کتاب مین اس سے زیادہ کی گنجائش نہین **کفران نعمت کا بیان** العزیز جانتو کہ ہر ایک نعمت کا کفران یہ ہے کہ لوگ اوسے اوسکی حکمت کی راہ سے پھیر دین اور جس کام کے واسطے حق تعالی نے اوس نعمت کو پیدا کیا ہے اوس کام مین اوسے نہ صرف کرین اسیطرح جانتو کہ خدا کی نعمت کو خدا کے محبوب و مرغوب کام مین صرف کرنا شکر ہے اور جو کام خدا کو مکروہ معلوم ہوتا ہی اوسمین صرف کرنا کفران ہے اور مرغوب کام کو مکروہ کام سے شرع کے سوا اور کسی چیز سے آدمی مفصل نہین پہچان سکتا تو یہ امر ضرور ہے کہ خدا کی نعمت کو اوسکی عبادت ہی مین صرف کرے جیسا کہ حکم ہے مگر جو لوگ اہل بصیرت ہین اونکو واسطے ایک راہ ہے اوس راہ سے بطریق نظر و استدلال اور بر سبیل الہام کامون کی حکمت کو پہچانتے ہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ جان لے کہ ابر پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ مینہ برسے اور مینہ برسنے مین یہ حکمت ہی کہ گھانس اوگے اور گھانس اوگنے مین یہ حکمت ہی کہ جانورون کی غذا ہو اور آفتاب کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ دن ات ظاہر ہین تاکہ رات سکون اور آرام کے واسطے ہے اور دن معیشت اور دنیا کے کام کے لیے رہے یہ باتین یا اور جو ایسی باتین ہین اونکی حکمت تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانتا ہے مگر آفتاب مین اسکے سوا اور بھی بہت سی حکمتین ہین کیا اونمین ہر ایک نہین پہچانتا اور آسمان پر بہت سے ستارے ہین کہ ہر ایک نہین جانتا کہ اونکے پیدا کرنے مین کیا حکمت الٰہی ہے جیسا کہ ہر ایک تو جانتا ہی کہ ہمارے اعضا مین سے ہاتھ پکڑنے کے واسطے ہے پاون چلنے کے لیے آنکھ دیکھنے کے واسطے اور ممکن ہے کہ یہ نجانے کہ جگر اور تلی کسواسطے ہے اور آنکھ مین دس پردے کیون پیدا کیے ہین پس ان حکمتون مین سے بعضی باریک ہوتی ہین بعضی باریکتر کہ خاص لوگون کے سوا اور کوئی نہین جانتا اسکی تفصیل دراز ہے مگر اسقدر جاننا ضرور ہے کہ آدمی کو آخرت ہی کے واسطے پیدا کیا ہے دنیا کے لیے نہین اور آدمی کا حصہ دنیا مین اسواسطے پیدا کیا ہی تاکہ راہ آخرت مین اوسکا توشہ ہو اور یہ گمان نکرنا چاہیے کہ ہر چیز آدمی کے واسطے پیدا کی ہے تاکہ جس چیز مین اپنا فائدہ نہ دیکھے بیٹھے کہ خدا نے یہ چیز کیون پیدا کی ہے مثلاً لوگ کہ بیٹھے کہ خدا نے مکھی اور چیونٹی کیون پیدا کی ہین اور سانپ کو کیون پیدا کیا جاننا چاہیے کہ چیونٹی بھی تعجب کرتی ہی کہ حق تعالی نے آدمی کو کیون پیدا کیا ہے کہ بے سبب اسے پاون کے تلے دبا کر مار ڈالتا ہے جیسا آدمی کو تعجب ہو ویسا اوسے بھی تعجب ہی بلکہ حق سبحانہ تعالی کے فیض اتم کو یہ لازم ہے کہ جس چیز کا پیدا ہونا ممکن ہے سب اجناس انواع حیوانات نباتات معدنیات وغیرہ مین سے وہ بہت اچھی صورت سے پیدا ہو پھر جسے جسقدر اپنی ضرورت کے موافق درجات اور زینت اور آرائش چاہیے ہو پیدا کیجاتی اسواسطے کہ اوسکی سرکار ابد قرار مبدء فیوض ہے وہان منع اور بخل کو گنجائش نہین اور جو کمال اور زینت و جمال پیدا نہین ہوتا وہ اسوجہ سے نہین ہوتا کہ محال اوسکے قابل نہین اوسکی ضد اور خلاف کے ساتھ مشغول ہے اور شاید کہ وہ ضد کسی اور کام کے واسطے مقصود ہو کیونکہ یہ ممکن نہین کہ آگ پانی کی سردی اور لطافت کو قبول کرے کیونکہ گرم چیز سردی کو نہین قبول کرتی اس لیے کہ سردی گرم چیز کی ضد ہے اور گرم چیز کی گرمی بھی مقصود ہے کہ اوسے اور سکا زائل کر دینا بھی نقصان ہے حقیقت مین جسب

طبیعت و خدا نے کی پیدا کیا ہے کہ مکھی اوس طبیعت کا مالک ہو جو طبیعت اسکمال کو قابل تھی اوسکو اس سے باز نہین رکھنا منجملہ بخل کے تا مکھی کی طبیعت سے باینوجہ کا مالک ہے کہ اوسمین حیات و قدرت اور حس حرکت اور اشکال عجیب اور اعضا غریب ہین کہ اوس طبیعت مین یہ کچھ نہ تھا اور طبیعت آدمی کو اسواسطے نہین بنایا کہ اوس طبیعت مین آدمی کی خلقت کی گنجائش اور قابلیت نتھی اسواسطے کہ اوس طبیعت مین ایسی صفتین تھین جو اون صفات کی ضد ہین جو خلقت آدمی کے واسطے ضرور ہین اور مکھی کو جس جس چیز کی حاجت تھی اون چیزون سے اوسے باز نہین رکھا وہ چیزین یہ ہین پر بال ہاتھ پاؤن آنکھ منہ سر پیٹ وہ جگہ جہان غذا جاے وہ ٹھکانا جہان غذا ٹھہر کر ہضم ہو وہ مقام جہان سے غذا باہر نکلے اور جو کچھ تنگی لطافت بسکی اوسکے بدن کو چاہیے تھی وہ سب اوسے عنایت فرمائی چونکہ اوسے دیدار کی حاجت تھی اور اوسکا سر چھوٹا تھا پلکدار آنکھ کی گنجایش نتھی تو اوسکے پلک کے دو رنگینے پیدا کیے تاکہ اوسمین صورتین دکھائی دین اور چونکہ پلک اسواسطے ہوتی ہے کہ جو گرد آنکھ پر بیٹھے اوسے صاف کرے اور صیقلہ آینہ کے مانند ہے اور مکھی کے پلک نتھی تو اوسکے عوض مین دو ہاتھ زیادہ پیدا کر دیے تاکہ ہر وقت اول دونون ہاتھون سے اون دونون رنگینون کو صاف و پاک کرتی رہتی ہے پھر دونون ہاتھ ملا لیتی ہے تاکہ ہاتھ سے گرد جھڑ جاے الغرض اسکا بیان سے یہ مقصود ہے تاکہ تجھے معلوم ہو جاے کہ حق سبحانہ تعالی کی عنایت اور مہربانی عام ہر آدمی ہی کے ساتھ مخصوص نہین اسواسطے کہ ہر کیڑے بھنگے کو جو کچھ چاہیے تھا سب تمام و کمال عنایت فرمایا ہے حتی کہ بھنگے کی بھی وہی صورت کی جو ہاتھی کی ہے یہ کیڑے مکوڑے آدمی کے واسطے نہین پیدا کیے ہین ہر ایک کو اوسی کے واسطے پیدا کیا ہے جسطرح تجھے تیرے ہی واسطے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ تو اپنی خلقت کے قبل کوئی وسیلہ اور قرابت نہین رکھتا تھا کہ اوسکے سبب سے پیدا ہونیکا مستحق تھا کہ اوچیزین وسیلہ نہین رکھتی تھین بخشش الہی اور اوسکا فیض نامتناہی کا دریا موجزن ہے اسمین سبھی چیزین ہین اونمین ایک تو ہر ایک چیونٹی ہر ایک مکھی ہے ایک ہاتھی ہے ایک مرغ ہے اور علی ہذا القیاس انہین سے جو ناقص ہے اوسے کامل پیدا کر دیا ہے جو کچھ روی زمین پر ہے اون سب مین آدمی کا مالک ہے تو خواہ نخواہ اکثر چیزین اوپر فدا ہین لیکن زمین کے نیچے اور قعر دریا مین ایسی بہت چیزین ہین جنہین آدمی کا کچھ حصہ نہین مگر اونکے ساتھ بھی خلقت ظاہری اور باطنی مین وہی عنایت اور مہربانی فرمائی ہے شاید اونکے ظاہر و باطن مین اتنے نقش و نگار بنائے ہون کہ آدمی اونسے عاجز آجائین یہ جاننا اون علوم کے دریاؤن سے علاقہ رکھتا ہے جنہین اکثر علما بھی عاجز رہتے ہین اوسکی تفصیل بیان کرنے مین طوالت ہے مقصود یہ ہے کہ تجھے اپنے تئین برگزیدگان جناب الہی مین سے شمار کرنا چاہیے حتی کہ بسکو اذو اسطے ٹھہرائے اور جس چیز مین تجھے فائدہ نہین ہے اوسے کہنے لگے کہ اسے کیون پیدا کیا اسمین تو کچھ بھی حکمت نہین ہے جب تو یہ جان لیا کہ چیونٹی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے تو یہ بھی جان لے کہ آفتاب ماہتاب ستارے آسمان فرشتے ان سبکو بھی تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ تجھے انمین سے بعض کے سبب سے نفع ہے جسطرح مکھی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا اگرچہ اوسے تیرا فائدہ ہو کیونکہ اوسے اسواسطے مقرر کیا ہے کہ جس جس زمین بدبو ہو اور جو چیز سڑنے والی ہو اوسے کھاتے تاکہ بدبو کم ہو جاے اور قسائی کو مکھیون کے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ قسائی سے مکھیون کا فائدہ ہے تیرا یہ گمان کہ آفتاب و زمین سے ہی واسطے نکلتا ہو ایسا ہے جیسے مکھی کا یہ گمان کہ قسائی روز میرے ہی واسطے دکان لگاتا ہو کہ وہ اوسکی دکان مین خون اور نجاست خوب چھلکر کھاتی ہے جسطرح قسائی اوسی کام کی طرف متوجہ رہتا ہو مکھی کے کام کا اوسے خیال بھی نہین آتا اگرچہ قسائی کے کام کے فضلات مکھی کی غذا اور حیات ہین اوسطرح

آفتاب چلی پر طواف اور اپنی گردش مین جناب الٰہی کی فرمانبرداری کی طرف متوجہ ہونے سے باز نہین رہتا اگرچہ اوسکے نور کے فضلات سے تیری آنکھ روشن ہو جاتی اور اوسکی گرمی کے فضلات سے زمین کا مزاج معتدل ہو جاتا ہے حتی کہ روشنی جو تیری غذا ہے وہ اوگتی ہے تو جو چیز تجھسے علاقہ رکھتی ہین وہ بھی تجھسے ہین سب نہین بیان کر سکتے چند بیان کرنے مین اوسکی خلقت کی حکمت بیان کرنا ہمارے کچھ کام نہ آئیگا اور جو چیزین

ہے کہ رعیا کا مال اپنی حاجت سے زیادہ رکھہ چھوڑے اور خزانے مین داخل کرے اور محتاجون کو ندیکر ظاہری تصرف مین یہ حکم نہین ہے اسواسطے کسیکی حاجت معلوم نہین ہوتی اگر ہم یہ راز کھولدین تو ہر ایک دوسرے کا مال چھین لے اور کہے کہ اوسکی حاجت نہین ہے تو یہ حکم بصورت رہنے چھوڑ دیا ہے لیکن حکمت کے برخلاف ہرا سواسطے مال جمع کرنے کے بارہ مین نہی آئی ہے خصوصاً غلہ جمع کرنے کے باب مین کہ وہ خلق کی غذا ہے اور جو شخص اس نیت سے جمع کریگا کہ غلہ گران ہو لے تو مہنگا بیچون وہ خدا کی لعنت مین گرفتار ہوگا بلکہ جواوسکی سوداگری کرکے غلہ کو غلہ کے بدلے سودے کے طور پر پہنچے جیسے گیہون دیکر چنا لینا وغیرہ لینے کی نہم ہے وہ ملعون ہے اسواسطے کہ غلہ خلق کی غذا ہے جب اوسکی تجارت کرینگے تو وہ قید مین پڑ جائیگا محتاجون کو جلدی نہ پہونچیگا سونا چاندی مین بھی یہ امر حرام ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے دو خلقتون کے واسطے سونا چاندی پیدا کیا ہے ایک یہ کہ مال کی قیمت اوس سے ظاہر ہوتی ہے اسواسطے کہ یہ کوئی نہین جانتا کہ ایک گھوڑا کتنی غلامون کی عوض اور ایک غلام کے کپڑون کے بدلے بکیگا اور یہ چیزین ایک کو دوسرے کے ہاتھ بیچنا ضرور ہے تو ایسی چیز کی حاجت پڑی کہ سب چیزون کا اوسپر قیاس کرکے بیچ لین اسواسطے سونا چاندی پیدا کیا تاکہ اوس حاکم کے مثل ہو جو ہر چیز کی قدر ظاہر کر دیتا ہے جو شخص سونے چاندی کو خزانے مین رکھہ چھوڑیگا وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانون کے حاکم کو قید کیا اور جو شخص سونے چاندی کا نوٹا کٹورا بنائے وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانون کے حاکم کو بوجھ اوٹھانے اور ہوا بہ پن کرنے کا حکم کر دیا اسواسطے ہوتا ہے کہ پانی کو محفوظ رکھنے کا کام مٹی اور تانبے سے بھی ہو سکتا ہے دوسری حکمت یہ ہے کہ سونا چاندی جو ہر عزیز الوجود ہین اگر سب لوگ اسکی رغبت کرتے ہین کیونکہ جو شخص سونا چاندی رکھتا ہے وہ سب کچھہ رکھتا ہے وہ شاید کسی کے پاس کپڑا ہو اور غلہ کی حاجت رکھتا ہو اور جسکے پاس غلہ ہو اوسکو کپڑے کی حاجت ہو کپڑے کے بدلے غلہ نہ بیچے اسواسطے حق تعالی نے سونے چاندی کو پیدا کیا اور ہر دل عزیز کر دیا تاکہ اوسکے سبب سے دنیا کے معاملے جاری ہین

سونا چاندی جو فی الحقیقت [illegible] اسمین سے ہے حاجت کی سب چیزین جو ہمکو ہون تو ہمکو اوسکے بدلے سونا چاندی کے عوض سونا چاندی بوقت نفع سے بیچنے لگین تو دونون ایک دوسرے سے اٹک کر قیدمین پڑ جائین اور کام ملتوی رہا یہ حکمت کا دریا ہے کہ تو یہ گمان نکرنا چاہیے کہ شرع مین کوئی چیز حکمت اور صلاح سے باہر ہے بلکہ جو چیز ہو وہ جیسی چاہیے ویسی ہی ہے لیکن بعضی حکمتین ایسی ہین کہ ہر ایک مین کہ پیغمبرون کے سوا کوئی نہین جانتا اور بعض حکمتین ایسی ہین کہ بڑے بڑے عالمون کے سوا کوئی نہین پہچانتا اسواسطے عالم نے تقلید کا کام اختیار کیے ہون وہ ناقص ہوتا ہے اور عوام الناس کے قریب قریب ہوتا ہے عالم جب یہ حکمتین جان جاتا ہے تو جس چیز کو وہ مکروہ جانتے ہین اوسمین حرام جانتا ہے حتی کہ ایک بزرگ نے وضو ہوکے سے بایان پاؤن پہلے جوتے مین ڈالدیا کسیون کے کہنے سے اس منشا کو کہ ہمارے مین ایسے کوئی عالم اگر کسی درخت کی شاخ توڑے یا قبلہ کیطرف تھوکے یا بائین ہاتھہ سے قرآن شریف لے تو اوسپر حد قائم کرینگے جسقدر تمام لوگون پر کرتے ہین عامی سے جو ایسی سزا دی ہوتی ہے تو اوسکے ناقص ہونے کے سبب سے ہوتی ہے کیونکہ وہ بھلا کہ سکے تو یہ سب باتون کی تہ نہین رکھتا اسواسطے کہ اوسکا احوال حکمت سے خالی ہوتا ہے کہ ان دقائق کو وہ کچھہ نہین جانتا تو یہ کہنا کہ [illegible] آدمی جمعہ کی اذان کے وقت کسیکو آزار دیتے تو اوسپر حد قائم کرینگے کہ اسوقت نہ کرو ہے اسلیے کہ ان کو [illegible]

کراہت کو چھپا لیگا اگر خدانخواستہ کوئی جاہل مسجد کی محراب مین قبلہ کی طرف بیٹھ کر کسے قضای حاجت کرسے تو قبلہ کیطرف بیٹھ جو کی اس سبب سے
اوپر عتاب کرنیکا محل نہین ہے اسواسطے کہ وہ گناہ بڑا ہے کہ یہ ذرہ سی خطا اوسمین پوشیدہ رہیگی سو اسطرح عوام الناس کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیے
کیونکہ وہ ظاہری فتوی عوام ہی کے واسطے ہے سالک راہ آخرت کو ظاہری فتوی کی طرف نہ دیکھنا چاہیے آدمی ان دقایق کا لحاظ رکھے تاکہ
عداد حکمت مین ملائکہ کے قریب ہوجاے ورنہ معاملہ کرنے مین عوام الناس کی طرح بہائم کے قریب قریب ہوجائیگا۔ **نعمت کی حقیقت**
کا بیان اے عزیز جاننا چاہیے کہ جو چیز حق سبحانہ تعالی نے پیدا کی ہے وہ آدمی کے حق مین چار قسم پر ہے پہلی قسم وہ چیز ہے جو دنیا اور آخرت
دونون مین مفید ہے جیسے علم اور نیک خلق درحقیقت اس جہان مین بھی نعمت ہے دوسری قسم وہ چیز ہے جو دونون جہانمین نقصان کا سبب ہو
جیسے نادانی اور بدخوئی حقیقت مین بلا ہی ہے تیسری قسم وہ چیز ہے جو اس جہان مین راحت ہو اور اوس جہان مین رنج جیسے نعمت دنیا کی
کثرت اور آدمی کا اوسسے بہرہ یاب ہونا یہ احمقون کے نزدیک نعمت ہے اور عقلمندون اور عارفون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے اسکی مثال ایسی ہے
جیسے کوئی بھوکا آدمی شہد پا جاسے اور اوسمین زہر ملا ہوا گرا ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسمین زہر ملا ہے تو اوسی نعمت جانیگا اگر عقلمند ہوگا تو اوسے
بلا سمجھیگا چوتھی قسم وہ چیز ہے جو اس جہان مین رنج و اذیت ہو اور اوس جہان مین عیش و راحت ہو وہ ریاضت ہے اور نفس و شہوت کی مخالفت ہے
یہ عارفون کے نزدیک نعمت ہے جیسے بیمار عاقل کے نزدیک کڑوی دوا اور احمقون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے **فصل** اے عزیز جاننا چاہیے کہ دنیا کے
اکثر اسباب جسے مین اونمین بعضے ایسے ہین جو بعضے لوگون کے حق مین نفع سے زیادہ ہوتے ہین اور بعضے وہی نعمت ہین یہ کیفیت لوگون کے حال کے ساتھ
بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جو مال بقدر کفایت ہوتا ہے اکثر لوگون کے حق مین اوسکا نفع ضرر سے زیادہ ہوتا ہے اور کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ
ذرا سا مال بھی اوسے نقصان کرتا ہے کہ اسکے سبب سے اوسکی حرص زیادہ ہوجاتی ہے اگر کچھ بھی مال نہ رکھتا ہوتا تو طمع اور لالچ سے بچا رہتا اور
کوئی آدمی ایسا کامل ہوتا ہے کہ بہت مال بھی اوسے ضرر نہین کرتا حاجتمندون کو عندالحاجت دیسکتا ہے پس اس سبب سے جاننا چاہیے کہ ایک
چیز کا ایک آدمی کے حق مین نعمت ہونا اور اوسی چیز کا دوسرے کے حق مین بلا ہونا روا ہے **فصل** اے عزیز جاننا چاہیے کہ جس چیز کو لوگ نیک جانتے ہین وہ تین
حال سے خالی نہین یا تو الحال خوشی آتی ہے یا آیندہ مفید ہوگی یا فی نفسہ نیک ہو اور جس چیز کو بری جانتے ہین وہ یا بالفعل ناپسندیدہ ہے یا آیندہ مضر
ہوگی یا فی نفسہ بری ہے پس وہ چیز نہایت نیک ہے جسمین یہ تینون صفتین پائی جائین خوش بھی آتے نیک بھی ہو مفید بھی ہو وہ نہین ہے
مگر علم و حکمت اسکے مقابلہ مین جہل کمال درجے بری چیز ہے کہ ناپسندیدہ بھی ہے مضر بھی ہے برا بھی ہے اے عزیز جاننا چاہیے کہ علم سے بہتر
کوئی چیز نہین ہے مگر اوسی کے نزدیک جسکا دل بیمار نہو اور جہل فی الحال کھٹکنے والا اور ناپسندیدہ ہے کیونکہ جو شخص ایک چیز نہ جانتا ہو اور
چاہے کہ جانون تو اوسی وقت اپنی جاہلی کو دیکھ کر بیچین ہوجاتا ہے اور جہل برا ہے مگر کھلی ہوئی برائی اوسمین نہین ہے اندیشہ برائی پیدا کرتا ہے اسواسطے کہ دلکی صورت
بگاڑ دیتا ہے یہ بات کھلی ہوئی برائی سے بھی بدتر ہے اور کوئی چیز نافع ہوتی ہے مگر ناگوار معلوم ہوتی ہے جیسے تمام مال ضائع ہوجانے کے
خوف سے اونٹکی کاٹ ڈالنا اور وہ چیز ایک وجہ سے مفید ہوتی ہے ایک وجہ سے مضر جیسے کوئی شخص کشتی ڈوبتے وقت اپنی جان بچانے
کے واسطے مال نکال کر دریا مین پھینک دے **فصل** لوگ کہتے ہین کہ جو چیز خوش معلوم ہوتی ہے وہی نعمت ہے حالانکہ خوشی اور لذتون کے
تین درجے ہین ایک وہ جو نہایت بدتر اور خسیس تر ہے وہ پیٹ اور فرج کی لذت ہے اکثر خلق اسی لذت کو جانتی ہے اور اسی مین مشغول رہتی ہے

اور جو کچھ تلاش کرتی ہے اسی واسطے تلاش کرتی ہے اس لذت کے برسے ہونے پر دلیل یہ ہے کہ سب بہائم اسمیں شریک ہیں اور اس بات میں آدمی سے بڑھے ہوئے ہیں اسواسطے کہ حیوانات کی خورش اور جفتی آدمی کی غذا اور مباشرت سے زیادہ ہے بلکہ مکھی چیونٹی کیڑے سبھی اس لذت میں آدمی کے شریک ہیں جب کوئی اپنے تئیں بالکل اسی لذت کے حوالہ کردے تو اوسنے حشرات الارض کے مرتبہ پر قناعت کی دوسرا درجہ غلبہ اور ریاست اور دوسروں پر فوقیت پانیکی لذت ہے یہی غصہ غضب کی قوت ہے یہ اگرچہ پیٹ اور فرج کی لذت سے بہتر ہے مگر پھر بھی بری چیز ہے کیونکہ اس بات میں بعضے حیوانات آدمی کے شریک ہیں جیسے شیر چیتا انمیں غلبہ اور حملہ کرنے کی حرص ہے تیسرا درجہ علم و حکمت اور حق تعالی کی معرفت اور عجیب عجیب صنعتوں کے پہچاننے کی لذت ہے یہ لذت بہت بہتر ہے اسواسطے کہ کسی جانور کو نہیں ہوتی یہ ملایکہ کی صفت ہے بلکہ حق تعالی کی صفتوں میں سے ہے جس شخص کو ان ہی چیزوں میں لذت ہے اسکے سوا اور کسی چیز میں لذت نہیں وہ کامل ہے اور جسے ان چیزوں میں کچھ بھی لذت نہیں وہ ناقص ہے بلکہ بیمار اور ہلاک ہونیوالا ہے اکثر مسلمان ان ہی دو قسموں سے ہوتے ہیں بلکہ ان چیزوں کی لذت بھی پاتے ہیں اور اور چیزوں کی بھی جیسے ریاست اور شہوت کی لذت مگر جس شخص پر معرفت کی لذت غالب ہوتی ہے اور دوسری چیز کی لذت اوسمیں پوشیدہ اور مغلوب ہوجاتی ہے وہ شخص درجہ کمال سے نزدیک ہوتا ہے اور جسپر دوسری لذت غالب ہوتی ہے اور یہ تکلیف سے ہوتی ہے وہ اگر اس لذت کو غالب ہوجانے کی کوشش کرے تو درجہ نقصان سے نزدیک ہوتا ہے یہ لذتیں کا پلہ بھاری ہوجانے سے یہی ہے

بیان نعمت کے سب اقسام اور درجات کا یعنی جاننا چاہئے کہ نعمت حقیقی سعادت آخرت ہے اسواسطے کہ وہ بالذات مطلوب ہے اپنے سوا دوسری نعمت کا وسیلہ نہیں یہ چار چیزیں ہیں ایک وہ بقا جسمیں بندا کو دخل ہے دوسری وہ قوت جسے رنج سے کچھ اوٹ نہیں تیسری وہ علم اور کشف جو جہل و ظلمت کی کدورت سے پاک صاف ہو چوتھی وہ استغنا جسمیں بیحاجتی اور محتاجی کی گنجائش نہیں ان چاروں چیزوں کا حاصل یہ ہے کہ آدمی کو جناب الٰہی کے جمال بیمثال کی لذت اسطرح حاصل رہے کہ ملال اور زوال اوسمیں دخل ہی نہ پاسکے نعمت حقیقی بس یہی ہے اور جس چیز کو دنیا میں نعمت جانتے ہیں تو اسی واسطے جانتے ہیں کہ وہ سعادت آخرت کا وسیلہ ہوتی ہے فی نفسہ مطلوب نہیں ہے اور پوری نعمت وہی ہے جسے سعادت آخرت کہتے ہیں اور کچھ نہیں اسی واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْعَیْشُ عَیْشُ الْاٰخِرَۃِ ایکبار نہایت رنج اور تنگی کے وقت آپنے یہ کلمہ فرمایا تاکہ رنج دنیا سے اپنے تئیں تسکین دیں اور ایک مرتبہ نہایت خوشی کے وقت حج وداع میں کہ دین کامل ہوچکا تھا اور تمام خلق آپکی طرف متوجہ تھی آپ اونٹ پر سوار تھے لوگ آپسے حج کے مسائل پوچھتے تھے جب آپ نے اس کمال دین کو ملاحظہ فرمایا تو یہ کلمہ زبان مبارک پر آیا تاآپ کا دل حق متعال لذت دنیا کی طرف گمان نہ کرے ایک شخص نے کہا اَلْاٰنَ اَتْمَمْتَ لَنَا دِیْنَنَا فَاَیُّ نِعْمَۃٍ بَعْدَ اِکْمَالِ الدِّیْنِ تمام نعمت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا اے شخص تو جانتا بھی ہے کہ پوری نعمت کیا ہے اور سمجھ کیا نہیں فرمایا کہ پوری نعمت یہ ہے کہ تو بہشت میں جائے اور جو نعمتیں دنیا میں ہوتی ہیں اونمیں سے جو وسیلہ آخرت نہیں ہے وہ حقیقت میں نعمت نہیں ہے اور جو وسیلہ آخرت ہے وہ سوا چیزوں میں ہیں چار بدن میں چار بدن کے اندر چار بدن کے باہر چار ان بارہ کو جمع کرنے میں چار جو دل میں ہیں وہ علم کا شفہ علم معاملہ عفت عدل ہے علم مکاشفہ تو یہ ہے کہ آدمی حق تعالی کو اور اوسکی صفتوں کو اور اوسکے فرشتوں اور رسولوں کو پہچانے اور علم معاملہ وہ ہے جو اس کتاب میں ہمنے بیان کیا کہ راہ دین کی کماٹیان ہیں جیسا رکن مہلکات میں ہمنے بیان کیا اور راہ

جیسا کہ رکن عبادات اور معاملات میں [illegible] جیسا کہ آدمی ان سب کو بخوبی جان لے
اور عفت یہ ہو کہ آدمی خواہش اور غصہ کی قوت کو تو تڑکر پورا حسن خلق حاصل کرے اور عدل یہ ہے کہ خواہش اور غصہ کو درمیان سے بالکل اوٹھا
نہ دے کیونکہ یہ نقصان اور خسران ہے اور بالکل مسلط بھی نہ کرے کہ حد سے گذر جائیں اسواسطے کہ یہ طغیان اور طغیان ہے بلکہ ساستی اور اعتدال کی
ترازو میں تولتا رہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ یہ چار چیزیں تمام نہیں
ہوتیں مگر اون نعمتوں کے سبب سے جو بدن میں ہیں وہ چار نعمتیں ہیں تندرستی قوت جمال عمر دراز تندرستی اور قوت اور عمر دراز کے ساتھ سعادت
آخرت کی حاجت نکلی چھپی نہیں اسواسطے کہ علم و عمل اور خلق نیک اور وہ فضائل جو آدمی کو دل میں ہیں جنکے ہیں بے انکے تمام و کمال حاصل نہیں
ہوتے لیکن جمال کی حاجت کم پڑتی ہے مگر ایک قدر یہ خوبصورت آدمی کی غرض بہت نکلتی ہے اس لحاظ سے جمال بھی جاہ مال کے مثل ہے اور
جو چیز دنیا کی حاجت اور ضرورت میں کام آتی ہے وہ آخرت کی ضرورتوں میں کام آ ہی چکی اسواسطے کہ دنیا کی ضرورتیں نکلتی رہنا امور آخرت میں
خلط جریہ کا سبب ہوتا ہے اور دنیا مزرعہ آخرت ہے دوسرے یہ کہ ظاہر کی خوبصورتی باطن کی نیک سیرتی کا عنوان ہے کیونکہ یہ ایک عنایتی
نور ہے کہ پیدا ہونیکے ساتھ ہی آدمی میں چمکنے لگتا ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ نے جب آدمی کا ظاہر آراستہ کر دیا تو باطن بھی نیک
اخلاق سے آراستہ کر دیتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ برا آدمی ایسا نہیں ہوتا جو اپنی بری سیرت کی بہ نسبت خوبصورت ہو رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خوبصورت لوگون سے اپنی حاجت اور مراد چاہو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے
جب کہیں والی بھیجو تو جوان بھیجو خوبصورت بھیجو فقہا رحمہم اللہ تعالیٰ نے کہا ہے جب تم میں امامت کرنیوالی علم قرات قرآن اور
پرہیزگاری کی صفت میں برابر ہوں تو تم میں جو سب سے خوبصورت ہو وہ امامت کرے اسلئے اولیٰ تر ہے العزیز جانو کہ اس خوبصورتی سے نہیں وہ
مراد ہے جو شہوت بھڑکا لے اسواسطے کہ وہ عورتون کی صفت ہے بلکہ آدمی ایسا کشیدہ قامت و جیہ متناسب الاعضا ہو کہ لوگون کے دیدہ
اور دل سے نفرت نکریں جو نعمتیں بدن کے باہر ہوتی ہیں اور بدن کو اونکی حاجت ہے وہ یہ ہیں مال و جاہ زن فرزند شرافت نسب آخرت کو مال کی حاجت
اسوجہ سے ہے کہ جو شخص مالدار نہ ہوگا تمام دن روزی کی تلاش میں مشغول رہیگا علم و عمل میں بہت کم مصروف ہوگا پس مال بقدر کفایت دینی
نعمت ہے اور جاہ کی اسواسطے حاجت ہے کہ جو شخص جاہ و منزلت نہیں رکھتا وہ لوگون کی نظرون میں ہمیشہ ذلیل اور بیقدر رہتا ہے دشمنون سے
امن نہیں رہتا مگر جاہ و مال کی زیادتی میں بہت سی آفتیں ہیں اسواسطے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو اوٹھے
اور تندرست اور امن میں ہو اور اوسدن کی قوت اوسکے پاس ہو وہ ایسا ہے کہ گویا تمام دنیا اوسکو حاصل ہے اور یہ امور بے جاہ و مال
کے مہیا نہیں ہو سکتے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نِعْمَ الْعَوْنُ عَلَی تَقْوَی اللّٰہِ الْمَالُ یعنی مال پرہیزگاری میں کیا اچھا
مددگار ہے اور زن و فرزند اسوجہ سے دینی نعمت ہیں کہ جو وہ شغلون سے فراغت حاصل ہونیکا سبب ہوتی ہے اور شر شہوت سے بیخوف
کر دیتی ہے اسی سبب سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیک عورت دین کے امور میں مرد کی بڑی مددگار ہوتی ہے حضرت عمر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب عرض کیا کہ مال دنیا میں سے ہم کیا جمع کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت
مومنہ جو فرزند والدین کے مرنے کے بعد دعاے خیر کا باعث ہوتا ہے اور زندگی میں یار و مددگار رہتا ہے نیک اعمال مرد کے واسطے

ہاتھ پاؤں پروبال کے مثل سوقی ہے کیونکہ اوسے بہت کام نکلتے ہیں اسی طرح نسب بھی نعمت ہے اور بعضے آدمی کو نسب سے اتنا کام نکلتا ہے کہ تمام عمر تمام تر اسی کے طرف منصرف کردے اور شرافت نسب بھی نعمت ہے کیونکہ اسلام نے نسب کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تخیروا لنطفکم والا کفاء وا یاکم والخضراء الدمن یعنی پاکیزہ جگہ میں نکاح کرو اور گھورے پر پیدا ہونے والی سبزی سے پرہیز کرو لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ گھورے کا سبزہ کیا چیز ہے فرمایا خوبصورت عورت جو کم ذات ہو یعنی خبردار جانو کہ اس نسب سے دنیا کی مراد یہاں سے مقصود نہیں ہے بلکہ دینی نسب مراد ہے جو صالح اور عالم لوگوں سے ہوتا ہے اسواسطے کہ یہ بھی ایک نعمت ہے آدمی میں اکثر اخلاق باطن اور اعتقاد سے سرایت کرتے ہیں جو کا اچھا ہونا شاخوں کے اچھے ہونے پر دلیل ہوتا ہے جیسا حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے تو ان توفیق سے کوئی نعمت عمدہ چار نعمتیں جو ان بارہ نعمتوں کو جمع کرتی ہیں ہدایت رشد تائید تسدید ہے کہ ان سکو توفیق کہتے ہیں ہر توفیق سے کوئی نعمت عمدہ نہیں توفیق کے یہ معنی ہیں کہ تمہارا الٰہی اور ارادہ عبد میں موافقت ہو جانا یہ بات خیر و شر دونوں میں ہوتی ہے مگر بمقتضای عبارت توفیق خاص اسی سے عبارت ہوگئی ہے کہ ارادہ بندہ و قضاء الٰہی کے ساتھ کار خیر میں جمع ہو جائے اور توفیق کی تکمیل چار چیزوں سے ہوتی ہے ایک ہدایت کہ کوئی شخص اس سے مستغنی نہیں ہے کیونکہ اگر شخص سعادت آخرت کا طالب ہو اور اوسکی راہ نہ جانتا ہو تو کیا فائدہ دوسرے بغیر ہدایت کے اسباب پیدا کرنا کچھ کام نہیں آتا اسواسطے حق تعالیٰ نے دونوں چیزوں کے سبب ہونے کا بیان فرمایا اور فرمایا ربنا الذی اعطی کل شیء خلقہ ثم ہدی اور فرمایا والذی قدر فہدی یعنی جانتا کہ اس ہدایت کے معنی دو ہیں بعضوں سے بعضوں کا بہتر درجہ یہ ہے کہ آدمی خیر و شر میں فرق کرے یہ درجہ سب عقلمندوں کو حق تعالیٰ نے عنایت فرمایا ہے بعضوں کو اس سے بعضوں کو پیغمبروں کی زبانی حق تعالیٰ نے یہ جو فرمایا ہے وہدیناہ النجدین اور ہم نے بتا دیا اوسکو دونوں راہ خیر و شر کی راہ آدمی کو بتانی اور یہ حق سبحانہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وامّا ثمود فہدیناہم فاستحبوا العمی علی الہدیٰ اس سے وہ ہدایت مراد ہے جو پیغمبر کی زبانی فرمائی جو شخص اس ہدایت سے محروم ہے وہ یا حسد اور تکبر کے سبب سے محروم ہے یا شقاوت ازلی کے سبب سے کہ انبیا اور علما کی بات نہیں سنتا اور نہ کوئی عقلمند اوسکو ہدایت پانے سے عاجز نہیں رکھ سکتا اور جو خاص ہدایت ہے جو مجاہدہ اور معاملہ میں تھوڑی بہت حاصل ہوتی ہے اور حکمت کی راہ کھلتی جاتی ہے یہ ہدایت مجاہدہ کا نتیجہ ہے جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے والذین جاہدوا فینا لنہدینہم سبلنا یعنی جب ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہیں تو ہم اوسمیں اپنی ہدایت فرماتے ہیں یہ نہیں ارشاد فرمایا کہ ہم خود بخود ہدایت کرتے ہیں اور یہ جو حق تعالیٰ جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے والذین اہتدوا زادہم ہدی اس سے بھی ہدایت خاص مراد ہے نیسرا درجہ خاص الخاص ہدایت ہے نبوت اور ولایت کے عالم میں یہ نور پیدا ہوتا ہے یہ ہدایت حق تعالیٰ کی ذات کی طرف ہوتی ہے اوسکی راہ کی طرف نہیں ہوتی یہ ہدایت اسطرح پر ہوتی ہے کہ عقل کی یہ مجال نہیں کہ خود بخود یہ ہدایت پاجائے یہ جو حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے قل ان ہدی اللہ ہو الہدیٰ اوس سے بھی خاص الخاص ہدایت مقصود ہے کیونکہ ہدایت مطلق بھی ہے حق تعالیٰ نے اس ہدایت کا حیات نام رکھا ہے اور فرمایا ہے او من کان میتا فاحییناہ وجعلنا لہ نورا یمشی بہ فی الناس اور رشد کے یہ معنی ہیں کہ بندہ کو ہدایت سے ہر وقت معلوم ہوتی ہے اور چلنے کی خواہش پیدا ہو جیسا حق تعالیٰ

نے ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ اٰتَيْنَا اِبْرٰهِيْمَ رُشْدَهٗ مِنْ قَبْلُ جو ابراہیم کا جوان ہوا اور جانے کہ اسطرح مال کی حفاظت کرتے ہین اور نہ کہ اوسے رشید نہین کہتے گویا حفاظت مال کی ہدایت پانیکا نام اور تشدید کے یہ معنی ہین کہ بندے کی حرکتون اور اعضا کو بھلائی کی طرف آسانی سے بلائے تاکہ وہ جھٹ پٹ اپنے مقصود کو پہونچ جائے پس ہدایت کا ثمرہ معرفت ہے اور رشد کا نتیجہ خواہش اور ارادہ ہے اور تشدید کا مال قدرت اور آلات حرکت ہین ہے اور تائید مدد غیبی سے عبارت ہے جو باطن مین تیری بصیرت سے اور ظاہر مین قوت حرکت سے پہونچتی ہے جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَاَيَّدَهٗ بِرُوْحِ الْقُدُسِ اور عصمت اسسے بہت ہی قریب ہے عصمت یہ ہے کہ آدمی کے باطن مین گناہ اور شرک کی راہ سے باز رکھنے والا پیدا ہو جائے اور وہ اوس باز رکھنے والے کو بخوبی پہچانے کہ کہان سے آیا جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا لولا ان رایا برہان ربہ دنیا کی نعمتین آخرت کی راہ مین ان نعمتون کو اور سببون کی اون سببون کو اور سببونکی حاجت ہوتی ہے کہ بندہ آخر کو اوس تک پہونچ جاتا ہے جو حقیقت مین انکا بنانے اور رب الارباب مسبب الاسباب ہے سلسلۂ اسباب کی کڑیون کی تفصیل بہت طولانی ہے یہان اسقدر بس ہے

شکر مین خلق کے قصور کرنیکا بیان یعنی جاننا چاہئے کہ شکر مین دو سبب سے قصور ہوتا ہے ایک حق سبحانہ تعالیٰ کی نعمتون کی کثرت نہ جاننے کے سبب سے کیونکہ حق تعالیٰ کی نعمتون کا شمار اور اندازہ کوئی نہین جانتا جیسا کہ خود اوس نے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا حق تعالیٰ کی تھوڑی سی نعمتین جو کھانا کھانے مین ہین وہ احیاء العلوم مین بیان کی ہین تاکہ آدمی اوسپہ قیاس کرکے سمجھ لے کہ اوسکی سب نعمتون کو پہچاننا ممکن ہی نہین اس کتاب مین تفصیل کی گنجایش نہین دوسرا سبب یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی جو نعمت عام ہے آدمی اوسے نعمت ہی نہین جانتا اور ہرگز اوسکا شکر نہین کرتا چنانچہ یہ ہوا لطیف جسے دم کہتے ہین آدمی کھینچتا ہے یہ روح حیوانی جسکا معدن دل ہے اوسکی مدد کرتی ہے اور دل کی گرمی کو معتدل کردیتی ہے اگر ایک دم موقوف ہو تو آدمی ہلاک ہو جائے آدمی اسے نعمت ہی نہین جانتا ایسی لاکھون نعمتین ہین جسے آدمی نعمت نہین سمجھتا ہان اگر دم بھر کسی کو ہین جانے کہ اوسکی ہوا غلیظ ہوتی ہے اور دم بند کرے یا گرم حمام مین اوسے قید کرین کہ اوسکی ہوا گرم ہوتی ہے اور گھڑی بھر وہان متعفن سہنے دین تو آدمی اس نعمت کی قدر جانے بلکہ جب تک شوب پیشم نہین ہوتا یا آنکھ پھوٹ نہین جاتی تب تک بھلی چنگی آنکھ کا آدمی شکر نہین کرتا ایسے بندے کی مثال اوس غلام کی ایسی ہے جسے جب تک مار پڑنے کی قدر نہین جانتا اور اگر نہ پیٹین تو اوسمین سرکشی اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو شکر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی نعمتون کو آدمی اپنے دل مین یاد کرتا رہے چنانچہ بعضی نعمتون کی تفصیل احیاء العلوم مین مذکور ہوتی ہے یہ تدبیر کامل آدمی کو چاہیے اور ناقص کم فہم کو یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ ہر روز بادشاہی دار الشفا اور قید خانہ مین اور قبرستان مین جایا کرے تاکہ مصیبت اور بلا دیکھکر اپنی صحت و سلامتی کی قدر جانے اور وقت شاید شکر الٰہی مین مشغول ہو آدمی جب قبرستان مین جائے تو جان لے کہ یہ سب مرے ہوئے ایکدن کے واسطے دوبارہ زندگی پانے کی آرزو مین ہین تاکہ اپنی گناہون کا تدارک کرلین اور نہین پاتے اور یہ عجب نہ رہے کہ اسکی زندگی کے بہت سے دن باقی ہین اور اونکی قدر نہین جانتا اور جو عام نعمت ہر بندے اور کہ شکر نہین کرتے جیسے ہوا آفتاب چشمہ جینا اور مال کو اور جو نعمت اوسکے ساتھ خاص ہے اوسیکو نعمت جانتا ہے اوسے جاننا چاہیے کہ یہ اوسکی نادانی ہے کیونکہ عام ہونے کے سبب سے نعمت نعمت ہونے سے نکل نہین جاتی پھر غور کرے تو خاص نعمتین

بھی بہت سی بلوسے حاصل ہیں اسواسطے کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ گمان نہ کرتا ہو کہ میری عقل کے برابر کسیکو عقل نہیں اور میرے خلق کا سا کسی میں خلق نہیں اسی گمان سے سبب اوروں کو احمق اور بدخو جانتا ہے اور اپنے تئیں نہیں جانتا تو یہ گمان کرکے اپنی عقلمندی اور خوش خلقی کا شکر کیا کرے اوروں کی عیب بینی میں نہ مشغول رہا کرے بلکہ کوئی ایسا نہیں جسمیں عیب نہوں کہ اون عیبوں کو وہی شخص جانتا ہے اور کوئی نہیں جانتا کیونکہ حق تعالیٰ نے اون عیبوں پر پردہ ڈال رکھا ہے بلکہ آدمی کو غصہ اور غیظ آتے ہیں اگر وہی لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو بڑی ندامت کا محل ہو یہ بات ہر ایک کے حق میں خاص نعمت ہے چاہیے کہ اسکا شکر کیا کرے اور ہمیشہ اوسی نعمت کا خیال کرتا رہے جس سے محروم ہے کہ شکر سے بھی محروم رہے بلکہ اون نعمتوں کو دیکھا کرے جو حق تعالیٰ نے بلا استحقاق اوسے عنایت فرمائی ہیں ایک شخص کسی بزرگ کے پاس جاکر اپنی مفلسی کی شکایت کرنے لگا اون بزرگ نے فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ تیری آنکھ پھوٹ جائے اور دس ہزار درم ملیں اوسنے کہا نہیں فرمایا کان اور ہاتھ پاوں جاکر دس ہزار درم ملیں اوسنے کہا نہیں فرمایا بھلا عقل جاکر ملیں اوسنے عرض کیا نہیں فرمایا پھر تیرے پاس پچاس ہزار درم کا مال تو موجود ہے تو شکایت کیوں کرتا ہے بلکہ العزیز اگر تو اکثر لوگوں سے پوچھے کہ تم اپنا حال فلانے آدمی کے حال سے بدلتے ہو تو بدلیں گے تو جب حق تعالیٰ نے جو کچھ اوسے نہیں دیا ہے اکثر لوگوں کو نہیں عنایت کیا ہے تو شکر کرنیکا محل ہے **فصل** العزیز جاننا چاہئے کہ مصیبت اور بلا میں بھی شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ کفر اور گناہ کے سوا کوئی مصیبت اور بلا ایسی نہیں جسمیں کچھ بھلائی نہو کہ تو اوسے نہیں جانتا اور حق تعالیٰ تیری بھلائی کو بہتر جانتا ہے بلکہ ہر ایک میں ان پانچ قسموں سے ایک قسم کا شکر واجب ہے پہلی قسم یہ ہے کہ دنیا کے کام میں مصیبت ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ دین کے کام میں نہیں ہوئی ایک شخص نے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ سے کہا کہ چور میرے گھر میں آکر سب مال لیگئے فرمایا کہ اگر شیطان تیری دل میں گھس کر تیرا ایمان لیجاتا تو تو کیا کرتا دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی بلا اور بیماری ایسی نہیں جس سے سخت تر دوسری نہ ممکن ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ اس سے سخت تر بلا نہیں آئی جو شخص ہزار لاٹھیاں مارنے کے قابل ہو اگر اوسے سو لاٹھیاں ماریں تو شکر کرنیکی جگہ ہے ایک مشائخ رحمہ اللہ تعالیٰ کے سر پر طشت بھر راکھ کسیںے دھوکے سے ڈالدی اونہوں نے شکر کیا اور کہا کہ اچھا ہوا میں آگ کا مستحق تھا اور میرے اوپر راکھ ہی ڈالی گئی تو یہ کمال نعمت ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہیں کہ آخرت پر اوسکا رہنی تو اوس سے بدتر اور بہت بڑا عذاب ہوتا تو شکر کرنا چاہیے کہ دنیا ہی میں بہت کچھ اور عذاب آخرت سے چھٹنے کا سبب ہوا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے جسپر دنیا میں سختی کرلی اوسپر آخرت میں نہ کریگا کیونکہ بلا گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے آدمی جب بیگناہ ہو گیا تو عذاب کیا پس جو طبیب تجھکو کڑوی دوا پلائے اور تیری فصد کھلائے تو اگرچہ اسمیں رنج ہوتا ہے مگر شکر کرنیکا مقام ہے کہ یہ تھوڑا رنج سہکر بیماری کے بڑے رنج و عذاب سے چھوٹا چوتھی قسم یہ ہے کہ یہ مصیبت تو بوجہ تفریط دینی کے دوسرے واسطے لکھی تھی اور خواہ نخواہ پیش آنیوالی تھی جب آپہنچی تو محل شکر ہے شیخ ابو سعید قدس سرہ کہ سر سے گر پڑے اور کہا الحمد للہ لوگوں نے عرض کیا کہ یا شیخ آپ نے یہ کیوں کہا فرمایا کہ گدھے پر سے گرنے کی آفت کو میں ٹال کر آیا یعنی اس بلا کا مجھپر آنا واجب تھا کیونکہ ازل میں اسکا حکم ہو چکا تھا۔ پانچویں قسم یہ ہے کہ دنیا کی مصیبت کے سبب سے آخرت میں دوچند ثواب حاصل ہوتا ہے جیسا احادیث میں آیا ہے

دوسرے یہ کہ سب گناہوں کی سردار دنیا کی الفت ہے کہ دنیا ہی بہشت ہو جاتی ہے اور جناب الٰہی میں جانا گویا برزخ کو دیکھ کر خانہ میں جانا ہو جاتا ہے جسے حق تعالیٰ دنیا میں مبتلا بلا کرتا ہے اور اسکا دل دنیا سے نفرت کرنا لگتا ہے اور دنیا اوسکے نزدیک قید خانہ ہو جاتی ہے اور موت اوس قید خانہ سے رہائی دیتی ہے اور کوئی بلا ایسی نہیں ہے جو حق تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ اور تادیب نہو اگر بندہ کو عقل ہوتی تو جب اوسکا بلا اوسے ادب دیتا تو وہ شکر کرتا کہ اسکا بڑا فائدہ ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جسطرح تم کھانے پینے کی چیز سے بیمار کی خبر گیری کرتے ہو اسطرح حق تعالیٰ مصیبت اور بلا سے اپنے دوستوں کی غمخواری کرتا ہے ایک شخص نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ چور میرا مال لیگئے آپ نے فرمایا کہ جسکا مال نہ چوری جائے اور بدن بیمار ہوا وسمیں خیر نہیں ہے حق تعالیٰ جب بندے کو دوست رکھتا ہے تب ہی اوسپر بلا نازل کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ جنت میں بہت سے درجے اور مرتبے ایسے ہیں کہ بندہ اپنی محنت اور کوشش سے وہاں تک نہیں پہونچ سکتا اور حق تعالیٰ بلا میں گرفتار کرکے اوسے وہاں پہونچا دیتا ہے ایکدن جناب سید المقبول صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کی طرف دیکھتے دیکھتے ہنسے پڑے اور فرمایا کہ تقدیر الٰہی جو مومن کے حق میں ہے اوس سے میں تعجب میں ہوں اگر نعمت کا حکم فرماتا ہے تو بھی خود راضی ہوتا ہے اور اوسکی بھلائی ہوتی ہے اور اگر بلا کا حکم کرتا ہے تو بھی خود راضی ہوتا ہے اور اوسکی بھلائی ہوتی ہے یعنی بندہ بلا میں صبر کرے اور نعمت میں شکر دونوں میں اوسکی بھلائی ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا میں ہمیشہ عافیت سے رہے وہ قیامت میں مصیبت والوں کے بڑے بڑے درجے دیکھکر چاہینگے کہ کاش ہمارا گوشت دنیا میں قینچی سے کترا گیا ہوتا ایک پیغمبر علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا تو کافروں کو ریل پیل نعمت دیتا ہے اور مومنوں پر بلا نازل کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے ارشاد ہوا کہ بندے اور نعمت اور بلا سب ہماری ملک ہیں مومن کے گناہ دیکھکر میں چاہتا ہوں کہ مرتے وقت گناہوں سے پاک صاف ہو کر میری حضوری میں حاضر ہو اس جہان کی بلا سے اوسکے گناہوں کا کفارہ کر دیتا ہوں اور کافر کی نیکیاں ہوتی ہیں دنیا میں نعمت دیکر اوسکا بدلا کر دیتا ہوں کہ جب میرے دربار میں حاضر ہو تو اوسکا کچھ حق باقی نہو تا کہ بخوبی اوسپر عذاب کر سکوں جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی وَمَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا یُّجْزَ بِهٖ یعنی جو برائی کریگا اوسکی جزا دیکھے گا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ اس سے ہم کیونکر نجات پائینگے آپ نے فرمایا کہ کیا تم بیمار اور غمگین نہیں ہوتے مومن کی یہی جزا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فرزند نے انتقال کیا آپ نہایت مغموم ہوئے دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر اونکے پاس آئے ایک نے اظہار کیا کہ میں نے زمین میں بیج بویا تھا اس دوسرے نے روندڈالا اور ضائع کر دیا دوسرے نے کہا تو نے شاہراہ میں بیج بویا تھا چونکہ داہنے بائیں راہ نہ تھی میں نے روندڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا کہ تو نے نہ جانا کہ راہ چلنے والوں سے راہ خالی نہیں ہوتی شاہراہ میں کیوں بیج بویا تھا اور سنے جواب دیا آپ سمجھے کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپنے ماتمی لباس کیوں پہنا ہے پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی اور استغفار کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بیمار بیٹے کو مرنے کے قریب دیکھکر کہا کہ بیٹا اگر تو پہلے جائے تاکہ میری ترازو میں ہو تو اسی میں اس امر سے بہت دوست رکھتا ہوں کہ میں تیری ترازو میں ہوں بیٹے نے عرض کیا کہ بابا جان جو بات آپ بہت دوست رکھتے ہیں وہی میں بھی چاہتا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لوگوں نے خبر دی کہ آپ کی بیٹی مر گئی

انا للہ و انا الیہ راجعون سنر و حضر کی خرچ کم ہو گیا ثواب نقد ہو گیا پھر کھڑے ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور کہا حق تعالی نے یون ہی فرمایا ہے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ مین دونون بجا لایا حاتم اصم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہی کہ قیامت کے دن چار شخصون سے چار گروہ کو حق تعالی الزام دیگا حضرت سلیمان علیہ السلام سے تونگرون کو حضرت یوسف علیہ السلام سے فقیرون کو حضرت عیسی علیہ السلام سے درویشون کو حضرت ایوب علیہ السلام سے اون لوگون کو جو بلا پر صابر نرہے علم شکر کا اسیقدر بیان یہان کافی ہے واللہ علم

تیسری اصل خوف و رجا کے بیان مین

ایعزیز جان اس بات کو جان کہ خوف و رجا سالک کے واسطے دو بازوون کے مانند ہین کہ جن بلند مقامات پر پہونچتا ہی اون ہی کے زور سے اوڑ کر پہونچتا ہے اسواسطے کہ سالک کو بہت اونچے اونچے کرارے جناب الہیت ہی سد راہ ہوتے ہین جب تک امید صادق نہو اور جناب الہی کے جمال بیمثال کی لذت سے آنکھ نہ لڑے تب تک اون کراورون کو سالک طے نہین کر سکتا اور شہوت نفسانی جو دوزخ کی کو پر ہین بڑی غالب اور فریب دینے والی اور اپنی طرف کھینچنے والی ہین اور اونکے پھندے بڑے پھانسنے والی اور پیچ در پیچ ہین جب تک خوف و ہراس دل پر غالب نہین ہوتا تب تک آدمی اون سے نہین بچ سکتا اسی سبب سے خوف و رجا کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ رجا تو مہار کے مانند ہے کہ اوسکے سبب سے بندہ آگے کھچتا ہے اور خوف کوڑے کے مثل ہے کہ اوسکے باعث سے بندہ آگے بڑہتا ہے پہلے ہم رجا کا بیان کرتے ہین پھر خوف کو رجا کی فضیلت کا بیان ایعزیز جانتو کہ خدا کی عبادت اوسکے فضل و کرم کی امید پر اوس عبادت سے بہتر ہی جو عذاب کی خوف و ہراس سے ہو اسواسطے کہ امید سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت سے بالاتر کوئی درجہ نہین ہے اور خوف و بیم سے نفرت پیدا ہوتی ہے اسواسطے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لا یموتن احدکم الا وہو یحسن بالظن باللہ یعنی تم مین ہر ایک کو لازم ہے کہ خدا کے ساتھہ نیک گمان ہو کر مرے اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی ارشاد فرماتا ہے مین وہین ہون جہان میرا بندہ میرا گمان کرے میرے بندی سے کہدے کہ تو جو گمان چاہ میرے ساتھہ رکہہ جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے ایک شخص سے اوسکی جانکنی کے وقت پوچھا کہ تو اپنے تئین کیسا پاتا ہی عرض کیا کہ یارسول اللہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اوسکی رحمت کا امیدوار ہون فرمایا کہ ایسے وقت جسکے دلمین یہ دونون باتین جمع ہوتی ہین حق تعالی اوسے ڈر کی بات سے بچاتا ہے اور اوسکی امید بر لاتا ہی حق سبحانہ تعالی نے حضرت یعقوب علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ ای یعقوب تو جانتا ہی کہ میرے نے یوسف کو تجھسے کیون جدا کیا اسواسطے جدا کیا کہ تو نے اپنے اور بیٹون سے کہا تھا واخاف ان یاکلہ الذئب وانتم عنہ غافلون یعنی مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ بھیڑیا اوسے کہا جائے اور تم اوس سے غافل ہو جاؤ تو بھیڑیے سے کیون ڈرا مجھ سے کیون نا امید رہی یوسف کے بھائیون کی غفلت کا خیال کیا میری حفاظت کا دہیان نہ کیا شیر خدا حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے گناہون کی کثرت کے سبب سے نا امید ہے فرمایا اے شخص نا امید نہو ارحم الراحمین کی رحمت تیرے گناہون سے بہت بڑی ہی جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق تعالی بندے سے ارشاد کریگا کہ اورون کو گناہ کرتے دیکھکر تو نے

اجتناب کیون نکیا اگر حق تعالی اوسکی زبان کو توفیق دیگا اور وہ یون عرض کریگا کہ اے اللہ مین خلق سے ڈرا اور تیری رحمت کا امیدوار رہا تو ارحم الراحمین اوسپر رحم فرمائیگا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات نے ایکدن فرمایا کہ لوگو جو کچھ مین جانتا ہون وہ اگر تم بھی جان لو تو بہت رو و تھوڑا ہنسو صحرا مین جاکر سینہ کوبی کرکے نالہ وزاری کیا کرو پھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ آپ میرے بندون کو کیون ناامید کرتے ہین پھر جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم یہ تشریف لائے اور لوگون کو ارحم الراحمین کے فضل وکرم کی خوب خوب امید دین حق سبحانہ تعالی نے حضرت داود علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داود تو بھی مجھے دوست رکھ اور میرے بندون کے دلون مین بھی مجھکو دوست کر دے عرض کیا کہ خلق کے دلون مین تجھے کیونکر دوست کردون ارشاد ہوا کہ میرا فضل وکرم اونھین یاد دلا کہ اونھون نے میری کرسوا مجھ سے اور کچھ نہین دیکھا ہو کسی نے یحیی ابن اکثم رحمہ اللہ تعالی کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھ موقف سوال مین ٹھہراکر ارشاد فرمایا کہ اے شیخ تو نے ایسے ایسے کام کیے حتی کہ مجھپر تیرا خوف وہراس غالب ہوا پھر مین نے عرض کیا کہ بار خدایا مجھے تیری طرف سے ایسی خبر نہین دی تھی ارشاد ہوا کہ پھر کیسی خبر دی تھی مین نے عرض کیا کہ عبد الرزاق نے مجھے خبر دی تھی معمر سے معمر زہری سے زہری نے انس سے انس نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے جبرئیل نے مجھ سے کہ تو نے ارشاد فرمایا ہو کہ مین بندے کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہون جو کہ وہ مجھسے گمان اور امید رکھتا ہو اور مین یہ امید رکھتا تھا کہ تو میرے اوپر رحم کریگا ارشاد کہ جبرئیل نے بھی سچ کہا میرے رسول نے بھی سچ کہا انس نے بھی سچ کہا زہری نے بھی سچ کہا معمر نے بھی سچ کہا عبد الرزاق نے بھی سچ کہا لے مین نے تجھپر رحمت کی پھر مجھے کرامت کا خلعت پہنایا اور اپنے جنت کے خادم میرے آگے چلتے پھرتے ہین یہی خبر ثابت حاصل ہے کہ کبھی نہ دیکھی تھی حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص لوگون کو خدا کی رحمت سے ناامید کیا کرتا تھا اور اوسکو ساتھ خوف کرنے کی تعلیم کرتا تھا قیامت کے دن حق تعالی اوس سے کہیگا کہ جسطرح تو میرے بندون کو میری رحمت سے ناامید کرتا تھا اوسطرح آج مین اپنی رحمت سے تجھے ناامید کرتا ہون اور حدیث شریف مین ہے کہ ایک مرد ہزار برس دوزخ مین رہیگا پھر پکاریگا یا حنان یا منان حق سبحانہ تعالی حضرت جبرئیل کو حکم فرمائیگا کہ جا میرے اس بندے کو لے آ وہ لے آئین گے حق تعالی اوس سے استفسار فرمائیگا کہ دوزخ مین تو نے اپنی جگہ کیسی پائی وہ عرض کریگا کہ سب جگہون سے بدتر حکم ہوگا کہ اسے پھر دوزخ مین لیجاؤ جب لیجلین گے تو وہ پھر پھر کر دیکھیگا حق تعالی ارشاد فرمائیگا کہ تو کیا دیکھتا ہے وہ عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین نے یہ گمان کیا تھا کہ تو مجھے دوزخ سے باہر نکلوایا اب دوزخ مین نہ بھیجے گا پس ارشاد ہوگا کہ اچھا اسے جنت مین لیجاؤ وہ اس امید کے سبب سے نجات پائیگا **رجا کی حقیقت کا بیان** عزیز جانتو کہ رجا آیندہ مین بھلائی کی امید رکھنے کو رجا کہتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس امید رکھے کہ نکلیں یا نہ اور حماقت کہین احمق لوگ انمین فرق نہین کرتے اور سمجھتے ہین کہ یہ سب امید ہے اور رجا ہے محمود ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ اگر کوئی شخص اچھا بیج ڈھونڈھ کر نرم زمین مین بوئے اور اوس زمین کے کانٹے گھاس سے صاف کر ڈالے اور وقت پر پانی دیا کرے اور اس بات کا امیدوار ہو کہ اگر حق تعالی آفتون سے بچائیگا تو جمع حاصل کرونگا اسے آس کو امید اور رجا کہتے ہین اور اگر سڑا گھنا بیج ہو سخت زمین مین بکھیر دے اور زمین کو

کانٹوں سے صاف نکرے یا بیجے نہیں اور جمع کی امید رکھے تو اسے غرور اور حماقت کہتے ہیں رجا نہیں کہتے اور اگر کھراپیج صاف ستھری زمین میں بوئے لیکن بیجے نہیں اور مینہ برسنے کی آس رکھے اور وہ جگہ ایسی ہے کہ پانی اکثر نہیں برستا لیکن برسنا محال بھی نہیں تو اسے آرزو اور تمنا کہتے ہیں اسیطرح جو شخص درست ایمان کا بیج سینہ کے میدان میں بوئے اور سینہ کو اخلاق بد سے پاک صاف کرے اور ہمیشہ عبادت کر کر کے ایمان کے درخت کو سینچتا رہے اور خدا سے آس لگائے رہے کہ وہی آفتوں سے بچائے اور مرتے دم تک یہ شخص یوں ہی خبر گیری ہو اور ایمان سلامت لیجائے تو اسے ابدال اور رجا کہتے ہیں اسکی علامت یہ ہے کہ زمانہ آیندہ میں جو نیکی ممکن ہو اوسمیں کچھ قصور نہ کرے اور خبر گیری نہ چھوڑ دے اسواسطے کہ امید کی خبر گیری چھوڑ دینا امیدی کی نشانی ہے امید کی نشانی نہیں ہے اور اگر ایمان کا بیج سڑا گھنا ہو یعنی یقین کامل ہو مگر اخلاق بد سے دل کو پاک نکرے اور عبادت میں کوشش نہ کرے تو اسے رجا نہیں کہتے کہ امید کی آس لگانا حماقت ہے امید رجا نہیں جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَحْمَقُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمَنّٰى عَلَى اللّٰهِ الْاَمَانِيَّ وہ شخص احمق ہے جو اپنے نفس کی خواہش کے موافق جو چاہتا ہو سو کرتا ہے اور پھر خدا کی رحمت کا امید وار رہتا ہے پھر خود حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ [illegible] یہ علماء ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کے بعد علم حاصل کیا مگر دنیا کے ساتھ مشغول ہے [illegible] اور جسے اسباب دنیا سے علاقہ رکھتے ہیں جیسے [illegible] اور جسے اسباب ویران اور برباد ہوں تو چشمداشت حماقت اور غرور ہے اور اگر [illegible] تو چشمداشت آرزو ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَيْسَ الَّذِيْنَ يَا تَمَنِّيْ بِكُمْ کام آرزو سے نہیں آتا تو جسنے توبہ کی اور قبول ہو جانے کی امید رکھنا چاہیے اور جسنے توبہ نہ کی مگر اپنے گناہوں کے سبب سے ملول اور نومید ہو اور امید رکھے کہ خدا مجھے توبہ نصیب کریگا تو یہ جا ہے اسواسطے کہ اوسکا ملول ہونا توبہ نصیب ہونے کا سبب ہے اور اگر ملول بھی نہیں ہوتا اور پھر توبہ کی امید رکھتا ہے تو یہ غرور اور حماقت ہے علیٰ ہذا القیاس اگر کسی نے توبہ کی مغفرت کی امید رکھتا ہے تو یہ بھی غرور اور حماقت ہے اگرچہ اتنی بات سے اسکا بھی امید وار ہونا درست ہے کیونکہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ يَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰهِ [illegible] یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اپنی آرزو اپنے وطن اور گھر میں چھوڑ کر مسافرت اختیار کی اور کافروں کے ساتھ جہاد کیا وہ لوگ ہماری رحمت کی امید رکھنا بجا ہے بجہ اس جماعت سے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں [illegible] حماقت نہیں [illegible] اور جنت کی امید رکھتے ہیں کہ [illegible] کا مقام دیدہ ہے اور گناہگاروں کے کام سے [illegible] ہوئے تو بے ہوش ہو گئے [illegible] اور عرض کرنے لگا [illegible] رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible] حاضر ہوا ہوں کہ اسکی کیا علامت ہے حق تعالیٰ اس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اور اوسے شقاوت کے ساتھ بھلائی نہیں چاہتا آپ نے فرمایا کہ ہر روز تو جو اوسے دیکھتا ہے تیرا کیا حال ہوتا ہے اوسنے عرض کیا کہ میرا حال یہ ہے کہ نیک کاموں اور نیک لوگوں کو دوست رکھتا ہوں اگر کوئی نیک کام پیش آتا ہے تو اسے کر لیتا ہوں اور اوسکے ثواب کو یقین جانتا ہوں اگر کسی کی فوت ہو جاتی ہے تو غمگین ہوتا ہوں اور اوسکا آرزومند رہتا ہوں فرمایا کہ یہی اس بات کی علامت ہے کہ حق تعالیٰ نے تیرے

ساتھ بھلائی چاہی اگر دوائی چاہتا تو تجھے اوسی میں مشغول کرتا پھر اسکی کچھ پروا نہ کرتا کہ دوزخ کے کس وادی میں تجھے ہلاک کرے رجا حاصل
کرنیکی تدبیر کا بیان اے عزیز جانتو کہ دو بیمارون کے سوا اور کسیکو اس دوا کی حاجت نہین ایک وہ بیمار جو کثرت گناہ کے سبب سے ناامید ہوکر توبہ
نہین کرتا اور کہتا ہے کہ میری توبہ قبول نہ ہوگی دوسرا وہ جو ریاضت اور عبادت کی کثرت سے اپنے تئین ہلاک کیا چاہتا ہے اور اپنی طاقت
سے زیادہ محنت اوٹھاتا ہے ان دونون بیمارون کو البتہ اس دوا کی بابت سے خافلون کے حق مین جاہل نہین بلکہ زہر قاتل ہے اور
دوسرے سے امید غالب ہوجاتی ہے ایک کہ آدمی عبرت سے دنیا کے جانبات اور نباتات حیوانات انواع نعمات کی خلقت مین غور و تامل کرے
جو سراسر شکر کے بیان مین ہے تاکہ حق تعالی کی ایسی ایسی رحمت اور عنایت اور مہربانی نظر آئے کہ وس سے بڑھکر بھی نہین سکتی
اسواسطے آدمی اپنی ذات مین نظر کرے کہ جو کچھ اوسے چاہیے تھا اوسکے لئے خود بخود حق تعالی نے پیدا کیا یا جس چیز کی آدمی کو ضرورت
تھی جیسے سر اور دل یا فقط حاجت تھی ضرورت نہ تھی جیسے ہاتھ پاون یا ضرورت تھی حاجت نہ تھی ان چیزون کے سبب سے آدمی کی فقط
زیب و زینت تھی جیسے بھون کی سرخی بھوون کا خم آنکھون کی سیاہی پلکون کا سپید ہاتھ پان کی حنا یہ کیا کیا خوب پیدا کی ہین اور سب حیوانات پر
رحمت فرمائی ہے حتی کہ مکھی کی خلقت مین کیا پاکیزہ صنعت کی ہے نقش کیا خوب بنائی صورت کیسی مناسب دی ہے پھر صنعت کمال
کیا ہے اپنا گھر بنانے کی راہ بتائی کیا خوب گھر بناتی ہے کل اندازے اوس مین شہد جمع کرتی ہے اپنے بادشاہ کی کیسی اطاعت کرتی ہے اور
بادشاہ اوسمین کیا خوب سیاست کرتا ہے جو شخص ایسے عجائبات مین جو اوسکے ظاہر و باطن مین اور تمام مخلوقات مین ہین غور و تامل کرے
تو صاف معلوم ہوجائے کہ ارحم الراحمین کی رحمت مین مایوسی اور خاطر جمعی کی گنجایش نہین بلکہ چاہیے کہ خوف و رجا دونون برابر ہون اگر ایک
غالب ہوجائے تو عجائب پیدا خدا کی رحمت اور مہربانی جو بندون کے شامل حال ہے وہ منے نہایت ہے حتی کہ ایک بزرگ جو اللہ تعالی سے کہتے ہین
قرآن شریف مین آیت مغفرت سے زیادہ کوئی آیت امید دینے والی اور تسلی بخش نہین ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے قرآن مجید مین ہر ایک
آیت بھیجی ہے تاکہ جب ہم کسیکو قرض دین تو وہ ہمارا مال حفاظت سے رکھے ضائع نہ ہونے سے پھر اوسی خزانہ سے ہاتھ ہم کو ادا
کی بخشش مین کیا کمی کریگا کہ ہم سے دوزخ مین جائین رجا حاصل کرنے کے واسطے یہ ایک بہت بڑا علاج ہے اسی صنعت سے نہایت بڑے
مگر ہر ایک سوچ کو نہین بتاتا دوسرا سبب ہے کہ جو آیات اور احادیث رجا کے باب مین آئی ہین اونمین آدمی غور و تامل کرے تو آیتین اور
حدیثین حد سے زیادہ ہین جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف مین آیا ہے لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ یعنی تم کوئی رحمت سے
ناامید نہو اور فرمایا ہے وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ فرشتے تم لوگون کی آمرزش چاہتے ہین اور ارشاد کیا ہے وَذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ یعنی
دوزخ اسواسطے ہے کہ کفار کو اوس مین ڈالے اور مسلمانون کو اوس سے ڈرائے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی بخشش چاہتے
کہ کبھی سو نہ رہے حتی کہ یہ آیت نازل ہوئی وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ اور جب آیت آئی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ
رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ تو جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سے فرمایا کہ جب تک میری امت کا ایک گنہگار بھی دوزخ مین رہیگا
تب تک مین بھی خوش نہونگا اور اسطرح کی بہت سی آیتین ہین اور حدیثین ہین کہ جناب شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے
کہ میری امت امت مرحومہ ہے اسکا عذاب دنیا ہی مین فتنہ اور زلزلہ ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک مسلمان کے ہاتھ مین ایک

کافر کو دیکر کہیں گے کہ یہ دوزخ سے تیرا فدیہ ہے اور فرمایا ہے کہ تہائی دوزخ کی آنچ ہے دوزخ سے مسلمان کا یہی حصہ ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا میری امت کا حساب میرے ہی ساتھ کرنا کہ کوئی امت اوسکے برابر نہ دکھائی دی ارشاد ہوا کہ اے محمد یہ لوگ تمہاری امت ہیں اور میرے بندے ہیں میں انپر سب سے زیادہ رحیم ہوں نہیں چاہتا کہ کوئی کسی امت کو اوسکے برابر دیکھے تو نہ اور کوئی اور فرمایا ہے کہ میرا زندگی بھی تمہاری بھلائی ہے اور میری موت بھی تمہاری بھلائی ہے میں اگر زندہ ہوں تو تمہیں شریعت سکھاتا ہوں اگر مرجاؤنگا تو تمہارے اعمال مجھ پر عرض کیے جائینگے اونمیں جو نیک عمل ہونگے اونپر حمد وشکر کرونگا جو برے ہونگے اونکی آمرزش چاہونگا ایکدن جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ آج مجھ پر حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ آپ جانتے ہیں اسکے کیا معنی ہیں یعنی جو شخص آپکی امت میں سے آپکا نام لیکر درود بھیجے اوسکے ساتھ میں بھی درود بھیجتا ہوں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب گناہ کرکے استغفار کرتا ہے تو حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتہ دیکھو میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور سمجھا کہ اوسکا کوئی مالک ہے کہ گناہ کے سبب سے پکڑ لیگا اور بخشوا لیگا تمہیں بندے کو گواہ کیا میں نے اوسے بخشدیا اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ اگر میرا بندہ گناہ کرتا ہے حتی کہ آسمان بھر جائے اور پھر استغفار کرتا ہے تو بھی میں اوسے بخشتا ہوں اور اگر بندہ زمین بھر گناہ کرتا ہے تو میں بھی اوسکے برابر بخشتا ہوں اور فرمایا ہے کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو فرشتہ اوسکے نامہ اعمال میں لکھنا چاہتا ہے کہ فرشتہ بندے کے نام پر گناہ نہیں لکھتا جب تک چھ ساعت نگذر جائیں اگر بندہ توبہ اور استغفار کرے تو فرشتہ ہرگز نہیں لکھتا اور اگر توبہ نکرے کوئی اطاعت کرے تو داہنے ہاتھ کا فرشتہ دوسرے فرشتے کو بائیں طرف کا جو اوسکے نامہ اعمال سے معاف کرتا ہے تاکہ میں بھی اوسکے عوض ایک نیکی لکھوں اور بہتیری نیکیوں سے ایک نیکی لکھتا ہے اور سب گناہ بندگار کے واسطے باقی رہجاتے ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو اوسکے نامہ اعمال میں لکھدیتے ہیں ایک اعرابی نے عرض کیا کہ اگر بندہ توبہ کرے آپنے فرمایا تو معاف کردیتے ہیں عرض کیا کہ اگر بہت گناہ کرے فرمایا اور لکھدیتے ہیں عرض کیا کہ اگر توبہ کرے فرمایا اور معاف کردیتے ہیں عرض کیا کب تک صورت یہی فرمایا جب تک بندہ استغفار کرے جانے جب تک بندہ استغفار کرتا ہے تب تک مغفور رحیم بھی آمرزش سے ملول نہیں ہوتا اور جب بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے تو قبل اسکے کہ بندہ نیکی کرے فرشتہ نیکی لکھدیتا ہے اگر بندہ وہ نیکی کرتا ہے تو فرشتہ دس نیکیاں لکھتا ہے پھر سات سو تک بڑھاتا ہے اور جب بندہ گناہ کا قصد کرتا ہے تو فرشتہ نہیں لکھتا اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو فرشتہ ایک ہی گناہ لکھتا ہے اور عفو خدا اسکے علاوہ ہے ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں رمضان کے روزے رکھتا ہوں اور پانچوں وقت کی نماز پڑھتا ہوں اس سے زیادہ عبادت نہیں کرتا زکوٰۃ اور حج پر فرض بھی نہیں ہے اسلئے کہ میں مالدار نہیں ہوں یا رسول اللہ فرمائیے قیامت کو میں کہاں جاؤنگا آپنے ہنسکر فرمایا کہ آ میرے ساتھ ہو گا بشرطیکہ پیٹ اور جسد سے دل کو محفوظ رکھے اور غیبت اور جھوٹ سے زبان کو بچائے رکھے اور نامحرم کیطرف دیکھنے سے اور خلق خدا کی طرف نظر حقارت کرنے سے آنکھ کو نگاہ رکھے تو میرے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا میں نے اسی حدیث پر تجھے عزیز رکھا ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کو خلق کا حساب کون کریگا آپنے فرمایا حق تعالیٰ اوسنے عرض کیا کہ حق تعالیٰ خود حساب کریگا آپ نے فرمایا ہاں اعرابی ہنس پڑا

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اعرابی تو ہنستا ہے اوسنے عرض کیا کہ ہان مین اسواسطے ہنستا ہون کہ کریم جب قابو پاتا ہی تو قصور معاف فرماتا ہی اور جب حساب لیتا ہی تو آسانی کر دیتا ہے پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اعرابی نے سچ کہا کہ کوئی کریم حق تعالیٰ سے زیادہ کریم نہین پھر فرمایا کہ اعرابی فقیہ اور فہمیدہ ہی پھر فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کریم کو بزرگ اور شریف کیا ہے اگر بندہ اوسے مسمار کر ڈالے اور پتھر کو پتھر سے جدا کر کے جلا دے تو اوسکا گناہ اتنا بڑا نہین ہوتا جتنا خدا کے کسی ولی کی حقارت کرنے سے ہوتا ہی اعرابی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کے ولی کون لوگ ہین فرمایا کہ سب مسلمان خدا کے ولی ہین اے اعرابی تو نے نہین سنا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہی اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ اور فرمایا ہی کہ حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ مین نے بندون کو اسواسطے پیدا کیا ہے تاکہ وہ مجھسے فائدہ اوٹھائین اسواسطے نہین پیدا کیا کہ مین اونسے فائدہ لون اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کرنے کے قبل اپنے اوپر لکھ لیا ہے کہ میری رحمت میرے غصے پر غالب ہے اور فرمایا ہے کہ جسنے لا الہ الا اللہ کہا وہ جنت مین جائیگا اور جسکا آخر کلمہ ہوگا آتش دوزخ اوسکو دیکھیگی بھی نہین اور جو شخص بے شرک اوس جہان مین جائیگا وہ دوزخ مین نہ داخل ہوگا اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نکرو تو حق تعالیٰ اور خلق پیدا فرمائے کہ وہ گناہ کرے تاکہ حق تعالیٰ وہ نہین بخشدے اسواسطے کہ وہ غفور رحیم ہے اور فرمایا ہے کہ مادر مشفقہ جیسا کہ اپنے فرزند پر رحیم ہوتی ہے اوسسے زیادہ ارحم الراحمین اپنے بندے پر رحیم ہے اور فرمایا ہی کہ قیامت کے دن غفور رحیم اپنی رحمت ظاہر کریگا کہ ہرگز کسی کے دل پر بھی نہ گذری ہوگی کہ ابلیس رحمت کی امید پر گردن اوٹھائیگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمتین ہین ننانوے قیامت کے واسطے رکھ چھوڑی ہین اور اس جہان مین ایک رحمت سے زیادہ نہین ظاہر کی اوسی ایک رحمت کی بدولت سب دل رحیم ہین حتی کہ مان کی رحمت فرزند پر اور جانور کی رحمت بچہ پر اوسی ایک رحمت سے ہے اور قیامت کے دن اس رحمت کو بھی اون ننانوے رحمتون کے ساتھ اکٹھا کر کے خلق پر پھیلائیگا ہر رحمت آسمان و زمین کے کئی کئی طبقون کے برابر ہوگی اوسدن کوئی ہلاک اور تباہ نہوگا مگر وہ شخص جو ازل مین ہلاک اور تباہ ہو چکا ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت مین جو اہل کبائر ہین اونکے واسطے مین نے اپنی شفاعت رکھ چھوڑی ہے تم نہین جانتے ہو گے کہ شفیع اور پرہیزگارون کے لیے شفاعت ہی ایسا نہین بلکہ گنہگارون اور بدکارون کے واسطے ہے حضرت سعید ابن بلال رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ دو شخصون کو دوزخ سے نکالیگے حق تعالیٰ اونسے فرمائیگا تمنے جو عذاب دیکھا اپنے فعل کے سبب سے دیکھا کیونکہ مین بندون پر ظلم نہین کرتا اور فرمائیگا کہ انھین پھر دوزخ مین لیجاؤ ایک زنجیرین پہنے ہوئے جلدی جلدی چلیگا اور دوسرا ٹھہر ٹھہر کر حق تعالیٰ دونون کو پھر بلا کر پوچھیگا کہ تمنے کیون ایسا کیا جو جلدی چلا تھا وہ عرض کریگا کہ بار خدایا اپنے گناہون کے وبال سے مین اسقدر ڈرا ہوا ہون کہ اب تعمیل حکم مین قصور کرہی نہین سکتا اور دوسرا عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین تیری جناب مین نیک گمان رکھتا ہون کہ جب دوزخ سے تو باہر نکال چکا تو اب پھر نہ بھیجے گا اس دریای رحمت موجزن ہوگا اور ارحم الراحمین دونون کو بہشت مین بھیجدیگا اور جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ندا دی ندا کریگا کہ اے امت محمد مین نے اپنا حق تمھین چھوڑ دیا تمھارے حقوق ایک دوسری پر باقی رہگئے تم اونھین آپس مین معاف کر کے سب بہشت مین چلے جاؤ اور فرمایا ہے کہ میری امت مین سے ایک شخص کو قیامت کے دن

خلائق کے سامنے حاضر کرکے گناہوں کے ننانوے مکتوب اوسکے سامنے پیش کرینگے ہر ایک مکتوب اتنا بڑا ہوگا کہ جہان تک نگاہ کام کرے وہی مکتوب نظر آئے پھر حق تعالی فرمائیگا کہ اے شخص ان سب گناہوں میں سے تو کسی گناہ کا انکار کرتا ہے یہ گناہ لکھنے میں فرشتوں نے کچھ ظلم اور زیادتی کی ہے وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہیں پھر ارشاد ہوگا کہ تو کچھ عذر رکھتا ہے عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہیں اور یقین کریگا کہ اب دوزخ میں جانا پڑا پھر ارشاد ہوگا کہ اے بندے میرے پاس تیرا ایک نیکی ہے میں تجھپر ظلم نہ کرونگا پھر ایک پرچہ نکالینگے اوس میں لکھا ہوا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا رسول اللہ بندہ عرض کریگا کہ بھلا اتنا سا ایک پرچہ اتنے بڑے ننانوے مکتوبوں کے مقابلے میں کب کفایت کریگا ارشاد ہوگا کہ اے بندے میں تجھپر ظلم نہیں کرتا اون سب مکتوبوں کو ایک پلڑے میں رکھینگے اور اوس پرچے کو دوسرے پلڑے میں وہ پرچہ سب کو سبک کرکے خود سب سے گران ہوجائیگا اسواسطے کہ حق تعالی کی توحید کے مقابلے میں کوئی چیز نہیں ٹھہر سکتی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی فرشتوں سے فرمائیگا کہ جسکے دل میں ایک مثقال خیر ہو اوسکو دوزخ سے نکال لاؤ بہت مخلوقات کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی دوزخ میں نہیں باقی رہا ارشاد ہوگا کہ جسکے دل میں نصف مثقال خیر ہو اوسے بھی نکال لاؤ پھر بہتیری خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگوں میں سے کوئی شخص دوزخ میں نہیں باقی رہا پھر ارشاد ہوگا کہ جسکے دل میں ایک ذرہ خیر ہو اوسے بھی نکال لاؤ بہت سی خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اب دوزخ میں ایسا کوئی نہیں باقی رہا جسکے دل میں ذرہ برابر خیر ہو ارشاد ہوگا کہ پیغمبروں کی شفاعت فرشتوں کی شفاعت مسلمانوں کی شفاعت سب ہوچکی اور مقبول بھی ہوئی اب میری رحمت کاملہ کے سوا اور کچھ نہیں باقی ہے میں رحمت بڑھا کر ایسے لوگوں کو بھی بھر نکالونگا جنھوں نے ہرگز ذرہ برابر بھی نیکی نہ کی ہو وہ سب جلکر کوئلے کیطرح سیاہ ہوگئے ہونگے اونہیں جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں جسے نہر الحیوۃ کہتے ہیں ڈالدینگے پھر وہ وہاں سے اسطرح پاک صاف ہوکر باہر نکلینگے جسطرح سیلاب کے سبزہ اگتا ہے اور گوہر تابان کے سے دانے گلے میں ہونگے اہل بہشت بھوں کو پہچانینگے اور کہینگے کہ یہ سب حق تعالی کے آزاد کیے ہوئے ہیں کہ انھوں نے ہرگز کچھ نیکی نہیں کی پھر ارشاد کریگا کہ تم بہشت میں جاؤ جو کچھ تم دیکھو سب تمھارے ہی واسطے ہے وہ عرض کرینگے کہ بار خدایا تو نے ہمارے تئیں وہ کچھ عنایت فرمایا جو عالم بھر میں کسیکو نہیں مرحمت کیا ارشاد ہوگا کہ میرے پاس تمھارے واسطے اس سے بھی بڑی نعمت ہے عرض کرینگے کہ یا ارحم الراحمین اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا ارشاد ہوگا میری رضامندی کہ میں تم سے ایسا خوش ہوں کہ کبھی ناخوش نہوں یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں مذکور ہے حضرت عمران حزم رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ہمیں دن غائب رہے نماز فرض کے سوا اور کسی واسطے باہر نہ تشریف لاتے چوتھے دن باہر رونق افروز ہوئے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالی نے مجھسے وعدہ کیا ہے کہ میری امت کے ستر ہزار آدمی بے حساب بہشت میں جائینگے میں ان تین دن کے عرصے میں اور زیادہ چاہتا تھا میں نے حق تعالی کو بڑا کریم پایا ان ستر ہزار میں سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار اور بھجے مرحمت فرمائے میں نے عرض کیا کہ بار خدایا میری امت اتنی ہوگی ارشاد ہوا کہ اعرابیوں کو ملاکر یہ عدد پورے کرلینا روایت کرتے ہیں کہ ایک لڑکے کو کسی لڑائی میں اسیر کرکے قید میں رکھا تھا ایک دن بڑی شدت کی دھوپ تھی خیمے سے ایک عورت کی آنکھ اوس لڑکے پر پڑی بے اختیار ہوکر دوڑی خیمے کے اور لوگ بھی اوس عورت کے پیچھے

دوڑے حتی کہ اوس عورت نے اوس لڑکے کو اوٹھا کر چھاتی سے لگا لیا اور اپنا سایہ اوسپر ڈالدیا تاکہ لڑکے کو دھوپ کی گرمی نہ پہونچے اوسنے کہنی لگی کہ یہ میرا بیٹا ہے لوگون نے جب ماجرا دیکھا تو رونے لگے اور اوس عورت کی شفقت کو غایت دیکھکر متحیر ہوے پھر جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین وہان تشریف لائے لوگون نے یہ قصہ آپسے عرض کیا آپ نے اوس عورت کی شفقت اور اون لوگون کی گریہ وزاری سے خوش ہوے اور فرمایا کہ تم لوگون کو اس عورت کی شفقت اور رحمت سے تعجب ہوا لوگون نے عرض کیا ہان یارسول فرمایا جتنی یہ عورت اپنے بیٹے پر رحیم ہے اوس سے زیادہ تر ارحم الراحمین تم سب پر رحیم ہے پس مسلمان لوگ خوش خوش وہان سے متفرق ہوگئے ایسی خوشی مسلمانون کو کبھی نہ ہوئی تھی حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہ کہتے ہین کہ ایک رات مین طواف مین تنہا رہگیا اور پانی برسنے لگا مین نے دعا کی کہ بارخدایا مجھ گناہ سے بچا کہ مین کوئی گناہ نکروں خانہ کعبہ سے مین نے ایک آواز سنی کہ کہنے والے نے کہا تو عصمت چاہتا ہے اور میرے سب بندے بھی یہی چاہتے ہین اگر سبکو مین گناہ سے بچاؤن تو اپنا فضل اور اپنی رحمت کسپر ظاہر کرون العزیز جانتو کہ ایسی بہت حدیثین ہین جس شخص پر خوف غالب ہو اوسکے حق مین یہ حدیثین شفا ہین اور جس شخص پر غفلت غالب ہو اوسے یہ جاننا چاہیے کہ ان حدیثون کے ساتھ یہ بات بھی معلوم ہو کہ بعضے مسلمان دوزخ مین جائینگے اور سب سے پچھلا وہ ہوگا جو سات ہزار برس کے بعد باہر نکلیگا اور اگر بالفرض ایک ہی آدمی دوزخ مین جاے جب ہر ایک کے حق مین ممکن ہے کہ شاید یہی دوزخی ہو تو ہر ایک کو چاہیے کہ پرہیز اور احتیاط کی راہ اختیار کرے اور جو نیکی ہوسکے کوشش کرکے کرے تاکہ وہ شخص دوزخی نہو جائے اسواسطے کہ سات ہزار برس تو بڑی مدت ہے اگر دنیا کی سب لذتین ایک شب دوزخ مین رہنے کے خوف سے آدمی ترک کردے تو بجا ہی غرضکہ خوف و رجا برابر ہونا چاہیے جیسا کہ امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ اگر فردای قیامت کو ندا کرین گے کہ جنت مین ایک آدمی کے سوا دوسرا نہ جائیگا تو مین بھی گمان کرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون اور اگر ندا کرینگے کہ دوزخ مین ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہ جائیگا تو مین ڈرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون **خوف کی فضیلت اور حقیقت اور اقسام کا بیان** العزیز جانتو کہ خوف بڑا مقام ہے اور اوسکی فضیلت اوسکے ثمرون اور سببون کے موافق ہے اور علم اور معرفت اوسکا سبب ہے جیسا کہ اسکے بعد بیان کیا جائیگا اسیواسطے حق سبحانہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَأْسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللّٰہِ اور یہ کہ امنی اور ورع و تقوی خوف کے ثمرات ہین اور یہ سب سعادت کا تخم ہین اسواسطے کہ ترک شہوات اور بغیر اوسپر صبر کیے ہوے آدمی آخرت کی راہ نہین چل سکتا اور جیسا کہ خوف شہوات کو جلاکر خاکستر کردیتی ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی اسیواسطے حق سبحانہ تعالی نے ڈرنیوالون کے واسطے ہدایت رحمت تمام رضوان کو تین آیتون مین جمع کیا اور فرمایا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ اور اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ اور تقوی جو خوف کا ثمرہ ہے اوسے حق تعالی نے اپنی طرف اضافت کیا اور فرمایا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق کو جسدن میدان قیامت مین جمع کرینگے تو منادی ایسی آواز سے انہین حکم کریگا کہ سب دوزخی ایک طرف ہو جائین یہ سن کر اور فرمائیگا کہ اے لوگو جسدن سے مین نے تمھین پیدا کیا اوسدن سے آج تک مین نے تمھاری باتین سنین اب آج تم میری

بات

بات کان لگا کر سنو کہ تمہارے اعمال تمہاری سامنے رکھونگا اے لوگو ایک نسب تم نے مقرر کیا ایک نسب میں نے تمہارا تمہارے لیے مقرر کیا ہے میرا نسب کو بالا کیا اور میرے ٹھہرائے ہوئے نسب کو دبا رکھا میں نے کہا تھا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی تم میں سے وہ بزرگ تر ہے جو بہت پرہیزگار ہے اور تم نے کہا کہ بزرگتر وہ ہے جو فلان ابن فلان ہے آج میں اپنے مقرر کیے ہوئے نسب کو بالا کرتا ہوں اور تمہارے ٹھہرائے ہوئے نسب کو پست کیے دیتا ہوں اَیْنَ الْمُتَّقُوْنَ کہاں ہیں پرہیزگار لوگ پھر ایک جھنڈا استاد کرکے آگے آگے لیجائینگے اور پرہیزگار لوگ اوسکے پیچھے پیچھے چلینگے حتی کہ سب پرہیزگار بیحساب بہشت میں داخل ہوجائینگے اسی سبب سے ڈرنے والوں کا ثواب دونا ہے حق تعالی نے ارشاد فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی ارشاد کرتا ہے کہ قسم ہے مجھ اپنی عزت کی کہ وہ خوف اور دو امن ایک بندے میں نہیں جمع کرتا اگر دنیا میں بندہ مجھ سے ڈریگا تو آخرت میں اوسے بیخوف رکھونگا اور اگر دنیا میں بیخوف رہیگا تو آخرت میں اوسے خوف میں رکھونگا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اوس سے سب چیزیں ڈرتی ہیں اور جو خدا سے نہیں ڈرتا اوسے خدا سب چیزوں سے ڈراتا ہے اور فرمایا ہے تم میں پکا عقلمند وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے اور فرمایا ہے کہ جس مسلمان کی آنکھ سے آنسو بہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو اور بہکر اوسکے منہ پر آجائے اوسکے منہ پر آتش دوزخ حرام ہوجاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جب خدا کے خوف سے بندے کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور وہ اندیشہ کرتا ہے تو اوسکے گناہ اسطرح جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے اور فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے خوف سے روئیگا اوسے آتش دوزخ میں نہ جلایا جائیگا جسطرح جو دودھ پستان سے نکل آیا ہو وہ پھر پستان میں نہیں جاتا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی امت سے کوئی شخص بیحساب جنت میں جائیگا آپنے فرمایا ہاں جو شخص اپنے گناہ یاد کرکے روئیگا وہ بیحساب جنت میں داخل ہوئیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنسو کا قطرہ خوف خدا سے نکلے یا خون کا قطرہ راہ خدا میں گرے اوس سے زیادہ کوئی قطرہ خدا کے نزدیک محبوب نہیں اور فرمایا ہے کہ سات آدمی خدا کے ساتھ میں ہیں کہ اوسکے میں سے ایک وہ شخص ہے جو تنہائی میں خدا کو یاد کرے اور اوسکی آنکھ سے آنسو بہے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت سرایا موعظت میں میں حاضر تھا آپ ہم لوگوں کو نصیحتیں فرما رہے تھے دلوں پر خوف غالب ہو آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے پھر میں گھبرایا میری اہلیہ مجھسے باتیں کرنے لگی میں دنیا کی باتوں میں پڑگیا پھر مجھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام اور اپنا وہ رونا یاد آیا میں باہر نکل آیا اور شور و فریاد کرنے لگا کہ آہ حنظلہ منافق ہوگیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ میرے سامنے آئے اور کہنے لگے کہ منافق نہیں ہوا میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حنظلہ منافق ہوگیا آپ نے فرمایا کلا لم ینافق حنظلۃ پھر میں نے یہ حال عرض کیا فرمایا اے حنظلہ جس حال پر تم میرے سامنے رہتے ہو اگر اوسی حال پر ہو تو فرشتے راہوں اور گھروں میں تم سے مصافحہ کیا کریں اے حنظلہ ایک ساعت یعنی وہ حالت تھوڑی دیر رہتی ہے بزرگوں کے اقوال یہ ہیں حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ مجھپر خوف غالب نہ ہو اور اوسیدن حکمت اور عبرت کا دروازہ میرے دل پر نکھلا ہو حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خوف عقوبت اور امید رحمت

کے درمیان میں سلیمان کا گذرنا اسطرح ہوتا ہے جیسے دو شیرون مین ایک وہ اور اون ہی نے یہ بھی کہا ہے کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا شیر سے ڈرتا ہے تو بیشک بچتی ہوتا لوگون نے حضرت یحیی ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ فردای قیامت کو کون شخص بہت امین ہیگا فرمایا وہ شخص جو آج بہت ڈرتا ہے ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی سے کہا کہ ایسے لوگون کی مجلس کے بارہ مین آپ کیا کہتے ہین جو ہمکو اتنا ڈراتے ہین کہ ہمارے دل ٹکڑے ہوی جاتے ہین فرمایا کہ آج ایسے ہی لوگون سے صحبت رکھو تمھین فردای قیامت کو خوف رہو یہ اس سے بہتر ہو کہ آج ایسے لوگون سے صحبت کھو بیٹھین خوف رکھین اور فردای قیامت کو مبتلای خوف ہو جاؤ حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ جو دل خوف سے خالی ہو وہ ویران ہوا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کہتی ہین کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یہ قرآن شریف مین ہے وَالَّذِیْنَ یُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی کام کرتے ہین اور ڈرتے ہین یہ کام چوری اور زنا ہے آپنے فرمایا نہین وہ کام روزہ نماز صدقہ ہے کہ کرتے ہین اور ڈرتے ہین کہ مبادا نہ قبول ہو حضرت محمد ابن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ جب رونے تو آنسو منہ مین مل لیتے اور کہتے کہ مین نے سنا ہے کہ جس مقام پر آنسو پہونچتا ہے وہ مقام آتش دوزخ مین نہین جنمین امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رونے والے کو تکلف سے اپنے تئین گریان کرو حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین اتنا روؤن کہ آنسو میرے چہرے پر جاری ہو جاوین یہ مجھکو ہزار دینار صدقہ دینے سے زیادہ دوست رکھتا ہون **خوف کی حقیقت** اے عزیز جانو کہ خوف دل کی حالت ہے جو ایمان کے ساتھ ہر وقت ایک ساتھ رہتی ہے اوسکا سبب یہی ہے ثمرہ بھی اوسکا علم و معرفت ہر آدمی جب خطر کار آخرت دیکھتا ہے اور اپنی ہلاکت اور تباہی کے اسباب ضرار غالب دیکھتا ہے تو خواہ نخواہ بیاگ اوسکی جان کے درمیان پیدا ہو جاتی ہے اور یہ صفت دو معرفتون سے حاصل ہوتی ہے ایک معرفت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے گناہون اور غیبتون کو اور عبادت کی آفتون اور اخلاق کی خباثتون کو درحقیقت دیکھے اور ان تقصیرون کے ساتھ اپنے اوپر خدا کی نعمتون کو دیکھے اس آدمی کی مثل اوس شخص کی ایسی ہے جو کسی بادشاہ کی بہت خاصہ میں اور نعمت پا رہا ہو پھر اوسکی حرم سرا اور خزانے مین خیانت کرتا ہو اور ناگاہ جائے کہ بادشاہ اوسکے خیانت کی حالت مین دیکھا کرتا ہے اور سمجھے کہ بادشاہ غیور اور انتقام لینے والا اور بیباک ہے اور کیسکو بادشاہ پاس اپنا ساعی اور شفیع جانتا اور بادشاہ سے کوئی وسیلہ اور قرابت نہ رکھتا ہو جب اپنی کام کا خطر دیکھیگا تو خواہ نخواہ اوس شخص کے دل مین خوف کی آگ پیدا ہو جائیگی دوسری معرفت یہ ہے کہ اس شخص کے گناہ اور عیب کے سبب سے آتش خوف نہ پیدا ہو بلکہ اوسکی قدرت اور بیباکی کی وجہ سے پیدا ہو کہ یہ شخص اوس سے ڈرتا ہے جیسا کہ کوئی شخص شیر کو جنگل مین پھنس جائے اور ڈرے تو اپنے گناہ کے سبب سے نہ ڈریگا بلکہ شیر سے ڈریگا کہ شیر کی صفت جانتا ہے کہ اوس شخص کا ہلاک کرڈالنا شیر کا مقتضای طبع ہے اور اوس شخص کی ضعیفی سے شیر کچھ باک نہین رکھتا یہ خوف تمامتر اور فاضلہ ہوتا ہے اور جس شخص نے حق تعالی کی صفتون کو پہچانا اور اوسکے جلال اور بزرگی اور توانائی اور بیباکی کو جانا کہ اگر وہ تمام عالم کو ہلاک کرڈالے اور ہمیشہ دوزخ مین رکھے تو اوسکی مملکت مین ایک ذرہ بھی کمی نہوگی اور جس صفت کو رقت اور شفقت کہتے ہین اوسکی حقیقت ہے اوسکی ذات منزہ ہے جب آدمی کو یہ معلوم ہو تو ڈرنے کا محل ہے یہ ڈر انبیا علیہم السلام کو بھی ہوتا ہے گو کہ وہ

یہ جانتے ہین کہ ہم گناہ سے معصوم ہین جو شخص زیادہ عارف خدا ہوتا ہے وہ ڈرتا بھی بہت ہے اسواسطے جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ مین تم سب سے زیادہ عارف ہون اور تم سب سے زیادہ خائف ہون اور اسواسطے حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور جو شخص خدا سے جاہل ہوتا ہے وہ بیخوف ہوتا ہے حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر خشمگین سے ڈرتا ہے خوف کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا اور خوف کا ثمرہ دل اور بدن اور جوارح مین ہوتا ہے دل مین یہ ہوتا ہے کہ دل مین دنیا کی خواہشین بری معلوم ہون اور خواہشون کی کچھ پروا نہ ہو اسواسطے کہ اگر کسیکو نکاح یا طعام کی خواہش ہوتی ہے وہ جب شیر کے چنگل مین پھنس جاتا ہے یا بادشاہ قاہر کے قید خانہ مین قید ہوجاتا ہے تو اوسے اوس خواہش کی کچھ پروا نہین رہتی بلکہ خوف مین دل کا حال بالکل خشوع وخضوع اور خواری و خاکساری ہوجاتا ہے اور سراپا مراقبہ اور محاسبہ اور عاقبت اندیشی ہوجاتا ہے نہ تکبر رہتا ہے نہ حسد نہ دنیا کا لالچ نہ غفلت اور بدن مین خوف کا ثمرہ شکستگی اور لاغری اور زردی ہے اور جوارح مین خوف کا ثمرہ یہ ہے کہ جوارح کو گناہ سے پاک رکھنا اور عبادت مین باادب رکھنا اور خوف کے درجے متفاوت ہوتے ہین خوف اگر شبہوت سے باز رکھے تو اوسکا نام عفت ہے اگر حرام سے باز رکھے تو اسکا نام ورع ہے اگر شبہون سے یا ایسے حلال سے جسمین حرام کا شبہہ ہے باز رکھے تو اوسکا نام تقوی ہے اگر زاد راہ کے سوا ہر چیز سے باز رکھے تو اسکا نام صدق ہے عفت اور ورع تقوی کے ماتحت ہین اور یہ سب صدق کے نیچے ہین اور یہ حالت جو آنسو نکالدیتی ہے اور آدمی آنسو پونچھکر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہکر پھر غفلت مین پڑجاتا ہے اسے زنانی رقت کہتے ہین یہ خوف نہین اسواسطے کہ جو شخص جس چیز سے ڈرتا ہے اوس سے بھاگتا ہے اور پرہیز کرتا ہے جسکی آستین مین کوئی چیز ہے اور وہ دیکھے کہ سانپ ہے تو ممکن نہین کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہکر چپ ہورہے بلکہ اوسے اپنی آستین سے گرادیگا حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ بندۂ خائف کون ہے فرمایا کہ وہ جو اپنے تئین اوس بیمار کیطرح رکھے جو موت کے خوف سے سب خواہشون سے حذر کرتا ہے **درجات خوف** العزیز جانو کہ خوف کے تین درجے ہین ضعیف قوی معتدل انمین معتدل بہتر ہے ضعیف وہ ہے جو کام پر مستعد نہ رکھے جیسے عورتون کی رقت قوی وہ ہے جس سے ناامیدی اور بیہوشی اور موت کا خوف ہو یہ دونون مذموم ہین اسواسطے کہ خوف مین فی نفسہ کچھ کمال نہین ہے خوف توحید اور معرفت اور محبت کا مثل نہین ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالی کی صفات مین خوف کا ہونا درست نہین بلکہ بے جہل اور عجز کے خوف ہوتا ہی نہین اسواسطے کہ جب تک عافیت نامعلوم ہوگی اور خطر سے حذر کرنے مین عجز نہوگا تب تک خوف بھی نہوگا مگر غافلون کے حق مین البتہ خوف کمال ہے اسواسطے کہ خوف اوس تازیانے کے مانند ہے جو لڑکون کو پڑھنے مین لگائے اور جانور کو راہ پر چلائے جب تازیانہ ایسا کمزور ہو کہ چوٹ نہ لگے تو نہ لڑکے کو پڑھنے مین لگائیگا نہ جانور کو راہ پر چلائیگا اور اگر تازیانہ ایسا سخت ہو کہ لڑکے یا جانور کا بدن پھٹ جائے یا منہ ہاتھ ٹوٹ جائے تو ناقص ہے بلکہ خوف معتدل ہونا چاہیے تاکہ گناہون سے باز رکھے اور عبادت کی رغبت دلائے جو زیادہ عالم ہوتا ہی اوسکا خوف بھی زیادہ معتدل ہوتا ہی اسواسطے کہ اوسکا خوف جب حد سے بڑھ جاتا ہے تو وہ اسباب جا کا خیال کرتا ہی اور جب گھٹ جاتا ہی تو کام کے خطر کا اندیشہ کرتا ہی اور جو شخص خائف ہو اور اپنے تئین عالم کہے وہ عالم نہین اسواسطے کہ اوسنے جو کچھ سیکھا ہی وہ بیسود اور بیہودہ ہے علم نہین ہے جیسے بازاری غال گو کہ اپنے تئین حکیم کہتے ہین حالانکہ حکمت سے کچھ بھی خبر نہین رکھتے اسواسطے کہ اول معرفت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین

اور حق تعالیٰ کو پہچانے اور یقین عیب و تقصیر کے ساتھ اور حق تعالیٰ کو جلال و عظمت اور عالم کو ہلاک کرنے والے مین بیباک ہونے کے ساتھ ان دونون معرفتون سے خوف کے سوا اور کوئی صفت نہین پیدا ہوتی اسواسطے تھا کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا اَوَّلُ الْعِلْمِ مَعْرِفَۃُ الْجَبَّارِ وَاٰخِرُ الْعِلْمِ تَفْوِیْضُ الْاَمْرِ اِلَیْہِ یعنی اول علم یہ ہے کہ حق تعالیٰ کو جباری اور قہاری کے ساتھ آدمی پہچانے اور آخر علم یہ ہے کہ اپنے کام بندہ اوسپر چھوڑ دے اور جان لے کہ مین کوئی چیز نہین ہون اور میرے سبب سے کچھ نہین ہے اور یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ کوئی یہ جانے اور نہ ڈرے **انواع خوف کا بیان** یعنی جانتو کہ خطر پہچاننے سے خوف پیدا ہوتا ہے اور ہر شخص کو اور ہی خوف پیش آتا ہے کسیکو دوزخ کا خطر پیش آتا ہے اس سبب سے اوسے خوف ہوتا ہے اور کسیکو راہ دوزخ مین سے کوئی چیز پیش آتی ہے مثلاً ڈرتا ہے کہ مبادا توبہ مرجائے یا ڈرتا ہے کہ توبہ کرکے پھر گناہ مین پڑجائے یا اوسکے دل مین سختی اور غفلت پیدا ہوجائے یا عادت اوسی پھر گناہ کی طرف لیجائے یا نعمت کے سبب سے اوسکے دل مین غرور غالب ہوجائے یا قیامت کے دن لوگون کے مظلومون مین گرفتار ہوجائے یا اوسکی فضیحتیان اور برائیان ظاہر ہوجائین اور وہ رسوا اور ذلیل ہو یا ڈرتا ہے کہ اوسے کچھ خیال آئے کہ خدا اوسے دیکھتا اور جانتا ہے اور وہ ناپسندیدہ ہے ہر ایک کا فائدہ یہ ہے کہ جس امر سے ڈرتا ہے اوس سے باز رہے مثلاً جب عادت سے ڈرتا ہے کہ پھر اوسے گناہ کی طرف لیجائیگی تو اوس عادت کو چھوڑ دے اور جب خیالات ناپسندیدہ پر حق تعالیٰ کے واقف ہونے سے ڈرتا تو دل پاک رکھے اور باتون کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے اکثر بندے جو خائف ہوتے ہین اونکے دلون پر خاتمہ اور عاقبت کا خوف غالب ہوتا ہے کہ شاید ایمان سلامت نہ لیجائین اس سے سابق کا خوف کاملتر ہے کہ ازل مین اوسکی سعادت اور شقاوت کے باب مین کیا حکم کیا ہوا سواسطے کہ خاتمہ فرع سابق ہے اصل اس مسئلہ مین یہ ہے کہ ایک دن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر نہفتہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے ایک کتاب لکھی ہے اوسمین جنتی لوگون کے نام ہین اور داہنا ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ دوسری کتاب لکھی ہے اوس مین دوزخیون کے نام و نشان نسب ہین اور بایان ہاتھ پھیلا دیا اور فرمایا کہ اسمین نہ کچھ بڑھنا ہے نہ گھٹنا ہے اہل سعادت شاید اہل شقاوت کے کام کرے حتی کہ سب کہین کہ وہ شقیون مین ہے پھر حق تعالیٰ ایک ہی ساعت موت کی پہلے اوسے راہ شقاوت سے پھیر کر راہ سعادت کی طرف لے آئے سعید وہی ہے جسکی سعادت کا حکم ازل مین ہوچکا ہے اور شقی وہی ہے جسکی شقاوت کا حکم ازل مین ہوچکا ہے تو خاتمے کا اعتبار ہے انجام بخیر درکار ہے اسواسطے عارف لوگ ڈرتے ہین یہ خوف کاملتر ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کی صفت جلال سے بندے کا خوف اوس خوف سے جو اپنی گناہ کے سبب سے ہو کاملتر ہے اسواسطے کہ جلال الٰہی سے ہرگز خوف جاتا ہی نہین اور آدمی جب گناہ ہی سے ڈریگا تو شاید توبہ کرکے مغرور ہوجائے اور کہنے لگے کہ اب تو مین نے گناہ سے ہاتھ کھینچا اب مین کیون ڈرون غرضکہ جناب محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا اعلیٰ علیین مین رہین گے اور ابوجہل اسفل السافلین مین اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل پیدا ہونے کے قبل کوئی وسیلہ اور قصور نہ رکھتے تھے حق تعالیٰ نے جب پیدا کیا تو بے کسی سبب کے کہ حضرت کی طرف سے ہو حضرت کو معرفت اور عبادت کی راہ بتادی اور حق تعالیٰ نے یہ امر آپ کو اسواسطے لازم کر دیا کیونکہ آپ کے داعیہ کو اسی امر مین صرف کیا یہ ممکن ہی نہ تھا کہ جو کچھ حق تعالیٰ نے آپ کو دکھایا اور آپ پر کشف فرمایا اوسے آپ اپنے اوپر پوشیدہ کر لیتے اور یہ بھی محال تھا کہ جسے آپ پہ قاتل سمجھے اوس سے دور نہ رہتے اور ابوجہل پر حق تعالیٰ نے راہ بصیرت بند کر دی اوسے قدرت ہی نہ تھی کہ دیکھ سکتا

اور جب نہ دیکھا تو بے اسکے کہ خواہشون کی آفتین پہچانے خواہشون سے دست بردار نہو سکا تو جناب محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ واثنا
اور ابوجہل دونون ازل مین مجبور تھے جیسا حق تعالیٰ نے چاہا ویسا کیا ابوجہل کو بے سبب شقاوت کا حکم کرکے دوزخ مین دوڑا دیا اور
جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوۃ واکمل التحیات کو محض اپنے فضل وکرم سے سعادت کا حکم فرماکر زبردستی اعلیٰ علیین مین پہونچا دیا
جو بے نیاز یہ کچھ خیال نہین کرتا جیسا خود چاہتا ہے ویسا حکم فرماتا ہے کسیکی کچھ پروا نہین رکھتا اوس سے ڈرنا ضرور ہے اسی سبب سے
حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے فرمایا کہ اے داؤد مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر غران سے ڈرتا ہے اسواسطے کہ شیر ہلاک
کرڈالنے مین کچھ باک نہین رکھتا یہ بیباکی تیری خطا کی سبب سے نہین بلکہ اوسکے شیر ہونے کا غلبہ ہلاک کرڈالنے مین بیباکی کا حکم کرتا ہے
اور اگر شیر تجھسے دست بردار ہوتا ہے تو کچھ شفقت اور قرابت تیرے ساتھہ نہین رکھتا کہ اوسکے سبب سے دست بردار ہوتا ہو بلکہ تجھے
بے حقیقت سمجھکر دست بردار ہوتا ہے جسنے خدا کی یہ صفتین جان لین ممکن نہین کہ وہ بیخوف رہے **سو مرخاتمہ کا بیان** اے عزیز
جانتو کہ بہت ڈرنیوالے تو خاتمہ سے ڈرے ہین اسواسطے کہ آدمی کا دل ایک حال پر نہین رہتا اور موت کا وقت بہت کٹھن ہے اور
یہ معلوم نہین ہو سکتا کہ مرتے دم دل کس حال پر ٹھہر جائے چنانچہ ایک عارف نے کہا ہو کہ اگر کسیکو پچاس برس تک مین موحد جانا وہ اگر مجھسے اسقدر
غائب ہو کہ دیوار کی آڑ مین ہو جائے تو پھر اوسکے موحد رہنے پر مین گواہی دونگا کیونکہ دل کا حال ہر آن بدلتا رہتا ہے مین نہین جانتا
کہ کس حال سے بدل گیا اور ایک بزرگ کہتے ہین کہ اگر مجھسے پوچھین کہ گھر کے دروازے پر کسیکے باایمان مرنے کی گواہی دینا تجھے پسند ہے
یا حجرے کے دروازے پر تو مین کہونگا کہ حجرے کے دروازے پر اسواسطے کہ مین نہین جانتا کہ گھر کے دروازے تک ایمان رہیگا یا نہ رہے
حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسم کھاکر کہا کرتے کہ موت کے وقت ایمان چھین جانے سے کوئی شخص بیخوف نہین حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ
تعالیٰ کہتے ہین کہ صدیق لوگ ہر دم بری خاتمے سے ڈرتے ہین حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتقال کے وقت بیقرار ہوکر
روتے لوگون نے کہا رو نہین خدا کی بخشش تمہارے گناہ سے بڑی ہے جواب دیا کہ اگر مین یہ جانون کہ موحد مرونگا تو کچھ باک نہین
رکھتا گو کہ کئی پہاڑون کے برابر گناہ رکھتا ہون ایک بزرگ فرماتے ہین کہ ایک شخص نے مجھسے وصیت کی اور جو کچھ مال رکھتا تھا وہ ایک شخص کے سپرد کرکے کہا کہ میری باایمان
مرنے کی فلانی علامت ہو اگر وہ علامت تم دیکھنا تو اس مال سے شکر اور مغز بادام مول لیکر شہر کے لڑکون کو بانٹنا اور کہنا کہ یہ فلانے
شخص کا عرس ہے جو دنیا سے باایمان گیا اگر وہ علامت نہ دیکھنا تو لوگون سے کہدینا کہ مجھے نماز پڑھین اور میرے ساتھہ دغا نہ کھائین تاکہ
مرنے کے بعد تو مین ریاکار نہ ٹھہرون حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہو کہ مرید کو یہ خوف ہو کہ گناہ مین پڑجائے اور مرشد عارف کو
یہ ڈر ہے کہ کفر مین گرے حضرت ابویزید بسطامی قدس سرہ نے کہا ہے کہ مین جب مسجد جانے لگتا ہون تو اپنی کمر مین ایک تار دیکھتا ہون اسواسطے
کہ مین ڈرتا ہون کہ جب تک مین مسجد جاؤن جاؤن ایسا نہو کہ مجھسے کلیسا مین جائین اور زنار پانچ بار میری یہ حالت ہوئی ہے حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نے حواریین سے فرمایا کہ تم لوگ گناہ سے ڈرتے ہو اور ہم پیغمبر کفر سے ڈرتے ہین ایک پیغمبر علیہ السلام برسون تک اسلئے پریشان حال رہے پھر حق سبحانہ تعالیٰ کی درگاہ مین روتے روتے وحی آئی کہ مین تیرے دل کو کفر سے بچائے رکھتا ہون تو اس بات سے
کیا خوش نہین ہے جو دنیا چاہتا ہے عرض کیا کہ بار خدایا مین نے توبہ کی اور خوش ہوا اور اس سوال کی ندامت سے اپنے سر پر خاک ڈالی

خاتمہ بالخیر ہونیکی بھی علامت ہی پس جو شخص اس خطرے بہت دور رہنا چاہے اوسی چاہیے کہ بدعت سے بہت دور رہے اور جو کچھ قرآن و حدیث مین ہی اوسکا ایمان لائے جو کچھ جانے اوسی قبول کرے اور جو کچھ نہ جانے اوسے مان لے اور سب کا ایمان لائے اور یہ کوشش کرتا رہی کہ حق تعالے کی محبت اوسکے دل پر غالب ہو جاوے اور دنیا کی محبت ضعیف ہو جاوے اور دنیا کی محبت بانیطور ضعیف ہوتی ہے کہ شرع کی حدین نگاہ رکھے تاکہ شرع اوسپر دنیا کو تنگ کر دے اور وہ دنیا سے متنفر ہو جاوے اور اس سبب سے خدا کی دوستی قوی ہوتی ہے کہ آدمی ہمیشہ خدا ہی کا ذکر کرتا رہے اور ہمیشہ خدا کے دوستون کے ساتھ صحبت رکھے دنیا کے دوستون کے ساتھ صحبت نہ رکھے اگر دنیا کی دوستی غالب ہو تو ایمان محل خطر مین ہی جیسا قرآن شریف مین فرمایا ہی کہ اگر باپ بیٹا مال نعمت اور جو کچھ تمہاری پاس ہے اوسے تم حق تعالی سے زیادہ دوست

دورستگی ہو تو آمادہ رہو کہ حکم خدا آجائے فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ کے یہی معنی ہین خوف حاصل کرنیکی تدبیر کا بیان
العزیز جانتو کہ دین کے مقامات سے پہلا مقام یقین اور معرفت ہی پھر معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہی اور خوف سے زہد اور صبر اور توبہ اور زہد توبہ
سے اخلاص اور مداومت ذکر و فکر پیدا ہوتی ہے اور اوس سے انس محبت ہویدا ہوتی ہی محبت مقامات کی نہایت ہی اور تسلیم رضا
اور شوق تبع محبت ہی پس یقین اور معرفت کے بعد خوف کیمیای سعادت ہی اور جو صفتین خوف کے بعد ہین وہ بی خوف کی راست تابع
آتین اور خوف تین طرح سے پیدا ہوتا ہی ایک تو علم و معرفت سے اسواسطے کہ آدمی نے جب اپنی تئین اور خدا کو پہچان لیا تو ضرور ڈریگا
ڈریگا اسواسطے کہ جو شخص شیر کے چنگل مین پھستا ہی اور شیر کو پہچانتا ہی اوسے شیر سے ڈرنے کے واسطے کسی تدبیر کی حاجت نہین بلکہ
وہ شخص خود بخود ہمہ تن خوف ہوجاتا ہی اور جس شخص نے حق تعالی کو کمال جلال قدرت کمال بی نیازی کے ساتھ پہچانا اور اپنے
تئین نہایت بیچارگی اور عاجزی کے ساتھ جانا اوسنے درحقیقت اپنی تئین شیر کے چنگل مین دیکھا بلکہ جس شخص نے فقط حکم خدا
کو پہچانا کہ جو کچھ قیامت تک ہوگا اوسکا وہ حکم کرچکا ہے بعضون کو بے وسیلہ حکم سعادت اور بعضون کو بے خطا حکم شقاوت دیا ہے
جیسا چاہا ویسا کیا ہی اور وہ حکم ہرگز بدل نہین سکتا وہ شخص خواہ نخواہ ڈریگا اسواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا فرمایا ہے
کہ حضرت موسی نے حضرت آدم علیہما السلام سے احتجاج کیا اور حضرت آدم نے بھی حضرت موسی علیہ السلام سے دلیل کی حضرت موسی نے
کہا کہ اے آدم حق تعالی نے تمھین بہشت مین اوتارا اور تمھارے ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا تم کیون عاصی ہوگئے کہ اپنی تئین اور
ہم سب کو بلا مین مبتلا کیا حضرت آدم نے فرمایا کہ اے موسی بھلا وہ معصیت ازل مین میری نام لکھی تھی یا نہین جواب دیا ہان لکھی تھی
حضرت آدم نے فرمایا کہ بھلا مین حکم خدا کے خلاف کرسکتا تھا حضرت موسی نے کہا نہین پس حضرت آدم نے حضرت موسی کو اعتراض
اوپر اوٹھا دیا اور حضرت موسی لاجواب ہوگئے اور جس معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اوسکے بہت سے ابواب ہین جو شخص بڑا عارف
وہ بہت خائف ہی حتی کہ احادیث مین آیا ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام دونون روتے تھے
اوپر وحی آئی کہ مین نے تمھین بخوف کیا ہے تم کیون روتے ہو عرض کیا کہ بار خدایا ہم تیرے مکر سے بخوف نہین ہین ارشاد ہوا کہ
یون ہی سمجھے رہو یہ انکا کمال معرفت تھا کہ اپنے جی مین کہا کہ بخوف رہنا نہ چاہیے یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ تم بخوف رہو شاید آزمائش
ہو اور اسمین کوئی بھید ہو کہ اوس سے ہم بیخبر ہون جنگ بدر کے دن پہلے مسلمانون کا لشکر ضعیف ہوگیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ
سلم نے ڈر کر فرمایا کہ بار خدایا اگر یہ مسلمان ہلاک ہوجائینگے تو روی زمین پر تیری بندگی کرنیوالا کوئی نہ رہیگا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ خدا کو آپ کیا سوگند دلاتے ہین وہ تو آپ کی فتح کا وعدہ کرہی چکا ہے اپنا وعدہ ضرور سچا
کریگا اوسوقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کا یہ مقام تھا کہ وعدۂ کرم پر اونہین اعتماد تھا اور جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ
والتسلیم کا یہ مقام تھا کہ آپ کو خیر الماکرین کے مکر سے خوف تھا اور یہ مقام کاملترہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
جانتا کہ خدا کے کامون کے بھید اور تدبیر مملکت مین اوسکی مصلحت اور اوسکی مقدر کی ہوئی باتین کوئی بندہ نہین جانتا دوسرا طریقہ یہ ہی
کہ آدمی اگر معرفت سے عاجز آئے تو اہل خوف کے ساتھ صحبت رکھے تاکہ اون لوگون کا خوف اسمین سرایت کرے اور اہل غفلت سے

دور رہو اس لئے کہ سانپ کو بھی خوف پیدا ہو جاتا ہے اگرچہ تقلیدی ہو اور ایسا ہو جیسے سانپ سے اور اس بات کا خوف جس نے اپنے باپ کو سانپ
سے بھاگتے دیکھا ہو تو وہ لڑکا بھی سانپ سے ڈرتا اور بھاگتا ہے کہ سانپ کا موذی ہونا جانتا ہو جاننے والے کے خوف کی یہ درجہ
ضعیف ہے اور اسقدر اگر لڑکا چند بار سپیرے کو دیکھے کہ سانپ پر ہاتھ ڈالتا ہے تو جس طرح تقلید سے ڈرتا ہے اسی طرح تقلید سے امین
بھی ہو جائیگا اور سانپ پر ہاتھ ڈالیگا اور جو شخص سانپ کا موذی ہونا جانتا ہے وہ اس تقلید سے امین ہوتا ہے تو عقلا کو بیقین کرنا
اور غافلوں کی صحبت سے حذر کرنا چاہیئے خصوصا اس غافل سے جو بصورت عالم ہو یہ سراط ہے کہ آدمی جب اہل خوف کو نہ پائے
تو اولیا کی صحبت اور تمنا کرے کیونکہ امن مانع ہیں یہ لوگ کہ جن کو انکا حال نہ اور انکی کتابیں نہ ہے اسی سبب سے بعضے انبیا اور اولیا کے
خوف کا حال ہم بیان کرتے ہیں تاکہ جو شخص فہم رکھتا ہو وہ جان لے کہ یہ حضرات تمام خلق سے زیادہ عاقل اور عارف
اور متقی تھے جب اسقدر ڈرتے ہیں تو اوروں کو بطریق اولی ڈرنا چاہیئے انبیا اور اولیا کی حکایتیں روایت کرکہ جب
ابلیس ملعون ہوا تو حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام روتے ہوئے حق تعالی سے فریاد کی کہ تم کیوں روتے
ہو عرض کیا کہ بار خدایا تیرے غصے اور عذاب سے ہم ایسے نہیں ہیں کہ امن میں رہیں کہ ایسا ہی چاہیئے ایسا ہی رہنا حضرت ابن المنکدر
رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہیں کہ حق سبحانہ تعالی نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو تمام ملائکہ کو رویا ہوا دیکھا جب حق تعالی نے آدمیوں
کو پیدا کیا تو چند روز سوا سطرح کہ جان گئے کہ دوزخ ہمارے واسطے نہیں پیدا ہوا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں
کہ حضرت جبرئیل امین جب یہ آیہ کریمہ لے کر نازل ہوئے تو خوف خدا سے لرزاں اور ترساں تھے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میکائیل کو میں ہنستے ہوئے نہیں دیکھتا عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی
نے جب سے آتش دوزخ پیدا کی تب سے میکائیل نہیں ہنسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب ذبح میں مشغول ہوئے تو ایک میل سے
انکے دل کا جوش سنائی دیتا حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن برابر سجدہ میں پڑے رہے یہاں تک
کہ انکے آنسوؤں سے گھاس اگ آئی ندا آئی کہ اے داؤد کیوں روتا ہے اگر تیرا بھوکا پیاسا بندہ تو عرض کرتا کہ کھانا پانی کپڑا بھیجدو تو
بس ایسا ایک نالہ سوزاں کیا کہ انکی سانس کی گرمی سے لکڑی میں آگ لگ گئی بس حق تعالی نے انکی توبہ قبول فرمائی عرض کیا کہ
بار خدایا یہ گناہ میری پیشانی پر نقش کر دے تاکہ میں بھولوں نہیں حق تعالی نے انکی عرض قبول فرمائی پھر جب وہ کھانے پانی کے
واسطے بڑھے تو اس نقش کو دیکھتے اور روتے کبھی اسقدر روتے کہ لوگ پانی کا کٹورا منہ میں لیتے ہوئے تو آپ کے آنسوؤں سے
پر ہو جاتا روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اسقدر روئے کہ انکی طاقت زائل ہو گئی عرض کیا کہ یا ارحم الراحمین میرے رونے پر تو رحم
نہیں فرماتا وحی آئی کہ داؤد تو رونے کا ذکر کرتا ہے اور گناہ کو بھول گیا عرض کیا کہ بار خدایا کہ گناہ بھلا کیونکر بھولونگا گناہ کرنے کے پہلے
جب یہ زبور پڑھتا تھا تو بہتا ہوا پانی ٹھہر رہتا چلتی ہوا رک رہتی اڑتے ہوئے جانور میرے سر پر جمع ہو جاتے وحشی جانور میرے
محراب میں آتے اب یہ کوئی بات نہیں ہے بار خدایا یہ کیا حکمت ہے کہ کبھی تو نظر رحمت فرماتا ہے ارشاد ہوا کہ اے داؤد وہ اس طاعت تھا یہ عزت
حضرت ذرا سے داؤد تو میرا بندہ تھا اسے میں نے اپنے دست لطف سے پیدا کیا اپنی روح سے اس میں روح پھونکی ملائکہ کو اسکا

سجدہ کا حکم کیا اور سجدہ کیا اور تاج و خزانہ دیکر سرپر رکھا اور خلعت فاخرہ پہنائی اور دونوں کو بہشت میں رکھا اور سنے ایک گھر بنایا اور دیدار کے اور ہمارا ہر وقت کا کام یہ ہے کہ تسبیح و تقدیس و تہلیل و تحمید کرتے ہیں ہم تیری طاعت کرتے تھے تو نے ہمکو پوجنے کا سوال کیا ہم نے تجھے دیدیا تو ہمکو گمان کیا کہ ہم تیری عبادت بھی اور کرینگے اگر تو ہماری طرف رجوع کریگا تو ہم تجھکو اور بہشت دیدینگے اور اگر نہ

نہ رکھتے تھے ایک دن کسی مرد اجنبی نے لاعلمی میں یہ آیت پڑھی یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا اوس مرد نے کہا میں مجرموں میں سے ہوں متقیوں میں سے نہیں ایک اور پڑھا اوس نے اوسکو بھی نہ سمجھا اوس نے پھر یہ آیت پڑھی پس اوس نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہوئی حضرت حاتم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بھائی اپنی جگہ کے سبب سے مغرور نہ ہو اسواسطے کہ بہشت سے بہتر کوئی جگہ نہیں دیکھ تو حضرت آدم نے وہان کیا دیکھا اور کثرت عبادت کے سبب سے وغرہ نکر کیونکہ تو جانتا ہی کہ ابلیس نے کئی ہزار برس عبادت کی اور بہت علم کے سبب سے گمنڈ نہ کر اس لیے کہ بلعم باعور اس مرتبہ کو پہونچا تھا کہ حق تعالیٰ کا اسم اعظم جان لیا اور اوسکے حق میں یہ آیت نازل ہوئی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ اور نیک لوگوں کی زیارت کے سبب سے تکبر نکر اسواسطے کہ جناب سید الاولین والآخرین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے عزیزوں کو اپنی صحبت اور زیارت بہت نصیب ہوئی اور ایمان نہ لائی حضرت عطار رحمہ اللہ علمائے خانقاہ میں سے تھے چالیس برس کامل ہنسے نہ آسمان کی طرف دیکھا ایکبار آسمان کی طرف دیکھا تو خوف کو مارے گر پڑے رات بھر میں کئی بار اپنے تئیں ہاتھ سے ٹٹول لیا کرتے کہ مرے تو نہیں ہو گیا ہوں جب قحط پڑا کوئی بلا خلق پر آتی تو کہتے کہ یہ سب میری ہی شومی سے ہے اگر میں مر جاؤں تو خلق اس بلا سے نجات پائے حضرت سری سقطی قدس سرہ کہتے تھے کہ میں ہر روز اپنی ناک پر نظر کرکے اپنے جی میں کہتا ہوں کہ شاید میرا منہ کالا ہو گیا ہے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہی کہ میں نے دعا مانگی کہ خوف کا ایک دروازہ مجھ پر کھلے دعا قبول ہو گئی میں ڈرا کہ میری عقل جاتی رہیگی پھر میں نے عرض کی کہ بار خدایا میری طاقت کی قدر اپنا خوف مجھے عنایت کر پس میرا دل ٹھہر گیا ایک عابد کو لوگوں نے دیکھا کہ رو رہا ہی پوچھا کیوں روتا ہی کہا اوس گھڑی کو خوف کرتا ہوں کہ خلق کو اونکے اعمال کا بدلا قیامت کے دن دیا جائیگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک شخص نے پوچھا آپکا کیا حال ہی کہا اوسکا کیا حال ہوتا ہی جو دریا میں ہو اور کشتی ٹوٹ جاوے اور ہر شخص ایک ایک تختے پر پہنچے اوس شخص نے کہا سخت کٹھن ہوگا کہا میرا بھی ویسا ہی حال ہی حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ یہ بھی کہا ہی کہ حدیث میں ہی کہ ایک شخص کو ہزار برس کے بعد دوزخ سے نکالیں گے یہ کہکر کہا کہ کاش میں ہی ہوں یہ اسواسطے کہا کہ خاتمہ بخیر نہونے کے ڈر سے ہمیشہ دوزخ میں ہونے سے ڈرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کی ایک کنیزک تھی ایک دن سو اوٹھی اور عمر عمر کرنے لگی کہ یا امیرالمومنین میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہی کہا جلدی بیان کر کہنے لگی کہ میں نے دوزخ کو دیکھا کہ سلگائی گئی اور پل صراط اوسپر رکھا گیا اور خلفا کو فرشتے لانے پہلے خلیفہ عبدالملک مروان کو دیکھا کہ فرشتے لائے اور حکم کیا کہ اس پل پر چل تھوڑا سا چلا تھا کہ دوزخ میں گر پڑا کہا جلدی کہ پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ پھر اوسکے بیٹے ولید ابن عبدالملک کو لائے وہ بھی اوسیطرح دوزخ میں گر پڑا کہا جلدی کہ پھر کیا دیکھا کہنے لگی کہ پھر سلیمان ابن عبدالملک کو لائے وہ بھی اوسیطرح دوزخ میں گر گیا کہا جلدی بیان کر پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ یا امیرالمومنین پھر آپ کو لائے اوس کنیزک نے اتنا کہا تھا کہ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہو کر گر پڑے کنیزک چیختی تھی کہ قسم خدا کی میں نے دیکھا کہ آپ سلامت گذر گئے اور بہت غل مچاتی تھی اور وہ پڑے لوٹتے تھے اور ہاتھ پاؤں دے دے مارتے تھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سالہا سال نہیں ہنسے لوگوں نے ہمیشہ اونہیں اوس کیفیت پر دیکھا جس کیفیت میں وہ قیدی ہوتا ہی جسکی گردن مارنے کے واسطے مقتل میں لائی ہوں لوگ کہتے کہ باین عبادت و ریاضت آپ اسقدر کیوں سلگتے ہیں وہ جواب دیتے کہ مجھے اس بات کا خوف

کہ حق تعالیٰ ذکوئی فعل مجھ سے ایسا دیکھا ہو کہ مجھ کو تمسن ٹھہرالیا ہو اور فرمایا کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر کہ میں تو تجھ سے ہرگز ناراض نہ ہونگا اور میں بفضلہ و ایمان جانتا ہون اور ایسی بہت حکایتین میں العزیز اب غور کر کہ یہ بزرگ لوگ کیسا ڈرتے تھے اور تو بیخوف ہو اونکا خوف اور تیری بیخوفی یا اس سبب سے ہو کہ اونکے گناہ بہت تھے اور تیرے گناہ نہین ہین یا اس سبب سے ہو کہ اونہین معرفت بہت تھی اور تجھے نہین ہے سچ تو یہ ہو کہ باوجود کثرت گناہ تو حماقت اور غفلت کی وجہ سے بیخوف ہے اور باوصف کثرت طاعت وہ لوگ بصیرت اور معرفت کے سبب سے خائف اور ہراسان تھے **فصل** شاید کوئی کہے کہ خوف و رجا دونون کی فضیلت مین بہت بہت سی حدیثین وارد ہین ان دونون مین کون افضل ہے کہ اوسکا غالب رہنا چاہیے العزیز جانتو کہ خوف و رجا دو دوائین ہین دوا کے حق مین فضیلت نہین کہتے بلکہ منفعت کہتے ہین سو اسطے کہ خوف و رجا صفات نقص سے ہے جیسا ہمنے بیان کیا اور آدمی کا کمال یہ ہے کہ خدا کی محبت مین ڈوبا رہے اور خدا کی یاد نے اوسے بالکل گھیر لیا ہو اپنے آغاز و انجام کا کچھ خیال نکرے بلکہ وقت کو دیکھتا رہے اور وقت کو بھی نہ دیکھے بلکہ خداوند وقت کو دیکھتا رہے جب خوف و رجا کی طرف التفات کریگا تو یہ التفات حجاب ہو جائیگا لیکن یہ استغراق کی حالت نادر ہوتی ہے تو جس شخص کا وقت موت نزدیک ہو اوسمین رجا غالب رکھنا چاہیے کیونکہ رجا محبت کو زیادہ کرتی ہے اور جو شخص اس جہان سے جانے چاہیے کہ خدا کی محبت کو ساتھ ہو تاکہ خدا کی ملاقات اوس شخص کی سعادت ہو جاہلہ سو اسطے کہ محبوب ہی کی ملاقات مین مزہ ہوتا ہے مگر اور اوقات مین اگر آدمی اہل غفلت ہو تو اوسپر خوف غالب رہنا چاہیے سو اسطے کہ جو غافل ہے اوسکی حق مین منجملہ رجا کے قاتل ہے اور اگر اہل تقوی ہے اور اوسکا حال مہذب ہے تو خوف و رجا معتدل اور برابر رہنا چاہیے اگر آدمی عبادت اور طاعت مین ہے تو رضا غالب ہونا چاہیے سو اسطے کہ مناجات مین محبت ہی سے دل صاف ہوتا ہے اور محبت رجا کی سمت سے حاصل ہوتی ہے اور گناہ کے وقت خوف غالب ہونا چاہیے اور آدمی اگر اہل عادت نہ ہو تو مباح کاموں کے وقت بھی خوف غالب ہونا چاہیے ورنہ گناہ مین مبتلا ہو جائیگا تو خوف و رجا ایسی دوا ہے کہ اوسکی منفعت احوال اور اشخاص کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اس سوال کا جواب مطلق نہین ہو سکتا واللہ اعلم

چوتھی اصل فقر اور زہد کے بیان مین

اے برادر اس بات کو باور کر کہ اون چار اصلون پر راہ دین کا مدار ہے جو عنوان مسلمانی مین ہم بیان کر چکے ہین ایک تیرا نفس ہے دوسرے حق تعالیٰ تیسرے دنیا چوتھے آخرت ان چار مین سے دو قابل ترک ہین دو لائق طلب یعنی اپنے نفس سے حق تعالیٰ کے واسطے دست بردار ہونا چاہیے اور دنیا کو آخرت کے واسطے ترک کرنا چاہیے تو تجھے اپنی خودی سے منہ پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور دنیا کو لات مار کر آخرت کی طرف دوڑنا چاہیے اور خوف صبر توبہ اسکے مقدمات ہین اور محبت دنیا مہلکات سے ہے چنانچہ ہم اوسکا علاج بیان کر چکے ہین اور دنیا کی دشمنی اور اوس سے قطع تعلق کرنا منجیات سے ہے اب ہم اسکی تفصیل بیان کرینگے فقر و زہد اسی سے عبارت ہے تو پہلے فقر و زہد کی حقیقت اور فضیلت پہچاننا چاہیے **فقر و زہد کی حقیقت** العزیز جانتو کہ فقیر وہ شخص ہے جو اپنی حاجت کی چیز نہ رکھتا ہو نہ اوسپر قادر ہو اور آدمی کو پہلے تو اپنی ہستی کی حاجت ہے پھر اپنی بقا کی پھر مال و غذا کی اور بہت چیزون کی حاجت ہے اور انمین سے کوئی چیز اوسکے اختیار مین نہین اور وہ ان سب کا حاجتمند ہے اور غنی وہ ہے جو اپنے غیر سے بے نیاز ہو وہ جناب احدیت جل شانہ کے سوا کوئی نہین ہو سکتا کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ملائکہ اور شیاطین موجود ہین ان سبکی ہستی اور بقا انکی سبب سے نہین پس حقیقت مین سب فقیر ہین سو اسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے

فرمایا یا ایھا الناس انتم الفقرآء الی اللہ یعنی خدا ہی بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو حضرت عیسی علیہ السلام نے فقیر کے یہی معنی بیان کیے ہین اور فرمایا ہی کہ اصبحت لا اشتھی الا ما یشتھی الفقیر یعنی مین اب وہ چیز چاہتا ہون جو فقیر چاہتا ہی اور سید غیری فلا افتقر الیہ یعنی مین اب اس سے بیخبر ہون کہ دنیا کسی کے ہاتھ مین ہے تو مجھسے زیادہ محتاج کون ہی ملکہ حق تعالی نے بھی یہی معنی بیان فرمائے اور ارشاد کیا وربک الغنی ذو الرحمۃ ان یشا یذھبکم ویستخلف من بعدکم ما یشآء یعنی غنی وہ ہی کہ اگر چاہے تو سبکو ہلاک کرکے اور ہی مخلوق پیدا کردی تو تمام خلق فقیر ہے لیکن اہل تصوف کے محاورہ مین فقیر اوسکو کہتے ہین کہ جو اپنے تئین اس محتاجی کی صفت پر دیکھے اور یہ حالت اوسپر غالب ہو کہ وہ جانتا ہو کہ مین کچھ نہین رکھتا اور وہ اوسکو جہان مین کوئی چیز سپرد اختیار مین نہین اصل فرقہ مین نہ دولتمند فرقہ مین ہین اور احمق لوگ یہ جو کہتے ہین کہ آدمی فقیر اوسوقت ہوتا ہی کہ کچھ عبادت نہ کرے اسواسطے کہ جب عبادت کریگا اور اوسکا ثواب اپنے واسطے جمع رکھیگا تو اوسوقت اوسکے واسطے ایک چیز ہوجائیگی فقیر نہ رہا یہ کہنا علمی پن اور زہد پن کا نہین ہو کہ شیطان نے اون لوگون کے دلون مین بویا ہی اور جو احمق یہ کہتا ہی کہ مین فقیر ہون نہین اسطرح شیطان راہ سے بہکا دیتا ہی کیونکہ نیک لفظ مین بد معنی پہنا دیتا ہی تاکہ احمق اوسکے سبب سے دھوکا کھائین کہ یہی معنی سمجھنا زیبا ہے یہ کہنا ایسا ہی جیسا کوئی کہے کہ جو خدا کہتا ہو وہ سب کچھ کہنا ہی چاہیے کہ خدا سے بیزار ہوتا کہ فقیر ہوجائے بلکہ بیزار وہی ہی جو طاعت کرتا ہی جیسا حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ طاعت بھی میری ملک نہین اور میرے اختیار مین نہین مین محض طاعت دون غرضکہ جسے صوفی فقیر کہتے ہین اوسکا بیان بیان مقصود ہی یہ سب چیزون مین آدمی کے فقر کو بیان کرنیکا ارادہ تھا بلکہ مال کی رو سے جو فقیر ہوتا ہی اوسے ہم بیان کرینگے اور لاکھ حاجتین جو آدمی کو رہا کرتی ہین اور وہ سب فقر ہین اون مین سے ایک مال بھی ہے پس اگر یہ جانا تو کہ مال یا اسکے سبب سے نہین ہوتا کہ آدمی اوسکے قصد اوست بردار ہوجائے یا مال ہاتھ ہی نہ آئے جو قصد اوست بردار ہوجائے اور زاہد کہتا ہی کہ جسکا ہاتھ مال آئے اور وہی فقیر کہتا ہی مین اور فقیر کی تین حالتین ہین ایک یہ کہ مال نہ رکھتا ہو مگر جہان تک ہو سکتا ہو تلاش کرتا ہو اور فقیر حریص کہتے ہین روح اوسکو یہ ہی کہ تلاش نہ کرے اور اگر اوسکو دین تو نہ لے اور مال دیکھتا ہی تو کہتا ہی مین اسکو نہ لونگا اور تیسرا درجہ یہ ہی کہ تلاش مین کمر نہ باندھے نہ آئے تو لے مال کو دیکھے اگر دین تو لے لے نہ دین تو بھی خوش ہو اسی فقیر قانع کہتے ہین ہم پہلے فقر کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر زہد کی اسواسطے کہ اگرچہ آدمی مال کا حریص ہو مگر مال نہونے مین بھی فضیلت ہے **محتاجی کی فضیلت** العزیز جانکو حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہی للفقرآء الذین احصروا فی سبیل اللہ محتاجی کو ہجرت پر مقدم رکھا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو درویش کثیر العیال اور بسیار ہو اوسے حق تعالی دوست رکھتا ہی اور فرمایا ہی کہ اے بلال تو یہ کوشش کر کہ جب اس جہان سے جاتو درویش ہو تونگر نہین اور فرمایا ہے کہ میری امت کے محتاج لوگ تونگرون سے پانسو برس پہلے جنت مین جائینگے اور ایک روایت مین ہی کہ اسیرون برس پہلے فقیر جنت مین جائینگے اس فقیر سے فقیر حریص مقصود ہوگا اور اوس فقیر سے وہ فقیر جو فقیری مین خوش اور راضی ہو اور فرمایا ہی کہ میری امت مین فقیر لوگ سب سے بہتر ہین اور ضعیف لوگ سب سے پہلے بہشت مین پھرنے لگینگے اور فرمایا ہی کہ میرے دو بیٹے ہین جو ان دونون بیٹون کو دوست رکھیگا اوسنے مجھے دوست رکھا ایک درویشی دوسرا جہاد اور ایک روایت ہی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب محبوب خدا علیہ افضل الصلوۃ والثنا سے کہا کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالی آپکو سلام کہتا ہی اور پوچھتا ہی کہ تم یہ چاہتے ہو کہ روی مین کے پہاڑون کو سونے کا کردون تاکہ جہان تم چاہو وہان حاضر ہون فرمایا کہ ای جبرئیل مین نہین چاہتا اسواسطے کہ دنیا بے گھرون کا گھر ہی اور

دنیا کا مال ہے دنیا میں ان کا مال جمع کرنا مخلوق کا کام ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ای محمد مبشر اللہ بالقول الثابت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو سے آدمی کے قریب گذرے اور کہا اور تمہ خدا کو ہاتھ سے عرض کیا کہ اے عیسیٰ یہ بھی کیا چاہتے ہیں نے تو دنیا کو دنیا داروں کے واسطے چھوڑ دیا فرمایا پھر سوا دو دست اور خوب سو حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کی قبر کے پاس گذرے وہ قبر کے نیچے اینٹ رکھے خاک پر سو رہا تھا اور ایک کملی کے سوا اور کچھ اوسکے پاس نہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تیرا یہ بندہ صالح ہے کہ کچھ بھی نہیں رکھتا وحی آئی کہ اے موسیٰ تم نہیں جانتے کہ میں جسکی طرف خوب متوجہ ہوتا ہوں اوسے دنیا سے باز رکھتا ہوں حضرت ابو نافع بصری اسے تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس ایک مہمان آیا اوسوقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا مجھ سے فرمایا کہ فلانے یہودی پاس جاکر کہہ کہ تھوڑا سا آٹا مجھے قرض دے میں نے جاکر اوس یہودی سے کہا اوس نے قسم کھا کر جواب دیا کہ میں نہ دونگا میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر عرض کر دیا آپ نے فرمایا کہ قسم خدا کی میں آسمان میں امین ہوں اور زمین میں امین ہوں وہ یہودی اگر قرض دیتا تو میں ادا کر دیتا اب بیری یہ زرہ لیجا کر گرو رکھ کر لا یہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشدلی کیواسطے یہ آیت نازل ہوئی لا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم زہرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنہم فیہ ورزق ربک خیر وابقی یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ چاہیئے کہ دنیا اور دنیا داروں کی تمکنت سے دیکھو کہ یہ سب انکو واسطے فتنہ ہے اور جو چیز تمہارے واسطے خدا کے پاس لکھی ہے وہ بہتر اور دیرپا ہے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ جب تجھپر درویشی آئے تو کہہ مرحبا اے شعار صالحین بجناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا فرمایا کہ بہشت مجھ دکھائی گئی اہل بہشت اکثر درویش تھے اور دوزخ مجھے دکھائی گئی اہل دوزخ اکثر تونگر تھے اور فرمایا کہ میں نے بہشت میں عورتوں کو بہت کم دیکھکر پوچھا کہاں ہیں بولے شغلہن الاحمران الذہب والزعفران یعنی سونا اور رنگین کپڑے اونھیں قید کیے ہوئے ہیں روایت ہے کہ دریا کے کنارے سے ایک پیمبر علیہ السلام کا گذر ہوا دیکھا کہ ایک ماہی گیر نے مچھلی کا نام لیکر جال پھینکا ایک مچھلی بھی نہ پکسی دوسری دفعہ ماہی گیر نے شیطان کا نام لیکر جال ڈالا بہت سی مچھلیاں پکسیں اون پیغمبر نے عرض کیا کہ بار خدایا یہ سب تیری ہی حکم سے ہے مگر اسمیں کیا حکمت ہے حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم کیا کہ دونوں ماہی گیروں کی قبر پر جاؤ اور دوزخ میں اس پیغمبر کو دکھاؤ جب جگہ دیکھی تو عرض کیا کہ بار خدایا میں راضی ہوا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیغمبروں میں جو تونگری کے سبب سے سبکے بعد جنت میں جائینگے وہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہیں اور میرے اصحاب میں جو تونگری کے سبب سے سب کے بعد بہشت میں جائیگا وہ عبدالرحمن بن عوف ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے کہ تونگر بہشت دشوار سے جنت میں جائیگا اور حضرت سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ جب بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اوسے مبتلا آفات کرتا ہے اور اگر بڑی محبت کا مالک کرتا ہے تو افتقار کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ افتقار کیا چیز ہے فرمایا کہ افتقار یہ ہے کہ دنیا میں کچھ مال باقی رکھے نہ اہل و عیال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یا اللہ خلق میں کون لوگ تیرے دوست ہیں کہ میں بھی اونھیں دوست رکھوں ارشاد ہوا کہ جہان پورا فقیر ہے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ سب دنیا سے کنارہ

بیشی کو لائیں گے تو جسطرح آدمی ایک دوسرے کی عذر خواہی کرینگے اسطرح حق تعالیٰ اور نبی سے عذر بیان فرمائیگا اور ارشاد
فرمائیگا اے بندے میں نے تجھ کو دنیا کی جو چیز سے تجھے باز رکھا یا ترے لئے ذلت و خواری کی موجب ہوتی تھا اس سبب سے تھا کہ تو خاصتا اور بزرگان
میرے دوست ہیں پائے خلائق کی ان صفوں میں جا اور جسنے تجھے میرے واسطے کھانا یا کپڑا دیا ہے اوسکا ہاتھ پکڑ لے میں نے اوسے
تیرے سپرد کیا اوسدن خلق پسینہ میں غرق ہوگی وہ صفوں میں گھستا جائیگا اور جسنے اوسکے ساتھ دنیا میں نیکی کی ہوگی اوسکا ہاتھ پکڑ کر
نکال لیگا اور فرمایا ہوگا کہ تم فقیروں کے ساتھ دوستی رکھو اور اونکے ساتھ احسان کرو اسواسطے راہ میں اونکے واسطے دولت مہیا ہے
صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ دولت کیا ہے فرمایا کہ وہ دولت یہ ہے کہ قیامت کے دن فقیروں سے حکم ہوگا کہ جسنے تمھیں مکرر روٹی
یا کھجور بھر ہانڈی یا کپڑے کا ٹکڑا دیا ہو اوسکا ہاتھ پکڑ کر بہشت میں لیجاؤ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہیں کہ جناب
پیغمبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق جب دنیا جمع کرنے اور عمارت بنانے میں متوجہ ہوگی اور فقیروں کو دشمن جانیگی تب سبحانہ
تعالیٰ اوسے چار بلاؤں میں مبتلا کریگا قحط زمان میں جور سلطان میں قاضیوں کی خیانت میں کافروں اور دشمنوں کی شوکت و قوت
میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ وہ شخص ملعون ہے جو محتاجی کے سبب سے کسیکو خوار و ذلیل جانے اور تونگری
کی وجہ سے کسیکو عزیز و ممتاز سمجھے بزرگوں نے کہا ہے کہ تونگر لوگ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کی مجلس سے زیادہ کہیں خوار و ذلیل
نہوتے کیونکہ اونھیں آگے نہ آنے دیتے پچھلی ہی صف میں بیٹھے رہتے اور محتاج کو اپنے قریب بٹھالیتے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے
سے کہا کہ بیٹا یہ یاد رکھنا کہ جو کوئی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہو اوسے حقیر نہ جاننا اسواسطے کہ تیرا اور اوسکا ایک ہی خدا ہے حضرت یحییٰ
ابن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا محتاجی سے ڈرتا ہے تو دونوں سے بیخوف رہتا اور اگر
بہشت کو اسطرح ڈھونڈھتا جیسا دنیا کو ڈھونڈھتا ہے تو دونوں جہتیں اور اگر خلق سے ایسا ڈرتا جیسا خالق سے ڈرتا ہے تو دونوں
جہان میں نیکبخت ہوتا حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک شخص دس ہزار درم لایا آپ نے لیے اوسنے بہت منت خوشامد
کی کہا اے شخص تو یہ چاہتا ہے کہ اسقدر مال لیکر میں اپنا نام فقیروں کی فہرست سے نکلوا ڈالوں میں ہرگز یہ نہ کرونگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ
وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ اگر تم چاہتی ہو کہ قیامت میں میرے ساتھ ہو تو فقیرانہ زندگی بسر کرو اور
امیروں کے ساتھ مل بیٹھنے سے دور رہو اور جب تک کوئی کپڑا نہ اوتارو در پیش **قانع کی فضیلت** رسول
مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص نیکبخت ہے جسے حق تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت فرمائی اور بقدر کفایت مال عنایت
کیا اور اوسنے اسپر قناعت کی اور فرمایا ہے کہ فقیر وہ نہ دل سے محتاجی پر راضی ہو تاکہ فقر کا ثواب پاوے ورنہ ثواب پاوے گا یہ اسلئے کہا
ہے کہ فقیر حریص کو ثواب نہ ملیگا مگر اور حدیثوں میں صراحۃ وارد ہوا ہے کہ فقیر حریص کو بھی ثواب ملیگا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ ہر چیز کی ایک کنجی ہے فقراء صابر کی محبت کلید جنت ہے اسواسطے کہ قیامت کے دن یہ لوگ خدا کے ہمنشین ہونگے اور فرمایا ہے
کہ سب بندوں سے زیادہ وہ فقیر خدا کا دوست ہے جو اوسقدر پر قانع ہو جسقدر اپنے پاس رکھتا ہے اور حق تعالیٰ جو روزی اوسے عنایت
فرماتا ہے اوسمیں خدا سے وہ خوش اور راضی ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی نامہ و فقیر ایسا نہوگا جو یہ آرزو نہ کرتا ہو

کی دوری ہو زندگی کی دنیا سے نفرت ہو موت کی قدر ہوتی ہے لیکن اگر امیر ایسا ہو کہ اوسکے نزدیک مال کا ہونا نہونا دونون یکسان ہون اور مال سے فارغ البال ہو جو کچھ رکھتا ہو حاجت خلق کے پیش نظر رکھتا ہو جیسا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا حال تھا کہ ایک دن لاکھ درم خرچ کرڈالے اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت بھی مول لیا کہ اوس سے روزہ افطار کرین یہ درجہ اوس فقیر کو دیجو جسکا دل اس صفت پر نہو بہت بلکہ مرتبہ دنون کی احوال تو برابر فرمکن ہو تو فقیر افضل ہے اسواسطے کہ امیرون کا بہت بڑا کام یہی ہے کہ صدقہ دین خیر کرین اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ فقیرون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین کلہ کر بھیجا کہ یا رسول اللہ دین دنیا کی نیکی تو امیرون ہی نے لوٹ لی کہ وہ صدقہ اور زکوۃ دیتے ہین حج اور جہاد کرتے ہین اور ہم نہین کرسکتے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقیرون کے ایلچی کو سرفراز فرمایا اور ارشاد کیا کہ تنہا یک دفعہ بہشت عنقریب تم تو ایسے لوگون کے پاس سے آیا ہو کہ مین اونھین دوست رکھتا ہون تو اونسے کہدے کہ جسنے خدا کے واسطے فقیری پسند کیا اوسکے واسطے تین درجے ایسے ہین کہ امیرون کے لیے نہین ایک یہ کہ بہشت مین دو زن ہین اہل بہشت کو وہ ایسے معلوم ہونگے جیسے اہل دنیا کو ستارے اور وہ اوسکی بیبیان ہونگی دوسرا یہ کہ فقیر پانسو برس پہلے امیرون سے جنت مین جائینگے تیسرا یہ کہ جب کوئی فقیر کلمہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہتا ہو اور امیر بھی کہتا ہو تو امیر فقیر کے درجے تک نہین پہونچتا اگرچہ اسکے ساتھ سو ہزار درم صدقہ بھی دے فقیرون نے کہا رضینا رضینا ہم راضی اور خوش ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنکر فرمایا کہ ذکر ایسا چیز ہے کہ بندہ کے دل کو جب دنیا سے فارغ اور اندوہگین اور شکستہ پاتا ہے تو اوسمین آکر بیٹھتا ہے اور امیر کا دل جو دنیا سے خوش ہوتا ہے اوس سے اچھل جاتا ہے جیسا سخت پتھر پر سے پانی کی چھینٹین اڑجاتی ہین پس جب ہر ایک بندہ حق تعالی کی تازگی اور اوسکے ذکر کے ساتھ محبت اور مشغولی کی قدر ہے اور وہ مشغولی اوسیقدر ہوتی ہو جسقدر اور چیزکی محبت تو فقیر فارغ البال ہوا اور امیر کا دل محبت دنیا سے فارغ نہین ہوتا تو فقیر اور امیر کیونکر برابر ہوگا مگر شاید امیر اپنی طرف گمان کرے کہ میرا دل بھی مال سے فارغ البال ہو اور مال سے فارغ البال ہونا اور یہ دعوی کا ہوتا ہے تو اس گمان کے سچ ہونے کی سلامت وہی ہے جو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے کیا کہ لاکھ درم مٹھی کے برابر جانکر خرچ کرڈالے اور اگر دنیا سے فارغ البال ہو کر مال جمع کرنا مقصود ہوتا تو پیغمبر علیہم السلام اوسسے اتنا حذر کیون کرتے اور دوسرون کو حذر کرنیکا حکم کیون فرماتے حتی کہ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو جب دنیا نظر آتی تھی اور اپنی تمنین پیش کرنے لگی تھی تو آپ نے فرمایا میرے پاس سے دور ہو میرے پاس سے دور ہو اور حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دنیادارون کے مال کیطرف نہ دیکھو کہ اوسکا پرتو حلاوت ایمان کو تم سے لیلیتا ہے یہ اسواسطے فرمایا کہ وہ حلاوت دل مین پیدا ہوتی ہے اور حلاوت ذکر کو زحمت پہونچاتی ہے اس لیے کہ دو حلاوتین ایک دل مین نہین آتین اور عالم وجود مین دو ہی چیزین ہین ایک حق ایک غیر حق غیر حق سے جسقدر تو دل لگائیگا اوسیقدر حق تعالی سے دل ٹوٹ جائیگا اور جسقدر غیر حق سے دل ٹوٹیگا اوسیقدر حق تعالی کی قربت کے مزے لوٹیگا پس ز شعر غیر حق را سیدہی رہ در حریم دل چرا + یکشی بر صفحہ ہستی خط باطل چرا + حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فقیر ایسی چیز کی آرزو مین جس سے عاجز ہو ایکدم سرد جو بھرتا ہو وہ تونگر کی اوس عبادت سے بہتر ہے جو ہزار برس روزہ کرتا ہو حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی سے ایک شخص نے کہا کہ مین

عیال دار ہون اور بالکل نادار ہون آپ میرے واسطے دعا کیجیے جواب دیا جسوقت تیرے اہل و عیال کہیں کہ کھانا باقی نہیں ہے اور تو اوسے مہیا کرنے سے عاجز ہے اور اہل و عیال کا درد تیرے دل مین ہو اوسوقت تو میرے واسطے دعا کرنا اسواسطے کہ اوسوقت کی تیری دعا میری دعا سے افضل ہے **حالت محتاجی مین درویشی کے آداب** العزیز جانتو کہ باطن مین رضا آداب درویشی ہے اور ظاہر مین گلہ نہ کرنا اور درویش کو باطن مین تین حالتین ہین ایک یہ کہ درویشی کے ساتھ خوش اور شاکر رہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ درویشی حق تعالی کی بڑی عنایت ہے کہ اپنے دوستون کے حال پر مبذول فرماتا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ خوش نہو تو خدا کے فعل سے ناخوش بھی نہو اگرچہ درویشی بری معلوم ہو جیسے کوئی شخص پچھنے لگواتا ہے تو اوسکا درد معلوم ہوتا ہے مگر پچھنے لگانیوالے سے ناخوش نہین ہوتا ہے یہ بھی بڑی بات ہے تیسری حالت یہ ہے کہ معاذ اللہ حق تعالی سے راضی نہو درویشی حرام ہے اور ثواب فقر کو کھو دیتا ہے بلکہ ہر وقت یہی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ حق سبحانہ تعالی وہی کرتا ہے جو کرنا چاہیے اور کسیکو اوسکے فعل سے کراہت اور انکار کرنا نہین پہونچتا اور ظاہر مین گلہ نکرنا چاہیے صبر و تحمل کا پردہ ڈالے رکھنا چاہیے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہین کہ درویشی کبھی عذاب کا سبب ہوتی ہے بدخوئی اور شکایت اور قضا آلہی پر جھنجھلانا اور غصہ ہونا اوسکی علامت ہے اور کبھی سعادت کا سبب ہوتی ہے نیکخوئی اور گلہ نکرنا اور شکر بجالانا اوسکی علامت ہے **حکایت** کہتے ہین کہ کوئی شخص درویشی کو پوشیدہ رکھتا ہوا خزانہ ہو اور آداب یہ ہین کہ تونگرون سے مخالفت اور فروتنی نکرے اور اونکی حق مین کچھ نہ کہے **حکایت** ہمارے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ فقیر جب امیر کے گھر رہے تو جان لینا چاہیے کہ بادشاہ ہے اور جب بادشاہ کے گھر رہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ چوہا ہے دوسرا آداب یہ ہے کہ بعض اوقات جو کچھ ہوسکے اپنا خرچ کرکے صدقہ دو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایک درم لاکھ درم پر سبقت لیجاتا ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسا کس حال مین ہوتا ہے فرمایا کہ جو شخص دو درم سے زیادہ نہ رکھتا ہو اور ایک دیدے تو یہ ایک اوس شخص سے افضل ہے کہ جو بہت سا مال رکھتا ہو اور لاکھ درم دیدے **کیفیت عطا لینے کے آداب** یہ ہین کہ جو چیز بے شبہہ کی ہو اوسے نہ لے اور جو کچھ اپنی حاجت سے زیادہ ہو وہ بھی نہ لے لیکن اگر درویشون کی خدمتگاری کیا کرتا ہے تو اگر بقدر حاجت سے زیادہ ملا نیت لیکر فقیرون کو خبر دیگا تو یہ بھی لینا درست ہے اور اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو نہ لے تاکہ مالک مال آپ ہی مستحقون کو پہونچا دے مگر دینے والے کی نیت دریافت کر لینا بہت ضرور ہے یا ہدیہ کی نیت ہوگی یا صدقہ کی یا ریا کی جو چیز ہدیہ ہو اوسکا قبول کرنا سنت ہے بشرطیکہ احسان سے خالی ہو اور اگر جانے کہ تھوڑی سی چیز مین احسان ہے اور تھوڑی مین نہین تو جسقدر مین احسان نہو اوسیقدر لے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک شخص کچھی اور پنیر اور ایک بکرا لایا آپنے بکرا پھیر دیا اور کچھی پنیر لے لیا حضرت فتح موصلی رحمہ اللہ تعالی کے پاس ایک شخص پچاس درم لایا کہا کہ حدیث شریف مین ہے کہ بے سوال جسے کچھ ملے اوسے رد کرے تو اوسنے خدا پر رد کی یہ کہکر ایک درم اوٹھا لیا اور باقی پھیر دیے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے بھی یہی حدیث روایت کی مگر ایک دن کوئی شخص سونے چاندی بھری ہوئی تھیلی اور بہت سے عمدہ عمدہ کپڑے اونکے پاس لایا اوسنے قبول نکیا اور کہا کہ جو شخص مجلس رکھتا ہے اور لوگون سے کچھ لیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کو دیکھے گا اور خدا کے پاس اوسکا کچھ حصہ نہوگا یہ

اسوجہ سے نامقبول کیا ہو گا اور مجلس سے تو اٹھ نہ گیا ہو گا اور جاتا ہو گا اور اسکا عطیہ مجلس کے سبب سے یہ نہ چاہا کہ خلوص نیت باطل ہو جاوے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کو کوئی چیز دی اور اسنے کہا کہ خدا تجھ کو جزا دیوے تو اس نے کہا کہ خلوص نیت باطل ہو جاوے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کو کوئی چیز دی اور اسنے کہا کہ خدا تجھ کو جزا دیوے تو اس نے کہا کہ میری قدر تیری دعا سے زیادہ ہو تو میں قبول کروں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ کسی سے کچھ نہ لیتے اور فرماتے کہ اگر میں جانتا کہ زبان پر نہ لاؤنگا تو لے لیا کرتا یعنی اگر میں لیا رکھونگا تو یہ دینگ باقی رکھیگا اور احسان جتائیگا اور کوئی بزرگ تھا کہ خادم تو کچھ لیتا اور روں سے نہ لیتے اور سب بزرگ احسان جتانے سے حذر کرتے تھے حضرت شیخ عافی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے کسی سے سوال نہیں کیا مگر سری سقطی سے کہ اونکا زہد جانتا تھا کہ وہ اس بات سے خوش ہوتے ہیں کہ کوئی چیز اونکے ہاتھ سے نکل جاوے لیکن اگر ریا کی نیت سے دے تو نہ لینا ضرور ہے ایک بزرگ نے کوئی چیز بھیجدی لوگوں نے اونپر غصہ کیا اون بزرگ نے کہا کہ دینے والوں پر میں نے بڑی مہربانی کی کہ وہ چیز بھیجدی اسواسطے کہ وہ مکتے پھرتے اونکا مال بھی جاتا ثواب بھی جاتا اور اگر صدقہ کے قصد سے دے تو لینے والا اگر صدقہ لینے کے قابل نہ ہو تو نہ لے اور اگر محتاج ہو تو پھینا نہ چاہیے حدیث شریف میں ہے کہ جو بے سوال کیے لوگوں نے کچھ دیا تو وہ خدا کا بھیجا ہوا رزق ہے بزرگوں نے کہا ہے کہ جب کچھ نہ دیں اور وہ نہ لے ایسا شخص اس بلا میں مبتلا ہوتا ہے کہ پھر وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھ دیں اور وہ نہیں دیتے حضرت سری سقطی حضرت امام احمد حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ کے واسطے ہمیشہ کچھ بھیجا کرتے وہ نہ لیتے حضرت سری سقطی کہتے کہ اے احمد رد کرنے کی آفت سے خدا کرے ایکبار اونھوں نے فرمایا کیا کہا پھر تو کہہ حضرت سری سقطی نے پھر کہا کہ رد کرنے کی آفت سے خدا کرے پھر سوچکر جواب دیا کہ اچھا ہے۔ کچھ پھیرو ایک پیسہ کا پنج پیسہ پاس ہے وہ ہو جاوے تو میں لیلونگا۔ **بلا ضرورت سوال حرام ہونیکا بیان** الغرض جاننا چاہیے کہ سوال مجملاً فواحش سے ہے یعنی بڑا کام ہے اور فواحش بلا ضرورت حلال نہیں ہوسکتے سوال مجملاً فواحش اس سبب سے ہے کہ اوس میں تین برائیاں ہیں ایک یہ کہ خلاف بیان کرنا خدا کی شکایت ہے اسواسطے کہ غلام اگر غیر سے کچھ مانگے تو اوسنے گویا اپنے آقا پر طعن کی اسکا کفارہ یہ ہے کہ بلا ضرورت اور بطور شکایت نہ کہے دوسری برائی یہ ہے کہ اپنے تئیں ذلیل کرتا ہے اور مسلمان کو یہ لائق نہیں کہ حق تعالیٰ کے سوا اور کسیکے سامنے اپنے تئیں ذلیل کرے ذلت سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ جب تک ہوسکے کسی دوست اور عزیز اور فراخ دل اور ایسے شخص سے سوال کرے جو اوسے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اوسکے سامنے ذلیل نہ ہو اگر یہ نہوسکے تو بلا ضرورت شدید کسی سے سوال نہ کرے تیسری برائی یہ ہے کہ دوسرے کو رنج دینا ہے کہ شاید جس سے سوال کرے وہ جو کچھ دے بخوف ملامت شرم کے سبب سے اور ریا کے طور سے دے اگر یوں دیگا تو ملول رہیگا اور دل سے نہ دیگا اور اگر نہ دیگا تو شرم و ملامت کے رنج میں گرفتار ہوگا اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ صراحۃ نہ کہے کنایۃ کہے ایسا کہ جس سے کہتا ہے وہ اگر تجاہل عارفانہ کرنا چاہے تو کرسکے اور اگر صراحۃ کہے تو ایک شخص کا تعین نہ کرے بلکہ سبھوں سے کہے لیکن اگر ایک ہی مالدار آدمی وہاں موجود ہو کہ سب اوس سے امیدوار ہوں اور اگر وہ نہ دیگا تو سب ملامت کرینگے تو یہ بھی تعین کے مانند ہے اور اگر مستحق نہ کوئی ہے کے واسطے اوس سے سوال کیا جسپر کوئی واجب ہے تو درست ہے گو کہ اوسے رنج پہونچے اور اگر خود مستحق نہ کوئی ہو تو بھی درست ہے اور جو کچھ خوف ملامت یا شرم سے کوئی شخص دے اوسکا لینا حرام ہو کہ وہ زبردستی لینے کے مانند ہے اور ظاہری فتوے دینے میں فقط زبان دیکھتے ہیں اور

یہ فتوی اسی جا میں کام آتا ہی اسواسطے کہ یہ دنیا کے بادشاہون کا قانون ہے اور اوس جہان مین دل کے فتوے پر اعتماد کرینگے جب دل یہ گواہی دیتا ہی کہ یہ شخص کراہت سے یہ چیز دیتا ہی تو اوسکا لینا حرام ہے تو اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ سوال حرام ہی مگر ضرورت یا شدید حاجت کے واسطے درست ہی لیکن شان و شوکت بڑہانے کے واسطے یا اچھا کپڑا پہننے یا اچھا کھانا کھانے کے واسطے سوال کرنا نہ چاہیے اور ایسے شخص کو سوال کرنا چاہیے جو عاجز ہو کوئی چیز نہ رکھتا ہو کوئی کمائی نہ کر سکتا ہو یا کمائی تو کر سکتا ہو لیکن طلب علم مین مشغول ہو کہ کسب کریگا تو طلب علم سے باز رہیگا لیکن اگر عبادت مین مشغول ہو تو سوال کرنا نہ چاہیے بلکہ کسب واجب ہی اور اگر قوت کا محتاج ہو اور ایسی کتاب ملک مین رکھتا ہے جسکی حاجت نہین یا جانماز گدڑی لنگی وغیرہ ضرورت سے زیادہ رکھتا ہے تو اوسپر سوال کرنا حرام ہے اوسے چاہیے کہ پہلے ایسی چیزون کو بیچ کھائے اپنے تئین یا اپنے اہل عیال کو نفقہ حال اور باشوکت و جلال رکھنے کے واسطے سوال کرنا حرام ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے پاس کچھ رکھتا ہو اور سوال کرے وہ قیامت کے دن اس صورت سے آئیگا کہ اوسکے چہرے پر بالکل ہڈیان رہی ہونگی گوشت بالکل اتر گیا ہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص مانگتا ہے اور اپنی ملک مین کچھ رکھتا ہے وہ جو کچھ لیتا ہے وہ دوزخ کی آگ ہوتا ہے فرمایا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کہ نصاب مال اپنے رکھتا ہو تو اوسے سوال کرنا چاہیے تو ایک حدیث مین ہے کہ شام صبح کا کھانا رکھتا ہو اور ایک حدیث مین ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو یہ جو آپنے فرمایا کہ پچاس درم رکھتا ہو اسکے معنی یہ ہین کہ ایک آدمی کے پاس چاندی کے پچاس درم ہون کیونکہ یہ ایک سال کے خرچ کو کافی ہوتے ہین آدمی اگر اسقدر نہ رکھتا ہو اور سال بھر مین ایک ہی صدقہ اور خیرات کا موقع ہو اور وہ اگر نہ مانگیگا تو تمام سال محتاج رہیگا تو اسقدر سوال کرنا درست ہی اور صبح شام کا کھانا اوس شخص کے حق مین آپنے فرمایا ہوگا جو ہر روز سوال کر سکتا ہے تو ہر روز اسکے حق مین ایسا ہے جیسا اوسکے حق مین سال بھر کی نسبت ہے لیکن جنس حاجت کی تین اصلین ہین روٹی کپڑا مسکن رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا مین آدمی کا کچھ حق نہین مگر تین چیزین کھانا ہو اور اوسکی پیٹھ سیدھی رکھے کپڑا جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی جاڑے سے بچائے رکھے مسکن ہو اوسے چھپائے رکھے اور ضروری اثاث البیت بھی اسی مین داخل ہے اگر کوئی شخص نہ ہو اور روزانہ رکھتا ہو تو کامل اور شکر نعمت کے واسطے سوال کرنا نہ چاہیے اور اگر مٹی کی ہنڈیا رکھتا ہو تو افتادگی کے لیے سوال کرنا نہ چاہیے اور ضرورت مین تفاوت مین اندازے مین نہین آسکتین چاہیے کہ جب تک بڑی حاجت نہو تب تک سوال نکرے کہ یہ بڑی بات ہے **فصل** العزیز جانو کہ درویشون کے درجے مختلف ہین حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ درویشون کے تین درجے ہین ایک اس درجہ کے فقیر ہین کہ نہ خود مانگین نہ دینے سے لین یہ فقیر اعلی علیین مین رہنے والون کے ساتھ رہینگے دوسرے اس درجہ کے فقیر ہین کہ خود نہ مانگین اگر کوئی دے تو لیلین یہ فقیر فردوس مین مقربون کے ساتھ رہینگے تیسرے اس درجہ کے فقیر ہین کہ مانگین مگر ضرورت مانگین یہ فقیر اصحاب الیمین مین سے ہونگے حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالی نے شقیق سے پوچھا کہ اپنے شہر مین فقیرون کو تمنے کس حال پر چھوڑا جواب دیا کہ بہت اچھے حال پر اگر پاتے ہین تو شکر

[illegible] نہیں پایا ہے تو صبر کرنے [illegible] کیا کہ ایسی حالت پر تو مین نے ملخ کے کنون کو چھوڑا ہے شفیق نے پوچھا
[illegible] ایک کیڑا ہے [illegible] کنون کو دیکھ کر [illegible] حضرت ابراہیم رحمہا اللہ
[illegible] کے سر پر سوہ یا اور کہا [illegible] حضرت ابوالحسن نوری رحمہا اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ ہاتھ پھیلائے
سوال کرتے ہین مجھکو تعجب معلوم ہوا [illegible] کیا اونھون نے فرمایا کہ تو یہ سمجھا کہ انھون نے خلق سے کچھ مانگنے کو
[illegible] ہوگا بلکہ خلق سے [illegible] کو ہاتھ پھیلایا ہوگا تاکہ خلق کا بھلا ہو اور انکا کچھ نقصان نہو فرماکر
[illegible] ایک کیڑا دیکھا [illegible] اور فرمایا کہ یہ نوری پاس [illegible] مجھکو تعجب آیا
[illegible] سوسطے ہوتے ہین تاکہ [illegible] اور کیون [illegible] حضرت ابوالحسن نوری کے پاس لیگیا اونھون نے بھی ترازو
[illegible] اور سو درم تولکر کہا کہ یہ لیجا کر اون ہی کو دیدو [illegible] اور فرمایا ہان جنید وہ حکیم ہے جانتا ہے کہ دونون طرف سے رسی بچائے
[illegible] اس [illegible] تعجب ہوا پھر وہ سو درم ہو پیسے [illegible] حضرت [illegible] پاس لیگیا اور یہ ماجرا بیان کیا فرمایا اللہ غنی جو درم
[illegible] واسطے تھے وہی پیسے اور جو میرے لیوتھے وہی پھیر دیئے مین نے عرض کیا کہ یہ کیا اسرار ہے فرمایا کہ یہ سو درم تو آپ حضرت کو واسطے تھے
[illegible] جو زیادہ تھے خدا کے واسطے تھے جو خدا کے واسطے تھے وہ قبول کیے اور اپنے واسطے جو مین نے دیے تھے وہ پھیر دیے اونس بات
[illegible] ایسے فقیر کامل ہوتے تھے اور اونکے دل اسقدر صاف ہوتے تھے کہ بے کہے ہوے دوسرے کے دل کی بات سے خبر رکھتے تھے اگر کوئی
شخص اس صفت پر نہو تو ہمارے اس زمانہ مین تو کر نہو کہ اس صفت کی آرزو مین رہے اگر یہ بھی نہو تو بھلا ان باتون کا ایمان تو لائے زہد

ی حقیقت اور فضیلت کا بیان

[illegible] بیان کرتا ہون کہ جو شخص کسی کے وقت بیچ رکھتا ہے اور اوسکا اپنی ہوتا ہے کہ بیچے یا نہ بیچے
[illegible] پانی اس مین ٹھنڈا کرکے پیوگا اور [illegible] آدمی آکر ہزار سونا دیکر اوس یخ کو مول لینے کا ارادہ کرتا ہے تو اوس شخص کو بیچ کا لالچ آتا ہے اور
اپنے جی مین کہتا ہے کہ اگر آج گرمی پڑیگی [illegible] ہوتا تمام عمر میرے پاس رہی تو بیچ رکھ چھوڑنے سے یہ بہتر ہے کیونکہ یخ ٹھہرتی نہین
رات کو پگھل جائیگی تو بہتر چیز یعنی سونے کو [illegible] یخ کی خواہش باقی رہنے کو زہد کہتے ہین کہ یخ کے باب مین زہد حاصل ہوا دنیا
کے باب مین عارف کا بھی ایسا ہی حال [illegible] دنیا کو دیکھا کہ وہ ایسی ہے اور ہمیشہ گھٹتی ہی رہتی ہے اور موت کا وقت تمام ہو جاتا ہے
اور جب آخرت کو دیکھتا ہے تو صاف اور باقی پاتا ہے کہ [illegible] ہی نہوگی تو آخرت کے سامنے دنیا اوسکی نظر مین حقیر معلوم ہوتی ہے
دنیا کو آخرت کے عوض بیچ ڈالتا ہے اور دنیا ترک کرکے آخرت اختیار کرتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے اس حالت کو زہد کہتے ہین بشرطیکہ دنیا کی
مباح چیزون [illegible] زہد ہو اسواسطے کہ ممنوعات شرعی سے [illegible] کرنا تو تمام خلق پر فرض ہی ہے اور شرط یہ ہے کہ قدرت کے ساتھ دنیا سے دست بردار
ہونا چاہیے اگر کوئی شخص دنیا پر قادر ہی نہین تو اوس سے زہد ہو ہی نہ سکیگا مگر یہ کہ ایسا ہو کہ اگر اوسے دنیا دین جائے یہ بات جب تک آزمایا
تب تک نہین معلوم ہو سکتی اسواسطے کہ آدمی کو جب قدرت حاصل ہوتی ہے تو نفس اوسے رہی صفت پر ہو جاتا ہے اور یہ جو اوسنے فریب دی
رکھا تھا جاتا رہتا ہے اور شرط یہ ہے کہ مال و جاہ کو ترک کردے انکی حفاظت نہ کرے اسواسطے کہ زاہد مطلق وہی ہے جو دنیا کی سب لذتون کو
بالائی طاق رکھے اور لذت آخرت کے ساتھ بدلا کرے یہ ایک معاملہ اور بیع ہے اور اوس بیع مین بڑا نفع ہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا

ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسھم و اموالھم بان لھم الجنۃ الآیۃ کہ فرمایا ہے [illegible]
نے مسلمانوں کا جان و مال بہشت کو [illegible]

جو شخص اظہار سخاوت کو واسطے یا طلب [illegible]
یہ بھی عارفوں کے نزدیک ایک ضعیف [illegible] بلکہ عارف [illegible]
پیٹ کی شہوت کا حصہ ہے بلکہ ان سبکو چشم حقارت سے دیکھے اور جس چیز میں شہوات کی رو [illegible]
اپنی بزرگی لیے ہے بلکہ دنیا اور آخرت [illegible] کے سوا اور کچھ نہ چاہے [illegible]
اوسکی نظر میں حقیر ہو جاوے یہ عارفوں کا [illegible] اور یہ درست ہو کہ یہ عارف مال [illegible]
جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام روی میں کا مال اونکے ہاتھ تھا اور وہ اوس سے فارغ البال تھے بلکہ سید المومنین [illegible]
بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آل محمد صلعم کا گزشت [illegible] اگر ایک [illegible]
ہوں تو بھی وہ زاہد ہوتا ہو اور کسیکی پاس ایک درم بھی نہ ہوتا ہم وہ زاہد نہیں ہوتا بلکہ مال [illegible] دنیا کو دل سے نکال دیا ہو دنیا کا [illegible]
ہونا اوس سے بھاگنا اور اوسکے ساتھ جنگ کرنے نہ صلح نہ اوسکو دوست رکھنا نہ دشمن اسواسطے کہ جو شخص جس چیز کو دشمن رکھتا ہو تو وہ [illegible]
کیطرح وہ دشمن کے کھنچنے والا بھی اوس چیز کی طرف مشغول ہوتا ہو اور کمال اسی بات میں ہو کہ آدمی یاد اللہ سے بالکل فارغ البال ہو دنیا کا [illegible]
اوسکے نزدیک آب دریا کو مثل ہو اور اپنا ہاتھ خزانہ خدا کے مانند وہ زیادہ ہو یا کم آوے یا جاوے یہ اوسے [illegible] فارغ البال ہونا کمال ہے
کہ احمقوں کے دھوکا کھانیکا محل ہے اسواسطے کہ جو شخص مال کو نہیں چھوڑ سکتا وہ اپنے تئیں یہ دھوکا دیتا ہے کہ میں دنیا سے فارغ البال
ہوں اگر کوئی مستحق اوسکا یا اوسکا مال دریا کا پانی لے اور وہ ان چیزوں میں فرق کرے تو وہ دعوے میں [illegible] ہے
پس اصل یہ ہو کہ آدمی قدرت رکھکر مال سے دست بردار ہو اور بھاگتا پھرے تاکہ [illegible] جاوے جیسے [illegible] عبداللہ بن [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]
کو ایک شخص نے کہا یا زاہد انھوں نے فرمایا کہ [illegible] اوسکا مال اوسکے ہاتھ [illegible]
ہو اوس مال میں زہد اختیار کیے ہوئے ہے اور میں تو کچھ رکھتا ہی نہیں [illegible] کیسے زاہد ہو سکتا ابن [illegible] نے کہا تم
دیکھتے ہو کہ ابو حنیفہ جولاہے کا لڑکا میرے [illegible] اور بڑا [illegible] انھوں نے فرمایا میں یہ نہیں جانتا کہ [illegible]
کہ یہ جانتا ہوں کہ دنیا اوسکی طرف متوجہ ہے اور [illegible] اوسسے بھاگتا ہو اور ہماری طرف سے دنیا منہ پھیرے ہوئے ہے [illegible]
پھر کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تک آیت نہیں نازل ہوئی مِنْكُمْ مَنْ يُرِيدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَنْ
يُرِيدُ الْآخِرَةَ تب تک ہم نہ جانتے تھے کہ صحابیوں میں ایسا بھی کوئی ہو جو دنیا کو دوست رکھتا ہو اور جب مسلمانوں نے [illegible] کہ
ہم جانتے کہ کس کام میں خدا کی محبت ہو تو بس وہی کام کرتے تب یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ أَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ أَنِ اقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ
أَوِ اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوهُ إِلَّا قَلِيلٌ مِنْهُمْ الغرض جانو کہ سونے سے بچنا کچھ بڑی بات نہیں اسواسطے کہ ہر عقلمند یہ کر سکتا
ہو اور دنیا کی نسبت آخرت کو ساتھ اوس نسبت سے بہت ہی کم ہو جو خوک تو سونے کے ساتھ ہو لیکن خلق تین سبب سے یہ بات نہیں جانتی

ایکا ضعف ایمان کو سبب ہے دوسرے غلبۂ شہوت کو سبب ہے جو فی الحال ہی تیسرے سستی اور آج کل کرنے کو سبب ہے اور اپنے تئین وعدہ دینے کی وجہ ہے کہ اسکے بعد کرینگے اکثر غلبۂ شہوت اسکا سبب ہوتا ہے کیونکہ یہ دست آدمی اوس سے بر نہین آتا دم نقد کو دیکھتا ہے قرض کو بھول جاتا ہے

زہد کی فضیلت کا بیان العزیز جانو کہ جو کچھ محبت دنیا کی مذمت مین ہمنے بیان کیا وہ فضیلت زہد کی دلیل ہے اور دنیا کی دوستی جملہ مہلکات ہے اور اوسکی دشمنی جملہ منجیات ہے دنیا کے ساتھ دشمنی رکھنے کے باب مین آیات و احادیث وارد ہین اونہین ہم یہان بیان کرتے ہین اور زہد کی بڑی تعریف یہی ہے کہ اوسے حق تعالی نے اہل علم کے ساتھ منسوب کیا اور قرآن شریف مین فرمایا کہ قارون جب جاہ و حشم فوج و خدم سے آراستہ ہوکر باہر نکلا تو یہ کہتا تھا کہ کاش یہ دولت اور جاہ و حشمت مجھ ملتی وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اور جو اہل علم تھے اونھون نے یہ کہا کہ ثواب اس سب سے بہتر ہے اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص دنیا مین عالیس دن زاہد رہتا ہے اوسکے دل مین حکمت کی نہرین جاری ہوجاتی ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ خدا مجھ کو دوست رکھے تو دنیا مین زاہد رہ اور جب حضرت حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین مومن ہوگیا ہون آپ نے فرمایا کہ اسکی کیا دلیل ہے عرض کیا کہ یہ اول دنیا سے ایسا بھاگا ہوا ہے کہ میرے نزدیک تم اور سونا اور پتھر برابر ہین گویا بہشت اور دوزخ کو مین دیکھ رہا ہون فرمایا کہ جو کچھ تجھے پاتا تھا وہ پا چکا اوسکی حفاظت کر پھر فرمایا [illegible] یعنی یہ بندہ جس کا اللہ تعالی نے سینہ کھول دیا ہے اوسکا دل روشن کردیا اور جب یہ آیت نازل ہوئی فَمَن يُرِدِ اللَّهُ أَن يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ شرح کیا چیز ہے فرمایا کہ ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور اوسکے سبب سے سینہ کشادہ ہوجاتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسکی علامت کیا ہے فرمایا کہ انسان سے دل اچاٹ ہو عالم جاودانی کی طرف متوجہ ہو موت سے پہلے سامان موت مہیا کرے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شرم رکھنے کا قابل ہو ویسی شرم خدا سے رکھو صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو شرم رکھتے ہین فرمایا کہ پھر اتنا مال کیون جمع کرتے ہو جسے تم کھا نہ سکو گے اور ایسی جگہ گھر کیون بناتے ہو جہان تم رہ نہ سکو گے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایکدن خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص لا الہ الا اللہ سلامتی سے لاوے اسکے کہ اور کسی چیز سے ملا ہو اوسکے واسطے بہشت ہے پس حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوس چیز کی تفسیر کردیجیے کہ جسے نہ ملانا چاہیے فرمایا وہ دنیا کی محبت اور تلاش ہے اسواسطے کہ بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ پیغمبرون کی سی باتین کرتے ہین اور اونکے افعال جباروں کے سے ہوتے ہین جو شخص اس بات سے ملا لا الہ الا اللہ سالم لائیگا اور یہ بات اوس مین نہ ملائیگا بہشت اوسکی جگہ ہوگی اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا ہے اوسکے دل پر حق تعالی حکمت کا دروازہ کھولدیتا ہے اور اوسکی زبان کو حکمت کے ساتھ گویا کرتا ہے اور دنیا کی علت اور بیماری اور دارو اور درمان اوسے بتادیتا ہے اور دنیا سے سلامتی کے ساتھ اوسے جنت مین لیجاتا ہے پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایکدن صحابہ کے ساتھ اونٹون کے گلے کیطرف گذرے سب اونٹنیان اچھی اور گابھن تھین اور یہ عرب کے بہت اچھا مال ہوتا ہے کہ مالیت بھی ہوتی ہے اور دودھ گوشت پشم یہ چیزین بھی حاصل ہوتی ہین آپنے اوسطرف سے منہ پھیر لیا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو بہت اچھا مال ہے آپ کیون نہین ملاحظہ فرماتے فرمایا کہ حق تعالی نے اسکی طرف دیکھنے کو مجھے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے

ولا تمدن عینیک الی ما متعنا بہ ازواجا منہم زہرۃ الحیوۃ الدنیا لنفتنہم فیہ ورزق ربک خیر وابقی
یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم اپنی آنکھ اٹھا کر بھی ان چیزوں کی طرف نہ دیکھو جو ہم نے ان کافروں کے مختلف گروہوں کو دنیا کی زندگی کی رونق کے لئے دے رکھی ہیں تاکہ ہم ان کو اس میں آزمائیں اور تمہارے پروردگار کا رزق بہتر اور باقی رہنے والا ہے۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرتے رہو اور خود بھی اس پر ہمیشہ قائم رہو ہم تم سے روزی نہیں مانگتے بلکہ روزی ہم تم کو دیتے ہیں اور اچھا انجام پرہیزگاری کا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ یہ پیغمبر ہمارے پاس اپنے پروردگار کی طرف سے کوئی نشانی کیوں نہیں لاتا۔ بھلا جو نشانیاں پہلی کتابوں میں تھیں کیا ان کی خبر ان کو نہیں پہنچی۔ اور اگر ہم ان کو عذاب سے پہلے ہلاک کر ڈالتے تو کہتے کہ اے ہمارے پروردگار تو نے ہماری طرف کوئی پیغمبر کیوں نہیں بھیجا کہ ہم ذلیل و رسوا ہونے سے پہلے تیرے احکام کی پیروی کرتے۔ تم کہدو کہ ہر شخص انجام کا منتظر ہے سو تم بھی منتظر رہو پس عنقریب تم کو معلوم ہو جائیگا کہ سیدھی راہ والے کون ہیں اور کون راہ یافتہ ہیں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اپنے وقت میں عبادت کیا کرتے فرمایا کہ پانی پھر بنا و عرض کیا کہ بھلا پانی پر کون بنا سکتا ہے فرمایا تم بنا سکتے ہو اس سے زیادہ ساتھ کوئی عبادت کو سطح کر سکتا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ اگر دنیا بنا ہوا خدا تعالیٰ دوست رکھتا تو دنیا سے دست بردار ہو جاتا اور اگر تو یہ چاہتا کہ لوگ تجھ کو بہت رکھیں تو جو کچھ اونکے پاس ہو اونسے ہاتھ کھینچ لیا کرو امام المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے غنیمت کا مال شہروں سے آیا کرتا تو اس کے دو جوڑے کپڑے بناتے اس کھانے سے جو خوشحال لوگ کھاتے تھے ایک دیدیا اور ایک اپنے پاس رکھا اور اپنے گھر والوں کے ساتھ بیٹھکر کھایا کرتے فرمایا کہ اے حفصہ شوہر کا حال جورو سے زیادہ کوئی نہیں جانتا تم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال خوب جانتی ہو تمہیں قسم ہے خدا کی بیان تو کرو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی برس نبوت میں گذرے کہ آپ اور آپکے گھر والے جب سیر ہو کر کھاتے تو رات کو بھوکے رہتے جب رات کو آسودہ ہو کر کھاتے تو صبح کو بھوکے رہتے اور تمہیں قسم ہے خدا کی کہ فقیر بیکس دن تک کئی برس آپ کو پیٹ بھر خرمے نہیں ملے اور تمہیں قسم ہے خدا کی تم یہ جانتی ہو کہ ایامِ دن خوان میں آپکے سامنے کھانا رکھا آپ کو یہ ایسا برا معلوم ہوا کہ چہرہ مبارک کا رنگ بدل گیا حتیٰ کہ آپکے فرمانے کے موجب میں پر کھانا رکھدیا گیا اور تمہیں قسم خدا کی کہ تم جانتی ہو کہ شب کو جب آپ سوتے تو کملی کی دو تہیں کر کے اوسپر سوتے ایکدن چار تہ کر کے کملی بچھائی وہ زیادہ نرم ہو گئی دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اسکی نرمی نے نماز شب سے مجھے باز رکھا جسطرح بچھایا کرتے تھے اسیطرح دو تہیں کر کے بچھایا کرو دوسرے زیادہ تہیں نہ بچھایا کرو اور تمہیں قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ آپ کپڑا دھوتے بلال اذان کہدیتے جب تک وہ کپڑا خشک ہو جاتا تب تک آپ باہر نہ نکل سکتے اسواسطے ایک دوسرا کپڑا نہ رکھتے تھے اور تمہیں قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ آپ کپڑا دھوتے بلال اذان کہدیتے جب تک وہ کپڑا خشک ہو جاتا تب تک آپ باہر نہ نکل سکتے اسواسطے ایک دوسرا کپڑا نہ رکھتے تھے اور تمہیں قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ قبیلہ بنی مظعون کی ایک عورت آپکا تعبد اور چاہتی تھی دونوں کپڑے نہیں رکھتے تھے اوس نے ایک ہی آپکے پاس بھیجدیا آپ اسطرح اوسے باندھے ہوئے باہر تشریف لائے کہ آگے کی طرف گرہ لگی تھی اور پشت مبارک پر بھی اوسیکو ڈالے ہوئے تھے اسکے سوا دوسرا کپڑا نہ تھا اسی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ہاں میں یہ سب حال جانتی ہوں پھر بہت روئے حضرت بی حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں اتنا روئیں کہ بیہوش ہو گئیں پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے دو دوست یعنی محمد رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چل بسے میں اگر انکی راہ پر چلونگا تو اونکے پاس پہنچونگا ورنہ مجھے اونکی راہ نہ ملیگی میں اگے چاہیئے کہ اونکی طرح میں بھی مصیبت کے ساتھ صبر کروں تاکہ اونکے ساتھ راحت جاوید پاؤں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے پہلے طبقہ کے تابعین سے کہا کہ تمہاری عبادت تو صحابہ کی عبادت سے زیادہ ہو مگر صحابہ تم سے بہتر تھے اسواسطے کہ دنیا کے بارہ میں وہ تم سے زیادہ زاہد تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں اسکے دل میں ہوا و ہوس حقیر ہو اور آخرت بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ وہ شخص دنیا میں زاہد ہو سکتا ہے جو نعمت دنیا سے [illegible] کی کام کی عبادت [illegible] حضرت [illegible] اللہ تعالیٰ نے کہا کہ عبادت [illegible] کے ساتھ [illegible]

زہد کے درجون کا بیان العزیز جانتو کہ زہد کی تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی دنیا سے ہاتھہ تو کھینچ لے مگر دل دنیا مین لگا ہی لیکن مجاہدہ اور صبر کرتا ہو ایسے آدمی کو متزہد کہتے ہین زاہد نہین کہتے مگر زاہد کی پہلی راہ یہی ہو دوسرا درجہ یہ ہو کہ اوسکا دل بھی دنیا مین نہ لگا ہو مگر اپنی زہد کا اوسے خیال رہتا ہو اور اپنی زہد کو برا کام جانتا ہو ایسا آدمی زاہد تو ہو مگر نقصان سے خالی نہین تیسرا درجہ یہ ہو کہ آدمی اپنے زہد مین بھی زاہد ہو یعنی اوسے اپنے زہد کا بھی خیال نہین آتا اور اوسے بڑا کام نہین جانتا اس زاہد کی مثال اوس شخص کی ایسی ہے جو وزارت کا امیدوار ہو کر کسی بادشاہ کے در دولت پر جاوے در دولت پر ایک کتا ہو کہ وہ اوسے اندر نہ جانے دے اور وہ شخص اوس کتے کو روٹی کا ٹکڑا ڈالدے تاکہ وہ کتا اوس سے باز رہے اور وہ شخص کتے سے اپنا پیچھا چھوڑا کر حضوری بادشاہ سے سرفراز ہوا اور عہدۂ نیابت سے ممتاز ہو تو یہ ممکن ہی نہین کہ اس روٹی کے ٹکڑے کی کچھ حقیقت سمجھے العزیز تمام دنیا ایک لقمہ ہی اور شیطان ایک کتا کہ در دولت پر بھونکتا ہی جب اوس لقمہ کو اس کتے کے سامنے پھینک دیا تو توجہ سے باز رہیگا اور تمام دنیا آخرت کے سامنے اوس سے بھی زیادہ کم حقیقت ہی جتنا روٹی کا ٹکڑا عہدۂ وزارت کے مقابلے مین کم حقیقت ہوتا ہی اسواسطے کہ آخرت کی کچھ نہایت نہین اور دنیا کی نہایت ہے اور نہایت والی چیز کو بے نہایت شی سے کچھ نسبت نہین ہوتی اسیواسطے جب لوگون نے حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ سے عرض کیا کہ فلانا شخص زہد کی باتین کرتا ہے پوچھا کس چیز مین زہد عرض کیا کہ دنیا مین زہد فرمایا کہ دنیا تو کوئی چیز ہی نہین کہ آدمی اوس مین زہد کر سکے پہلے تو کوئی چیز ہونا چاہیے تاکہ آدمی اوس مین زہد کر سکے اور جس واسطے زہد ہوتا ہے اوسکے لحاظ سے زہد کے تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی اس واسطے زاہد ہو کہ عذاب آخرت سے فقط نجات پاوے اور اپنے مرنے پر راضی ہو یہ خائفون کا زہد ہی حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالی نے ایک دن کہا کہ رات کو مین نے حق تعالی سے بڑی دلیری کی کہ اوس سے بہشت مانگی دوسرا درجہ یہ ہی کہ ثواب آخرت کے واسطے زہد اختیار کرے یہ پورا زہد ہی اسواسطے کہ زہد رجا و محبت کے سبب سے ہوتا ہی یہ راجیون یعنی امیدوارون کا زہد ہی تیسرا درجہ یہ ہی کہ زاہد کے دل مین نہ دوزخ کا خوف ہو نہ بہشت کی امید بلکہ خود محبت الٰہی نے دنیا و آخرت دونون اوسکے دل سے بھلا دی ہون خدا کے سوا جو کچھ ہے اوسکی طرف التفات کرنے سے ننگ و عار رکھتا ہو یہ کمال کا درجہ ہے جیسا حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے جنت کا ذکر کیا فرمایا اَلْجَارَ ثُمَّ الدَّارَ یعنی صاحب خانہ گھر سے بہتر ہی شعر وعدۂ دیدار چون در جنت آمد لاجرم عاشقان جنت برای دوست میدارند دوست + جسے خدا کی محبت پیدا ہوئی اوسے بہشت کی لذت ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے بادشاہی کرنے کی لذت کے مقابلے مین لڑکون کی چڑیا سے کھیلنے کی لذت لڑکا اس کھیل کو بادشاہی سے زیادہ دوست رکھتا ہی اسواسطے کہ بادشاہی کی لذت سے بیخبر ہے اور بیخبر ہونے کی وجہ یہ ہی کہ لڑکے کی عقل ابھی ناقص ہے اسیطرح جناب الٰہی کے مشاہدے کے سوا جس شخص کا اور کچھ مقصود ہی وہ بھی ناقص اور نابالغ ہے ابھی مردی کے درجے کو نہین پہونچا اور جس چیز کو ترک کر کے زہد کرتے ہین اوسکے لحاظ سے بھی زہد کے مختلف درجے ہین اسواسطے کہ کوئی تو دنیا مین سے کچھ ترک کرتا ہی مگر درجہ کامل یہ ہے کہ جس چیز مین آدمی کے نفس کو کچھ بھی حظ ہے اور اوس چیز کی کچھ ضرورت نہین اور راہ دین مین اوسکی کچھ حاجت نہین اوسے ترک کرے کیونکہ مال

جاہ کھانے پہننے کتنے سونے لوگون کے پاس بیٹھنے درس دینے مجلس جمانے حدیث روایت کرنے سے نفس کو جو حظ حاصل ہوتا ہین دنیا ان سے عبارت ہی اور جو کچھ شرف نفس کے واسطے ہو وہ سب دنیا مین داخل ہے لیکن اگر درس دینے مجلس جمانے حدیث روایت کرنے سے فقط یہی مقصود ہی کہ لوگ خدا کی طرف متوجہ ہون تو یہ امور دنیا مین داخل نہین حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ زہد کی تعریف مین مین نے بہت اقوال سنے ہین مگر ہمارے نزدیک بہتر یہ ہے کہ جو چیز تجھے خدا سے دور رکھے اوسے ترک کردے اور کہا کہ جو شخص نکاح اور سفر کرنے اور حدیث لکھنے مین مشغول ہوا وہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ان ہی سے لوگون نے پوچھا کہ حق تعالی جو فرماتا ہی کہ اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰہَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ تو کونسا دل سلیم ہی فرمایا کہ سلیم وہ دل ہی جسمین خدا کے سوا اور کوئی چیز نہو حضرت یحیی ابن زکریا علیہما السلام ٹاٹ پہنتے تھے تاکہ کپڑے کی نرمی سے آپ کے بدن کو آرام نہ پہونچے کہ یہ حظ نفس ہے حتی کہ ٹاٹ کی سختی کے سبب سے آپ کے بدن مین سوراخ ہوگئے تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے ازراہ شفقت مادری فرمایا کہ بیٹا پشمینہ کا لباس پہنا کرو آپ نے پہن لیا وحی نازل ہوئی کہ اے یحیی تو نے مجھے چھوڑ کر دنیا کو اختیار کیا آپ بہت روئے اور پھر ٹاٹ پہن لیا الغرض جانتو کہ یہ نہایت درجہ کا زہد ہے ہر ایک اس درجے کو نہین پہونچتا مگر زہد مین ہر ایک کا درجہ اوسیقدر ہوتا ہے جسقدر اوس نے ترک لذات کیا اور جسطرح بعضے گناہون سے توبہ کرنا درست ہوا اوسیطرح بعضے حظوظ نفس مین زہد بھی درست ہے درست ہونیکے یہ معنی ہین کہ بے ثواب اور بے فائدہ نہوگا مگر تائب اور زاہد کے واسطے جن مقامون کا آخرت مین وعدہ ہے وہ اوسی زاہد اور تائب کے واسطے ہین جو سب لذتون سے دست بردار ہوا اور سب گناہون سے توبہ کرے زاہد کو دنیا مین جن چیزون پر قناعت کرنا چاہیے اونکا مفصل بیان اے عزیز جانتو کہ خلق قید خانہ دنیا مین آپڑی اور اس قید خانہ کی بلاؤن کی نہایت نہین مگر دنیا مین چھ چیزین ضروریات اور مہمات سے ہین خورد و پوشش گھر اثاث البیت جورو جاہ و مال پہلی فہم طعام ہے اسکی جنس اور مقدار اور نان خورش مختلف ہوتی ہے جنس مین ادنی درجہ وہ چیز ہے جو بدن کو غذا دے اگرچہ وہ بھوسی ہو اور متوسط درجہ جو اور باجرہ اور سائین کی روٹی ہی اور اعلی درجہ گیہون کے بے چھانے آٹے کی روٹی ہے اگر چھانا گیا تو اوسکا کھانیوالا زہد کی حد سے نکل گیا اور تن پرور ہوگیا اور مقدار مین ادنی درجہ دس سیر ہے اور متوسط آدھامن اور نہایت درجہ ایک مُد ہے شرع مین درویش کے واسطے بھی مقدار مقرر ہے اگر اسمین زیادتی کریگا تو معدہ مین زہد نہ باقی رہیگا اور آیندہ کے واسطے طعام رکھ چھوڑنے مین اعلی درجہ یہ ہے کہ جسقدر سے ایک وقت بھوک جاتی رہے اوس سے زیادہ نہ رکھے اسواسطے کہ کوتاہی امید اصل زہد ہے اور درازی امید اصل حرص ہے اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ایک مہینے یا چالیس دن کھانے کی قدر رکھ چھوڑے اور کمترین درجہ یہ ہی کہ ایک برس کھانے کی قدر رکھ چھوڑے اگر قوت یکسالہ سے زیادہ رکھ چھوڑیگا تو زہد سے محروم رہیگا اسواسطے کہ جو سال بھر سے زیادہ کی امید رکھیگا اوس سے زہد راست نہ آئیگا سوال مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عیال کے واسطے قوت یکسالہ رکھتے کیونکہ وہ بھوک پر صبر نہین کرسکتے تھے مگر آپ اپنے واسطے رات کے کھانے کو بھی کچھ نہ رکھتے اور نان خورش مین

ادنی درجہ کہ اور ساگ ہو اور متوسط درجہ روغن سے ہے اور جو کچہ روغن سے بنائین اور اعلی درجہ گوشت ہے اگر آدمی ہمیشہ گوشت کھایا کرے تو زہد گیا گذرا اگر ہفتہ بھر مین دو ایک بار سے زیادہ گوشت کھائیگا تو زہد کے درجے سے بالکل نگر جائیگا اور کھانے کے وقت مین یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ دن بھر مین ایکبار سے زیادہ نہ کھاتے اگر دو دن مین ایکبار کھائے تو یہ پورا زہد ہے اگر ایک دن مین دو مرتبہ کھائیگا تو یہ زہد نہین جو شخص زہد کو جاننا چاہے اوسے چاہیے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال بیان کرے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ کبھی ایسا ہوتا کہ چالیس چالیس شب سوا مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر مین چراغ نہ جلتا اور خرمے اور پانی کے سوا کچہ غذا نہوتی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنت طلب کرتا ہے اوسکے واسطے جو کی روٹی کھانا اور کتون کے ساتھہ گھور پر سونا بس ہے اور حواریین سے فرمایا کہ جو کی روٹی اور ساگ کھایا کرو گیہون کے گرد بھی نہ جایا کرو اسواسطے کہ تم اوسکے شکر پر نہ قائم رہ سکوگے دوسری مہم لباس ہے زاہد کو ایک کپڑے سے زیادہ نہ رکھنا چاہیے حتی کہ جب اوس کپڑے کو دہوئے تو ننگا ہو اگر آدمی پاس دو کپڑے بھی ہونگے تو زاہد نہین ہے کرتہ لباس ایک کرتا اور ٹوپی اور جوتا ہو اور اکثر لباس یہ ہے کہ ایک پگڑی اور ازار بھی ہو اور جنس لباس مین ٹاٹ ادنی ہے اور موٹا پشمینہ متوسط اور روئی کا موٹا کپڑا اعلی ہے اگر باریک اور نرم کپڑے کا لباس ہوگا تو پہننے والا زاہد نہ رہیگا جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے جسوقت انتقال فرمایا تو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا ایک کملی اور ایک موٹا تہبند لائین اور فرمایا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بس یہی لباس تھا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا لباس پہنتا ہے جسمین شہرت ہو تو جب تک وہ اوس لباس کو اوتار نڈالے تب تک خدا اوس سے غضبناک رہتا ہے اگرچہ وہ اوسکے نزدیک دوست ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دو کپڑون یعنی کملی اور تہبند کی قیمت دس درم سے زیادہ نہوتی تھی اور کبھی آپ کی پوشاک ایسی میلی ہو جاتی کہ لوگون کو رنگنے کے کپڑون کا دہوکا ہوتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایکبار ایک کپڑا ہدیہ آیا اوس مین بوٹے بنے تھے آپ نے پھینکدیا اور فرمایا کہ اسے ابو جہیم پاس لیجاؤ اور اوسکی وہ کملی لے آؤ اسواسطے کہ اس بوٹے نے میری آنکھہ کو اپنی طرف مشغول کر لیا ایکبار حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعلین شریفین مین نیا پٹا لگایا تھا فرمایا کہ وہی پرانا پٹا ڈالدو اسواسطے کہ مجھے یہ ناپسند ہے نماز مین اسپر میری نظر پڑی ایک مرتبہ آپنے منبر پر اونگلی سے مہر کی انگوٹھی نکال ڈالدی اس لیے کہ آپ کی نظر اوسپر پڑی تھی اور فرمایا کہ ایک نظر اوسپر اور ایک نظر تمپر پڑنا مناسب نہین ایکبار آپ کو اسطرح نئی نعلین شریفین لاتے آپنے حق تعالی کا سجدہ کیا اور باہر تشریف لائے پہلے جو فقیر آپ کو ملا اوسے آپنے وہ نعلین عنایت فرمائین اور ارشاد کیا کہ یہ میری نگاہ مین اچھی معلوم ہوئین مین ڈرا کہ مبادا حق تعالی مجھے دشمن ٹھہرائے اسواسطے مین نے سجدہ کیا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ اگر فردای قیامت کو تم مجھسے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے زاد سفر کی قدر پر قناعت کرو اور جب تک پیوند نہ لگالو تب تک کوئی پیراہن بدن سے نہ اوتارو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے کپڑے پر چودہ پیوند لگے ہوئے تھے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے مین تین درم کا

پیراہن مول لیا اور آستینین جسقدر ہاتھ سے لمبی تھین چھاڑ ڈالین اور فرمایا کہ اوس خدا کا شکر جسنے مجھکو نعمت عنایت فرمایا ایسے بزرگ کہتے ہین
کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالی عنہ کے کپڑے جو تیس جوتی سمیت تین سے کم کوئی ایک درم اور چار دانگ سے زیادہ قیمت نہ ہوتی حدیث شریف
مین ہے کہ جو شخص بہتر لباس فاخرہ پہننے کی قدرت رکھتا ہو اور فروتنی کی اوسنے وہ لباس سے دست بردار ہو تو حق تعالی بڑا اوسکا حق
ہوجاتا ہے کہ اوسکے بدلہ جنت کی عجیب و غریب پوشاکون کی قوت کی کسوتون مین کمکر اوسے عنایت فرماوے امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی
عنہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالی نے ائمہ ہدی سے عہد لیا ہے کہ اونکا لباس ادنی لوگون کے لباس کا سا ہو تاکہ امیر لوگ اونکی پیروی کرین اور فقیر
لوگ شکستہ دل نہون فضالہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالی امیر مصر تھے لوگون نے اونہین دیکھا کہ مختصر لباس پہنے ہوے ننگے پاون پھرتے زمین
کھاتم ایسا نہ کیا کرو اسواسطے کہ امیر شہر ہو اونھون نے جواب دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نازونعم سے زمین منع فرمایا ہے
اور ارشاد کیا ہے کہ کبھی کبھی ننگے پاون بھی پھرا کرو محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالی جامہ صوف پہنکر قتیبہ ابن مسلم کے پاس گئے اونھون نے
پوچھا کہ تمنے صوف کیون پہنا ہے یہ چپ ہو رہے پھر کہا کہ جواب کیون نہین دیتے بولے اگر یہ کہتا ہون کہ زہد کے سبب سے پہنا ہے تو اس مین
اپنی تعریف ہے اور اگر کہتا ہون کہ مفلسی کے سبب سے پہنا ہے تو اس مین حق تعالی کی شکایت ہوتی ہے سلمان رحمہ اللہ تعالی سے لوگون
نے پوچھا تم اچھے کپڑے کیون نہین پہنتے بولے کہ بندہ کو اچھے کپڑون سے کیا کام اگر کل آزاد ہوجاؤنگا تو اچھے کپڑون سے محروم نہ رہونگا
خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی کے پاس تمام رات کو نماز پڑھتے وقت اوسکے بدن لیتے دن کہ نہ پہنتے تاکہ خلق نہ دیکھے حضرت حسن
بصری رحمہ اللہ تعالی نے فرقد سنجی سے کہا کہ یہ کمال جو تم اوڑھے ہوا سکے سبب سے سمجھتے ہو گے کہ تمھین اورون پر بزرگی ہے مین نے سنا ہے کہ اکثر
کمل پوش دوزخی ہونگے تیسری قسم مسکن ہے اسکا ادنی درجہ یہ ہے کہ کوئی جگہ اپنے رہنے کے واسطے آدمی مقرر نکرے بلکہ مسجد یا مسافر خانہ کے کونے
پر قناعت کرے اور اعلی درجہ یہ ہے کہ ایک گھر بلکہ بطور کرایہ اپنے قبضہ مین رکھے اور وہ بقدر حاجت ہو نہ بہت اونچی ہو نہ اوسپر نقش و
نگار ہون اور حاجت سے زیادہ وسیع بھی نہو جب چھ گز سے زیادہ بلند چھت بنائیگا تو پایہ زہد سے گر پڑیگا غرضکہ مسکن سے مقصود یہ ہے
کہ آدمی سردی گرمی سے اپنے تئین بچائے اسکے سوا اور کچھ نہ تلاش کرے بزرگون نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد
پہلا طول امل جو دنیا مین پھیلا وہ یہی تھا کہ لوگون نے پکے کیے ہوے مکان کی بنا ڈالی اور کپڑے مین متعدد چاک کرکے سینے لگے حالانکہ
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مین ایک چاک سے زیادہ کپڑے مین نہ تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک
اونچا خانہ بنایا تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اوسے منہدم کردیا ایکدن کسی بلند گنبد کیطرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کا گذر ہوا پوچھا کہ کسکا مکان ہے لوگون نے عرض کیا کہ فلانے شخص کا وہ شخص آپکی خدمت مین حاضر ہوا آپنے اوسکی طرف نظر نہین
کی اوسنے جب اس بیگانگی کا سبب پوچھا لوگون نے بیان کیا تو اوسنے اوس گنبد کو مسمار کرڈالا تب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسسے
خوش ہوے اور اوسکے حق مین خیر کی دعا فرمائی حضرت حسن رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
تمام عمر تواضع سے بسر کی ہے جہانتک ہو سکتا ہے تکبر سے بچتے رہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی جسکی خانہ آبادی چاہتا ہے
اوسکا مال پانی اور مٹی مین برباد کرتا ہے حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پاس شیخ لاڈلا رپوچھا یہ کیا کرتے ہو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ بنکل کا ایک مکان تھا وہ خراب ہو گیا ہم اوسے درست کرتے ہین فرمایا کہ کام اس سے بہت نزدیک ہے کہ مہلت ہو موت سر پر کھڑی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حاجت سے زیادہ مکان بنائیگا قیامت کے دن لوسے حکم کرینگے کہ اس گھر کو سر پر اوٹھاؤ اور فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اوسپر ثواب ملیگا مگر جو کچھ خاک پانی مین صرف کرتا ہے اوسپر اجر نہ پائیگا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے بنکل کا گھر بنایا لوگون نے عرض کیا کہ آپ اگر اینٹون کا مکان بناتے تو کیا ہوتا فرمایا جسے مرنا ضرور ہے اوسے یہ بھی بہت ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ بندہ جو عمارت بنائیگا وہ قیامت مین اوسپر وبال ہوگی مگر اتنا سا گھر جس مین گرمی سردی سے امن ہو وبال نہوگا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے شام کے راستے مین ایک اونچی عمارت پختہ اینٹون کی بنی ہوئی دیکھکر فرمایا کہ مین ہرگز نجانتا تھا کہ اس امت مین لوگ ایسی عمارت بنائین گے جیسی ہامان نے فرعون کے واسطے بنائی تھی اسواسطے کہ پکی اینٹ کی خواہش فرعون نے کی تھی اور کہا تھا اَوْقِدْ لِیْ یَا هَامَانُ عَلَی الطِّیْنِ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ بندہ جب چھ گز سے اونچا مکان بناتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے کہ او گنہگاروں کے سردار تو کہان چلا آتا ہے یعنی تجھے زیر زمین جانا چاہیے آسمان کی طرف کیون چلا آتا ہے حسن بن علی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب گھرون کی چھت میں ہاتھ لگ جاتا تھا فضیل رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مجھے اس شخص سے تعجب نہین کہ مکان بناکر چھوڑ جاے اوس شخص سے البتہ تعجب ہے جو یہ امر دیکھے اور عبرت نلو چوتھی مہم گھر کا اسباب ہے اس باب مین حضرت عیسی علیہ السلام کا جو طریقہ تھا وہ درجہ اعلی ہے کہ وہ کنگھی اور پیالے کے سوا اور کچھ اسباب خانگی نہ رکھتے تھے کسیکو دیکھا کہ انگلیون سے داڑھی کے بال سلجھاتا ہے تو کنگھی بھی پھینک دی ایک شخص کو دیکھا کہ چلو سے پانی پیتا ہے پیالہ بھی پھینک دیا اور آخر مقدار ضرورت یہ ہے کہ ضروری ایک ایک چیز رکھے مٹی کی ہون خواہ لکڑی کی اگر تانبے پیتل کے برتن رکھیگا تو زہد نہ رہیگا اگلے بزرگون نے یہ کوشش کی ہے کہ ایک ایک چیز کو کئی کئی کامون مین استعمال کیا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس درخت خرما کی چھال بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ تھا اور دوہری کی ہوئی کملی کا آپ کے واسطے بچھونا ہوتا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ ایکدن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوی مبارک مین کھجور کی چٹائی کا نشان پڑا ہوا دیکھکر بہت روئے آپ نے فرمایا کیون روتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین یہ روتا ہون کہ قیصر وکسری وغیرہ دشمنان خدا اون نعمتون مین رہین اور خدا کا رسول اور دوستان اس مصیبتون مین فرمایا ای عمر تو اس بات سے خوش نہین ہوتا کہ اونھین دولت دنیا نصیب ہوئی اور ہمین نعمت آخرت عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین خوش ہون فرمایا کہ ای عمر تو جان لے کہ جیسا مین نے کہا ایسا ہی ہے ایک شخص حضرت ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر گیا اونکے گھر بھر مین کچھ نتھا اوس شخص نے کہا کہ ابوذر تمہارے گھر مین کچھ نہین جواب دیا کہ میرا ایک اور گھر ہے جو کچھ میرے ہاتھ لگتا ہے مین وہان بھیجدیتا ہون یعنی دار آخرت مین اوس شخص نے کہا کہ جب تک اس گھر مین ہے گا تبتک کچھ اثاث البیت ضرور ہے بولے گھر کا مالک یعنی حق تعالی مجھے یہان نہ رہنے دیگا جب عمیر بن سعد امیر حمص حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اون سے پوچھا کہ متاع دنیا سے تمہارے پاس

کیا کیا ہے عرض کیا کہ ایک عصا ہے اوسپر سہارا کرتا ہون اور اوس سے سانپ مارتا ہون اور ایک انبان
ہے اوس مین کھانا رکھتا ہون اور ایک کاسہ ہے اوس مین کھانا کھاتا ہون اور اوسی سے سر اور کپڑا دھوتا ہون اور ایک لوٹا ہے
اوسی مین پانی پیتا ہون اور اوسی سے طہارت کرتا ہون یہ چیزین تو اصل ہین اور جو اسباب دنیوی میری پاس ہے وہ انکی فرع ہے جناب سلطان الانبیا
علیہ الصلوۃ والثنا ایکبار سفر سے جناب سیدۃ النسا حضرت بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر تشریف لائے دروازے پر پردہ پڑا دیکھا
اور جناب سیدہ کے دونون ہاتھون مین چاندی کا ایک ایک کڑا دیکھا یہ امر برا معلوم ہوا آپ پھر گئے جناب سیدہ کو جب دریافت ہوا
کہ آپ اس اس وجہ سے پھر گئے تو اون دونون کڑون کے تین ٹکڑے درم کو بیچکر پردہ سمیت خیرات دیدیا پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب
سیدہ رضی اللہ تعالی عنہا سے خوشدل ہوے اور فرمایا تمنے اچھا کام کیا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے
گھر مین ایک پردہ تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نظر جب اس پردہ پر پڑتی ہے تو مجھے دنیا یاد آتی ہے اسے لیجاکر
فلانے آدمی کو دیدو ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شبکو دہری
کملی پر سویا کرتے تھے ایک رات مین نے نیا بچھونا بچھایا تمام شب آپ پیچ تاب کھایا کیے دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اس بچھونے نے
میری نیند اچاٹ دی حضرت صدیقہ نے وہی کملی پھر بچھادی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین ایکبا لونڈی لائی
آپ نے سب بانٹ دیا چھ دینار باقی رہگئے تمام شب آپ کو نیند نہ آئی حتی کہ اخیر شب کو وہ بھی کسیکے تہین دیدیے تب آرام سے نیند آئی اور فرمایا
فرمایا کہ اگر مین مرجاتا اور چھ دینار میرے پاس ہوتے تو میرا حال کیا ہوتا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ستر صحابہ کو مین نے
اس حال پر پایا کہ جو کپڑا پہنے تھے اوسکے سوا اور نہ رکھتے تھے اور اپنے بدن کو خاک سے بچاتے تھے زمین پر پہلو رکھکر سوتے اور اوس
کپڑے کو اوڑھ لیتے پانچوین مہم نکاح ہے حضرت سہل تستری اور سفیان عیینہ اور علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ نکاح مین مشغول ہونا
اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلق سے زیادہ زاہد تھے اور بی بیون کو دوست رکھتے تھے اور آپکو محل تھے امیر المومنین
حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ باین زہد چار زن منکوحہ اور دس بارہ حرم رکھتے تھے الغرض جانتو کہ اس سے ان حضرات کا یہ مقصود ہوگا کہ
یہ امر درست نہین کہ کوئی شخص بطریق زہد اسواسطے نکاح سے دست بردار ہوجاے کہ اوسے لذت مباشرت نہ حاصل ہوتی پائے اس لیے
کہ نکاح کے سبب سے اولاد ہونے کی راہ کھلتی ہے اور اس مین بقاے نسل کے ساتھ اور بہت سی فائدے ہین نکاح نکرنا ایسا ہی جیسے کوئی
شخص کھانا پینا چھوڑ دے تاکہ اوسے کچھ لذت نہ حاصل ہو تو اسکے سبب سے آدمی ہلاک ہوجائیگا اور اوسکے سبب سے نسل منقطع ہوجائے گی
اگر نکاح کسی شخص کو خدا سے غافل کردیگا تو نہ کرنا اولی ہے اور اگر شہوت غالب ہو تو زاہد وہ ہے جو ایسی عورت کے ساتھ نکاح کی خواہش
کرے جو حسینہ اور جمیلہ نہو شہوت بجھانیوالی ہو شہوت بھڑکانیوالی نہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی کا نکاح خوبصورت عورت
ساتھ لوگون نے ٹھہراکر کہا کہ اسکی ایک بہن اس سے زیادہ عقلمند ہے مگر کانی ہے اونھونے اوس عقلمند کی خواہش کی اور خوبصورت کو جواب
دیدیا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ مین اس بات کو بہت دوست رکھتا ہون کہ مرید مبتدی اپنے دل کو تین چیزون سے بچائے رکھے
کسب اور نکاح اور حدیث لکھنے سے اور یہ بھی اون ہی کا قول ہے کہ مین اس بات کو نہین دوست رکھتا کہ صوفی لکھے پڑھے اسواسطے کہ لکھنے پڑھنے سے

مال بیجا نہ اڑاوے اور بخیل نہیں ہوتی بیچ معلوم ہوا کہ مال ہے بیچ ملکات مین ہم بیان کر چکے ہین کہ یہ دونون زہر مین ہر اسمین سے بقدر حاجت تریاق ہر ایک مین ہے اور یہ بھی بیان ہوا کہ ہر چیز مین ضرور ہے کہ دین مین ضرور ہو اور یہ بھی اون مین سے ہر حصہ ہے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو کسی دوست نے کچھ دینا چاہا تو انکو وحی آئی کہ اے خلیل مین تیرا دوست برحق ہون تو نے مجھسے کیون نہ قرض مانگا عرض کیا کہ بار خدایا مین نے جانا کہ دنیا کو تو نے مجھسے مانگنے کو دنیا مانگنے کا حکم آیا کہ ابراہیم جس چیز کی حاجت ہو وہ دنیا مین سے نہین تھوڑا آدمی نے خواہشون اور بقدر حاجت سے زیادہ چیزون کو جب خیال آخرت سے چھوڑ دیا اور جاہ و مال سے بقدر ضرورت پر اکتفا کی تو اوسکا دل جاہ و مال سے الگ رہتا ہے اور وہ دنیا کو دوست نہین رکھتا اسسے مقصود یہ ہے کہ آدمی جب اوس جہان مین جائیگا تو اوسکا سر نیچے اور منہ پیچھے ہوگا یعنی دنیا کی طرف پھر پھر کر نہ دیکھیگا دنیا کو وہی پھر پھر کر دیکھتا ہے جو دنیا کو اپنی آسائش و آرام کی جگہ جانتا ہے اور جس آدمی کے جی مین دنیا پاخانہ کی مثل ہوتی ہے یعنی وقت حاجت کے سوا کبھی اوسکی خواہش نہین کرتا وہ مرکر جب اس حاجت سے چھوٹتا تو دنیا کی طرف کبھی التفات کرتا ہے اور جو شخص دنیا سے دل لگاتا ہے اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی جگہ سے نہا چکا اور اوس جگہ اپنی گردن بغیرون سے مضبوط باندھ لیا اپنے سر کے بالون سے اوس جگہ پر مضبوط گرہ لگائے حتی کہ اوسے جب اوس جگہ سے اوٹھائین تو سر کے بالون کے سبب سے لٹکا رہے جب تک سر کو سب بال نہ اوکھڑ جائین تب تک اوس جگہ سے نہ چھوٹے جب اس جگہ سے بایین کشاکش چھوٹے تو وہ سر کے بال اوکھڑنے کا زخم اوسکے ساتھ رہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے ایک قوم کو پایا وہ لوگ بلا اور مصیبت سے اتنا خوش ہوتے تھے جتنا تم نعمت سے نہین خوش ہوتے ہو وہ اگر تمھین دیکھتے تو کہتے یہ شیطان ہین اور تم اونھین دیکھتے تو کہتے یہ دیوانے ہین وہ لوگ اسوجہ سے بلا اور مصیبت کی رغبت کرتے تھے کہ دنیا سے برخاستہ خاطر ہین اور مرتے وقت کسی چیز مین اونکا دل ہرگز نہ لگا رہے واللہ اعلم +

پانچوین اصل نیت اور صدق اور اخلاص کے بیان مین

العزیز اے جان مرید کو جان کہ اہل بصیرت پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ تمام خلق ہلاک اور تباہ ہے مگر عابد لوگ اور سب عابد ہلاک اور تباہ ہین مگر عالم اور سب عالم ہلاک ہین مگر مخلص اور مخلص لوگ بڑے خطر مین ہین تو بغیر اخلاص کے تمام رنج و محنت ضائع ہے اور صدق و اخلاص نیت ہی مین ہوتا ہے جب کوئی شخص نیت ہی نہ جانیگا تو نیت مین اخلاص کا کیونکر لحاظ رکھیگا ہم ایک باب مین نیت کی معنی اور دوسرے باب مین اخلاص کی حقیقت تیسرے باب مین حقیقت صدق بیان کرتے ہین **پہلا باب نیت کے بیان مین** العزیز پہلے تجھے نیت کی فضیلت جاننا چاہیے کہ سب اعمال کی روح نیت ہے اور نیت ہی پر حکم ہوگا حق تعالی عمل مین نیت ہی کو دیکھتا ہے اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی تمھارے اور اعمال کو نہین دیکھتا تمھارے دل اور کردار کو دیکھتا ہے دل کو اسواسطے دیکھتا ہے کہ وہ محل نیت ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کام نیت کے ساتھ ہے اور ہر شخص کو اپنی عبادت سے وہی اجر ملیگا جسکی وہ نیت رکھتا ہے جو شخص ہجرت کرے یعنی لڑائی پر یا حج کو خدا کی واسطے جائے تو اوسکی ہجرت خدا کے واسطے ہے اور جو شخص اسواسطے ہجرت کرے کہ مال ہاتھ آئے یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اوسکی ہجرت خدا کی واسطے نہین بلکہ جو اوسکی نیت ہے اوسی لیے اوسکی ہجرت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسیری ہجرت کی بمنزلہ شہید کے ہے کہ بچھونے پر مرتے ہین اور بہت لوگ دو صفون کے بیچ مین مارے جاتے

ہین کہ اونکی نیت خدا خوب جانتا ہی اور فرمایا ہی کہ بندہ بہت نیک کام ایسے کرتا ہی کہ ملائکہ اون کامون کو بلند کرتے ہین اور حق تعالی فرماتا ہی
کہ ان کامون کو اوسکے نامۂ اعمال سے نکالدو کیونکہ لوسنی میرے واسطے نہین کیے ہین اور فلانا فلانا عمل اوسکے نام لکھو فرشتے عرض کرتے
ہین کہ بار خدایا اوس نے تو یہ عمل نہین کیا ارشاد ہوتا ہی کہ ان عملون کی نیت کی ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی
کہ لوگ چار طرح کے ہین ایک گروہ مال رکھتا ہی اور بمقتضای علم خرچ کرتا ہی دوسرا گروہ کہتا ہی کہ اگر مین بھی مالدار ہوتا تو یون ہی خرچ
کرتا یہ دونون گروہ اجر مین برابر ہین تیسرا گروہ مال کو بیجا خرچ نہین کرتا ہی چوتھا گروہ کہتا ہی کہ اگر مین مالدار ہوتا تو یون ہی بیجا خرچ
کرتا یہ دونون گروہ گناہ مین برابر ہین یعنی اکیلی نیت ایسی ہوتی ہے جیسی وہ نیت جسکے ساتھ عمل بھی ہو حضرت انس رضی اللہ تعالے
عنہ کہتے ہین کہ جنگ تبوک کے دن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ مدینہ مین بہت لوگ ایسے ہین کہ سفر
اور بھوک کے سبب سے جو رنج ہم کھینچ رہے ہین اسمین وہ لوگ شریک ہین ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیون شریک ہین وہ لوگ تو اس رنج
سفر سے محروم ہین فرمایا کہ عذر کے سبب سے ہمارے ساتھ نہ آسکے مگر اونکی نیت تو ایسی ہی جیسے ہماری نیت بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا
بالو کی ٹیکرے پر اوسکا گذر ہوا اوس سال مین قحط تھا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اگر اتنے گیہون مجھے میسر ہوتے تو سب فقیرون کو دیدیتا
اوسوقت مین جو رسول تھی اونپر وحی آئی کہ فلانے شخص سے کہدو کہ خدا نے تیرا صدقہ قبول کیا اور تجھے اتنا ثواب دیا کہ اگر تو گیہون کہتا ہو
اور خیرات کرتا تو اتنا ہی ثواب دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسکی نیت اور ہمت دینا ہوگی ہمیشہ اوسکی آنکھون کے
سامنے فقر و افلاس پھرا کریگا اور دنیا سے عشق دینا مین گرفتار جائیگا اور جسکی نیت اور ہمت آخرت ہوگی حق تعالی اوسکا
دل غنی رکھیگا اور وہ دنیا سے زاہد جائیگا اور فرمایا ہی کہ مسلمان جب معرکۂ جنگ مین کفار سے لڑنے کھڑے ہوتے ہین تو فرشتے اونکے
نام لکھنے لگتے ہین کہ فلانا مسلمان تعصب سے لڑتا ہی فلانا حمیت سے لڑتا ہی اخیر کو کہتے ہین کہ فلانا فلانا مسلمان راہ خدا مین شہید ہوا جو مسلمان
کلمۂ توحید بلند کرنے کے واسطے لڑتا ہے وہ راہ خدا مین ہی اور فرمایا ہی کہ جو شخص نکاح کریگا اور مہر دینے کی نیت رکھیگا وہ زانی نہوگا اور
جو شخص اچھی نیت ہو فرض سے کما دانہ کریگا وہ چور علما نے لکھا ہی کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو پھر عمل کرو ایک شخص کہتا تھا کہ مجھے کوئی
عمل سکھاؤ تاکہ رات دن اس مین مشغول ہون خیر سے کبھی خالی نہ رہا کرون لوگون نے اوسے جواب دیا کہ اگر تو خیر نہین کرسکتا
تو خیر کی نیت ہمیشہ کیا کرتا کہ اوس خیر کا ثواب تجھے حاصل ہو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے کہ قیامت کے دن خلق کو اونکی نیتون
پر حشر کرینگے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی کہتے ہین کہ بہشت والے اس عمل چند روزہ سے نہین بلکہ نیت کی بدولت بہشت مین گئے ہین اسواسطے
کہ نیت کی انتہا نہین حقیقت نیت العزیز جاننا چاہئے کہ آدمی سے کوئی حرکت صادر نہین ہوتی تاوقتیکہ اوسکے پہلے تین چیزین نہون علم ارادہ قدرت یعنی جو چاہے سکتے مثلاً آدمی جب کھانا نہین دیکھتا نہین کھاتا جب کھایا تو اگر اوسکی چاہ نہیں
تو بھی نہ کھائیگا اور اگر اوسکی چاہ تو ہو لیکن ہاتھ ایسا شل ہو کہ کام نہ کرسکے تو بھی نہ کھائیگا اسواسطے کہ سکت نہین کھانا تو تینون چیزین جمع
ہون حرکت کی آگے چلتی ہین تو حرکت قدرت کی تابع ہی اور قدرت ارادہ کی تابع ہے اسواسطے کہ ارادہ قدرت کو کام مین لگاتی ہے
اور ارادہ علم کا تابع نہین ہی اسواسطے کہ آدمی بہت چیزین دیکھتا ہی اور اوسکا ارادہ اور خواہش نہین کرتا مگر علم کے بغیر ارادہ

اور خواہش کہ نا ممکن ہی سواسطے کہ جو چیز آدمی کو نہ معلوم ہو گی اوسکا ارادہ اور خواہش کیونکر کریگا اور ان تینون حاجتون مین سے ارادے کا نام نیت ہی نیت علم و قدرت سے نہین عبارت ہی اور ارادہ وہ ہی جو آدمی کو کسی کام پر قائم کرے اور اوس کام مین لگائی رکھے اسی غرض اور قصد اور نیت بھی کہتے ہین تو ان تینون لفظون کے ایک ہی معنی ہین تو غرض جو آدمی کو مستعد کرتی ہی اور کام مین لگائی رکھتی ہے وہ کبھی ایک ہوتی ہے کبھی دو غرضین ایک چیز مین جمع ہو جاتی ہین اگر ایک ہی غرض ہو تو اوسے خالص کہتے ہین اسکی مثال یہ ہی کہ کوئی شخص بیٹھا ہے اور شیر اوسکے مارڈالنے کا قصد کرے اور وہ شخص اوسکے بھاگے تو اوس شخص کی ایک ہی غرض اور ایک ہی قصد ہی یعنی بھاگ جانا اسیطرح جو شخص کسی عزیز اور محتشم آدمی کے آنے سے سروقد کھڑا ہو جائے تو اعزاز و اکرام کے سوا اوسکی اور کچھ غرض نہین تو یہ غرض خالص ہے اور ایک کام مین دو غرضین تین قسم پر ہوتی ہین ایک یہ کہ ہر ایک غرض ایسی ہو کہ اگر اکیلی وہی غرض ہوتی تو بھی اوس کام مین مصروف رکھتی جیسا کہ قرابت دار محتاج ایک درم مانگے اور اوسے اپنا عزیز اور محتاج سمجھکر آدمی درم دیدے اور اپنے جی مین جانتا ہو کہ اگر یہ محتاج نہوتا تو بھی مین اسے درم دیتا اور اگر محتاج ہوتا عزیز نہوتا تو بھی مین درم دیتا تو یہ دو غرضین ہین اور نیت بشرکت ہی دوسری قسم یہ ہی کہ درم دینے والا اپنے جی مین جانتا ہو کہ یہ مانگنے والا اگر عزیز ہوتا محتاج نہوتا یا محتاج ہوتا عزیز نہوتا تو مین درم نہ دیتا جب یہ دونون باتین جمع ہوئین تب مجبور درم دینا پڑی پہلی قسم کی مثال یہ ہی کہ دو آدمی ملکر پتھر اوٹھائین اور ہر ایک تنہا پتھر اوٹھانے پر قادر ہی اور دوسری قسم کی مثال ایسی ہی کہ ایک دوسرے کی مدد سے دو ضعیف آدمی ایک پتھر اوٹھاتے ہین ہر ایک تنہا وہ پتھر اوٹھانے سے عاجز ہی تیسری قسم یہ ہی کہ دو غرضون مین سے ایک غرض خفیف ہو کہ اکیلی وہ غرض آدمی کو کام مین نہ لگائے اور دوسری غرض شدید ہو کہ اکیلی کام مین مشغول کرے مگر اس غرض سے کام بہت آسان ہو جائے جیسا کہ کوئی شخص تہجد کی نماز اکیلا پڑھتا ہی مگر جب لوگ جمع ہوتے ہین تو نماز پڑہنا اوسپر بہت آسان ہو جاتا ہی اور بہت خوشی سے نماز پڑھتا ہی لیکن اگر ثواب کی امید نہوتی تو ان لوگون کے کہنے کے واسطے نہ پڑھتا اسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی زور آور آدمی ایک پتھر اوٹھا سکتا ہو اور کوئی کم زور بھی اوسکی مدد کردے تاکہ پتھر اوٹھانا اوس زور آور پر بہت آسان ہو جائے ان اقسام مین سے ہر ایک کا حکم جدا ہے جیسا کہ اخلاص مین بیان ہوگا یہان اتنا ہی مقصود ہی کہ تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ غرض اور باعث اور محرک نیت کے معنی مین اور یہ کبھی خالص ہوتی ہین کبھی ملی جلی **فصل العزیز** جانتو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ یعنی مومن کی نیت اوسکے عمل اور کردار سے بہتر ہی اس سے آپکا یہ مقصود نہین کہ نیت بے کردار کردار بے نیت سے بہتر ہی اسواسطے کہ یہ امر ظاہر ہی کہ عمل بے نیت کے عبادت نہین اور نیت بے عمل کے عبادت ہی تو اسکے معنی یہ ہین کہ عبادت بدن سے ہوتی ہے اور نیت دل سے اور یہ دو چیزون مین ان دونون مین سے جو دل سے علاقہ رکھتی ہے وہ بہتر ہی اور اسکے بہتر ہونیکا سبب یہ ہے کہ عبادت بدنی سے مقصود یہ ہے کہ دل کی صفت بدل جائے اور نیت عمل دل سے یہ مقصود نہین کہ بدن کی صفت بدل جائے لوگ جانتے ہین کہ عمل کے واسطے نیت چاہیے اور حقیقت یہ ہی کہ نیت کے لیے عمل چاہیے کیونکہ سب کامون سے دل کا پھرنا مقصود ہی اسواسطے کہ اوس جہان مین دل ہی سفر کریگا اور دل ہی کو ہوا سے سعادت اور شقاوت ہی اور بدن اگرچہ درمیان مین ہوگا مگر دل کا تابع ہی جیسے اونٹ کہ جو اوسکے حج نہین ہوتا مگر وہ حاجی نہین ہو جاتا اور دل کا پھرنا ایک ہی بات ہے وہ یہ ہی کہ دنیا کی طرف سے منہ پھیر کر آخرت کی جانب متوجہ ہو جائے بلکہ دنیا اور آخرت دونون سے منہ پھیر کر حق تعالی کی طرف متوجہ ہو جائے

اور دل کی خواہش اور ارادہ یہی وہی دل ہی جب دنیا کی خواہش آدمی کے دل پر غالب ہوتی ہی تو دل کا منہ دنیا کی طرف ہوتا ہی دنیا کے ساتھ علاقہ رکھنا دل کی خواہش ہی ابتدای خلقت مین دل کا یہی حال ہوتا ہی جب جناب احدیت اور دیدار آخرت کی خواہش غالب ہوئی تو دل کی صفت بدلی اور دوسری طرف متوجہ ہوا تو سب اعمال سے دل کا پھرنا مقصود ہی سجدہ کرنے سے یہ مقصود نہین ہے کہ پیشانی پھر جائے تاکہ ہوا سے زمین مین لگ جائے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل کی صفت بدل جائے تکبر سے فروتنی کی طرف دل پھر جائے اور اللہ اکبر کہنے سے یہ مقصود نہین کہ زبان پھرے اور ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل اپنی تعظیم سے پھر جائے اور دل پر حق تعالی ہی کی عظمت طاری ہو جائے اور رکوع مین پیٹھ پھیکنی سے یہ مقصود نہین کہ ایک جگہ بہت سی سنگریزی جمع ہو جائین یا ہاتھ ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہی کہ دل طاعت اور بندگی پر راست ہو کر ٹھہر جائے اور خواہش نفسانی کی متابعت اور اپنی عقل کے تصرف کو بالاے طاق رکھی مطیع حکم الٰہی ہو جائے اپنی باگ اپنے ہاتھ سے چھوڑ کر فرمان الٰہی کے ہاتھ مین دیدی جیسا کہ کہا ہی کَبَّلَكَ بِحُبِّهٖ حَقًّا تَعَبُّدًا وَّرِقًّا اور قربانی کرنے سے یہ مقصود نہین کہ بکری کی جان جائے بلکہ یہ مقصود ہی کہ تیرے سینے سے نجاست نکل جائی رہی اور جانورون پر بمقتضای طبع تو شفقت نرکھی حکم الٰہی سے شفقت رکھی جب حکم ہو کہ ذبح کر تو یہ نکہے کہ اس بیچارے نے کیا قصور کیا ہی اسی مصیبت اور ہلاکت مین کیون مبتلا کرون بلکہ اپنا تمام اختیار چھوڑ دے اور حقیقت مین نیست ہو جا کیونکہ تو خود نیست ہی اسواسطے کہ بندہ اپنے حق مین نیست ہی اور حقیقت مین خداوند عالم ہست ہی اور سب عبادتون کا یہی حال ہی مگر حق تعالی نے دلکو ایسا پیدا کیا ہی کہ جب کوئی ارادہ اور خواہش اوس مین پیدا ہوتی ہی اور بدن اوسکے موافق حرکت کرتا ہی تو وہ صفت دل مین بہت مضبوط ہو کر جم جاتی ہے مثلاً جب دل مین یتیم پر رحم آتا ہی تو اگر اوسکے سر پر آدمی ہاتھ پھیرنے لگے تو وہ رحم بہت قوی اور مضبوط ہو جاتا ہی اور دل کی آگاہی زیادہ ہو جاتی ہے اور جب فروتنی کی صفت دل مین پیدا ہوتی ہے تو اگر آدمی اپنا سر جھکا کر زمین سے لگاوی تو وہ فروتنی دل مین جم جاتی ہی طلب غیر سب عبادتون کی نیت ہی یعنی آدمی دنیا کی طرف متوجہ رہی آخرت کیطرف متوجہ ہو جائے اور اوس نیت پر عمل کرنا اوس خواہش کو قائم اور مضبوط کر دیتا ہی تو خواہش اور نیت کی مضبوطی کے واسطے عمل ہے گو کہ نیت ہی کے سبب سے عمل سرزد ہوتا ہی جب یہ حال ہی تو اس نیت کا عمل سے بہتر ہونا ظاہر ہی اسواسطے کہ نیت کا محل دل ہی اور عمل دوسری جگہ سے دل مین سرایت کریگا اگر دل مین عمل سرایت کرتا ہی تو کامل آتا ہی اور اگر نہین سرایت کرتا ہی اور غفلت کے ساتھ سرزد ہوتا ہے تو خبط اور اکارت ہو جاتا ہی اسی سبب سے نیت بے عمل حبط نہین ہوتی کہ وہ نفس دل مین ہوتی ہی غفلت کو اوس مین دخل ہی نہین یہ بات ایسی ہی جیسے معدہ مین درد ہو تو جب آدمی دوا کھاتا ہی تو وہان پہونچتی ہے اور اگر سینے پر لیپ کرے تاکہ معدہ مین اثر پہونچے تو بھی فائدہ کریگی مگر جو دوا معدے کے اندر پہونچتی ہے وہ خواہ نخواہ اوس دوا کی بہ نسبت فائدی مین بہتر ہوتی ہی اور دوا سینہ مقصود نہین بلکہ معدہ مقصود ہی تو جب سینے سے معدہ مین دوا سرایت نکرے تو رایگان ہی اور جو دوا معدے مین پہونچ جاوے اگر سینے مین نہ پہونچے تو رایگی نہین

جو خیالات نفسانی اور وسواس معاف ہین اور جو معاف نہین اونکا بیان

العزیز جانتو کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی کہ حق تعالی نے میری امت کو اسطے خیالات نفسانی معاف کیے ہین اور حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہی کہ جو شخص گناہ کا قصد کرے اور گناہ نکرے تو فرشتون کو حکم ہوتا ہی کہ یہ گناہ اوسکے

اعمال میں سے کوئی عمل اور کوئی بات کرے تو ایک ہی گناہ لکھو اور اگر نیکی کا قصد بھی کرے تو ایک نیکی لکھ لو کہ وہ شخص بھی پورا نیکی کا ہے اور نیکی کرے تو دس نیکیاں لکھو اور بعضی حدیثوں میں ہے کہ سات سو نیکیوں تک فرشتہ بڑھاتا ہے اس جگہ یہ ایک کرو یہ تم سمجھ گئے ہو گے کہ قصد اور وسوسہ جو کچھ دل میں آوے اور سب آدمی ماخوذ نہ ہوگا حالانکہ یہ تجھ پر خطا ہوا سو واسطے کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ دل اصل نہیں ہے بیان اور کہنے کا اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَإِن تُبْدُوا مَا فِي أَنفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُم بِهِ اللَّهُ یعنی جو تمہارے دلوں میں ہو اور تم ظاہر کرو یا چھپاؤ حق تعالیٰ تم سے اوسکا حساب کریگا اور فرمایا ہے إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا یعنی کان آنکھ دل تینوں سے سوال کیا جاویگا اور فرمایا ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللَّهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلَٰكِن يُؤَاخِذُكُم بِمَا عَقَّدتُّمُ الْأَيْمَانَ یعنی لغو قسم پر زبان نہ پکڑی جاویگی بلکہ قصد کے سبب سے دل ماخوذ ہوگا اور اسبات پر سب کا اتفاق ہے کہ نفاق عجب ریا حسد کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اور یہ دل کے کام ہیں پس اس سے ثابت ہوئی تحقیق یہ ہے کہ جو کچھ دل میں گذرتا ہے وہ چار طرح پر ہے دو میں آدمی کا اختیار نہیں اونکے سبب سے ماخوذ نہ ہوگا اور دو میں اختیار ہے اونکے سبب سے ماخوذ ہوگا اسکی مثال یہ ہے کہ تو راہ جاتا ہے اور کوئی عورت تیرے پیچھے پیچھے آتی ہے اور دل میں آوے کہ میں اگر پھر کر دیکھوں تو یہ عورت مجھ کو دکھائی دے تو اس خطرہ کو حدیث نفس کہتے ہیں دوسری صورت یہ ہے کہ تیرا طبیعت میں پھر کر دیکھنے کی رغبت پیدا ہوا سمیل طبع کہتے ہیں اور یہ رغبت پیدا ہونا تیسری صورت ہے کہ دل حکم کرے کہ پھر کر دیکھنا چاہیئے یہ حکم ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں کوئی ڈر اور شرع مانع نہ ہو اسواسطے کہ یہ ضرور نہیں کہ ہر رغبت کے تقاضی ہو دل بھی حکم کرے کہ یہ بات کرنا چاہیئے بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل حکم کرتا ہے کہ یہ بات نہ کرنا چاہیئے اسکا نام حکم دل ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ پھر کر دیکھنے کا قصد کرے تو اگر خدا سے یا بندوں سے ڈر دل کے حکم کو نہ مانیگا اور اس حکم کو باطل کریگا تو وہ قصد بھی پختہ ہو جاتا ہے اور حالتوں کی نفی حدیث نفس اور میل طبع کے سبب سے بندہ ماخوذ نہیں ہوتا اسواسطے کہ وہ بندہ کے اختیار میں نہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اور یہ حدیث نفس ایسی ہوتی ہے جیسے عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا نفس مجھ سے تقاضا کرتا ہے کہ اپنے تئیں خصی کر ڈالوں آپ نے فرمایا کہ ایسا کرنا کیونکہ میری امت میں روزہ رکھنا اپنے تئیں خصی کرنے کا حکم رکھتا ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ جورو کو طلاق دے دو فرمایا تیری نکاح میں رہے عرض کیا یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ بندوں کی طرح پہاڑ پر جا بیٹھ فرمایا یہ نہ کرنا اس لیے کہ جہاد اور مجاہدہ کرنا میری امت کی رہبانیت ہے عرض کیا یا رسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ گوشت نہ کھا فرمایا اسواسطے کہ میں گوشت کو دوست رکھتا ہوں اگر میں گوشت پاتا تو کھاتا اگر خدا سے مانگتا تو وہ عنایت فرماتا پس ان نصیحتوں سے یہ خطرہ ہوا تو تجھے سمجھ لینا چاہیئے کہ حدیث نفس میں اسواسطے کہ یہ وہ ہے کہ جسکے قصد نہ کرنے کا تجھ سے وعدہ کیا تھا اور وہ دو حالتوں میں ہے ایک آدمی کو اختیار سے دل میں پیدا ہوتی ہیں ایک حکم دل ہے دوسرا سبب طبیعت کا میل کہ یہ کام کرنے کے لائق ہے اور وہ کام کرنے کی طرف دل کا قصد ان دونوں حالتوں کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اگر پشیمانی و خوف یا اور کسی مانع کے سبب سے اوس کام کو نہ کرے خدا کے واسطے اور میل کو

ترک نکیا ہو اور بندہ ماخوذ ہوگا اسکے یہ معنی نہین ہین کہ کسیکو اوسپر غصہ آوے اور اب اوس گناہ کے عوض اوس شخص پر سختی کرے اسواسطے کہ جناب الٰہی غصہ کرنے اور بدلا لینے سے منزہ ہے مگر اسکے یہ معنی ہین کہ اوسنے یہ جو قصد کیا اسکے سبب سے اوسکے دل نے ایسی صفت پیدا کی کہ جناب الٰہی سے دور ہوگیا یہی اوسکی شقاوت ہے اسواسطے کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ آدمی کی سعادت اسی مین ہے کہ اپنی طرف سے اور دنیا کی جانب سے منہ پھیر کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جاوے خواہش اور علاقہ یہی اوسکا منہ ہے اسواسطے کہ وہ جو ایسی خواہش اور ایسا قصد کرتا ہے کہ دنیا سے تعلق رکھے تو دنیا کے ساتھ اوسکا علاقہ بہت مستحکم ہو جاتا ہے اور جو چیز اوسے حاصل ہونا چاہیے اوس سے بہت دور ہو جاتا ہے اور آدمی ماخوذ اور ملعون ہوا اسکے یہ معنی ہین کہ دنیا مین بہت گرفتار ہوا اور جناب الٰہی سے بہت دور ہوگیا یہ کام اوس سے ہوا اور اوسی کے ساتھ ہوا اور اوسی مین ہے نہ کسیکو اوسکی عبادت سے خوشی ہوتی ہے نہ اوسکے گناہ سے غصہ ہوتا ہے کہ اوس سے انتقام لے مگر خلق کی عقل کے موافق ایسا کہا کرتے ہین اور جو شخص اس راز کو سمجھا اوسے اس بات مین کچھ شک و شبہ نہین رہتا کہ ان احوال دل کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوتا ہے اسپر بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب دو آدمی آپس مین تلوار کھینچیں اور ایک مارڈالا جاوے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخ مین ہین صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مقتول کیون دوزخ مین ہے فرمایا اسواسطے کہ وہ دوسرے کو قتل کرنا چاہتا تھا اگر قتل کر سکتا تو قتل کر ڈالتا دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مال ہے اور وہ موافق شرع بجا نہین خرچ کرتا اور دوسرا شخص اپنے دل مین کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی بیجا خرچ کرتا تو دونون شخص گناہ مین برابر ہین اور یہ دونون باتین قصد دلی ہین اور اس مین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی شخص اپنے بچھونے پر عورت کو پاوے اور یہ خیال کرکے کہ یہ میری جورو نہین ہے اوسکے ساتھ جماع کرے تو گنہگار ہوگا اگرچہ وہ اوسکی جورو ہو بلکہ آدمی اگرچہ جانے کہ مین باوضو ہون اور نماز پڑھے ہے اور حقیقت مین باوضو ہو تو اوسے ثواب ہوگا اور اگر سمجھے کہ مین بے وضو ہون اور نماز پڑھ رہا ہون تو گنہگار ہوگا اگرچہ پھر اوسے یاد آئے کہ مین باوضو تھا اور یہ سب باتین دل کی حالتین ہین لیکن اگر گناہ کا قصد کرے اور خوف خدا سے گناہ کا ارتکاب نہو تو اوسکو واسطے نیکی لکھتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کا قصد طبیعت کے موافق ہوتا ہے اور طبیعت کو برخلاف کسی کام سے دست بردار ہونا مجاہدہ ہے کہ اوس قصد کو دل سے ایک کرنے مین جتنا اثر ہے اس مجاہدہ کو دل روشن کرنے مین اوس سے زیادہ اثر ہے نیکی لکھنے کے یہی معنی ہین اور اوس حدیث کا یہی مطلب ہے اور اگر کوئی شخص قصد گناہ کرکے عاجزی کے سبب سے اوس گناہ سے باز رہا تو یہ باز رہنا اوس قصد کا کچھ کفارہ نہوگا اور وہ تاریکی نہ دور ہوگی اور اوس قصد کے سبب سے ماخوذ ہوگا جیسے وہ مقتول جو عاجزی کے سبب سے اپنے قاتل کو قتل کرنے سے باز رہے اور قتل ہو جاوے **جو عمل نیت کے سبب سے بدل جاتے ہین اونکا بیان** العزیز جانتو کہ اعمال تین قسم پر ہین طاعات مباحات معاصی یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے انما الاعمال بالنیات اس سے شاید لوگ سمجھین کہ معصیت بھی اچھی نیت کے سبب سے طاعت ہو جاتی ہے یہ سمجھنا غلط ہے معصیت جو ایک قسم عمل ہے اس مین اچھی نیت کچھ اثر نہین کرتی مگر بری نیت اوسے اور بھی بدتر کر دیتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسیکا دل خوش کرنیکو کسی کی غیبت کرے یا حرام کے مال سے مسجد یا مدرسہ بنائے اوسکے میری نیت نیچے ہے اور اسقدر نہ جانتا ہو کہ برائی مین اچھی نیت کرنا دوسری برائی ہے اور اگر اوس برائی کو برائی جانتا ہو تو فاسق ہی ہے اور اگر سمجھتا ہو کہ یہ کام نیک ہے تو بھی فاسق ہے

اسواسطے کہ طلب علم فرض ہے اور خلق اکثر جہل کے سبب سے ہلاک اور تباہ ہوتی ہے اسواسطے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جہل سے بڑھکر کوئی گناہ نہیں ہے اور اپنے جہل کو نہ جاننا جہل سے بھی زیادہ گناہ ہے اس لیے کہ آدمی جب یہ نہ جانیگا کہ میں جاہل ہون تو ہرگز نہ سیکھے گا اور یہ جہل اوسکے حق میں حجاب اور آڑ ہوجائیگا اسیطرح اپنے شاگرد کو تعلیم کرنا بھی حرام ہے جیسے عہدہ قضا اور وقف چیزون اور یتیمون کے اموال اور بادشاہ کے مال سے دنیا حاصل کرنا مقصود ہو اور اپنی بڑائی جتانے مباحثہ اور مناقشہ کرنے میں مشغول ہو اگر برس کہے کہ میری نیت یہی ہے کہ علم شرع پھیلے شاگرد اگر برائی میں علم صرف کریگا تو کرے میں تو اپنی نیت پر اجر پاؤنگا تو مدرس کا یہ کہنا محض نادانی ہے اور مدرس کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایسے آدمی کو تلوار دیوے جو ڈاکے جو رہزنی کریگا ایسے کو انعام دیدے جو شراب بنائیگا اور کہے کہ مجھے مخلوق مقصود ہے اسواسطے کہ حق تعالی سخی سے زیادہ کسیکو دوست نہیں رکھتا یہ اوسکی نادانی ہے بلکہ جب جانے کہ یہ شخص رہزنی کریگا تو اوسکے ہاتھ سے تلوار چھین لینا چاہیے دوسری تلوار اوسے دینا کیونکر درست ہوگا بلکہ اگلے سب بزرگون نے عالم فاجر سے خدا کی پناہ مانگی ہے اور جس شاگرد میں گناہ کا اثر دیکھا اوسے دور کیا حتی کہ حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے اپنے ایک قدیم شاگرد کو اتنی بات پر نکالدیا کہ اوسنے اپنے گھر کی دیوار میں باہر سے کھڑکی کی تھی اور فرمایا کہ تونے کھڑکی کرکے مسلمانون کی شاہراہ میں سے نا خواندہ زمین دبالی جاتجھے علم سکھانا نہ چاہیے پس گناہ نیت خیر کو خیر نہیں ہوجاتے بلکہ خیر ہی ہے جسکا حکم ہوا ہوا عمال کی دوسری قسم طاعات ہے اس میں دو وجہ سے نیت اثر کرتی ہے ایک جو کہ اصل عمل نیت سے درست ہوتا ہے دوسری یہ کہ نیت جتنی زیادہ ہوتی ہے اوتنا ہی ثواب المضاعف ہوتا ہے اور جو شخص علم نیت سیکھتا ہے ایک طاعت میں دس نیک نیتیں کرسکتا ہے تاکہ وہ ایک طاعت دس طاعتون کے برابر ہوجائے مثلاً جب کوئی شخص مسجد میں اعتکاف بیٹھے ایک تو یہ نیت کرے کہ مسجد خانہ خدا ہے جو مسجد میں جاتا ہے وہ حق تعالی کی زیارت کو جاتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مسجد گیا وہ خدا کی زیارت کو گیا اور جسکی زیارت کو کوئی جاتا ہے اوسپر لازم ہوجاتا ہے کہ زائر کی تکریم کرے دوسری نیت یہ ہے کہ دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص نماز کا منتظر ہے وہ نماز میں ہے تیسری نیت یہ ہے کہ اس اعتکاف کے سبب سے آنکھ کان زبان ہاتھ پاؤن کو بیجا حرکتون سے باز رکھونگا یہ ایک قسم کا روزہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسجد میں بیٹھنا میری امت کی رہبانیت ہے چوتھی نیت یہ ہے کہ دنیا کے شغلون کو اپنے سے دور کرے حتی کہ اپنے تئین بالکل خدا کے حوالہ کردے اور ذکر اور فکر اور مناجات میں مشغول ہے پانچوین نیت یہ ہے کہ لوگون کی مخالطت اور خلق کے شر سے بچونگا چھٹی نیت یہ ہے کہ اگر مسجد میں کوئی بری بات دیکھونگا تو منع کرونگا اور اگر اچھی بات دیکھونگا تو حکم کرونگا اگر کوئی شخص بری طرح نماز پڑھیگا تو اوسے سکھادونگا ساتوین نیت یہ ہے کہ شاید کسی ایسے دیندار سے وہان ملاقات ہوجائے کہ دوستی ساتھ دین میں برادری کرے اسواسطے کہ مسجد دینداروں کی آرام لینے کی جگہ ہے آٹھوین نیت یہ ہے کہ حق تعالی کے گھر میں گناہ کرتے ہوئے اوس سے شرم رکھے العزیز اسی پر ہر طاعت کو قیاس کرلے کہ ہر ایک میں بہت سی نیتیں آدمی کرسکتا ہے تاکہ ثواب المضاعف ہوجائے اعمال کی تیسری قسم مباحات ہے کوئی آدمی ایسا نہو کہ بہائم کی طرح مباحات میں غفلت کی چال چلے اور نیک نیت سے غافل ہے کہ یہ بڑے نقصان کی بات ہے اسواسطے کہ سب حرکات سکنات کا سوال کیا جائیگا اور سب مباحات کا حساب لیا جائیگا اگر بری نیت ہوگی تو اوسی پر عذاب ہوگا اگر اچھی نیت

نیت ہوگی تو اوسی کو ثواب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہوئی تو سراسر نقصان ہوگا اپنی اوقات ضائع کی کہ نہ نیت بخیر کیے ہوی اوسکام مین وقت صرف کیا اور اوس سے کچھ فائدہ نہ پایا اور آیہ کریمہ کے خلاف عمل مین لایا وَلَا تَنْسَ نَصِيبَكَ مِنَ الدُّنْيَا یعنی دنیا گذر نوالی ہو تو اپنا حصہ اوس سے لیلو تاکہ وہ تیرے ساتھ رہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ بندے سے ہر کام پر سوال ہوگا جو اوسنے دنیا مین کیا ہو حتی کہ سرمہ جو آنکھ مین لگایا ہو یا مٹی کا ایک ڈھیلا جو ہاتھ مین ملا ہو یا ہاتھ جو کسی بھائی کے کپڑے مین لگایا ہو مباحات کی نیت کا علم بھی بہت بڑا علم ہو اوسے سیکھنا چاہیے اوسکی مثال ایسی ہو کہ خوشبو استعمال کرنا مباح ہو ممکن ہو کہ کوئی شخص جمعے کے دن خوشبو استعمال کرے اور نوکری ظاہر کرکے تفاخر کرنا یا لوگون کو اپنی نفاست دکھانا یا بری خیال سے غیر عورتون کے دل مین جگہ کرنا اوسی مقصود ہو اور خوشبو استعمال کرنے مین اچھی نیتین یہ ہوتی ہین کہ خانہ خدا کی تعظیم و تکریم کا خیال کرے اور یہ ارادہ کرے کہ میری خوشبو کو سبب سے پاس بیٹھنے والون کو راحت پہونچے اور وہ محظوظ اور آسودہ ہون اور یہ خیال کرے کہ خوشبو استعمال کرکے اپنی زبان سے بدبو دور کرتا ہون تاکہ لوگون کو تکلیف نہ پہونچے اور یہ بھی نیت کرکے مرتکب گناہ نہو جائین اور یہ نیت کرے کہ اپنے دماغ کو قوت دیتا ہون کہ صاف ہوکر ذکر و فکر پر زیادہ قادر ہون اور ایسی نیک نیتین اوسی شخص سے ہوتی ہین جسپر نیکیون کا قصد غالب ہو اور انمین سے ہر ایک نیت ذریعہ قربت جناب احدیت ہوتی ہو اگلے بزرگون کا یہی حال تھا حتی کہ وہ کھانا کھانے پاخانہ جانے جورو سے صحبت کرنے مین ایسی نیت کرتے تھے جو سبب خیر ہو آدمی جب کار خیر کا قصد کرتا ہو تو اوسو ثواب حاصل ہوتا ہو مثلاً جورو کے ساتھ جماع کرنے سے یہ نیت کرے کہ اولاد پیدا ہو تاکہ سید الانبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت زیادہ ہو اور اپنی جورو کو راحت پہونچانا اوسی اور اپنے تئین گناہ سے بچانے کی نیت کرے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی نے ایکدن الٹا کپڑا پہنا لوگون نے کہا کہ ہاتھ پھیلایئے تو ہم کپڑے کو سیدھا کردین اونھون نے ہاتھ سمیٹ لیا اور کہا کہ مین نے یہ الٹا کپڑا خدا کے واسطے پہنا ہو اوسی لیے سیدھا کرونگا حضرت زکریا علیہ السلام کہین مزدوری کو تشریف لیگئے تھے لوگ انکے پاس حاضر ہوے وہ کھانا کھا رہے تھے اون لوگون سے نہ فرمایا کہ تم بھی کھاؤ جب کھانے سے فراغت ہوئی تو فرمایا کہ اگر مین یہ سب کھانا نہ کھاتا تو مجھ سے پوری محنت نہو سکتی تھی کہ ہمین تھک جاتا اور ہمت و قوت کے سبب سے ادای فرض خدمت سے محروم رہتا حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالی کھانا کھاتے تھے ایک شخص اونکے سامنے سے گذرا اوس سے یہ نہ کہا کہ تو بھی کھانا کھا جب کھا چکے تو کہنے لگے کہ اگر یہ کھانا قرض لیا ہوا نہوتا تو مین بیشک تجھ سے کھانیکو کہتا پھر فرمایا جب کوئی شخص کسی آدمی کو کھانے کا حکم کرے اور دل مین اوسکو کھانے سے راضی نہو تو اگر اوسنے کھایا تو بلانیوالے کو ایک ہی گناہ ہوا یعنی نفاق اور اگر اوسنے کھانا کھا لیا تو بلانیوالے نے دو گناہ کیے ایک نفاق دوسرا خیانت کیونکہ اوسنے ایسی چیز کھلائی کہ اگر وہ جانتا ہوتا تو کھاتا **اسکا بیان کہ نیت اختیار مین نہین ہو** العزیز جانتو کہ جب دل سلیم دل سنگی گا کہ ہر مباح مین نیت ممکن ہو تو شاید دل یا زبان سے کہے کہ خدا کے واسطے مین نکاح کرتا ہون یا خدا کے لیے روٹی کھاتا ہون یا خدا کے واسطے جلسہ درس کرتا ہون اور سمجھے کہ یہ دل یا زبان سے کہنا نیت ہو حالانکہ یہ حدیث نفس ہے یا زبانی بات ہو اسواسطے کہ نیت ایک کشش اور رغبت ہو جو دل مین پیدا ہوتی ہو تاکہ آدمی کو کام مین لگائے جیسا کوئی تقاضی الحاح کرے تاکہ بدن اوسکا کہا مانکر وہ کام کرنے لگے یہ بات اوسوقت پیدا ہوتی ہو کہ غرض ظاہر ہو اور غالب ہو جائے

بہت مقتضی ہوگا تو زبانی نیت ایسی ہے جیسے کوئی پیٹ بھرا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ مین بھوکا رہون یا دیوانہ آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ غلام آدمی کو دوست رکھون حالانکہ یہ محال ہے علی ہذا القیاس جو شخص شہوت کا مارا ہوا جماع کرے اور کہے کہ مین نے اولاد پیدا ہونے کے واسطے جماع کرنے کی نیت کی ہے تو یہ وہ بات ہے اسیطرح جب شہوت پرستی کے باعث سے نکاح کرے اور کہے کہ مین نے اداے سنت کے واسطے نکاح کیا ہے تو یہ بھی ایسی ہی بات ہے بلکہ پہلے شرع کا ساتھ ایمان قوی ہونا چاہیے پھر اولاد پیدا ہونے کے واسطے نکاح کرنے کے ثواب کی باب مین جو حدیثین وارد ہین ان مین آدمی غور و تامل کرے تاکہ اوسکے دل مین اوس ثواب کا لالچ پیدا ہو اور اوس سے نکاح کرائے اوسوقت بغیر اسکے کہ وہ زبان سے کہے خود اداے سنت کی نیت ہوگی اور جس شخص کو حرص فرمانبرداری نے آمادہ کیا کے نماز کے واسطے قائم کیا تو تعمیل حکم الٰہی خود اوسکی نیت ہے اور زبان سے کہنا کہ مین نے نیت کی بے سود ہے جیسا کہ بھوکا آدمی کا یہ کہنا کہ بھوک کے واسطے مین نے روٹی کھانیکی نیت کی یہ فائدہ ہے اسواسطے کہ وہ جب بھوکا ہے تو روٹی کھانا چارنا چار خود بھوک ہی کے واسطے ہے اور یہان حظ نفس پیدا ہو وہان نیت آخرت مشکل سے ہوتی ہے مگر یہ کہ آخرت فی الجملہ غالب پڑا ہو پس مقصود یہ ہے کہ اے عزیز تو جان لے کہ نیت دو چیز ہے جو تیرے اختیار مین نہین کیونکہ نیت اوس خواہش سے عبارت ہے جو تجھے کام مین رکھے اور تیرا کام تیری قدرت سے ہوتا ہے اگر تو چاہے کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر تیری خواہش تیرے اختیار مین نہین کہ اگر تو چاہے خواہش کرے اگر نچاہے نہ خواہش کرے بلکہ خواہش کبھی پیدا ہوتی ہے کبھی نہین پیدا ہوتی ہے اور خواہش پیدا ہونے کا سبب ہوتا ہے کہ تجھے اس بات کا اعتقاد ہو جائے کہ تیری غرض اس کام مین یا اوس کے انجام مین کسی کام سے متعلق ہے تاکہ اوسکا خواہان رہے اور جو شخص یہ جانتا ہے بہت عبادتون سے دست بردار ہو جاتا ہے اسواسطے کہ اوسکی نیت حاضر نہین ہوتی ابن سیرین نے حضرت حسن بصری رحمہما اللہ تعالی کے جنازے کی نماز نہ پڑہی اور کہا کہ مین نیت نہین پاتا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ آپ حماد ابن سلیمان کے جنازے کی نماز کیون نہین پڑہتے وہ تو علماے کوفہ مین سے تھے فرمایا کہ اگر نیت ہوتی تو نماز پڑہتا حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالی سے کسی نے دعا کی خواہش کی اونھون نے کہا کہ جب تک نیت پیدا ہو تب تک توقف کرو لوگ جب اونسے روایت حدیث چاہتے تو ایسا ہوتا کہ روایت نکرتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ خود بخود روایت کرنے لگتے اور کہتے کہ مین نیت کا منتظر رہتا ہون ایک بزرگ نے کہا کہ مہینا بھر ہوا علاے مرض کی عیادت کو جانیکی واسطے نیت درست کرنے پر آمادہ ہون اور ہنوز نیت درست نہین ہوئی غرضکہ آدمی جب تک حرص دنیا غالب رہتی ہے تب تک کسی عبادت مین اوسکی نیت درست نہین ہوتی بلکہ فرائض مین بھی مشکل سے درست ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب آتش دوزخ کا اندیشہ نکرے اور اپنے تئین اوس سے نہ ڈرائے تب تک نیت نہین درست ہوتی جب کوئی شخص ان حقائق کو پہچان لیتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ فضائل کو چھوڑ کر مباحات مین مشغول ہو جاتا ہے کیونکہ مباحات مین نیت پاتا ہے مثلاً کوئی شخص قصاص مین نیت پائے اور معاف کر دینے مین نہ پائے تو اوسکے حق مین قصاص لینا افضل ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ نماز تہجد کی نیت نہ پائے اور سو رہنے مین نیت پائے کہ سو رہون تاکہ صبح کی نماز کے واسطے سویرے اوٹھون تو اوسکے حق مین سو رہنا افضل ہے بلکہ اگر عبادت سے ملول اور پریشان ہو اور جانے کہ اگر ساعت بھر اپنی جورو سے دل لگی کرے گا یا کسی سے باتین اور خوش طبعی کریگا تو فرحت و انبساط اوسے پھر حاصل ہوگا اور عبادت مین دل لگے لگا تو اس نیت سے یہ دل لگی اور خوش طبعی اوس بیدلی کی عبادت سے اوسکے حق مین افضل ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ کہتے مین کہ کبھی کبھی اپنے تئین لہو و لعب سے آرام دیتا ہون تاکہ عبادت حق مین نشاط اور فرحت حاصل ہو امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے

فرماتے ہین کہ اگر ہمیشہ ایک کام مین تو جہد اول لگایگا تو دل اندھا ہوجایگا یہ امر ایسا ہی جیسے بیمار کو طبیب گوشت کھلاوے گو کہ اوس بیمار کو حرارت ہو اور گوشت کھلانے سے طبیب کی یہ غرض ہو کہ اس بیمار کی قوت اصلی پھر آئے اور دوا کھانے کی طاقت پائے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ صرف گوشت سے بھاگ جائے تاکہ دشمن کی پشت مارے اور ناگاہ اوسپر حملہ کرے اوستادون نے ایسی بہت حیلے کیے ہین اور راہ دین بھی بالکل نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ و مناظرہ ہے اور اسمین ترقی اور حیلے کی حاجتین ہین اور ترقی و حیلہ بزرگان دین کے نزدیک پسندیدہ بات ہے اگرچہ علماء ناقص کو اس بات کی راہ نہین معلوم **فصل** العزیز جب تو یہ جان چکا کہ جس باعث سے عمل ہوتا ہے اوسی سے نیت کہتے ہین تو اب یہ جان کہ کوئی شخص خوف دوزخ کے باعث سے عبادت کرتا ہے اور کوئی نعمت بہشت کے باعث سے جو شخص بہشت کے واسطے عبادت کرے وہ پیٹ اور فرج کا بندہ ہے اسواسطے کوشش کرتا ہے کہ ایسے مقام مین جا پہونچے جہان اوسکو پیٹ اور فرج کی مراد حاصل ہو اور جو خوف دوزخ سے عبادت کرتا ہے وہ بذات غلام کے مانند ہے کہ [illegible] کام نہین کرتا ان دونون کو حق تعالیٰ سے کچھ کام ہی نہین بلکہ خاص بندہ وہی ہے کہ جو کچھ کرے خدا ہی کے واسطے کرے نہ بہشت مین جانے کے واسطے کرے نہ دوزخ سے بچنے کے لیے اس بندے کی مثل ایسی ہے جیسے جو کوئی اپنے معشوق کی طرف دیکھتا ہے وہ معشوق کے [illegible] دیکھتا ہے اور واسطے نہین دیکھتا کہ معشوق اوسے سونا چاندی دے اور جو شخص سیم و زر کے واسطے دیکھتا ہے تو سیم و زر ہی اوسکا معشوق ہے نہ کہ جمال و جلال جناب الٰہی جسکا محبوب معشوق نہین ہے اوس سے ایسی نیت نہو سکے گی اور جسکی نیت درست ہے اسکی عبادت بالکل خیال آخرت مین تخلیہ اور اوسکے ساتھ مناجات ہوتی ہے اگر یہ ان سے عبادت کرتا ہے تو اسواسطے کہ محبوب کی فرمانبرداری کو بھی دوست رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ بدن کو بھی بانعمت وجود حق المقدور درگاہ محبوب کی بندگی اور خدمتگاری کی طرف کمر بستہ کرے تاکہ اوس جمال بے مثال کو نظارہ ہست اپنے دل کو باز رکھے اور اگر گناہ سے دست بردار ہوتا ہے تو اسواسطے ہوتا ہے کہ شہوت اور مناجات کی لذت مین شہوت پرستی خلل ڈالتی ہے اور آثار ہوتی ہے حقیقت مین ایسا ہی بندہ عارف ہوتا ہے احمد ابن خضرویہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے حق سبحانہ تعالیٰ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتا ہے کہ سب لوگ مجھسے مانگتے ہین مگر ابو یزید مجھکو طلب کرتا ہے حضرت شبلی قدس سرہ کو لوگون نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے مجھ پر عتاب کیا اسواسطے کہ ایکبار میری زبان سے نکل گیا تھا کہ بہشت فوت ہوجانے سے زیادہ اور کیا نقصان ہے حق تعالیٰ نے فرمایا کہ نہین بلکہ زیادہ اور فوت ہونے سے زیادہ اور کیا نقصان ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ اس دوستی اور لذت کی حقیقت اصل محبت مین بیان کیجائیگی **دوسرا باب** اخلاص اور اوسکی فضیلت اور حقیقت اور درجات کے بیان مین **فضیلت اخلاص** العزیز جاننا چاہیے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ یعنی خلق مامور ہے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے اور فرمایا اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ یعنی خالص دین خدا ہی کو سزاوار ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اخلاص [illegible] ایک بھید ہے جسکو مین اپنے دوست رکھتا ہون اوسکے دل مین مین نے یہ بھید رکھا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ای معاذ اخلاص کے ساتھ عمل کیا کر تاکہ تھوڑا ہی عمل تجھکو کافی ہو اور جو کچھ ریا کی مذمت مین ہم بیان کر چکے ہین وہ سب اخلاص کی ترغیب ہے کیونکہ نظر خلق بھی اون سببون مین سے ایک سبب ہے جنکے باعث سے اخلاص جاتا رہتا ہے اور اسکے سوا اور سبب بھی ہین حضرت عزیز کو خبر

رحمہ اللہ تعالیٰ اپنے مریدین کو نصیحت کرتے اور کہتے یا نفس اخلاص پیدا کر تو مخلص ہو جا پھر ابو سلیمان رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ وہ شخص نیکبخت ہے جسنے تمام عمر مین ایک قدم اخلاص سے چلا ہو کہ خدا کے واسطے اور کہتے ہین کہ ہوا ابو ایوب سجستانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ نیت مین اخلاص اصل نیت سے زیادہ دشوار ہے کسی نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ جو کچھ مین نے خدا کے واسطے کیا تھا اوسے نیکیون کے پلے مین دیکھا حقیر کہ ایک انار کا دانہ جو راہ مین پڑا تھا اور مین نے اوٹھا لیا تھا اور ایک بلی جو میرے گھر مین مری تھی اور ریشم کا ایک تار جو میری ٹوپی مین تھا اوسے برائیون کے پلے مین پایا اور مین نے ایک گدھا سو دینار کو لیا تھا اوسے نیکیون کے پلے مین دیکھا مین نے کہا سبحان اللہ بلی تو حسنات کے پلے مین ہو اور گدھا نہو جواب ملا کہ جہان تو نے بھیجا وہان پہونچا کیونکہ جب تو نے سنا تھا کہ گدھا مر گیا تو کہا تھا الی العنت اللہ اگر فی سبیل اللہ کہتا تو گدھا بھی حسنات کے پلے مین پاتا اور ایکبار مین نے خدا کے واسطے صدقہ دیا اوسوقت لوگ دیکھ رہے تھے اونکا دیکھنا مجھے اچھا معلوم ہوا اوس صدقے سے نہ مجھے نفع ہوا نہ ضرر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے یہ سنکر کہا کہ اوسنے بڑی دولت پائی کہ اوس صدقے نے اوسے ضرر نہونچایا ایک شخص نے کہا ہے کہ مین کشتی مین سوار ہوا کو جاتا تھا ہمارا ایک ساتھی تو بہ چیخنے لگا مین نے اپنے جی مین کہا کہ مین مول لیکر کام مین لاؤن فلانے شہر مین پہنچ الونگا تاکہ نفع ہو اوسی رات مین نے خواب مین دیکھا کہ دو شخص آسمان پر سے اوترے ایک نے کہا غازیون کے نام لکھہ اور یہ بھی لکھہ فلانا تماشا دیکھنے آیا اور فلانا تجارت کو آیا اور فلانا ریا کی نیت سے آیا پھر میری طرف دیکھکر کہا کہ لکھ لے کہ فلانا تجارت کو آیا ہے مین نے کہا خدا را کرو میرا حال دیکھو کہ مین کوئی چیز نہین رکھتا سوداگری کو کیونکر آیا ہون مین خدا کے واسطے آیا ہون اوسنے کہا او شیخ تو نے وہ توبہ نفع کے واسطے نہین مول لیا اوسنے یہ جو کہا تو مین رونے لگا اور کہنے لگا کہ واللہ مین سوداگر نہین ہون دوسرے نے کہا کہ یون لکھہ فلانا شخص جہاد کو آیا تھا اور راہ مین نفع حاصل کرنیکو ایک توبہ مول لیا تاکہ جیسا خدا کو منظور ہوگا اوسکی نسبت حکم فرمائیگا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ ایک ساعت کا اخلاص مین بندے کی نجات ہے مگر اخلاص عزیز الوجود ہے اور کہا ہے علم تخم ہے اور عمل زراعت اور اخلاص پانی بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا لوگون نے اوس سے کہا کہ فلانی جگہ ایک درخت ہے لوگ اوسکی پرستش کرتے ہین اور خدا جانتی ہین عابد غصے مین آیا اور ایک تبر اپنے کاندھے پر رکھکر چلا کہ اوس درخت کو کاٹ ڈالے راہ مین ایک بوڑھے آدمی کی صورت پر ابلیس ملا عابد سے پوچھا تو کہان جاتا ہے کہا فلانا درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس نے کہا جا خدا کی عبادت مین مشغول رہ کہ وہ تیرے واسطے اس کام سے بہتر ہے عابد نے کہا کہ مین ہرگز نہ پلٹ جاؤنگا یہی میری عبادت ہے ابلیس نے کہا کہ مین ہرگز آگے نہ جانے دونگا اور عابد سے لڑنے لگا عابد نے ابلیس کو دے پٹکا اور اوسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا تب ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے مین ایک بات کہتا ہون عابد نے اوسے چھوڑ دیا ابلیس بولا اے عابد خدا کو ہزار پیغمبر ہین اگر حق تعالیٰ کو یہ درخت کٹوانا منظور ہوتا تو اون مین سے کسی پیغمبر کو حکم فرماتا اور تجھے بھی کچھ حکم نہین کیا ہے تو یہ کام نکر عابد نے کہا کہ مین خواہ نخواہ درخت کاٹ ڈالونگا تب پھر ابلیس نے کہا کہ مین تجھے نہ جانے دونگا پھر پکڑ ہونے لگی عابد نے پھر دے مارا ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے مین اور ایک بات تجھسے کہونگا اگر یہ بات تجھے پسند نہ آئے جو تیرا جی چاہے وہ کرنا عابد نے اوسے چھوڑ دیا ابلیس بولا اے عابد تو مرد درویش ہے لوگ تیری خدمتگاری کرتے ہین اگر تیرے پاس کچھ اپنے خرچ کو ہو اور اور عابدون کو دیدے تو درخت کاٹنے

سے یہ تیرے حق مین بہتر ہے اسواسطے کہ اگر تو اوس درخت کو کاٹ ڈالیگا تو اوسکی پرستش کرنیوالون کا کچھ نقصان نہوگا وہ دوسرا درخت لگالینگے تو اس خیال سے باز آیا مین ہر روز صبح کو تیرے تکیہ کے نیچے دو دینار رکھدیا کرونگا عابد اپنے دل مین سوچکر کہنے لگا کہ یہ سچ کہتا ہے ایک دینار مین صدقہ دیا کرونگا اور ایک دینار اپنے کام مین خرچ کیا کرونگا اس درخت کو کاٹنے سے یہ امر بہتر ہے اور مجھ خدا نے حکم بھی نہین کیا ہے اور مین کچھ پیغمبر بھی نہین ہون کہ یہ درخت کاٹنا مجھپر واجب ہو غرضکہ اسی خیال مین عابد اپنے گھر پھر آیا ایکدن دو دینار پائے اوٹھالیے دوسرے دن بھی دو دینار ملے اپنے جی مین کہا خوب ہوا جو مین نے وہ درخت نہ کاٹا تیسرے دن کچھ نہ پایا پھر غصے مین آکر تیر اوٹھایا اور چل نکلا ابلیس پھر سامنے آیا پوچھنے لگا کہان کا ارادہ ہے کہا وہی درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس بولا تو جھوٹا ہے قسم خدا کی تو وہ درخت ہرگز نہ کاٹ سکیگا پھر پکڑ ہونے لگی اب ابلیس نے عابد کو دے مارا چنانچہ ابلیس کے ہاتھ مین عابد بیچارہ ایسا تھا جیسے باز کے پنجہ مین چڑیا ابلیس نے کہا کہ پھر جاو ورنہ بکری کی طرح ابھی تجھے حلال کرڈالونگا عابد نے کہا کہ اچھا مجھ چھوڑ دے مین پلٹ جاون لیکن اتنا تو بتا کہ پہلے دو بار مین کیون غالب آیا اور ایکمرتبہ تو کیون غالب ہوا ابلیس نے کہا کہ پہلے دو مرتبہ خدا کے واسطے تو غصے مین آیا تھا خدا نے مجھے تیرا مغلوب کردیا اسواسطے کہ جو شخص خالصاً للہ کچھ کام کرتا ہے مجھے اوسپر غلبہ نہین ہوتا اور ایکمرتبہ اپنے اور خدا کے واسطے تو غصے مین آیا اور جو شخص اپنی ہوا و ہوس کا تابع ہوتا ہے وہ مجھ سے سر نہین ہوتا

حقیقت اخلاص ایذر جانا تو کہ جب تو پہچان چکا کہ نیت باعث عمل اور متقاضی عمل ہے تو اگر وہ ایک متقاضی ہو تو اوسے خالص کہتے ہین اور اگر دو متقاضی ہین تو اوس مین شرکت ہوگئی اوسے خالص نہین کہتے شرکت کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کے واسطے روزہ رکھے مگر کھانے سے پرہیز کرنا بھی اوسکا اوسواسطے مقصود ہو کہ تندرست رہے یا گھر کا خرچ کم ہوجائے تو وہ کھانے پکانے کی محنت سے بچے یا اور کوئی کام ہے کہ اوسمین مشغول ہوجائے یا کہ جاگتا رہے اور کچھ کام کرسکے یا غلام آزاد کرے تاکہ اوسکے خرچ اور اوسکی بدخوئی سے بچے یا حج کے واسطے جائے تاکہ تجربہ آب و ہوا سے قوت اور تندرستی حاصل ہو یا شہرون کی سیر کرے اور تماشا دیکھے یا زن و فرزند سے اور اونکے نان و نفقہ کی فکر سے چند روز آرام پائے یا کسی دشمن کے رنج سے چھوٹ جائے یا رات کو نماز پڑھتا رہے تاکہ نیند نہ آئے اور اپنا مال بچائے یا علم سیکھے تاکہ اپنے واسطے روزی حاصل کرسکے یا مال و متاع اور اراضی و باغات کا انتظام کرسکے یا لوگون کی نظرون مین عزیز و ممتاز رہے یا جلسہ درس کرے تاکہ سبق پڑھنے کے رنج سے چھوٹے اور دلگیہ ہو یا مصحف لکھے تاکہ اوسکا خط صاف اور پختہ ہوجائے یا پیادہ حج کرے تاکہ کرایہ کا فائدہ ہو یا وضو کرے تاکہ ٹھنڈا اور پاکیزہ رہے یا غسل کرے تاکہ بدن مین بدبو نہ آئے یا مسجد مین اعتکاف کرے تاکہ گھر کا کرایہ نہ دینا پڑے یا کسی سائل کو خیرات دے تاکہ اوسکی خوشامد اور الحاح سے چھوٹے یا کسی فقیہ کو اسواسطے کچھ دے کہ اوسے ناکام پھیرنے سے شرم آتی ہے یا کسی جیا کردیکھنے جائے تاکہ جب خود جیا ہو تو اور لوگ اوسکی عیادت کو آئین یا اوسے ملامت و عتاب نکرین اور دامنگیر نہون یا اور کوئی نیک کام کرے تاکہ صالح اور نیکوکار مشہور ہو یہ سب باتین خود ریا مین اور ریا کا حکم ہم بیان کرچکے ہین اور یہ سب خیالات تھوڑے ہون خواہ بہت اخلاص کو باطل کردیتے ہین بلکہ عمل خالص وہی ہے جسمین اپنی ذات کا کچھ فائدہ اور حصہ نہو بلکہ وہ کام فقط خدا ہی کے واسطے ہو جیساکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ آمن تقول ربی اللہ ثم استقم کما امرت یعنی تو یہ کہے کہ میرا پروردگار خدا ہے پھر راہ راست اختیار کر جیسا تجھے حکم کیا گیا آدمی جب تک نہ نفس کے

نہ چھوٹیگا تب تک یہ اور اوسپر سخت دشوار ہوگا اسواسطے بزرگون نے کہا ہو کہ اخلاص سے زیادہ کوئی چیز سخت اور دشوار نہین ہو اگر تمام عمر تو ایک کام بھی اخلاص کے ساتھ ٹھیک کرلیگا ہو تو بھی نجات کی امید ہو فی الحقیقت بشریت کی صفتون اور عیبون مین ہر ایک کام کو خالص اور صاف نکالنا ایسا مشکل ہے جیسے گوبر اور خون مین ہر دو وہ کو نکالنا جیسا کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہو مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَدَمٍ لَبَنًا خَالِصًا سَائِغًا لِلشَّارِبِينَ پس اسکی تدبیر یہ ہو کہ آدمی کا دل دنیا سے توٹ جائے تاکہ محبت الہی غالب ہوجاوے اور آدمی عاشق کے مثل ہوجاوے کہ جو کچھ خواہش کرے اپنے معشوق ہی کے واسطے کرے ایسا آدمی اگر کھانا کھاتا ہو یا پانی پھرنے جاتا ہو تو ممکن ہے کہ اسمین بھی اخلاص کی نیت کرسکے اور جس شخص پر محبت دنیا غالب ہوتی ہے نماز روزہ مین بھی اوسسے اخلاص ہونا دشوار ہو اسواسطے کہ آدمی کے اعمال دل کی صفت لیتے ہین اور جدہر دل راغب ہوتا ہو اوسیطرف میل کرتے ہین جس شخص پر محبت جاہ غالب ہوتی ہے اوسکے سب کام خلق کو دکھانیکے واسطے ہوتے ہین حتی کہ حج کو نہ دہونا اور کپڑے پہننا بھی خلق کے دکھانیکو ہوا کرتا ہو اور مجلس اور درس اور روایت حدیث اور جو کام خلق سے علاقہ رکھتے ہین اونسے زیادہ کسی کام مین اخلاص مشکل نہین اسواسطے کہ اکثر ایسے کامون کا باعث فقط خواہش قبول خلق ہوا کرتی ہے یا طلب تقرب خدا کے ساتھ ملی ہوتی ہے اس صورت مین قبول خلق کا قصد یا تقرب خدا کے قصد کے برابر ہوگا یا اوسسے زیادہ یا کم یعنی آدھا یا دو تہائی ہوگی اور ثلث کو قصد قبول خلق سے پاک کرنا اکثر علما کو بھی نہین ہوسکتا مگر بعضے احمق اپنے تئین مخلص سمجھتے ہین وہ دھوکا کھاتے ہین اپنا عیب نہین دیکھتے بلکہ بہت نزدیک لوگ اس باب مین عاجز اور حیران ہین ایک بزرگ نے کہا ہو کہ میں نے چالیس برس کی نماز جو پڑھی تھی تو فقط اسواسطے کہ ایک دن مین دیر کو آیا اور صف مین جگہ ملی تو مین نے اپنے دل مین لوگون سے خجالت پائی کہ مجھے دیر کو آیا تب مجھکو معلوم ہوا کہ تمام خوشی اسی بات کی تھی کہ لوگ مجھکو پہلی صف مین دیکھین پس اخلاص ایسی صفت ہو جسکا جاننا دشوار ہو اور اوسکا کرنا اور بھی دشوار ہو اور جو عمل مشترک اور بے اخلاص ہو وہ قبول نہین ہوتا **فصل** بزرگون نے کہا ہو کہ عالم کی دو رکعت نماز جاہل کی سال بھر کی عبادت سے افضل ہے اسواسطے کہ جاہل نہ عمل کی آفتون کو نہین پہچانتا اور نہ اخلاص عمل کی آفتون کو نہین جانتا اور سب اعمال خالص ہی سمجھتا ہو اسواسطے کہ عبادت کا کھوٹا پن زر کے کھوٹے پن کا سا ہو کہ جو صراف بھی زر پرکھنے مین غلطی کرتا ہو مگر جو صراف کامل ہو وہ البتہ اوسے پرکھ سکتا ہو اور سب جاہل بھی جانتے ہین کہ سونا وہی ہے جو زر دزر دسونے کی صورت ہو اور عبادت کا کھوٹا پن جسکے سبب سے اخلاص جاتا رہتا ہو اوسکے چار درجے ہین بعضے انمین سے بہت پوشیدہ ہوتے ہین ان درجون کو ہم ریا کی صورت پر فرض کرتے ہین تاکہ انکا حال معلوم ہو پہلا درجہ یہ ہو کہ بندہ نماز پڑہتا ہو اور لوگ آجائین شیطان اوسسے کہے کہ اچھی طرح نماز پڑہ تاکہ یہ لوگ ملامت نکرین یہ تو خود ظاہر ہو دوسرا درجہ یہ ہو کہ یہ نمازی اس فریب شیطانی کو پہچانکر اوسسے حذر کرے شیطان اسطرح دہوکا دے کہ تو اچھی طرح نماز ادا کرتا کہ یہ لوگ تیری اقتدا کرین اور تجھے انکی اقتدا کا ثواب حاصل ہو تو ممکن ہے کہ نمازی یہ فریب کھا جائے اور اتنا نہ سمجھے کہ ثواب اقتدا اوسوقت حاصل ہوتا ہو کہ اوسکے خشوع کا نور اورون مین سرایت کرے اور جب وہ خاشع نہو اور مقتدی لوگ اوسے خاشع جانین تو انمین ثواب ہوگا اور وہ نفاق کے سبب سے ماخوذ ہوگا تیسرا درجہ یہ ہو کہ وہ سمجھتا ہو کہ خلوت مین بیٹھا نماز پڑھنے کے برخلاف نماز بیٹھنا نفاق ہو اور خلوت مین اچھی طرح نماز پڑہنے کی کوشش کرے تاکہ لوگون کے سامنے بھی اوسیطرح پڑہ سکے یہ درجہ بہت پوشیدہ ہو اور ریا بھی ہو مگر یہ

رو و ریا اپنے ہی معاملہ کرتا ہی کیونکہ اپنے سے شرم رکھتا ہی کہ نماز میں جماعت کے برخلاف نماز پڑھے تو جماعت میں اچھی طرح نماز پڑھے
کو واسطے تنہائی میں بھی اچھی طرح پڑھتا ہی اور سمجھتا ہی کہ یہ بیلا ریا کرنے سے جھوٹا اور در حقیقت تنہائی میں بھی خود ہاکا رہوتا ہے جو شخص
درجہ یہ درجہ بہت ہی پوشیدہ ہی کہ وہ جانتا ہو کہ خلوت اور جلوت میں خلق کے واسطے خشوع کرنا کچھ کام نہیں آتا اور شیطان اور
سے کہے کہ تو حق تعالیٰ کی عظمت کا خیال کر تو نہیں جانتا کہ کسکے سامنے حاضر ہی کہ وہ شخص یہ خیال کرکے خاشع ہو جائے
اور لوگوں کی نظر وں میں آراستہ ہو جاوے اگر خلوت میں ایسا خطرہ اوسکے دل میں نہیں آتا تو لوگوں کے سامنے ایسا خطرہ آنے کا سبب
ریا ہوا آدمی جب اوسوقت کی عظمت کو یاد کرتا ہی جسوقت خلق کچھ کام نہ آئیگی تو یہ خطرہ جاتا رہتا ہی بلکہ چاہیے کہ سب آدمیوں اور
چارپایوں کی نظر اسکے نزدیک برابر ہو جاوے جب تک کچھ بھی فرق پاویگا تب تک یا ہی خالی نہیں اور یہ مثالیں جو ریا میں ہمنے بیان کیں
اسیطرح کے بہتیرے دھوکے اون غرضوں میں بھی ہوتے ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں اور جو شخص یہ باریکیاں نہ پہچانیگا عبادتکا اجر نہ پائیگا
مفت اپنی جان گنواتا ہی جو کچھ کرتا ہی وہ ضائع ہوتا جاتا ہی یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہی وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ یہ اسی
ہی آدمی کے حق میں ہی **فصل** العزیز جانتو کہ جب نیت میں آمیزش ہوگئی تو اگر ریا یا اور کوئی غرض نیت عبادت پر غالب ہو تو یہ امر عقوبت کا سبب ہوگا اور اگر برابر ہو
تو نہ عذاب کا سبب ہوگا نہ ثواب کا اور اگر ریا کی نیت ضعیف ہو تو چاہیے کہ عمل ثواب سے خالی نہ ہو کہ احادیث سے یوں معلوم ہوتا ہی کہ جب نیت
میں شرکت ہو اور خلوص نہ ہو تو خدا کا حکم ہوگا کہ جا کر اوس سے اجر مانگ لے جسکے واسطے تو نے یہ عمل کیا تھا مگر ہمارے نزدیک اس سے خالص وہ
عمل مراد ہی جسمیں دونوں قصد برابر ہوں اوسمیں اجر نہ ملیگا بندہ جب اوس عمل کا اجر مانگیگا تو ارشاد ہوگا کہ جسکے واسطے تو نے یہ عمل کیا تھا اوسی سے
اجر مانگ اور جہاں حدیث دلیل عذاب ہی وہاں یہ مراد ہی کہ عمل میں بالکل ریا مقصود ہو یا ریا غالب ہو لیکن اگر باعث اصلی قصد تقرب ہو اور ریا
وغیرہ کی نیت ضعیف ہو تو چاہیے کہ ثواب ملے اگرچہ اوسقدر ثواب ملے جسقدر نیت خالص سے ملتا یہ امر دو دلیلوں سے ہم اختیار کرتے ہیں ایک کہ
ہمیں برہان سے معلوم ہوا ہی کہ شایستگی حضرت الٰہی سے دل کا دور رہنا یہی عقوبت کے معنی ہیں اور یہ دوری آتش حجاب میں جلنے کا سبب ہوتی
ہی اور تقرب الٰہی کا تخم سعادت ہی اور دنیا کا قصد موجب شقاوت ہی جب اسنے ان دونوں قصدوں کی مدد کی تو گویا انہیں قبول کرلیا
ایک قصد درگاہ الٰہی سے اسکی دوری کا سبب دوسرا اسکی قربت کا موجب ہوتا ہی جب دونوں قصد برابر ہوں تو ایک قصد اسی بالشت بھر
دور کر دیتا ہی اور دوسرا قصد بالشت بھر نزدیک کر دیتا ہی اس صورت میں یہ جہان تھا وہیں پہنچا گیا اور اگر آدھی بالشت نزدیکی حاصل ہوئی
تو کچھ دوری رہجائیگی اور آدھی بالشت دوری حاصل ہوئی تو کچھ نزدیکی باقی رہیگی جیسے کوئی بیمار گرم دوا کھا کر اوسیقدر سرد دوا کھالے
تو دونوں ملکر برابر ہو جائینگی اور اگر سرد دوا کم کھائیگا تو کچھ حرارت بڑھ جائیگی اور اگر سرد دوا زیادہ کھائیگا تو حرارت کچھ کم ہو جائیگی
دل کی روشنی اور تاریکی میں گناہ اور طاعت کا اثر ایسا ہی جیسے بدن کے مزاج میں دواؤں کا اثر گناہ اور طاعت ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہونگے
عدل کی ترازو میں کمی بیشی کھل جاویگی آیہ کریمہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ کے یہی معنی ہیں
مگر احتیاط کرنا ہو شیاری کی بات ہی کہ شاید قصد غرض قوی ہو اور آدمی اوسے ضعیف سمجھے اور عمل کی سلامتی اسی میں ہی کہ غرض نفسانی کا دخل
نہ ہو دلیل اسکے دوسرے [illegible] بالاجماع یہ ثابت ہی کہ اگر کوئی شخص راہ حج میں قصد تجارت بھی کرے تو اوسکا حج ضائع نہ ہوگا اگرچہ

اور کا ثواب مخلص کے ثواب کی برابر نہو مگر چونکہ اوسکا اصلی قصد نہیں ہوا اور ارادہ تجارت اوسکا تابع ہے تو اوسکا ثواب بالکل خبط نہوگا بلکہ ناقص ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص اس واسطے جہاد کیا چاہتا ہو اور دونو طرف جہاد کو جاسکتا ہو ایک طرف کفار مالدار ہین وہان مال غنیمت بہت ملیگا دوسری طرف کافر محتاج ہین اور وہ مجاہد کفار مالدار کی طرف جائے تو اوسکے جہاد کا تمام ثواب ساقط ہوگا اسواسطے کہ غنیمت پانے اور نہ پانے مین آدمی فرق کرتا ہی ممکن ہی نہین کہ اس فرق کو اپنے باطن مین آدمی نہ پائے اور اگر معاذ اللہ مال غنیمت شرط جہاد ہو تو ثواب پانی مین اندیشہ ہو اسواسطے کہ ایسی شرط سے کوئی عمل درست نہین ہوتا خصوصًا مجلس درس تصنیف اور جو اعمال خلائق سے علاقہ رکھتے ہین کیونکہ جب تک آدمی کو دفعۃ خودی سے خدا نہ نکالے تب تک ایسے خیال خالی نہین ہوتا مثلاً اوسکی تصنیف کو دوسرے کی طرف اضافت کرین اور اوسکے کلام کو اور کی جانب نسبت کرین اور وہ اس بات سے آگاہ ہوجائے تو اگرچہ یہ آگاہی اوسے بری معلوم ہو لیکن اگر خودی اور نفسانیت اوس مین باقی ہوگی تو اوسے اسکا خیال ہوگا اور دوسرے کی طرف اضافت اور نسبت کرنیکا ملال ہوگا تیسرا باب صدق کے بیان مین العزیز جانو کہ صدق اخلاص کے قریب قریب ہی اور صدق کا بڑا درجہ ہی جو شخص کمال صدق کو پہونچتا ہی اوسے صدیق کہتے ہین حق تعالی نے قرآن شریف مین اسکی تعریف کی اور فرمایا رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اور فرمایا لِيَسْئَلَ الصّٰدِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی کا کمال کس بات مین ہی فرمایا راستی قول اور صدق عمل مین پس صدق کے معنی سچا ہونا آدمی کو ضرور ہی صدق راستی کو کہتے ہین یہ راستی چھ چیزون مین ہوتی ہے جو کوئی اون چھ چیزون مین کمال کو پہونچ جائے وہ صدیق ہے پہلا صدق زبان مین ہی کہ آدمی کچھ جھوٹ نہ بولے گذشتہ کی خبر دینے مین نہ فی الحال نئی بات کہنے مین نہ آیندہ کو واسطے وعدہ کرنے مین اسواسطے کہ پہلے ہم بیان کرچکے ہین کہ زبان سے دل صفت حاصل کرتا ہی تیسری بات کہنے سے کج ہوجاتا ہی اور سچی بات کہنے سے راست ہوتا ہی دو چیزون کے سبب سے صدق کا کمال ہوتا ہی ایک یہ کہ معاریض بھی نہ کہے یعنی کنایۃً ایسی مجمل بات نہ کہے کہ وہ فی الواقع تو سچ ہو لیکن دوسرا شخص اوس سے اور کچھ سمجھے اگر ایسا محل ہے جہان سچ بولنا مصلحت نہین ہی مثلاً جورو خاوند کی لڑائی یا مسلمانون کو درمیان صلح کرانے مین جھوٹ بولنے کی اجازت ہی مگر کمال صدق یہ ہی کہ ایسے محل پر بھی جہانتک ہوسکے تعریض کرے اور صراحۃً جھوٹ نہ بولے یعنی ایسی بات کہے جو فی الواقع سچ ہو مگر طرف ثانی اوسکا مطلب اپنے موافق برغلط سمجھ لے اور اگر سچا آدمی ہے اور صریح جھوٹ کہیگا تو اگر خدا کے واسطے مصلحت خلق کے خیال سے کہیگا تو درجہ صدق سے نگریگا دوسرا کمال یہ ہی کہ حق تعالی سے مناجات کرنے مین سچا رہی جب وَجَّهْتُ وَجْهِيَ کہے اور اوسکا دل دنیا کی طرف متوجہ ہو تو وہ جھوٹ بولا خدا کی طرف نہین متوجہ ہوا اور جب کہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی مین تیرا بندہ ہون اور تیری بندگی کرتا ہون اور اوسوقت دنیا مین یا خواہشون مین پھنسا ہوا اور خواہشین اوسکی زیردست نہون بلکہ وہ خود خواہشون کا زیردست ہو تو اوسنے یہ جھوٹ کہا اسواسطے کہ وہ اوسی چیز کا بندہ ہی جسکی قید مین پھنسا ہی اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہی تَعِسَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الدِّيْنَارِ آپ نے آدمی کو درم و دینار کا بندہ فرمایا بلکہ آدمی جب تک تمام دنیا سے آزاد نہوجائے تب تک حق تعالی کا بندہ نہین ہوتا اور دنیا سے آزادی کا کمال یہ ہی کہ آدمی جسطرح خلق سے آزاد ہوا اوسیطرح آپ سے بھی آزاد ہوجائے اور

اور خودی باقی ہی نرہے حتی کہ اوسے کچھ ارادہ نہ رہے بلکہ خدا کے سوا اور کسی چیز کی خواہش ہی نہ کرے اور حق تعالی جو کچھ اوسکے ساتھ کرے اوسپر راضی ہو زندگی مین کمال صدق یہی ہے جسے یہ درجہ نہین حاصل ہوا وسے صدیق نہین کہتے بلکہ وہ صادق بھی نہین ہوتا دوسرا صدق نیت مین ہوتا ہی کہ جس کام کے سبب سے آدمی تقرب خدا طلب کرے اوس مین خدا کے سوا اور کچھ مقصود نہو اوسکے ساتھ اور کسی چیز کو شریک نہ کرے یہ اخلاص ہے اخلاص کو بھی صدق کہتے ہین ماسوا سطے کہ اوسکے دل مین تقرب الہی کے سوا جب اور کچھ خیال بھی ہوگا تو جو عبادت وہ کرتا ہی اوس مین کاذب ہوگا تیسرا صدق عزم مین ہوتا ہی کوئی شخص عزم کرے کہ اگر مین حکومت پاؤنگا تو عدل کرونگا اگر مال پاؤنگا تو سب صدقہ مین دونگا اور اگر دوسرا شخص پیدا ہوگا جو حکومت یا مجلس تدریس مین مجھسے اولی ہوگا اوسی حوالہ کردونگا یہ عزم کبھی تو قوی اور بالجزم ہوتا ہی اور کبھی اوس مین ضعف اور تردد ہوتا ہی وہ جو قوی اور بلا تردد ہوتا ہی اوسے صدق عزم کہتے ہین جسکا نہ ہونا کاذب ہی یعنی بے اصل ہے اور یہ صادق ہی یعنی قوی ہی اور صدیق وہ شخص ہے جو اپنے دل مین عزم خیرات کو ہمیشہ نہایت قوی پائے جیساکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا تھا کہ لوگ اگر مجھسے کہا کرین کہ میری گردن مارین تو اس بات کو مین اس امر سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ جس قوم مین حضرت ابوبکر صدیق موجود ہون اوسکا مین امیر ہون جناب فاروق نے یہ سوا سطے کہا کہ اپنے قتل پر صبر کرنیکا عزم قوی اپنے دل مین پایا اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ آکر اوسے اوسکے اور حضرت ابوبکر صدیق کے قتل کا اختیار دین تو وہ اپنی زندگی کو دوست رکھے تو اس شخص مین اور حضرت عمر فاروق مین جنہون نے حضرت ابوبکر صدیق پر امیری اور حکومت کرنے سے زیادہ اپنے قتل کو دوست رکھا کتنا فرق ہوگا چوتھا صدق عزم پر اگر [illegible] ہی کہ [illegible] ہو تو [illegible] ہوگا تو [illegible] آپہونچتا ہی تو ایفاے عزم مین نفس تندہی نہین کرتا اسیواسطے حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہی رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ یعنی اون لوگون نے اپنے عزم کو وفا کیا اور اپنی جان کو فدا کیا اور جن لوگون نے مال خرچ کرنیکا عزم کرکے وفا نہ کیا اونکی حق مین حق تعالی نے یون ارشاد فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ فَلَمَّا اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَا اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ تکملہ یعنی ان لوگون کے حق مین فرمایا کہ وعدے کے جھوٹے ہین پانچوان صدق یہ ہی کہ آدمی کا باطن جس صفت سے موصوف ہو وہی اوسکے عمل مین ظاہر ہو مثلاً آدمی کے باطن مین وقار نہو اور ظاہر مین آہستہ آہستہ چلے تو وہ صادق نہین ظاہر و باطن کو یکسان اور ٹھیک رکھنے سے یہ صدق حاصل ہوتا ہی یہ بات اوسی مین ہوتی ہی جسکا باطن ظاہر سے بہتر ہو یا ظاہر کے مثل ہو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا میرے ظاہر کو بہتر کردے اور میرے باطن کو ظاہر سے بھی زیادہ نیک کردے جو شخص اس صفت پر نہو اور کسی دوسرے ظاہر باطن پر دلالت کرتا ہو وہ اس قول مین جھوٹا ہی اور درجہ صدق سے وہ گرا ہوا ہی گو کہ اوسے ریا مقصود نہو چھٹا صدق یہ ہی کہ آدمی مقامات دین کی حقیقتین اپنے دل سے طلب کرے فقط اونکے اوائل اور نمونہ ظاہر پر قناعت نہ کرے مثلاً زہد توکل خوف رجا شوق کہ ہر مسلمان کو یہ حال تھوڑا بہوت ہوتا ہی مگر ضعیف اور جو مسلمان ان احوال پر قوی اور مضبوط ہوگیا وہ صادق ہی جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ پس حق تعالی نے جسکو صادق فرمایا ہی جسکا ایمان کامل ہو اوسکی مثال یہ ہی کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے

ڈرتا ہو تو اوسکی علامت یہ ہو کہ وہ کاہلے اور اوسکا چہرہ زرد ہو گیا نا پینا نہ کھا پی سکے بیقرار رہے اگر حق تعالی سے کوئی اسطرح ڈرے تو کہینگے کہ اسکا ڈر سچا ہے اور اگر کہے کہ مین گناہ سے ڈرتا ہون اور گناہ سے باز نہ رہے تو اوسے کہتے ہین کہ جھوٹا ہے اسیطرح سب مقامات مین بڑا فرق ہے پس جو شخص ان چھ مقامون سے سب مقامات مین جب صادق ہو تب اوسکا صدق کامل ہوتا ہے اور اوسی صدیق کہتے ہین اور شخص بعض مقامون مین صادق ہو اوسے صدیق نہین کہتے مگر جسقدر اوسکا صدق ہے اوسیقدر اوسکا درجہ ہے واللہ اعلم بالصواب ✦

چھٹی اصل محاسبہ اور مراقبہ کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالی ارشاد فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا یعنی قیامت کے دن ہم ترازو مین کھڑے کرینگے اور کسی پر ظلم نہ کرینگے جسنے ایک رائی کے برابر بھی نیکی بدی کی ہوگی اوسی ترازو مین تولینگے اور خلائق کا حساب کرنیکو ہم کافی ہین جب یہ وعدہ کیا تو لوگون کو حکم فرمایا وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَا قَدَّمَتْ لِغَدٍ یعنی اس جہان مین اپنے حساب کو دیکھتے رہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہ شخص عاقل ہے جو چار ساعتین رکھتا ہو ایک ساعت مین اپنا حساب ایک مین خدا سے مناجات ایک مین تدبیر معاش کیا کرے ایک مین اون چیزون سے آرام لیا کرے جو دنیا مین اوسکے واسطے مباح ہین امیر المومنین حضرت فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا قول ہے حَاسِبُوا أَنْفُسَكُمْ قَبْلَ أَنْ تُحَاسَبُوا یعنی تم خود اپنا حساب کیا کرو قبل ازین کہ تمھارا حساب کیا جاوے اور حق سبحانہ تعالی نے ارشاد کیا یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا الآیہ فاکر یہ معنی ہین کہ تم صبر کرو اور اپنے نفس اور اپنی خواہش کے ساتھ خوب جہاد کرو تاکہ اچھے اور بہتر ہو جاؤ اور رابطوا کے یہ معنی ہین کہ اس جہاد مین ثابت قدم رہو پس اہل بصیرت اور بزرگان دین سمجھے کہ اس جہان مین سوداگری کو آئے ہین اور نفس کے ساتھ اوسکا معاملہ ہے اس معاملہ کا نفع اور نقصان بہشت و دوزخ ہے بلکہ سعادت و شقاوت ابدی ہے تو ان حضرات نے اپنے نفس کو شریک تجارت ٹھہرایا اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کرتے ہین پھر اوسکی باتون سے خبردار رہتے ہین پھر اوس سے حساب کرتے ہین اور اگر اوس نے خیانت کی ہو تو اوسپر عقوبت اور عتاب کرتے ہین اوسیطرح ان حضرات نے بھی اپنے نفس کے ساتھ چھ مقام مقرر کیے مشارطہ مراقبہ محاسبہ معاقبہ مجاہدہ معاتبہ پہلا مقام مشارطہ ہے یعنی جانو کہ جس شریک کو مال دیتے ہین وہ نفع حاصل ہونے مین مددگار ہے مگر شاید رغبت خیانت سے دشمن ہو جائے اوسیطرح شریک سے پہلے شرط کر لینا چاہیے پھر اوسکی باتون سے ہمیشہ خبردار رہنا چاہیے پھر حساب لینے مین مبالغہ کرنا چاہیے اسیطرح نفس کے ساتھ بھی یہ معاملات کرنا ضرور ہے اسواسطے کہ ان معاملات کا نفع ابد تک باقی رہیگا اور معاملات دنیوی کا نفع چند روزہ ہے اور جو چیز باقی نہ رہے وہ عقلمند کے نزدیک بی حقیقت ہوتی ہے بلکہ عقلمندون نے کہا ہے کہ جو شے باقی رہے وہ اوس خیر سے بہتر ہے جو نہ باقی رہے اور چونکہ انفاس عمر مین سے ہر ایک نفس یک گوہر ہے کہ اوس گوہر کے سبب سے ایک خزانہ پس انداز کر سکتے ہین تو اس گوہر مین جد و کد اور حساب کتاب کرنا اولی ہے پس عقلمند وہی ہے جو فجر کی نماز کے بعد ساعت بھر اس کام مین دل لگاوے اور اپنے نفس سے کہے کہ عمر کے سوا تیرے پاس اور کوئی پونجی نہین اور جو دم گذر گیا اوسکا بدلا نہین اسواسطے کہ انفاس خدا کے علم مین معدود اور مقرر ہین ہرگز زیادہ نہونگے اور جب عمر گذر گئی تو تجارت کرنا محال ہے جو کام کرنا ہے ابھی کر لے کہ عرصہ زندگی تنگ ہے اور آخرت جو زمانہ وسیع ہے وہان کچھ کام نہین حق تعالی نے آج تجھے سر سے زندگی عنایت فرمائی اگر رات کو سوتے مین مرجاتا تو یہی آرزو رہتی

کہ کاش ایک ہی دن کی مہلت ملتی کہ کچھ تو اپنا کام درست کر لیتا اب خدا نے یہ نعمت دی ہے یعنی زندگی عنایت کی ہے اسی نفس کہاں اس سرمایۂ زندگی کو غنیمت جان اغتنام کر فردا کہ دیدا ایسا نہو کہ کل کی مہلت نہ ملے اور حسرت ہی حسرت رہے آج یہی سمجھ لے کہ تو نے مرکر ایک ہی دن کی مہلت مانگی اور حق تعالیٰ نے مہلت دیدی اس سے بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ تو تضییع اوقات کرے اور سعادت حاصل کرنے سے محروم رہے حدیث شریف میں ہے کہ فردائے قیامت کو ہر روز و شب کہ چوبیس ۲۴ ساعت کی ہوتے ہیں انکے عوض چوبیس ۲۴ خزانے بندے کی سامنے رکھکر ایک خزانے کا دروازہ کھولینگے بندے نے اوس ساعت میں جو نیکیاں کی ہیں اونکے سبب سے اوس خزانے کو پر نور دیکھے گا اس سبب سے اسقدر خوشی اور راحت نشاط اور فرحت اوسکے دل کو حاصل ہوگی کہ اگر اوس میں سے دوزخیوں کو باٹ دیں تو وہ آتش دوزخ سے بیخبر ہو جائیں وہ خوشی اس سبب سے حاصل ہوگی کہ بندہ جانے گا کہ یہ انوار خدا کی نزدیکی اوسکی قبولیت کا وسیلہ ہونگے پھر دوسرے خزانے کا دروازہ کھولینگے وہ سیاہ اور تاریک ہوگا اوس میں سے ایسی بدبو آتی ہوگی کہ سب لوگ ناک بند کر لیں گے وہ خزانہ ساعت معصیت ہے اوسے دیکھکر ایسی ہیبت و خجلت اوسکے دل میں پیدا ہوگی کہ اگر جنتیوں پر تقسیم کیجاوے تو سب کو بہشت تلخ ہو جاوے ایک خزانے کا اور دروازہ کھولیں گے وہ خالی ہوگا نہ اوس میں نور ہوگا نہ ظلمت یہ خزانہ وہ ساعت ہے جس میں بندے نے نہ کچھ گناہ کیا ہے نہ عبادت اوسوقت بندے کے دل میں ایسی حسرت و پشیمانی پیدا ہوگی کہ جیسے کوئی شخص بڑی مملکت اور بے انتہا خزانے پر قادر ہو اور اوسکی قدر نہ جانے حتی کہ وہ ضائع ہو جاوے تمام عمر کی ایک ایک ساعت اسطرح بندے کے سامنے پیش کرینگے تو آدمی کو کہنا چاہیے کہ اے نفس حق تعالیٰ نے ایسے چوبیس ۲۴ خزانے تیرے ساتھ رکھے ہیں خبردار کسیکو خالی نہ چھوڑنا سو اسطرح کہ تو اوسکی حسرت کی تاب لائیگا العزیز بزرگوں نے کہا ہے کہ تو فرض کر کہ حق تعالیٰ تجھے بخشدیگا لیکن صالحوں کا ثواب درجہ تو تجھے نہ دیگا اور تو اس نقصان کے رنج میں رہیگا پھر چاہیے کہ اپنے سب اعضا کو اوسکے سپرد کر کے کہے کہ خبردار زبان کو بچائے رکھنا آنکھ کو نگاہ رکھنا اسطرح ہفت اندام کے بارے میں تاکید کرے کہ انکی حفاظت کر اسواسطے کہ یہ جو کہا ہے کہ دوزخ کو سات دروازے ہیں وہ دروازے بھی تیرے اعضا ہیں کہ ہر ایک عضو کو گناہ کی پاداش میں دوزخ میں جانا پڑیگا پس ان اعضا کو معاصی یاد کر کے اعضا کو اونسے بچائے رکھے پھر جو اوراد و وظائف اوسے ممکن کر سکتا ہے وہ یاد کر کے اونکی رغبت دلائے اور عزم کرے اور نفس کو دھمکی دے کہ اگر تو میرے کہنے کے خلاف کریگا تو میں تجھے ستادونگا تکلیف دونگا نچاؤنگا اسواسطے کہ نفس اگرچہ سرکش ہے مگر نصیحت پذیر بھی ہے اور ریاضت میں اثر کرتی ہے یہ سب محاسبہ ہے کہ عمل کے پہلے ہوتا ہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیرک وہی ہے جو اپنا حساب کرتا ہے اور وہ کام کرے جو موت کے بعد کام آوے اور فرمایا ہے کہ جو کام پیش آوے اوس میں غور کر اگر برا ہے تو کر اگر بیراہ ہے تو اوس سے دور رہ پس ہر روز صبح کو نفس کے تئیں ایسی شرطوں کی حاجت ہے مگر وہ شخص جو ثابت قدم ہو گیا اوسے بھی ہر آن ایک کام ایسا پیش آئیگا جسمیں نفس کے ساتھ شرط کرنے کی حاجت پڑیگی سو یہ مقام مراقبہ ہے پاسبانی اور نگہبانی کرنا مراقبے کے معنی ہیں جسطرح کہ اپنی پونجی جب شریک کو سپرد کر کے اوس سے شرط کر لیتے ہیں تو شریک سے غافل نہیں رہتے اوسکی باتوں سے خبردار رہتے ہیں اسطرح ہر دم نفس کی خبر رکھنا بھی آدمی کو ضرور ہے اگر اوس سے غافل رہیگا تو وہ کاہلی یا شہوت پرستی کے سبب سے پھر اپنی طبیعت پر آجائیگا اور سرکشی کرنے لگیگا اصل مراقبہ یہ ہے کہ آدمی یقین کرلے کہ حق تعالیٰ کو میرے افعال اور خیالات

کی اطلاع ہو خلق تو فقط ظاہری دیکھتی ہو اور حق تعالی ظاہر و باطن دونون دیکھتا ہو جو یہ سمجھا اور یہ سمجھ اوسکے دل پر غالب ہوگئی اوسکا ظاہر و باطن دونون ادب سے راست ہوجائینگے اسواسطے کہ اگر آدمی اسکا ایمان نہ دیکھیگا تو کافر ہو اور اگر ایمان دیکھیگا تو اسکے خلاف کرنا بڑی دلیری اور بڑا دھیٹ پن ہو حق تعالی فرماتا ہو اَلَمْ یَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰہَ یَرٰی یعنی بندہ کیا یہ نہین جانتا کہ حق تعالی اوسے دیکھ رہا ہو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حبشی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین میری توبہ قبول ہوگی یا نہین فرمایا قبول ہوگی پھر عرض کیا کہ یا رسول اللہ سب مین گناہ کرتا تھا اوسوقت کیا حق تعالی دیکھ رہا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا یہ سنتے ہی اوس حبشی نے ایک آہ کی اور چیخ مار کر جان بحق تسلیم ہوگیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہو کہ حق تعالی کی بندگی اسطرح کرے کہ تو اوسے دیکھ رہا ہے اگر تو اوسے نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہو العزیز جب تک تو یہ نجانیگا کہ حق تعالی ہر وقت ساتھ ہو اور ہر حال مین دانا بینا ہو تب تک کام راست و درست نہوگا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہو اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا بلکہ کمال یہ ہو کہ تو ہمیشہ مشاہدہ مین ہو اور حق تعالی کو دیکھا کرے **حکایت** ایک پیر صاحب کو کوئی شخص بدتمیز یا بے ادب مرید دیتے یا اوسکی مراعات تھی اور مریدون کو غیرت آئی پیر صاحب نے ہر مرید کو ایک ایک چڑیا دیکر فرمایا اسے ایسی جگہ ذبح کرلاؤ جہان کوئی نہ دیکھتا ہو ہر ایک مرید خالی جگہ جاکر اوسے ذبح کرلایا مگر وہ مرید اوس چڑیا کو زندہ بچہ لایا اور عرض کرنے لگا مجھے ایسی جگہ کہین نہ ملی جہان کوئی نہ دیکھتا ہو اسواسطے کہ حق تعالی سب جگہ دیکھتا ہو تب پیر صاحب نے اور مریدون سے فرمایا کہ اس بات سے تم لوگ اس شخص کا مرتبہ معلوم کرلو کہ یہ ہمیشہ مشاہدہ مین رہتا ہو خدا کے سوا اور کسیکی طرف التفات ہی نہین کرتا جب بی بی زلیخا نے حضرت یوسف علیہما السلام کو خلوت مین اپنی طرف بلایا تو جسبت کی پرستش کرتی تھین پہلو اوسکے منہ پر ڈالدیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا تو ایک پتھر سے شرم کرتی ہو مین شرم نہین رکھتا جو ساتون آسمان و زمین کا خالق ہو اور دیکھ رہا ہو حضرت جنید قدس سرہ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نگاہ بد سے اپنی آنکھ نہین بچا سکتا کیونکر بچاؤن فرمایا اسطرح کہ تو یہ یقین کرلے کہ جسقدر تو کسیکو دیکھتا ہو اوس سے زیادہ حق تعالی تیرے تئین دیکھتا ہو حدیث شریف مین ہو کہ حق تعالی نے فرمایا کہ بہشت عدن اون لوگون کے واسطے ہو جو کسی گناہ کا قصد کرین اور میری عظمت یاد کرکے شرمائین اور اوس گناہ سے باز رہین حضرت عبداللہ ابن دینار کہتے ہین کہ مین مکہ معظمہ کی راہ مین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ تھا ایک جگہ ہم اور تم ایک چرواہے کا غلام بھاری پر بکریان اُتار لایا حضرت عمر رضی اللہ تعالی نے فرمایا کہ ایک بکری میرے ہاتھ بیچدے اوسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون یہ بکریان میری ملک نہین ہین آپ نے امتحانًا فرمایا کہ مالک سے کہدینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لیگیا اوسنے کیا معلوم ہوگا اوسنے عرض کیا کہ وہ نہ جانے گا خدا تو جانتا ہی ہو پس حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ بے اختیار رونے لگے اور اوسکے مالک کو بلاکر اوس غلام کو مول لیکر آزاد کردیا اور فرمایا کہ اے غلام اس بات کے سبب سے تو اس جہان مین بھی آزاد ہوا اور اوس جہان مین بھی آزاد ہوجائیگا **فصل** العزیز جانو کہ مراقبہ کے دو درجے ہین پہلا درجہ صدیقون کا مراقبہ ہو کہ اونکا دل خدا کی عظمت مین مستغرق اور اونکی ہیبت سے چور رہتا ہو اوس مین ماسوی اللہ کی طرف التفات کرنے کے گنجایش ہی نہین ہوتی یہ چھوٹا مراقبہ ہو کیونکہ جب دل ٹھہر گیا اور اور اعضا تو اوسکے تابع ہوتے ہی ہین مباحات سے باز رہنے لگے گناہون مین کیونکر مشغول ہونگے ایسے مراقب کو اعضا کی حفاظت کرنیکے واسطے تدبیر اور حیلہ کی حاجت نہین ہوتی یہ وہی بات ہو جو

جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی کہ مَنْ اَصْبَحَ وَهُوَ مُهْتَمٌّ لِاَمْرِ الدُّنْيَا وَلَا هَمَّ لَهُ فِي اَمْرِ الْاٰخِرَةِ یعنی جو شخص صبح کو ایک ہمت والا ہوکر اور تمام حق تعالیٰ دونوں جہان مین اوسکی کارروائی کرتا ہو اور کوئی مراقب ایسا مستغرق ہوتا ہو کہ اگر اوسے بات کہین تو نہ سنے اور جو کوئی اوسکے سامنے جاوے اگرچہ وہ مراقب آنکھ کھولے ہو تو بھی اوسے نہ دیکھے حضرت عبدالواحد ابن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے پوچھا کہ تم ایسے کسی شخص کو جانتے ہو جو خلق سے غافل ہوکر اپنے ہی حال مین مشغول ہوگیا ہو کہا ہان ایک شخص کو جانتا ہون کہ ابھی آتا ہو حضرت علقمہ اعلام رحمہ اللہ آئے پوچھا کہ تمنے کسے کسی راہ مین دیکھا کہا کسیکو بھی نہین دیکھا حالانکہ شاہراہ سے ہوکر آئے تھے حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام ایک عورت کی طرف گذرے ہاتھ مارکر اوسپر گر پڑے لوگون نے کہا آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ مین سمجھا دیوا ہے ایک بزرگ نے کہا ہو کہ مین ایک قوم کی طرف گذرا وہ لوگ تیراندازی کرتے تھے اور ایک شخص اون سے بہت دور بیٹھا تھا مین نے چاہا کہ اوس سے بات کرون اوس نے کہا کہ بات سے ذکر خدا بہتر ہو مین نے کہا ای شخص تو اکیلا ہی بولا نہین حق تعالیٰ اور دو فرشتے میرے ساتھ ہین مین نے کہا کہ اس قوم پر کون شخص سبقت لیگیا بولا وہ شخص جسے خدا نے بخشدیا مین نے کہا راہ کدہر ہے ہو پس آسمان کی طرف منہ کرکے اوٹھ کھڑا ہوا اور چلدیا اور بولا کہ یا رب خدایا تیرے بہت سے مخلوق مجھسے باز رکھنے والے ہین حضرت شبلی حضرت نوری رحمہما اللہ تعالیٰ کے پاس گئے اونھین مراقبہ مین ایسا ساکن بیٹھے دیکھا کہ اونکے بدن کا رویان بھی نہین ہلتا تھا پوچھا کہ یہ مراقبہ اس سکون کے ساتھ تمنے کس سے سیکھا بولے بلی سے کیونکہ مین نے اوسے چوہے کے بل پر چوہے کے انتظار مین اس سے بھی زیادہ ساکن بیٹھے دیکھا عبداللہ ابن حنیف رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ لوگون نے مجھے خبر دی کہ شعب صور مین ایک پیر اور ایک جوان ہمیشہ مراقبہ مین بیٹھے رہتے ہین مین وہان گیا دونون کو دیکھا قبلہ کی طرف منہ کیے بیٹھے تھے مین نے تین بار سلام کیا اونھون نے جواب دیا مین نے کہا کہ تمھین قسم خدا کی کہ سلام کا جواب دو جوان نے سر اوٹھاکر کہا کہ ای ابن حنیف دنیا تھوڑی سی ہے اور اوس تھوڑی مین سے تھوڑی ہی سی باقی ہو اس تھوڑی سی بہت سا حصہ لیلی ای ابن حنیف تو بڑا غافل اور مانع ہو کہ ہمارے سلام مین لگا ہو یہ کہا پھر گردن جھکالی مین بھوکا پیاسا تھا سب بھوک پیاس بھول گیا اون دونون بزرگون نے مجھے بالکل از خود رفتہ کرلیا مین کھڑا رہا اور اونکے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے کہا ای ابن حنیف ہم مصیبت زدہ ہین وہ زبان ہی نہین رکھتے جس سے نصیحت کرتے ہین تین دن مین وہین کھڑا رہا اونھون نے اور تیسرے نے کچھ کہا یا اور نہ کوئی سوال پھر مین نے اپنے جی مین کہا کہ امین خدا کی قسم دلاؤن کہ مجھے کچھ نصیحت کرین اوسی جوان نے پھر سر اوٹھاکر کہا کہ ایسے شخص کو ڈھونڈھ جسکی زیارت سے تجھے خدا یاد آوے اور اوسکی ہیبت تیرے دل مین سماوے اور وہ شخص بان حال ہو تجھے نصیحت کرے زبان قال سے نہین تصدیقون کے مراقبہ کا یہی حال اور یہی مرتبہ ہو کہ وہ بالکل حق تعالیٰ مین مستغرق ہوجاتے ہین دوسرا درجہ پارسایون اور اصحاب الیمین کا مراقبہ ہو یہ لوگ جانتے ہین کہ حق تعالیٰ اونکے احوال سے مطلع ہو اور حق تعالیٰ سے شرم کرتے ہین مگر اوسکی عظمت وجلال مین مدہوش اور مستغرق نہین ہوتے بلکہ اپنے اور عالم کے احوال سے خبردار رہتے ہین ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص تنہا ایک کام کرتا ہو یا برہنہ ہو اور کوئی لڑکا آجائے وہ شخص اوس لڑکے سے شرم کرکے اپنے اختیار سے اپنے تئین چھپائے لیکن اوس دوسرے کی مثل ایسی ہے جیسے بادشاہ کے سامنے آجائے اور وہ ہیبت سلطانی سے بیخود اور مدہوش ہوجائے

پس جو شخص اس درجہ پر ہو اوسے اپنے احوال اور خطروں اور حرکات سکنات کا مراقبہ اور دھیان کرنا چاہیے اور وہ جو کام کیا چاہتا ہے اوسے دو نظروں سے دیکھے پہلی نظر کام کرنے کے پہلے ہوتی ہے بلکہ پہلا خطرہ جو اوسکے دل مین آئے اوسیکو دیکھے بلکہ ہمیشہ دل کا مراقبہ کرتا رہے کہ دل مین کیا خیال پیدا ہوتا ہے اور جو خیال آئے اوسے دیکھے اگر خدا کے واسطے ہے تو اوسے تمام کرے اور اگر خواہش نفسانی ہے تو باز رہے اور حق تعالی سے شرم کرے اور اپنے تئین ملامت کرے کہ یہ رغبت میرے دل مین کیون پیدا ہوئی اوسکا انجام اور رسوائی اپنے دل مین ٹھہرالے اور سب خیالات کے پہلے یہ مراقبہ فرض ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو حرکت و سکون بندہ اپنے اختیار سے کرتا ہے اوس مین تین سوال بندہ سے ہونگے ایک یہ کہ کیون کیا دوسرا یہ کہ کیونکر کیا تیسرا یہ کہ کسکے واسطے کیا کیون کیا کے معنی ہین کہ اوس بندے کہین کے کہ تجھ پر لازم تھا کہ خدا کے واسطے کرتا شہوت نفسانی اور موافقت شیطانی کے واسطے کیون کیا اگر اس مواخذہ سے بندہ بچا اور وہ کام خدا ہی کے واسطے کیا تھا تو اوس سے پوچھین گے کہ تو نے یہ کام کیونکر کیا یعنی ہر کار خیر کے واسطے شرط اور ادب اور علم ہے یہ کام جو تو نے کیا آیا علم کے موافق کیا ہے یا جہل و نادانی سے اسکو آسان سمجھا اگر اس مواخذہ سے بھی بندہ بچا اور شرط کے موافق یہ کام کیا تھا تو پوچھین گے کہ کسکے واسطے یہ کام کیا تھا یعنی تجھپر واجب تھا کہ اخلاص کے ساتھ خدا کے واسطے تو کام کرے آیا خدا ہی کے واسطے تو نے یہ کام کیا ہے یا کسی اور کے واسطے کیا ہے تاکہ خلق سے اجر یا مانگنے کا تجھکو حکم ہو یا دنیا کے واسطے کیا ہے تاکہ ثواب حبط ہو جائے اگر کسی مخلوق کے واسطے کیا ہے تو خالق کے غصے اور عذاب مین تو مبتلا ہوا اسواسطے کہ تو نے کہا تھا اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ اور کہدیا تھا اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ جو شخص یہ مضمون سمجھے گا وہ اگر عاقل ہے تو مراقبہ کرنے سے غافل نہ رہیگا اصل یہ ہے کہ آدمی پہلے خطرہ پر نظر رکھے اگر اوس خطرہ کو دور نہ کریگا تو اوسے رغبت پیدا ہوگی پھر نیت ہو جائیگی اوسکے بعد قصد ہو کر اعضا سے صادر ہوگا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِتَّقِ اللّٰهَ عِنْدَ تَكَ اِذَا هَمَمْتَ یعنی جسوقت کسی تیرے کام کی ہمت پیدا ہو تو حق تعالی سے ڈر اے عزیز جاننا چاہیے کہ یہ پہچاننا بہت دشوار اور نایاب علم ہے کہ کون خطرہ خدا کے واسطے ہے اور کون خواہش نفسانی کے لیے ہے جسمین اس شناخت کی قوت اور قدرت نہو اوسے چاہیے کہ ہمیشہ کسی عالم باعمل کی صحبت مین بیٹھے تاکہ اوسکی صحبت کا نور اوسکے دل مین سرایت کرے اور علماء دنیادار کی صحبت سے خدا کی پناہ مانگا کرے کیونکہ یہ عالم شیطان کے نائب ہین حق تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد جس عالم کو محبت دنیا نے مست کر دیا ہو اوس سے کچھ نہ پوچھ کہ وہ تجھ کو میری محبت سے محروم کر دیگا اسواسطے کہ ایسے عالم میرے بندون کے حق مین راہزن ہین اور جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالی اوس شخص کو دوست رکھتا ہے جو شبہ کی چیز مین تامل اور دور اندیشی ہو اور غلبۂ شہوت کے وقت اوسکی عقل کامل ہے آن ہی دو باتون مین آدمی کا کمال ہے کہ حقیقت حال کو بصیرت نقاد سے پہچانکر شہوت کو عقل کامل سے دفع کرے یہ دونون باتین باہم ملی ہوتی ہین جسکی عقل واقع شہوات نہین ہوئی اور جسکی بصیرت ناقد شبہات بھی نہین ہوتی ایسا شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے عقل اوس سے ایسی جدا ہو جاتی ہے کہ ہرگز پھر نہین آتی حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ہے کہ کام تین قسم پر ہین ایک صاف حق ہے بجا لایا ایک صاف باطل ہے چھوڑ دیا ایک مشتبہ ہے کسی عالم سے پوچھ دوسری نظر وہ مراقبہ ہے جو کام کرتے وقت

وقت ہو وہ تین حال سے خالی نہین یا طاعت ہوگا یا معصیت یا مباح طاعت مین مراقبہ کی یہ صورت ہو کہ اوسے اخلاص کے ساتھ کرے اوس مین حضور قلب ہو سب آداب نگاہ رکھے اور جو چیز موجب مزید فضیلت ہو اوس سے باز نرہے اور معصیت مین مراقبہ کی یہ شکل ہو کہ خدا سے شرم رکھے اور توبہ کرے کفارہ دے مباح مین مراقبہ کا یہ انداز ہو کہ باادب ہو خدا کی نعمت مین منعم کو دیکھے اور جانے کہ ہر وقت اوسکی درگاہ مین حاضر ہے مثلاً اگر میٹھے کا ادب سے بیٹھے اگر سوئے تو وا ہنے کروٹ اور قبلہ رو سوئے اگر مثلاً کھانا کھائے تو تفکر سے دل غافل نہو اسواسطے تفکر سب اعمال سے افضل ہو کیونکہ ہر ایک طعام کی صورت اور رنگ و بو اور مزہ اور شکل مین کتنی عجیب عجیب صنعتین ہین علی ہذا القیاس آدمی کے اعضا مین ہو اوس طعام کو کام مین لاتے ہین جیسے اونکلیان سنہ دانت حلق معدہ جگر شانہ اور جو اعضا قبول طعام کے واسطے ہین اور جو اعضا اوسکی حفاظت کے واسطے ہین تاکہ ہضم ہو جائے اور جو عضو بھوک دور کرنے کے واسطے ہو یہ سب عجائب صنع الٰہی ہین ایسی چیزون مین تفکر کرنا بڑی عبادت ہو یہ درجہ علما کا ہو بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ جب یہ عجیب عجیب صنعتین دیکھتے ہین تو عظمت صانع کی طرف ترقی کرتے ہین اور اوسکے جلال اور جمال اور کمال مین مستغرق ہو جاتے ہین یہ موحدون اور صدیقون کا درجہ ہو اور بعضے لوگ کھانیکو غصہ کی نظر سے دیکھکر برخلاف خواہش کے وہ جانتے ہین اور بقدر ضرورت کھاتے ہین اور کہتے ہین کہ کاش ہمین اسکی بھی حاجت نہوتی اور یہ جو کھانے کی ضرورت ہو اسمین تفکر کرتے ہین یہ زاہدون کا درجہ ہو اور بعضے لالچی لوگ نظر شوق سے کھانیکو دیکھتے ہین اور اسی خیال مین رہتے ہین کہ کیونکر پکائین کہ بہتر اور خوش مزہ کے جو بہت سا پکھ جائین پھر پکوان اور پکانے والے اور کھانے اور سیوی کا عیب بھی کرتے ہین اتنا نہین جانتے کہ یہ سب چیزین خدا کی صنعت ہین اور صنعت کا عیب کرنا صانع کا عیب کرنا ہے یہ اہل غفلت کا درجہ ہو سب مباحات مین اسطرح کرے جو پیش آوے تیسرا مقام وہ محاسبہ جو عمل کے بعد کرتے ہین چاہیے کہ شب کو سوتے وقت بندہ تمام دن کا حساب اپنے نفس کے ساتھ کرے تاکہ معلوم ہو کہ سرمایہ مین کسقدر نفع اور نقصان ہوا فرائض تو سرمایہ ہو اور نوافل اوسکا نفع اور جسطرح شریک تجارت سے حساب لینے مین مبالغہ کرتے ہین کہ نقصان نہو جائے اوسیطرح اپنے نفس سے بھی بہت جانچ کرنا چاہیے کیونکہ وہ بڑا طرار اور مکار اور حیلہ انگیز ہو اور اپنی غرض کو تیر کے سامنے لاتا ہے تاکہ حساب مین گنتا ہو تاکہ تو یہ سمجھے کہ یہ بھی نفع ہے اور وہ نقصان ہوتا ہے بلکہ سب مباحات مین نفس سے حساب لینا چاہیے کہ تو نے یہ کیون کیا اور کسکے واسطے کیا اگر اپنے نفس سے کچھ قصور دیکھے تو اوس عمل کو اپنے نفس پر رکھے اور اوس سے ہاتھ اوٹھا لے ابن الصمہ ایک بزرگ تھے اونھون نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھ برس ہوئے دنونکا حساب کیا تو اکیس ہزار چھ سو دن ہوئے کہنے لگے کہ افسوس اگر ہر دن ایک گناہ ہوا ہے تو اکیس ہزار چھ سو گناہون سے کیونکر میری رہائی ہوگی خصوصاً جب کوئی ایسا دن ہو جسمین ہزار گناہ سرزد ہوئے ہون پس ایک چیخ مار کر گر پڑے لوگون نے دیکھا تو مردہ پڑے ہین مگر آدمی اپنے نفس سے غافل ہے کہ اپنا حساب نہین کرتا جو گناہ وہ کرتا ہو اوس مین ہر گناہ چھوٹا اگر ایک ایک پتھر کسی گھر مین ڈالے تو تھوڑے عرصہ مین وہ گھر تھرون سے بھر جائے اگر کراماً کاتبین اسکے گناہ لکھنے کی مزدوری مانگتے تو اسکا سب مال خرچ ہو جاتا اور اگر غفلت کے ساتھ چند بار سبحان اللہ کہا چاہتا ہو تو تسبیح ہاتھ مین لیکر گنتا ہو اور کہتا ہو کہ مین نے سو بار کہا اور تمام دن جو بیہودہ بکا کرتا ہو اوسکی گنتی کے واسطے کوئی چیز ہاتھ مین نہین رکھتا تاکہ معلوم ہو کہ بیہودہ باتین ہزار سے زیادہ بکین پھر جو ایسے کی کا پدبھاری ہو گیا تو یہ اوسکی حماقت ہو اسواسطے امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہو کہ قبل اسکے کہ تمھارے اعمال تولے جائین

تم خود اپنے اعمال کو تولو اسیطرح امیرالمومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رات کو تشریف لاتے تو اپنے باغ پر دورہ مارتے اور کہتے کہ آج تو نے کیا کیا اسلئے امیرالمومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ عمر سے زیادہ کوئی سیدھا دوست نہین پھر فرمایا کہ اے عائشہ مین نے کیا کیا ہے کہا اے صدیق آپنے فرمایا کہ عمر سے زیادہ کوئی سیدھا دوست نہین فرمایا نہ عمر سے زیادہ کوئی مجھے عزیز ہین تو جناب صدیق نے اتنی ہی بات کا حساب کیا چونکہ راست نہ تھی فوراً اوسکا تدارک کر لیا آیین سلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکڑیون کا گٹھا اپنی گردن پر رکھا لوگون نے کہا کہ یہ کام غلام کرتے ہین فرمایا کہ مین اپنے نفس کو آزماتا تھا کہ اس کام مین کیسا رہتا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مین نے دیوار کی آڑ سے ایک باغ مین دیکھا اپنے نفس سے آپ کہتے تھے کہ واہ واہ تو لوگ تجھے امیرالمومنین کہتے ہین واللہ تو خدا سے نہین ڈرتا اوسکے عذاب مین مبتلا ہونے پر میمون رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ نفس لوامہ وہ ہے جو اپنے تئین ملامت کرتا ہے کہ تو نے فلانا کام کیا اور فلانا کھانا کھایا کیون کھایا اور اپنے تئین اس بات پر ملامت کرتا ہے تو گذشتہ کامون کا حساب کرنا ضروریات سے ہے چوتھا مقام محاسبۂ نفس ہے اے عزیز جانتو کہ جب حساب نفس سے تو غافل رہیگا اور قصور کریگا اور اوسے اپنے حال پر چھوڑ دیگا تو وہ دلیر اور ڈھیٹ اور تیز ہو جائیگا پھر اوسے روکنا مشکل ہوگا بلکہ جو برا کام اوسنے کیا ہو اوسپر اوسے سزا دینا چاہیے اگر شبہہ کی کوئی چیز اوسنے کھائی ہو تو بھوکا رکھکر اوسے سزا دے اگر کسی نامحرم کو اوسنے دیکھا ہو تو تو دیکھنے اور آنکھ بند رکھنے سے اوسے سزا دے اسیطرح سب اعضا کی حرکات سکنات کو قیاس کرے اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے ایک عابد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تھا پھر اپنے ہاتھ کو آگ مین رکھکر جلا دیا بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا مدت تک صومعہ مین رہا ایک عورت نے اپنی تئین اوس عابد کے سامنے پیش کیا اوسکے پاس آنے کے واسطے عابد نے صومعہ کے باہر پاؤن رکھا پھر خدا سے ڈر کر توبہ کی اور چاہا کہ صومعہ مین پھر جائے پھر اپنے جی مین کہا کہ نہین یہ پاؤن جو گناہ کے واسطے باہر نکلا یہ صومعہ کے اندر نہ آنے پائے اوس پاؤن کو باہر رہنے دیا حتی کہ جاڑے کی اوس گرمی کی دھوپ سے وہ پاؤن خراب ہو گیا اور گلکر اوسکے بدن سے گر گیا حضرت جنید قدس سرہ کہتے ہین کہ ابن الکریمی کہتے تھے کہ ایکسال مجھے احتلام ہو گیا مین نے چاہا کہ اوسوقت غسل کرون جاڑے کی رات تھی میرے نفس نے غسل کرنے مین کاہلی کی اور کہا کہ اپنے تئین ہلاک نکر ٹھہر جا صبح کو حمام مین جاکر نہا لینا مین نے قسم کھائی کہ اب کپڑون سمیت غسل کرونگا اور کپڑون کو اوسیطرح بھیگا رہنے دونگا ہرگز نہ نچوڑونگا حتی کہ میرے بدن مین خشک ہو جائین لہذا ایسا ہی کیا اور کہا کہ اوس نفس کی یہی سزا ہے جو خدا کے کام مین قصور کرے ایک شخص نے کسی ندی کو گھورا پھر نہایت پشیمان ہو کر قسم کھائی کہ اس گناہ کی سزا یہ ہے کہ ہرگز ٹھنڈا پانی نہ پیونگا اور پھر نہ پیا حضرت حسان ابن ابی سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گذر ایک منظر کیطرف ہوا پوچھا یہ کسنے بنایا ہے پھر اپنے نفس سے کہا کہ تجھسے کچھ کام نہین اوسکا حال تو پوچھتا ہے قسم خدا کی سال بھر روزہ رکھکر تجھے سزا دونگا اور ایسا ہی کیا حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نخلستان مین نماز پڑھتے تھے ایک خوبصورت چڑیا وہان اوڑی اوسکی خوبصورتی کا خیال جو آیا تو نماز سے غفلت سی ہو گئی رکعتون کی گنتی بھول گئی تمام نخلستان کو صدقہ مین دیدیا مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ رباح القیسی رحمہ اللہ تعالےٰ آئے اور میرے باپ کو نماز عصر کے بعد بلایا مین نے کہا سوتے ہین کہا سونے کا یہ کون وقت ہے اور پھر چلا مین بھی اونکے

پیچھے

پیچھے پیچھے چلا وہ اپنے نفس سے کہتے جاتے تھے کہ اے فضول تو کہتا ہے کہ سونیکا یہ کون وقت ہے تجھے اس کنوے سے کیا کام مین نے عہد کیا ہے کہ سال بھر تک تجھ تکیہ پر سر نہ رکھنے دونگا یہ کہتے ہوئے روتے چلے جاتے تھے اور یہ بھی کہتے جاتے کہ کیا تو خدا سے نہ ڈریگا تیمم داری قاسم سرہ ایک رات ایسا سوئے کہ تہجد کی نماز فوت ہوگئی عہد کیا کہ سال بھر تک رات کو نہ سوونگا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالی عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک شخص ننگے بدن ہوکر گرم بالو اور پتھر پر لوٹتا تھا اور اپنے نفس سے کہتا تھا کہ اے رات کو مردار دن کے کابل تیرا ظلم کب تک سہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان پہونچے فرمایا اے شخص تو یہ کیون کرتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس مجھپر غلبہ کرتا ہے فرمایا کہ اس ساعت آسمانون کے دروازے تیرے واسطے کھولے ہین اور تیرے سبب سے حق تعالی فرشتون پر فخر و مباہات کرتا ہے پھر صحابہ سے فرمایا کہ اپنا توشہ اس شخص سے لیلو سب صحابہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شخص ہمارے واسطے دعا کر وہ ایک ایک کے واسطے دعا کرتا تھا پھر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے واسطے اکٹھا دعا کرو سنو دعا کی کہ بار خدایا تقوی کو انکے واسطے زاد راہ کر اور سبھون کو راہ راست پر رکھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا اسے روک یعنی جو دعا بہتر ہو وہ اسکی زبان پر جاری کر تب وہ شخص یہ دعا کرنے لگا کہ بار خدایا بہشت کو انکا مقام کر مجمع نام ایک بزرگ تھے وہ ایک مرتبہ کسی چھت کی طرف دیکھا ایک عورت نظر پڑی عہد کیا کہ اب کبھی آسمان کی طرف بھی نہ دیکھونگا حضرت آصف ابن قیس رحمہ اللہ تعالی رات کو چراغ لیتے اور ہر گھر کی چراغ کی تیم پر اونگلی رکھتے اور اپنے نفس سے کہتے کہ فلانے فلانا کام تو نے کیون کیا اور فلانی چیز کیون کھائی غرضکہ احتیاط والے لوگ ایسے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ نفس سرکش ہے اگر ہم عقوبت نہ کرینگے تو یہ غلبہ کریگا اور ہم ہلاک اور تباہ ہوجائینگے نفس پر ہمیشہ سیاست کیا کرتے تھے پانچوان مقام مجاہدہ ہے العزیز جانتو کہ بعضے بزرگون نے جب اپنے نفس کو بہت کاہلی کرتے دیکھا تو اسطرح اوسے سزا دی کہ تنبیہ اور سیاست کے واسطے بہت سی عبادت اوسپر لازم کردی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا یہ حال تھا کہ جماعت کے ساتھ جب اونکی ایک نماز فوت ہوجاتی تو ایک شب بھر نہ سوتے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے ایک نماز جماعت فوت ہوگئی اوسکے کفارے مین سو مین صدقہ کی کہ دو لاکھ درم اوسکی قیمت تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے مغرب کی نماز مین تاخیر ہوگئی حتی کہ دو تارے نکل آئے اسکے کفارے مین اونھون نے دو بندے آزاد کیے امید ایسی بہت سی حکایتین ہین جب عبادت مین نفس تندہی نہ کرے تو اوسکا علاج یہ ہے کہ آدمی کسی صاحب ریاضت کی خدمت مین رہے تاکہ اوسکی ریاضت دیکھ دیکھکر اسے بھی رغبت پیدا ہو ایک بزرگ کہتے ہین کہ مین جب ریاضت مین کاہل ہوجاتا ہون تو حضرت محمد ابن واسع کو دیکھتا ہون اونھین دیکھنے سے میرے دل مین ہفتے بھر رغبت عبادت باقی رہتی ہے پس اگر کوئی صاحب ریاضت نہ ملے تو ریاضت کرنیوالون کے حالات اور حکایات دیکھنا سننا چاہیے ہم بعضونکا تھوڑا سا حال یہان لکھتے ہین حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالی روٹی نہ کھاتے تھے رات کو پانی مین آٹا گھولکر پی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ آٹا گھولکر پی لینے مین روٹی کھانے کی بہ نسبت اتنی مہلت ملتی ہے کہ آدمی پچاس آیتین پڑھ سکے پھر مین اتنا وقت کیون ضائع کرون ایک شخص نے اونسے پوچھا کہ تمھاری چھت مین یہ دھنی کب سے ہے کہا تیس برس سے مین یہان رہتا ہون مگر چھت کی طرف نہین دیکھا بیفائدہ کیطرف دیکھنے کو بزرگون نے مکروہ جانا ہے احمد ابن زرین رحمہ اللہ تعالی فجر کی نماز کے بعد سے عصر کی نماز تک بیٹھے رہتے

اور کسیطرف نگاہ نہ اوٹھاتے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون بیٹھے رہتے ہین کہا حق تعالی نے آنکھین اسواسطے دی ہین کہ بندہ اوسکی عجیب عجیب قدرتون کو دیکھا کرے اور جو شخص ان چیزون کو نظر عبرت سے نہ دیکھیگا اوسکا نام ایک خطا لکھی جائیگی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہی کہ فقط تین چیزون کو واسطے زندگی کے مین دوست رکھتا ہون ایک یہ کہ بڑی بڑی راتون مین سجدے کیا کرون دوسرے یہ کہ بڑی بڑی دلون مین پیاسا رہا کرون تیسرے یہ کہ ایسے لوگون کی صحبت مین حاضر رہا کرون جنکی سب باتین پاکیزہ اور سراپا حکمت ہون حضرت حلقمہ ابن قیس رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف مین کیون رکھتے ہین کہا اوسکی دوستی کے سبب سے جو نفس کے ساتھ رکھتا ہون اوسے عذاب دوزخ سے بچاتا ہون لوگون نے کہا کہ تکالیف آپ پر واجب نہین ہین کہا جو کچھ ہو سکتا ہی کرتا ہون تاکہ فردای قیامت کو کچھ حسرت نہ باقی رہے کہ یہ کام کیون نہ کیا حضرت جنید قدس سرہ فرماتے ہین کہ سری سقطی رحمہ اللہ تعالی سے زیادہ کسی مین نے عجیب بات نہین دیکھی کہ اونکی عمر اسی نوی برس کی ہوئی کبھی کسی نے اونکا پہلو زمین پر نہین دیکھا مگر مرتے وقت حضرت ابو محمد جریری سال بھر مکہ معظمہ مین رہے نہ بات کی نہ سوئے نہ پیٹھ لگائی نہ پاؤن پھیلائے حضرت ابو بکر کتانی قدس سرہ نے اونسے پوچھا کہ اتنی بڑی ریاضت تم کیونکر کر سکے کہا کہ اوس سمجھ کی بدولت جو مجھکو صدق باطن سے حاصل ہی اوسنے میرے ظاہر کو اس ریاضت کی قوت دی ایک بزرگ کہتے ہین کہ فتح موصلی رحمہ اللہ تعالی کو مین نے دیکھا کہ روتے ہین اور آنکھون سے اشک خون آمیز روان ہوتے ہین مین نے پوچھا یہ کیا حال ہی فرمایا کہ مدت تک اپنے گناہون پر پانی رویا اب اُن آنسوون پر جو بے اخلاص نکلے ہون خون روتا ہون انتقال کے بعد لوگون نے اونھین خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اوس گریہ وزاری کے سبب سے حق تعالی نے مجھے عزت و بزرگی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اپنی عزت کی قسم کہ چالیس برس گذری کہ فرشتے جو تیرا نامہ اعمال لائے اوس مین کوئی خطا نہ تھی حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالی سے لوگون نے کہا کہ اگر آپ اپنی بی مین کنگھی کیجیے تو کیا ہو فرمایا کہ اگر کنگھی کرنے مین مشغول ہون تو غافلون مین داخل ہو جاؤن حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ نے راتون کو عبادت کو واسطے تقسیم کیا تھا فرماتے کہ آج رکوع کی رات ہی اور ایک ہی رکوع مین صبح کر دیتے اور فرماتے کہ آج سجدے کی رات ہی اور ایک ہی سجدے مین صبح کر دیتے حضرت علقمہ العلام رحمہ اللہ تعالی کثرت ریاضت کی وجہ سے کوئی خوش مزہ کھانا پینا نہ کھاتے پیتے اونکی مان نے براہ شفقت مادری کہا کہ بیٹا اپنے اوپر رحم کر عرض کیا کہ ای مادر مشفقہ خداوند کریم کا رحم چاہتا ہون چند روز تھوڑا سا رنج کھینچ لون اور ابد الآباد خدا کی رحمت و راحت مین رہون حضرت ربیع رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالی عنہ کو دیکھنے گیا صبح کی نماز مین مشغول تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو مین نے اپنے جی مین کہا کہ اگر مین بات کرونگا تو اونکی تسبیح مین خلل پڑیگا مین نے صبر کیا وہ اوسطرح بیٹھے رہے جگہ سے نہ اوٹھے حتی کہ وہین ظہر کی اور عصر کی نماز پڑھی یہانتک کہ دوسرے دن فجر کی نماز وہین ادا کی اوسوقت اونکی آنکھ ذرا جھپک گئی جب نیند سے چونکے تو کہنے لگے کہ بار خدایا مین بہت سونے والی آنکھ اور بہت کھانے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہون مین نے اپنے جی مین کہا کہ مجھ سے کافی ہے پھر مین نے کچھ نہ کہا اور پھر آیا حضرت ابو بکر عباس نے چالیس برس مین پہلو نہین رکھا پھر اونکی آنکھون مین سیاہ پانی اوتر آیا مین بیس برس تک اپنے گھر والون سے چھپایا پانسو رکعت نماز روز اونکا ورد تھا اور جوانی مین ہر روز تیس ہزار تسبیح

پڑھا کرتے تھے کہ زرابن دبرہ رحمہ اللہ تعالی ایک ابدال تھے اونکی یہ ریاضت تھی کہ ہر دن مین تین ختم قرآن کرتے لوگون نے اونسے
کہا کہ آپ نے بڑی تکلیف اپنے اوپر گوارا کی پوچھنے لگے کہ دنیا کی کتنی عمر ہے لوگون نے کہا کہ سات ہزار برس پھر پوچھا کہ بھلا قیامت کا دن
کتنا بڑا ہو لوگون نے کہا کہ پچاس ہزار برس کہنے لگے کہ بھلا وہ کون آدمی ہوگا جو پچاس دن آسائش ہالے کے واسطے سات ہزار برس رنج
نہ کھینچے یعنی اگر یہ سات ہزار برس جیون اور فقط قیامت کو ایکدن کے واسطے محنت اور ریاضت کردن تو بھی کم ہی تو مدت ابد کا کیا ذکر جو نہایت
ہی نہین رکھتی خصوصًا میری اس تھوڑی سی عمر کی بہ نسبت حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ایک رات مین بی بی رابعہ
بصری قدس سرہا کے پاس گیا وہ عبادتگاہ مین گئین اور صبح تک نماز پڑھتی رہین اور مین اوس گھر کے ایک گوشہ مین صبح تک نماز
پڑھتا رہا پھر مین نے اونسے کہا کہ ہم خدا کا شکر کیونکر کرین کہ اوسنے ہمین تمام شب نماز پڑھنے کی توفیق دی کہا اسطرح شکر کرنا چاہیے
کہ کل ہم سونہ رکھین محنت و ریاضت کرنیوالون کے یہ حالات تھے اور ایسی بہت حکایتین ہین کہ اونہین نقل کرنا موجب طوالت
ہوا حیاء العلوم مین بہت سی حکایتین نقل کی ہین کہ بندہ اگرچہ یہ ریاضات نہ کرسکے بارے اگلے بزرگون کے حال سنکر اپنا قصور تو
پہچانے اور رغبت خیر اوس مین پیدا ہو اور اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ تو کرسکے چھٹا مقام نفس پر عتاب کرنا اور اوسے جھڑکنا ہی العزیز جانتو
کہ حق تعالی نے نفس کو ایسا پیدا کیا ہی کہ خیر سے گریزان اور شر سے آویزان رہتا ہی شہوت رانی اور کاہلی کرنا اوسکی طبیعت اور خاصیت
ہی اور تجھپر یہ حکم فرمایا ہی کہ نفس کی عادت چھوڑا اور برائی سے اوسے راہ پر لگا اور نفس کی درستی سختی سے ہوسکتی ہے کبھی نرمی سے
کبھی کردار سے کبھی گفتار سے کیونکہ اوسکی طبیعت مین یہ بات پیدا کی ہے کہ جب کسی کام مین اپنی بھلائی دیکھتا ہی تو اوس کام کا قصد کرتا ہی اگرچہ
اوس کام مین رنج و تکلیف ہو مگر اوس رنج و تکلیف پر صبر کرتا ہی لیکن اکثر جہل و غفلت اوسکے واسطے آڑ ہوتی ہے آدمی جب اوسے خواب غفلت
سے بیدار کرتا ہی اور صاف آئینہ اوسکے سامنے دھرتا ہی تو وہ قبول کرلیتا ہی اسیواسطے حق تعالی نے فرمایا ہی وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ
تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ آدمی کا نفس بھی اورون کے نفس کے مثل ہی کہ پند و نصیحت اوس مین اثر کرتی ہے پس پہلے اوسے نصیحت اور
کرنا چاہیے بلکہ کسیوقت اوسپر عتاب کرنا موقوف ہی نکرے اور اوس سے کہتا رہے کہ اے نفس تو زیرکی کا دعوے کرتا ہی اگر کوئی تجھے احمق کہتا ہی
تو تو برا مانتا ہی اور غصہ کرتا ہی اور تجھسے زیادہ کوئی احمق نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کے انتظار مین کوئی لشکر در شہر پر تھہرا ہو اور اوس
شخص کو پکڑ لانے کے واسطے کوئی آدمی بھیجا ہو کہ اوسے اپنے ساتھ لیجاکر ہلاک کرین اور ایسے وقت مین وہ شخص کھیل مین مشغول ہو تو اوس سے
زیادہ کوئی احمق نہین اے نفس مردون کا لشکر در شہر پر تیرا منتظر ہے اور اونسے عہد کرلیا ہی کہ جب تک تجھے ساتھ نہ لے لینگا تب تک کوچ نہ کریگا
اور جنت اور دوزخ تیرے واسطے پیدا ہوئی شاید کہ آج ہی وہ لشکر تجھے اپنے ساتھ لے لے اور بالفرض اگر آج تجھے ساتھ نہ لیا تو ایک نہ ایک دن
ضرور ساتھ لیگا تو جو امر ہونیوالا ہے اوسے ہوا سمجھ اسواسطے کہ موت کسی کے ساتھ کوئی وقت نہین رکھتی ہی کہ مین برس کو اوسکی یاد نکو جلد آتی ہی
یا دیر کو جاڑے مین آوین گی یا گرمی مین سکوا چانک موت لیتی ہے اور ایسی وقت موت آتی ہے جب آدمی نہایت مطمئن ہوتا ہی پس اگر
تو مرنے پر مستعد نہ رہیگا تو اوس سے زیادہ کیا حماقت ہوا اے نفس افسوس کی بات ہی کہ تمام دن تو گناہ مین مشغول رہتا ہی اگر تو جانتا ہی
کہ حق تعالی تیرے گناہ نہین دیکھتا تو تو کافر ہے اور اگر جانتا ہے کہ وہ تیرے گناہ دیکھتا ہی تو تو بڑا دلیر اور بیحیا ہے کہ اوسکی مطلع

اور نصیحت کرنے کی تحقیق کہ نفس کو نصیحت کرنا نفع مند ہی کی سلسلہ ۱۲

ہونے سے کچھ باک نہین رکھتا اے نفس ذرا غور تو کر کہ اگر تیرا کوئی غلام تیری نافرمانی کرتا ہے تو تجھے اوسپر کسقدر غصہ آتا ہے پھر حق تعالی کو غصے سے تو کس بات پر اطمینان اور آرام ہے اگر تو اس بھولا مین بھولا ہے کہ مین عذاب الہی سہنے کی طاقت اور قدرت رکھتا ہون تو ذرہ اپنی انگلی چراغ پر رکھکر یا ساعت بھر کڑی دھوپ مین بیٹھکر یا گرم حمام مین ٹھہر کر دیکھ تاکہ تجھ پر اپنی بیچارگی اور عاجزی کا حال معلوم ہو جائے اور اگر تو یہ سمجھا ہو کہ جو کچھ مین کرتا ہون اسکے مواخذے مین نہ پکڑا جاؤنگا تو قرآن شریف اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دونکا منکر ہے اور سبکو جھوٹا جانتا ہے اسواسطے کہ حق تعالی فرماتا ہے وَمَنْ يَعْمَلْ سُوْٓءًا يُجْزَ بِهٖ یعنی جو برا کام کریگا بری سزا پائیگا اے نفس شاید تو یہ کہے کہ خدا کریم و رحیم ہے مجھے عذاب نکریگا تو اسکا جواب گوش ہوش سے سن کہ وہ کریم و رحیم دنیا مین لاکھون آدمیون کو بھوکون کیون مارتا ہے بیمار کیون ڈالتا ہے خدا کریم و رحیم ہے تو آدمی بے بوئے کھیت کاٹ کیون نہین لیتا اے نفس خدا تو کریم و رحیم ہے پھر جب تجھے خواہش ہوتی ہے تو زر و مال پیدا کرنے کے واسطے تمام دنیا کے حیلے اور تدبیرین تو کیون کرتا ہے اوسوقت کیون نہین کہتا کہ خدا کریم و رحیم ہے مین تکلیف نکرون وہ خود میرے کام بنا دیگا اے نفس تجھ سے تیری اوقات پر اب تو یہی کہیگا کہ ہان مین ہا راتم جیسے جیسا تم کہتے ہو واقعی ایسا ہی ہے مگر مین کیا کرون کہ تکلیف اٹھانے کی طاقت نہین رکھتا ہون او بے وقوف تو اتنا نہین جانتا ہے کہ جو بڑا رنج اور بڑی تکلیف نہین اوٹھا سکتا اوسپر ذرہ سا رنج اور ذرہ سی تکلیف سہنا فرض ہے تاکہ فردای قیامت کو دوزخ کے رنج و تکلیف سے چھوٹے اسواسطے کہ جو شخص رنج نہین کھینچتا وہ رنج سے نہین چھوٹتا جب آج تو اتنا سا رنج اوٹھانے کی طاقت نہین رکھتا تو فردای قیامت کو عذاب دوزخ اور ذلت و خواری اور دوت دبک لعنت ملامت کو اتنے بڑے رنج کی تاب کیونکر لائیگا او بیمایہ زر و مال کی تلاش مین تو اس کثرت سے رنج و مذلت کھینچتا ہے اور تندرست ہونے کے واسطے ایک یہودی طبیب کے کہنے سے سب خواہشون کو چھوڑ دیتا ہے تو اتنا نہین جانتا کہ دوزخ مفلسی و بیماری سے زیادہ سخت ہے اور مدت آخرت عمر دنیا سے زیادہ دراز ہے بچہ شاید تم یہ کہو کہ مین اس خیال مین ہون کہ توبہ کرونگا اور ان کامون سے بہتر کام کرنے لگون گا تو ہم کہتے ہین کہ شاید جب تک تو توبہ کرنے کی تب تک ناگاہ موت آجائے اور حسرت کے سوا اور کچھ تیرے ہاتھ نہ لگے اے نفس اگر تو یہ جانتا ہے کہ آج کی بہ نسبت کل توبہ کرنا مجھ پر بہت آسان ہوگا تو تیری جہالت اور نادانی ہے تو جسقدر تاخیر کریگا اوسیقدر توبہ کرنا تجھ پر دشوار ہوگا پھر جب موت قریب آجائے گی تو اوسوقت توبہ کرنا ایسا ہے جیسے چڑھائی پر چڑھتے وقت چارپایہ کو جو کھلانے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا یعنی اگر پہلے سے اوسے جو کھلائے جاتے تو اوسے طاقت ہوتی وقت پر کھلانے سے کیا طاقت ہوگی او نفس اس صورت مین تیری مثل اوس شخص کی سی ہوگی جو طالب العلمی کو نکلے اور سستی کرے کہ جسدن اپنے وطن کو مراجعت کرنے لگون گا تو محنت کرکے علم سیکھ لون گا اور اتنا نہ سمجھے کہ علم سیکھنے کو بڑا زمانہ چاہیے او نفس پر خباثت اسطرح تجھکو بھی زمانہ دراز تک محنت اور ریاضت کی گھڑیا مین اوٹنا چاہیے تاکہ پاک صاف ہوکر انس و محبت اور معرفت الہی کے درجے کو پہونچے اور راہ خدا کی سب گھاٹیان طے کر جائے جب تمام عمر گذر گئی اور ضائع ہو چکی تو پھر بے مہلت یہ ریاضت کیونکر کر سکیگا پیری کے پہلے جوانی کو بیماری کے پہلے تندرستی کو شغل کے پہلے فارغ البالی کو موت کے پہلے زندگی کو تو کیون نہیں غنیمت جانتا اے نفس پہلا گرمی کے موسم مین جاڑے کے واسطے جاڑا تو کیون بنا رکھتا ہے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کیون نہین کرتا

آخر

آخر زمہریر دوزخ کی سردی چلّے کے جاڑون سے اور دوزخ کی گرمی جیٹھ بیساکھ کی گرمی سے کچھ کم نہین دنیا مین جاڑے گرمی کا سامان درست کرنے مین تو کچھ قصور نہین کرتا اور آخرت کا کام بنانے مین تقصیر کرتا ہی ہو تو اسکا یہی سبب ہی کہ تو آخرت اور روز قیامت کا ایمان ہی نہین رکھتا اور یہ کفر و انکار اپنے باطن مین رکھتا ہی اور اپنے اوپر بھی پوشیدہ کرتا ہی او نادان یہ تیری ہلاکت اور خرابی کا سبب ہوگا او نفس سُن جو تو یہ سمجھتا ہی کہ نور معرفت سے جو مین پناہ نہ لونگا تو بھی مرنے کے بعد آتش شہوت میری جان مین نہ لگیگی اوسکی مثل اوس شخص کی سی ہی جو مجھے کہے کہ مین جُبّہ نہ پھنونگا تو بھی خدا کے فضل سے چلّے کے جاڑون مین سردی میرے جسم تک نہ پہونچیگی یہ شخص اتنا بڑا بیوقوف ہی کہ اسقدر نہین سمجھتا کہ خدا کا فضل یہی ہے کہ جب جاڑا پیدا کیا تو اوسے جبہ بنانے کا طریقہ بھی بتا دیا اور جبّے کا سامان بھی مہیا کر دیا اسکا نام فضل نہین کہ جبّہ کے بغیر سردی نہ معلوم ہو او نفس خبردار یہ گمان نکر کہ گناہ کے سبب سے تجھپر اسوا سطے عذاب ہوگا کہ حق تعالی کو تیری نافرمانی سے غصہ آئیگا تاکہ تو یہ کہنے لگے کہ میرے گناہ سے حق تعالی کا کیا نقصان ہوا اسلیے کہ عذاب اسوجہ سے نہوگا بلکہ تیری شہوت ہی کی تہ مین آتش دوزخ پیدا ہوتی ہی جسطرح زہر یا بُری چیزین کھانے سے آدمی کے بدن مین بیماری یہ بات نہین ہی کہ تیری نافرمانی کے سبب سے طبیب تجھسے خفا ہوتا ہی اسوجہ سے تجھ مین بیماری پیدا ہو جاتی ہے او نفس تھوک ہو تیری اوقات پر کہ دنیا کی نعمت اور لذت مین تو پھنس رہا اور اوسپر دل سے عاشق ہو گیا اسواسطے کہ اسکے سوا تیری غفلت کا اور کوئی سبب نہین معلوم ہوتا اسے کمبخت اگر بہشت دوزخ کا تو ایمان نہین رکھتا بلا موت کا ایمان تو رکھتا ہی کہ تو مریگا اور دنیا کی سب نعمتین اور لذتین تجھسے چھن جائینگی اور اونکے فراق کی آگ مین جلا کریگا بچا بچھانا ہمارا کام ہے آگو تجھے اختیار ہی دنیا کی جتنی محبت چاہ اپنے دل مین مضبوط کر مگر اتنا سمجھ لے کہ جسقدر محبت ہوتی ہے اوسیقدر فراق مین اذیت ہوتی ہے اے نفس خدا تجھے ہدایت کرے دنیا کے پیچھے تو کیون خراب ہو اگر مشرق سے مغرب تک تمام دنیا تجھے ملجائے اور تمام جہان تجھے سجدہ کرنے لگے تو تھوڑے ہی زمانے مین تو اور وہ سب خاک ہو جائینگے اور جسطرح اگلے بادشاہون کو کوئی یاد نہین کرتا تیرا نام بھی کوئی نہ لیگا پھر جب تھوڑی ہی دنیا تجھے ملے اور وہ بھی میلی کچیلی خراب خستہ تو بہشت جاودان کو اوسکے عوض تو کیونکر بیچتا ہے اے نفس سمجھنے کی بات ہی کہ اگر کوئی مٹی کا ٹوٹا ہوا پیالہ ایسا گوہر نفیس دیکر مول لے جو ہمیشہ رہیگا تو اوس شخص پر تو کیسا ہنستا ہی دنیا مٹی کی پیالی ہے تو سمجھ لے کہ دفعتہ یہ پیالی تیرے ہاتھ سے چھوٹ کر ٹوٹ جائے گی اگر اسے اختیار کیا تو اوس گوہر جاودان کو سمجھ لے کہ اب نہ ملیگا اور جان لے کہ اسکے چھوٹنے اور اوسکے نہ ملنے کا افسوس اور عذاب ہی باقی رہے گا آدمی کو چاہیے کہ اس اس طرح کے عتاب نفس پر مہیم کرتا رہے تاکہ اپنے حق سے ادا ہو جاے اور پھر اپنے ہی تئین نصیحت کرنا شروع کرے

ساتوین اصل تفکر کے بیان مین

اے عزیز از جان مسلمات کو جان کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے تفکر ساعۃ خیر من عبادۃ ستین یعنی ایک ساعت کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور قرآن شریف مین حق تعالی نے بہت جگہ تفکر تدبر نظر اعتبار کا حکم فرمایا ہے یہ سب تفکر ہین آدمی جب تک تفکر کی حقیقت اور کیفیت نہ پہچانے گا اور یہ نہ جان لیگا کہ تفکر کس چیز مین ہے اور کیا ہی اور اوسکا

کیا فائدہ ہوتب کہ اوسکی فضیلت نہ جانیگا ان سب باتون کا بیان کرنا فضول ہے ہم پہلے اوسکی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکی حقیقت بیان کرینگے پھر جو واسطے تفکر ہوتا ہو اوسے ذکر کرینگے پھر جس چیز مین تفکر ہوتا ہو اوسے لکھینگے **فضیلت تفکر** العزیز جانتو کہ کچھ ہی بہتر جو کام کرنا سال بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے اوسکا بڑا درجہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کچھ لوگ حق تعالی کی ذات مین تفکر کرتے تھے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اوسکی خلق مین تفکر کیا کرو اوسکی ذات مین تفکر نکیا کرو کیونکہ تم اوسکی تاب نلاسکوگے اور اوسکی قدر نہ پہچان سکوگے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتے ہین کہ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور روتے تھے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالی نے آپکے سب گناہ تو بخش ہی دیے پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین کیون نہ روون یہ ہی اوپر یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ پھر آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے اوس شخص پر جو یہ آیت پڑہے اور ان چیزون مین تفکر نہ کرے حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ یا روح اللہ روز مین پر اور کوئی بھی آپ کے مثل ہے فرمایا ہان ہے جسکا کلام بالکل فکر ہو اور خاموشی بالکل عبرت ہو اور نظر بالکل عبرت ہو وہ میری مثل ہے حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ عبادت مین سے تم اپنی آنکھون کو حصہ دو لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیونکر فرمایا اسطرح کہ صحف مین دیکھکر کلام اللہ پڑھا کرو اور اوسکے معنی مین تفکر کیا کرو اور اوسکے عجائبات سے عبرت لیا کرو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ دنیا مین تفکر کرنا حجاب آخرت ہے اور آخرت مین تفکر کرنیکا ثمرہ حکمت اور دلون کی زندگی ہے حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالی ایک رات چھت پر چڑہے ہوئے ملکوت آسمان مین تفکر کر کرکے سو رہے تھے وتر روتے پڑوسی کے گھر مین گر پڑے پڑوسی نے اٹھکر تلوار سنبھالی اور سمجھا کہ چور کود اجب دیکھا کہ حضرت داؤد طائی ہین تو پوچھنے لگا کہ آپ کو کسنے گرا دیا فرمایا مین بیخبر تھا مجھے نہین معلوم **حقیقت تفکر** العزیز جانتو کہ طلب علم تفکر کے معنی ہین اور جو علم فی البدیہہ نہ معلوم ہو اوسے طلب کرنا چاہیے اور اوسے جاننا اور دریافت کر لینا ممکن نہین مگر اسطرح پر کہ اور دو معرفتون کو جمع کرین اور ان دونون مین تالیف کرین تاکہ جفت ہو جائین اور ان دونون معرفتون مین سے تیسری معرفت پیدا ہو جسطرح نر مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے وہ دونون معرفتین اس تیسری معرفت کی دو اصلون کے مانند ہین پھر اس تیسری معرفت کو اور کسی معرفت کے ساتھ جمع کرین تاکہ اوسسے چوتھی معرفت پیدا ہو اوسطرح ایک معرفت کو دوسری معرفت مین ملاتے جانا نسل علوم کو بے نہایت بڑھانا ہے جو شخص اس طریقے سے علوم مین حاصل کر سکتا اسکا سبب ہے تا ہے کہ جو علوم اصل ہین اوسکی طرف وہ راہ نہین پاتا اوسکی مثل ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی شخص سرمایہ نہ رکھتا ہو تو وہ سوداگری کیونکر کریگا اور اگر اصل علوم تو جانتا ہے مگر ایک علم کو دوسرے کے ساتھ جمع کرنا نہین جانتا اوسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی سرمایہ تو رکھتا ہے مگر سوداگری نہین کر سکتا اسکی حقیقت کی تفصیل دراز ہے اس ایک مثال مین ہم بیان کرتے ہین کہ مثلاً کوئی شخص جانا چاہے کہ دنیا سے آخرت بہتر ہے تو وہ یہ نہین جان سکتا تا وقتیکہ دو باتین نہ جانے ایک یہ بات جانے کہ باقی فانی سے بہتر ہے دوسری یہ بات جان لے کہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی ہے جب یہ دو اصلین معلوم ہو گئین تو یہ تیسری

علم کہ آخرت دنیا سے سنے سے خواہ نخواہ اوس سے پیدا ہو جائیگا اس پیدا ہونے سے ہرگز وہ مضمون مراد نہیں لیتے ہیں معتزلہ کا مقصود ہے
اس بات کی بھی تفصیل ورا زہو تو سب تفکرات کی حقیقت اور اس علم کی جو طالب ہے اور دو علموں کو دل میں جمانے کرنے سے پیدا ہوتا ہو کہ جسطرح
گھوڑے کے جوڑے سے بکری نہیں پیدا ہوتی اسیطرح دو علموں سے جو علم تو چاہیگا وہ نہ پیدا ہو جائیگا بلکہ ان علم کے پیدا ہونے کے
اصلیں ہیں اون دونوں علموں کو اپنے دل میں جب تک تو جمع نہ کریگا تب تک وہ فرع ظاہر نہ ہوگی اس بات کا بیان **فی کس**
واسطے تفکر کرنا چاہیے یعنی جاننا تو کہ حق تعالیٰ نے آدمی کو ظلمت اور جہل میں پیدا کیا ہو اوسے ایک نور کی حاجت ہو
تاکہ اوس ظلمت سے نکلکر اپنی راہ لے اور یہ جانے کہ مجھے کیا کام کرنا ہو اور کس طرح سے چلنا چاہیے یہ کام اوسکا
کی طرف ہو اور اپنے ساتھ مشغول ہونا چاہیے یا نہ اوسکے ساتھ اور اوس میں مشغول ہوتا کہ نور معرفت ہو اور نور معرفت نہیں پیدا ہوتا
مگر تفکر سے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے خلق الخلق فی ظلمۃ ثم رش علیھم من نورہ فمن اصابہ ذلک النور اھتدی یعنی حق تعالیٰ نے خلق کو ظلمت میں پیدا کیا پھر اوس نور کو اوس ظلمت میں
چل سکتا تو پتھر کو لوہے پر مارتا ہے تاکہ اوس سے آگ جھڑے اور اوس آگ سے اپنا چراغ جلا لے تو اس پتھر مارنے کے سبب سے اوسکا حال ل
جاتا ہو حتی کہ وہ دیکھنے لگتا ہے اور راہ کو بیراہی سے تمیز کر لیتا ہے اور چل نکلتا ہو اسیطرح ان دونوں علموں کی مثل ہے جو اصل میں
ان دونوں علموں کو تیسرا علم پیدا ہونے کے واسطے جمع کرنا ایسا ہو جیسے تخم اور زمین اور تفکر کی مثل ایسی ہے جیسے پتھر کو لوہے پر
مارنا اور معرفت کی مثال ایسی ہے جیسے وہ نور جو پتھر کو لوہے پر مارنے سے پیدا ہوتا ہے اور مستعد دل کی حالت بدل جانے
اور جب حال دل بدل جاتا ہو تو کام اور عمل بھی بدل جاتا ہو مثلاً جب یہ معلوم کر لیا کہ آخرت باقی ہے تو دنیا سے منہ پھیر کر آخرت کی طرف متوجہ
ہوگا پس تفکر سے یہ تین چیزیں پیدا ہوتی ہیں معرفت حالت علم حالت عمل اور عمل حالت کا تابع ہے اور حالت معرفت کی تابع ہو اور معرفت
تفکر کی تابع ہے پس تفکر سب نیکیوں کا اصل اور کنجی ہے اسی بات سے تفکر کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے **میدان تفکر کا بیان**
کہ تفکر کس چیز میں ہوتی ہے اور کہاں جاتی ہے یعنی جاننا تو کہ تفکر کے جولان گاہ اور میدان کی نہایت نہیں ہو اسلئے
علم کی انتہا نہیں ہے اور سب چیزوں میں تفکر جاری ہے مگر جو چیز راہ دین سے علاقہ نہیں رکھتی اوسکی شرح کرنا ہمیں مقصود نہیں اور جو
چیز راہ دین سے تعلق رکھتی ہے اگرچہ اوسکی تفصیل نے نہایت ہو لیکن مجملاً اوسکے اجناس کا بیان ہو سکتا ہو یعنی جاننا تو اب جاننا
کہ راہ دین سے ہمکو معاملہ مراد لیتے ہیں جو بندہ اور خدا کے درمیان ہو اسواسطے کہ وہی بندے کی راہ ہے کہ اوسی کے سبب سے
بندہ خدا کو پہونچتا ہے اور بندہ کا تفکر یا اپنے نفس میں ہوتا ہو یا حق تعالیٰ میں اگر حق تعالیٰ میں ہوتا ہو تو یا اوسکی ذات میں ہوتا ہے
یا صفات میں یا اوسکے افعال میں اور عجائب مصنوعات میں اگر نفس میں بندہ تفکر کرتا ہو تو وہ تفکر یا اون صفتوں میں ہوتا ہو
جو حق تعالیٰ کو ناپسند ہیں اور وہ صفتیں بندہ کو حق تعالیٰ سے دور کرتی ہیں وہ صفتیں یا حاصل اور ملکات ہیں یا تفکر اون
صفتوں میں ہوتا ہو جو حق تعالیٰ کو پسند ہیں اور بندہ کو حق تعالیٰ سے نزدیک کرتی ہیں وہ صفتیں علم اور زہد ہیں
نفس سپرد چار میدان ہیں اور بندے کی مثال عاشق کی سی ہے کہ اوسکو معشوق کے سوا اور کسیطرف خیال جاتا ہی نہیں اور اگر
اور کسیطرف خیال جائے تو اوسکا عشق خام اور ناقص ہے اسواسطے کہ عشق کامل وہی ہے جسمیں معشوق کے سوا دل عاشق

ہے اور کسی چیز کی گنجایش ہی نہیں بلکہ ہر عاشق کو معشوق کے حسن و جمال کا خیال ہوتا ہے یا اوسکے اخلاق و افعال کا شعر ہر چہ آید در دلم غیر از تو نیست ۔ یا تو ہی یا بو ہی تو یا خو ہی تو ۔ اور اگر عاشق اپنے مین فکر کرتا ہے تو یا ایسی بات مین فکر کرتا ہے جو اوسکی محبوبیت کو معشوق کے نزدیک زیادہ کرے تاکہ اور بات کو تلاش کرے یا ایسی بات مین فکر کرتا ہے جو معشوق کو بری معلوم ہو تاکہ اوسبات سے بیزار کرے اور جو خیال عشق کی سبب سے ہوتا ہے وہ ان چار خیالون سے باہر نہین ہوتا عشق مین اور محبت حق تعالے کا خیال ایسا ہی ہوتا ہے جیسا میدان یہ ہے کہ بندہ اپنے مین فکر کرے کہ میرے اندر کونسی صفتین اور اعمال بد کیا ہین تاکہ اونسے اپنے تئین پاک کرون یہ یا ظاہری گناہ ہوتے ہین یا باطنی اخلاق خبیثہ اور یہ بہت ہین پس اسواسطے کہ ظاہری گناہ بہ نسبت ہفت اندام کے علاقہ رکھتے ہین جیسے زبان آنکھ ہاتھ پاؤن فرج اور بعضے تمام بدن سے تعلق رکھتے ہین اور خباثت باطنی کا بھی یہی حال ہے اور انمین سے ہر ایک تفکر کے تین طور ہوتے ہین ایک یہ کہ فلانا کام اور فلانی صفت مکروہ ہے یا نہین کیونکہ یہ بات ہر جگہ ظاہر نہین ہوتی فکر سے معلوم ہو سکتی ہے دوسرا یہ کہ یہ صفت جو مکروہ ہے ہمین ہے یا نہین اسواسطے کہ صفات نفس بھی پوشیدہ ہوتی ہین بدون فکر کے معلوم نہین ہو سکتے مگر تفکر سے تیسرا یہ کہ اگر اوس صفت ذمیمہ سے موصوف ہو تو اوس سے چھوٹنے کی کیا تدبیر ہے پس ہر روز صبح کو آدمی کے تئین ساعت بھر یہ تفکر کرنا چاہیے چلے اون ظاہری گناہون مین فکر کرنا چاہیے جو زبان سے ہوتے ہین کہ آج مین کس بات مین مبتلا ہونگا شاید غیبت اور جھوٹ مین مبتلا ہو جاؤن اوسکی تدبیر سوچے کہ اس سے کیونکر بچون اسیطرح اگر یہ خطرہ ہو کہ لقمہ حرام مین مبتلا ہو جاؤنگا تو اوس سے بچنے کی تدبیر مین سوچے علی ہذا القیاس ہر اعضا کے بارہ مین تفحص کرے اور سب طاعات مین بھی فکر کرے جب طاعات سے فراغت ہو تو فضائل اعمال مین تفحص کرے تاکہ سب بجا لائے مثلاً اپنے جی مین کہے کہ یہ زبان ذکر خدا اور راحت مسلمین کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور مین فلانا ذکر کرنے پر اور فلانے شخص کی آسائش کے واسطے فلانی اچھی بات کہنے پر قادر ہون اور آنکھ اسواسطے پیدا کی گئی ہے تاکہ دین کا پھندا ہو تاکہ اوسسے ہمای سعادت کو شکار کرون اور فلانی عالم کو نظر تعظیم سے اور فاسق کو نظر تحقیر سے دیکھون تاکہ آنکھ کا حق ادا ہو اور مال مسلمانون کی راحت کو واسطے پیدا ہوا ہے تاکہ فلانا صدقہ دون اور اپنے کام کا حرج کرکے اوسے امدون پر ایثار کرون ہر روز یہ اور اسکی مانند اور خیالات کیا کرے شاید کہ ساعت بھر کی فکر مین اسے ایسا خطرہ آئے جو تمام عمر گناہ سے بچاؤ اسواسطے ساعت بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ اسکا فائدہ تمام عمر باقی رہتا ہے اور جب ظاہری طاعات و معاصی کے تفکر سے فارغ ہوا تو باطن کی طرف متوجہ ہو اور خیال کرے کہ مہلکات یعنی بری اخلاق بری باطن مین کیا کیا ہین اور منجیات یعنی نیک اخلاق مین سے یہ بری باطن مین کیا نہین ہین تاکہ اونہین حاصل کرون اسکی تفصیل بھی دراز ہے مگر اصل مہلکات دس ہین بخل ۱ تکبر ۲ عجب ۳ ریا ۴ حسد ۵ غصہ ۶ حرص طعام ۷ حرص سخن ۸ دوستی مال ۹ دوستی جاہ ۱۰ اور منجات پانا ہلاکت سے بچنے کے واسطے آدمی کو کفایت کرتا ہے اور اصل منجیات دس ہین توبہ ۱ صبر ۲ رضا بالقضا ۳ شکر ۴ نعمت ۵ خوف ۶ رجا ۷ زہد یعنی ترک دنیا ۸ طاعت مین اخلاص ۹ خلق کے ساتھ خلق نیک ۱۰ محبت الٰہی ان صفات مین سے ہر ایک صفت مین تفکر کی بڑی گنجائش ہے یہ راہ اوسی شخص پر کھلتی ہے جو ان صفات کو علوم کو جیسا اس کتاب مین ہمنے ذکر کیا ہے پہچانے اور مرید کو چاہیے کہ

کہ ان صفات کے ایک فہرست اپنے واسطے لکھ رکھے جب ایک صفت حاصل کر چکا کرے تو اسپر خط کھینچ دیا کرے اور دوسری صفت میں مشغول ہوا کرے اور ممکن ہے کہ ان تفکرات میں سے بعض تفکر کیلئے بہت ضرور ہو اسواسطے کہ وہ کسی بڑی صفت میں پھنسا ہو مثلاً کوئی شخص جو اور سب بڑے اخلاق رذیلہ چھوڑا ہو مگر غرور پر بہت اترا تا ہو اور فخر کرتا ہو اور علم ظاہر کر کے بزرگی اور ناموری ڈھونڈھتا ہو خلق کی نگاہ میں اپنی ہیبت اور صورت آراستہ رکھتا ہو قبول خلق سے خوش ہوتا ہو اگر کوئی شخص اوسپر طعن کرتا ہے تو وہ اوس شخص کو اپنے دل میں کمینہ رکھتا ہو اور بدلا لینے کی تاک میں لگا رہتا ہو ایسے شخص کو بہت پھیلی ہوئی خباثت میں اور دین میں بہت خلل ڈالنے والی میں پڑا ہوا ہے کہ یہ عالم ہر روز فکر کیا کرے کہ اس بڑی بات سے کہ وہ تکبر ہے پاک ہو اور خلق کا ہونا نہ ہونا میرے نزدیک کسطرح برابر ہو جاوے تاکہ میری نظر بالکل خدا ہی پر رہے اسی باب میں فکر کی بڑی گنجائش ہے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جو اپنی ہی صفات مملکات و منجیات میں فکر کرتا ہو اوسکی کچھ نہایت نہیں اور اوسکی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں و اسلام تو سارا سیدان اوس تفکر میں ہے جو حق تعالیٰ میں ہو یہ تفکر یا حق تعالیٰ کی ذات اور صفات میں ہوتا ہے یا اوسکے افعال اور مصنوعات میں جو تفکر اوسکی ذات اور صفات میں ہوتا ہے وہ بہت بڑا مقام ہے مگر چونکہ خلق اوس تفکر کی طاقت نہیں رکھتی اور وہاں تک عقل کی رسائی نہیں ہوتی لہذا شارع نے منع کیا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ میں تفکر کرو لن تقدروا قدرہ فاقدروا قدرہ یعنی تم اوسکی قدر جاننے کی قدرت نہیں اور یہ دشواری اس سبب سے نہیں کہ اوسکا کمال پوشیدہ ہے بلکہ اوسکی روشنی کی وجہ سے ہو کہ وہ نہایت روشن ہے اور آدمی کی بصیرت ضعیف ہو اوسکی طاقت نہیں رکھتی بلکہ آدمی اوس میں ہو شمار اور متحیر ہو جاتا ہے جسطرح جگنو دراسوا سطرح کو دیکھتا ہے اور اوسکا دیکھنا اوسکی بینائی ضعیف ہونے کی وجہ سے ہے نہ آفتاب کی تابندگی کی وجہ سے آفتاب کو آدمی دیکھ سکتا ہے اور کبھی ہمیشہ دیکھا کرے تو اندھا ہو جانے کا خوف ہے اسطرح اس نظر میں دیوانہ اور بیہوش ہو جانے کا خوف ہے پس جو صفات حق تعالیٰ سے ہر کچھ بزرگ تر جانتا ہے میں وہ بھی خلق سے بیان کی اجازت نہیں مگر اون الفاظ سے جو صفات خلق سے قریب ہیں مثلاً کہیں گے کہ حق تعالیٰ عالم اور قادر اور متکلم ہے کہ خلق ان الفاظ سے اپنی ہی صفتوں کی جنس سے کچھ سمجھے نہ ایک تشبیہ سے مگر اتنا اور بھی کہدینا چاہیے کہ اوسکا کلام تمہارے کلام کا سا نہیں کہ صرف آواز ہو اور اوس میں پیچیدگی اور گرہ نہ ہو جب تو یہ کہیگا تو یہ خلق اوسکے سمجھنے کی طاقت نہ رکھے اور انکار کر بیٹھے کہ خدا کا کلام بھلا بے حرف و صوت کیونکر ہوگا جیسا کہ تو خلق سے کہے کہ حق تعالیٰ کی ذات تیری ذات کی سی نہیں اسواسطے کہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض نہ جگہ میں نہ جگہ پر نہ جہت میں نہ عالم سے متصل ہے نہ منفصل نہ عالم کے اندر ہے نہ عالم سے باہر تو شاید اوسکی بھی انکار کرے اور کہے کہ یہ ممکن ہی نہیں اس سبب سے کہ حق تعالیٰ کی ذات کو وہ اپنی ذات پر قیاس کرے اور اوس سے کچھ مختلف نہ سمجھے کیونکہ خلق نے جو عظمت و کبریائی و حشمت سلطان ہو کہ وہ ایک تخت پر بیٹھا ہو اور اوسکے سامنے غلام کھڑے رہتے ہوں اسی طرح حق تعالیٰ کے حق میں بھی خیال کرے حتی کہ کہنے لگے کہ فرد بالضرور حق تعالیٰ کے بھی ہاتھ پاؤں آنکھ منہ زبان ہوگی کیونکہ خلق نے اپنی ذاتوں میں جب تک عضو نہ دیکھا تو حق تعالیٰ کی ذات میں یا اعضا نہ ہوں تو یہ نقصان کی بات ہو اگر کبھی کو بھی ان عوام الناس کی سی عقل ہوتی تو وہ بھی کہتی کہ ایسے سے بھی بات

۵۱ جزء دوازدہم ۱۲ کہ نہ الا ۱۲ کہ کلام ۱۲

اسواسطے یہ محال ہے کہ جو چیز ہی قوت و توانائی کی رکھتی ہے پیدا ہو سکے یا صنع اپنے اسیطرح آدمی بھی سب کاموں کو انجام دے سکتا ہے
لیکن اللہ تعالیٰ تمام مخلوقات سے پاک ہے اور اسکی ذات و صفات میں تفکر کرنیکی نوع انسان کو ممانعت ہے اور یہ شیطان ہے جو اس
کی ہوا و ہوس سے یہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں تفکر کرو یہ اسکے اور عالم کے درمیان ہے تو عالم کی مخلوقات میں تفکر کرو
اسی طرح ہے کہ کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں شخص کے مثل ہے کہ اسکو دیکھ لو اور اسکے مشابہ ہے تو اسکی تفصیل کرنے
سے پہلے اسکی تفصیل کرنے سے پہلے اسکی تفصیل کرنے سے پہلے اسکی تفصیل کرنے سے پہلے اسکی تفصیل کرنے سے پہلے
اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی عقل میں اسکی تفصیل نہیں رکھی اسی لیے انبیاء علیہم السلام پر وحی نازل ہوئی کہ یہ چیزیں تو
سے یہ صفتوں کا حال اور وہ انکار کرینگے اور ان سے ایسی بات کہ وہ جو اوپر کی عقل میں آسکے پہلے دلیل یہ ہے کہ اس باب میں نہ گفتگو
کریں نہ تفکر کریں کوئی کامل موجود بھی نہیں ہے جانتا اور پہچانتا ہے اسکی عظمت اور اسکی عجائب صنعت سے معلوم کریں
اسواسطے کہ جو کچھ عالم وجود میں ہے وہ سب اسکے اوصاف کمالات و قدرت میں سے ایک نور سے اگر کوئی شخص آفتاب کو دیکھنے کی طاقت
نہیں رکھتا اور اسکی طاقت تو رکھتا ہے نور آفتاب جو زمین پر پھیلا ہے اور دیکھ کے تو ایمان عجائب خلق سے ایمان تفکر کا بیان
الغرض یہ بات کہ جو کچھ عالم میں موجود ہے اسکی صنعت و اور سب عجیب و غریب ہزار در ہزار زمین آسمان کے درمیان میں ہر ایک ذرہ
زبان حال سے اپنے خالق کی تسبیح و تقدیس اور قدرت کاملہ اور علم محیط بیان کرتا ہے اور یہ عجائب اس کثرت سے ہیں کہ انکی تفصیل نہیں
ہو سکتی بلکہ اگر سب دریا سیاہی ہوں اور سب درخت قلمیں ہوں اور تمام مخلوقات کاتب ہوں اور قیامت تک لکھا کریں تو بھی جو کچھ
حقیقت میں ہے اور ہو گا اسمیں سے تھوڑا ہی لکھ سکیں جیسا کہ خود حق تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ
قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا اور الغرض اسقدر مجملاً بیان ہے کہ مخلوقات دو قسم پر ہے ایک قسم کی تو ہمیں
خبر ہی نہیں اور اس میں تفکر کیا کر سکیں جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے سُبْحَانَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ
الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ایک قسم کی ہمیں خبر ہے جسکی ہمیں خبر ہے وہ بھی دو قسم پر ہے ایک قسم کے متعلق انکو
ہمیں دیکھ سکتے جیسے عرش کرسی فرشتے اور پردہ غیب میں تفکر کرنے کے اطوار اس مختصر کتاب میں بیان کرنا دشوار ہے اپنے جو چیزیں دیکھنے
کی ہیں اور ہم ہر روز دیکھتے ہیں ان میں تفکر کرنے کے اطوار اس مختصر کتاب میں بیان کرتا ہوں جیسے چھاتا بنگلہ فرش شامیانہ اور ہر ایک
چھاتا میں بیل اور بوٹے اور انواع نباتات روئی زمین پہاڑ اور آدمی کے سوا جو انواع حیوانات ہر ایک میں تفکر کرنا اور آدمی تک
پہونچا دینا تو سب ہزار ہا عجیب ہزار در عجیب اپنے اپنے میں آسمان سے پانی جیسے ابر باران اولا و برق تو اس قسم کے اور جو علامات
ہوا میں پیدا ہوتے ہیں یہ سب کل خلاصہ میں ایک میں تفکر کی عجائب صنعت اور سب عجائب صنع آدمی میں ہیں اسمیں سے
بعض کا ہم تکملہ بیان کرینگے یہ سب حق تعالیٰ کی نشانیاں ہیں جن کے تفکر کرنیکا حکم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد کیا ہے وَفِي الْاَرْضِ
اٰيٰتٌ لِّلْمُوْقِنِيْنَ وَفِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ اور فرمایا ہے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ
مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ اور فرمایا ہے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ
اور ایسی بہت سی نشانیاں ہیں پس اے عزیز ان نشانیوں میں تفکر کیا کر پہلی جو نشانی تجھسے بہت ہی نزدیک ہو تو وہی ہے زمین میں

مین تجھسے زیادہ کوئی چیز عجیب نہین اور تو اپنے سے غافل ہے اور حق تعالی کی جناب سے ندا آتی ہے وَفِي أَنفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ یعنی اے آدمی تو اپنی ذات مین تامل کرتا کہ ہماری قدرت و عظمت تجھپر ظاہر ہو اول تو پہلے اپنی ابتدا کا تو خیال کر کہ تو کہانسے آیا ہے کیونکہ حق تعالی نے تجھے ایک بوند پانی سے پیدا کیا اوسی پہلے باپ کی پیٹھ مین اور ماں کی چھاتی مین جگہ دی پھر اوسے تیرہی پیدائش کا حکم کیا اور ماں باپ پر شہوت کو مسلط کیا عورتون کے بچہ دان کو زمین بنایا مردون کے آب پشت کو بیج ٹھہرایا شہوت کو مرد و عورت پر تعینات کر دیا حتی کہ زمین مین بیج پڑا پھر خون حیض سے اوس تخم کو سینچا اور تجھے نطفہ اور خون حیض سے پیدا کیا پہلے اونکو تھکا کر دیا اوسے علقہ کہتے ہین پھر گوشت کا لوتھڑا کر دیا اوسے مضغہ کہتے ہین پھر اوس مین جان ڈالی پھر اوس ایک تار سے لہو پانی سے تجھہ مین مختلف چیزین پیدا کین جیسے گوشت پوست رگ و پی اور استخوان پھر اون سب سے تیرے اعضا کی صورت بنائی سر گول کیا ہاتھہ پاون لمبے لمبے بنائے اونکے سرون پر پانچ پانچ انگلیان پیدا کین پھر باہر آنکھہ ناک کان منہ زبان اور اور اعضا پیدا کیے اور تیرے اندر معدہ جگر گردہ تلی پتا رحم مثانہ آنتریان پیدا کین ہر ایک کو اور ہی شکل اور ہی صفت اور ہی مقدار پر پیدا کیا پھر اون مین سے ہر ایک عضو کے کئی کئی حصے کیے ہر ہر انگلی کی تین تین پورین کین ہر عضو لو گوشت و پوست رگ و پی اور ہڈیون سے مرکب کیا اور تیری آنکھہ بو مقدار جو سے زیادہ نہین اوسکے سات طبقے بنائے ہر طبقہ اور ہی صفت پر ہے اونمین سے اگر ایک بھی خراب ہو جائے تو تمام جہان تجھی نظر نہ آئے اگر فقط آنکھہ کے عجائبات کی تفصیل بیان کرون تو بہت سی اوراق سیاہ ہون پھر اپنی ہڈیون کو دیکھہ کہ رقیق اور لطیف پانی سے کیسا سخت اور مضبوط جسم بنایا اون مین سے ہر جوڑ اور ٹکڑا اور ہی شکل و مقدار پر ہے بعض ہڈی گول ہے بعضی لمبی بعضی چوڑی بعضی اندر سے خالی بعضی بھری ہے اور سب کو باہم مرکب کر دیا اور ہر ایک کی مقدار اور شکل و صورت مین ایک حکمت بلکہ بہت سی حکمتین رکھین پھر ہڈیون کو تیرے بدن کا ستون کر کے اوسی پر سب اعضا کی بنا کی اگر ایک سخت ہڈی ہوتی تو تو پیٹھہ نہ جھکا سکتا اگر ہڈیان جدا جدا ہوتین تو پیٹھہ سیدھی نہ رکھہ سکتا اور پاون پر زور دیکر کھڑا نہو سکتا تو اوسے ٹکڑے ٹکڑے پیدا کیا تاکہ بدن جھک سکے پھر ایک ہڈی کو دوسری سے ملا کر رگ و پی پیسکر اوسے مضبوط کر دیا تاکہ آدمی سیدھا کھڑا رہ سکے اور پھر بدن مین چار زائدے گولی کے مانند پیدا کیے اور اوسکے نیچے چار سوراخ گڑھون کے مثل بنائے تاکہ وہ زائدے اون گڑھون مین جم بیٹھین اور سر دون کے کنارون کو بازوون کی طرح باہر نکلا رکھا تاکہ تجھی جو ضبوطی کے واسطے اوپر لپٹے ہین اون مین اڑے رہین اور تیرے تمام سر کو پچین ہڈیون سے پیدا کیا اور باریک درزون سے باہم جوڑ دیا تاکہ اگر ایک کونے کو کچھ آفت پہونچے تو دوسرا سلامت رہے اور سب نہ ٹوٹ جائے اور دانتون کو پیدا کیا بعضون کا سر چوڑا ہے تاکہ نوالہ چبائے اور بعضے کا سر باریک اور تیز رکھا تاکہ کھانے کی چیز کو کاٹے اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے گوہڑی مین ڈالدے پھر تیری گردن سات مہرون سے بنائی اور ایک ہڈی پیسکر دونون طرف کر دیا اور سر کو اوسکے ساتھ ملا کیا تاکہ بے مہرون سے پیدا کیا اور پیٹھ کو دس مہرون سے بنایا ہڈیان اون مہرون کی چھاتی مین بنائین اور ہڈیان پیدا کین اسکی تفصیل دراز ہے غرضکہ تیرے بدن مین دو سو تینتالیس ہڈیان پیدا کین ہر ایک اور ہی

نکلت کو واسطے ہے تاکہ بیکار ہو اور ان سبکو ایک نحیف پانی سے پیدا کیا اگر ان ہڈیون مین سے ایک بھی کم ہو جاے تو تو کام سے باز رہے اور ایک بھی زیادہ ہو جاے تو تیرے آرام مین خلل آوے اور چونکہ تجھے ان ہڈیون اور اعضا کے ہلانے کی حاجت تھی تیرے سب اعضا مین پانسو ستاسی عضلے پیدا کیے ہر ایک عضلہ مچھلی کی صورت ہے بیچ مین گندہ دکنارے باریک مین بعضے چھوٹے ہین بعضے بڑے ہے ایک گوشت اوپر سے اور پردے سے مرکب ہر پردہ غلاف کی طرح اوپر چڑھا ہوتا ہے انمین چوبیس فقط اسواسطے ہوتے ہین کہ ہر طرف سے تو آنکھ اور پلک ہلا سکے اور ان کو بھی اسی پر قیاس کر لے اسواسطے کہ اسکی بھی تفصیل دراز ہے پھر تیرے بدن مین تین حوض بنا کر اونسے تمام جسم مین نہریں جاری کین ایک حوض دماغ ہے جس سے پٹھون کی نہرین نکلکر تمام بدن مین پہونچتی ہین تاکہ بدن مین حس و حرکت کی قدرت پیدا ہو اور اوس سے ایک نہر پٹھہ کے مہرون کو اندر رکھی تاکہ پٹھہ مفت دوڑا ہوا ان کو اگر دور ہوتے تو خشک ہو جاتے دوسرا حوض جگر ہے اوس سے ہفت اندام مین رگین پھیلائین تاکہ اونمین غذا پہونچاوے تیسرا حوض دل ہے اوس سے تمام بدن مین رگین پہونچائین تاکہ اونمین روح روان ہو اور دل سے ہفت اندام مین پہونچتی ہے پس اے عزیز اپنے ایک ایک عضو مین تفکر کر کہ حق تعالی نے ہر ایک عضو کو کیونکر اور کسواسطے پیدا کیا آنکھ کو سات طبقون سے ایسی ہیئت اور رنگت پر پیدا کیا کہ اوس سے بہتر ہونا ممکن نہین پلک کے پٹھون کو اسواسطے پیدا کیا تاکہ گرد و غبار سے آنکھ کو بچاوے اور مژگان کو سیدھی اور سیاہ حسن صورت اور قوت بصارت کو دوبالا پیدا کین تاکہ جب غبار ہو تو انھین بند کر لے تاکہ آنکھ مین گرد نہ پڑنے پاوے اور اونکے درمیان سے تو دیکھ سکے اور جب خس و خاشاک اوپر سے گرے تو مژگان آنکھ کی نگہبان ہو جاوین اور ان سب عضون سے زیادہ عجیب قدرت ہے کہ آنکھ کی سیاہی جو دو تین مسور کے برابر ہے اوس مین وہ آسمان کی اتنی بڑی صورت نظر آتی ہے حتی کہ جب تو آنکھ کھولتا ہے تو باوصف اس بعد کے تو سارا آسمان نظر آتا ہے اگر نظر کے عجائب اور آئینہ دیکھنے کی عجائبات اور جو کچھ اوس مین چھوٹے موٹے نظر آتا ہے اوسکی کیفیت بیان کیجاوے تو دفتر کے دفتر ہو جاوین پھر کان کو پیدا کر کے کڑوا میل اوس مین پیدا کر دیا تاکوئی کیڑا اوس مین نگھس جاوے پھر کان کا گھما پھرا کر آواز کو جمع کر کے کان کی چرخی مین پہونچاوے اور کان کے اندر پیچ در پیچ اسواسطے بنایا تاکہ جب تو سو جاوے اور چیونٹی کان کے اندر جانا چاہے تو اوسپر راہ دراز ہو اور بہت پھیر کھاوے حتی کہ تو جاگ پڑے اگر منہ اور ناک اور اور اعضا کا مفصل حال بیان کرون تو طول ہو اور اس گفتگو سے مقصود یہ ہے تاکہ تجھے معلوم ہو جاوے اور ہر ایک عضو مین فکر کیا کر کہ یہ عضو کسواسطے ہے اور اوسکے سبب سے خالق کی حکمت و عظمت لطف و رحمت علم و قدرت سے آگاہ ہوتا رہ کہ تیرے سر سے پاؤن تک سب عجائب ہین اور باطن کے عجائبات اور دماغ کے خزانے اور حس کی قوتین جو اونمین رکھی ہین سب سے زیادہ عجیب ہین بلکہ جو کچھ سینہ اور پیٹ مین ہے وہ بھی عجیب ہے اسواسطے کہ حق تعالی نے معدہ کو دیگ کے مانند پیدا کیا کہ ہمیشہ جو کچھ کھاتا رہتا ہے حتی کہ کھانا اوسمین پک جاتا ہے اور جگر اوس کھانے کو خون کر دیتا ہے اور رگین اوس خون کو ہفت اندام مین پہونچا دیتی ہین اور پتا اوس خون کے پھین کو جسے صفرا کہتے ہین لے لیتا ہے اور تلی اوس خون کے تلچھٹ کو جو سودا ہوتا ہے لے لیتی ہے اور گردے اوس خون سے پانی کو جدا کر کے مثانہ کی طرف بہا دیتے ہین علی ہذا القیاس بچہ دان اور آلات ولادت کر

عجائب

عجائب بھی ایسے ہی ہین اور ظاہری باطنی قوتین اور حواس جیسے بصارت سماعت عقل علم جو آدمی کو حکمت فرمائے عجیب و غریب ہین سبحان اللہ العظیم یہ اگر کوئی مصور کسی دیوار پر ایک اچھی سی صورت بناتا ہے تو اوسکی اوستادی سے تو تعجب مین رہتا ہے اور اوسکی بہت تعریف کرتا ہے اور خالق برحق سبحانہ مطلق کی صنعت تو دیکھتا ہے کہ پانی کے ایک قطرہ سے یہ نقش ظاہر و باطن مین پیدا کرتا ہے یہان تک علم تفکر سے تو بیخود اور مدہوش نہین ہو جاتا اور ایسے خالق برحق کی شفقت و عنایت اور رحمت و نہایت سے تو تعجب نہین کرتا کہ جب رحم مین غذا کا تو محتاج تھا تب ہان اگر تو منہ پھیلاتا تو اندازے سے زیادہ خون حیض تیرے معدے مین چلا جاتا اور تو ہلاک ہوتا اندازے کی راہ سے تیری غذا کا جانا مقرر کیا پھر جب تو بچہ دان سے باہر آیا تو ناف کا راستہ بند کر کے تیرا منہ کھولدیا اسواسطے کہ اب ہان اپنے اندازے کے موافق تجھے غذا دے سکتی ہے پھر چونکہ اوسوقت تیرا بدن ضعیف اور نازک تھا قبیل کھانون کی قوت نہ رکھتا تھا اندازہ شیر مادر جو لطیف ہوتا ہوا سے تیری غذا بنائی اور ہان کے سینے مین چھاتیان پیدا کین اوسکی چھاتیون کی بھنڈی تیرے منہ کی قدر بنائی تاکہ دودھ تیرے منہ مین دھونکے سے اور ہان کے سینے مین ایک قدرتی دھکا بنایا تاکہ خون سرخ جو سینے مین آتا ہے اوسے دھوکر سفید دودھ کر دے اور پاک صاف کر کے تیرے پاس بھیجے اور تیرے ماں پر شفقت مادر کی کونپل کو دیا کہ اگر وہ بچہ بھوکا ہوتا ہے تو وہ بیقرار اور بیچین ہو جاتی ہے چونکہ دودھ پینے مین دانتون کی حاجت نہ تھی لہذا پہلے دانت نہین پیدا کیے تاکہ ان ماں کی چھاتیون کو تو زخمی نہ کرڈالے جب کھانا کھانے کی قوت پیدا ہوئی تو اوقت پر دانت پیدا کیے تاکہ کھانے کی قوت چبانے کی ہو یہ تو تادر ہوا اندھا جانتا ہے جو یہ بات تعجب اور حکمتین دیکھے اور انکے صانع اور خالق کی عظمت سے محو و ہوش اور اوسکے کمال لطف و شفقت سے تحیر اور اسکے جلال و جمال پر عاشق نہ ہو جائے وہ آدمی صورت بھائم سیرت بڑا ہی غافل ہے جو ان عجائب مین تفکر کر کے اور اپنے بدن کا خیال نہ کرے اور جو عقل کہ اوسے عنایت ہوئی اور بہتر چیزون سے ممتاز کرے اور اوس سے زیادہ اور کچھ نہ چاہے تو جب بھوکا ہو کھانا کھائے جب غصہ آئے تو کسی سے بغض رکھے اور بوستان معرفت الٰہی کی سیر سے بھائم کی طرح محروم رہے آدمی کی تنبیہ کے واسطے اتنا بیان یہان کافی ہے تیری عجائب خلقت مین سے تو لاکھ مین سے ایک بھی نہین ہے اگر یہ عجائب سب حیوانون مین بھی پھیر لیکر ہاتھی تک موجود ہین اسکی تفصیل دراز ہے دوسری نشانی زمین ہے اور جو کچھ زمین کے اوپر اور اندر ہے الیعنی اگر تو چاہتا ہو کہ اپنے بدن کے عجائبات معلوم کرے آگے بڑھے تو زمین کا خیال کر کہ حق تعالیٰ نے کس طرح اسکو تیرے آرام کی چیز بنایا اور کیسی وسعت اوسے دی کہ تو اوسکے کنارے تک نہین پہنچ سکتا اور اوسپر پہاڑون کی میخین گاڑدین تاکہ تیرے قدم کے نیچے ٹھہرے جنبش نہ کرے اور سخت پتھرون کے نیچے سے پانی نکالا تاکہ چشمے زمین پر جاری ہون اگر سخت پتھر اس پانی کو روکے نہ رہتا تو پانی دفعۃ نکلکر دنیا کو ڈبو دیتا یا تھوڑی تھوڑی مقدار کے پہلے ہی چشمے جاری ہوتا اور زمین ہموار کا خیال کر کہ تمام روی زمین جمی ہوئی خاک ہوتی ہے جب مینہ برستا تو یہ نرم ہو کر گارا ہو جاتی کہ لوگون کی چلنا پھرنا مشکل ہو جاتا بلکہ ہزار رنگ ہو جاتی ہے اور جو سبزہ اوگتا ہے اوسمین فکر کر کہ اوان مین پھول بھی ہوتے ہین کہین کہین ہر کل جنگلون کی

نگت جدا جدا صورت علیحدہ ہوتی ہے ایک دوسرے سے بہتہ ہوتا ہی پھر میوے اور درختون مین فکر کراونکی خوبصورتی اور ذائقہ اور بو باس
اور فائدے کو دیکھ بلا یہ ہزار ہا بیان جنکا نام و نشان بھی تم کو نہین معلوم اوگا کراون مین فوائد نادرہ رکھی کوئی تلخ ہے کوئی شیرین کوئی
ترش کسیکی خاصیت یہ ہی کہ بیمار کردیتی ہے کسیکی منفعت یہ ہے کہ شفا دیتی ہی ایک جان بچاتی ہے ایک ہر ہے کہ اوسکے سبب سے جان جاتی
ہی بعضی صفرا کو تحریک دیتی ہے بعضی اوسے دور کرتی ہے ایک خلط سودا کو رگون کے اندر سے نکالتی ہے ایک
سودا کو اوبھارتی ہے کوئی گرم ہے کوئی سرد کوئی خشک ہے کوئی تر کسی سے بہت نیند آتی ہے کسی سے نیند موقوف ہوجاتی ہے ایک کیا
ہے ہلکو فرحت دیا ایک ایسی ہے کہ دل مین رنج و کلفت پیدا کرے کوئی آدمیون کی غذا ہے کوئی جانورون کی چری ہی کوئی چڑیون
کا دانہ ہے الغرض خیال تو کر کہ یہ ہزارون ہی مین اور اونتیس ہزارون ہی عجائبات ہین تاکہ تجھے ایسی قدرت کاملہ نظر آئے کہ تمام خلق
کی عقلون کو دنگ ہوجانا پڑے یہ چیزین بھی بے نہایت ہین تاکہ انسانی وہ نفیس اور بے بہا امانتین مین جنھین حق تعالی نے
بہاڑون مین پوشیدہ رکھا اوسے کہان سے کھودتے ہین بعض انمین سے زینت اور آرایش کے واسطے درکار ہین جیسے سونا چاندی لعل فیروزہ
یاقوت نیشم بلور ہیرا وغیرہ اور بعض انمین سے برتن بنانے کے واسطے ہین جیسا لوہا تانبا پیتل کانسی قلعی اور بعض انمین سے متفرق
کامون کے لیے ہین جیسے نمک گندھک نفط قیراں مین سب سے کمتر نمک ہی جس سے کھانا ہضم ہوتا ہے اگر کسی بستی مین نمک نہ میسر آئے
تو وہان کے سب کھانے خراب اور بدمزہ ہوجائین لوگ بیمار پڑجائین ہلاکت کا خوف پیدا ہو پس خدا کے لطف و کرم کو دیکھ کہ تیرا
کھانا اگرچہ تجھے غذا پہونچاتا ہے مگر چونکہ اوسکے خوش مزہ ہونے کے واسطے ایک چیز اور درکار تھی وہ بھی بے دریغ عنایت فرمائی
اور دریا کے پاک پانی سے نمک کو بنایا کہ پانی زمین مین جمع ہوکر نمک بنجاتا ہی یہ عجائب بھی بے نہایت ہین چوتھی نشانی حیوانات
دوسے زمین مین کہ بعضے چلتے ہین بعضے اڑتے ہین بعضے دو پاؤن سے چلتے ہین بعضے چار پاؤن سے بعضے پیٹ کے بل بعضے
بہت پاؤن سے پھر مرغان ہوا اور حشرات الارض کے اقسام مین فکر و تامل کر کہ ہر ایک کی شکل و صورت جدا ہے اور ایک دوسرے کے
ایسا ہے کہ ایک عاقل کو جو چیز درکار تھی رب العالمین نے مرحمت فرمائی ہر ایک کو حکمت اور ترکیب سکھائی کہ یون اپنے غذا حاصل کرے
ہین یون اپنے بچون کی پرورش کرتے ہین تاکہ وہ بڑے ہون اسطرح اپنا جھونپڑا بناتے ہین العزیز چیونٹی کو دیکھ کہ وقت پر اپنی غذا
کیونکر جمع کرتی ہے گیہون پاتی ہے تو یہ سمجھکر کہ اگر نبات رکھونگی تو خراب ہوجائینگے اوسکے دو ٹکڑے کر ڈالتی ہے تاکہ کیڑا نہ لگے اور
اگر دھنیا نبات نہ ہے تو خراب ہوجاتا ہے یہ سمجھکر دھنیا کو نبات رکھ چھوڑتی ہے اور العزیز مکڑی کو تو دیکھ کہ وہ اپنا گھر کیسا بناتی ہے
بنا مین جو اندازہ کا ماہر ہے اوسے کسطرح نگاہ رکھتی ہے اپنے لعاب سے ڈوری بناتی ہے دیوار کے دو کونے ڈھونڈھکر ایک طرف نیو
جماتی اور دوسری طرف لیجاتی ہے جب اس حکمت سے تانا تن چکتی ہے تو بانا بننے لگتی ہی اور تارون کا بیچ برابر رکھتی ہی تاکہ کوئی تار دور اور نزدیک نہو اور خوشنما معلوم ہو پھر خود دیوار کے گوشہ مین ایک تار مین لٹکی ہوئی مکھی کی منتظر رہتی ہے تاکہ اپنی غذا حاصل کرے پھر
جب کوئی مکھی اوبھتی ہے تو مکڑی حملہ کرکے اوسے شکار کرتی ہے اور وہ تار اوسکے ہاتھ پاؤن مین لپیٹ دیتی ہے تاکہ اوسکے
اوڑ بھاگنے کا خوف نہ باقی رہے پھر اوس مکھی کو رکھ چھوڑتی ہے اور دوسری کی تلاش مین رہتی ہے اور العزیز مکھی کو دیکھ کہ اپنا

گھر مسدس ہی بناتی ہے اسواسطے کہ اگر مربع بناتے اور اوسکی شکل تو گول ہو تو گھر کے گوشے بیکار خالی رہین اور اگر گول بناتے تو جب مدورات کو ملا کر رکھتے ہین تو اونکے بیچ مین بیکار جگہ چھوٹتی ہے اور سب شکلون مین مسدس سے زیادہ مدد کے قریب کوئی شکل نہین ہے یہ بات دلیل ہندسی سے ثابت ہے تو خداوند عالم اپنی رحمت نہانی سے اس چھوٹے سے جانور پر کتنی عنایت رکھتا ہے کہ اوسے یہ ترکیب الہام فرماتا ہے اور مچھر کو الہام کرتا ہے کہ خون تیری غذا ہے اور اوسکے واسطے ایک سونڈ تیز اور باریک اندر سے خالی پیدا کی تاکہ اوسے آدمی کے بدن مین چبھو کر خون کھینچے اور اوسے اور اک عنایت فرمایا کہ جب اوسے پکڑنے کو آدمی ہاتھ ہلاتا ہے تو وہ سمجھ کر اوڑ جاتا ہے اور اوسے ہلکا ہلکا دو پر دیے کہ اونکے زور سے اوڑ سکے جھٹ پٹ بھاگ جائے اور فورا پھر آئے اگر اوسکی زبان اور عقل ہوتی تو اپنے خالق کا اتنا شکر بجا لاتا کہ سب آدمی تعجب مین رہتے مگر زبان حال سے سراپا مشغول شکر و تسبیح ہے مگر ہم لوگ نہین سمجھتے جیسا حق تعالی فرماتا ہے وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اس قسم کی عجائب کی بھی نہایت نہین بجلا یکسکی مجال ہے کہ لاکھ عجائب مین سے ایک بھی پہچانے اور بیان کرے الغرض اب تو کیا کہتا ہے کہ یہ حیوانات ان عجیب شکلون طرفہ رنگون عمدہ صورتون سڈول اعضا کے ساتھ کیونکر پیدا ہوے ہین آیا انھون نے خود اپنے تئین پیدا کیا یا تو نے اونھین پیدا کیا سبحان اللہ کیا اوسکی شان ہے کہ اس روشنی اور بینائی کے ساتھ آنکھون کو اندھا کر سکتا ہے تاکہ نہ دیکھین اور دونکو غافل کہ سکتا ہے تاکہ نہ سوچین بہت لوگ ظاہری آنکھ سے دیکھتے ہین اور دل کی آنکھ سے دیکھکر عبرت نہین لیتے جو بات سننا چاہیے اوسکے سنے سے اونکے کان بھرے ہین حتی کہ بہائم کیطرح آواز کے سوا کچھ نہین سنتے چڑیون کی بولی جسمین حرف و صوت کو دخل نہین سمجھتے اور جو چیز دیکھنا چاہیے اوسکو دیکھنے سے انکی آنکھین اندھی ہین حتی کہ جو خط سیاہی سے سفیدی پر حروف اور رقوم سے ہوا اوسکو دیکھتے ہین اور یہ خط الٰہی جو نہ حرف ہے نہ رقم تمام عالم کے ذرون پر قلم قدرت سے لکھا ہے اسے نہین دیکھ سکتے العزیز چیونٹی کا انڈا جو ذرہ کے سر کے برابر ہوتا ہے اوسمین غور کرا اور کان لگا کر سن کہ کیا کہتا ہے زبان فصیح سے پکار پکار کہہ رہا ہے کہ اوسادہ دل اگر کوئی شخص ایک صورت کسی دیوار پر کھینچ دیتا ہے تو تو اوسکی نقاشی اور استادی سے تعجب مین رہتا ہے آ مجھ دیکھ تاکہ خدا کی نقاشی اور مصوری تجھے نظر آئے کہ مین ایک ذرہ سے زیادہ نہین ہون اور نقاش ازل ابتدای خلقت مین مجھے چیونٹی بنایگا دیکھ تو میرے اجزا کو کیونکر تقسیم کریگا تاکہ مجھے دل سر ہاتھ پاؤن اور اعضا بناتے اور میرے دماغ مین کتنی ایک خانے اور خزانے رکھے کہ ایک مین چکھنے کی قوت ایک مین سونگھنے کی قوت ایک مین سننے کی قوت رکھی اور میری سر کے باہر کتنے پیالے رکھکر اونپر نگینے بناتے ناک اور منہ جو کھانا اوترنے کی راہ ہے بنائی اور ہاتھ پاؤن مجھے بنائے اور باطن مین ایسی جگہ رکھی جہان کھانا پہونچکر ہضم ہو اور ایسا مقام بناتے جہان سے غذا نکل جائے اور اوسکے سب آلات پیدا کرے پھر میری شکل تیز اور چالاک اور میرے بدن کو تین درجے بناکر ایک کو دوسرے سے ملاتے اور چوکی پھرنے والون کی طرح میری کمر پر خدمت کا پٹکا باندھکر کالی قبا پہنائی اور یہ علم جسے تو جانتا ہے کہ بالکل میرے ہی واسطے خدا نے پیدا کیا ہے اس عالم مین ظاہر کرے تاکہ تیری نعمت مین تیری طرح چلون پھرون بلکہ تجھے میرا مسخر کر دے تاکہ رات دن تو کاشتکاری تخم ریزی آب پاشی زمین کی درستی کرے اور جب گیہون جوانا جات مغربات حاصل کرکے جہان کہین

چھپا کر رکھتا ہو حق تعالی مجھ ناچیز چیونٹی کو وہان کی رلو بتاتا ہو حتی کہ مین اپنے گھر کے اندر زمین کے نیچے اوسکی بو سونگھکر وہان آپہونچتی ہون اور تو باین ہمہ رنج و محنت شاید سال بھر کا کھانا بھی نہین رکھتا اور مین سال بھر بلکہ زیادہ کا کھانا لیتی ہون اور مضبوطی کے ساتھ احتیاط سے رکھتی ہون اور اگر خشک کرنیکے بعد اپنی غذا مین میدان مین لاتی ہون تو مینہ برسنے کے قبل حق تعالی مجھے الہام فرماتا ہو مین وہان سے اوٹھاکر ایسی جگہ لیجاتی ہون جہان مینہ کچھ نقصان نہونچا سکے اور اگر تو نے میدان مین خرمن لگایا ہوا اور سیل و باران آیا ہو تو تجھے اوسکی خبر بھی نہین ہوتی حتی کہ تمام خرمن ضائع ہوجاتا ہے پس مین اوس غذا کا شکر کیونکر بجالاؤن جسنے مجھے ایک ذرے سے انسان بنایا اور چستی اور رچالاکی کے ساتھ پیدا کیا اور تجھ ایسے کو باین بزرگی میرا خدمتگار بنایا حتی کہ تو میری غذا جو تتا بوتا اوکاٹتا پیٹتا ہو اور رنج و محنت کھینچتا ہو اور مین چین سے کھاتی ہون اور کوئی چھوٹا بڑا جانور ایسا نہین جو اپنی زبان حال سے خالق کے جلال کی یہ ثنا نہین کرتا بلکہ ہر ایک بوٹی بھی اور ہر ایک ذرہ اگرچہ جماد ہے مگر ثنا خوان رب العباد ہی لیکن آدمی اونکی آواز اور ندا سے غافل ہے جیسا حق تعالی فرماتا ہے اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ اور وَاِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ وَلٰكِنْ لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ اور اس عالم عجائبات کی بھی انتہا نہین اسے تفصیلوار بیان کرنا محال ہے چوتھی نشانی دریاہین زمین پر جاری ہین دریاے محیط جو زمین کو گھیرے ہوے ہے ہر ایک دریا اوسکا ٹکڑا ہے اور دریا مین زمین کے جسقدر حصے ہین سے زیادہ نہین اور حدیث شریف مین آیا ہو کہ زمین دریا مین ایسی ہو جیسے زمین مین چند اصطبل العزیز عجب نوخشکی کے عجائب کی سیر سے فارغ ہوا تو اب دریا کے عجائب کی سیر مین مشغول ہوا سو اسطے کہ دریا جسقدر زمین سے بڑا ہے اوسیقدر اوسکے عجائب بھی زیادہ ہین کیونکہ جو جانور زمین مین رہتا ہو دریا مین بھی اوسکا نظیر موجود ہو اور بہتیرے جانور ایسے ہین کہ زمین مین نہین ہوتے لیکن دریا مین ہوتے ہین اون جانورون مین سے ہر ایک کی صورت سیرت جدا جدا ہے کوئی جانور ایسا چھوٹا ہے کہ دکھائی نہین دیتا اور کوئی اتنا بڑا ہے کہ جہاز جب اوسکی پیٹھ پر آجاتا ہو تو لوگ جانتے ہین کہ زمین پر آگیا جب آگ سلگاتے ہین تو شاید وہ جانور آگاہ ہوکر جنبش کرتا ہو تب لوگ جانتے ہین کہ یہ زمین نہین جانور کی پیٹھ ہے عجائب دریا کے بیان مین لوگون نے کتابین تصنیف کی ہین اس مختصر مین کیونکر اوسکی تفصیل ہوسکے العزیز دیکھو تو سہی کہ حق تعالی نے قعر دریا مین ایک ایسا جانور پیدا کیا ہے جسکا پوست سیپی ہے اور اوسے الہام فرمایا کہ مینہ برستے وقت دریا کے کنارے آکر منہ کھولتا ہے تاکہ مینہ کے جو بوند شیرین ہین آب دریا کے مانند شور نہین وہ اوسکے اندر پڑجائین اور منہ بند کرکے قعر دریا مین وہ پھر جاتا ہو اور اون قطرون کو اپنے اندر اسطرح رکھتا ہو جیسے رحم مین نطفہ اور اون مین پرورش کرتا ہو اور اوس جوہر صدف کو حق تعالی نے موتی کی صفت پر پیدا کیا ہو اور بہ قوت مدت دراز مین اوسے حاصل ہوتی ہے کہ ہر قطرہ موتی کا دانہ ہوجائے کوئی چھوٹا کوئی بڑا تاکہ تو اوس سے زیور بناکے آراستہ کرے اور دریا کے اندر پتھر سے ایک سرخ درخت پیدا کیا کہ اوسکی صورت درخت کی سی ہے اور اوسکا جوہر پتھر کا جوہر ہو اوس درخت کو مرجان یعنی مونگا کہتے ہین اور اوسکے کف سے ایک چیز ساحل پر پیدا ہوتی ہو اوسے عنبر کہتے ہین اور ان جواہر کے عجائب جسم حیوان کی باہر بھی

بھی بہت ہین اور روی دریا پر کشتی چلاتا اور کشتی کو ایسی شکل پر بناتا کہ دریا مین غرق نہو اور کشتیبانون کو یہ ہدایت فرماتا کہ موافق
اور مخالف ہوا کو پہچانین اور ستارہ کا پیدا کرنا تاکہ جہان پانی ہی پانی ہو اور کچھ نشان نہو وہان راہ بتاتی سب سے زیادہ عجیب بات
ہی بلکہ پانی کی صورت اس لطافت اور صفائی اور اتصال اجزا کے ساتھ بنانا اور پانی کو سب حیوانات اور نباتات بلکہ تمام مخلوقات
کے واسطے مایۂ زندگی ٹھہرانا سب سے زیادہ عجیب ہے العزیز اگر تو ایک چلو پانی کا محتاج ہو اور نہ پاوے تو اوسکے واسطے تمام روی مین کا
مال و دولت تیرے پاس ہو اوسے خرچ کر ڈالتا ہے غرضکہ پانی اور دریا کے عجائب بھی بے نہایت ہین پانچوین نشانی ہوا ہے
اور جو چیزین ہوا مین ہین ہوا بھی ایک دریای موجزن ہے ہوا کا چلنا بھی موج مارتا ہے العزیز ایسا جسم لطیف جو نظر نہ آوے اور بغیر
ہین آئے نہو وہ ہمیشہ تیری جان کی غذا ہے کیونکہ کھانے پینے کی تو دن بھر مین ایک ہی بار حاجت ہوتی ہو اور اگر ساعت بھر تو سانس
نہ لے اور غذای ہوا تیرے باطن مین نہ پہونچے تو تو ہلاک ہو جائے اور تو اس بات سے غافل ہے ہوا کی ایک خاصیت یہ ہے کہ کشتیان اوس مین
تھمی رہتی ہین کیونکہ ہوا کشتی کو پانی مین ڈوبنے نہین دیتی ہوا کی کیفیت کی تفصیل دراز ہے العزیز آسمان تو پہلا درجہ ہے پہلے تو ہوا کو
دیکھ کہ اسمین حق تعالی نے کیا کیا چیزین بنائین جیسے مینہ بادل رعد بجلی برف اور اسی پر غلیظ کو دیکھ کہ دفعۃ ہوای لطیف
مین پیدا ہوتا جاتا ہے شاید دریا سے پانی پکڑ اوٹھتا ہو یا بخار کے طور پر پہاڑون سے یا نفس ہوا سے پیدا ہوتا ہو اور جو مقام پہاڑ
دریا چشمون سے دور ہین وہان قطرہ قطرہ بتدریج پانی برستا ہو جو قطرہ آتا ہے ایک خط مستقیم پر آتا ہو اور تقدیر الہی مین جو جگہ اوسکے
واسطے مقرر ہے اوسی جگہ گرتا ہے تاکہ فلانا کپڑا جو پیاسا ہے وہ سیراب ہو جائے اور فلانا سبزہ جو خشک ہو جاتا ہو تر ہو جائے اور
فلانا بیج جو پانی کا محتاج ہے اوسے پانی پہونچے اور فلانا میوہ جو فلانے درخت کی چوٹی پر سوکھا جاتا ہو کہ پانی اوس درخت کی
جڑ مین پہونچکر اوسکے اندر سرایت کرے اور اون رگون کی راہ جو بال سے زیادہ باریک ہین جاکر اوس میوے تک پہونچے تاکہ وہ میوہ
تر و تازہ ہو جائے اور تو خدا کی حکمت اور مہربانی سے غافل ہو کر اوسے کھاتا ہے اور مینہ کے ہر ہر قطرے پر لکھا ہو کہ فلانی جگہ
گرے اور فلانے بندے کی روزی ہو اگر تمام مخلوقات متفق ہو کر چاہے کہ قطرون کا حساب معلوم کرے تو یہ ناممکن ہے پھر
اگر پانی دفعۃً برس جاتا تو نباتات کو بتدریج پانی نہ پہونچتا اسواسطے حق تعالی نے فصل بہار کو اوسپر مسلط کیا تاکہ پانی کو برف
کر دے وہ برف دھنکی ہوئی روئی کی طرح ذرہ ذرہ گرتی ہے اور پہاڑون کو برفخانہ مقرر کیا کہ وہان جمع ہوتی ہے چونکہ وہان
کی ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے اسوجہ سے برف جلدی پگھل کر نہین بہ جاتی جب فصل بہار کی گرمی پیدا ہوتی ہے تو بتدریج پگھلتی ہے
اوس سے بقدر حاجت نہرین جاری ہوتی ہین اگر گرمی بھر تھوڑا تھوڑا پانی کھیتون مین صرف ہوا کرے اسواسطے کہ اگر ہمیشہ مینہ برسا کرتا
تو خلق کو بڑی تکلیف ہوتی اور اگر ایک ہی بار برس جاتا تو سال بھر سبزہ خشک ہوا کرتا تو برف مین یہ لطف حکمت الہی ہین اور
برف پر کیا موقوف ہر ایک چیز مین خدا کی حکمت ہے بلکہ زمین آسمان کے تمام اجزا کو حق تعالی نے حق اور عدل اور حکمت
کے ساتھ پیدا کیا اسی واسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ

آنکی خلقت کا بیان ہوتا ہے یعنی زمین آسمان کو اور جو کچھ اون مین ہے بعادت کسیکے طور سے باطل نہین پیدا کیا بلکہ حق پیدا کیا ہے یعنی جیسا چاہیئے تھا ویسا ہی پیدا کیا پھر نشانی آسمانون اور تارون کی مطلب ہے اور اونکے عجائب سے واسطے کہ زمین اور جو کچھ اونمین ہے پیدا ہوئے ہے اونکے عجائب مین بہت کم اور تھوڑا ہے اور تمام آسمانون اور تارون کے عجائب مین تفکر کرنے کے واسطے تمام قرآن مجید تنبیہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوظًا وَهُمْ عَنْ اٰيٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ اور فرمایا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ پس العزیز حق تعالی نے یہ جو حکم فرمایا ہے کہ ملکوت آسمان مین تم تفکر کرو اسواسطے نہین فرمایا ہے کہ آنکھ پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی ملاحظہ اور تارون کی پیمایش کیجیو اسواسطے کہ اسطرح تو سب بہائم بھی دیکھتے ہین بلکہ اونکی ہر تین اور اونچے عجائب کو جنکے بہت ہی قریب ہین اور زمین و آسمان کے عجائب کو سات ذرہ ہزار بھی نہین ہین جب تو پہچانے گا تو ملکوت آسمان کے عجائب کو کیا جانیگا تجھے بتدریج ترقی کرنا چاہیئے پہلے اپنے تئین پہچان پھر زمین اور نباتات اور حیوانات اور جمادات کو پھر ہوا اور ابر اور اونکے عجائب کو پھر آسمان اور تارون کو پھر کرسی کو پھر عرش رب العالمین کو پھر عالم اجسام سے نکلکر عالم ارواح کی سیر کر پھر ملائکہ اور شیطان اور جن کو پہچان پھر ملائکہ کے درجون اور اونکے مختلف مقامون کو معلوم کر پھر آسمان اور ستارون مین اور اونکی حرکت اور گردش مین اور اونکے مشارق اور مغارب مین تفکر کر اور دیکھ کہ کیا ہین اور کیون پیدا ہوئے ہین اور تارون کی کثرت کو دیکھ کہ گنونکی تعداد کوئی نہین جانتا ہر ایک کا اور ہی رنگ ہے کوئی سرخ ہے کوئی سپید کوئی سیماب کا سا کوئی چھوٹا کوئی بڑا پھر اونکے ہر گروہ کی شکل جدا جدا ہے کوئی بکری کی صورت پر ہے کوئی بیل کی شکل پر کوئی بچھو کی ہیئت پر اور شکلین اسی پر قیاس کر لینا چاہیئے بلکہ جو جو صورتین زمین پر نظر آتی ہین آسمان پر ہر ایک کے مثل ستارون کی اشکال موجود ہین پھر تارون کی مختلف گردش کو دیکھ کوئی مہینا بھر مین تمام آسمان کو طے کرتا ہے کوئی سال بھر مین کوئی بارہ برس مین کوئی تیس برس مین اور اکثر ستارے ایسے ہین کہ اگر آسمان باقی رہے اور قیامت نہ آجاوے تو چھتیس ہزار برس مین آسمان کو طے کرین اور اونکے عجائب علوم کی نہایت نہین جب زمین کے تھوڑے سے عجائبات تو نے معلوم کیے تو اب سمجھ لے کہ عجائب کا تفاوت ہر ایک کی شکل کے تفاوت قدر ہوتا ہے اسواسطے کہ اگرچہ زمین اتنی وسیع ہے کہ کوئی اسکی نہایت کو نہین پہونچ سکتا مگر آفتاب زمین کا ایک سو ساٹھ گونہ ہے اس سے معلوم ہوگا کہ آفتاب کی مسافت کتنی دور و دراز ہے جو اسقدر چھوٹا نظر آتا ہے پھر ظاہر ہوگا کہ اسکی حرکت مین کسقدر سرعت ہے جو آدھی ساعت مین آفتاب کا تمام گھیرا زمین سے نکلتا ہے اور مسافت زمین کی ایک سو ساٹھ مسافتون کے برابر اوس ساعت مین قطع کرکے حرکت کر جاتا ہے یہی سبب تھا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آفتاب کو زوال ہوا حضرت جبرئیل نے کہا لا نعم یعنی نہین ہان آپ نے فرمایا یہ کیسی بات ہے حضرت جبرئیل نے کہا کہ لا کہنے سے نعم کہنے کے وقت تک آفتاب پانسو برس کی راہ طے کر گیا اور ایک ستارہ آسمان پر زمین کا صد گونہ ہے اور بلندی کے سبب سے اتنا سا نظر آتا ہے العزیز جب ایک ستارہ کا یہ حال ہے تو تمام آسمان اسی پر قیاس کر لے کہ کتنا بڑا ہوگا اتنے بڑے آسمان کی شکل تیری چھوٹی سی آنکھ مین نظر آتی ہے تاکہ اوس سے

حق

حق تعالیٰ کی قدرت اور عظمت کا پہچاننے والا ہر ایک شے مین ایک عجائب دیکھتا ہے اور ہر ایک شے سے اسکو ایک نئی حکمت ظاہر ہوتی ہے
مین حکمتین ہین آفتاب مین سب سے زیادہ کھلی ہوئی حکمت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اوسکو ایسا بنایا ہے کہ ایک سال مین ایک دفعہ
ہو جاتی ہے کہ ایک فصل مین تیز ہو اور ایک فصل مین نرم ہو جاتا ہے تاکہ اوسکے سبب سے اوقات مختلف ہوتے ہین کبھی سرد
کبھی گرم کبھی معتدل ہو اور اسی وجہ سے دن رات کا گھٹنا اور بڑھنا اور اختلاف رہتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دن بڑا ہو جاتا ہے کبھی
یہ حال تمام ہو کر رات بڑی ہو جاتی ہے اور حق تعالیٰ نے اس تصور کی تمامین جو ہمارے دین مین عنایت فرمائی اگر اونمین
ہم بیان کرین تو ایک کتاب تیار ہو اور ہمارا علم انبیا اور اولیا کے علم کی بہ نسبت بہت ہی کم اور مختصر ہے اور اولیا کا علم تفصیل خلقت
کے باب مین انبیا کے علم سے کمتر ہے اور انبیا کا علم مقربہ فرشتون کے علم کے سامنے تھوڑا سا ہے اور ان سبکا علم حق سبحانہ تعالیٰ کے
علم کے سامنے ایسا ناچیز ہے کہ اونکے علم کو علم کہنا نہین بنتا اور ہر سبحان اللہ اوسکی کیا شان ہے کہ اوسنے بندون کو علم
سے بہرہ مند کر کے نادانی کا داغ اون مین لگا دیا اور فرمایا وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اور یہ تفکر کے اطوار کے باب مین
جو بیان کیا گیا یہ ایک نمونہ ہے تاکہ اوسکے سبب سے تو اپنی غفلت سے بیدار ہو کر اسواسطے کہ تو جب کسی امیر کے ایسے گھر مین جاتا ہے
جو نقش و نگار اور گچ سے آراستہ ہو تو بہت دنون تک تو اوسکی تعریف کرتا ہوا اور دنگ رہتا ہوا اور خدا کے گھر مین ہمیشہ رہتا ہے
مگر کچھ بھی تعجب نہین کرتا یہ عالم اجسام خدا کا گھر ہے زمین اسکا فرش ہے اور آسمان اسکی چھت ہے اتنی بڑی چھت کا بے ستون
قائم رہنا بڑے تعجب کی بات ہے اوسکا خزانہ پہاڑ ہین اور کنجینہ دریا ہین حیوانات اور نباتات اثاث البیت ہین چاند اوس گھر
کا چراغ ہے اور آفتاب مشعل ستارے قندیلین ہین اور فرشتے مشعلچی مگر اوس گھر کے عجائبات سے غافل ہے اسواسطے کہ یہ گھر
بڑا ہے اور تیری آنکھ چھوٹی اس گھر کو نہین دیکھ سکتی تیری مثال اوس چیونٹی کے مانند ہے جو بادشاہ کے مکان عالیشان
مین چھید کر کے رہتی ہو اپنے گھر اور غذا اور اپنے یارون کے سوا اوسے کچھ نہین ہوتی اور قصر شاہی کی رونق و زینت اور غلامان
کی کثرت اور تخت سلطنت سے بالکل بیخبر ہے اگر چیونٹی کے وجود پر تو رہنا چاہتا ہے تو وہ حالانکہ معرفت آلہی
کے باغ کا تماشا دیکھنے کی راہ تجھے بتاتی ہے بایکار آنکھ تو کھول تا عجائب صنعت تجھے نظر آئین اور تو موحد ہو شوق و تحیر جیسا اور اللہ اعلم بالصواب

آٹھوین اصل توکل کے بیان مین

العزیز جان اس بات کو جان کہ توکل جسکا نام ہے وہ مقربون کے مقامات مین سے ایک مقام ہے اور اوسکا بڑا درجہ ہے مگر توکل کا
علم نقلی بہت باریک اور مشکل ہے اور اوسپر عمل کرنا دشوار ہے اسمین اشکال اسوجہ سے ہے کہ جو شخص سمجھے کہ کامون مین خدا کے
سوا اور کسی چیز کو دخل ہے وہ پکا موحد نہین اور اگر سب اسباب کو درمیان سے اوٹھا دیگا تو شرع پر طعن کریگا اور اگر اسباب ظاہری
کا بھی کوئی سبب دیکھیگا تو اپنی عقل کے خلاف کریگا اور اگر دیکھیگا تو شاید اسباب خفیہ مین سے کسی سبب پر توکل کرے اور اوسکر
موحد ہونے مین نقصان آجائے پس توکل کا ایسا بیان جیسا عقل اور شرع اور توحید کہتی ہے اور ایسا کہ ان سب کا جامع ہو
بہت تنگ علم ہے اوسی ہر ایک نہین جان سکتا پہلے تو ہم توکل کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اوسکی حقیقت کا بیان کرینگے

پھر اوسکے احوال اور اعمال کہین گے **توکل کی فضیلت کا بیان** یعنی جانتو کہ حق سبحانہ تعالی نے ارشاد کیا وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی حق تعالی نے سب کو توکل کا حکم فرمایا اور اوسے شرط ایمان ٹھہرایا اور ارشاد کیا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ یعنی حق تعالی متوکلون کو دوست رکھتا ہی اور فرمایا وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ یعنی جو شخص اللہ تعالی پر توکل کرتا ہی اوسکے واسطے اللہ بس ہی اور فرماتا ہی اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ یعنی اپنے بندیکے واسطے اللہ کیا بس نہین ہی اور توکل کی فضیلت مین ایسی بہت سی آیتین ہین اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہی کہ حق تعالی نے میرے سامنے آیتین پیش کین مین نے اپنی امت کو دیکھا کہ کوہ و بیابان مین بھری ہی اوسکی کثرت دیکھکر مین متعجب ہوا اور خوش ہوا حق تعالی نے مجھسے پوچھا کہ تم خوش ہوے مین نے عرض کیا کہ ہان خوش ہوا پھر ارشاد کیا کہ باین ہمہ ستر ہزار آدمی بیحساب جنت مین جائینگے صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ جو منتر اور داغ اور فال پر کاربند نہین ہوتے بلکہ خدا کے سوا کسی پر بھروسا نہین کرتے تب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اوٹھکر عرض کیا کہ یارسول اللہ دعا کیجیے کہ حق تعالی مجھی بھی اون ستر ہزار مین سے کرے آپ نے دعا فرمائی کہ بارخدایا اسے اون لوگون مین سے کر پھر اور ایک صحابی نے اوٹھکر اسی دعا کی درخواست کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ یعنی عکاشہ اس امر مین سبقت لے گیا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر تم لوگ حق تعالی پر ایسا توکل کرو جیسا توکل کرنیکا حق ہے تو حق تعالی تمھین اسطرح روزی پہونچاتے جسطرح پرندون کو پہونچاتا ہے جو صبح کو بھوکے پیٹ مین اور شام کو شکم سیر آتے ہین اور فرمایا ہی کہ جو شخص حق تعالی کی پناہ چاہتا ہی حق تعالی اوسکے سب کام کی سربراہی کرتا ہے اور کافی ہوجاتا ہے اور ایسی جگہہ سے اوسے روزی پہونچاتا ہے جو اوسکے خیال مین بھی نہ آئے اور جو شخص دنیا کی پناہ لیتا ہے حق تعالی اوسے دنیا کے ساتھہ چھوڑ دیتا ہی جناب خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو جب کافرون نے منجنیق مین رکھکر آگ مین ڈالنا چاہا تو حضرت ابراہیم نے کہا حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ جب حضرت ابراہیم ہوا مین تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ تمھین کچھ حاجت ہی فرمایا تمسے کچھ حاجت نہین یا اسواسطے کہا کہ حسبی اللہ جو کہا تھا اوسے وفا کرین اسواسطے حق تعالی نے وفا کے ساتھہ اونکی صفت کی اور فرمایا وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد جب سبکو چھوڑکر کوئی میری ہی پناہ لیتا ہی تو گو کہ تمام آسمان و زمین مکر و فریب سے اوسکی مخالفت کرین مگر مین اوسکی مشکل آسان ہی کرتا ہون حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایکبار مجھے بچھو نے کاٹا میری ماں نے قسم دیکر مجھسے کہا کہ ہاتھہ پھیلا تاکہ لوگ منتر پڑہین دوسرا ہاتھہ جو بھلا چنگا تھا مین نے پھیلا دیا اسواسطے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم سے مین سنا تھا کہ جو شخص منتر اور داغ پر بھروسا کرے متوکل نہین اور حضرت ابراہیم رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ایکبار مجھے بھوک لگی مین نے پوچھا کہ تو روزی کہان سے کھاتا ہے بولا مجھے نہین معلوم روزی دینیوالے سے پوچھو کہ وہ کہان سے بھیجتا ہے لوگون نے ایک شخص سے پوچھا جسے ہمیشہ عبادت ہی مین مشغول رہتا ہی تو روزی کہان سے کھاتا ہی اوسنے دانتون کی طرف اشارہ کیا یعنی جسنے یہ چکی پیدا کی وہ انلوح بھی بھیجدیتا ہی حضرت ہرم ابن حیان نے حضرت اویس قرنی

رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا کہ میں کس ملک میں ٹھہروں کہا شام میں پوچھا وہاں سوزی کیونکر ملیگی کہا اَنّٰی لِہٰذَا الْقُلُوْبُ قَدْ خَاظَہَا الشَّکُّ وَلَا یَشْفِیْہَا اِلَّا الْمَوْعِظَۃُ یعنی افسوس ہے ایسے دلوں پر کہ شک انپر غالب ہوا اور نصیحت انھین سودمند نہین ہوتی **حقیقت توحید کی جو بنای توکل ہے** الغرض جانتو کہ توکل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہوا اور وہ ایمان کا ثمرہ ہی اور ایمان کے ابواب بہت ہین مگر دو باتون پر ایمان لانا توکل کی بنا ہی ایک توحید پر ایمان لانا دوسرے کمال لطف و رحمت پر مگر توحید کی تفصیل دراز ہی اور اوسکا علم علیحدہ کا منتہا ہی مگر جسقدر پر بنای توکل ہے اوسیقدر ہم بیان کرتے ہین الغرض جانتو کہ توحید کے چار درجے ہین اور توحید کا ایک مغز ہے اور اوس مغز کا بھی ایک مغز ہے اور توحید کا ایک چھلکا ہوا اور اوس چھلکے کا بھی ایک چھلکا ہی تو توحید دو مغز اور دو چھلکے رکھتی ہے اوسکی مثال کچھ اخروٹ کی سی ہے کہ ایک مغز اور دو چھلکے اوسکے ظاہر ہین اور روغن مغز کا مغز ہی پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے یہ منافقون کی توحید ہے دوسرا درجہ یہ ہی کہ اس کلمے کے معنی کا دل سے تقلیداً اعتقاد رکھے جیسے عوام الناس یا ایک نوع کی دلیل سے اعتقاد رکھے جیسے متکلم لوگ تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی مشاہدہ سے دیکھے کہ سب کی اصل ایک ہی ہے اور سب کاموں کا ایک ہی فاعل ہے اور کسی کو کچھ کر ہی نہین سکتا یہ ایک نور ہے کہ دل مین پیدا ہوتا ہوا اسی نور مین یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہی یہ مشاہدہ عوام الناس اور متکلمین کے اعتقاد کے مانند نہین اسواسطے کہ اونکا اعتقاد ایک گرہ ہی کہ تقلید یا دلیل کے حیلے سے دل پر لگا ہے اور یہ مشاہدہ دل کا کھل جاتا ہے یہ سب گرہون کو کھول اور قیدون کو اوٹھا دیتا ہے ایک شخص تو کسیکے کہنے سے اپنے دل مین یہ اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ تو عوام الناس کی تقلید کی مثال ہے کہ اونھون نے اپنے ماں باپ سے سنا اور دوسرا شخص دروازہی پر گھوڑے اور غلام کو دیکھکر اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ متکلمین کے اعتقاد کی مثال ہے کہ اونھون نے دلیل سے جانا اور تیسرا شخص اوس سردار کو گھر مین دیکھ لے یہ عارفون کی توحید کی مثال ہے کہ وہ مشاہدہ کرتے ہین تو ان تینون شخصون مین بڑا فرق ہے اور اگرچہ اس توحید کا بڑا درجہ ہے مگر تاہم عارف اس درجے پر پہونچکر خلق کو بھی دیکھتا ہے اور خالق کو بھی اور جانتا ہی کہ خلق خالق سے ہی تو اس درجے کی توحید مین کثرت کو دخل ہے اور عارف جب تک دو دیکھتا ہو تب تک تفرقہ مین پڑا رہتا ہی جمع نہین ہوتا یہ کمال توحید نہین چوتھا درجہ یہ ہی کہ آدمی ایک کسوا دوسرے کو دیکھے ہی نہین اور سب کو ایک ہی دیکھے اور ایک ہی سمجھے اس مشاہدے مین تفرقہ کو کچھ دخل نہین ہوتا صوفی لوگ اس درجے کو فنا فی التوحید کہتے ہین جیسا کہ حسین حلاج نے خواص رحمہا اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ بیابان مین پھرتے ہین پوچھا کیا کرتے ہو کہا توکل مین اپنے تئین ثابت قدم کرتا ہون کہا تف بر تا ہون کہا تف بر تو باد انی باطن مین گذاری بھلا نیستی سے توحید کے مقام کو کب پہونچوگے تو یہ چار مقام ہین اول توحید منافق یہ چھلکے کا چھلکا ہی الغرض جسطرح اخروٹ کا اوپر والا چھلکا اگر تو کھاتے تو بڑا مکروہ ہوتا ہے اگرچہ ظاہر مین وہ سبز ہوتا ہے لیکن اگر اوسکے اندر کی طرف تو دیکھے تو بُرا ہے اگر اوسے تو جلاتے تو دھوان ہوتا ہے اور آگ کو بجھا دیتا ہے اگر تو اوسے رکھ چھوڑے تو کچھ کام نہین آتا بلکہ جگہ روک جاتی ہے وہ تو کسی کام کا نہین مگر یہ کہ چند روز اوسے اخروٹ پر لگا رہنے دین تاکہ اندر والے چھلکے کو تازہ رکھ

ف توحید کے چار درجے ہین ۱۲

ف فنا فی التوحید ۱۲

اور آفتون سے بچے رہنے کے اسیطرح توحید منافق بھی اور کسی کام کی نہین مگر یہ کہ منافق کے پوست کو تلوار سے محفوظ رکھتی ہی اور منافق کا پوست اوسکا بدن ہی اوسنے توحید زبانی کے سبب سے تلوار سے نجات پائی یعنی دنیا مین منافق قتل نکیا گیا مگر جب بدن گیا گذرا اور جان سے گئی یعنی وہ مرا تو وہ توحید زبانی کچھ کام نہین آئی اور جسطرح اخروٹ کا اندر والا چھلکا جلانے کے قابل نہین ہوتا اسی کام کا ہوتا ہی کہ اوسے مغز پر نگاہ رہنے دین تاکہ مغز ہمیشہ اوسکی حفاظت اور حمایت مین ہی خراب ہونے پائے اور یہ چھلکا مغز کی بہ نسبت ناچیز اور حقیر ہوتا ہی اسیطرح عوام الناس اور متکلمین کی توحید بھی اسی کام کی ہے کہ اوسکے مغز کو یعنی اوسکی جان کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھے یہ توحید اگرچہ اسکام کی ہے مگر مغز اور روغن کی لطافت اوسمین کہان پائیے اور جسطرح اخروٹ کا مغز مرغوب اور عزیز ہوتا ہے مگر جب وہ روغن کے ساتھ تو اسکا مقابلہ نرہگا تو یہ ثقل اور بھوک سے خالی نہین اور فی نفسہ کمال صفا کو نہین پہونچا ہی پس توحید کا تیسرا درجہ یعنی کثرت اور تفرقہ اور زیادتی سے خالی نہین بلکہ چوتھے درجے کی توحید کمال مرتبہ صافہ ہی اسواسطے کہ اوس مین فقط حق ہی حق رہتا ہے اس درجے کا موحد ایک کو سوا اور کسیکو نہین دیکھتا بلکہ اپنے تئین بھی بھول جاتا ہی جسطرح اور چیزین اوسکے دیکھنے مین مست ہوگئی ہین اوسیطرح وہ خود بھی اپنے دیکھنے مین مست ہوجاتا ہے یعنی خدا کے سوا اپنے تئین دیکھتا ہی اور کسیکو **فصل** العزیز غالبًا تو یہ کار توحید کے یہ درجے مجھے مشکل معلوم ہوتے ہین اسکی تفصیل کرنا چاہیے کہ مجھے معلوم تو ہو کہ سبکو ایک ہی سے کیونکر دیکھو نہین وہ بہت سے اسباب دیکھتا ہون سبکو ایک کسطرح دیکھ سکون اور آسمان و زمین اور خلق کو دیکھتا ہون حالانکہ یہ ایک نہین ہین العزیز جانتے کہ منافق کی توحید زبانی ہے اور عوام الناس کی توحید اعتقادی ہے اور متکلمین کی توحید دلیلی ہے ان تینون قسمون کی توحید کو تو سمجھ سکتا ہی مگر چوتھے درجے کی توحید سمجھنا مجھے مشکل ہے اور توکل کو چوتھے درجے کی توحید کی حاجت نہین تیسرے درجے کی توحید کافی ہے اور چوتھے درجے کی توحید کو اوس سے مفصل بیان کرنا شوار ہے جو اس درجے کو نہ پہونچا ہو لیکن العزیز اسقدر سمجھلا تو جان لے کہ ممکن ہے کہ بہت سی چیزین ہون اور اون چیزون مین ایک نوع کا ارتباط ہو کہ اوس ارتباط کے سبب سے وہ سب ایک سی معلوم ہون جیونکہ عارف کو اسی طور سے نظر آتا ہے تو وہ ایک ہی دیکھتا ہوگا بہت نہ دیکھتا ہوگا جسطرح آدمی مین بہت سی چیزین ہین گوشت پوست سر پان جگر معدہ وغیرہ مگر فی المعنی آدمی ایک ہی چیز ہی حتی کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو ایک چیز کے مانند جانے اور اوسکے اعضا کی تفصیل اوسکے خیال مین نہو تو اگر اوس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا دیکھا وہ یہی جواب دیگا کہ ایک چیز کے سوا مین نے اور کچھ نہین دیکھا یعنی ایک آدمی کو دیکھا اور اگر اوس سے پوچھین گے کہ تو کیا سوچتا ہے یہی جواب دیگا کہ ایک ہی چیز سوچتا ہون یعنی اپنے معشوق کے سوچ مین ہون پس وہ بالکل معشوق ہی ہوگیا اور معشوق ایک ہی چیز ہے پس العزیز جانتو کہ معرفت مین ایک مقام ہی جو کوئی اوس مقام پر پہونچتا ہی وہ حقیقت مین دیکھتا ہی کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط ہے اور سب ایک ہی حیوان کے مانند ہین اور آسمان زمین ستارے وغیرہ اجزای عالم کو باہم ایسی نسبت ہی جیسے ایک ہی حیوان کے اعضا کو باہم نسبت ہوتی ہے اور تمام عالم کو اپنے مدبر کے ساتھ ایک وجہ سے ایسی نسبت ہی جیسی حیوان کے بدن کی مملکت کو روح اور عقل کے ساتھ کہ یہ مدبر بدن مین عالم بتدبیر مین سب دشمون کا ایسی نسبت نہین جیسی نسبت بدن مین اور عقل و روح مین ہے اور تا وقتیکہ آدمی ان اللہ خلق آدم علی صورتہ

نہ جان لیگا یہ باریک مضمون بھی اوسکی فہم مین نہ آئیگا عنوان کتاب مین ہمنے اسے اشارۃً کچھ بیان کیا ہے اس باب مین خاموش ہی رہنا اولیٰ اسواسطے کہ یہ بات دیوانون کی زنجیر ہلاتی ہے اور مستون کو سرور یاد دلاتی اور ہر ایک کی سمجھ مین نہین آتی ہے شعر دم بخود ہو رہیے کچھ کہیے نہ بات ہے حق کہا جسنے وہی مارا گیا ہے اور تیسری توحید جسے توحید فعلی کہتے ہین اوسکا بیان احیاء العلوم مین مفصل لکھا گیا ہے اگر استعداد رکھتا ہے تو اوس مین دیکھ لے اور جسقدر شکر کی اصل مین ہم بیان کر چکے ہین یہان اوسیقدر جاننا کافی ہے یعنی آفتاب ماہتاب ستارے ابر و باران اور ہوا وغیرہ جنھین تو اسباب سمجھتا ہے یہ سب ایسے مسخر ہین جیسے کاتب کے ہاتھ مین قلم اسواسطے کہ انمین سے کوئی بھی آپ سے جنبش نہین کرتا بلکہ انھین وقت پر بقدر ضرورت جنبش دیتے ہین پس انپر کامون کو حوالے کرنا خطا ہے جیسا کہ خلعت سرفرازی کو قلم اور کاغذ پر حوالہ کرنا خطا ہے مگر جو چیز محل نظر ہے وہ حیوانات کا اختیار ہے اسواسطے کہ تو سمجھتا ہے کہ آدمی بھی کچھ اختیار رکھتا ہے حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ آدمی فی نفسہ مجبور و مضطر ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ اوسکا کام وابستہ قدرت ہے اور قدرت ارادہ کی مسخر ہے حتی کہ جو ارادہ ہوتا ہے وہی کرتا ہے مگر جب حق تعالی ارادہ کو پیدا کرتا ہے تب وہ خواہ نخواہ کوئی نکوئی بات چاہتا ہے پس جب قدرت ارادی کی مسخر ہوئی اور ارادہ اسکے اختیار مین نہین تو کچھ بھی اوسکے اختیار مین نہین اور وہ مجبور محض ہے اعزیز یہ حال تجھ بخوبی جب معلوم ہوگا کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کے افعال تین قسم پر ہین ایک یہ کہ مثلاً جب پانی پر پاؤن رکھتا ہے تو پانی پر پاؤن رکھتا ہے تو پانی کے اندر چلا جاتا ہے اور کہتے ہین کہ اوسنے پانی کو چیر کر اوسکے ایک جز کو دوسرے سے جدا کر دیا اسے فعل طبعی کہتے ہین دوسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی سانس لیتا ہے اسے فعل ارادی کہتے ہین تیسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی بات کہکر چلدیا اسے فعل اختیاری کہتے ہین مگر وہ فعل طبعی ظاہر ہے کہ آدمی کے اختیار سے نہین ہوتا کیونکہ جب وہ پانی پر پاؤن رکھیگا خواہ نخواہ اوسکی گرانی سے پانی پھٹ جائیگا یہ فعل اوسکے اختیار سے نہین اسواسطے کہ وہ چاہے خواہ نہ چاہے ایسا ہی ہوگا بلکہ تو اگر پانی پر پتھر پھینکیگا تو بیشک وہ بھی پانی مین ڈوب جائیگا اور ڈوب جانا پتھر کا فعل نہین اسواسطے کہ پتھر کے بھاری پن سے ایسا ہونا ضرور ہے اور آدمی کا فعل ارادی جیسے سانس لینا اگر غور کیا جائے تو اوسکا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ آدمی سانس نہین روک سکتا کیونکہ اوسے ایسا ہی پیدا کیا ہے کہ سانس لینے کا ارادہ خواہ نخواہ اوس مین پیدا ہوتا ہے اور جب کوئی شخص چاہتا ہے کہ دور سے کسی آدمی کی آنکھ مین سوئی پھینکے تو وہ آدمی ضرور بالضرور پلک جھپکا لیتا ہے اگر چاہے کہ پلک نہ جھپکاؤن تو نہین اوس سے نہین ہو سکتا کیونکہ آدمی کی خلقت ہی یون ہوئی ہے کہ وہ ارادہ خواہ نخواہ اوس مین پیدا ہو جائے جیسے کہ اوسکی خلقت اس بات کو چاہتی ہے کہ پانی مین کھڑا ہو تو ڈوب جائے پس ان دونون فعلون مین آدمی کی مجبوری معلوم ہوگئی تو فعل اختیاری جیسے چلنا اور کہنا اسمین اشکال ہے کہ اگر چاہے تو یہ فعل کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر اعزیز تو یہ جان لے کہ آدمی کسی کام کا ارادہ اوسیوقت کرتا ہے جب اوسکی عقل حکم کرے کہ اس کام مین تیری بھلائی ہے کبھی اس مین غور و تامل کی حاجت بھی ہوتی ہے جب عقل نے حکم کر دیا کہ اس بات مین تیری بھلائی ہے تو اوسکا ارادہ ضرور بالضرور پیدا ہوتا ہے اور آدمی اپنے اعضا کو جنبش دیتا ہے جیسے دور سے سوئی پھینکتے وقت پلک جھپکا لینا مگر چونکہ اس بات کا علم ہمیشہ حاضر ہے اور بداہۃً معلوم ہے

کرسونی کے سبب سے آنکھ کو نقصان ہوگا اور پلک بند کر لینے مین بھلائی ہے لہذا اسمین غور و تامل کی حاجت نہین ہوتی اسواسطے اردہ بی تامل سمجھتا ہے کہ آنکھ بند کر لینے مین بھلائی ہے اور بھلائی جاننے سے اوسمین ارادہ پیدا ہوتا ہے اور ارادہ کے سبب سے قدرت بالفعل کام مین آتی ہے اس جا پر جب تامل کر چکا تو اوسی صفت پر ہو گیا جس صفت پر اوس جگہ تھا اور وہی ضرورت پیش آجاتی ہے اسواسطے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کے مارنے کو لاٹھی اوٹھاتا ہے تو وہ آدمی بالطبع بھاگتا ہے حتی کہ اگر کسی چھت کی کنارے پہونچتا ہے اور جانتا ہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے آسان ہے تو کود پڑتا ہے اور اگر جانتا ہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے بڑھکر ہے تو خواہ نخواہ پاؤن ٹھہر جاتا ہے اور کود پڑنے کی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ پاؤن کی حرکت ارادی کی قید مین ہے اور ارادہ عقل کے حکم کا تابع ہے کہ عقل کہے کہ یہ کام اچھا ہے اور کرنے کے لائق ہے اسواسطے ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے تئین قتل کیا چاہے تو اگرچہ ہاتھ بھی رکھتا ہے اور چھوری بھی مگر نہین قتل کر سکتا اسواسطے کہ ہاتھ کی قدرت ارادی کی مقید ہے اور ارادہ اسبات کا مقید ہے کہ عقل حکم کرے کہ یہ کام تیرے حق مین بھلا اور کرنے کے قابل ہے اور عقل بھی مجبور و مضطر ہے اسواسطے کہ وہ آئینہ کے مثل صاف ہے کہ جو کچھ بہتر ہوتا ہے اوسکی صورت عقل مین آتی ہے چونکہ اپنا قتل کرنا بہتر نہین ہوتا اوسکی صورت بھی آئینہ عقل مین نہین ظاہر ہوتی مگر اوسوقت کہ آدمی کسی بلا مین مبتلا ہو جسکا متحمل نہین اور اپنے تئین قتل کرنا اوس بلا سے بہتر جانتا ہے پس اسی فعل اختیاری کو اسوجہ سے کہتے ہین کہ اسکی بھلائی تمیز مین آتی ہے ورنہ جب یہ فعل بالضرور ظاہر ہوا تو سانس لینے اور آنکھ بند کر لینے کی ضرورت کی مثل ہو گیا اور اوسکے اور اوسکے علت کے درمیان کوئی ضرورت کی مثل ہے اور یہ اسباب ایک دوسرے سے وابستہ ہین اور سلسلہ اسباب کے حلقے بہت ہین کتاب احیاء العلوم مین اسکی تفصیل مذکور ہے اور حق تعالی نے قدرت جو آدمی مین پیدا کی ہے یہ اوس سلسلہ کے حلقون مین سے ایک حلقہ ہے بہین سے آدمی گمان کرتا ہے کہ مجھے اختیار ہے یہ گمان کرنا خطای محض ہے اسواسطے کہ آدمی کو اوسسے فقط اتنا ہی علاقہ ہے کہ آدمی اوسکی گذرگاہ ہے پس آدمی مین اختیار اور قدرت کا محل اور مجرا ہے کہ حق تعالی اوس مین پیدا کر دیتا ہے پس چونکہ درخت ہوا کے سبب سے ہلتا ہے اور اوس مین حق تعالی نے قدرت و ارادہ کچھ نہین پیدا کیا لہذا درخت کو کوئی بھی محل قدرت و ارادہ نہ سمجھا پس اس ہلنے کا نام اضطرار محض کہا اور چونکہ حق سبحانہ تعالی جو کچھ کرتا ہے اوسکی قدرت اوسکے سوا اور کسی چیز کی مفید نہین تو اوسے اختراع کہتے ہین اور چونکہ آدمی ایسا نہین ہے نہ ویسا اسواسطے کہ اوسکی قدرت اور ارادہ اور ہی اسباب سے تعلق رکھتے ہین جو اوسکا اختیار مین نہین تو اوسکا فعل نہ تو حق تعالی کے فعل کے مانند ہوتا ہے تاکہ اوسے خلق و اختراع کہین اور چونکہ آدمی محل قدرت و ارادہ ہوتا ہے کیونکہ حق تعالی اوسمین بالضرور قدرت و ارادہ پیدا کرتا ہے تو وہ درخت کے مثل بھی نہوگا کہ اوسکے فعل کو اضطرار محض کہین بلکہ ایک اور ہی قسم ہوتی ہے لہذا اوسکے لیے اور نام تلاش کیا اوسے کسب کہتے ہین اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ اگرچہ آدمی کا کام آدمی ہی کے اختیار مین ہے مگر چونکہ وہ اپنے نفس اختیار مین مجبور و مضطر ہے چاہے خواہ نہ چاہے تو فی الحقیقت اوسکے اختیار مین کچھ نہین **فصل** الغرض غالبا تو کہیگا کہ اگر یہی بات ہے تو ثواب عذاب کیون ہے اور شریعت کسواسطے ہے اس لیے کہ آدمی کا تو کچھ اختیار ہی نہین لیعزیز جانتو کہ یہ مقام ہے جسے توحید در شرع اور شرع در توحید کہتے ہین اس دریا

عمیق ہین اکثر ضعیف الایمان غرق ہوتے ہین اس بھنور سے اوسیکا بیڑا پار ہوتا ہی جو پانی پر چل سکے اگر پانی پر نہ چل سکے تو بھلا پیرہی سکے بہت لوگ قویون ڈوبنے سے بچکر اس دریا مین پیرہی نرکھاتا کہ غرق نہو جائین اور عوام الناس اسے جانتے ہی نہین انکی حال پر بھی مہربانی ہے کہ انھین اس دریا کے کنارہی آنے ہی نہ دین کہ ناگاہ ڈوب جائین اور جن لوگون نے دریای توحید مین پاؤن رکھا اون مین سے اکثر اس سبب سے ڈوبتے ہین کہ پیرنا نہین جانتے اور شاید کہ اونھین پیرنا سیکھنے کی سمجھ ہی نہین ہوتی یا خود انچہ اوپر معرض ہوکر اوسے طلب نہین کرتے اور اس دریا مین ڈوب جاتے ہین اسواسطے کہ جانتے ہین کہ ہمارے اختیار مین کچھ بھی نہین خدا ہی سب کچھ کرتا ہی اور جانتے ہین کہ ازل مین جسکی نسبت شقاوت کا حکم کرچکا وہ کوشش کرکے اوس سے پھر نہین سکتا اور جسکی نسبت سعادت کا حکم ہوچکا ہے جہد و کوشش کرنیکی حاجت ہی نہین یہ عقیدہ رکھنا بالکل جہل و ضلالت ہی اور موجب ہلاکت ہی اور ہرچند کہ ان امور کی حقیقت کتاب مین لکھنا نہ چاہیے لیکن جب سلسلہ سخن یہان تک پہونچا تو کچھ شمہ بیان کیا جاتا ہی العزیز یہ جو تو نے کہا کہ ثواب و عقاب کیون ہے جانو کہ عقاب اس وجہ سے نہین ہے کہ تو نے برا کام کیا اور حق تعالی تجھپہ خفا ہوکر اوسکے عوض مین عقوبت کرتا ہی اور ثواب اس وجہ سے نہین ہے کہ تو نے اچھا کام کیا اور وہ تجھ سے خوش ہوکر اوسکے صلے مین تجھے خلعت عنایت فرماتا ہے بلکہ اسواسطے کہ یہ باتین حق سبحانہ تعالی کی شان عفت سے دور ہین مگر خون یا صفرا یا اور کوئی غلط جب تیرے بدن مین غالب ہوتا ہے تو اوس سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے اوسے بیماری کہتے ہین اور جب باد کا اثر غالب ہوتا ہی تو اوس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے اوسے صحت کہتے ہین اسطرح جب خواہش اور غصہ تجھپر غالب ہوتا ہے اور تو اونکا قیدی ہوجاتا ہے تو اوس سے ایک آگ پیدا ہوکر جان مین لگتی ہی اوس سے تیری ہلاکت ہی اسواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے اَلْغَضَبُ قِطْعَةٌ مِنَ النَّارِ یعنی جب غصہ کو تو نے اپنے اوپر مسلط کرلیا وہ غصہ نہین بلکہ آگ کا ایک ٹکڑا ہوا اور جسطرح نور عقل کا قوی ہونا خواہش اور غصہ کی آگ کو بجھاتا ہے اسیطرح نور ایمان دوزخ کی آگ کو بجھا دیتا ہی اور دوزخ کہتی ہے جز یا مؤمن فان نورک اطفا نارِی تو یعنی دوزخ ایمان سے فریاد کرتی ہے بات چیت درمیان مین نہین ہوتی بلکہ دوزخ کو یہ نور دیکھنے کی طاقت نہین ہوتی اسطرح بھاگنے لگتی ہے جیسے بچھو ہوا سے بھاگ جاتے ہین تو خواہش کی آگ بھی نور عقل کے سامنے سے بھاگ جاتی ہے پس العزیز تیرے عذاب کے واسطے دوسری جگہ سے کوئی چیز نہ لائین گے تیری ہی چیز تجھے دینگے اِنَّمَا ہِیَ اَعْمَالُکُمْ تُرَدُّ اِلَیْکُمْ پس تیری ہی شہوت اور تیرا ہی غصہ آتش دوزخ کی اصل ہے اور وہ تیرے ساتھ تیرے باطن مین موجود ہین اگر تجھے علم الیقین ہوتا تو البتہ اونھین دیکھتا جیسا حق تعالی نے ارشاد فرمایا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ پس العزیز جانو کہ جسطرح زہر کھانا آدمی کو بیمار کردیتا ہے اور بیماری آدمی کو قبر مین لیجاتی ہے اس بات مین نہ کسیکا غصہ ہے نہ انتقام اسیطرح معصیت اور شہوت آدمی کے دل کو بیمار کردیتی ہے اور وہ بیماری تیری آگ ہوجاتی ہے اور وہ آگ آتش دوزخ کی جنس سے ہی اس جہان کی آگ کی جنس سے نہین اور جسطرح سنگ مقناطیس بمقتضای ماہیت اوہی کو اپنی طرف کھینچتا ہی اوسیطرح دوزخ دوزخی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس مین کسیکے غصے کو دخل نہین اور ثواب کا حال بھی اسی پر قیاس کرلے اسواسطے کہ

بیان موجب ملالت ہوگا یہ تو اوس اعتراض کا جواب ہے جو تو نے کہا تھا کہ ثواب عقاب کیون ہے اور یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ شریعت کسواسطے مقرر ہوئی رسولون کو کس لیے بھیجا اوسکا جواب جان لے کہ یہ بھی ایک حکومت اور زبردستی ہے تاکہ خلق کو جبراً قہراً زنجیر مین باندھکر بہشت مین لیجائے جیساکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَتَعْجَبُ مِنْ قَوْمٍ یُقَادُوْنَ اِلَی الْجَنَّۃِ بِالسَّلَاسِلِ اور تاکہ کمبخت دوزخ مین انکار کر دوزخ مین نہ جانے دے جیساکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنْتُمْ تَحْتَفِتُوْنَ عَلَی النَّارِ وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِکُمْ یعنی پروانے کی طرح تم اپنے تئین آگ پر گراتے ہو اور مین تمہاری کمر پکڑ کر کھینچتا ہون گرنے نہین دیتا پس العزیز جانتو کہ پیغمبرون کی بات حق تعالی کی جباری کی زنجیر کی ایک کڑی ہے کہ اوس سے تجھے سمجھ پیدا ہوتا کہ راہ کو برائی سے تو پہچان لے اور پیغمبرون کے ڈرانے سے ہراس پیدا ہو اور یہ معرفت وہراس آئینہ عقل پر سے غبار دور کردے تاکہ یہ بات کہ راہ دنیا کو راہ آخرت اختیار کرنا بہتر ہے آئینہ عقل مین نظر آئے اور یہ نظر آنے سے راہ آخرت اختیار کرنیکا ارادہ تجھ مین پیدا ہو اور ارادہ کے سبب سے خواہ نخواہ اعضا حرکت کرین اسواسطے کہ اعضا ارادہ کے تابع ہین اور اس زنجیر مین تجھے باندھکر جبراً قہراً دوزخ سے بچاتے ہین اور بہشت مین لیجاتے ہین اور انبیا علیہ السلام کی مثال اوس چرواہے کی سی ہے جو بکریون کا گلہ رکھتا ہو اوسکو دانہی پر ایک ہری بھری چراگاہ ہو اور بائین پر ایک غار ہو کہ اوس مین بھیڑیے رہتے ہین پس یہ چرواہا غار کے کنارے کھڑا ہوکر لاٹھی ہلاتا ہے تاکہ بکریان لاٹھی کے خوف سے پھر جائین اوس غار کیطرف نہ آئین چراگاہ کیطرف چلی جائین پیغمبرون کے بھیجنے کا یہی فائدہ ہے اور العزیز یہ جو تو نے اعتراض کیا تھا کہ اگر روزازل مین بندہ کی شقاوت کا حکم کیا ہے تو کوشش و محنت سے کیا فائدہ ایک وجہ سے یہ بات صحیح ہے اور ایک وجہ سے غلط یہ صحیح ہے کہ بات تیری ہلاکت کا سبب ہے اسواسطے کہ جسکی نسبت شقاوت کا حکم ہوچکا ہے اوسکی علامت یہ ہے کہ یہ بات اوسکے دل مین ڈالے تاکہ وہ کوشش سے باز رہے بیج بوئے نہ کھیت کاٹے اور حق تعالی نے کسیکی موت کا یون حکم فرمایا ہو کہ یہ بھوکا کہ مرجائے اسکی علامت یہ ہے کہ یہ بات اوسکے دل مین ڈالدے کہ ازل مین جب یہی حکم ہوچکا ہے کہ فاقون کے مارے مرجاوگے تو مجھے روٹی کھانے سے کیا فائدہ تو وہ روٹی مین ہاتھ نہ لگائیگا اور روٹی نہ کھائے گا حتی کہ بالضرور مرجائیگا اور ایسا کہ اگر محتاجی کا حکم کیا ہے تو بیج بونے سے کیا فائدہ ہوگا یہ سمجھکر نہ بوئے گا حتی کہ کھیت بھی نہ کاٹیگا اور حق تعالی نے جسکی سعادت کا حکم کیا ہے اوسے یہ سمجھا دیتا ہے کہ جسکی نسبت مالدار ہونے اور زندہ رہنے کا حکم کیا ہے اوسے اسباب تونگری اور اسباب حیات کا حکم کیا ہے یعنی زراعت اور تجارت کرے اور روٹی کھائے پس یہ حکم جبر نہین بلکہ اسباب سے علاقہ رکھتا ہے اور حق تعالی نے جسے جس کام کے واسطے پیدا کیا ہے اوسی اوسکام کے اسباب مہیا کر دیتا ہے یہ نہین کہ بے سبب اوسے اوسکام تک پہونچائے اسواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِعْمَلُوْا فَکُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ العزیز جو اعمال و احوال حق تعالی نے جسکی جبراً قہراً مسخر کرتا ہے اوسے تو اپنی عاقبت کی بشارت معلوم کر جب علم پڑھنے مین جہد و فکر اور تجھپر غالب ہو تو جان لے کہ یہ اس بات کی بشارت ہے کہ تجھکو سعادت امامت و خلافت کا حکم کیا ہے بشرطیکہ تو پوری کوشش کرے اور بیکاری اور سستی چھوڑدے اگر بیکاری اور سستی تجھپر غالب ہو تو یہ ہمو وہ بات

تیرے دل مین ڈالی ہے کہ اگر روزل مین تیرے جہالت کا حکم کیا ہے تو تکرار سے کیا فائدہ تو یہان سے اپنی جہالت کا حکمنامہ
پڑھ لے اور جان لے کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ تو امامت کے درجے کو ہرگز نہ پہونچیگا غرضکہ آخرت کے امور کو دنیا کے کامون
پر قیاس کرلے جیساکہ حق تعالی فرماتا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَاحِدَةٍ اور فرمایا ہے سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ
العزیز تو جب ان حقائق کو پہچان لیگا تو یہ تینون اشکال اٹھ جائینگے اور توحید ثابت ہوجائیگی اور معلوم ہوجائیگا کہ
شرع اور عقل اور توحید مین اہل بصیرت کے نزدیک کچھ تناقض نہین اس سے زیادہ ہم نہین بیان کرسکتے کہ اس کتاب مین ایسی
باتون کی گنجائش نہین دوسرا ایمان جو بنای توکل ہے اوسکا بیان العزیز جانتو کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین
کہ توکل دو ایمانون کا ثمرہ ہے ایک ایمان توحید کا دوسرے یہ کہ تو یہ ایمان لائے اور جان لے کہ خدا ہی پیدا کرنیوالا ہے
اور سب اوسکے سبب سے ہے اور وہ سب کو ساتھ رحیم اور حکیم اور مہربان ہے اور اوسکی شفقت اور عنایت ہر ایک چیونٹی
اور مچھر سے لیکر آدمی تک کے حق مین ماں کی شفقت و رحمت سے جو اپنے فرزند پر ہوتی ہے زیادہ ہے چنانچہ یہی مضمون
حدیث شریف مین آیا ہے اور جان لے کہ عالم اور جو کچھ عالم مین ہے سبکو حق تعالی نے کمال و جمال اور لطف اور حکمت سے
اسطور پر پیدا کیا ہے کہ اوس سے بڑھکر ہونا محال تھا اور سمجھ لے کہ حق تعالی کسی چیز کو اپنی رحمت اور مہربانی سے محروم
نہین رکھتا اور جو چیز پیدا کی ہے وہ جیسی چاہیے تھی ویسی ہی پیدا کی ہے اگر تمام روی زمین کے عقلمند جمع ہون اور آدمیون
کمال عقل و زیرکی عنایت ہو اور غور کرین کہ دنیا مین کوئی سر مو اور پرشپہ اس انداز پر ہے کہ ایسا نہونا چاہیے تھا چھوٹا یا بڑا یا بدتر یا بہتر ہونا چاہیے
تھا تو ایسی کوئی چیز نہ پائینگے اور جان لینگے کہ سب کچھ ایسا ہی چاہیے تھا جیسا ہے جو چیز بہت بری ہے اوسکا کمال
اسی مین ہے کہ بری ہو اگر بری نہوتی تو ناقص ہوتی اور حکمت فوت ہوجاتی اسواسطے کہ مثلاً اگر کوئی چیز بری نہوتی تو اچھی
چیز کی قدر کوئی بھی نہ جانتا اور اوس سے راحت نہ پاتا اور اگر ناقص چیز نہوتی تو کامل بھی نہوتی اور کامل کو اپنے کمال سے
لذت نہوتی اسواسطے کہ کامل و ناقص کو باہم نسبت دیکر پہچان سکتے ہین مثلاً جب باپ نہوگا بیٹا نہوگا اور جب بیٹا نہوگا باپ
بھی نہوگا اسواسطے کہ یہ چیزین ایک دوسرے کی مقابل ہین اور مقابلہ دو چیزون مین ہوتا ہے جب دونی اوٹھ جائین تو دو چیزین
ایک ہوجائین مقابلہ اور جو چیز مقابلہ پر موقوف ہے باطل ہوجاے اور معلوم کرلے کہ جائز ہے کہ کامون کی حکمت کو حق تعالی نے
بندون پر پوشیدہ رکھا ہو مگر اس بات پر ایمان لازم ہے کہ سب کامون مین جو حق تعالی نے حکم کیا ہے اسی مین خیریت ہے اور ایسا ہی
ہونا چاہیے تھا پس دنیا مین بیماری اور عاجزی بلکہ کفر و معصیت اور ہلاکت اور نقصان اور درد و رنج جو کچھ ہے ہر ایک مین
حق تعالی نے ایک حکمت رکھی ہے اور جیسا ہے ویسا ہی چاہیے تھا کیونکہ جسے محتاج بنایا اس سبب سے بنایا کہ محتاجی ہی مین
اوسکی بھلائی تھی وہ اگر مالدار ہوتا تو تباہ ہوجاتا اور جسے مالدار پیدا کیا اوسکا بھی ایسا ہی حال ہے یہ مضمون بھی دریای توحید کے
مانند ایک بڑا دریا ہے بہت لوگ اس دریا مین ڈوب گئے ہین اسمین قضا و قدر کا بھید ہے کہ اوسے ظاہر کرنے کی اجازت نہین اگر
اس دریا مین غوطہ کرون تو بات بڑھتی ہے مگر آدھی کہ تمام ایمان کا بھید یہ ہے اور توکل کو بھی اسکی حاجت ہے توکل کی حقیقت کا بیان

یعنے جانتو کہ توکل ان کی حالتون مین سے ایک حالت ہو اور خالق کی وحدانیت اور مہربانی پر ایمان لانیکا نتیجہ ہے اور اس حالت کے معنی یہ ہین کہ وکیل کی کارسازی پر دل سے اعتماد کرنا اور اوس اعتماد کو مضبوط رکھنا اور اوسکی سبب سے آرام لینا تاکہ روزی مین دل نہ اٹکے اور اسباب ظاہر مین غلط پڑنے کی وجہ سے آدمی شکستہ دل نہو بلکہ حق تعالی پر بھروسا رکھے کہ وہی مجھے روزی پہونچائیگا اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی پر دغا اور فریب سے جھوٹا دعوی کرے اور یہ آدمی فریب دفع کرنے کو ایک وکیل پیش کرے تو اگر اوس آدمی کو وکیل کی تین صفتون پر ایمان ہوگا تو وکیل پر اوسکا دل اعتماد کریگا ایک یہ کہ وکیل دغا اور فریب کی صورتین خوب جانتا ہو دوسری یہ کہ وہ جانتا ہو کہ وکیل اوسکے اظہار کی دو طور سے قدرت رکھتا ہو ایک دلیری کی وجہ سے دوسری لسانی کے سبب سے اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہو کہ ایک بات جانتا ہو مگر بزدلی یا کند زبانی کی وجہ سے اظہار نہین کرتا تیسرے یہ کہ وہ جانتا ہو کہ میرا وکیل مجھپر نہایت مرتبہ مہربان ہے حتی کہ میرے حق کی حفاظت پر جان ہی دیتا ہے آدمی جب یہ تینون اعتقاد رکھیگا تو اپنا دل مطمئن رکھیگا اور وکیل پر اعتماد کریگا اور اپنی طرف سے اوس مقدمے مین حیلہ و تدبیر نکریگا اسیطرح جو شخص بنعم المولی و نعم الوکیل کی معنی بخوبی سمجھا اور ایمان لایا کہ دنیا مین جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے سبب سے ہوتا ہے اوسکے سبب سے اوسکے سوا اور کوئی فاعل نہین اور بایں اوسکو علم اور اوسکی قدرت مین کچھ نقصان نہین اور اوسکی رحمت و عنایت ایسی بے نہایت ہو کہ اوس سے بڑھکر ہونا محال ہو تب حق تعالے کے فضل و کرم پر دل سے اعتماد کرکے حیلہ و تدبیر ترک کریگا اور سمجھیگا کہ روزی مقدر ہو اپنے وقت پر مجھے پہونچیگی اور خدا کے فضل و کرم سے میرے سب کام بنجائین گے اور ممکن ہے کہ اون صفات پر یقین ہو مگر وہ شخص بالطبع دل کا کچا اور ڈرپوک ہو اسواسطے کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ آدمی جو کچھ بالیقین جانتا ہو طبیعت بھی اوسکی تابع ہو بلکہ طبیعت کبھی وہم کی تابع ہوتی ہو حالانکہ یقینا جانتا ہے کہ وہ وہم خطا ہو مثلا کوئی شخص حلوا کھاتا ہو اور کوئی آدمی اوسے نجاست کے ساتھ تشبیہ دے تو اوس کھانے والے کی طبیعت مین ایسی کراہت آجاتی ہے کہ پھر وہ نہین کھا سکتا حالانکہ جانتا ہے کہ یہ تشبیہ مہجوٹ ہو اور آدمی اگر چاہے کہ مردے کے ساتھ گھر مین اکیلا سوئے تو نہین سو سکتا اگرچہ یقینا جانتا ہے کہ مردہ کنکر پتھر کے مثل ہے اوٹھتا نہین پس توکل کے واسطے یقین بھی قوی ہونا چاہیے اور دل بھی تاکہ وہ اضطراب دل سے جاتا رہے اور جب تک اعتماد کامل اور آرام تمام حاصل نہو تب تک آدمی متوکل نہین ہوتا کیونکہ توکل کے معنی یہی ہین کہ کامون مین حق تعالی پر دل کا اعتماد کرنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یقین واثق اور ایمان کامل تھا مگر عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ یعنے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے یقین تو ہے مگر چاہتا ہون کہ دل کو آرام اور اطمینان ہو جائے اسواسطے کہ ابتدا، حال مین دل کا آرام خیال اور وہم کا تابع ہوتا ہے پھر جب نہایت کو پہونچتا ہے تو دل بھی یقین کا تابع ہو جاتا ہے پھر مشاہدہ ظاہر کی اوسے حاجت نہین رہتی **توکل کے درجون کا بیان** یعنے جانتو کہ توکل کے تین درجے ہین ایک یہ کہ متوکل کا حال اوس آدمی کے حال کے مانند ہو جو جھگڑے مین ایک وکیل چالاک ناصح و دلیر مہربان مقرر کرتا ہے اور اوسپر مطمئن ہتا ہی دوسرا درجہ یہ ہے کہ متوکل کا حال بچے کے مثل ہو جو ہر آفت مین اپنی ماں کو سوا اور کسیکو جانتا ہی نہین جب

بھوکا ہوتا ہو تو اپنی ماں ہی کو پکارتا ہو جب ڈرتا ہو تو اپنی ماں ہی کی پناہ لیتا ہو یہ بچہ کی سرشت ہو تکلف کو اسمین دخل ہی نہین یہ متوکل اپنے وکیل مین ایسا مستغرق ہوتا ہو کہ اسے خود اپنے توکل کی خبر نہین ہوتی پہلے درجہ والے کو اپنے توکل کی خبر تھی تکلف اور اختیار سے اپنی تئین توکل کی صفت پر لایا تھا یہ اور درجہ یہ ہو کہ توکل کا حال ایسا ہو جیسے مردہ شو کو سانپ مردہ کا حال ہوتا ہو اور اپنے تئین مردہ سمجھ جائے کہ مین قدرت ازلی سے جنبش کرتا ہون اپنے اختیار سے نہین جیسے مردہ مردہ شو کے ہلانے سے ہلتا ہو اور اگر کوئی کام آوے درپیش ہو تو اوس لڑکے کے مانند دعا بھی نہین کرتا جو کسی کام کے واسطے اپنی ماں کو پکارتا ہو بلکہ اوس لڑکے کے مانند ہو جاے جو جانتا ہے کہ اگرچہ مین اپنی ماں کو نہ پکارون ماں تو میرے حال سے خوب واقف ہو وہ خود میری تدبیر کریگی پس تیسرے درجہ مین متوکل کا کچھ اختیار نہین ہوتا اور دوسرے درجہ مین کچھ اختیار نہین رہتا یعنی جانبری اور دعا اور وکیل پر اعتماد کرنا باقی رہتا ہے اور پہلے درجے مین اختیار ہوتا ہے مگر اون ہی اسباب کی تدبیر مین جو وکیل کی وضع اور عادت سے معلوم ہوئی ہون مثلاً جب جانے کہ وکیل کی یہ عادت ہو کہ جب تک موکل حاضر نہو اور سجل حاضر نکرے وہ روپیہ کاری نہین کرتا تو لابد بیسبب بجا لائیگا پھر ہمہ تن انتظار ہو جائیگا کہ وکیل کیا کرتا ہے اور جو کچھ ہوگا اوسے وکیل ہی کیطرف سے جائیگا اسلئے حاضر کرنا بھی اوسی کی طرف سے سمجھے گا اسواسطے کہ وکیل ہی کے اشارے سے اوسنے ایسا کیا پس جو شخص توکل مین اس مقام پر ہوتا ہے وہ تجارت اور زراعت اور اسباب ظاہر کی پیروی عادۃ اللہ جاری ہے اوس کو ترک نہین کرتا مگر یہ وصف اس درجہ برداشتہ ہونے کے وہ متوکل سے اسواسطے کہ اپنی زراعت اور تجارت پر وہ بھروسا نہین کرتا بلکہ حق تعالی کے فضل و کرم پر اعتماد رکھتا ہو کہ اوسنے جسطرح حرکات اور سہانات زراعت بھیجے صادر اور مہیا کروائے اور یہ کام کرنے کی ہدایت فرمائی اوسیطرح تجارت اور زراعت کا وہی مقصود بھی پہونچائیگا اور جو بات آنکھون کے سامنے آتی ہے اوسے خدا ہی کیطرف سے دیکھتا ہو چنانچہ اسکی تفصیل آگے آئیگی اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کے یہی معنی ہین اسواسطے کہ حول حرکت کو کہتے ہین یعنی قوت قدرت نہ بندہ جب جانتا ہے کہ حرکت اور قدرت یہ بیسبب سے نہین بلکہ خدا ہی کے سبب سے ہے جو کچھ دیکھتا ہے اوسی کی طرف سے دیکھتا ہے الحاصل جب کاموں کو اسباب کی طرف سے دیکھنا آدمی کی نظر سے اوٹھ گیا حتی کہ سب کاموں کو خدا ہی کیطرف سے دیکھنے لگا غیر خدا سے کوئی کام دیکھتا ہی نہین تو وہ متوکل ہے مگر متوکل کا بہت بلند مقام یہ ہو جو حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہ نے کہا ہو حضرت ابو موسی دبلی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ تعالی سے مین نے پوچھا کہ توکل کیا ہو اونھون نے کہا کہ تم کسے توکل کہتے ہو مین نے کہا کہ شافعی نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہو کہ اگر تیرے داہنے بائین سانپ ہی سانپ اور اژدہے ہی اژدہے ہون تو بھی تیرے دل مین سر مو جنبش اور گھبراہٹ نہ پیدا ہو حضرت ابو یزید نے کہا یہ تو سہل بات ہو مگر میرے نزدیک یہ ہو کہ اگر کوئی شخص اہل دوزخ کو بالکل عذاب مین اور اہل جنت کو نعمت مین دیکھے اور دل سے ان دونون مین فرق کرے وہ متوکل نہین مگر وہ جو حضرت ابو موسی نے کہا وہی توکل کا بہت بلند مقام ہو اور یہ ضرور نہین کہ متوکل حذر نکرے اسواسطے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار مین تھے تو سانپ کے بل مین ایڑی ڈالی تھی حالانکہ وہ متوکل تھے اونھین سانپ سے ہراس نہ تھا بلکہ سانپ کے

خالق سے ڈر تھا کہ سانپ کو قوت اور حرکت دیدے ایسا متوکل سب چیزون مین لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے معنی دیکھتا ہی اور حضرت ابو یزید رحمہ اللہ تعالی کے قول مین اوس ایمان کیطرف اشارہ ہے جو اصل توکل ہے وہ ایمان بہت ہی عزیز الوجود ہی حق تعالی کے حکمت و عدل حکمت و فضل پر وہ ایمان ہوتا ہی کہ بندہ جانتا ہی کہ حق تعالی جو کچھ کرتا ہے وہ ایسا ہی کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے اس لحاظ سے عذاب اور نعمت مین فرق نہین کرتا **اعمال توکل کا بیان** العزیز جانتو کہ حق تعالی نے تین اصلون پر سب مقامات دین کا مدار رکھا علم پر حال پر عمل پر توکل کا علم اور حال تو بیان ہو چکا عمل باقی رہا شاید کوئی یہ خیال کرے کہ شرط توکل یہ ہے کہ بندہ سب کامون کو خدا ہی پر چھوڑ دے اپنے اختیار سے ہرگز کچھ نہ کرے حتی کہ کسب بھی نکرے اور کل کے واسطے کوئی چیز نہ رکھے اور سانپ بچھو شیر سے نہ بھاگے اگر بیمار ہو تو دوا نہ پیے یہ سب باتین خطا ہین اسواسطے کہ خلاف شرع ہین اور توکل کی بنا شرع پر ہی ہے پس مخالف شرع کیونکر ہوگا بلکہ آدمی کا اختیار یا اوس مال کے حاصل کرنے مین ہوگا جو اوسکے پاس نہین ہے یا اوس مال کی حفاظت کرنے مین جو اوسکے پاس ہے یا اوس ضرر سے بچنے مین جو اوسے نہ پہونچا ہو یا اوس ضرر کے زائل کرنے مین جو اوسے پہونچا ہو ان باتون مین سے ہر ہر بات مین توکل کرنیکا جدا جدا ایک حکم ہے ان چارون مقام کو ضرور مفصل بیان کرنا چاہیے پہلا مقام منفعت حاصل کرنے مین ہی یہ تین درجون پر ہے پہلا درجہ یہ ہے کہ عادۃ اللہ مین سکو ئی عادت معلوم ہے کہ اوسکے بغیر کام نہو یا یقین ہے اوسے ترک کرنا دیوانہ پن ہی توکل نہین مثلا کوئی شخص کھانے مین ہاتھ نہ ڈالے اور نوالہ بنا کر منہ مین نہ رکھے کہ خدا خود اوسکا پیٹ بھر دیگا کھانے کو بلا لے وہ خود بخود اوسکے منہ مین چلا جائے یا کوئی شخص نکاح اور جماع نکرے کہ اوسکے اولاد ہو اور سمجھے کہ یہ توکل ہے حقیقت مین یہ حماقت ہی بلکہ جو سبب یقینی ہے اوسمین عمل اور کردار سے توکل نہین ہے علم اور حالت ہی ہے علم یہ ہی کہ آدمی جان لے کہ ہاتھ کھانا قدرت حرکت منہ دانت سب خدا ہی نے پیدا کیا ہے اور حال یہ ہے کہ اوسکے دل کو خدا کے فضل پر بھروسا ہو کھانے اور ہاتھ پر نہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ ہاتھ فی الحال شل ہو جائے اور کوئی کھانا چھین لے پس چاہیے کہ خدا کے فضل پر اور اوسکے پیدا کرنے اور محفوظ رکھنے پر آدمی کی نظر ہو کہ اوسنے کھانا پیدا کرکے محفوظ رکھا اپنے قوت بازو پر نظر نہو دوسرا درجہ وہ اسباب ہین جو یقینی نہون مگر اکثر تو اونکے بغیر مطلب حاصل ہوتا ہو لیکن شاذ و نادر اونکے بغیر مطلب حاصل ہونا ممکن ہو جیسے سفر مین زاد راہ لینا اس سے دست بردار ہونا بھی شرط توکل نہین اسواسطے کہ یہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور اگلے بزرگون کی عادت ہی مگر وہی شخص متوکل ہے جسکے دل کو زاد راہ پر بھروسا نہو کیونکہ شاید یہ زاد راہ چھن جائے بلکہ اس زاد راہ کے پیدا کرنے والے اور محفوظ رکھنے والے پر بھروسا ہو لیکن اگر بے زاد راہ لیے ہوے جنگل بیابان کو جانا درست ہے اور کمال توکل ہی یہ کھانا نہ کھانے کے مانند نہین اسواسطے کہ وہ توکل نہین ہے مگر اوس مسافر کو درست ہے جس مین دو صفتین ہون ایک یہ کہ اتنی قوت حاصل کی ہو کہ اگر ہفتہ بھر کھانا نہ ملے تو بھوکا رہ سکے دوسرے گھاس پات کھا کر مدت تک زندگی بسر کر سکے جب مسافر اس صفت کا ہو تو غالب یہ ہے کہ جنگل بیابان مین وہان سے کھانا پہونچے جہان سے اوسکے گمان مین بھی نہو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ متوکل تھے اور اونمین یہ دونون صفتین بھی تھین جنگل مین تنہا بے زاد راہ جاتے مگر سوئی اور نہرنی اور ڈول رسی اونکے ساتھ رہتا تھا

اسواسطے کہ یہ اسباب یقینی ہین کیونکہ ڈول رسی کے بغیر کوین سے پانی نہین نکلتا اور جنگل بیابان مین ڈول رسی کہان اور جب پٹرا پھٹ جاتا ہے تو سوئی کے سوا اور کسی چیز سے نہین سیا جاتا پس ایسے اسباب کو ترک کرنا توکل نہین بلکہ انہین باین طور توکل ہوتا ہے کہ فضل خدا پر بھروسا ہو ان اسباب پر نہین پس اگر کوئی شخص کسی ایسے غار مین بیٹھ رہے کہ ادھر سے کوئی آتا جاتا نہو اور وہان کھانے کو بھی نہو اور کہے کہ مین توکل کرتا ہون تو یہ حرام ہے اوسنے اپنے تئین ہلاک کیا ہوگا اور حادثہ اللہ وہ نہ جانتا ہوگا اسکی مثال ویسی ہے کہ توکل کی سے ہے جو وکیل کے پاس سجل نہ لیجائے حالانکہ وکیل کی عادت جانتا ہو کہ وہ بے سجل بات تک نہین کرتا اگلے زمانے مین ایک زاہد شہر سے باہر نکلکر ایک غار مین بیٹھ رہا اور توکل کیا تاکہ اوسکا رزق اوسے پہونچے ایک ہفتہ گذرا تھا کہ وہ مرنے کے قریب پہونچا اور کوئی چیز اوسے نہ ملی اوس زمانے کے رسول پر وحی نازل ہوئی کہ اوس آدمی سے کہدو کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک تو شہر مین پھر نہ آئیگا اور خلق مین نہ بیٹھے گا تب تک مین تجھے روزی نہ دونگا جب وہ شہر مین پھر آیا تو ہر جگہ سے چیزین آنے لگین اور اوسکے دل مین یہ خدشہ آیا پھر وحی نازل ہوئی کہ تو نے چاہا تھا کہ اپنے زہد و توکل سے میری حکمت کو باطل کرے تو یہ نہ سمجھا کہ اپنے بندے کی روزی اور بندون کے ہاتھ سے دینا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ مین اپنے دست قدرت سے دون اگر کوئی شخص شہر مین گھر کے اندر چھپ رہے اور دروازہ بند کرلے اور توکل کرے تو یہ حرام ہے کیونکہ اسباب یقینی سے کنارہ کرنا نہ چاہیے لیکن اگر دروازہ نہ بند کرے اور توکل کرکے بیٹھ رہے تو درست ہے بشرطیکہ دروازے کی طرف اوسکی ٹکٹکی نہ بندھی رہے کہ کہین کوئی کچھ لائے اور اوسکا دل لوگون مین نہ لگا رہے بلکہ خدا کے ساتھ دل لگائے ہوئے عبادت مین مشغول رہے اور اسباب کو تحقیق جانے کہ چونکہ اسباب سے اوسنے بالکل کنارہ نہین کیا تو روزی سے محروم نہ رہیگا اس جگہ وہ بات صادق آئی گی جو بزرگون نے کہی ہے کہ اگر بندہ اپنی روزی سے بھاگتا ہے تو روزی اوسے ڈھونڈھتی پھرتی ہے اور اگر حق تعالی سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ مجھکو روزی نہ دینا تو حق تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ اے نادان مین نے روزی دینے کے واسطے کیا تجھے پیدا کیا ہے یہ ہرگز ہونیکا پس توکل باینطور ہوتا ہے کہ آدمی اسباب کو کنارہ نکرے اور اسباب کے سبب سے روزی کو نجانے بلکہ مسبب الاسباب کی طرف سے دیکھے کہ سب بندے خدا کی دی ہوئی روزی کھاتے ہین مگر بعضے سوال کی ذلت سے اور بعضے انتظار کے رنج محنت سے جیسے سوداگر اور بعضے کو شش اور مشقت سے جیسے پیشہ ور اور بعضے عزت کے ساتھ جیسے صوفی کہ خدا ہی کی طرف ٹکٹکی باندھے رہتے ہین جو چیز اونھین پہونچتی ہے حق تعالی ہی کی طرف سے سمجھتے ہین خلق کو درمیان مین نہین دیکھتے تیسرا درجہ وہ اسباب جو قطعی نہون اور اونکی حاجت بھی اکثر ہوتی ہو بلکہ اونھین منجملہ حیلہ و جستجو جانتے ہون کسب کے ساتھ ان اسباب کی نسبت ایسی ہے جیسے بیماری کے ساتھ فال اور منتر اور دوا کی نسبت ہوتی ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متوکلون کا وصف یہ فرمایا ہے کہ وہ منتر اور دوا نہین کرتے یہ نہین فرمایا کہ کسب نہین کرتے اور شہر سے نکل نکلکر جنگل مین بیٹھ رہتے ہین پس اس مقام مین توکل کے تین درجے ہین پہلا درجہ وہ ہے جو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ نے کہا تھا کہ جنگل بیابان مین بے زاد راہ پھرا کرتے یہ درجہ سب سے بلند ہے یہ درجہ اوسوقت حاصل ہوتا ہے جب آدمی بھوکا رہے یا گھاس پات کھائے اگر یہ بھی نہ ملے تو موت کا خوف اوسکے دل مین نہو اور جانے کہ اسی مین میری بہتری ہے

اسواسطے کہ جو شخص زاد راہ لیتا ہے ممکن ہے کہ اوسے چور چرا لیجائین اور وہ شخص جاسکے راہ مین ہمیشہ احتمال نا رہوا کرتی ہین
اوس سے حذر واجب نہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ متوکل کسب بھی نہین کرتا اور جنگل مین بھی نہین جاتا بلکہ کسی شہر کی مسجد مین بیٹھ رہا
ہے مگر لوگون سے امیدوار نہین رہتا بلکہ حق تعالی کے فضل کی امید رکھتا ہے تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ آدمی کسب کرنے باہر نکلے مگر سبب
اور آداب شرع جنکا بیان کسب کے باب مین ہو چکا ہے اونکے موافق کسب کرے اور حیلہ و جستجو اور بڑی تدبیرون اور چالاکی
کے ساتھ روزی پیدا کرنے سے حذر کرے لیکن اگر ایسے اسباب مین مشغول ہوگا تو اوس شخص کے مانند ہوجائیگا جو منتار اور
داغ کرتا ہے توکل نہین کرتا اور کسب سے باز رہنا شرط توکل نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ جو متوکل
تھے اور توکل کا کوئی دقیقہ اونسے نہین چھوٹا جب خلیفہ ہوے کپڑون کا بقچہ اوٹھا کر تجارت کیواسطے بازار جایا کرتے لوگون نے
عرض کیا کہ یا خلیفہ عہد خلافت مین آپ تجارت کیون کرتے ہین فرمایا کہ اگر مین اپنے عیال کو ضائع کرون تو اور لوگون کو
بہت جلد ضائع کرونگا پھر آپ کے واسطے لوگون نے بیت المال سے کچھ معاش مقرر کردی تب سے آپ بدجمعی تمام ہر وقت
خلافت کے کاروبار مین مصروف رہا کرتے تو آپ کا توکل یہ تھا کہ مال و زر کی حرص نکرتے اور جو کچھ حاصل ہوتا اوسے اپنی
پونجی سے نہ جانتے بلکہ یہ سمجھتے کہ خدا کی بخشش ہے اور اپنے مال کو اور مسلمانون کے مال سے زیادہ عزیز نرکھتے حاصل کلام
یہ ہے کہ توکل بے زہد کے نہین ہوسکتا پس زہد شرط توکل ہے اگرچہ توکل شرط زہد نہین حضرت ابو جعفر حذاء خواجہ جنید
رحمہما اللہ تعالی کہ پیر مرد متوکل تھے اونھون نے فرمایا ہے کہ بیس برس تک مین نے اپنے توکل کو پوشیدہ رکھا بازار
مین جاکر ہر روز ایک دینار کماتا اوس مین سے ایک قیراط دیکر حمام نہ جاتا بلکہ سب خیرات کردیتا حضرت جنید اونکے سامنے توکل کا
ذکر نہ کرتے اور کہتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ پیر کے سامنے ایسے مقام کی گفتگو کرون جو اون ہی کا مقام ہے اور وہ صوفی
جو خانقاہ مین گوشہ نشین ہوتے ہین اور اونکے خادم کسب کے واسطے باہر جاتے ہین اونکا توکل ایسا ضعیف ہے جیسے
کسب کرنیوالے کا توکل اور توکل درست ہونے کی بہت سی شرطین ہین لیکن اگر کوئی شخص فتوح کی امید پر بیٹھ رہے
تو یہ توکل کے قریب ہے لیکن جہان وہ بیٹھا ہے اگر وہ جگہ مشہور ہے تو وہ شخص بازاری کے مانند ہے اور اس بات کا
خوف ہے کہ شہرت کی وجہ سے دل کو سکون ہو لیکن اگر اسکی طرف دل ملتفت نہو تو وہ توکل کسب کرنیوالے کے توکل کے
مانند ہوگا اس باب مین اصل یہ ہے کہ آدمی خلائق پر نظر نرکھے اور کسی سبب پر بھروسا کرے مسبب الاسباب ہی پر اعتماد
رکھے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو مین نے دیکھا کہ میرے ساتھ رہنے پر
وہ راضی تھے مگر مین نے اونھین چھوڑ دیا کہ مبادا میرا دل اونپر بھروسا کرکے اونکے سبب سے آرام پائے اور میرا توکل ناقص
ہوجائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالی نے ایک مزدور لگایا اور شاگرد سے فرمایا کہ اسے مزدوری سے کچھ زیادہ دو مزدور
نے قبول نکیا جب وہ مزدور باہر گیا تو امام موصوف نے شاگرد سے کہا کہ اسکے پیچھے جا شاید لیلے شاگرد نے کہا
کیون فرمایا کہ لو سوت اوسنے اپنے دل مین اسکی طمع دیکھی ہوگی اسوجہ سے نہ لیا اب طمع جاتی رہی ہو تو شاید لیلے

غرضکہ کسب کرنیوالے کا توکل یہی ہے کہ پونجی پر دل سے اعتماد نکرے اسکی شناخت یہ ہے کہ اگر مال چوری جائے تو اوس کا دل مکدر نہو اور ورق سے ناامید نہو جائے جب فضل الٰہی کا بہروسا کہتا ہے تو سمجھ لے کہ خدا اوسکی روزی ایسی جگہ سے پہونچائیگا جہان سے اوسکے خیال مین بھی نہین اگر خدا نہ پہونچائے تو سمجھ لے کہ اسی مین میری بہتری ہے یہ حالت پیدا کرنے کی تدبیر العزیز جانتو کہ یہ حالت بہت نادر ہے کہ کوئی شخص مال رکھتا ہو اور وہ مال چوری جائے یا تلف ہو جائے تو اوسکا دل برقرار رہے پراگندہ نہونے پائے اگرچہ یہ حالت نادر ہے مگر محال نہین یہ حالت بایں طور حاصل ہوتی ہے کہ آدمی کو حق تعالیٰ کے کمال فضل و رحمت اور کمال قدرت پر ایمان اور یقین حاصل ہو یہانتک کہ جان لے کہ وہ بہتون کو بے پونجی کے روزی دیتا ہے اور بہت پونجی ایسی ہوتی ہین جنکے سبب سے وہ شخص ہلاک ہو جائے پس اوس پونجی کے ضائع ہو جانے مین خیر ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ رات کو ایسے کام کا خیال کرتا ہے جس مین اوسکی ہلاکت ہو اور حق سبحانہ تعالیٰ عرش پر سے بنظر عنایت اوسکی طرف دیکھتا ہے اور اوسکا وہ کام نہین ہوتا صبح کو وہ شخص غمگین اوٹھتا ہے اور بدگمانی کرتا ہے کہ یہ کام کس نے بگاڑا اور کیون بگاڑا اور اوسے خیال ہوتا ہے کہ پڑوسی نے بگاڑا اور چچازاد بھائی نے بگاڑا حالانکہ خود رحمت خدا اوسکے شامل حال ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے کہ مین اس سے کچھ باک نہین رکھتا کہ صبح کو تھیرا اوٹھون یا امیر اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ خیر کس بات مین ہے اور آدمیکو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ محتاجی کا خوف اور گمان بد شیطان تلقین کرتا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ اور خدا کی نظر عنایت پر اعتماد رکھنا کمال معرفت ہے خصوصاً یہ بات جان لے کہ جنھین کوئی جانتا بھی نہین اون پوشیدہ اسباب سے اکثر روزی پہونچتی ہے اور اسباب پوشیدہ پر بھی اعتماد نکرے بلکہ مسبب الاسباب کی ضمانت پر بھروسا کرے ایک عابد متوکل کسی مسجد مین تھا امام مسجد نے کئی بار اوس سے کہا کہ تو بالکل نادان ہے اگر کچھ کسب کرتو بہتر ہے عابد نے کہا کہ پڑوس کا ایک یہودی روز دو روٹیان پہونچانے کا کفیل ہوا ہے امام نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو کسب نکرنا روا ہے عابد بولا اے جوانمرد اولے یہ ہے کہ تو امامت نکیا کر اسواسطے کہ تیرے نزدیک یہودی کی کفالت خدا کی ضمانت سے قوی تر ہے ایک مسجد کے امام نے کسی شخص سے پوچھا کہ تو دلی کھانے کھاتا ہے اوسنے کہا ٹھہر جا تاکہ جو نمازین تیرے پیچھے پڑھی ہین اونھین قضا کرون اسواسطے کہ تو خدا کی ضمانت پر ایمان نہین رکھتا ہے جن لوگون نے یہ بات آزمائی ہے اونھون نے ایسی جگہ سے فتوحین دیکھین ہین جہان سے امید نہ تھی تھے یہ جو حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا اسپر ان لوگون کا ایمان مضبوط ہو گیا تھا حضرت حذیفہ غشی سے لوگون نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہما اللہ تعالیٰ سے تمنے کیا بات عجیب دیکھی اسواسطے کہ تمنے اونکی خدمت کی ہے اونھون نے کہا کہ مکہ معظمہ کی راہ مین ہم دونون آدمی بہت بھوکے رہے جب کوفے مین پہونچے تو اوسکا اثر مجھ بدن پیدا ہوا حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ بھوک کے سبب سے تجھے ضعف ہو گیا مین نے کہا ہان کہا

قلم دوات اور کاغذ لامین لایا اونھون نے اوس مین یہ لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اسے وہ کہ ہر حال مین تو ہی مقصود ہے اور سب کا اشارہ تیری ہی طرف ہے مین تیرا ثنا خوان اور شاکر اور ذاکر ہون مگر بھوکا پیاسا ہون یہ تین چیزین یعنی ثنا اور فکر اور شکر جو تیرا حق ہے انکا مین ضامن ہون اور دو تین چیزین یعنی کھانا پانی کپڑا دینا جو تیرا حق ہے تو اوسکا ضامن تو یہ لکھکر رقعہ مجھے دیا اور کہا کہ باہر جا اور دل کسی سے نہ لگا پہلے جسے دیکھنا اوسے یہ رقعہ دیدینا مین باہر جو آیا تو ایک شخص کو اونٹ پر سوار دیکھا رقعہ اوسے دیدیا رقعہ پڑھکر وہ رونے لگا اور پوچھا کہ اس رقعہ کا لکھنے والا کہان ہے مین نے کہا مسجد مین اوسنے پھر سو دینار کی تھیلی مجھے دی مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اونھون نے کہا کہ ایک نصرانی ہے حضرت ابراہیم ادہم کی خدمت مین جاکر مین نے سب ماجرا بیان کیا اونھون نے فرمایا کہ اس تھیلی مین ہاتھ نہ لگانا دم پھر مین اس تھیلی کا مالک آیا ہی چاہتا ہے فوراً وہ نصرانی آیا اور حضرت ابراہیم ادہم کے قدم کو بوسہ دیکر ایمان سے مشرف ہوا اور حضرت ابو یعقوب بصری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ مکہ معظمہ مین دس دن تک مین بھوکا رہا آخر بیتاب ہوکر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہون کہ زمین پر ایک شلغم پڑا ہے مین نے اپنے جی مین کہا کہ اسے اوٹھالون میرے دل سے آواز آئی کہ دس دن سے تو بھوکا ہے آخر سڑا ہوا شلغم تجھے نصیب ہوا ہے مین نے ہاتھ کھینچ لیا اور مسجد مین چلا آیا ایک شخص آیا دو نیچا اور پٹاری بھر روغنی بکیان اور شکر اور مغز بادام لاکر میرے سامنے رکھا اور کہنے لگا کہ مین دریا کے سفر مین تھا طوفان جو آیا تو مین نے نذر کی کہ اگر مین سلامت بچون گا تو یہ چیزین اوس درویش کو دونگا جس سے پہلے ملاقات ہو مین نے ہر ایک مین سے مٹھی مٹھی بھر لیکر کہا کہ باقی مین نے تجھے بخشدیا پھر مین نے اپنے دل سے کہا کہ دیکھ تو خدا کیا رزاق مطلق ہے کہ دریا مین ہوا تیری روزی کا بندوبست کر چکا حکم فرمایا اور تو اور جگہ سے تلاش کرتا ہے پس ایسی نادر حکایتون کا معلوم کرنا آدمی کے ایمان کو قوی کرتا ہے

عیالدار کے توکل کا بیان

اے عزیز جانتو کہ عیالدار آدمی کو کسب سے دست بردار ہوکر جنگل بیابان مین پھرنا لائق نہین بلکہ عیالدار کا توکل وہی ہے جو تیسرے درجے مین مذکور ہوا وہ کسب کرنیوالے کا توکل ہے جیسا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کرتے تھے اسواسطے کہ توکل اوسی کو لائق ہے جسمین دو صفتین پائی جائین ایک یہ کہ بھوک پر صبر کرسکے اور جسقدر میسر ہو اوسپر قناعت کرسکے اگرچہ وہ گھاس ہی ہو دوسرے یہ کہ اس بات کا ایمان رکھتا ہو کہ شاید بھوک اور موت میری روزی ہے اور اسی مین میری بہتری ہے مگر عیال کو اس بات پر آدمی مستقل نہین رکھ سکتا بلکہ حقیقت مین اوسکا نفس بھی اوسکے عیال کا حکم رکھتا ہے اگر بھوک پر صبر کی طاقت نہین رکھتا اور مضطرب ہو جائیگا تو اوس شخص کو کسب چھوڑکر توکل نکرنا چاہیے اور اگر عیال بھی صبر کی طاقت رکھے اور توکل کی اجازت دے تو کسب ترک کرنا درست ہے پس فرق یہی ہے کہ اپنے تئین جبراً بھوکا رکھنا درست ہے اور عیال کو بھوکا رکھنا درست نہین اور جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہے اور وہ تقوی اور پرہیزگاری مین مشغول ہوتا ہے تو اگرچہ وہ کسب نکرے مگر اوسکے رزق کے اسباب ظاہر اور مہیا ہو جاتے ہین جیسے وہ بچہ جو انسان کے پیٹ مین کسب سے عاجز ہے حق تعالی اوسے اوسکا رزق ناف کی راہ سے پہونچاتا ہے جب بچہ پیٹ سے نکلتا ہے تو

توحق تعالی ماں کی چھاتیون سے رزق پہونچاتا ہے جب اور کھانا کھا سکتا ہے تو وقت پر دانت پیدا کرتا ہے اور اگر ماں باپ جاتے ہین اور بچہ یتیم رہجاتا ہے تو جسطرح ماں پر شفقت کو مسلط کر دیا تھا کہ اوسے اچھی طرح رکھتی تھی اوسیطرح شفقت کو اورون پر مسلط کر دیتا ہے حتی کہ یتیم پر مہربانی کرنا خلق کے دل مین پیدا ہو جاتا ہے پہلے تو ایک ہی مادر مشفقہ تھی اورون نے بچہ کو اوسی پر چھوڑ دیا تھا جب ماں گذر گئی تو ہزار آدمیون کو اوسپر شفقت کرنے کے واسطے اوٹھا کھڑا کیا جب وہ لڑکا بہت بڑا ہوا اوسے کسب کی قدرت مرحمت فرمائی اور کسب کی خواہش اوسپر مسلط کر دی تاکہ جو شفقت اوسپر تعینات کر دی ہے اوسکے سبب سے وہ اوسطرح اپنی اب غمخواری کرے جسطرح مادر مشفقہ اپنی شفقت سے اوسکی غمخواری کرتی تھی اگر اس خواہش کسب کو حق تعالی اوس سے لیتا ہے تاکہ اپنے کسب سے یتیم ہو کر زہد و تقوی کی طرف متوجہ ہو تو تمام مخلوقات کے دلون کو اوسپر شفقت و مہربانی کرنے سے بھر دیتا ہے حتی کہ سب کہتے ہین کہ یہ مرد خدا کی طرف مشغول ہے جو چیز بہتر اور بہت خوب ہو وہ اسے دینا چاہیے پہلے تو یہ اپنے اوپر اکیلا آپ ہی مشقت کرتا تھا اب تمام خلق اوسپر یتیم کیطرح شفقت کرنے لگتی ہے لیکن اگر وہ کسب کر سکتا ہے اور سستی اور بیہودہ پن مین مشغول ہوتا ہے تو یہ شفقت کی حالت لوگون کے دلون مین نہین پیدا ہوتی اوسے توکل اور ترک کسب درست نہین اسواسطے کہ جب وہ اپنے نفس کی طرف مشغول ہے تو اوسے اپنی غمخواری بھی کرنا چاہیے پس آدمی اگر حق تعالی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے سے یتیم ہو جاتا ہے تو اوسوقت حق تعالے خلق کے دلون کو اوسپر مشفق و مہربان کر دیتا ہے اسی سبب سے ہے کہ کبھی کسینے کوئی متقی ہرگز نہین دیکھا کہ بھوک کے مارے مرگیا ہو پس جو کوئی اس بات مین خوب غور کرے کہ خداوند عالم نے ملک و ملکوت کے کامون کی کیسی تدبیر کی اور کیا خوب انتظام تمام رکھا ہے تو ضرور رہا لضرور اوسے اس آیہ کریمہ کے مضمون کا مشاہدہ ہو جائیگا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا اور سمجھ لیگا کہ خداوند عالم نے مملکت کا ایسا اچھا انتظام کیا ہے کہ کوئی تباہ اور برباد نہ رہے مگر نادر اور وہ بھی اس سبب سے ہوتا ہے کہ اوسکی بہتری اسی مین ہوتی ہے اس سبب سے نہین کہ کسب سے وہ دست بردار ہو گیا اسواسطے کہ جس کسینے بہت سا مال کسب کیا ہو اوسکا بھی تباہ اور خراب ہونا نادر ہے حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے چونکہ یہ حال مشاہدہ سے دیکھا تو کہا کہ مین چاہتا ہون کہ بصرہ کے سب لوگ میرے عیال ہوون اور کہتے ہین کہ ایک ایک دانہ ایک ایک دینار کو ہو جاے حضرت وہب ابن منبہ اور وکیع رحمہ اللہ تعالی کہا کرتے ہین کہ اگر آسمان برسنا اور زمین کانسہ کی ہو اور مین اپنے دل مین اپنی روزی کا رنج دیکھون تو ڈرتا ہون کہ مشرک ہو جاؤن اور حق تعالے نے رزق کو آسمان پر حوالہ کیا ہے تاکہ لوگ جان مین کہ کسیکو اوسپر دسترس نہین لوگون کی ایک جماعت حضرت جنید قدس سرہ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم اپنی روزی ڈھونڈھنے مین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ کہان ہے تو ڈھونڈھو کہا کہ خدا سے مانگیں فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ تمہین بھول گیا ہے تو اوسے یاد دلاؤ کہا توکل کرین اور دیکھین کہ کیا ہوتا ہے فرمایا کہ آزمائش کے طور پر توکل کرنا شک ہے کہا پھر کیا تدبیر ہے فرمایا تدبیر سے دست بردار ہونا پس در حقیقت رزق کے باری مین رزاق مطلق کی ضمانت کافی ہے جسے رزق چاہیے ہو وہ اوسیکی طرف متوجہ ہو جاے دوسرا مقام توکل مین ذخیرہ جمع کرنا ہے

۱۲ اس مضمون کی چار یار زمین پر ہر ایک شہری کے رزق کا ضامن

ایعزیز جانتو کہ جسنے اپنا خرچ یکسالہ جمع کیا وہ درجہ توکل سے گر گیا اسواسطے اوسنے اسباب خفی چھوڑکر اسباب ظاہری پر بھروسا کیا کیونکہ ہر سال مکر رہوتا ہے مگر جس شخص نے وقت پر ضرورت کے قدر کھانے پر جس سے پیٹ بھر جاوے اور ضرورت قدر کپڑے پر جس سے بدن ڈھپ جاوے قناعت کی اوسنے توکل پورا کیا لیکن اگر چالیس دن کی قدر ذخیرہ کر رکھیگا تو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ کہتے ہین کہ اوسکا توکل باطل نہوگا اگر زیادہ جمع کر رکھے گا تو باطل ہو جائیگا اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ کسیقدر ہو ذخیرہ کرنا توکل باطل کر دیتا ہے اور ابوطالب مکی قدس سرہ نے کہا ہے کہ چالیس روز سے زیادہ کے واسطے ذخیرہ کر رکھنے سے بھی توکل باطل نہین ہوتا بشرطیکہ ذخیرہ کر رکھنے پر آدمی بھروسا نکرے حسین مغازنی رحمہ اللہ تعالی حضرت بشر حافی قدس سرہ کے مرید تھے اونھون نے کہا ہے کہ ایکدن ایک ادھیڑ آدمی حضرت بشر حافی کی خدمت مین آیا حضرت بشر حافی نے مٹھی بھر چاندی مجھے دیکر فرمایا کہ بہت اچھا اور خوش مزہ کھانا مول لا حالانکہ کبھی مین نے یہ بات اونسے نہ سنی تھی مین کھانا لایا اونھون نے اوس آدمی کے ساتھ کھایا حالانکہ مین نے کبھی اونھین کسی کے ساتھ کھانا کھاتے نہ دیکھا تھا جب وہ کھاچکر تو اوس مین سے بہت سا کھانا بچ رہا بس وہ ادھیڑ آدمی باقی کھانا سمیٹ کر اوٹھا لیگیا مجھے تعجب ہوا کہ بے اجازت اوسنے ایسا امر کیا حضرت بشر حافی نے فرمایا کہ تجھے تعجب آیا مین نے کہا ہان فرمایا یہ حضرت فتح موصلی تھے آج شہر مین اسی میری ملاقات کو آئے تھے اور کھانا اسواسطے اوٹھا لے گئے تاکہ مجھے تعلیم کر دین کہ جب توکل پورا اور درست ہو تو ذخیرہ کرنا نقصان نہین رکھتا پس حقیقت یہ ہے کہ تھوڑی امید توکل کی اصل ہے اسکا حکم یہ ہے کہ اپنے واسطے ذخیرہ نکرے پس اگر ذخیرہ کرے اور اپنے ہاتھ مین مال کو ایسا جانے جیسا خزانۂ خدا مین اور لوسپر بھروسا نکرے تو توکل باطل نہین ہوتا یہ جو ہمنے کہا یہ مرد مجرد حکم کا ہے اور عیالدار اگر خرچ یکسالہ ذخیرہ کر رکھے تو بھی اوسکا توکل باطل نہوگا لیکن اگر زیادہ جمع کر رکھیگا تو البتہ توکل جاتا رہیگا جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عیال کے لیے اونکے ضعف دل کے سبب سے قوت یکسالہ رکھتے تھے اور اپنے واسطے صبح سے شام تک کا بھی قوت نہ چھوڑتے تھے حالانکہ اگر آپ رکھ چھوڑتے تو آپکے توکل مین کچھ نقصان نکرتا اسواسطے کہ اوسکا آپکے ہاتھ مین ہونا اور غیر کے ہاتھ مین ہونا آپ کے نزدیک یکسان تھا مگر خلق کو اوسکے درجے ضعف کے موافق آپ نے تعلیم فرمادیا حدیث شریف مین ہے کہ اصحاب صفہ مین ایک صحابی نے انتقال کیا اونکے کپڑے مین لوگون نے دو دینار پائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو داغ ہونگے اسمین دو احتمال ہین ایک یہ کہ اوسنے دفنا سے اپنے تئین مجرد ظاہر کیا اور عذاب کے طور پر آگ کے یہ دو داغ ہون دوسری یہ کہ اوسنے دفنانہ کی ہو مگر ذخیرہ کرنے سے اوسکے درجے کو اوس جہان مین گھٹا دیا ہو جسطرح چہرے پر دو داغ ہونے سے جمال مین نقصان آجاتا ہے جیسا کہ دوسرے درویش کے حق مین فرمایا تھا یعنی جب اوسنے انتقال کیا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کا سا ہوگا اور اگر ایک خصلت اس مین نہوتی تو آفتاب کے مانند ہوتا وہ خصلت یہ تھی کہ ایک جزا دل دوسرے جاڑون تک رکھتا تھا اور ایک گرمی کے کپڑے دوسری گرمی کی فصل تک رکھ چھوڑتا تھا اور فرمایا کہ

کہ یقین و صبر سب چیزون سے کم تمھین ملے ہین یعنی کپڑا رکھہ چھوڑنا یقین کم ہونے کے سبب سے ہوتا ہے مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ دسترخوان کھڑا لوٹا کٹورا اور جو چیزین ہمیشہ کام آتی ہین انکا رکھہ چھوڑنا درست ہے اسواسطے کہ عادۃ اللہ یون جاری ہے کہ روٹی کپڑا ہر سال اور ہی وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر یہ برتن وغیرہ ہر گھڑی نہین پیدا ہوتے اور عادۃ اللہ کے خلاف کرنا درست نہین لیکن گرمی کے کپڑے جاڑون مین کام نہین آتے اور اونکا رکھہ چھوڑنا ضعف یقین سے ہوتا ہے **فصل** الیعزیز جانتو کہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر ذخیرہ نکر رکھیگا تو اوسکا دل مضطرب ہوگا اور خلق سے امیدوار رہیگا ایسے آدمی کو ذخیرہ کر رکھنا اولتر ہے بلکہ اگر ایسا ہو کہ اوسکا دل مطمئن نہ رہے اور ذکر و فکر مین مشغول نہو سکے مگر بقدر کفایت زمین رکھنے سے مطمئن اور مشغول ہو تو اوسے بھی اولتر ہے کہ بقدر کفایت زمین رکھے اسواسطے کہ ان سب باتون سے دل ہی مقصود ہے تاکہ حق تعالی کے ذکر مین ڈوبا رہے اور بعضے دل ایسے ہوتے ہین کہ مال کا ہونا اونھین یاد خدا سے باز رکھتا ہے اور مفلسی مین تسکین حاصل ہوتی ہے ایسا دل بہت شریف ہوتا ہے اور بعض دل ایسا ہوتا ہے کہ قدر کفایت کے بغیر اوسے تسکین نہین ہوتی ایسے شخص کو زمین رکھنا اولتر ہے لیکن اگر تجمل اور شان و شوکت زیادہ ہونے کے بغیر دل کو تسکین نہو تو ایسا دل دینداروں کے دلون مین سے نہین ہے اور اوسکا کچھ حساب نہین **تیسرا مقام** اوس اسباب کا بیان جنسے رفع ضرر ہو الیعزیز جانتو کہ جو سبب یقینی یا اکثر ہوتا ہے اوس سے حذر کرنا شرط توکل نہین ہے بلکہ متوکل اگر دروازہ بند کر کے قفل لگا دے تاکہ چور مال نہ لیجائے تو توکل باطل نہوگا اور ہتھیار سنبھالکر دشمن سے بچے تو بھی توکل باطل ہوگا اور اگر لبادہ پہنے تاکہ سردی نہ معلوم ہو تو بھی توکل باطل نہوگا لیکن اگر مثلاً سیر ہو کر کھانا کھائے تاکہ حرارت دینی غالب ہو جاے اور سردی نہ معلوم ہو تو ایسے باریک اسباب توکل کو توڑ ڈالتے ہین جیسے داغ اور منتر مگر جو چیز اسباب ظاہر مین سے ہے اوس سے دست بردار ہونا شرط توکل نہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ایک اعرابی حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو نے اونٹ کیا کیا اوسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین نے اوسے چھوڑ دیا اور توکل کیا فرمایا اوسے باندھ اور توکل کر لیکن اگر آدمی سے کوئی رنج پہونچے اوسکا متحمل ہونا اور اوسے دفع نکرنا منجملہ توکل ہے جیساکہ حق تعالی نے فرمایا وَدَعْ اَذٰهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ اور فرمایا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ لیکن اگر سانپ بچھو درندون سے رنج پہونچے تو صبر کرنا نہ چاہیے دفع کرنا چاہیے پس جسنے دشمن سے بچنے کے واسطے ہتھیار سنبھالا وہ بین طور متوکل ہوتا ہے کہ اپنے قوت بازو اور ہتھیار پر بھروسا نکرے اور جب گھر کے دروازے مین قفل چڑھا دیا تو قفل پر بھروسا نکرے اسواسطے کہ بہتیرے قفل چور کو دفع نہین کرتے اور متوکل کی علامت یہ ہے کہ اگر گھر مین جائے اور چور مال لے گیا ہو تو قضای الٰہی پر راضی رہے رنجیدہ نہو بلکہ جب باہر جانے لگے تو زبان حال سے کہے کہ اے اللہ مین اسواسطے قفل نہین لگاتا ہون کہ تیری مشیت اور قضا کو دفع کرون اسلیے لگاتا ہون کہ تیری عادت کی موافقت کرون اگر اس مال پر تو کسیکو مسلط کر دیگا تو مین تیرے حکم سے راضی ہون اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ یہ مال اور کسیکی

۱۲ از نور بخش کہا ہے اویس نے یہ تفسیر دی ہے اور ظاہری پر رہا ہے کہ توکل کرین توکل کرنیوالے ۱۲

دنیا کے واسطے تو نے پیدا کرکے عاریۃً مجھے سپرد کیا ہے یا میری ہی ضروری کے لیے پیدا کیا ہے پس اگر گھر کا دروازہ بند کرکے
اور پھر اگر مال کو گھر مین نہ دیکھے اور رنجیدہ ہو تو اسکا نتیجہ یہی ہے کہ جان لے کہ میرا توکل درست نہین توکل کا جو خیال آیا تھا
شیطان نے دھوکا دیا تھا لیکن اگر چپ رہے اور گلہ نہ کرے تو بارے صبر ہی کا درجہ پایا اور شکایت کرنے پر مستعد ہوگا اور چور
کو بددعا دیکر گنہگار ہوگا تو صبر کے مرتبے سے بھی گر گیا اور جان لے کہ مین نہ صابرون مین سے ہون نہ متوکلون مین سے
پس جب تو توکل کا دعوی تو بالای طاق رکھے بغیر اوسنے چور سے یہی بڑا فائدہ ہوا **سوال** اگر کوئی کہے کہ وہ اگر مال کا محتاج نہ ہوتا
تو دروازہ نہ بند کرتا اور مال کی حفاظت نہ کرتا جب اوسنے اپنی حاجت کے واسطے مال کی حفاظت کی اور چور چورا
لیگئے تو کیونکر ممکن ہے کہ رنجیدہ نہو **جواب** یہ ہو کہ اسطرح ممکن ہو کہ جب تک وہ مال خدا نے اوسے دیا تھا تو وہ خیال کرتا تھا کہ میری بھلائی اسی مین
ہو کہ میرے پاس ہو اور اس بھلائی کی علامت یہ ہو کہ خدا نے وہ مال اوسے دیا تھا اب اوسکی بھلائی اسی مین ہو کہ اوسکے پاس
نہ رہے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ خدا نے اوس سے لے لیا پس دونون حالتون مین اپنی بھلائی کی وجہ سے خوش ہے
اور اس بات کا ایمان لائے کہ حق تعالی اوسکے حق مین وہی کرتا ہے جس مین اوسکی بھلائی ہے، وہ اپنی بھلائی نہین جانتا خدا ہی
خوب جانتا ہو اسکی مثال اوس بیمار کی سی ہے جسکا پدر مشفق طبیب ہو اگر اوس بیمار کو گوشت کھلاتا ہے تو بھی وہ بیمار
ناخوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مین میری تندرستی کے آثار نہوتی تو یہ کھانا نہ دیتا اور اگر گوشت اوسکے ہاتھ سے چھین لیتا ہو
تو بھی وہ بیمار خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ گوشت میرے حق مین مضر نہوتا تو یہ چھین نہ لیتا آدمی کو جب تک یہ ایمان
نہو تب تک اوس سے توکل نہو گا توکل کا دعوی بیجا اور بے اصل ہوگا **متوکل کے آداب** العزیز جانتو کہ جب مال چوری
جائے تو متوکل کو چاہیے کہ چھ آداب بجالائے بھلا ادب یہ ہو کہ دروازہ بند کرنے مین بہت مبالغہ اور اصرار نکرے اور
بہت سی زنجیرین اور قفل نہ لگائے اور پہرہ داروں سے نگہبانی نہ چاہے مگر آسانی کرے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ
تعالی گھر کے دروازے پر تاگا باندھتے اور کہتے کہ اگر کتے کے آنیکا اندیشہ نہوتا تو مین تاگا بھی نہ باندھتا دوسرا ادب یہ ہے
کہ جس مال کو یقین جانے اور سمجھے کہ چور اسکے لالچ مین آئیگا اوسے گھر مین نہ رکھے اسواسطے کہ وہ گناہ کی طرف چور کی
ترغیب کا سبب ہوگا مغیرہ نے حضرت مالک دینار قدس سرہ کو زکوۃ کا مال بھیجا اونھون نے تھوڑی دیر کے بعد وہ مال
پھیر بھیجا کہ اپنا مال لیلو اسواسطے کہ شیطان میرے دل مین وسواس ڈالتا ہے کہ چور لیجائیگا اونھون نے یہ نہ چاہا کہ میرے
دل مین وسواس رہے اور چور گناہ مین مبتلا ہو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی نے جب یہ حال سنا تو فرمایا یہ صوفیون
کی بزدلی ہے مالک دینار دینا کے باب مین زاہد ہین اونھین اس سے کیا کہ چور لیجائیگا یہ خیال کامل ہے تیسرا ادب یہ ہے
کہ جب ابر گنا توبہ نیت کرے کہ اگر میرا مال چور لیجائیگا تو اوسے مبارک ہو اوسکے واسطے بحل اور مباح ہے تاکہ شاید چور محتاج
ہو اور اوسکا کام نکلے اور اگر تونگر ہو تو شاید اس مال کے سبب سے اور کسی مسلمان بھائی کا مال نہ چرائے اور اس شخص کا مال
اور مسلمان پر سے صدقہ ہو جائے یہ بات چور پر بھی مہربانی ہے اور اور مسلمان بھائیون پر بھی اور یہ جان لے کہ اس نیت

کے سبب سے خدا کی مشیت نہین بدل جاتی چور چور لیجائے خواہ نہ چور لیجائے اوسے صدقے کا ثواب حاصل ہوگا ایک درہم کے عوض سات سو درہم اسواسطے کہ وہ تو اپنی نیت کرچکا جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص اپنی جورو سے صحبت کرنے مین عزل نکریگا اور نطفہ ڈال دیگا تو فرزند پیدا ہو خواہ نہ پیدا ہو اوسکے واسطے ایسے ایک غلام کا ثواب لکھتے ہین جو راہ خدا مین جنگ کرے حتی کہ کفار اوسے شہید کرڈالین یہ ثواب اسواسطے ہے کہ جو کام اوسکے ذمے تھا اوسنے تو ادا کیا اگر فرزند ہوتا تو اوسکا پیدا کرنا اور زندہ رکھنا اوس شخص کے اختیار مین نہ تھا اوسکا ثواب و عذاب اوسکے افعال پر ہوتا چوتھا ادب یہ ہے کہ مال چوری جانے سے رنجیدہ نہو اور جان لے کہ میری بہتری اسی مین تھی کہ چور لیجائین اور اگر کہ چکا ہو کہ یہ مال مین نے فی سبیل اللہ کیا تو اوسے تلاش نکرے اور اگر اوسے پھیر دین تو نہ لے اور اگر لے لیگا تو اوسی کا مال ہے فقط نیت کرنے سے ملک سے نکل نہین جاتا لیکن پھیر لینا مقام توکل مین خوب بات نہین ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کا ایک اونٹ چور لیگئے آپ نے اوسے ڈھونڈھنا شروع کیا حتی کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے تو کہا فی سبیل اللہ اور مسجد مین آکر نماز پڑھنے لگے ایک شخص نے آکر کہا کہ اونٹ فلانی جگہ ہے آپ نے ڈھونڈھنے کے واسطے جوتے مین پاؤن ڈالا اور استغفر اللہ کہکر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ مین نے فی سبیل اللہ کہا تھا اب اوسکے قریب بھی نہ جاونگا ایک بزرگ کہتے ہین کہ مین نے خواب مین ایک سلمان بھائی کو بہشت مین غمگین دیکھا پوچھا تو کیون دلگیر ہے بولا قیامت تک یہ غم میری ساتھ رہیگا اسواسطے کہ علیین مین ایسے مقامات بلند مجھے دکھائے گئے کہ تمام بہشت مین ویسے نہ تھے مین خوش ہوکر اون مقامات کا قصد کیا ندا آئی کہ اس شخص کو خیال دو کیونکہ یہ مقامات اون لوگون کے واسطے ہین جنھون نے سبیل جاری رکھی ہے یعنی پھیل جاری رکھنا کیا ہے جواب ملا کہ تو نے کہا تھا کہ فلانی چیز فی سبیل اللہ ہے پھر اوسکا زیادہ نہ کیا اگر تو نے اپنا قول پورا کیا ہوتا تو یہ مقامات بھی سب تجھ دیے جاتے ایک شخص مکہ معظمہ مین سوتے سوتے بیدار ہوا تو روپیہ بھری ہوئی ہمیانی کھلی تھی ایک عابد بزرگ وہان تھا اوسنے اوسکی تعمیر کا کافی عابد نے ہمیانی کے مالک کو اپنے گھر لیجاکر پوچھا کہ ہمیانی مین کتنا پیسہ تھا اوسنے جسقدر بتایا عابد نے اوسقدر اوسنے دیا وہ جیب روپیہ لیکر جارہا تو سنا کہ اوسکے کسی یار نے دلگی سے اوسکی ہمیانی لے لی ہے وہ پھرا اور عابد کے پاس روپیہ پھیر لیگیا چند کہا کہ اپنا روپیہ پھیر لو مگر عابد نے قبول نہ کیا اور کہا کہ مین نے اپنی نیت مین اس روپیہ کو فی سبیل اللہ کردیا ہے آخر کو کہا کہ اچھا یہ روپیہ درویشون کو دیدیا جائے وہ روپیہ سب درویشون کو دیدیا اسیطرح مثلاً اگر کوئی شخص روٹی فقیر کو دینے لیگیا اور فقیر چلدیا تو بزرگان سلف نے اوس روٹی کو گھر پھیر لیجاکر کھانا کھا جاتا ہے اور کسی دوسرے فقیر کو وہ روٹی دیدی ہے پانچوان ادب یہ ہے کہ ظالم چور کے واسطے بددعا نکرے کیونکہ اس سے توکل بھی باطل ہوجاتا ہے زہد بھی اس لیے کہ جو شخص گذشتہ پر تاسف کرے وہ زاہد نہین حضرت بیع ابن خثیم قدس سرہ کا ایک گھوڑا جو کئی ہزار درم قیمت کا تھا چور لیگئے حضرت بیع نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ لیے جاتے ہین لوگون نے کہا کہ پھر آپ نے کیون لیجانے دیا فرمایا کہ مین جس کام مین تھا اوسے گھوڑے سے زیادہ وہ مت رکھتا ہون یعنی نماز مین تھا پھر چور کے واسطے

لوگ بد دعا کرنے لگے فرمایا کہ بد دعا نہ کرو اسواسطے کہ مین نے اوسے مباح اور حلال کردیا اور اوسے صدقے مین دیدیا ایک بزرگ سے لوگون نے کہا کہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کیجیے فرمایا کہ اوسنے اپنے اوپر ظلم کیا ہے مجھپر نہین اوسے وہی شرکفایت کرتا ہی مین زیادہ بار شہ اوسپر نہین رکھ سکتا حدیث شریف مین ہے کہ بندہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کرتا ہے اور برا کہتا ہے حتی کہ اپنے حق کا پورا قصاص لے لیتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم کا حق اوسپر کچھ اولٹا باقی ہجاوے چھٹا ادب یہ ہے کہ چور کے واسطے ازراہ مہربانی رنجیدہ ہونا چاہیے کہ اوسسے گناہ سزد ہوگیا اور وہ اوسکے عذاب مین گرفتار ہوگا اور شکر کرے کہ مین مظلوم ہون ظالم نہین اور وہ نقصان مال ہی مین ہوا دین مین نہین ہوا اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا دل ایسے آدمی کے واسطے رنجیدہ ہو جو گناہ کو حلال سمجھا وہ شخص خلق کی نصیحت اور شفقت سے دست بردار ہوگیا حضرت فضیل نے اپنے بیٹے علی رحمہما اللہ تعالی کو دیکھا کہ اونکا مال چور چرا لیگئے تھے اور وہ رو رہے ہین پوچھا کہ تم اپنے مال کے واسطے روتے ہو کہا نہین مین اوس غریب مسکین کے حال پر روتا ہون جسنے ایسا بڑا کام کیا اور قیامت مین اوسے عذر و حجت کا محل ہوگا چوتھا مقام بیماری کے علاج مین اور جو خرچ حاصل ہوا ہو اوسکے دفع کرنے کے بیان مین العزیز چاہیے تو کہ علاج کے تین درجے ہین ایک یقینی جیسے سوتی سے بھوک کا علاج اور پانی سے پیاس کا علاج اور جو آگ نہین لگی ہو پانی ڈال دینے سے اوسکا علاج ایسے علاجون سے دست بردار ہونا منجملہ توکل نہین بلکہ حرام ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ علاج نہ یقینی ہو نہ ظنی مگر احتمال ہو کہ اثر کریگا جیسے مستعمل داغنا فال اس علاج سے دست بردار ہونا توکل ہے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ ایسی چیزون کو اسباب مین مبالغہ کرنے اور اون چیزون پر بھروسا کرنے کی علامت ہو اور انمین سب سے بڑھکر داغنے سے پرہیز اور سب سے کمتر فال ہے کہ اوسے طیر کہتے ہین تیسرا درجہ ان دونون درجون کے درمیان مین ہے وہ علاج ہے کہ یقینی وہ نہو مگر ظن غالب ہو جیسے فصد کھلوانا یا پچھنے لگوانا مسہل پینا اور سردی سے گرمی کا علاج کرنا اور گرمی سے سردی کا علاج کرنا ان سے دست بردار ہونا حرام ہے نہ یہ شرط توکل مین بعض اوقات انکا کرنا نہ کرنے سے اولی تر ہوتا ہے اور بعض اوقات نہ کرنا کرنے سے اولی تر ہوتا ہے انکا ترک شرط توکل نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ قول و فعل مین قول یون ہین کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اے بندگان خدا دارو کا استعمال کرو اور فرمایا ہے کہ کوئی بیماری ایسی نہین جسکی دوا نہو مگر موت لیکن کبھی لوگ جانتے ہین کبھی نہین جانتے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دارو اور منتر کیا تقدیر الہی کو پھیر دیتے ہین فرمایا کہ یہ بھی تقدیر الہی مین اور فرمایا ہے کہ مین ملائکہ کی جس قوم کی طرف گذرا اوس نے کہا کہ آپ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم کیجیے اور فرمایا ہے کہ سترون اور اونیسون اور اکیسون تاریخ پچھنے لگوایا کرو کہ ایسا نہو کہ غلبہ خون تمھین ہلاک کرے اور فرمایا ہے کہ خدا کے حکم سے خون ہلاکت کا سبب ہوا بدن سے خون نکلوانے اور کپڑے سے سانپ نکالنے یا گھر مین آگ لگی ہوئی بجھانے مین کچھ فرق نہین اسواسطے کہ یہ سب موجب ہلاکت ہین اور انکا ترک کرنا شرط توکل نہین اور فرمایا ہے کہ منگل کے دن سترون تاریخ پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کو دور کرتا ہے حدیث منقطع مین یہ روایت ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالی عنہ کو فصد کھلوانیکا حکم فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھ مین درد تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ف

نے فرمایا کہ یہ نہ کھانا یعنی رطب اور یہ کھاؤ یعنی ورق چقندر کشک جو کے ساتھ پکا کر اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری آنکھ دکھتی ہے اور تم خرما کھاتے ہو انھوں نے مزاحاً عرض کیا کہ یا رسول اللہ جدھر کی آنکھ میں درد ہے ادھر کے گلے سے نہیں کھاتا دوسرے کلے سے کھاتا ہوں آپ ہنس دیئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل یہ ہیں کہ آپ ہر شب چشم مبارک میں سرمہ لگاتے اور ہر مہینے میں پچھنے لگواتے اور ہر سال میں دانو شتر فرماتے اور جب وحی نازل ہوتی تو سر مبارک میں درد ہونے لگتا آپ مہندی لگا لیتے اور جب کسی مقام پر جسم مبارک میں زخم ہو جاتا تو آپ وہاں پر مہندی رکھ لیتے اور اکثر زخم پر مٹی ڈال لیتے اور طب النبی ایک کتاب علما نے جمع کی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک بیماری ہوئی بنی اسرائیل نے کہا کہ فلانی چیز اوسکی دوا ہے فرمایا کہ میں دوا نہ کرونگا تاکہ شافی مطلق خود شفا عطا فرمائے وہ بیماری بڑھی لوگوں نے کہا کہ اسکی دوا مشہور اور مجرب ہے اوسکے استعمال سے آدمی فوراً اچھا ہو جاتا ہے فرمایا مجھے نہیں منظور بیماری باقی رہی وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک تو دوا نہ کھائے گا صحت نہ دونگا آپ نے دوا کھائی اور صحت پائی آپ کے دل میں کچھ خطرہ آیا وحی آئی کہ اے موسیٰ تو نے کیا چاہا تھا کہ اپنے توکل سے میری حکمت کو باطل کر دے دواؤں میں میرے سوا اور کسنے منفعتیں رکھی ہیں ایک نبی علیہ السلام نے اپنے ضعف کی شکایت کی وحی آئی کہ گوشت کھا دودھ پی ایک قوم نے اپنے زمانے کے رسول سے اپنی اولاد کے بدصورت ہونے کی شکایت کی وحی آئی کہ ان لوگوں سے کہدو کہ انکی عورتیں ایام حمل میں بھی کھائیں تو اونکی اولاد خوبصورت ہوگی عورتیں ایام حمل میں بھی اور ایام نفاس میں رطب کھانے لگیں پس ان سب روایتوں سے معلوم ہوا کہ بسط رکھانا پانی بہت سیری ہے اوسیطرح دوا موجب شفا ہے اور سب کچھ مسبب الاسباب ہی کی تدبیر سے ہے حدیث شریف میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ بیماری کسکے سبب سے ہے اور شفا کسکے سبب سے ارشاد ہوا کہ دونوں میرے حکم سے ہیں عرض کیا کہ پھر طبیب کس کام آتا ہے ارشاد ہوا کہ طبیب اسواسطے ہے کہ علاج کے ذریعے سے روزی کھائیں اور میرے بندوں کو خوشدل رکھیں پس علاج کے باب میں بھی توکل علم اور حال سے ہے کہ آدمی دوا پیدا کرنیوالے پر بھروسا رکھے دوا پر نہیں اسواسطے کہ بہتوں نے دوا کھائی اور ہلاک ہو گئے **فصل** العزیز جانتو کہ دفع مرض کے واسطے داغ دینا بھی بعضوں کی عادت ہو لیکن یہ فعل کہ نادرجہ توکل سے آدمی کو گرا دیتا ہی بلکہ اس فعل کی خود ممانعت آئی ہے اور سنت کی ممانعت نہیں ہے اسواسطے کہ آگ سے جلانے میں زخم خطرناک ہوتا ہے اور آگ کے سرایت کر جانے میں خوف ہے یہ قصد اور پچھنے کے مانند نہیں اور اوسکا نفع بھی قصد اور پچھنے کے نفع کے مثل نہیں ظاہر ہوتا اور دوسرا علاج بھی اوسکی عوض ہو سکتا ہے حضرت عمران الحصین رحمہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بیماری ہوئی لوگوں نے کہا کہ داغ لیجیے انھوں نے نہ داغا لوگوں نے جب بہت منت وسماجت کی تو انھوں نے داغ لیا بعدہ کہتے تھے کہ قبل ازیں میں ایک نور دیکھتا تھا اور ایک آواز سنتا تھا اور ملائکہ مجھے سلام علیک کیا کرتے تھے جیسے میں نے یہ داغ لیا ہے وہ سب باتیں جاتی رہیں پھر توبہ اور استغفار کی پھر مطرف

ابن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا کہ مدت کے بعد حق تعالیٰ نے وہ کرامت پھر مجھے عنایت فرمائی یہ بیان کہ بعضے احوال مین دوا نہ کھانا اولیٰ ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے مخالف نہین ایعزیز جانتو کہ اکثر بزرگون نے علاج نہین کیا شاید کوئی شخص اعتراض کرے کہ اگر علاج نہ کرنے مین کمال ہوتا تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوا نہ کھاتے ایعزیز یہ اعتراض باینطور اوٹھہ جائیگا کہ تو جان لے کہ دوا نہ کھانیکے چھہ سبب ہوتے ہین پہلا سبب یہ ہے کہ وہ شخص صاحب کشف ہو اور اوسے معلوم ہوگیا ہو کہ موت آپہونچی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگون نے جب کہا کہ اگر طبیب کو بلا ئیے تو کیا مضائقہ ہے آپ نے فرمایا کہ طبیب مجھے دیکھکر کہہ چکا ہے کہ اِنِّیْ اَفْعَلُ مَا اُرِیْدُ یعنی مین جو چاہتا ہون وہی کرتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ بیمار خوف آخرت مین مشغول ہو اور اوسکے دل مین علاج کا خیال ہی نہ آئے جیساکہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیماری کی حالت مین لوگون نے پوچھا کہ تم کس سبب سے نالان ہو کہا گناہون کے سبب سے پوچھا کس چیز کی آرزو رکھتے ہو کہا رحمت خدا کی پوچھا طبیب کو بلائین کہا مجھے طبیب ہی نے بیمار کیا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درد چشم تھا لوگون نے کہا تم علاج کیون نہین کرتے جواب دیا کہ مین علاج سے بڑھکر ایک شغل رکھتا ہون اوسکی مثال ایسی ہے جیسے کسیکو پادشاہ کے پاس لیے جاتے ہین تاکہ پادشاہ اسے سیاست کرے اور کوئی شخص اوس سے کہے کہ تو روٹی نہین کھاتا اور وہ جواب دے کہ بھوک کی کیا پروا ہے تو اوسکا یہ کہنا روٹی کھانیوالے پر طعن نہین ہوتا اور اس کہنے مین روٹی کھانیوالے کی مخالفت نہین ہوتی اور یہ مستغرق آدمی ایسا ہوتا ہے جیسا حضرت سہل رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ قوت کیا ہے کہا حی قیوم کا ذکر کہا ہم قوام کو پوچھتے ہین جواب دیا کہ قوام علم ہے کہا کہ ہم غذا پوچھتے ہین جواب دیا کہ غذا ذکر ہے کہا کہ ہم طعام بدن کو پوچھتے ہین فرمایا کہ بدن سے دست بردار ہو اور اوسے صانع کے سپرد کرو تیسرا سبب ہے کہ وہ بیماری دیرپا ہو اور بیمار کے نزدیک اوسکا علاج افسون کے مثل ہو یعنی اوسکی منفعت نادر ہو جو شخص طب نہین جانتا وہ اکثر دوا کو ایسا ہی سمجھتا ہے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ اپنی بیماری کی دوا کرون پھر مین نے خیال کیا کہ عاد اور ثمود اور جو لوگ گذر گئے ہین اونمین بہتیرے طبیب تھے باین ہمہ وہ سب مر گئے اور طب سے کچھ فایدہ نہوا ظاہر امعلوم ہوتا ہے کہ طب کو وہ اسباب ظاہر سے نہ سمجھے تھے چوتھا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ نہ چاہے کہ میری بیماری جاتی رہے تاکہ اوسے بیماری کا ثواب حاصل ہوا کرے اور اپنے صبر کی آزمائش کیا کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ بندے کو بلا سے اسطرح آزماتا ہے جیسے سونے کو آگ سے آزماتے ہین کوئی سونا تو خالص نکلتا ہے اور کوئی خراب حضرت سہل رحمہ اللہ تعالیٰ اوروں کو دوا کا حکم کرتے اور خود ایک بیماری مین مبتلا تھے اوسکی دوا نکرتے اور کہتے کہ بیماری پر راضی ہوکر میٹھے میٹھے نماز پڑھنا تندرستی کے ساتھ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے افضل ہے پانچوان سبب یہ ہے کہ بیمار بہت گناہ رکھتا ہو اور چاہے کہ بیماری اون گناہون کا کفارہ ہوجائے اسواسطے کہ حدیث شریف مین

مین آیا ہے کہ بندے کو تپ لاحق رہتی ہے تاکہ اوسے گناہ سے پاک کردے حتی کہ اوسپر کوئی گناہ نہین باقی رہتا جسطرح
اوسلے پر کچھ گرد نہین ہوتی حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بدن کی بیماری اور مالکی مصیبت مین کفارہ ہونے
کی امید پر خوش نہ ہے وہ عالم نہین حضرت موسی علیہ السلام نے ایک بیمار کو دیکھکر جناب الٰہی مین عرض کیا کہ بار خدایا اوسپر
رحم کر ارشاد ہوا کہ اور کیونکر اوسپر رحم کرون مین تو اوسی بیماری کے سبب سے اوسپر رحم کر رہا ہون سو اوسکو کہ اوسکے گناہون کا کفارہ
اور اوسکی ترقی مدارج بیماری کی وجہ سے کرتا ہون چھٹا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ جانے کہ تندرستی غفلت اور اترانے اور سرکشی کا
سبب ہوتی ہے اور چاہے کہ بیماری باقی رہے تاکہ غفلت نہ آنے پائے اور حق تعالی جسکی بھلائی چاہتا ہے اوسکو بیماری
کے سبب سے ہمیشہ متنبہ رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ مسلمان تین چیزون سے خالی نہین رہتا محتاجی
بیماری ذلت سے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے کہ بیماری میری قید ہے اور محتاجی میرا قید خانہ ہے
اپنی قید اور اپنے قید خانے مین اوسکو رکھتا ہون جسے دوست رکھتا ہون پس جو کہ تندرستی گناہون کی طرف کھینچتی ہے
تو بیماری ہی مین خیریت ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے کچھ لوگون کو راستہ دیکھکر پوچھا کہ یہ کیا ہے اور لوگون
نے کہا کہ آج انکی عید کا دن ہے فرمایا کہ جسدن ہم گناہ نکرین وہی ہماری عید کا دن ہے ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا
کہ کیسے ہو اوسنے جواب دیا بخیریت ہون کہا جسدن تم گناہ نہین کرتے اوسدن بخیریت ہو اور اگر کرتے ہو تو
زیادہ سخت اور کون بیماری ہے بزرگون نے کہا ہے کہ فرعون نے اس سبب سے خدائی کا دعوی کیا اور اوسے
اور اوسے نہ دردسر ہوا نہ تپ آئی اگر اوسے ساعت بھر آدھا سیسی کا درد ہوتا تو ہرگز ایسا دعوی نہ کرتا بزرگون نے
کہا ہے کہ بندہ جب ایکدن بیمار ہوتا ہے اور توبہ نہین کرتا تو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہین کہ او غافل کہ میا
مین نے اپنا قاصد تیرے پاس بھیجا اور تجھے کچھ فائدہ نہوا اور بزرگون نے کہا ہے کہ یہ چاہیے کہ بندہ مومن چالیس سال
رنج یا بیماری یا خوف یا نقصان سے خالی نہ ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہا
لوگون عرض کیا کہ یا رسول اللہ اوسے کبھی بیماری نہین ہوتی اور سمجھے کہ یہ تعریف ہو آپ نے فرمایا تو مجھے اوسکی خواہش نہین
ایک دن جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صداع کا ذکر کرتے تھے ایک اعرابی نے کہا صداع تو کیا چیز ہے مجھے کبھی بھی بیماری
نہین ہوئی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے دور ہو جسے ایک دوزخی دیکھنا منظور ہو اوس سے کہدو کہ اس اعرابی کو دیکھ لے
ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ
کسیکو شہید کا درجہ بھی ہوتا ہے فرمایا ہان اوس شخص کو ہوتا ہے جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرے اور اسمین کچھ شک نہین کہ
بیمار بیس بار سے زیادہ دن بھر مین موت کو یاد کرتا ہے پس ان ہی سببون سے کچھ لوگون نے علاج نہین کیا اور جناب
سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ان باتون کے محتاج نہ تھے اس سبب سے علاج کیا تاکہ اسباب ظاہر ہو جنکا کرنا
خلاف توکل نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ ملک شام کو جاتے تھے آپ کو خبر پہونچی کہ وہان طاعون کی

شدت ہے بعض لوگون نے کہا کہ وہان ہم نہ جائین گے بعضون نے کہا کہ قضا و قدر سے ہم حذر نہ کرینگے حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا کہ ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کیطرف بھاگین گے اور فرمایا کہ اگر تم مین سے کسی ایک شخص کے دو وادی ہون ایک ہرا ایک خشک تو پرواہا بکریون کو جس وادی مین لیجائے وہ تقدیر الٰہی سے ہے پھر حضرت عمر نے حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بلایا کہ وہ اس باب مین کیا کہتے ہین اونہون نے کہا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ فلانی جگہ وبا ہے تو وہان نہ جاؤ اور جب تم ایسی جگہ ہو جہان وبا موجود ہو تو وہان سے نہ بھاگو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمد للہ میری راے حدیث شریف کے مطابق ہوئی اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اس بات پر متفق ہوئے مگر جہان وبا ہو وہان سے نکلجانے کی جو ممانعت ہوئی اسکا سبب یہ ہے کہ اگر تندرست لوگ چلے جائین گے تو بیمار خراب پڑے رہین گے اور ہوا جب باطن مین اثر کر گئی تو باہر نکلجانا بے فائدہ ہے اور بعض احادیث مین یون آیا ہے کہ محل وبا سے بھاگجانا ایسا ہے جیسا کوئی جہاد مین کافر سے بھاگجائے اس مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جسطرح جہاد سے بھاگنے مین بقیہ مجاہدین اور زخمیون کا دل ٹوٹ جاتا ہے اوسیطرح یہان بیمارون کا جی چھوٹ جاتا ہے اور بھاگ جانے کی صورت مین ایسا کوئی نہ رہیگا کہ بیمارون کو کھانا پانی دے اور اونکی بیمارداری کرے تو وہ یقیناً ہلاک ہو جائین گے اور بھاگنے والیکا بھاگ بچنا مشکوک و مشتبہ ہے **فصل** العزیز جانتو کہ بیماری کا چھپانا شرط توکل ہے بلکہ اظہار اور گلہ کرنا مکروہ ہے مگر بعذر مکروہ نہین مثلاً بیمار طبیب سے بیماری کا حال کہے یا اپنا عجز ظاہر کیا چاہے اور رعونت اور تیزی اپنے نفس سے نکالنا منظور ہو جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے آپ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اچھے ہین بخیریت ہین فرمایا نہین لوگون نے تعجب کیا اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگا جناب امیر نے فرمایا کہ کیا حق تعالے کے ساتھ بھی بہادری اور تیزی کرون یہ بات اون ہی کو زیبا تھی کہ باوصف قوت و بزرگی کے اپنا عجز ظاہر کرتے تھے اسی سبب سے دعا مانگی کہ یارب مجھے صبر عطا کر اور جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ سے خیر و عافیت مانگ بلا اور مصیبت نہ مانگ پس جبکہ کوئی عذر ہو تو بر سبیل شکایت بیماری کا اظہار کرنا حرام ہے اور اگر شکایۃً نہو تو درست ہے مگر اظہار سے باز رہنا اولیٰ تر ہے اسواسطے کہ شاید کیفیت واقعی سے کچھ زیادہ اظہار ہو جائے اور لوگون کو شکوے کا گمان ہو علما نے کہا ہے کہ بیماری مین واویلا اور نالہ و زاری نکرنا چاہیے کہ اس مین اظہار ہے ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام سے نالہ و فریاد کے سوا اور کوئی امر نہین پایا حضرت فضیل عیاض اور بشر حافی اور وہب ابن الورد جب بیمار ہوتے تو گھر کا دروازہ بند کر لیتے تاکہ کسیکو بیماری کی اطلاع نہو اور کہتے تھے کہ ہم چاہتے ہین کہ اسطرح بیمار ہون کہ کوئی ہماری عیادت نہ کرے

نوین اصل محبت اور شوق و رضا کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالیٰ کی محبت اعلیٰ ترین مقامات ہے بلکہ سب مقامات حاصل کرنے سے یہی مقصود

ہے کیونکہ ربع مہلکات اسواسطے ہے کہ جو چیز محبت الٰہی سے باز رکھتی ہے اوس سے آدمی کا دل پاک ہو اور تمام منجیات جو قبل ازین ہم بیان کر چکے ہین وہ اسی کے مقدمات ہین جیسے توبہ صبر شکر زہد خوف ورجا وغیرہ اور جو بعد اسکے بیان ہے وہ اسکا ثمرہ اور اسیکا تابع ہے جیسے شوق ورضا غرضکہ بندے کا کمال اسی بات مین ہے کہ حق تعالی کی محبت اوسکے دل پر ایسی غالب ہوجاے کہ اوسے بالکل گھیر لے اگر بالکل نہ گھیرے تو بھلا اور چیزون کی محبت کی بہ نسبت غالب تو ہو اور محبت الٰہی کی حقیقت کو پہچاننا ایسا مشکل ہے کہ متکلمین کے ایک گروہ نے انکار کرکے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی جنس سے نہو آدمی اوسے دوست نہین رکھ سکتا اور محبت خدا فقط اوسکی فرمانبرداری ہی کا نام ہے جو یہ سمجھتا ہے وہ اصل دین سے خبر ہی نہین رکھتا اسکی شرح اور تفصیل کرنا ضرور ہے پہلے تو محبت الٰہی کی ثابت کرنیوالی شرعی دلیلین ہم بیان کرتے ہین پھر محبت کی حقیقت اور احکام بیان کرینگے **محبت الٰہی کی فضیلت** العزیز جانتو کہ سب مسلمان اس بات پر متفق ہین کہ حق تعالی کی محبت فرض ہے اور حق تعالی ارشاد فرماتا ہے يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ اور جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا فرماتے ہین کہ بندہ جب تک خدا اور رسول کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست نرکھے تب تک اوسکا ایمان درست نہین لوگون نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا یہ کہ بندہ خدا رسول کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک بندہ خدا اور رسول کو اہل وعیال اور زر ومال اور تمام خلق سے زیادہ دوست نہ رکھے تب تک وہ ایماندار نہین اور حق تعالی نے بھی تہدید کی ہے اور فرمایا ہے قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ یعنی اگر باپ بیٹا مال تجارت گھر اور جو چیز تم رکھتے ہو اوسے خدا رسول سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو منتظر رہو حتی کہ حکم آپہونچے ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون فرمایا محتاجی پر آمادہ رہ اوسنے عرض کیا کہ خدا کو دوست رکھتا ہون فرمایا بلا پر مہیا رہ حدیث شریف مین ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی روح قبض کرنے لگے تو جناب خلیل اللہ نے فرمایا کہ کبھی تمنے دیکھا ہے کہ دوست دوست کی جان سے وحی آئی کہ کبھی تو نے دیکھا ہے کہ دوست دوست کے دیدار سے کراہت کرے پس حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے عزرائیل اب جان نکال لو مین نے اجازت دی اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی دعاؤن مین یہ دعا داخل ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِي حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يُحِبُّكَ وَحُبَّ مَا يُقَرِّبُنِي إِلَى حُبِّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ یعنی اے اللہ مجھے اپنی محبت اور اپنے محبون کی محبت اور اوس چیز کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کردے اور اپنی محبت کو مجھپر اوس سے زیادہ غالب کر جتنی پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی محبت ہوتی ہے ایک اعرابی حاضر ہوکر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا اے اعرابی اوسدن کے واسطے تو نے کیا رکھا ہے اوسنے عرض کیا کہ یارسول اللہ نماز روزہ تو مین بہت نہین رکھتا لیکن خدا ورسول کو دوست رکھتا ہون فرمایا فردای قیامت

تو اوسکے ساتھ ہوگا جسے دوست رکھتا ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جسنے خدا کی محبت خالص کا مزہ چکھا وہ دنیا سے باز رہا اور خلق سے متنفر ہوگیا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ جس کسی نے خدا کو پہچانا وہ اوسے دوست رکھتا ہے اور جسنے دنیا کو پہچانا وہ اوسے دشمن رکھتا ہے اور مسلمان جب تک غافل نہین ہوتا تب تک خوش نہین ہوتا اسواسطے کہ جب اندیشہ کریگا تو غمگین ہوگا حضرت عیسی علیہ السلام ایک قوم کی طرف گذرے اوسے نزار اور ضعیف دیکھا پوچھا تمھین کیا آفت پہونچی ہے اونھون نے عرض کیا کہ عذاب الہی کے خوف سے ہم گل گئے ہین فرمایا کہ خدا پر تمھارا حق ہے کہ تمھین عذاب سے بیخوف کردے اور ایک قوم کی طرف حضرت عیسی علیہ السلام کا گذر ہوا وہ اس قوم سے بھی زیادہ نزار اور ضعیف تھی اوس سے پوچھا کہ تمپر کیا بلا نازل ہوئی ہے عرض کیا کہ بہشت کی آرزو نے ہمین گلا رکھا ہے فرمایا خدا پر حق ہے کہ تمھاری آرزو بر لائے اور ایک قوم کی طرف گذر ہوا وہ دونون قومون سے زیادہ نزار اور ضعیف تھی اسکے چہرے آئینہ کے مانند چمکتے تھے پوچھا تمھاری کیا حالت ہے عرض کیا کہ ہمین خدا کی محبت نے گلا رکھا ہے آپ اونکے پاس بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ تم مقرب لوگ ہو تمھارا ہی پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہے حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ قیامت کے روز ایک کے تین انبیا کے نام کے ساتھ پکارینگے اور کہین گے یا امت موسی یا امت عیسی یا امت محمد مگر خدا کے دوستون کو اسواسطے کہ انھین یون پکارینگے اے اولیا اللہ تعالی کے پاس آؤ پس اونکے دل خوشی سے بھر جائین گے بعض کتب انبیا علیہم السلام مین ہے کہ اے بندے مین تجھے دوست رکھتا ہون اپنے اوس حق کے سبب سے جو تجھپر ہے کہ تو بھی مجھے دوست رکھتا ہے **محبت الہی کی حقیقت** العزیز جانتو کہ محبت الہی ایسی مشکل چیز ہے کہ ایک گروہ نے انکار کرکے کہا کہ حق تعالی کے ساتھ محبت ہو ہی نہین سکتی پس اگرچہ یہ نازک بات ہے ہر ایک نہین سمجھ سکتا مگر اسکی شرح اور تفصیل بیان کرنا ضرور ہے مثالون مین اسکی تفصیل ہم ایسی صاف صاف ظاہر کرتے ہین کہ جو کوئی توجہ کرے سمجھ لے العزیز جانتو کہ پہلے اصل محبت کو پہچاننا چاہیے کہ کیا ہے جانتو کہ جو چیز اچھی معلوم ہوا وسکی طرف طبیعت کی رغبت کو محبت کہتے ہین اگر وہ رغبت قوی ہے تو اوسے عشق کہتے ہین اور جو چیز بری معلوم ہوا وس سے طبیعت کی نفرت کو عداوت کہتے ہین اور جہان اچھائی اور برائی نہین ہوتی وہان محبت اور عداوت بھی نہین ہوتی العزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اچھائی کیا ہوتی ہے جانتو کہ طبیعت کے حق مین سب چیزین تین قسم پر ہین بعضی چیزین طبیعت کے موافق ہوتی ہین اور طبیعت سے ساز رکھتی ہین بلکہ طبیعت خود اونکی خواہش کرتی ہے اوس موافق کو اچھی چیز کہتے ہین اور بعضی چیزین طبیعت کے ناموافق اور ناسازگار ہوتی ہین اور خواہش طبیعت کے برخلاف ہوتی ہین اوسنا موافق کو بری چیز کہتے ہین اور جو چیز نہ موافق طبع ہو نہ مخالف طبع اوسے نہ اچھی کہتے ہین نہ بری العزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ کوئی چیز تجھے اچھی اور بری نہین معلوم ہوتی تاوقتیکہ تو اوس سے پہلے آگاہ نہو لے اور چیزون سے آگاہی حواس اور عقل کے سبب سے ہوتی ہے اور حواس پانچ ہین ہر ایک حواس کے واسطے ایک لذت ہے اوس لذت کے سبب سے آدمی اوس چیز کو دوست رکھتا ہے یعنی طبیعت اوسکی طرف رغبت کرتی ہے باصرہ کی

لذت اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان وغیرہ مین ہے تو آدمی ان چیزون کو ضرور دوست رکھتا ہے اور سماع کی لذت اچھی آوازون مین ہے اور شامہ کی لذت خوشبویون مین ہے اور ذائقہ کی لذت خوش مزہ کھانون مین ہے اور لامسہ کی لذت نرم اور ملائم چیزین چھونے مین ہے یہ سب چیزین آدمی کو محبوب و مرغوب ہین یعنی طبیعت کو اونکی طرف رغبت ہے اور یہ سب لذتین جانورون کو بھی حاصل ہین اگر عزیز اب جانتو کہ دل مین ایک چھٹا حاسہ ہے اوسے عقل اور بصیرت اور نور کہتے ہین جس لفظ سے تو چاہے اوسے تعبیر کرو اسی کے سبب سے آدمی جانورون سے ممتاز ہے اوسکے بھی مدرکات ہین کہ وہ اوسے اچھی معلوم ہوتے ہین جسطرح وہ لذتین اون حواس کی محبوب و مرغوب ہوتی ہین اوسیطرح ان مدرکات کی لذت اسے محبوب و مرغوب ہوتی ہے اسی سبب سے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالی نے دنیا سے تین چیزین میری محبوب و مرغوب کردی ہین عورتین اور خوشبو اور میری آنکھون کی روشنی نماز مین ہے آپ نے نماز کا درجہ بڑہا دیا پس جب آدمی صورت بہائم سیرت دل سے بیخبر ہوتا ہے جو اسکے سوا اور کچھ نہین جانتا وہ ہرگز باور نہین کرتا کہ نماز اچھی معلوم ہوتی ہے اور آدمی نماز کو دوست رکھ سکتا ہے مگر جس شخص پر عقل غالب ہوتی ہے اور صفات بہائم سے دوتر ہوتا ہے وہ جناب الٰہی کے جمال اور اوسکی عجائب مصنوعات اور اوسکی ذات و صفات کے جلال و کمال مین چشم باطن سے نظارہ کرنے کو اچھی اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان مین چشم ظاہر سے نظارہ کرنے سے بہت دوست رکھتا ہے بلکہ جب جمال الٰہی اوسے منکشف ہوتا ہے تو یہ سب لذتین اوسکی نگاہ مین حقیر ہوجاتی ہین **اسباب محبت کا بیان** تاکہ معلوم ہوجاے کہ حق تعالی کے سوا اور کوئی قابل محبت نہین اے عزیز جانتو کہ محبت کے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین دوست رکھتا ہے اور اپنی زندگی کو دوست رکھتا ہے اور اپنی ہلاکت کو دشمن رکھتا ہے اگرچہ اوسکا عدم بے رنج عالم ہو اور کیونکر دوست نرکھے اسواسطے کہ جب موافقت طبیعت دوستی کی طلب ہے تو اپنی ہستی اور دوام ہستی اور اپنے کمال صفات سے زیادہ کیا چیز اوسے موافق اور سازگار ہوگی اور اپنی نیستی اور اپنے کمال صفات کی نیستی سے زیادہ کیا چیز اوسکے مخالف اور ناسازگار ہوگی پس اسی سبب سے آدمی اپنے فرزند کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اوسکی بقا کو اپنی بقا کے مثل جانتا ہے اور چونکہ آدمی اپنی بقا سے عاجز ہے تو جو چیز کسی وجہ سے اوسکی بقا سے مشابہت رکھتی ہے اوسے بھی دوست رکھتا ہے اور حقیقت مین اپنے ہی تئین دوست رکھتا ہے اور آدمی مال کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ بقای صفات مین وہ اوسکا آلہ ہے اور اقارب کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اونھین اپنے پر و بال اور قوت بازو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ انکے سبب سے مجھ کمال ہے دوسرا سبب نیکی ہے کہ جو شخص آدمی کے ساتھ نیکی کرتا ہے اوسے آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے کہ یارب کسی فاجر کو یہ قدرت نہ دے کہ مجھپر احسان کرے اسواسطے کہ اوسوقت میرا دل اوسے دوست رکھے گا یعنی یہ بات آدمی کی طبیعت ہے تکلف سے نہین پھرتی اسکی حقیقت بھی یہی ہے کہ اوسنے اپنے تئین دوست

رسالہ آدمی بتقریب اسماء ۵۹

رکھا ہے اسواسطے کہ احسان اوسکا نام ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کے ساتھہ ایسا کام کرے جو اوس آدمی کی زندگی یا اوسکی صفات کے کمال کا سبب ہو مگر آدمی تندرستی کو جو دوست رکھتا ہے تو اور کسی وجہ سے نہین دوست رکھتا اور طبیب کو تندرستی کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اسیطرح اپنے تئین اور کسی وجہ سے دوست نہین رکھتا اور جسنے اوسکے ساتھہ احسان کیا اوسے احسان کرنے کی وجہ سے دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی نیک آدمی کو دوست رکھتا ہے اگرچہ اوسنے اسکے ساتھہ نیکی اور احسان نہ کیا اسواسطے کہ آدمی اگر سنتا ہو کہ مغرب مین ایک بادشاہ ایسا عالم اور عادل ہے کہ تمام خلق اوسکو سبب سے راحت و آرام مین ہے تو اوسکی طبیعت اوس بادشاہ کی محبت کیطرف رغبت کرتی ہے اگرچہ جانتا ہو کہ نہ مین مغرب مین جاؤنگا نہ اوس بادشاہ کا احسان اوٹھاؤنگا چوتھا سبب یہ ہے کہ جو شخص خوبصورت ہوتا ہے آدمی اوسے دوست رکھتا ہے تو اوسے اسواسطے نہین دوست رکھتا کہ اوس سے کچھ حاصل کرے فقط اوسی کی ذات کو دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ حسن و جمال فی نفسہ طبیعت کو محبوب و مرغوب ہوتا ہے اور اچھی صورت کو بلا شہوت دوست رکھنا ممکن ہے جسطرح کہ آدمی سبزہ اور آب روان کو دوست رکھتا ہی اسواسطے نہین کہ اوسے کھالے پیے مگر اوسکے دیکھنے سے آنکھہ کو ایک لذت اور راحت ہوتی ہے اور حسن و جمال محبوب ہے تو اگر حق تعالیٰ کا جمال بیمثال آدمی کو معلوم ہوجاے تو ممکن ہے کہ اوسے دوست رکھہ سکے اور جمال کے معنی آگے بیان ہونگے پانچوان سبب وہ مناسبت ہی جو طبیعتون مین پائی جاتی ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی طبیعت دوسرے کی طبیعت کے مناسب اور موافق ہو تو وہ اوسے دوست رکھتا ہے اور یہ مناسبت کبھی تو ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ لڑکے کو لڑکے سے انس ہوتا ہی اور بازاری کو بازاری سے اور عالم کو عالم سے اور ہر ایک کو اپنے ہم جنس سے اور کبھی یہ مناسبت پوشیدہ ہوتی ہے اور اصل خلقت اور اسباب سماوی جو ولادت کے وقت غالب اور مستولی ہوتے ہین اون مین مناسبت واقع ہوئی ہو کہ کسیکو اوسکی طرف راہ نہو جیسا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے اوس سے تعبیر کرکے فرمایا کہ اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُجَنَّدَۃٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ یعنی ارواح کو ایک دوسری سے آشنائی بھی ہوتی ہے اور بیگانگی بھی جب اصل مین آشنائی واقع ہوئی ہو تو باہم الفت کرتی ہین یہ آشنائی اوسی مناسبت سے عبارت ہی جسے ہم کہہ چکے ہین کہ اوسکی تفصیل مین آدمی راہ نہین پاسکتا **حسن و خوبی کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جانتو کہ جو شخص مرتبہ مین بہائم کے قریب قریب ہو اور فقط بصارت رکھتا ہو بصیرت نہ رکھتا ہو وہ کہیگا کہ رخسار کی سرخی اور سپیدی اور تناسب اعضا کے سوا حسن و خوبی کے اور کچھ معنی نہین اور حسن و خوبی صورت اور رنگ مین حاصل ہوتی ہے اور جو صورت اور رنگ نہ رکھتا ہو اوس مین حسن و خوبی کا ہونا محال ہے حالانکہ یہ غلط ہے اسواسطے کہ عقلمند لوگ کہا کرتے ہین کہ یہ خط خوب ہی - آواز خوب ہے کپڑا خوب ہے گھوڑا خوب ہے گھر خوب ہے باغ خوب ہی شہر خوب ہے ہر چیز مین خوبی کے یہ معنی ہین کہ جو کمال اور ہر چیز کے لائق ہو وہ اوس مین موجود ہو اور کسی بات کی کمی نہو اور ہر چیز کا کمال اور ہی قسم کا ہوتا ہے اسواسطے خط کا کمال یہ ہے

کہ اوسکے حروف وغیرہ متناسب ہون اور اسمین کچھ شک نہین کہ اچھا خط اور اچھا مکان دیکھنے مین ایک لذت ہے پس خوبی چہرہ کی صورت پر موقوف نہین مگر یہ سب چیزین چشم ظاہر سے محسوس ہین شاید کوئی شخص اس بات کا تو مقر ہو جاے گا کہ جس چیز کو آنکھ سے نہین دیکھ سکتے وہ کیونکر خوب ہوگی حالانکہ یہ بھی نادانی ہے اسواسطے کہ ہم کہتے ہین کہ فلانا شخص خلق اچھا رکھتا ہے اور مروت خوب رکھتا ہے اور کہتے ہین علم بارع بہت خوب ہوتا ہے اور شجاعت یا سخاوت بہت ہی خوب صفت ہے اور پرہیزگاری اور بے طمعی اور قناعت سب چیزون سے بہتر ہے یہ اور ایسی باتین مشہور و معروف ہین اور انمین سے کسی چیز کو بصارت چشم سے نہین دیکھ سکتے بلکہ بصیرت عقل سے دریافت کر سکتے ہین ریاضت نفس کے ذکر مین ہمنے بیان کیا ہے کہ صورتین دو ہین ایک ظاہر ایک باطن خلق نیک صورت باطن ہے اور بالطبع محبوب ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ کوئی شخص امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالے کو بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کو دوست رکھے تو کچھ محال نہین اور کیونکر محال ہوگا اسواسطے کہ بعض آدمی اس محبت مین اپنا جان و دل نثار کرتے ہین اور یہ دوستی شکل و صورت کے سبب سے نہین ہوتی اسواسطے کہ اونھون نے ان حضرات کو خود دیکھا ہی نہین اور ان حضرات کی صورت اب پیوند خاک ہوگئی بلکہ یہ دوستی ان حضرات کی صورت باطن کے جمال کے سبب سے ہے وہ علم اور پرہیزگاری اور سیاست وغیرہ ہے اسیطرح پیغمبرون کو بھی اسی سبب سے لوگ دوست رکھتے ہین اور جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کو دوست رکھتا ہے تو جس صورت پر وہ تھا اونھین دوست رکھتا ہے کیونکہ وہ اونھین اوس صفت کے سبب سے دوست رکھتا ہے جس صفت کے سبب سے وہ صدیق ہین صدیق کی ذات اسی ایک چیز کی صفت صدق و علم ہے کہ اوس چیز کو جزو لایتجزی کہتے ہین کیونکہ وہ نہ شکل رکھتا ہے نہ رنگ اور وہ ایک گروہ یعنی حکما کے نزدیک ثابت نہین وہ کسی صفت پر ہو بشکل اور بیرنگ ہے وہی صفت محبوب ہے ظاہر کا گوشت و پوست کچھ محبوب نہین پس جس شخص کو عقل ہوگی وہ جمال باطن کا منکر نہوگا اور ظاہری صورت سے زیادہ جمال باطن کو دوست رکھیگا اسواسطے کہ جو شخص دیوار پر نقش کی ہوئی صورت کو دوست رکھے اور جو شخص کسی پیغمبر کو دوست رکھے اون دونون شخصون مین زمین آسمان کا فرق ہے بلکہ جب چاہتے ہین کہ چھوٹا لڑکا کسیکو دوست رکھے تو لڑکے کے سامنے مژگان و چشم و ابرو سے اوسکی تعریف نہین کرتے سخاوت اور علم و قدرت سے اوسکی صفت کرتے ہین اور جب چاہتے ہین کہ لڑکا کسیکو دشمن ٹھہرائے تو لڑکے کے سامنے اوسکی بد باطنی کا ذکر کرتے ہین بدصورتی کا ذکر نہین کرتے اسی سبب سے مسلمان لوگ صحابہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کو دوست اور ابوجہل کو دشمن رکھتے ہین پس یہ ظاہر ہوگیا کہ جمال دو ہین ظاہری اور باطنی اور خوبصورتی کی طرح صورت باطن کا جمال بھی محبوب ہوتا ہے بلکہ جو شخص فی الجملہ عقل رکھتا ہے اوسے خوبصورتی سے زیادہ مرغوب ہوتا ہے اس بات کا بیان کہ فقط خدا ہی محبت کے قابل ہے اے عزیز جاننا چاہئے کہ حقیقت مین حق تعالی کے سوا اور کوئی دوستی کے لائق نہین جو کوئی ماسوا اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ حق تعالی کو نہین پہچانتا

کیا اسمین کسیکو دوست رکھنے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ جناب محبوب خدا سرور انبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو دوست رکھنا بھی خدا ہی کو دوست رکھنا ہے اسواسطے کہ جو شخص کسیکو دوست رکھتا ہے تو اوسکے رسول اور محبوب کو
بھی دوست رکھتا ہے پس عالمون اور متقیون کی دوستی جملہ محبت خدا ہے یہ بات باینطور معلوم ہوگی کہ آدمی اسباب محبت کو
دیکھو پہلا سبب یہ ہو کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور اس دوستی کے واسطے لازم ہے کہ آدمی حق تعالیٰ
کو بھی دوست رکھے اس لیے کہ آدمی کی ہستی اور اوسکے کمال صفات کی ہستی سب خدا ہی کی بخشش سے ہے اگر اوس کا
فضل و کرم نہوتا تو یہ پردۂ عدم سے عالم وجود مین نہ آتا اور اگر اوسکا فضل نہوتا تو یہ اوسکی حفاظت مین نہ رہتا اور اگر اوسکا
کرم نہوتا تو اسکے اعضا اور اوصاف کمال کی خلقت مین اس سے ناقص تر کوئی نہوتا پس بڑے تعجب کی بات ہو کہ کوئی شخص
دھوپ سے بھاگ کر درخت کے سائے کو دوست رکھے اور درخت کو دوست نرکھے جس کے سبب سے سائے کا قیام ہے
اور آدمی جانتا ہے کہ جسطرح سائے کا قیام درخت کے سبب سے ہے اوسکی ذات اور اوسکی صفات کا قیام حق تعالیٰ کے
سبب سے ہے پس کیونکر حق تعالیٰ کو دوست نہ رکھیگا مگر یہ کہ یہ امر جانتا ہی نہو اور اسمین کچھ شک نہین کہ جاہل حق تعالیٰ
کو نہین دوست رکھتا اسواسطے کہ اوسکی محبت اوسکی معرفت کا ثمرہ ہے اور جاہل کو معرفت کجا دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی ایسے
تئو دوست رکھتا ہے جو اوسکے ساتھ احسان کرے اس سبب سے اگر ماسوے اللہ کو دوست رکھے گا تو بڑا نادان ہے اسواسطے
کہ اوسکے ساتھ کوئی کچھ احسان نہ کرسکتا ہے نہ کسی نے کچھ احسان کیا ہے مگر حق تعالیٰ نے اور حق تعالیٰ کے احسانات جو بندون
کے شامل حال ہین اونمین کوئی شمار نہین کرسکتا جیسا کہ شکر اور تفکر کے بیان مین ہمنے ذکر کیا ہے مگر آلعزیز وہ احسان جو کسی
دوسرے سے تو دیکھتا ہے وہ تیری نادانی ہے اسواسطے کہ کوئی کچھ تجھے نہین دیتا تاوقتیکہ حق تعالیٰ اوسپر سزاول زبردست
نہین تعینات کرتا ہے کہ وہ اوس سزاول کے خلاف نہین کرسکتا ہے کیونکہ حق سبحانہ تعالیٰ اوسکے دل مین ڈالدیتا ہے کہ
اوسکے واسطے دین مین ثواب اور دنیا مین منفعت اسی امر مین ہے کہ کچھ تجھے دے تاکہ وہ اپنی مراد کو پہونچے پس اوس نے
وہ چیز اپنے ہی تئین دی کیونکہ اوسنے تجھے اپنے ثواب آخرت یا اپنی نیکنامی دنیا وغیرہ کے واسطے سبب اور وسیلہ کرلیا مگر درحقیقت
وہ چیز تجھے خدا ہی نے عنایت فرمائی کیونکہ بیغرض اوسپر سزاول کیا اور اوسے اس اعتقاد اور داعیہ کی طرف لایا کہ اوس نے وہ چیز
تجھے حوالے کردی یہ مضمون فصل شکر مین ہمنے بیان کیا ہے تیسرا سبب یہ ہو کہ کوئی شخص نیکی کرنیوالے کو دوست رکھتا ہے
اگرچہ اوسنے اسکے ساتھ نیکی نہ کی ہو جیسا کہ جو شخص سنتا ہو کہ مغرب مین ایک بادشاہ عادل اور خلق پر مہربان ہے اور اپنا خزانہ
محتاجون کے واسطے ہمیشہ کھلا رکھتا ہے اور اس بات کی ہرگز اجازت نہین دیتا کہ اوسکی مملکت مین کوئی ظلم کرے تو ضرور بالضرور
اوس شخص کی طبیعت اوس بادشاہ کو دوست رکھے گی اگرچہ جانتا ہو کہ مین اوس بادشاہ کو ہرگز نہ دیکھونگا اور اوس سے مجھے بھلائی
نہ پہونچیگی اس سبب سے ماسوے اللہ کو دوست رکھنا نادانی کی بات ہے اسواسطے کہ احسان خود اوسکے سوا اور کسیکی طرف سے
نہین اور دنیا مین جو کوئی احسان کرتا ہے اوسیکے حکم محکم اور اوسیکی تاکید اکید سے کرتا ہے اور خلق کے پاس نعمت کسقدر ہے

احسان

احسان یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے تمام خلق کو پیدا کیا اور جو کچھ خلق کو چاہیے تھا وہ سب عنایت فرمایا حتی کہ جس چیز کی خلق کو کچھ حاجت بھی نہ تھی مگر اوس چیز کے سبب سے فقط زیب و زینت تھی وہ بھی مرحمت فرمائی یہ بات آدمی کو اسطرح معلوم ہوگی کہ ملاحظہ زمین و آسمان [illegible] ملے سبب سے دوست رکھتا ہے یعنی جمال باطنی کے سبب جیسا کہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ کو دوست رکھتا ہے اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھتا ہے اور کوئی امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دوست رکھتا ہے اور کوئی سبکو دوست رکھتا ہے بلکہ پیغمبروں کو دوست رکھتا ہے اور ان حضرات کا حسن و جمال باطنی اور انکے صفات ذاتی اس محبت کا سبب ہیں [illegible] معلوم ہو جائیگا کہ اس حسن و جمال باطنی کا حاصل تین چیزوں میں ایک علم کی خوبی اسواسطے کہ علم اور علماء اسواسطے محبوب ہے کہ نیک اور شریف ہے اور جسکا علم زیادہ اور معلوم شریف تر ہوتا ہے وہ جمال بھی زیادہ ہوتا ہے اور سب علوم سے زیادہ اشرف حق تعالیٰ کی معرفت ہے اور اوسکی درگاہ کی معرفت جو فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور انبیا کی شریعتوں پر اور ملک و ملکوت دنیا و آخرت کی تدبیروں پر شامل ہے اور صدیق لوگ اور انبیا علیہم السلام اسی سبب سے محبوب ہیں کہ اونکو ان علوم میں کمال ہے دوسری قدرت کی خوبی جیسے انسان کی قدرت اپنے نفس کی اصلاح پر اور بندگان خدا کی اصلاح پر اور اونکی سیاست پر اور مملکت ظاہر اور حقیقت دین میں انتظام رکھنے پر تیسری تنزیہ اور پاکی کی خوبی یعنی عیب و نقصان اور خباثت اخلاق باطن سے منزہ اور پاک رہنے کی خوبی آدمی سے یہی صفتیں محبوب ہوتی ہیں افعال نہیں محبوب ہوتے اسواسطے کہ جو فعل ان صفتوں کے سبب سے نمودہ محمود ہیں مثلاً وہ فعل جو اتفاقاً سرزد ہو یا غفلت کے ساتھ پس جو شخص ان صفات میں کاملتر ہوتا ہے اوسکی محبت زیادہ تر ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مثلاً امام ابو حنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ سے زیادہ دوست رکھتے ہیں اور پیغمبروں کو حضرت صدیق اکبر سے زیادہ دوست رکھتے ہیں العزیز اب تو ان تینوں صفتوں کو دیکھ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حق تعالیٰ مستحق محبت ہے اور اوس میں یہ صفتیں ہیں کیونکہ کوئی سادہ دل ایسا نہیں جو نہ جانتا ہو کہ فرشتوں اور آدمیوں میں سے اولین و آخرین کا علم حق تعالیٰ کے علم کے سامنے ناچیز ہے اور حق تعالیٰ نے سبکو فرمایا ہے وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا بلکہ اگر تمام عالم جمع ہو کر چاہے کہ چیونٹی اور مچھر کی خلقت جو عجائب علم الٰہی اور اوسکی حکمت ہے اوسے تمام و کمال جان لے تو نہیں جان سکتا اور جسقدر کہ جانیں وہ بھی خدا ہی کیطرف سے جانیں گے اسواسطے کہ اوسنے انمیں یہ علم پیدا کر دیا جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے خَلَقَ الْإِنسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ پھر تمام خلق کے علوم متناہی ہیں اور جس چیز کیطرف نسبت ہو حق تعالیٰ کا علم بے نہایت ہے اور خلق کا علم اوسی سے ہے پس سب اوسکا علم ہے اور اوسکا علم خلق سے نہیں اور العزیز تو اگر قدرت کو دیکھے گا تو معلوم ہو جائیگا کہ قدرت بھی محبوب و مرغوب ہے اسی سبب سے شیر خدا حضرت علی مرتضی کی شجاعت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سیاست کو

۱ اور نہیں دیا گیا سے تک علم میں سے تھوڑا سا علم

۲ پیدا کیا خدا نے آدم کو اور تعلیم کیا اوسے بات کرنا

لوگ دوست رکھتے ہین اسواسطے کہ یہ دونون صفتین ایک قسم کی قدرت ہین اور حق تعالی کی قدرت کاملہ کے سامنے تمام خلق کی قدرت کیا چیز ہے بلکہ تمام مخلوق عاجز ہین مگر اوتنی ہی قدرت رکھتے ہین جو قادر مطلق نے اونہین عنایت فرمائی تھی جب انکی کوئی چیز کھا جاتی ہے تو اوس سے نہین پھیر لے سکتے حق تعالی نے انہین کیسا عاجز کردیا ہے پس خدا ہی کی قدرت کاملہ بے نہایت ہے اسواسطے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ جن و بشر اور حیوانات و نباتات اوس مین ہے اوسکی قدرت کاملہ سے پیدا ہوے اور ایسی چیزین الی غیر النہایۃ پیدا کرنے پر وہ قادر ہے پھر کیونکر درست ہوگا کہ قدرت کے سبب سے خدا کے سوا اور کسیکو لوگ دوست رکھین اور عیوب سے منزہ اور پاک رہنے کی صفت کمال کے ساتھ آدمی مین نہین ہوسکتی اوسکا پہلا نقصان یہ ہے کہ وہ بندہ ہے اور اوسکی ہستی خود اوسکے سبب سے نہین بلکہ وہ دوسرے کا پیدا کیا ہوا ہے اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا پھر آدمی اپنے باطن کے احوال سے بیخبر ہے تو اور چیز کو کب پہونچیگا اسواسطے کہ اگر اوسکے دماغ مین ایک کیڑا بھی ہوجائے تو دیوانہ اور مجنون ہوجاتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسکا کیا سبب ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اوسکی دوا سامنے رکھی ہوتی ہے اور اوسے معلوم بھی نہین ہوتی الغرض اگر آدمی کی عاجزی اور نادانی کا تو حساب کرے تو ایک ذرہ سی قدرت اور ذرہ سا علم جو وہ رکھتا ہے وہ اوس عجز و جہل مین نیست و نابود ہوجاے گو کہ وہ صدیق ہو یا پیغمبر پس وہی خالق عیبون سے پاک ہے جسکے علم کی نہایت نہین اور جسن مین کدورت جہل کو مداخلت نہین اور جسکی قدرت بدرجۂ کمال ہے اسواسطے کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین اوسکے دست قدرت مین ہین اگر تمام مخلوقات کو ہلاک کردے تو اوسکی بزرگی اور بادشاہی مین کچھ کمی نہوجائے گی اور اگر لاکھہ عالم اور لحظہ بھر مین پیدا کرے تو پیدا کرسکتا ہے اور اس سبب سے اوسکی عظمت ایک ذرہ بھی بڑہ نہ جائیگی اسلیے کہ بڑھنے کو اوس مین دخل نہین اور سب عیبون سے پاک ہے کیونکہ نیستی اوسکی ذات اور صفات کی طرف راہ نہین پاسکتی بلکہ نقصان خود اوسکی ذات مین ممکن ہی نہین پس جو شخص اوسے دوست نہ رکھے اور دوسرے کو دوست رکھے یہ اوس شخص کی کمال نادانی ہے اور یہ محبت اوس محبت سے زیادہ کاملتر ہوتی ہے جو احسان کے سبب سے ہو اسواسطے کہ وہ محبت نعمت کی کمی اور زیادتی کے ساتھ گھٹتی بڑہتی رہتی ہے اور جب حق تعالی کی بزرگی اور پاکی محبت کا سبب ہوتی ہے تو بہرحال اوسکا عشق کامل ہوتا ہے اسواسطے حق تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ میرے نزدیک وہ بندہ سب بندون سے زیادہ پیارا ہے جو عذاب کے ڈر اور نعمت کی طمع سے میری بندگی نکرے بلکہ بندگی کرکے میری ربوبیت کا حق ادا کرے اور زبور مین لکھا ہے کہ اوس سے بڑھکر کون ظالم ہوگا جو بہشت کی آرزو اور دوزخ کے خوف سے میری عبادت کرے اگر جنت اور دوزخ مین نہ پیدا کرتا تو کیا اطاعت و بندگی کا مستحق نہ تھا محبت کا پانچوان سبب مناسبت ہے اور آدمی کو بھی حق تعالی کے ساتھ ایک مناسبت خاص ہے کہ آیۂ کریمہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اور حدیث شریف اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسی نسبت کی طرف اشارہ ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی حق تعالی نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے کہ میرا بندہ مجھسے تقرب ڈھونڈھتا ہے تاکہ اوسے

مین اپنا دوست بناؤن جب اوسی مین نے اپنا دوست بنا لیا تو مین ہی اوسکا کان ہوتا ہون مین ہی اوسکی آنکھ ہوتا ہون مین ہی
اوسکی زبان ہوتا ہون اور یہ جو فرمایا ہے مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي يَا مُوسٰى یعنی اے موسی مین بیمار ہوا تو میری عیادت کو نہ آیا
موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تو تمام عالم کا مالک اور خداوند ہے تو کیونکر بیمار ہوگا ارشاد ہوا کہ فلانا بندہ بیمار تھا
اگر تو نے اوسکی عیادت کی ہوتی تو گویا میری ہی عیادت کی ہوتی اور جناب الٰہی کے ساتھ صورت آدم کی مناسبت کی حدیث
کا تھوڑا سا بیان عنوان کتاب مین ہمنے کیا ہے اور ایسی بہت مضامین ہین کہ کتابون مین اونکا بیان کرنا مناسب نہین عوام
کے فہم اونکے سمجھنے سے قاصر ہین بلکہ بہت سے زیرک لوگ اس مقام مین اوندھے منہ گرے بعضے تشبیہ کے قائل ہوگئے
اونکی سمجھ مین یون آیا کہ ظاہری صورت کے سوا اور کوئی صورت ہی نہین ہوتی اور بعضے حلول اور اتحاد کے قائل ہوگئے تو اس
بات کا سمجھنا مشکل ہے العزیز یہان ہمارا یہ مقصود ہے کہ جب اسباب محبت کو تو نے جان لیا تو یہ سمجھ لے کہ محبت الٰہی
کے سوا اور جو محبت ہے وہ نادانی کی علامت ہے یعنی خدا کے سوا اور کسیکو دوست رکھنا حماقت ہے اور متکلم نے یہ جو کہا ہے
کہ اپنے غیر جنس کو کیونکر دوست رکھ سکینگے چونکہ خدا ہماری جنس سے نہین تو اوسے دوست رکھنا محال ہے پس محبت
الٰہی سے اوسکی فرمانبرداری مراد ہے العزیز اس بات سے تو متکلم کی سادہ لوحی پہچان لے یہ بیچارہ نادان دوستی سے اوس
شہوت کے سوا جس سے عورتون کو پیار کرتے ہین اور کچھ سمجھا ہی نہین اور اس بات مین شک نہین کہ یہ شہوت محبانست کو چاہتی
ہے مگر یہ محبت ہوہنے بیان کی جمال و کمال باطنی کو چاہتی ہے محبانست صوری کو نہین چاہتی اسواسطے کہ جو شخص پیغمبر کو دوست
رکھتا ہی تو اس سبب سے نہین دوست رکھتا کہ پیغمبر بھی اس شخص کی مثل دو ہاتھ پاؤن رکھتا ہے بلکہ اس سبب سے دوست رکھتا ہے کہ پیغمبر اسکے ساتھ مناسبت
باطنی رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی اسکے مانند زندہ عالم ارادہ کرنیوالا بولنے والا سننے والا دیکھنے والا ہے مگر یہ صفتین پیغمبر کی ذات
مین کاملتر ہین اور اس مناسبت کی اصل یہان بھی ہے مگر کمال صفات مین بے نہایت فرق ہے اور زیادتی کمال کے سبب سے
جو دوری پیدا ہوتی ہے وہ محبت کو بڑھاتی ہے اور جو محبت مناسبت پر موقوف ہے اوسکی اصل کو منقطع نہین کرتی
اور سب لوگ اسقدر مناسبت کو مقر ہین اور اسقدر مناسبت کو سمجھتے ہین اگرچہ مناسبت کے بھید اور مناسبت کی حقیقت کو
نہین پہچانتے چنانچہ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ آدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ اسکی خبر ہے **یہ بیان کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین**
العزیز جانتو کہ یہ سب مسلمانون کا مذہب باتی ہے کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین لیکن اگر اپنے دل مین تحقیق
کرین کہ ایسی چیز کا دیدار جو کسی جانب مین نہو اور شکل اور رنگ نرکھتی ہو کیا لذت رکھتا ہے تو یہ اونھین نہ معلوم ہوگا مگر اس
خوف سے کہ یہ مضمون شرع مین آیا ہے اسکا زبانی اقرار کرینگے لیکن انکے دل مین کچھ شوق نہوگا اس سبب سے کہ آدمی جو چیز جانتا
نہین اوسکا مشتاق کیونکر ہوگا ہر چند کہ اس بھید کی تحقیق ایسی کتاب مین دشوار ہے لیکن ہم ذرہ اشارۃً اسکا بیان کرتے ہین
العزیز جانتو کہ یہ بات چار اصلون پر موقوف ہے ایک یہ کہ آدمی یہ بات جان لے کہ خدا کا دیدار خدا کی معرفت سے خوشتر ہے دوسری یہ کہ
معرفت خدا معرفت غیر خدا سے خوشتر ہے تیسری یہ کہ دل کو علم اور معرفت مین راحت اور خوشی ہے بغیر اس بات کے کہ آنکھ اور

بیان کا اور اس بیان سے جو کہی یہ کہ ہر خوش دل کی خاصیت ہر دو اون خوشیون سے ہوا نکہ کان اور دوسرے حواس کا حصہ ہین
[illegible] ہوتی ہے آدمی ہر بیسہ چار دان جملین بیان لیگا تو اوسے ضرور بالضرور یہ بات معلوم ہوجائیگی
حق تعالی کے دیدار سے بڑھکر کوئی چیز خوشتر نہین ہے پھر اے جہلل اس بیان مین کہ معرفت سے دل کو راحت ہوا اور
ذکر کرت بیان اوس مین دلکو لذت ہوتی ہے ایعزیز جانتو کہ حق تعالی نے آدمی مین بہت سی قوتین پیدا کی ہین اور ہر قوت کو ایک
ایک کام کے واسطے بنایا ہے وہی کام اوسکی طبیعت کا مقتضی ہے اور اوسکی طبیعت کا مقتضی ہونا اوسکی لذت ہوتا ہے
[illegible] قوت غضب کو غلبہ اور انتقام کے واسطے پیدا کیا اسی مین اوسکی لذت ہوا اور قوت شہوت کو خدا حاصل کرنے کو پیدا کیا
اوسکی لذت اسی مین ہر قوت سمع اور قوت بصر اور اور قوتون کو بھی اسی پر قیاس کرلے اور ہر ایک قوت اور ہی لذت رکھتی ہے
یہ لذتین مختلف ہین اسواسطے کہ جماع کی لذت غصہ کرنیکی لذت کی مخالف ہوا ان لذتون مین قوت کی روسے فرق ہو بعضی
قوی تر ہین بعضی ضعیف تر اسواسطے کہ لذت چشم جو اچھی صورتین دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ ناک کی لذت جو خوشبو
سونگھنے سے حاصل ہوتی غالب تر ہے اور حق تعالی نے آدمی کے دل مین ایک قوت پیدا کی ہے جسکا نام عقل و نور ہے اور اوسے
اون چیزون کی معرفت کے واسطے پیدا کیا ہے جو حس و خیال مین نہین آتین یہی معرفت عقل کی طبیعت کا مقتضی ہے اور
اوسے اسی مین لذت ہو کہ آدمی اوسکے سبب سے معلوم کرے کہ یہ عالم جو پیدا ہوا ہے اوسے ایک مدبر حکیم و قادر کی ہمیشہ
حاجت ہو اور اسیطرح صانع کی صنعتون اور مصنوعات مین اوسکی حکمت پہچانے اور یہ باتین خیال اور حس مین نہین
آتین اور اسی قوت سے ذکر علوم و فنون کو جانے اور استنباط کرے جیسے وضع لغت اور تصنیف کتاب اور ہندسہ کا وضع
کرنا اور دقیق علوم ایجاد کرنا اور اسے ان سب باتون سے حلاوت حاصل ہوتی ہے حتی کہ اگر ایک حقیر علم کی مہارت کے
سبب سے اسکی تعریف کرین تو خوش ہوتا ہے اور اگر کہین کہ نہین جانتا ہے تو ناخوش ہوتا ہو اسواسطے کہ علم کو اپنا کمال جانتا ہو
بلکہ اگر وہان بیٹھے جہان شطرنج کھیلی جاتی ہے اور اس سے کہدین کہ چال نہ بتانا اور اس سے بہت سی شرطین کرلین تو بھی ہرگز چپ
نہین رہتا ایسے خسیس علم کی خوشی اور لذت سے بیتاب ہوکر چاہتا ہے کہ اوسکے سبب سے تفاخر کرے اور کیونکر آدمی کو
علم خوش نہ آئے اور اوسکے سبب سے تفاخر نکرے اسواسطے کہ علم حق تعالی کی صفت ہو اور آدمی کے نزدیک اوسکے کمال سے
زیادہ خوشتر اور کیا چیز ہوگی اور اوس کمال سے بڑھکر اور کون کمال ہوگا جو حق تعالی کی صفات سے حاصل ہو پس ایعزیز
اس اصل سے تو نے یہ جانا کہ بہرحال دلکو معرفت سے لذت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے کہ آنکھ اور بدن کو اوس مین دخل ہو
دوسری اصل اس بیان مین کہ دلکو علم و معرفت کی جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ لذت محسوسات اور لذت شہوت سے
قوی تر ہے ایعزیز جانتو کہ جب کوئی شخص شطرنج کھیلتا ہے اور تمام دن کھانا نہین کھاتا اگر اوس سے کہین کہ کھانا کھالے تو نہین
مانتا اور کھیل مین ڈوبا رہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بازی جیتنے اور مات کرنے کی لذت کھانا کھانے کی لذت سے قوی تر ہے
اسواسطے کہ اوسنے شطرنج کھیلنے کو کھانا کھانے پر مقدم رکھا پس قوت لذت باینطور پہچانی جاتی ہے کہ جب دو خواہشین جمع ہون

تو ایک مقدمہ سمجھ لیں جو شخص بیحد عقلمند ہوگا یا ملن کی قوتون کی لذت اوسے بہت پسند آئے گی ہوا سطے کہ اگر کسی عاقل کو ہم
اختیار دین کہ چاہے تو زینہ اور بھدا ہوا مرغ کھائے یا چاہے ایسا کام کرے کہ دشمن مغلوب ہو اور ایک ریاست اوسکے ہاتھ آئے تو وہ
ریاست اور فتحمندی کو اختیار کریگا مگر یہ کہ اوسکی عقل کامل نہو جیسے لڑکا یا عقل زائل ہوگئی ہو جیسے سنہ یعنی کپاسٹری تو انکی
بات ہی جدا ہے پس وہ شخص جسمین کھانیکا شوق اور جاہ و ریاست کی خواہش دونون موجود ہون وہ جاہ و ریاست ہی کی
خواہش کو اختیار کریگا اس بات سے بیشک معلوم ہوتا ہے کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون سے بہتر ہے اسیطرح وہ عالم
جو شکا علم حساب یا علم ہندسہ یا علم طب یا علم شریعت وغیرہ [illegible] اوسے ایک لذت حاصل ہوتی ہے اگر وہ
اوس علم مین ناقص نہین کامل ہے تو یہ لذت سب لذتون پر فائق ہوتی ہے بلکہ ریاست و حکومت پر بھی وہ اسے ترجیح
دیتا ہے اور اگر علم مین ناقص ہو اور اوسکی لذتین خوب حاصل نہین کین تو اوسکی بات ہی اور ہے پس اس تقریر سے معلوم
ہوا کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون پر کہین فائق ہے مگر اوسکے واسطے جو علم و معرفت مین ناقص نہو اور اوس مین
حق تعالی نے دونون خواہشین بھی پیدا کی ہون اسواسطے کہ لڑکا اگر پیسہ اچھالنے کی لذت کو مباشرت اور ریاست کی لذت پر
مقدم رکھے تو ہمین اپنے دعوے مین کچھ شک نہ واقع ہوگا کیونکہ مقدم رکھنا اوسکے نقصان کے سبب سے ہے اسواسطے کہ آدمی
مباشرت اور ریاست کی شہوت اور خواہش ہی نہین اس دلیل سے کہ سبب دونون خواہشین جمع ہوتی ہین تو مباشرت اور
ریاست ہی کی خواہش [illegible] تیسری اصل اس بیان مین کہ حق تعالی کی معرفت اور سب معرفتون سے بہتر ہے
الیعزیز سمجھ لیجئے یہ معلوم ہو چکا کہ علم و معرفت خوشتر ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ ایک علم دوسرے علم سے بہتر ہوتا ہے اسواسطے
کہ جسقدر معلوم شریف تر ہوتا ہے اوسکا علم بھی اشرف ہوتا ہے کیونکہ شطرنج وضع کرنے کا علم شطرنج کھیلنے کے علم سے بہتر ہے اور ملک الشعرا
کا علم زراعت اور خیاطی کے علم سے بہتر ہے اور حقائق شرع اور اوسکے اسرار کا علم علم نجوم اور علم لغت سے افضل ہے
اور وزارت مین وزارت کے اسرار بازاریون کے بھیدون سے اور بادشاہ کا اسرار جاننا وزیر کے اسرار جاننے سے بہتر ہے
پس معلوم جسقدر شریف تر ہوگا اوسیقدر اوسکا علم بھی لذیذ تر ہوگا الیعزیز اب ذرہ غور کر کہ خدا وند عالم جو ہر طرح کے کمال جمال کا خالق ہے
اوس سے زیادہ دنیا مین کوئی چیز بھی شریف اور بزرگ اور کامل نہین اور کسی بادشاہ کی تدبیر جو اوسکی بادشاہت مین ہو وہ خدا
کی تدبیر کے مانند ہے جو آسمان و زمین کی بادشاہت اور دنیا اور آخرت کے کامون مین ہے اور کوئی بھی دربار اوسکی درگاہ سے بہتر
اور کاملتر ہے جس کسیکو حضرت الٰہی کا نظارہ کرنے کی آنکھ نصیب ہوئی اور اوسکی مملکت کے اسرار کو اس مملکت کے اسرار سے بہتر سمجھا
اوس سے کیونکر ممکن ہے کہ اوس حضرت کا نظارہ چھوڑ کر اور کسی چیز کا نظارہ کرے پس ان باتون سے معلوم ہوا کہ حق تعالی
کی ذات و صفات اور اوسکی بادشاہت اور اسرار خدائی کی معرفت سب معرفتون سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم شریف تر ہے بلکہ آ
شریف تر کہنا بھی خطا ہے اسواسطے کہ جب دوسری چیز کو تو اوسکی طرف اضافت کریگا تو اوس چیز کو شریف کہنا لائق نہین پھر اوس
حضرت کو شریف تر کیونکر کہہ سکیگا پس عارف اسی جہان کے اندر ایسی بہشت مین ہتا ہے جسکی یہ صفت ہے جو حق تعالی نے فرمائی ہے [illegible]

کہ کچھ اصل اشیاء کا ادراک نہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ اصل یہ ہے کہ اسوا اسکے کہ آسمان زمین کی چیزونکی ہے اور زمین کی
کی نہایت نہیں ہے اور جو عارف کا تماشا گاہ ہے اور کہ زمین و آسمان
نہیں سکتے ہیں نہ کوئی اونسے واقف ہے بلکہ ہر ہر چیز میں جیسا حق تعالیٰ نے
ہوا اوس سے زیادہ نزدیک اور کیا چیز ہوگی اور اس بہشت میں مزاحمت مانع کینہ حسد کا داخل نہیں ہے اسواسطے کہ جتنا زیادہ عارف
ہوتا ہے اوتنا ہی زیادہ انس حاصل ہوتا ہے اور یہ بہشت ایسی ہے کہ بہشت والوں کی کثرت کے سبب سے تنگ نہیں ہوتی بلکہ
اسکی وسعت بڑھتی ہی جاتی ہے چوتھی اصل اس بیان میں کہ نظر کی لذت معرفت کی لذت سے زیادہ ہے اے عزیز جاننا تو کہ جاننا
دو قسم پر ہے ایک وہ جو خیال میں آئے جیسے رنگ اور اشکال اور ایک وہ جو عقل میں آئے خیال میں نہ آئے جیسے حق تعالیٰ اور اوسکی
صفتیں بلکہ تیری بھی بعضی صفتیں خیال میں نہیں آتیں جیسے قدرت اور ارادہ اور حیات اسواسطے کہ ان کو چکھونگی نہیں
اور غصہ عشق شہوت درد راحت بھی چکھونگی سے دور ہے ان سبکو عقل ہی دریافت کرتی ہے اور جو چیز خیال میں آتی ہے
اوسے آدمی دو طرح ادراک کرتا ہے ایک یہ کہ وہ خیال کے روبرو ہو گویا کہ اوسے آدمی دیکھ رہا ہے یہ ادراک ناقص ہے
دوسرا یہ کہ وہ نظر آنے یہ پہلے سے کامل ہے اسواسطے دیدار معشوق کی لذت اوسکے خیال سے زیادہ ہوتی ہے اسکا سبب یہ نہیں
ہے کہ صورت بدل گئی بلکہ یہ باعث ہے کہ دیکھنے سے صورت زیادہ روشن ہو گئی اسطرح جو چیز خیال میں نہیں آتی
اور عقل اوسے ادراک کرتی ہے اسکی بھی صورتیں ہیں ایک معرفت دوسری معرفت سے بڑھکر ایک درجہ ہے اوسے رویت اور
مشاہدہ کہتے ہیں اور کمال انکشاف میں اسکی نسبت معرفت کے ساتھ ایسی ہے جیسے دیدار کی نسبت خیال کے ساتھ اور جسطرح
پلک بند کرنا آنکھ کے واسطے پردہ ہے اور خیال کو نہیں منع کرتا اور جب تک حجاب اوٹھے یعنی آنکھ نہ کھلے تب تک دیدار نہیں حاصل
ہوتا اسیطرح اس بدن کے ساتھ جو آب و گل سے بنا ہے آدمی کا علاقہ اور دنیا کی خواہشوں کے ساتھ اوسکا مشغول رہنا مشاہدہ کے
واسطے حجاب ہے اور معرفت کو منع نہیں کرتا جب تک علاقہ نہیں ٹوٹتا مشاہدہ غیر ممکن ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے
فرمایا لن ترانی پھر جب مشاہدہ روشن اور کامل تو ضرور اور بالضرور اوسکی لذت بھی زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ خیال کی نسبت دیدار میں زیادہ ہوتی ہے
اے عزیز جاننا تو کہ حقیقت بات یہ ہے کہ جسطرح نطفہ آدمی ہو جاتا ہے اور خرمی کا بیج درخت ہو جاتا ہے اور اوسیطرح یہ معرفت فردای قیامت کو
اور ہی صفت پر ہو جائیگی کہ پہلی حالت سے کچھ نسبت ہی نہ رہیگی آخر درجہ کمال کو پہونچ جائیگی اور اس گردش سے نہایت روشن
ہو جائیگی اوسے مشاہدہ اور نظر اور دیدار کہتے ہیں اسواسطے کہ دیدار کمال ادراک سے عبارت ہے اور یہ مشاہدہ اس ادراک کا کمال
درجہ ہے اسواسطے جسطرح اس جہان میں معرفت حجت نہیں چاہتی اوسیطرح یہ مشاہدہ بھی حجت نہ چاہیگا پس معرفت دیدار کا
تخم ہے جسے معرفت حاصل نہیں وہ دیدار الٰہی سے ابدالآباد محروم رہیگا اسواسطے کہ جو شخص تخم ہی نہیں رکھتا اوس سے زراعت بھی

نہین ہوسکتی اور جبتک یہ عارف نہ ہوگا اوسکا دیکھنا بھی کالعدم ہوگا ایعزیز یہ خیال نکر کہ دیدار لذت دنیا مین سب لوگ یکسان ہونگے بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی [illegible] اور یہ نصیب [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اور

پھنسو بھری ہوئی ہین اور اسی کاٹ رہی ہین اور ان مصیبتون کے سوا اور کامون مین بھی وہ مشغول ہوا اور ہر چیز سے ڈرتا ہی اور صبح کے وقت کہ ابھی خوب دھنی نہین ہوئی وہ اپنے معشوق کو دیکھے تو ایسی حال مین یقینا لذت دیدار اوسکو کم حاصل ہوگی پس اگر ناگاہ آفتاب نکل آئے اور خوب روشنی پھیل جاوے اور اوسکی شہوت خوب تیز اور اوسکا عشق نہایت قوی ہو جاوے اور مشغلہ اور خوف اوسکا دل سے جاتا رہی اور زنبور اور پھوکے درد سے نجات پاوے تو اس حالت اطمینان مین دیدار معشوق سے بڑی لذت پاوے گا کہ وہ لذت جو پہلے اوسے حاصل ہوتی تھی اوسکے ساتھ اسکو کچھ مناسبت ہی نہین دنیا مین عارف کا بھی یہی حال ہی اندھیرا دنیا مین ضعف معرفت کی مثال ہے گویا کہ پردی کے اندر سے باہر کی طرف دیکھتا ہی اور ضعف عشق آدمی کے نقصان کی سبب سے ہوتا ہی اسواسطے کہ آدمی جب تک اس جہان مین رہتا ہی ناقص رہتا ہی اور یہ عشق کمال کو نہین پہونچتا اور زنبور اور پھوڑ دنیا کی خواہشون اور غم اور غصہ اور انواع رنج کی مثال ہی اسواسطے کہ یہ سب لذت معرفت کو کم کر دیتی ہین اور شغل اور خوف معاش اور قوت حاصل کرنی اور ایسی باتون کی مثال ہی اور یہ سب باتین موت سے جاتی رہتی ہین اور دیدار کی رغبت اور محبت کامل ہو جاتی ہی اور پوشیدگی احوال کشف کے ساتھ بدل جاتی ہے اور دنیا کا غم واندوہ اور مشغلہ منقطع ہو جاتا ہی پس اس سبب سے لذت نہایت کمال کو پہونچ جاتی ہی اگرچہ معرفت کی قدر سے زیادہ نہین ہوتی جسطرح بھوکا آدمی کھانے کی بو سونگھنے سے جو لذت پاتا ہی وہ کھانا کھانے کی لذت سے کچھ مناسبت نہین رکھتی اوسیطرح معرفت کی لذت لذت دیدار سے بھی کچھ مناسبت نہین رکھتی یعنی جسطرح کھانا کھانے کی لذت کھانے کی بو سونگھنے کی لذت سے بہت زیادہ ہوتی ہی اوسیطرح دیدار کی لذت معرفت کی لذت سے بھی بہت ہی زیادہ ہوتی ہی **فصل** العزیز شاید تو کہے کہ معرفت دل مین ہوتی ہی اور دیدار آنکھ مین پھر دیدار کی لذت کیونکر زیادہ ہوگی جانتو کہ دیدار کو دیدار اسواسطے کہتے ہین کہ وہ کمال خیال کی سبب سے ہوتا ہی اس سبب سے نہین کہتے کہ وہ آنکھ مین ہوتا ہی اسواسطے کہ اگر حق تعالی دیدار کو ہاتھی مین پیدا فرماتا تو بھی دیدار ہوتا پس دیدار کی جگہ مین انکار کرنا فضول ہی بلکہ جب دیدار کا لفظ شریعت مین وارد ہوا ہی اور ظاہر دیدار آنکھ سے ہوتا ہی کہ دیدار آخرت مین آنکھ کو دخل ہے اور تو جان کہ آخرت کی آنکھ دنیا کی آنکھ کے مانند نہوگی اسواسطے کہ یہ آنکھ بغیر جہت کے نہین دیکھ سکتی اور وہ آنکھ بے جہت کو دیکھے گی اور عوام کو اس سے بحث وتکرار کرنا جائز نہین اسواسطے کہ یہ کام اونکی قوت سے زیادہ ہی کیونکہ بڑھئی کا کام بندر سے نہین ہو سکتا اور جس دانشمند نے فقط فقہ حدیث تفسیر مین محنت کی وہ بھی اس مضمون مین عامی ہی اوس کا کام یہ نہین بلکہ جس شخص نے علم کلام مین محنت کی وہ بھی اس حقیقت حال مین عامی ہے اسواسطے کہ وہ عامی کی اعتقاد کا نگہبان اور سنبھالنے والا ہی یعنی عامی نے جو اعتقاد کیا ہی متکلم اپنے کلام سے اوسکی نگہبانی کرتا ہی اور بدعتی کے شر وفساد کو عامی سے دفع کرتا ہی جنگ وجدل سے اوسکا دفعیہ جانتا ہی مگر معرفت اور ہی کوچہ ہی اس کو چہ کے رہنے والے اور ہی لوگ ہین **شعر** منزل عشقش مکان دیگرست ✦ مردان ره را نشان دیگرست ✦ چونکہ یہ بات چھوٹی سی کتاب مین لکھنے کے لائق نہین تو اسیقدر پر کفایت کرنا اولی ہی **فصل** العزیز شاید تو یہ کہے کہ ایسی لذت جس مین مشقت کی لذتین آدمی بھول جاتے کیسطرح میری عقل مین نہین آتی ہر چند کہ اس باب مین علمانے بہت گفتگو کی مگر اوسکی تدبیر تو معلوم ہو کہ کیا ہے تاکہ اگر وہ لذت نہ حاصل ہو مگر اوس پر ایمان تو نصیب ہو العزیز جانتو کہ چار چیزین اسکی تدبیر ہین ایک یہ کہ جو باتین اوپر مذکور ہوئین اون مین تو بہت غور کرنا کہ تجھے یہ بات معلوم ہو جاوے

اسواسطے کہ جو بات ایک ہی بار تیرے کان مین پڑتی ہے وہ دل مین نہین آجاتی دوسری یہ کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کی صفت اسطرح سے نہین واقع ہوئی کہ لذت اور شہوت کی صفتین یکبارگی اوسمین پیدا کردی ہون کیونکہ بچے کو پہلے کھانے ہی کی خواہش اور لذت ہوتی ہے اسکے اور کچھ وہ جانتا ہی نہین جب سات برس کے قریب اوسکا سن پہونچتا ہے تو کھیل کود کی خواہش اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ کھانا چھوڑ کر کھیلنے دوڑا جاتا ہے اور جب دس برس کے قریب اوسکی عمر ہوتی ہے تو زینت اور اچھی پوشاک کی خواہش اور لذت اوسے پیدا ہوتی ہے حتی کہ اوسکی آرزو مین کھیلنا بھی چھوڑ دیتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہوتا ہے تو عورتون کی خواہش اور لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے حتی کہ عورتون کے پیچھے سب کچھ ترک کردیتا ہے اور جب بیس برس کے قریب پہونچتا ہے تو ریاست تفاخر بڑہتی اور طلب جاہ کی لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے یہ لذات دنیا کا آخری درجہ ہے جیسا کہ حق تعالی نے قرآن شریف مین فرمایا ہے اِنَّمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ پس جب بیس برس سے بڑہتا ہے تو اگر دنیا نے اوسکے باطن کو بالکل خراب نہین کیا ہے اور اوسکے دل کو بیمار نہین کردیا ہے تو عالم اور آفریدگار عالم اور اسرار ملک و ملکوت کو پہچاننے کی لذت اوسمین پیدا ہوتی ہے اور اسطرح بعد والی ہر لذت مین اوسکی پہلے والی لذت ناچیز اور حقیر ہوجاتی ہے اوسیطرح یہ لذت بھی اس معرفت مین حقیر اور ناچیز ہوجاتی ہے اور بہشت کی لذت پیٹ فرج آنکھ کی لذت سے زیادہ نہین ہے کہ آدمی باغ مین سیر کررہا ہے اور عمدہ عمدہ کھانے کھاتا ہے سبزہ اور آب روان اور اونچے اونچے زرنگار مکانات کا نظارہ کرتا ہے اور یہ خواہش اس جہان مین بھی ریاست اور غلبہ اور حکومت کی خواہش کے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہوجاتی ہے پھر معرفت کی لذت کے سامنے بطریق اولی ناچیز اور حقیر ہوجائیگی کیونکہ راہب کبھی صومعہ کو اسواسطے اپنا قیدخانہ بناتا ہے اور ہر روز اسلیے بقدر جوز سے زیادہ کھانا نہین کھاتا ہے تاکہ خلائق مین مقبولیت کا درجہ حاصل کرے پس راہب تو جاہ و قبول کی لذت کو بہشت کی لذت سے زیادہ غنیمت رکھتا ہے اسواسطے کہ بہشت کی یہی لذت ہے کہ پیٹ فرج آنکھ کو حظ حاصل ہو پھر لذت جاہ جسنے پہلے سب خواہشون اور لذتونکو حقیر اور ناچیز کردیا وہ لذت معرفت مین فنا ہوجاتی ہے الغرض تو اس بات کا ایمان رکھتا ہے اسواسطے کہ جاہ کی خواہش تک پہونچا ہے اور لڑکا جو ابھی جاہ کی خواہش تک نہین پہونچا وہ اس بات کا ایمان نہین رکھتا اگر تو اوس لڑکے کو ریاست کا مزہ بتانا چاہے تو یہ مشکل ہے اسیطرح تجرد اندہ کو معرفت کی لذت سمجھانے مین عارف بھی عاجز ہے لیکن اگر تو تھوڑا سا سرمایہ عقل پیدا کرکے غور کریگا تو یہ بات تجھپر مخفی نرہے گی تیسری تدبیر یہ ہے کہ تو عارفون کا حال دیکھا کر اور انکی باتین سنا کر اسواسطے کہ مخنث اور نامرد اگرچہ شہوت مباشرت اور اوسکی لذت سے بیخبر ہوتے ہین مگر جب مردون کو دیکھتے ہین کہ اپنی بیوی اس مزے کے پیچھے تباہ اور برباد کرتے ہین تو اونہین خواہ نخواہ یہ بات معلوم ہوجاتی ہے کہ انہین ایک بڑی شہوت اور لذت حاصل ہے کہ جسمین وہ نصیب نہین حضرت رابعہ جو ایک پارسا بی بی تہین اونکے سامنے لوگون نے جنت کا ذکر کیا کہنے لگین اَلْجَارَ ثُمَّ الدَّارَ پہلے صاحب خانہ ہی پھر گھر حضرت ابوسلیمان دارانی رح نے کہا ہے کہ خدا کے تھوڑے بندے ایسے ہین کہ اونہین دوزخ کا ڈر اور بہشت کی امید یاد الہی سے باز نہین رکھتی پھر دنیا اونہین یاد الہی سے کیونکر باز رکھیگی حضرت معروف کرخی رح سے اونکے کسی دوست نے پوچھا کہ بتاؤ تو تمہین دنیا سے بیزار کرکے عبادت اور خلوت مین کیونکر

مشغول کیا گیا موت کے ڈر یا قبر کے خوف یا دوزخ کے اندیشے یا بہشت کی امید نے مشغول کیا ہے فرمایا انکی کیا حقیقت ہے جس بادشاہ کے دست قدرت مین یہ سب ہین اگر تو اوسکے ساتھ محبت کر تو ان سب کو بھول جا اور اگر تجھے اوسکے ساتھ معرفت اور آشنائی پیدا ہو جائے تو ان سب سے تو ننگ و عار رکھنے لگے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی سے کسینے خواب مین پوچھا کہ ابو نصر تمار اور عبدالوہاب وراق کا کیا حال ہے جواب دیا کہ اسوقت بہشت مین کھانا کھاتے چھوڑ آیا ہون پوچھا تمھارا کیا حال ہے جواب دیا کہ حق تعالے نے جانا کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت ہی نہین ہے مجھے اپنا دیدار نصیب کیا حضرت علی ابن الموفق رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین نے بہشت کو خواب مین دیکھا بہت لوگ وہان کھانا کھاتے تھے اور فرشتے اچھے اچھے کھانے اونکے منہ مین ڈالتے جاتے تھے ایک شخص کو مین نے دیکھا کہ حضرت قدوس مین آنکھین نکالے ہوئے مبہوت کیطرح دیکھ رہا ہے مین نے رضوان سے پوچھا یہ کون شخص ہے کہا معروف کرخی ہے خوف دوزخ سے عبادت کی تھی نہ امید بہشت پر اسکے واسطے حق تعالی نے دیدار مباح کر دیا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی قدس سرہ کہتے ہین کہ جو شخص آج اپنے ساتھ مشغول ہے وہ فردائے قیامت کو بھی یون ہین رہیگا اور جو شخص آج خدا کے ساتھ مشغول ہے وہ فردائے قیامت کو بھی یون ہین ہوگا حضرت یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالی علیہ کہتے ہین کہ ایک رات مین نے حضرت بایزید کو دیکھا عشا کی نماز کے بعد سے صبح تک ایڑیان اوٹھائے ہوئے دونون پانون کی اوںگلیون پر مبہوت کیطرح بیٹھے رہے آخر کو سجدہ کر کے دیر تک کھڑے رہے اور سر اوٹھا کر مناجات کی کہ بار خدایا ایک گروہ نے تجھے طلب کیا اوسے تو نے یہ کرامتین عنایت فرمائین کہ وہ لوگ پانی پر چلے اور ہوا پر اوڑے اور مین ان باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون اور ایک گروہ کو تو نے زمین کے خزانے مرحمت کیے اور ایک گروہ کو تو نے یہ کرامت عطا کی کہ وہ لوگ رات بھر مین بہت سی مسافت طے کر جاتے تھے وہ لوگ ان کرامتون سے خوش ہوئے اور مین ان سب باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون بعدہ پھر کر مجھے دیکھا اور فرمایا کہ اے یحیی تم یہان ہو مین نے کہا ہان ای میرے سید فرمایا کب سے ہو مین نے کہا دیر سے پھر مین نے کہا یہ حال مجھے تو ارشاد ہو فرمایا جو حال تجھ سے کہنے کے لائق ہے وہ کہتا ہون حق تعالی نے مجھے ملکوت اعلی اور ملکوت اسفل مین پھرایا اور عرش و کرسی اور آسمانون اور بہشتون مین چلا کر ارشاد فرمایا کہ ان سب چیزون مین سے جو تیرا جی چاہے مانگ تاکہ مین تجھے عنایت فرماؤن مین نے عرض کیا ان سب مین سے مین کچھ نہین چاہتا ارشاد ہوا حق ہے کہ تو میرا ہی بندہ ہے حضرت ابو تراب بخشی رحمہ اللہ تعالی کا ایک بڑا مرید تھا اپنے کام مین مستغرق رہا کرتا تھا حضرت ابو تراب نے ایک دن کہا کہ اگر تو حضرت بایزید کو دیکھے تو مناسب ہے اوسنے جواب دیا کہ مین بایزید سے بے پروا ہون حضرت ابو تراب نے پھر کئی بار یہی کہا مرید نے جواب دیا کہ مین بایزید کے خدا کو دیکھتا ہون بایزید کو دیکھکر کیا کرون حضرت ابو تراب نے کہا کہ حضرت بایزید کو اگر تو ایکبار دیکھے تو اس سے بہتر ہے کہ خدا کو ستر بار دیکھے تب اوس مرید نے متحیر ہوکر پوچھا یہ کیا بات ہے حضرت ابو تراب نے کہا اے نادان تو اپنی تربیت خدا کو دیکھتا ہے تیرے طرف کی قدر وہ ظاہر ہوتا ہے اور حضرت بایزید کو خدا کے پاس اوسکی قدر کے موافق دیکھے گا یہ باریک بات سمجھکر مرید نے عرض کیا کہ آیئے چلین حضرت ابو تراب کہتے ہین کہ ہم دونون آدمی حضرت بایزید کی خدمت مین گئے وہ جنگل مین بیٹھے تھے جب اونکے قریب پہونچے تو وہ اولٹی پوستین پہنے ہوئے باہر تشریف لائے مرید نے اونکی طرف دیکھکر ایک نعرہ مارا اور مر گیا مین نے کہا

کہا اے بایزید جو ایک نظر آپ کو دیکھے تو کیا وہ واجب القتل ہے کہا نہین یہ مرید صادق تھا اسمین ایک بھید تھا کہ وہ اوسکی قوت سے کھلتا نتھا اوسنے جب مجھے دیکھا تو وہ بھید کھل گیا چونکہ یہ ضعیف تھا اوسکا تحمل نہوا مرگیا اور حضرت بایزید قدس سرہ نے کہا ہے کہ اگر خلت ابراہیم اور مناجات موسیٰ اور روحانیت عیسی علیہم السلام حق تعالیٰ تجھے عنایت کرے تو بھی اوسکی طرف سے منہ نہ پھیر کہ اسکے علاوہ اور بہت سے کام رکھتا ہے حضرت بایزید قدس سرہ کا ایک دوست تھا اوس نے ایک دن کہنے لگا کہ مین تیس برس سے رات کو نماز پڑھتا ہون اور دن کو روزہ رکھتا ہون اور یہ حالات جو آپ بیان کرتے ہین انمین سے کوئی حالت مجھپر ظاہر نہین ہوئی حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر تیس ہزار برس تو عبادت کریگا تو بھی ظاہر نہوگی اوسنے پوچھا کہ اسکا کیا سبب فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تو اپنی خودی کے سبب سے محجوب ہے پوچھا پھر اسکا علاج کیا ہے فرمایا اسکا علاج تو نہ کرسکیگا اوس دوست نے کہا کیجیے تو مین وہ علاج کرونگا فرمایا نہین تو نہ کریگا وہ نہایت بضد ہوا حضرت بایزید نے فرمایا کہ نائی کے پاس جاکر ابھی داڑھی مونڈوا ڈال اور زنگار باندھ کر فقط ایک تہ بند کمر سے باندھ اور ایک توبڑہ بھر اخروٹ گلے مین لٹکائے اور بازار مین جاکر منادی کر کہ جو لڑکا میری گدی مین گدا لگائیگا اوسے ایک اخروٹ دونگا اور اسیطرح قاضی اور متشرع لوگون کے پاس جا اوس شخص نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے جو آپ نے فرمائی حضرت بایزید نے فرمایا کہ یہ جو تو نے سبحان اللہ کہا شرک کیا کہ یہ اپنی تعظیم کی راہ سے کہا وہ بولا کہ اور کچھ علاج بتائیے یہ مجھسے نہوسکیگا فرمایا بھلا علاج یہی ہے جو مین نے کہا اوس شخص نے کہا یہ علاج تو مین نہین کرسکتا فرمایا مین نے تو خود ہی کہا تھا کہ تجھسے علاج نہوسکیگا حضرت بایزید قدس سرہ نے یہ علاج اسواسطے فرمایا کہ وہ شخص جاہ و تکبر کی طلب مین مشغول تھا ایسے مرض کا یہی علاج ہوتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے عیسی مین جب اپنے بندے کے دل مین نگاہ کرتا ہون اور اوسمین دنیا اور آخرت کچھ نہین دیکھتا تو اپنی محبت وہان دیکھکر اوسکی حفاظت کرتا ہون حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے مناجات کی کہ بار خدایا تو جانتا ہے کہ جو محبت تو نے مجھے عطا فرمائی ہے اور اپنے ذکر کا جو انس تو نے مجھے مرحمت کیا اوسکے سامنے بہشت میرے نزدیک پرپشہ کے برابر بھی نہین حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے پوچھا کہ رسول کو تم کیونکر دوست رکھتی ہو کہنے لگین کہ یہ مشکل بات ہے مگر خالق کی محبت نے مخلوق کی محبت سے مجھے باز رکھا ہے حضرت عیسی علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ کونسا عمل سب اعمال سے افضل ہے فرمایا کہ خدا کی محبت اور جو کچھ اوسنے کیا اوسپر راضی رہنا غرضکہ ایسی حدیثین اور حکایتین بہت ہین اور ان بزرگون کے احوال کے قرینہ سے خواہ مخواہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی معرفت اور اوسکی محبت کی لذت بہشت کی لذت سے بہت زیادہ ہے **العزیز** تجھے اس مقام مین غور و تامل کرنا چاہیے

معرفت الٰہی کی پوشیدگی کے سبب کا بیان

العزیز جس چیز کا جاننا متعذر ہوتا ہے تو دو سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ چیز پوشیدہ رہے ظاہر نہو دوسرا یہ کہ نہایت روشن ہو کہ آنکھ اوسے نہ دیکھ سکے اسیواسطے چمگادڑ رات ہی کو دیکھتا ہے دن کو نہین دیکھ سکتا اسکا سبب یہ نہین ہے کہ رات کو چیزین ظاہر ہوتی ہین بلکہ دن کو بہت ظاہر ہوتی ہین مگر اسکی آنکھ ضعف کے سبب سے اسیطرح کمال روشنی کے سبب سے اور اس وجہ سے کہ دلون کو اوسکے دریافت کرنے کی قوت نہین خدا کی معرفت دشوار ہوئی اور خدا کا نور اور ظہور یہ مثال قیاس کرنے سے معلوم ہوگا کہ اگر تو لکھا ہوا ایک خط یا سیاہ کپڑا دیکھتا ہے تو کوئی چیز کاتب اور درزی کی قدرت

اور علم و حیات اور ارادہ سے روشن تر نہین ہوتی اسواسطے کہ انکا یہ فعل ان صفتون کو انکے بدن سے ایسا ظاہر کرتا ہے کہ علم یقینی حاصل ہوجاے اگر حق تعالی تمام علم مین ایک پرندے یا ایک نبات سے زیادہ نہ پیدا کرتا تو جو اوسے دیکھتا اوسے صانع کے کمال علم اور کمال قدرت اور کمال عظمت اور کمال جلال کی معرفت ضرور بالضرور حاصل ہوتی اسواسطے کہ وجود صانع پر مصنوع کی دلالت کاتب کے خط کی دلالت سے زیادہ ظاہر ہے مگر آسمان و زمین اور حیوانات اور نباتات اور سنگ اور کلوخ اور جو کچھ موجود اور مخلوق وہم و خیال مین آتے ہین سب یک زبان ہوکر صانع کی بزرگی پر گواہی دیتے ہین شعر ہر گیاہی کہ از زمین روید + وحدہ لاشریک لہ گوید + دلائل کی کثرت اور روشنی کی وجہ سے معرفت پوشیدہ ہوگئی اسواسطے کہ اگر کوئی صنعت اوسکا فعل اور کوئی دوسرا اوسکا فعل ہوتا تو معرفت ظاہر ہوتی چونکہ سب مصنوعات ایک صنعت پر ہوگئے لہذا معرفت صانع پوشیدہ ہوگئی اسکی مثال ایسی ہے کہ کوئی چیز نور آفتاب سے زیادہ روشن نہین اسواسطے کہ سب چیزین اسی سے ظاہر ہوتی ہین لیکن آفتاب اگر رات کو غروب نہوجاتا یا سایہ کے سبب سے چھپ نہ جایا کرتا تو کسی کو نہ معلوم ہوتا کہ مثلاً روی زمین پر ایک ہی نور ہے اسواسطے کہ سفیدی اور سیاہی اور اور رنگون کے سوا کچھ اور کہتے کہ اسکے علاوہ اور کچھ نہین پس یہ جو معلوم ہوا کہ رنگون کے علاوہ نور کوئی چیز ہے کہ رنگ اوسکے سبب سے ظاہر ہوتے ہین یہ اس سبب سے معلوم ہوا کہ رات کو رنگ چھپ جاتے ہین اور اندھیرے مین اتنا پوشیدہ ہوجاتے ہین جتنا نور آفتاب مین ظاہر نہین ہوتے تو ضد آفتاب سے آفتاب کو پہچانا اسیطرح اگر خالق کا غائب اور معدوم ہوجانا ممکن ہوتا اور زمین و آسمان برہم اور ناچیز ہوجاتے تو خالق کو خواہ نخواہ لوگ پہچان لیتے مگر چونکہ سب مخلوق خالق کے موجود ہونے پر گواہی دیتے ہین ایک ہی صنعت کے ہین اور یہ گواہی ہمیشہ ہے تو روشن ہے پس روشنی کی وجہ سے خالق کی معرفت پوشیدہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ بچپن سے یہ مصنوعات و مخلوقات نظر مین رہے وہ وقت ایسا تھا کہ اس بات کی عقل نہتی کہ مصنوعات کی گواہی کو وہ سمجھے جب مصنوعات کے ساتھ خوگر ہوگیا تو الفت پیدا ہوگئی پھر جب سن تمیز کو پہونچا تو اوسکی گواہی سے آگاہ نہین ہوتا مگر یہ کہ جب کوئی نادر جانور یا عجیب نبات دیکھتا ہے تو اوسوقت اوسکی زبان سے بے اختیار کلمہ سبحان اللہ نکل جاتا ہے کیونکہ شاید اوسکی گواہی سے دل مین آگاہ ہوتا ہے پس جنکی بینائی ضعیف نہین وہ جو مصنوع دیکھتا ہے اوسمین صانع کی صنعت دیکھتا ہے اوس مصنوع کو نہین دیکھتا کیونکہ آسمان و زمین اس نظر سے دیکھتا ہے کہ وہی کی صنعت ہے جسطرح کوئی شخص خط کو اس نظر سے نہ دیکھے کہ وہ سیاہی اور کاغذ ہے کیونکہ اسطرح وہی شخص دیکھتا ہے جو خط کو جانتا ہی نہو بلکہ اس نظر سے دیکھے کہ خط آراستہ ہے حتی کہ اوسمین کاتب ہی کو دیکھے جسطرح کہ تصنیف مین آدمی مصنف ہی کو دیکھتا ہے خط کو نہین دیکھتا آدمی جب اس صنعت کا ہوجاتا ہے تو جس چیز مین نظر کرتا ہے خدا ہی کو دیکھتا ہے اسواسطے کہ کوئی چیز ایسی نہین جو اوسکی بنائی ہوئی نہو بلکہ تمام عالم اوسکی صنعت اور تصنیف ہے الغرض اگر ایسی چیز کو دیکھنا چاہے جو نہ اوسکی مصنوع ہو نہ اوسکی ذات ہو تو نہ دیکھ سکیگا اور سب مخلوق زبان فصیح سے جسے زبان حال کہتے ہین اوسکے کمال قدرت اور کمال جلال عظمت پر گواہی دیتے ہین اوس سے زیادہ روشن کوئی چیز نہین مگر خلق اپنے ضعف کے سبب سے اس معرفت سے عاجز رہتی ہے **محبت** پیدا کرنے کی تدبیر کا **بیان** یعنی جاننا کہ محبت بزرگترین مقامات ہے اسکی تدبیر پہچاننا ضرور ہے جو شخص چاہتا ہے

اگر کسی صورت پر عاشق ہو تو اسکی پہلی تدبیر یہ ہے کہ اور سکے سوا اور جو کچھ ہے سب کی طرف سے منہ پھیر کر صرف اوسی کو دیکھا کرے جب اوسکا چہرہ دیکھے اور اوسکے ہاتھ پاؤن پوشیدہ ہون اور خوبصورت بھی ہون تو اونہین بھی دیکھنے کی کوشش کرے تاکہ جو جمال دیکھے اوسکے سبب سے محبت زیادہ ہوتی جائے جب اس نظارہ بازی کی مداومت کریگا تو خواہ نخواہ اوسکے دل مین تھوڑی سی محبت رغبت پیدا ہو جائیگی پس محبت الہی کا بھی یہی حال ہے محبت الہی کی پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی دنیا کی طرف سے منہ پھیر لے اور اوس مالک کی محبت سے دل کو پاک کرے اسواسطے کہ غیر خدا کی محبت خدا کی محبت سے آدمی کو باز رکھتی ہے یہ دل کو پاک کرنا ایسا ہے جیسے کوئی کھیت سے کنکر پتھر سے زمین کو پاک کرتا پھر حق تعالی کی معرفت طلب کرے کیونکہ جو شخص اوسے دوست نہین رکھتا اسکا سبب یہ ہے کہ اوسے جانتا ہی نہین وہ جمال و کمال تو بالطبع محبوب ہین حق کہ جو شخص حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہما کو خوب پہچانتا ہے تو محال ہے کہ وہ اونہین دوست نہ رکھے اسواسطے کہ اوصاف حمیدہ بالطبع محبوب ہین اور معرفت حاصل کرنا ایسا ہے جیسے زمین مین تخم ریزی کرنا پھر مداومت ذکر و فکر مین مشغول ہونا آب پاشی کے مثل ہے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی کو بہت یاد کرتا ہے تو خواہ نخواہ یاد کرنیوالے کو اور سکے ساتھ ایک انس پیدا ہو جاتا ہے انیز جاننا چاہئے کہ کوئی مسلمان اصل محبت سے خالی نہین مگر تفاوت تین سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی دنیا کی محبت اور اوسکے ساتھ مشغول رہنے مین تفاوت رکھتے ہین اور ایک چیز کی محبت دوسری چیز کی محبت گھٹا دیتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ معرفت مین تفاوت رکھتے ہون اسواسطے کہ عامی حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کو اسواسطے دوست رکھتا ہے کہ اوسنے سنا ہے کہ وہ بڑے عالم تھے مگر فقیہ اونکے بعضے علمون کی تفصیل سے خبر رکھتا ہے وہ اونہین زیادہ دوست رکھے گا اسواسطے کہ عامی کی بہ نسبت اوسکی معرفت زیادہ ہے اور فرنی جو امام شافعی کے شاگرد تھے اور اونکے سب حالات اور علوم اور اخلاق سے خبر رکھتے تھے وہ اونہین زیادہ دوست رکھتے تھے پس جو شخص کسی کی معرفت زیادہ حاصل کرتا ہے وہ اوسے بہت دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ ذکر و عبادت جسکے سبب سے انس حاصل ہوتا ہے اسمین لوگ متفاوت ہون پس ان ہی سببون سے محبت کا تفاوت ہوتا ہے اگر کوئی شخص خدا کو بالکل دوست ہی نہین رکھتا اسکا سبب یہ ہے کہ وہ خدا کو ہرگز جانتا ہی نہین اسواسطے کہ جسطرح ظاہر کی خوبصورتی بالطبع محبوب ہوتی ہے اوسیطرح باطن کی خوبصورتی بھی مرغوب ہوتی ہے پس محبت معرفت کا نتیجہ ہے اور معرفت کاملہ حاصل کرنے کے دو طریقے ہین ایک صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کا طریقہ ہے وہ مجاہدہ اور باطن کو دوام ذکر سے پاک کرتا ہے حتی کہ اپنے تئین اور ماسوی اللہ کو بھول جاتے ہین تب اونکے باطن مین وہ معاملات ظاہر ہوتے ہین جنکے سبب سے مشاہدہ کے مانند روشن ہو جاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے دام بچھانا شاید اسمین شکار پھنسے یا نہ پھنسے اور شاید اوسمین ہوا پھنسے یا باز آ پھنسے اسمین ایک کی قسم کے موافق بڑا تفاوت ہوتا ہے دوسرا طریقہ علم معرفت کا سیکھنا ہے علم کلام اور دوسرے علوم کا سیکھنا نہین علم معرفت کی پہلی بسم اللہ یہ ہے کہ عجائب مصنوعات مین آدمی تفکر کرے چنانچہ ساتوین اصل مین اسکا بیان ہو چکا ہے پھر ترقی کرکے جمال اور جلال الہی مین فکر کرے تاکہ اسما اور صفات کے حقائق اسپر منکشف ہون اور یہ بڑا علم ہے مزید یہ کہ مرشد کامل کی مدد سے یہ علم حاصل کر سکتا ہے کروڑون

اس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا یہ علم دوا کھانے کے مانند نہین ہے کہ ہمین بخار کے پہننے نہ پہننے کا شبہہ ہو بلکہ تجارت اور زراعت اور کسب کے مانند ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے بکری بکرے کا جوڑا لگایا تو خواہ نخواہ نسل بڑہے گی ان یا وہ ہوگا لیکن اگر اوپر بجلی گرے اور وہ ناگاہ ہلاک ہو جائین تو مجبوری ہے اور جو شخص معرفت کی راہ چھوڑکر اور کسی طریقہ سے بحث ڈہونڈہیگا وہ محال طلبی کریگا اور جو شخص معرفت کو ان دو طریقون کے سوا جو مذکور ہوا اور کسی طریقہ سے ڈہونڈہیگا وہ ناکام رہیگا اور جو شخص سمجہتا ہے کہ بی محبت الہی سعادت آخرت کو پہونچیگا اوسکی سمجہ غلطی پر ہے اسواسطے کہ آخرت کے یہی معنی ہین کہ تو خدا تک پہونچ جائے اور جب کوئی شخص ایک چیز تک پہونچا تو اگر پہلے سے دوست رکہتا تہا تو عوائق کے سبب سے اوس سے محجوب تہا اور ایک زمانہ اوس چیز کے شوق مین گذرا تہا تو جب وہ عوائق اور موانع رفع دفع ہو جاتی ہین اور وہ شائق اس چیز تک پہونچتا ہے تو بڑے مزے مین ہو جاتا ہے یہی سعادت ہے اور اگر پہلے سے اوس چیز کو دوست نہ رکہتا تہا تو اوسے کچہ بہی لذت نہین ملتی اگر اوسے کم دوست رکہتا تہا تو کم لذت پاتا ہے تو عشق و محبت کی قدر سعادت ہوتی ہے اور اگر معاذ اللہ اپنے باطن مین اوس چیز کے مخالف کے ساتھ الفت اور مناسبت پیدا کی ہوگی تو جو حالت آخرت مین ظاہر ہوگی وہ اوسکے مخالف ہوگی اسکے سبب سے وہ ہلاک ہوگا اور رنج و مصیبت مین پڑیگا جس چیز کے سبب سے اور لوگ سعید ہونگے وہ اوسی کے سبب سے شقی ہو جائیگا اسکی مثال یہ ہے حکایت ایک خاکروب عطر سازون کی بازار مین گیا اور وہان کی خوشبوئین سونگہکر بیہوش ہوکر گر پڑا لوگ آکر اوسپر گلاب چھڑکنے لگے اور اوسے مشک سونگہانے لگے اوسکا حال اور بہی بدتر ہوتا جاتا تہا تہا کہ ایک شخص وہان آیا اوس نے بہی کسی زمانہ مین خاکروبی کی تہی اوسنے اوسکا حال پہچانا اور ذرا سی آدمی کی نجاست لاکر سونگہائی اور اوسکی ناک مین ملدی وہ فوراً ہوش مین آگیا اور کہنے لگا کہ [illegible] رہے پس جسنے لذت دنیا کے ساتھ انس پیدا کیا تہا کہ وہ اوسکی معشوقہ ہوگئی وہ اوس خاکروب کے مثل ہے اور جسطرح اوس خاکروب نے عطر سازون کی بازار مین وہ نجاست نہائی تہی بلکہ جو خوشبودار چیزین وہان تہین وہ اوسکے مخالف تہین اور اوسے اوسکے سبب سے رنج و اذیت زیادہ ہوئی اور جس نجاست سے اوسنے الفت و محبت پیدا کی تہی وہ وہان نہتی اسیطرح بازار آخرت مین بہی دنیا کی شہوتون مین سے کوئی چیز آدمی نہائیگا اور جو نعمتین وہان ہونگی وہ سب اسکی طبیعت کے برخلاف ہونگی پس وہی نعمتین اسکے رنج و مصیبت اور اسکی شقاوت کا سبب ہونگی آخرت عالم ارواح اور عالم جمال الہی ہے کیونکہ جمال الہی وہان ظاہر ہوگا سعید وہی شخص ہے جسنے اپنی طبیعت کو دنیا مین اوسکے ساتھ مناسبت دی ہو تہی کہ وہ اوسکے موافق ہو جائے اور سب ریاضتین اور عبادتین اور معرفتین اسی مناسبت کے واسطے ہین اور محبت خود یہی مناسبت ہے یہ جو حق تعالی نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا اوسکے یہی معنی ہین اور دنیا کی سب معصیتین اور شہوتین اور محبتین اس مناسبت کی ضد ہین آیہ کریمہ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰىهَا سے یہی مراد ہے ارباب بصیرت اس مضمون کے مشاہدے مین حد تقلید سے گذر گئے ہین اور صدق پیغمبر سے اس مضمون کو پہچانا ہے بلکہ اسکے سبب سے صدق پیغمبر کو بی معجزہ کے یقینی سمجہے ہین اسواسطے کہ جو شخص علم طب جانتا ہے وہ جب کسی طبیب کی بات سنتا ہے پہچان جاتا ہے کہ یہ طبیب ہے اور جب دو کاندار حکیم کی بات سنتا ہے تو سمجہتا ہے کہ یہ جاہل ہے پس اس طریقے سے سچے نبی کو نبوت کا جہوٹا دعوی کرنیوالے سے یقیناً آدمی پہچان لیتا ہے پھر جو کچہ اپنی بصیرت کے زور سے پہچان سکتا ہے اوسے اکثر مین سے پہچانتا ہے اور یہ علم یقینی ہے اوس علم کے مثل نہین ہے

جو عصا کے اژدہا ہونے سے حاصل ہوا سو اسطے کہ یہ علم اس خطر مین ہے کہ گوسالے کی آواز سے باطل ہو جائے کیونکہ سحر اور معجزہ مین تمیز کرنا علم یقینی کیطرح آسان نہین ہے **محبت الٰہی کی علامتون کا بیان** الغرض جانتو کہ محبت ایک گوہر عزیز ہے اور محبت کا دعوی کرنا آسان نہین پس آدمی کو یہ گمان کرنا نچاہیے کہ مین محبّون مین سے ہون اسواسطے کہ محبت کی علامت اور دلیل ہے اوسے اپنی ذات سے طلب کرنا چاہیے وہ سات دلیلین ہین پہلی یہ کہ موت سے ناراض نہ رہے اسواسطے کہ کوئی محب اپنے محبوب کے دیدار سے کراہت نہین رکھتا جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے دیدار کو دوست رکھتا ہے خدا بھی اوسکے دیدار کو دوست رکھتا بو یطی قدس سرہ نے ایک زاہد سے پوچھا آیا تو موت کو دوست رکھتا ہے اوسنے جواب مین توقف کیا بو یطی نے کہا اگر تو صادق ہوتا تو موت کو دوست رکھتا مگر یہ بات جائز ہے کہ آدمی کو بیحت ہو اور موت کے جلدی آنے سے کراہت رکھتا ہو اہل موت سے کراہت نہ رکھتا ہو اسواسطے کہ ابھی آخرت کا توشہ تیار نہ کیا ہوگا تاکہ اب تیار کرلے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ زاد آخرت کی فکر مین لگا رہے دوسری دلیل ہے کہ اپنے محبوب کو خدا کے محبوب پر نثار کردے اور جس چیز کو اپنے حق مین قرب خدا کا سبب سمجھے اوسے نہ چھوڑے اور جو چیز اوسکی دوری کا سبب ہو اوس سے دور رہے یہ اوس شخص کا حال ہوتا ہے جو کہ اپنے تمام دل سے خدا ہی کو دوست رکھے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اوس شخص کو دیکھنا چاہے جو خدا کو پورے دل سے دوست رکھتا ہو تو سالم کو جو حذیفہ کا غلام آزاد ہے دیکھ لے پس جو شخص گناہ کرکے تو یہ اس بات پر دلیل نہین کہ اوسے محبت ہی نہین بلکہ اسبات پر دلیل ہے کہ اوسے پورے دل سے محبت نہین ہمارے اس دعوی پر یہ دلیل ہے کہ نعمان کو شراب خواری کی وجہ سے کئی بار جب حد ماری گئی تو ایک صحابی نے اوسپر لعنت کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت نہ کر اسواسطے کہ وہ خدا رسول کو دوست رکھتا ہے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص سے کہا کہ اگر لوگون تجھسے پوچھین کہ کیا تو خدا کو دوست رکھتا ہے تو خاموش رہ اسواسطے کہ اگر کہے گا کہ دوست نہین رکھتا ہون تو کافر ہو جائیگا اور اگر کہیگا کہ دوست رکھتا ہون تو تیرے اعمال خدا کے دوستون کے اعمال سے نہین تیسری دلیل یہ ہے کہ ذکر الٰہی اسکے دل پر ہمیشہ تازہ رہے اور بے تکلف اوسکا شائق رہے اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہے تو اکثر اوس چیز کا ذکر کیا کرتا ہے اور اگر محبت کامل ہوتی ہے تو اوسے کبھی نہین بھولتا پس اگر تکلف سے دل کو ذکر پر لگاتا ہے تو اس بات کا خوف ہے کہ اوسکا محبوب وہی ہے جسکا ذکر اوسکے دل پر غالب ہے شاید اسکے دل پر خدا کی محبت غالب نہین مگر اوسکی محبت کی محبت غالب ہے کیونکہ چاہتا ہے کہ اوسے دوست رکھون اور محبت اور چیز ہے اور محبت کی محبت اور چیز ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ قرآن کو کہ اوسکا کلام ہے اور رسول کو اور ہر چیز کو جو اوسکی طرف منسوب ہو دوست رکھے جب یہ دوستی مضبوط ہو گئی تو تمام خلق کو دوست رکھے کہ سب خدا کے بندے ہین بلکہ تمام موجودات کو دوست رکھے کہ سب اوسکے مخلوق ہین مثلاً آدمی جب کسی کو دوست رکھتا ہے تو اوسکی تصنیف اور اوسکے خط کو بھی دوست رکھتا ہے پانچوین دلیل یہ ہے کہ خلوت اور مناجات پر حریص رہے اور رات ہونیکا آرزومند رہے تاکہ عوائق اور موانع کی زحمت دور ہو اور خلوت مین دوست کے ساتھ مناجات کرے جب رات دن نیند اور بات چیت کو

سنا ہوت سے زیادہ دوست رکھیگا تو اوسکی محبت ناقص ہے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد خلق کے ساتھ اس
محبت نکر اسواسطے کہ دو آدمی میری درگاہ سے محروم رہتے ہین ایک وہ جو طلب ثواب مین جلدی کرے اور جب دیر کو اوسے ملے تو
کاہل ہو جائے دوسرا وہ جو مجھے بھول کر اپنے خیال مین مشغول رہے اسکی علامت یہ ہے کہ مین اوسے اوسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہون
اور دنیا مین اوسے حیران رکھتا ہون پس جب خدا کی محبت کامل ہو جاتی ہے تو ماسوی اللہ کی محبت باقی ہی نہین رہتی بنی اسرائیل
مین ایک عابد رات کو نماز پڑہتا تھا ایک درخت پر کوئی مرغ خوش الحان بولا اوسکے نیچے جاکر وہ عابد نماز پڑہنے لگا اوس مابین
جو رسول علیہ السلام تھے اونپر وحی آئی کہ اوس عابد سے کہدو کہ تونے ایک مرغ خوش آواز کے ساتھ محبت کی تیرا ایک درجہ کم ہو گیا
پھر کسی عمل سے اوس درجے کو تو نہ پائیگا اور کچھ لوگ خدا سے محبت اور مناجات کرکے اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ اسکے گھر کے
دوسرے کونے مین آگ لگی اور انہین خبر بھی نہوئی ایک بزرگ کو کوئی بیماری تھی اس سبب سے نماز پڑہنے مین اونکا پاؤن کاٹ ڈالا
اونہین خبر تک نہوئی اور حضرت داود علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے داؤد جسنے میری محبت کا دعوی کیا اور رات بھر سوتا رہا وہ جھوٹا ہے
دوست کیسا دوست کا دیدار نہین چاہتا اور جو مجھے ڈہونڈتا ہے مین اوسکے ساتھ ہون حضرت موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا
تو کہان ہے کہ مین تجھے ڈہونڈہون ارشاد ہوا کہ اے موسی جب تونے مجھے ڈہونڈنے کا قصد کیا مجھے پالیا اچھی دلیل یہ ہے کہ
اوسپر عبادت آسان ہو گران نہ گذرتی ہو کسی عابد نے کہا ہے کہ تیس برس تک جانکنی کے ساتھ مین نے اپنے تئین نماز تہجد مستعد
رکھا پھر اوسکی برکت سے اوسکے سبب سے مین نے مزہ پایا [illegible] کی ہوتی ہے تو کوئی لذت عبادت کی لذت کرنہین پہونچتی
عبادت دشوار کیونکر ہوگی نشانون دلیل یہ ہے کہ خدا کے سب فرمان بردار بندون کو دوست رکھتا ہے [illegible] کا دوست
اور نافرمانون سے عداوت رکھتا ہے جب کہ حق تعالی نے فرمایا ہے اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ موسی و عیسی علیہما السلام نے
حق تعالی سے عرض کیا بار خدایا تیرے [illegible] لوگ ہین ارشاد ہوا کہ وہ لوگ ہین کہ جسطرح بچہ اپنی ماں کو دیکھتا ہے اوسطرح
وہ میرے تئین دیکھتے ہین اور جسطرح چڑیا اپنے گھونسلے مین بیٹہتی ہے اوسطرح وہ میرے ذکر سے پناہ لیتے ہین اور جسطرح شیر غصہ کی حالت مین
کسی سے نہین ڈرتا اوسطرح وہ جب کسی برے سے برے کو دیکھتے ہین تو غصہ مین آتے ہین یہ اور اس قسم کی بہت سی دلیلین اور علامتین
ہین جنسے محبت کا ملنا ہوتا ہے اور جنمین یہ سب علامتین پائی جاتی ہین اور جسمین بعضی علامتین ہون اوسکی محبت ناقص ہے خدا تعالی

کے شوق کا بیان اے عزیز جاننا کہ جو شخص محبت الہی کا منکر ہے وہ اوسکے شوق کا بھی منکر ہے اور رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی دعا مین نہین یہ دعا داخل ہے اَسْئَلُكَ الشَّوْقَ اِلٰى لِقَآئِكَ وَلَذَّةَ النَّظَرِ اِلٰى وَجْهِكَ الْكَرِيْمِ اور حق تعالی
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرماتا ہے طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰى لِقَآئِىْ وَاَنَا اِلٰى لِقَآئِهِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا
یعنی نیک بندے میری ملاقات کے بہت شائق ہین اور مین اونسے بھی زیادہ اونکا مشتاق ہون پس اے عزیز تجھے شوق کے معنی
معلوم کرنا چاہیے لوگ جسے ہرگز جانتے ہی نہین اوسکا شایق ہونا محال ہے اور جسے جانتے ہین اور وہ سامنے موجود ہے اور اوسے
دیکھ رہے ہین تو بھی اوسکا شوق نہ پایا جائیگا پس شوق ایسی چیز کا ہوتا ہے جو ایک وجہ سے حاضر ہو اور ایک وجہ سے غائب ہو

جیسے معشوق کہ خیال مین حاضر نظر سے غائب ہوتا ہے اوسکا شوق دل مین رہتا ہے شوق کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے محبوبکو ڈھونڈھتا ہے تاکہ وہ آنکھون کے سامنے آئے اور ادراک پورا ہوجاے پس اس بات سے تجھے معلوم ہوگا کہ دنیا مین شوق بے خدا سی ممکن نہین اسواسطے کہ حق تعالی معرفت مین حاضر اور مشاہدہ مین غائب ہے جسطرح دیدار کمال خیال ہے اوسیطرح مشاہدہ کمال معرفت ہے اور یہ شوق موت کے سوا اور کسی چیز سے نہین جاتا اور ایک قسم کا اور شوق باقی رہتا ہے جو آخر تین بھی نہ جائیگا اسواسطے کہ اس جہان مین ادراک کا نقص دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ معرفت اوس دیدار کے مانند ایک ادراک ہے جو باریک پردے کی آڑ سے ہو یا اوس دیدار کے مثل ہے جو اندھیرے منہ جھٹپٹے وقت آفتاب نکلنے کے پہلے ہو یہ ادراک آخرت مین خوب روشن ہوجائیگا اور یہ شوق جاتا رہیگا دوسری وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص معشوق رکھتا ہے اور اوسنے اوس معشوق کا چہرہ دیکھا ہو مگر اوسکے بال اور اعضا نہ دیکھے ہون اور جانے کہ وہ سراپا خوبصورت ہے تو اوس شخص کو اوسکے دیدار کا شوق ہوتا ہے اسیطرح جناب الہی کے جمال باکمال کی نہایت نہین اگرچہ کوئی بہت کچھ جان لے مگر جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ زیادہ ہوگا اسواسطے کہ خدا کے معلومات کی نہایت نہین اور جب تک سبکو نہ جان لیگا تب تک حضرت الہی کا جمال تمام کمال نہ دریافت کیا ہوگا اور یہ بات آدمی کو نہ اس جہان مین ممکن ہے نہ اوس جہان مین اسواسطے کہ آدمی کا علم ہرگز بے نہایت نہین ہوتا پس جسقدر آخرت مین دیدار زیادہ ہوگا اوسیقدر لذت بھی زیادہ ہوگی اور وہ بے نہایت ہے جب دل کی نظر اوس چیز پر ہوتی ہے جو حاضر ہے تو اوسکے سبب سے اوسکا یہ حال ہوتا ہے کہ بالکل فرحت اور مسرت ہوجاتا ہے اسے انس کہتے ہین اور جب دل کی نظر اوسکی طرف ہو جو باقی رہ گیا ہے تو طلب و تقاضا دل کا حال ہوتا ہے اسے شوق کہتے ہین اس انس اور شوق کی انتہا نہین نہ دنیا مین نہ آخرت مین وہ لوگ آخرت مین ہمیشہ یہی کہتے رہین گے رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا اسواسطے کہ جمال الہی مین سے جو کچھ ظاہر ہوگا وہ نور ہی نور ہوگا اور ان لوگون کو تمام و کمال کی طلب ہوتی ہے مگر اوسکی انتہا کو نہین پہونچ سکتے اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالی کے سوا اور کوئی حق سبحانہ تعالی کو بدرجۂ کمال نہین پہچانتا اور بدرجۂ کمال پہچان نہین سکتا تو بدرجۂ کمال دیکھ بھی نہ سکیگا مگر مشتاقون کے واسطے راہ کھلی رہے گی تاکہ ہمیشہ وہ کشف اور دیدار بڑھتا رہے اور لذت بے نہایت جو بہشت مین ہے اوسکی حقیقت یہی ہے اور اگر یہ حقیقت نہوتی تو شاید لذت پر آگاہی حاصل ہونے سے لذت کم ہوجاتی کیونکہ جو چیز ہمیشہ ملتی ہے اور دل اوسکا خوگر ہوجاتا ہے اوس سے حلاوت نہین حاصل ہوتی تاوقتیکہ کوئی تازہ چیز اوسے پہونچے پس اہل جنت کی لذتین ہر لحظہ تازہ ہوتی رہین گی حتی کہ جو لذت دل مین آئے وہ اون نعمتون کے سامنے حقیر اور ناچیز معلوم ہوگی اسواسطے کہ وہ نعمتین روز بروز زیادہ ہوتی جائین گی الغرض اس اصل سے بھی تو نے انس کے معنی پہچانے کہ جو کچھ حاضر ہے اوسکی طرف حالت دل کی اضافت کا نام انس ہے بشرطیکہ جو کچھ باقی رہا ہے اوسکی طرف دل التفات نہ کرے اور جب باقی ماندہ کیطرف التفات کرے تو وہ شوق کی حالت ہے پس حق تعالی کے سب محب دنیا اور آخرت مین انس و شوق مین پھرتے رہتے ہین اخبار داود علیہ السلام مین ہے کہ حق تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اے داؤد زمین کے باشندونکو میری طرف سے

یہ ہے کہ آدمی صبر کرے حالانکہ یہ کہنا خطا ہے بلکہ جب محبت غالب ہوئی تو جو امر خواہش کے برخلاف ہو اوسپر بھی دو وجہ سے راضی رہنا ممکن ہے ایک یہ کہ آدمی عشق مین ایسا مدہوش اور مستغرق ہو جاے کہ اپنی تکلیف اور درد کی خبر بھی نہو جیسے کہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ حرب اور جنگ مین اوسپر غصہ ایسا غالب ہوتا ہے کہ اوسکے بدن مین جو زخم لگتے ہین اونکا درد اوسے کچھ معلوم ہی نہین ہوتا تا وقتیکہ خون آنکہ سے نہ دیکھے اور کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کے لالچ مین دوڑتا ہے اور اوسکے پاؤن مین کانٹا گڑجاتا ہے تو اوسے خبر نہین ہوتی اور جب کل کیطرف مشغول ہوتا ہے تو آدمی کو اپنی بھوک پیاس کی خبر نہین ہوتی جب یہ باتین مخلوق کے عشق اور دنیا کی حرص مین ممکن ہین تو حق تعالیٰ کے عشق اور آخرت کی محبت مین کیون نہ ممکن ہونگی اور یہ امر تو معلوم ہی ہے کہ ہان کی خوبصورتی ظاہر کی خوبصورتی سے بہت بڑی ہے اسواسطے کہ صورت ظاہر تو ایک کمال ہے کہ گھوڑے پر تان دی ہے اور چشم بصیرت جس سے ہان کا جمال معلوم ہوتا ہے ظاہری آنکہ سے بمراتب روشن تر ہے اسواسطے کہ ظاہری آنکہ اکثر خطا کرتی ہے کبھی بڑی چیز کو چھوٹی اور دور کو نزدیک دیکھتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ درد تو معلوم ہوتا ہے لیکن چونکہ سمجھتا ہے کہ میرے دوست کی رضامندی اسی مین ہے لہذا خود ہی راضی رہتا ہے مثلاً اگر کوئی دوست اسے حکم کرتا ہے کہ تو اپنے بدن سے خون نکال کر پھینک دی دوا کہا تو اس اذیت مین وہ راضی رہتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اپنے دوست کی رضامندی حاصل ہو پس جو کوئی سمجھے گا کہ حق تعالیٰ کی رضامندی اسی مین ہے کہ بندہ اوسکے حکم پر راضی رہے تو وہ محتاجی بیماری محنت بلا مین راضی رہے گا جسطرح لالچی دنیادار سفر کی محنت اور دریا کے خطر اور بہت سی مشقتون پر راضی رہتا ہے اور بہت سے خدا کے محب اس درجہ کو پہونچے ہین کہ حضرت فتح موصلی کی بی بی رحمہا اللہ تعالیٰ کا ناخن اوکھڑ گیا اور وہ ہنسنے لگین حضرت فتح موصلی نے اونسے پوچھا کہ کیا تمہین درد نہین معلوم ہوتا ہے اونہون نے جواب دیا کہ مجھے ثواب کی خوشی اسقدر ہے کہ درد نہین معلوم ہوتا ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ کے ایک درد تھا وہ اوسکی دوا نہ کرتے تھے لوگون نے کہا کہ آپ دوا کیون نہین کرتے جواب دیا کہ دوستو تم یہ نہین جانتے کہ دوست کا لگایا ہوا زخم درد نہین کرتا حضرت جنید نے کہا ہے کہ حضرت سری سقطی قدس سرہما سے مین نے پوچھا کہ جو محب خدا ہوتا ہے وہ بلا سے غمگین ہوتا ہے کہا نہین مین نے پوچھا اگر اوسے تلوار سے مارین کہا تو بھی غمگین نہین ہوتا گو کہ تلوار سے نشتر زخم اوسے لگائین ایک محب خدا کا قول ہے کہ جس چیز کو خدا دوست رکھتا ہے اوسے مین بھی دوست رکھتا ہون اگر وہ یہی چاہے کہ مین دوزخ مین جاؤن تو اسپر بھی مین راضی ہون اور اسے بھی دوست رکھتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہ کہتے ہین کہ کسی نے ایک شخص کو بغداد مین ہزار لاٹھیان مارین اور اوسنے لب بھی نہ کی مین نے پوچھا کہ اے شخص تو نے منہ سے آواز کیون نہ نکالی کہنے لگا کہ اسواسطے کہ میرا معشوق سامنے تھا اور دیکھ رہا تھا مین نے کہا کہ بھلا اگر بڑے معشوق کو تو دیکھتا تو کیا کرتا بس اوسنے ایک نعرہ مارا اور مرگیا وہی حضرت یہ بھی کہتے ہین کہ ابتدا ے ارادت مین مین شہر عباداں کو جاتا تھا ایک جذامی دیوانہ کو زمین پر پڑے دیکھا چونٹیان اوسکا گوشت کھاتی تھین مین نے ترس کھا کر اوسکا سر اوٹھا کر اپنی گود مین رکھ لیا جب وہ ہوش مین آیا تو کہنے لگا کہ یہ کون نضولی تھا جسنے میرے اور میرے مالک کی درمیان مین

اپنا دخل ہو یا قرآن شریف مین مذکور ہے کہ جو عورتین حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے لگی تھین اونھون نے حضرت یوسف کی عظمت جمال سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خبر بھی نہ ہوئی اور مصر مین قحط تھا لوگ جب بھوکے ہوتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کو آئے اور اپنی بھوک بھول جاتے یہ بات مخلوق کے جمال کے اثر سے تھی تو اگر کسی پر خالق کا جمال مکشوف ہو تو کیا تعجب ہے جو وہ بلا اور مصیبت سے بیخبر ہو جائے ایک مرد صحرا مین تھا خدا کے ہر حکم پر راضی ہو کر کہتا کہ اسی مین خیر ہے ایک کتا اوسکی اسباب کی نگہبانی کو واسطے اور ایک گدہا بار برداری کے لیے تھا اور ایک مرغ اوسکا جگانے کے واسطے تھا ایک بھیڑیئے نے آکر گدہے کا پیٹ پھاڑ ڈالا وہ مرد بولا اسی مین خیر ہے اور کتے نے مرغ کو مار ڈالا وہ بولا اسی مین خیر ہے اور وہ کتا بھی کسی سبب سے ہلاک ہوا پھر اوس نے کہا اسی مین خیر ہے اوسکے اہل و عیال نے دیکھا کہ جو کچھ حادثہ ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اسی مین خیر ہے یہ کیا بات ہے اسواسطے کہ یہ جانور ہمارے ہاتھ پانون تھے وہ ہلاک ہو گئے اوسنے کہا کہ چاہیے تو اسی مین خیر ہو دوسرے دن جو اوٹھے تو کیا دیکھتے ہین کہ انکے گرد و پیش اور جو لوگ تھے اونہین چورون نے مار ڈالا اور سب اسباب لیگئے کتے اور مرغ کی آواز نہونے کے سبب سے ان لوگون کا جان و مال بچ گیا اوس مرد نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ تمنے دیکھا کہ خدا کے کام کی بہتری اوسیکو معلوم ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مرد کی طرف گذرے کہ اندہا اور کوڑہی اور جذامی تھا اور اوسکا بدن دونون طرف سے شل تھا وہ بے دست و پا کہتا تھا کہ اوس خدا کا شکر ہے جسنے مجھے اوس بلا سے محفوظ رکھا جسمین بہتیری خلق مبتلا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اوس سے پوچھا کہ وہ کون سی بلا باقی ہے جس سے خدا نے تجھے محفوظ رکھا اوسنے کہا کہ مین اوس شخص کی بہ نسبت حفاظت اور خیر و عافیت مین ہون جسکے دلمین خدا نے یہ معرفت نہین پیدا کی جو میرے دل مین پیدا کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا پھر اوسکا ہاتھ پکڑا تھا کہ اوسی ہاتھ پھیرا وہ فوراً بھلا چنگا ہو گیا اور اوٹھ کھڑا ہوا اور خوبصورت اور بینا ہو گیا حضرت عیسیٰ کے ساتھ عبادت کیا کرتا حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالیٰ کو لوگون نے دارالشفا مین رکھا تھا کہ یہ دیوانے ہین کچھ لوگ اونکے پاس گئے پوچھا تم کون ہو اونہون نے کہا آپ کے دوستدار ہین بس حضرت شبلی اونہین پتھر مارنے لگے وہ بھاگے پھر فرمایا کہ تم جھوٹے ہو اگر دوست ہوتے تو میری بلا پر صبر کرتے **فصل** بعضے لوگون نے کہا ہے کہ شرط رضا یہ ہے کہ آدمی دعا نہ کرے اور جو کچھ نہین ہے اوسے حق تعالیٰ سے نہ مانگے اور جو کچھ ہے اوسپر راضی رہے اور معصیت اور فسق دیکھکر برا نہ مانے اسواسطے کہ وہ بھی حکم الٰہی سے ہے اور جس شہر مین گناہ کی کثرت یا وبا کی شدت ہو اوس سے نہ بھاگے اسواسطے کہ یہ قضاے الٰہی سے بھاگنا ہے یہ کہنا خطا ہے دعا تو خود رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے اور لوگون کو ترغیب دیکر فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور حقیقت مین دعا کے سبب سے رقت شکستگی تضرع عجز فروتنی حق تعالیٰ سے التجا دلمین پیدا ہوتی ہے اور یہ صفتین سب نیک ہین اور جسطرح پیاس جانے کے واسطے پانی پینا بھوک جانے کے واسطے روٹی کھانا جائز نہ معلوم ہونے کے لیے جڑاؤ لباس پہننا رضا کے خلاف نہین اسیطرح بلا دفع ہونیکے لیے دعا مانگنا بھی خلاف رضا نہین ہے بلکہ حق تعالیٰ نے جس چیز کو سبب مقرر کرکے اوسکا حکم فرمایا تو اوسکے حکم کے خلاف کرنا اوسکے حکم سے راضی رہنے کے برخلاف ہے اور گناہ پر راضی رہنا کیونکر درست ہوگا اسواسطے کہ گناہ پر راضی رہنا ممنوع ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے

کہ جو شخص گناہ پر راضی رہے گا وہ گناہ مین شریک ہے اور فرمایا ہے کہ اگر بندہ کو مشرق مین ناحق قتل کرین اور کوئی شخص مغرب مین اوسپر راضی ہو تو وہ اوس قتل مین شریک ہے پس اگرچہ گناہ قضاے الہی ہے مگر اوسکے دو منہ مین ایک بندے کیطرف باعتبار کہ اوسکے اختیار سے ہے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ بندے مین حق تعالی کی صفتین موجود ہین اور ایک منہ حق تعالی کیطرف رکھتا ہے اسواسطے کہ وہ گناہ قضاے الہی اور تقدیر الہی ہے پس اسوجہ سے کہ حق تعالی نے حکم کیا ہے کہ عالم کفر اور معصیت سے خالی نرہے گناہ پر راضی رہنا چاہیے مگر اوس وجہ سے کہ بندے کے اختیار مین ہے اور اوسکی صفت ہے گناہ پر راضی نہونا چاہیے اور اوسکی علامت یہ ہے کہ خدا گناہ کو دشمن رکھتا ہے اور اس بات مین تناقض نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا ایک دشمن مرجائے کہ وہ اوسکے دشمن کا بھی دشمن ہو تو وہ شخص غمگین بھی ہوگا اور خوش بھی خوشی کا سبب اور ہے غم کا سبب اور ہے اور تناقض اس صورت مین ہوگا کہ خوشی اور غم دونون ایک ہی سبب سے ہون علی ہذا القیاس جہان گناہ کی کثرت ہو وہان سے بھاگ جانا ضرور ہے جیسا کہ حق تعالی فرماتا ہے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا اور جس بستی مین گناہ کی کثرت ہوئی اوس سے اگلے بزرگ نکل گئے ہین کیونکہ معصیت سرایت کرتی ہے اگر معصیت سرایت نہین کرتی تو اوسکی بلا اور عقوبت سبکو نے مرتی ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہان اوسکی نگاہ نامحرم پر پڑتی ہے تو وہان سے بھاگ جانا رضا کے خلاف نہین اسطرح اگر کسی شہر مین تنگی اور قحط ہو تو وہان سے نکل جانا درست ہے مگر جہان طاعون ہو وہانسے نکل جانے کی ممانعت ہے اسواسطے کہ اگر تندرست لوگ نکلجائینگے تو بیمار خراب اور تباہ ہونگے مگر اور بلاؤن اور آفتون مین ایسا حکم نہین بلکہ حکم کے موافق اوسکی تدبیر کرنا چاہیے اور حکم کے موافق تدبیر کرنیکے بعد جو کچھ حکم الہی ہو اوسپر راضی رہنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ اسی مین خیر ہے

دسویں اصل موت کو یاد کرنے کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ جسنے یہ بات جان لی اور اپنے دلمین ٹھان لی کہ بہرحال میرا انجام کار موت ہے اور قبر میرا ٹھکانا ہے منکر نکیر سوال مین قیامت برحق ہے جنت یا دوزخ مین مجھے جانا ہے وہ اگر عقلمند ہے تو موت سے زیادہ کسی چیز کا اندیشہ نکریگا اور سب چیزون سے زیادہ زاد آخرت حاصل کرنے کی تدبیر مین لگا رہے گا جیسا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے فرمایا ہے اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهُ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اور جو شخص موت کو بہت یاد کریگا وہ خواہ نخواہ اوسکا توشہ طیار کرنے مین مشغول رہے گا اور قبر کو جنت کے باغون مین سے ایک باغ ہمیشہ بہار پائیگا اور جو موت کو بھولے گا وہ دنیا مین مشغول ہوکر زاد آخرت سے غافل رہے گا اور قبر کو دوزخ کے غارون مین سے ایک غار پائیگا اسی سبب سے موت کو یاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ یعنی اے وہ لوگو کہ لذت دنیا مین مشغول ہو اوسے بہت یاد کرو جو لذتون کو غارت کرتی ہے یعنی موت اور فرمایا ہے کہ اگر چرندے موت کا وہ حال جانتے جو تم جانتے ہو تو فربہ گوشت ہرگز کسی بشر کے کھانے مین نہ آتا یعنی موت کے ڈر سے جانور لاغر رہتے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا

۵۱ کسب حرام نکال دینے کی ترغیب کے بیان مین ۱۲

۵۲ بیمار کی دلجوئی عیادت کرنے کے بیان مین ۱۲

۵۳ دنیا کی بے ثباتی کے بیان مین ۱۲

عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی شہیدون کے مرتبہ پر بھی ہوگا فرمایا ہان وہ شخص ہوگا جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرتا ہے جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی طرف گذرے اونکے قہقہون کی آواز بلند تھی آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اپنی اس مجلس مین اوس چیز کا ذکر کرو جو سب لذتون کو منغص کردیتی ہے اون لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے فرمایا موت حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس موت کو بہت یاد کیا کر کہ وہ دنیا مین تجھے زاہد کردے اور تیرے گناہونکا کفارہ ہو اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یعنی خلق کو نصیحت کرنیکے واسطے موت کافی ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہ ایک شخص کی تعریف کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ بھلا موت کی بات اوسکے دل پر کیسی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ موت کا ذکر تو ہمنے اوس سے نہین سنا فرمایا تو جیسا تم جانتے ہو ویسا وہ نہین ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ مین دس آدمیون کے ساتھ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا انصار مین سے ایک شخص نے پوچھا کہ سب آدمیون سے زیادہ زیرک اور کریم کون شخص ہے آپ نے فرمایا کہ جو موت کو بہت یاد کرے اور زاد آخرت مہیا کرنے مین بہت حریص ہو وہی لوگ شرف دنیا اور کرامت آخرت لیجاتے ہین حضرت ابراہیم تیمی قدس سرہ کہتے ہین کہ دو چیزین دنیا کی راحت میرے دل سے چھین لیجاتی ہین ایک موت کی یاد دوسرے حق تعالی کے سامنے کھڑے ہونیکا خوف خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی ہر شب علما کو جمع کرکے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے حتی کہ اسقدر روتے جسقدر ماتم زدہ لوگ روتے ہین جنکے سامنے جنازہ ہو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالی جب بیٹھتے تو موت اور روز نزع اور آخرت ہی کی باتین کیا کرتے ایک عورت نے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کے سامنے اپنی سخت دلی کا گلہ کیا فرمایا موت کو بہت یاد کیا کرتا کہ نرم دل ہوجاوے اوسنے ایسا ہی کیا وہ سختی اوسکے دل سے جاتی رہی پھر آتی اور اس بات کا تکرر بجالائی حضرت ربیع خثیم رحمہ اللہ تعالی نے اپنے گھر مین ایک قبر کھودی تھی دن بھر مین کئی مرتبہ اوسمین جاکر لیٹتے تاکہ موت کو اپنے دل پر تازہ کرلین اور کہتے کہ اگر ساعت بھر موت کو مین بھول جاتا ہون تو میرا دل سیاہ ہوجاتا ہے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالی نے ایک شخص سے کہا کہ موت کو بہت یاد کیا کر کہ اسمین دو فائدے ہین اگر تو محنت اور مصیبت مین ہوگا تو اس سے تیری تسلی ہوگی اور اگر تو نعمت اور راحت مین ہوگا تو اس سے وہ نعمت تلخ ہوجائیگی حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ ام ہارون سے مین نے پوچھا کہ موت تمہین دوست ہے کہا نہین مین نے کہا کیون جواب دیا کہ اگر آدمی کا گناہ کرتی ہون تو اوسے دیکھنا نہین منظور ہوتا بہت گناہ کرتی ہون دیدار الہی کی کیونکر خواہشمند ہون **فصل** العزیز جاننا کہ موت کی یاد تین طور پر ہوتی ہے ایک غافلون کا یاد کرنا جو دنیا مین مشغول ہین کہ موت کو یاد کرکے اوس سے کراہت کرتے ہین اونھین یہ خوف ہوتا ہے کہ موت کے سبب سے دنیا کی شہوتین اور لذتین ہمسے چھوٹ جائین گی بس موت کی شکایت کرکے کہتے ہین کہ بڑی بلا سامنے آنے والی ہے افسوس یہ دنیا اس خوشی کے ساتھ ہمسے چھوٹ جائیگی اسطور سے موت کی یاد انہین اور ہی حق تعالی سے دور کردیتی ہے لیکن اگر کسی وجہ سے دنیا اونہین بری معلوم ہو اور دنیا سے دل نفرت کرے تو فائدے سے خالی نہین دوسرا تائب کا یاد کرنا ہے کہ وہ اسواسطے موت کو یاد کرتا ہے کہ اوسپر خوف بہت غالب ہو اور توبہ کرنے مین اکثر مشغول ہو اور گذشتہ کے

تدارک مین بہت کوشش کرے اس طور سے موت کو یاد کرنیکا بڑا ثواب ہے اور توبہ کرنیوالا موت سے کراہت نہین کرتا مگر موت کے جلدی آنے سے کراہیت رکھتا ہے اس سبب سے کہ جلدی موت آنے مین بے زاد آخرت جانا پڑیگا اگر باین وجہ کوئی شخص موت سے کراہیت رکھے تو کچھ قباحت نہین میسر اطور عارف کے یاد کرنیکا ہے عارف اسوجہ سے موت کو یاد کرتا ہے کہ دیدار کا وعدہ مرنیکے بعد ہے اور دوست کے وعدہ کا وقت کوئی نہین بھولتا ہمیشہ اوسیکا منتظر رہتا ہے بلکہ اوسکی تمنا کیا کرتا ہے جیسا کہ حضرت خدیجہ نے مرتے وقت کہا حَبِیْبٌ جَاءَ عَلٰی فَاقَۃٍ یعنی دوست آیا اور حاجت کے وقت آیا اور مناجات کی کہ بار خدایا اگر تو جانتا ہے کہ مین محتاجی کو تونگری سے اور بیماری کو تندرستی سے اور موت کو زندگی سے زیادہ دوست رکھتا ہون تو موت کو مجھپر آسان کردے تاکہ مین تیرے دیدار سے آسایش حاصل کرون اور اس درجے کے علاوہ بھی ایک درجہ اس سے بہت بڑا ہے جسمین آدمی نہ موت سے بیزار رہتا ہے نہ اوسکا خواہان نہ موت کی تعجیل چاہتا ہے نہ تاخیر بلکہ حق تعالیٰ کے حکم پر راضی رہتا ہے اپنے تصرف اور اختیار کو بالاے طاق رکھتا ہے اور تسلیم و رضا کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے یہ بات اوسوقت ہوتی ہے کہ موت اوسے یاد تو آئے مگر موت کا خیال اکثر نہ آئے اسواسطے کہ اسی جہان مین وہ مشاہدۂ الٰہی مین رہتا ہے اور خدا کا ذکر اوسکے دل پر غالب ہوتا ہے مزا جینا اوسکے نزدیک یکسان ہے اسواسطے بہرحال خدا کی یاد اور محبت مین مستغرق رہے گا **موت کا ذکر دل مین اثر کرے اسکی تدبیر کا بیان** اے عزیز جانتو کہ موت بڑا کام ہے اور اسکا خطر عظیم ہے لوگ اس سے غافل ہین اگر یاد بھی کرتے ہین تو انکے دل مین اثر نہین ہوتا اسواسطے کہ دنیا کے شغلون سے دل ایسا پُر ہوتا ہے کہ اوسمین اور کسی چیز کی گنجایش نہین رہتی اسواسطے ان لوگون کو خدا کی یاد اور تسبیح سے حلاوت اور لذت نہین حاصل ہوتی پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی گوشہ نشین ہوکر ساعت بھر اپنے دل کو خیالات دنیا سے باز رکھے جسطرح وہ شخص جسے ایک جنگل طے کرنا ہے تو اسکی تدبیر اور فکر اوسکے دل کو اور چیزون سے فارغ کردیتی ہے اور گوشہ مین بیٹھکر اپنے دل مین سوچے کہ موت قریب آپہونچی شاید مین آج ہی مرجاؤن اے دل اگر کوئی تجھسے کہے کہ اندھیرے خانے مین جا اور تجھے نہین معلوم کہ وہان کوئی کنوان ہے یا راہ مین کوئی تہر پڑا ہے یا کچھ اندیشہ نہین تو تیرا زہرہ آب ہوتا ہے آخر موت کے بعد تیرے کام کی پوشیدگی اور قبر مین تیرا خطر اس سے تو کم نہین تو موت وغیرہ سے کس لیے غفلت کرتا ہے اور بہترین علاج یہ ہے کہ اپنے زمانے کے لوگون کو یاد کرے جو مرگئے ہین اور اونکی صورتون کا تصور کرے کہ دنیا مین وہ کس شان و شوکت سے رہتے تھے اور اونہین کسقدر خوشی حاصل تھی اور موت سے کسقدر غافل تھے پس مین غفلت اور بی سامانی آخرت مین دفعۃً موت آگئی اور اونہین لگگئی اور خیال کرے کہ قبر مین اب اونکی صورت کیسی ہے اعضا گل کر ایکدوسرے سے جدا ہوگئے گوشت پوست آکمنہ زبان مین کیڑے پڑگئے دہان اونکا تو یہ حال ہوا ایمان اونکے وارثون نے اونکا مال آپس مین تقسیم کرلیا جسمین سے کماتے ہین اونکی جورون اونہین بھول گئین اور دونکے ساتھ نکاح کرلیے وہ اونسے مزے اوڑاتے ہین پس اپنے زمانے کے ایک ایک آدمی کو یاد کرے اور اونکی سیر اور ہنسی اور دل لگی اور غفلت و مشغولی کا خیال کرے کہ ایسے ایسے کامون کی تدبیر پہلے سے کر رکھی کہ بیس برس تک اون کامون کو نہ پہونچتے اور اس تدبیر مین بڑے بڑے رنج کھینچتے تھے اونکا کفن بزاز کی دوکان مین

موجود تھا اور اونہین اوسکی خبر بھی نتھی سو اپنے دل مین کہے کہ تو بھی اون ہی کا ایسا ہے اوہ تیری غفلت اور حرص و حماقت بھی اون ہی کی سی ہے تجھے یہ دولت ملی کہ وہ اگ تیرے سامنے گذر گئے تاکہ تو اونسے عبرت لے فَاِنَّ السَّعِیْدَ مَنْ وُعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنی نیک بخت وہی ہے جو دوسرے کا حال دیکھکر نصیحت اور عبرت لے پھر اپنے ہاتھ پاؤن آنکھ زبان اور انگلیون کا خیال کرے کہ یہ سب اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جائینگے اور چند دن مین تیرا بدن کیڑون اور حشرات الارض کی غذا ہو جائیگا وہ اسے کھائینگے اور قبر مین جو اوسکی صورت ہوگی وہ اپنے خیال مین لائے کہ مین سڑا گلا گندہ مردار ہون یہ باتین اور ایسی اور باتین ہر روز ساعت بھر اپنے دل سے کیا کرے تاکہ شاید اوسکا دل موت سے آگاہ ہو اسواسطے کہ زبانی یاد کرنے سے دل مین کچھ اثر نہین ہوتا آدمی نے ہمیشہ جنازہ لیجاتے لوگون کو دیکھا ہے اور اپنے تئین ہمیشہ دیکھتے ہی دیکھتا ہے جانتا ہے کہ مین ہمیشہ موت کی سیر کیا کرونگا اپنے تئین کبھی مردہ تو دیکھا ہی نہین اور جو کچھ آدمی نے نہین دیکھا وہ اوسکے وہم و خیال مین بھی نہین آتا اسلیے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین فرمایا کہ سچ کہہ یہ موت کیا ہمارے واسطے نہین لکھی ہے اور یہ جنازہ جو لوگ لیے جاتے ہین سچ بتا کہ یہ کیا مسافر ہین کہ پھر آئینگے انہین خاک مین ملاتے نہین اور انکی میراث خود کھاتے ہین اور اپنی موت سے غافل ہین اور موت کو یاد نہ کرنا اکثر طول امل سے ہوتا ہے اور اسی سے سب فساد پیدا ہوتے ہین **امید کوتاہ کی فضیلت کا بیان** (درازی امید) یعزیز جانتو کہ جسنے اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ مین بڑی عمر پاؤنگا مدت دراز تک نہ مرونگا اوس سے کوئی دینی کام نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ اپنے دل مین کہتا ہے کہ بہت زمانہ باقی ہے جب چاہونگا دینی کام کرلونگا اتو چین و آرام کرلون اور جو شخص اپنی موت کو قریب جانتا ہے وہ ہر وقت اوسی کی تدبیر مین لگا رہتا ہے اور یہی بات سب سعادتون کی اصل ہے رسول مقبول صلعم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ صبح کو جب تو سو اوٹھتا ہے تو اپنے جیمین یہ نہ سمجھا کر کہ شام تک زندہ رہونگا اور شام کو اپنے دل مین یہ نہ کہا کر کہ صبح تک زندہ رہونگا زندگی سے زیادہ مرگ لیلے اور تندرستی سے زیادہ بیماری پیدا کرلے اسواسطے کہ یہ نہین جانتا کہ کل خدا کے نزدیک تیرا کیا نام ہوگا اور فرمایا ہے کہ تمہارے بارے مین دو خصلتون سے جتنا مین ڈرتا ہون اتنا کسی چیز سے نہین ڈرتا ایک خواہش کی پیروی کرنے سے دوسرے بہت جینے کی امید رکھنے سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کوئی چیز مول لی کہ ایک مہینے تک کام آئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسامہ سے کچھ تعجب نہین کہ اوسنے مہینا بھر کے واسطے کوئی چیز مول لی اِنَّ اُسَامَۃَ تَطْوِیْلُ الْاَمَلِ یعنی اسامہ زندگی کی بہت بڑی امید رکھتا ہے قسم ہے اوس پروردگار کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ جب مین پلک جھپکاتا ہون تو جانتا ہون کہ آنکھ کھولنے کے پہلے ہی میری موت آئے گی اور جب مین آنکھ کھولتا ہون تو جانتا ہون کہ پلک جھپکانے کے قبل میری موت آئے گی اور جو لقمہ منہ مین رکھتا ہون یہی جانتا ہون کہ موت کے سبب سے میرے حلق ہی مین رہ جائیگا یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اگر عقل رکھتے ہو تو اپنے تئین مردہ جانو اسواسطے کہ قسم ہے اوس خدا کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ اوسنے تمسے جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ آئیگا اور اوس سے تم نہ بچوگے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب قضاے حاجت کرتے تو فوراً تیمم کرلیتے صحابہ عرض کرتے کہ یارسول اللہ پانی قریب ہے آپ فرماتے شاید مین مرجاؤن اور پانی تک نہ پہونچنے پاؤن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ

کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مربع خط کھینچا اور اوسکے بیچ مین ایک سیدہا خط کھینچا اور اس سیدہے خط کے دونو طرف چھوٹی چھوٹی لکیرین کھینچین اور اوس مربع کے باہر ایک خط کھینچکر فرمایا یہ خط جو مربع کے اندر ہے گویا آدمی ہے اور وہ مربع اسکی موت ہے جو چارون طرف سے اسے گھیرے ہوئے ہے یہ اوس سے بھاگ نہین سکتا اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیرین جو اسکے دونو طرف ہین بلائین اور آفتین ہین جو اسے درپیش ہین اگر بالفرض وہ ایک آفت سے بچ گیا تو دوسری آفت سے نہ بچیگا حتی کہ مرجائیگا اور جو خط مربع کے باہر ہے اوسکی آرزو اور امید ہے کہ ہمیشہ ایسے کام کا خیال کرتا ہے کہ وہ کام خدا کے علم مین اوسکے مرنے کے بعد ہوگا اور فرمایا ہے کہ آدمی روز بروز بوڑہا ہوتا جاتا ہے اور دو چیزین اوسمین ہین وہ جوان ہوتی جاتی ہین مال کی حرص اور جینے کی آرزو حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے ایک بوڑہے آدمی کو دیکہا کہ بیلچہ ہاتہہ مین لیے کام کر رہا ہے حضرت عیسی نے دعا کی کہ بار خدایا اسکے دل سے ارزو نکال حق تعالی نے اوسکے دل سے ارزو نکال ڈالی پس وہ بڈہا بیلچہ رکہکر سو رہا تھوڑی دیر کے بعد حضرت عیسی نے پھر دعا کی کہ بار خدایا آرزو اسے دیدے پس وہ بڈہا پھر اوٹھکر اپنا کام کرنے لگا حضرت عیسی نے اوس سے پوچہا یہ کیا تہا اوسنے کہا کہ میرے دل مین آیا کہ کب تک کام کرونگا اب بڈہا ہوا ہون جلد مرونگا مین نے بیلچہ رکھدیا پھر میرے جی مین آیا کہ جب تک مرون مرون تب تک تو مجھے لابد روٹی کہانیکو چاہیے مین اوٹھکر اپنا کام کرنے لگا جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے لوگون سے پوچہا کہ تم جنت مین جایا چاہتے ہو لوگون نے عرض کیا کہ ہان چاہتے ہین فرمایا کہ آرزو کو کم کرو اور ہمیشہ موت کو اپنی انکہہ کے سامنے رکھو اور خدا سے شرم کیا کرو جو شرم کرنیکا حق ہے ایک بزرگ نے اپنے بھائی کو اس مضمون کا خط لکہا کہ اما بعد دنیا خواب ہے اور آخرت بیداری اور درمیان مین موت ہے اور ہم جس عالم مین ہین یہ خیالات پریشان دین طول امل کے سببون کا بیان العزیز جانتو کہ دو سببون سے آدمی اپنی دل مین زندگی کو دراز تصور کرتا ہے ایک نادانی دوسری محبت دنیا محبت دنیا جب غالب ہوئی تو موت اوس محبوبہ یعنی دنیا کو آدمی سے چہین لیتی ہے اسواسطے کہ آدمی موت کو دشمن رکھتا ہے اور موت اوسکی طبیعت کے برخلاف ہے اور جو چیز طبیعت کے خلاف ہوتی ہے آدمی اوسے اپنے سے دور رکھتا ہے اور اپنے نین پھیلا کر ہمیشہ اپنے دل مین اون باتون کی صورت باندہتا ہے جو اوسکی آرزو کے موافق ہون پس ہمیشہ زندگی اور مال اور زن و فرزند اور اسباب دنیا کو فرض کیا کرتا ہے کہ برقرار رہینگے اور موت جو اوسکی آرزو کے برخلاف ہے اوسے بہولا رہتا ہے اگر کبہی اوسکے دل مین موت کا خیال بہی آتا ہے تو بہلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ اوہ جی ابہی بڑا عرصہ باقی ہے موت کا سامان کرلینگے جب بڑا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ بوڑہا پے تک صبر کر جب بوڑہا ہوتا ہے تو کہتا ہے ذرہ یہ عمارت تمام کرلون اور اس لڑکے کے واسطے جہاز بنوا کر اوس سے فارغ البال ہولون اور یہ زمین سینچنے کو پانی سے اطمینان کرلون تاکہ موت سے مطمئن ہوجاون اور عبادت کی لذت پاؤن اور اس دشمن نے جو میرے ساتھہ برائی کی ہے اسکی گوشمالی کرلون اسیطرح تاخیر کیا کرتا ہے تاکہ فارغ البال ہوجاے اور اس ایک ایک کام مین دس دس کام نکلتے آتے ہین یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ دنیا سے تو کبہی فراغت ملے ہی گی نہین مگر اوسوقت جب اوسے ترک کردیگا اور یہ بیوقوف جانتا ہے

اگر کبھی تو اس سے فراغت پاوگا اسیطرح روز بروز تاخیر کرتا رہتا ہے حتی کہ ناگاہ موت آجاتی ہے اور حسرت ہی حسرت باقی رہتی ہے اسی سبب سے دوزخی لوگ پشیمانی کے سبب سے اکثر شور و فریاد کرینگے اور دنیا کی محبت ان سب باتون کی اصل ہے اور اسی سبب سے غفلت ہوتی ہے کیونکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس چیز کو چاہو دوست رکھو مگر آخر کو تمسے چھین لیں گے اور نادانی یہ ہے کہ آدمی جوانی پر بھروسا رکھتا ہے اور اسقدر نہین جانتا کہ بوڑھاپے کے پہلے ہی مرجاے ہزارون لڑکے اور جوان مرجاتے ہین اور شہرون مین بوڑھے آدمی اسی سبب سے کم ہوتے ہین کہ کم آدمی بوڑھے ہوتے دوسری بات یہ ہے کہ آدمی تندرستی مین مرگ مفاجات کو بہت بعید جانتا ہے اتنا نہین جانتا کہ اگر دفعتاً مرجانا نادر ہے تو دفعتاً بیمار ہوجانا تو نادر نہین اسواسطے کہ سب بیماریان یکایک آتی ہین اور بیماری آپہونچی تو بیمار کا مرجانا نادر بات نہین ہے تو ہمیشہ یہی فرض کرنا چاہیے کہ موت ہمارے سامنے آفتاب کے مانند ہے کہ اوسکی شعاع ہمپر پڑی ہوئی ہے سایہ کے مانند نہین کہ ہمارے آگے آگے جاتا ہے اور ہم اوسے نہین پاسکتے

طول امل کا علاج اے عزیز جانتو کہ سبب کو دفع کرنا علاج ہے جب سبب تو نے جان لیے تو اونہین دفع کرنے مین مشغول ہو محبت دنیا جو سبب طول امل ہے اوسکا علاج اوسیطرح پر کرنا چاہیے جو محبت دنیا کے بیان مین ہمنے ذکر کیا غرضکہ جو شخص دنیا کی حقیقت جانتا ہے وہ اوسے دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ دنیا کی لذت چند روزہ ہے خواہ نخواہ موت کے سبب سے زائل ہوجاتی ہے اور دنیا فی الحال بھی منغص اور مکدر ہے اور رنج سے خالی نہین اور کبھی کسی کے واسطے صاف نہین ہوئی اور جو شخص مدت آخرت کی درازی کا خیال کرے اور عمر دنیا کی کوتاہی کا تصور کرے تو اوسے معلوم ہوجائیگا کہ نقد دنیا لیکر سرمایہ آخرت کا بیچنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص خواب مین ایک مہ جاگنے مین تمام دنیا سے زیادہ دوست رکھے اسواسطے کہ دنیا خواب کے مانند ہے اَلنَّاسُ نِيَامٌ فَإِذَا مَاتُوا انْتَبَهُوا اور نادانی کا علاج صاف تفکر اور معرفت یقینی سے ہوتا ہے آدمی یہ سمجھ لے کہ موت اوسکے اختیار مین نہین ہے کہ جسوقت وہ چاہتا ہے اوسیوقت آئے تاکہ وہ جوانی پر یا اور کسی کام پر اعتماد کرے

طول امل کے درجات اے عزیز جانتو کہ لوگ اس امر مین متفاوت ہین کوئی ایسا ہے کہ ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ اور کوئی چاہتا ہے کہ مین بوڑھا ہون اور کوئی سال بھر سے زیادہ کی امید نہین رکھتا اگلے سال کی تدبیر نہین کرتا اور کوئی ایک دن سے زیادہ کی امید نہین رکھتا کل کی تدبیر نہین کرتا جیسا کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل کے واسطے روزی نہ جمع کرو اسواسطے کہ اگر زندگی باقی ہے تو رزق بھی باقی ہے اور اگر زندگی نہین باقی تو اور دن کی زندگی کے واسطے تم کیون رنج کھینچو اور کوئی دم بھر کی بھی امید نہین رکھتا جیسا کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا تیمم کرتے اسیوقت مین کہ پانی پانا ممکن ہوتا کہ مبادا پانی کے قریب پہونچنے کے پہلے ہی موت آجائے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ہر وقت موت اوسکی آنکھون کے سامنے رہتی ہے کبھی غائب ہی نہین ہوتی جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالی عنہ سے ایمان کی حقیقت کو پوچھا کہ کیا ہے اونھون نے عرض کیا کہ جس چیز سے مین بھرہ مند ہوا سمجھا کہ اس سے پھر کامیاب نہوونگا اور جسنے رحمہ اللہ تعالی نماز پڑہتے تھے اور ہر طرف دیکھتے جاتے تھے لوگون نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو کہا مین ملک الموت کا انتظار

۵۱ آدمی موت کا یقین کرے تو امل کو چھوڑ بیٹھے

۵۲ دوست رکھتا ہے ایک دن کم ہزار برس

کرتا ہون کہ کسطرف سے آتے ہین غرضکہ اس باب مین خلق کا حال متفاوت ہے جو ایک مہینے سے زیادہ جینے کی امید نہین رکھتا اوسے اوس شخص پر فضیلت ہے جو چالیس دن جینے کی امید رکھتا ہے اور معاملہ مین اسکا اثر ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ جسکے دو بھائی پردیس مین ہون ایک کی آنے کی امید مہینا بھر مین ہو دوسرے کے آنے کی امید سال بھر مین تو اوس شخص کو جسکے آنے کی امید مہینا بھر مین ہے اوسکے واسطے اسباب غیرہ مہیا کرتا ہے اور سال بھر کے بعد جسکے آنے کی امید ہے اوسکے واسطے اسباب مہینا کرنے مین تاخیر کرتا ہے پس ہر ایک اپنے تئین یہی جانتا ہے کہ مین کوتاہ امل ہون مگر کوتاہ امل ہونے کی علامت یہ ہے کہ نیک کام کرنے مین جلدی کرے اور ایک ایک دم کی جو اوسے مہلت ملتی ہے اوسے غنیمت جانے جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزون کو پانچ چیزون سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بوڑھاپے کے پہلے تندرستی کو بیماری کے پہلے تونگری کو محتاجی کے پہلے فراغت کو شغل کے پہلے زندگی کو موت کے پہلے اور فرمایا کہ دو نعمتین ایسی ہین جنکے سبب سے اکثر خلق کا نقصان ہوتا ہے تندرستی اور فراغت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم سے غفلت کا کوئی اثر دیکھتے تو اونکے بیچ مین مذاکرہ کرتے اور فرماتے کہ موت آئی ہے اوسے سعادت لائی یا شقاوت لائی ہے حضرت خذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین رسول صلعم کو منادی مذاکرتا ہے الرَّحِیْل الرَّحِیْل حضرت داؤد طائی کو لوگون نے دیکھا کہ نماز کو دوڑے چلے جاتے ہین پوچھا کیا جلدی ہے کہا کہ شہر کے دروازے پر لشکر میرا منتظر ہے یعنی آسمان کے مردے جب تک مجھے ساتھ نہ لے لین گے یہانسے کوچ نہ کرینگے حضرت ابو موسی اشعری رضہ اللہ تعالی آخر عمر مین بڑی محنت اور ریاضت کرتے تھے لوگون نے کہا کہ اگر زندگی کو توکیا ہو کہنے لگے کہ گھوڑے کو جب دوڑاتے ہین تو آخر میدان مین وہ اپنا تمام زور کر لیتا ہے اور یہ میری عمر کا آخری میدان ہے چونکہ موت قریب پہونچی ہے تو محنت اور ریاضت مین سے کچھ اوٹھائے نہین رکھتا

سکرات موت اور جان کنی کا بیان

یعنی جان توکہ اگر جان کنی اور اوسکی شدت کے سوا اور کوئی خطرہ درپیش نہوتا تو بھی لازم تھا کہ سکرات کا خوف دل مین رکھکر عیش دنیا سے آدمی ناراض رہتا اسواسطے کہ اگر کبھی آدمیکو اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک ترک سپاہی گھر مین گھسکر گزرے مجھے مارلیگا تو خواب و خوراسے خوش نہین آتا حالانکہ ترک کا آنا مشتبہ ہے اور ملک الموت کا آنا اور روح قبض کر لیجانا یقینی ہے اور قبض روح کا صدمہ یقینا ترک کے گزر سے زیادہ دردناک ہے مگر غفلت کے سبب سے لوگ اس سے نہین ڈرتے اور سب بزرگ لوگ اس بات پر متفق ہین کہ جانکنی کی اذیت تلوار سے ٹکڑے ہونے کی اذیت سے سخت تر ہے اسواسطے کہ زخم کے درد کا سبب یہی ہے کہ جان زخم کا صدمہ پہونچتا ہے وہان کی روح کو اذیت پہونچتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ محل زخم مین تلوار کسقدر روح کو دکھتی ہے اور آگ سے جلنے کا درد اسواسطے زیادہ ہوتا ہے کہ آگ تمام اجزاے بدن مین سرایت کرتی ہے اور جان کنی کی اذیت مین روح مین جو آدمی کے تمام اجزاے بدن گھیرے ہوئے ہے ظاہر ہوتی ہے اور سکرات کے وقت آدمی بے طاقتی کے سبب سے اسواسطے چپ رہتا ہے کہ زبان اوسکی سختی سے گنگ ہوجاتی ہے اور عقل بجا نہین رہتی سختی اوسی کو معلوم ہو کہ جسنے اسکا مزہ چکھا ہے یا چکھنے کے پہلے نور نبوت سے اوسے دریافت کیا ہے

جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے حواریین تم دعا مانگو کہ حق تعالیٰ مجھپر جانکنی آسان کردے اسواسطے کہ مجھے موت کا خوف اسقدر ہے کہ اوسکے خوف کے مارے مرا ہون اور جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سکرات کے وقت یہ دعا مانگتے تھے اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ جسکی جان کنی مین آسانی ہو اوس سے مین کچھ امید نہین رکھتی اسواسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کی جانکنی کی سختی مین نے اپنی آنکھ سے دیکھی اوسوقت آپ فرماتے تھے کہ یا اللہ بڈیون اور رگون سے تو اس روح کو نکالتا ہے سختی مجھپر آسان کردے اور رسول مقبول صلعم جانکنی کے درد اور تکلیف کا حال یون بیان کرتے تھے کہ سکرات کا حال تلوار کی تین سو زخمون کا سا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو موت سب موتون سے زیادہ آسان ہوتی ہے اوسکی مثال اوس گوکھرو کی سی ہے جو بادمین گرجاے کہ اوسکا نکلنا ممکن ہی نہین ایک بیمار نزع کی حالت مین تھا رسول مقبول صلعم اوسکے پاس تشریف لیگئے اور فرمانے لگے کہ مجھے اسکی سختی کی اطلاع ہے اسکے بدن مین کوئی رگ ایسی نہین جسمین جدا گانہ ایک ورد نہین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ اے مسلمانون کافرون سے جنگ کرو تاکہ قتل ہو اسواسطے کہ تلوار کی ہزار ضربین بستر پر پڑے پڑے جانکنی ہونے سے زیادہ مجھپر آسان ہین بنی اسرائیل کا ایک گروہ کسی قبرستان مین گذرا اور دعا کی کہ حق تعالیٰ ان مردون مین سے ایک کو زندہ کردے حق تعالیٰ نے ایک کو زندہ کردیا وہ اوٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے لوگو تم مجھسے کیا چاہتے ہو مجھے مرے ہوئے پچاس برس گذرے اور ہنوز جان کنی کی تلخی مجھہ مین باقی ہے ایک صحابی کا قول ہے کہ مسلمان کے واسطے درجات باقی رہ جاتے ہین کہ عمل سے اون درجات کو نہین پہونچا ہے تو اوسپر حق تعالیٰ جانکنی کو مشکل کردیتا ہے تاکہ وہ اون مرتبون کو پہونچ جائے اور کافر نے نیکی کی ہوتی ہے حق تعالیٰ اوسکے بدلے اوسپر جان کنی آسان کردیتا ہے تاکہ اوسکا کچھ حق نہ باقی رہے اور حدیث شریف مین ہے کہ مرگ مفاجات مسلمان کے حق مین راحت اور کافر کے حق مین حسرت ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت جب قریب پہونچا تو حق تعالیٰ نے اونسے پوچھا کہ سکرات موت مین تمنے اپنے تئین کیسا پایا عرض کیا کہ مرغ زندہ کے مثل کہ اوسے بھونین اور وہ نہ اوڑ سکے نہ مرجائے کہ نجات پائے امیر المومنین حضرت عمر فاروق سے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پوچھا کہ جانکنی کا کیا حال ہے فرمایا یہ حال ہے جیسے کانٹے دار شاخ کسیکے پیٹ کے اندر کرین اور ہر ہر کانٹا ایک ایک رگ مین اوجھے اور زور آور آدمی اوس شاخ کو کھینچے **جانکنی کی میتون کا بیان** العزیز جان تو کہ نزع کے علاوہ ہولناک تین میتین آدمی کو اور درپیش ہین ایک یہ کہ ملک الموت یعنی حضرت عزرائیل علیہ السلام کی صورت دیکھتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت ابراہیم نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمہین اوس صورت پر دیکھون جس صورت پر تم گنہگارون کی روح قبض کرتے ہو ملک الموت نے کہا کہ آپ تاب نہ لائیگا حضرت ابراہیم نے کہا کہ اپنی وہ صورت ضرور دکھاؤ ملک الموت نے اپنے تئین اوس صورت پر دکھایا تو وہ کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص کالا سوئی سے بالون والا کہ آگ کے کپڑے پہنے ہے شعلہ اور دھوان اوسکے منہ سے نکل رہا ہے پس حضرت ابراہیم بیہوش ہوکر گر پڑے جب یہ ہوش مین آئے

اور وہ اپنی صورت پر آگئے تو اونھون نے کہا کہ اے ملک الموت گنہگار اگر فقط تمہاری صورت ہی دیکھے تو اوسے کافی ہے کہ عزیز جانتو کہ یہ لوگ اس ہول سے بچے رہتے ہین کیونکہ وہ ملک الموت کو بہتا ہی صورت پر دیکھتے ہین چنانچہ اگر اور کوئی راحت نہ پائین گے تو اونکا جمال صورت ہی کافی ہے حضرت سلیمان نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ تم لوگون مین عدل کیون نہین کرتے ایک کی جان جھٹ پٹ نکال لیتے ہو ایک کو دیر تک تڑپایا کرتے ہو حضرت عزرائیل نے کہا یہ بات میرے اختیار مین نہین ہر ملک کے نام کا صحیفہ مجھے ملتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے ویسا بجالاتا ہون حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ ایک بادشاہ ایک دن سوار ہوا چاہتا تھا پوشاک طلب کی کئی جوڑے لائے گئے کوئی پسند نہ پڑا احمق کو جو سب سے اچھا جوڑا تھا وہ پہنا اور کئی گھوڑے سواری کو لائے گئے وہ بھی پسند نہ پڑے پھر اونمین جو سب سے اچھا تھا اوسپر بادشاہ سوار ہوا پھر لشکر لیکر وزیر کے ساتھ باہر آیا تکبر سے کسی کی طرف دیکھتا ہی نہ تھا پھر حضرت ملک الموت فقیر کی صورت بنائے ہوئے پھٹے کپڑے پہنے بادشاہ کے سامنے تشریف لائے اور سلام کیا بادشاہ نے جواب ہی نہ دیا ملک الموت نے گھوڑے کی لگام پکڑی بادشاہ نے کہا کہ ہاتھ ہٹا دیکھ کیا بے ادبی کرتا ہے ملک الموت نے کہا کہ بادشاہ سلامت مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے کہا ٹھہر مین گھوڑے پر سے اوترون ملک الموت نے کہا نہین مین ابھی کھینچا بادشاہ نے کہا کہ ملک الموت نے اوسکے کان مین منہ لگاکر کہا کہ مین ملک الموت ہون اسواسطے آیا ہون کہ اسی گھڑی تیری روح قبض کرون یہ سنتے ہی بادشاہ کے چہرے کا رنگ اوڑ گیا اور زبان سے بات نہ نکل سکی پھر کہنے لگا کہ ذرا مہلت دیجیے کہ گھر جاکر بیوی لڑکون کو وداع کرلون ملک الموت نے کہا نہ اور فورا اوسکی روح قبض کرلی وہ گھوڑے پر سے گر پڑا ملک الموت وہان سے چلے گئے ملک الموت نے ایک مسلمان کو دیکھا کہا مین ایک بھید کی بات تجھسے کہا چاہتا ہون اوسنے کہا وہ کیا بات ہے کہا مین ملک الموت ہون اوس مسلمان نے کہا مرحبا بہت اچھا مین آپ کے انتظار مین ہون آپ کا تشریف لانا بہت عزیز ہے ابھی میری جان نکال لیجیے ملک الموت نے کہا کہ جو کام اور حاجت تجھے ہو پہلے اوس سے فراغت کرلے اوس مسلمان نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ ضروری کوئی کام نہین ہے کہ اپنے خداوند کو دیکھون ملک الموت نے کہا کہ اب جس حال مین تجھے منظور ہو تیری روح قبض کرون اوس مسلمان نے کہا کہ اتنا ٹھہریے کہ مین وضو کرکے نماز شروع کرون جب سجدہ مین جاؤن تو میری جان نکال لیجیے ملک الموت نے ایسا ہی کیا وہب ابن منبہ رضی اللہ تعالی عنہ یہ بھی حکایت کرتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا کہ اوس سے بڑھ کر تمام روی زمین پر کوئی بادشاہ نہ تھا ملک الموت نے اوسکی روح قبض کی جب آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے پوچھا کہ اے ملک الموت جان نکالتے وقت کبھی کسی پر تمہین رحم بھی آیا ہے کہا ایک عورت حاملہ ایک بیابان مین تھی اوسکے لڑکا پیدا ہوا مجھے حکم الہی ہوا کہ اس عورت کی روح قبض کرلے مین نے روح قبض کرلی اور اوس لڑکے کو تباہ اور خراب چھوڑا غریبی کی وجہ سے اوس عورت کے اور تنہائی اور خرابی کے سبب سے اوس لڑکے پر مجھے بڑا رحم آیا فرشتون نے کہا کہ اس بادشاہ کو بھی تو نے دیکھا کہ تمام روی زمین مین کوئی بادشاہ اسکا ہمسر نہ تھا ملک الموت نے کہا ہان دیکھا فرشتے کہنے لگے کہ یہ وہی لڑکا ہے جسے بیابان مین تنہا چھوڑا تھا بس ملک الموت نے کہا سُبْحَانَ اللَّطِيفِ لِمَا يَشَاءُ کسی صحابہ رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ شعبان کی پندرہویں

ایک صحیفہ ملک الموت علیہ السلام کو ملتا ہے اوس سال مین جسکی جان نکالنا چاہیے اونکے نام اوسمین لکھے ہوتے ہین اور اونمین سے
دنیا مین کوئی عمارت بناتا ہے کوئی شادی بیاہ کرتا ہے کوئی جھگڑے جھگڑتا ہے حالانکہ اونکا نام مردون کی اوس فہرست مین لکھا
ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہما السلام کے پاس گئے وہان جاکر حضرت سلیمان کے
ایک مصاحب کو گھور کر دیکھا جب باہر نکلے تو اوس مصاحب نے حضرت سلیمان سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا کہ اسطرح میری طرف دیکھا
حضرت سلیمان نے فرمایا کہ ملک الموت اوس مصاحب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح قبض کرینگے آپ ہوا سے حکم فرمائیے
کہ مجھے سرزمین ہندوستان پر پہونچادے کہ پھر جو ملک الموت یہان آئین تو مجھے نہ پائین حضرت سلیمان نے ہوا کو حکم کر دیا ہوا نے
وہان سے اوٹھاکر اوسے سرزمین ہندوستان پر دھر دیا پھر جو ملک الموت حضرت سلیمان کے پاس آئے تو حضرت سلیمان نے
پوچھا کہ تمنے میرے فلانے مصاحب کی طرف گھور کر کیون دیکھا تھا ملک الموت نے کہا کہ مجھے حکم الہی ہوا تھا کہ اوسی گھڑی
مین اوسکی روح قبض کرون اور وہ یہان تھا مین نے اپنے جی مین کہا کہ گھڑی بھر مین یہ ہندوستان کو کیونکر پہونچیگا جب
وہان گیا تو اوسے وہین پایا مجھے بڑا تعجب آیا۔ الغرض ان حکایتون سے غرض یہ ہے کہ تجھے معلوم ہوجائے کہ ملک الموت کو
دیکھنے سے چار نہین دوسری ہیبت اون دونون فرشتون کو دیکھنے کی ہے جو ہر ایک آدمی پر مسلط ہین اسواسطے کہ حدیث
مین ہے کہ موت کے وقت یہ دونون فرشتے آدمی کو نظر آتے ہین اگر وہ آدمی مطیع ہے تو کہتے ہین جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا ہمارے
سامنے تونے بڑی طاعت کی اور ہمین خوب راحت دی اور اگر وہ آدمی گنہگار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہین لَا جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا
بہت بری باتین اور بہت گناہ تونے ہمارے سامنے کیے اسوقت اوس بیچارے کی آنکھین ہوا مین کھلی ہوتی ہین پھر نہین
بند ہوتین تیسری ہیبت یہ ہے کہ موت کے وقت آدمی بہشت یا دوزخ مین اپنی جگہ دیکھتا ہے اسواسطے کہ ملک الموت مطیع آدمی
سے کہتے ہین کہ اے خدا کے دوست تجھے بہشت کی بشارت ہو اور گنہگار سے کہتے ہین کہ اے دشمن خدا تجھے دوزخ کی بشارت ہو
پس ان ہولون کا رنج جانکنی کے رنج پر دونا ہوتا ہے نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا اور یہ ہولین آدمی دنیا مین دیکھتا ہے اور جو ہولین قبر مین
جاکر اور اوسکے بعد دیکھیگا اوسکے سامنے یہ ہولین حقیر اور ناچیز ہین

مردے کے ساتھ قبر کی باتون کا بیان

جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت مردے کو قبر مین رکھتے ہین تو قبر کہتی ہے اے ابن آدم تو کس بات پر
مجھے بھولا تھا تجھے نہین معلوم کہ مین محنت کا گھر ظلمت کا گھر تنہائی کا گھر کیڑون کا گھر ہون تو کس بات پر بھولا تھا کہ متحیر وار
ایک پاؤن آگے ایک پیچھے رکھتا ہوا مجھ پر چلتا تھا پس اگر وہ مردہ صالح ہوتا ہے تو کوئی اوسکی طرف سے جواب دیدیتا ہے کہ اے قبر
تو کیا کہتی ہے یہ صالح تھا اسنے امر معروف اور نہی منکر کیا ہے تو قبر کہتی ہے کہ اب خواہ نخواہ اسکے واسطے مین باغ ہوجاؤنگی پھر اوسکا بدن
نور ہوجاتا ہے اور اوسکی روح آسمان کو چلی جاتی ہے اور حدیث مین ہے کہ مردے کو قبر مین رکھتے ہین تو اوسپر عذاب ہونے لگتا
ہے پڑوسی مردے اوسے آواز دیتے ہین کہ اے پیچھے آنے والے بارے تو ہمسے پیچھے رہ گیا اور ہم تجھسے پہلے آئے تو ہمسے
کیون نہ عبرت لی تونے یہ نہ دیکھا کہ ہم اس عالم مین آئے اور ہمارے اعمال تمام ہوگئے اور تونے سلامت پائی جو نیکیان ہم سے

چھوٹ گئی تہین تونے اونکا تدارک کیون نہ کیا اسیطرح زمین کے سب گوشے مذاکرتے ہین کہ اے ظاہر دنیا کے عاشق تونے اون لوگون سے کیون نہ عبرت لی جو تجھسے پہلے آئے تھے اور تیری طرح دنیا کے عاشق اور فریفتہ تھے اور حدیث شریف مین ہے کہ بندہ شائستہ کو جب قبر مین رکھتے ہین تو اوسکے نیک کام اوسے گھیر لیتے ہین اور اوسے عذاب سے محفوظ رکھتے ہین جب عذاب کے فرشتے بائین سے آتے ہین تو نماز سامنے آکھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ نہ خدا کے واسطے یہ بہت کھڑا رہا ہے اور جب سرہانے سے آتے ہین تو روزہ کہتا ہے کہ نہ اسنے دنیا مین خدا کے واسطے بڑی بھوک پیاس کھینچی ہے اور جب بدن کیطرف سے آتے ہین تو حج اور جہاد کہتے ہین کہ نہ اسنے خدا کی راہ مین تمام بدن سے رنج کھینچا ہے جب ہاتھہ کیطرف سے آتے ہین تو صدقہ کہتا ہے کہ اے فرشتون تم اس سے دست بردار ہوجاؤ کہ اسنے اس ہاتھہ سے راہ خدا مین بہت صدقہ دیا ہے پس عذاب کے فرشتے اوس مردے سے کہتے ہین کہ تو خوش رہ تجھے مبارک ہو اور رحمت کے فرشتے آتے ہین قبر مین بہشت کا فرش بچھاتے ہین اور قبر کو جہانتک وسیع کردیتے ہین جہانتک نظر کام کرے اور جنت کی ایک قندیل لاکر لٹکا دیتے ہین تاکہ وہ مردہ قیامت تک اوسکی روشنی مین رہے حضرت عبداللہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مردے کو قبر مین رکھدیتے ہین وہ لوگون کی چاپ سنتا ہے جو اوسکے جنازے کے ساتھہ آئے تھے اور کوئی اوس سے بات نہین کرتا مگر قبر کہ قبر اوس سے کہتی ہے کہ لوگون نے تیرے ہول اور تنگی کا حال کیا بارہا تجھسے نہین کہا تو نے میرے واسطے کیا تیاری کی

منکر نکیر علیہما السلام کے سوال کا بیان

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب مرتا ہے تو دو فرشتے آتے ہین اونکا چہرہ سیاہ ہوتا ہے آنکھین نیلی ایک کا نام منکر ہے ایک کا نام نکیر مردے سے پوچھتے ہین کہ تو پیغمبر کے باب مین کیا کہتا ہے اگر وہ مردہ مسلمان ہے تو کہتا ہے کہ پیغمبر خدا کا بندہ اور رسول تھا مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوسکے رسول ہین پس اوسکی قبر ستر گز چوڑی ستر گز لمبی کرکے روشن اور پر نور کردیتے ہین اور کہتے ہین کہ تو عروس کیطرح اب ایسا سو کہ کوئی تجھے نہ جگائیگا مگر وہ جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر وہ مردہ منافق ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین تو کچھ نہین جانتا لوگون سے سنتا تھا کہ وہ کچھ کہتے تھے وہی مین بھی کہتا تھا پس زمین کو حکم ہوتا ہے کہ تو ملجا اور اس مردے کو دبا وہ ملجاتی ہے اور اوسے دباتی ہے حتی کہ اوسکی پسلیان باہم ملجاتی ہین قیامت تک اسیطرح وہ عذاب مین مبتلا رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے پوچھا کہ اے عمر تو اپنے تئین کیسا دیکھتا ہے کہ تو مرجائے اور تیرے لوگ تیرے واسطے چار گز لمبی سوا گز چوڑی قبر کھودین پھر تجھے نہلا کفنا کر اوس قبر مین رکھین اور تیرے اوپر مٹی ڈال کر پھر آئین ان قبر کے فتنے والے یعنی منکر نکیر آئین اونکی آواز رعد کی سی آنکھین برق کے مانند اونکے بال زمین پر لوٹتے ہوئے اپنے دانتون سے قبر کی مٹی ڈالتے ہم کرتے ہوئے تجھے پکڑ کر بٹھائین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری عقل میرے ساتھہ ہوگی آپنے فرمایا ہان ہوگی عرض کیا تو مجھے کچھ باک نہین اونکا جواب دے لونگا حدیث شریف مین ہے کہ کافر پر قبر مین دو جانور ایسے مسلط ہوتے ہین ہر ایک کے ہاتھہ مین لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اوس گرز کا سر ایسا ہوتا ہے جیسے وہ ڈول جس سے اونٹون کو

پانی پلاتے ہین وہ جانور اوس کافر کو اون گرزون سے قیامت تک مارا کرتے ہین نہ آنکھہ رکھتے ہین کہ اوسکا حال زار دیکھکر اوسپر رحم کرین نہ کان رکھتے ہین کہ اوسکی شور و فریاد سنین ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر ایک مردے کو دباتی ہے اگر کوئی اوسکے فشار سے بچتا تو سعد ابن معاذ بچتا حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھین اونھون نے انتقال فرمایا آپنے اونھین قبر مین رکھا تو آپ کا چہرہ مبارک نہایت زرد ہوگیا جب باہر تشریف لائے تو چہرہ نورانی بحال ہوا ہمنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کس سبب سے آپکا یہ حال ہوا تھا فرمایا کہ قبر کے فشار اور عذاب کو مین نے یاد کیا تھا پھر مجھے آگاہی ہوگئی کہ حق تعالی نے زینب پر فشار و عذاب آسان کردیا مگر ہانیمہ قبر اوسکو ایسا دباتی ہے کہ سب جانور اوسکی آواز سنتے ہین اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر مین کافر کو اسطرح پر عذاب ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اوسپر مسلط کیے جاتے ہین تم جانتے ہو کہ وہ اژدہے کیسے ہوتے ہین ننانوے سانپ ہوتے ہین کہ ہر ایک کے نو نو سر ہوتے ہین وہ اوس کافر کو ڈستے ہین اور اوسے پیٹتے ہین اور پھپکارین مارتے ہین قیامت تک یہی حال رہتا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اسمین آسانی گذری تو جو کچھ اسکے بعد ہونیوالا ہے وہ بہت ہی آسان ہوگا اور جو قبر ہی مین دشواری ہوئی تو جو کچھ بعد ہونیوالا ہے وہ بہت ہی دشوار اور سخت ہوگا العزیز جانتو کہ قبر کی جو ہولین پیش آنے والی ہین اونمین پہلے نفخ صور کی ہیبت ہے پھر روز قیامت کی ہول اور درازی اور گرمی اور پسینا ہے پھر گناہون کی پرسش کی ہیبت ہے پھر داہنے بائین ہاتھ مین نامۂ اعمال ملنے کی ہیبت ہے پھر اوس رسوائی اور فضیحتی کی ہیبت ہے جو نامۂ اعمال ملنے کے سبب سے ہوگی پھر یہ ہول ہے کہ دیکھیے میزان مین نیکی کا پلہ بھاری ہوتا ہے یا بدی کا پھر مدعیون اور حقدارون کے مظالم کی اور اوسکے جواب کی ہیبت ہے پھر پل صراط کی ہیبت ہے پھر دوزخ کی اور اوسکے درشتون اور طوق زنجیرون اور زقوم اور سانپ بچھو وغیرہ عذابون کی ہیبت ہے اور یہ عذاب دو قسم پر ہین جسمانی اور روحانی جسمانی عذاب کا حال احیاء العلوم کے آخر مین مفصل مذکور ہے اور جو دلیلین اوسپر وارد ہوئی ہین وہ بھی مذکور ہین علی ہذا القیاس موت کی حقیقت کہ موت کیا چیز ہے اور روح کی حقیقت اور اوسکا حال جو مرنیکے بعد ہوتا ہے عنوان مین ذکر ہو چکا جو شخص عذاب جسمانی کی تفصیل دریافت کیا چاہے احیا مین دیکھے اور جو عذاب روحانی کا حال معلوم کیا چاہے عنوان مین تلاش کرے اسواسطے کہ اس کتاب مین عذاب جسمانی کا بیان کرنا اور عذاب روحانی جو عنوا نہین مذکور ہو چکا اوسے پھر ذکر کرنا موجب طوالت ہے اب مردونکا حال جو بزرگونکو خواب مین معلوم ہوا ہی اوسے لکھکر ہم کتاب کو ختم کرتے ہین اسواسطے کہ زندونکو مردونکا حال کشف باطن سے معلوم ہوتا ہی یا خواب مین یا بیداری مین مگر حواس سے مردونکا حال نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ مردے ایسے عالم مین گئے ہین کہ یہ سب حواس انکا حال دریافت کرنیمین بیکار ہین جیسا کہ کان رنگ دریافت کرنیمین اور آنکھہ آواز معلوم کرنیمین معزول اور بیکار ہے بلکہ آدمی مین ایک خاصیت ہی اوس خاصیت کے سبب سے اوس عالم والون کو دیکھہ سکتا ہی مگر وہ خاصیت حواس اور دنیا کی مشغلون کی بھیڑ مین پوشیدہ ہی جونکہ سونیمین ان مشغلونسے آدمیکو نجات ملتی ہی تو اوسکا حال مردونکے حال سے قریب ہوجاتا ہی اور مردونکا حال کچھ کچھ معلوم ہوتا ہی اور اوسی خاصیت کے سبب سے مردون کو بھی ہماری خبر ہوتی ہے حتی کہ ہمارے نیک کامون سے

خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے ہین چنانچہ یہ مضمون حدیثون مین آیا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہمین اونکی خبر اور اونھین ہماری خبر لوح محفوظ کے وساطت کے بغیر نہین ہوتی اسواسطے کہ ہمارا اور اونکا احوال لوح محفوظ مین لکھا ہے چونکہ آدمی کے باطن کو سوتے مین لوح محفوظ کے ساتھ مناسبت پیدا ہوجاتی ہے تو خواب مین لوح محفوظ سے مردونکا حال معلوم ہوجاتا ہے اور چونکہ مردون کو لوح محفوظ سے مناسبت پیدا ہوتی ہے تو وہ اوسمین ہمارا حال دریافت کرلیتے ہین اور لوح محفوظ کی مثل اوس آئینہ کی سی ہے جسمین سب چیزون کی صورت موجود ہے اور آدمی کی روح بھی آئینہ کے مثل ہے اور مردے کی روح بھی پس جسطرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ مین صورت پیدا ہوجاتی ہے اوسیطرح لوح محفوظ سے ہم مین اور مردون مین بھی پیدا ہوجاتی ہے اسمین یہ گمان نکر کہ لوح محفوظ لکڑی یا بانس یا غیرہ کی ایک چوکھونٹی تختی ہے کہ اس ظاہری آنکھ سے اوسے دیکھ سکین اور جو کچھ اوسمین لکھا ہے اوسے پڑھ سکین عزیز اگر لوح محفوظ کی مثال تجھے دریافت کرنا منظور ہے تو اپنے ہی مین ڈھونڈھ اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین ہے اوسکا نمونہ اور شبیہ حق تعالی نے تجھ مین رکھدیا ہے تاکہ اوسکے سبب سے تجھے سب چیزون کی پہچان حاصل ہو مگر تو اپنے سے آپ غافل ہے تو اور کو کیا پہچانیگا اور لوح محفوظ کا نمونہ حافظ کا دماغ ہے کہ تمام قرآن یاد رکھتا ہے گویا کہ اوسکے دماغ مین تمام قرآن لکھا ہے اور وہ اوسے اور اوسکے حرفون اور اوسکی سطرون کو دیکھتا ہے اگر کوئی شخص حافظ کے دماغ کو ریزہ ریزہ کرکے اس ظاہری آنکھ سے دیکھے تو اوسمین نہ کہین قرآن دکھائی دیگا نہ کچھ لکھا نظر آئیگا پس عزیز جملہ امور کا لوح محفوظ مین لکھا ہونا تو اسیطرح سمجھ لے کیونکہ اوسمین سب نہایت امور منقوش ہین اور آئمہ متناہی ہے تو نامتناہی کا متناہی مین نقش محسوس سے آنا ممکن نہین پس اوسکا نمونہ اور اوسکی لوح اور اوسکا قلم اور اوسکا ہاتھ کوئی تیری چیزون کے مثل نہین جسطرح وہ خود تیرے مانند نہین بلکہ ایسا ہی مضمون ہے جیسا کسیسنے کہا مصرع از خانہ بکد خدا بیاند ہمہ چیز + عزیز اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ مردون کو ہماری خبر اور ہمین مردون کی خبر ہونا تجھے معلوم ہوجاے جیسا کہ تو خواب مین دیکھتا ہے اور خواب مین مردونکو اچھے حال مین دیکھنا اس بات پر بڑی دلیل ہے کہ وہ راحت و نعمت مین یا عذاب و مصیبت مین وہ زندہ ہین اور بالکل نیست اور مردہ نہین ہین جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ **مردون کے احوال کا بیان جو خواب مین معلوم ہوا ہے** جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے خواب مین دیکھے اوسنے مجھے جاگتے مین دیکھا اسواسطے کہ شیطان میری صورت مین نہین آسکتا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے کہ مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھسے خفا ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھسے کیا خطا ہوئی ارشاد فرمایا کہ تجھسے یہ نہین ہوسکتا کہ روزہ مین اپنے اہلیہ کو بوسہ نہ دے پھر حضرت عمر رضہ نے عمر بھر ایسا نہین کیا اگرچہ روزے مین جورو کا بوسہ لینا حرام نہین ہے مگر نہ لینا اونکے اوسے صدیق لوگون سے ایسی باریک باتون مین درگذر نہین کرتے اگرچہ اورون سے کرین حضرت عباس کہتے ہین کہ مجھکو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے محبت تھی اونکے مرنے کے بعد مین نے چاہا کہ خواب مین دیکھون سال بھر کے بعد مین نے دیکھا

کہ اپنی آنکھیں ملتے ہوئے فرمانے لگے کہ اب فراغت ملی اگر حق تعالیٰ کریم و رحیم نہ ہوتا تو بڑا خطر تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابولہب کو خواب میں دیکھا آتش دوزخ میں جلتا تھا میں نے پوچھا کیا حال ہے کہنے لگا کہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہتا ہوں مگر جو کہ شب دوشنبہ کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تھے اور مجھے آپ کی ولادت کی خوشخبری پہونچی تھی اور میں نے اوسکی خوشی میں ایک بندہ آزاد کیا تھا اوسکے ثواب کی بدولت دوشنبہ کی رات کو مجھپر عذاب نہیں ہوتا خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ آپ بیٹھے ہیں میں بھی اوس محفل میں بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حاضر کیا اور انہیں ایک مکان کے اندر کیکے دروازہ بند کر لیا اوسوقت میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ باہر نکلے اور فرمانے لگے قُضِیَ لِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی واللہ میرا ہی حق ثابت ہوا پس حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جلدی سے باہر نکلے اور فرمانے لگے غُفِرَ لِیْ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی واللہ میں بھی بخشدیا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے قبل ایک روز سوکر جو اوٹھے تو کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ لوگوں نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگے کہ ظالموں نے حسینؓ کو قتل کر ڈالا لوگوں نے پوچھا کہ تمہیں کیونکر معلوم ہوا کہا میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہے آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباس تو نے دیکھا کہ میری امت نے میرے ساتھ کیا کیا میرے فرزند حسینؓ کو قتل کر ڈالا یہ اوسکا اور اوسکے ساتھیوں کا خون ہے داد خواہی کے واسطے حق تعالیٰ کے سامنے لیجاتا ہوں چوبیس دن کے بعد خبر آئی کہ واقعی امام حسین علیہ السلام کو ظالمون نے شہید کر ڈالا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسیںنے خواب میں دیکھا اور کہا کہ آپ ہمیشہ زبان سے اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ بہت کام مجھے درپیش ہیں فرمایا ہاں اسی زبان سے میں نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا حق تعالیٰ نے میرے سامنے بہشت رکھدی یوسف بن الحسین رحمۃ اللہ تعالیٰ کو کسیںنے خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا بولے مجھپر رحمت کی پوچھا کس عمل کے سبب سے کہا اس سبب سے کہ حق بات کو ہزل سے میں نے کبھی نہیں ملایا منصور ابن عمیل رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ عبداللہ بزاز کو میں نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا میں نے جس گناہ کا اقرار کیا حق تعالیٰ نے اوسے بخشدیا مگر ایک گناہ کہ اوسکے اقرار کرنے میں مجھے شرم آئی پس حق تعالیٰ نے مجھے پسینے میں کھڑا رکھا حتیٰ کہ میرے منہ کا گوشت بالکل گر پڑا میں نے پوچھا کہ وہ گناہ کیا تھا کہا کہ ایک دن میں نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا تھا وہ مجھے اچھا معلوم ہوا مجھے شرم آئی کہ حق تعالیٰ کے سامنے میں اس گناہ کا اقرار کروں ابوجعفر حندلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ صوفیوں کا ایک گروہ حضرت کے ساتھ بیٹھا ہے دو فرشتے آسمان پر سے اوترے ایکے ہاتھ میں آفتابہ تھا ایکے ہاتھ میں طشت پس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دھویا اور اون صوفیوں نے اپنے ہاتھ دھوئے وہ فرشتے میرے سامنے طشت اور آفتابہ لائے کہ میں بھی ہاتھ دھوؤں کسیںنے کہا کہ اسکے ہاتھ پر پانی نہ ڈالو یہ ان لوگوں میں سے

تہین ہے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جس قوم کو دوست رکھتا ہے وہ اوسی قوم مین سے ہے اور مین اس قوم کو دوست رکھتا ہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرشتون سے فرمایا اسکے ساتھ دہولا وہ بھی اسی قوم مین سے ہے مجمع نامی ایک بزرگ تھے اونہین کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ تمنے کیا معاملہ دیکھا کہا کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی زاہد لوگ لیگئے زرارہ ابن ابی اوفی رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ کس عمل کو تو نے افضل پایا کہا کہ خدا کے حکم پر راضی رہنے کو اور امید کو تاہ رکھنے کو یزید ابن مذعور کہتے ہین کہ اذرائی رحمہ اللہ تعالی کو مین نے خواب مین دیکھا اور کہا کہ جو عمل بہتر ہے مجھے اوسکی خبر دو تاکہ مین اوسکے سبب سے تقرب خدا کرون کہا کہ کوئی درجہ علما کے درجہ سے بلند تر مین نے نہین دیکھا اسکے بعد مگمگینون کا مرتبہ دیکھا یہ یزید پیر مرد تھے یہ خواب دیکھنے کے بعد ہمیشہ رویا کیے حتی کہ روتے روتے اندہے ہوگئے مرے ابن یمینہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے اپنے بھائی کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ جس گناہ سے مین نے استغفار کیا تھا وہ تو بخشدیا اور جس سے استغفار نہین کیا تھا اوسے نہین بخشا بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ خدا نے کیا کیا بولین کہ مجھپر رحمت کی پوچھا کہ اوس مال کے سبب سے رحمت کی جو تمنے مکہ معظمہ کی راہ مین صرف کیا تھا کہا نہین اوس مال کا اجر تو مالک مال کو ملا مجھے میری نیت کی بدولت بخشدیا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا بولے کہ مین نے ایک قدم تو پل صراط پر رکھا اور دوسرا جنت مین احمد ابن الحواری رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ مین نے اپنی حور کو خواب مین دیکھا کہ ایسی خوبصورت ہے کہ اوسکا حسن و جمال کبھی کسی مین مین نے نہ دیکھا تھا روشنی اور نور کے سبب سے اوسکا چہرہ چمکتا تھا مین نے پوچھا کہ تیرا چہرہ کیون نورانی ہے کہنے لگی کہ تمہین یاد ہے کہ فلانی رات کو تم خدا کے تئین یاد کرکے روئے تھے مین نے کہا کہان مجھے یاد ہے کہنے لگی کہ تمہارے آنسو مین نے اپنے چہرے مین مل لیے تھے یہ تمام نور اوسیکے سبب سے ہے کتانی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہین کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کو مین نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے آپ کے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھپر رحمت کی وہ سب عبارات اور اشارات تو برباد گئے اونکے سبب سے تو کچھ فائدہ نہوا مگر وہ دو رکعت نماز جو رات کو مین پڑہا کرتا تھا کام آئین بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگین کہ ان چار کلمون کے سبب سے حق تعالی نے مجھپر رحمت فرمائی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْفِیْ بِھَا عُمْرِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَدْخُلُ بِھَا قَبْرِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَخْلُوْ بِھَا وَحْدِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْفِیْ بِھَا رَبِّیْ حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالی کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھپر رحمت کی اور مجھسے ارشاد فرمایا کہ تجھے مجھسے شرم نہ تھی کہ اوس سختی کے ساتھ مجھسے ڈرتا تھا حضرت ابو سلیمان قدس سرہ کو کسینے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالی نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھپر رحمت کی اور کسی چیز سے مجھے نقصان نہین پہنچا دینداروں مین انگشت نما ہونے سے حضرت ابو سعید خراز قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا ہاتھ مین دھاگا

کرا دے ہمارون اوس سے وہ کچھ نہ ڈرا بس ہاتف نے ایک آواز دی کہ یہ لاٹھی سے نہین ڈرتا جو نور دلمین ہوتا ہے اوس سے یہ ڈرتا ہے سبوحی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ ابلیس کو مین نے خواب مین دیکھکر کہا کہ آدمیون سے تجھے شرم نہین آتی کہنے لگا یہ آدمی نہین ہین اگر آدمی ہوتے تو جطرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہین مین انسے نہ کھیلتا آدمی وہ لوگ ہین جنہون نے مجھے بیمار اور نزار کر دیا یہ صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف اشارہ کیا ابو سعید خراز رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین دمشق مین تھا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تشریف لاتے ہین اور مین اپنے سینہ پر انگلیان مار مار کر ایک شعر پڑہتا تھا آپ نے فرمایا کہ اس فعل مین فائدے سے زیادہ نقصان ہے حضرت شبلی قدس سرہ کو مرنے کے تین دن کے بعد کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ میرے حساب کو تنگ پکڑا حتی کہ مین ناامید ہوا جب میری ناامیدی دیکھی تو مجھپر رحمت کی حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھپر رحمت کی پوچھا کہ عبداللہ مبارک کا کیا حال ہے کہا اونھین دن بھر مین دو مرتبہ حق تعالیٰ کے دیدار کی بار ملتی ہے حضرت مالک انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ اوس کلمہ کے سبب سے مجھپر رحمت کی جو مین نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا تھا کہ وہ جب جنازہ دیکھتے تھے تو کہتے تھے سُبْحَانَ اللّٰهِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے جس شبکو انتقال فرمایا اوسی شب کسی شخص نے اونھین خواب مین دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور آواز آرہی ہے کہ حضرت حسن بصری نے اپنے خدا کو دیکھا اور بہت خوشنود ہوا حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا اور کہا کہ اے ابلیس تو آدمیون سے نہین شرماتا کہنے لگا کہ یہ آدمی نہین ہین آدمی وہ ہین جو شونیزیہ مین ہین کہ اونھون نے مجھے نزار کر ڈالا حضرت جنید کہتے ہین کہ مین صبحی شونیزیہ کی مسجد تک پہونچا جیسے ہی دروازے کے اندر گیا تو دیکھتا کیا ہون کہ لوگ زانو پر سر رکھے ہوئے تفکر مین بیٹھے ہین مجھے دیکھکر کہنے لگے کہ اے جنید اوس ملعون بلید کے کہنے سے دہوکے مین نہ آنا عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالیٰ نے جنت کی ایک حور کو خواب مین دیکھا کہ نہایت درجہ حسین ہے وہ کہنے لگی کہ اے عتبہ مین تجھپر عاشق ہون خبردار ایسا کام نہ کرنا کہ حق تعالےٰ تجھے بار رکھے عتبہ نے کہا کہ مین نے دنیا کو تین طلاقین دین ہین ہرگز اوسکے قریب بھی نہ جاؤنگا تاکہ تجھے پاؤن ابو ایوب ہیتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ ایک مفسد آدمی کا جنازہ دیکھکر بالاخانہ پر چڑہ گئے کہ اوسپر نماز نہ پڑہنا چاہیے اوس مردے کو کسینے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ مجھپر رحمت کی یہ کہکر کہا کہ ابو ایوب سے کہدینا لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِكُوْنَ خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْ اِذًا لَّاَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ یعنی خدا کی رحمت کے خزانے اگر تمہارے ہاتھ مین ہوتے تو تم خرچ کے سبب سے کچھ بھی نہ خرچ کرتے جس رات کو حضرت داؤد طائی قدس سرہ نے انتقال فرمایا ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ آسمان کے فرشتے آتے جاتے ہین اس شخص نے پوچھا کہ آج کون سی رات ہے فرشتون نے کہا کہ آج داؤد طائی نے انتقال کیا ہے بہشت اونکے واسطے آراستہ ہوئی ہے حضرت ابو سعید شحام قدس سرہ کہتے ہین کہ سہل صعلوکی کو مین نے خواب مین دیکھکر کہا اے خواجہ کہنے لگے کہ خواجگی سے ہاتھ اوٹھا

کہ وہ سب کون گذری میں نے کہا کہ تمہارے وہ سب کار اور کردار کہاں گئے کہنے لگے کچھ مفید نہ ہوا مگر اون مسائل کا جواب جو
پوچھا کرتی تھیں ربیع ابن سلیمان کہتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو میں نے خواب میں دیکھا پوچھا کہ حق تعالیٰ نے آپکے ساتھ
کیا کیا فرمایا کہ مجھے سونے کی کرسی پر بٹھا کر آبدار موتی مجھ پر چھپکے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ایک مشکل کام مجھے
پیش آیا میں اوسمیں عاجز ہوا خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نے آکر کہا اے محمد اور یوں کہہ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ
ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا لَا مَوْتًا وَّلَا حَیٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَا اَعْطَیْتَنِیْ وَلَا اَنْ اَتَّقِیَ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ
اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَةٍ صبح کو جب میں اوٹھا تو میں نے یہ دعا پڑہی کچھ دن جیسے
کام آسان ہوگیا الغرض یہ تجھے چاہیے کہ اس دعا کو نہ بھول عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالیٰ کو کسیںنے خواب میں دیکھا پوچھا کہ خدا نے تمہارے
ساتھ کیا کیا کہا کہ اوس دعا کے سبب سے بخشدیا جو دیوار پر لکھی ہے میں جب جاگا تو عتبۃ الغلام کے خط سے دیوار پر یہ دعا لکھی دیکھی
یَا هَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ وَیَا رَاحِمَ الْمُذْنِبِیْنَ وَیَا مُقِیْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِیْنَ اِرْحَمْ عَبْدَكَ ذَا الْخَطَرِ الْعَظِیْمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ
كُلِّهِمْ اَجْمَعِیْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْیَاءِ الْمَرْزُوْقِیْنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ
وَالصَّالِحِیْنَ اٰمِیْنَ رَبَّ الْعَالَمِیْنَ ذکر موت میں اسقدر باتیں جو یہاں کی گئیں یہی بس ہیں کتاب کیمیاے سعادت کو اسی
جگہ ختم کیا جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کریں اور اس سے فائدہ لیں اونسے یہ امید ہے کہ اس کتاب کے مصنف اور مترجم کو دعاے
خیر میں نہ بھولیں اور حق تعالیٰ سے اوسکی مغفرت چاہیں تاکہ اگر کوئی سہو اور قصور کلام میں ہوا ہو یا تکلف یا ریا کا میل نیت میں ہوگیا ہو
تو اوسے حق تعالیٰ اپنی دعا اور رحمت کی برکت سے معاف کرے اور اس کتاب کے ثواب سے محروم نہ رکھے اسواسطے کہ اس سے
بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ کوئی شخص خلق کو خدا کی طرف بلائے اور خود ریا کے سبب سے درگاہ الٰہی سے دور رہ جائے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهُ
وَنَقُوْلُ فِیْ خَاتِمَةِ الْكِتَابِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَنَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَنَعُوْذُ بِكَ
مِنْكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهٗ

خاتمۃ الطبع

حامداً ومصلیاً ومسلماً بارید ضلالت کے آوارون کو مسرت ہو کہ ہادی برحق نے اونمین ہدایت فرمائی مرض شقاوت کے گرفتارون کو فرحت ہو کہ شافی
نے اونمین صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ سراپا منفعت مسمی بہ **اکسیر ہدایت** ترجمہ **کیمیاے سعادت** مرکب ہوا جناب فیضمآب راہ برطرق فراغت
جادہ گرد ہ فلاکت عالی مراتب جناب منشی **نول کشور** صاحب کے مطبع واقع لکھنؤ میں زیور طبع سے آراستہ ہوکر ۱۲۹۰ ہجری جیسا کہ مرتب ہوا

قطعات تاریخ مطبوعہ سابق

از شاہ طبع منشی فدا علی صاحب میش ہمہ کس عقد ہ کشا میش
کشی ہوا سکے سر ہر کو مدام | الوہے رحم عزالی مرحبا
عبد زار شاعر خوش بیان منشی طوطا رام شایان

ایضاً

حروف حرف اسکا در سفتہ گنگا جلا
جس سمہ کر یہ نسخہ مکمل
ہو گی اہل مذاق کو پر خوب
خواہش ما و خلق تمام از کیمیاے کشتہ دون
مرجع گرید و دلدار و دو نفضل کرد

کیمیاے ترجمہ اکسیر ہے
کیا لکھا تاریخ پایا میش نے
اخیر فکر تہ سنج نکتہ سنجان سلف
سال کلکہ ترجمہ ہوا خوب

کیون نہو گوہر گرد اخر سے ہار
نسخہ اکسیر محبوب کا جیب
سال تکمیل ترجمہ ہوا خوب